بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمان نسخہ

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے گلشنی | جو تھا سار ہے ... کو ہر دل عزیز | لکھا نام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر چہارم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

مطبع نامی منشی نولکشور میں حسن و زیبائی سے مطبوع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

پیراہن یوسفی

مثنوی معنوی

ای ضیاء الحق حسام الدین تویی — که گذشت از مه بنورت مثنوی
همت عالی تو ای مرتجا — می کشد این را خدا داند کجا
گردن این مثنوی را بسته — می کشی آن سو که تو دانسته
مثنوی پویان کشنده ناپدید — ناپدید از جاهلی کش نیست دید
مثنوی را چون تو مبدا بوده — گر فزون گردد تواش افزوده
چون چنین خواهی خدا خواهد چنین — می دهد حق آرزوی متقین
کان لله بوده در ما مضی — تا که کان الله له آید جزا
مثنوی از تو هزاران شکر داشت — در دعا و شکر کفها بر فراشت
در لب و کفش خدا شکر تو دید — فضل کرد و لطف فرمود و مزید
زانکه شاکر را زیادت وعده است — آنچنان که قرب مزد سجده است
گفت واسجد واقترب یزدان ما — قرب جان شد سجده ابدان ما
گر زیادت می شود زین رو بود — نی برای بوستان و [illegible] بود

اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی — ماہ پر غالب ہو تجھسے مثنوی
ہمت عالی تری اے مہربان — اسکو کھینچے ہے خدا جانے کہاں
باندھی گردن مثنوی کی تو نے ہے — جس طرف تو چاہے اسکو کھینچئے
مثنوی دوڑے کشندہ ناپدید — جاہل سے پنہاں کہ اسکی نہیے دید
مثنوی کا جو کہ تو مبدا ہوا — بڑھ گئی اور اسکو بڑا تو نے کیا
جیسا تو چاہے وہی چاہے خدا — دیتا ہے حق آرزوے اتقیا
کان لله جو کہ تو پہلے ہوا — تاکہ کان الله له آوے جزا
تجھسے صد ہا شکر رکھے مثنوی — ہاتھ اٹھائے بس دعا میں اور بھی
اسکو شاکر حق نے جو پایا ترا — فضل کر کے لطف اور زیادہ کیا
کہ ہے وعدہ لطف شاکر سے سوا — قرب سجدے کی ہے جو قرب خدا
بولا واسجد واقترب وہ کبریا — قرب جان ہر سجدہ اپنے جسم کا
جو زیادہ ہو تو اس [illegible] ہو — ہای وہو اور کروفر سے کب ہو وہ

با تو ما چون رز بتابستان خوشیم	حکم داری هین بکش تا می کشیم
خوش بکش این کاروان را تا بحج	ای امیر صبر و مفتاح الفرج
حج زیارت کردن خانه بود	حج رب البیت مردانه بود
زان ضیا گفتم حسام الدین ترا	که تو خورشیدی و این دو وصفها
کاین حسام و این ضیا یکیست هین	تیغ خورشید از ضیا باشد یقین
نور از آن ماه باشد وین ضیا	آن خورشید این فرو خوان از نبا
شمس را قرآن ضیا خواندی پدر	وان قمر را نور خواند این را نگر
شمس چون عالی‌تر آمد خود ز ماه	پس ضیا از نور افزون دان بجاه
بس کس اندر نور مه منهج ندید	چون برآمد آفتاب آن شد پدید
آفتاب اعراض را کامل نمود	لاجرم بازارها در روز بود
تا که قلب و نقد نیک آید پدید	تا بود از غبن و از حیله بعید
تا که نورش کامل آمد بر زمین	تاجران را رحمة للعالمین
لیک بر قلاب مبغوض است سخت	زان که زو شد کاسد او را نقد و رخت
پس عدوی جان صرافست قلب	دشمن درویش که بود غیر کلب
انبیا با دشمنان بر می‌تنند	پس ملائک رب سلم می‌زنند
کین چراغی را که هست آن نوردار	از پف و دمهای دزدان دور دار
دزد و قلابست خصم نور بس	زین دو ای فریادرس فریاد رس
روشنی بر دفتر چارم بریز	کافتاب از چرخ چارم کرد خیز
هین ز چارم نور ده خورشیدوار	تا بتابد بر بلاد و بر دیار
هر کش افسانه بخواند افسانه است	وانکه دیدش نقد خود مردانه است
آب نیلست و بقبطی خون نمود	قوم موسی را نه خون بد آب بود
دشمن این حرف این دم در نظر	شد ممثل سرنگون اندر سقر
ای ضیاء الحق تو دیدی حال او	حق نمودت پاسخ افعال او
دیدهٔ غیبست چون غیب اوستاد	کم مبادا زین جهان این دید و داد
این حکایت را که نقد وقت ماست	گر تمامش میکنی اینجا رواست

تجھ سے ہم گرمی ہے جون انگور خوش	حکم آوے ہو وین ہم تا بادہ کش
لیجل اس کاروان کو تا بہ حج	اے امیر صبر مفتاح الفرج
حج زیارت کرنا بیت اللہ کا نام	حج رب البیت مردون کا ہے کام
اے حسام الدین ضیا تجکو کہین	کہ تو شمس اور دو یہ ہیں وصف ہین
یہ حسام اور یہ ضیا بس ایک ہے	تیغ خور کی ہے ضیا سے جان لے
نور ہے مہ کا ضیا خورشید کی	ملک ہے یہ پڑھلے قرآن سے ابھی
شمس کو قرآن مین فرمایا ضیا	اور قمر کو نور حق نے ہے کہا
شمس جو آیا ہے برتر ماہ سے	نور سے برتر ضیا کو جان لے
نور مہ مین رہ نہین دیکھے کوئی	جبکہ نکلا شمس وہ ظاہر ہوئی
خور نے خوب اسباب کو دکھلا دیا	اسلیے بازار کو دن مین رکھا
خوب تا کھوٹا کھرا معلوم ہو	تا نہ دھوکا کھائے اور مغموم ہو
نور اسکا کامل آیا تا زمین	تاجرون کو رحمة للعالمین
پر دغا بازون پہ بھارا اور سخت ہے	کیونکہ اسکا کھوٹا پن ظاہر کرے
جان صرافون کا دشمن ہے قلب	دشمن درویش کب ہے غیر کلب
انبیا دشمن سے جبکہ لڑتے ہین	بس ملائک رب سلم کہتے ہین
آن چراغون کو کہ روشن ہین نور	رکھ تو دم اور پھونک سے چور کو دور
یہن دغا و چور خصم نور بس	ان سے بچا اور ہو تے فریادرس
روشنی تو چوتھے دفتر پر بچھا	کہ فلک چوتھے سے خورشید اب چلا
نور اس چوتھے سے جون خورشید دے	تا کہ چمکے شہر اور اقلیم بھی
جسنے افسانہ پڑھا افسانہ ہے	جسنے دیکھا نقد اسے مردانہ ہے
قبطیون کو خون تھا جو آب نیل	سبطیون کو خون نتھا وہ آب نیل
دشمن ان حرفون کا اسدم دیدہ مین	سرنگون اور مسخ زرد و زرد مین ہین
حال اسکا اے ضیا تمکو دکھلا	خود جواب اسکے دیا افعال کا
آنکھ تیری غیب کی ہے اوستاد	اس جہان سے کم نہو یہ دید و داد
وہ حکایت سیری نقد وقت ہے	پایان تمام اب اسکو کرنا چاہیے

بس اب بدون کو چھوڑ نیکون کے لیے	پورا کر قصہ کو اور مخلص کرے	تاکسان را ترک کن بهر کسان	قصه را پایان بر و مخلص رسان

آخر مین حکایت اس عاشق کی کہ شحنہ سے باغ مین بھاگا اور معشوق کو اس باغ مین پایا اور شحنہ کو خوشی سے دعای خیر کرتا تھا عسی ان تکرہوا شیأ وہو خیر لکم

تمامی حکایت آن عاشق که از عسس بگریخت در باغ و معشوق را در ان باغ یافت و بر عسس دعای خیر میکرد از شادی که عسی ان تکرهوا شیأ و هو خیر لکم

گر حکایت نہ ہوئی اس جا تمام	جلد ہو کتی یہین تو کر اسکو نظام
اس مین تھا کہ باغ کے اندر گیا	خوف شحنہ سے وہ عاشق با وفا
باغ کے اندر تھی وہ صاحب جمال	جسکے غم سے تھا بلا مین آٹھ سال
اوسکا سایہ دیکھنا ممکن نہ تھا	مثل عنقا سنتا وہ اسکی ثنا
جز جھلک کہ اک قضا سے پڑ گئی	آسکے اوپر بس دل اسکا لگ گئی
بعدہ کرتا تھا کوشش جستنی و	نے مجال اسکو وہ دیتی تند خو
ز خوشامد سے تھا چارہ نہ مجال	سیر چشم اور بے طمع تھا وہ نہال
عاشق ہر پیشہ و مطلب کا جو ہو	حق نے پہلے چاٹ دی ہو جیسے
جب تلاش اس عشق مین کرنے لگے	بعدہ در باندھے خدمت اس کے لیے
بس اسی امید پر خدمت کرین	یاس اور امید ہر دم وہ رکھین
ہر کسیکو ہے امید برتری	کہ اسی دن اسنے در کھولا خوشی
پھر گیا در بند وہ مشتاق در	بس ہوا مضطر اسی امید پر
باغ مین خوش خوش ہوا آیا وہ جوان	گنج بر پانون پڑا بس ناگہان
کر دیا شحنہ کو حق نے اک سبب	باغ مین تا ڈر سے جائے وہ بشب
دیکھا معشوقہ کو اسنے با چراغ	کہ انگوٹھی ڈھونڈھتی اندر جو باغ
بس ملاتا تھا وہ شحنہ کی دعا	ذوق سے ہمرہ ثنا کے کر یا
بھاگنے مین جو برا مین نے کہا	بس جسے زر عسس کو دی خدا
کوتوالی سے اوسے آزاد کر	جیسا مین ہون شاد اسکو شاد کر
اس جہان و اس جہان مین نیک	رکھ سگی و شحنگی سے دور تر

این حکایت گر نشد آنجا تمام	چاره این جلدست آرش در نظام
اندر ان بودیم کان شخص از عسس	راند اندر باغ از خوف فرس
بود اندر باغ آن صاحب جمال	که غمش این در عنا بد هشت سال
سایهٔ او را نبود امکان دید	همچو عنقا وصف او را می شنید
جز یکی لقیه که اول از قضا	بر وی افتاد و شد او را دل ربا
بعد از ان چندانکه میکوشید او	خود مجالش می نداد آن تندخو
نی بلای چاره بودش نی مجال	سیر چشم و بی طمع بود آن نهال
عاشق هر پیشه و هر مطلبی	حق بیالود اول کارش لبی
چون در افتاد و نداند جستجو	بعد ازان دربست که این جستجو
هم بر آن بوی تتند و میروند	هر دمی راجی و آیس می شوند
هر کسی را هست امید بری	که گشادندش در آن روزی دری
باز در بستندش و اندر زیست	بر همان امید آتش پا شدست
چون در آمد خوش در ان باغ آن جوان	خود فرو شد پا بگنجش ناگهان
مر عسس را سوخته یزدان سبب	تا ز سیم او رود در باغ شب
بیند آن معشوقه را او با چراغ	طالب انگشتری در جوی باغ
پس همی آمیخت از ذوق آن نفس	با ثنای حق دعای آن عسس
که زیان کردم عسس را از گریز	بلیست چندان سیم و زر بر وی بریز
از عوانی مرد را آزاد کن	آن چنان که شادم او را شاد کن
سعد دارش این جهان و آن جهان	از عوانی و سگی اش وارهان

گرچہ اس شحنہ کی عادت ہے خدا / کہ وہ چاہے خلق پر لانا بلا
گر خبر ہو شہ نے مجرم کر دیا / ہو مسلمانوں پہ وہ خوش پس سوا
گر خبر ہو شاہ نے رحمت کری / اور مسلمانوں سے اسیر جود کی
اسکی جان میں اس سے اک ماتم پڑے / اسکو ہو قولنج اس دم رنج سے
ایسے سو ادبار وہ شحنہ رکھے / اس بلا سے تو بچا یارب اسے
وہ دعا کرتا ہے شحنہ کے لیے / کہ اسے شحنہ سے راحت آئی ہے
سب پہ زہر اور اسپہ وہ تریاق تھا / باعث وصل اسکا جو شحنہ ہوا
پس جہان میں کوئی مطلق نہیں بد / ہونا اک نسبت سے بد ہے کر یقین
نے زمانہ میں کوئی ہے زہر و قند / ایک کو پا دوسرے کو ہے بند
پانوں اک کو دوسرا ہی پای بند / زہر اک کو دوسرا ہے مثل قند
زہر سانپوں کا ہو سانپوں کو حیات / آدمی کی نسبت آیا وہ ممات
خلق آبی کو ہو دریا مثل باغ / خلق خاکی ہو وہ درد و داغ
اس طرح سے گنئے تو اک سو کا / نسبت اسکی ایک سے ہے تا ہزار
زید حق میں ایک کے شیطان ہے / دوسرے کے حق میں وہ انسان ہے
ایک کے صدیق و لائق زید ہے / وہ کہے گبر اور احمق زید ہے
ذات اک ہے زید کہ اسپر جنان / دوسرے پر وہ بس رنج و زیان
گر تو چاہے کہ وہ شکر ہو تجھے / چشم عشاقی سے تو دیکھا اسے
تو خودی کی آنکھ سے مت دیکھ آہ / دیکھ معشوقہ کو چشم عشق سے
بند کر چشم اپنی اس خوش چشم سے / عاریت عاشق سے اسکی چشم لے
بلکہ اس سے عاریت لے چشم کو / اسکا منہ اس آنکھ سے بس دیکھ تو
تا ہوا مین تو ملال و رنج سے / بولا کان اللہ لہ حق اسلیے
چشم و دل اور ہاتھ اسکا ہو وہ تن / مدبری سے مقبل اسکے تا ہچنین
جو کہ مکروہ ہے ہوا وہ جب دلیل / آگے تو محبوب کے ہو دے خلیل

حکایت اس واعظ کی کہ شروع تذکیر میں دعا ظالموں کی مانگتا تھا

گرچه خوی آن عوان ست ای خدا / که بهاره خلق را خواهد بلا
گر خبر آید که شه جرمی نهاد / بر مسلمانان شود او زفت شاد
در خبر آید که شه رحمت نمود / از مسلمانان فگند او را به جود
ماتمی در جان او افتد از آن / گیردش قولنج ازین غم در زمان
صد چنین ادبارها دارد عوان / زین بلا فریاد رس ای مستعان
او عوان را در دعا در میکشد / که عوان او را چنان راحت رسد
بر همه زهر و بر او تریاق بود / آن عوان پیوند آن مشتاق بود
پس مطلق نباشد در جهان / بد به نسبت باشد این را هم بدان
در زمانه هیچ زهر و قند نیست / کان یکی را پا دگر را بند نیست
مر یکی را پا دگر را پای بند / مر یکی را زهر و دیگر را چو قند
زهر مار آن مار را باشد حیات / نسبتش با آدمی آمد ممات
خلق آبی را بود دریا چو باغ / خلق خاکی را بود آن درد و داغ
همچنین بر می شمر ای مرد کار / نسبت این از یکی تا صد هزار
زید اندر حق آن شیطان بود / در حق آن دیگری انسان بود
این بگوید زید صدیق و سنی ست / وان بگوید زید گبر و کشتنی ست
زید یک ذاتست بر آن یک جنان / رو بر این دیگر همه رنج و زیان
گر تو خواهی کو ترا باشد شکر / پس ورا از چشم عشاقش نگر
منگر از چشم خودت آن خوب را / بین بچشم طالبان مطلوب را
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو / عاریت کن چشم از عشاق او
بلک ازو کن عاریت چشم و نظر / پس ز چشم او بروی او نگر
تا شوی ایمن ز سیری و ملال / گفت کان الله له زان ذو الجلال
چشم او من باشم و دست و دلش / تا رهد از مدبری ها مقبلش
هرچه مکروهست چون او شد دلیل / پیش محبوبت حبیبست و خلیل

حکایت آن واعظ که در آغاز تذکیر دعاء ظالمان کردی

ایک واعظ تخت پر جب بیٹھتا — رہزنوں کی وہ دعا تھا مانگتا
ہاتھ اٹھاتا تھا کہ یا رب رحم کر — مفسدوں اور باغیوں بدفعل پر
جملہ طعنہ زن پر اہل خیر کے — جملہ کفاروں پر اہل دیر کے
اولیا پر وہ نہ کرتا تھا دعا — جز خبیثوں کے نہ کہتا تھا دعا
اسکو کہتے یہ نہیں دستور ہے — نے یہ بخشش کہ دعا گمرہ کو دے
بولا انسے میں نے نیکی پائی ہے — کرتا ہوں انکو دعا میں اسلیے
اسقدر مجھپر کیے بس ظلم ہیں — کہ مجھے بس شر سے ڈالا خیر میں
جبکہ منھ دنیا کی جانب کرتا میں — زخم و صدمہ انسے بس پاتا تھا میں
زخم سے لیتا میں اس جانب پناہ — گرگ مجکو پھیر کر لاتا براہ
جو مری اصلاح کے باعث ہوئے — بس دعا انکی ہے مجھپر اسلیے
روتا باحق بندہ دردِ خویش سے — سو شکایت کرتا رنج نیش سے
حق کہے آخر کہ رنج و درد نے — کر دیا ناچار اور سیدھا تجھے
یہ گلہ نعمت سے تو کر کہ تجھے — در سے مردود اور جدا اسیر کرے
ہے حقیقت میں عدو تیری دوا — کیمیائے نافع اور دلجو ترا
کہ تو خلوت گہ میں بھاگا اس سے ہے — اور مدد ڈھونڈھے خدا افضل سے
دوست دشمن ہیں حقیقت میں ترے — کہ خدا سے رکھتے غافل ہیں تجھے
ایک حیوان کہ سیٔ نام اسکا ہے — پھولتی ہے ضرب سے وہ چوب سے
چوب جبتک ماریں وہ پھولی رہے — ضرب سے وہ چوب کے فربہ بنے
نفس مومن کو سی اک جان ہے — کہ وہ فربہ ہووے زخم و رنج سے
انبیا پر رنج و آفت بس سوا — جملہ مخلوقات سے ہے دائما
انکی جان جانوں سے ہے بس فربہ تر — کہ نہ دیکھے وہ بلا کوئی بشر
پوست دارو سے بلاکش ہووے ہے — جیسے طائف کی دھوڑی خوش ہے
گر نہ ملتے اسپہ تلخ و تیز کو — سڑتا اور ناپاک و بدبو کرتا وہ
آدمی کو مثل اس چمڑے کے جان — کہ رطوبت سے ہوا بدبو اور گران
مالش اسکو بس دو تم تلخ و تیز سے — تا لطیف اور پاک ہووے جان سے

آن یکی واعظ چو بر تخت آمدی — قاطعان راه را داعی شدی
دست بر میداشت یا رب رحم ران — بر بدان و مفسدان و طاغیان
بر همه تسخر کنان اهل خیر — بر همه کافر دلان اهل دیر
می نکردی او دعا بر اصفیا — می نکردی جز خبیثان را دعا
مر ورا گفتند کاین معهود نیست — دعوت اهل ضلالت جود نیست
گفت نیکویی ازینها دیده ام — من دعاشان زین سبب بگزیده ام
خبث و ظلم و جور چندان ساختند — که مرا از شر بخیر انداختند
هر دمی که رو بدنیا کردمی — من از ایشان زخم و ضربت خوردمی
کردمی از زخم آن جانب پناه — باز آوردندمی گرگان براه
چون سبب ساز صلاح من شدند — پس دعاشان بر منست ای هوشمند
بنده می نالد بحق از درد خویش — صد شکایت میکند از رنج نیش
حق همیگوید که آخر رنج و درد — مر ترا لابه کنان و راست کرد
این گله زان نعمتی کن کت زند — از در ما دور و مطرودت کند
در حقیقت هر عدو داروی تست — کیمیای نافع و دلجوی تست
که ازو اندر گریزی در خلا — استعانت جویی از فضل خدا
در حقیقت دوستانت دشمن اند — که ز حضرت دور و مشغولت کنند
هست حیوانی که نامش اسغر است — کو بزخم چوب زفت و لمتر است
تا که چوبش میزنی به میشود — او ز زخم چوب فربه میشود
نفس مومن اسغری آمد یقین — کو بزخم چوب زفتست و سمین
زین سبب بر انبیا رنج و شکست — از همه خلق جهان افزونترست
تا ز جانها جانشان شد زفت تر — که ندیدند آن بلا قوم دگر
پوست از دارو بلاکش میشود — چون ادیم طائفی خوش میشود
ورنه تلخ و تیز مالیدی درو — گنده گشتی ناخوش و ناپاک بو
آدمی را نیز چون آن پوست دان — از رطوبتها شده زشت و گران
تلخ و تیز و مالش بسیار ده — تا شود پاک و لطیف و با فره

اردو		فارسی	
گر تو سکتا ہے ہو راضی اسپہ یار	کہ تجھے حق رنج دے بے اختیار	ور نمی تانی رضا دہ ای عیار	کہ خدا رنجت دہد بے اختیار
کہ بلائے دوست سے پاکی تجھے	اسکا علم افزون تری تدبیر سے	کہ بلاے دوست تطہیر شماست	علم او بالاے تدبیر شماست
جو صفائی دیکھے شیرین ہو بلا	اور جو صحت پائے اچھی ہو دوا	چون صفا بیند بلا شیرین بود	خوش شود دارو چو صحت بین شود
برد دیکھے خود کو اندر عین مات	پس کہے اقتلونی یا ثقات	برد بیند خویش را در عین مات	پس بگوید اقتلونی یا ثقات
غیر کے حق مین یہ شحنہ سو دہر	لیکن اپنے حق مین خود مردود گر	این عوان در حق غیری شود	لیک اندر حق خود مردود شد
رحم ربانی بس اس سے اٹھ گیا	کینہ شیطانی بس اس سے مل گیا	رحم ربانی ازو ببریدہ شد	کین شیطانی برو پیچیدہ شد
کارگہ وہ خشم و کینہ کا ہوا	جان کینہ جڑ ہے ظلم و کفر کا	کارگاہ خشم گشت و کین وری	کینہ دان اصل ضلال و کافری
پس کہا عیسے سے اک ہشیار نے	سخت تر دنیا مین سب سے کون ہے	گفت عیسے را یکے ہشیار سر	چیست در ہستی ز جملہ صعب تر

سوال کرنا ایک شخص کا عیسے علیہ السلام سے کہ وجود مین سب سے سخت زیادہ کیا ہے — سوال کردن شخصے از عیسے علیہ السلام کہ در وجود از ہمہ اصعب چیست

اردو		فارسی	
بولا ایجان سخت تر خشم خدا	دوزخ اس سے کانپے جون [illegible]	گفتش ایجان صعب تر خشم خدا	کہ ازان دوزخ ہمی لرزد چو ما
بولا کیونکر خشم حق سے ہو امان	روکے اپنا جو کہ خشم اندر زمان	گفت ازین خشم خدا چہ بود امان	گفت ترک خشم خویش اندر زمان
کظم غیظ اب امن ہے تجکو بسیر	روک ہاں اور خشم حق کو یاد کر	کظم غیظ است ای پسر خط امان	خشم حق یاد آر و در کش عنان
بسکہ شحنہ خشم کی اک کان ہے	خشم پر جس کے وہ درندگی کرے	پس عوان کہ معدن این خشم گشت	خشم زشتش از سبع ہم در گذشت
کیا امید اسکو ہے رحمت سے مگر	اس صفت کو چھوڑ دے وہ بار ہا	چہ امیدستش برحمت جز مگر	باز گردد زان صفت آن بی ہنر
گرچہ عالم اسنے بے چارہ کئے	بات یہ گمراہ کر دینے کی ہے	گرچہ عالم را ازیشان چارہ نیست	این سخن اندر ضلال افگندنیست
گندگی ہے چارہ عالم کو نہین	گندگی لیکن نہو بارہ مین	چارہ نبود ہم جہان را از چمین	لیک نبود آن چمین ماء معین

قصہ خیانت کرنا عاشق کا اور آواز دینا معشوق کا — قصہ خیانت کردن عاشق و بانگ زدن معشوق

اردو		فارسی	
پھر کہو احوال اس دلسوز کا	باغ مین جو رشک مہ کے ساتھ تھا	باز گو احوال آن خستہ جگر	در میان باغ با رشک قمر
دیکھا جو احمق نے تنہا یار کو	چاہا اس سے دور کر ہمبوس ہو	چونکہ تنہاش بدید آن سادہ مرد	زود او قصد کنار و بوس کرد
ڈانٹا اسکو اس گھڑی دلدار نے	کہ نہ بن گستاخ ادب کو جانئے	بانگ بر زد ہیبت آن نگار	کہ مرو گستاخ ادب را ہوش دار
بولا خلوت ہے کوئی خلق ہے	آب حاضر اور تشنہ مجھسا ہے	گفت آخر خلوتست و خلق نے	آب حاضر تشنہ ہمچون منے
کوئی یان چلتا نہیں ہے جز ہوا	حاضر اور مانع ہے کون اس عشق کا	کس نمی جنبد درینجا جز کہ باد	کیست حاضر کیست مانع زین گشاد
بولی اے شیدا تو احمق ہو گیا	تو ہے احمق عاقلوں سے نہ سنا	گفت ای شیدا تو ابلہ بودۂ	ابلہی وز عاقلان نشنودۂ
تو نے دیکھا باد کو حرکت جو ہے	بے ہلانے والے وہ کب یان ہلے	باد را دیدی کہ می جنبد بدان	باد جنبانیست اینجا بادران

اپنا پنکھا صنعت اللہ سے ... باد جو بیمار اکو وہ حرکت کرے
باد جزوی اپنے جو قبضہ مین ہے ... تا نہین پنکھا ہلائین نہ چلے
اس ہوا جزوی نے حرکت کو کبھی ... بے ہلے پنکھے کے نہ جاری رہے
جنبش باد نفس کہ لب مین ہے ... بس ہے وہ قبضہ مین جسم اور جان کے
مدح اور پیغام ذم کو گہ کرے ... ہجو اور دشنام دم کو گہ کرے
دوسری بادون کا بھی احوال جان ... جز سے کل کو عقل دیکھے ہے تو مان
باد کو کرتا بہاری حق کبھی ... اور خزان مین کرتا عاری حق کبھی
کرتا ہے صرصر وہ قوم عاد پر ... ہود پر کرتا معطر اسکو ہے
کرتا ہے اک باد کو زہر سموم ... اور صبا کو کرتا ہے شادی قدوم
اسنے پھر دم کو رکھا ہے تیرے پاس ... تا کرے ہر باد کو اسپر قیاس
دم سخن ہوتا نہین بے لطف و قہر ... اک گروہ پر شہد دیگر پہ زہر
اپنا پنکھا کرے انعام کو ... قہر ہر مکھی و مچھر پر ہے دو
پنکھا تقدیر خدا کا کیون نہو ... امتحان سے پر تم اسکو جان لو
جزو باد و دم دیا پنکھے کی ہے ... مفسد اک ہے یا وہ مصلح جان ہے
یہ شمال اور یہ صبا اور یہ دبور ... کب ہو الطاف و انعام سے وہ دور
گیہون اک مٹھی تو دیکھ انبار سے ... ایسے ہی ان سب کو تو بس جان لے
باد کل اس برج بادی سے چلے ... کب بغیر اس پنکھے والے کے ہلے
خرمنون پر وقت کرنے صاف کے ... ذی ہوا چہتے ہین دہقان خرج سے
تا جدا ہو جائین گیہون گھاس سے ... تا بھرین انبار و گھٹے اور کوہ
باد کے چلنے مین جو کچھ دیر ہو ... سب کو تو دیکھے کہ چاہین باد کو
درد زہ مین ایسے ہی جننے کے بات ... گر نہ آئے تو کرین فریاد و داد
گر بلانے والا نے جانے کہ ہے ... کرنا زاری باد کی پھر کیلیے
گنڈا اور تعویذ بھی بس چہتے ہین ... ہر کسی سے درد زہ کے رنج لے
اہل کشتی ایسے ہی ڈھونڈھتے ہین باد ... اسکے سب خواہان ہین یا رب العباد
درد زہ مین دانتون ہی باد کو ... دفع چہتے ہین کہ سے سوزش رہے

مروحہ تصریف صنع ایزدش ... ز دبوران باد وہی جنباندش
جزو بادے کہ بحکم ما درست ... باد بیزن تا بجنبانی نخست
جنبش این جزو باد ای ساوہ مرد ... بے تو و بے باد بیزن سر نگرد
جنبش باد نفس کاندر لبست ... تابع تصریف جان و قالبست
گاہ دم را مدح و پیغامی کند ... گاہ دم را ہجو و دشنامی کند
پس بدان احوال دیگر بادہا ... کز جزوی کل ہمی بینید ہا
باد را حق گہ بہاری میکند ... در دیش زین لطف عاری میکند
بر گروہ عاد صرصر میکند ... باز بر ہود خوش معطر میکند
میکند یک باد را زہر سموم ... مر صبا را میکند خرم قدوم
باد دم را در تو بنہاد اساس ... تا کنی ہر باد را زو قیاس
دم نمیگیرد سخن بے لطف و قہر ... بر گروہی شہد و بر قومیست زہر
مروحہ جنبان پی انعام کس ... وز برای قہر ہر پشہ و مگس
مروحہ تقدیر ربانی چرا ... پر نباشد ز امتحان و ز ابتلا
چونکہ جزو باد دم یا مروحہ ... نیست الا مفسدہ یا مصلحہ
این شمال و این صبا و این دبور ... کی بود از لطف و ز انعام دور
یک کف گندم ز انباری ببین ... فہم کن کان جملہ باشد ہمچنین
کل باد از برج باد آسمان ... کی جہد بے مروحہ آن بادران
بر سر خرمن بوقت انتقاد ... نے کہ فلاحان ہمی جویند باد
تا جدا گردد ز گندم کاہہا ... تا بانباری رود یا چاہہا
چون بماند دیر آن باد وزان ... جملہ را بینی بنزاستان گران
ہمچنین در طلق آن باد ولاد ... گر نیاید بانگ درد آید کہ داد
گر نمیداند کش رانندہ اوست ... باد را پس کردن زاری چہ جست
رقیہ تعویذ می خوانند نیز ... در شکنجہ طلق زن از بہر عزیز
اہل کشتی ہمچنان جویای باد ... جملہ خواہانش از آن رب العباد
ہمچنین در درد دندانہا ز باد ... دفع میخواہی بسوز و اعتقاد

اہل لشکر عجز کرتے حق سے ہیں — کہ ظفر کی باد ای حق دی ہیں
سب یہ جانا ہوئے اے بایقین — بھیجتا ہے باد رب العالمین
عاقلون کی عقل میں آئی یہ بات — پھیر ہوا لاہی پھیرنے والے سنا
گر ہوا سے تو نہ دیکھے ہاسے — جان اثر کیا ہے ہر شے سے
تن کی حرکت جان سے نہ دیکھے تو جان — تن کی حرکت سے ولی تر جان کو جان
بولا میں احمق ادب میں ہوں اگر — ہون دعا میں زیرک و ہشیارتر
بولی یہ ہی تھا ادب کہ جو دکھا — ایسے ہی بس جان سے تو دوہرا
خود ادب یہ تھا و پنہان در سر — دیکھیے بس ہم نے کہ نہ ہونگے
جو کچھ اس کوزہ سے نکلے اور بھی — اک طرح پر ہوینگے بس وہی

از خدا لابه کنان آن جندیان — که بده باد ظفر ای حکمران
پس همه دانسته اند این الیقین — که فرستد باد رب العالمین
پس یقین در عقل هر داننده هست — اینکه با جنبنده جنباننده هست
گر تو او را می نبینی در نظر — فهم کن آن را باظهار اثر
تن بجان جنبد نمی بینی تو جان — لیک از جنبیدن تن جان بدان
گفت او گر ابلهم من در ادب — زیرکم اندر وفا و در طلب
گفت او این بود که خود دیده شد — آن دگر را خود همیدانی تو لد
خود ادب این بود آن دیگر نبین — زین بتر باشد که دیدمش یقین
هرچه زین کوزه تراود بد از این — یک نشا خواهد بدن جمله چنین

قصہ اس صوفی کا کہ گھر میں آیا اور عورت کو غیر کے ساتھ دیکھا

قصه صوفی که بخانه آمد و زن را با بیگانه دید

ایک صوفی آیا اپنے گھر بروز — گھر تھا اک در کا وزن کفش دوز
تھی وہ صحبت بس اپنی یار سے — اندر اس حجرے کے بس تو جان لے
کوئی در صوفی نے آکر چاشت کا — دو نوں گھبرائے نہ حیلہ اور رہا
نے مقرر وقت اسکا تھا ادھر — گھر کو آیا جو کہ وہ دکان سے
آیا وہ بیوقت قصداً اس زمان — بدگمانی کے سبب سوئے مکان
اعتماد اس زن کو تھا کہ وہ غنی — دن کو اس وقت آتا نہ گھر کو کبھی
اعتماد اسکو تھا از راہ قیاس — چاہیے رہنا نہ ہمراہ قیاس
وہ قضا سے قیاس آیا بجا — گرچہ ہو ستار بر دیوے جزا
جو برا تو نے کیا ہے ڈر نہ ہو — کر اگاتا ہے خدا اس تخم کو

صوفی آمد بسوی خانه روز — خانه یک در بود و زن با کفش دوز
جفت گشته با حریف خویش زار — اندر آن یک حجره از وسواس تن
چون بزد صوفی بجد در چاشتگاه — هر دو درماندند نه حیله نه راه
هیچ معهودش نبد کو آن زمان — سوی خانه باز گردد از دکان
قاصد آن روز بیوقت آن مروع — از خیالی کرد با خانه رجوع
اعتماد زن بر او کو هیچ بار — این زمان تا خانه ناید روزگار
اعتمادش بود از وی قیاس — خانه نتوان کرد در کوی قیاس
آن قیاسش راست نامد از قضا — گرچه ستار است هم بدهد جزا
چونکه بد کردی بترس ایمن مباش — زانکه تخم است و برویاند خداش

بیان میں اسکے کہ حق تعالیٰ بندے کو اول گناہ میں رسوا نہیں کرتا ہے

در بیان آنکه حق تعالی بنده را به گناه اول رسوا نکند

چند دفعہ وہ چھپاتا ہے کہ تا — آئے اسکو اس سے بس شرم و حیا
عہد میں حضرت عمر فاروق کے — کر دیا جلاد قایم چور پہ
چور بولا اے امیر المومنین — جرم پہلا ہے مرا ای امن دین

چند گاهی او بپوشاند که تا — آیدش زین پس پشیمانی حیا
عهد عمر آن امیر مومنان — داد دزدی را بجلاد و عوان
بانگ زد آن دزد کای میر ولا — اولین بارست جرمم زینهار

پیر بولے حاشا لله کہ خدا	قہر کرتا پہلی بار اندر جزا
بارہا پنہاں کرے از راہ فضل	اور پھر ظاہر کرے ہے وہ از راہ عدل
تا کہ پیدا دونوں صفت ہوویں عیاں	وہ کرے خوش وہ ڈراوے بیکراں
بارہا عورت نے بدکاری کری	سہل گذرا سہل جانا اسکو بھی
تو وہ ناقص عقل جانے کہ بھلا	جو سبو نکلے سبو ثابت سدا
ایسا تنگ اسکو قضا نے کر دیا	جیسے کافر کو کرے مرگ فجا
نہ رفیق و نے امان نے راستہ	کیونکہ عزرائیل قصد جان رکھو
ایسے ہی اس گھر میں زن کی تنگی	تھی بلا سے خشک وہ اور یار بھی
سوچا صوفی کہ میں ان دو گبر کی	اپنا بدلا لوں ولیکن صبر سے
پر بنوں انجان میں اس دم کہ تا	نہ سنے کوئی یہ خفیہ ماجرا
تھوڑا تھوڑا کینہ ان سے لوں نہاں	جیسے دق والا گھلے ہر اک زمان
شش تپ گھلتا ہے دق والا سدا	پر وہ ہر دم جانتا ہوں بھلا
اس جگر کے مثل کہ بکریں اسے	اشپہ ہیچم کہ جگر کس جا پہ ہے
نی جگر سوراخ میں یاں کوئی ہے	وہ ہوا المنزر در تراس ...
ماندہ مرتے ہیں وہ یہی تو ہیں	وہ خوش آسودہ کہ غافل مخبرین
کوئی پوشیدہ نہ جا اس زن کو تھی	زینہ نے تھا نہ ادر کوٹھری
نی تنور اک کہ وہ اس میں ہو نہاں	نے کوئی خرجی کہ پردہ ہو وہاں
مثل اک میدان محشر کے صفا	نے گڑھا نے ٹیلہ نے چھپنے کی جا
واسطے محشر کے وصف اسکا ہے کا	لا تری فیہا عوج حق نے کہا
چادر اپنی اسکے منہ پر ڈال کر	مرد کو زن کر کے کھولا جلد در

گفت امیرش حاش لله که خدا	بار اول قهر راند در جزا
بارها پوشد پی اظهار فضل	باز گیرد از پی اظهار عدل
تا که این هر دو صفت ظاهر شود	آن مبشر گردد این منذر شود
بارها زن نیز آن بد کرده بود	سهل بگذشت آن و سهلش می‌نمود
آن نمی‌دانست عقل پای‌سست	که سبو دایم ز جو ناید درست
آنچنانش تنگ آورد آن قضا	که منافق را کند مرگ فجا
نه طریق و نه رفیق و نه امان	زانکه عزرائیل شد در قصد جان
آنچنان کان زن در آن حجره جفا	خشک شد او از حریفش ز ابتلا
گفت صوفی با دل خود کای دو گبر	از شما کینه کشم لیکن به صبر
لیک نادانسته آرم این زمان	تا که هر گوشی ننوشد این بیان
از شما پنهان کشد کینه محق	اندک اندک همچو بیماری دق
مرد دق باشد چو یخ هر لحظه کم	لیک پندارد به هر دم بهترم
همچو گفتاری که میسگالدش	غره آن گفت کاین گفتار کو
نیست در سوراخ گفتار ای عمو	گشته او مغرور در زین گفتگو
این همی گوید و بندش می‌نهد	او خوش آسوده که از من غافلند
هیچ پنهان خانه آن زن را نبود	هیچ دهلیز و ره بالا نبود
نه تنوری که در آن پنهان شود	نه جوالی که حجاب آن شود
همچو عرصه پهن روز رستخیز	نه گو و نه پشته نه جای گریز
گفت یزدان وصف آن جای حوج	بهر محشر لا تری فیها عوج
چادر خود را برو افکند زود	مرد را زن کرد و در را برگشود

معشوق کو نیچے چادر کے چھپانا واسطے مکر و فریب و بہانے کے کہ ان کیدکن عظیم

معشوق را زیر چادر پنہان کردن بہانہ تلبیس و بہانہ ذکر کہ ان کیدکن عظیم

مرد کو چادر کے تلے ظاہر دیکھے	ایسا ظاہر ہو جیسے بام پہ
زیر چادر مرد رسوا و عیان	سخت پیدا چون شتر بر نردبان

بولا صوفی ہو نہیں حیران کون ہے — اسکو نہ دیکھا کبھی یاں کون ہے
بولی یہ بی بی ہے اہل شہر سے — مال اور دولت سے آسودہ ہے یہ
در کیا تھا بند بیگانہ کوئی — گھس نہ اندر آسکے نادانہ کوئی
بولا صوفی خاطر اسکی کیا کریں — منت بے شکر اسپر تا رکھیں
بولی خواہش رشتہ کرنیکی رکھے — نیک زن ہے جانے حق کہ کون ہے
اک پسر رکھے کہ یاں ہمثل ہے — خوبرو چالاک و ہشیاری رکھے
چاہے دختر دیکھنا خفتہ ولے — اتفاقاً دختر اب مکتب میں ہے
پھر کہا کہ آٹا یا بھوسی ہو گر — دلھن اسکو میں کروں دل سے مگر
بولا صوفی ہم فقیر اور رنج ہم — قوم بی بی کی امیر اور محتشم
کفو انکی کب ہو یہ جوڑا ہو گر — ایک ہاتھی دانت و اک لکڑی کا در
فقر و حشمت کب بھلا ہمرنگ ہے — مرمر و یاقوت کب ہمسنگ ہو
جامہ آدھا اطلس آدھا ٹاٹ ہے — دانا اسکو جانتے ہیں سب برا
کب کبوتر ساتھ ہو دے باز کے — مکھی کب عنقا سے ہمرازی رکھے
کفو ہر دو زوجیت میں چاہیے — ورنہ تنگ آئیں نہیں الفت ہے پھر

از تعجب گفت صوفی چیست این — هرگز این را من ندیدم کیست این
گفت خاتونیست از اعیان شهر — مرد را از مال و اقبال است بهر
در ببستم تا کسی بیگانه‌ای — در نیاید زود نادانانه‌ای
گفت صوفی چیستش این حدتی — تا برآرم بی سپاس و منتی
گفت میلش خویشی و پیوستگی ست — نیک خاتونیست حق داند که کیست
یک پسر دارد که اندر شهر نیست — خوب و زیرک چابک و مکسب یکیست
خواست دختر را ببیند زیر دست — اتفاقا دختر اندر مکتب است
باز گفت ار آرد باشد یا سبوس — می‌کنم او را بجان و دل عروس
گفت صوفی ما فقیر و زار و کم — قوم خاتون مالدار و محتشم
کی بود این کفو ایشان در زواج — یک در از چوب و در دیگر ز عاج
کی بود همتا که فقر و احتشام — چون بود همجنس یاقوت و رخام
جامه نیمی اطلس و نیمی پلاس — عیب باشد نزد ارباب شناس
با کبوتر باز کی شد هم نفس — کی شود همراز عنقا با مگس
کفو باید هر دو جفت اندر نکاح — ورنه تنگ آید نماند ارتیاح

کہنا عورت کا کہ وہ جہیز نہیں چاہتی ہے مراد اسکی لیاقت اور صلاحیت ہے اور جواب دینا صوفی کا اسکو سمجھی ہیں

گفتن زن که او در بند جهاز نیست مراد او ستر و صلاح است و جواب گفتن صوفی او را بنشانی

تو بولی میں نے عذر ایسے ہی کیے — خواہاں اسباب کی نہیں ہیں کہتی ہے
کہ ملول از زر تنگ ہیں ہم مال سے — حرص جمع کی نہیں جیسے عام کے
ہیں ملول اسباب زر و سامان سے — مال کی کثرت سے تنگی دل کو ہے
یہ ہمارا قصد پاکی و صلاح — دونوں عالم میں ہے اسکے فلاح
عذر صوفی نے کیا پھر فقر کا — تا نہ باقی رہے اسی نے پھر کہا
بولی زن میں نے بھی اسکو پھر کہا — بے جہیزی کو مقرر کر دیا
اعتقاد اسکا ہے پکا کوہ سے — فقر سے نہ تنگ اسکو آئے ہے
وہ کہے مقصود عفت سے مجھے — صدق و ہمت چاہیے وہ کہے ہے

گفت گفتم من چنین عذری و او — گفت نی من نیستم اسباب جو
ما ز زر و از مال دلتنگ آمدیم — ما بحرص جمع نی چون عامه‌ایم
ما ملولیم از قماش و زر و سیم — فارغیم و تخمه از مال عظیم
قصد ما ستر است و پاکی و صلاح — در دو عالم خود بدان باشد فلاح
باز صوفی عذر درویشی بگفت — وان مکرر کرد تا نبود نهفت
گفت زن من هم مکرر کرده‌ام — بی جهازی را مقرر کرده‌ام
اعتقاد است راسخ تر ز کوه — که ز فقرش هیچ می‌ناید شکوه
او همی گوید مرادم عفت است — از شما مقصود صدق و همت است

بولا صوفی مال وسامان خود مرا — دیکھا اور دیکھے ہوئی اُس کو چھپا
خانہ تنگ اور ایک تن اسمین رہے — اور نہ اسمین ایک سوئی چھپ سکے
پھر لیاقت پاکی اور زہد و تکو — مجھے بہتر جانے ظاہر میں ہو وہ
مجھے بہتر جانے وہ حال ستر — آگے پیچھے سر و دنبال ستر
میری بیسامانی ظاہر مثل خور — وہ صلاح و ستر سے واقف ہی تر
میرا ظاہر بے سر و سامان ہے — ہر وہ واقف خود صلاح و ستر کے
شرح پردہ کی نہ بابت ضرور — مثل دن کے اسپہ ہو ظاہر ظہور
ہیں فی اس قصہ کو اس باعث کہا — کم کرے دعوی جو رسوا ہو خطا
خاصکر تجکو بھی ہے دعوے بڑا — اعتقاد و جہد ہی تھا ترا
چون زن صوفی خیانت تو کرے — دام مکر اندر دعا کھولتو ہے
مارتا گپ ہی جو تو نادان ہے — بشرم لے اللہ سے تو کرتا ہے

گفت صوفی خود جهاز و مال ما — دید و می بینید هو یدا نی خفا
خانۂ تنگی مقام یک تنہ — کو در و پنہان نشاید سوزنی
باز ستر و پاکی و زہد و صلاح — او نمایہ داند اندر افتضاح
هم ز ما بید اند او احوال ستر — و ز پس و پیش سر و دنبال ستر
بی جهازی خود عیان همچون خور است — در صلاح و ستر او واقف تر است
ظاہر اسبے جہاز و خانہ ست — در صلاح و ستر او خود عالم است
شرح مستوری ز بابا شرط نیست — چون برای بید اچو رز بر رشتی ست
این حکایت را بدان گفتم که تا — لاف کم بافی چو رسوا شد خطا
مر ترا ای ہم بدعوی مستر او — این محد سنت جہتا دو عتقاد
چون زن صوفی تو خائن بوده — دام مکر اندر دعا بکشوده
که ز هر ناشسته رویی کپ گئی — بشرم داری و نه خدای خویش

بیان اسکا کہ خدا کو بصیر و سمیع و علیم کہنے سے غرض کیا ہے — بیان آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق چیست

اسلیے حق نے کہا خود کو بصیر — دید اسکی تجکو ہو ہر دم نذیر
اسلیے حق نے کہا خود کو سمیع — تا تو چپ رہوے نہ کہوے کچھ شنیع
اسلیے حق نے کہا خود کو علیم — تا نہ سوچے تو فسادا از رہ بیم
اسم فرضی یہ نہیں اللہ کے — کہ رکھے کافور زنگی نام ہے
اسم نکلا ہو قدیم اوصاف سے — علت اولی سلئے بیار ہے
ورنہ از رہ تمسخر کہتے وہ — سامع بہرے کو و بینا کور کو
نام فرضی ہو حیا بے شرم کا — یا کہ روشن نام زنگی کا رکھا
چھوٹی بچہ کا رکھیں حاجی لقب — یا سب کے واسطے غازی لقب
ان لقب کو مدح میں جو کہے — نی صحیح ہو وہ صفت جو نہیں
ہو تمسخر طنز وہ اور یا جنون — پاک حق عما یقول الظالمون
میں یہی جانتی تھی پہلے وصل سے — شکل نیک الا تو بد خصلت رکھی
میں یہی جانتے تھی پہلے دید سے — جنگ سے ثابت شقاوت میں تو ہے

از پی آن گفت حق خود را بصیر — که بود دید وییت هر دم نذیر
از پی آن گفت حق خود را سمیع — تا ببندی لب ز گفتار شنیع
از پی آن گفت حق خود را علیم — تا نیندیشی فسادی تو ز بیم
نیست اینها بر خدا اسم علم — که سیه کافور دارد نام هم
اسم مشتق است و اوصاف قدیم — نه مثال علت اولی سقیم
ورنه تسخر باشد و طنز و دغا — کر را سامع ضریرے را ضیا
یا علم باشد حیی نام وقیح — یا سیاه زشت را نام صبیح
طفلک نوزاده را حاجی لقب — یا لقب غازی نهی بهر نسب
گر بگویند این لقبها در مدیح — چون ندارد آن صفت نبود صحیح
تسخر و طنزی بود آن یا جنون — پاک حق عما یقول الظالمون
من همیدانستمت پیش از وصال — که نکو روی ولیکن بدخصال
من همیدانستمت پیش از لقا — کز ستیزه راسخی اندر شقا

جیسے سخ آنکھ اسکے غم سے ہو عیاں	وہ پردے جانون ہے کم بنی پنہان	چونکه چشم سخ باشد وغش	وانگهش زان درد گرم منبیش
مجکو شل بھیڑ دیکھا بے شبان	تو نے جانا میں نرکھون پاسبان	تو مرا چون برده دیدی بی‌شبان	تو گمان کردی ندارم پاسبان
ورلے عشاق رہیں اسلیے	کہ نظر رکھتے ہیں جاے غیر پے	عاشقان از درد زان نالیده اند	که نظر نا جایگه مالیده اند
جانتے آہو کو ہیں وہ بے شبان	قید اسکی جانتے ہیں رایگان	بی‌شبان دانسته اند آن ظبی را	رایگان دانسته اند آن سی را
تا جگر پر تیر غیرت سے لگا	کہ نگہبان ہیں ہون مت دیکھ برا	تا ز غیرت تیر آمد بر جگر	که منم حارس کزا فکنم گمر
کب ہیں کم نیچے سے بکری بھیڑ کے	کہ نگہبان ہو نہیں تیچھے سرکے	کی کم از بره کم از بزغاله ام	کر نباشد حارس از دنباله ام
وہ نگہبان ہے کہ مالک اسکا ہے	اس ہوا کو جانے جو مجھپر چلے	حارسی دارم که ملکش میرسد	داند آن بادی که بر من می‌وزد
وہ ہوا کتنی ہے ردیا گرم اے سقیم	وہ نہے غافل در غائب وہ علیم	سرد بود آن باد یا گرم آن علیم	نیست غافل نیست غائب السقیم
نفس شہوانی نرکھے نور جان	دیکھتی ہون تیرا اندھا پن عیان	نفس شهوانی ندارد نور جان	من بدل کوریت میدیدم عیان
نفس شہوانی سے اندھا حق سے ہے	تیرا اندھا پن میں کیون دور سے	نفس شهوانی ز حق کرست و کور	من بدل کوریت میدیدم ز دور
آٹھ سال اس سے نہیں پوچھا کبھی	کہ بھرا دیکھا تھا تجکو جہل سے	هشت سالت زان نپرسیدم بهیچ	که بدیت دیدم ز جهل پیچ پیچ
اسکے کیا پوچھون کہ وہ گھوڑا ہے جوان	کیا ہے تیرا حال کیون ہے سرنگون	خود چه پرسم آنکه او باشد بتر	که ترچونی چون بود او سرنگون

مثال اسکی کہ دنیا بھٹی تقوی حمام ہے اور توانگر گوبر اٹھانے والے ہیں | مثل آنکه دنیا گلخن و تقوی حمام و توانگران سرگین کشانند

مثل گلخن خواہش اس دنیا کی ہے	گرم وہ حمام تقوی کو رکھے	شهوت دنیا مثال گلخن ست	که از و حمام تقوی روشن ست
متقی گھوڑے لیکن صاف ہے	کیونکہ وہ حمام میں پاکی رکھے	لیک قسم متقی زین تون صفاست	زانکه در گرمابه است و در نقا
مثل گوبر کش ہیں سارے غنی	آگ روشن کرتے ہیں حمام کی	اغنیا ماننده سرگین کشان	بهر آتش کردن گرمابه دان
انکے اندر حرص بھی حق نے ہے	گرم تا حمام انسے بس رہے	اندر ایشان حرص بنهاده خدا	تا بود گرمابه گرم و با نوا
چھوڑ گوبر اور رہ حمام سے	چھوڑنا گوبر کا عین حمام ہے	ترک این تون گیر در گرمابه آ	ترک تون را عین آن گرمابه دان
جو ہے گوبر میں مجھون خادم کے ہے	خاص اسکا جو کہ ہشیاری رکھے	هر که در تون ست او چون خادم ست	مر ورا که صابر ست و حازم ست
جو گیا حمام میں اسکی عیاں	ہے جھلکتی رخ پہ پیشانی نہاں	هر که در حمام شد سیمای او	هست پیدا بر رخ زیبای او
گھوڑے والو نکی بھی پیشانی نہاں	ہے دھوئیں سے اور لباسوں سے عیاں	تونیان را نیز سیما آشکار	از لباس و از دخان و از غبار
گر نہ دیکھے انکا منہ بو انکی لے	بو عصا آئی ہے اندھون کو لیے	ور نه بینی روش بویش را بگیر	بو عصا آمد برای هر ضریر
گر نجانے بو تو اس سے کر سخن	تو سخن اسکے سے سن اے کہن	ور نداند بو در آرش در سخن	از حدیث نو بدان راز کهن
گھوڑے گوبر والا جو دولت رکھے	گندگی کے بیس لایا ہوں گرے	پس بگوید تونیی صاحب ذهب	بیست سله چرک بردم تا بشب

حرص تیری مثل آگ عالم میں ہے — ہر دہن سے شعلہ سو ظاہر کرے
عقل کے آگے یہ زر گوبر سا ہے — گرچہ گوبر آگ کو روشن کرے
شمس وہ کان آگ کا جو دم بھرے — گیلا گوبر آگ کے لایق کرے
زر کیا اس سنگ کو بھی شمس نے — حرص کے گھورے میں تا آتش پڑے
وہ کہ جسنے کہ مال کو جمع کیا — یعنے اتنی گندگی کو کھا لیا
گرچہ ان باتوں سے رسوائی بڑھے — گھورے والو تم پر اس سے فخر ہے
تو نے دن بھر میں لیے چھ ٹوکرے — بیس میں نے ٹوکرے جمع کیے
پاک کب جو پیدا گھورے میں ہوا — مشک کی بو اسپر لاتی ہے بلا
تو اگرچہ پیدا گھورے میں ہوا — اس زیاں سے ہو نہ تجھکو فایدا

حرص تو چون آتش است اندر جهان — باز کرده صد زبانه هر زبان
پیش عقل این زر چو سرگین ناخوش است — گرچه چون سرگین فروغ آتش است
آفتابی کو دم از آتش زند — چرک را تر لایق آتش کند
آفتاب آن سنگ را هم کرد زر — تا بتون حرص افتد صد شرر
آنکه گوید مال گرد آورده‌ام — چیست یعنی چرک چندین خورده‌ام
این سخن گرچه که رسوائی فزاست — در میان تونیان زین فخرهاست
گر تو شش سله کشیدی تا به شب — من کشیدم بیست سله بی‌کرب
آنکه در تون زاد و پاکی را ندید — بوی مشک آرد برو رنجی پدید
گر بتون اخبار خواهی بود تو — زین زیان هرگز نبینی سود تو

قصہ اس ڈبہ گر کا کہ عطاروں کے بازار میں بوئے عطر سے بیہوش ہوا

ڈبہ گر اک جو گیا بازار میں — تا خریدے جو اسے تھی خواہش انہیں
جو گیا بازار عطاروں میں وہ — گر پڑا وہ ناگہاں بیہوش ہو
آئی بوئے عطر اسے عطار سے — گھومتا سر اسکا گرا اک جا پہ پے
بے خبر مردار سا لیٹا رہا — نصف دن تک راہ میں یاور نہ اٹھا
جمع مردم اسکے ہی اسپر ہوئے — پڑھتے لاحول اور درود اکثر تھے وہ
ایک سینہ اسکا ملتا ہاتھ سے — دوسرا چھڑکے گلاب اس شخص پہ
وہ تھے اس گندگی میں جانتے — کہ گلاب اوسپر بلا لایا ہے یہ
ایک ملتا ہاتھ اسکا اور سر — دوسرا لاتا تھا مٹی کرکے تر
اک بخور عود و قند دیتا بہم — دوسرا پوشش کو کرتا اسکی کم
نبض کی حرکت کو اک تھا دیکھتا — دوسرا اسکے منھ کی سونگھتا
تاکہ کا نجا بھنگ یا مے کھائی ہے — مردم عاجز اسکی بیہوشی سے تھے
پس خبر دی اسکے اپنوں کو شتاب — کہ فلانا یاں پڑا ہے پس خراب
ڈر کو کلی جانے کہ کیوں مرگی ہوئی — یا ہوا کیا راز نے آگہی

قصهٔ آن دباغ که در بازار عطاران از بوی عطر بیهوش شد

آن یکی دباغ در بازار شد — تا خرد آنچه ورا در کار بُد
چونکه در بازار عطاران رسید — ناگهان افتاد بیهوش و خمید
بوی عطرش زد ز عطاران راد — تا بگردیدش سر و بر جا فتاد
همچو مردار او فتاد او بی‌خبر — نیم روز اندر میان رهگذر
جمع آمد خلق بر وی آن زمان — جملگان لاحول گو درمان کنان
آن یکی کف بر دل او می‌براند — وز گلاب آن دیگری بر وی فشاند
او نمی‌دانست کاندر مرتعه — از گلاب آمد ورا این واقعه
آن یکی دستش همی مالید و سر — وان دگر کهگل همی آورد تر
آن بخور عود و شکر زد بهم — وان دگر از پوششش میکرد کم
وان دگر نبضش که تا چون می‌جهد — وان دگر بوی از دهانش می‌ستد
تا که می خورده است یا بنگ و حشیش — خلق درماندند اندر بیهشیش
پس خبر بردند خویشان را شتاب — که فلان افتاده است آنجا خراب
کس نمیداند که چون مصروع گشت — یا چه شد کو را فتاد از بام طشت

دبّاغ گر کا ایک بھائی تھا بڑا — ہوشیار و دانا جلدی آگیا
آستین مین لینڈی کتّی کی لیے — خلق کو چیرا اور آیا اس جگہ
بولا مین رنج اسکا جانون جس سے ہی — جو سبب جانے دوا آسان ہی
جو سبب نہ جانے مشکل اسکو ہی — رنج کی دارو کہ سو محمل رکھے
جو سبب جانا تو آسانی ہوئی — ہوئی سبب کی عقل وافر جہل کی
سو جا وہ خود مغز مین اسکی بسی — تہ بتہ کتّے کی بوسے گندگی
رات دن تا گندگی کے درمیان — غرق ہے دبّاغ گری سے یہ جوان
گندگی سے کی ہے عادت سالہا ماہ — عطر کی بو نے کیا اسکو تباہ
پس کہا ہے خوب جالینوس نے — جو رکھے بیمار عادت وہ ہی دے
کہ خلاف عادتون کے رنج ہے — رنج کی اسکے دوا عادت سے کر
یون جعل گوبر کشون سے خود ہوا — عطر سے بیہوش جعل بس ہوگیا
وہ ہی لینڈی سگ کی دارو اسکی کر — کہ اسی کی خود عادت ہی اسے
الخبیثات الخبیثین کو پڑھو — آگے اور پیچھے جان سات کو
پس گلاب و عنبر سے اگی ناصحان — کرتے ہین دارو کہ مقصد ہو عیان
ہی خبیثون کو نہ لائق طیبات — لائق اور قابل نہ ہو ای ثقات
عطر وحی سے جو ہوے گمراہ و گم — تھی صدا انکی تطیرنا بکم
رنج و بیماری ہمین اس فال سے — تمہارا وعظ نیکو فال ہے
گر نصیحت تم کروگے آشکار — ہم کرینگے تمکو اسدم سنگسار
ہم ہوئے موٹے ہین لہو و لعب سے — ہم نصیحت کو نہین پیدا ہوئے
قوت اپنا جیسے لہو و لعب ہی — سعد و شورش اس سے سانت ہی ترحم
بس زیادہ تر ہے رنج کو تو ہین — عقل کی افیون سے دارو کرتے ہین
بو سے شرک و کفر جیدا انکی ہی — دبّاغ گر بیخود پڑا ہی جان سے

معالجہ کرنا دبّاغ گر کے بھائی کا دبّاغ گر کو پوشیدہ بوسے لینڈی سگ کے

یک برادر داشت آن دباغ زفت — گربز و دانا بیامد زود تفت
اندکی سرگین سگ در آستین — خلق را بشکافت و آمد با حنین
گفت من رنجش همیدانم ز چیست — چون سبب دانی دوا کردن جلیست
چون سبب معلوم نبود مشکلست — دارو رنج و در آن صد محتملست
چون بدانستی سبب را سهل شد — دانش اسباب دفع جهل شد
گفت با خود هستش اندر مغز و رگ — توی بر تو بوی آن سرگین سگ
تا میان اندر حدث او تا بشب — غرق دباغیست او روزی طلب
با حدث کردست عادت سال و ماه — بوی عطرش لاجرم دارد تباه
پس چنین گفتست جالینوس مه — آنچه عادت داشت بیمار آنش ده
کز خلاف عادتست آن رنج او — پس دوای رنجش از معتاد جو
چون جعل گشتست از سرگین کشی — از گلاب آمد جعل را بیهشی
هم از آن سرگین سگ داروی اوست — که بدان او را همی معتاد و خوست
الخبیثات الخبیثین را بخوان — رو و پشت این سخن را باز دان
ناصحان آن را بعنبر یا گلاب — می دوا سازند بهر فتح باب
مر خبیثان را نسازد طیبات — در خور و لایق نباشد ای ثقات
چون ز عطر وحی کژ گشتند و گم — بد فغان شان که تطیرنا بکم
رنج و بیماریست ما را زین مقال — نیست نیکو وعظتان ما را بفال
گر بیاغازید نصحی آشکار — ما کنیم آن دم شما را سنگسار
ما بلهو و لعب فربه گشته‌ایم — در نصیحت خویش را نسرشته‌ایم
هست قوت ما دروغ و لاف و لاغ — شورش معده‌ست ما را زین بلاغ
رنج را صد تو و افزون میکنید — عقل را دارو به افیون میکنید
گند شرک و کفر ایشان بیحدست — بین که دباغ افتاده بیخودست

معالجه کردن برادر دباغ دباغ را بخفیه ببوی سرگین سگ

تھا ہٹاتا خلق کو اُس سے جوان ۔ تا علاج اُسکا نہ دیکھے کوئی وان
کان پر اُسکے جھکا جون رازگو ۔ ناک پر اُسکی رکھا اس چرک کو
کہ ہتھیلی پر گھسا لینڈی کو تھا ۔ دیکھی تھی مغز پلیدون کی دوا
گندگی کی جو کہ بو اندر گئی ۔ اُسکے مغز بد نے بدبو سونگھ لی
اک گھڑی مین مردہ وہ ہلنے لگا ۔ خلق بولی یہ عجب دم اسکا تھا
کان مین پڑھ کر پھونکا اسکے جو ۔ مردہ تھا دم پہونچا اُسکی او کو
جنبش اہل فنا اُس سو سے ہے ۔ غمزہ و ناز و ادا ابرو سے ہے
جسکو مشک پند سے نہ سود ہے ۔ اُسکو نے جز بوے بد بہبود ہے
حق نجس مشرک کو کہوے اسلیے ۔ کہ پلیدی مین ہی پیدا قبل سے
پیدا ازلی کیڑا جو گوبر سے ہے ۔ عادت عنبر سے نہین اسکی بہی
رشّ نور اُسپے ہوا جو نے نثار ۔ وہ ہے بالکل تن بے جان ہے پوست وار
کچھ جو رشّ نور کے حق نے دیا ۔ مرغ رسم مصر گوبر سے ہوا
پر نہین بدتر وہ مرغ خانہ ہو ۔ بلکہ مرغ دانش فرزانہ ہو
اُس طرح تو بھی ہے خالی نور سے ۔ کیونکہ ناپاکی پہ رکھتا ناک ہے
تیرا فرقت سے ہوا ہے زرد رو ۔ زرد پتّا میوہ ناپختہ ہے تو
دیگ آتش سے ہوئی ہے دود فام ۔ گوشت سختی سے رہا ویسا ہی خام
بھرسے مین نے دیا جوش آٹھ سال ۔ نہ ہوا خامی کو تیرے کچھ زوال
خام ہے ہرگز نہووے پختہ تو ۔ جوش کھائے گر ہزارون نعرہ تو
تو ہے غورہ ٹھہرا جاری ہے تمام ۔ ہین مویز اب غورہ سب اور تو ہے خام

خلق را می‌راند از وی آن جوان ۔ تا علاجش را نبینند آن کسان
سر بگوشش برد همچون رازگو ۔ پس نهاد آن چرک بر بینی او
کو بکف سرگین سگ ساییده بود ۔ دارو مغز پلیدان دیده بود
چونکه بوی آن حدث را او شنید ۔ مغز زشتش بوی ناخوش را شنید
ساعتی شد مرده جنبیدن گرفت ۔ خلق گفتند این فسونی بد شگفت
کاین بخواند افسون بگوش او دمید ۔ مرده بود و فسون بفریادش رسید
جنبش اهل فنا زانسو بود ۔ که ناز و غمزه ابرو بود
هر کرا مشک نصیحت سود نیست ۔ جز بدین بوی بدش بهبود نیست
مشرکانرا زان نجس خواندست حق ۔ کاندرون پشک زادند از سبق
کرم کو زادست در سرگین ابد ۔ می نگرداند بعنبر خوی خود
چون نزد بر وی نثار رش نور ۔ او همه جسمست بی جان چون قشور
ور ز رش نور حق قسمتش داد ۔ همچو رسم مصر سرگین مرغ زاد
لیک نی مرغ خسیس خانگی ۔ بلکه مرغ دانش و فرزانگی
تو بدان مانی کزان نوری تهی ۔ زانکه بینی بر پلیدی می نهی
از فراقت زرد شد رخسار و رو ۔ برگ زرد و میوهٔ ناپخته تو
دیگ ز آتش شد سیاه و دود فام ۔ گوشت از سختی چنین ماندست خام
هشت سالت جوش دادم از فراق ۔ کم نشد یک ذره خامیت از نفاق
خامی و هرگز نخواهی پخت تو ۔ گر هزاران بار جوشی ای عتو
غورهٔ تو سنگ بسته از سقام ۔ غوره‌ها اکنون مویزند و تو خام

عذر کرنا عاشق کا گناہ اپنے سے از راہ مکر کے اور سمجھ جانا معشوق کا

بولا عاشق امتحان مین نے کیا ۔ فاسق ہے دیکھون تو یا پارسا
مجھکو جانا تھا ہی بے امتحان ۔ پر خبر کب ہوتی ہے مثل عیان
تو ہے شمس اور نام تیرا ہے عیان ۔ امتحان مین نے کیا کیا ہے زیان

عذر خواستن عاشق گناه خود به تلبیس و فهم کردن معشوق

گفت عاشق امتحان کردم مگیر ۔ تا ببینم تو حریفی یا ستیر
من همی دانستم بی امتحان ۔ لیک کی باشد خبر همچون عیان
آفتابی نام تو مشهور فاش ۔ چه زیانستت ار بکردم ابتلاش

امتحاں اعدا نے نبیوں کا کیا — تب ہوا ظاہر انہوں سے معجزا — انبیا را امتحان کرده عدات — تا شده ظاهر از ایشان معجزات

بس تجھ میں ہوں اور میں اپنا امتحاں — کرتا ہوں ہر روز یاں میں ہر زماں — تو منی من خویشتن را امتحان — میکنم هر روز در سود و زیان

آزمایا چشم کو اپنی بہ نور — اے تری چشموں کے چشم بد سے دور — امتحان چشم خود کردم بنور — ای که چشم بد ز چشمان تو دور

یہ جہاں ویرانہ سا اور تو ہی گنج — گنج ڈھونڈھا میں نے گر مشکل ہو رنج — این جهان همچون خرابست و تو گنج — گر تفحص کردم از گنجت مرنج

میں نے ناداں قصدا یا گزاف — دشمنوں سے تا کروں ہر بار لاف — زان چنین بیخردگی کردم گزاف — تا زنم با دشمنان هر بار لاف

دیکھ تیرا زباں میری کرے — آنکھ گریے سے گواہی اسکی ہے — تا زبانم چون ترا نامی نهد — چشم از این دیده گواهی ها دهد

راہ حرمت میں ہوا میں راہزن — آیا میں اے ماہ با تیغ و کفن — گر شدم در راه حرمت راهزن — آمدم ای مه به شمشیر و کفن

مارے مت جز تیغ اپنی کے اے شاہ — دور تر اس سے نکر مجکو اے ماہ — جز بشمشیر خود ای شاهم مکش — مینلی زین از دوری ای ماهم مکش

کاٹ ہاتھ اپنے سے سر یا زن مگر — کہ آپ ہاتھوں سے نے اور یا تیغ سے — جز بدست خود مبرم پای و سر — گر از این دستم از دست دگر

پھر جدا ہونے کو تو کہتی ہی گر — جو تو چاہے ولیکن یہ نہ کر — از جدائی باز میرانی سخن — هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

ہو گئے آباد سخن اب رہ ملی — بو لی نہ کمکن کرده ساعت گئی — در سخن آبادم این دم راه شد — گفت امکان نیست چون بیگاه شد

مغز تیہاں پوست کی باتیں ہیں — گر میں یہ جانوں یہ رہوں گا نہیں — پوستها گفتیم و مغز آمد دفین — گر بمانم این نماند همچنین

گر خطا تجھے کوئی ظاہر ہوئی — اے خدا امید رکھوں عفو کی — گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن — چشم میداریم در عفوای ودود

آزمایا میں نے رکھ معذور کر — میں ہوں پنے فعل سے خود شرمسار — امتحان کردم مرا معذور دار — چون ز فعل خویش گشتم شرمسار

رد کرنا معشوق کا عذر عاشق کو اور فریب اسکے کو — رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلبیس او را

کھولا اس نے جواب کیں میں لب — گر میں جانوں سوز تو جلنے ہو شب — در جوابش برکشاد آن ماه لب — کز سوی ما روز سوی تست شب

حیلے بد تر درمیان انصاف کو — آگے دانایوں کے لاتے کس لیے — حیله‌های تیره اندر داوری — پیش بینایان چرا می‌آوری

دل میں تو جو کچھ رکھتا ہے مکر سے — آگے ظاہر ہے سب جوں روز کے — هر چه در دل داری از مکر و رموز — پیش ما رسوا و پیدا همچو روز

میں نوازش سے چھپالی ہوں اگر — کرتا ہے بے شرمی اب آکر کیسے — گر بپوشیمش ز بنده‌پروری — تو چرا بیرو لی از حد می‌بری

باپ سے تو سیکھ آدم جو ہے — کرچکا رہ خوب جانب بیت کو — از پدر آموز کادم در گناه — خوش فرود آمد بسوی پایگاه

دیکھا جب عالم اسرار کو — ہو گیا قائم وہ استغفار کو — چون بدید آن عالم الاسرار را — بر دو پا استاد استغفار را

بیٹھا غمگینی کی اس بوچہ خاک پر — اور بہانے سے پہلے ہر جگہ — بر سر خاکستر اندُه نشست — از بهانه شاخ تا شاخی نجست

ربنا انا ظلمنا کہتا بس — جو ملایک نے دیکھے پیش و پس — ربنا انا ظلمنا گفت و بس — چونکه جانداران بدید از پیش و پس

مشکل جاں دیکھا ملایک کو نہاں — کرتے تا کیں ہر اک تا آسماں — دید جانداران نهان همچو جان — دورباش از هر یکی تا آسمان

که نه پیش سلیمان مور باش / تا نه بشکافد ترا این دور باش
کہ سلیمان کے تو آگے مور ہو / تا نہ مارے تجکو بس تاکید دو

بجز مقام راستی یکدم نایست / هیچ لا الامر درا چون چشم نیست
جز مقام راستی مت ٹھہر تو / چشم سا چارہ نہیں انسان کو

کور اگر از پند پالوده شود / هر دمی او بار آلوده شود
پاک ہو اندھا نصیحت سے اگر / ہر گھڑی پھر ہووے وہ آلودہ تر

آدما تو نیستی کور از نظر / لیک اذا جاء القضا عمی البصر
تو نہیں ای آدم اندھا بے نظر / لیک اذا جاء القضا عمی البصر

عمرها باید بینا در گاه گاه / تا که بینا از قضا افتد بچاه
چاہیے اک عمر تا گہ راہ مین / تا گرے بینا قضا سے چاہ مین

کور را خود این قضا همراه اوست / که مر او را فتادن طبع و خوست
پس قضا اندھے کی خود ہمراہ ہے / کہ وہ گر پڑنے کی عادت کو رکھے

در حدث افتد نداند بوی چیست / از من است این بوی یا آلودگی است
بو نہ جانے وہ نجاست مین گرے / سمجھے یا آلودگی سے بو یہ ہے

ور کسی بروی کند مشکی نثار / هم ز خود داند نه از احسان یار
گر کوئی مشک اُسکے اوپر ڈال دے / خود سے سمجھے جانے احسان سے

پس دو چشم روشن صاحب نظر / بهتر از صد مادر است و صد پدر
دونون آنکھین روشن اہل دید کی / رکھتی سو ماں باپ سے ہین بہتری

خاص چشم دل که آن هفتاد توست / پیش چشم حس که خوشه‌چین اوست
خاص چشم دل کہ ستر پردہ رکھے / پیش چشم حس کہ پیرو اسکی ہے

ای دریغا رهزنان بنشسته‌اند / صد گره زیر زبانم بسته‌اند
بیٹھے ہین افسوس رہزن راہ مین / ہر زبان میری مین صدہا بند ہین

پای بسته چون رود خوش راهوار / بس گران بندیست این معذور دار
کس طرح پا زن بند رفتار سے چلے / بس رکھو معذور بھاری قید ہے

این سخن اشکسته می آید دلا / کاین سخن درّ است و غیرت آسیا
یہ سخن آتا ہے ٹوٹا اے دلا / کہ سخن گوہر و غیرت آسیا

درّ اگرچه خرد و اشکسته شود / توتیای دیدهٔ خسته شود
گرچہ گوہر ذرہ ذرہ پس کے ہو / چشم پر آشوب کا سرمہ ہو وہ

ای درّ از اشکست خود بر سر مزن / کز شکستن روشنی خواهی شدن
سنگ سے ای در شکست اپنے سے تو / ٹوٹنے سے روشنی ہو اور نکو

همچنین اشکسته بسته گفتنی ست / حق کند آخر درستش کو غنی ست
کہنے کو لائق ہے یہ ٹوٹا بندھا / آخر اسکو حق کرے گا بس بھلا

گندم ار بشکست ور هم درست / بود کان آمد که نانان درست
گیہون گر ٹوٹا و چکی مین پسا / روٹی بہتر آکے دکان پر بنا

تو هم ای عاشق چو جرمت گشت فاش / آب و روغن ترک کن اشکسته باش
تو بھی عاشق جرم جو تیرا کھلا / چاپلوسی چھوڑ رہ ٹوٹا ہوا

آنکه فرزندان خاص آدم‌اند / نوحهٔ انا ظلمنا میدهند
جو کہ بیٹے خاص آدم کے ہین / نالہ انا ظلمنا کرتے ہین

حاجت خود عرض کن حجت مگو / همچو ابلیس لعین سخت رو
حاجت اپنی کہہ دلیلین مت کرے / مثل ابلیس لعین منہ زور کے

سخت رویی گر وراند عیب پوش / در ستیزه سخت رویی رو بکوش
عیب پوش اسکی ہو منہ زوری اگر / تو لڑائی اور منہ زوری نکر

آن ابوجهل از پیمبر معجزی / خواست همچون کینه‌ور ترک غزی
مصطفے سے بوجہل نے معجزا / چاہا مثل کینہ ور ترک غزا

معجزه جست از نبی بوجهل سگ / [illegible]
بوجہل نے مصطفے سے معجزا / دیکھا پر شک کے نہ پھر اُس سے ہٹا

لیک آن صدیق حق معجز نخواست / گفت این رو خود نگوید غیر راست
پر نہ چاہا معجزہ صدیق نے / بولا یہ منہ کب سوا سچ کے کہے

کی رسد همچون توی را کز منی / امتحان همچو من یاری کنی
کب ہی تجھ جیسے کو لائق کبر سے / امتحان مجھ جیسے دلبر کا کرے

کہنا جہودی کا علی علیہ السلام کو کہ اگر تم اعتماد اوپر حفظ خدا کے رکھتے ہو اس بام پر سے اپنے کو گرا دو اور جواب دینا اُن حضرت کا اُسکو

مرتضیٰ سے اک جہودی نے کہا — گرنہ وہ تعظیم حق تھا جانتا
قصر بالا پر وا اوپر بام کے — حفظ حق سے آشنائی ہے تجھے
بولے ہاں وہ ہی محافظ ہے مرا — عالم طفلی جوانی میں سدا
بولا پھینک اپنے کو تو اس بام سے — اعتماد اب حق کے کر تو حفظ پر
تا یقین مجکو ترے ایقان کا ہو — اور عقیدہ خوب بابرہان کا ہو
مرتضیٰ بولے کہ چپ رہ دور ہو — تا نہ تیرے عجز میں جان ہو گرو
لائق بندہ نہیں کہ حق سے وہ — آزمائے آزمائش کرکے جو
بندہ کب بندہ کو طاقت ہی کہ گر — امتحان حق کا فضولی سے کرے
امتحان لائق ہے اس اللہ کو — کہ کرے ہر وقت بندہ سے وہ
تا ہمارا ہمکو دکھلا دے عیان — کہ عقیدہ رکھتے ہیں کیا ہم نہان
کچھ کہا آدم نے حق کو کہ ترا — اس خطا میں امتحان میں نے کیا
دیکھوں تیرے حکم کی تا انتہا — واہ کسکو یہ مجال اب ہو روا
عقل تیری ازبسکہ آئی خیرہ سر — عذر تیرا جرم تیرے سے بتر
کی بلندی اسنے سقف آسمان — جانے کیا تو اسکا کرنا امتحان
تو نے جانا حال نے شر خیر کا — امتحان کر اپنا تب کر غیر کا
اے فلان جو امتحان اپنا کیا — امتحان سے دوسرں کے تو چھٹا
جانا تو کہ میں ہوں دانہ شکر — جان آ ہوں یا کہ خانہ شکر
جان تو بے امتحان کہ وہ آگہ — تجھ شکر کو وہ نہ بھیجے بے جگہ

گفتن جہودی علی علیہ السلام را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ تعالے داری از سر این کوشک خود را بینداز و جواب آن حضرت او را

مرتضی را گفت روزی یک عنود — کو ز تعظیم خدا آگه نبود
بر سر بامی و قصری بس بلند — حفظ حق را واقفی ای هوشمند
گفت آری او حفیظست و غنی — هستی ما را ز طفلی و منی
گفت خود را اندر افکن هین ز بام — اعتمادی کن بحفظ حق تمام
تا یقین گردد مرا ایقان تو — و اعتقاد خوب با برهان تو
پس امیرش گفت خامش کن برو — تا نگردد جانت از جرأت گرو
کی رسد مر بنده را کو با خدا — آزمایش پیش آرد ز ابتلا
بنده را کی زهره باشد کز فضول — امتحان حق کند ای گیج گول
آن خدا را میرسد کو امتحان — پیش آرد هر دمی با بندگان
تا بما ما را نماید آشکار — که چه داریم از عقیده در سرار
هیچ آدم گفت حق را که ترا — امتحان کردم درین جرم و خطا
تا ببینم غایت حلمت شها — وه کرا باشد مجال این کرا
عقل تو از بسکه آمد خیره سر — هست عذرت از گناه تو بتر
آنکه او افراشت سقف آسمان — تو چه دانی کردن او را امتحان
ای ندانسته تو شر و خیر را — امتحان خود را کن آنگه غیر را
امتحان خود چو کردی ای فلان — فارغ آیی ز امتحان دیگران
چون بدانستی که شکر دانه — پس بدانی کاهل شکر خانه
پس بدان بی امتحانی که اله — شکری نفرستد ناجایگاه

جان یہ بے امتحان با علم شاہ ۔ تو ہے سر تجکو نہ بھیجے پا کی جا
کوئی عاقل ڈالتا گوہر کو ہے ۔ پائخانے میں نجاست جو رکھے
اسلیے گیہوں کو حکمائے ذکی ۔ گھاس کے نی ڈھیر میں ڈالیں کبھی
شیخ کو کہہ ہے وہ رہبر پیشوا ۔ گر مرید اب آزمائے ہے گدھا
راہ دین میں امتحان اسکا کرے ۔ اور اسکا ممتحن بھی تو بنے
جہل و جرات تیری ظاہر ہو بھلے ۔ وہ برہنہ کب ہوا تل الارض سے
ذرہ گر آئے رتولے کوہ کو ۔ پھاڑ ڈالے بس ترازو اسکی تو
کہ قیاس اپنے کو میزان کرتا ہے ۔ مرد حق کو تولتا ہے فکر سے
نے سمائے عقل کی میزان میں وہ ۔ پھاڑ ڈالے عقل کی میزان کو
امتحان مثل تصرف ہیں جان ۔ ست تصرف جا وہ شیر رائے جوان
پس تصرف نقش کیا نقاش پے ۔ پس کریگا امتحان کے واسطے
امتحان ہی دید و گر دانستہ ہے ۔ نے کہ وہ نقاش نے تجکو دیے
قدر اس صورت کی کیا جانیے ہی ۔ آگے اس صورت کی خو کہ وان یہ ہے
وسوسہ اس امتحان کا آئے جو ۔ جان بد قسمت کہ مارے تجکو وہ
وسوسے ایسے جو آئیں جلد تو ۔ جھک خدا کی سو ور آ سجدہ نکو
آنسوؤں سے کر تو تر سجدے کی جا ۔ اس گمان سے اے خدا مجکو چھڑا
امتحان مطلوب جب تجکو ہوا ۔ سجد دین میں ہے ترے خروب آگا
امتحان کا وسوسہ آئے جو تجھے ۔ پھر خدا کی سو رجوع ہو پیارے سے
تا نگہ وہ ممتحن تجکو رکھے ۔ امتحان سے جن کے او پنہاں کیے
اے ضیاء الحق حسام الدین آ ۔ کہ بنا کا قصہ ور داؤد کا

این بدان بی امتحان از علم شاہ ۔ چون سری نفرستدت تا پایگاہ
ہیچ عاقل افکند در ثمین ۔ در میان مستراح پر چمین
ز انکہ گندم را حکیم آگہی ۔ ہیچ نفرستد بانبار تہی
شیخ را کہ پیشوا و رہبر است ۔ گر مریدی امتحان کرد او خر است
امتحانش گر کنی در راہ دین ۔ ہم تو گردی ممتحن ای بی یقین
جرأت و جہلت شود عریان و فاش ۔ او برہنہ کی شود زین افتتاش
گر بیاید ذرہ سنجد کوہ را ۔ بر درد زان کہ ترازوش ای فتا
کز قیاس خود ترازو می تند ۔ مرد حق را در ترازو می کند
چون نگنجد او بمیزان خرد ۔ پس ترازوی خرد را بر درد
امتحان ہمچون تصرف دان درو ۔ تو تصرف بر چنان شاہی مجو
چون تصرف کرد خواہد نقشہا ۔ بر چنان نقاش بہر ابتلا
امتحانی گر بدانست و بدید ۔ نی کہ ہم نقاش آن بر وی کشید
چہ قدر باشد خود این صورت کہ بست ۔ پیش صورتہا کہ در علم وی است
وسوسہ این امتحان چون آمدت ۔ بخت بد دان کامد و گردن زدت
چون چنین وسواس دیدی زود زود ۔ با خدا گرد و در آ اندر سجود
سجدہ گہ را تر کن از اشک روان ۔ کای خدا تو وارہانم زین گمان
آن زمان کت امتحان مطلوب شد ۔ مسجد دین تو پر خروب شد
ہین چو وسواس آمدت در امتحان ۔ باز گرد و رو بحق آر آن زمان
تا نگہدارد ترا آن ممتحن ۔ از گمان امتحان ایمن و چن
ای ضیاء الحق حسام الدین بیا ۔ قصہ داؤد و برگو و بنا

قصہ مسجد اقصیٰ و خروب اُگنے کا اور سلیمان علیہ السلام سے اول ارادہ کرنا داؤد علیہ السلام کا واسطے بنانے اُس مسجد کے

قصۂ مسجد اقصے و خروب رستن و عزم کردن داؤد علیہ السلام پیش از سلیمان علیہ السلام بنای آن مسجد را

عزم داؤد آیا جو از بس تنگ / کہ بنائیں مسجد اقصی بسنگ
حق نے وحی بھیجی کہ مت کر یہ بیان / کہ نہیں تجھسے بنیگا یہ مکان
نے مری تقدیر میں وہ یہ کہ تو / مسجد اقصی بنائے اسے نکو
بولے کیا ہے جرم میرا ای خدا / کہ مجھے تو کہے مسجد مت بنا
بولا اسے جرمی سے تو نے خون کیا / خون مظلوموں کا گردن پر لیا
خلق نے الحان پہ تیرے بے شمار / جان دی اور ہو گئی اسکی شکار
خون بہت آواز سے تیری ہوے / اور صدای جان فزا سے ترے
بولے میں مغلوب عاجز تھا ترا / ہاتھ میرا ہاتھ سے تیرے بندھا
نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم تھا / نے کہ المغلوب کالمعدوم تھا
بولا اسے مغلوب کب معدوم تو / نے سوا نسبت کی معدوم تو
کب ہی معدوم ایسا جو خودی سے گیا / اور دنیا دار سے بہتر ہوا
زندگی حق کی نسبت وہ فنا / اصل میں اسکو فنا میں ہے بقا
ساری روحیں اسکی ہیں تدبیر میں / ساری اعضا اسکی ہیں تاثیر میں
وہ ہمارے لطف میں مغلوب ہے / نے ہے مضطر بلکہ مختاری ہے
انتہای اختیار آخر وہ ہے / کا ختیار اسکا ہو گم اس جگہ
اختیاروں کی نہو لی چاشنی / اسکو کب ہوتی وہ محو بیخودی
کھانے پینے کی جو لذت یاں ہے / ترک لذت کی وہ ہے اک شاخ ہے
لذتوں سے بے مزا گرچہ ہوا / لذتی تھا لذتیں لینے لگا
جو ہوا مغلوب مرحوم اک ہوا / بحر رحمت میں وہ معدوم اک ہوا
نے وہ معدوم ایسا کہ مغلوب ہے / اہل تن کا بارگاہ حق میں وہ
بلکہ وہ مالک ہوا اہل جسم کا / بے گمان اور بے نفاق اور بے ریا
بے مثال اور بے نشان اور بے مکان / بے وہ دنیا وہ ایسا بے زبان
بے رہ مشکل اندر سوال اندر جواب / چپ رہو واللہ اعلم بالصواب

چون درآمد عزم داودی بتنگ / کہ بسازد مسجد اقصی بسنگ
وحی کردش حق کہ ترک این بخوان / کہ ز دستش برنیاید این مکان
نیست در تقدیر ما آنکہ تو این / مسجد اقصی برآری ای گزین
گفت جرمم چیست ای دانای راز / کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
گفت بے جرمی تو خونہا کردہ / خون مظلومان بگردن بردہ
کہ ز آواز تو خلقی بے شمار / جان بدادند و شدند آنرا شکار
خون بسے رفتست بر آواز تو / بر صدای خوب جان پرداز تو
گفت مغلوب تو بودم مست تو / دست من بربستہ بود از دست تو
نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بود / نے کہ المغلوب کالمعدوم بود
گفت ای مغلوب معدومست کو / جز بنسبت نیست معدوم ایقنوا
اینچنین معدوم کو از خویش رفت / بہترین ہستہا افتاد و زفت
او بنسبت با صفات حق فناست / در حقیقت در فنا او را بقاست
جملہ ارواح در تدبیر اوست / جملہ اشباح در تاثیر اوست
آنکہ او مغلوب اندر لطف ماست / نیست مضطر بلکہ مختار ولاست
منتہای اختیار آنست خود / کاختیارش گردد اینجا مفتقد
اختیاری را نبودی چاشنی / گر نگشتی آخر او محو از منی
در جہان گر لقمہ و گر شربتست / لذت او فرع ترک لذتست
گرچہ از لذات بے تاثیر شد / لذتی بود او و لذت گیر شد
ہرکہ او مغلوب شد مرحوم گشت / در بحار رحمتش معدوم گشت
نی چنان معدوم کز اہل وجود / ہیچ بردی چربد اندر گاہ جود
بلکہ دالی گشت موجودات را / بیگمان و بی نفاق و بے ریا
بیمثال و بی نشان و بی مکان / بے زبان و بی چنین و بی چنان
بے اشکال اندر سوال و در جواب / دم فرو واللہ اعلم بالصواب

شرح انما المومنون اخوة والعلماء کنفس واحدة

سوا اسکے نہیں کہ سب ایمان والے بھائی ہیں اور علماء جیسے کہ نفس واحد ۱۲

شرح انما المومنون اخوة والعلماء کنفس واحدة

خاصکر اتحاد داؤد و سلیمان جملہ انبیا علیہم السلام کا ہے کہ اگر ایک کا ان میں سے منکر ہووے تو ایمان تیرا کسی نبی پر درست نہووے اور یہ ہی علامت اتحاد کی ہے کہ ایک گھر ان ہزار گھروں سے ویران کرے تو وہ سب ویران ہوں اور ایک دیوار قایم نہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ والعاقل تکفیہ الاشارہ یہ اشارہ سے بھی گذرا فقط

خاصۃ اتحاد داؤد و سلیمان و سائر انبیا علیہم السلام کہ اگر یکے از ایشان را منکر شوی ایمان تو بہیچ نبی درست نباشد و این علامت اتحاد ست کہ یکے از خانہ از ان ہزار خانہ ویران کنی آن ہمہ ویران شود و یک دیوار قایم نماند لا نفرق بین احد من رسلہ والعاقل تکفیہ الاشارۃ این از اشارت ہم گذشت فقط

پس خطاب آیا طرف داؤد کے ۔ حق سے اے پیغمبر نیکو رو کے
اس خبر سے فکر میں دل مت رکھے ۔ مت ملال و رغم کو دلمیں راہ دے
نے بنے گر تیری سعی و زور سے ۔ پر بنے مسجد یہ تیرے پور سے
نہ بنے گر تیری سعی سے یہ مقام ۔ پر پسر تیرا کرے اسکو تمام
فعل اسکا تیرا ہے فعل اے حکیم ۔ مومنوں کو جان باہم ایک قدیم
ہین بہت مومن ولی ایمان ایکیا ۔ ہین بہت جسم انکے لیکن جان ایک
گاؤ خر کے فہم اور جان سے جدا ۔ عقل و جان ہے آدمی کی پس سوا
آدمی کی عقل و جان کے پھر سوا ۔ جان ہے اندر انبیا و اولیا
جان حیوانی نہ رکھے اتحاد ۔ جاہ مت تو اتحاد روح باد

پس خطاب آمد بہ داؤد از خدا ۔ کاے گزین پیغمبر نیکو لقا
دل مدار اندر تفکر زین خبر ۔ رہ مدہ در دل ملال و غم مخور
گرچہ بر ناید بجہد و زور تو ۔ لیک مسجد را برآرد پور تو
گرچہ بر ناید بجہدت این مقام ۔ لیک پور تو کند آنرا تمام
کردۂ او کردۂ تست ای حکیم ۔ مومنان را اتصالی دان قدیم
مومنان معدود لیک ایمان یکے ۔ جسمشان معدود لیکن جان یکے
غیر فہم و جان کہ در گاو و خرست ۔ آدمی را عقل و جان دیگرست
باز غیر عقل و جان آدمی ۔ ہست جانی در نبی و در ولی
جان حیوانی ندارد اتحاد ۔ تو مجو این اتحاد از روح باد

گر یہ روٹی کھائے تو وہ سیر ہو ‌ ‌ ‌ گر یہ بوجھ لے تو وہ سر زیر ہو
بلکہ یہ خوش ہووے اسکی مرگ سے ‌ ‌ ‌ اسکا ساماں دیکھ حسد سے مرے
گرگ و سگ کی جان ہے آپس میں جدا ‌ ‌ ‌ متحد جانیں ہیں شیران خدا
جمع جانوں کو کہا انکے باسم ‌ ‌ ‌ ایک وہ سو جان ہے نسبت بجسم
جس طرح وہ نور خورشید ایک ہے ‌ ‌ ‌ صحن خانوں کی بہ نسبت سو بنے
نور انکے ایک سب جانیں جب ‌ ‌ ‌ درمیاں سے دور دیواریں ہوں سب
جو گھروں کا اٹ رہے قاعدہ ‌ ‌ ‌ مومناں ہیں مثل نفس واحدہ
لا رہا ہے اک فرق و شکل مثال ‌ ‌ ‌ یہ نہیں ہے مثل لاہے مثال
فرق لیس حد ہے جسم شیر سے ‌ ‌ ‌ جسم انسان تک جو جرأت رکھے
پر مثل کے وقت اسکو دیکھ لے ‌ ‌ ‌ اتحاد از راہ جانبازی کے ہے
وہ دلیر آخر مثال شیر تھا ‌ ‌ ‌ اور نہ مثل شیر بالکل مرتبہ
متحد نقش رکھیں یہ مکان ‌ ‌ ‌ تا کہ مثل اسکو دکھاؤں میں یہاں
بھی مثل ناقص میں لاؤں تجھ میں ‌ ‌ ‌ تا چھڑاؤں عقل کو حیرت سے میں
رکھتے گھر میں ہیں چراغ ایک رات کو ‌ ‌ ‌ تا کہ تاریکی سے چھٹیں اس سے وہ
تن چراغ اور نور اسکا مثل جان ‌ ‌ ‌ یہ تو وہ محتاج بتی کے ہیں جان
وہ چراغ شش فتیلہ ہے حواس ‌ ‌ ‌ کھانے اور سونے پہ رکھتے ہیں اساس
ایک دم بے کھائے سوئے سے جیے ‌ ‌ ‌ نہیں اگر سوئے و کھائے تو جیے
تیل و بے بتی نہ ہو اسکی بقا ‌ ‌ ‌ تیل و بتی سے بھی ہو وہ بے وفا
اسکا نور علتی ڈھونڈھتی ہے مرگ ‌ ‌ ‌ کب جیے کہ روز روشن ہے مرگ
ہیں بشر کی کل حسیں بھی بے بقا ‌ ‌ ‌ نور روز حشر کے آگے ہیں لا
نور حس جان کا ہمارے جان رے ‌ ‌ ‌ نہ ہے کل فانی و لا جوں گھاس کے
پر ہیں مانند ستارہ و ماہتاب ‌ ‌ ‌ محو سب اندر شعاع آفتاب
جیسے درد و سوز پشو کا سدا ‌ ‌ ‌ محو ہو جاوے جو نکلے اژدہا
جیسے ننگا کودے اندر آب کے ‌ ‌ ‌ شہد کی مکھی سے پانی میں بچے
اسکے سر مکھیاں گردش کریں ‌ ‌ ‌ جو نکالے سر نہ اسکو چھوڑیں

گر خورد این نان نگردد سیر آن ‌ ‌ ‌ ور کشد بار این نگردد آن گران
بلکه این شادی کند از مرگ آن ‌ ‌ ‌ از حسد میرد چو بیند برگ آن
جان گرگان و سگان از هم جداست ‌ ‌ ‌ متحد جانهای شیران خداست
جمع گفتم جانهاشان من باسم ‌ ‌ ‌ کان یکی جان صد بود نسبت بجسم
همچو آن یک نور خورشید سما ‌ ‌ ‌ صد بود نسبت بصحن خانها
لیک یک باشد همه انوارشان ‌ ‌ ‌ چونکه برگیری تو دیوار از میان
چون نماند خانها را قاعده ‌ ‌ ‌ مومنان مانند نفس واحده
فرق و اشکالات آید زین مقال ‌ ‌ ‌ لیک نبود مثل این باشد مثال
فرقها بے حد بود از شخص شیر ‌ ‌ ‌ تا به شخص آدمی زاد دلیر
لیک در وقت مثال اے خوش سیر ‌ ‌ ‌ اتحاد از راه جانبازی نگر
کان دلیر آخر مثال شیر بود ‌ ‌ ‌ نیست مثل شیر در جمله حدود
متحد نقشے ندارد این سرا ‌ ‌ ‌ تا که مثلے وانمایم من ترا
هم مثال ناقصے دست آورم ‌ ‌ ‌ تا ز حیرانی خرد را وا خرم
شب بهر خانه چراغے مے نهند ‌ ‌ ‌ تا بنور آن ز ظلمت مے رهند
آن چراغ این تن بود نورش چو جان ‌ ‌ ‌ هست محتاج فتیل و این و آن
آن چراغ شش فتیله این حواس ‌ ‌ ‌ جملگی بر خواب و خور دارد اساس
بے خور و بے خواب نزید نیم دم ‌ ‌ ‌ با خور و با خواب نزید نیز هم
بے فتیل و روغنش نبود بقا ‌ ‌ ‌ با فتیل و روغن او هم بے وفا
زانکه نور علتی اش مرگ جوست ‌ ‌ ‌ چون زید که روز روشن مرگ اوست
جمله حسهای بشر هم بے بقاست ‌ ‌ ‌ زانکه پیش نور روز حشر لاست
نور حس و جان بابایان ما ‌ ‌ ‌ نیست کلی فانی و لا چون گیا
لیک مانند ستاره و ماهتاب ‌ ‌ ‌ جمله محو اند از شعاع آفتاب
آنچنان که سوز و درد زخم کیک ‌ ‌ ‌ محو گردد چون در آید مار لیک
آنچنان که عور اندر آب جست ‌ ‌ ‌ تا در آب از زخم زنبوران برست
میکند زنبور بر بالا طواف ‌ ‌ ‌ چون بر آرد سر ندارندش معاف

ترجمہ	ترجمہ	متن	متن
ذکر حق پانی ہے دکھی یہ زمان	یاد کرنا یہ فلان اور وہ فلان	آب ذکر حق و زنبور این زمان	هست یاد این فلان و آن فلان
ڈُ دبا آب ذکر میں حرکت نکر	فکر و وسواسوں سے تا چھوٹے بشر	دم بخور در آب ذکر و تن مزن	تا رہی از فکر و وسواس کہن
بعدہٗ عادت اُس آب صفا کی	لیوے سر پانوں تا بسطح تری	بعد ازان تو طبع آن آب صفا	خود بگیری جملگی سر تا بپا
جس طرح وہ شہد کی مکھی آب سے	بھاگتی ہے تجھ سے بھی بھاگے وہ ڈرے	آنچنان کز آب آن زنبور پیش	می گریزد از تو ہم گیرد حذر
بعدہ چاہے تو ہو دور آب سے	کہ ہوا ہم طبع تو بھی آب کے	بعد ازان خواہی تو دور از آب باش	کہ بسی ہم طبع آبی خواجہ تاش
ہیں بہت مردم کہ یاں سے مر گئے	نہیں فانی ہیں صفاتوں میں ہے	پس کسانی کز جہان بگذشتہ اند	لا نیند و در صفات آغشتہ اند
کل صفات اُنکی صفات حق میں ہیں	بے نشان مانند اختر شمس کے	در صفات حق صفات جملہ شان	ہمچو اختر پیش آن خور بی نشان
چاہئے گر قرآن سے نقل اے حرون	پڑھ جمیع ہم لدینا محضرون	گر ز قرآن نقل خواہی ای حرون	خوان جمیع ہم لدینا محضرون
محضرون معدوم نہ ہے دیکھ لے	تا بقا روحوں کی تجھ پر کھلے	محضرون معدوم نبود نیک بین	تا بقای روحہا دانی یقین
روح فاصل ہے بقا سے با عذاب	روح واصل ہے بقا سے بے حجاب	روح محجوب از بقا بس در عذاب	روح واصل در بقا پاک از حجاب
اس چراغ حس حیوان سے تجھے	بس کہا کہ اتحاد ہرگز نہ لے	زین چراغ حس حیوان المراد	گفتمت ہان تا نجوئی اتحاد
روح اپنی متصل کر جلد تر	سالکوں کی روح سے تو اے بشر	روح خود را متصل کن ای فلان	زود با ارواح قدس سالکان
گر مریں زندہ ہوں یہ سو چراغ	بیگانہ ہیں تو رہ اُن سے فراغ	صد چراغت ار مرد ار نیستند	باش خارج چون یگانہ نیستند
اسلیے لڑتے ہیں یہ سب آدمی	کسی نے جنگ نبیوں میں سنی	زان ہمہ جنگند این اصحاب ما	جنگ کس نشنید اندر انبیا
کیونکہ نور انبیا خورشید تھا	نور حس اپنا چراغ بے ضیا	زانکہ نور انبیا خورشید بود	نور حس ما چراغ شمع دود
اک مرے اور ایک رہوے تا سحر	ایک بے نور اور اک با نور تر	یک بمیرد یک بماند تا بروز	یک بود پژمردہ دیگر با فروز
ہے غذا سے جان حیوانی حیات	مرتی ہے ہر ایک بناء ہے بے ثبات	جان حیوانی بود حی از غذی	ہم بمیرد او بہر نیک و بدی
گر چراغ اسکا بجھے مر دِ نکو	خانہ ہمسایہ کا کب تاریک ہو	گر بمیرد این چراغ و طی شود	خانۂ ہمسایہ مظلم کی شود
نور اُس گھر کا جو بے اسکے رہا	پس چراغ حس ہے ہر گھر کا جدا	نور آن خانہ چو بی این ہم بپاست	پس چراغ حس ہر خانہ جداست
یہ مثال اک جان حیوانی کی ہے	نہ مثال اک جان ربانی کی ہے	این مثال جان حیوانی بود	نی مثال جان ربانی بود
ہندوے شب سے جو یہ پیدا ہوا	نور ہر سوراخ کے اوپر پڑا	باز از ہندوی شب چون ماہ زاد	بر سر ہر روزنی نوری فتاد
نور تو اُن سو گھروں کا ایک جان	ایک میں نہ نور رہوے دیگراں	نور آن صد خانہ را تو یک شمر	کہ نماند نور آن بی این دگر
جب تلک خورشید تاباں ہو یہاں	نور ہر اک گھر میں رہوے میہماں	تا بود خورشید تابان بر افق	ہست در ہر خانہ او را قنق
ڈوب جاوے جبکہ پھر خورشید جان	سب گھروں کا نور ہو ویران و نہاں	باز چون خورشید جان آفل شود	نور جملہ خانہا زایل شود
یہ مثال نور ہے بے مثل ہے	راہزن دشمن کو ہو ہادی تجھے	زین مثال نور آمد مثل نی	ہر ترا ہادی عدو را رہزنی

ہے وہ مکڑی کی مثال اک زشت خو — موٹے موٹے پردے جو تیرے ہیں وہ
نور کا پردہ لعاب اپنا کیا — دیدۂ ادراک کو اندھا کیا
پکڑے گر سر اسپ کا کھنچے ز شر — لات کھائے یا اس کو پکڑے اگر
بیٹھ کم گھوڑے پہ جو ہو بے لگام — عقل و دین کو کر تو ہے راہی غلام
اس ارادہ میں جو دیکھا سست تو — صبر اس رہ میں ہے مشکل نفس کو
پھر تو لوٹ اور قصہ مسجد کا کہو — باسلیمان نبی نیک خو

بر مثال عنکبوت آن زشت خو — پردہ ہائے گندہ را بر بافد او
از لعاب خویش پردہ نور کرد — دیدۂ ادراک خود را کور کرد
گردن اسپ ار بگیر و بر خورد — در بگیر د پایش بستاند لگد
کم نشین بر اسپ توسن بی لگام — عقل و دین را پیشوا کن والسلام
اندرین آہنگ منگر سست و پست — کاندرین رہ صبر و شق انفس است
باز گرد و قصہ مسجد بگو — با سلیمان نبی نیک خو

باقی قصہ بنائے مسجد اقصے کا اور بنانا سلیمان علیہ السلام کا اسکو اور پہونچنا مدد کا انکو غیب سے

بقیہ قصہ بنای مسجد اقصے و بنا کردن سلیمان علیہ السلام آنرا و امداد رسیدن اورا از غیب

جو سلیمان نے شروع کی وہ بنا — پاک جوں کعبہ مبارک جوں منا
اس بنا میں ایک عظمت دکھتی تھی — اور بناؤں کی نہ مثل افسردگی
اس بنا کو سنگ کہ سے توڑتے — کہتے ظاہر ہے چلو اسکے لیے
آب و گل آدم کدہ کی طرح سے — نور کرکے پارہ ہا تابان ہوے
بے اٹھائے سنگ آئندہ ہوے — وہ در و دیوار سب زندہ ہوے
حق کہے دیوار جنت کی نہیں — مثل دیواروں کی بیجان کر یقین
مثل دیوار بدن ہے علم سے — زندہ وہ گھر جس میں شاہنشاہ ہے
بھی بہشت و میوہ بھی آب زلال — اہل جنت ہی ہیں کرتے قیل و قال
نے بنائی جنت آرے سے رملے — بل بنائی نیت و اعمال سے
آب و گل سے یہ بنا مردہ ہوئی — طاعتوں سے وہ بنا زندہ ہوئی
اصل اپنی سے رہے یہ پر خلل — اصل سے وہ اپنی با علم و عمل
ہیں لباس و تخت و تاج و قصر آب — جنتی ہے باسوال و باجواب
فرش بے فراش کے خود ہو رکھے — خانہ بے جاروب کے خود صاف ہے
بے اٹھائے سیر تخت اسکا کرے — حلقہ در اسکا قوالی کرے

چون سلیمان کرد آغاز بنا — پاک چون کعبہ ہمایون چون منا
در بنایش دیدہ میشد کر و فر — نی فسردہ چون بناہای دگر
در بنا ہر سنگ کز کہ می شکست — فاش سیروا بی ہمی گفت از نخست
ہمچو از آب و گل آدم کدہ — نور ارکان بی پارہ ہا تابان شدہ
سنگ بے حمال آیندہ شدہ — وان در و دیوارہا زندہ شدہ
حق ہمیگوید کہ دیوار بہشت — نیست چون دیوارہا بیجان و زشت
چون در و دیوار تن با آگہی ست — زندہ باشد خانہ چون شاہنشہی است
ہم بہشت و میوہ ہم آب زلال — با بہشتی در حدیث و در مقال
زانکہ جنت را نہ ز آلت بستہ اند — بلکہ از اعمال و نیت بستہ اند
این بنا ز آب و گل مردہ بدست — وان بنا از طاعت زندہ شدہ است
این با اصل خویش ماند پر خلل — وان با اصل خود کہ علم است و عمل
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب — با بہشتی در سوال و در جواب
فرش بے فراش پیچیدہ شدہ — خانہ بے کناس روبیدہ شدہ
تخت او سیار بے حمال شد — حلقہ در در طرب و قوال شد

خانۂ دل تم سے پتھر وہ ہوا	اور بنے دیار و بت تو ہے کھرا
دل کے اندر زندگی جنت کی ہر	فائدہ کیا جو زبان نے کہ سکے
جب ہوئی وہ مسجد اقصے تمام	انتہا ہوں سے سلیمان کے سلام
جب سلیمان جاتے اُس مسجد میں تھے	ہر سحر ارشاد کرنے کے لیے
گاہ کرتے پند قول و لحن و ساز	گاہ فعلوں یعنے سجدہ یا نماز
پند فعلی کھینچے از بس خلق کو	ہو بہو بحر سر ہر کے جان از دل بریج
وہم سرداری ہے جس میں کم ذرا	ہوا اثر لشکر میں اوسکا بس سوا

خانۂ دل هین زخم تو لیده شد	بکیناسان زانکه روبیده شد
هست در دل زندگی دار الخلود	در زبانم چون نمی آید چه سود
چونکه گشت آن مسجد اقصی تمام	زانتهاهات سلیمان والسلام
چون سلیمان در شدی هر بامداد	مسجد اندر بهر ارشاد عباد
پند دادی گه بگفت و لحن و ساز	گه بفعل اعنی رکوع یا نماز
پند فعلی خلق را جذاب تر	که رسد در جان هر با گوش کر
زانکه ران وهم امیری کم بود	در حشم تاثیر آن محکم بود

قصہ شروع خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا اور خطبہ پڑھنا انکا اس بیان میں کہ ناصح عالم فعلی بہتر ہے ناصح عالم قولی سے

قصۂ آغاز خلافت عثمان رض و خطبه وے در بیان آنکه ناصح فعال الفعل به از ناصح بقول

قصہ عثمان کہ منبر پر گئے	جو خلافت پائی جلدی سے چڑھے
تین پایے منبر نبوی کے تھے	دوسرے پر بیٹھے ابو بکر ان سے
تیسرے پایے پہ بیٹھے عمر شد	عہد میں اپنے ادب میں گاہ کر
عہد میں عثمان اپنے آن کر	بس ہر سے منبر کے اوپر جلوہ گر
اک فضولی نے سوال اُنسے کیا	کہ نہ بیٹھے دونوں وہ حضرت کی جا
تمنے آخر چاہی کیسے سروری	مرتبے میں تمکو اُنسے ہے کمی
بولے گر میں تیسرے پر بیٹھتا	وہم تم کو ہو عمر کے مثل کا
دوسرے پایہ گر میں بیٹھتا	کہتے تم یہ مثل ابو بکر اب ہوا
پس یہ بالا ہے مقام مصطفے	وہم مثلے نہ ہے اُس شہ سے مرا
بعدہ خطبہ کی جا وہ با حیا	عصر تک خاموش لب بیٹھا رہا
نے مجال اک کو کہ کہوے تم پڑھو	یا کہ اب تم باہر اس مسجد سے ہو

قصۂ عثمان که بر منبر برفت	چون خلافت یافت بشتابید تفت
منبر مهتر که سه پایه بدست	بر رفت بوبکر دوم پایه نشست
بر سوم پایه عمر در دور خویش	از برای حرمت اسلام و کیش
دور عثمان آمد او بالای تخت	بر شد و بنشست آن محمود بخت
پس سوالش کرد مرد بوالفضول	کان دو ننشستند بر جای رسول
پس تو چون جستی از ایشان برتری	چون برتبت تو از ایشان کمتری
گفت اگر جایم سوم پایه بدی	وهم مثلی عمر تان میشدی
در دوم پایه شدم من جای جو	گفتنی استی مثل ابو بکرست او
هست این بالا مقام مصطفی	وهم مثلی نیست با آن شه مرا
بعد از آن بر جای خطبه آن دو فا	تا بقرب عصر لب خاموش بود
زهره نی کس را که گوید هین بخوان	یا برون آید ز مسجد آن زمان

رکھتا ہے ہستی انکی تھا فیض عام ــ نور یزدان سے ہوا صحن و بام
هستی نشسته بر خاص و عام ــ بر شده از نور یزدان صحن و بام

جو تھا بینا دیکھتا وہ نور تھا ــ نور کو اس تاب سے گرمی سوا
هر که بینا ناظر آن نور بود ــ نور را زان تاب هم گرمی فزود

تا کہ اس گرمی سے اندھا جانتا ــ آفتاب روشن اک تابان ہوا
تا ز گرمی فهم کردی آن ضریر ــ کو برآمد آفتابی بس منیر

پر یہ گرمی کھولتی ہے چشم کو ــ تا کہ دیکھے عین جو سنتا ہو وہ
لیک این گرمی گشاید دیده را ــ تا ببیند عین هر شنیده را

اسکی گرمی کو تپش اور حال ہو ــ اس تپش سے بسط دل کو ہو
گرمیش را ضجرتی و حالتی ــ زان تپش دل را گشادی فسحتی

جو اندھا ہوا اس نور سے ــ میں ہوا بینا وہ فرحت سے کہے
کور چون شد گرم از نور قدم ــ از فرح گوید که من بینا شدم

بہت خوش مست تو اے بو الحسن ــ تھوڑی رہ ہے بینا ہونیکا ابھی باقی
سخت خوش مستی ولی ای بوالحسن ــ پاره‌ای راهست تا بینا شدن

یہ نصیب اندھوں کو ہوا آفتاب سے ــ ایسے سو واللہ اعلم بالصواب
این نصیب کور باشد ز آفتاب ــ صد چنین والله اعلم بالصواب

جو کہ ہو اس نور کا بینا تمام ــ شرح اسکی کب ہو بو سینا کا کام
وانکه او این نور را بینا بود ــ شرح او کی کار بوسینا بود

گر ہو سو حصہ تو کب ہو اس کا بیان ــ ہاتھ سے پردہ اٹھا دیوے عیان
گر بود صد تو که باشد این بیان ــ کو بجنباند بکف پرده عیان

حشف ہو اسپر کہ کھوسے پردہ تو ــ تیغ اللہ کاٹے اسکے ہاتھ کو
واکه بر وی کلسا پرده بود ــ تیغ الهی کند دستش جدا

ہاتھ کیا ہے بلکہ کاٹے اسکا سر ــ کہ کرے وہ جہل سے سر جا بجا
دست چه بود خود سرش را برکند ــ آن سری کز جهل سرها می‌کند

بات تھا یہ فرضی کہی تجھ سے بیان ــ ورنہ ہاتھ اسکا کہاں اور یہ کہاں
این بتقدیر سخن گفتم ترا ــ ورنه خود دستش کجا و این کجا

ہوتے خالہ ہوتا خالو تذکرہ ــ آیا یہ تقدیر سے ہوتا وہ گر
خاله را خایه بدی خالو بدی ــ این بتقدیر آمده است از او بدی

گر زبان سے چشم تک شک سے پاک ــ میں کہوں سو سال تھی ذرہ خاک
از زبان تا چشم کو پاک از شکست ــ صد هزاران سال گویم اندکست

مت ہو نا امید تو ز رو قدم ــ گر خدا چاہے تو پہونچے ایک دم
هین مشو نومید نور از آسمان ــ حق چو خواهد میرسد در یک زمان

اختر گردوں کر ظلمت کو دور ــ اختر حق اپنا رکھے وصف نور
اختر گردون ظلم را ناسخست ــ اختر حق در صفاتش راسخست

قدرت اسکی اختروں کو سو اثر ــ دیتی کانوں میں ہر دم اور پہر
صد اثر در کانها از اختران ــ میرساند قدرتش در هر زمان

پانسو برسوں کی رہ کا آسمان ــ خاک سے نزدیک اثر میں ہر بیان
چرخ پانصد ساله را و آنی چنین ــ در اثر نزدیک آید با زمین

تین ہزاران پانسو سالہ زحل ــ ہر گھڑی تاثیر اسکی دے عمل
سه هزاران سال و پانصد تا زحل ــ دم بدم خاصیتش آرد عمل

مثل سایہ اسکا پلٹے ہے شتاب ــ طول سایہ کیا ہے پیش آفتاب
در رهش آرد چو سایه در ایاب ــ طول سایه چیست پیش آفتاب

پاک نفسوں سے وہ جیوں اختران ــ اختران چرخ کو پہونچے نہان
وز نفوس پاک اختروش مدد ــ سوی اخترهای گردون میرسد

اختروں سے ظاہر ہے ہکو قیام ــ باطن اپنے فلک کو ہے قیام
ظاهر آن اختران قوام ما ــ باطن ما گشته قوام سما

بیان اس کا کہ حکما کہتے ہیں آدمی عالم صغیر ہے

در بیان آنکه حکما گویند آدمی عالم صغیرست

اور حکماء الٰہی کہتے ہیں آدمی عالم کبیر ہے کیواسطے کہ علم اُن حکما کا صورت آدمی پر ناقص تھا اور علم ان کا باطن پر

پس بظاہر عالم صغرا ہے تو / پس بمعنی عالم کبرا ہے تو

اصل میوہ کی ہیں شاخیں ظاہرا / اصل شاخوں کا ہی میوہ باطنا

گر نہوتی خواہش امید ثمر / کب لگاتا باغبان بیخ شجر

وہ شجر معنی میں میوہ سے اگا / گرچہ ظاہر میں شجر سے وہ ہوا

مصطفے بولے کہ آدم وانبیا / ہوں مرے فرزند سب زیر لوا

اِسلیے فرماتے ہیں وہ ذوفنون / رمز نحن الآخرون السابقون

ظاہرا آدم سے گر پیدا ہوں میں / باطنا دادا کا بھی دادا ہوں میں (میں پچھلوں کا اگلا ہوں میں)

تھے وہ مسجود ملک میرے لیے / پہونچے بالاے فلک میرے لیے

پس ہے مجھسے پیدا معنی میں پدر / پیدا میوہ سے ہے معنی میں شجر

فکر اول آخر آیا ہے عمل / خاصکر وہ فکر جو وصف ازل

الغرض دم بھر میں گردش آسمان / آتا اور جاتا ہی ایک کاروان

نی دراز اس کاروان پر ہی پڑاو / کہ بیابان ہے پڑا یا ستگاہ

ہر گھڑی کعبہ کو جو دل جاتا ہے / طبع و دل کی پکڑے تن جسمانی ہے

یہ دراز و کوتہی تن کو روا / کیا دراز و کوتہ جس جا ہی خدا

جسم کو تبدیل جب حق نے کیا / چلنا بے چلنے کا بس اسکو دیا

جلد چل کہ سو امید اسوقت ہی / عاشقانہ اور باتیں چھوڑ دے

گرچہ تو کشتی کے اندر سو رہا ہے / لیک سوتے میں تو رستہ طے کرے

و حکماے الٰہی گویند آدمی عالم کبیر است زیرا کہ علم آن حکما بر صورت آدمی مقصور بود و علم اینہا بر باطن

پس بصورت عالم اصغر تو ای / پس بمعنی عالم اکبر تو ای

ظاہر آن شاخ اصل میوہ است / باطنا بہر ثمر شد شاخ ہست

گر نبودے میل و امید ثمر / کے نشاندے باغبان بیخ شجر

پس بمعنی آن شجر از میوہ زاد / گر بصورت از شجر بودش نہاد

مصطفے زین گفت کادم و انبیا / خلف من باشند در زیر لوا

بہر این فرمودہ است آن ذوفنون / رمز نحن الآخرون السابقون

گر بصورت من ز آدم زادہ ام / من بمعنی جد جد افتادہ ام

کز براے من بدش سجدہ ملک / وز پی من رفت بر ہفتم فلک

پس ز من زائید در معنی پدر / پس ز میوہ زاد در معنی شجر

اول فکر آخر آمد در عمل / خاصہ فکرے کو بود وصف ازل

حاصل اندر یکزمان از آسمان / میرود می آید ایدر کاروان

نیست بر این کاروان این رہ دراز / کہ مفازہ رفت آید با مفاز

دل بکعبہ میرود در ہر زمان / جسم طبع دل بگیرد زامتنان

این دراز و کوتہی مر جسم راست / چہ دراز و کوتہ آنجا کہ خداست

چون خدا مر جسم را تبدیل کرد / رفتنش بے فرسخ و بی میل کرد

صد امید است این زمان بردار گام / عاشقانہ ای فتی خل الکلام

گرچہ پیلہ چشم بر ہم میزنی / در سفینہ خفتہ رہ میکنی

تفسیر اس حدیث کی کہ مثل امتی کمثل سفینۃ نوح من تمسک بہا نجی ومن تخلف عنہا غرق

تفسیر این حدیث کہ مثل امتی کمثل سفینۃ نوح من تمسک بہا نجی ومن تخلف عنہا غرق

اردو ترجمہ		مثنوی	
اسلیے فرمایا حضرت نے کہ میں	مثل کشتی ہوں میان طوفان میں	بهر این فرمود پیغمبر که من	همچو کشتی ام بطوفان زمن
ہیں مرے اصحاب جوں کشتی نوح	جو کہ پکڑے ہاتھ سے پائے فتوح	ما و اصحابیم چون کشتی نوح	هر که دست اندر زند یابد فتوح
شیخ جب پایا برائی سے چھٹا	رات دن کشتی میں تو چلا جا	چونکه با شیخی تو دور از زشتی	روز و شب سیاری و در کشتی
خالق جان کی حمایت میں ہا	رہ چلے کشتی میں تو سوتا ہوا	در پناه جان جان بخشی توی	کشتی اندر خفته ره میروی
تو مت اپنے نبی وقت سے	مت بھروسا کر تو کسب و کام پہ	مگسل از پیغمبر ایام خویش	تکیه کم کن بر فن و بر گام خویش
شیر تو ہے گر چلے رہ بے دلیل	مثل روبہ تو ہو گمراہ اور ذلیل	گرچه شیری چون روی ره بی دلیل	همچو روبه در ضلالی و ذلیل
مت اڑے لیکن تو پر شیخ کے	تا مدد دیکھے تو فوج شیخ کے	هین مپر الا که با پرهای شیخ	تا ببینی عون لشکرهای شیخ
موج لطف شیخ کی ہو بال و پر تری	قہر کی آتش ہو حمال اک گھڑی	یکزمانی موج لطفش بال تست	آتش قهرش دمی حمال تست
لطف کا ضد قہر اسکے کم نہ جان	ایک ہیں دونوں اثر میں کچھ عیان	قهر او را ضد لطفش کم شمر	اتحاد هر دو بین اندر اثر
سبز کرتا خاک سا دم میں تجھے	کرتا فربہ پر ہوا دم میں تجھے	یکزمان چون خاک سبزت میکند	یکزمان پر باد و گردت میکند
جسم عارف کو وہ کرتا خاک ہے	اسکے اوپر تا گل و نسرین اگے	جسم عارف را دهد وصف جماد	تا برو روید گل و نسرین شاد
پر وہ دیکھے ہے نہ دیکھے غیر کے	خلد بو جز پاک مغزوں کو نہ دے	لیک او بیند نبیند غیر او	جز بمغز پاک ندهد خلد بو
مغز خالی حق کے انکار سے	پائے ہے تا بو یار کی گلزار سے	مغز خالی کن از انکار یار	تا که ریحان یابد از گلزار یار
خلد کی بو یار سے تو پائے تا	بوئے رحمن جوں یمن سے مصطفیٰ	تا بیابی بوی خلد از یار من	چون محمد بوی رحمان از یمن
گر صف معراجیوں میں تو کھڑے	نیستی میں جیسے براق اب تو اڑے	در صف معراجیان گر بیستی	چون براقت برکشاید نیستی
نے جوں معراج زمینی تا قمر	بلکہ جوں معراج شاخ نے تا شکر	نه چو معراج زمینی تا قمر	بلکه چون معراج کلکی تا شکر
نہ جوں معراج بخاری تا فلک	بل جوں معراج جنینی عقل تک	نه چو معراج بخاری تا سما	بل چو معراج جنینی تا نهی
خوش براق اک نیستی کا خنگ ہے	سوئے ہستی لائے گر اسپر چڑھے	خوش براقی گشت خنگ نیستی	سوی هستی آردت گر نیستی
کوہ و دریا کو کرتا ہے سم اسکا مس	اور جہان حس کو وہ کرتا ہے پس	کوه و دریاها سمش مس میکند	تا جهان حس را پس میکند
بیٹھ تو کشتی میں جلدی ہو رواں	جیسے جان جائے سوئے معشوق جاں	پا بکش در کشتی و میرو روان	چون سوی معشوق جان جان روان
تا قدم بے ہاتھ پاؤں کے تو جا	جوں عدم سے جان آئی اس جگہ	دست نی و پای نی رو تا قدم	آنچنان که تاخت جانها از عدم
پھاڑتا پردہ قیاس بات کا	کان گونگا ہوتا نہ سامع کا اگر	بردریدی در سخن پرده قیاس	گر نبودی سمع سامع را التباس
قول پر اسکے فلک گوہر نثار	بچہ جہان اسکے جہان سے شرمسار	ای فلک بر گفت او گوهر ببار	از جهان او جهانا شرم دار
گوہر نثار تا ترا قربان سے ہو	گویا بینا ہو ترا جامد ہر جا	گر بباری گوهرت بینا شود	جامدت گوینده و بینا شود
واسطے اپنے کیا قربان ہو وہ	تاکہ ہر پونجی تری ہو جائے سو	پس نثاری کرده باشی بهر خود	چونکه هر سرمایه تو صد شود

قصہ تحفہ بھیجنا بلقیس کا شہر سبا سے سلیمان علیہ السلام کو

جیسے تحفہ بھیجا وہ بلقیس نے / پس سلیمان کو سبا کے شہر سے

بار جو چالیس خچر پر لدا / خشت زر تھیں تحفہ وہ بلقیس کا

پہونچے صحرا سے سلیمانی میں جو / فرش کل سونے کا دیکھا اسکا وہ

زر پے تا چالیس منزل وہ چلے / تا نظر میں قدر زر کی نہ رہے

بارہا بولے کہ زر واپس کریں / سوی مخزن کیونکہ ہم بیکار ہیں

ایسا میدان کہ زر خالص کے ہے / تحفہ زر لیجانے واں نادانی ہے

اے کہ حق تک عقل تحفہ ہے لئے / عقل واں کمتر ہے خاک راہ سے

کھوٹا ہیں تحفہ کا جو واں پر کھلا / شرمساری سے نہیں واپس کیا

پھر وہ بولے کھوٹا ہو یا ہو کھرا / بندہ حکمی ہم تو ہیں پھر ہمکو کیا

خاک یا زر ہو سے لیجانا ہمیں / حکم حاکم ہے بجالانا ہمیں

گر کہیں کہ اسکو تم واپس کرو / یا کہیں کہ تحفہ تم پھر لا کے دو

حکم حاکم ہمکو سننا چاہیے / واں پہ داخل تحفہ کرنا چاہیے

تحفہ لانے والے سب آگے بڑھے / تخت گہ تک وہ سلیمان کے گئے

دیکھا انکو تو سلیمان بس ہنسے / اسقدر کب چاہا میں نے تم سے ہے

میں نہیں کہتا ہوں تحفہ مجکو دو / کہتا ہوں تم لائق اس تحفہ کے ہو

کہ مجھے تحفے ہیں نادر غیب سے / کہ بشر نے تاب اسکی لا سکے

پوجتے اختر ہو جو کہ زر کرے / ہو رجوع اس کے کہ وہ اختر کرے

پوجتے ہو آفتاب چرخ کو / خوار کی ہے جان عالی نرخ کو

حکم حق سے خور ہے باورچی مرا / وہ گدھا ہے جو کہے اسکو خدا

پکڑے گر خور کو ترے تو کیا کرے / گہن کی کب دو ظلمت کر سکے

عجز سے درگاہ حق میں تو کرے / کہ سیاہی دور کر اور نور دے

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس از شہر سبا بسوی سلیمان علی نبینا و علیہ السلام

همچو آن ہدیہ کہ بلقیس از سبا / بر سلیمان می فرستاد ای کیا

ہدیہ بلقیس چل استر بدست / بار آنہا جملہ خشت زر بدست

چون بصحرای سلیمانی رسید / فرش آنرا جملہ زر پختہ بود

بر سر زر تا چہل منزل براند / تا کہ زر را در نظر آبی نماند

بارہا گفتند زر را وا بریم / سوی مخزن ما جو بیکار اندریم

عرصہ کش خاک زر دہ دہی است / زر بہدیہ بردن آنجا ابلہی است

ای ببردہ عقل ہدیہ تا الہ / عقل آنجا کمتر است از خاک راہ

چون کساد ہدیہ آنجا شد پدید / شرمساری شان ہمی واپس کشید

باز گفتند ار کساد و ار روا / چیست بر ما بندہ فرمانیم ما

گر زر و گر خاک ما را بردنیست / امر فرمایندہ بجا آوردنیست

گر بفرمایند کہ واپس برید / ہم بفرمان تحفہ را باز آورید

امر و فرمان را ہمی باید شنید / تا بدانجا ہدیہ را باید کشید

پس روان گشتند ہدیہ آوران / تا بہ تخت آن سلیمان جہان

خندہ آمد چون سلیمان آن بدید / کز شما من کی طلب کردم ثرید

من نمی گویم مرا ہدیہ دہید / بلکہ گفتم لایق ہدیہ شوید

کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہاست / کہ بشر آنرا نیارد نیز خواست

می پرستید اختری کو زر کند / رو بدو آرید کو اختر کند

می پرستید آفتاب چرخ را / خوار کردہ جان عالی نرخ را

آفتاب از امر حق طباخ ماست / ابلہی باشد کہ گوییم او خداست

آفتابت گر بگیرد چون کنی / آن سیاہی زو تو چون بیرون کنی

نی بدرگاہ خدا آری صداع / کہ سیاہی را ببر وادہ شعاع

نیم شب گر تجھکو مارے خور کہاں	تا تو روئے اس سے یا چاہے امان
ہوتی ہیں آفات اکثر رات کو	غائب اسدم تیرا بس معبود ہے
سوئے حق گر راستانہ تو جھکے	اختروں سے چھوٹے اور محرم بنے
جو تو محرم ہو کہوں تجھسے میں اب	تا تو دیکھے آفتاب نیم شب
جان پاک کی بغیر اسکا نہ شرق	رات دن میں نہ طلوع اسکے فرق
جب کرے وہ شرق تو وہ روز ہے	شب نہ رہوے جب چمکنے وہ لگے
جیسے ذرہ چمکے آگے شمس کے	شمس ہو اس نور میں طور سے
شمس کو کہ ہے درخشندہ جہان	دیدہ اسکے آگے حیران ہو بیان
دیکھے نور عرش میں ذرہ سے	ظاہر آگے نور بیحد عرش کے
دیکھے تو اسکو ذلیل و بیقرار	آنکھ کو قوت ہو حق سے آشکار
کیمیا ہے کہ دھوین پر جو پڑا	اک اثر اسکا تو وہ اختر ہوا
ہے عجب اکسیر کہ کچھ اس سے تاب	ڈالے ظلمت پر کیا اک آفتاب
کیمیا ہے بوالعجب کرے عمل	خاصیت رکھیں بہت اندر زحل
باقی اختر اور سب گوہر ہای جان	بھی اسی مقیاس پر طالب تو جان
چشم حسی شمس سے عاجز رہے	چشم ربانی کو تو ڈھونڈھ اور پائے
وہ نظر نوری و یہ ناری ہوئے	نار آگے نور کے ظلمت رکھے
تا ہو بدتر اس نظر کے روبرو	روشنی خورشید کی ای نیک خو

گر شدت نیم شب خورشید گو	تا بنالی یا امان خواهی از و
حادثات اطلب شب آن شود	وان زمان مسعود تو غائب شود
سوی حق گر راستانه خم شوی	وا رهی از اختران محرم شوی
چون شوی محرم گشایم با تو لب	تا ببینی آفتاب نیم شب
جز روان پاک او را شرق نه	در طلوعش روز و شب را فرق نه
روز آن باشد که او شارق شود	شب نماند چونکه او بارق شود
چون نماید ذره پیش آفتاب	خور چنان باشد دران انوار و تاب
آفتابی را که رخشان می شود	دیده پیشش کند و حیران می شود
همچو ذره بینیش در نور عرش	پیش نور بیحد موفور عرش
بینیش مسکین و خوار و بیقرار	دیده را قوت شده از کردگار
کیمیائی که از و یک ماثری	بر دخان افتاد و گشت او اختری
نادر اکسیری که از وی نیمتاب	بر ظلامی زد بکردش آفتاب
بوالعجب میناگری کز یک عمل	بست چندین خاصیت را بر زحل
باقی اختر‌ها و گوهرهای جان	هم برین مقیاس ای طالب بدان
دیده حسی زبون آفتاب	دیده ربانی را جو ای بیاب
کان نظر نوری و این ناری بود	نار پیش نور بس تاری بود
تا زبون گردد به پیش آن نظر	شعشعات آفتاب با شرر

کرامات شیخ عبداللہ مغربی قدس سرہ کی

کرامات شیخ عبدالله مغربی قدس سره

بولے عبداللہ شیخ مغربی	ساٹھ سال اک شب نہ دیکھی شب کبھی
نہ سیاہی دیکھی من نے ساٹھ سال	دن کو اور نہ رات کو تھا اعتدال
بولے صوفی بات سچ کہتے ہیں وہ	ہم تھے پیچھے انکے آدھی رات کو
تھا گڑھوں سے صحرا پُر از خار سے	وہ ہمارے پیشرو جون ماہ تھے
رات کو بے منہ کیے پھرتے کہتے وہ	ہے گڑھا تم آؤ اب لیو ہاتھ کو
کہتے پھر دم بھر میں وہ کہ دکھتا	سیدھی جانب خار ہو اک پیش پا

گفت عبدالله شیخ مغربی	شصت سال از شب ندیدم من شبی
من ندیدم ظلمتی در شصت سال	نی بروز و نی بشب از اعتدال
صوفیان گفتند صدق قال او	نیم شب رفتیم در دنبال او
در بیابانهای پر از خار و گو	او چو ماه بدر ما را پیش رو
روی پس ناکرده میگفتی بشب	هین گو آمد میل کن در سوی چپ
باز گفتی بعد یکدم سوی راست	میل کن زیرا که خاری پیش پاست

دن ہوا پابوس انکے ہم ہوے ۔ گرد رہ سے انکے پاؤں پاک تھے
نے گل اور نے خاک کا اُس پر اثر ۔ خار و پتھر کا نہ زخم اور نے ضرر
مغربی کو مشرقی حق نے کیا ۔ غرب کو روشن کیا بس شرق سا
نور اس شمس شموسوں کا بیان ۔ خاص و عاموں کی ہے وہ نگہبان
کیوں نہو وہ نور پاک اب نگہبان ۔ کہ ہزاروں شمس کرتا ہے عیاں
نور سے اسکے تو جا غار از ان ۔ اژدہا اور کژدموں کے درمیان
تیرے آگے جاتے ہیں وہ نور پاک ۔ کرتا ہے ہر راہ زن کو چاک چاک
یوم لایخزی النبی پیچ جان تو ۔ نور یسعیٰ بین ایدیہم پڑھو
گرچہ محشر میں زیادہ ہوے وہ ۔ آزمایش یا خدا سے مانگ تو
کردہ بخشے ابر و ظلمت کو بتاب ۔ نور جان واللہ اعلم بالصواب

روز گشته پای بوسش کرده ها ۔ زانکه بودی پاکش از گل هر دو پا
نے ز خاک و نی ز گل بر وی اثر ۔ نے خراش خار و آسیب حجر
مغربی را مشرقی کرده خدا ۔ کرده مغرب را چو مشرق نور زای
نور این شمس شموس فارس است ۔ روز خاص و عام را او حارس است
چون نباشد حارس آن نور مجید ۔ که هزاران آفتاب آرد پدید
تو بنور او همی رو در امان ۔ در میان اژدها و کژدمان
پیش پیشت میرود آن نور پاک ۔ میکند هر رهزنی را چاک چاک
یوم لا یخزی النبی راست دان ۔ نور یسعی بین ایدیهم بخوان
گرچه گردد در قیامت آن فزون ۔ از خدا اینجا بخواهید آزمون
کو ببخشد هم بمیغ و هم بماغ ۔ نور جان والله اعلم بالبلاغ

پھیر دینا سلیمان علیہ السلام کا قاصدان بلقیس کو مع اُس تحفہ کے کہ بلقیس کی جانب سے لائے تھے اور دعوت کرنا سلیمان علیہ السلام کی اُنکو ساتھ ایمان و ترک آفتاب پرستی کے

باز گردانیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آن ہدیہا کہ آوردہ بودند سوی بلقیس و دعوت سلیمان ایشان را بایمان و ترک بت پرستی کردن

لوٹ جاؤ قاصدان پر خجل ۔ لیو تم زر ہم کو لاکر دیو دل
میرا یہ زر سر پہ اُس زر کو رکھو ۔ یہ زر تن فرج خچر میں بھرو
فرج خچر شایان حلقہ زر کو ہے ۔ زر عاشق زرد روئی کو رکھے
کہ وہ ہے اللہ کا منظر ۔ کان ہے خورشید کی جد نظر
کہ وہ ہے خورشید کی جد نظر ۔ کہ وہ ہے اللہ کا منظر
جان پر میری گرفتوں سے گرو ۔ تم گرفتار اب بھی ہو گرچہ ہو

باز گردید ای رسولان خجل ۔ زر شما را دل بما آرید دل
این زر من بر سر آن زر نهید ۔ کوری تن فرج استر را دهید
فرج استر لایق حلقه زر است ۔ زر عاشق روی زرد اصفر است
که نظرگاه خداوند است آن ۔ که نظر انداز خورشید است کان
کو نظرگاه شعاع آفتاب ۔ کو نظرگاه خداوند لباب
از گرفت من ز جان اسپر کنید ۔ گرچه اکنون هم گرفتار منید

مرغ مفتون دانہ اسکا بام ہے	پر کشادہ پر بندھا ہے دام سے	مرغ فتنہ دانہ بر بام ست او	پر کشادہ بستہ دام ست او
قید دانہ مین جو دل کو دیکھے	جا نو ہے پکڑا ہوا وہ قید ہے	چون بدانہ داد او دل را بجان	نا گرفتہ مر ورا بگرفتہ دان
جو نظر وہ بس سوی دانہ کرے	جا نو یا نو مین گرہ اپنے رکھے	آن نظر ہا سوی دانہ میکند	آن گرہ دان کو بپا بر میزند
دانہ کہو سے تو چرائے جو نظر	صبر تجھسے مین چرا تا ہون مگر	دانہ گوید گر تو میدزدی نظر	من ہمی دزدم ز تو صبر و مقر
تو چھپاتا ہے نظر پیچھے مرے	مین نہین غافل ہون تجھسے جان لے	چون کشیدت آن نظر اندر پیم	پس بدانی کز تو من غافل نیم

قصہ اوس عطار کا کہ اُسکے ترازو کے باٹ مٹی کے بنے ہوئے تھے اور چرانا مشتری گل خوارہ کا اُسکو ہنگام تولنے کے

قصہ عطارے کہ سنگ ترازوے او از گل سرشوی بود و دزدیدن مشتری گل خوارہ از آن گل ہنگام سنجیدن

پیش عطار ایک گل خوارہ گیا	تا خریدے قند و شکر دہ ذرا	پیش عطاری یکی گل خوار رفت	تا خرد ابلوج و قند خاص زفت
پس اس عطار خوش چالاک کے	پس بجائے سنگ گل کے باٹ تھے	پس بر عطار طرار و دو ل	موضع سنگ ترازو بود گل
بولا عطار ای جوان شکر مری	ہے بہت عمدہ نہین ہے وہ بُری	گفت عطار ای جوان ابلوج من	ہست نیکو لیک تو بے سخن
باٹ میرے مٹی کے ہین لیکن سبھ سے	گر شکر لینا تجھے منظور ہے	لیک گل سنگ ترازوی من ست	گر ترا میل شکر بخریدن ست
تولا شکر مجکو لینا ہے دے	باٹ میرے ہووین گو ہر چیز کے	گفت ہستم در مہمے قند جو	سنگ میزان ہرچہ خواہی باش گو
سوچا اسکے آگے جو گل کھاتا ہے	سنگ کیا ہے مٹی بہتر زر سے ہے	گفت با خود پیش آنکہ گل خورست	سنگ چہ بود گل نکوتر از زرست
جیسے اک دلالہ بولی اپنے پسر	اک نئی دلھن ملی ہے خوب تر	ہمچو آن دلالہ کو گفت ای پسر	نو عروسے یافتم بس خوب فر
خوبصورت ہے دلھن اک عیب ہے	کہ وہ حلوائی کی لڑکی ہے سے	سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست	کان ستیزہ دختر حلوا گرست
بولا بہتر ہوا گر وہ ایسی ہو	خوب شیرین بادہ لڑکی ہووے گو	گفت بہتر این چنین خود گر بود	دختر او چرب و شیرین تر بود
گر نہ تیرے پاس ہے باٹ اور گل کا ہے	خوب گل میوہ ہے سے خوشتر مجھے	گر نداری سنگ و سنگت از گل ست	این بہ و بہ گل مرا میوہ دل ست
گل کے پلے مین ترازو کے رکھے	اسنے گل کے باٹ تھے پتھر کے جگہ	اندران کفۂ ترازو ز اعتداد	او بجائے سنگ آن گل برنہاد
دوسرے پلے کے لائق وہ شکر	تو رہا تھا ہاتھ سے اپنے شکر	پس براے کفۂ دیگر بدست	ہم بقدر آن شکر را می شکست
تیشہ اسکا چونہ تھا تو اس جگہ	مشتری کو منتظر بٹھلا رکھا	چون نبودش تیشہ او دیر ماند	مشتری را منتظر آنجا نشاند
اسکا منہ تھا اُسطرف گل خوار نے	گل کی چوری خفیہ کی آن ہا سے	رویش آنسو بود گل خوار ناشکفت	گل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت

ڈرتے ڈرتے وہ کہ شاید ناگہاں / دیکھ لیوے مجکو از رہ امتحان
ترس ترسان که نباید ناگهان / چشم او برمن فتد از امتحان

دیکھا جو عطار نے شاغل کیا / آپ کو وہ چرا سکے اور سوا
دید عطار آن و خود مشغول کرد / که فزون تر دزد دا آن ای شیر مرد

گر چرائے ہے وگل لیجائے ہے / جا تو نقصان آپ اپنا کھائے ہے
گر بدزدی وز گل من می بری / رو که هم از پهلوی خود میخوری

مجھ سے از راہ خری ڈرتا ہے تو / ڈرتا میں ہوں کہ تو کم کھائے گے
تو همی ترسی زمن لیکن از خری / من همی ترسم که تو کمتر خوری

تو شکر کا امتحان جب کہ کرے / جانے احمق اور عاقل کون ہے
چون به بینی تو شکر را آزمود / پس بدانی احمق و عاقل که بود

گر ہوں شاغل ایسا احمق میں نہیں / کہ شکر کو مجھ سے لیوے تو فزوں
گرچه مشغولم چنان احمق نیم / که شکر افزون کشی تو از نیم

مرغ دانے سے نظر کو خوش کرے / دانہ اسکی راہ مارے دور سے
مرغ ز آن دانه نظر خوش میکند / دانه هم از دور راهش میزند

گر گلو سے چشم کی لذت تو لے / نے کباب اپنے تو پہلو سے چکھے
گر زنا ء چشم حظے میبری / نے کباب از پهلوی خود میخوری

یہ نظر ہے دور سے جوں تیر و سم / عشق زیادہ ہو ترا او صبر کم
این نظر از دور چون تیرست و سم / عشقت افزون میشود صبر تو کم

مال دنیا دام مرغان ضعیف / ملک عقبی دام مرغان شریف
مال دنیا دام مرغان ضعیف / ملک عقبی دام مرغان شریف

ملک ایسے ہیں کہ دام اک سخت ہے / مرغ پاک آ کے کیا اس میں پھنسے
تا بدین ملکی که او دامیست ژرف / در شکار آیند مرغان شگرف

میں سلیمان ملک نے چاہوں ترا / بلکہ کرتا ہوں ہلاکت سے رہا
من سلیمان می نخواهم ملکتان / بلکه من برهانم از هر هلکتان

ملک کے مملوک تم خود ہو بھلا / نے مرے جو وہ ہو مالک ملک کا
کاین زمان هستید خود مملوک ملک / مالک ملک آنکه او بجهد ز ملک

رسم الٹی ای اسیران جہان / خود کو کہتے ہو امیران جہان
باز گونه ای اسیران جهان / نام خود کردید امیران جهان

بندۂ عالم ہے تو محبوس جان / کب تلک کہو گے میں ہوں خواجہ جہان
ای تو بندهٔ این جهان محبوس جان / چند گوئی خویش را خواجه جهان

اے رسولو بھیجتا ہوں تمکو کیا / تم کو مقبولی سے بہتر رد مرا
ای رسولان می فرستمتان رسول / رد من بهتر شمارا از قبول

دلداری کرنا اور نوازنا سلیمان کا رسولوں کو اور دفع کرنا وحشت و آزار کا دل اُنکے سے اور عذر قبول نہ کرنا تحفے کا

دلداری کردن و نواختن سلیمان مر رسولان را و دفع وحشت و آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن هدیه

جو ہے دیکھا آگے تم بلقیس کے / کہنا اس سونے کے پس ہمدان
پیش بلقیس آنچه دیدید از عجب / باز گوئید از بیابان ذهب

زر سے جو یہ منزل تم رہے / ایسے تحفے سے خجل جو تم ہوئے
گر چهل منزل بروی زر بدید / زین چنین هدیه خجل چون گشتید

تاکہ جانے طامع ہم زر کے نہیں / بخشتا زر ہمکو ہے زر آفرین
تا بداند که به زر طامع نه ایم / باز زر از زر آفرین آورده ایم

وہ اگر چاہے تو کل خاک زمین / زر ہو بالکل اور ہو در ثمین
آنکه گر خواهد همه خاک زمین / سر بسر زر گردد و در ثمین

حق کرے اسکے لیے اے زر گزین / روز محشر اس زمین کو نقره گین
زر سے فارغ ہون کہ ہین فن مین غنی / خاکیون کو زر سے بھی بہتر کرون
تجھسے بہین خواہش زر کرتا ہون / تمکو بس مین کیمیاگر کرتا ہون
چھوڑ دو داد سکو کہ ملک سبا / کہ بہت ملک آب و گل کے ہین سو
قید ہے وہ تخت جسکو کہتے ہو / صدر جانا ر دگے تم در پہ ہو
اپنی داڑھی پر نہین شاہی تجھے / ملک دید بد شاہی کیونکر سکے
تیری اے مرضی ہو داڑھی کی سفید / شرم کر داڑھی سے اپنی کج امید
جو کرے عجز اس خدای ملک کے / اس جہان کے غیر سو ملک اسکو دے
ذوق سجدہ کا تجھے پیش خدا / لاکھ دولت سے ہو بہتر او بھلا
تا لگے مین نہ چاہون ملک کو / تاکہ سجدہ کا عنایت مجکو ہو
بجز دی ہے بادشاہون نے بجھو / نے شراب بندگی سے پائی بو
ورنہ وہ مانند ادہم ہوکے دنگ / چھوڑ دیتے ملک و دنیا بیدرنگ
یہ جہان کو باقی رکھنے کے لیے / انکے گھر مین حق نے کین آنکھین بی
تاکہ ہو محبوب انکو تخت و تاج / تا وہ لیوین بادشاہون سے خراج
جمع زر تو گر خراجون سے کرے / تجھسے آخر مال میراثی رہے
ملک و زر ہمرہ نہ جان مجھ سے / زر کو دے بہر نظر سرمہ کوئے
تا تو دیکھے یہ جہان اک چاہ ہے تنگ / شش یوسف کے وہ رسی لا بجنگ
مانگے جب چاہ سے آئے بام / جان کہے یا بشری لنا ہذا غلام
چاہ مین سکو بس ڈالی ہے نظر / وہ ہے کمتر سنگ کو جو دیکھے زر
کھیل مین لڑکون کو ناقص عقل سے / مال و زر وہ ٹھیکری دکھلائی دے
عارفون اسکے کیمیاگر ہو گئے / انکے آگے کان بس ناچیزی

حق برای او کند ای زرگزین / روز محشر این زمین را نقره گین
فارغیم از زر که ما بس پر غنیم / خاکیان را سر بسر زرین کنیم
از شما کی کدیه زر می کنیم / ما شما را کیمیاگر می کنیم
ترک آن گیرید که ملک سباست / کو برون از آب و گل بس ملکهاست
تخته بندست آنکه تختش خوانده / صدر پنداری و بر در مانده
پادشاهی نیست بر ریشت خود / پادشاهی چون کنی بر نیک و بد
بی مراد تو شود ریشت سفید / شرم دار از ریش خود ای کژ امید
مالک الملک ست هر کس سر نهد / بی جهان خاک صد ملکش دهد
لیک ذوق سجده پیش خدا / خوشتر آید از دو صد دولت ترا
پس بنالی که نخواهم ملکها / ملک آن سجده مسلم کن مرا
پادشاهان جهان از بدرگی / بو نبردند از شراب بندگی
ورنه ادهم‌وار سرگردان و دنگ / ملک را برهم زدندی بی درنگ
لیک حق بهر ثبات این جهان / مهرشان بنهاد بر چشم و دهان
تا شود شیرین بر ایشان تخت و تاج / تا ستانند از جهانداران خراج
از خراج ار جمع آری زر چو ریگ / آخر آن از تو بماند مرده ریگ
همره جانت نگردد ملک و زر / زر بده سرمه ستان بهر نظر
تا ببینی کاین جهان چاهیست تنگ / یوسفانه آن رسن آری بچنگ
تا بگوید چون ز چاه آیی به بام / جان که یا بشری لنا هذا غلام
هست در چه انعکاسات نظر / کمترین آنکه نماید سنگ زر
وقت بازی کودکان را از اختلال / می نماید آن خزفها زر و مال
عارفانش کیمیاگر گشته اند / تا که شد کانها بر ایشان مسخره

دیکھنا درویش کا جماعت مشائخ کو خواب مین اور چاہنا روزی حلال کا

دیدن درویشی جماعت مشائخ را در خواب و درخواست کردن روزی حلال

ازایشان کہ بہ مشغول شدن کسب
از عبادت می مانم وارشاد ایشان
او را بہ میوہ ہاے تلخ و ترش و شیرین
شدن بدان مشایخ آنہا را

اُسلئے کہ بسبب مشغولی کسب کے عبادت سے
باز رہتا ہون اور ارشاد کرنا انکا اوسکو
ساتھ میوہ ہاے تلخ و ترش کے اور شیرین
ہوجانا اُن کا بسبب دینے مشایخون کے

آن یکی درویش گفت اندر سحر
گفتم ایشان را کہ رزق حلال
مر مرا سوے کہستان راندند
کہ خدا شیرین بگردان میوہ ہا
ہین بخور پاک و حلال بی حسیب
پس مرا زان رزق لطفی و نمود
گفتم این فتنہ است یارب در جہان
شد سخن از من دل خوش یافتم
گفتم از چیزی نباشد در بہشت
ہیچ نعمت آرزو ناید دگر
ماندہ بود از کسب یکدو حبہ ام

خضریان را من بدیدم خواب در
از کجا نوشم کہ آن نبود وبال
میوہ ما زان بیشہ می فشاندند
در دہان تو بہمت ہای ما
بے صداع و نقل بالا و نشیب
ذوق گفت من خورد ہا میرہ
بخششے دہ از ہمہ خلقان نہان
چون انار از ذوق می اشکافتم
غیر این شادی کہ دارم در بہشت
زین نہ پردازم بخور و نیشکر
دوختہ در آستین جبہ ام

بولا اک درویش مین نے صبح کو
بولا مین اُنسے کہ رزق حلال
وہ پہاڑون مین مجھے بس لیگئے
کہ خدا ہمت ہماری سے کرے
کھا تو یہ پاک اور حلال اور بے حساب
لطف اک اس رزق سے آیا مجھے
بولا مین آفت ہے یہ یارب یہان
دل ہوا خوش جو سخن مجھسے کیا
بولا مین جنت مین بھی نعمتے ہو کوئی
دوسری نعمت کی نہ خواہش مجھے
مبلغ اک دو رہے تھے کسب کے

خواب مین دیکھے مشایخ بس کہ جو
مین کہان سے کھاؤن کہ نہ ہو وبال
اور میوے توڑ کر مجھکو دیئے
میٹھا اُن میوون کو بس منھ مین ترے
بے کھپے اور بے تلے بے رنج تو اب
عقل گم ہو گئی تھی میری قول سے
خلق سے آزاد کر مجھکو نہان
جون انار اس ذوق سے بس مین کھلا
اس سوا شادی کے جو مجھکو ملی
نیشکر کھاتا نہین ہون اسلیے
آستین مین میری جبہ کے سلے

درویش کے دل مین گذرنا کہ یہ راس ہیزم کش
کو دون مین کہ مین نے روزی حلال کی
پائی ہے اور رنجیدہ ہونا ہیزم کش کا

دردل گذرانیدن درویش کہ این ر
بدین ہیزم کش دہم کہ من روزی
حلال یافتم و رنجیدن ہیزم کش

ایک ہیزم کش فقیر بے نوا — آتا صحرا سے تھا وہ تھکا ہوا
سوچا میں فارغ ہوں اب رزق سے — رزق کرنے غم ہے بیدا سکے مجھے
میوہ ناخوش مجھے اب خوش ہو گیا — رزق تن کا خاص کر ہاتھ آگیا
جو کہ میں فارغ ہوا ہوں اکل سے — ہیں یہ مبلغ چند میں میرے دن آگے
دیکھوں یہ زر اسکو بس تکلیف ہے — تا یہ خوش دو تین دن ہو قوت سے
ان کرے میری اسے تھی آگہی — شمع ہو سے شمع روشن جسکی تھی
اسکے آگے فکر کا ستر نہان — شمع تھی فانوس میں جیسے عیان
کوئی پوشیدہ نہ تھی اس سے ضمیر — دل کے مضمونوں سے تھا اس کو خبر
چپکے چپکے کہتا تھا وہ زیر لب — بس جواب فکر میں وہ بو العجب
ایسا اندیشہ ترا ہے ملوک — کیف تلقی الرزق ان لم یرزقوک
میں سمجھا تھا نہیں یہ بات لیک — میرے دل پر غصہ کرتا نیک نیک
آیا حملہ کرکے مجھ پر مثل شیر — اور رکھا لکڑی کا گٹھا سر زمیں
پرتو اس حملے کا جب مجھ پہ پڑا — لرزہ سات اندام میں میرے پڑا
بولا یا رب گر ترے خاصان ہیں — کہ مبارک دعوت و خوش جان ہیں
کیمیا گر چاہوں لطف سے تو ترا — گٹھا اب لکڑی کا زر ہو دو مرا
دیکھا اس دم لکڑیاں زر ہو گئیں — مثل آتش کے چمکنے وہ لگیں
دیر تک میں آپ میں بیخود رہا — ہوش میں حیرت سے جبکہ میں ہوا
بعد وہ بولا خدایا وہ کبار — گر غیور اب ہیں نہ چاہوں اشتہار
لکڑیاں پھر انکو کر دو اسی ہیں — بے تامل ویسی ہی جیسی کہ تھیں
لکڑیاں پھر ہو گئیں وہ شاخ زر — عقل دنگ اس کام سے ہولی اور نظر
باندھ کے لکڑیاں وہ چل دیا — میرے آگے شہر کی جانب گیا
میں نے چاہا اسکے پیچھے میں چلوں — پوچھوں اس سے مشکلیں ہیں اور سنوں
روکا اس ہیبت نے اسکی بس مجھے — آگے خاصوں کے نہ بڑھو غم نکرو
رہ کہہ دو سر قربان کرے — کہ وہ رحمت اور جذب انکے ہے ہم
بس غنیمت جانو اس توفیق کو — پاؤ جو تم صحبت صدیق کو

آن یکی درویش هیزم میکشید — خسته و مانده ز بیشه بر رسید
پس بگفتم من ز روزی فارغم — زین سپس از بهر رزقم نیست غم
میوه مکروه بر من خوش شده است — رزق خاص جسم را آمد بدست
چونکه من فارغ شدستم از گلو — حبه چندست من بدهم بدو
بدهم این زر را بدین تکلیف کش — تا دو سه روزک شود از قوت خوش
خود ضمیرم را همیدانست او — زانکه شمعش داشت نور از شمع هو
بود پیشش سر هر اندیشه — چون چراغ درد درون شیشه
هیچ پنهان می نشد از وی ضمیر — بود بر مضمون دلها او خبیر
پس همی منکید با خود زیر لب — در جواب فکرتم آن بوالعجب
چون چنین اندیشی از بهر ملوک — کیف تلقی الرزق ان لم یرزقوک
من نمیکردم سخن را فهم لیک — بر دلم میزد عتابش نیک نیک
سوی من آمد بهیبت همچو شیر — تنگ هیزم را ز خود بنهاد زیر
پرتو حالی که او هیزم نهاد — لرزه بر هفت عضو من فتاد
گفت یا رب گر ترا خاصان هی اند — که مبارک دعوت و فرخ پی اند
لطف تو خواهم که میناگر شود — این زمان این تنگ هیزم زر شود
در زمان دیدم که زر شد هیزمش — همچو آتش بر زمین میتافت خوش
من دران بیخود شدم تا دیرگه — چونکه با خویش آمدم من از وله
بعد ازان گفت ای خدا گر آن کبار — بس غیور اند و گریزان ز اشتهار
باز این را بند هیزم ساز زود — بی توقف همچنان حالی که بود
در زمان شد هیزم آن اغصان زر — مست شد در کار او عقل و نظر
بعد ازان برداشت هیزم را و رفت — سوی شهر از پیش من او تیز و تفت
خواستم تا در پی آن شه روم — پرسم از وی مشکلات و بشنوم
بسته کرد آن هیبت او مر مرا — پیش خاصان ره نباشد عامه را
ور کسی را ره شود گو سر فشان — کان بود از رحمت و از جذب شان
پس غنیمت دار آن توفیق را — چون بیابی صحبت صدیق را

پھر بلا اس احمق کو پای قرب شاہ	سہل و آسان کردی اسکو دہ تباہ
دیوین قربانی سے اوسکو بیشتر	کھوے یہ اک گاؤ کی ران ہی مگر
گاؤ کی ران یہ نہیں ہے جو تجھے	بس خری سے گاؤ کی ران دکھتی ہے
شاہ کی بخشش یہ ہے رشوت کو ہے	انکی بخشش محض یہ رحمت سے ہے

چون آن ابلہ کہ یابد قرب شاہ	سہل و آسان در فتد آندم براہ
چون ز قربانی دہندش بیشتر	پس بگوید ران گاو است این مگر
نیست این از ران گاو ای مفتری	ران گاوت می نماید از خری
بذل شاہانست این بی رشوتی	بخشش محض ست این از رحمتی

حرص دلانا سلیمان کا رسولوں کو واسطے رجوع و ہجرت بلقیس کے

تحریص کردن سلیمان رسولان را بباز گشت و ہجرت بلقیس

بیٹے لڑنے میں سلیمان نے کیا	جذب لشکر اور حشم بلقیس کا
کہ تم آؤ اے عزیزو جلد یاں	موجزن ہے بحر بخشش در رواں
ڈالتی ساحل پہ ہے بس بے خطر	جوش سے موج اسکی ہر دم سو گہر
الصلا کہتا ہوں میں اہل صفا	کھولا در رضوان نے ہے اب جلد آ
پس سلیمان بولے جاؤ قاصدو	سوے بلقیس اور اسے راغب کرو
کہدو اس سے کہ یہاں آوے تمام	جلد کہ ان اللہ یدعو بالسلام
آؤ تو اے طالب دولت شتاب	کہ فتوحات اب ہے اور ہے فتح باب
اے تو طالب گر نہیں ہے تو بھی آ	تا طلب دے تجکو وہ یار وفا
مثل ادہم چھوڑ اپنے ملک کو	مثل اسکے ملک جنت پائے تو

ہمچنانکہ شہ سلیمان در نبرد	جذب خیل و لشکر بلقیس کرد
کہ بیایید ای عزیزان زود زود	کہ بر آمد موجہا از بحر جود
سوی ساحل می فشاند بی خطر	جوش موجش ہر زمانی صد گہر
الصلا گفتیم ای اہل رشاد	کاین زمان رضوان در جنت گشاد
پس سلیمان گفت کای پیکان روید	سوی بلقیس و بدین دین بگروید
پس بگوییدش بیا اینجا تمام	زود کہ ان اللہ یدعو بالسلام
ہین بیا ای طالب دولت شتاب	کہ فتوح است این زمان و فتح باب
ای کہ تو طالب نۂ تو ہم بیا	تا طلب یابی ازان یار وفا
ملک بر ہم زن تو ادہم وار زود	تا بیابی ہمچو او ملک خلود

سبب ہجرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ و چھوڑنا ملک خراسان کا

سبب ہجرت ابراہیم ادہم و ترک ملک خراسان

تخت پر سوتا تھا وہ شہ رات کو	بام پر کرتے نگہبان ہاے ہو
قصد شہ یہ پاسبانوں سے نہ تھا	کہ کریں چوروں کو دفع اور جدا

خفتہ بود آن شہ شبانہ بر سریر	حارسان بر بام اندر دار و گیر
قصد شہ از حارسان آنہم نبود	کہ کنند زان دفع دزدان و رنود

جانتا تھا وہ جو عادل ہے کوئی | فارغ واقعہ و رکھے ایمنی
پاسبان کامون کا ہےتا عدل ہے | نے صدا نوبت کی شب کو بام پے
بانگ نوبت سے اسے مقصود تھا | مثل مشتاقان خیال اس قول کا
نالہ سرنا و دھمکا ڈھول کا | سامنے اس صور کل کے ہے ذرا
پس حکیموں نے کہا لحن و صدا | گردش افلاک سے ہمنے لیا
دور فلکی کی صدا ہے جو کہ خلق | گاتی ہے اسکو بطنبور اور حلق
کہتے مومن ہیں اثر نے خلد کے | کر دیا آواز بد کو خوب سے
جملہ ہم اجزا ہوے آدم کے ہیں | ہمنے یہ الحان سنے ہیں خلد میں
آب و گل نے گرچہ شک ہم پر رکھا | یاد آتا ہمکو ہے اس سے ذرا
خاک غم میں جو ہمیں پھانسا اگر | وہ طرب کب ہمکو دے یہ زیر و بم
جیسے کچھ پیشاب میں پانی ملا | تیز اور کڑوا مزاج اسکا ہوا
جو وجود اسکے میں ہے پانی ذرا | اسلیے پیشاب آتش دے بجھا
طبع وہ ہے گر نجس پانی ہوا | طبع خود سے آتش غم دے بجھا
پس غذا عشاق کی گانا ہوا | کہ خیال اس میں ہو ملنے یار کا
قوت اک پکڑے خیالات ضمیر | بل دکھا دے صورت اک بانگ صفیر
لحن سے بس عشق کی آتش ہے تیز | جس طرح آتش رکھے وہ جوز ریز

او همی دانست کانکو عادل ست | فارغ ست از واقعه آمن دلست
عدل باشد پاسبان کامها | نی بشب چوبک زنان بر بامها
لیک بد مقصودش از بانگ رباب | همچو مشتاقان خیال آن خطاب
ناله سرنا و تهدید دهل | چیزکی ماند بدان ناقور کل
پس حکیمان گفته اند این لحنها | از دوار چرخ بگرفتیم ما
بانگ گردشهای چرخست اینکه خلق | می سرایندش بطنبور و بحلق
مومنان گویند کآثار بهشت | نغز گردانید هر آواز زشت
ما همه اجزای آدم بوده ایم | در بهشت آن لحنها بشنوده ایم
گرچه بر ما ریخت آب و گل شکی | یاد ما آید ازان ها اندکی
لیک چون آمیخت با خاک کرب | کی دهد این زیر و آن بم آن طرب
آب چون آمیخت با بول و کمیز | گشت ز آمیزش مزاجش تلخ و تیز
چیزکی از آب هستش در جسد | بول ازان رو آتشی را میکشد
گر نجس شد آب این طبعش بماند | کآتش غم را بطبع خود نشاند
پس غذای عاشقان آمد سماع | که درو باشد خیال اجتماع
قوتی گیرد خیالات ضمیر | بلکه صورت گردد از بانگ صفیر
آتش عشق از نواها گشت تیز | آنچنان که آتش آن جوز ریز

حکایت اس مرد تشنہ کی کہ جوز کے درخت سے

پھینکتا تھا جوز پانی میں کہ گڑھے میں بھرا تھا اور وہ اس تک پہونچ نہیں سکتا تھا تا آواز پانی کی اوس جوز کے گرنے سے سنے کیونکہ آواز پانی کی اسکو مانند راگ کے وجد میں لاتی تھی

حکایت آن مرد تشنه که از سر جوز بن

جوز در آب میریخت که در گو بود و در آب نمیرسید تا بافتادن جوز بانگ آب بشنود و او را چون سماع بانگ آب در طرب می آورد

تھا گڑھے میں پانی وہ تشنہ چڑھا — جوز بن پر اور گرتا جو تھا
در تغولی بود آب آن تشنہ زار — بر درخت جوز جوزی میفشاند

پھینکتا وہ جوز بن سے اندر آب — بانگ سنتا دیکھتا تھا وہ حباب
میفتاد از جوز بن جوز اندر آب — بانگ مے آمد ہمی دید او حباب

بولا اک عاقل کہ چھوڑ اور بیہودہ — جوز کو تا تشنگی ہے اور سودا
عاقلے گفتا کہ بگذار ای فتا — جوزہا خود تشنگی آرد ترا

گرتے ہیں پانی میں یہ اکثر ثمر — پانی پستی میں ہو تجھ سے دور تر
بیشتر در آب مے افتد ثمر — آب در پستی است از تو دور تر

گرتے پانی میں ہیں اکثر دیکھ لے — پانی لے جائے تجھے کیا سود ہے
بیشتر در آب مے افتد ہمین — میبرد آبش ترا پید اسود این

جب تلک اوپر سے نیچے آئے تو — پانی لے جائے بہا کر جوز کو
تا تو از بالا فرود آئی زبر — آب جوزت بردہ باشد ای دلیر

بولا گرنے جوز سے نے قصد ہے — غور کر ظاہر پراٹکی ست ہے
گفت قصدم زین فتادن جوز نیست — تیزتر بنگر بدین ظاہر مایست

قصد میرا وہ کہ آئے بانگ آب — اور دیکھوں آب پر بھی یہ حباب
قصد من آنست کاید بانگ آب — ہم ببینم بر سر آب این حباب

شغل اور عالم میں تشنہ کو ہے کیا — گرد پھرنا حوض کے اوپر سدا
تشنہ را خود شغل چہ بود در جہان — گرد پای حوض گشتن جاودان

گرد نہر و گرد آب اور بانگ آب — جون طواف کعبہ حاجی کے صواب
گرد جو و گرد آب و بانگ آب — ہمچو حاجی طائف کعبہ صواب

مثنوی سے میرا قصد ہو سب یہی — اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی
ہمچنین مقصود من زین مثنوی — ای ضیاء الحق حسام الدین توئی

مثنوی اندر فروع اندر اصول — تیری ملک ہو سب کیا تو نے قبول
مثنوی اندر فروع و در اصول — جملہ آن تست کردستی قبول

التجا تجھ سے تری امداد سے — تکیہ تیری یاری و اشفاق پہ
التجا بر لطف تست و برامداد تو — تکیہ بر اشفاق و بر اسعاد تو

مثنوی اندر اصول اندر فروع — کر لی ہے تیری لوا کی سو رجوع
مثنوی اندر اصول و در فروع — میکند زیر لوای تو رجوع

مثنوی کی ابتدا تیرے لیے — اصل میں اور انتہا تیرے لیے
مثنوی اندر اصول ہست ابتدا — جملہ بہر تست و بہر تست انتہا

تیری مقبولی میں عزت اسکی ہے — کیونکہ شاہ جان اور دل تو ہی ہے
در قبول است عز و مقبلی — زانکہ شاہ جان و سلطان دلی

نیک و بد کو شاہ کرتے ہیں قبول — رد نہیں کرتے جو کچھ ہیں قبول
در قبول آرند شاہان نیک و بد — چون قبول آرند نبود ہیچ رد

جو نہال اک بویا پانی اسکو دے — جو دیا کھلنا گرہ تو کھول دے
چون نہالی کاشتی آبش بدہ — چون کشادش دادہ بکشا گرہ

قصد الفاظوں سے تیرا راز ہے — قصد انشا سے تیری آواز ہے
قصدم از الفاظ او راز تو است — قصدم از انشاست آواز تو است

ہے تری آواز آواز خدا — حاشا کہ معشوق سے عاشق جدا
پیش من آوازت آواز خداست — عاشق از معشوق حاشا کہ جداست

وصل ہے بے کیف اور ہے بیقیاس — خالق الناس کو با جان ناس
اتصالی بی تکیف بی قیاس — ہست رب الناس را با جان ناس

پر کہا ناس اور نہ نسناس اب کہا — ناس غیر جان بجان نے آشنا
لیک گفتم ناس من نسناس نے — ناس غیر جان جان اشناس نے

ناس مردم ہو کہاں ہو مردمی — دیکھا سر مردم کا سر گم تھی دمی
ناس مردم باشد و کو مردمی — تو سر مردم ندیدستی دمی

مار عیبت اذ رمیت کو پڑھا — پر تو ہے جسم اور قسمت میں رہا
ما رمیت اذ رمیت خواندہ — لیک جسمی در تجزی ماندہ

ملک جسم اپنے کو جون بلقیس ہے — ترک تو کر دے سلیمان کے لیے
ملک جسمت را چو بلقیس ای غبی — ترک کن بہر سلیمان نبی

اردو		فارسی	
کرتا ہے لاحول اپنے قول پہ	بلکہ طعنہ زن کہ ہیں وسواس کے	میکنم لاحول نی از گفت خویش	بلکه از وسواس آن اندیشه کیش
میرے کہنے پر وہ کرتا طنز ہے	دل میں وسواس و گمان انکار ہے	کو خیالی میکند در گفت من	در دل از وسواس و انکارات و ظن
کرتا ہوں لاحول یعنی چارہ ہے	میری ضد کہنا جو تیرے دل میں ہے	میکنم لاحول یعنی چاره نیست	چون ترا در دل بضدم گفتنیست
جو کہ کہنا میرا خود بگڑ کے گو	میں ہوا چپ خود کہو لیکن کے تو	چونکه گفت من گرفت در گلو	من خمش کردم تو زین پس خود بگو

بیان میں تحمل کرنے ہر بے ادب سے اور طریق رفاقت کرنے کا

در بیان تحمل کردن از هر بے ادبے و طریق رفق سپردن

اردو		فارسی	
اپنی نے خوش بجاتا تھا کوئی	ناگہاں اک گوز آمد سے مرد کی	آن یکی نائی که خوش نی میزدست	ناگهان از مقعدش بادی بجست
کون پر نے کو رکھا کہ تو بجا	گر بجا تو مجھ سے بہتر سوا	نای را بر کون نهاد او که ز من	گر تو بهتر میزنی بستان بزن
اے مسلمان ڈھونڈ ہے ادب	ہر تحمل بے ادب سے ہے ادب	ای مسلمان خود ادب اندر طلب	نیست الا حمل از هر بے ادب
بس شکایت کرتا تو دیکھے جسے	دشمن آن طبع رب خو بد کہے	هر که را بینی شکایت میکند	که فلان کس راست طبع و خوی بد
ہے شکایت وہ کرے بد خو ہے	کو وہ اس بدخو کا بدگو ہے کرے	این شکایت گر بدانکه بدخوست	که مر آن بدخوی را او بدگوست
نیک مرد خوش خو تنہائی میں جو	بدخصلوں بدخو کا متحمل ہو وہ	زانکه خوش خو آن بود کو در خمول	باشد از بدخوی و بدطبعان حمول
شیخ میں پر شکوہ حکم حق سے ہے	نے ہے خشم و دشمنی کی راہ سے	لیک در شیخ این گله ز امر خداست	نه پی خشم و ممارات و هوا
ہے نہ وہ شکوہ ہے اصلاح جان کی	جیسے شکوہ کرتے ہیں پیغمبران	آن شکایت نیست هست اصلاح جان	چون شکایت کردن پیغمبران
نے تحمل انبیا کو حکم سے	ورنہ حمال اور کا بد ہے حلم ہیں	ناحمولی انبیا از امر دان	ورنه حمالست بد را حلمشان
طبع سے تحمل بدی کی ہوگئی ہے	نے تحمل ہے جو تو ہے اللہ سے	طبع را کشتند در حمل بدی	ناحمولی گر بود هست ایزدی
اے سلیمان درمیان زاغ و باز	علم حق ہو کر تو سب مرغوں سے ساز	ای سلیمان در میان زاغ و باز	حلم حق شو با همه مرغان بساز
بلبل گویا کے پر مت تو توڑ	مت لڑا تو باز کو اور کبک کو	بلبل بسیار گو را پر مکن	باز را و کبک را برهم مزن
ہے ترے حلم آگے سو بلقیس زبون	کہ اہد قومی انہم لا یعلمون	ای دو صد بلقیس حلمت را زبون	که اهد قومی انهم لا یعلمون

دھمکی بھیجنا سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو کہ اصرار مت کر شرک پر اور تاخیر مت کر کہ تاخیر میں آفتیں ہیں

تهدید فرستادن سلیمان علیه السلام پیش بلقیس که اصرار میندیش بر شرک و تاخیر مکن که فی التاخیر آفات

جلد آ بلقیس ورنہ ہو برا ۔ دشمن اور باغی ہو سب لشکر ترا
ہین بیا بلقیس ورنہ بد شود ۔ لشکرت خصمت شود مرتد شود

پردہ دار اب ترے در کو کرے ۔ جان تیری دشمنی تجھسے رکھے
پردہ دار تو درت را بر کند ۔ جان تو با تو بجان خصمی کند

سارے ذرات زمین و آسمان ۔ حق کے لشکر ہین بوقت امتحان
جملہ ذرات زمین و آسمان ۔ لشکر حق اند گاہ امتحان

باد کو دیکھا کہ کیا عاد سے ۔ آب کو دیکھا کہ کیا طوفان نے
باد را دیدی کہ با عادان چہ کرد ۔ آب را دیدی کہ در طوفان چہ کرد

جو کچھ اس دریا نے فرعون پر کیا ۔ اور زمین سے جو کہ قارون پر کیا
آنچہ بر فرعون زد آن بحر کین ۔ آنچہ بر قارون نمود این زمین

جو کیا بابیل نے اس پیل سے ۔ جو کیا مچھر نے اس نمرود سے
وانچہ آن بابیل با آن پیل کرد ۔ وانچہ پشہ کلہ نمرود خورد

پھینکا جو داؤد نے اس سنگ کو ۔ مارا لشکر مین سو ٹکڑے وہ ہوے
وانکہ سنگ انداخت داؤدی بدست ۔ گشت سہ صد پارہ و لشکر شکست

سنگ برسے دشمنوں پر لوط کے ۔ تا وہ غرق آب سیہ میں ہو گئے
سنگ می بارید بر اعدای لوط ۔ تا کہ در آب سیہ خوردند غوط

ہین جمادات جہان کی یاوری ۔ گر کہوں پیغمبروں سے جو کری
گر بگویم از جمادات جہان ۔ عاقلانہ یاری پیغمبران

اسقدر ہو مثنوی کہ نہ اٹھے ۔ وہ اگر چالیس اونٹوں پر لدے
مثنوی چندان شود کہ چل شتر ۔ گر کشد عاجز شود از بار بر

دست کافر پر گواہی جبکہ دے ۔ حق کا لشکر ہووے وہ بہ سر رہے
دست بر کافر گواہی میدہد ۔ لشکر حق میشود سر می نہد

حق سے اے ضد کرنیوالے فعل پہ ۔ درمیان لشکر کے ہے تو اسکے ڈر
ای نمودہ ضد حق در فعل و درس ۔ درمیان لشکر اوئی بترس

تیرا جز جز لشکر اسکا ہی مطیع ۔ اب بغاوت سے وہ تیرا ہی مطیع
جزو جزوت لشکر او در وفاق ۔ مر ترا اکنون مطیع اند از نفاق

گر کہے وہ چشم کو پر درد ہو ۔ سو نکالے مغز تجھسے درد وہ
گر بگوید چشم را کو افشار ۔ درد چشم از تو بر آرد صد دمار

گر کہے دانتوں کو تم لاؤ وبال ۔ دیکھے تو دانتوں سے آرس گوشمال
گر بدندان گوید او بنما وبال ۔ پس ببینی تو ز دندان گوشمال

کھول کو طب کو پڑھ باب العلل ۔ تا تو دیکھے لشکر تن کا عمل
باز کن طب را بخوان باب العلل ۔ تا ببینی لشکر تن را عمل

جان کی جان ہر جزو کی تیری وہ ہے ۔ دشمنی کب سہل جان کی جان سے
چونکہ جان جان ہر جزوت ویست ۔ دشمنی با جان جان آسان کی است

لشکر دیو و پری سے تو گذر ۔ کہ گروں میں جان میں تیرے اثر
خود رہا کن لشکر دیو و پری ۔ کہ میان جان بگنند هم صفدری

چھوڑ اے بلقیس پہلے ملک کو ۔ مجکو پاسے ملک وہ سب ملک ہو
ملک را بگذار بلقیس از نخست ۔ چون مرا یابی ہمہ ملک آن تست

جانے تو خود پاس میرے آئے جو ۔ نقش بھی حمام کی ہے میرے تو
خود بدانی چون بر من آمدی ۔ کہ تو بی من نقش گرمابہ بدی

نقش ہے گر نقش سلطانی غنی ۔ ہے وہ صورت جان سے بے چاشنی
نقش اگر خود نقش سلطان یا غنیست ۔ صورتست از جان خود بی چاشنیست

زینت اسکی دوسروں کے واسطے ۔ آنکھ منھ بیہودہ کھولا کس لیے
زینت او از برای دیگران ۔ بازکردہ بیہدہ چشم و دہان

تونے اک بیگاری اپنے کو کیا ۔ دوسروں کو خود سے نے جانا ذرا
ای کہ در بیگار خود را باختہ ۔ دیگران را تو ز خود نشناختہ

آیا جس صورت پہ تو قایم رہا ۔ کہ یہ میں ہوں واللہ نی تو وہ ذرا
تو بہر صورت کہ آئی بیستی ۔ کہ منم این واللہ آن تو نیستی

خلق سے تنہا تو گر دم بھر رہے ۔ فکر و غم میں حلق تک تو غرق ہے
یکزمان تنہا بمانی تو ز خلق ۔ در غم و اندیشہ مانی تا بحلق

تو نہ کب ہی بلکہ وہ واحد تو ہے
مرغ اپنا صید اپنا اپنا دام
وہ ہے جوہر جو کہ قایم آپ ہے
گرچہ ہے آدم زادہ تو مثل آگ کے بیٹھ
خم میں کیا ہی جو نہیں ہی نہر میں
یہ جہان خم اور دل جون نہر ہے

کہ خوش و زیبا و سرمستی رکھے
صدر اپنا فرش اپنا اپنا بام
وہ عرض ہی جو کہ وہ شاخ اس کے ہے
جملہ ذرون کو تو اندر اپنے دیکھ
گھر میں کیا ہی جو نہیں ہی شہر میں
یہ جہان گھر اور دل جون شہر ہے

این تو کی باشی کہ تو آن اوحدی
مرغ خویشی صید خویشی دام خویش
جوہر آن باشد کہ قایم با خود است
گر تو آدم زادۂ چون او نشین
چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست
این جہان خم است دل چون جوی آب

کہ خوش و زیبا و سرمست خودی
صدر خویشی فرش خویشی بام خویش
آن عرض باشد کہ فرع او شد است
جملہ ذرات را در خود ببین
چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست
این جہان حجرست دل شہر عجاب

ظاہر کرنا سلیمان کا کہ خاص واسطے
اللہ کے کوشش ہے اور تیرے
ایمان میں ایک ذرہ مجکو غرض نہیں ہے
نہ تیرے نقش میں نہ تیرے حسن میں
اور نہ تیرے ملک میں جب کہ آنکھ جان
تیری کی کھلے گی تو خود دیکھ لیگی

ظاہر گردانیدن سلیمان کہ خالصاً
لامر اللہ جہد است در ایمان تو
یک ذرہ غرضے نیست مرا اندر
نقش تو نہ در حسن تو و نہ در ملک تو
چون چشم جانت باز شود
خود ببینی فقط

جلد اگر میں نبی ہون پس عولی
گر ہو شہوت میں تو اس شہوت کا اسیر
بت شکن ہی اصل کی اصل ابرہی
بتکدہ میں آون گر میں آپ ہی
دیر میں بو جہل احمد بس گئے
این وہ سجدہ کرین انکو بتان
ہی جہان شہوتی بتخانہ ایک

اور ہون شہوت جون اصل ہے شہوتی
ہون اربکبت نہ شہوت کا اسیر
جون خلیل اللہ اور جملہ نبی
بت کرے سجدہ میں سجدہ بس مجھے
فرق اس جا نی میں اس جا نی میں ہے
آئے یہ سجدہ کرے جون بتان
انبیا کفار کا کاشانہ ایک

چین بیا کہ من رسولم دعولی
ور بود شہوت اسیر شہوتم
بت شکن بود ست اصل اصل ما
گر در آیم ای رہی در بتکدہ
احمد و بوجہل در بتخانہ رفت
او در آید سر نہند او را بتان
این جہان شہوتی بتخانہ ایست

چون اصل شہوت گشتم نے شہوتی
نے اسیر شہوت او رہی تم
چون خلیل حق و جملہ انبیا
بت سجود آرد بما در سجدہ
زین شدن تا آن شدن فرقست رفت
این در آید سر نہد چون امتان
انبیا و کافران را لانہ ایست

لیک شہوت بندۂ پاکان بود ‌ زر نہ سوزد زانکہ نقد کان بود
پر نہ شہوت بندۂ پاکان ہے ‌ نے جلے زر کیونکہ نقد کان ہے

کافران قلبند و پاکان ہمچو زر ‌ اندرین بوتہ درند این دو نفر
کھوٹا زر کافر ہیں پاکان مثل زر ‌ اس کٹھالی میں ہیں یہ دو نفر

قلب چون آمد سیہ شد در زمان ‌ زر درآمد زری او شد عیان
کھوٹا زر آئے سیہ ہو اس زمان ‌ زر کھرا آئے کھرا پن ہو عیان

دست و پا انداخت اندر بوتہ زر ‌ در رخ آتش ہمی خندد چو زر
اس کٹھالی میں وہ مارے دست و پا ‌ اور ہنسے جون خردہ آتش میں پڑا

جسم ما روپوش ما شد در جہان ‌ ما چو دریا زیر این کہ در نہان
تن میرا روپوش ہے اندر جہان ‌ مثل دریا زیر کہ ہوں میں نہان

شاہ دین را منگر ای نادان بطین ‌ کین نظر کرد است ابلیس لعین
شاہ دین کو دیکھ مت مٹی سے تو ‌ کہ نظر حاصل تھی یہ ابلیس کو

کی توان اندود این خورشید را ‌ با کفے گل تو بگو آخر مرا
کب لگے آلودہ اس خورشید کو ‌ ایک مٹھی خاک سے کہہ مجھ کو تو

گر بریزی خاک و صد خاکسترش ‌ بر سر نور او برآید بر سرش
گر تو پھینکے خاک اسکے نور پر ‌ خاک وہ تجھ پر پڑے بس تو نگر

کہ کہ باشد کہ بپوشد روی آب ‌ طین کہ باشد کہ بپوشد آفتاب
کاہ کیا ہے کہ چھپائے روئے آب ‌ مٹی کیا ہے کہ چھپائے آفتاب

خیز بلقیسا چو ادہم شاہ وار ‌ دود ازین ملک دو روزہ برآر
اٹھ تو اے بلقیس ادہم کی مثال ‌ ملک فانی کی ہوس سر سے نکال

باقی قصہ ابراہیم ادہم روح اللہ روحہ ‌ بقیہ قصہ ابراہیم ادہم روح اللہ روحہ

بر سر تختے شنید آن نیکنام ‌ طقطقے و ہای ہوی شب ز بام
رات کو اس نے سنا بس تخت پر ‌ ہای ہو اور کھٹ کھٹاہٹ بام پر

گامہای تند بر بام سرا ‌ گفت با خود این چنین زہرہ کرا
دل میں سوچا کہ طاقت کسکو ہے ‌ کہ کرے یہ کام مشکل بام پے

بانگ زد بر روزن قصر او کہ کیست ‌ این نباشد آدمی مانا پریست
روزن خانہ سے بس آواز دی ‌ کون ہے آدمی یا ہے پری

سر فرو کردند قومی بو العجب ‌ ما ہمی گردیم شب بہر طلب
جھانکا کہ اس قوم نے کی گفتگو ‌ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ہم سب رات کو

ہین چہ میجوئید گفتند اشتران ‌ گفت اشتر بام بر کہ جست ہان
ڈھونڈھتے کیا ہو کہا ہم اونٹ کو ‌ بولا چھت پر اونٹ کیا [illegible]

پس بگفتندش کہ تو بر تخت جاہ ‌ چون ہمی جوئی ملاقات خدا
بولے وہ کہ تخت شاہی پر سدا ‌ کس طرح ڈھونڈھے ہے تو وصل خدا

خود ہمان بُد دیگر او را کس ندید ‌ چون پری از آدمی شد ناپدید
خود وہی تھا کسی کو وہ دکھا ‌ چون پری وہ آدمی سے چھپ گیا

معنیش پنہان او در پیش خلق ‌ خلق کی بینند غیر ریش و دلق
معنی پنہان اسکا اور وہ پیش خلق ‌ خلق کب دیکھے سوا ریش و دلق

چون ز چشم خویش و خلقان دور شد ‌ ہمچو عنقا در جہان مشہور شد
خود سے اور مخلوق سے جو دور ہو ‌ مثل عنقا سب میں وہ مشہور ہو

جان ہر سیمرغ کہ آمد سوی قاف ‌ جملہ عالم از وی بافند لاف
جان سیمرغ آئے جو کہ قاف کو ‌ جملہ عالم اسکی مارے لاف کو

چون رسید اندر سبا این نور شرق ‌ غلغلے افتاد در بلقیس و خلق
جبکہ پہونچا وہ سبا میں نور شرق ‌ شور بس کرنے لگی بلقیس و خلق

روحہای مردہ جملہ پر زدند ‌ مردگان از گور تن سر بر زدند
روح سب مردوں کی خوش خرم ہوئی ‌ زندگی مردوں میں گو تنمیں لی

دیتے آپس میں مبارکبادیاں	کہ یہ پہونچی ہے ندائے آسمان	یک دگر را مژدہ میدادند ہان	یک ندای میرسید از آسمان
رد ق دین این ندا ے کرتے تھے	شاخ دل کو سبز اپنی کرتے تھے	زان ندا دینہا ہمیگردند گبز	شاخ و برگ دل ہمیگردید سبز
پس سلیمان ہو وہ دم جون نفخ صور	مردہ مردوں کو کرے اندر قبور	از سلیمان آن نفس چون نفخ صور	مردگان را میرہانید از قبور
بندہ تجکو سعادت ہوے ہمین	غم گیا واللہ اعلم بالیقین	مر ترا بادا سعادت بعد ازین	غم گذشت اللہ اعلم بالیقین

باقی قصہ اہل سبا کا اور ارشاد کرنا سلیمان عم کا قوم بلقیس کو کہ ہر ایک خود دین و مشکلات دین میں نظر کریں اور شکار کرنا ہر مرغ کا اُسی جنس کے مرغوں کی صفیرے

بقیہ قصہ اہل سبا و ارشاد سلیمان عم مر آل بلقیس را کہ ہر یکے اندر خود و مشکلات دین دیدہ کشایند و صید کردن ہر مرغ را بصفیر ہمان جنس مرغان

کستا ہوں قصہ سبا مشتاق وار	جون صبا آیا بسوی لالہ زار	قصہ گویم از سبا مشتاق وار	چون صبا آمد بسوی لالہ زار
لاقت الاشباح یوم وصلہا	عادت الاولاد صوب اصلہا	لاقت الاشباح یوم وصلہا	عادت الاولاد صوب اصلہا
انہ العشق خفی فی الامم	شکل جود حولہ لوم السقم	انہ العشق خفی فی الامم	شکل جود حولہ لوم السقم
ذلۃ الارواح من اشباحہا	عزۃ الاشباح من ارواحہا	ذلۃ الارواح من اشباحہا	عزۃ الاشباح من ارواحہا
ایہا العشاق السقیا لکم	انتم الباقون والبقیا لکم	ایہا العشاق السقیا لکم	انتم الباقون والبقیا لکم
ایہا السالون قوموا واعشقوا	ذاک ریح یوسف فاستنشقوا	ایہا السالون قوموا واعشقوا	ذاک ریح یوسف فاستنشقوا
منطق الطیر سلیمانی تو آ	بانگ مرغوں کی کرے جو آشنا	منطق الطیر سلیمانی بیا	بانگ ہر مرغے کہ آید مر ترا
بھیجا حق نے پاس مرغوں کے تجھے	لحن مرغوں کا دیا پہلے تجھے	چون بمرغانت فرستادست حق	لحن ہر مرغے بدادستت سبق
مرغ جبری کو تو کہہ بس جبر سے	مرغ پر ٹوٹے کو کہہ تو صبر سے	مرغ جبری را زبان جبر گو	مرغ پر اشکستہ را از صبر گو

مرغ عنقا را بخوان اوصاف قاف	مرغ صابر را تو خوش دار و معاف	مرغ عنقا کو سنا اوصاف قاف	مرغ صابر کو تو خوش رکھ او معاف
باز را از حلم گوے و احتراز	مر کبوتر را حذر فرما ز باز	باز کو رکھ با حلم و ساز سے	اور کبوتر کو بچا تو باز سے
همچنین با نور جفت و آشنا	وان خفاشے را که ماندا و بی نوا	کر موافق نور سے اور آشنا	اور چمگادر کو جو ہے بے نوا
مر خروسان را نما اشراط صبح	کبک جنگی را بیاموزان تو صلح	اور تمام مرغان کو شرط صبح تو	کبک جنگی کو سکھا دے صلح تو
ره نما واللہ اعلم بالصواب	همچنین میرو ز هدهد تا عقاب	رہ نما واللہ اعلم بالصواب	اس طرح بر ہے جا تو تا عقاب
یک صفیری کرد بست آن جمله را	چون سلیمان سوی مرغان سبا	اُس سلیمان نے کیا سکو اسیر	سوے مرغان سبا کرے صفیر
یا چو ماهی گنگ بود از اصل کر	جز مگر مرغی که بد بیجان و پر	ایسے بہرے مثل مچھلی اصل سے	اُن سوا مرغوں کے جو بیجان تھے
پیش وحی کبریا سمعش دهد	نے غلط گفتم که کر گر سر نهد	وحی کہد آگے حق اسے شنوائی دے	نے غلط بولا جو بہرا سر رکھے

آزاد ہونا بلقیس کا ملک سے اور مست ہونا اوس کا شوق ایمان سے اور جانا اُسکے التفات کا سب ملک سے الا تخت سے باقی رہنا

آزاد شدن بلقیس از ملک و مست شدن او از شوق ایمان و التفات او از همه ملک منقطع شدن الا از تخت

بر زمان رفته هم افسوس خورد	چونکه بلقیس از دل و جان عزم کرد	کھایا افسوس اور گزشتہ عمر پے	عزم دل سے جو کیا بلقیس نے
ترک کرد آن نام و ننگ آن عاشقان	ترک مال و ملک کرد او آنچنان	چھوڑ دیا جوں ننگ و نام عشاق نے	چھوڑ دیا ملک و مال اپنے آپ سے
پیش چشمش همچو بوسیده پیاز	آن غلامان و کنیزان با نیاز	آنکھ اُسکے مثل بوسیده پیاز	وہ غلام اور لونڈی جملہ با نیاز
پیش چشم از عشق گلخن می‌نمود	باغها و قصرها و آب رود	عشق سے وہ دکھتے تھے اک گلخن عیاں	باغ اور محلات اور آب روان
زشت گرداند لطیفان را بچشم	عشق در هنگام استیلا و خشم	بد دکھاتا نیک کو ہے آنکھ سے	عشق وقت خشم اور پر جوش کے
غیرت عشق این بود معنی لا	مر زمرد را نماید گندنا	عشق کی غیرت ہے یہ معنی لا	اور زمرد کو دکھائے گندنا
که نماید مه ترا دیگ سیاه	لا اله الا هو است ای پناه	کہ دکھے مہ تجکو اک دیگ سیاہ	لا الہ الا ہو ہے بے پناہ
هیچ دریغش نامد الا جز که تخت	هیچ مال و هیچ مخزن هیچ رخت	نہ تھا افسوس سکو الا تخت پر	کچھ خزانہ مال اور کچھ رخت سے
کز دل او تا دل او راه بود	پس سلیمان از دلش آگاه شد	اسکے دل سے دل تک اسکو راہ تھی	دل سے آگاہی سلیمان کو ہوئی

وہ کوئی کہ بانگ مرغون کی سنے
جو نہ چیونٹیون کا نالہ مخفی سنے
جو کہ کھوے رمز قالت نملۃ
دور سے دیکھا فراق تخت کو
گر کہون اسکا سبب ہووے دراز
گرچہ یہ نکتہ و قلم نے حرص کے
ایسے ہی ہر آلہ اہل کسب کا
اس سبب کو مین معین کہتا گر
تھا بزرگی مین وہ تخت از حد سوا
تھا مرصع ور بگر جانے کا تھا
پس سلیمان بولے گرچہ تخت سے
جان و دل وحشے ہے جب نگین ہو
قعر دریا سے جو گوہر ہو عیان
جب طلوع ہو آفتاب پر ضیا
بادہ جو اس سب کی تخت اسکا دے
تا نہو دل خستہ ہنگام لقا
سہل ہمکو اور اسے دشوار ہے
عبرت اسکی جان کو وہ تخت ہو
تا کہ جانے مبتلا وہ کس مین تھی
خاک کو نطفہ کو مضغہ حمل کو
مین کہان لایا تجکو نوشت خو
اسکا تو عاشق تھا اسکے دور مین
یہ کرم دافع ترے انکار کا
حجت انکار ہو تیری ظہور
خاک کو اسکا تصور تھا کہان

ہر ضمیر دل سے آگاہی رکھے
شور اسرار زمانہ بھی سنے
پس وہ جانے رمز بھی طاق کہن
تھا گران اس صاحب تسلیم کو
اسلیے وہ تخت سے تھی عشقبار
جنس ہے کاتب کا مونس اسکا ہے
مونس اہل جان کا ہیجان ہوا
تم کا چشم فہم نے رکھتی اثر
اور کسی نوع سے وہ جا سکتا تھا
جیسے باہم عضو ہے اک دوسرا
انتہا مین ہو گی نفرت بس اسے
جان کو رونق ہو نہو پھر جسم کو
ہر کف و خاشاک کو دیکھو وہان
برج عقرب کون رکھے پھر کھلا
انتہا مین چاہیے لانا اسے
شکل کو دکھ حاجت اسکی ہو روا
دیو پریان لائین جتنا ہو سکے
جیسے جیلی گودڑے ایاز کو
اور کہان ہے وہ کہان تک آ گئی
حق رکھے ایسی ہی میرے روبرو
کہ تجھے آگہی ہے بخشش اس سے جو
شکر دون فضلون کا تھا اس طور مین
جو کہ پہلے خاک مین کرتا تو تھا
تیرا بیمار اور دوا سے پرفتور
دشمنی انکار نطفہ کا کہان

آن کسی کو بانگ مرغان بشنود
ناله مخفی موران بشنود
آن که گوید رمز قالت نملة
دید از دورش که آن تسلیم کیش
گر بگویم آن سبب گردد دراز
گرچه این کلک و قلم خود جنسی ست
همچنین هر آلت پیشه وری
این سبب را من معین گفتمی
از بزرگی تخت کز حد می فزود
خرده کاری بود و تفریق خطر
پس سلیمان گفت گرچه فی الاخیر
چون ز دریا بر دن آرد سری
چون برآید گوهر از قعر بحار
سر برآرد آفتاب با شرر
لیک خود با این در نقد و حال
تا نگردد خسته هنگام لقا
هست بر ما سهل و او را بس عزیز
عبرت جان اش بود آن تخت باز
تا بداند در چه بود آن مبتلا
خاک را و نطفه را و مضغه را
کز کجا آوردمت ای بدنیت
تو بدان عاشق بدی در دور آن
این کرم چون دافع آن انکار تست
حجت انکار شد اثبات تو
خاک را تصویر اینکار از کجا

در ضمیر هر کسی واقف بود
هم فغان سر دوران بشنود
هم بر اندر رمز این طاق کهن
تلخش آمد فرقت آن تخت خویش
گرچه او بد دلش تخت آن عشق و آز
نیست جنس کاتب او را مونسی ست
هست همچون مونس هر جانوری
گر نبود چشم نهمت را نمی
نقل کردن هیچ نوع امکان نبود
همچو اوصال بدن با یکدگر
مرد خواهد شد بر و تاج و سریر
جسم را با فر او نبود فری
منگری اندر کف خاشاک و خار
دم عقرب را که سازد مستقر
هست باید تخت او را انتقال
کودکانه حاجتش گردد روا
تا بود بر خوان حوران دیو نیز
همچو دلق و چارقی پیش ایاز
از کجاها در رسید او تا کجا
پیش چشمم هست و وارد خدا
که ازان آمد بحضرت بخت
شکر این فضل بودی آن زمان
کز میان خاک میکردی نخست
از دوا بدتر شد این بیمار تو
نطفه را خصمی و انکار از کجا

جو کہ اسدم مبدل دے سرتھا وہ ... منکر او رانکار کا منکر کا تو
تیرا انکار اب جمادی سے او گا ... حشر اس انکار سے ثابت ہوا
حلقہ زن کی ہے مثل تیری امین ... خواجہ اندر سے کہے خواجہ نہیں
حلقہ زن ور اس سے جانے کہ وہ ہے ... ہاتھ کب حلقہ سے باز اپنا رکھے
کرتا ظاہر بس ترا انکار ہے ... کہ جمادی سے وہ سو محشر کرے
چند صنعت جو گئین انکار نا ... زل لی سے آب و گل نے بس جنا
آب و گل کہتا تھا خود انکار نے ... بانگ دے ہے بے خبر اخبار نے
شرح اس کی سو طریقہ سے کہون ... قول کی دقت سے مین خوف ہون
شرح اسکی چھوڑ دی بلقیس کے ... بس سبا سے تخت لانے کے لیے

چون برآندم مبدل ولی سر بدی ... منکرت و انکار را منکر بدی
از جمادی چونکہ انکارت برست ... هم ازین انکار حشرت شد درست
پس مثال تو چو آن حلقہ زنیست ... کز درونش خواجہ گوید خواجہ نیست
حلقہ زن زین نیز دریابد کہ ہست ... پس ز حلقہ بر ندارد هیچ دست
پس ہم انکارت مبین میکند ... کز جماد او حشر صد فن میکند
چند صنعت رفت ای انکار ما ... آب و گل انکار زاد از ہل الی
آب و گل میگفت خود انکار نیست ... بانگ میزد بے خبر کاخبار نیست
پس بگویم شرح این را صد طریق ... لیک خاطر لغزد از گفت دقیق
شرح آن را لب بہ بستم ای کیا ... بہر نقل تخت بلقیس از سبا

تدبیر کرنا سلیمان علیہ السلام کا حاضر کرنے مین تخت بلقیس کے سبا سے

چارہ کردن سلیمان علیہ السلام در حضار تخت بلقیس از سبا

اپنے لشکر سے سلیمان نے کہا ... لاؤ اسدم تخت اسکا تم اٹھا
دیو اک بولا کہ اسکے تخت کو ... لاؤن مین جبتک یہان سے تم اٹھو
بولا آصف اسم اعظم سے ابھی ... آپ کی خدمت مین لاؤن ای نبی
دیو گرچہ سحر مین استاد تھا ... دم سے آصف کے دلے وہ گیا
تخت بلقیس آگیا اسدم وے ... دم سے آصف کے نہ فن سے دیو کے
شکر حق ایسے وسواس طور کے ... مین نے دیکھے ہین خدای پاک سے
پس سلیمان نے جو دیکھا سوی تخت ... بولے احمق گیر ہے تو ای درخت
پیش سنگ و چوب کہ نقشین ہین ... ای بہت نادان سر اپنا رکھین
ساجد و مسجود جان سے بے خبر ... جان سے دیکھی حرکت اور تھوڑا اثر
دیکھا اور حیران ہوا کہ سنگ نے ... بات کی جسدم اشارے بس کیے
نرد خدمت کی جو کھیلی بے جگہ ... شیر جانا سے سنگین کو ولا
بخشش اس شیر حقیقی نے کری ... ہڈی اس کتے کو جلدی ڈال دی

پس سلیمان گفت با لشکر عیان ... تخت او را حاضر آرید این زمان
گفت عفریتی کہ تختش را بفن ... حاضر آرم تا تو زین مجلس شدن
گفت آصف من باسم اعظمش ... حاضر آرم پیش تو در یک دمش
گرچہ عفریت اوستاد سحر بود ... لیک آن از نفخ آصف رو نمود
حاضر آمد تخت بلقیس آن زمان ... لیک ز آصف نہ ز فن عفریتیان
گفت حمد اللہ برین و صد چنین ... کہ بدیدستم ز رب العالمین
پس نظر کرد آن سلیمان سوی تخت ... گفت آری گول گیری ای درخت
پیش چوب و پیش سنگ چون نقش کنند ... ای بسا گولان کہ سرہا می نهند
ساجد و مسجود از جان بی خبر ... دیده از جان جنبشی و اندک اثر
دیده در وقتیکہ شد حیران و دنگ ... که سخن گفت و اشارت کرد سنگ
نرد خدمت را چو نا موضع بباخت ... شیر سنگی را شقی شیری شناخت
از کرم شیر حقیقی کرد جود ... استخوانی سوی سگ انداخت زود

بولا دو کہ نہیں گر را دیے ۔ پر مری ہوسی تو لطف عام ہے

گفت گرچہ نیست آن سگ برقوام ۔ لیک مارا استخوان لطفی است عام

قصہ دودھ چھڑانا حلیمہ کا بتوں سے جو بعد دودھ چھڑانے کے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو گما دیا اور کانپنا بتوں کا اور سجدہ میں گرنا

قصہ یاری خواستن حلیمہ از بتان چون عقب فطام مصطفے را گم کرد و لرزیدن بتان و بہ سجدہ افتادن

کہتا ہوں قصہ حلیمہ کا تجھے ۔ تاکہ چھپلے داستان وہ غم ترے
مصطفے کو جو چھڑایا دودھ سے ۔ شل گل ادن کو تھیلی پر رکھے
ٹیک بد سے دیکھ آمین نگہ تیں ۔ سونپ تا اس شہ کو دادا کو تئیں
جو امانت لائیں وہ باخوف و بیم ۔ سوئے کعبہ آئیں وہ اندر حطیم
غیب سے آواز آئی اے حطیم ۔ چمکا اک تجھ پہ خورشید عظیم
اے حطیم آج آئے تجھ پر جلد تر ۔ شمس بخشش سے ہزاروں نور و فر
اے حطیم آج ایک شہ لاتا ہے رخت ۔ تیرے اندر کرے گا تا صید اسکا تخت
اے حطیم آج از سر نو ہو در تو ۔ جان پاکوں کا منازل گہ نکو
جان پاکان فوج فوج و جوق جوق ۔ آئیں تجھ پر ہر طرف سے مست شوق
ہوئی حلیمہ حیران اس آواز سے ۔ نے کوئی آگے نہ پیچھے ہے مرے
شش جہت خالی ندا و صوت سے ۔ اس ندا پر جان فدا ہر بار ہو
مصطفے کو بس زمین پر دہ بچھا ۔ ڈھونڈھتی آواز خوش کو ہر جگہ
والی اس دم نظر ہر سمت دو ۔ کہ کہاں ہے وہ شہ اسرار گو
ایسی خوش آواز دینے یا مین کے ۔ آئی یارب کہنے والا کس جگہ
جو نہ دیکھا حیران اور نومید ہوئی ۔ جسم کانپا مثل شاخ بید کی
لوٹ کر اس طفل کی سو جو نہیں ۔ مصطفے کو اس جگہ دیکھا نہیں
حیرتیں اندر حیرت آ گئی ۔ غم سے بس تاریک گھر جان ہو گئی

قصہ راز حلیمہ گویمت ۔ تا زداید داستان او غمت
مصطفے را چون ز شیر او باز کرد ۔ بر کفش برداشت چون ریحان و ورد
می‌گریزانیدش از ہر نیک و بد ۔ تا سپارد آن شہنشہ را بجد
چون ہمی آورد امانت را ز بیم ۔ شد بہ کعبہ وآمد او اندر حطیم
از ہوا بشنید بانگی کای حطیم ۔ تافت بر تو آفتابی بس عظیم
ای حطیم امروز آید بر تو زود ۔ صد ہزاران نور از خورشید جود
ای حطیم امروز آرد در تو رخت ۔ محتشم شاہی کہ پیک اوست بخت
ای حطیم امروز بی‌شک از نوی ۔ منزل جانہای بالائی شوی
جان پاکان طلب طلب جوق جوق ۔ آیدت از ہر نواحی مست شوق
گشت حیران آن حلیمہ زان صدا ۔ نی کسی در پیش نی سوی قفا
شش جہت خالی ز صورت وین ندا ۔ شد پیاپی آن ندا را جان فدا
مصطفے را بر زمین بنہاد او ۔ تا کند آن بانگ خوش را جستجو
چشم می‌انداخت آن دم سو بسو ۔ کہ کجایست آن شہ اسرار گو
کین چنین بانگ بلند از چپ و راست ۔ می‌رسد یارب رسانندہ کجاست
چون ندید او خیرہ و نومید شد ۔ جسم لرزان ہمچو شاخ بید شد
باز آمد سوی آن طفل رشید ۔ مصطفے را بر مکان خود ندید
حیرت اندر حیرت آمد بر دلش ۔ گشت بس تاریک از غم منزلش

دیتیں آواز ہر مکان پر دوڑکے — کہ مرا دردانہ لوٹا کس نے ہے
بکیان کہتے نہ ہمکو علم ہے — کہ یہان پر لڑکا نہ ہم جانتے
اسقدر رو رو میل وہ بس کی فغان — کہ لگے رونے سب اسپر بکیان
سینہ کوٹا اور روئین اسقدر — کہ ستارے روئے انکے نوحہ پر

سوی منزلہا دوید و بانگ داشت — کہ کہ دُر دانہ ام غارت گماشت
مکیان گفتند ما را علم نیست — ماندانستیم کانجا کودکیست
ریخت چندان اشک کرد او بس فغان — کہ بر گریان شدند آن مکیان
سینہ کوبان آنچنان بگریست خوش — کاختران گریان شدند از گریہ اش

حکایت اس بوڑھے کی کہ راہ بتائی حلیمہؓ کو واسطے مدد لینے بتون کے

پیر مرد اک آگے آیا لے عصا — کا ے حلیمہ کیا تجھے آخر پڑا
دل سے ایسی آگ کو بھڑکا دیا — اور جگر ماتم سے بس سوزان کیا
بولی احمد کی مین دائی ہون سنو — لائی ہون کہ سونپون دادا اسکو
جون حطیم اندر مین آئی تو ندا — غیب سے آئی و مین سنتی صدا
غیب سے مین نے سنی جو وہ ندا — اس ندا سے طفل وان بھلا دیا
دیکھون تا کس کی ندا کی ہے صدا — کہ یہ بس ہے خوب اور خوش ہے ندا
نے کسی کا گر دیا یا کچھ نشان — از ندا موقوف ہوئی تا اک زبان
جو پھری حیرت سی مین اس طفل کو — اس جگہ نے دیکھا افسوس کا ہو
بولا اے بیٹی مری غمگین نہو — مین بتاتا ہون تجھے اک شاہ کو
گر کہے اور پوچھے تو لڑکے کا حال — جانتا ہے منزل اور جانے کا حال
پس حلیمہ بولی میری جان فدا — تجھپہ ہو اے شیخ خوب و خوش ندا
جلد بتلا مجکو وہ شاہ نظر — کہ اسے ہو میرے بچے کی خبر
لے گیا عزے کے اسکو سامنے — کہ یہ بت آگاہ ہے خبر غیب سے
پائے ہمنے اس سے ہین لاکھون گمین — جبکہ خدمت مین ہم اسکی آئے ہین
سجدہ بوڑھے نے کیا اسکو کہا — اے خداوند عرب بحر سخا
بولا اے عزے کیے تو نے کرم — تا چھٹے بس اس آفتون سے ہم

حکایت آن پیر کہ دلالت کرد حلیمہؓ را براستعانت بتان

پیر مردی پیشش آمد با عصا — کای حلیمہ چہ فتاد آخر ترا
کاینچنین آتش ز دل افروختی — وین جگرہا را ز ماتم سوختی
گفت احمد را رضیعم معتمد — پس بیاوردم کہ بسپارم بجد
چون رسیدم در حطیم آوازہا — میرسید و میشنیدم از ہوا
من چو آن الحان شنیدم از ہوا — طفل را بنہادم آنجا زان صدا
تا ببینم این صدا آواز کیست — کہ ندای بس لطیف و بس شہیست
نی کسی دیدم بگرد خود نشان — نہ ندا منقطع شد یکزمان
چونکہ واگشتم ز حیرتہای دل — طفل را آنجا ندیدم وای دل
گفتش ای فرزند تو اندہ مدار — کہ نمایم من ترا یک شہریار
کہ بگوید گر بخواہد حال طفل — او بداند منزل و رحال طفل
پس حلیمہ گفت ای جانم فدا — مر ترا ای شیخ خوب و خوش ندا
ہین مرا بنما کہ آن شاہ نظر — کش بود از حال طفل من خبر
برد او را پیش عزی کاین صنم — ہست در اخبار غیبی مغتنم
ما ہزاران گم شدہ زو یافتیم — چون بخدمت سوی او بشتافتیم
پیر کرد او را سجود و گفت زود — ای خداوند عرب وی بحر جود
گفت ای عزی تو بس اکرامہا — کردہ تا رستہ ایم از دامہا

بر عرب حق است از اکرام تو / فرض گشته تا عرب شد رام تو
اے عرب پر حق ترے اکرام سے / تا عرب پر تیری طاعت فرض ہے

این حلیمهٔ سعدی از امید تو / آمد اندر ظل شاخ بید تو
یہ حلیمہ سعدیہ امید سے / ظل شاخ بید میں آئی ترے

کو از و فرزند طفلی گم شده است / نام آن کودک محمد آمده است
ایک بچہ چھوٹا اوسکا گم گیا / نام بچے کا محمد ہی رکھا

چون محمد گفت آن جمله بتان / سرنگون گشتند ساجد آن زمان
جو کہا نام محمد بت سبھی / ہو گئے سجدہ کو اوندھے اسکو ہی

که برو ای پیر این چه جستجوست / آن محمد را که عزل ما در دست
جا تو اے بوڑھے کہ کیا ہے ڈھونڈتی / اوس محمد کو جو ہمکو دے مٹا

ما نگون و سنگسار انیم ازو / ما کساد و بی عیار انیم ازو
ہم نگون اور سنگسار اس سے ہیں / ہم ہوئے اور نابکار اس سے ہیں

آن خیالاتی که دیدندی زما / وقت فترت گاه گاه اهل هوا
وقت فترت دیکھتے تھے جو خیال / گاہے گاہے ہمسے جو اہل ضلال

گم شود چون بارگاه او رسید / آب آمد مر تیمم را درید
گم ہوئے جو آئی اوسکی بارگاہ / آب آیا تیمم نے ہے راہ

دور شو ای پیر فتنه کم فروز / هین ز رشک احمدی ما را مسوز
دور ہو اے بوڑھے فتنہ مت جگا / رشک احمد سے ہمیں تو مت جلا

دور شو بهر خدا ای پیر تو / تا نسوزی ز آتش تقدیر تو
دور ہو اے بوڑھے تو حق کے لیے / تا جلے نے آتش تقدیر سے

این چه دم اژدها افشردن است / هیچ دانی چه خبر آوردن است
اژدہا کی دم دبانا کیا ہے یہ / جانتا ہے کیا خبر لایا ہے یہ

زین خبر خون شد دل دریا و کان / زین خبر لرزان شود هفت آسمان
اس خبر سے خون ہوا دریا و کان / اس خبر سے کانپے ساتوں آسمان

چون شنید از سنگها پیر این سخن / پس عصا انداخت آن پیر کهن
پتھروں سے جو سنا اس بات کو / پھینکا بوڑھے نے عصا کو تنگ ہو

پس ز لرزه و خوف و بیم آن ندی / پیر دندانها بهم بر می زدی
ہو ندا سے خوف دل لرز و بیم سے / دانت اس بوڑھے کے بس بجنے لگے

آنچنان کاندر زمستان مرد عور / او همی لرزید و میگفت ای ثبور
جیسے سردی میں کوئی ننگا رہا / کانپتا اور کہتا وای میں وا

چون در آن حالت بدید آن پیر را / باد سر گم کرد زن تدبیر را
دیکھا اس بڈھے کو اس حالت میں جو / پس حلیمہ بھولی سب تدبیر کو

گفت پیرا گرچه من در محنتم / حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
بولی بوڑھے گرچہ محنت ہے مجھے / درمیان حیرت کے ہے حیرت مجھے

ساعتی بادم خطیبی میکند / ساعتی سنگم ادیبی میکند
ایک ساعت باد میری ہے خطیب / ایک ساعت سنگ میرا ہے ادیب

باد با حرفم سخنها میدهد / سنگ و کوه هم فهم اشیا میدهد
باد باتیں سنگ حرفوں سے کرے / سنگ اور کوہ فہم اشیا مجکو دے

گاه طفلم را ربوده غیبیان / غیبیان سبز پوش آسمان
میرا بچہ لے گئے کہ غیبیان / جو ہیں غیبی سبز پوش آسمان

از که نالم با که گویم این گله / من شدم سودائی اکنون صد دله
کس سے روؤں اور کہوں کس سے گلہ / میں ہوئی سودائی ہوں اب صد دلہ

غیرتش از شرح غیبم لب ببست / اینقدر گویم که طفلم گم شده است
غیب کہنا بند غیرت نے کیا / بس کہوں اتنا مرا بچہ گما

گر بگویم چیز دیگر من کنون / خلق بندندم به زنجیر جنون
اور کوئی چیز گر میں اب کہوں / خلق کہہ دے ہو گیا اسکو جنون

گفت پیرش کای حلیمه شاد باش / سجدهٔ شکر آر و رو را کم خراش
بوڑھا بولا اے حلیمہ شاد ہو / کر تو سجدہ شکر کا اور مت تو رو

غم مخور یاوه نگردد او ز تو / بلکه عالم یاوه گردد اندر او
غم نہ کر تجھ سے گمے گا وہ نہیں / بلکہ عالم گم ہوا اس میں یقین

رشک سے غیرت کے ہر دم پاسبان — آگے پیچھے اسکے ہیں صدہا نہان
ہر زمانش از رشک غیرت پیش و پس — صد ہزاران پاسبانست و حرس

وہ نہ دیکھا تو نے بت کیسے ہوے — سرنگوں نیچے کے تیرے نام سے
آن ندیدی کان بتان ذو فنون — چون شنیدند از نام طفلیت سرنگون

اس زمین پر یہ عجب اک قرن ہے — میں ہوا بوڑھا نہیں دیکھا ایسے
این عجب قرنیست بر روی زمین — پیر گشتم من ندیدم جنس این

اس رسالت سے جو روتے سنگ تھے — بت پرستوں سے وہ کیا کچھ کرے
زین رسالت سنگہا چون نالہ داشت — تا چہ خواہد بر گنہگاران گماشت

سنگ معبودی میں بے جرمی رکھے — تو نہ مضطر اوسکا جو بندہ بنے
سنگ بے جرمست در معبودیش — تو نہ مضطر کہ بندہ بودیش

جب کہ مضطر اس طرح پر خوف ہے — مجرموں کو تا کہ وہ کیا کچھ کرے
آنکہ مضطر اینچنین ترسان شدہ است — تا کہ بر مجرم چہا خواہند بست

خبر ہونا عبد المطلب کا گم ہونے مصطفی سے اور ڈھونڈھنا اوسکا گرد شہر کے اور رونا در کعبہ پر اور خدا سے طلب کرنا اُن کو

خبر شدن عبد المطلب از گم شدن مصطفی و طالب شدن او گرد شہر و نالیدن بر در کعبہ و از حق طلب کردن او را

جو خبر دادا کو احمد کے ہوئی — شور کرنے سے حلیمہ کے اٹھی
چون خبر یابید جد مصطفی — از حلیمہ و ز فغانش بر ملا

ایسا نعروں کا بلند آواز تھا — کوس بھر تک اسکی جاتی تھی صدا
و ز چنان بانگ بلند و نعرہا — کہ بمیلے میرسید از وی صدا

جانا عبد المطلب نے ہے کیا — سینہ کوٹا اور کیا گریہ کا
زود عبد المطلب دانست چیست — دست بر سینہ ہمیزد میگریست

در پہ کعبے کے گیا غم کا اسیر — کہ اے راتوں کے بھیدوں کو بصیر
آمد از غم بر در کعبہ بسوز — کای خبیر از سر شب و راز روز

میں نہ دیکھوں آپکو میں ہوں فنا — تا ہوں قربان تجھپے میں مثل منا
خویشتن را می نبینم من فنا — تا بود ہمراز تو ہمچون منا

باہنر نے دیکھتا ہوں خود کو تا — ہووں مقبول اس در مسعود کا
خویشتن را من نمی بینم ہنر — تا شوم مقبول این مسعود در

یا مرے سجدہ و سر کی قدر ہو — یا کہ گریہ سے مجھے خندان کرو
یا سر و سجدہ مرا قدری بود — یا باشکم دو لبے خندان شود

مجکو پیشانی میں اسکے پڑھا — لطف کا آثار تیرا اے خدا
لیک در سیمای آن در یتیم — دیدہ ام آثار لطفت ای کریم

نے وہ ہمسا گرچہ ہے وہ ہما — ہم ہیں مس اور ہے محمد کیمیا
کہ نمی ماند بما گرچہ زماست — ما ہمہ مسیم و احمد کیمیاست

وہ عجائب دیکھی میں نے اُس میں ہیں — کہ نہ دیکھے ہر ولی او خصم میں
آن عجائب ہا کہ من دیدم برو — من ندیدم بر ولی و بر عدو

فضل سے طفلی میں جو اسکو دیا — کوئی صد سالہ سعی سے دے بھلا
آنچہ فضل تو درین طفلیش داد — کس نشان ندہد بصد سالہ جہاد

جو عنایت دیکھی اُسپر بالیقین — تیرے دریا کا وہ ہے در ثمین
چون یقین دیدم عنایتہای تو — بر وی آن دریست از دریای تو

میں شفیع لاتا ہوں اسکو اے نکو — تو خبیر اب مجھ سے حال اُسکا کہو
من ہم او را می شفیع آرم بتو — حال او ای حال دان با من بگو

آئی اک کعبے کے اندر سے ندا — کہ ابھی میں اسکو دیتا ہوں دکھا
از درون کعبہ آمد بانگ زود — کہ ہم اکنون رخ بتو خواہیم نمود

دو سوا قبالوں میں وہ محفوظ ہے — اور ملائک دو سو میں وہ محفوظ ہے
با دو صد اقبال او محفوظ ماست — با دو صد طلب فلک محفوظ ماست

اسکا ظاہر شہرۂ عالم کرون ❊ اسکا باطن سب سے پوشیدہ رکھون
ظاہرش را شہرۂ گیہان کنیم ❊ باطنش را از ہمہ پنہان کنیم

آب و گل زر اور زرگر بس مین ہون ❊ زر انکو کبھی گہنا یا زیب گڑھون
زر کان ست آب و گل ما زرگریم ❊ گہ کنش خلخال و گہ خاتم بریم

گہ حمائل تیغ کی اسکو کرون ❊ گاہ طوق شیر بھی اسکو کرون
گہ حمایل ہاے شمشیرش کنیم ❊ گاہ بند گردن شیرش کنیم

گہ ترنج تخت مین اسکو کرون ❊ گاہ کرکے تاج شاہون پر رکھون
گہ ترنج تخت بر سازیم از و ❊ گاہ تاج فرقہاے ملکجو

عشق رکھتا ہون مین ساتھ اس خاک کے ❊ کیونکہ یہ ہی قاعدۂ تسلیم ہے
عشقہا داریم با این خاک ما ❊ زانکہ افتادست در قعدۂ رضا

گاہ اس سے ایسا شہ پیدا کرون ❊ گاہ اسکو شاہ پر شیدا کرون
گہ چنین شاہے ازو پیدا کنیم ❊ گہ ہم او را پیش شہ شیدا کنیم

عاشق و معشوق صدہا اس سے ہین ❊ جستجو مین اور فغان و شور مین
صد ہزاران عاشق و معشوق از و ❊ در فغان و در نفیر و جستجو

ہے مرا کام اسکے اندر ہی پر یہ ❊ کہ مرے کامون سے بے رغبت رکھے
کار ما این ست بر کوری آن ❊ کہ بکار ما ندارد میل جان

ہم فضیلت خاک کو دین اسلیے ❊ کیونکہ ہم رکھتے ہین نعمت خوار ہے
این فضیلت خاک را زان رو دہیم ❊ زانکہ نعمت پیش بے برگان نہیم

شکل ایسی خاکی کیونکہ رکھتی خاک ہی ❊ اور صفات نور باطن مین رکھے
زانکہ دارد خاک شکل اغبری ❊ وز درون دارد صفات انوری

ظاہر اسکا کرتا باطن سے ہے جنگ ❊ اسکا باطن جیسے گوہر ظاہر مین سنگ
ظاہرش با باطنش گشتہ بجنگ ❊ باطنش چون گوہر و ظاہر چو سنگ

کبھی ظاہر مین ہے یہ کچھ ہون بس ❊ کبھی باطن سوچ لے تو پیش و پس
ظاہرش گوید کہ ما اینیم و بس ❊ باطنش گوید نکو بین پیش و پس

کبھی ظاہر کہ نہین کچھ باطنا ❊ کبھی باطن کہ دکھائین ٹھہر جا
ظاہرش منکر کہ باطن ہیچ نیست ❊ باطنش گوید کہ بنماییم بایست

ظاہر و باطن مین انکی جنگ ہے ❊ صبر سے پاتے ہین نصرت اسلیے
ظاہرش با باطنش در چالش اند ❊ لاجرم زین صبر نصرت میکشند

ہم ترش رو خاک سے صورت کرین ❊ خندۂ پنہان کو پیدا ہم رکھین
زین ترش رو خاک صورتہا کنیم ❊ خندۂ پنہانش را پیدا کنیم

کیونکہ ظاہر خاک کا رنج و بکا ❊ اندر اسکے سیکڑون خندہ بھرا
زانکہ ظاہر خاک اندوہ و بکاست ❊ در درونش صد ہزاران خندہ ہاست

بھید مین کھولون مرا یہ کام ہے ❊ گر کرون ظاہر یہ پنہان خاک سے
کاشف السریم و کار ما ہمین ❊ کاین نہانہا را بر آریم از زمین

چور گرچہ مارے دم انکار سے ❊ شحنہ دھمکا کے وہ پیدا کرے
گرچہ دزد از منکری دم میزند ❊ شحنہ آن از عصر پیدا میکند

خاک نے فضل اب چرائے جو کہ ہین ❊ امتحان سے ہم مقر اسکو کرین
فضلہا دزدیدہ اند این خاکہا ❊ مقر آریم شان از ابتلا

بس عجب فرزند انکے ہو گئے ❊ لیکن احمد سب سے افزون تر ہوئے
بس عجب فرزند کو را بودہ است ❊ لیک احمد بر ہمہ افزودہ است

پس زمین اور آسمان خندان ہوا ❊ ایسا ہم دونون نے شاہنشہ جنا
شد زمین و آسمان خندان و شاد ❊ کاین چنین شاہے ز ما دو جفت زاد

آسمان شادی سے اسکے چاک ہے ❊ اسکی آزادی سے سوسن خاک ہے
میشگافد آسمان از شادیش ❊ خاک چون سوسن شدہ از آزادیش

خاک تیرا ظاہر اور باطن ہے خوش ❊ جو کہ لڑتے ہین و رہین کشمکش
ظاہرت با باطنت اے خاک خوش ❊ چونکہ در جنگ اند و اندر کشمکش

حق کی خاطر جو کوئی خود سے لڑے ❊ معنی اسکا ہو عدو اسباب سے
ہر کہ خود با بہر حق باشد بجنگ ❊ تا شود معنیش خصم بو و رنگ

ظلمت اسکی نور سے رکھے جدال ❊ ہو نہ اسکی شمس جان کو کچھ زوال
ظلمتش با نور او شد در قتال ❊ آفتاب جانش را نبود زوال

واسطے میرے کرے جو امتحان — پشت اپنی پر رکھے یا آسمان
اسکا ظاہر رکھے ظلمت سے فغان — تیرا باطن گلستان در گلستان
صوفی قصداً ترش روئی رکھتے ہین — تا نہ ہر اک نور کش سے وہ ملین
عارفان ترش رو جون ستی — ترش روئی مین کری عشرت جنی
گل چھپا یا خار کھولے باغ نے — گل کے دشمن دور اس سے رہے
اسنی کانٹا نگہبان کرلیا — مثل صوفی سر گریبان مین لیا
تاکہ جملہ بس تمہارے عیش مین — گلرخان خار جو سے گم رہین
تیرا لڑکا ہے اگرچہ طفل خو — ہین طفیل اُسکے دو عالم جان تو
ساتھ اسکے مین جہان زندہ کرون — آسمان کو اُسکا مین بندہ کرون

هر که کوشد بهر ما در امتحان — پشت زیر پایش آرد آسمان
ظاهرش را زیتر گی افغان کنان — باطن تو گلستان در گلستان
قاصدا چون صوفیان رو ترش — تا نیامیزد با هر نور کش
عارفان رو ترش چون خار پشت — عیش پنهان کرده در خار درشت
باغ پنهان کرده گل وان خار فاش — کای عدو دور زین بر دو رباش
خار پشتا خار حارس کرده تو — سر چو صوفی در گریبان کرده
تا کسے در جا ر دانگ عیش تو — گم شود زین گلرخان خار خو
طفل تو گرچه که کودک خو بدست — هر دو عالم خود طفیل او بدست
ما جهانے را بدو زنده کنیم — چرخ را در خدمتش بنده کنیم

نشان پوچھنا عبد المطلب کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ سے کہ کہان انکو ڈھونڈھون مین اور جواب آنا

نشان جستن عبد المطلب از موضع مصطفی علیہ السلام کہ کجایش جویم و جواب آمدن

بولے عبد المطلب ہے کہان — آئی بس کعبے کے اندر سے صدا
ای علیم اُسکا مجھے دے تو نشان — اے تو جوئندہ ہے اپنے طفل کا
بولا ہاتف غم نہ کھا کر اس بیان — کہ فلان صحرا مین ہے زیر درخت
تجکو اس شاہ جہان سے دو نشان — پس گیا جلدی وہ پیر نیک بخت
اسکے ہمرہ سب امیران قریش — جو تھا دادا اُنکا اعیان قریش
پشت آدم تک تھے انکے جد سب — بزم مین اور رزم مین عالی نسب
یہ نسب ہے پوست انکا جان لے — کہ شہنشاہون سے وہ مہ پاک ہے
مغز ہے وہ خود نسب سے ہے جدا — جنس نے اُسکی زمین سے تا سما
نور حق کا نی وطن ڈھونڈھے کوئی — خلعت حق کو نہ حاجت دوز کی
ادنی خلعت جو کہ دی اندر ثواب — اسکو کب ہو پہنچے ہے نقش آفتاب

گفت عبد المطلب کاین دم کجاست — اے علیم السر نشان ده راه راست
از درون کعبه آوازش رسید — گفت ای جوینده طفل رشید
هاتفش گفتا مخور غم کاین بیان — با تو زان شاه جهان هم نشان
در فلان وادیست زان زیر درخت — پس روان شد زود پیر نیک بخت
در رکابش امیران قریش — زانکه جدش بود ز اعیان قریش
تا به پشت آدم اسلافش همه — مهتران زرم و بزم و دمدمه
این نسب خود قشر او را بوده است — کز شهنشاهان مه پالوده است
مغز او خود از نسب دور است و پاک — نیست جنسش از سمک کس تا سماک
نور حق را کس نجوید زاده بود — خلعت حق را چه حاجت تار و پود
کمترین خلعت که بدهد در ثواب — بر فزاید بر طراز آفتاب

باقی قصہ سلیمان علیہ السلام کی دعوت ایمان کی کرنا بلقیس کو

بقیہ قصہ دعوت سلیمان بلقیس را با یمان

اے بلقیس آ دیکھ اب ملک کو — رہتی ہین بنتی تری فلاک پے
جن لب دریای حق پر در گو تو — کیا تو اس مردار مین شاہی کرے

خیز بلقیسا بیا و ملک بین — بر لب دریای یزدان در بچین
خواهرانت ساکن چرخ سنی — تو به مرداری چه سلطانی کنی

دور بلقیس آ دولت دیکھ تو | بھل مری دولت سے کھا تو انکو
خیز بلقیسا بیا دولت نگر | جا ز دان از دولت ما بر بخور

تیری بہنوں کو تو جانی ہو کہ کیا | از رہ بخشش شہنشہ نے دیا
خواہرانت را ز بخششہا و داد | ریع میدانی کہ آن سلطان چہ داد

دور بلقیس آ ذرا اندر بحر جود | اور لے پونجی سے ہر دم تو سود
خیز بلقیسا درآ در بحر جود | بہر دسے بر دار بے سرمایہ سود

تیری بہنیں ہیں سبھی با عیش و طرب | تجکو کیوں خوش آیا یہ رنج و تعب
خواہرانت جملہ در عیش و طرب | بر تو چون خوش گشت این رنج و تعب

دور بلقیس آ سعادت یار ہو | اور سبا کے ملک سے بیزار ہو
خیز بلقیسا سعادت یار شو | وز ہمہ ملک سبا بیزار شو

تو خوشی سے ڈھول کی جون گدا | کہ مین جون گھر کی مالک او شاہ
تو ز شادی چون گدای طبل زن | کہ منم شاہ و رئیس گولخن

دیکھا سگ نے اندھا کوچہ مین گدا | حملہ کرتا اسکی گدڑی کھینچتا
آن سگے در کو گدای کور دید | حملہ سے آورد دلقش میکشید

مثل قانع ہونے آدمی کی دنیا پر اور حرص اسکی طلب مین اور غفلت اسکی روحانیون سے کہ ہمجنس اُس کی ہین اور نعرہ مارنا اُنکا کہ یا لیت قومی یعلمون

مثل قانع شدن آدمی بہ دنیا و حرص او در طلب و غفلت او از روحانیان کہ ابنائے جنس ویند و نعرۂ ایشان کہ یا لیت قومی یعلمون

کہتا یا اوسکو مکرر اب ولے | کہتا ہون مین واسطے تاکید کے
گفتہ ایم این را ولے بار دگر | شد مکرر بہر تاکید نظر

اسکو اندھے نے کہا کہ تیرے یار | ڈھونڈھتے ہین صید کرتے ہین شکار
کور گفتش آخر آن یاران تو | بر کنند این دم شکار و صید تو

قوم تیری کوہ مین پکڑے ہے گور | اور کوچون مین پکڑتا ہے تو کور
قوم تو در کوہ میگیرند گور | در میان کوے میگیری تو کور

کہد چھوڑے مکر کو شیخ نفور | پھیرے اندھے اور تو ہے آب شور
ترک این تصویر گو شیخ نفور | آب شورے جمع کرد و چند کور

یہ سکھاتا ہے ہین آب شور | مجھے کھاتے ہین بس ہمی آ ہین کور
کاین مریدان من و من آب شور | میخورند از من ہمی گردند کور

شیرین کر بحر لدن سے اپنا آب | دام اندھون کا نہ کر آب خراب
آب خود شیرین کن از بحر لدن | آب بد را دام این کوران مکن

دیکھ آنکھ کر شیر حق ہین گور گیر | مکر سے تو مثل سگ ہے کور گیر
خیز شیران خدا بین گور گیر | تو چو سگ چونی بزرقی کور گیر

گور کیا صید سوا اللہ سے ہین وہ دور | سب ہین شیر ار شیر گیر او دست نور
گور چہ از صید غیر دوست دور | جملہ شیر و شیر گیر دست نور

صید و صیادی سے شہ کی دید مین | صید گیری چھوڑی مردہ عشق مین
در نظارہ صید و صیادی شہ | کردہ ترک صید و مردہ در ولہ

مثل مرغ مردہ وہ پابند یار | تا کرے وہ جنس اپنی کو شکار
ہمچو مرغ مردہ شان بگرفتہ یار | تا کند او جنس ایشان را شکار

مرغ مردہ مضطر اندر وصل ہین | ہر یعنی القلب بین الاصبعین
مرغ مردہ مضطر اندر وصل بین | خواندہ القلب بین الاصبعین

مرغ مردہ اش اہر انکہ شد شکار — چون بہ بیند شد شکار شہریار
ہر کہ او زین مرغ مردہ سر بتافت — دست آن صیاد را اہر گز نیافت
گوید او منکر بمرداری من — عشق شہ بین در نگہداری من
من نہ مردارم مرا شہ کشتہ است — صورت من شبہ مردہ گشتہ است
جنبشم زین پیش بود از بال و پر — جنبشم اکنون ز دست داور
جنبش فانیم بیرون شد ز پوست — جنبش باقیست اکنون چون از دوست
ہر کہ کج جنبد بہ پیش جنبشم — گر چہ سیمرغ ست زارش میکشم
ہین مرا مردہ مبین گر زندہ — در کف شاہم نگر گر بندہ
مردہ زندہ کرد عیسیٰ از کرم — من بکف خالق عیسیٰ درم
کے بمانم مردہ در قبضہ خدا — بر کف عیسیٰ مدار این ہم روا
عیسیم لیکن ہر آنکو یافت جان — از دم من او بماند جاودان
شد ز عیسیٰ زندہ لیکن باز مرد — شاد آنکو جان بدین عیسیٰ سپرد
من عصایم در کف موسیٰ خویش — موسیم پنہان و من پیدا بہ پیش
بر مسلمانان پل دریا شوم — باز بر فرعون اژدرہا شوم
این عصا را ای پسر تنہا مبین — کہ عصا بے کف حق نبود چنین
موج طوفان ہم عصا بد کوز ورد — طنطنۂ جادو پرستان را بخورد
ہم عصا باد با عدا ہی بود — کہ برآورد از نفیر عاد دود
ہم عصا پشہ بود در نبرد — کہ برآورد از سر نمرود گرد
گر عصا ہائے خدا را بشمرم — زرق این فرعونیان را بر درم
لیک زین شیرین گیاہ زہرمند — ترک کن تا چند روزی میچرند
گر نماند جاہ فرعون و سری — از کجا یابد جہنم پروری
فربہش کن نگہش کش ای قصاب — زانکہ بے برگند در دوزخ کلاب
گر نبودی خصم دشمن در جہان — پس بمردی خشم اندر مردمان
دوزخ آن خشم ست خصمی بایدش — تا زید ور نہ رحیمی بکشدش
در جہان گر لطف بے قہر بدے — پس کمال پادشاہی کی شدی

مرغ مردہ کا ہوا جو کہ شکار — جب کہ دیکھا ہے شکار شہریار
جو کوئی اوس مرغ مردہ سے پھرا — نے ملا ہاتھ ہر گز اس صیاد کا
وہ کہے مت دیکھ مرداری مری — دیکھ عشق شہ کو ہے یاری مری
مین نہین مردار کشتہ شہ کا ہون — مثل مردے کے ہین صورت رکھتا ہون
پہلے جنبش میری بال و پر سے تھی — ہاتھ سے اب حق کے جنبش ہو مری
جنبش فانی گئی اس جسم سے — جنبش باقی ہے اب جو اس سے ہے
میری جنبش آگے جو ٹیڑھا چلے — مارون اوسکو گرچہ وہ سیمرغ ہے
گر ہے زندہ مجکو نہ مردہ تو دیکھ — گر ہے بندہ دست شہ مین مجکو دیکھ
مردہ زندہ جو دے عیسیٰ کرین — خالق عیسیٰ کے مین ہون ہاتھ مین
کب رہون مردہ بدست کبریا — دست عیسیٰ پر بھی ستا رکھہ روا
مین ہون عیسیٰ جس کسی نے پائی جان — میرے دم سے بس رہے وہ جاودان
زندہ عیسیٰ سے ہوا وہ پھر مرا — جسنے اس عیسیٰ کو جان دی رہ سدا
مین عصا ہون ہاتھ مین موسیٰ کے یان — میرا موسیٰ ہے نہان مین ہون عیان
پل مسلمانون کا دریا پر ہون — اور پھر فرعون پر اژدر ہون
اس عصا کو دیکھ مت تنہا پسر — کہ عصا بے دست حق نہ ہو مگر
موج طوفان بھی عصا تھی رعب سے — دبدبے جادوگرون کے کھا لیے
باد عصا تھی بھی عدو ہو دبے — کہ نکالا دود قوم عاد سے
بھی عصا مچھر تھا اندر جنگ کے — کہ نکالا مغز کو نمرود سے
گر خدا کے مین عصا اون کو گنون — مکر ان فرعونیون کا توڑ دون
لیکن اس شیرین گیاہ زہر سے — چھوڑ دے تا تھوڑے دن چر لیں یے
گر نہو تی جاہ فرعون کی روشنی — کیسے پاتی بس جہنم پرورش
موٹا کر کے ذبح کر قصاب انہین — کیونکہ کتے بھوکے بس دوزخ مین ہین
گر نہین ہوتے جہان مین دشمنان — خشم مرجاتا بس اندر مردمان
خشم دوزخ دشمن اوسکو چاہیے — تا جیے ورنہ رحیم ابتر کرے
ہوتا لطف عالم مین بے قہر و ملال — بادشاہی کو نہین ہوتا کمال

[illegible]

ریشخندی کرده اند آن منکران / بر مثلها و بیان ذاکران
تو اگر خواهی بکن هم ریشخند / چند خواهی زیست ای مردار چند
شاد باشید ای محبان در نیاز / بر همین در کاین شود امروز باز
هر جویی باشدش کرده دگر / در میان باغ از سیر و گزر
هر یکی با جنس خود در کرد خود / از برای پختگی نم میخورد
تو که کرد زعفرانی زعفران / باش آمیزش مکن با دیگران
آب میخور زعفرانا تا رسی / زعفرانی اندر آن جلوه رسی
تو مکن در کرد شلغم پوز خویش / تا نگردد با تو او هم طبع و خویش
تو بکردی او بکردی مودعه / زانکه ارض الله آمد واسعه
خاصه آن ارضی که از پهناوری / در سفر گم میشود دیو و پری
اندر آن بحر و بیابان و جبال / منقطع میگردد اوهام و خیال
این بیابان در بیابانها بود / همچو اندر بحر پر یک تار مو
آب استاده که سیرش نهان / تازه تر خوشتر ز جوهای روان
کز درون خویش چون جان پر روان / سیر پنهان دارد و پای نهان
مستمع خفته است کوته کن خطاب / ای خطیب این نقش را کم زن بر آب

جو تمسخر اب کیا منکر نے ہے / ذاکروں کی بس مثال و ذکر پے
تو بھی گر چاہے تمسخر کر دے / کب تک اے مردار تو زندہ رہے
اے محبو خوش ہو تم اندر نیاز / اور اسی در کے کہ ہے یہ آج باز
ہوتی ہر حاجت کی کیاری جدا / باغ میں لہسن و گاجر ہے سدا
اپنی کیاری میں ہر اک جنس اپنی ہے / پختگی کے واسطے پانی پیے
زعفران کی تو ہے کیاری زعفران / ہو تو اور ریحان سے مل کیوں
پانی پی اے زعفران تا پہونچے تو / زعفرانی اندر اس جلوہ کے ہو
مت ہو کر شلغم کی کیاری کی تو سو / تا نہ ہووے تجھ سے وہ ہم طبع و خو
تو ہے کیاری وہ بھی کیاری ہیں جدا / کیونکہ ارض اللہ آیا واسعہ
خاص کر جس زمین کی ہو بڑی / گم سفر میں ہوتے ہیں دیو و پری
اندر اس دریا و جنگل کوہ کے / منقطع وہم و خیال از بس ہے
یہ بیابان اس بیابان میں رکھے / جیسے دریا میں پڑا اک بال ہے
پانی ٹھہرا ہے کہ سیر اسکی نہان / تازہ تر اس سے ہے کہ ہو روان
جس طرح باطن میں اپنی روح و جان / سیر پوشیدہ رکھے پانوں رواں
سامع سوتا ہے خطاب بس مت کر / اے خطیب اب نقش مت کر آب پے

باقی قصہ دعوت کرنا سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو کہ فرصت غنیمت ہے

بقیہ قصہ دعوت سلیمان علیہ السلام بلقیس را کہ فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیسا که بازار است تیز / زین خسیسان کساد افکن گریز
خیز بلقیسا کنون با اختیار / پیش از آنکه مرگ آرد گیر و دار
خیز بلقیسا بیا پیش از اجل / در نگر شاهی و ملک بی خلل
خیز بلقیسا بجاه خود مناز / اندرین درگه بناز آ ورنه ناز
خیز بلقیسا و مستیز با قضا / ورنه مرگ آید کشد گوش ترا
بعد از آن گوشت کشد مرگ آنچنان / که چو دزد آید به شحنه مو کشان

دوڑ بلقیسا کہ ہے بازار تیز / ان خسیسوں بد وضع سے کر گریز
دوڑ بلقیسا تو اب با اختیار / پہلے اس سے کہ ہو تجھ پر موت بار
دوڑ بلقیسا اجل سے پہلے آ / بادشاہی دیکھ اور ملک بقا
دوڑ بلقیس اپنے جاہ پر کر نہ ناز / لانا اس درگہ میں نیاز اور لا نماز
دوڑ بلقیسا قضا سے مت اڑ کر / ورنہ موت آ کان کھینچے بس تیرے
بعدہ موت ایسے کھینچے تیرے کان / پیش شحنہ جیسے چور آئے کشاں

[illegible]

کب کہاں خوبے چرانے لعل تو — گر چرائی ہے جسے لعل تو
تیری بہنوں کو ملا ملک بقا — اور لیا تونے ہے یہ ملک فنا
وہ تو ہے اچھا بھاگا جو اس ملک سے — کہ اجل اس ملک کو ویران کرے
در ورائے بلقیس آ اور دیکھ تو — ملک شاہوں خسروان دین کا
بیٹھے باطن میں ہیں اندر بوستان — ظاہر ان میں خار اندر دوستان
جائیں جس جا باغ ساتھ ان کے چلے — ہے وہ پوشیدہ ولیکن خلق سے
عاجزی میوے کریں کہ ہم کو کھا — آب حیوان آیا پی مجھکو ذرا
سیر کر افلاک پر بے پر و بال — مثل خورشید و قمر مثل ہلال
مثل جان کے تو چلے پاؤں ہو — سو غذا تو کھائے نہ کھانا ہو وہ
نے نہنگ غم ہو کشتی پہ ترے — نے برائی موت کچھ تجھ پر رکھے
بھی تو شاہ اور بھی تو لشکر بھی تو تخت — بھی تو نیکو بخت ہووے بھی تو بخت
گر تو خوش قسمت ہو اور سلطان شاد — بخت تیرا غیر اک دن ہو تباہ
تو رہے مثل گدائے بے نوا — اپنی دولت خود ہو تو اے مجتبی
جو تو اپنا بخت ہو اے معنوی — بخت اپنے سے نہ تو گم ہو کبھی
خود سے تو گم ہووے کب اے خوش خصال — عین تو ہو تیرا ہو جو ملک و مال
بعدہ وحی آئی اس درگاہ سے — اس سلیمان اور نبی نیک پے

زین چرا تا چند باشی لعل زرد — گر بهی دزدی بیا و لعل دزد
خواهرانت یافته ملک خلود — تو گرفته مملکت کور و کبود
ای خنک آن را کزین ملکت بجست — کاجل این ملک را ویران کنست
خیز بلقیسا بیا باری ببین — ملکت شاهان و سلطانان دین
شسته در باطن میان بوستان — ظاهرا خاری میان دوستان
بوستان با او روان هر جا رود — لیک آن از خلق پنهان میشود
میوه‌ها لابه کنان کز من بخور — آب حیوان آمده کز من بخور
طوف میکن بر فلک بی پر و بال — همچو خورشید و چو بدر و چون هلال
چون روان باشی روان پا نه — میخوری صد لوت و لقمه خایی نه
نی نهنگ غم زند بر کشتیت — نه پدید آید ز مردن زشتیت
هم تو شاه و هم تو لشکر هم تو تخت — هم تو نیکوبخت باشی هم تو بخت
گر تو نیکوبختی و سلطان زفت — بخت غیرتست روزی بخت رفت
تو بمانی چون گدای بی نوا — دولت خود هم تو باش ای مجتبی
چون تو باشی بخت خود ای معنوی — پس تو که بختی ز خود کی گم شوی
تو ز خود کی گم شوی ای خوش خصال — چونکه عین تو ترا شد ملک و مال
بعد از آن آمد ندا از پیش تخت — بر سلیمان آن نبی نیک‌بخت

قصہ تعمیر کرنا سلیمان علیہ السلام کا مسجد اقصیٰ کو بموجب تعلیم وحی الٰہی کے واسطے حکمتوں کے از راہ مدد فرشتوں و دیو و پری کے

قصهٔ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصی را به تعلیم وحی خدا جهت حکمتها و معاونت ملائکه و دیو و پری

مسجد اقصیٰ سلیمان کر تو ساز — خیل بلقیس آیا پڑھنے کو نماز
جو انھوں نے رکھی مسجد کی بنا — جن و انس اسکو بنانے تھے سدا
عشق سے اک قوم و قوم اک بے مراد — جس طرح طاعت کی رہ میں جن عباد
دیو خلق اور شہوتیں زنجیر ہیں — جانب دکان کھینچے ہے انھیں

کای سلیمان مسجد اقصی بساز — لشکر بلقیس آمد در نماز
چونکه او بنیاد آن مسجد نهاد — جن و انس آمد بدان در کار داد
یک گروه از عشق و قومی بی مراد — همچنانکه در ره طاعت عباد
خلق دیوانند و شهوت سلسله — میکشدشان سوی دکان و غله

بس یہی زنجیر خوف و عشق ہے	جانبے مت یہ خلق بے زنجیر ہے	هست این زنجیر از خوف و وله	تو مبین این خلق را بی سلسله
کھینچے ہے انکو ہے سو کسب و شکار	کھینچے ہے اونکو ہے سو کان و بحار	میکشاندشان سوی کسب و شکار	میکشدشان سوی کان و بحار
کھینچے ہے انکو بسوی نیک و بد	بولا حق فی جیدها حبل المسد	میکشاندشان بسوی نیک و بد	گفت حق فی جیدها حبل المسد
قد جعلنا الحبل فی اعناقهم	واتخذنا الحبل من اخلاقهم	قد جعلنا الحبل فی اعناقهم	واتخذنا الحبل من اخلاقهم
تحقیق ڈالی ہم نے رسی گردنوں میں انکی	اور بنائی ہم نے رسی انکی عادتوں سے		
لیس من مستقذر مستنقه	قط الا طائره فی عنقه	لیس من مستقذر مستنقه	قط الا طائره فی عنقه
نہیں ہے کوئی بد و نیک سے	ہرگز مگر کہ نامۂ اعمال اسکی گردن میں پڑا ہے۱۲	مگر ۱۲	

ہے نہیں یہ خلق بے بندگران	ہر کمند و بند و داور زجو فشان	نیستند این خلق بی بندگران	هست آن بند کمند آن خود نفشان
کوئلہ میں حرص آتش ہو تری	رنگت انگارہ کی خوش آتش ہی کی	حرص تو در کار بد چون آتشست	اخگر از رنگ خوش آتش خوش است
کوئلے کی ظلمت آتش میں نہان	جب گئی آتش ہوئی ظلمت عیان	آن سواد فحم در آتش نهان	چونکه آتش شد سیاهی شد عیان
کوئلہ انگارہ دکھتا حرص سے	حرص گئی تو کوئلہ تیرہ ہے	اخگر از حرص تو شد فحم سیاه	حرص چون شد ماند آن فحم تباه
کوئلہ انگارہ دکھتا جو کہ تھا	حسن تھا وہ حرص کی اس آگ کا	آن زمان که فحم اخگر می‌نمود	آن نه حسن کار نار حرص بود
حرص نے تیرے بنایا کام کو	حرص جانے کام تیرہ تیرا ہو	حرص کارت را بیاراییده بود	حرص رفت و ماند کارت کبود
غول دکھلائے خوش غورہ کو جو	پختہ جو جانے اسے احمق ہو وہ	غوره‌ها را که بیاراید غول	پخته پندارد کسی کو هست گول
جان اوسکی آزمایش جو کرے	دانت کھٹے امتحان ہوں ترے	آزمایش چون نماید جان او	کند گردد زان ازمون دندان او
وہ ہوس سے دانہ دکھتا دام تھا	دام تھا وہ عکس غول حرص کا	از هوس آن دام دانه می‌نمود	عکس غول حرص آن خود دام بود
حرص کا وہ خیر دین میں ہو عدد	جو نہ رہے حرص وہ کار نکو	حرص اندر کار دین و خیر جو	چون نماند حرص ماند نغز رو
خیر بہتر ہے نہیں بعکس غیر	جانے تاب حرص رہے تاب خیر	خیرها نغز است نه از عکس غیر	تاب حرص ار رفت ماند تاب خیر
کار دنیا سے جو جائے حرص تو	کوئلہ رہ جائے انگارے سے وہ	تاب حرص از کار دنیا چون برفت	فحم باشد مانده از اخگر بتفت
حرص لڑکوں کو دکھائے آشکار	ذوق دل سے ہو دین تا وہ من سوار	کودکان را حرص می‌آرد غرار	تا شوند از ذوق دل دامن سوار
حرص لڑکوں سے گئی جو بھی نہیں	دوسرے لڑکوں کے اوپر وہ نشین	چون ز کودک رفت آن حرص عجب	بر دگر اطفال خنده آیدش
کرتے میں کیا تھا دیکھا میں کیا	پر ز عکس حرص ہے شہد اک دکھا	که چه می‌کردم چه می‌دیدم در آن	خل ز عکس حرص بنمود انگبین
انبیا کی وہ بنا بے حرص تھی	اسلئے اوسکی ہے رونق بڑھی	آن بنای انبیا بی حرص بود	لاجرم پیوسته رونقها فزود
اسے بہت مسجد کو ہیں کرام	مسجد اقصے ہوا ہے انکا نام	ای بسا مسجد برآورده کرام	لیک نبود مسجد اقصاش نام

مرتبہ کعبے کا جو ہر دم بڑھا — وہ تھا سب اخلاص ابراہیم کا
کعبه را که هر زمان عزّی فزود — آن ز اخلاصات ابراهیم بود

قدر مسجد کی نہ خاک و سنگ سے — پر بنا میں اسکی حرص و جنگ نے
فضل آن مسجد ز خاک و سنگ نیست — لیک در بناش حرص و جنگ نیست

جون کتب غیروں کی نے انکی کتاب — انکی نے مسجد نہ گھر نے اکتساب
نی کتب شان چون کتاب دیگران — نی مساجدشان نه کسب و خانمان

انکا نے غصہ نہ خواب اور نے غضب — نے قیاس اور نے خیال اور نے ادب
نی ادبشان نی غضبشان نی نکال — نی نعاس و نی قیاس و نی خیال

مرتبہ میں خوبی کی اونکو عطا — سیکڑوں حشمت بزرگی بس ہوا
هر یکی را داده حق در مرتبت — صد هزاران حشمت و صد مکرمت

کرد فر ہر اک سے انکے دوسرے — مرغ جان انکے کو اڑنا اور ہے
هر یکی شان را یکی فرّ دگر — مرغ جان شان طائر از پری دگر

ذکر حال انکے سے کانپے دل مرا — فعل اونکا قبلہ میرے فعل کا
دل همی لرزد ز ذکر حال شان — قبلهٔ افعال ما افعال شان

مرغ کا انکے ہے بیضہ مثل زر — نیم شب کو دیکھیے انکی جان سحر
مرغ شان را بیضهها زرین بدست — نیم شب جان شان سحرگاهی شدست

جان سے نیکی جو کہوں اس قوم کی — ہوون ناقص گو کہ وہ ناقص کہی
هر چه گویم من بجان نیکوی قوم — نقص گفتم گشته ناقص گوی قوم

مسجد اقصی بناؤ اے کرام — کہ سلیمان آیا پھر ہے والسلام
مسجد اقصی بسازید ای کرام — که سلیمان باز آمد والسلام

اس سے ہے سرکش دیو پریان گر رہیں — پس فرشتے سب کو زندانی کریں
ور ازین دیوان و پریان سرکشند — جمله را املاک در چنبر کشند

دیو اک دم مکر سے ٹیڑھا چلے — اسپے مثل برق کے کوڑا پڑے
دیو یکدم کج رود از مکر و زرق — تازیانه آیدش بر سر چو برق

جون سلیمان ہو کہ تا دیوان ترے — کھودیں پتھر تیرے گھر کے واسطے
چون سلیمان شو که تا دیوان تو — سنگ برند از پی ایوان تو

ہو سلیمان کی طرح بے مکر و ریو — تا ترے محکوم جن ہوں او دیو
چون سلیمان باش بی وسواس و ریو — تا ترا فرمان برد جنّی و دیو

ہے انگوٹھی تیرا دل ہو ہوشیار — تا انگوٹھی دیو کی نہ ہو شکار
خاتم تو این دلست و هوش دار — تا نگردد دیو را خاتم شکار

پس سلیمانی کرے تجپر مدام — دیو اس انگشتری سے والسلام
پس سلیمانی کند بر تو مدام — دیو با خاتم حذر کن والسلام

وہ سلیمانی نہیں منسوخ ہے — اس سلیمانی کا مالک تو رہے
آن سلیمانی دلا منسوخ نیست — در سر و سرت سلیمانی کنیست

دیو بھی گاہے سلیمانی کرے — لیک ہر جولاہہ اطلس کب بُنے
دیو هم وقتی سلیمانی کند — لیک هر جولاهه اطلس کی تند

ہاتھ ہلاوے مثل ہاتھ اسکے وے — اک بڑا فرق اندران دونوں کے ہے
دست جنباند چو دست او و لیک — در میان هر دوشان فرقیست نیک

قصہ شاعر و صلہ دینا بادشاہ کا اور ایک کو دس کرنا وزیر حسن نام کا

قصه شاعر و صله دادن شاه و یکی ده کردن وزیر حسن نام

اس بیان میں ہے حدیث معنوی — اک حکایت سن تو اندر مثنوی
در بیان این حدیث معنوی — یک حکایت بشنو اندر مثنوی

ایک شاعر شعر لایا پیش شاہ — واسطے امید خلعت اور جاہ
شاعری آورد شعری پیش شاه — بر امید خلعت و اکرام و جاه

شہ کریم از بسکہ تھا اسکو ہزار — اشرفی دلوائیں از راہ نثار
شه مکرم بود فرمودش هزار — از زر سرخ و کرامات و نثار

پس وزیر اس سے یہ بولا ای قلیل — دس ہزار انعام دے تا ہو جلیل
ایسے شاعر کو سخی تجھ جیسے سے — دس ہزار اب جو کہا تھوڑا وہ ہے
مدح کی پس عقل شعر کی اُنے تا — عشر اک گندم کے خرمن سے ملا
دس ہزار اور خلعت اک بھاری دیا — اوسکا سر شکر و ثنا سے پر ہوا
کی تجسس کہ نے سعی میری کری — شہ کو اہلیت مری کسنے کہی
پس کہا اُسکو حسن نامے وزیر — ہے فلان اور حسن خلقون کا امیر
مدح میں اُسکی قصیدہ اک لکھا — بسکہ عمدہ اور گھر اپنے گیا
بے زبان و لب جو مدح کرتے تھے — خلعت و نعمات وہ اُس شاہ کے

پس وزیرش گفت کاین اندک بود — ده هزارش هدیه ده تا داد او رود
از چنین شاعر بسی از تو بحر دست — ده هزار هم که گفتم اندکست
قصه گفت آن شاه را او فلسفه — تا برآمد عشر خرمن از کفه
ده هزارش داد و خلعت درخورش — خانه شکر و ثنا گشت آن سرش
پس تفحص کرد کاین سعی که بود — شاه را اهلیت من که نمود
پس بگفتندش فلان الدین وزیر — آن حسن نام و حسن خلق و ضمیر
در ثنای وی یکی شعر دراز — بر نوشت و سوی خانه رفت باز
بی زبان و لب همان نعمای شاه — مدح شه میگفت خلعتهای شاه

پھر آنا شاعر کا بعد چند سال کے بامید اُسی صلے کے اور ہزار دینار کا حکم دینا شاہ کا اوپر قاعدے اپنے کے اور کہنا نئے وزیر حسن نام کا شاہ کو کہ یہ بہت دشوار ہے اور خرچ ہمارا زیادہ ہے اور خزانہ خالی ہے میں اوسکو دس سے ایک پر راضی کرتا ہوں

باز آمدن شاعر بعد چندین سال بامید همان صله و هزار دینار فرمودن شاه بر قاعدهٔ خویش و گفتن وزیر نو هم حسن نام شاه را که این سخت بسیار است و ما را خرجهاست و خزینه خالیست و من او را به ده یکی راضی کنم

چند تھوڑے سال کے وہ رزق کو — ہو گیا محتاج شاعر تنگ ہو
سو چا وقت تنگدستی فقر کے — آزمودہ کی تجسس خوب ہے
آزمائی جو کرم کے بارگاہ — پھر ہی اسکو کروں حاجت پناہ
یعنی الله کے کہے وہ سیبویہ — یولہون فی الحوائج ہم لدیہ

بعد سالی چند بهر رزق گشت — شاعر از فقر و عوز محتاج گشت
گفت وقت فقر و تنگی دو دست — جست و جوی آزموده بهتر است
درگهی را کآزمودم از کرم — حاجت نو را همان جانب برم
معنی الله گفت آن سیبویه — یولهون فی الحوائج هم لدیه

گفت الشافی جو بحبنا الیک

لاکھون عاقل ہیچ کے دقت آنکے
کوئی دیوانہ کرے بیہودگی
گر نہ صدہا بار افزون دیکھتے
بلکہ ماہی جملہ اندر موج کے
بلکہ جملہ موج بازی کرتے ہین
شیرہا بھی بھیڑیے اور بھی شکار
بلکہ باد و خاک و آب و بھی شرار
ہر دم اُس سے عجز کرتا آسمان
تیری عصمت ہے مری تھم بالیقین
اور زمین کہوی قرار اب مجکو دے
گنج اُس سے جملہ کانون نے لیے
ہر نبی نے اُس سے حاصل کی برات
چاہ اُس سے اور غیرون سے نہ لے
گر تو چاہے غیر سے بھی وہ ہی دے
زر دے وہ گمراہ کو قارون کرے
پھر دہی شاعر خیال اوسے
شاعرون کا تحفہ کیا ہی شعر لو
اور محسن سو عطاؤ جود دے
شعر بہترا دسکو ابریشم سے ہے
آدمی اول حریص نان ہے
سوی کسب و سوی غصب و مکر کے
ہے وہ مادر جو غنی ہی نان سے
تا وہ اصل و نسل کا بھی اُسکو دین
تا کہ اوسکی ہیبت جود نکو

والتمسنا با وجدنا لدیک

رو رہے ہین سب آگے اُس بیان کے
کہ بخیل عاجزے مانگے بھیک بھی
آگے اُسکے جان عاقل کھینچتے
اور پرندے جملہ اوپر اوج کے
ذوق و شوق اُنکو ہے افزون ہین
اژدہائے فربہ اور بھی مور و مار
مایہ اوس سے پائین وہ اور بھی بہار
کہ مجھے عاجز نہ رکھ حق اک زمان
دونون ہاتھون مین ہے مطوی یمین
اے کہ رکھا آپ پر تو نے مجھے
اُس سے بس حاجت روائی سبکی ہے
استعینوا منہ صبرا و صلات
چاہ دریا سے نہ نہر خشک سے
ہاتھ پر سیل سخا بھی وہ رکھے
تو کرے طاعت تو کیا کچھ تجکو دے
اور اس سے محسن کی سو آباد دے
آگے محسن کے رکھیں لا کرے وہ
زر رکھے کہ منتظر شاعر کا ہے
خاصہ شاعر جو گہر خیزی کرے
کیونکہ قوت نان ستون جان ہے
حرص در امید ہے بس جان وے
مدح شاعر نام کا شایق رہے
اوسکی شرح فضل مین عنبر کھین
گفتگو مین مثل عنبر ویسے بو

گفت النافی جو بحبنا الیک

صد هزاران عاقل اندر وقت درد
هیچ دیوانه فلیوی آن کند
گر ندیدندی هزاران بار بیش
بلکه جمله ماهیان در موجها
بلکه جمله موجها بازی کنان
پیل و گرگ و شیر و صید و شکار نیز
بلکه خاک و آب و باد و هم شرار
هر دمش لابه کند این آسمان
استن من عصمت و حفظ تو است
وین زمین گوید که دارم بر قرار
جملگان کیسه از و بر دوختند
هر نبی زو برآورده برات
هین از و خواهید نی از غیر او
ور بخواهی از دگر هم او دهد
آنکه معرض را ز زر قارون کند
بار دیگر شاعر از سودای داد
هدیه شاعر چه باشد شعر تر
محسنان با صد عطا و جود بر
پیش شاعر شعر یا ز یک تنگ شعر
آدمی اول حریص نان بود
سوی کسب و سوی غصب و صد حیل
چون بناد رگشت مستغنی ز نان
تا که اصل و نسل او را بر دمند
تا که کر و فر زر بخشی او

والتمسنا با وجدنا لدیک

جمله نالان پیش آن دیان فرد
بر بخیلی عاجزی کدیه کنند
عاقلان کی جان کشیدندی به پیش
جمله پرندگان بر اوجها
ذوق شوقش او عنا اندر عنا
اژدهای زفت و مور و مار نیز
مایه زو یابند و هم ذی هم بهار
که فرو مگذارم ای حق یک زمان
جمله مطوی یمین آن دو دست
ای که بر آبم تو کردی استوار
داد حاجت از و آموختند
استعینوا منه صبرا و صلات
آب در یم جو مجو از خشک جو
بر کف میلش سخا هم او نهد
رو بد و آری بطاعت چون کند
رو بسوی آن شه محسن نهاد
پیش محسن آرد و بنهد گرو
زر نهاده شاعران را منتظر
خاصه شاعر کو گهر آرد ز قعر
زانکه قوت نان ستون جان بود
جان نهاده بر کف از حرص و امل
عاشق نام است و مدح شاعران
در بیان فضل او منبر نهند
همچو عنبر بو دهد در گفتگو

اپنی صورت پر ہمیں پیدا کیا / حق نے وصف اپنے سے ہم وصف کیا
خلق ما بر صورت خود کرد حق / وصف ما از وصف او گیرد سبق

چونکہ وہ خالق ہے شکر و حمد جو / مدح جوئی آدمی کی بھی ہے خو
چونکہ آن خلاق شکر و حمد جوست / آدمی را مدح جوئی نیز خوست

خاص مرد حق کہ فضل از بس رکھے / دے پر ہو وہ مثل مشک کے
خاصہ مرد حق کہ در فضل ست چست / پر شود زان باد چون مشک درست

گر نہیں ہے اہل وہ اُس باد کا / ہے شکستہ مشک کب پھولے پھلا
ور نباشد اہل زان باد دروغ / خیک بدریدست کی گیرد فروغ

یہ مثل نے آپ سے میں نے کہی / تو اگر ہے اہل مت سن سرسری
این مثل از خود نگفتم ای رفیق / سرسری مشنو چو اہلی و دقیق

یہ پیمبر بولے جو قدح سے / کس لیے فربہ ہوا احمد مدح سے
این پیمبر گفت چون بشنید قدح / کہ چرا فربہ شود احمد بہ مدح

سوئے شہ شاعر گیا اور لیگیا / شعر شکر احسان میں کہہ کر مرا
رفت شاعر سوی آن شاہ و ببرد / شعر اندر شکر احسان کان نمرد

مر گئے محسن و لیکن احسان رہا / خوب ہے وہ جسنے یہ احسان کیا
محسنان مردند و احسانہا بماند / ای خنک آنرا کہ این مرکب براند

مر گئے ظالم و لیکن ظلم اب رہا / حیف اُس جان پر کرے مکر و دغا
ظالمان مردند و ماند آن ظلمہا / وای جانی کو کند مکر و دغا

بولے پیغمبر کہ وہ ہے نیک خو / چھوڑ دنیا میں گیا فضل نکو
گفت پیغمبر خنک آنرا کہ او / شد ز دنیا ماند ازو فعل نکو

نام نیک اُسکا ہے فعل نیک سے / نے مرا وہ بالیقین تو دیکھ لے
نام نیک او ز فعل نیک دان / پس نمردہ است و یقین بنگر عیان

مر گیا محسن و احسان نے مرا / آگے حق کے دین احسان ہو بڑا
مرد محسن لیک احسانش نمرد / نزد یزدان دین و احسان نیست خرد

حیف اُسپر وہ مرا عصیان ہا / تا کہ تو جانے نہیں ہے وہ مرا
وای آن کو مرد و عصیانش نمرد / تا نپنداری بمرگ او جان ببرد

چھوڑ اُسکو کیونکہ شاعر رزق ہے / ہے قرضدار اور بہت محتاج ہے
این رہا کن زانکہ شاعر برگذر / دام دار است و قوی محتاج زر

لیجانا شاعر کا شعر کو پاس بادشاہ کے اور کنجوسی وزیر کی

بردن شاعر شعر را سوی شاہ و خسارت وزیر

آگے شہ کے شعر شاعر لے گیا / اُس طمع پر کی تھی جو پہلے سخا
برد شاعر شعر سوی شہریار / بر امید بخشش و احسان یار

شعر نازک اور گوہر سے بھرا / پہلی امید ون بخشش کی گیا
نازنین شعری پُر از دُر درست / بر امید و بوی اکرام نخست

اپنی عادت پر کے شہ نے ہزار / ایسی رکھتا تھا جو عادت شہریار
شاہ ہم بر خوی خود گفتش ہزار / چون چنین بُد عادت آن شہریار

پر ہوا اِس دفعہ وزیر پُر سخا / کوچ اِس دنیا سے اُسنے تھا کیا
لیک این بار آن وزیر پُر ز جود / بر براق عز ز دنیا رفتہ بود

اک ہوا اُس جا وزیر نو رئیس / پر وہ شدت کا تھا بیرحم و خسیس
بر مقام او وزیر نو رئیس / گشتہ لیکن سخت بیرحم و خسیس

بولا اے شہ خرچ اپنا ہے سوا / ایک شاعر کو نہ یہ بخشش روا
گفت ای شہ خرجہا داریم ما / شاعری را نبود این بخشش سزا

عشر کی جو تھا بی پر بس ہیں ابھی / مرد شاعر کو کریں راضی خوشی
من بربع عشر آن ای مغتنم / مرد شاعر را خوش و راضی کنم

خلق نے اس سے کہا کہ دس ہزار / پہلے اپنے پائے ہیں شہ سے نثار
خلق گفتندش که آواز بشنید ست / ده هزاری زین دلاور برده ست

ئیشکر کے بعد نرسل کھائے کون / بعد شاہی کے گدائی پائے کون
بعد شکر کلک خائی چون کند / بعد سلطانی گدائی چون کند

بولا میں اسکو بچھوڑوں تنگ کر / انتظاری سے ہو تا عاجز تبر
گفت بفشارم ورا اندر فشار / تا شود زار و نزار از انتظار

اُسدم اسکو خاک دوں میں راہ سے / باغ سے لے جائے جون گلبرگ کے
آنکه از خاکش دهم از راه مهین / در رباید همچو گلبرگ از چمن

اس میں ہوں استاد سونپ اسکو مجھے / گر ہو غصہ یا تقاضا وہ کرے
این مهم بگذار کاستادم درین / گر تقاضا گر بود هم آتشین

گر زمیں سے آسمان تک وہ اڑے / ہو وے بس عاجز جو دیکھے وہ مجھے
از ثری یا گر به پرد تا ثریٰ / نرم گردد چون ببیند او مرا

بولا سلطان جا اجازت ہے تجھے / پر اُسے خوش کر کہ وہ مداح ہے
گفت سلطانش برو فرمان تراست / لیک شادش کن که نیکوگوی ماست

بولا اسکو دو سوا اہل امید کو / سونپ مجکو اور رکھ بس حلم تو
گفت او را و صد امید بیش / تو من بگذار و آن بر من نویس

جنس اسکی مثل اسکے لاکھ کو / سونپ مجکو تو وہ اور مجکو تو
جنس او و همچو او سه صد هزار / تو رها کن با من و با من گذار

اسکو بس صاحب نے اندر انتظار / رکھا تا سردی گئی آئی بہار
پس فگندش صاحب اندر انتظار / شد زمستان و دی آمد بهار

حاجتیں مبتلا تا شاعر جس قدر / حیلہ وعدہ میں وہ کرتا بسر
شاعرش چندانکه حاجت مینمود / صاحبش در وعده حیله میفزود

انتظاری میں وہ تا بوڑھا ہوا / اس غم و تدبیر سے عاجز ہوا
تا که اندر انتظارش پیر شد / پس زبون این غم و تدبیر شد

بولا نے زر ہے اگر دشنام دے / تا چھٹے جان یہ ترا بندہ رہے
گفت اگر زر نه که دشنامم دهی / تا رهد جانم ترا باشم رهی

انتظاری سے مرا کھا تو کہ جا / جان مسکین قید سے تا ہو رہا
انتظارم کشت باری گو برو / تا رهد این جان مسکین از گرو

عشر کی جو تھائی آخر دی اُسے / رہ گیا حیران شاعر فکر سے
بعد از آنش داد ربع عشر آن / ماند شاعر اندر اندیشه گران

کہ وہ ایسا نقد اور بسیار تھا / یہ کہلا جو دیر میں تو خار تھا
کان چنان نقد و چنان بسیار بود / وین که دیر اشگفت و سته خار بود

پس کہا اسکو وزیر نیک بے / گزرا دنیا سے خدا بخشے اسے
پس بگفتندش که آن دستور راد / رفت از دنیا خدا مزدش دهاد

کہ زیادہ اس سے ہوتی تھی عطا / ہوتی کم بخشش میں کبھی اس سے خطا
که مضاعف زو همی گشتی عطا / کم همی افتاد در بخشش خطا

وہ گیا اسوقت و احسان لیگیا / وہ مرا لیکن نہیں احسان مرا
این زمان او رفت و احسان را ببرد / او ببرد الحق ولی احسان نمرد

صاحب تدبیر نیک ہمسے گیا / صاحب آزار فقیر آ گیا
رفت از ما صاحب رشید / صاحب سلاخ درویشان رسید

لے اور بھاگ یہاں سے رات کو / تا نہ تجھسے پھیرے یہ جنگ جو
رو بگیر این را و زینجا شب گریز / تا نگیرد با تو این صاحب ستیز

ہمنے سو حیلے سے یہ تحفہ لیا / اس سے کوشش کرکے تو جانبر کیا
ما بصد حیله از او این هدیه را / بستدیم ای بی خبر با جهدها

اُسنے متوجہ ہو بولا مشفقا / یہ سپاہی اب کہاں سے آگیا
رو بدیشان کرد و گفت ای مشفقان / از کجا آمد بگوئید این عوان

اس وزیر بے حیا کا کیا ہے نام / قوم بولی کہ حسن اسکا ہے نام
چیست نام این وزیر جامه کن / قوم گفتندش که نامش هم حسن

بولا یارب اسکا نام اور اسکا نام / ایک سے کیسے آیا ای رب انام
گفت یا رب نام آن و نام این / چون یکی آمد دریغ ای رب دین

وہ حسن ایسا کہ اسکے جود سے / سیکڑوں حسنا وزیر اسی ہوے
یہ حسن ایسا کہ اسکی رشک سے / سیکڑوں رسّی بنانا چاہیے
ایسے صاحب کا جو شہ کہنا کرے / ملک اور شہ کو سدا رسوا کرے

آن حسن ملسے کہ ازیک کلک او / صد وزیر و صاحب آید چو جو
این حسن کز ریش زشت این حسن / میتوان بافید ای جان صد رسن
بر چنین صاحب چو شہ اصغا کند / شاہ و ملکش را ابد رسوا کند

کج فہمی اس وزیر بد کی خرابی مروت شاہ میں مانند وزیر فرعون یعنی ہامان کے کہ پند موسیٰ ع کی قبول کرنے میں وہ خرابی کرتا تھا

مانستن بد رائی این وزیر دون در افساد مروت شاہ بہ وزیر فرعون یعنی ہامان در افساد قبول او پند موسیٰ ع را

نرم دل فرعون کا کچھ ہوتا تھا / جو کلام پاک موسیٰ سنتا تھا
وہ کلام ایسا کہ دیتا سنگ شیر / پس خوشی اسکی سے جو تھا بے نظیر
جب کہ وہ ہامان سے کہ تھا وزیر / مشورت کرتا کہ اسکا تھا مشیر
پس وہ کہتا اسکو کہ تو شاہ تھا / بندہ ہو وے اب تو گدڑی پوش کا
وہ سخن جون سنگ گوپھن آیا تھا / اسکے شیشہ خانہ کو تھا توڑتا
جو بہت دن میں کلیم خوش خطاب / پس بناتا کرتا وہ دم میں خراب
عقل تیرا ہے بس تیری محکوم ہوا / وہ ہے تن میں رہزن راہ خدا
ناصح ربانی پندیں دے تجھے / پھیر دے اس بات کو وہ مکر سے
کہ نہ یہ سچ ہے تو ہرگز مت بچھے / ہوش میں آ اسکا شیدا مت بنے
حیف اس شہ پر وزیر اسکا یہ ہو / دوزخ پرکین میں جا ہیں دونوں وہ
خوب ہے وہ شہ کہ اسکا دستگیر / کاہکے اندر رہا آصف سا وزیر
شاہ عادل ہووے نزدیک اسکی جو / معنی نور علیٰ نور اب یہ ہے
جون سلیمان شاہ و جون آصف وزیر / نور پر ہے نور عنبر پہ عبیر
شاہان فرعون اسکا ہامان ہو وزیر / نے ہو بدبختی سے دونو کو گزیر
ہے وہ پس ظلمات بعض فوق بعض / عقل نے یار نہ دولت روز عرض
نہ ہر دن کا بجز شقاوت دیکھا کام / تو نے گر دیکھا مرا ہو پہنچا سلام
مثل جان ہو شاہ و صاحب مثل عقل / عقل فاسد روح کو دیتی ہے نقل

چندآن فرعون میشد نرم و رام / چون شنیدی او ز موسیٰ آن کلام
آن کلامے کہ بدادی سنگ شیر / از خوشی آن کلام بے نظیر
چون بہ ہامان کہ وزیرش بود او / مشورت کردی کہ کینش بود خو
پس بگفتی تاکنون بودی خدیو / بندہ گردی ژندہ پوشی را بریو
ہمچو سنگ منجنیقے آمدے / آن سخن بر شیشہ خانہ او زدے
ہرچہ صد روز آن کلیم خوش خطاب / ساختے در یکدم او کردی خراب
عقل تو مغلوب دستور ہواست / در وجودت رہزن راہ خداست
ناصحی ربانی پندت دہد / این سخن را او بفن طرحی نہد
کاین نہ برجایست ہین از جا مشو / نیست چندان با خرد آشیدا مشو
وای آن شہ کہ وزیرش این بود / جای ہر دو دوزخ پرکین بود
شاد آن شاہی کہ او را دستگیر / باشد اندر کار چون آصف وزیر
شاہ عادل چون قرین او شود / معنی نور علیٰ نور این بود
چون سلیمان شاہ و چون آصف وزیر / نور بر نور است عنبر بر عبیر
شاہ فرعون و چو ہامانش وزیر / ہر دو را نبود ز بدبختی گزیر
پس بود ظلمات بعض فوق بعض / نی خرد یار و نہ دولت روز عرض
من ندیدم جز شقاوت در لئام / گر تو دیدستی رسان از من سلام
ہمچو جان باشد شہ و صاحب چو عقل / عقل فاسد روح را آرد بنقل

اردو	اردو	فارسی	فارسی
دو فرشتہ عقل جون ہاروت ہوا	سحر سیکھے اور سو گمراہ ہو وہ	آن فرشته عقل چون هاروت شد	سحر آموز دو صد طاغوت شد
عقل جزوی کو نہ کر اپنا وزیر	عقل کل کو اپنا کر شاہا وزیر	عقل جزوی را وزیر خود مگیر	عقل کل را ساز ای سلطان وزیر
تو ہوا کو مت وزیر اپنا بنا	کہ نمازون سے تری جان ہو جدا	مر هوا را تو وزیر خود مساز	که بر آید جان پاکت از نماز
کہ ہوا یہ دیکھے نقد حال کو	آخرت کی عقل کو بس فکر ہو	کاین هوا پر حرص و حالی بین بود	عقل را اندیشه یوم الدین بود
عقل کی دو آنکھ ہے انجام کار	واسطے اُس گل کے کھینچے رنج خار	عقل را دو دیده در پایان کار	بهر آن گل میکشد او رنج خار
کہ نہین ابتر کرے اوسکو خزان	اور نہ کوئی پھنڈیر لو ہو عیان	که نه فرساید نه ریزد در خزان	باد هر خرطوم اخشم دور ازان
گر تری عقل عقل ثانی کے ہی ساتھ	یار ہو اور مشورت کر اُسکے ساتھ	ور چه عقلت هست با عقل دگر	یار باش و مشورت کن ای پسر
تو بلا سے چھوٹے اِن دو عقل سے	پانؤن اپنا اوج گردون پر رکھے	با دو عقل از بلاها وارهی	پای خود بر اوج گردونها نهی

بیٹھنا دیو کا اوپر مقام سلیمان علیہ السلام کے اور تشبیہ کرنا اُسکا ساتھ کام سلیمان ع کے اور فرق ظاہر ہونا درمیان دونون سلیمان ع کے اور پہچاننا مردم کا کہ دیو سلیمان علیہ السلام کے ہمشکل بنا ہے

نشستن دیو بر مقام سلیمان علیه السلام و تشبیه کردن او بکارهای سلیمان علیه السلام و فرق ظاهر میان هر دو سلیمان و یافتن مردمان دیو را که تشبیه به سلیمان نموده

اردو	اردو	فارسی	فارسی
دیو ہمنام سلیمان جو ہوا	ملک و اہل ملک کو تابع کیا	دیو گر خود را سلیمان نام کرد	ملک برد و مملکت را رام کرد
صورت کار سلیمان دیکھی تھی	دیکھی صورت مین تھی سیرت دیو کی	صورت کار سلیمان دیده بود	صورت اندر سِرّ دیوی مینمود
خلق کہتی یہ سلیمان ہم نرق	اس سلیمان سے سلیمان تک ہے فرق	خلق گفتند این سلیمان بی صفاست	از سلیمان تا سلیمان فرقهاست
وہ ہو جون بیدار یہ جون خفتہ تن	جس طرح تھا اُس حسن تک یہ حسن	او چو بیدار است این همچون وسن	همچنان که آن حسن تا این حسن
دیو کہتا حق نے میری شکل پے	دیو اک پیدا کیا خوش شکل ہے	دیو می گفتی که حق بر شکل من	صورتی کرده است خوش بر اهرمن
میری صورت دیو کو دی حق نے ہر	تا تمھین وہ دام مین لیں اپنے	دیو را حق صورت من داده است	تا نیندازد شما را او بشست
گر کرے وہ دعوی اپنا آشکار	اسکی صورت پر کرو مت اعتبار	گر پدید آید به دعوی زینهار	صورت او را مدارید اعتبار
دیو اونکو مکر سے کہتا و سلے	عکس یہ و کہتا دلو نیر ینا کے	دیوشان از مکر این میگفت لیک	مینمود این عکس بر دلهای نیک
پر تمیز ان کو نہ ہو کا خاص و عام	کہ تمیز انکا ہوا بالکل غیب گو	نیست بازی با ممیز خاصه او	که بود تمییز و عقلش غیب گو
کرکی جادو اور کرتی مکر و دغا	اہل دل ہی نے رکھے پردہ خفا	هیچ سحر و هیچ تلبیس و دغل	نی به بند و دیده های اهل دل

پس تو دل میں کہتی تھے اندر جواب — اے الٹا چلتا ہو تو اب ای کج خطاب
پس همی گفتند با خود در جواب — بازگونه میروی ای کج خطاب

ایسا الٹا جائے جو کہ بالیقین — جائے وہ اندر جہنم سافلین
بازگونه رفت خواهی همچنین — سوی دوزخ اسفل اندر سافلین

وہ ہوا اعتزل ہو گیا اور فقیر — اس کی پیشانی میں ہے بدر منیر
او اگر معزول گشت است و فقیر — هست در پیشانیش بدر منیر

تو نے لی انگشتری گر دوزخی — سرد ہے جوں زمہریر ایسا تو عجبی
تو اگر انگشتری را برده‌ای — دوزخی چون زمهریر افسرده‌ای

شان و شوکت کر دو زیر تیری ہم — سر کہاں بلکہ نہ رکھیں ہم قدم
ما ببوش و عارض و طاق و درم — سر کجا که خود همی هم سنبر

اور کہیں غفلت سے گر ہم سر اپنے — پنجہ مانع ہو نکل کر خاک سے
در تغافلت ما نهیم از ره جبین — پنجه مانع بر آید از زمین

سر پکڑ اس سر نگوں کے پیش تو — اور مت کر سجدہ اس بد بخت کو
که منه این سر مر این سر زیر را — هین مکن سجده مر این ادبیر را

شرح کرتا اس کی میں بس جانفزا — گر نہ ہوتی غیرت و رشک خدا
کردمی من شرح این بس جانفزا — گر نبودی غیرت و رشک خدا

تو قناعت کر بس اتنے پر ابھی — میں کہونگا شرح اس کی پھر کبھی
هم قناعت کن تو بپذیر این قدر — تا بگویم شرح این وقتی دگر

رکھتا نام اپنا سلیمان اس لیے — کرتا ہے رو پوشی ہر نادان سے
نام خود کرده سلیمان نبی — روی پوشی میکند بر هر غبی

چھوڑ تو صورت کو بھاگ تو نام سے — نام سے معنی کو جانا چاہیے
درگذر از صورت و از نام خیز — از لقب و ز نام در معنی گریز

پوچھ اس کے خلق سے اور فعل سے — خلق میں اور فعل میں ڈھونڈھ اسے
پس بپرس از خلق او و ز فعل او — درمیان خلق و فعل او را بجو

چپ رہو کہ ہر کسی کا نہ ہے کام — مسجد اقصی بنا کر تمام
کار هر کس نیست این درکش زمام — مسجد اقصی بساز و کن تمام

ہو گئی القصہ مسجد جو تمام — تھا سلیمان زائر مسجد مدام
شد تمام القصه مسجد بی فتور — بد سلیمان زائر مسجد مدام

پس سلیمان نے کری مسجد تمام — اور ہوا فارغ کہ تھا شاد و ادام
چون سلیمان بی شاد و ادام — ساخت مسجد را و فارغ شد تمام

آنا ہر روز سلیمان علیہ السلام کا مسجد اقصے میں بعد تمام ہونے کے واسطے عبادت و ارشاد عابدوں و معتکفوں کے اور اگنا گھانس عقاقیر کا مسجد میں اور باتیں کرنا سلیمان علیہ السلام سے

در آمدن هر روز سلیمان علیه السلام در مسجد اقصی بعد از تمام شدن جهت عبادت و ارشاد عابدان و معتکفان و رستن عقاقیر در مسجد و با آن حضرت به سخن در آمدن

ہر صبح اوسکو وظیفہ تھا سدا — مسجد اقصی میں آنا، و رتھا
هر صباح او را وظیفه این بُدی — کآمدی در مسجد اقصی شدی

اندر اُسکے گھاس اُگتی جو نئی — کتنے اپنے نفع بتلا نام بھی
کیا دوا ہے تو و تیرا نام کیا — کس کو نقصان کس کو نفع ہے ترا
نام و فعل ہر اک گیہ کرتی بیان — کہ میں اسکی موت ہوں اسکی ہوں جان
اسکو ہوں میں زہر اسکو ہوں شکر — نام میرا یہ قدر کی لوح پر
پس حکیموں کو سلیمان گھاس سے — شرح کرتے نفع اور نقصان سے
اُس سلیمان سے طبیب اُس گھاس کے — راز سے بس عالم و دانا ہوئے
تا کتابیں لکھیں طب کے علم کی — رنج جسمی کی دوا دار و کری
یہ نجوم و طب ہے وحی انبیا — عقل و حس ہو بے جہت میں کب رسا
عقل جزوی عقل استخراج نے — سیکھنے فن کے سوا محتاج نے
قابل اب تعلیم کے یہ عقل ہے — لیک صاحب وحی اسے تعلیم دے
ابتدا پیشوں کی تھی سب وحی سے — عقل نے انکو دیے زیادہ کیے
دیکھ ہماری عقل بے استاد کے — کوئی پیشہ سیکھ سکتی ہے بُرے
گرچہ اندر مکر کے چالاک تھی — پیشہ بے استاد نے پایا کبھی
عقل پیشہ ہوتی گر اس عقل سے — ہوتا حاصل پیشہ بے استاد کے

تو گیاہے رسته بودی اندروا — پس بگفتی نام و نفع خود بگو
تو چه داروی تا مست نیز چیست — تو زیان بر کی و نفعت نیز کیست
پس بگفتی هر گیاهے فعل و نام — که من آنرا جانم و این را حمام
من مر آنرا زهرم و این را شکر — نام من این است بر لوح قدر
پس سلیمان با حکیمان زان گیا — شرح کردے ضر و نفعش هر گیا
آن طبیبان از سلیمان زان گیا — عالم و دانا شدند و مقتدا
تا کتب‌هاے طبیبے ساختند — جسم را از رنج مے پرداختند
این نجوم و طب و وحی انبیاست — عقل و حس را سوی بیسو ره کجاست
عقل جزوی عقل استخراج نیست — جز پذیرای فن و محتاج نیست
قابل تعلیم و فهم است این خرد — لیک صاحب وحی تعلیمش دهد
جمله حرفتها یقین از وحی بود — اول او لیک عقل آنرا فزود
هیچ حرفت را ببین کاین عقل ما — تاند او آموخت بے هیچ اوستا
گرچه اندر موے اشکاف بد — هیچ پیشه رام بے اوستا نشد
دانش پیشه ازین عقل ار بدے — پیشه بے اوستاد حاصل شدے

سیکھنا پیشہ گورکنی قابیل کا زاغ سے پہلے اُس سے کہ یہ پیشہ ہو

آموختن پیشهٔ گورکنی قابیل از زاغ پیش از آنکه این حرفه‌ها باشد

پیشہ کمتر کھودنا قبروں کا تھا — فکر و اندیشے سے یہ کب تھا روا
گر سمجھ ہوتی یہ پس قابیل کو — ستہ پہ کیسے رکھتا وہ ہابیل کو
کہ کہاں غائب کروں اس کشتہ کو — اور اس با خاک و خون آغشتہ کو
زاغ مردہ دیکھا منہ میں لیکے — کہ ہوا پر اڑتا ہے اسکو لیے
اسنے نیچے آ ہنر کی راہ سے — گور کھودی واسطے تعلیم کے
پس زمین کو کندہ پنجوں سے کیا — گور میں اس زاغ مردہ گور کیا
دفن کرکے خاک میں پنہان کیا — زاغ کو الہام حق سے علم تھا
بولا قابیل آہ نفرت عقل ہے — زاغ فن میں مجھ سے افزونی لیے

کندن گورے که کمتر پیشه بود — کے ز فکر و حیله و اندیشه بود
گر بدے این فهم مر قابیل را — کے نهادے بر سر او هابیل را
که کجا غائب کنم این کشته را — این بخون و خاک در آغشته را
دید زاغی زاغ مرده در دهان — بر گرفته در هوا گشته پران
از هوا زیر آمد و شد او بفن — از پے تعلیم او را گور کن
پس بچنگال از زمین انگیخت گرد — زود زاغ مرده را در گور کرد
دفن کردش پس بپوشیدش بخاک — زاغ از الهام حق بد علمناک
گفت قابیل آه شه بر عقل من — که بود زاغی ز من افزون بفن

عقل کل کو بولا مازاغ البصر
عقل با زاغ آئی نور زندگان
جان کہ وہ زاغوں کے پیچھے جو پھرے
نفس کے پیچھے نہ جاوے مثل زاغ
جاتا ہے عنقا سے دل کے پیچھے جا
کھاتی ہی ہردم خیالوں کی تری
جون سلیمان اسکے تو انقیاد ہوے
کیونکہ یہ خاک زمین با ثبات
گر زمین میں نے ہے خود یا نشکر
دل زمین اور نگر سبزہ جو تکی تجی
سننے والا پایا نہیں گر اس بزم میں
دیکھون گر در دو سخن او بہ تجھے
ہر نہ سننے والا جب بنا ہو خوب
سوی جاذب جنبش ہر کوئی کرے
گاہ گمرہ جو ملے تو اور گہ تکو
دست تو اندھا ہن تیری نہار
ہوتا گر محسوس وہ جذب مہار
دیکھتا وہ گر تجھے سگ کے ہون
جون مخنث اسکے پیچھے جا اکیلا
کوے واقف ہو لی گر تقصاب
یا دو کھالی بھوسی اسکے آہو
کھاتے کھاتی ہے تم کب ہو گئی اسکے
یہ جہان خفلت سے بس قائم رہے
اور دل اسکے وہ آخر لات کھا
تو نے کوشش سے کیا جو کام ہے

عقل جزوی کرتی ہے ہر سو نظر
عقل زاغ استاد گور مردگان
زاغ گورستان میں لیجاوے اگے
جائے گورستان میں لیکے نہ سوی باغ
سوے اقصے اور قاف دل کے جا
سجد اقصی میں ہے تیری اگی
لات مت مار اور اسکا کھینچ لے
تجھے ظاہر کرے تمام نبات
ہے ترجم اس زمین کی سبزہ تر
جسید دل نے تو ہر کرتی تجی
گل کھلاوین صد اس گلشن پر بین
بھاگے نکتہ مجھ سے مثل دزد کے
نکتہ نا اہلوں سے کہتا ہے خو
جذب نے سچا تو جو کا جذب ہے
رشتہ نے تجھ کو ظاہر کھینچے
تو کوشش کیجیو ورنہ دیکھ اپنی مہار
جاوے دھوکا یہ جہان تو اندر
اور سحر دیو صورت کو دیکھ
بھاگتا وا پس وہ گبر نے اور
تجھے اسکے جا لگا کب دکان
یا دو دیتی شیر جاری بات
جو تھی مقصود کو مرد و تھا
کیا ہے دولت کو مرد اور دل
ہے نہ اس میدان میں مرکز جو
عیسیٰ سے تجھ گیا اور

عقل کل ما گفت مازاغ البصر
عقل با زاغ است نور خاصگان
جان کہ او دنبالہ زاغان پرد
ہین مرو اندر پیے نفس چو زاغ
گرد می او دو بے عنقای دل
تو گیا ہے ہر دم از سودای تو
تو سلیمان وار داد او بدہ
زانکہ خاک این زمین با ثبات
در زمین گر نیشکر در خود نیست
پس زمین دل کہ نبتش فکر بود
گر سخن کش یابم اندر انجمن
ور سخن کش نیست ای زن ہمرو
ستمع چون نیست خاموشی بہ است
جنبش ہر کش سوی جاذب بود
می رود گہ گمرہ گہ در رشد
اشتری کور است مہار تو رہین
گر شدی محسوس جذب آن مہار
کی بدیدی کو ہے سگ میرود
در پیے او گشتہ مانند خیز
گاہ واگر واقف شدی از ہر کو
یا بخوردی از کف ایشان سبوس
در بخوردی کی علف نیمش شدی
پس ستون این جہان خود غفلت است
دولت دو دو آخر لت بجور
تو بجد کارے کہ بگرفتی بدست

عقل جزوی می کند ہر سو نظر
عقل زاغ استاد گور مردگان
زاغ او را سوی گورستان برد
گوید گورستان بردنی سوی باغ
سوی فتات و مسجد اقصای دل
میدمد در مسجد اقصای تو
پیے براز وے پلے رو بر دمنہ
باز گوید با تو انواع نبات
ترجمان ہر زمین نبت ویست
تشکر ہا اسرار دل دامی نمود
صد ہزاران گل بروید زین چمن
میگریزد نکتہ از پیشم خود رو
نکتہ از نا اہل گر پوشی بہ است
جذب صادق سے جو جذب کاذب است
رشتہ پیدا لے وآن کہ مرشد
تو کوشش کے میں مہارت ز ایمن
پس بدیدی این جہان را الغرور
سخرہ دیو ستنبہ می شود
پیے خود والیس کشیدی گر بہ
کے پے ایشان بدان دکان شدی
یا بدادی شیر شان از چاپلوس
گر مقصود وعلف واقف بدے
چیست دولت کاین دوا دو با لقت
جز درین ویرانہ نبود مرگ خر
عیبش امیدم مرتو پوشیدہ خدا

اسلیے تو کام میں بڑھ سکتا ہے | اگر چھپایا تجھ سے عیب اللہ نے | زان همی تانی بدادن تن بکار | که بپوشد از تو عیبش کردگار

ایسی ہی ہر فکر کہ گر وہ اس سے تجھے | تجھے عیب اس فکر کا نہاں ہوا | همچنین هر فکر که گرمی در ان | عیب آن فکرت شدست از تو نهان

تجھے ظاہر ہوتا گر وہ عیب و شین | بھاگتی جان تیری بعد المشرقین | بر تو گر پیدا شدی ان عیب و شین | زان رمیدی جانت بعد المشرقین

حال کے آخر پشیمان اس سے ہو | گر یہ اول حال ہو کب جائے رو | حال کا خر زان پشیمان بشوی | گر شود این حالت اول کی روی

پہلے مخفی جان ہماری پر رکھا | تا کریں وہ کام از روی قضا | پس بپوشد اول آن بر جان ما | تا کنیم آن کار بر وفق قضا

حکم حق ظاہر قضا نے جو کیا | کھل گئیں آنکھیں ندامت سے ملا | چون قضا آورد حکم حق پدید | چشم وا گشت و پشیمانی رسید

وہ ندامت اک قضا ہے دوسری | پس ندامت چھوڑ پہونچ حق کو جی | آن پشیمانی قضای دیگر ست | پس پشیمانی بهل حق را پرست

گر تو نادم ہونے کی عادت کرے | اس ندامت سے تو نادم تر رہے | ور کنی عادت پشیمان خور شوی | زان پشیمانی پشیمان تر شوی

تیری عمر آدھی پریشانی میں جائے | دوسری آدھی پشیمانی میں جائے | نیم عمرت در پریشانی رود | نیم دیگر در پشیمانی شود

ترک اس فکر و ندامت کو کرو | ڈھونڈھ حال و کام یار نیک تر | ور نداری کار نیکو تر بدست | پس پشیمانیت بر فوت چه است

گر نہ تیرے ہاتھ کار نیک ہے | فوت پر تجھکو ندامت کس لیے | ترک این فکر و پشیمانی بگو | حال و کار و بار نیکو تر بجو

پس تو راہ نیک کو ہے جانتا | گر نہ جانے جانے کیونکر ہے برا | گر نمیدانی ره نیکو پرست | ور ندانی چون بدانی کاین بدست

بد نجانے تا نہ جانے نیک کو | ضد کو ضد سے دیکھ سکتا ہے ای لو | بد ندانی تا ندانی نیک را | ضد را از ضد توان دید ای فتی

تو جو ترک فکر سے عاجز ہوا | تھا گنہ سے اس گھڑی عاجز رہا | چون ز ترک فکر این عاجز شدی | از گنه آنگاه هم عاجز بدی

جب ہوا عاجز ندامت کس لیے ہے | عاجزی میں مبتلا ہے کسکے جذب سے | چون بدی عاجز پشیمانی ز چیست | عاجزی را باز گو کز جذب کیست

عاجزی بے قادری اندر جہان | نے کسی نے دیکھی نے ہوئے عیان | عاجزی بے قادرے اندر جهان | کس ندیدست و نباشد این بدان

اس گھڑی ہر آرزو رکھتا جو ہے | بے حجابوں میں تو اسکے عیب سے | همچنین هر آرزو که میبری | تو ز عیب آن حجابی اندری

علتیں گر آرزو کی دیکھتا | بھاگتی جان اس سے تو ڈھونڈھتا | ور نمودی علت آن آرزو | خود رمیدی جان تو زان جستجو

گر دکھاتا عیب تجھکو کام کا | کوئی لے جاتا اس سے کھینچتا | گر نمودی عیب آن کار او ترا | کس نبردی کش کشان آن سو ترا

دوسرا وہ کام کہ نفرت تجھے | اس لیے کہ عیب ظاہر اسکا ہے | وان دگر کاری کز آن هستی نفور | زان بود که عیبش آمد در ظهور

اے خدائے خوش کلام راز دان | عیب کار بد نہ کر ہم سے نہان | ای خدای راز دان خوش سخن | عیب کار بد ز ما پنهان مکن

عیب کار نیک مت ہمکو دکھا | تا روش سے ہوں نہ ہم اندر بلا | عیب کار نیک را منما بما | تا نگردیم از روش سرد و هبا

بھی سلیمان اپنی اس عادات پہ | جاتے مسجد میں وہ اندر روز تھے | هم بران عادت سلیمان سنی | رفت در مسجد میان روشنی

قاعدہ ہر روز کا تھا کہ وہ شاہ | دیکھتے مسجد کے اندر روز گیاہ | قاعده هر روز را میجست شاه | که ببیند مسجد اندر نو گیاه

دیکھتا ہو بھید دل اس آنکھ سے | تھا اس کا کہ عام سے پنہان وجہ | دل ببیند سر بدان چشم صفی | آن حشایش که شد از عامه خفی

قصہ اس صوفی کا کہ گلستان میں سر بزانو سے مراقبہ تھا یاروں نے اس سے کہا کہ سر اٹھا اور سیر گلستان و ریاحین و مرغوں کی کر کہ فانظروا الی آثار رحمۃ اللہ

دیکھو تم طرف نشانیوں رحمت اللہ کے ۱۲

قصۂ صوفی کہ در میان گلستان سر بزانوی مراقبہ نہادہ بود یارانش گفتند سر برآر و تفرج کن گلستان و ریاحین و مرغان را کہ فانظروا الی آثار رحمۃ اللہ

پس بینید سوی آثار رحمت اللہ ۱۲

باغ میں صوفی نے اک بہر کشود — صوفیانہ سر رکھا زانو پہ زود
وہ خیال اپنے میں ڈوبا از فضول — ہوگئے اس سوئی صورت سے ملول
سوتا کیا ہے دیکھ یہ انگور تو — اور درختوں اور سبزہ زار کو
امر حق سن کہ کہا ہے انظروا — منہ کر اس آثار رحمت کی طرف
بولا وہ آثار دل ہے جان کے — باہر اس آثار کا آثار ہے
ہیں جان میں سبزہ زار و گلزار ہیں — عکس باہر اسکا ہے جوں آب میں
باغ کا وہ عکس ہووے اندر آب — گر نہ لطف آب سے وہ مضطرب
باغ و میوہ جملہ اندر دل کے ہے — عکس لطف اسکا اس آب و گل پہ ہے
گر نہ ہوتا عکس یہ سبز و سرور — پس نہ کہتا حق اسے دار الغرور
یہ غرور اعنی خیال اب جان کے — جان و دل کا عکس ہر انسان کے
سب ہیں مغرور ہیں اس عکس پہ — اس گمان پر کہ یہ جنت گاہ ہے
بھاگتے ہیں اس اصول باغ سے — بازی کرتے ہیں خیال خام پہ
خواب غفلت جبکہ آوے انکو ہو — دیکھیں پیچ فائدہ اس دید کو
شور گورستان میں و غوغا ہے — اس غلط سے حشر تک احترا
اے وہ اچھا پہلے مرنے سے مرا — یعنی اصل انگور کی دیکھا گیا
پس سلیمان اک دن از راہ قضا — اپنی عادت پر وہ مسجد میں گیا

صوفی در باغ از پی گشاد — صوفیانہ روی بر زانو نہاد
پس فرو رفت او بخود اندر نغول — شد ملول از صورت خوابش فضول
کہ چہ خسپی آخر اندر رز نگر — این درختان بین و آثار خضر
امر حق بشنو کہ گفتست انظروا — سوی این آثار رحمت آر رو
گفت آثارش دلست ای بوالہوس — آن برون آثار آثارست و بس
باغہا و سبزہا در عین جان — بر برون عکسش چو در آب روان
آن خیال باغ باشد اندر آب — کہ کند از لطف آب آن اضطراب
باغہا و میوہا اندر دلست — عکس لطف آن برین آب و گلست
گر نبودی عکس آن سرو سرور — پس نخواندی ایزدش دار الغرور
این غرور آنست یعنی این خیال — ہست از عکس دل و جان رجال
جملہ مغروران برین عکس آمدہ — بر گمانی کاین بود جنت کدہ
می‌گریزند از اصول باغہا — بر خیالی می‌کنند آن لاغہا
چونکہ خواب غفلت آید شان بسر — راست بینند و چہ سودست آن نظر
پس بگورستان غریو افتاد و آہ — تا قیامت زین غلط وا حسرتاہ
ای خنک آن را کہ پیش از مرگ مرد — یعنی او از اصل این رز بوی برد
ہمچنین روزی سلیمان از قضا — شد بعادت مسجد اندر ای فتا

غمگین ہونا سلیمان علیہ السلام کا خروب کے اُگ جانے سے گوشہ مسجد اقصےٰ مین کہ خروب نے باتین کین اور خاصیت اپنی کہی

دیکھی گوشہ مین اُگی گھاس اک نئی — مثل خوشہ اُسپہ وا رستے کئی

دیکھی نادر گھاس وہ تھی سبز تر — لیتی سبزی اوس کی تھی نور بصر

پس سلام اُس گھاس نے اُنکو کیا — کھل گئی خوش ہو جواب انکا سنا

بولے کیا ہے نام کہہ تو بے دہان — بولی ہے خروب اے شاہ جہان

بولے کیا ہے خاصیت تجمین نہان — بولی مجھسے ہوتا ہے ویران مکان

مین ہون خروب ہو مکان مجھسے خراب — گرتی ہے مجھسے یہ بنیاد گلاب

پس سلیمان پر یہ اُس ساعت کھلا — کہ اجل آئی سفر پیدا ہوا

بولی جبتک مین ہون یہ مسجد بھی ہے — نے خلل آفت زمین کی لا سکے

جبتلک مین ہون وجود ہو دم مرا — مسجد اقصے پہ نے آسکے بلا

نے تبہ ہووے مری مسجد ولے — بعد میرے مرگ کے ہو جان لے

دل اللہ ہے مسجد ساجد اُسکا جسم ہے — یار بد خروب مسجد ہے سمجھے

یار بد کی جب جو تیرے مین اُگے — بھاگ دکھ کر گفتگو اُس یار سے

کھو دے اُسے جڑ سے کہ گر پیدا ہو وہ — کھو دے گا تیرا اور تیرے کو

عاشقا خروب تیری ہے کجی — مثل لڑکون کے نجاس سو کبھی

خود کو نادان جان اور مجرم ہر سبا — تا نہ یہ اُستاد چھینے تجھسے درس

کہ تو جاہل اب ہون مین تعلیم دے — خوب ہے انصاف ایسا ننگ سے

باپ سے تو سیکھ جو پہلے کہا — ربنا ادر کس ظلمنا بر ملا

نے بہانہ نے فریب اُسنے کیا — نے کیا حیلے کے نیزے کو کھڑا

پھر شروع ابلیس نے کی بحث کو — زرد رو جھگو کیا تھا سرخ رو

رنگ تیرا از نگر بیزاب میرا تو — اصل جرم و رنج نالہ میرا تو

جلد پڑھ تو رب بما اغویتنی — تا نہو جبری و کجرو ای دلی

غمگین شدن سلیمان علیہ السلام از خروب رستن در گوشہ مسجد اقصےٰ چون خروب بسخن در آمد و خاصیت خود گفت

تو گیاہی دید اندر گوشہ — رستہ بر دی دانہ ہمچو خوشہ

دید بس نادر گیاہی سبز و تر — میر بود آن سبزیش نور از بصر

پس سلامش کرد در دم آن حشیش — او جوابش گفت و بشکفت از خوشیش

گفت نامت چیست برگوبی دہان — گفت خروبست ای شاہ جہان

گفت اندر تو چہ خاصیت بود — گفت من رستم مکان ویران شود

منکہ خروبم خراب منزلم — ہادم بنیاد این آب و گلم

پس سلیمان آن زمان دانست زود — کہ اجل آمد سفر خواہد نمود

گفت تا من ہستم این مسجد یقین — در خلل ناید ز آفات زمین

تا کہ من باشم وجود من بود — مسجد اقصی مخلخل کی شود

پس خراب مسجد ما بی گمان — نبود الا بعد مرگ ما بدان

مسجدست این دل کہ جسمش ساجدست — یار بد خروب ہر جا مسجدست

یار بد چون رست در تو مہر او — ہین ازو بگریز و کم کن گفتگو

برکن از بیخش کہ گر سر بر زند — مر ترا و مسجدت را بر کند

عاشقا خروب تو آمد کژی — ہمچو طفلان سوی کژ چون میغژی

خویش را نادان و مجرم دان مترس — تا نہ دزدد از تو این استاد درس

چون بگوبی جاہلم تعلیم دہ — این چنین انصاف از ناموس بہ

از پدر آموز ای روشن جبین — ربنا گفت و ظلمنا پیش ازین

نے بہانہ کرد و نے تزویر ساخت — نے لوای مکر و حیلت بر فراخت

باز آن ابلیس بحث آغاز کرد — کہ بدم من سرخ رو کردیم زرد

رنگ رنگ تست صباغم توئی — اصل جرم و آفت و داغم توئی

ہین بخوان رب بما اغویتنی — تا نہ گردی جبری و کژ کم تنی

هم درخت جبر تا کی بر جهی ۔ اختیار خویش را یک سو نهی
تو درخت جبر پر کب تک چڑھے ۔ اختیار اپنے کو تو اک سو رکھے

همچو آن ابلیس و ذریات او ۔ با خدا در جنگ و اندر گفتگو
مثل ابلیس اوس کی ذریات کے ۔ گفتگو و جنگ میں اللہ سے

چون بود اکراه با چندین خوشی ۔ که تو در عصیان همی دامن کشی
کب کراہت ہے جو اتنا خوش ہے تو ۔ کہ سوئے عصیان دامن کش ہے تو

آن چنان خوش کس رود در گمرهی ۔ کس چنان رقصان رود در گمرهی
خوش کراہت میں بھلا جاوے کون ۔ ایسا رقصان گمرہی میں آئے کون

بیست مرده جنگ میکردی در آن ۔ کت همی دادند پند آن دیگران
مثل دیوانون کے لڑتا اسمیں تو ۔ جو نصیحت دوسرے دیں تیرے کو

که صواب اینست و راه اینست این ۔ که زند طعنه مرا جز هیچ کس
کہ صواب اب ہے وہ رہ سیدھی ہے یہ ۔ کون دے طعنہ بجز ناکس مجھے

کی چنین گوید کسی کو گمره است ۔ چون چنین جنگد کسی کو بیره است
کب کہے کوئی کہ وہ گمراہ ہے ۔ کیون لڑے کوئی کہ وہ بیراہ ہے

هرچه نفست خواست داری اختیار ۔ هرچه عقلت خواست آری اضطرار
نفس جو چاہے تو کرے اختیار ۔ عقل جو چاہے تو لاوے اضطرار

داند آن کو نیکبخت و محرم است ۔ زیرکی ابلیس و عشق از آدم است
جانے وہ کہ جو ہے محرم راز کے ۔ زیرکی شیطان سے عشق آدم سے

زیرکی آمد سباحت در بحار ۔ کم رهد غرق است او پایان کار
زیرکی ہے پیرنا دریا کا یار ۔ غرق سے کم چھوٹے وہ انجام کار

هل سباحت را رها کن کبر و کین ۔ نیست جیحون نیست جو دریاست این
کبر و کینہ پیرنا تو چھوڑ دے ۔ نئے یہ جیحون اور جو بل بحر ہے

وانگهان دریای ژرف بی پناه ۔ در رباید هفت دریا را چو کاه
اس طرح دریا ہے گہرائی پناہ ۔ ساتون دریا کو بہالے مثل کاہ

عشق چون کشتی بود بهر خواص ۔ کم بود آفت بود اغلب خلاص
واسطے خاصون کے کشتی عشق ہے ۔ کم ہے آفت بل نجات اس کو ملے

زیرکی بفروش و حیرانی بخر ۔ زیرکی ظن است و حیرانی نظر
زیرکی بیچ اور حیرانی خرید ۔ زیرکی ہے ظن و حیرانی ہے دید

همچو کنعان سر ز کشتی وا کشش ۔ که غرورش داد نفس زیرکش
مثل کنعان مت ہو کشتی سے جدا ۔ نفس نے زیرک نے دھوکا دیا

که بر آیم بر سر کوه مشید ۔ منت نوحم چرا باید کشید
کہ بلندی پر میں جاؤن کوہ کے ۔ نوح کا احسان میں لون کسلیے

عقل قربان کن به پیش مصطفی ۔ حسبی الله گو که الله ام کفی
عقل قربان کر تو پیش مصطفی ۔ حسبی اللہ کہہ کہ ہے اللہ کفی

چون رهی از منتش ای بی رشد ۔ که خدا هم منت او میکشد
کیسے چھوٹے اسکے تو احسان سے ۔ کہ خدا احسان لیتا انکا ہے

چون نباشد منتش بر جان ما ۔ چونکه شکر و منتش گوید خدا
کیون نہ احسان ہو ہماری جان پہ ۔ شکر و احسان جو خدا انکا کرے

تو چه دانی ای غراره پر حسد ۔ که نهادن منت او را میسد
اے تو احمق پر حسد جانے کیا ۔ پھر تجھے ہے رکھنا اسکے احسان کا

کاشکی او آشنا ناموختی ۔ تا طمع در نوح و کشتی دوختی
پیرنا وہ کاشکے نہ سیکھتا ۔ تا طمع کشتی و نوح کی چاہتا

کاش چون طفل از حیل جاهل بدی ۔ تا چو طفلان چنگ در مادر زدی
کاش جاہل ہوتا لڑکون کی مثال ۔ تا پکڑتا ماں کو بچون کی مثال

تا بعلم نقل کم بودی ملی ۔ علم وحی دل ربودی از ولی
علم منقولی نہ رکھتا مولوی ۔ علم وحی دل کو لیتا از ولی

چون تیمم با وجود آب دان ۔ علم نقلی با دم قطب زمان
آگے پانی کے تیمم جان سے ۔ علم نقلی کو ملا اب قطب سے

با چنین نوری چو پیش آری کتاب ۔ جان وحی آسای او آرد عتاب
آگے ایسے نور کے لاوے کتاب ۔ لائے اسکی جان وحی سا عتاب

خود کو ابلہ کر ہو پیرو اسکے تو | تا نجات اس ابلہی سے پائے تو
اکثر اہل الجنۃ البلہ اے پدر | اسلیے کہتے ہیں سلطان البشر
زیرکی تیری غرور انگیز ہے | ہو تو ابلہ دین تا قایم رہے
ایسا نے ابلہ کہ وہ ہے مسخرہ | ایسا نے ابلہ کہ زر جو ہے برہ
ایسا ابلہ کہ وہ بس حیران ہو | رکھے گردن میں وہ طوق یار کو
بس ہیں ابلہ وہ زنان دست بر | ہاتھ سے ابلہ و یوسف سے نذر
عقل کو قربان کر اندر عشق یار | عقل وہ ہے جو ہے سوئے کردگار
بھیجیں عقلیں اس سو اہل عقل نے | وان رہیں احمق کہ نہ معشوق ہے
جانے با حیرت بیان سے عقل جو | ہر سر مو تیرا استا اور عقل ہو
رنج و فکر ان جا نہیں لا ز دماغ | کہ دماغ و عقل سے ہو دشت و باغ
دشت کی سو دشت سے نکتہ سنے | سوئے باغ آئے شجر راوی ہے
گر تو فر اس راہ میں تو چھوڑ دے | تا ملے رہبر ترا تو مت ہلے
جو کہ بے منا ہلے بس دم ہو دو | جنبش اسکی جنبش اک بچھو کی ہو
شب کا اندھا بد و کج و زہرناک | پیشہ اسکا زخمی کرنا جان پاک
کوٹ سر اسکا کہ بھید اسکا یہ ہے | خلق اور عادت سدا رکھتا یہ ہے
کوٹنا سر کا درستی اسکی ہے | جان زخمی چھوٹے تا اس جسم سے
چھین دیوانے سے تو ہتھیار کو | تا صلاح و عدل راضی تجھ سے ہو
ہووے آلہ عقل نے بند کر لے | سیکڑوں کو ورنہ وہ زخمی کرے

خویش ابلہ کن تبع میرو سپس | رستگی زین ابلہی یابی و بس
اکثر اہل الجنۃ البلہ ای پدر | بہر این گفتست سلطان البشر
زیرکی چون باد کبر انگیز تست | ابلہی شو تا بماند دین درست
ابلہی نی کو بمسخرگی دوتوست | ابلہی کو والہ و حیران ہوست
ابلہانند آن زنان دست بر | از کف ابلہ وز رخ یوسف نذر
عقل را قربان کن اندر عشق دوست | عقلہا باری از آنسویست کوست
عقلہا آنسو فرستادہ عقول | ماندہ اینسو کہ نہ معشوقست گول
زین سر از حیرت گر این عقلت رود | ہر سر مویت سر و عقلی شود
نیست آنسو رنج فکرت بر دماغ | کہ دماغ و عقل روید دشت و باغ
سوی دشت از دشت نکتہ بشنوی | سوی باغ آیی شود نخلت روی
اندرین رہ ترک کن طاق و طرب | تا قلاووزت نجنبد تو مجنب
ہر کہ او بی سر بجنبد دم بود | جنبشش چون جنبش کژدم بود
کژرو و شبکور و زشت و زہرناک | پیشۂ او خستن جانہای پاک
سر بکوب او را کہ سرش این بود | خلق و خوی مستمرش این بود
خود صلاح اوست این سر کوفتن | تا رہد جان ریزہ اش زین شوم تن
وا ستان از دست دیوانہ سلاح | تا ز تو راضی شود عدل و صلاح
چون سلاحش ہست و عقلش نہ ببند | دست او را ورنہ آرد صد گزند

بیان اسکا کہ حصول علم و مال و جاہ نالایق کو فضیحت کرتا ہے جیسے تلوار ہاتھ میں رہزن کے

بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ مر بدگہر را فضیحت اوست و چون شمشیر است بر دست رہزن

علم اور فن سیکھنا بداصل کا | راہزن کو تیغ دینا ہے بھلا
تیغ دینا زنگی بدمست کو | خوب کہ نا اہل صاحب علم ہو
علم و جاہ و مال و منصب بے ہنر | فتنہ لائیں ہاتھ میں بداصل کے
مومنوں پر فرض آئی یہ غزا | چھین لیں ہتھیار دیوانوں سے جا

بدگہر را علم و فن آموختن | دادن تیغ است دست راہزن
تیغ دادن در کف زنگی مست | بہ کہ آید علم ناکس را بدست
علم و مال و منصب و جاہ و قران | فتنہ آرد در کف بدگوہران
پس غزا زین فرض شد بر مؤمنان | تا ستانند از کف مجنون سنان

جان او مجنون تنش شمشیر او / واستان شمشیر را زین زشت خو

جان دیوانہ تن اسکا تیغ ہے / یہ چھین لو تلوار اس بد اصل سے

آنچہ منصب میکند با جاہلان / از فضیحت کی کند صد ارسلان

ساتھ جاہل کے یہ منصب جو کرے / وہ فضیحت بس نہو سو شیر سے

عیبِ او مخفی ست چون آلت نیافت / مار شل از سوراخ بر صحرا شتافت

عیب مخفی تھا وہ جب پایا نہ ہتھا / سانپ اسکا بل سے صحرا کو گیا

جملہ صحرا مار و کژدم پر شود / چونکہ جاہل شاہ حکم مر شود

جملہ صحرا سانپ بچھو سے بھرے / شاہ جاہل حکم جو جاری کرے

چون قلم در دست غداری فتاد / لاجرم منصور بر داری فتاد

ہاتھ میں ٹھگ کے قلم جو کہ پڑا / اسلیے منصور دار اوپر چڑھا

مال و منصب ناکسے کآرد بدست / طالب رسوائی خویش آمدست

مال و منصب جو کہ ناکس کو ملے / اپنی رسوائی کا وہ طالب ہے

یا کند بخل و عطاہا کم دہد / یا سخا آرد بنا موضع نہد

یا کرے بخل اور بخشش کم رکھے / یا سخاوت جود وہ بیجا کرے

شاہ را در خانہ بیذق نہد / اینچنین باشد عطا کاحمق دہد

شاہ کو بیدل کے گھر میں وہ رکھے / اس طرح کی بخششیں احمق کرے

حکم چون در دست گمراہی فتاد / جاہ پندارید در چاہے فتاد

ہاتھ آیا حکم جو گمراہ کے / جانتے ہو جاہ تم وہ چاہ ہے

رہ نمیداند قلاوزی کند / جان زشت او جہان سوزی کند

رہ نہ جانے رہنمائی وہ کرے / جان بد اسکی جہان کو پھونک دے

طفل راہ فقر چون پیری گرفت / پیروان را غول و پیری گرفت

طفل ہے جون پیر راہ فقر لی / گمرہی پیرو کو غول اسکے نے دی

کہ بیا تا ماہ بنمایم ترا / ماہ را ہرگز ندید آن بی نوا

کہ تو آتا ماہ بتلاؤں تجھے / ماہ خود دیکھا نہ اس بیکار نے

چون نمائی چون ندیدستی بعمر / عکس مہ در آب ہم ای خام غمر

کس طرح بتلائے جو دیکھا نہیں / عکس مہ کو آب میں ای خوش حسین

احمقان سرور شدستند و زبیم / عاقلان سرہا کشیدہ در گلیم

ہوگئے سردار احمق خوف سے / عاقلوں نے کھینچا سر کمل میں ہر

بیان تفسیر آیہ شریفہ یا ایہا المزمل

خواند مزمل نبی را زین سبب / کہ برون آ از گلیم ای بوالہرب

اسلیے مزمل احمد کو کہا / کہ تو ای شہ باہر اس کملی سے آ

سر مکش اندر گلیم و رو مپوش / کہ جہان جسمیست سرگردان تو ہوش

مت چھپا کملی میں اپنا سر و رو / ہے جہان جسم پریشان ہوش تو

ہین مشو پنہان ز ننگ مدعی / کہ تو داری نور وحی شعشعی

مدعی کے ننگ سے مت ہو نہان / کہ تو رکھے نور وحی آسمان

ہین قم اللیل کہ شمعی ای ہمام / شمع دایم شب بود اندر قیام

پس قم اللیل کہ ہے شمع امام / شمع شب کو رکھتی ہے دائم قیام

بے فروغت روز روشن ہم شبست / بے پناہت شیر اسیر ارنب است

دن بغیر از نور تیرے رات ہے / شیر بے تیرے مطیع خرگوش ہے

باش کشتیبان درین بحر صفا / کہ تو نوح ثانی ای مصطفے

ہو تو اس دریا میں کشتیبان سدا / نوح ثانی تو جو ہے ای مصطفی

رہ شناسی می بباید با لباب / ہر رہے را خاصہ اندر راہ آب

رہبر عقلا ہو تو رہ باب میں / خاصہ رہبر ہو تو راہ آب میں

خیز و بنگر کاروان رہ زدہ / غول کشتیبان این بحر آمدہ

کاروان رہزدہ کو دیکھ آ / غول کشتیبان ہوا اس بحر کا

خضر وقتی غوث ہر کشتی توی / ہمچو روح اللہ مکن تنہا روی

خضر وقت و غوث ہر کشتی کا تو / مثل عیسی تنہا اب مت جا نا تو

پیش این جمعی چو شمع آسمان / انقطاع و خلوت آری را ہمان

اس گروہ کے آگے جون شمع سما / ترک اور خلوت پذیری کو بتا

وقت خلوت نیست اندر جمع آ ای ہدی چون کوہ قاف و تو ہما
وقت خلوت نے جماعت مین تو آ کوہ قاف اندھے ہے تو مثل ہما

بدر بر صدر فلک شد شب روان سیر را نگذارد از بانگ سگان
آسمان پر بدر شب کو جاے ہے نے سگون کے بھونکنے سے ڈگمگے

طاعنان ہمچون سگان بر بدر تو بانگ میدارند سوی صدر تو
طعنہ زن جون سگ تمھارے بدر پے بھونکتے جانب تمھارے صدر کے

این سگان کرند ز امر انصتوا از سفہ عوعو کنان بر بدر تو
سگ ہین بہرے انصتوا کے امر سے بھونکتے نادان تمھارے بدر پے

ہین بمگذار ای شفا رنجور را تو ز خشم کر عصاے کور را
اے شفا بیمار کو مت چھوڑ تو خشم کرے تو عصاے کور کو

نی تو گفتی قاعدہ اعمی براہ صد ثواب و اجر یابد از الہ
نے تو بولا قاعدہ کوران براہ سو ثواب اور اجر دیویگا الہ

ہر کہ او چل گام کوری را کشد گشت آمرزیدہ و یابد رشد
جو قدم چالیس کھینچے کور کو ہووے مغفور اور ہدایت پاے وہ

پس بکش تو زین جہان بیقرار جوق کوران را قطار اندر قطار
اس جہان سے تو گروہ کور کو پس قطار اندر قطار اب کھینچ تو

کار ہادی این بود تو ہادیی ماتم آخر زمان را شادیی
کام ہے ہادی کا ہے ہادی ہے تو ماتم امت کو بس شادی ہے تو

ہین روان کن ای امام المتقین این خیال اندیشگان را تا یقین
پس تو لے جا اے امام متقین ان خیال اندیش کو تو تا یقین

ہر کہ در مکر تو دارد دل گرو گردنش را من زنم تو شاد شو
مکر مین تیرے جو دل رکھے گرو مارون گردن اسکی مین تو شاد ہو

بر سر کوریش کوریہا نہم او شکر پندارد و زہرش دہم
اندھے پن پر اسکو اندھا پن کرون جانے وہ شکر مین اسکو زہر دون

عقلہا از نور من افروختند مکرہا از مکر من آموختند
روشنی عقلون کو میرے نور سے مکر سیکھے میرے مکر و زور سے

چیست خود آلاجق آن ترکمان پیش پای نرہ پیلان جہان
ان سپاہیون کا چھپر کیا ہے شے پیلے پیلان جہان کے سامنے

آن چراغ او بہ پیش صرصرم خود چہ باشد ای مہین پیغمبرم
وہ چراغ اک آگے صرصر کے مرے ای نبی اعلے مرے وہ کیا ہے شے

خیز در دم تو بصور سہمناک تا ہزاران مردہ بر روید ز خاک
صور ہیبت کو تو اٹھ کر پھونک دے پیدا مردے تا ہون صدہا خاک سے

چون تو اسرافیل وقتی راست خیز رستخیزی ساز پیش از رستخیز
وقت کا اپنے تو اسرافیل ہے حشر کر قایم تو پہلے حشر سے

ہر کہ گوید کو قیامت ای صنم خویش بنما کہ قیامت نک منم
جو کہے کان حشر ہے اے ذوفنون آپ کو بتلا کہ مین یہ حشر ہون

در نگر اے سائل محنت زدہ زین قیامت صد جہان قایم شدہ
دیکھ تو اے سائل محنت بھرے سو جہان اس حشر سے قائم ہوے

ور نباشد اہل این ذکر و قنوت پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت
گر نہ لایق ہووے وہ اس ذکر کے شاہ خاموشی جواب احمق کا ہے

ز آسمان حق سکوت آید جواب چون بود جانا دعا نامستجاب
چرخ حق سے خامشی آوے جواب جو کہ ہو جانا دعا نامستجاب

ای دریغا وقت خرمنگاہ شد لیک روز از بخت ما بیگاہ شد
ہاے وقت اب خرمنون کا آگیا روز بیوقت اب ہمارا ہو گیا

وقت تنگست و فضای این کلام تنگ مے آید برو عمر دوام
وقت ہے تنگ اور بڑا ہے یہ کلام تنگ آتی ہے [illegible] عمر دوام

نیزہ بازی اندرین کوہای تنگ نیزہ بازان را ہمی آرد بہ تنگ
نیزہ بازی کوہہاے تنگ سے نیزہ بازون کو کرے ہے تنگ یہ

وقت تنگ و خاطر و فہم عوام تنگتر صد رہ ز وقتست ای غلام
وقت تنگ اور خاطر و فہم عوام تنگتر سو وقت سے ہے اے غلام

اردو		فارسی	
آئی خاموشی جو احمق کا جواب	بات کو کیسے درازی کی ہو تاب	چون جواب احمق آمد خاموشی	این درازی در سخن چون میکشی
بحر رحمت سے خدا اور جود کے	کرتا بارش ہر زمین شور پہ	حق ز بحر رحمت موج کرم	میدہد ہر شورہ را باران نِعَم

بیان ترک الجواب جواب مع اس سخن کے کہ جواب الاحمق سکوت اور شرح ان دونون کی اس قصہ مین کیگئی

در بیان ترک الجواب جواب با آن سخن کہ جواب الاحمق سکوت و شرح این ہر دو در این قصہ گفتہ شد

اردو		فارسی	
تھا غلام اک شاہ والا جاہ کا	زندہ شہوت تھا و مردہ عقل تھا	بادشاہے بود او را بندۂ	مردۂ عقلے بود و شہوت زندۂ
وہ دقیقے خدمتون کے چھوڑتا	اور برائی کو بھلائی جانتا	خردہائے خدمتش بگذاشتے	بدسگالیدے نکو پنداشتے
بولا شہ اسکا وظیفہ کم کرو	گر لڑے تو نام اسکا کاٹ دو	گفت شاہنشہ جراتش کم کنید	ور بجنگد نامش از خط برزنید
عقل کم تھی اسکو زیادہ حرص تھی	جو وظیفہ دیکھا کم کی سرکشی	عقل او کم بود و حرص او فزون	چون جرا کم دید شد تند و حرون
عقل ہوتی کرتا اپنا وہ طواف	دیکھتا جرم اپنا تا ہوتا معاف	عقل بودی گرد خود کردی طواف	تا بدیدی جرم خود گشتی معاف
جو خر پابستہ سرکش ہووے ہے	سر بہ دونوں پاؤن کو بندھا ہی ہے	چون خری پابستہ تندد از خری	ہر دو پایش بستہ گردد بر سری
تجھ کہے کہ بند اک بس کرتی ہے	جان دونوں فعل اس سے ہیں بدے	پس بگوید خر کہ یک بندم بس است	خود بدان کان دو ز فعل آن خس است
دیکھتا گر بھید اندھا بند سے	جبر سے نے ہاتھ اسکے باندھتے	گر بدیدے سر بندان چشم کور	بند بر دستش نہ بستندی بزور
جانتا گر جرم بند پا کو وہ	نے بندھاتا اپنے ہاتھ اور پاؤں کو	ور ز جرم بند پاے آگہ بدے	خود ز بند دست و پاے ایمن شدے
دیکھتا نے بند و سختی وہ اگر	وہ نہ خستہ ہوتا وہ ہوتا شیر نر	ور نہ تندیدی کی زندان بی فضول	او نہ خستہ بودے بدی شیر فحول

تفسیر اس حدیث کی ان اللہ تعالی خلق الملائکۃ
تحقیق اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو
و رکب فیہا العقل و خلق البہائم و رکب فیہا
اور سوار کیا اون پر عقل کو اور پیدا کیا چارپایوں کو اور سوار کیا اون پر
الشہوۃ و خلق بنی آدم و رکب فیہم العقل
خواہش کو اور پیدا کیا بنی آدم کو اور سوار کیا اون پر عقل
والشہوۃ فمن غلب عقلہ علی شہوتہ
و خواہش کو پس اس کسی کی کہ غالب ہوئی عقل اسکی اوپر خواہش اسکی کے

در تفسیر این حدیث نبوی کہ ان اللہ تعالی خلق الملائکۃ و رکب فیہم العقل و خلق البہائم و رکب فیہا الشہوہ و خلق بنی آدم و رکب فیہم العقل والشہوۃ فمن غلب عقلہ علی شہوتہ

فہوا علی من الملائکۃ ومن غلبت شہوتہ علی عقلہ فہو
پس وہ اعلیٰ فرشتون سے ہے اور اس کسی کی کہ غالب ہوئی خواہش اسکی اوپر عقل اسکی کے
ادنی من البہائم صدق رسولہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم
پس وہ ادنےٰ چوپایون سے ہے سچا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا

فہوا علی من الملائکہ ومن غلب شہوتہ علی عقلہ فہو
ادنی من البہائم صدق رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے حدیثون مین کہ خلق اللہ نے / پس کری پیدا ہے تین اقسام سے
اک گرہ کو جملہ علم و عقل و جود / وہ فرشتہ ہے نہ جانے جز سجود
اسکے عنصر مین نہین حرص و ہوا / نور مطلق زندہ با عشق خدا
عقل سے خالی گرہ ہے دوسرا / مثل حیوان گھانس سے فربہ ہوا
وہ نہ دیکھے پس سوا اصطبل و کاہ / ہے شقاوت اور شرف سے غافل آہ
تیسرا وہ آدمی ہے اور بشر / ہے فرشتہ آدھا اور آدھا ہے خر
آدھا خر تو مائل سفلی رہے / آدھا ثانی مائل علوی رہے
کونسا لڑنے مین پس غالب رہے / کون ان دونون مین جیتے نرد سے
عقل اگر غالب ہو وہ اعلیٰ ہو تو / امتحان مین یہ فرشتے سے بشر
غلبہ گر شہوت کو ہو کمتر ہے یہ / چارپایون سے بشر ابتر ہے یہ
قوم وہ دونون لڑائی سے جدا / دو مخالف سے بشر یہ در بلا
آدمی بھی امتحان سے ہو گئے / آدمی صورت ہین تین اقسام کے
اک گرہ مستغرق مطلق ہوا / مثل عیسیٰ کے فرشتون سے ملا
شکل آدم پر بمعنی جبرئیل / ہے رکین خشم و ہوا و قال و قیل
کوشش و زہد و ریاضت سے چھٹے / گویا وہ انسان سے نے پیدا ہوئے
دوسرا خر سے گرہ ملحق ہوا / محض خشم و شہوت مطلق ہوا
وصف جبریلی تھا ان مین پس بٹا / تنگ گھر تھا وصف وہ انسے گیا
مردہ ہووے شخص جو بیجان ہو / اسکی جان ہو خر جو ہووے یار وہ
زاغ ہو جو پیچھے جاوے زاغ کے / جسم ہو جو جان کا بی یار ہے
یار کو جو جان نہ رکھے پست ہے / بات یہ حق ہے کہی درویش نے
جان مارین وہ فزون حیوان سے / کہ جہان مین سعی و تدبیرین کرے

در حدیث آمد کہ یزدان مجید / خلق عالم را سہ گونہ آفرید
یک گرہ را جملہ علم و عقل و جود / آن فرشتہ ست و نداند جز سجود
نیست اندر عنصرش حرص و ہوا / نور مطلق زندہ از عشق خدا
یک گروہ دیگر از دانش تہی / ہمچو حیوان از علف در فربہی
او نہ بیند جز کہ اصطبل و علف / از شقاوت غافل ست و از شرف
زان سوم ہست آدمیزاد و بشر / از فرشتہ نیمی و نیمیش زخر
نیم خر خود مائل سفلی بود / نیم دیگر مائل علوی شود
تا کدامین غالب آید در نبرد / زین دوگانہ تا کدامین برد نرد
عقل اگر غالب شود پس شد فزون / از ملایک این بشر در آزمون
شہوت ار غالب شود پس کمترست / از بہائم این بشر زان کابترست
آن دو قوم آسودہ از جنگ و حراب / وین بشر با دو مخالف در عذاب
وین بشر ہم ز امتحان قسمت شدند / آدمی شکل اند و سہ امت شدند
یک گروہ مستغرق مطلق شدہ / ہمچو عیسیٰ با ملک ملحق شدہ
نقش آدم لیک معنی جبرئیل / رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
از ریاضت رستہ و ز زہد و جہاد / گوئیا کز آدمی او خود نزاد
قسم دیگر با خران ملحق شدند / خشم محض و شہوت مطلق شدند
وصف جبریلی در ایشان بود رفت / تنگ بود آن خانہ و آن وصف زفت
مردہ گردد شخص چون بیجان شود / خر شود چون جان او بی آن شود
زاغ گردد چون پی زاغان رود / جسم گردد جان چو او بی آن شود
زانکہ جانی کان ندارد ہست پست / این سخن حقست و صوفی گفتہ است
او ز حیوانہا فزون تر جان کند / در جہان باریک کاریہا کند

وہ فریب اور مکر جو کرے ۔ ہونہ ظاہر دوسرے حیوان سے

مکر و تلبیسی کہ او تاند تنید ۔ آن ز حیوانات دیگر ناپدید

زرکشی کا جامہ بُننا باہنر ۔ اور لانا قعر دریا سے گہر

جامہ ہای زرکشی را بافتن ۔ دُرہا از قعر دریا یافتن

اور حاصل کرنا علم ہندسہ ۔ یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ

خردہ کاریہای علم ہندسہ ۔ یا نجوم و علم طب و فلسفہ

کو تعلق اُنکو دو دنیا سے ہے ۔ رہ نہ اُنکو ساتوین افلاک پہ

کان تعلق با ہمین دنیستش ۔ رہ بہ ہفتم آسمان بر نیستش

علم یہ سب جو ہو کہانے کہان کی ۔ اور مت دفتر کا ہی ستون زندگی

این ہمہ علم بنای آخر ست ۔ کہ عماد بود گاو و اشتر ست

تھوڑے دن حیوان کے جینے کے لیے ۔ نام رمز اسکا رکھا احمق نے ہے

بہر استبقای حیوان چند روز ۔ نام آن کردند این گیجان رموز

علم راہ حق و منزل گاہ وے ۔ اہل دل یا اُسکا دل جانے اُسے

علم راہ حق و علم منزلش ۔ صاحب دل داند آنرا با دلش

پیدا اس ترکیب مین حیوان کیا ۔ پس لطیف اور بار دانش کا رکھا

پس درین ترکیب حیوان لطیف ۔ آفرید و کرد با دانش الیف

نام کالانعام رکھا قوم کا ۔ خواب کو جگنے سے کیا نسبت بھلا

نام کالانعام کرد آن قوم را ۔ زانکہ نسبت کو بہ یقظہ نوم را

روح حیوانی لوٹے آخر خواب کے ۔ پس حسون کو اُلٹی رکھتی نوم ہے

روح حیوانی ندارد غیر نوم ۔ حسہای منعکس دارند قوم

خواب حیوانی گئی جگنا ملا ۔ اپنی حس کا اُلٹا پن لوح سے پڑھا

یقظہ آمد نوم حیوانی نماند ۔ انعکاس حس خود از لوح خواند

مثل حس اُس شخص کے جو سو گیا ۔ جو ہوا بیدار اُسے اُلٹا دکھا

ہمچو حس آنکہ خواب او را ربود ۔ چون شد او بیدار عکس آن نمود

اس لیے اسفل ہوا بسافلین ۔ چھوڑ اُسکو لا احب الآفلین

لاجرم اسفل بود از سافلین ۔ ترک او کن لا احب الآفلین

تفسیر آیۂ شریفہ واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی رجسہم

اور وہ لوگ کہ اُنکے دلون مین مرض ہے پس زیادہ کی اُنھون نے گندگی پر گندگی

تفسیر آیہ واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی رجسہم

جو تھی استعداد انھین تبدیل کی ۔ سمت پستی سے اُسے ضائع کری

زانکہ استعداد تبدیل و نبرد ۔ بودش از پستی و آنرا فوت کرد

جز نہ حیوان کو ہے استعداد سے ۔ روشنی دہ عذر حیوانی مین ہے

باز حیوان را چو استعداد نیست ۔ عذر او اندر بہیمی روشنی ست

اُن کی استعداد رہبر جو گئی ۔ جو غذا کھائی وہ مغز خر ہوئی

زو چو استعداد شد کان رہبر ست ۔ ہر غذائی کو خورد مغز خر ست

گر بلادر کھائے وہ افیون بنے ۔ سکتہ اور بیہوشی افزون ہوا سے

گر بلادر خورد او افیون شود ۔ سکتہ و بی عقلیش افزون شود

تیسری قسم ایک کوشش مین ہے ۔ نصف حیوان نصف نیکی ہو وہ جو

ماند یک قسم دگر در اجتہاد ۔ نیم حیوان نیم حی با رشاد

رات دن تکرار اور جھگڑے مین ہے ۔ اول اُسکا آخر اُسکے سے لڑے

روز و شب در جنگ اندر کشمکش ۔ کردہ چالیش اولش با آخرش

تکرار عقل کی نفس سے مثل تنازع مجنون کے ناقہ سے کہ رغبت مجنون کی طرف لیلےٰ کے اور رغبت ناقہ کی طرف بچے کے جیسے کہ خود کہا ہے

چالیش عقل با نفس ہمچون مجنون با ناقہ میل مجنون سوی حجرہ و میل ناقہ سوے کرہ چنانچہ خود گفتہ است

هوی ناقتی خلفی قدامی الهوی	وانی وایاها لمختلفان
جیسے مجنون کا تنازع اونٹ سے	آگاہ غالب وہ تھے کہ مجنون رہے
مثل مجنون اور اسکے اونٹ کے	کھینچے وہ آگے یہ اور پیچھے پھرے
میل مجنون آگے لیلے کے چلنے	میل ناقہ پیچھے بچے کے پھرنے
ہوتا غافل جب کہ مجنون ایکدم	پھرتا ناقہ کرتا وہ واپس قدم
لیلیٰ کا تھا عشق جو خود سے اسے	تھے علاج اسکا تھا بیخود ہوئے
رکھتا جدا امید تھا وہ عقل تھی	عقل کو لیلے کی خواہش لے گئی
لیک بس ناقہ وہ پُر امید تھا	جب مہار اپنی وہ ڈھیلی دیکھتا
جانتا اوسکو کہ غافل ہو گیا	جلد منہ بچے کی جانب دیکھتا
ہوش مین آتا تو وہ بس دیکھتا	کوسون واپس اُس جگہ سے ہو گیا
تین دن کی راہ مین مجنون رہا	اس تردد کے سبب سے سالہا
بولا اے ناقہ جو دو عاشق ہین ہم	دونون ضد ہمراہ کیسے رہوین ہم
نے موافق ہے مرے تیری مہار	تجھے مین عزلت کرون اب اختیار
یہ دو ہمرہ راہزن آپس مین ہین	وہ ہے گمرہ جان رہی جو جسم مین
جان ہجر عرش سے فاقہ مین ہے	تن جو ناقہ خوش ہی عشق خار سے
جان کھوے سوا علی اپنے پر	جسم جنگل مارے اپنا خاک پر
تو ہو جب تک ساتھ اے مردہ وطن	دور لیلے سے رہے یہ جان من
عمر گذری ایسے حالون مین مری	جیسے قوم موسیٰ تیہ مین تھی پھنسی

هوی ناقتی خلفی قدامی الهوی	وانی وایاها لمختلفان
ہمچون مجنون در تنازع با شتر	گہ شتر چربید گہ مجنون حر
ہمچو مجنونند و چون ناقہ اش یقین	میکشد آن پیش و آن واپس بکین
میل مجنون پیش آن لیلی روان	میل ناقہ پس پے طفلش دوان
یکدم ار مجنون ز خود غافل شدے	ناقہ گردیدے و واپس آمدے
عشق و سودا چونکہ پر بود ش بدن	می نبودش چارہ از بیخود شدن
آنکہ او باشد مراقب عقل بود	عقل را سودای لیلی در ربود
لیک ناقہ بس مراقب بود و چست	چون بدیدی او مہار خویش سست
فہم کردی زو کہ غافل گشت و دنگ	رو سپس کردی بکرہ بیدرنگ
چون بخود باز آمدی دیدی ز جا	کو سپس رفتہ است بس فرسنگہا
در سہ روزہ رہ بدین احوالہا	ماند مجنون در تردد سالہا
گفت ای ناقہ چو ہر دو عاشقیم	ما دو ضد پس ہمرہ نالایقیم
نیستت بر وفق من مہر و مہار	کرد باید از تو عزلت اختیار
این دو ہمرہ یکدگر را راہزن	گمرہ آن جان کو فرو ناید ز تن
جان ز ہجر عرش اندر فاقہ	تن ز عشق خاربن چون ناقہ
جان گشاید سوی بالا بالہا	در زدہ تن در زمین چنگالہا
تا تو با من باشی ای مردہ وطن	پس ز لیلی دور ماند جان من
روزگارم رفت زینگون حالہا	ہمچو تیہ و قوم موسیٰ سالہا

۸۰

زور قدم ہو دو ہی تھی تا وصال / میں رہا مستی سے رہ میں چند سال
راہ نزدیک اور رہی اتنی بکھیڑ / اس سواری سے ہوا میں تنگ سیر
سرنگون اپنے کو پھینکا اونٹ سے / ہوا غم سے میں جلوں کب تک ارے
تنگ آ کر وہ بڑا میدان ہوا / پتھروں میں خود کو پھینکا مرحبا
ایسا پھینکا خود کو نیچے زور سے / کہ ہوے ہیں حصہ حصہ جسم کے
خود کو پھینکا نیچے ایسا بر ملا / کہ قضا سے پانوں ٹوٹ اسکا گیا
پانوں باندھا اور کہا گیند ہوں / اسکے چوگان میں لڑکتا میں چلوں
اس لیے لعنت حکیم اسپر کرے / جو سوار اکثر انہیں ہے جسم کے
عشق کب مولا کا کم لیلے سے ہے / گیند ہونا خوب ہے اسکے لیے
گیند بنکر صدق کے پہلو سے گر / عشق کے چوگان کے خم میں تو پھر
اس سفر کے بعد ہے جذب خدا / وہ سفر ناقہ کا سیر اپنی بنا
سیر مستثنی ہے ایسی جنس سے / ہے یہ افزون جہد جن و انس سے
اسمیں ہے جذب ہے نہ ہر جذب عام / فضل احمد جیسے رکھا والسلام
قصہ کوتہ کر تو اب بہر غلام / کہ لکھا ہے شاہ کو اسنے پیام

خطوتی بود این رہ تا وصال / ماندہ ام در رہ ز مستی چند سال
راہ نزدیک و بماندم سخت دیر / سیر گشتم زین سواری سخت سیر
سرنگون خود را ز اشتر در فگند / گفت سوزیدم ز غم تا چند چند
تنگ شد بر وی بیابان فراخ / خویشتن افگند اندر سنگلاخ
آن چنان افگند خود را سخت زیر / کہ مخلخل گشت جسم آن دلیر
چون چنان افگند خود را سوی پست / از قضا آن لحظہ پایش ہم شکست
پای را بر بست و گفتا گو شوم / در خم چوگانش غلطان میروم
زین کند نفرین حکیم خوش دہن / بر سواری کو فرو ناید ز تن
عشق مولی کی کم از لیلی بود / گوی گشتن بہر او اولی بود
گوی شو می گرد بر پہلوی صدق / غلط غلطان در خم چوگان عشق
کاین سفر زین پس بود جذب خدا / وان سفر بر ناقہ باشد سیر ما
این چنین سیریست مستثنی ز جنس / کان فزود از اجتہاد جن و انس
این چنین جذبیست نی ہر جذب عام / کہ نہادش فضل احمد والسلام
قصہ کوتہ کن برای آن غلام / کو سوی شہ بر نوشتہ ہست او پیام

لکھنا اس غلام کا بادشاہ کو قصہ شکایت نقصان وظیفہ اپنے کا

نبشتن آن غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سوے پادشاہ

خط پر از مستی و کینہ جنگ کو / بھیجتا ہے پاس شاہنشہ کے وہ
جسم خط ہے اسکے اندر دیکھ تو / گر ہے لائق اس دم شاہ کو
کھول ہاتھ الی ہیں نامہ پر حرف کے / دیکھ شہ کے لائق اس میں حرف ہیں
گر نہ لائق ہووے اسکو پارہ کر / دوسرا نامہ تو لکھ اور چارہ کر
شرح نامہ کا نہ آسان جان / ورنہ ہوتا از دل سب پر عیان
کھولنا نامے کا دشوار ہی ہے / کام مردوں کا ہے نے لڑکوں کا ہے
چند ہم فہرست پر قانع ہوے / کہ ہوا و حرص سے ہم ہیں بھرے
دام دو فہرست ہو کہ نامہ کو / جانیں تا ایسے ہی متن نامہ کو

رقعہ پر جنگ و پر مستی و کین / میفرستد پیش شاہ نازنین
کالبد نامہ است اندر وی نگر / ہست لائق شاہ را آنگہ ببر
گوشہ رو نامہ را بگشا بخوان / بین کہ حرفش ہست درخورد شہان
گر نباشد درخور آن را پارہ کن / نامہ دیگر نویس و چارہ کن
لیک فتح نامہ تن زفت مدان / ورنہ ہر کس سر دل دیدی عیان
نامہ بگشادن چہ دشوار است و صعب / کار مردانست نی طفلان کعب
جملہ بر فہرست قانع گشتہ ایم / زانکہ در حرص و ہوا آغشتہ ایم
باشد آن فہرست دامی عامہ را / تا چنان دانند متن نامہ را

کھول سرنامہ کو مت کھا پیچ و تاب ‖ اس سے تو واللہ اعلم بالصواب
ہے وہ عنوان مثل اقرار زبان ‖ متن نامہ سینہ کو کر امتحان
ہے موافق تیرے گر اقرار کے ‖ بے منافق وار تیرا کام ہے
گون بھاری جو کہ تو لیجاتا ہے ‖ اس سے کم ہو تو اس میں کچھ رکھے
گون میں کیا تلخ و شیرین ہے بھرا ‖ گر ہے لیجانے کے لائق لیکے جا
ورنہ خالی گون کو کر سنگ سے ‖ بھاگ اس بیگار سے او ننگ سے
گون میں وہ بھر تو لا جو کہ ہو ‖ بادشاہوں کو وہ او سلطان کو
بد نہ ہو یہ گون بیرانی تری ‖ جو لیے جاتا ہے ریتی سے بھری
لعل سے بھرتا نہیں تو کس لیے ‖ خالی بہتر تن کہ جو انجنس ہے

باز کن سرنامہ را گردن متاب ‖ زین سخن واللہ اعلم بالصواب
هست آن عنوان چو اقرار زبان ‖ متن نامہ سینہ را کن امتحان
کہ موافق هست با اقرار تو ‖ تا منافق وار نبود کار تو
چون جوال بس گرانی میبری ‖ زان نباید کم کہ در وی بنگری
تا چہ داری در جوال از تلخ و خوش ‖ گر همی ارزد کشیدن را بکش
ورنہ خالی کن جوالت را ز سنگ ‖ باز خر خود را ازین بیگار و ننگ
در جوال آن کن کہ میباید کشید ‖ سوی سلطانان و شاهان رشید
زشت نبود کاین جوال مردہ ریگ ‖ میکشی و باشد آنهم پر ز ریگ
چون نمی تابی کہ پر لعلش کنی ‖ هم تهی بهتر کہ انجنس تهی

حکایت اُس مولوی کی کہ بڑی پگڑی رکھتا تھا پگڑی اُس کی لے گیا آوارہ ای اوسنے کہ کھول کر دیکھ کیا لیجاتا ہے اُس وقت لیجا

حکایت آن فقیہ کہ با دستار بزرگ بود و آنکہ دستارش بربود و بانگ کرد او باز کش کن و بہ بین کہ چہ می بری آنگاہ ببر

گودڑے اک مولوی رکھتے تھے ‖ اپنے عمامے کے اندر تھے بھرے
تا دکھے وہ بس بڑا اور بس عظیم ‖ جبکہ آئے سوئے محفل در حطیم
گودڑے کپڑوں کے پوشیدہ بھرے ‖ ظاہرا پگڑی درست کنسے دکھے
ظاہرا پگڑی تھی جون حلہ بہشت ‖ جون منافق باطنا رسوا و زشت
پشم و پنبہ اور ٹکڑے پارچے ‖ اندر عمامے کے اُسکے تھے بھرے
صبح دم وہ مدرسے کی سو گیا ‖ تا وہ اس عزت سے پائے فائدا
اک اُچکا ئی گیرا پوشیدہ کھڑا ‖ راہ میں بس منتظر دستار کا
پگڑی اُسکی سر سے لیکر چل دیا ‖ پس وہ بھاگا اور کام اپنا کیا
مولوی نے چیخ کر اُسکو کہا ‖ کھول تو پگڑی کو اور پھر لیکے جا
اِس طرح پر جو اڑا جاتا ہے تو ‖ کھول وہ تحفہ جو لیجاتا ہے تو
کھول اسے اور ہاتھ سے مل تو اسے ‖ لیجا ارسدم مین نے بخشا بس تجھے

یک فقیہی ژندہ ہا برچیدہ بود ‖ در عمامہ خویش در پیچیدہ بود
تا شود زفت و نماند آن عظیم ‖ چون در آید سوی محفل در حطیم
ژندہ ہا از جامہ ہا پیراستہ ‖ ظاہرا دستار از آن آراستہ
ظاہر دستار چون حلہ بہشت ‖ چون منافق اندرون رسوا و زشت
پارہ پارہ دلق و پنبہ و پوستین ‖ در درون آن عمامہ بد دفین
روی سوی مدرسہ کردہ صبوح ‖ تا بدین ناموس یابد او فتوح
در رہ تاریک مردی جامہ کن ‖ منتظر استادہ بود از بہر فن
در ربود او از سرش دستار را ‖ پس دوان شد تا بسازد کار را
پس فقیہش بانگ بر زد کای پسر ‖ باز کن دستار را آنگہ ببر
این چنین کہ چار پرہ می پری ‖ باز کن آن ہدیہ را کہ می بری
باز کن آنرا بدست خود بمال ‖ آنگہان خواہی ببر کردم حلال

[illegible]

بچھ گئے ہیں اسکے کھولا جو اسے	کود ڑے ہے سب راہ مین صدہا گڑھے	چونکہ بازش کرد آنگہ سگ گریخت	صد ہزارش ژندہ اندر رہ بریخت
اس پہ چھٹے ہوئے ہیں پارچا	ہاتھ مین اک گز پرانا رہ گیا	زان عمامہ رفتہ تا بالیست او	ماند یک گز کہنہ در دست او
خاک پر پھینکا کہا کھونے مجھے	اس دغا سے تو نے کھویا کام ہے	بر زمین زد کہنہ را کای بی عیار	زین دغل ما را بر آوردی ز کار
کیسے چھلے اور فریب و مکر مین	کہ مجھے ڈالا ہے قید و صید مین	این چہ تزویرست و مکرست و شید	گر فکندی مر مرا در قید و صید
شرم اس گدڑی سے نے آئی تجھے	مکر سے ڈالا دغا مین جو مجھے	شرم ناید مر ترا زین ژندہ ہا	از دغل افگندیم اندر دغا
بولا مین نے گو کیا ہے یہ دغا	پر نصیحت سے تجھے کو کیا	گفت بنمودم دغل لیکن ترا	از نصیحت باز گفتم ماجرا
اس طرح دنیا اگرچہ خوش لگے	سب سے عیب اپنا کہے آواز سے	ہمچنین دنیا اگرچہ خوش شگفت	عیب خود را بانگ زد با جملہ گفت

نصیحت کرنا دنیا کا اہل دنیا کو زبان حال سے اور بیوفائی اپنی ظاہر کرنا وفا ڈھونڈھنے والون اُس کے پر اور بُرائی اپنی

نصیحت دنیا اہل دنیا را بہ زبان حال و بیوفائی خود را وا نمودن بہ وفا جویندگان از وو نکوہیدن خویش

کہتی ہے کون و فساد اے استاد	دے دغل کون اور نصیحت دے فساد	اندرین کون و فساد ای اوستاد	آن دغل کون و نصیحت آن فساد
کون کہتی ہے مبارک پھر ان آ	اور فساد اسکے کہے لاشی ہر ان جا	کہ ہمین گوید بیا من خوش ہیم	وان فسادش گفتہ رو من لاشیم
ہر یہ جب تو بہار خوش ہے یاں	دیکھ تو سردی و زردی خزان	ای ز خوبی بہاران لب گزان	بنگر آن سردی و زردی خزان
دن مین دیکھا شمس کو یا شکل حور	مرگ اُسکی یاد کر وقت غروب	روز دیدی جلوت خورشید خوب	مرگ او را یاد کن وقت غروب
بدر دیکھا آسمان پر خوش نما	حسرت اسکی دیکھ گھٹنے مین ہے کیا	بدر را دیدی برین خوش چار طاق	حسرتش را ہم ببین اندر محاق
حسن سے لڑکا ہوا مولائے خلق	کل ہوا بڈھا وہ اور رسوائے خلق	کودکے از حسن شد مولای خلق	بعد فردا شد خرف رسوای خلق
سیم تن نے جو کیا سب کو شکار	بوڑھے مین پھر تن جیسے پنبہ زار	گر تن سیمین بران کردت شکار	بعد پیری بین تنی چون پنبہ زار
اے غذا کو خوب دیکھا تو سنہرا	اُسکا فضلہ دیکھ اب موری مین آ	ای بدیدہ لوتہای چرب خیز	فضلۂ آنرا ببین در آبریز
کو پلیدی کو تری خوبی کہان	وہ فریب حسن مرغوبی کہان	مر خبیث را گو کہ آن خوبیت کو	در فریب آن حسن و مرغوبیت کو
ہر بتی تھی بزمی و عشوہ کہان	تو کہے ہے پر وہ کہان جلوہ کہان	بر طبق گو عشوہ و نرمی و خوش	بر سبد گو جلوہ و لغزے و بوش
دو کہے دانہ مین جو دام اسکا تھا	جب ہوا تو صید ہے دانہ چھپا	گو بد آن دانہ بد من دام آن	چون شدی تو صید شد دانہ نہان
انگلیان جن پر شکار استاد کی تھین	صنع مین تو ہر گروہ لرزان ہوئین	بس انامل رشک استادان شدہ	در صناعت عاقبت لرزان شدہ
نرگسین آنکھین جو تھین مانند جان	آخر اندھی دیکھ آب اُنسے رواں	نرگس چشم خماری ہمچو جان	آخر اعمش بین و آب از وی چکان

[illegible]

اک بہادر صف میں شیروں کی گھسے / جو ہے مغلوب آخر کو رہے
طبع تیزا در دو رہین صناع کو / مثل خر لوٹے کے اوسکو دیکھ تو
زلف مشکین گیسوئے وانش رہا / لوٹتے خر کی دم سا آخر بد نما
کونسا اسکا دیکھا اول خوش نما / دیکھ آخر تو فنا اوس کا برا
کیونکہ دام اسنے دکھایا ظاہرا / ہو تجھے آگہی خام کی تجکو بتا
مت کہو دنیا نے بس دھوکا دیا / ورنہ دانا عقل کو کب پھانستا
طوق زرین اور حمائل دیکھ اب / طوق و زنجیریں ہیں آخر کو سبب
اس طرح ہر جزو عالم جان سے / اول و آخر کو اسکے تان سے
جو کہ آخر دیکھے وہ مسعود ہے / جو کہ آخر دیکھے وہ مردود ہے
منہ ہر اک کا مثل مہ کے دیکھ کے تو / جو کہ اول دیکھا دیکھ آخیر کو
تا نہووے کانا تو ابلیس سا / آدھا دیکھے آدھا ناقص رہا
دیکھا گل آدم کا اسکے دین کو نہ / دیکھا عالم اسکے عالم میں کو نہ
ہے فضیلت مرد کو عورت پہ ہے / کسب دکھتی اور قوت کے لیے
ورنہ ہاتھی شیر کو انسان پہ / بس فضیلت ہوتی قوت کے لیے
ہے فضیلت مرد کو عورات پر / اس لیے کہ مرد آخر بین ہے تر
عاقبت بینی میں جو کہ خام ہے / کم ہے آخر بین سے جون عورات کے
ہیں جہان سے آتی دو آواز ضد / کو لنسے پرتا کہ تو ہو مستعد
اک صدا اوس کی ظہور اولیا / اک صدا اوس کی فریب اشقیا
بانگ خار اور بانگ شگوفہ شنو / بعد بانگ خار کا ہو تو گرو
میں شگوفہ کا ہوں خار اے گلفروش / گل جھڑیں اور میں ہوں اک شاخ خار
بانگ اشگوفہ کہ اب گل مجھے پا / بانگ خار اوسکی کہ میری سمت آ
یہ کرے جو تو قبول اس سے ہے / پھر اعاشق ضد معشوقہ سے ہی
ایک کی یہ بانگ کہ حاضر ہوں میں / بانگ ثانی دیکھ تو انجام میں
حاضری میری مثال مکر ہے / آئینہ اول میں آخر دیکھ لے
گون میں اک کی تو ان دو سی گیا / دوسرے کا ضد و نادر تو بنا

حیدری کاندر صف شیران رود / آخر او مغلوب موشی می شود
طبع تیز دور بین محترق / چون خر پیرش ببین آخر فرق
زلف و جعد مشکبار عقل بر / آخر او چون دم زشت پیر خر
خوش ببین کونش ز اول باگشاد / و آخر آن رسوائیش بین و فساد
زانکه او بنمود پیدا دام را / پیش تو بر کند سبلت خام را
پس مگو دنیا به تزویرم فریفت / ورنه عقل من ز دانه کی شکیفت
طوق زرین و حمائل بین هله / غل و زنجیری شدست و سلسله
همچنین هر جزو عالم می شمر / اول و آخر در آرش در نظر
هر که آخر بین تر او مسعودتر / هر که آخر بین تر او مطرودتر
روی هر یک چون مه فاخر ببین / چونکه اول دیده آخر هم ببین
تا نباشی همچو ابلیس اعوری / نیم بیند نیم نی چون ابتری
دید طین آدم و دینش ندید / این جهان دید آن جهان بینش ندید
فضل مردان بر زنان ای بو شجاع / نیست بهر قوت و کسب و ضیاع
ورنه شیر و پیل را بر آدمی / فضل بودی بهر قوت ای عمی
فضل مردان بر زن ای حالی پرست / زان بود که مرد پایان بین ترست
مرد کاندر عاقبت بینی خمست / او ز اهل عاقبت چون زن کمست
از جهان دو بانگ می آید بضد / تا کدامین را تو باشی مستعد
آن یکی بانگش نشور اتقیا / وین دگر بانگش فریب اشقیا
بانگ خار و بانگ اشگوفه شنو / بعد ازان بشنو بانگ خارش را گرو
من شگوفه خارم ای خواجه کبار / گل بریزد من بمانم شاخ خار
بانگ اشگوفه اش که اینک گلفروش / بانگ خار او که سوی ما مکوش
این پذیرفتی بماندی زان دگر / که محب از ضد محبوب است کر
آن یکی بانگ اینکه اینک حاضرم / بانگ دیگر بنگر اندر آخرم
حاضرم هست همچون مکر و کین / نقش آخر ز آئینه اول ببین
چون یکی زین دو جوال اندر شدی / آن یکی را ضد و نادر خور شدی

اے وہ اچھا کہ وہ اول سے سنا | جو عقلمندوں و مردوں نے سنا
ای خنک آن کو ز اول آن شنید | کش عقول و سمع مردان شنید

خالی گھر پاکے جو قائم ہوا | غیر اوس کا بد وہ کیسے او نا روا
خانہ خالی یافت و او را جا گرفت | غیر آنش کژ نماید نا شگفت

کوزا تو بھرا جو ہے پیشاب کو | وہ پلیدی آب سے نے دور ہو
کوزۂ تو کو بجو د بوی کشد | آن خبث را آب نتواند برد

ہے جہان میں چیز ہر چیز ایک کو | کفر کا فر کو ذریکی نیک کو
در جہان ہر چیز چیزی را کشد | کفر کافر را و مرشد را رشد

کھینچے چیز اک چیز کو اندر جہان | گرم گرمی سرد سردی کو نہان
در جہان ہر چیز چیزی جذب کرد | گرم گرمی را کشید و سرد سرد

کہربا ہے اور مقناطیس ہے | تا تو لوہا ہے کہ گھانس کر کھینچے
کہربا ہم ہست و مقناطیس ہست | تا تو آہن یا کہی آئی بشست

گر تو آہن ہے تو مقناطیس لے | گھانس اگر ہے کہربا میں تو کھینچے
برد مقناطیس از تو آہنی | در کہی در کہربا ہم رے منی

جو کوئی کہ نے ہے یار اولیا | جان کہ ہمسایہ فاجر کا ہوا
آن یکی چون نیست با اخیار یار | لاجرم شد پہلوی فجار جار

ایک نے کی صحبت خار اختیار | تا ہوا پہلوے ہر اک خار خار
وان یکی را صحبت خار اختیار | لاجرم شد پہلوی ہر خار خار

موسے قبطی کے ہے آگے بس برا | ہامان سبطی کے ہے آگے بس برا
ہست موسی پیش قبطی بس وخیم | ہست ہامان پیش سبطی بس رجیم

جان ہامان جاذب قبطی ہوا | جان موسے طالب سبطی ہوا
جان ہامان جاذب قبطی شده | جان موسی طالب سبطی شده

معدہ خر کو ہے مرغ کی کشش | معدہ آدم گیہوں کی کشش
معدہ خر کہ کشد در اجتذاب | معدہ آدم جذب گندم آب

گر نہ سے دو کسی کو جانے تو | دیکھ اوس خادم میں پیر کو
گر تو نشناسی کسی را از ظلام | بنگر او را کوش سازید است امام

کیونکہ پیچھے ماں کے ہر بچھیرے | جنسیت تا کہ اثر اس میں کرے
زان کہ ہر کرہ پی مادر رود | تا بدان جنسیتش پیدا شود

بیان اسکا کہ عارف کی غذا ہے نور حق سے کہ | بیان آنکہ عارف را غذائی است از نور حق کہ

ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی و قولہ صلی اللہ | ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی و قولہ

رات گذاری میں نزدیک رب اپنے کہ کھلاتا ہے وہ مجھکو اور پلاتا ہے مجھکو اور فرمانا | شب گذرانیدم نزدیک رب خویش میخوراند مرا و آب میخوراند مرا و فرمود

علیہ وآلہ وسلم الجوع طعام اللہ یحیی بہ ابدان | صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجوع طعام اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ بھوک طعام اللہ کا ہے زندہ رکھتا ہے ساتھ اس کے بدن | رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بالفرمود کہ گرسنگی طعام خدا است

الصدیقین ای طعام اللہ فی الجوع | یحیی بہ ابدان الصدیقین ای طعام اللہ فی الجوع

صدیقوں کا یعنے طعام اللہ کا بھوک میں ہے ۱۲ | زندہ میدارد بدنہای صدیقین یعنے طعام غذا در گرسنگی است

آدمی کو شیر سینے سے ملے | شیر خر کو آدھے نیچے سے ملے
آدمی را شیر از سینہ رسد | شیر خر از نیم زیرینہ بود

عدل ہے قاسم کا جو قسمت کرے | اسے نہیں وہ جبر ہے نے ظلم ہے
عدل قسام است قسمت کردنی است | ای عجب کو جبر نے ظلم نیست

اردو		فارسی	
جبر ہوتا کب پشیمان ہوتا تو	ظلم ہوتا کب نگہبان ہوتا تو	جبر بودے کے پشیمانی شدی	ظلم بودے کے نگہبانی بدی
دن ہوا آخر سبق کل ہووے گا	راز دن میں نے سنا تا ہے مرا	روز آخر شد سبق فردا بود	براز ما راز و زشکے گنجا بود
آنے جانے میں حصول ہے حجاب	دیکھ تو واللہ اعلم بالصواب	حاصل آن کاندر دخول مرا باب	وز نگر واللہ اعلم بالصواب

خطاب ساتھ مغروروں دنیا و گرفتاروں نفس کے		خطاب با مغروران دنیا و گرفتاران نفس	
اسلئے کیا تو نے جو کلی اعتماد	فاسقوں کی چاپلوسی پر ہو شاد	اے کہ بکردہ اعتماد و ثقتی	بر دم و بر چاپلوس فاسقی
گھر بنایا تو نے بشکل حباب	آخر اس خیمہ کی ہو واہی طناب	قبہ بر ساختستی از حباب	آخر آن خیمہ است بس واہی طناب
مکر ہے جون برق اسکے نور مین	رہ نہ سالک دیکھیں از رہ چلکین	زرق چون برق ست اندر نور آن	راہ نتوانند دیدن رہروان
یہ جہان اور اہل اسکے بے حصول	بیوفائی میں ہیں اک دل و فضول	این جہان و اہل آن بیحاصل اند	ہر دو اندر بیوفائی یکدل اند
نسل دنیا اسکا بچہ بیوفا	منہ تری سو گر کرے ہے وہ قفا	زادہ دنیا چو دنیا بیوفاست	گرچہ رو آرد بتو آن زو قفاست
مثل اس عالم کے اہل اسکے مدام	عہد نیکی سے رکھتے ہیں قیام	اہل آن عالم چو آن عالم ز بر	تا ابد در عہد و پیمان مستقر
دو پیمبر میں ہم ضد کب ہوئی	معجزے آپس میں چھپتے ہیں کبھی	خود دو پیغمبر بہم کے ضد شدند	معجزات یکدگر کے بستدند
اس جہان کے میوے پژمردہ ان کم	شادی عقبی کی نہو دی رنج و غم	کے شود پژمردہ میوہ آنجہان	شادی عقبی نگردد آن دہان
لایق کشتن ہے نفس بے وفا	وہ بُرا اور قبلہ گہ اسکا بُرا	نفس بے عہد است زان رو کشتنی ست	او دنی و قبلہ گاہ او دنی ست
نفس کو لایق ہے بس یہ انجمن	لایق مردہ ہے بس گور و کفن	نفسہا را لایق است این انجمن	مردہ را در خور بود گور و کفن
نفس گرچہ ہے عقیل و نکتہ دان	قبلہ اسکی دنیا اسکو مردہ جان	نفس اگر چہ زیرک است و خوردہ دان	قبلہ اش دنیاست او را مردہ دان
وحی حق کا آب مردے کو ملا	خاک مردے سے عیان زندہ ہوا	آب وحی حق بدین مردہ رسید	شد ز خاک مردہ زندہ پدید
تا نہ وحی آئے تو مت مغرور رہ	رونق طول بقا پر اسکے نکو	تا نیاید وحی تو غرہ مباش	تو بدان گلگونہ طال بقاش
ڈھونڈھ وہ آواز جو باطل نہو	نور اوس خور کا کہ جو آفل نہو	بانگ وحیی جو کہ آن باطل نشد	تاب خورشیدی کہ آن آفل نشد
وہ ہنر بابلی در وہ قال و قیل	قبطیون کی ہے اجل جو آب نیل	آن ہنرہای دقیق و قال و قیل	قوم فرعون اند اجل چون آب نیل
رونق ان کے سحر کی اور کر و فر	گرچہ کھینچے خلق کو ہے بیشتر	رونق و تاب طرب سحرشان	گرچہ خلقان را کشد گردنکشان
سحر وہ جملہ ان اہل سحر کا	مرگ چوبی جان کہ اژدر ہوا	سحرہای ساحران دان جملہ را	مرگ چوبی دان کہ آن شد اژدہا
ایک لقمہ سارے سحروں کا کیا	عالم پر شب سحر نے کھا لیا	جادوییہا را ہمہ یک لقمہ کرد	یک جہان پر شب بدان را صبح خورد
نور کم بیش اس خورش سے نہ ہوا	بلکہ ہے ویسا ہی وہ جیسا کہ تھا	نور از آن خوردن نشد افزون و بیش	بل ہمان سانست کو بود از پیش
بیش اثر دن میں ہوا نے ذات میں	ذات کو بیشی وہ نے نقصان میں	در اثر افزون و در ذات نی	ذات را افزونی و نقصان نی

حق نہیں ایجاد عالم سے بڑھا — جو نہیں اول تھا وہ اب ہوا
پر اثر ایجاد عالم سے بڑھا — فرق اسکے درمیان ہے بس بڑا
ہے اثر کی زیادتی اسکا ظہور — کہ صفاتوں کا ہوا اسکی تا ظہور
ذات کے ہے زیادتی کی یہ دلیل — کہ وہ حادث علتوں سے ہے علیل
یاں ہوا باریک نکتہ ای رفیق — لیکن اب تو سن یہ اقوال دقیق
بولے موسے سحر بھی حیران گری — کیا کروں نے خلق کو تمیز ہے

حق را ایجاد جہان افزون نشد — آنچہ اول آن نبود اکنون نشد
لیک افزون شد اثر ز ایجاد خلق — در میان آن فراوانست فرق
ہست افزونی اثر اظہار او — تا پدید آید صفات و کار او
ہست افزونی ہر ذاتی دلیل — کو بود حادث بعلتہا علیل
نکتہ شد باریک اینجا ای رفیق — لیک بشنو تو مقالات دقیق
گفت موسیٰ سحر ہم حیران کنیست — چون کنم کاین خلق را تمییز نیست

تفسیر آیت فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ

پس پایا اپنے جی میں خوف موسیٰ نے — کہا ہم نے مت ڈر تحقیق تو ہے برتر دونوں میں سے ۱۲

تفسیر آیت فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ

بولا حق تمیز کو پیدا کروں — عقل بے تمیز کو بینا کروں
معجزوں کو جو کہ میں ظاہر کروں — عقل کو اُس دید سے فاخر کروں
چشم بخشوں عقل بے تمیز کو — کر دوں اندھا جاہل ناچیز کو
مثل دریا گرچہ لائے ہیں وہ کف — آئے تو غالب اے موسیٰ لا تخف
عہد میں جادو کو اپنے فخر تھا — جو عصا مار آیا وہ نادم ہوا
تھا ہر اک کو دعویٰ حسن و نمک — سنگ مرگ آیا نمک کو بس محک
سحر گذرا معجزہ موسے گیا — بام سے پر طشت رذلوں کا گرا
بانگ طشت سحر جز لعنت نہیں — بانگ طشت دین جز رفعت نہیں
مر دو زن سحر جو محک پنہاں ہوئی — حشت میں اگر دعوی کھوٹی گھڑی
وقت دعوی ہی محک غائب ہوئی — ہاتھوں ہاتھ عزت سے تجکو بس سبھی
ہر گھڑی اعزاز بڑھتا تھا ترا — جو محک آئی سیہ رو کیوں ہوا
قلب تجکو نخوت سے کہے ہر دم میں ہوں — اے زر خالص نہ سمجھے کم میں ہوں
زر کہے اے خواجہ تاش اچھا ہوا — لیکن آتی ہے محک تو ٹھہر جا
مرگ تن خفتہ ہے اہل راز کو — زر کو کیا نقصان ہے قینچی سے سنو
ہوتا آخر بین جو خود میں قلب تا — ہوتا اول جو سیہ آخر ہوا
تو سیہ اول لقا میں ہوتا گر — بس شقاوت سے تو ہوتا دور تر

گفت حق تمییز را پیدا کنم — عقل بی تمییز را بینا کنم
چونکہ معجزات را ظاہر کنم — عقل را در دیدنش فاخر کنم
دیدہ بخشم عقل بی تمییز را — کور سازم جاہل ناچیز را
گرچہ چون دریا برآرد زند کف — موسیا تو غالب آیی لا تخف
بود اندر عہد خود سحر افتخار — چون عصا شد مار آنہا گشت عار
ہر کسی را دعوی حسن و نمک — سنگ مرگ آمد نمکہا را محک
سحر رفت و معجزۂ موسیٰ گذشت — ہر دو را از بام بود افتاد طشت
بانگ طشت سحر جز لعنت نماند — بانگ طشت دین بجز رفعت نماند
چون محک پنہان شدست از مرد و زن — در صف آ ای قلب اکنون لاف زن
وقت لافست محک چون غایبست — میبرندت از عزیزی دست دست
ہر دمت عزی و نازی در فزود — چون محک آمد چرا گشتی کبود
قلب میگوید ز نخوت ہر دمم — ای زر خالص من از تو کی کمم
زر ہمی گوید بلی ای خواجہ تاش — لیک می آید محک آمادہ باش
مرگ تن ہدیہ است بر اصحاب راز — زر خالص را چہ نقصان است گاز
قلب اگر در خویش آخر بین بدی — آن سیہ کاخر شد اول شدی
چون شدی اول سیہ اندر لقا — دور بودی از نفاق و از شقا

ہوتا طالب کیمیاے فضل کا — عقل غالب مکر پر ہوتی سدا
دل شکستہ ہوتا حال اپنے سے گر — چارہ گر کو دیکھتا وہ بیشتر
دیکھتا جو آئینہ میں ٹوٹا ہوا — اُس گھڑی جراح نے بستہ کیا
فضل نے تانبا زر لگا اکسیر سے — اور محک سے قلب وہ محروم ہے
مت کرے اے قلب دعوی دیکھ آ — کہ نہ رہوے مشتری اندھا ترا
نور محشر آنکھ کو بینا کرے — اور نظر بندی تری رسوا کرے
دیکھ تو آنکھ کہ آخر بین ہیں جو — حسرت دیدہ و رشک جان ہیں وہ
دیکھ مت آنکھ کہ حال بین ہیں جو — بھید فاسد اصل سے ہیں وہ و
حال بین ہیں کے روبرو کہ شک رکھے — صبح صادق صبح کاذب ایک ہے
صبح کاذب نے ہزاروں کاروان — کر دیے برباد تاراج ای جوان
صبح صادق کو طلب کر ای عزیز — صدق سے ہو سکے تا صاحب تمیز
نقد بے دھوکا نہیں اب کوئی ہیر — حیف وہ جان ز محک تیغے رکھے
پھر غلام اور جانب خطا کے جا — کہ وہ لکھتا خط ہے شہ کو اب بھلا

کیمیای فضل را طالب بدی — عقل او بر زرق او غالب شدی
چون شکسته دل شدی از حال خویش — جابر اشکستگان دیدی به پیش
عاقبت را دیدی او اشکسته شد — از شکسته بند در دم بسته شد
فضل مسها را سوی اکسیر راند — آن زر اندود از محک محروم ماند
ای زر اندوده مکن دعوی ببین — که نماند مشتری اعمی چنین
نور محشر چشمها بینا کند — چشم بندی ترا رسوا کند
بنگر آنها را که آخر دیده اند — حسرت جانها و رشک دیده اند
بنگر آنها را که حالی دیده اند — سر فاسد ز اصل سر بریده اند
پیش حالی بین که در جهل ست و شک — صبح صادق صبح کاذب هر دو یک
صبح کاذب صد هزاران کاروان — داد بر باد هلاکت ای جوان
صبح صادق را طلب کن ای عزیز — تا ز صدق او شوی صاحب تمیز
نیست نقدی کش غلط انداز نیست — وای آن جان کش محک و گاز نیست
باز رو سوی غلام و کتبش — کو سوی شه می نویسد نامه خوش

دھمکاتا مدعی کو دعوے سے اور حکم کرنا اُسکو واسطے متابعت سنت کے

زجر کردن مدعی را از دعوے و امر کردن به متابعت سنت

بو مسیلم بولا احمد خود ہوں میں — دین احمد مکر سے ابتر کروں
بو مسیلم کو کہو خود بین نہو — پہلے مت کر غرہ آخر دیکھ تو
پیشتر دست ہو تو بہر حرص جمع — پیروی کر آگے آئے تا کہ شمع
شمع مقصد کو دکھائے مثل ماہ — کہ ادھر دانہ ہے یا کہ دام گاہ
گر تو چاہے یا نچاہے با چراغ — ہووے ظاہر نقش باز و نقش زاغ
ورنہ ان زاغوں نے کھولا مکر ہے — اور سیکھے قول ہیں شہباز کے
سیکھے گرچہ دل ہدہد کی صدا — راز ہدہد کان و پیغام سبا
پر کھلے اور پر بندھے کی بانگ جان — فرق تاج شاہ و تاج ہدہدان
حرف درویشان و نکتہ عارفان — کرتے ہیں یہ بے حیا ظاہر یہان

بو مسیلم گفت من خود احمدم — دین احمد را بفن برهم زدم
بو مسیلم را بگو کم کن بطر — غره اول مشو آخر نگر
این قلاوزی مکن از حرص جمع — پس روی کن تا رود در پیش شمع
شمع مقصد را نماید همچو ماه — کاین طرف دانه ست یا خود دامگاه
گر بخواهی ور نخواهی با چراغ — دیده گردد نقش باز و نقش زاغ
ورنه این زاغان دغل افروختند — بانگ بازان سپید آموختند
بانگ هدهد گر بیاموزد فتی — راز هدهد کو و پیغام سبا
بانگ بر رسته ز بر بسته بدان — تاج شاهان را ز تاج هدهدان
حرف درویشان و نکته عارفان — بسته اند این بیحیایان بر زبان

اگلی امت ہولی ہلاک اسواسطے / عود کا رکھتے گمان تھے سنگ پے
تھا تمیز انکو کہ وہ ظاہر کرین / اندھے بہرے حرص سے لیکن بنین
اندھا پن اندھون کا رحمت سے نہ دور / اندھا پن ہے حرص کا بس بے قصور
مجرم شہ رحمتون سے دور کب / مجرم حاسد بھلا مغفور کب
دیکھ شست کیا ای مچھلی تری / اشتہا کے چشم آخر بین چھپی
اول آخر دیکھ دونون آنکھ سے / مت ہو کانا تو مثال ابلیس کے
دم بدم کانا دیکھے جو حاضر کو بس / مثل حیوان کے نہ کچھ پیش و پس
جیسے بیل کی دونون آنکھ حیوان کی / جرم وہ اک آنکھ کا انسان کی
قیمت ان دو آنکھ کی چوتھائی ہے / دونون وہ تابع ہین تیری آنکھ کے
آنکھ کو انسان کی گر تو پھوڑ دے / نصف قیمت لازم آئے شرع سے
کیونکہ آنکھ انسان کی اپنے آپ سے / بے دو چشم یار کرلی کام ہے
چشم خر اول ہے نے آخر لکھی / اسکی دو آنکھین ہین پر کانا وہ ہے
بات یہ بے انتہا ہے وہ غلام / طمع میں روٹی کے خط لکھے تمام

هر هلاک امت پیشین که بود / زانکه چندل را گمان کردند عود
بودشان تمییز کان مظهر کند / لیک حرص و آز کور و کر کند
کوری کوران ز رحمت دور نیست / کوری حرص است کان معذور نیست
چارمیخ شه ز رحمت دور نے / چارمیخ حاسدی مغفور نے
ماهیا آخر نگر بنگر بشست / بدگلوئے چشم آخربینت بست
با دو دیده اول و آخر ببین / هین مباش اعور چو ابلیس لعین
اعور آن باشد که حالی دید و بس / چون بهایم بے خبر از پیش و پس
چون دو چشم گاو در جرم تلف / همچو یک چشم است کش نبود شرف
ربع قیمت ارزد آن دو چشم او / کز دو چشمش راست هست چشم تو
گر کنی یک چشم آدم زاده کور / نصف قیمت لازم است از جاده
زانکه چشم آدمی تنها بخود / بے دو چشم یار کاری میکند
چشم خر چون اولش بے آخر است / گر دو چشمش هست حکمش اعور است
این سخن پایان ندارد آن خفیف / می نویسد رقعه در طمع رغیف

باقی قصہ خط لکھنا غلام کا طالب میں وظیفہ کے

پاس گیا باورچی کے قبل از خط گیا / کہہ بخیل مطبخ شاہ سخا
اسکی ہمت چاہے کب کہ اسقدر / وہ رکھے میرے وظیفہ پر نظر
بولا فرمایا ہے حکمت کے لیے / نے پئے بخل و تنگی دست کے
بولا واللہ یہ بناوٹی بات ہے / ورنہ زر ہے خاک آگے شاہ کے
جو کہا باورچی نے حجت پیش کین / اسنے اسے حرص سے سب رد کین
جو وظیفہ آیا اسکو صبح کم / گالیان دین اور نہ آیا کچھ سہم
بولا یہ کرتا ہے تو سب قصد سے / بولا کہ میں ہون تابع حکم کے
شاخ سے مت جان اسکو اصل سے / ہے کمان سے تیر بل بازو سے ہی
ما رمیت اذ رمیت امتحان / نے نبی پر رکھ گنہ حق سے تو جان
ہے پانی سر سے اے جوان / آگے قدم بڑھ کر تو دیکھا سکو عیان

بقیہ نوشتن غلام رقعہ را بطلب اجری

رفت پیش از نامہ پیش مطبخی / کای بخیل از مطبخ شاہ سخی
دور از او و ز ہمت او کاین قدر / از جری ام آیدش اندر نظر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است / نے برائے بخل و نے تنگی دست
گفت دہلیز است و اللہ این سخن / پیش شہ خاک است این زر کہن
مطبخی دہ گونہ حجت برفراشت / او ہمہ رد کرد از حرصی کہ داشت
چون جری کم آمدش در وقت چاشت / زد بسی تشنیع او سودی نداشت
گفت قاصد میکنند اینہا شما / گفت نے کہ بندہ فرمانیم ما
این مگیر از فرع این از اصل گیر / بر کمان کم زن کہ از بازوست تیر
ما رمیت اذ رمیت ابتلاست / بر نبی کم نہ کہ آن از خداست
آب از سر تیرہ است ای خیرہ چشم / پیشتر بنگر یکے بگشائے چشم

غصہ ہو کر محل کے اندر گیا ۔ اور بس غصہ کا خط شہ کو لکھا
لکھیں اُس خط میں بہت حمد و ثنا ۔ اور پر وئے گوہر جود و سخا
ابر اور دریا نہیں تجھ سے ہوا ۔ تیرے ہیں محتاج تو حاجت روا
جو کہ بس وے ابر ہے رو کر کے دے ۔ ہاتھ تیرا وہ مدام ہنس کر کے دے
مدح میں وہ خط اگرچہ تھا لکھا ۔ دیتا بو اُس مدح سے پر خشم تھا
تیرا سب کام اسلیئے بے نور ہے ۔ نور پیدا اُس سے جو تو دور ہے
کھوٹی رونق کام کی ناداں کے ہو ۔ تازہ میوہ جلد فاسد جیسے ہو
رونق دنیا بھی کھوٹی جاندہے ۔ عالم کون و فسادا سمیں ہر جہ
دل نہیں ہوتا ہی خوش مداح سے ۔ جو کہ وہ مدح سے کینے کو رکھے
جبر و کینہ سے تو اے دل پاک ہو ۔ اُس گھڑی جلدی سے پڑھ الحمد کو
منہ پہ الحمد اور کینہ اندرون ۔ ہے زبان پر مکر گویا یا فسون
تب کہا حق نے کہ بس حاضر ہوں میں ۔ ظاہر و باطن پہ بس ناظر ہوں میں

شد ز خشم و غم درون لقعۂ ۔ سوی شہ بنوشت خشمین رقعۂ
اندر ان رقعہ ثنای شاہ گفت ۔ گوہر جود و سخاے شاہ سفت
کای ز بحر و ابر افزون کف تو ۔ جملہ محتاجان تو او ردہ رد
زانکہ ابر آنچہ دہد گریان دہد ۔ کف تو خندان پیاپی خوان دہد
ظاہر رقعہ اگرچہ مدح بود ۔ بوے خشم از مدح اشا مینمود
زان ہمہ کار تو بی نور ست و زشت ۔ کہ تو دوری ز و ساز نور سرشت
رونق کار خسان کاسد شود ۔ ہمچو میوہ تازہ زود فاسد شود
رونق دنیا بر آرد ز و کساد ۔ زانکہ ہست از عالم کون و فساد
خوش نگردد از مدیحی سینہا ۔ چون کہ در مداح باشد کینہا
ای دل از کین و کراہت پاک شو ۔ وانگہان الحمد خوان چالاک شو
بر زبان الحمد و اکراہ از درون ۔ از زبان تلبیس باشد یا فسون
وانگہان گفتہ خدا کہ ننگرم ۔ ہم بظاہر ہم بباطن ناظرم

حکایت اُس مداح کی کہ بسبب عزت کے شکر ممدوح کا کرتا تھا اور بوے غم باطن کی پرانی گدڑی ظاہر اُسکے سے آتی تھی

حکایت آن مداح کہ از جہت ناموس شکر ممدوح میکرد و بوے اندوہ اندرون از خلافت دلق ظاہر اومے نمود

ایک گدڑی پوش آیا از عراق ۔ دوستوں نے پوچھا پھر حال فراق
بولا گرچہ تھا فراق الاسفر ۔ مجھپر اچھا اور مبارک بشیر
دس ہزار مجھے خلعت خلیفہ نے دیے ۔ ہو جیو مدح و ثنا جان اُسکی پے
حمد و شکر اُسکے وہ کرتا ظاہر ۔ یان تلک کہ شکر حد سے لیگیا
گدڑی پوشی کی کہا حالت تری ۔ دیتی ہے تجپر گواہی جھوٹھ کی
تن برہنہ سر برہنہ تو رکھے ۔ تو نے سیکھا یا چرایا شکر ہے
میر کی حمد و ثنا کا ہے کہاں ۔ تیرے سر اور پاؤں سے اور نشان
شکر تنہ جاری زبان تیری پہ ہیں ۔ ہفت اندام اور شکایت بس کریں

آن یکے با دلق آمد از عراق ۔ باز پرسیدند یاران از فراق
گفت آرے بد فراق الاسفر ۔ بود بر من بس مبارک مژدہ ور
کان خلیفہ دادہ دہ خلعت مرا ۔ کہ قرینش باد صد مدح و ثنا
شکر ہا و حمد ہا بر مے شمرد ۔ تا کہ شکر از حد و اندازہ ببرد
پس بگفتندش کہ احوال نژند ۔ بر دروغ تو گواہی میدہند
تن برہنہ سر برہنہ سوختہ ۔ شکرہا وز دیدہ دیا آموختہ
کو نشان شکر و حمد میر تو ۔ بر سر و بر پاے بے توقیر تو
گر زبانت مدح آن شہ می تند ۔ ہفت اندامت شکایت میکند

تھا نہیں بخشش میں شاہ جود کے / ہوئی ادا جامہ تیرے واسطے
بولا جو کچھ کہ ملا میں نے دیا / میر نے نقصان نہ دینے میں کیا
سب عطا لیتا تھا میں اُس میر سے / بخشتا تھا میں یتیم و میر پے
مال دیکر میں نے لی عمر دراز / اسکے بدلے میں کہ تھا میں پاکباز
ہو مبارک عمر و مال اب وہ گیا / کیسا باطن پر دھواں تیرا اٹھا
تیرے اندر سو کراہت مثل خار / کب نشان غم ہو خوشی کا زینہار
عشق و بخشش کی نشانی ہو کہاں / گر وہ سچ ہو جو کیا تو نے بیان
مال گر وہ زر گیا وہ میل کہاں / سیل گر گزرا وہ جائے سیل کہاں
آنکھ تیری جو سیاہ اور خوب تھی / گر گئی خوبی تو نیلی کیوں ہوئی
پاکبازی کا کہاں ہو وہ نشان / بو کجی کی آئے چپ رہ میاں
سو نشان ہوتے ہیں دل میں جود کو / سو علامت ہو دہی کا نیک کے
مال بخشش میں اگرچہ خرچ ہو / زندگی باطن میں عوض پائے سو
کھیتی کرتا ہو زمین حق میں خوب / پاک تخم اُس جا میں بس یہ ہیں خوب
گر نہو یہ کشت جان پاک دانہ سو / صحن ارض اللہ واسع کیسے ہو
اصل ارض اللہ قلب عارف کا ہے / لامکاں ہے تحت و فوق اُسکو نہ ہے
باغ ہو سے گر نہیں خوشہ اُگے / واسع ارض اللہ ہو کس طرح سے
جو کہ یہ کھیتی نہیں ارض فنا / کیسے ارض اللہ بری ہو گی سوا
نے عدد نے حد ہو کھیتی اُسکی کو / دانہ ادنی ہووے ہو وہ سات سو
حمد کی تو نے نشان اُسکا کہاں / نے اثر اندر نہ باہر ہے عیاں
حمد عارف کی خدا کو ہے سزا / حمد کے ہیں دست و پا اسکے گواہ
چاہ ظلمت سے نکالا ہے اُنہیں / قید دنیا سے چھڑایا ہو انہیں
اطلس تقوی و نور الفت کا ہے / حمد کی اُن کی نشانی جسم پے
عالم فانی سے چھوٹے ساکنان / باغ عین جاریہ کے شکمیان
سہر عالی ہمتی کے تخت پے / اُن کی بزم و جا و رتبہ ہے بہم
مقعد صدق صدیقین ہے / تازہ رو سرسبز اور سب خوش ہیں اب

مکان پسندیدہ نزدیک شاہ ہوا

در سخاے آن شہ و سلطان جود / مر ترا گفتے و شکواری نبود
گفت من ایثار کردم آنچہ داد / میر تقصیرے نکرد از افتقاد
بستدم جملہ عطاہا از امیر / بخش کردم بر یتیم و بر فقیر
مال دادم بستدم عمر دراز / در جزا زیرا کہ بودم پاکباز
پس بگفتندش مبارک مال رفت / چیست اندر باطنت این دود و تفت
صد کراہت در درون تو چو خار / کے بود اندوہ نشان انتشار
کو نشان عشق و ایثار و رضا / گر درست ست آنچہ گفتی ماجرا
خود گرفتم مال گم شد میل کو / سیل اگر بگذشت جای سیل کو
چشم تو گر بد سیاہ و جانفزا / گر نماند او جانفزا ازرق چرا
کو نشان پاکبازی ای ترش / بوی لاف کژ ہمی آید خمش
صد نشان باشد درون ایثار را / صد علامت ہست نیکوکار را
مال در ایثار اگر گردد تلف / در درون صد زندگی آید خلف
در زمین حق زراعت کردنی / تخمہاے پاک آنگہ دخل نی
گر نگردد زرع جان را یہ اصل / صحن ارض اللہ واسع کے بود
اصل ارض اللہ قلب عارفست / لامکانست و ندارد فوق پست
گر نروید خوشہ از روضات ہو / پس چہ واسع باشد ارض اللہ بگو
چونکہ این ارض فنا بی ریع نیست / چون بود ارض اللہ آن مستوسعیست
ریع آن را نی حد و نی عد بود / کمترین دانہ بہ ہفتصد بود
حمد گفتی کو نشان حامدون / نی برونت ہست آثارے اندرون
حمد عارف مر خدا را راست ست / کو گواہ حمد او شد پا و دست
از چہ تاریک جسمش برکشید / وز تنگ زندان دنیی اش خرید
اطلس تقوی و نور مؤتلف / آیت حمدست او را بر کتف
وا رہیدہ از جہان عاریہ / ساکن گلزار و عین جاریہ
بر سریر سر عالی ہمتش / مجلس و جاہ و مقام و رتبتش
مقعد صدقی کہ صدیقان بود / جملہ سرسبز و شاد و تازہ رو

حمد ان کی مثل حمد گلستان | کہ بہاروں میں رکھے ہے سو نشان
ہے بہار ان کی یہ چشمے اور گیاہ | اور گلستان اور نگارستان گواہ
ہیں گواہوں سے گو لاکھ ہر طرف | بس گواہی میں جو در اندر صدف
آئے دم سے بوے بد بس تیرے | چکھے غم تیرے سہر رخسار سے
لو شناس اب جو مقابل میں ترے | ہای ہو چھوٹی تو جلدی چھوڑ دے
مشک کا دعوی نہ کر بوے پیاز | کرتی ہے دم سے ترے ظاہر وہ راز
کھایا میں نے گل شکر کہتا ہے تو | آتی بوے لس یہ جھوٹا ہے تو
دل ہے بس مانند اک خانہ کلان | خانہ دل کے ہیں ہمسائے نہان
روزن دیوار کی بس درز سے | مطلع ہوتے ہیں وہ اسرار سے
درز ایسے کو نجانے کوئی وہم | صاحب خانہ نہ رکھے کچھ بھی فہم
پڑھ تو قرآن سے کہ قوم دیو جو | حال سے انسان کے مخفی رہے ہیں تو
ایسے رہ سے کہ نہ انسان کو خبر | کیونکہ اس محسوس سے ہیں وہ دور تر
مت تن اے مکار صرافوں میں تو | مت محک سے دعوی کر ای قلب جو
ہے محک کو راہ اندر نقد و قلب | کر دیا حق نے امیر جسم و قلب
جو شیاطین بس خباثت اپنی سے | راز مذہب ہیں ہمارے جانتے
راہ چوری کی جو رکھتے اندرون | چوریوں سے آگہی ہم ہیں سرنگون
دمبدم نقصان و ابتر کرتے ہیں | در ز روزن پر حکومت رکھتے ہیں
جان روشن کیسے ہو اندر جہان | بے خبر حال نہان سے اے جوان
دیوے کمتر ہو ہیں تاثیر میں | جو کہ روحیں خیمہ زن گردون پہ ہیں
سوی گردون دیو جائے جو سیاہ | ہر وہ مطعون وہ شہاب سے جلا
سرنگون افلاک سے ایسا گرے | جنگ میں جیسا شقی کھا زخم سے
رشک سے بس روحہای پاک کے | سرنگون گرتے ہیں وہ افلاک سے
بو النکر اندر صاہرا تو ہو گر | یہ گمان مت کر تو روح ماہ پر
شرم رکھ دعوی نکر جا کھو نہ تو | ہیں بہت جاسوس آسمان کے یہ سے

حمد شان چون حمد گلشن از بهار | صد نشانی دارد و صد گیر و دار
بر بهارش چشمه و نخل و گیا | وان گلستان و نگارستان گوا
شاهد شاهد هزاران هر طرف | در گواهی همچو گوهر در صدف
بوی سیر بد بیاید از دمت | در سر و رو تا بهای لافی غمت
بو شناسانند حاذق در مصاف | تو بجلدی های هو کم کن گزاف
تو ملاف از مشک کان بوی پیاز | از دم تو میکند مکشوف راز
گلشکر خوردم همیگوئی تو بوی | میزند از سیر که یافه مگوی
هست دل مانند خانه کلان | خانه دل را نهان همسایگان
از شکاف روزن و دیوارها | مطلع گردند بر اسرارها
از شکافی که ندارد هیچ وهم | صاحب خانه ندارد هیچ سهم
از نبی برخوان که دیو و قوم او | می برند از حال انسان خفیه بو
از رهی که انس از آن آگاه نیست | زانکه زین محسوس و زین اشباه نیست
در میان ناقدان زرقی متن | با محک ای قلب دون لافی مزن
مر محک را ره بود در نقد و قلب | که خدایش کرد امیر جسم و قلب
چون شیاطین با غلیظیهای خویش | واقفند از سر ما و فکر و کیش
مسلکی دارند دزدیده درون | ما ز دزدیهای ایشان سرنگون
دمبدم خبط و زیانی میکنند | صاحب نقب و شکاف روزن اند
پس چرا جانهای روشن در جهان | بی‌خبر باشند از حال نهان
در سرایت کمتر از دیوان شدند | روحها که خیمه بر گردون زدند
دیو دزدانه سوی گردون رود | از شهاب او محترق مطعون شود
سرنگون از چرخ زیر افتد چنان | که شقی در جنگ از زخم سنان
آن ز رشک روحهای دلپسند | از فلکشان سرنگون می‌افکنند
تو اگر شلی و لنگ و کور و کر | این گمان بر روحهای مه مبر
شرم دار و لاف کم زن جان مکن | که بسی جاسوس هست آن سوی تن

دریافت کرنا طبیبان الٰہی کا امراض دل

دریافتن طبیبان الهی امراض دل و دین را

ترجمہ	متن
وہ بن کو پیشانی مریدون اور بیگانون اور آوازون انکی و رنگ انکے و چشم انکی مین اور بغیران سب کے بھی ازراہ دل کے کہ انہم جواسیس القلوب فجالسوہم بالصدق	در سیماے مرید و بیگانہ و لحن گفتار او و رنگ او و چشم او و بے این ہمہ نیز ازراہ دل کہ انہم جواسیس القلوب فجالسوہم بالصدق

ترجمہ		متن	
یہ طبیبان بدن جو ہوشمند	تیری نسبت جانتے تجھ سے بیشتر	ہست طبیبان بدن دانش پژوہ	بر مشام تو ز تو واقف ترند
دیکھتے ہیں کہ قارورہ سے حال	تو نہ جانے اس سبب سے اعتلال	تا ز قارورہ ہمی بینند حال	کہ ندانی تو از آن رو اعتلال
نبض سے بھی جسم کے بھی رنگ سے	سو مرض کو جانتے ہیں اور دم سے	ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم	بو برند از تو بہر گونہ سقم
پس طبیبان الٰہی در جہان	کیوں نہ جانیں تجھسے اسرار نہان	پس طبیبان الٰہی در جہان	چون ندانند از تو بی گفت دہان
تیری نبض و چشم سے اور رنگ سے	سو مرض کو دیکھتے تجھ بیدرنگ	ہم ز نبضت ہم ز چشمت ہم ز رنگ	صد سقم بینند از تو بیدرنگ
یہ طبیب تن کہ نوآموز ہیں	ان نشانون کی ہے حاجت	این طبیبان نوآموزند خود	کہ برین آیاتشان حاجت بود
نام تیرا دور سے کامل سنیں	تہ میں ترے جسم کے ہو جائیں	کاملان از دور نامت بشنوند	تا بقعر تار و پودت در روند
بلکہ پیدائش سے پہلے تیرے	دیکھا ہو گا تجھکو ان حالون کے	بلکہ پیش از زادن تو سالہا	دیدہ باشندت ترا با حالہا
حال تیرا جانتے ہیں مو بمو	کیسے ہیں پر سر سے	حال تو دانند یک یک مو بمو	زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

ترجمہ	متن
خوشخبری دینا بایزید کی پیدایش ابوالحسن خرقانی کی برسون پہلے اور نشان صورت و سیرت انکی کا ایک ایک بتانا اور لکھنا تاریخ نویسون کا اسکو واسطے صداقت کلام انکی کے	مژدہ دادن بایزید از زادن ابوالحسن خرقانی پیش از سالہا و نشان صورت و سیرت او یک یک و نوشتن تاریخ نویسان آن را جہت صدق او

ترجمہ		متن	
تب سنی ہے داستان بایزید	تو کہو ہے ابوالحسن کی پیش دید	آن شنیدی داستان بایزید	کہ ز حال بوالحسن پیشین چہ دید
ایک دن جاتا تھا وہ	جانب صحرا کے اپنے مرید	روزی آن سلطان تقوی میگذشت	با مریدان جانب صحرا و دشت

بوی خوش کا اسکو آئی ناگہان | ری کے جنگل میں کدھر ہو خارجان
عشق مشتاقوں کے دل نالہ کیا | اور سونگھی باد سے بو بر ملا
بوی خوش جون عاشق اسکو آئی تھی | باد سے جان جگی بادہ پیتی تھی
جیسے کوزہ پھر ہوا آب برف سے | چون عرق پیدا ہے اسکے جسم پے
آیا نم باہر جو کوزہ برف کے | وہ ہوا پانی ہوا سے سرد کے
باد اس کی بو کی پانی ہو گئی | اور ہوا پانی شراب اسکو بنی
آن میں جو آثار مستی کا کھلا | اسکے ہر یا اسکا لبرا سدم آگیا
پوچھا یہ احوال خوش کس سے جو ہے | پانچ چھ پردون آن باہر جو کر رہے
گہ سفید و گاہ سرخ و زرد رو | ہوتا ہے کیا حال تیرا ای نکو
سونگھتی بولا دو گل نہیں ظاہر کہے | یہ بیشک باغ گل در غیب سے
ای تو مقصود جان مشتاقوں کا ہے | غیب سے نامہ پیام ہر دم تیرے
ہر گھڑی یوسف سے جوں یعقوب کے | پہنچتی ہے بو دماغ اندر تیرے
اس سبو سے ایک قطرہ ہمکو دے | ہمکو شمہ کہہ کے اس گلزار سے
یہ نہ اپنی خو ہے اے مقبول رب | کھا کے تو تنہا رہا ہیں ہم خشک لب
اے فلک پیما تو جلدی آنکے | عجب یہ ہے تو ... تنہا ہمکو دے
میر مجلس دوسرا کچھ نہیں | دہر میں تو دیکھ یار دیگر نہیں
کب تو اس بادہ کو پنہان پی سکے | ہے یقین کہ مرد کو رسوا کرے
بو کو پنہان اور پوشیدہ کرے | چشم مست اپنی کو کون کیونکر رکھے
یہ نہ وہ بو ہے کہ خود اندر جہان | میکرون پردے کر چھپیں اسکو نہان
اسکی تیزی دشت و صحرا میں بھری | دشت کیا ہے نہ فلک سے بھر گئی
اس سبد خم پر تو کہگل مت کرے | لے برہنہ یہ ہے خود پوشش رکھے
لطف کر اے راز دان و راز گو | باز سے جو صید پکڑا پھر کہو
بولے آکا در مجھے ہو آئی بو | مصطفے کو جوں یمن سے آئی بو
ہاتھ اوٹھا کر کے محمد نے کہا | کہ یمن سے آئے ہے بوئے خدا
آئے ہے رامین کو بوئے جان ویس | بوئے حق آئی ہو از راہ اویس

بوے خوش آمد مرا وز ناگہان | در سبو او بے زدہ خارتان
ہم در انجا نالہ اشتیاق کرد | بوے را از باد مشتاق کرد
بوے خوش را عاشقانہ می کشید | جان او از باد و بادہ می چشید
کوزہ کو از یخ آبہ پر بود | چون عرق بر ظاہرش پیدا شود
از درون کوزہ نم بیرون زدہ | آن ز سردی ہوا آبی شدہ
باد بوے او مرا در آب گشت | آب ہم او را شراب ناب گشت
چون ورد آثار مستی شد پدید | یک مرید او را از آن دم در رسید
پس بپرسیدش کہ این احوال خوش | کہ برونست از حجاب پنج و شش
گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید | میشود رویت چہ حالست و نوید
میکشی بوی بظاہر نیست گل | بیشک از غیبست و از گلزار کل
ای تو کام جان ہر خودکامہ | ہر دم از غیبت پیام و نامہ
ہر دمی یعقوب وار از یوسفی | میرسد اندر مشامت تحفۂ
قطرۂ بر ریز بر ما زان سبو | شمۂ زان گلستان با ما بگو
خو ندارم ای جمال مہتری | کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری
ای فلک پیمای چست چست خیز | زانچہ خوردی جرعۂ بر ما بریز
میر مجلس نیست در دوران دگر | جز تو ای شہ در حریفان درنگر
کی توان نوشید این می زیر دست | بے یقین ہر مرد را رسوا گرست
بوی را پوشیدہ و مکنون کند | چشم مست خویشتن را چون کند
خود نہ آن بوییست کاندر جہان | صد ہزاران پردہ اش دارد نہان
پر شد از تیزی او صحرا و دشت | دشت چہ کز نہ فلک ہم در گذشت
این سر خم را بہ کہگل در مگیر | کاین برہنہ نیست خود پوشش پذیر
لطف کن ای راز دان راز گو | آنچہ بازت صید کردش باز گو
گفت بوے بوالعجب آمد بمن | ہمچنانکہ مر نبی را از یمن
کہ محمد گفت بر دست صبا | از یمن می آیدم بوے خدا
بوی رامین میرسد از جان ویس | بوی یزدان میرسد ہم از اویس

از اویس و از قرن بوی عجب / مر نبی را مست کرد و پر طرب
چون اویس از خویش فانی گشته بود / آن زمینی آسمانی گشته بود
آن هلیله پروریده در شکر / چاشنی تلخیش نبود دگر
آن هلیله رسته از ما و منی / نقش دارد از هلیله طعم نی
آن کسے کز خود بکلی درگذشت / این منی و مائی خود در نوشت
این سخن پایان ندارد بازگرد / تا چه گفت از وحی غیب آن شیرمرد

پس اویس و قرن سے بوئی عجب / مست کرتی ہے نبی کو پر طرب
جو اویس اپنے سے فانی ہو گیا / وہ زمینی آسمانی ہو گیا
جو ہلیلہ قند کے اندر پلے / چاشنی تلخ اسکی نہ باقی رہے
ہوئی ہلیلہ کی خودی جبکہ فنا / شکل رکھے ہے ہلیلہ کا مزا
جو خودی سے کوئی بالکل چھپ گیا / خود نمائی کو خود اس نے طے کیا
لو ہے تو بے انتہا یہ بات ہے / کیا کہا عارف نے وحی غیب سے

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی لاجد (تحقیق میں پاتا ہوں) نفس الرحمن من جانب الیمن

خوشبو رحمن کی یمن کی طرف سے ۱۲

گفت زین سو بوی یاری میرسد / کاندرین ده شهریاری میرسد
بعد چندین سال می زاید شهی / می زند بر آسمانها خرگهی
رویش از گلزار حق گلگون بود / از من او اندر مقام افزون بود
چیست نامش گفت نامش بوالحسن / حلیه‌اش واگفت ز ابرو و ذقن
قد او و رنگ او و شکل او / یک بیک واگفت از گیسو و رو
حلیه‌های روح او را هم نمود / از صفات و از طریق و جا و بود
حلیهٔ تن همچو تن عاریتست / دل بران کم نه که آن یکساعتست
حلیهٔ روح طبیعی هم فناست / حلیهٔ آن جان طلب کو بر سماست
جسم او همچون چراغی بر زمین / نور او بالای سقف هفتمین
آن شعاع آفتاب اندر وثاق / قرص او اندر سپهر چارطاق
نقش گل در زیر بینی بهر لاغ / بوی گل بر سقف ایوان دماغ
مرد خفته در عدن دیده فرق / عکس آن بر جسم افتاده و عرق
پیرهن در مصر رهن یک حریص / پر شده کنعان ز بوی آن قمیص
بر نبشتند آن زمان تاریخ را / از کباب آراستند آن سیخ را

بو سے آئی اس طرف سے بوئے یار / آ اس موضع میں ہوا اک شہریار
بعد کئی اک سال کے پیدا ہو شاہ / آسمانوں پر رکھے وہ اپنی راہ
اسکا منہ گلزار حق سے سرخ ہے / اور مقام افزون کہے بس مجھ سے وہ
کیا ہے نام اسکا کہا ہے بوالحسن / اور کہا سب حلیہ ابرو ذقن
اسکے قد اور شکل اسکے رنگ سے / کہہ دیا اک ایک منہ کے ڈھنگ سے
حلیے اسکے روح کے ظاہر کیے / اور صفات اور راہ بود و باش کے
تن کا حلیہ مثل تن بھی عارضی / دل نہ رکھ اس پر کہ ہے اک ساعتی
روح طبعی کا بھی حلیہ ہے فنا / جان و حلیہ جان ہے بالائے سما
ہے زمین پر جون چراغ اسکا وجود / نور اسکا چرخ پر رکھے صعود
وہ شعاع شمس اندر گھر کے ہے / اور قرص اسکا ہے اندر چرخ کے
زیر بینی نقش گل فرحت کو ہے / بوئے گل چھت پر ہے تیرے مغز کے
مرد خفتہ شہر میں جو کہ درست / اسکے عکس اسکا عرق کو جسم پہ
پیرہن ہے مصر میں رہن یک کے / ہے بوئے پیراہن سے کنعان میں ہوا
پس لکھا اس وقت اس تاریخ کو / کی کباب ہوں سے درست اس سیخ کو

جب کہ وہ تاریخ اور وقت آگیا	اس زمین سے شہ وہ پیدا ہو گیا	چون رسید آنوقت وان تاریخ راست	زان زمین آن شاہ پیدا گشت خاست

پیدا ہونا ابوالحسن کا خرقان میں بعد وفات بایزید قدس سرہ کے اسی تاریخ کو

زادن ابوالحسن خرقانی بعد از وفات بایزید روح اللہ روحہ

شاہ وہ پیدا ہوا حاکم ہوا	اور عدم سے آ ظہور اپنا کیا	زادہ شد آن شاہ و نرد ملک باخت	از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت
بعد برسوں کے حسن پیدا ہوا	بایزید اس دار سے جبکہ گیا	از پس آن سالہا آمد پدید	بوالحسن بعد از وفات بایزید
عادتیں کل آکی بخل و جود سے	ویسی تھیں جیسی کہا اس شاہ نے	جملہ خوہای او ز امساک و جود	آن چنان آمد کہ آن شہ گفتہ بود
لوح محفوظ اُسکا ہے بس پیشوا	کس سے ہے محفوظ محفوظ از خطا	لوح محفوظ است او را پیشوا	از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
نے نجوم اور نے رمل اور نے ہے خواب	وحی حق واللہ اعلم بالصواب	نی نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب	وحی حق واللہ اعلم بالصواب
عام سے پوشیدہ رکھنے کو بیان	وحی دل کہتے ہیں اسکو صوفیان	از پی روپوش عامہ در بیان	وحی دل گویند او را صوفیان
وحی دل کہ اُسکا منظرگاہ ہے	کیوں خطا ہو اُس سے دل آگاہ ہے	وحی دل گیرش کہ منظرگاہ اوست	چون خطا باشد چو دل آگاہ اوست
مومنان ینظر بنور اللہ ہوئے	اور خطا و سہو سے بالکل چھٹے	مومن ینظر بنور اللہ شدی	از خطا و سہو بیرون آمدی

نقصان لطیفہ جان و دل صوفی کا غذای حق تعالی سے

نقصان اجزای دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالی

جو کہ صوفی فقر سے غمگین ہو	عین فقر اسکو غذا دیوے کہ جو	صوفی از فقر چون در غم شود	عین فقرش دایہ و مطعم شود
کیونکہ جنت صاف ہے مکروہ کے	رحم حق میں شکستہ دل کے ہے	زانکہ جنت از مکارہ رستہ است	رحم قسم عاجز اشکستہ است
مرتبے اعلیٰ سے پھیرے جو کہ رو	خلق در رحم حق نہ آئے اسکی سو	آن کہ سرہا بشکند او از علو	رحم حق و خلق ناید سوی او
بات یہ ہے انتہا ہے وہ جوان	کم وظیفے سے ہوا بس ناتوان	این سخن آخر ندارد وان جوان	از کم اجرای نان شد ناتوان
خوش ہو وہ صوفی کہ رزق اسکا ہو کم	پوت اسکی در ہوا اور دہ ہو کم	شاد آن صوفی کہ رزقش کم شود	آن شبہ اش در گرہ و اویم شود
جو غذائے خاص سے آگہ ہوا	لایق قرب و وظیفہ کہ ہوا	زان جرای خاص ہر کہ آگاہ شد	او سزای قرب و اجری گاہ شد
اس غذائے جان سے جو نقصان ہے	جان کو بس نقصان سے لرزان ہے	زان جرای روح چون نقصان شود	جانش از نقصان آن لرزان شود
پس وہ جانے کہ خطا کچھ ہو گئی	جون سمن زار رضا کی نہ کھلی	پس بداند کہ خطای رفتہ است	کہ سمن زار رضا آشفتہ است

پھر ناظر حکایت غلام سے کہ خط بادشاہ کو سبب کم ہونے وظیفہ کے لکھا و کم التفاتی بادشاہ کی

جیسے کوئی کھیت کے نقصان سے ۔ صاحب خرمن کی جانب خط لکھے
شاہ کے آگے خط اسکا لے گیا ۔ خط پڑھا اور نے جواب اسکو دیا
بولا اسکو جز خورش ہے درد بس ۔ پس جواب احمق کا خاموشی ہے بس
نے رکھے وہ درد ہجر و وصل کچھ ۔ شاخ کا قیدی ہے چاہے اصل کچھ
احمق اور مردہ وہ بس نخوت سے ہے ۔ اصل نے چاہے وہ غم سے شاخ کے
اک زمین و آسمان کو سیب جان ۔ کہ درخت قدرت حق سے عیان
ایک کیڑہ سیب میں ہے تو بشر ۔ ہے درخت و باغبان سے بیخبر
دوسرا کیڑہ ہے سیب اندر مگر ۔ اسکی جان باہر سے رکھتی ہے خبر
اسکی جنبش پھاڑتی ہے سیب کو ۔ نے اٹھائے سیب اس آسیب کو
پھاڑتے پردے اسکی جنبش ہے بھلا ۔ شکل میں کیڑہ بمعنی اژدہا
آگ اول سنگ سے جو جستی ہے ۔ وہ قدم کو سست باہر بس رکھے
پہلے پنبہ دانہ پر آخر کو ۔ تا کرہ پہونچائے ہے شعلہ کو وہ
مرد پہلے خواب و خور میں مبتلا ۔ پر فرشتے سے ہے آخر کو سوا
روئی اور گندک کے اندر بیتاب ۔ شعلۂ نور اسکا پہونچے تا بماہ
عالم تاریک کو روشن کرے ۔ آہنی کندہ کو اک سوزن کرے
بھی اگرچہ آگ جسمانی سے ہے ۔ روح سے نے ہے نہ روحانی سے ہے
تن کو نے نسبت ہے اسکے قائدے ۔ بحر جان کے آگے تن قطرہ سا ہے
جان سے تن کا نور بس پایدہ ہے ۔ جان جائے جسم یہ مردہ ہے
تن کی اک دو گز سے نے حد بیش ہے ۔ تا فلک جان تیری جولانی کرے
تا سمرقند و بخارا جان کو ۔ ہے قدم آدھا تصور میں لا
آنکھ کی دو تولہ چربی ہے تری ۔ نور روح اسکا فلک تک راہی
دیکھے ہے دیدے کے نور اندر رہا ۔ آنکھ بے اس نور کے ہو وے خراب

بازگشتن بحکایت غلام که رقعه نوشت سوی شاه جهت کمی اجرای او و کم التفاتی شاه

همچنان کان شخص از نقصان کشت ۔ رقعه سوی صاحب خرمن نوشت
رقعه اش بردند پیش شاه راد ۔ خواند او رقعه جوابی وا نداد
گفت او را نیست الا درد قوت ۔ پس جواب احمق اولیتر سکوت
نیستش درد فراق و وصل هیچ ۔ بند فرع ست و نجوید اصل هیچ
احمق ست و مردهٔ ما و منی ۔ کز غمش فرع فراغ اصل نی
آسمانها و زمین یک سیب دان ۔ کز درخت قدرت حق شد عیان
تو چو کرمی در میان سیب در ۔ از درخت و باغبانی بی خبر
آن یکی کرمی دگر در سیب هم ۔ لیک جانش از برون صاحب علم
جنبش او وا شکافد سیب را ۔ بر نتابد سیب آن آسیب را
بر دریده جنبش او پرده ها ۔ صورتش کرم ست و معنی اژدها
آتشی کاول ز آهن می جهد ۔ او قدم بس سست بیرون می نهد
دایه اش پنبه است اول لیک اخیر ۔ می رساند شعله ها او تا اثیر
مرد اول بستهٔ خواب و خورست ۔ آخر الامر از ملایک برترست
در پناه پنبه و کبریتها ۔ شعلهٔ نورش برآید تا سها
عالم تاریک روشن میکند ۔ کندهٔ آهن بسوزن می کند
گرچه آتش نیز هم جسمانیست ۔ نی ز روح ست و نه از روحانیست
جسم را نبود از آن عز بهره ۔ جسم پیش بحر جان چون قطره
جسم از جان روز افزون می شود ۔ چون رود جان جسم بین چون میشود
حد جسمت یکدو گز خود بیش نیست ۔ جان تو تا آسمان جولان کنیست
تا به بغداد و سمرقند ای همام ۔ روح را اندر تصور نیم گام
دو درم سنگ است پیه چشمتان ۔ نور روحش تا عنان آسمان
نور بی این چشم می بیند بخواب ۔ چشم بی این نور نبود جز خراب

جان فارغ تن کی داڑھی مونچھ ہے ۔ یہ بدن بے جان کے مردار ہے
یہ تجمل روح حیوانی کا ہے ۔ روح انسانی کو بڑھ کے دیکھ لے
اب گذر انسان و قال و قیل سے ۔ بحر جان تک حضرت جبریل کے
جان احمد بعدہ روکے تجھے ۔ ڈرے جبریل و رہے واپس پھرے
کہوے گر قدر کمان آگے بڑھوں ۔ تیری جانب تو اسی دم میں جلوں
یہ نہیں رکھتی ہے صحرا پاؤں سر ۔ بے جواب خط ہے وہ خستہ جگر

جان زریش و سبلت تن فارغ است ۔ لیک تن بیجان بود مردار و پست
بازنامہ روح حیوانیست این ۔ پیشتر آ روح انسانی ببین
بگذر از انسان وہم از قال و قیل ۔ تا لب دریای جان جبرئیل
بعد از آنت جان احمد لب گزد ۔ جبرئیل از بیم تو واپس خزد
گوید ار آیم بقدر یک کمان ۔ من بسوی تو بسوزم در زمان
این بیابان خود ندارد پا و سر ۔ بے جواب نامہ خستہ ست آن پسر

غمگین ہونا اس غلام کا بسبب نہ آنے جواب خط بادشاہ کے
غمگین شدن آن غلام بسبب نا آمدن جواب رقعہ از پادشاہ

جو جواب آیا نہیں خیرہ ہوا ۔ آب صاف اس غم سے بس تیرہ ہوا
بے قرار و خواب از راہ جنون ۔ رات دن تھا فکر میں وہ سرنگون
اے عجب کیوں نہ جواب شہ ملا ۔ یا مرے خط کو نہ قاصد نے دیا
خط چھپایا نے دکھایا شاہ کو ۔ تھا منافق اور بس مکار رو
دوسرا خط آزمانے کو لکھوں ۔ دوسرا قاصد میں ڈھونڈھوں نیک خو
تھا و باورچی پہ اور شاہ پہ ۔ عیب رکھا بے خبر نے جہل سے
نہ کبھی اپنے کو ڈھونڈھا بسکہ میں ۔ بت پرستوں سا ہوں کجرو دین میں

چون جواب نامہ نامد خیرہ گشت ۔ وز غم آن آب صافی تیرہ گشت
بی قرارش ماند و بی خواب از جنون ۔ روز و شب بد در تفکر سرنگون
کای عجب چیم نداد آن شہ جواب ۔ یا خیانت کرد رقعہ بر نتاب
رقعہ پنہان کرد و ننمود او بشاہ ۔ کو منافق بود و آبی زیر کاہ
رقعۂ دیگر نویسم زآزمون ۔ دیگری جویم رسول ذو فنون
بر امیر و مطبخی و نامہ بر ۔ عیب بنہادہ ز جہل آن بی خبر
ہیچ گرد خود نمی گردد کہ من ۔ کژ روی کردم چو اندر دین شمن

ٹیڑھا چلنا ہوا کا سلیمان علیہ السلام پہ بسبب زلت آنکی کے
کژ وزیدن باد بر سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او

باد کج تخت سلیمان پہ چلی ۔ بولے مت کر باد اب تو کجروی
باد بولی کجروی تم مت کرو ۔ گر ہو کج کج ہو مرے غصہ نہ ہو
یہ ترازو اس لیے حق نے رکھی ۔ تا مرے انصاف کو ہو برتری
کم ترازو سے کرو میں کم کروں ۔ تو ہو روشن جیسا کہ روشن میں ہوں
ایسے ہی تاج سلیمان نے کیا ۔ روز روشن کو سیہ اپنے کیا
بولے سر پر کج نہ ہو اے تاج تو ۔ مت چھپا مشرق سے خورشید کو

باد بر تخت سلیمان رفت کژ ۔ پس سلیمان گفت بادا کژ مغژ
باد ہم گفت ای سلیمان کژ مرو ۔ ور روی کژ از کژم خشمین مشو
این ترازو بہر این بنہاد حق ۔ تا رود انصاف ما را در سبق
از ترازو کم کنی من کم کنم ۔ تا تو با من روشنی من روشنم
ہمچنین تاج سلیمان میل کرد ۔ روز روشن را بر او چون لیل کرد
گفت تاجا کژ مشو بر فرق من ۔ آفتابا گم مشو از شرق من

سیدھا کرتے تاج کو وہ ہاتھ سے / تاج پھر ہو جاتا ٹیڑھا فرق پہ
آٹھ بار اسکو کیا سیدھا وہ پھر / ہو گیا ٹیڑھا کہا مت تاج پھر
بولا گر سو بار تم سیدھا کرو / ہوؤنگا میں ٹیڑھا جو تم ٹیڑھے رہو
سیدھا باطن کو سلیمان نے کیا / دل کو اس شہوت سے باز آخر رکھا
پس اسی دم تاج وہ سیدھا ہوا / جس طرح چاہتے تھے وہ ویسا ہوا
ٹیڑھا کرتے بعدہ قصداً اسے / تاج قصداً سیدھا ہوتا فرق پہ
آٹھ بار اس تاج کو ٹیڑھا کیا / تاج سر پر انکے سیدھا ہو گیا
بولے شہ اے تاج از رہ امتحان / کج کروں تو سیدھا ہو اے بے زبان
تاج بولا کہ اے شہ تو ناز کر / پر جو جھاڑے گل سے تو پرواز کر
کیا اجازت ہے کہ گذروں اس سے میں / غیب کے پردوں کو پھاڑوں اسکو میں
ہاتھ رکھ منھ پر مرے اور بند کر / منھ کو میرے قول ہے زود تر
تجھکو جو غم پیش آئے درد سے / خود پہ کر تہمت نہ رکھ تو غیر پہ
غیر پر مت کر گمان اے دست کام / وہ نہ کر جو سوچتا تھا وہ غلام
گاہ باورچی و قاصد سے اپنے / گاہ شاہنشہ پہ وہ غصہ کرے
جیسے موسی کو تھا فرعون ڈھونڈتا / خلق کے بچوں کا سر تھا توڑتا
گھر میں وہ دشمن تو اس اندھے کے تھا / اور بچوں کا وہ سر تھا کاٹتا
تو بھی باہر ہے بہرہ غیر کے / اور اندر خوش ہے اپنے نفس کے
وہ ترا دشمن ہے تو قند اسکو دے / تہمتیں باہر ہر اک پر تو رکھے
مثل فرعون تو جو اندھا دل سے ہے / بے گنہ کو مارے دشمن سے ملے
بیگنہ کش کب تلک اے فرعون تو ہو / اور نوازے جسم پر تاوان کو
عقل اسکی عقل شاہوں سے سوا / حکم حق نے پر اسے اندھا کیا
مہر حق کی عقل و کان آنکھ پہ ہے / گر فلاطون ہے تو وہ حیوان ہے
حکم حق کا لوح دل پر ہو پدید / جس طرح سے حکم غیب بایزید

راست میکرد او بدست آن تاج را / باز کج میشد بران تاج ای فتا
هشت بارش راست کرد و گشت کژ / گفت تاجا چیست آخر کژ مغژ
گفت اگر صد ره کنی تو راست من / کژ شوم چون کژ شوی ای موتمن
پس سلیمان اندرون راست کرد / دل بران شهوت که بودش کرد سرد
بعد از آن تاجش همانسان راست شد / آنچنان که تاج را میخواست شد
بعد از آنش کژ همی کرد او بقصد / تاج وا میگشت تارک چون بقصد
هشت کرت کژ بکرد آن مهترش / راست میشد تاج بر فرق سرش
شاه گفت ای تاج چونستی ازان / کژ کنم تو راست گردی ز امتحان
تاج ناطق گشت کای شه ناز کن / چون فشاندی پر ز گل پرواز کن
نیست دستوری کزین من بگذرم / پردهای غیب این بر هم درم
بر دهانم نه تو دست خود ببند / مرد را هم راز گفتن ناپسند
تا ترا هر غم که پیش آید ز درد / بر کسی تهمت منه بر خویش گرد
ظن مبر بر دیگری ای دست کام / آن کسی که می سگالید آن غلام
گاه جنگش با رسول و بطخی / گاه خشمش با شهنشاه سخی
همچو فرعونی که موسی هشته بود / طفلکان خلق را سر میبرید
آن عدو در خانهٔ آن کوردل / او شده اطفال را گردن گسل
تو هم از بیرون بدی با دیگران / و اندران خوش گشته با نفس گران
خود عدوت اوست قندش میدهی / وز برون تهمت بهر کس می نهی
همچو فرعونی تو کور و کوردل / با عدو خوش بیگنه را مذل
چند فرعونا کشی بیجرم را / می نوازی این تن پر جرم را
عقل او بر عقل شاهان میفزود / حکم حق لیک عقل کورش کرده بود
مهر حق بر چشم و بر گوش خرد / گر فلاطون هست حیوانش کند
حکم حق بر لوح می آید پدید / آن چنان که حکم غیب بایزید

سننا ابو الحسن خرقانی کا خبر دینے بایزید کو

شنیدن ابو الحسن خرقانی خبر دادن بایزید را

جیسے فرمایا تھا ویسے وہ ہوا ‌ بوالحسن نے اسکو لوگوں سے سنا
کہ حسن ہوگا مرید امت مرا ‌ قبر سے میری پڑھے ہر صبح آ
ہر سحر آکر سبق مجھسے پڑھے ‌ اک خدا کے اولیاؤں سے بنے
ہر صبح جاتے تھے جلدی بےقصور ‌ بیٹھتے مرقد پر اونکے با حضور
بولا میں نے خواب میں دیکھا اسے ‌ اور سنا یہ میں نے روح شیخ سے
ہر سحر کے وقت جاتا سوی گور ‌ چاشت تک رہتا کھڑا اندر حضور
تا مثال شیخ آتی سامنے ‌ مشکلیں حل ہوتیں اسکی بن کہے
تا کہ اک دن بوالحسن آیا وہاں ‌ برف میں تھیں قبریں جملہ نہاں
برف کے تودے لگے مثل علم ‌ قبہ قبہ دیکھ جان آئی بغم
آئی آواز اسکو زندہ شیخ سے ‌ ہا انا ادعوک کی تسعی الی
آ ادھر آواز پر جلدی مرے ‌ برف کا عالم ہے مجھسے مت پھرے
حال انکا خوب تب ظاہر ہوا ‌ وہ عجائب جو کہ پہلے تھا سنا
لوٹنا پھر چاہیے سوے غلام ‌ وہ حکایت چاہیے کرنا تمام
دوسرا اس بدگمان نے خط لکھا ‌ طنز اور فریاد و طعنے سے بھرا

همچنان آمد که او فرموده بود ‌ بوالحسن از مردمان آن را شنود
که حسن باشد مرید و امتم ‌ درس گیرد هر صباح از تربتم
هر صباحے آید و خواند سبق ‌ بر سر خاک و شود پیری بحق
بر صباحے تیز رفتے بے فتور ‌ بر سر گورش نشستی با حضور
گفت من هم نیز خوابش دیده ام ‌ وز روان شیخ این بشنیده ام
هر صباحے رو نهادی سوی گور ‌ ایستاده تا ضحی اندر حضور
تا مثال شیخ پیشش آمدی ‌ تا که بے گفتے سگالش حل شدی
تا یکے روزے بیامد با سعود ‌ گورها را برف نو پوشیده بود
توے بر تو برفها همچون علم ‌ قبه قبه دیده شد جانش بغم
بانگش آمد از خطیره شیخ حے ‌ ها انا ادعوک کی تسعی الی
هین بیا این سو بر آواز من شتاب ‌ عالم ار برفست روی از من متاب
حال او زان روز شد خوب و پدید ‌ آن عجایب را که اول می شنید
باز باید گشت سوی آن غلام ‌ کر زباید آن حکایت را تمام
نامه دیگر نوشت آن بدگمان ‌ پر ز تشنیع و نفیر و پر فغان

دوسرا خط لکھنا اس غلام کا جو جواب اول کا نہ آیا ‌ رقعه دیگر نوشتن آن غلام چون جواب اول نیامد

لو لکھا اک خط تھا میں نے پیش شاہ ‌ الٰہی عجب اس جا پہ پہونچا پائی راہ
دوسرا بھی خط پڑھا اس شاہ نے ‌ لے جواب اسکا دیا اور چپ رہا
باز رکھنا چاہیے اسکو شہریار ‌ اسنے لکھے خط مکرر چند بار
عرض ہیگی بولا ہے بندہ ترا ‌ گر جواب اسکو لکھے تو ہے روا
کیا تری شاہی سے کم ہو دیگر ‌ تو غلام و بندہ پر ڈالے نظر
بولا یہ ہے سہل پر احمق ہے وہ ‌ مرد احمق لعنتی حق ہے وہ
گرچہ بخشوں اسکا میں جرم و گناہ ‌ اسکی علت کا اثر ہو مجھ میں آہ
لاکھ خارشتی سے خارشتی ہوے ‌ خاصہ خارشتی خبیث عقل سے
عقل کا خارشتی اب مت ہو جیا ‌ شومی سے اسکی رکھے بے آب ابر کو
ابر نہ برسے گا شومی اسکی سے ‌ شہر ویران ہوگا بوم اسکی سے

کے یکے رقعه نوشتم پیش شاه ‌ ای عجب آنجا رسید و یافت راه
آن دگر را خواند هم آن خوب خد ‌ هم نداد آن را جواب و تن بزد
خشک می آورد او را شهریار ‌ او مکرر کرد رقعه چند بار
گفت حاجب آخر او بندهٔ شماست ‌ گر جوابش بر نویسی هم رواست
از شهی تو چه کم گردد اگر ‌ بر غلام و بنده اندازی نظر
گفت این سهل است اما احمق است ‌ مرد احمق زشت و مردود حق است
گرچه آمرزم گناه و زلتش ‌ هم کند در من سرایت علتش
صد کس از گرگین همه گرگین شدند ‌ خاصه آن کز خبیث عقل ...
گر کم عقلی مبادا ابر را ‌ شومیش بے آب دارد ابر را
نم نبارد ابر از شومی او ‌ شهر شد ویرانه از بومی او

اپنی بے عقلی کی طوفان نے	نوح کے ویران کیا عالم کو ہے	از کران جہقان طوفان نوح	کرد ویران عالمی را در فضوح

اچھا کہنا پیغمبر علیہ السلام کا عاقل کو اور برا کہنا احمق کو

ستودن پیغمبر علیہ السلام عاقلان را و نکوهیدن احمقان را

بولے پیغمبر کہ احمق جو کہ ہے	میرا دشمن غول اندر راہ کے	گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست	او عدو ما و غول رہزن است
جو کہ عاقل ہے وہ میری جان ہے	اسکی روح خوشبو مری ریحان ہے	ہر کہ او عاقل بود او جان ماست	روح او و ریح او ریحان ماست
ہوں میں راضی گالیاں عاقل جو دے	فیض رکھتا میری فیاضی سے ہے	عقل دشنامم دہد من راضیم	زانکہ فیضے دارد از فیاضیم
گالی بس بے فائدہ اسکی نہو	بے طعام اسکے وہ مہمانی نہو	نبود آن دشنام او بیفائدہ	نبود آن مہمانیش بے مائدہ
منہ میں حلوا میرے گر احمق رکھے	ہو دق اس حلوہ کے بس صدمہ مجھے	احمق ار حلوا نہد اندر لبم	من ازان حلوای او اندر تبم
یہ یقین کر گر ہے تجھکو روشنی	نے ہے بوسہ کون خر میں چاشنی	این یقین دان گر لطیف و روشنی	نیست بوسہ کون خر با چاشنی
مونچھ تو بیفائدہ گندہ کرے	دیگ خالی سے سیہ جامہ کرے	سبلت گندہ کند بے فائدہ	جامہ از دیگش سیہ بے مائدہ
ہے خورش عقل اور نہ نان و شوربا	عقل کا نور اے پسر جان کی غذا	مائدہ عقل است نی نان و شوا	نور عقل است ای پسر جان را غذا
نے سوائے نور آدم کی غذا	پرورش جان کی نہو اسکے سوا	نیست غیر نور آدم را خورش	از جز آن جان را نیابد پرورش
تھوڑی تھوڑی یہ غذا کم کر اخی	یہ غذا خر کی ہے نے آزاد کی	زین خورشہا اندک اندک باز بر	کاین غذای خر بود نی آن حر
تا غذا اصلی کے قابل ہووے تو	اور کھائے لقمہ ہے نور کو	تا غذای اصل را قابل شوی	لقمہ ہاے نور را آکل شوی
اصل نور اسکی کہ یہ نان نان ہوئی	فیض اس جان کا کہ یہ جان جان ہوئی	اصل این نورست کاین نان نان شدہ است	فیض آن جانست کان جان جان شدہ است
کھائے جو اکبار لقمہ نور کو	خاک ڈالے سر پہ اس روٹی کو تو	چون خوری یک بار از ماکول نور	خاک ریزی بر سر نان تنور
عقل ہے شیدا نہ یک تو داہیات	راہ ہوئی پیدا تو کیا ہے بے ثبات	عقل شیدا شد چہ خواہی ترہات	راہ پیدا شد چہ یابی بے ثبات
عقل ہے دو عقل پہلے کسب کی	کہ تو سیکھے جیسے لڑکے مکتبی	عقل دو عقل است اول مکسبی	کہ در آموزی چو در مکتب صبی
بس کتاب استاد و فکر و ذکر سے	اور معانی اور علوم بکر سے	از کتاب و اوستاد و فکر و ذکر	از معانی وز علوم خوب و بکر
عقل تیری دوسروں سے ہو سوا	پر تو اسکے حفظ سے عاجز رہا	عقل تو افزون شود بر دیگران	لیک تو باشی ز حفظ آن گران
لوح حافظ ہووے اسکے دور کے	لوح محفوظی ہے جو اس سے بڑھے	لوح حافظ باشی اندر دور و گشت	لوح محفوظ است کو زین در گذشت
دوسری ہے عقل یزداں کی عطا	اسکا چشمہ جان کے اندر ہے چھپا	عقل دیگر بخشش یزدان بود	چشمہ آن در میان جان بود
آب دانش جو کہ سینے سے بہا	نے ہو گندہ نے پرانا نے برا	چون ز سینہ آب دانش جوش کرد	نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
بند ہو رہ چشمہ کی اسکا غم نہیں	وہ سدا جاری ہو گھر سے ہر کہیں	ور رہ نبعش بود بستہ چہ غم	کو ہمی جوشد ز خانہ دمبدم

عقل تحصیلی مثال نہر ہے / کہ وہ جائے گھر کے اندر کوہ سے
بند رہ جاوے اس کی وہ ہو بیچ / اور تشنہ زار ہو اندر بلا
چشمہ اپنے اندر اب تو ڈھونڈ ہے / چھوڑے منت تو ہنر نا اہل کے

عقل تحصیلی مثال جویہا / کان رود در خانہ از کوہہا
راہ آبش بستہ شد شد بینوا / تشنہ ماند و زار و با صد ابتلا
از درون خویشتن جو چشمہ را / تا رہی از منت ہر نا سزا

قصہ اُس شخص کا کہ ساتھ ایک شخص کے مشورہ کرتا تھا اُسنے کہا کہ تو دوسرے سے کر کہ مین تیرا دشمن ہون

مشورہ اک شخص کرتا ایک سے / کہ تردد اور زندان سے چھٹے
بولا تو تلاش کرلے دوسرا / مشورہ کا حال کہ اُس سے بھلا
مین ہون دشمن تیرا مجھسے مت ملے / رای دشمن پر نہ نصرت ہو تجھے
ڈھونڈھ جا اُسکو جو تیرا دوست ہے / دوست بیشک خیر کا دوست ہے
مین ہون دشمن کیا علاج از رہ کجی / کج چلون تجھسے کرون مین دشمنی
گرگ سے چہنا حفاظت شرط کب / بے محل ہے چہنا نا چہنا ہی سب
مین بلاشک ایک دشمن ہون ترا / مین ہون رہزن کب ہون تیرا رہنما
دوستون کے ہمنشین جو کوئی ہو / ہو وہ گلخن مین تو بستان مین ہے وہ
ہمنشین دشمن کے جو کوئی رہے / بوستان مین ہو تو وہ گلخن مین ہے
تو خودی سے دوست کو مت رنج دے / دوست تیرا یا نہین دشمن بنے
خلق سے کر خیر یزدان کے لیے / یا تو اپنی راحت جان کے لیے
دیکھ سب کو دوستی کی آنکھ سے / دل مین بد صورت نہ کینہ سے رکھے
جو کری ہے دشمنی پرہیز کر / مشورہ کر یار مشفق سے بشر
بولا تجکو جانتا ہون ای نکو / کہ قدیمی دشمنی رکھتا ہے تو
پر تو ہے مرد عقیل اور معنوی / عقل نے چاہے کرے تو کجروی
طبع چاہے کینہ تا دشمن سے لے / بند آہن عقل کا ہے نفس پے
نفس کو بس باز رکھے آنکے / عقل مثل شحنہ نیک و بد مین ہے

قصہ شخصے کہ با شخصے مشورت میکرد او گفت با دیگرے کن کہ من عدوم ترا

مشورت میکرد شخصے با کسے / کز تردد وا رہد وز محبسے
گفت ای خوشنام غیر من بجوی / ماجرای مشورت با وی بگوی
من عدوم مر ترا با من مپیچ / نبود از رای عدو فیروزی ہیچ
رو کسی جو کہ ترا او ہست دوست / دوست بہر دوست لا شک خیر جوست
من عدوم چارہ نبود کز منی / کژ روم با تو نمایم دشمنی
حارسی از گرگ جستن شرط نیست / جستن از غیر محل ناجستنی ست
من ترا بی ہیچ شکی دشمنم / من ترا کے رہ نمایم رہزنم
ہر کہ باشد ہمنشین دوستان / ہست در گلخن میان بوستان
ہر کہ با دشمن نشیند در زمن / ہست اندر بوستان در گولخن
دوست را مازار از ما و منت / تا نگردد دوست خصم و دشمنت
خیر کن با خلق بہر ایزدت / یا برای راحت جان خودت
تا ہمہ را دوست بینی در نظر / در دلت ناید ز کین ناخوش صور
چونکہ کردی دشمنی پرہیز کن / مشورت با یار مہر انگیز کن
گفت من دانم ترا ای بو الحسن / کہ توئی دیرینہ دشمن دار من
لیک مرد عاقلی و معنوی / عقل تو نگذاردت کہ کجروی
طبع خواہد تا کشد از خصم کین / عقل بر نفس است بند آہنین
آید و منعش کند وا داردش / عقل چون شحنہ ست در نیک و بدش

عقل ایمانی جو عادل کوتوال — شہروں کا پاسبان ہے لامحال
مثل گربہ ہو گر وہ بیدار ہوش — دزد ہو سوراخ میں پس مثل موش
موش جس جا پر اگر غلبہ کرے — بے ہے گربہ ہے اگر مردہ و ننگ
گربہ کیا اک شیر شیر افگن ہو در — عقل ایمانی جو اندر تن کے ہو
اسکا غرہ حاکم درندگان — اسکا نعرہ مانع چرندگان
شہر چوروں سے بھرا ہے کر یقین — خواہ شحنہ ہو وہاں اور خواہ نہیں
عقل تن میں حاکم ایمان ہے — نفس اسکے ڈر سے در زندان ہے
عقل عقل و جان جان ایجان تو ہو — عقل و جان خلق کی سلطان تو ہو
عقل کل حیران پریشان تجھ سے ہے — جملہ اشیا تابع تیرے حکم کے

عقل ایمانی چو شحنهٔ عادل است — پاسبان و حاکم شهر دل است
همچو گربه باشد او بیدار هوش — دزد در سوراخ ماند همچو موش
در هر آنجا که برآرد موش دست — نیست گربه ور بود او مرده است
گربه چه شیر شیر افگن بود — عقل ایمانی که اندر تن بود
غرهٔ او حاکم درندگان — نعرهٔ او مانع چرندگان
شهر پر دزد است و پر جامه کنی — خواه شحنه باش گو و خواه نی
عقل در تن حاکم ایمان بود — کز نهیبش نفس در زندان بود
عقل عقل و جان جان ای جان تو ای — عقل و جان خلق را سلطان تو ای
عقل کل سرگشته و حیران تست — کل موجودات در فرمان تست

سردار کرنا رسول علیہ السلام کا جوان ہذیلی کو لشکر میں کہ اس میں بزرگ اور جنگ آزمودہ تھے

امیر گردانیدن رسول علیه السلام جوان هذیلی را بر سریه که در آن پیران جنگ آزمودگان بودند

ایک لشکر بھیجتے تھے مصطفے — کر کے کفار پر جا کر غزا
اک جوان کو جو کہ تھا قوم ہذیل — میر لشکر کر دیا سالار خیل
اصل لشکر بیگمان سالار ہے — جسم بے سر قوم بے سردار ہے
جیسے مردہ و پژمردہ ہے بین — جملہ کو سردار اپنا ہیں نہیں
کاہلی سے اور خودی و بخل سے — کھینچے سر دارانی کو کرے
مثل اس خر کے کہ بھاگے بار سے — اور رہ جائے جانب کہسار کے
پیچھے مالک دوڑے کہ اے بے خبر — ہر طرف ہے گرگ اندر قصد خر
گر تو میری آنکھوں سے غائب ہو تو — گرگ پیش آئے ترے سر ایک
ہڈیاں چابے تری مثل شکر — تو نہ دیکھے زندگی بار دگر
وہ نہ کر آخر رہے گا انس تو — آگ بے لکڑی کے ضائع ہو تمام

یک سریه می فرستادی رسول — بهر جنگ کافر و دفع فضول
یک جوانی را گزید او از هذیل — میر لشکر کردش و سالار خیل
اصل لشکر بی گمان سرور بود — قوم بی سرور تن بی سر بود
این همه که مرده و پژمرده — زان بود که ترک سرور کرده
از کسل وز بخل وز نامردمی — می کشی سر خویش را سر می کشی
همچو استوری که بگریزد ز بار — او سر خود گیرد اندر کوهسار
صاحبش در پی دوان کای خیره سر — هر طرف گرگیست اندر قصد خر
گر ز چشمم این زمان غائب شوی — پیشت آید هر طرف گرگ قوی
استخوانت را بخاید چون شکر — که نبینی زندگانی را دگر
آن مگیر آخر بمانی از علف — آتش از بی هیزمی گردد تلف

بھاگ مت میرے تصرف سے وہی / بوجھ بھاری ہے کہ مین ہون جان تری
تو بھی خر ہے نفس جو غالب ہوا / حکم بس ہوتا ہے غالب کا سدا
تجکو لولا اسپ نے خر ذوالجلال / استیازی کو عرب کہوین تعال
مصطفے اک میر آخر حق کے تھے / اسپ نفسون پر جفا کے واسطے
قل تعالوا بولا باجود وثنا / تا ریاضت دو تمہین ہون جا پسوار
جیسے نفسون کو ریاضت مین دیا / لاتین کھائین ہین نے اسپونکی سبھی
جس جگہ ہووے ریاضت کا مزاج / اسکو لاتون سے نہین ہووے علاج
انبیا پر اس لیے آفت سوا / ہو ریاضت دینا خامونکی بلا
بد قدم دم سے ہو شائستہ مرے / اسپ خاصہ ہو سلطان کے لیے
قل تعالوا قل تعالوا بولا حق / اے ملول اسپو با یام سبق
قل تعالوا قل تعالوا بولا ہے / اے جہانکے اسپ ڈھیلے رگ وپے
قل تعالوا قل تعالوا بولا رب / اے ستو اسپان چھوڑا دب
گر نہ آئین ای نبی غمگین نہو / چینذ بے تمکین تو پر کین نہو
اس تعالو کو نہ بعضے نے سنا / دوسرا اصطبل ہے ہر اسپ کا
بھاگے بعضے اس ندا سے جو سنا / ہے طویلہ اسپ ہر اک کا جدا
گھر گئے بعضے سنا جب یہ قصص / کیونکہ مرغ ہر اک جدا رکھے قفس
خود ملائک یکسان جو کند تھے / اسلیے افلاک پر صف صف ہوے
گرچہ اک مکتب مین لڑکے پڑھتے ہین / پر سبق مین آگے پیچھے ہوتے ہین
مشرقی و مغربی سب حس رکھے / چشم حس کو منصب دیدار ہے
سیکڑون گرگان سب باہم ملین / چشم روشن کے وسلے محتاج ہین
پھر گروہ کان کو منصب جو ہین / سننے قرآن اور سماع جان مین
چشم صدہا کو نہین وہ راہ ہے / نے سماع سے کوئی چشم آگاہ ہے
ایسے ہی ہر ایک حس کو تو گنے / دوسرے لیے ایک لوا نکار ہے
پانچ حس ظاہر کے اور پانچ اندرون / صف مین ہین لی اندر قیام الصافون

هین مگو بیزار از تصرف کردنم / وز گرانی بار چون جانت منم
تو ستوری هم که نفست غالب است / حکم غالب را بود ای خود پرست
خر نخواندت اسپ خواندت ذو الجلال / اسپ تازی را عرب گوید تعال
میر آخر بود حق را مصطفی / بهر استوران نفس پر جفا
قل تعالوا گفت از جذب کرم / تا ریاضتشان دهم رائضم
نفس‌ها را تا مروض کرده ام / زین ستوران بس لگدها خورده ام
هر کجا باشد ریاضت باره / از لگدهایش نباشد چاره
لاجرم اغلب بلا بر انبیاست / که ریاضت دادن خامان بلاست
سکسکانید از دمم یرغا شوید / تا لواش و مرکب سلطان شوید
قل تعالوا قل تعالوا گفت حق / ای ستوران ملول اندر سبق
قل تعالوا قل تعالوا گفت هی / ای ستوران فسرده رگ و پی
قل تعالوا قل تعالوا گفت رب / ای ستوران رمیده از ادب
گر نیایند ای نبی غمگین مشو / زان دو بی تمکین تو پرکین مشو
گوش بعضی زین تعالوها کر است / هر ستوری را طویله دیگر است
منهزم گردند بعضی زین ندا / هست هر اسپی طویله او جدا
منقبض گردند بعضی زین قصص / زانکه هر مرغی جدا دارد قفص
خود ملایک نیز ناهمتا بدند / زین سبب بر آسمان صف صف شدند
کودکان گرچه بیک مکتب درند / در سبق هر یک ز یک بالاترند
مشرقی و مغربی را حس هاست / منصب دیدار حس چشم راست
صد هزاران گوشها گر صف زنند / جمله محتاجان چشم روشن اند
باز صف گوشها را منصبی / در سماع جان و اخبار نبی
صد هزاران چشم را آن راه نیست / هیچ چشمی از سماع آگاه نیست
همچنین از حس یک یک میشمر / هر یکی معزول از انکار دگر
پنج حس ظاهر و پنج اندرون / در صف اند اندر قیام الصافون

کھینچتا ہے دین کی صف میں جو سر — جاتا ہے اس صف کی سو جوہر بتر
تو تعالوا کہنے کو بس کم نکر — بات یہ اک کیمیا ہے خوب تر
تا مبادا گر بھاگے تری گفتار سے — کیمیا کو اس سے کیا نقصان ہے
نفس کافر اسکا اسدم گرم ہے — تیرا کہنا فائدہ آخر کو دے
قل تعالوا قل تعالوا ای غلام — اگرا ان اللہ یدعو بالسلام
چھوڑ دی خواجہ خودی در خود مری — سروری جو کم طلب کر سر دہی

ہر کسی کو از صف دین سرکش ست — میرود سوی صفی کان ناخوش ست
تو ز گفت ار تعالوا کم مکن — کیمیای بس شگرفست این سخن
گر مسے گردد ز گفتارت نفیر — کیمیا را ہیچ از وی وا مگیر
این زمان گر بست نفس کافرش — گفت تو سودش دہد در آخرش
قل تعالوا قل تعالوا ای غلام — ہین کہ ان اللہ یدعو بالسلام
خواجہ باز آ از منی و از سری — سروری جو کم طلب کن سروری

اعتراض کرنا ایک معترض کا رسول علیہ السلام پہ ہذیلی کی سرداری کرنے میں

اعتراض کردن معترضے بہ رسول در امیر گردانیدن ہذیلی

جو کیا سرور نبی نے اک ہذیل — واسطے لشکر کے تھا منصور خیل
بو الفضول تھا جو حسد سے لبسکہ تھا — اعتراض السلام کو کیا
دیکھ کیسے خلق ظلمانی ہیں ہین — کیسے فانی دولت فانی میں ہین
تفرقہ میں سب تکبر سے پڑے — زندہ چلتے ہیں پہ مردہ جان سے
ای عجب کہ جان تو زندان میں ہر — کنجی اس زندان کی بھی خود دین لیے
گندگی میں غرق ہیں سر پانوں سے — اور جاری نہر بھی دہن پہ ہے
ہیں سدا پہلو بہ پہلو بیقرار — رکھتے ہیں تکیے و بستر بیشمار
نور پنہان جسکو اسیر گواہ — چھوٹے ہیں پر ملا نہیں جا ہو پناہ
قید دنیا سے نہ گر ہولی نجات — ہوتی تو وحشت سے جان چھٹتی نجات
چون ہو کل کھینچے اب وحشت تجھے — راہ نیک اتنا ہو گمرہ ڈھونڈھ لے
راہ مخفی تجھ میں پنہاں اسکے تو — پایا اور نہیں ہے تلاشوں میں گرد
تفرقہ اک جمع چاہیے ان کو — دیکھ طالب میں رخ مطلوب کو
ہیں آگے جیسے جو مرے باغ کے — زندگی بخشندہ کر تو جان سے
قیدیوں کی آنکھ ہوتی در پہ کب — گر نہ تو تا مردہ گو بس کرنی اب

چون پیمبر سروری کرد از ہذیل — از برای لشکر منصور خیل
بو الفضولی از حسد طاقت نداشت — اعتراض السلام بر فراشت
خلق را بنگر کہ چون ظلمانیند — در متاع فانیی چون فانیند
از تکبر جملہ اندر تفرقہ — مردہ از جان زندہ اندر مخرقہ
ای عجب کہ جان بزندان اندرست — وانگہی مفتاح زندانش بدست
پای تا سر غرق سرگین آنجوان — میزند بر دامنش جوی روان
وانما پہلو بہ پہلوے قرار — پہلوے آرام گاہ پشت دار
نور پنہان ست وجست وجو گواہ — گر گزافہ دل بنے جوید پناہ
گر نبودے حبس دنیا را مناص — نی بدی وحشت نہ دل جستی خلاص
وحشتت ہمچون موکل میکشد — کہ بجو ای ضال منہاج رشد
ہست منہاج نہان در کمینت — یا نقش رہن گزافہ جستنت
تفرقہ جویاے جمع اندر کمین — تو در بین طالبی رخ مطلوب بین
مردگان باغ برجستہ ز بن — زندگی بخشندہ را تو فہم کن
چشم این زندانیان ہر دم بدر — ...کہ بیرسے گر نیستے کس ہر ذرہ در

سیکڑوں تشنہ نہوتے آب کو | چھنے والے گر نہوتے آب جو | صد ہزاراں آلودگان آب جو | کے بدندے گر نبودی آب جو

نے زمین پر تجھکو آتی نیند ہے | کیونکہ گھر مین فرد اور بستر کھے | بر زمین پہلوت را آرام نیست | زانکہ در خانہ لحاف و بستریست

ہر تہ بے گھر کے نہ ہرگز بے قرار | بے صبوحی کے نہ جائے یہ خمار | بے مقرگاہے نباشد بیقرار | بے خمار اشکن نباشد این خمار

بولا اسنے یارسول اللہ کرد | مین لشکر لیک بوڑھے شیخ کو | گفت سنے یارسول اللہ مکن | سرور لشکر مگر شیخ کہن

یارسول اللہ جوان گر شیر ہو | میر لشکر پیر ہو نے غیر ہو | یارسول اللہ جوان ار شیر زاد | غیر مردے پیر سر لشکر مباد

ہے تیرے فرمایا د فرمانا گوا | پیر ہووے پیر ہووے پیشوا | ہم تو گفتی این و گفت تو گوا | پیر باید پیر باید پیشوا

یا نبی تم دیکھو اس لشکر مین آ | نوجھی کئی اکمین و بس اس سے سوا | یارسول اللہ درین لشکر نگر | ہست چندین پیر از وی بیشتر

اس شجر کے دیکھ مت تو برگ زرد | سیب پختہ جس سے اس نیک مرد | زین درخت آن برگ زردش منگر | سیب ہاے پختہ او را بچین

زرد پتے فالی نے اسکے عیان | پختگی اور کاملی کا ہے نشان | برگہای زرد او خود کی تہی ست | این نشان پختگی کاملیست

زرد پتے ریش کے موی سفید | عقل پختہ کے لیے لائے نوید | برگ زرد و ریش آن موی سفید | بہر عقل پختہ می آرد نوید

برگ نو نکلے ہوئے ہین سبز فام | ہے نشان اسکا کہ یہ میوہ ہے خام | برگہاے نو رسیدہ سبز فام | شد نشان آنکہ این میوہ ست خام

بیٹھوا لی ہے نشان عارفی | زر کی زردی آبرو صراف کی | برگ بی برگی نشان عارفیست | زردی زر سرخ روی صیرفیست

سبزہ آغاز اور لڑکہ جو کہ ہو | نوخطی کی وہ خبر مکتب مین دے | آنکہ او گل عارضست و نوخطست | او بہ مکتب گاہ مخبر نوخطست

حرف ٹیڑھا بیڑھا اسکے خط کا ہو | عقل ساکن ہے اگرچہ تن بھرے | حرفہاے خط او کژ مژ بود | ہر من عقل ست اگر تن میدود

بور سہا گرچہ تیز قدمی سے رہا | عقل بالی اوج پر اڑنے لگا | پای پیر از سرعت ارچہ باز ماند | یافت عقلش دو پر بر اوج راند

دیکھ جعفر کو مثل چاہے تو گر | دست و پا کی جا دیے یزدان نے پر | گر مثل خواہی بہ جعفر در نگر | داد حق بر جای دست و پاش پر

بھید باتوں کا تو پائے گر اخی | بات کہتا ہون جون زر جعفری | گر ز اسرار سخن بوی بری | من سخن گویم چو زر جعفری

چھوڑ زر کو یہ ہوئین باتین حجاب | دل کو جون سیماب کے ہے اضطراب | بگذر از زر کاین سخن شد محتجب | ہمچو سیماب این دلم شد مضطرب

میرے دل سے سو خموشی خوش نفس | منہ پہ رکھتی ہاتھ ہے یعنی کہ بس | زاندرونم صد خموشی خوش نفس | دست بر لب می نہد یعنی کہ بس

خاموشی ہے بحر و کہنا مثل جو | بحر ڈھونڈھے تجکو جو مت ڈھونڈھ تو | خامشی بحرست و گفتن ہمچو جو | بحر می جوید ترا جو را مجو

تو اشارہ بحر سے مت کر حجاب | ختم کر واللہ اعلم بالصواب | از اشارتہای دریا سر متاب | ختم کن واللہ اعلم بالصواب

ایسے ہی وہ بے ادب کرتا سدا | آگے پیغمبر کے باتین بے حیا | ہمچنین پیوستہ کرد آن بی ادب | پیش پیغمبر سخن زان سر دلب

باتین وہ کرتا تھا لیکن بے خبر | کہ خبر بیہودہ ہے پیش نظر | دست میدادش سخن او بی خبر | کہ خبر ہرزہ بود پیش نظر

ہے خبر غائب نظر کی ہووے | واسطے غائب کے نہ حاضر کو ہے | این خبرہا از نظر خود نائب است | بہر حاضر نیست بہر غائب است

جو کوئی اندر نظر کے آگیا | اسکے آگے یہ خبر ہے ناروا | ہر کہ او اندر نظر موصول شد | این خبرہا پیش او معزول شد

چونکه با معشوق گشتی همنشین / دفع کن دلاله کانرا بعد ازین

ہمنشین جو تو ہوا معشوق کے / دور کر دلالہ اوسکے بعد سے

هر که از طفلی گذشت و مرد شد / نامه و دلاله بر وی سرد شد

جب ہوا مرد اور طفلی سے گیا / نامہ اور دلالہ اُسکو نا روا

نامه خواند از پی تعلیم را / حرف گوید از پی تفهیم را

نامہ پڑھنے سیکھنے کے واسطے / حرف کہتے ہین سمجھنے کے لیے

پیش بینایان خبر گفتن خطاست / کان دلیل غفلت و نقصان ماست

آگے بیناؤن کے خبر کہنا خطا / ہو مری غفلت کی حجت وہ بھلا

پیش بینا شد خموشی نفع تو / بهر این آمد خطاب انصتوا

نفع ہاے پیش بینا چپ ہو تو / اس لیے آیا خطاب انصتوا

گر بفرماید بگو برگوی خوش / لیک اندک گو دراز اندر مکش

گر کہین کہنے کو تو خوش قال ہو / پر کہو تھوڑا سا مت زیادہ کہو

ور بفرماید که اندر کش دراز / همچنان شیرین بگو با امر ساز

اور اگر فرمائین کہ زیادہ کہو / ویسے ہی شیرین کہو مان امر کو

همچنان که من درین زیبا فسون / با ضیاء الحق حسام الدین کنون

جیسے مین کہتا ہون باتین سوچ کے / اب ضیاء الحق حسام الدین سے

چونکه کوته می‌کنم بعد از رشد / او بصد نوعم بگفتن میکشد

کرتا ہون کوتہ جو بعد ارشاد کے / سو طرح کہنے پے وہ لاوے مجھے

ای حسام الدین ضیاء ذوالجلال / چونکه می بینی چه میجوبی مقال

اے حسام الدین ضیاء ذوالجلال / دیکھتا ہو تو کیون ڈھونڈھے ہو قال

این مگر باشد ز حب مشتها / اسقنی خمرا وقل لی انها

ہوتا ہے لیکن یہ حب اشتہا / اسقنی خمرا وقل لی انها

بر دهان تست اندم جام هم / گوش میگوید که قسم گوش کو

تیرے لب پر جام ہو کا ہو رکھا / کان کہوے کان ہے حصہ کان کا

قسم تو گرمیست نک گرمیست مست / گفت حرص من ازین افزون ترست

گرمی اب ہے حصہ گرمی ہے ترا / حرص کہنے کی مری اس سے سوا

جواب دینا پیغمبر علیہ السلام کا اُس معترض کو | جواب گفتن پیغمبر آن اعتراض کننده را

در حضور مصطفی اے تند خو / چون ز حد برد آن عرب از گفتگو

مصطفیٰ کی جو حضوری مین کری / اُس عرب نے گفتگو حد سے بری

آن شه والنجم و سلطان عبس / لب گزید آن سر و لب گفت بس

وہ شہ والنجم و سلطان عبس / کرکے چپ اُس شخص کو کہوی کہ بس

دست میزد بهر منعش بر دهان / چند گولی پیش دانای نهان

ہاتھ رکھتے اُسکے منھ پر منع کو / پیش دانا کب تلک کہویگا تو

پیش بینا برده سرگین خشک / که بخر این را بجای نافه مشک

پیش بیناے گیا گوبر تو خشک / کہ خرید یہ بجاے ناف مشک

بعر را ای گنده مغز گنده مخ / زیر بینی بنهی و گوئی که آخ

مینگنی اے گندہ مغزا تو رکھے / ناک کے نیچے و کہوے خوب ہے

تا که کالاے بدت یابد رواج / آخ آخی برداشتی ای گیج کاج

کرتا ہے تعریف تو اے بے حیا / ہو رواج اپنا ہے بد سامان کا

تاکه لغزیدی مشام پاک را / آن چرنده گلشن افلاک را

تاکہ دھوکا دے دماغ پاک کو / اور چرندہ گلشن افلاک کو

حلم او خود را اگرچه گول ساخت / خویشتن را اندکی باید شناخت

حلم سے خود کو اگر ناداں کیا / چاہیے خود کو تجھے پہچاننا

دیگ را گر باز ماند شب دهن / گربه را هم شرم باید داشتن

منھ کھلا گر دیگ کا شب کو رکھے / شرم گربہ کو تو کرنا چاہیے

خویشتن گر خفته کرد آن خوب فن / سخت بیدار است دستارش مبر

خود کو گر خفتہ کیا اُس مرد نے / ہم وہ بیدار اسکی تو پگڑی نہ لے

تو کہے گا کب تلک اے بے صفا ۔ دیو کے دھوکے تو پیش مصطفا
رکھتے ہیں بس علم صد بایر گروہ ۔ علم ہر اک آن کا ہے مانند کوہ
اُنکا بیداروں کو علم ابلہ کرے ۔ زیرک صد چشم کو گمرہ کرے
علم اُنکا جون شراب ناب ہے ۔ مغز کے اندر وہ گذرتا ہے چڑھے
مست کو دیکھ اُس شراب ناب کے ۔ مثل فرزین مست اور ٹیڑھا چلے
اس شراب میں سے مرد جوان ۔ مثل لوبڑھا گرتا رہے درمیان
خاصہ وہ می جو نبی کے خم سے ہے ۔ نی وہ می جو مستی اک شب کی رکھے
وہ صحاب کہف نقل سیر سے ۔ تین سو نو سال وہ غافل رہے
کھائی اس می سے زنان مصر نے ۔ ہاتھ اپنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے
سحر کو موسے کے ساحر رکھتے تھے ۔ دار کو دلدار سمجھے وہ جانتے
جعفر طیار تھے اُس می سے مست ۔ بیخودی سی کرتے گردین پاؤ دست

چند گوئی ای لجوج بے صفا ۔ این فسون دیو پیش مصطفا
صد ہزاران علم دارند این گروہ ۔ ہر یکے علمے ازآنہا صد چو کوہ
حلم شان بیدار را ابلہ کند ۔ زیرک صد چشم را گمرہ کند
حلم شان ہمچون شراب خوب نغز ۔ نغز الغزک بر رود بالای مغز
مست را بین زان شراب پر شگفت ۔ ہمچو فرزین مست و کژ رفتن گرفت
ہر دو برنا زان شراب و دگر ۔ در میان راہ می افتد چو پیر
خاصہ آن بادہ کز خم بنی است ۔ نی می کہ مستی او یکساعتی است
آنکہ آن اصحاب کہف از نقل و نقل ۔ سہ صد و نہ سال گم کردند عقل
زان زنان مصر جامی خوردہ اند ۔ دستہا را شرحہ شرحہ کردہ اند
ساحران ہم سکر موسی داشتند ۔ دار را دلدار خود پنداشتند
جعفر طیار ازان می بود مست ۔ زان گرہ میکرد بیخود پا و دست

قصہ سبحانی ما اعظم شانی کہنا بایزید کا اور اعتراض کرنا مریدون کا اور جواب دینا اُنکو بطریق جواب بانی کے بلکہ از راہ عیان و دکھائی دینے کے

قصۂ سبحانی ما اعظم شانی گفتن بایزید و اعتراض مریدان و جواب او مر ایشان را نہ بطریق جواب زبان بلکہ از راہ عیان

بایزید محتشم نے بر ملا ۔ کہ میں ہوں یزدان مریدوں سے کہا
مثل مستوں کے وہ بولے ذوفنون ۔ لا الہ الا انا ہا فاعبدون
جب وہ گذرا حال تو اُسنے کہا ۔ اس طرح تمنے کہا کب ہے روا
لوگے گر یہ پھر کہوں میں اب کی بار ۔ مار لو چھریان مرے تم سب ہی یار

با مریدان آن فقیر محتشم ۔ بایزید آمد کہ یزدان نک منم
گفت مستانہ عیان آن ذوفنون ۔ لا الہ الا انا ہا فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح ۔ تو چنین گفتی و این نبود صلاح
گفت این بار ار کنم این مشغلہ ۔ کاردہا در من زنید آندم ہلا

حق منزه از تن و من با تنم — چون چنین گویم ببایدکشتنم
چون وصیت کرد آن آزاد مرد — هر مریدی کاردی آماده کرد
مست گشت او باز از آن سغراق زفت — آن وصیتهاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد — صبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل خود شحنه است چون سلطان رسید — شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید
عقل سایهٔ حق بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب شود بر آدمی — گم شود از مرد وصف مردمی
هر چه گوید آن پری گفته بود — زین سری نه زان سری گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود — کردگار آن پری خود چون بود
اوی او رفته پری خود او شده — ترک بی الهام تازی گو شده
چون بخود آید نداند یک لغت — چون پری را هست این ذات و صفت
پس خداوند پری و آدمی — از پری کی باشدش آخر کمی
شیرگیر ار شیر کی ترسد بگو — شیخ راه از کور کی پرسد بگو
شیرگیر ار خون نره شیر خورد — تو بگویی او ندارد آن باده کرد
ور سخن پرداز از راز کهن — تو بگویی باده گفته است این سخن
باده را نبود این شر و شور — نور حق را نیست این فرهنگ و زور
گر تهی از تو بکل خالی کند — تو شوی پست او سخن عالی کند
گرچه قرآن از لب پیغمبر است — هر که گوید حق نگفت او کافر است
چون همای بیخودی پرواز کرد — آن سخن را بایزید آغاز کرد
عقل را سیل تحیر در ربود — زان قوی تر گفت کاول گفته بود
نیست اندر جبه ام الا خدا — چند جویی در زمین و در سما
آن مریدان جمله دیوانه شدند — کاردها در جسم پاکش میزدند
هر یکی چون ملحدان گرده کوه — کارد میزد پیر خود را بی ستوه
هر که اندر شیخ تیغی میخلید — باژگونه از تن خود میدرید
یک اثر نی بر تن آن ذو فنون — وان مریدان خسته و غرقاب خون

حق ہو تن سے پاک اور میں تن کو ہون — مار و مجکو جو کہوں میں ایسا کہون
جو وصیت کی انھیں اُس مرد نے — بس چھری لاکر رکھی ہر فرد نے
پھر ہوئے جب بامست وہ اس جام سے — اُس وصیت سے وہ غافل ہو گئے
عشق آیا عقل نے اُسکی رہی — صبح آئی شمع اُس کی بجھ گئی
عقل شحنہ ہی جو سلطان آگیا — شحنہ بیچارہ کونے میں گھسا
حق کا سایہ عقل ہی حق آفتاب — سایہ کب خورشید سے لاتا ہی تاب
آدمی پر ہووے غالب جب پری — مرد سے کم ہووے وصف مردمی
وہ پری کا قول ہی جو وہ کہے — کہتا اس منہ سے نہیں اُس منہ سے کہے
شیکہ پریکا یہ رنگ و ڈھنگ ہی — خالق پریوں کا اور یہی رنگ ہی
لیکن خودی اُسکی پری خود وہ ہوا — ہندی نے تعلیم عربی گو ہوا
ہوش میں جب ہو نہ جانے اک لغت — جبکہ پریوں کا ہو یہ کام اور صفت
پس خداوند پری و آدمی — کب رکھے پریوں سے وہ آخر کمی
شیر سے ڈر شیرگیروں کو ہو کب — لو پیے بینا راہ کو اندھوں سے کب
خون برہ شیرگیروں نے پیا — تو کہے اُسنے نہیں مے نے کیا
گر پُرانے راز وہ ظاہر کرے — تو کہے کہتی یہ باده راز ہے
جبکہ ہو بادہ میں ایسا شور و شر — نور حق کو کیوں نہ دیگا عقل و زور
گر تجھے وہ تجھسے کل خالی کرے — تو ہو پست اور باتیں وہ عالی کرے
گرچہ قرآن لب سے پیغمبر سے ہے — ہے وہ کافر جو نہ قول حق کہے
بیخودی کا جو ہما اُڑنے لگا — بایزید اُس بات کو کہنے لگا
سیل حیرت عقل کو جو لیگئی — بات پہلے سے قوی تر پھر کہی
ہے نہ جبہ میں مرے الا خدا — تو زمین و چرخ میں ڈھونڈھی ہی کیا
سب مرید اُسوقت دیوانہ ہوئے — اور لگے چھریاں وہ اُنکے مارنے
پیر کو جون ملحدان گرد کوہ — بےتامل مارتے چھریاں تھے وہ
شیخ پر تلوار جو تھا مارتا — اُلٹا اپنے جسم کو تھا کاٹتا
اک اثر تن پر نہ رکھتا بایزید — خستہ و پرخون ہو وہ سب پلید

جسنے وار انکے گلے پر جو کیا
جسنے مارا زخم اُنکے سینے پر
جو کوئی آگاہ تھا اُس شیخ سے
ہاتھ دھو کا اُس کی آدمی عقل نے
دل میں ہوا اور یوہ مرد آخر ہوے
آگے اُنکے آئے صدہا مرد و زن
یہ ترا تن ہوتا گر مردم کا تن
مارا اک باخودنے اک بیخود کو جا
بیخودون پر تو جو ماری ذوالفقار
کیونکہ بیخود فانی اور ہیں امن میں
شکل فانی اور وہ آئینہ ہوا
گر تو تھوکے اپنے منھ پر تھوکے تو
گر بری صورت تو دیکھے تو ہی ہو
وہ نہ یہ ہے اور نہ وہ ہی سادہ ہے
جو بیان یہ بات پہونچی چپ ہوا
چپ ہو گرچہ ہو فصاحت دستیاب
تو لب بام اب ہو اے مست مدام
جسکے گھر کی مقصد ہو پورا ای جوان
جسکے گھر کی تو ہو وہ خوش ڈرتا ہو
تا مصیبت پر نہ آجاے بلا
وقت شادی کی تو ڈر کر بس گرے
گر نہ دیکھے تو کنارہ بام راز
ہر خرابی ناگہاں آتی ہے جو
مت کنارہ بام اپنے سے گرے
تا صفائی پائے تو عبرت توے

حلق اوسے اپنا کاٹا اور مرا
سینہ اُسکا پھٹ گیا جان چھٹ گئی
دل نہ رکھا اُسنے بھاری زخم سے
ہو گیا زخمی بچا وہ جان سے
ماتم اُنکے گھر میں سب کرنے لگے
ای دو عالم سے بھرا اک پیرہن
ہوتا گم خنجر سے اُنکا سا بدن
دیدہ اپنا اندھا باخود نے کیا
وہ تو اپنے تن پہ مارے ہوشیار
تا ابد وہ ایمنی میں بس رہیں
جز مثالی شکل کے نہ وان رہا
آئینہ کو مارے خود کو مارے تو
عیسی مریم کو دیکھے تو ہی ہے
شکل تیری روبرو تجکو دکھے
جو قلم یان پہونچا تو ٹوٹا اور گرا
دم نہ مارا اللہ اعلم بالصواب
بیٹھ بہت کر یا اوتر آ والسلام
پس لب بام اسدم خوش کو تو جان
گنج سان کر خفیہ مت کر فاش تو
ڈرتا ڈرتا اُس نہان خانہ میں جا
غیب کے اسے جان کناری بام سے
روح دیکھے اُسکی ہر حرکت دراز
کنگرہ شادی کے لب پر ہو ورد
قوم نوح و لوط سے عبرت تو لے
انبیا و اولیا کے فیض سے

هر که او سوی گلویش زخم برد
وانکه او را زخم اندر سینه زد
وان که آگه بود از صاحب‌قران
نیم‌جانش دست او را بسته کرد
روز گشت و آن مریدان کاسته
پیش او آمد هزاران مرد و زن
این تن تو گر تن مردم بدی
باخودی با بیخودی دو چار زد
ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار
زانکه بیخود فانی ست و ایمن است
نقش او فانی و او شد آینه
گر کنی تف سوی روی خود کنی
ور به بینی روی زشت آنهم توئی
او نه اینست و نه آن او ساده است
چون رسید اینجا سخن لب در ببست
لب به بند ار چه فصاحت دست داد
بر کنار بام ای مست مدام
هر زمانی که شوی تو کامران
هر زمانی خوش هراسان باش تو
تا نیاید بر دلا ناگه بلا
ترس جان در وقت شادی از زوال
گر نمی بینی کنار بام راز
هر نکالی ناگهان کان آمده ست
جز کنار بام خود نبود سقوط
اعتبارے گیر تا یابی صفا

حلق او ببریده دید و زار و فرد
سینه اش بشکافته شد مرده زار
دل ندادش که زند زخم گران
جان نبرد الا که خود را خسته کرد
نوحه ها از خانه شان برخاسته
کای دو عالم درج در یک پیرهن
چون تن مردم ز خنجر گم شدی
باخود اندر دیده خود خار زد
هر تن خود میزنی آن هوشدار
تا ابد در ایمنی او ساکن است
غیر نقش روی غیر آنجا نه
ور زنی بر آینه بر خود زنی
ور به بینی عیسی و مریم توئی
نقش تو در پیش تو بنهاده است
چون رسید اینجا قلم در هم شکست
دم مزن والله اعلم بالرشاد
لیست بنشین یا فرود آ والسلام
آن دم خوش را کنار بام دان
همچو گنج خفیه کن نی فاش تو
ترس ترسان رو در آن کمین بلا
زان کنار بام غیبت ارتحال
روح می بیند که هستش اهتزاز
بر کنار کنگره شادی ست
اعتبار از قوم نوح و قوم لوط
از درون انبیا و اولیا

سبب فصاحت اور بہت کہنا اُس فضول کا آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے

مستی بحید کا پرتو جو پڑا ۔ مصطفےٰ کی مست او خوش وہ ہوا
اسلیے خوش ہو بہت کہنے لگا ۔ مست نے چھوڑا ادب مجنون ہوا
بیخودی سب جا نہیں شر کرتی ہے ۔ بے ادب کو بے ادب تر کرتی ہے
گر ہو عاقل بس نکوتر وہ بنے ۔ اور اگر بدخو ہو بدتر وہ بنے
عکس تا در اسکا قابل پر پڑے ۔ اور غبی سے اسکی الفت بس بڑھے
مے سے بیخود با ادب ہوئے تمام ۔ مے سے باخود بے ادب ہوں گے مدام
نا پسند اکثر ہوئی ہے جو مدام ۔ اسلیے مے کو کیا سب پر حرام
حکم غالب پر ہے جو اغلب وہ مجھے ۔ تیغ چھینی رہزنون کے ہاتھ سے

سبب فصاحت و بسیار گوئی آن فضول نزد رسول ؐ

پرتو مستی بحید نبی ۔ چون شد آن مست خوش گشت آن غبی
لاجرم بسیار گو شد از نشاط ۔ مست ادب بگذاشت آمد در خباط
نی همه جا بیخودی شر میکند ۔ بے ادب را بے ادب تر میکند
گر بود عاقل نکوتر می شود ۔ ور بود بدخوی بدتر می شود
پر لبیب آید لباب انعکاس او ۔ وز غبی کم گردد استیناس او
بیخود از می با ادب گردد تمام ۔ باخود از می بی ادب گردد مدام
لیک اغلب چون بدند و ناپسند ۔ بر همه می را محرم کرده اند
حکم غالب است چون اغلب بدند ۔ تیغ را از دست رهزن بستدند

بیان کرنا رسول علیہ السلام کا سبب فضیلت اُس جوان کا بوڑھون آزمودہ کار پر

بولے پیغمبر اسے ظاہر بین تر ۔ دیکھ مت اسکو جوان بے ہنر
اے بہت داڑھی سیاہ و پیرہ ۔ اے بہت داڑھی سفید و دل سیہ
عقل اسکی آزمائی بارہا ۔ اس جوان نے کام بوڑھوں کا کیا
پیر کو بڑھی عقل کا ہوا اے پسر ۔ نے سفیدی بال کا بوڑھا بشر
کب وہ ہو ابلیس سے بوڑھا کہو ۔ عقل اسکو جو نہیں وہ شئ ہی لا
مانا لڑکا جو کہ ہو صاحب کمال ۔ وہ ہنر مین بوڑھا ہو وہ خوش خصال
مانا لڑکا جو کہ ہو عیسیٰ نفس ۔ پاک ہو غرہ سے نے رکھے ہوس
مو سفید اک ہے دلیل پختگی ۔ آگے اندھے کے کم ہے زیرکی

بیان کردن رسول علیہ السلام سبب تفضیل واختیار کردن آن جوان را بر پیران کاردیدہ کار آزمودہ

گفت پیغمبر که اے ظاهر نگر ۔ تو مبین او را جوان بی هنر
ای بسا ریش سیاه و مرد پیر ۔ ای بسا ریش سفید و دل چو قیر
عقل او را آزمودم بارها ۔ کرد پیری آن جوان در کارها
پیر پیر عقل باشد ای پسر ۔ نی سفیدی موی اندر ریش و سر
از بلیس او پیرتر خود کے بود ۔ چونکه عقلش نیست او لاشی بود
طفل گیرش چون بود صاحب کمال ۔ پیر باشد در هنر آن خوش خصال
طفل گیرش چون بود عیسی نفس ۔ پاک باشد از غرور و از هوس
آن بیاض مو دلیل پختگی ست ۔ پیش چشم بسته کش کوته رگیست

آن مقلد چون نداند جز دلیل / در علامت جوید او دایم سبیل
بهر آن گفتیم کاین تدبیر را / چونکه خواهی کرد بگزین پیر را
لیک پیر عقل نی پیر سن / مے نداند ممتحن از ممتحن
آن که او از پردهٔ تقلید جست / او بنور حق ببیند هر چه هست
نور پاکش بے دلیل و بے بیان / پوست بشگافد در آید در میان
پیش ظاهر بین چه قلب و چه سره / او چه داند چیست اندر قوصره
اے بسا زر سیه کرده بدود / تا رهد از دست هر دزدی حسود
ای بسا مس زر اندوده بزر / تا فروشد آن بعقل مختصر
تا که باطن بین جمیله کشوریم / دل ببینیم و بظاهر ننگریم
قاضیانے که بظاهر می تنند / حکم بر اشکال ظاهر می کنند
چون شهادت گفت و ایمانش نمود / حکم او مومن کنند این قوم زود
بس منافق کاندرین ظاهر گریخت / خون صد مومن بپنهانی بریخت
جهد کن تا پیر عقل و دین شوی / تا چو عقل کل تو باطن بین شوی
از عدم چون عقل زیبا رو گشود / خلعتش داد و هزاران عز فزود
عقل چون از عالم غیبی گشاد / رفعت افزود و هزاران نام داد
کمترین زان نامهای خوش نفس / اینکه نبود هیچ او محتاج کس
گر بصورت وانماید عقل رو / تیره باشد روز پیش نور او
ور مثال احمقی پیدا شود / ظلمت شب پیش او روشن بود
کو ز شب مظلم تر و تاری ترست / لیک خفاش شقی مظلم خورست
اندک اندک خوی کن با نور روز / ور نه خفاشے بمانی بی فروز
عاشق هر جا شکال و مشکلی ست / دشمن هر جا چراغ مقبلی ست
ظلمت اشکال زان جوید دلش / تا که افزون تر نماید حاصلش
تا ترا مشغول آن مشکل کند / وز نهاد زشت خود غافل کند

وہ مقلد جو نہ جانے جز دلیل / وہ علامت میں سدا ڈھونڈے سبیل
اس لیے میں نے کہا تدبیر کو / گر وہ پانا چاہے کر تو پیر کو
پیر عقلی کہ نہ پیر عمر کو / ممتحن نے ممتحن سے جانے دو
پردہ تقلید سے جو کہ چھٹا / نور حق سے دیکھے ہر شے برملا
بے دلیل اور بے بیان ہی اسکا نور / پوست کو پھاڑے کرے جو وہ ظہور
آگے ظاہر بین کے کیا کھوٹا کھرا / جانے کیا زنبیل میں کیا ہے بھرا
اے بہت کرتے وہ ہیں سے زر سیاہ / تا نہ ہووے دزد حاسد سے تباہ
اے بہت مس پر ملمع کرتے ہیں / زر کی جا بے عقل کو تا بیچ دیں
ہم کہ باطن بین ہیں جملہ ملک کے / دیکھتے دل ہیں نہ ظاہر دیکھتے
قاضی جو آراستہ ظاہر سے ہیں / حکم شکل ظاہری پر کرتے ہیں
دیکھا ایمان اور گواہی اسکی دی / حکم دین مومن کا اسکو دے ابھی
بسکہ ظاہر میں منافق بچ گئے / خون سو مومن کے پوشیدہ ہوئے
جہد کر تا پیر عقل و دین تو ہو / مثل عقل کل کے باطن بین تو ہو
جو عدم سے عقل کل ظاہر ہوئی / خلعت اسکو دی بہت عزت کری
عقل جو کہ غیب سے ظاہر کری / نام صد ہا رکھے اور دی برتری
کمتر اسکا نام سے یہ جان لو / کہ کسی کا وہ نہیں محتاج ہو
گر دکھائے عقل خود کو ظاہرا / آگے اسکے نور کے دن ہو سیاہ
ہو اگر ظاہر مثال احمقی / اسکے آگے کون ہو ظلمت رات کی
ظلمت شب سے ہے اسکو برتری / پر ہے ظلمت خور وہ چمگادڑ شقی
تھوڑی تھوڑی کر تو عادت نور سے / ورنہ بے رونق تو چمگادڑ رہے
شکل مشکل ہر جگہ عاشق کو ہے / شمع مقبل کو ہے دشمن ہر جگہ
ظلمت مشکل کو ڈھونڈھا اسلیے / اسکا دل تا رونق حاصل بڑھے
تا تجھے مشغول وہ مشکل کرے / اپنی بد اصلی سے بس غافل کرے

علامت عاقل تمام و نیم عاقل و مرد تمام

علامت پورا عاقل اور آدھا عاقل و پورا مرد

وآدھا مرد کی و علامت شقی مغرور لاشی کی

وہ ہے عاقل جو کہ رکھے روشنی | اور کرے وہ قافلہ کی رہبری
پیرو اپنے نور کا وہ پیشوا | تابع اپنا ہے وہ بیخود رہنما
مومن اپنا ہو وہی اُس نور سے | لایا ایمان جو غذای جان ہے
اور وہ ہے آدھا عاقل دوسرا | دیکھے عاقل کو ہو طالب نور کا
اسکو پکڑے جیسے اندھا چوب کو | تاکہ بینا اُس سے ہووے جلد وہ
وہ گدھا ہے عقل سے جو بہرہ رکھے | عقل سے خود کو نہ عاقل کر سکے
خود نہیں جانے قلیل اور کثیر | اور نہ ڈھونڈھے ہم نذیر و ہم بشیر
غرق ہے اندر وہ غفلت قال کے | پیروی سے رہبر کی ننگ ہے
جا رہے جنگل میں جو کہ ہے بڑا | گاہ لنگڑا آئے اور گہ دوڑتا
ہے نہ شمع رہبری تا خود کرے | اور نہ آدھی شمع کہ نور اور لیے
نے ہے عقل اُسکو کہ تا زندہ رہے | نے ہے آدھی عقل کہ مردہ بنے
آگے عاقل کے وہ مردہ ہو تمام | کود جائے پست سے بالائے بام
عقل نے کامل ہے خود کو مردہ کر | تو بنا ہو عاقلوں میں ہم سبب
زندہ نے کہ ہمدم عیسے بنے | مردہ نے کہ دمگہ عیسے بنے
زندہ مردہ جو نہ ہو لاشی ہے وہ | غورہ ہونے سے ہوا انگور ہے
غورہ جو کہ غورگی سے نہ چھٹا | ہے وہ کچا اور کچا رہا
اسکی جان اندھی قدم ہر سو رکھے | عاقبت کو نے چلے ہر سو پھرے
پھر نا اُسدم کام نے آئے اُسے | جبکہ نازل ہو بلا افلاک سے

و نیم مرد و علامت شقی مغرور لاشی

عاقل آن باشد کہ او با مشعلہ است | او دلیل و پیشوای قافلہ است
پیرو نور خود است آن پیشرو | تابع خویش است آن بیخویش رو
مومن خویش است و ایمان آورد | ہم بآن نوری کہ جانش زو چرید
دیگرے کہ نیم عاقل آمد او | عاقلے را دیدہ کرد آن نور جو
دست در وی زد چو کور اندر دلیل | تا بدو بینا شد و چست و جلیل
وان خری کز عقل جوسنگی نداشت | خود نبودش عقل و عاقل را گذاشت
خود نداند نے قلیل و نی کثیر | نے بجوید نے نذیر و نے بشیر
غرقہ اندر غفلت و در قال و قیل | ننگش آید آمدن خلف دلیل
میرود اندر بیابان دراز | گاہ لنگان آید و گاہی بتاز
شمع نے تا پیشوای خود کند | نیم شمعے نے کہ نورے کد کند
نیست عقلش تا دم زندہ زند | نیم عقلے نے کہ خود مردہ کند
مردہ آن عاقل آید او تمام | تا برآید از نشیب خود ببام
عقل کامل نیست خود را مردہ کن | در پناہ عاقلی زندہ سخن
زندہ نے تا ہمدم عیسے شود | مردہ نے تا دمگہ عیسے بود
زندہ نے و مردہ نے لاشے بود | غورہ باشد نے عنب می بود
غورہ کز غورگے در نگذرد | سنگ بست خام و ترش رو بود
جان کورش گام ہر سو می نہد | عاقبت نجہد و لیکن برجہد
سود ندہد بر جہیدن آن زمان | زانکہ نازل شد بلا از آسمان

قصہ تالاب و ماہی گیر اور اُن تین مچھلیوں کا کہ ایک عاقل اور ایک آدھی عاقل اور ایک مغرور ابلہ بے عقل تھی اور انجام کار اُنکا

قصہ آبگیر و صیادان و آن سہ ماہی یکے عاقل و یکے نیم عاقل و یکے مغرور ابلہ بے عقل و عاقبت ایشان

قصہ اُس تالاب کا ہے اے اخی | جسکے اندر تین مچھلی تھین بڑی
پس کلیلہ مین پڑھا ہوگا وہ کے | صورت قصہ تھا وہ یہ مغز ہے
چند ماہی گیر سے تالاب پے | دیکھا پوشیدہ اُنھین جو کہ گئے
جال کو لینے گئے وہ ایک بار | مچھلیان واقف ہوئین اور ہوشیار
جو کہ عاقل تھی لگی وہ بھاگنے | راہ مشکل کی لگی وہ ناپنے
بولی اُنسے مین نرکھون مشورا | کہ یقین سست اب یہ کردین مرا
ہے محبت گھر کی اُنکی جان کو | کردین کاہل ور جاہل محکو وہ
مشورہ زندہ سے کرنا ہے تمکو | کہ تجھے زندہ کرے وہ زندہ گو
مشورہ اے سالک ایسا لک سے کر | کیونکہ تو لنگڑا ہے سوچ اسمین بشر
چھوڑ تو حب الوطن مت کر یقین | کہ وطن اس جا ہے جان یان یہ نہین

بھید اس حدیث کا کہ حب الوطن شعبۃ من الایمان

گر وطن چاہو چلو اُس سمت کو | ان حدیثون کو غلط مت تم پڑھو
ہے وضو مین ورد ہر اعضا جدا | پس حدیثون مین لکھا ہر دعا
جبکہ پانی ناک مین ڈالے ہے تو | چاہ تو اللہ سے جنت کی بو
تا تجھے کھینچے وہ بو سوی جنان | بوی گل ہووے دلیل گلستان
جب کہ استنجا کرے یہ ورد ہے | کہ پلیدی سے تو پاکی مجکو دے
پہونچا یان تک ہاتھ تو دھویا اسے | ہاتھ اندر دھوے جان مجھے سست ہے
اے بد ذکی جان ہوئی تجسے بھلی | ہر رسائی جان مین تیرے فضل کی
میری حد یہ تھی کہ جو مین نے کیا | اُس طرف کی پاک حد کر تو خدا
مین نے دھویا تو حدث سے پوست کو | اور حوادث سے تو دھو اُس دوست کو

ایک شخص استنجے کے وقت پڑھتا تھا

قصۂ آن آبگیرست ای عنود | کہ درو سہ ماہی اشگرف بود
در کلیلہ خواندہ باشی لیک آن | صورت قصہ بود وین مغز جان
چند صیادی سوی آن آبگیر | برگذشتند و بدیدند آن ضمیر
پس شتابیدند تا دام آورند | ماہیان واقف شدند و ہوشمند
آنکہ عاقل بود عزم راہ کرد | عزم راہ مشکل ناخواہ کرد
گفت با اینہا ندارم مشورت | کہ یقین سستم کنند از مقدرت
مہر زاد و بود بر جانشان تنند | کاہلی و جہلشان بر من زنند
مشورت را زندہ باید نکو | کہ ترا زندہ کند آن زندہ کو
ای مسافر با مسافر رای زن | زانکہ پایت لنگ دارد رای زن
از دم حب الوطن بگذر مایست | کہ وطن آنسوست جان این سوی نیست

سرّ حدیث حب الوطن شعبۃ من الایمان

گر وطن خواہی گذر آنسوی شط | این حدیث راست را کم خوان غلط
در وضو ہر عضو را وردی جدا | آمدہ ست اندر خبر بہر دعا
چونکہ استنشاق بینی می کنی | بوی جنت خواہ از رب غنی
تا ترا آن بو کشد سوی جنان | بوی گل باشد دلیل گلستان
چونکہ استنجا کنی ورد سخن | این بود کہ از زلیم پاک کن
دست من اینجا رسید این را بشست | دستم اندر شستن جانست سست
ای ز تو گشتہ جان ناکسان | دست فضل تست در جانہا رسان
حد من این بود کردم من لئیم | زان سوی حد را نقی کن ای کریم
از حدث شستم خدایا پوست را | از حوادث تو بشو این دوست را

حکایت آن شخص کہ بوقت استنجا گفت

اللہم ارحنی رائحۃ الجنۃ بجاے اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ وردِ استنجے کا ہے پس ورد استنجے کو ناک میں پانی ڈالنے کے وقت پڑھتا تھا ایک عزیز نے کہا کہ سوراخ دعا کو تو بھول گیا

(اے خدایا سونگھا مجھکو خوشبو جنت کی — اے پروردگار کر دے مجھکو توبہ کرنے والوں سے اور کر دے مجھکو پاکوں سے)

اللہم ارحنی رائحۃ الجنۃ بجاے اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ ورد استنجاست واین را در وقت استنشاق خواند عزیزے گفت سوراخ دعا گم کردہ

وقت استنجے کے پڑھتا ایک تھا	کہ مجھے خوشبوی جنت تو سونگھا	آن یکی در وقت استنجا بگفت	کہ مرا با بوے جنت دار جفت
ایک بولا ورد تو لایا بھلا	پر تو اب بھولا ہے سوراخ دعا	گفت شخصے خوب ورد آوردۂ	لیک سوراخ دعا گم کردۂ
یہ دعا کہ ناک کا بس ورد ہے	ناک کا تو ورد لایا کون بے	این دعا کہ ورد بینی بود چون	ورد بینی را تو آوردی بہ کون
بوے جنت لیتے ہیں بس ناک سے	ناک کی بو کون سے کب آسکے	رائحہ جنت ز بینی یافت حر	رائحہ بینی کے آید از دبر
اے تواضع کرتا تو پیش ابلہان	اے تکبر کرتا تو پیش شہان	ای تواضع بردہ پیش ابلہان	ای تکبر بردہ تو پیش شہان
وہ تکبر ناکسوں سے خوب ہے	جائے مت برعکس ہو آفت تجھے	ای تکبر بر خسان خوبست چست	ہین مرو معکوس عکسش بند تست
گل اگے ہیں ناک کے بس واسطے	اور غذا اس ناک کی بو آئی ہے	از پے سوراخ بینی رستہ گل	بو وظیفہ بینی آمد اے عتل
بوے گل ہے سونگھنے کے واسطے	اور نہیں اس بو کی جا یہ کون ہر	بوے گل بہر مشام است اے دلیر	جای آن بو نیست این سوراخ زیر
بوے خلد اس جا سے کب آئے تجھے	تو محل سے ڈھونڈھ گر بو چاہیے	کے ازین جا بوی خلد آید ترا	بو ز موضع جو اگر باید ترا
ایسے ہی حب الوطن ہے جان تو	پہلے لے خواجہ وطن پہچان تو	ہمچنین حب الوطن آمد درست	تو وطن بشناس اے خواجہ نخست
بولی وہ ہشیار مچھلی جا بزین	مشورہ والسے نہ ہرگز لا تو تھین	گفت آن ماہی زیرک رہ کنم	دل ز راے مشورتشان بر کنم
نہ ہے وقت مشورہ تو رہ پکڑ	چاہ میں مثل علی تو آہ کر	نیست وقت مشورت ہین راہ کن	چون علی تو آہ اندر چاہ کن
محرم اس رہ کا ہے کمیاب آدلا	مثل شحنہ رات کو پنہاں تو جا	محرم آن راہ کمیابست بس	شب رو و پنہان روی کن چون عسس
جا طرف دریا کے اس تالاب سے	چھوڑ دے تالاب دریا ڈھونڈھ لے	سوی دریا عزم کن زین آبگیر	بحر جو و ترک این گرداب گیر
پانوں سینہ کو دو کر کے باشعور	پر خطر جاے گئی تا بحر نور	سینہ را پا ساخت میرفت آن حذور	از مقام با خطر تا بحر نور
مثل آہو کے کہ کتا پیچھے ہو	بھاگے جبتک جان تن میں ہو رگ	ہمچو آہو کز پے او سگ بود	میدود تا در تنش یک رگ بود

پیچھے کتا خواب خرگوش ہے خطا
راہ لی دریا کی وہ مچھلی گئی
رنج از بس دیکھا پر انجام کار
گہرے دریا میں وہ خود جا کر پڑی
جال ماہی گیر لے کر آئے جب
بولی میں نے کھویا اپنی وقت کو
وہ گئی ناگاہ پر جو کہ گئی
حسرتیں گذرے پہ کرنا ہے خطا
میری حسرت اب نہ کچھ فائدہ

خواب وحشی کو کہاں ہو وے بھلا
اور بڑی چوڑی و دور اک راہ لی
امن کی جانب گئی وہ ہوشیار
کہ نہ پاوے انتہا اسکی کوئی
آدھی عاقل ہو گئی بس تلخ لب
کیوں نہیں اسکے گئی ہمراہ ہم
مجکو لایق تھا کہ کر لی پیروی
پھر گیا آتا نہیں یاد اسکی گیا
کیا کروں اب وقت فرصت کا گیا

خواب خرگوش و سگ اندر پی خیال
رفت آن ماہی رہ دریا گرفت
رنجہا بسیار دید و عاقبت
خویشتن افگند در دریای ژرف
پس چو صیادان بیاوردند دام
گفت آہ من فوت کردم وقت را
ناگہان رفت او ولیکن چونکہ رفت
بر گذشتہ حسرت آوردن خطاست
این زمان سودی ندارد حسرتم

خواب خود در چشم ترسندہ کجاست
راہ دور و پہنہ پہنا گرفت
رفت آخر سوی امن و عافیت
کہ نیابد حد آن را ہیچ طرف
نیم عاقل را از آن شد تلخ کام
چون نہ گشتم ہمرہ آن رہنما
سختہ بایستم شدن در پی بتفت
باز ناید رفتہ یاد آن ہباست
چون کنم چون فوت شد این فرصتم

قصہ اس مرغ گرفتار کا کہ وصیت کرتا تھا کہ گذرے پر پشیمان نہ ہوا ور اپنے وقت کا تدارک کرو اور گذرے ہوئے پر غم نہ کھاؤ

قصہ آن مرغ کہ وصیت کرد کہ بر گذشتہ پشیمانی مخور و در تدارک وقت اندیش و بر فتہ غم مخور

پکڑا مکر و دام سے مرغ ایک نے
اب تو مجھ جیسے ضعیف اک مرغ کو
کھا چکے ہیں تو نے کھا میں بیشمار
پر نہ انکے پیٹ تیرا بس بھرا
چھوڑ دے مجکو تو از راہ کرم
چھوڑ دے تا تین پند اب دوں تجھے
پند پہلی دونگی تیرے ہاتھ میں
دوسری دوں پند میں دیوار پے
تیسری دوں پند میں اشجار پے
ہاتھ میں جو ہوویگی دولت ہم
پند پہلی ہاتھ میں جبکہ کہی

پس کہا اس مرغ نے اس شخص سے
پکڑا اور رکھا یا سمجھا اے نیک خو
اور کری قربانی اونٹ کی ہزار
کبھی نہ سیری تجکو ہو مجسے ذرا
اے جوان مرد کریم محتشم
جانے ابلہ یا کہ زیرک تو مجھے
جان و دل میرے ترے پابند ہیں
تا کہ ہووے فرحت و شادی تجھے
تا سعادت پائے تینوں پند سے
کہ یقین مشکل ہے ہر گز مت کری
بیٹھا جا دیوار پر ہو کر خوشی

آن یکی مرغی گرفت از مکر دام
تو بسے گاوان و میشان خوردہ
خود نگشتی سیر از اینہا در زمن
مر مرا آزاد کردان از کرم
ہل مرا تا کہ سہ پندت بردہم
اول آن پندی دہم بر دست تو
بر سر دیوار بدہم ثانیش
پس سوم پندت دہم من بر درخت
آنچہ بر دست است اینست این سخن
مرغ گفتش چون گفت اول پند رفت

مرغ او را گفت کای خواجہ ہمام
صید کردہ خوردہ گیر ای نیک ظن
تو بسے اشتر بقربان کردہ
ہم نگردی سیر از اجزای من
اے جوان مرد کریم محتشم
تا بدانی زیرکم یا ابلہم
بدہم ای جان و دلم پابست تو
تا شوی زان پند شاد و خوب بش
کہ ازین سہ پند گردی نیک بخت
کہ محالے را ز کس باور مکن
گشت آزاد و بر آن دیوار رفت

بولا پھر گزرے ہوے پر غم نہ کھا | کھتے جو گذرے ہے حسرت کر نہ
گفت دیگر بر گذشته غم مخور | چون ز تو بگذشت زان حسرت مبر

بعد ہ بولا کہ میرے جسم مین | دس درم بھر اک گوہر جان ہے
بعد از آن گفتش که در جسمم کتیم | ده درم سنگست یک دُر یتیم

تجکو عزت اور تیری اولاد کو | ہوتی اس گوہر سے از بس آبرو
دولت تو بخت فرزندان تو | بود آن گوهر بحق جان تو

کھو یا گوہر تو نے قسمت مین نتھا | کہ نہ اس کی مثل عالم مین ہوا
فوت کردی دُر که روزیت نبود | که نباشد مثل آن دُر در وجود

کہ وہ روزے کے وقت جیسے حاملہ | پیٹتے اور خواجہ کرے بس غلغلہ
آن چنان که وقت زادن حامله | ناله دارد خواجه شد در غلغله

بس ہوا غمناک وہ کرتا آہ آہ | کسلیے مین نے کیا کام ایسا تباہ
گشت غمناک و همی گفت آه آه | این چرا کردم که شد کارم تباه

چھوڑ یا کسواسطے اب مین تجھے | وحر کا دیکے دیا تو نے مجھے
من چرا آزاد کردم مر ترا | زین حیل از راه بردی مر مرا

مرغ بولا نے نصیحت کی تجھے | کہ تو گذری بات پر غم مت کری
مرغ گفتش نی نصیحت کردمت | که مبادا بر گذشته دی غمت

جو گیا گذر اس پر رنج کر | یا نہ سمجھا یا بہرا ہے تو
چون گذشت و رفت غم چون می خوری | یا نکردی فهم پندم یا کری

دوسری مین نے نصیحت کی نہین | کہ تو مشکل بات پر کر یقین
وان دوم پندت بگفتم کز ضلال | هیچ تو باور مکن قول محال

سہ درم بھر خود نہین ہون اے بہن | دس درم بھر کیسے ہو گا اندرون
من نیم خود سه درم سنگ ای اسد | ده درم سنگ اندرونم چون بود

ہو گیا خوش مین آخر ہوا بولا کہاں | تیسری اب کر نصیحت بھر بیان
خواجه باز آمد بخود گفتا که هین | باز گو پند سوم ای نازنین

بولا خوب اس پر عمل تو نے کیا | کر نصیحت تیسری اب دون بتا
گفت آری خوش عمل کردی بدان | تا بگویم پند ثالث رایگان

کہا اور ہو کر خوش وہ اڑگیا | اور صحرا کی طرف خوش خوش گیا
این بگفت و بر پرید و شاد رفت | سوی صحرا سرخوش و آزاد رفت

پند کہنا غافلون کو کہتے ہین | بیج بونا ہے زمین شور مین
پند گفتن با جهول خوابناک | تخم افکندن بود در شوره خاک

چاک حمق وجہل کا کب ہو رفو | تخم حکمت اسکو کم دیجا نکو
چاک حمق و جهل نپذیرد رفو | تخم حکمت کم دهش ای پند گو

کیونکہ جاہل جہل کا پابند ہو | جو نصیحت دو اسے وہ نہ سنے
زانکه جاهل جهل را بنده بود | چونکه تر بندش دهی او نشنود

آدھی عاقل کہتی تھی وقت بلا | کیون رہی سایہ سے عاقل کے جدا
نیم عاقل گفت در وقت بلا | چونکه ماند از سایه عاقل جدا

علاج ڈھونڈھنا اس مچھلی آدھی عاقل کا اور اپنے کو مردہ کرنا

چاره اندیشیدن آن ماهی نیم عاقل و خود را مرده کردن

کہ گئی دریا کو غم سے چھوٹی | اور ایسے دوست سے مین رہ گئی
کو سوی دریا شد و از غم عتیق | فوت شد از من چنان نیکو رفیق

لیکن اس سے مین نہ اندیشہ کرون | اپکو اس وقت مین مردہ کرون
لیک زان نندیشم و بر خود زنم | خویشتن را این زمان مرده کنم

پس یہین سے دم اپکو اب چت کرون | اور پانی کے مین اوپر چت پھرون
پس بر آرم اشکم خود بر زبر | پشت زیر و میروم بر آب بر

اور پھرون اسپر کہ جیسے خس پھرے
مردہ ہوکر خود کو سونپوں آب پے
پہلے مرنے سے یہ مرنا ہے دلا

نے پھرون مانند مین تیراک کے
یہ ہے مرنا پہلے اس مرنے سے ہے
مصطفےٰ نے ایسے ہی ہمسے کہا

میروم بر وی چنانکه خس رود
مرده گردم خویش بسپارم بآب
مرگ پیش از مرگ امنیست ای فتی

نے بسباحی چنانکه کس رود
مرگ پیش از مرگ امنیست از عذاب
این چنین فرمود مارا مصطفےٰ

بولے موتوا کلکم من قبل ان | یاتی الموت تموتوا بالفتن

گفت موتوا کلکم من قبل ان | یاتی الموت تموتوا بالفتن

ایسی ہی وہ مرکے بس چت ہو گئی
ماہی گیر افسوس ہر اک کرتا تھا
بات یہ سن کے وہ خوش ہوتی تھی
بس پکڑ کے اسکو اک صیاد نے
وہ لڑکتی خفیہ پانی مین گئی
داہنے بائین وہ لگی بس بھاگنے
جال ڈالا اور پھنسی وہ جال مین
آگ پر پشت تو اکے ساتھ جو
آگ روشن سے وہ جلتی تھی اسپر
کہتی تھی وہ باعث رنج و بلا
پھر وہ کہتی تھی کہ اگلی بار گر
مین نہ جز دریا وطن اپنا کرون
اب بجید ڈھونڈھون وا ایمن ہون
ایسی ہی خود سے وہ کرتی تھین
دہن عاقل کو پکڑون روز و شب

نیچے اوپر آب کے بہنے لگی
کہ بڑی مچھلی مری واحسرتا
چل گیا داؤن مین خنجر سے بچی
سر پہ تھوکا اور پھینکا خاک پے
اور رہی بس مضطرب وہ دوسری
تا چھڑائے خود کو اس آفات سے
احمقی نے ڈالا اک جنجال مین
احمقی سے ہو گئی ہمخواب وہ
عقل اسے کہتی الم یاتک نذیر
مثل جان کافران قالوا بلیٰ
چھوٹوں اس محنت سے ہو جان بر
اور نہین تالاب مین ہرگز رہون
اور ہمیشہ امن و صحت مین چلون
کہ چھٹون ایسی بھنور سے کاش مین
تا نہ پاؤن ایسا پھر رنج و تعب

ہمچنان مرد و شکم بالا فکند
هر یکی زان قاصدان بس غصه برد
شاد میشد او ازان گفت و ز رنج
پس گرفتش یک صیاد ارجمند
غلط غلطان رفت پنهان اندر آب
از چپ و از راست میجست آن سلیم
دام افگندند و اندر دام ماند
بر سر آتش به پشت تابه
او همی جوشید از تف سعیر
او همیگفت از شکنجه و ز بلا
باز میگفت او که گر این بار من
من نسازم جز بدریایی وطن
آب بے حد جویم و ایمن شوم
همچنین میکرد با خود نذرها
دهن عاقل بگیرم روز و شب

آب گه بر وی نشیب و گه بلند
که دریغا ماهی مهتر بمرد
پیش رفت آن با زیم رستم ز تیغ
بر سرش تف کرد و بر خاکش فگند
ماند آن دیگر همیکرد اضطراب
تا که بجهد خویش برهاند کلیم
احمقی او را در آن آتش نشاند
با حماقت گشت او همخوابه
عقل میگفتش الم یاتک نذیر
همچو جان کافران قالوا بلیٰ
وارهم از محنت گردن زدن
آبگیرے را نسازم من سکن
تا ابد در امن و در صحت روم
گر چنین در طا اگر یابم رہا
تا نیفتم در چنین رنج و تعب

بیان اس بات کا کہ عہد کرنا احمق کا وقت گرفتاری و ندامت کے کچھ وفا نہین کرتا کہ ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون مانند صبح کاذب کے

بیان آنکه عهد کردن احمق در وقت گرفتاری و ندم هیچ وفایے ندارد که ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وانهم لکاذبون چون صبح کاذب وفا ندارد

عقل اسے کہتی حماقت تجھ میں ہے ۔ اور حماقت عہد کو بس توڑ دے
عقل گفتش حماقت با تو هست ۔ با حماقت عهد را آید شکست

عقل کو ہوتا وفائے عہد ہے ۔ اور نہ رکھے عقل تو جا اے گدھے
عقل را باشد وفای عهدها ۔ تو نداری عقل رو ای خربها

عقل کو یاد آئے اپنے عہد سے ۔ پردۂ نسیان کو پھاڑے عقل ہے
عقل را یاد آید از پیمان خود ۔ پردۂ نسیان بدراند خرد

عقل تیری نہ ہے نسیان پیر ہے ۔ دشمن اور باطل کرے تدبیر ہے
چونکه عقلت نیست نسیان میر تست ۔ دشمن و باطل کن تدبیر تست

بسکہ پروانہ کمی سے عقل کے ۔ یاد وے کرتا ہے جلنے جنس سے
از کمی عقل پروانۂ خسیس ۔ یاد نارد ز آتش و سوز و حسیس

جبکہ جلے پر اسکا تو توبہ کرے ۔ طمع اور نسیان آ آتش مین پڑے
چونکه پرش سوخت توبه میکند ۔ آز و نسیانش بر آتش میزند

حافظہ اور یاد اور ادراک کو ۔ عقل جو زیادہ کرے ہے عقل وہ
ضبط و درک و حافظی و یاد داشت ۔ عقل آن باشد کہ عقل آنرا فراشت

جونہ گوہر ہو چمک کیسے رکھے ۔ جو نہ یاد وہ ہو وہ رجوع کیسے کرے
چونکه گوهر نیست تابش چون بود ۔ چونکه نبود ذکر انابش چون بود

یہ تمنا اس کی بے عقلی سے ہے ۔ کہ حماقت کی نہ خو اسکو دکھے
این تمنا هم ز بی عقلی اوست ۔ که نبیند کان حماقت را چه خوست

وہ ندامت بھی نتیجہ رنج ہے ۔ اور نہ بھی وہ عقل سے جون گنج ہے
آن ندامت از نتیجۂ رنج بود ۔ نے ز عقل روشن چون گنج بود

جو گیا رنج اب ندامت بھی گئی ۔ خاک سان توبہ ندامت بھی نہیں
چونکه شد رنج آن ندامت شد عدم ۔ مے نیرزد خاک آن توبه ندم

بادہ سا ظلمت کا ندامت (جو) بار ۔ پس کلام اللیل یمحوه النهار
آن ندم از ظلمت غم بست بار ۔ پس کلام اللیل یمحوه النهار

غم کی ظلمت جو گئی اور خوش ہوا ۔ دل ہے وہ اسکا نتیجہ بھی گیا
چون برفت آن ظلمت غم گشت خوش ۔ هم برفت از دل نتیجه و زاده‌اش

کرتا ہے وہ توبہ بے عقل سے ۔ بانگ لو ردّوا لعادوا کی اسے
مے کند او توبه و پیر خرد ۔ بانگ لو ردّوا لعادوا مے زند

عقل ضد شہوت کی ہے اے پہلوان ۔ جو کہ شہوت رکھے عقل اسکو نہ جان
عقل ضد شهوت است ای پهلوان ۔ آنکه شهوت مے تند عقلش مخوان

وہم جان اسکو کہ جو شہوت رکھے ۔ وہم کھوٹا اور کھرا ہے عقل ہے
وهم خوانش آنکه شهوت را گداست ۔ وهم قلب و نقد زر عقلهاست

عقل و وہم اب بے محک ہو کب عیان ۔ لا قرآن و وزن کو سوئے ہیجان
بے محک پیدا نگردد وهم و عقل ۔ هر دو را سوی محک کن زود نقل

یہ محک قرآن و حال انبیا ۔ پس محک کہتی ہے کھوٹے کو کہ آ
این محک قرآن و حال انبیا ۔ چون محک مر قلب را گوید بیا

تا تو خود کو دیکھے صدمہ کرے ۔ کہ نہیں ہے گرد میرا اہل ہے
تا ببینی خویش را ز آسیب من ۔ که نه اهل فراز و شیب من

عقل کو دو ٹکڑے ارہ گر کرے ۔ آگ میں وہ مثل زر ثابت رہے
عقل را گر ارّه سازد دو نیم ۔ همچو زر باشد در آتش او سلیم

وہم اس فرعون کا عالم سوز تھا ۔ عقل بھی موسی کی بسکہ جانفزا
وهم مر فرعون عالم سوز را ۔ عقل مر موسی جان افروز را

نیستی کی راہ پر موسے گیا ۔ بولا فرعون کون ہے تو اب بتا
رفت موسے بر طریق نیستی ۔ گفت فرعونش بگو تو کیستی

جوابات موسیٰ علیہ السلام کے کہ صاحب عقل تھے
مجادبات موسیٰ علیہ السلام کہ صاحب عقل بود

اور فرعون کہ صاحب وہم تھا

بولے مین حق کے نبی کی جان ہون ۔ مجھ امید ہون نہ گمراہی کھون
بولا چپ رہ اور نہ کر تو قال کو ۔ نسبت و نام قدیم اپنا کہو
بولے موسے میری نسبت خاک جان ۔ نام اصلی کمترین بندگان
بندہ زادہ ہون مین اس اللہ کا ۔ اور غلام و چھوکری سے ہون جنا
نسبت اصلی خاک آب وگل سے ہے ۔ دل و جان دی آب وگل کو حق نے ہے
اس تن خاکی کا مرجع خاک ہے ۔ تیرا مرجع بھی ہے جانب خاک کے
اصل میری اصل جملہ سرکشان ۔ خاک ہین اور اسکے ہین بس نشان
لے مدد تن تیرا ہے خاک سے ۔ اور غذا مین خاک سے کھاتا تو ہے
جان جو جاوے تو پھر وہ ہووے خاک ۔ گور کے اندر رہے ہووے سہمناک
تو بھی اور مین بھی وبھی تیری سپاہ ۔ خاک ہووے اور نہ رہے تیری جاہ
بولا ہے تجھکو نسب نام اس سوا ۔ وہ نسب ہے تیرا بہتر اور بڑا
بندۂ فرعون و بندۂ بندگان ۔ اسکا ہے کہ پالا تیرا جسم و جان
بندۂ باغی ای ظالم اک تو ہے ۔ اس وطن سے بھاگا تو بد فعل سے
تو ہے خونی مفسد در حق ناشناس ۔ ایسی ہی وصفون پر اپنی کر قیاس
ہر غریب اور خوار اور درویش کو ۔ کہ نہ جانے میرے حق اور شکر کو
بولے ہرگز نہ کوئی اس شاہ کے ۔ پس خدا وندی مین شرکت کو رکھے
ملک مین واحد نہ یار اپنا دکھے ۔ اپنے بندون کا وہ مالک آپ ہے
خلق کا اسکی نہ مالک کوئی ہے ۔ نہ شریک اسکا بجز گمراہ کے
نقش مین ہون وہ مرا نقاش ہے ۔ ہے وہ ظالم غیر اگر دعوا کرے
تو مری ابرو بنا سکتا نہین ۔ میری جان پہچان سکتا ہے نہین
بلکہ مفسد اور وہ طاغی تو ہے ۔ دعوی شرکت کا کرے باغی تو ہے
مین نے دار و غم کو مارا سہو سے ۔ اور نہ خواہش نفس سے نے لہو سے
مارا اک گھونسا وہ ناگہ گر پڑا ۔ جو نہ تھی طاقت اسکی وہ جان گیا
مین نے سگ کو تو نے مرسل زادہ کو ۔ مار ڈالے ہا طفل معتاب بے جرم جو

و فرعون کہ صاحب وہم بود

گفت من عقلم رسول ذو الجلال ۔ حجۃ اللہ ام امان از ضلال
گفت ای خامش رہا کن گفتگوی ۔ نسبت و نام قدیمت را بگوی
گفت موسی نسبتم از خاکدانش ۔ نام اصلی کمترین بندگانش
بندہ زادہ آن خداوند مجید ۔ زادہ از پشت جواری و عبید
نسبت اصلم ز خاک و آب و گل ۔ آب و گل را داد یزدان جان و دل
مرجع این جسم خاکی ہم بخاک ۔ مرجع تو ہم بخاک ای سہمناک
اصل ما و اصل جملہ سرکشان ۔ ہست از خاکی و آنرا صد نشان
لے مدد از خاک میگیرد تنت ۔ از غذای خاک پیچد گردنت
چون رود جان میشود او باز خاک ۔ اندران گور مخوف سہمناک
ہم تو و ہم ما و ہم اسپاہ تو ۔ خاک گردند و نماند جاہ تو
گفت غیر این نسبنامیت ہست ۔ مر ترا خود آن نسب اولی ترست
بندۂ فرعون و بندۂ بندگانش ۔ کہ ازو پرورد اول جسم و جانش
بندۂ یاغی و طاغی ای ظلوم ۔ زین وطن بگریختہ از فعل شوم
خونی و غداری و حق ناشناس ۔ ہم برین اوصاف خود میکن قیاس
در غریبی خوار و درویش و خلق ۔ کہ ندانستی سپاس ما و حق
گفت حاشا کہ بود با آن ملیک ۔ در خداوندی کس دیگر شریک
واحد اندر ملک او را یار نی ۔ بندگانش را جز او سالار نی
نیست خلقش را دگر کس مالکے ۔ شرکتش دعوی کند جز ہالکے
نقش او کردہ ست و نقاش من اوست ۔ غیر اگر دعوی کند او ظلم جوست
تو نتانی ابروی من ساختن ۔ چون توانی جان من نشناختن
بلکہ آن غدار و آن طاغی توی ۔ کہ ہمی با او شرکت میزنی باغی توی
گر بکشتم من عوانی را بسہو ۔ نے برای نفس کشتم نے بلہو
من زدم مشتی و ناگہ اوفتاد ۔ آنکہ جانش خود نبد جانی بداد
من سگے کشتم تو مرسل زادگان ۔ صد ہزاران طفل بے جرم و زیان

اردو	
پس تری گردن پہ آئیگا خون ہر	تجھ پہ کیا کچھ آئیگا اس خون سے
تونے مارا آل کو یعقوب کی	جو کہ میرے قتل کی امید تھی
اندھا تو حق نے مجھے مقبل کیا	جو بچاتا نفس تھا تیرا اگرا
ہوگا یہ سچ ہے ولے تجھ کو پیام	سیر ابہ حق نمک رکھتا تو ہم
کہ مجھے پیش حشر رسوا کیا	دل پہ تیرہ روز روشن کردیا
بڑے رسوائی حشر کی سخت ہے	تیرے دشمن میں نے یقین مجھ پر رکھو
زخم بیسو کی تو تاب اب اسکے	سانپ کا تو زخم کیسے کھائیگے
کام ظاہر تیرا ویران کرتا ہوں	پر میں خاروں کو گلستان کرتا ہوں

فارسی	
کشتهٔ و خون شان در گردنت	تا چه آید بر تو زین خون خوردنت
کشتهٔ ذریت یعقوب را	بر امید قتل من مطلوب را
کوری تو حق مرا خود برگزید	سرنگون شد آنچه نفست می‌تنید
گفت اینها را اهل هیچ شک	این بود حق من و نان و نمک
که مرا پیش حشر خواری کنی	روز روشن بر دلم تاری کنی
گفت خواری قیامت صعب‌تر	گر نداری پاس من در خیر و شر
زخم نیشی را نتانی کشید	زخم ماری را تو چون خواهی کشید
ظاهرا کار تو ویران می‌کنم	لیک خاری را گلستان می‌کنم

بیان اس بات کا کہ عمارت ویرانی میں اور جمعیت پریشانی میں اور بناو بگاڑ میں اور مراد بے مرادی میں اور وجود عدم میں ہے

بیان آنکه عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم

اردو	
ایک آیا اور زمین تھا کھودتا	بے وقوف اک چلا اس پر چلاتا
کہ زمین ہو کیوں تو ویران کرتا ہے	کیوں یہ اور پریشان کرتا ہے
بولا اے احمق تو جا ست کہ مجھے	تو خرابی سے عمارت جان رے
کب ہو گلزار اور سرسبز اب زمین	جب تلک ویران کریں اسکو نہیں
کیسے ہو آباد کھیت اور باغ ہے	نہ کریں جب تک اسے اوپر تلے
جب تلک یہ چیز ہی تہ و بالا نہ ہو	کب ہو اچھا اور کب صحت ملے
بے دوا سے خلط جب تک کہ جلے	جائے کیسے سوزش صحت کب ملے
پارہ پارہ جامہ درزی نے کیا	کسی نے مارا درزی کو ذرا
کہ یہ تو نے عمدہ اطلس کس لیے	پھاڑ ڈالا کیا کردن میں اسکو لے
گھر پرانا جب بنانا چاہتے ہیں	پہلے پرانا پہلے ویران کرتے ہیں
جیسے نجار اور لہار اور قصاب	کرتے ہیں پہلے بنانے سے خراب

فارسی	
آن یکی آمد زمین را می‌شکافت	ابلهی فریاد کرد و بر نتافت
کین زمین را از چه ویران می‌کنی	می‌شکافی و پریشان می‌کنی
گفت ای ابله برو بر من مران	تو عمارت از خرابی باز دان
کی شود گلزار و گندم زار این	تا نگردد زشت و ویران این زمین
کی شود بستان و کشت و برگ و بر	تا نگردد نظم او زیر و زبر
تا نشکافی به نشتر ریش چرک	کی شود نیکو و کی گردد ولنغز
تا نسوزد خلطهایت از دوا	کی رود سوزش کجا یابد شفا
پاره پاره کرد درزی جامه را	کس زند آن درزی علامه را
که چرا این اطلس بگزیده را	بر دریدی چه کنم بدریده را
هر بنای کهنه کآبادان کنند	نه که اول کهنه را ویران کنند
همچنین نجار و حداد و قصاب	هستشان پیش از عمارتها خراب

ہر بہیڑہ جو کہ کوتا تا ہوئی — اُس خرابی سے درستی جسم کی
جب تلک گیہون نہ چکی مین پسے — کب ہو رونق اُس کے دسترخوان کے
باعث اِس حق نمک کے مین تجھے — اب چھڑاتا ہون ای مچھلی شست سے

آن ہلیلہ وان بلیلہ کوفتن — زان تلف کردند معموری تن
تا نہ کوبی گندم اندر آسیا — کے شود آراستہ زان خوان ما
این تقاضا کرد آن نان و نمک — کز شستت وا رہانم ای سمک

جواب دینا موسے علیہ السلام کا فرعون کو واسطے ڈرانے کے

جواب دادن موسے علیہ السلام فرعون را و تہدید او

گر قبول اب پند موسیٰ تو کرے — ایسی تو بے حد برائی سے چھٹے
تو نے خود کو نفس کا بندہ کیا — ایک کیڑے کو کیا ہے اژدہا
اژدہا پر اژدہا لایا ہون مین — تا صلاحیت پہ اُسکو لاؤن مین
اُسکا دم تا اُسکے دم سے ٹوٹ جائے — سانپ پیر سے وہ اژدر مار کھائے
راضی ہو تو چھوٹے اِن دو مارسے — ورنہ تیری جان سے وہ مغز لے

گر پذیری پند موسیٰ وا رہی — از چنین زشت بدنا منتہی
بس کہ خود را کردہ بندہ ہوا — کرمکے را کردہ تو اژدہا
اژدہا را اژدہا آوردہ ام — تا باصلاح آورم من دم بدم
تا دم آن از دم این بشکند — مار من آن اژدہا را بر کند
گر رضا دادی رہیدی از دو مار — ورنہ از جانت برآرد آن دمار

جواب دینا فرعون کا موسے علیہ السلام کو بطور دھمکانے کے

جواب فرعون موسے علیہ السلام را و تہدید او

بولا سچ تو جادوگر استاد ہے — کہ دوئی ڈالے یہان پر مکر سے
خلق اک دل کے گروہ دو کر دیے — سنگ و کہ مین سحر سے رخنے کیے
بولے مین رکھتا ہون پیغام خدا — کسنے جادو دیکھا با نام خدا
کفر اور غفلت ہی یہ جادوگری — دین کی مشعل ہی جان موسوی

گفت الحق سخت اُستا جادوئی — کہ در افگندی بمکر اینجا دوئی
خلق یکدل را تو کردی دو گروہ — جادوی رخنہ کند در سنگ و کوہ
گفت ہستم غرق پیغام خدا — جادوے کہ دید با نام خدا
غفلت و کفر ست مایہ جادوئی — مشعلہ دینی ست جان موسوی

دفع کرنا موسے علیہ السلام کا جادوگری کو اپنے سے

نفی کردن موسیٰ علیہ السلام جادوئی از خود

ساحرون کا کب ہون ہمسر ای قبیح — دم سے میرے رشک رکھتا ہی مسیح
ساحرون کے کب ہون مین درمیان — نور جان میری سے ہوتا ہی عیان
ساحرون مین کب ہون مین ای غلام — کہ خدا ہوتا ہی مجھسے ہم کلام

من بجادو دریان چہ مانم ای قبیح — کز دمم بر رشک مے گردد مسیح
من بجادو دریان چہ مانم ای جنب — کز جانم نور مے گردد کتب
من بجادو دریان چہ مانم ای خبیث — کز خدا نازل شود بر من حدیث

جو تو اڑتا ہے ہوائے نفس سے	بدگمان ہوتا ہے مجھ پر اسلیے	چون تو با پر ہوا بر مے پری	لاجرم بر من گمان بد میبری
جو تو درندون کی کوئی عادت رکھے	بدگمانی وہ کریمون پر کرے	ہر کرا افعال دام و دد بود	بر کریمانش گمان بد بود
جسد واک عالم کا جو کہ تو ہوا	کل کو اپنے آپ سا ہے جانتا	چون تو جزو عالمی پس ای مہین	کل آن را ہمچو خود مینی یقین
جو کہ تو گھومے و گھومے سر ترا	آنکھ تیری گھر کو دیکھے گھومتا	چون تو برگردی و برگردد سرت	خانہ را گردندہ بیند منظرت
اور اگر کشتی پہ ہو تو رواں	دیکھے دریا کے تو ساحل کو رواں	ور تو در کشتی روی بر یم روان	ساحل یم را ہمی بینی دوان
تنگدل گر جنگ سے بس ہووے تو	دیکھے دریا تنگ مثل جوے تو	گر تو باشی تنگ دل از ملحمہ	تنگ بینی جوی دنیا را ہمہ
گر مراد دوستون سے خوش رہو	یہ جہان مانند بستان کے رکھے	ور تو خوش باشی بکام دوستان	این جہان بنمایدت چون بوستان
اے گئے اکثر سو شام و عراق	ذرا انھون نے دیکھا جز کفر و نفاق	ای بسا کس رفتہ در شام و عراق	او ندیدہ ہیچ جز کفر و نفاق
اے گئے اکثر سو ہند و ہرات	لینے دینے کے سوا دیکھی نہ بات	ای بسا کس رفتہ تا ہند و ہری	او ندیدہ جز مگر بیع و شری
اے گئے اکثر ترکستان و چین	ذرا انھون نے دیکھا الا مکر و کین	ای بسا کس رفتہ ترکستان و چین	او ندیدہ ہیچ الا مکر و کین
جو کوئی جس چیز کا مشتاق ہو	کب وہ چہتا ہے سوا اس چیز کو	طالب ہر چیز ای یار رشید	جز ہمان چیزی کہ میجوید ندید
جو نہیں ادراک ہو جز رنگ و بو	کہد وہ ڈھونڈے جملہ اقلیم کو	چون ندارد مدرکی جز رنگ و بو	جملہ اقلیمہا را گو بجو
گاو گر بغداد میں ناگہ گئے	اور پھرے وہ اس سرے سے اس سرے	گاو در بغداد آید ناگہان	بگذرد از این سران تا آن سران
ہووے با وصف خوشی عیش و مزا	دیکھے خربوزہ کے چھلکے سوا	از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ	او نبیند غیر قشر خربزہ
گر پڑے ہرن راہ مین یا گھاس ہو	کھائے گاو و خر کے بس لائق ہو وہ	کہ بود افتادہ در رہ یا حشیش	لایق سیران گاوی یا خریش
مثل محسم خشک میخ طبع پہ	جان اس کی بستہ اسباب ہو	خشک بر میخ طبیعت چون قدید	بستہ اسباب و جانش لایزید
چھوڑنے اسباب علت کی فضا	ہو وہ ارض اللہ ای صدر علا	وان فضای خرق اسباب و علل	ہست ارض اللہ ای صدر اجل
جان کا جو نقش بدلے ہر زمان	نو بنو ظاہر تو دیکھے اک جہان	ہر زمان مبدل شود چون نقش جان	نو بنو بیند جہانے در عیان
گر ہو فردوس اور نہرین خلد کی	اک صفت پر ٹھہر وہ ہووے مہری	گر بود فردوس و انہار بہشت	چون فسردہ یک صفت شد گشت زشت

بیان اس بات کا کہ آدمی کی ہر حس مدرک کی ایک مدرکات دوسری ہے کہ اس مدرکات سے حس دوسری بیخبر ہے جیسے کہ ہر پیشہ کا استاد لاعلم دوسرے استاد کے کام سے ہے اور

بیان آنکہ ہر حس مدرک را از آدمی نیز مدرکاتی دیگرست کہ از مدرکات آن حس دیگر بیخبرست چنانکہ ہر پیشہ ور استاد عجمی از کار استاد دیگر بیخبرست از آنکہ وظیفہ او نیست و بے خبری

بخبری اس سبب کے کہ وظیفہ اسکا نہیں ہے اور دلیل نہ کرے کہ وہ مدرکات نہیں ہے واللہ اعلم	این از آنچه وظیفهٔ او نیست و دلیل نبود که آن مدرکات نیست والله اعلم

چنبرهٔ دید جهان ادراک تست ۔ پردهٔ پاکان حس ناپاک تست
مدتی حس را بشو ز آب عیان ۔ همچنین دان جامه شوی صوفیان
ور ز غفلت از سبب تو بیخبر ۔ بندهٔ اسباب گشتی تو خر
لاجرم اعمی دل و سرگشتهٔ ۔ مضطرب احوال و مضطر گشتهٔ
چشم بگشا و مسبب را نگر ۔ تا شوی فارغ ز اسباب نظر
چون شدی تو پاک پرده بر کند ۔ جان پاکان خویش بر تو میزند
جمله عالم گر بود نور و صور ۔ چشم را باشد از آنها خوبی خبر
چشم بستی گوش می آری به پیش ۔ تا نمائی زلف و رخساره به بیش
گوش گوید من بصورت ننگرم ۔ صورت از بانگی زند من بشنوم
عالم من لیک اندر فن خویش ۔ فن من جز حرف و صوتی نیست بیش
هین بیا بینی ببین این خوب را ۔ نیست بینی در خور این مطلوب را
گر بود مشک و گلابی بو برم ۔ فن من اینست و علمم مخبرم
کی ببینم من رخ آن سیم ساق ۔ هین مکن تکلیف مالیس یطاق
باز حس کژ نه بیند غیر کژ ۔ خواه کژ غژ پیش یا راست غژ
چشم احول از یکی دیدن یقین ۔ ناظر شرک است نه توحید بین
تو که فرعونی همه مکری و زرق ۔ مر مرا از خود نمیدانی تو فرق
منگر از خود در من ای کژباز تو ۔ تا یکی تو را نه بینی تو دو تو
بنگر اندر من ز من یکساعتی ۔ تا ورای کون بینی ساحتی
وارهی از تنگی و از ننگ و نام ۔ عشق اندر عشق بینی والسلام
پس بدانی چونکه رستی از بدن ۔ گوش و بینی چشم میداند شدن
راست گفته است آن شه شیرین دهان ۔ چشم گردد مو بموی عارفان
جسم را چشمی نبود اول یقین ۔ در رحم بود او جنین گوشتین

دید عالم کو ترا ادراک ہے ۔ حس تری ناپاک پاکوں سے چھپے
ایک زمانہ تو مدت حس کو دھو ۔ یہ ہیں کپڑے دھونا صوفی کے کو
اسے تو اسبابوں سے کے بے خبر ۔ اور تو اسبابوں کا بندہ ہے تو خر
اسلیے تو ہے پریشان دل خراب ۔ مضطرب حال اور رکھے اضطراب
تو مسبب دیکھ آنکھیں کھول کر ۔ تا نہ ہو محتاج اسباب نظر
پاک جو تو ہو تب پردہ اٹھے ۔ جان پاکان کی تر ہے او پر کھلے
سارا عالم ہو اگر نور اور صور ۔ چشم کو ہو اسکی خوبی سے خبر
آنکھ بند کر کان آگے لائے تو ۔ تا دکھائے زلف اور رخسار کو
کان کہے میں صورت کیا کروں ۔ بانگ سے میں صورت اگر ہو سنوں
میں ہوں عالم لیکن اپنے فن میں جو ہوں ۔ فن مرا آواز ہے اور نہیں
لا کہ دیکھے خوب اسے ۔ پاک کہ ہو لائق اس مطلوب کے
گر گلاب و مشک ہو تو بو میں لوں ۔ یہ مرا فن ہے میں عالم اسکی ہوں
کب میں دیکھوں لقا رخ دلدار کی ۔ مت کر تو تکلیف نے طاقت مری
ٹیڑھی حس دیکھے ٹیڑھے کے سوا ۔ آگے اسکے ٹیڑھا یا سیدھا دکھا
چشم احول دیکھنے سے ایک کے ۔ شرک دیکھے ہے نہیں توحید ہے
تو ہے اک فرعون بالکل مکر ہی ۔ مجھکو نہ جانے جدا تو آپ سے
مجھ میں اے کج دیکھ مت اپنے سے تو ۔ ایک شے کو تا نہ دو شے دیکھے تو
دیکھ مجھ میں مجھے تو اک ساعت ذرا ۔ تا کہ عالم دیکھے دنیا سے سوا
چھوٹے تنگی سے و ننگ و نام سے ۔ دیکھے اندر عشق کے تو عشق ہے
جب تو جانے جو کہ چھوٹے جسم سے ۔ ناک و کان انکو جانے چشم سے
سچ کہا ہے اس شہ عرفان نے ۔ بال بال عارف کا ہوتا چشم ہے
پہلے تن کی آنکھ کب تھی کہ یقین ۔ رحم میں وہ گوشت کا تھا جب جنین

[illegible]

جانے نسبت جو پری کو باعث دید کا ۔ ورنہ کب ہو خواب میں صورت نما
علت دیدن مدان پیه ای پسر ۔ ورنه خواب اندر ندیدی آن صور

دیکھتا ہے صورت دیو و پری ۔ آنکھ کی چربی نے وہ دیکھی نہ تھی
آن پری و دیو می‌بیند شبیه ۔ نیست اندر دیدگان هر دو پیه

نور کو چربی سے کچھ نسبت نہ تھی ۔ پر اسے خالق نے نسبت ایک دی
نور را با پیه خود نسبت نبود ۔ نسبتش بخشید خلاق ودود

آدم خاکی نہ مثل خاک ہے ۔ اور جن ہے نار سے بے شرکت کے
آدم است از خاک کی ماند بخاک ۔ جنی است از نار بی هیچ اشتراک

نار کی مانند کب ہے وہ پری ۔ گرچہ وہ ہے اصل اس کی اے اخی
نیست خود مانا آتش آن پری ۔ گرچه اصلش اوست چون می‌بنگری

ہے ہوا سے مرغ کب مثل ہوا ۔ دی ہے نسبت نامناسب کو خدا
مرغ از باد است کی ماند بباد ۔ نامناسب را خدا نسبت بداد

نسبت ان شاخوں کی ہے مانند کے ۔ اصل سے گرچہ نہیں ہیں اصل سے
نسبت این فرعها با اصلها ۔ هست بیچون ارچه دادش وصلها

خاک سے پیدا ہے جو کہ آدمی ۔ باپ سے نسبت کیا اس فرزند کی
آدمی چون زاده خاک هباست ۔ این پسر را با پدر نسبت کجاست

نسبت اک ہے گرچہ مخفی عقل سے ۔ دانش ہے عقل اسے کب پا سکے
نسبتی گر هست مخفی از خرد ۔ هست بیچون و خرد کی پی برد

باد کو بے چشم گر بینش نہ دی ۔ فرق قوم عاد میں کیوں تھی کی
باد را بی چشم اگر بینش نداد ۔ فرق چون می‌کرد اندر قوم عاد

جانتی مومن عدو کو کس طرح ۔ جانتی ہے تو کہہ دے کس طرح
چون همی دانست مومن از عدو ۔ چون همی دانست می را از کدو

گر نہ آنکھ ہے آتش نمرود کو ۔ کیوں موافق ہے خلیل [illegible]
آتش نمرود را گر چشم نیست ۔ با خلیلش چون تجشم کردنیست

گر نہ نور دیدہ ہو تا نیل کو ۔ قبطی کو سبطی سے لیتا کیسے وہ
گر نبودی نیل را آن نور دید ۔ از چه قبطی را ز سبطی می‌گزید

گر نہ کوہ و سنگ کو دیدار تھا ۔ کس لیے داؤد کا وہ یار تھا
گر نه کوه و سنگ با دیدار شد ۔ پس چرا داود را او یار شد

اس زمیں کو گر نہیں تھی چشم جاں ۔ اس طرح قارون کو نگلا [illegible] عیاں
این زمین را گر نبودی چشم جان ۔ از چه قارون را فرو خورد آنچنان

گر نہیں تھی چشم دل حنانہ کو ۔ کیسے دیکھا ہجر اس فرزانہ کو
گر نبودی چشم دل حنانه را ۔ چون بدیدی هجر آن فرزانه را

سنگریزوں کو نہیں گر آنکھ تھی ۔ ہاتھ میں کیسے گواہی سب نے دی
سنگریزه گر نبودی دیده ور ۔ چون گواهی دادی اندر مشت در

اے خرد کر بال و پر اپنے جدا ۔ پڑھ تو سورۂ زلزلت زلزالها
ای خرد بر کش تو پر و بالها ۔ سوره برخوان زلزلت زلزالها

حشر کے دن نیک و بد پر بالیقیں ۔ کیسے بے دیکھے گواہی دے زمیں
در قیامت این زمین بر نیک و بد ۔ کی ز نادیده گواهیها دهد

کہ تحدث حالها و اخبارها ۔ تظهر الارض لنا اسرارها
که تحدث حالها و اخبارها ۔ تظهر الارض لنا اسرارها

پاس تیرے بھیجنا مجھکو امیر ۔ ہے دلیل اس پر ہوا مرسل خبیر
این فرستادن مرا پیش تو میر ۔ هست برهانی که شد مرسل خبیر

ایسے اپنا سور کو ایسی دوا ۔ ہے یہ لائق تا اسے دیں شفا
کین چنین دارو چنان ناسور را ۔ هست در خور از پی میسور را

دیکھے تو نے واقعات دل فضول ۔ گر خدا چاہے مجھے کرنا قبول
واقعات دیده بودی پیش ازین ۔ که خدا خواهد مرا کردن گزین

میں عصا و نور لایا ہاتھ میں ۔ توڑ دوں گستاخی کی تیری شاخ میں
من عصا و نور بگرفته بدست ۔ شاخ گستاخی ترا خواهم شکست

اس لیے تجھکو دکھائے سہمگیں ۔ تو نہ گو [illegible] رب العالمین
واقعات سهمگین از بهر این ۔ گر نگو نمی نمودت رب دین

[illegible]

بھید بدطینیاں کے لائق ترے	تا تو جانے کون ہو لایق ترے	در خور سر بد وطغیان تو	تا بدانی کوست در خور دان تو
تا تو جانے کون واقف اور حکیم	لا علاج امراض کا مصلح علیم	تا بدانی کو حکیم ست و خبیر	مصلح امراض و درمان ناپذیر
اندھا ہے اُس سے ہوتا جو گزر	باعث تا دیل غفلت جان ہے	تو بتاویلات می گشتی ازان	کور و کر کاین ہست از خواب گران
آن طبیبوں اور منجمی ہے کری	جان کر تعبیر طبع سے خفی	دان طبیب و آن منجم در ربع	دید تعبیرش بہوشیدا و طبع
بولے تیری سلطنت سے دور ہو	آگہی میں آئے غصہ تجکو جو	گفت دور از دولت واز شہیت	کہ در آید غصہ و در آگاہیت
مختلف کھانے جو کھائے اسلیے	طبع شوریدہ یہ دیکھے خواب ہے	از غذاے مختلف یا از طعام	طبع شوریدہ ہمی بیند منام
کیونکہ دیکھا تھا انھوں نے بدخو	ہے نہیں اور ہو وہ ظالم تند خو	زان کہ دیدا و کفیحت جو	تند و خونخواری و مسکین خو نہ
مصلحت سے خون کری ہیں شہ وے	انکی رحمت ہے زیادہ خشم سے	بادشاہان خون کنند از مصلحت	لیک رحمت شان فزونست از غضب
خوی رب شاہوں کی ہونا چاہیے	رحمتیں غالب ہیں انکی خشم پے	شاہ را باید کہ باشد خوی رب	رحمت او سبق گیرد بر غضب
زغضب غالب ہو مثل اک دیو کے	بے ضرورت خون کرے ہر گز کے	نی غضب غالب بود مانند دیو	بے ضرورت خون کنند از بہر کو
نے حلیمی جون مخنث ہوا سے	کہ زنون کو فاحشہ تحبہ کرے	نے حلیمے مخنث وار و نیز	کہ شود زان روسپی زان و کینہ
دیو کا گھر تو نے سینہ کو کیا	اور قتلہ تو نے کینہ کو کیا	دیو خانہ کردہ بودی سینہ را	قتلہ ساز یدہ بودی کینہ را
شاخ تیری نے جگر زخمی کیا	اب عصا اس شاخ کو تو ہے سزا	شاخ تیزت بس جگرہا را کہ خست	تا کہ عصایم شاخ شوخت را شکست

حملہ کرنا اس جہان کے لوگوں کا اُس جہان کے لوگوں پر اور دوڑلیجانا در بند غیب تک کہ سرحد غیب کی ہے اور غافل ہونا انکا گھات انکی سے کہ جیسے غازی غزا پر نہ جائیں اور کافر انپر دوڑ لائیں

حملہ آوردن این جہانیان و تاختن بردن تا در بندان غیب کہ سرحد غیب ست و غفلت ایشان از کمین کہ چون غازی بہ غزا نہ رود کافر تاخت آرد

لاتا حملہ لشکر جسمانیان	جو کہ سوے قلعہ روحانیان	حملہ بردند اسپہ جسمانیان	جانب از زمین وزر روحانیان

ترجمہ	ترجمہ	متن	متن
ٹھیرلیں در بند تا کہ غیب کا	تا نہ آئے پاک کوئی اس جگھا	تا فرو گیرند بر در بند غیب	تا کسی ناید از آن سو پاک جیب
غازی جو کم قصد حملہ کا کرین	کافر اون پر الٹا خود حملہ کرین	غازیان حمله غزا چون کم زنند	کافران بر عکس حمله آورند
غیب کے غازی بباعث حلم کے	حملہ نے لائیں وہ تجھ پر کاری	غازیان غیب چون از حلم خویش	حمله نا ورزند بر تو زشت کیش
لایا حملہ سوے دربندان غیب	تا نہ آئیں تیری سو مردان غیب	حمله بردی سوی دربندان غیب	تا نیایند این طرف مردان غیب
پشت اور رحموں میں ڈالا ہاتھ تو	تا برائی سے تو روکے راہ کو	جنگ در صلب و رحمها بر زدی	تا که شارع را بگیری از بدی
جیسے پکڑے راہ وہ واقف نے	جو بنالی نسل آدم کے لیے	چون بگیری شه رهی کذو الجلال	بر گزیدست از برای انتسال
بند در کو تونے ٹھونکا کہ کیا	باہر اندیشے میں نے تیرے ایک شا	تو زدی در بندها را ای لجوج	کوری تو کرد سرهنگی خروج
میں ہوں وہ شہ عزم کو توڑ دوں ترے	اور قسم ہے نام کو کھودوں ترے	تک منم سرهنگ و هنگت بشکنم	تک بنامش نام و ننگت بشکنم
بند کر تو خوب سا در بند کو	سو تجھ پر کیا بک بنے گا اپنی تو	تو بلا و بندها را سخت بند	چند گاهی بر سبال خود بخند
مونچھ اکھیڑ لی تری اک قدر	تا تو جانے کالقدر یعمی البصر	سبلت را بر کنم یک قدر	تا بدانی کالقدر یعمی البصر
مونچھ تیری تیز تریا عاد کی	کہ جہاں ڈرتا تھا اس سے اوعنی	سبلت تو تیزتر یا آن عاد	که همی لرزید از وهم شان بلاد
خشمگین زیادہ ہے تو یا وہ ثمود	کہ نہ آیا اس سا اب اندر وجود	تو ستیزه روتری یا آن ثمود	که نیاید مثل ایشان در وجود
گر کہوں ایسی بہت بہرا ہی تو	کہ تو سنکرے سنا ہوتا ہی تو	صد ازین ها گر بگویم تو کری	بشنوی و ناشنوده آوری
بات چھوڑی واسطے نے بات کی	اور دوا لاتا ہوں تیرے واسطے	توبه کردم از سخن کانگیختم	بی سخن من داروی ات آمیختم
زخم مجھ پر رکھوں تا کہ کہے	زخم کی تا ابد جلتا رہے	که نهم بر ریش خامت تا بزد	تا بسوزد ریش خامت تا ابد
تا خبیر اسکو جانے اسے عدو	دینا لائق اسکے ہے ہر خیر کو	تا بدانی کو خبیرست ای عدو	میدهد هر چیز را در خورد او
کب کر ہی نیکی کیا کب تو نے شر	کہ نہ دیکھا اسکے لایق بس اثر	که نکو کردی و کی کردی تو شر	که ندیدی لایقش در پی اثر
نیکی کس دم تو نے بھیجی چرخ پے	کہ اثر اوسکا نہ آیا چرخ سے	که فرستادستی بر آسمان	نیکئی کز پی نیامد مثل آن
گر تو سوچے اور خود بیدار ہو	ہر گھڑی دیکھے جزای کار کو	گر مراقب باشی و بیدار تو	هر دمی بینی جزای کار تو
گر تو سوچے اور پکڑے دین کو	حشر کے آنے کی حاجت پھر نہو	چون مراقب باشی و گیری رسن	حاجتت ناید قیامت آمدن
جانتا ہے جو رموز دین تو صحیح	کیا اسے حاجت کہ ہوئی بس صریح	آن که رمزی را بداند او صحیح	حاجتش ناید که گویند او صریح
کردنی سے یہ بلا آئی تجھے	کہ نہ جانا تو نے نکتہ در مغز کے	این بلا از کودنی آمد ترا	که نکردی فهم نکته و رمزها
جو بدی سے دل ترا تیرہ ہوا	تو سمجھ پان اور نہو خیرہ ذرا	از بدی چون دل سیاه و تیره شد	فهم کن اینجا نشاید خیره شد
ورنہ ہووے تیر تیری تیرگی	اور ملے تجھکو جزای خیر کی	ورنه خود تیری شود آن تیرگی	در رسد در تو جزای خیرگی
گر نہ آئے تیر بخشش اسکی ہے	اور نہیں تا داتفی سی جرم کے	ور نیاید تیرت از بخشایش است	نی پی نادیدن آلایش است

تو مراقب ہو اگر دل چاہیے ہے — پیدا اک شی ہوتی ہے ہر فعل سے
ہو اگر اس سے سوا ہمت تجھے — کام بالاتر مراقب سے بھی ہے

این مراقب باش گر دل بایدت — کز پی هر فعل چیزی زایدت
ور ازین افزون ترا همت بود — از مراقب کار بالاتر رود

بیان اس بات کا کہ تن ہر آدمی کا مانند آہن جوہر دار قابل آئینے کے ہے تا دنیا میں بہشت و دوزخ و قیامت وغیرہ معائنہ کرے نہ بطور خیال کے بلکہ سامنے عیان کے

بیان آنکه تن هر یک از آدمی همچو آهن نیکو جوهر که قابل آیینه است تا در دنیا بهشت و دوزخ و قیامت وغیرها بنماید نه به طریق خیال بل بعیان

گرچہ تیرہ مثل آہن ہو قلب — صیقل اب کر صیقل اب کر صیقل اب
دل ترا آئینہ تا ہو پر صور — اس میں ہر سو ہو ملیحی سیمبر
گرچہ آہن تیرہ اور بے نور تھا — تیرگی صیقل نے اس سے کی صفا
صیقل آہن کو ہوئی پائی جلا — تا کہ صورت دیکھے اس میں برملا
گر تن خاکی ہے تیرہ اور سیاہ — گر تو صیقل پائے صیقل ہو جلا
تا کہ شکلیں غیب کی اس میں دکھیں — اس میں بس حور و ملک کا جلوہ کریں
حق نے صیقل عقل کی دی اسلیے — اس سے روشن دل کو اپنے تو کرے
صیقلی کی تو نے باندھا ہاتھ کو — اور ہوا کے تو نے کھولا ہاتھ کو
گر ہوا کے باندھتا تو ہاتھ کو — صیقلی کے کھولتا تو ہاتھ کو
ہوتا آہن آئینہ اک غیب کا — صورتیں سب دیکھتیں اس میں برملا
زنگ سے تیرہ کیا اسے بد نہاد — بس یہ ہے یسعون فی الارض فساد
اس طرح اب تک کیا اب تو نہ کر — اس سے زیادہ تیرہ پانی کو نہ کر
مست کرے گندلا کہ تا ہو آب صاف — دیکھ اختر اس میں تو کرے طواف
کیونکہ ہے انسان مثل آب جو — تیرہ جو ہووے نہ دیکھے قعر کو
قعر جو میں ہیں بھرے گوہر و دُر — تیرہ ہرگز مت کرے گر تو ہے حُر

پس چو آهن گرچه تیره هیکلی — صیقلی کن صیقلی کن صیقلی
تا دلت آیینه گردد پر صور — اندرو هر سو ملیحی سیمبر
آهن ارچه تیره و بی نور بود — صیقلی آن تیرگی از وی زدود
صیقلی دید آهن و خوش کرد رو — تا که صورتها توان دید اندرو
گر تن خاکی غلیظ و تیره است — صیقلش کن زانکه صیقل گیره است
تا درو اشکال غیبی رو دهد — عکس حوری و ملک در وی جهد
صیقل عقلت بدان داده است حق — که بدان روشن شود دل را ورق
صیقلی را بسته‌ای ای بی‌نماز — وان هوا را کرده‌ای دو دست باز
گر هوا را بند بنهاده شود — صیقلی را دست بگشاده شود
آهنی کآیینهٔ غیبی بدی — جمله صورتها درو مرسل شدی
تیره کردی زنگ دادی در نهاد — این بود یسعون فی الارض فساد
تاکنون کردی چنین اکنون مکن — تیره کردی آب را افزون مکن
بر مشوران تا شود این آب صاف — واندرو بین ماه و اختر در طواف
زانکه مردم هست همچون آب جو — چون شود تیره نبینی قعر او
قعر جو پر گوهرست و پر ز دُر — هین مکن تیره اگر هستی تو حُر

جان مردم کی ہوا کے مثل ہے — پیر وہ چرخ ہو جو پیر ہو گرد سے
آفتاب اُس سے نہیں ہر گز دکھے — گرد جب کہ دور ہو تو صاف ہے
الغرض مت کر تو کم اے بے شعور — صیقلی تو واللہ اعلم بالصدور
تیرگی تو رکھے حق نے واقعات — تجکو دکھلاوے جلے تا رہ نجات

جان مردم ہست مانند ہوا — چون بگرد آمیخت شد پردہ سما
مانع آید او ز دید آفتاب — چونکہ گردش رفت شد صافی و ناب
حاصل آنکہ کم مکن ای بی سرور — صیقلی واللہ اعلم بالصدور
باکمال تیرگے حق واقعات — مے نمودت تا روی راہ نجات

ظاہر کرنا موسے علیہ السلام کا اسرار فرعونیہ و واقعات اُسکے کو مظہر الغیب تا بہ خبیری حق ایمان لاوے واللہ اعلم

باز گفتن موسے اسرار فرعونیہ را و واقعات او را مظہر الغیب تا بہ خبیری حق ایمان آورد واللہ اعلم

آبش تیرہ دے تجکو واقعات — خواستہ دکھلاتا وہ قدرت کی سات
تا کرے کمتر تو ظلم و بدی — تو نہ دیکھی اور کرتی بس کجروی
نقش بد کہ خواب میں تجکو دکھا — اُس سے تو کبھا کہ وہ تیرے نقش تھے
جیسے زنگی آئینہ میں خود دکھا — زشت رو او آئینہ پر بگڑیا
کہ عجب تو زشت لایق اسکے ہے — ہیں یہ زشتی مکا تیری ہے گدھے
زشت رو پر جو جفا تو نے کری — ذہے بجبر کینہ کہ مجھ میں زشتی
گہ تو نے دیکھے اپنے لب جلے — گہ دہن اور چشم کو اپنے سیلے
گہ وہ حیوان خون کے تشنہ رہے — گہ بزر بہ سے سر ترا میں جانتے
گہ تو نے سر نہر کے اندر ہوا — گہ وہ سیل خون میں تو دبا ہوا
گاہ واکہ سے بدست عاجز ہوا — گہ بندھے ہاتھ از شکنجہ میں نشیب
گاہ زنجیرون میں دیکھا آپ کو — گہ مثال دھول کے کتا تاد
گہ ندا آتی تجھے افلاک کی — گہ شقی ہے اشقی ہے گہ شقی
گہ ندا ظاہر کرے تجکو جبال — گہ بحکم تو ہے گا صحاب شمال
گہ ندا آتی تجھے ہر سنگ سے — تا ابد فرعون دوزخ میں پڑے
گہ خطاب آیا تجھے ہر گل سے — کہ سے مردود یہ فرعون ہے
میں نہ کہتا ہوں زیادہ شرم سے — تا نہ شعلہ طبع بد سے ہو تجھے

زاین تیرہ بقدرت مینمود — واقعاتی کہ در آخر خواہد بود
تا کنی کمتر تو آن ظلم و بدی — آن ہمہ دیدی و بدتر میشدی
نقشہای بد کہ در خوابت نمود — می رمیدی زان و آن نقش تو بود
ہمچو آن زنگی کہ در آئینہ دید — روی خود را زشت و بر آئینہ رید
کہ چہ زشتی لایق اینی و بس — زشتیم آن تو است ای کور خس
آن جفا بر روی زشتت میکنی — نیست بر من زانکہ ہستم روشنی
گاہ میدیدی لباست سوختہ — گہ دہان و چشم تو بر دوختہ
گاہ حیوان قاصد خونت شدہ — گہ سر خود را بدندان دددہ
گہ نگون اندر میان آبریز — گہ غریق سیل خون آمیز تیز
گہ ز بالا اوفتادہ گشتہ پست — گاہ در اشکنجہ دل بستہ در دو دست
گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل — گاہ بر منظرہ [illegible]
گہ ندات آمد ازین چرخ نقی — گہ شقی و گہ شقی گہ شقی
گہ ندات آمد صریحہ از جبال — گہ ز بر کہ ہستی ز اصحاب شمال
گہ صدای آمدت از ہر جماد — تا ابد فرعون در دوزخ فتاد
گہ خطاب آمد ترا از ہر نبات — کشتہ مطرود ابد فرعون بست
زین بتر ہا کہ نمیگویم ز شرم — تا نگردد طبع معکوس تو گرم

تجکو تھوڑا سا کہا ہے اے شریر / جانے اس تھوڑے سے تو بہین خبیر
اپنے کو اندھا کیا تو نے و مات / اور نہ سوچا تو وہ خواب و اقعات
تو بہت بھاگا کا اندھا ہین ترا / آگے اب آیا جو تھا ادراک کا
کر تو پر ہیز اور اس سمت پھرے / کہ درِ توبہ کھلا بخشش سے ہے

اندکے گفتم بتو ای ناپذیر / زاندکے دانی کہ ہستم من خبیر
خویشتن را کورمی کردی و مات / تا نیندیشی ز خواب و اقعات
چند بگریزی نک آمد پیش تو / کور شی ادراک مکر اندیش تو
ہین مکن زین پس فراگیر احتراز / کہ ز بخشایش درِ توبہ ہست باز

بیان اُس بات کا کہ دروازہ توبہ کا ہمیشہ کھلا ہی

در بیان آن کہ درِ توبہ بازست

سوے مغرب ہے درِ توبہ کھلا / عشر تک مخلوق کے او پر سدا
جب تلک مغرب سے نکلے آفتاب / سر نہ پھیر اس سے رہیگا فتحیاب
آٹھ در رحمت سے بس جنت کے ہین / ایک در توبہ کا ہی اُس آٹھ مین
گاہ بند ہوتی ہین یہ سب گہ کھلے / اور درِ توبہ کھلا دائم رہے
تو غنیمت جان دروازہ کھلا / چھوڑ کوری لیجا سامان اُس گھا
پہلے اُس سے کہ نہ بند ہو قہر سے / پھر نہین زاری تری کوئی سنے
کفر سے پھر اُس کھلے در کو تو پا / تا شقاوت سے نہ رد ہو تو سدا

توبہ را از جانبِ مغرب دری / باز باشد تا قیامت بر دری
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب / باز باشد اندر از وی سر متاب
ہست جنت را ز رحمت ہشت در / یک درِ توبہ ہست زان ہشت ای پسر
زین ہمہ گہ باز باشد گہ فراز / وان درِ توبہ نباشد جز کہ باز
ہین غنیمت دار در باز است زود / رخت آنجا کش ز کوری حسود
پیش ازان کز قہر در بستہ شود / بعد ازان زاری تو کس نشنود
باز گرد از کفر وین در باز یاب / تا نگردی از شقاوت رد باب

کہنا موسی علیہ السلام کا فرعون کو کہ ایک پند میری قبول کر اور چار فضیلت عوض اُسکے لے

گفتن موسے علیہ السلام مر فرعون را کہ از من یک پند قبول کن و چہار فضیلت عوض آن بستان

کر قبول اک چیز میرے پاس سے / بعد مجھسے چار عوض اسکے تو لے
بولا ای موسی وہ اک ہی کون سی / مجھسے تھوڑی شرح کر اُس چیز کی
بولے یہ اک ہے کہے تو آشکار / کہ نہین ہے رب سوای کردگار
ہے وہ خالق اختر و افلاک کا / اور انس و جن و مرغ و خاک کا
اُسکی ہے مخلوق دریا و جبال / ملک بیحد اسکا ہے وہ بی مثال

ہین ز من بپذیر یک چیز و بیار / پس ز من بستان عوض آنرا چہار
گفت ای موسی کدامست آن یکی / شرح کن با من از ان یک اندکی
گفت آن یک کہ بگوئی آشکار / کہ خدائی نیست غیر از کردگار
خالق افلاک و انجم بر علا / مردم و دیو و پری و مرغ را
خالق دریا و کوہ و دشت و تیہ / ملکت او بیحد و او بی شبیہ

ہر مکان ہر چیز کا وہ نگہبان	رازق ہر جاندار کا اندر جہان	حافظ ہر چیز و ہر کس ہر مکان	رازق ہر بی نوا اندر جہان
ہم زمین و آسمان کا نگہبان	ہم عدد گن کو گھٹاتا ہے کرتا عیان	ہم نگہدارندۂ ارض و سما	ہم پدید آرندۂ گل از گیا
مطلع ہر اک کے دل کی بات کا	اور حاکم ظلمون پر ظاہرا	مطلع او بر ضمیر بندگان	حاکم و جبار بر گردنکشان
وہ ہے ہر اک بادشہ پر بادشا	حکم اسکا یفعل اللہ ما یشا	در رسد بر ہر بادشاہے پادشا	حکم او در یفعل اللہ ما یشا
بولا اے موسیٰ ہیں چار اب کونسی	کہ عوض تو دیگا وہ کہدے مجھے	گفت ای موسی کدامست آن چہار	کہ عوض بدہی مرا ای مرد کار
لطف سے اس نیک وعدہ کے ترے	کفر میرا سست ہو جو سخت ہے	تا بود کز لطف آن وعدۂ حسن	سست گردد چار میخ کفر من
ہے امید اس عدہ ہای خوب سے	قفل اس کھل جائیں میرے کفر کے	بو کہ زان خوش وعدہ ہای مغتنم	بر گشاید قفل کفر صد صنم
ہو امید اس شہد کی تاثیر سے	زہر کینہ ہو شہد اندر جسم کے	بو کہ از تاثیر جوی انگبین	شہد گردد در تنم آن زہر کین
یا کہ اس پرتو سے جوے شیر کے	پرورش ہو عقل کو اکدم مرے	یا ز عکس جوی آن پاکیزہ شیر	پرورش یابد دمے عقل اسیر
یا کہ اس پرتو سے جوے خمر کے	مست ہو کر ذوق پاؤں امر کے	یا بود کز عکس آن جوہای خمر	مست گردم بو برم از ذوق امر
یا کہ ہو اس لطف جوے آب سے	تازگی تن کو کہ جو شوریدہ ہو	یا بود کز لطف آن جوہای آب	تازگی یابد تن شورہ خراب
خاک شورہ میں مری سبزہ اگے	خاک زار اک جنت الماوی بنے	شورہ ام را سبزہ پیدا شود	خارزارم جنت الماوی شود
ہے امید اس پرتو سے خلد کے	جان یاری خواہ ہو قید سے	بو کہ از عکس بہشت چار جو	جان شود از یاری حق یار جو
پرتو دوزخ سے جیسے میں ہوا	آگ اور ہون قہر میں حق کو ملا	آن چنان کز عکس دوزخ گشتہ ام	آتش و در قہر حق آغشتہ ام
پرتو نار جہنم سے ہون مار	اہل جنت پر ہوا ہون زہر مار	کہ ز عکس نار دوزخ ہمچو مار	گشتہ ام بر اہل جنت زہر بار
جوشش آب گرم کے بس عکس سے	خلق آب ظلم سے میرے گلے	گہ ز عکس جوشش آب حمیم	آب ظلمم کرد خلقان را رمیم
زمہریر اک ہون میں بعکس زمہریر	جون سعیر اک ہون میں بعکس سعیر	من ز عکس زمہریرم زمہریر	یا ز عکس آن سعیرم چون سعیر
اب میں مظلوم ہو کر دوزخ ہو گیا	حیف کہ پائے مجھے کر لی ہے	دوزخ درویش و مظلومم کنون	وای آنکو یابمش ناگہ زبون
شاید اے موسیٰ کہ کھولوں میں در	فضل سے تیرے میں ہوؤں باخبر	موسیا باشد کہ بکشایم در	در فضیلت ہات گردم باخبر
شاید اے موسیٰ کہ پاؤں بس میں	اور خودی اپنی سے آؤں بس میں	موسیا باشد کہ باہم ما منی	وا رہم از کثرت ما و منی
اب کہو کہ کون سے ہیں چار وہ	کہ عوض دیتا ہے دنیا مجکو وہ	ہین بگو با من کدامست آن چہار	کہ عوض خواہیم دادن بر شمار

شرح کرنا موسیٰ کا ان چار فضیلات عوض کو | شرح کردن موسیٰ آن چہار فضیلت پاییدرا

موسیٰ بولے پہلے اک ان چار سے	جسم کو صحت سدا تیرے رہے	گفت موسی کاولین آن چہار	صحتے باشد تنت را پایدار
وہ مرض کہ طب اندر ہیں کہے	دور رہو وین تیرے کردہ جسم سے	آن عللہائے کہ در طب گفتہ اند	دور باشد از تنت ای ارجمند

دو ہی ہے یہ عمر ہو تیری بڑی — عمر سے بھاگے اجل ہو زندگی
یہ نہ ہو کہ عمر طبعی بس تری — نامراد عالم سے گذرے تو بھی
بل اجل تو چاہے جیسے طفل شیر — اور نہ غم سے کہ تو ہو اس میں اسیر
مرگ چاہے پر نہیں از راہ رنج — بلکہ پائے تو مٹے میں گھر کے گنج
پس تو اپنے ہاتھ میں اک کدال — اور رکھو دا پنے تو گھر کو اِک خیال
دیکھے پردہ گنج کا خانہ کو تو — از پئے صد خرمن کا اک دانہ کو تو
آگ میں بس ڈال اس دانہ کو تو — اور لے یہ پیشہ مردانہ کو تو
خانہ تن کھود اب تو مت ڈرے — تا کہ نکلے ماہ تیرا ابر سے
اے چمن سے دور بیٹھے کیسے — جیسے کرم برگ دور انگور سے
کرم کو انگور نے آ گھیرا — کرم نے بس کھایا یار اس جہل کا
کرم اک انگور پر میوہ درخت — ہو گیا ایسا بدل کر نیک بخت

تا نپاید باشد ترا عمر دراز — گر اجل وارد ز عمرت احتراز
وین نباشد بعد عمری مستوی — کہ بنا کام از جہان بیرون شوی
بلکہ خواہان اجل چون طفل شیر — لی نہ زرنجی کان ترا دارد اسیر
مرگ جو باشی ولی از عجز و رنج — بلکہ بینی در خراب خانہ گنج
پس بدست خویش گیری تیشہ — می زنی بر خانہ بی اندیشہ
کہ حجاب گنج بینی خانہ را — از پئے صد خرمن این یک دانہ را
پس در آتش افگنی این دانہ را — پیش گیری پیشہ مردانہ را
برکنی این خانہ تن بیدریغ — تا مہت آید برون از زیر میغ
ای بیک برگے ز باغی ماندہ — ہمچو کرمے برگش از رز اندرہ
چون کرم این کرم را بیدار کرد — اژدہای جہل را این کرم خورد
کرم کرمے شد پر از میوہ درخت — این چنین تبدیل گردد نیکبخت

تفسیر حدیث کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

تفسیر حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف الخ

اس عقیقی گھر کو اپنے کھود ڈال — تا بنا دے سیکڑوں گھر ذوالجلال
نیچے اس گھر کے خزانہ ہے بھرا — مت ڈرے اس گھر کے گرنے سے ذرا
کہ ہزاروں گھر کو تو اس گنج سے — بس بنا سکتا ہے اور نہ رنج سے
ورنہ آخر کو تو یہ گھر ٹوٹیگا — اور خزانہ اس سے ظاہر ہوئیگا
پر نہ تیری ملک ہو کہ روح سے — کی ہو محنت تو نے میں وہ بھی کے
جو نہ کی محنت تو مزدوری ہے لا — لیس للانسان الا ما سعی
ہاتھ چاہے تو کہے واحسرتا — ابر میں مجھکو نہ چاند ایسا دکھا
لے گیا میں لے کہ جو اچھا کہا — میں رہا خالی خزانہ گھر گیا
پس حجاب اس گنج کا خانہ تھا — از پئے صد خرمن کا اک دانہ تھا
گھر کرایہ کا کرایہ دار تو — ملک نہ تیری کہ وہ گھر یار تو

خانہ برکن از عقیق این یمن — صد ہزاران خانہ شاید ساختن
گنج زیر خانہ است و چارہ نیست — پس بدم خانہ مندیش و بایست
کہ ہزاران خانہ از یک نقد گنج — میتوان کردن عمارت بی ز رنج
عاقبت آنخانہ خود ویران شود — گنج از زیرش یقین عریان شود
لیک آن تو نباشد زانکہ روح — مزد ویران کردنستش آن فتوح
چون نکرد آنکار مزدش ہست لا — لیس للانسان الا ما سعی
دست خائی بعد ازان کاید دریغ — این چنین ماہی بُد اندر زیر میغ
من نکردم آنچہ گفتند از بہی — گنج رفت و خانہ و دستم تہی
تا اگر گنج و حجاب این خانہ بود — از پئے صد خرمن این یک دانہ بود
خانہ اجرت گرفتی و کری — نیست ملک تو ببیع و مشتری

اردو		فارسی	
ہاں ایک مدت دی کرایے کی تجھے	تا اس عرصہ تک عمل اس میں کرے	این کری را مدتی واده اجل	تا درین مدت کنی دردی عمل
تو مرمت کرتا ہے دکان میں	نیچے دکان کے نہان دو کان ہیں	پاره دوزی می کنی اندر دکان	زیر این دکان تو مدفون دو کان
یہ کرایے کی دکان ہے جلد تو	لے کدال اور کھود اس دکان کو	هست این دکان کرائی زود باش	تیشه بستان و تکش را میخراش
تا کدال اس کان میں لگے تجھے	بس مرمت اور دکان سے تو چھٹے	تا که تیشه ناگهان بر کان نهی	از دکان و پاره دوزی وارهی
بس مرمت کیا ہے کھانا نان کا	دیتا ہے پیوند گدڑی پر سدا	پاره دوزی چیست خورد آب و نان	میزنی این پاره بر دلق گران
تن کی گدڑی پھٹتی ہر ہر دم ترا	تو غذا سے دیوے پیوند اے غبی	هر زمان میدرد این دلق تنت	پاره بر وی میزنی زین خورد و رفت
اے تو ہے اولاد نسل شاہ سے	پارہ دوزی سے شرم آئے تجھے	اے ز نسل پادشاه کامگار	با خود آ زین پاره دوزی ننگ دار
کھود اس دکان کی تو تھوڑی سی کو تو	نکلے تا دو کہاں تیرے روبرو	پاره بر کن ازین قعر دکان	تا بر آرد سر بپیش تو دو کان
کرتا ہے کہ مہلت اب جائے گزر	گھر کرایے سے نہ کچھ لے تو ثمر	پیش از آن کین مهلت خانه کری	آخر آید برنخورده زو بری
تجھکو بس خارج کرے صاحب دکان	کھود کر اس کو نکالے دو دکان	پس ترا بیرون کند صاحب دکان	وین دکان را برکند از روی کان
بس تو سر پیٹے گا حسرت سے سدا	گہ اکھیڑے گا تو داڑھی پر بلا	تو ز حسرت دست بر سر میزنی	گاه ریش خام خود بر میکنی
ہائے یہ دکان میری ملک تھی	اندھے پن سے کچھ نہ کھایا پھل کبھی	کای دریغا آن من بود این دکان	کور بودم برنخوردم زین مکان
اے خزانہ چھوڑا میں نے حسرتا	آب حیوان خاک میں ضائع کیا	اے دریغا گنج را بگذاشتم	آب حیوان را بجا بگذاشتم
ای مری برباد ہستی ہو گئی	واسطے بندوں کے حسرت رہ گئی	اے دریغا بود ما را برد باد	تا ابد یا حسرتا شد للعباد
اے دریغا اے دریغا حسرتا	ماہ میرا ابر میں پنہان رہا	ای دریغا ای دریغا ای دریغ	ماه من پنهان بماند زیر میغ

مغرور ہونا آدمی کا خیالات تیزی طبع اپنی سے اور طلب نہ کرنا علم غیب کو کہ علم انبیا علیہم السلام کا ہے

غره شدن آدمی به ذکاوت و تصویرات طبع خویش و طلب ناکردن علم غیب که علم انبیاست

اردو		فارسی	
میں نے گھر میں دیکھے جو نقش و نگار	اپنے گھر کے عشق میں تھا بیقرار	دیدم اندر خانه من نقش و نگار	بودم اندر عشق خانه بیقرار
اندر اپنے گھر کے میں حیران تھا	اس لیے سستی سے میں عاری ہوا	ماندم اندر خانه حیران و نزار	لا جرم از بی هنری شرم من عور و نزار
عشق نے گھر کے کیا دل میں اثر	تب خزانے سے رہا میں دور تر	عشق خانه در دلم کرد	لاجرم از گنج ماندم دور و فرد

تھا میں اک گنج نہاں سے بے خبر / ورنہ ہوتا میں اگر سستہ تر
آہ میں گر اس خبر سے کھو دیتا / آج اس غم پر تیشہ کھینچتا
نقش کو میں آنکھ سے تھا دیکھتا / اور لڑکوں کی طرح تھا کھیلتا
کہتا سچ ہے وہ حکیم ہوشیار / کہ تو لڑکا گھر ہے پر نقش و نگار
یہ الٰہی نامہ اندر پند ہے / کہ صفا کرلے تو گھر کو آپ سے

بودم از گنج نہانی بے خبر / ورنہ دستنبوی من بودی تبر
آہ کرد او تبرا دادمی / این زمان غم را تبرا دادمی
چشم را بر نقش می انداختم / ہمچو طفلان عشقہا میباختم
پس نکو گفت آن حکیم کامیار / کہ تو طفلی خانہ پر نقش و نگار
در الٰہی نامہ بس اندرز کرد / کہ برآر از دودمان خویش گرد

شرح کرنا موسی علیہ السلام کا وعدہ تیسرے کو

شرح کردن موسی علیہ السلام وعدہ سوم را

موسیٰ بس کر کہہ تو وعدہ تیسرا / کہ میرا دل بے قرار اس سے ہوا
بولے موسیٰ تیسرا ملک دو چند / دو جہاں کا کہ نہ ہو دشمن پسند
اس سے زیادہ ملک کہ تو اب رکھے / وہ لڑائی سے تھا یہ ہے صلح سے
جو تجھے لڑنے میں ایسا ملک دے / صلح میں کیا کچھ وہ دیگا جان لے
اس کرم نے یہ جفا میں ہے دیا / وہ وفا میں دیکھ کیا کچھ دے عطا
بولا ای موسے ہے چوتھا کیا کہو / کہ ہے صبر اور ہے فزونی حرص کی
بولا چوتھا وہ ہے تو رہوے جواں / ہوں سیہ بال و رخ جوں ارغوان
رنگ و بو نا چیز ہے آگے مرے / بات کی ہے پست جو تو پست ہے
رنگ و بو و گھر سے کرنا فخر کا / ہے خوشی اور دھوکا لڑکوں کا بڑا

بس کن ای موسی بگو وعدہ سوم / کہ دلم زاضطرابش گشت گم
گفت موسی آن سوم ملک دو تو / دو جہانی خالص از خصم و عدو
بیشتر زان ملک کاکنون داشتی / کان بُد اندر جنگ این در آشتی
آنکہ در جنگت چنان ملکی دہد / بنگر اندر صلح چون خوانت نہد
آن کرم کاندر جفا اینہات داد / در وفا بنگر چہ باشد افتقاد
گفت ای موسی چہارم چیست زاد / باز گو صبرم شد و حرصم فزاد
گفت چارم آنکہ مانی تو جوان / موی ہمچون قیر و رخ چون ارغوان
رنگ و بو در پیش ما بس کاسد است / لیک تو پستی سخن کردیم پست
افتخار از رنگ و بو و از مکان / ہست شادی و فریب کودکان

بیان اس حدیث کا کہ کلموا الناس علی قدر عقولہم

بیان این خبر کہ کلموا الناس علی قدر عقولہم

واسطے بچے کے جو مجھ کو پڑا / باتیں بچوں کی میں کرتا ہوں بھلا
کہ تو جا مکتب کو مرغ اک دوں تجھے / یا منقے پستے ابا لادوں تجھے
جز جوانی تو کسے نہ جانے تو رے / اس جوانی کو تو جوں خربوزے لے
کوئی جھری نہ سر رخ پر ترے / یہ جوانی تیری تازہ بس رہے
نے بڑھاپا آسکے کچھ منہ پر ترے / سرو قد تیرا نہ کچھ کبڑا بنے
اور نہ کچھ زور جوانی ہو ترے کم / نے خلل دانتوں میں آوے اور نہ غم
نے جماع میں ہو نہ شہوت میں کمی / کہ ہوں ان کو ضعف سے رنجیدگی

چونکہ با کودک سر و کارم فتاد / ہم زبان کودکان باید گشاد
کہ برو کتاب تا مرغت خرم / یا مویز و جوز و فستق آورم
جز شباب تن نمیدانی بگیر / این جوانی را بگیر ای خرشیر
ہیچ ارژنگی نیفتد بر رخت / تازہ ماند این شباب فرخت
نے نشان پیری آرد بر رخت / نے قد چون سرو تو گردد دوتو
نے شود زور جوانی از تو کم / نے بہ دندان خللہا یا الم
نہ کمی در شہوت و طمث و بعال / کہ زنان را آید از ضعف ملال

اردو	اردو	فارسی	فارسی
نہ سفیدی ہوں بال اور نہ پشت خم	بلکہ ہووے خوبصورت دمبدم	نی شود مویت سفید و پشت خم	لیک خوشتر تخطط دمبدم
تجھکو ہو بستر جوانی دل کشا	جیسے عکاشہ کو تھا مژدہ کھلا	آن چنان بگشایدت فر شباب	کر گشود آن مژدہ بر عکاشہ باب

معنی حدیث من بشرنی بخروج الصفر بشرته بالجنة | معنی حدیث من بشرنی بخروج الصفر بشرته بالجنة

اردو	اردو	فارسی	فارسی
محمد احمد زمان کا انتقال	ہے ربیع الاول میں ہر لا محال	احمد آخر زمان را انتقال	در ربیع اول آمد بی جدال
جو کہ واقف دل ہوا بس اتنی سے	عاشق اس درجے ہو کہ وہ عشق سے	چونکہ واقف شد دلش زان وقت نقل	عاشق آن وقت گردید او بعقل
جو صفر آیا صفر سے خوش ہوا	کہ صفر اوس کے بعد ہووے مرا	چون صفر آمد بشد شاد از صفر	کہ پس این ماہ می سازم سفر
رات بھر وہ اس سفر کے شوق سے	بس رفیق راہ اعلی کہتے تھے	ہر شبی تا روز زین شوق ہدی	او رفیق راہ اعلی میزدی
بولے جو کوئی کہ مژدہ دے مجھے	کہ صفر عالم سے گذرا جا چکا	گفت ہر کس کہ مرا مژدہ دہد	چون صفر پا از جہان بیرون نہد
کہ صفر گذرا ہوا ماہ ربیع	اسکو در دم رہو میں اور ہوؤں شفیع	کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع	مژدہ ور باشم مر او را شفیع
جو صفر گذرا انکلا ماہ نو	آسمان پر او رہوا پر نو	چون صفر بگذشت بار و ماہ نو	گشت پیدا بر فلک تابان ضو
بولا عکاشہ کہ گذرا اب صفر	بولے جنت ہو تجھے اے شیر نر	گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت	گفت کہ جنت ترا ای شیر زفت
دوسرا آیا کہ گذرا یہ صفر	بولے عکاشہ نے پایا وہ ثمر	دیگرے آمد کہ بگذشت این صفر	گفت عکاشہ ببرد از مژدہ بر
نقل عالم سے ہے مردوں کو خوشی	اور رہایم از سے لڑکوں کو خوشی	پس رجال از نقل عالم شادمان	در بقایش شادمان این کودکان
آب شیرین جو نہ دیکھا مرغ نے	کھاری پانی آب کوثر ہے اسکے	چونکہ آب خوش ندید آن مرغ کور	پیش او کوثر نماید آب شور
اس طرح موسی کرامت کرتا تھا	جسکے قدم اس طور سے رہ چلتا تھا	ہمچنین موسی کرامت می شمرد	ہم بدینسان لی قدم رہ می سپرد
نہ ہو صاف اقبال تیرا اور دگر	نے مشجر بخت کا اطلس بنے	کہ نگردد صاف اقبال تو درد	ہم نگردد اطلس بخت تو برد
چاہیے جو بخت جوان ہو پائے تو	خوش رہے تو اور رہا جو ہو سو تو	ہر چہ خواہی یابی از بخت جوان	شادمانی نگردی تا توان
بولا یہ بہت کہا تو نے دے	مشورہ کر لوں مین یار نیک سے	گفت احسنت نکو گفتی ولیک	تا کنم من مشورت با یار نیک

مشورہ کرنا فرعون کا آسیہ سے موسے علیہ السلام پر ایمان لانے مین | مشورت کردن فرعون با آسیہ در ایمان آوردن

اردو	اردو	فارسی	فارسی
یہ کہی بات آسیہ سے اسنے جا	بولی جان قربان کر اسپر سالہا	باز گفت او این سخن با آسیہ	گفت جان افشان برین ای دلسیہ
بس عنایت سے بھرا یہ مقال	جلد پا تو ای شہ نیکو خصال	بس عنایتہاست متن این مقال	زود در یاب ای شہ نیکو خصال

شور با وہ اسکو دیوے کہ یہ لے / گر نہ چاہے طفل تاکہ یہ خام ہے
شور بانے چاہے طبع باز کی / زال کو غصہ ہوا اور رنجیدگی
شور با گرم اسکے سر پر خشم سے / پیدزن مارے وگنجہ سر کرے
اشک جاری اسکے ہو دین سوز سے / یاد اسدم لطف شہ آوے اسے
اس دو چشم نازنین پر شوخ سے / کہ رخ شہ سے کمال از بس رکھے
چشم مازاغ اسکی ہو پر زخم زاغ / چشم بد سے نیک چشمون کو ہو داغ
چشم دریا بسط ہے بسط اسکی سے / دونون عالم دیکھتے ہین جون بال کے
چشم مین گر جائین صدہا اسکی بحر / آگے قلزم کے گئے مانند نہر
چشم گذری اسکی اس محسوس سے / غیب بینی سے ملے ہین فائدے
محرم راز اب نہین پاتا کسے / کہ کہون مین اس سخن تا چشم کے
اس سے ٹپکے آب محمود جلیل / اسکا بس لیجائے قطرہ جبرئیل
تا ملے اپنے پر و منقار پے / گر اجازت دے اسے وہ جان کے
باز کہوے زال کا غصہ بڑھا / فر و صبر و حلم میرا بس جلا
باز میری جان کا سو صورت کرے / زخم دے ناقہ کو نے صالح کو دی
صالح اک دم سے کرا ہیبت کری / ایسے سو ملتے نکالے کوہ سے
دل کہے کہ ہوش کر اور چپ رہو / ورنہ غیرت پھاڑ ڈالے جسم کو
اسکی غیرت کے ہین سو حلم نہان / ورنہ اک دم مین جلا دی سو جہان
نخوت شاہی سے نے سنتا ہے پند / پند انکی سے کیا ہے دل کو بند
کہ کرون مین مشورہ ہامان سے / کہ ہما اک کا وہ پشتیبان ہے
تھے مشیر مصطفے صدیق رب / اور مشیر بوجہل تھا بولہب
جنسیت نے وہ کشش اسکی کری / کہ اسے وہ پند لاشے ہوگئی
جنس سو جنس سو پر سے اڑے / اس خیالون پر وہ بندین توڑ دی

آب تماحش دہد کاین را بگیر / گر نمی خواہی کہ نوشی این قطیر
آب تماحش نگیرد طبع باز / زال تر رنجد شود خشمش دراز
زغندیان آتش سوزان بر سرش / زان فرو ریزد شود کل مغفرش
اشکہا از ان چشمش فرو ریزد ز سوز / یاد آرد لطف شاہ بافروز
زان دو چشم نازنین پر دلال / کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
چشم مازاغش شدہ پر زخم زاغ / چشم نیک از چشم بد با درد و داغ
چشم دریا بسطتے کز بسط او / ہر دو عالم کے نماید تار مو
گر ہزاران چرخ در چشمش رود / ہمچو چشمہ پیش قلزم گم شود
چشم بگذشتہ ازین محسوسہا / یافتہ از غیب بینی بوسہا
خود نمی یابم یکے گوشے کہ من / نکتہ گویم از ان چشم حسن
مے چکید آن آب محمود جلیل / میربودی قطرہ اش را جبرئیل
تا بمالد در پر و منقار خویش / گر دہد دستوریش ای خوب کیش
باز گوید خشم کم پیرار فروخت / شمع و نور صبر و حلمم پاک سوخت
باز جانم باز صد صورت تند / زخم بر ناقہ نہ بر صالح زند
صالح از یک دم کہ برآرد شکوہ / صد چنان ناقہ برآید متن کوہ
دل ہمیگوید خموش و ہوشدار / ورنہ وترا بند غیرت پود و تار
غیرتش را ہست صد حلم نہان / ورنہ سوزیدی بیکدم صد جہان
نخوت شاہی گرفتش جای پند / تا دل خود را ز پند او کرد بند
کہ کنم با رای ہامان مشورت / کوست پشت ملک و قطب مقدرت
مصطفی را رای زن صدیق رب / رای زن بوجہل را شد بولہب
عرق جنسیت چنانش جذب کرد / کان نصیحتہا بہ پیشش گشت سرد
جنس سوی جنس صد پرہ پرد / بر خیالش بندہا را بردرد

قصہ اس عورت کا کہ بچہ اسکا پرنالہ مین گھس گیا تھا اور خوف تھا گرنے کا تو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناودان مے غژید از علی کرم اللہ وجہہ

سے علاج اُسکا پوچھا | چارہ جست

اردو	اردو	فارسی	فارسی
ایک عورت آئی پیش مرتضے	بولی پرنالے مین بچہ گھس گیا	یک زنے آمد بہ پیش مرتضی	گفت شد بر ناودان طفلی مرا
گر بلاتی ہون نہین آتا ہے وہ	گر مین چھوڑون خوف ہو گر جاوے وہ	گرش مے خواہم نمی آید بدست	در ہلم ترسم کہ او افتد بہ پست
نہین ہے عاقل سمجھا جانے ہمارا	گر کہون آفت سے میری سمت آ	نیست عاقل تاکہ دریابد چو ما	گر بگویم کز خطر سوے من آ
نے اشارہ ہاتھ کا وہ جانتا	گر وہ جانے نہ سنے یہ بھی برا	ہم اشارت را نمیداند بدست	ور بداند نشنود اینہم بدست
بس دکھایا دودھ چھاتی کو اسے	پھیرتا ہے آنکھ و منھ وہ دودھ سے	بس نمودم شیر و پستان را بدو	او ہمی گرداند از من چشم و رو
واسطے حق کے کہ تم ہو دستگیر	اس جہان و اس جہان مین ای کبیر	از برائے حق شمائید ای مہان	دستگیر این جہان و آن جہان
جلد کر میری دوا ڈرتی ہون مین	درد سے بچے کے دل ہووے زبون	زود درمان کن کہ میلرزد دلم	کہ بدرد از میوۂ دل بگسلم
بولے اک بچے کو تو لا بام پر	تاکہ جنس اپنی کو دیکھے وہ پسر	گفت طفلے را بر آور ہم ببام	تا ببیند جنس خود را آن غلام
آئے پرنالے سے جنس اپنی کے سو	جنس پر ہے جنس عاشق جان تو	سوی جنس آید سبک زان ناودان	جنس بر جنس ست عاشق جاودان
ایسے ہی زن نے کیا بچے نے جو	دیکھا ہمجنس اپنا آیا شاد ہو	زن چنان کرد و چو دید آن طفل او	جنس خود خوش خوش بدو آورد رو
آ پرنالے سے بس وہ بام پے	ہے کشش ہر جنس کو ہمجنس سے	سوے بام آمد ز متن ناودان	جاذب ہر جنس را ہمجنس دان
سوے بچہ آیا بچہ دوڑتا	اور نیچے کے وہ گرنے سے بچا	غژغژان آمد بسوی طفل طفل	وارہید از اوفتادن سوی سفل
اس لیے آئے بشر سے انبیا	جنسیت سے تا ہون گرنے سے رہا	زان شدند از جنس بشر پیغمبران	تا بجنسیت رہند از ناودان
پس بشر فرمایا خود کو مثلکم	جنس کے تا پاس آ مین کم ہون گم	پس بشر فرمود خود را مثلکم	تا بجنس آیید و کم گردید گم
کیونکہ جنسیت کشش ہے اک عجب	جنس کھینچے ہے جہان اہل طلب	زانکہ جنسیت عجایب جاذبیست	جاذبش جنس ست ہر جا طالبیست
عیسے اور ادریس گردون پر گئے	جو ملایک کے وہ ہمجنس آ تھے	عیسی و ادریس بر گردون شدند	با ملایک چونکہ ہمجنس آمدند
پھر وہ ہاروت و ماروت آ نیچے	جنس تن کے باعث آئے تلے	باز آن ہاروت و ماروت از بلند	جنس تن بودند زان زیر آمدند
آئے تھے ہمجنس شیطان کافران	ہو گئی شیطان کی شاگرد انکی جان	کافران ہمجنس شیطان آمدہ	جان شان شاگرد شیطانان شدہ
سیکھین ہزارون وہ عادتیں بد لیکن	آنکھین عقل و دل کی اپنی سی لین	صد ہزاران خوی بد آموختہ	دیدہ ہای عقل و دل بر دوختہ
یہ حسد اک کمتر عادت انکی ہے	جس حسد سے گردن شیطان کٹی	کمترین خوشان بزشتی این حسد	آن حسد کہ گردن ابلیس زد
سیکھا ان کتون سے حقد و حسد	کہ نہ چاہین خلق کو ملک ابد	زان سگان آموختہ حقد و حسد	کہ نخواہد خلق را ملک ابد
جسکو کامل دیکھ پاتے ہین یہ	درد قولنج ہو حسد سے پس اسے	ہر کرا دید او کمال از چپ و راست	از حسد قولنجش آمد درد خاست
کیونکہ ہر بدبخت خود خرمن جلا	چاہے کب روشن چراغ ہر ایک کا	زانکہ ہر بدبخت خرمن سوختہ	مے نخواہد شمع کس افروختہ

ہین کمالی دست آور تا تو ہم ۔ از کمال دیگران نفتی بغم
کرلے حاصل تو کمال اپنے لیے ۔ تا نہ غمگین ہو کمال غیر سے

از خدا میخواہ دفع این حسد ۔ تا خدایت وارہاند زین جسد
اِس حسد کی دفع مانگ اللہ سے ۔ تا چھڑائے جسم سے اللہ تجھے

مر ترا مشغولی باشد درون ۔ کہ نپردازی ازان سوی برون
اندرون سے تا ہو مشغولی تجھے ۔ کہ نہ باہر آئے تو اُس سمت سے

جرعۂ می را ازان مید ہد ۔ کہ بدان مست از دو عالم میرہد
مے کے قطرے کو وہ دیتا ہے خدا ۔ مست اُسکا دونوں عالم سے جدا

خاصیت بنہادہ در کف حشیش ۔ کو زمانی میرہاند از خودیش
اور رکھی خاصیت بنگ میں ہر ۔ اک زمان غافل رکھے وہ آپ سے

خواب را یزدان بدان سان میکند ۔ کز دو عالم فکر را بر میکند
خواب کو حق نے کیا اسطور سے ۔ کہ دو عالم سے رکھے بے فکر ہے

کرد مجنون را ز عشق پوستی ۔ کو بنشناسد عدو از دوستی
عشق سے لیلی کے مجنون کو کیا ۔ کہ نہ جانے دوست دشمن ہیں ذرا

صد ہزاران اینچنین میدارد او ۔ کہ بر ادراکات تو بگمارد او
سیکڑون رکھتا ہے مے اسطور سے ۔ کہ وہ قایم کردے ادراکات پر

ہست میہای شقاوت نفس را ۔ کہ ز رہ بیرون برد آن نحس را
ہین شقاوت کی شرابین نفس کو ۔ کہ شرابی کو کرے گمراہ وہ

ہست میہای سعادت عقل را ۔ کہ بیابد منزل بی نقل را
ہین سعادت کی شرابین عقل کو ۔ کہ وہ پائے منزل بی نقل کو

خیمۂ گردون ز سرمستی خویش ۔ بر کند زان سو بگیرد راہ پیش
اپنی مستی سے وہ خیمہ چرخ کو ۔ پھاڑ کر اُس سمت کی لے راہ وہ

ہین بہر مستی دلا غرہ مشو ۔ ہست عیسی مست حق خر مست جو
پس تو ہر مستی سے مغرور اب نہو ۔ مست حق عیسی ہے اور خر مست جو

اینچنین می را بجو زین خنبہا ۔ مستیش نبود ز کوتہ دنبہا
نوش کر اُس خم سے ایسی خمر کو ۔ مستی اُسکی بس نہ ناقص ہو کہ ہو

زانکہ ہر معشوق چون خنبیست پر ۔ آن یکی درد و دگر صافی چو در
کیونکہ ہر معشوق مثل خم ہے پر ۔ ایک گندلا دوسرا جون صاف دُر

می شناسا ہین بچش با احتیاط ۔ تا میی یابی منزہ ز اختلاط
مے شناسا چکھ تو ہشیاری سے مے ۔ صاف بے آمیز تجکو تا ملے

می شناسا ہین بچش ای رنج بر ۔ آن میِ صافی کزان گردی بہش
مے شناسا چکھ تو بادہ صاف کو ۔ اس مے صافی سے تا خاموش ہو

ہر دو مستی میدہندت لیک این ۔ مستیت آرد کشان تا رب دین
دیتی مستی تجکو دونون ہین پر ۔ اُسکی مستی لائے اللہ تک تجھے

تا رہی از فکر و وسواس و حیل ۔ بی عقال عقل در رقص الجمل
تا تو چھوٹے فکر اور وسواس سے ۔ رقص ناقہ ہین بغیر از عقل کے

انبیا چون جنس روح اند و ملک ۔ مر ملک را جذب کردند از فلک
ہین ملک اور روح کی جنس انبیا ۔ پس ملک کو جذب گردون سے کیا

باد جنس آتش است و یار او ۔ کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
باد و آتش دونون ہاجنس ہین ۔ کہ وہ دونون قصد بالا کا کرین

چون ببندی تو سر کوزۂ تہی ۔ در میان حوض یا جوی نہی
خالی کوزہ کے جو سر کو باندھے تو ۔ اور اندر حوض کے پس ڈالے تو

تا قیامت او فرو ناید بپست ۔ کہ دلش خالیست و در وی باد ہست
تا قیامت وہ نہ ڈوبے گا تلے ۔ کہ دل اُسکا خالی اور پر باد ہے

میل بادش چون سوی بالا بود ۔ ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
راغب بالا جو اُس کی باد ہو ۔ سوی بالا کھینچے اپنی ظرف کو

باز آن جانہا کہ جنس انبیاست ۔ سوی ایشان کش کشان چون سایہاست
پھر وہ جانین کہ ہین جنس انبیا ۔ اُنکی سو کھینچی ہین مثل سایہا

زانکہ عقلش غالبست و بی ز شک ۔ عقل جنس آمد بخلقت با ملک
کیونکہ عقل انکی ہو غالب اور آئی ۔ عقل ہمجنس ملک پیدا ہوئی

اردو	فارسی
نفس کی غالب عدو پر ہوئی ہوا / نفس جنس اسفلی تھا پر ولا	وان هوای نفس غالب بر عدو / نفس جنس اسفل آمد شد بدو
جنس تھی فرعون کی وہ قبطیان / اور تھے ہمجنس موسیٰ سبطیان	بود قبطی جنس فرعون ذمیم / بود سبطی جنس موسی کلیم
اور ہامان جنس تھا فرعون کا / صدر تک اسکو وہ اپنے لے گیا	بود هامان جنس تر فرعون را / برگزیدش برد تا صدر سرا
صدر سے تا قعر کھینچا اسلیے / کہ دونوں جنس سے دوزخ کے تھے	لاجرم از صدر تا قعرش کشید / که ز جنس دوزخ اند آن دو پلید
دونوں جلتے جیسے دوزخ ضد نور / مثل دوزخ نور سے دونوں ہیں دور	هر دو سوزنده چو دوزخ ضد نور / هر دو چون دوزخ ز نور دل نفور
کیونکہ دوزخ کہوے کہ مومن بھاگ تو / کہ بجھائے نور تیرا آگ کو	زانکه دوزخ گوید ای مومن تو زود / برگذر که نورت آتش را ربود

بیان میں اس حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جز یا مومن فان نورک (بھاگ اے مومن) اطفا ناری زبان (بس تحقیق تیرے نور نے بجھائی آگ میری) دوزخ سے

دربیان حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جز یا مومن فان نورک اطفا ناری از زبان دوزخ

اردو	فارسی
بھاگ کہ مومن نور تیرا نار کو / میری شعلہ کو دیئے جو آتا ہے تو	بگذر ای مومن که نورت میکشد / آتشم را چونکه دامن میکشد
بجھاتا ہے دوزخی پر نور سے / کیونکہ ہے دوزخ طبیعت اسکی ہو	میرمد آن دوزخی از نور هم / زانکه طبع دوزخ است ای صنم
ایسے دوزخ بھاگتی مومن سے ہے / جیسے مومن بھاگتا ہے نار سے	دوزخ از مومن گریزد آنچنان / که گریزد مومن از دوزخ بجان
کیونکہ نور اسکا نہیں ہے جنس نار / نور کا ضد نور جو ہے اصل کار	زانکه جنس نار نبود نور او / ضد نار آمد حقیقت نور جو
ہر حدیثوں میں خدا سے مومنان / جو دعا میں چاہیں دوزخ سے امان	در حدیث آمد که مومن در دعا / چون امان خواهد ز دوزخ از خدا
دوزخ اسسے بھی امان چاہے سدا / کہ فلان سے دور رکھ مجکو خدا	دوزخ از وی هم امان خواهد بجان / که خدایا دور دارم از فلان
جنسیت کی اب کشش کو دیکھ لے / کہ تو کسکی جنس کفر و دین سے ہے	جاذبه جنسیت است اکنون ببین / که تو جنس کیستی از کفر و دین
مائل ہامان ہو ہامانی ہے تو / مائل موسیٰ ہے سبحانی ہے تو	گر بهامان مایلی هامانیی / ور بموسی مایلی سبحانیی
ساتھ دونوں کے اگر مائل ہے تو / مشترک رکھتا ہے نفس و عقل کو	ور بهر دو مایلی انگیخته / نفس و عقلی هر دو آن آمیخته
دونوں باہم لڑتے ہیں کوشش تو کر / تا کہ غالب عقل ہو ہر نفس پر	هر دو در جنگند هان و هان بکوش / تا شود بر نفس غالب عقل و هوش
ہاتھ سے موسیٰ کے جام صدق لے / معنی تا غالب ہو صورت پر ترے	ساغر صدق از کف موسی بنوش / تا شود غالب معانی بر نقوش

بس ہو یہ شادی جہاں جنگ میں / کہ شکستیں تجکو دشمن پر دکھیں
کر تو کوشش تا شکستہ ہو عدو / گرچہ فرعون کب سنے اس بات کو
ہو گئی یہ بات طول اب پھر کہو / ہامان اور فرعون کے احوال کو

در جہان جنگ شادی این بسست / کہ بہ بینی بر عدو ہر دم شکست
جہد کن تا خصمت اشکستہ شود / گرچہ فرعونی دنی این نشنود
این حدیث آمد درازای ناگزیر / بازگو اضرار فرعون شریر

مشورہ کرنا فرعون کا ہامان سے دربابِ ایمان لانے موسےٰ علیہ السّلام پر

مشورت کردن فرعون با وزیرش ہامان در ایمان آوردن بہ موسےٰ

آخر اس بدخو نے ہامان سے کہا / مشورے کے واسطے بس ظاہرا
وعدہ ہای اس کلیم اللہ کو / کہہ کے محرم کر دیا گمراہ کو
پایا جو ہامان کو تنہا تو کہا / کودا ہامان پارہ جامہ کو کیا
چیخا اور رویا بہت کچھ وہ لعین / پھینکی پگڑی ٹوپی بالای زمین
کہ کہا کیسے یہ آگے شاہ کے / اس کلام بد کو اس گستاخ نے
تو نے عالم کو مسخر بس کیا / کام کو قسمت سے جون زر بس کیا
مشرق و مغرب سے ہر اک اہل تاج / تیری جانب بھیجتا ہے بس خراج
بادشہ سب چومتے ہیں ہو کے شاد / آستانے کو ترے اے کیقباد
گھوڑا باغی دیکھے جو گھوڑا امرا / ہووے روگرداں و بھاگے بے عصا
تو رہا اب تک تو معبودِ جہان / ہوتا ہے اب کمترین بندگان
جانا سو آتش میں بہتر اس سے ہے / کہ مطیع خواجہ بندے کا بنے
پہلے مجکو مار ڈال اے شاہ تو / تا نہ دیکھوں شاہ پر اس بات کو
شاہ اول مار تو گردن مری / تا نہ دیکھے آنکھ یہ ذلت تری
نے ہوا ایسا نہ ہوتا ہے کہیں / کہ زمین گردون ہو اور گردون زمین
میرے بندے بس مرے ہمسر بنیں / میرے خواہاں بس مرے نشتر بنیں
بینا دشمن دوست میرا کور ہو / اور گلستان مجکو قعرِ گور ہو

گفت با ہامان برای مشورت / آن ستیزہ رو بہ سختی عاقبت
گفت محرم ساخت آن گمراہ را / وعدہ ہای آن کلیم اللہ را
جست ہامان و گریبان بر درید / گفت با ہامان چو تنہایش بدید
کوفت دستار و کلہ را بر زمین / بانگہا زد گریہ ہا کرد آن لعین
این چنین گستاخ آن حرف تباہ / کہ چگونہ گفت اندر روی شاہ
کار را با بخت چون زر کردہٗ / جملہ عالم را مسخر کردہٗ
سوی تو آرند سلطانان خراج / از مشارق وز مغارب بی لجاج
بر ستانہ خاک تو ای کیقباد / پادشاہان لب ہمی لیسند شاد
رو گرداند گریزد بی عصا / اسب باغی چون بہ بیند اسپ ما
بودہ گردی کمینہ بندگان / تاکنون معبود و مسجود جہان
کہ خداوندی شود بندہ پرست / در ہزار آتش شدن زین خوشتر است
تا نہ بیند چشم من بر شاہ این / نی بکش اول مرا ای شاہ چین
تا نہ بیند این مذلت چشم من / خسروا اول مرا گردن بزن
کہ زمین گردون شود گردون زمین / خود نبودہ ست و مبادا انچنین
بی دلان مان دل خراش ما شوند / بندگان مان خواجہ تاش ما شوند
گشت ما را پس گلستان قعر گور / چشم روشن دشمنان و دوست کور

رد کرنا قول ہامان بے ایمان علیہ اللعنۃ کا

تزییف سخن ہامان بے ایمان علیہ اللعنۃ

دوست کو دشمن سے نہ جانے ہے وہ / نرد اندھون کی طرح کھیلے ہے وہ
دوست از دشمن ہمی نشناخت او / نرد را کورانہ کژ می باخت او

تیرا دشمن تجھ سوا ہرگز نہین / بے گنہ کو کہہ نہ دشمن ای لعین
دشمن تو جز تو نبود ای لعین / بی گناہان را مگو دشمن بہ کین

حال بد دولت ہی اک آگے ترے / کہ دوا او دوا دل آخر لات ہے
پیش تو این حالت بد دولت است / کہ دوا دو اول در آخر لات ہست

اول اوسکے دو ڑ آخر لات کھا / ہے نہ اس جنگل مین مرگ خر سوا
اولش دو دو و در آخر لات بخور / جز درین ویرانہ نبود مرگ خر

گر نہ اس دولت سے تو بھاگے یہان / یہ بہار آخر تری پائے خزان
گر ازین دولت نتازی خیز خون / این بہارت را ہمی آید خزان

مشرق و مغرب مین دیکھی تو نے مین / کہ انھون کا سر کٹا آخیر مین
مشرق و مغرب چو تو بس دیدہ اند / کہ سر ایشان ز تن ببریدہ اند

مشرق و مغرب کہ نے رکھے قرار / کب کرے آخر کسیکو پایدار
مشرق و مغرب کہ نبود در قرار / چون نشد آخر کسے را پایدار

فخر تو اسپر کرے کہ خوف سے / تیری طاعت خلق تھوڑے دن کرے
تو بران فخر آوری کز ترس و بند / چاپلوست گشت مردم روز چند

جس کسی کو خلق سجدہ کرتی ہی / زہر اسکی جان کے اندر بھرتی ہی
ہر کرا مردم سجودے مے کنند / زہر اندر جان او می آگند

سجدہ کرنے والا اس سے جب پھرے / زہر قاتل ہونا اسکا تب کھلے
چونکہ برگردد از وآن ساجدش / داند او کان زہر بودہ موبدش

آگرہ ایسا کہ ذلیل اسکا ہی نفس / حیف وہ سرکش کہ ہی جون نفس لیس
اے خنک آن را کہ ذلت نفسہا / وای آن سرکشی شد چونکہ او

زہر قاتل اس تکبر کو تو جان / مست ہی یہ زہر سے اور نہان
این تکبر زہر قاتل دان کہ ہست / از مے پر زہر شد آن گیج مست

ہوے پر زہر وہ بد بخت کھا گئے / اور خوشی سے ایکدم سر کو ہلائے
چون مے پر زہر نوشد مدبرے / از طرب یک دم بجنباند سرے

ہر دم اسیر مین اثر جان مین کرے / اور اوس کی جان کو وہ زہر لے
بعد یک دم زہر بر جانش فتد / زہر بر جانش کند داد و ستد

ہر مین کا اوسکے گر نہ اعتقاد / دیکھ کیون زہر آیا اندر قوم عاد
گر نداری زہر لیش را اعتقاد / گر چہ زہر آمد نگر در قوم عاد

تے غلبہ جو کہ شد اک شاہ پے / مارے اسکو یا کہ قید اسکو رکھے
چونکہ شاہے دست یابد بر شہی / بکشدش یا باز دارد در چہی

اور اگر زخمی پڑا اوسکو ملے / مرہم اسپر شہ رکھے بخشش کرے
در بیابد خستہ افتادہ را / مرہمش سازد شہ و بدہد عطا

گر شکستہ یہ نہین لیس زہر ہے / مارا شہ کو بے گنہ کسواسطے
گر نہ زہر ست این تکبر پس چرا / کشت شہ را بی گناہ و بی خطا

دوسرے پر کیون کی خدمت عطا / زہر کو جان ان دو حرکت سے ذرا
وین دگر را بی ز خدمت چون نواخت / زین دو جنبش زہر را باید شناخت

لے گدا کو راہزن ہے لوٹتا / گرگ مردہ گرگ کوئی کاٹتا
راہزن ہرگز گدائے را نزد / گرگ و گرگ مردہ را ہرگز گزد

خضر نے کشتی کو توڑا اسلیے / تا کہ کشتی دست ظالم سے بچے
خضر کشتی را برای آن شکست / تا تواند کشتی از فجار رست

ہو شکستہ ہے شکستہ کو بچت / فقر مین جا فقر رکھے عافیت
چون شکستہ مے رہد بشکستہ شو / ایمن در فقر ست اندر فقر رو

دکھتا ہے جو کہ وہ نقد کان کو / پارہ پارہ ہوتا ہے کھد کرکے دم
آن کہی کو داشت از کان نقد چند / کشت پارہ پارہ از زخم کلند

تیغ اسکو ہے کہ جو گردن رکھے / اور نہ کوئی سایہ کو زخمی کرے
تیغ ہر اوست کو را گردنی ہست / سایہ افگند ست بر وی زخم نیست

سروری اک نفط ہے اور آگ ہے / اے برادر آگ پر کیونکر چلے
مہتری نفط ست و آتش ای غوی / ای برادر چون بر آتش میروی

اور زمین کے جو برابر ہو رہے تھے
سر کو اپنے جیب میں کر وہ اٹھائی

نزد بان ہے یہ خودی مخلوق کو
وہ بڑا احمق ہے جو زیادہ چلے

وہ ہی اصل اور اسکی یہ سب شاخ ہے
سنئے مرا ساتھ اسکے نے زندہ ہوا

وہ ہی خود ہے اس سے جو زندہ ہوا
شرح اس کی آئینہ احوال سے

گر کہوں جو کچھ کہ رکھتا دل میں ہون
بس کروں گر تا ہے یہ عاقل کو بس

آخر اس ہامان نے بد تقریر سے
منہ تک لقمہ جو دولت کا گیا

خرمن فرعون کیا اسنے تباہ
ساتھ ایسے بد کے ہو ہرگز نہیں

وہ نشانہ تیر کی کیسے بنے
جون نشانہ تیر کا وہ زخم کھائے

نزد بان سے بس گرے آخر کو وہ
ہڈیاں ٹوٹیں گی زیادہ جان سے

کہ بلندی شرکت یزدان سے ہے
چاہی شرکت ملک میں باغی بنا

محض وحدت ہے وہ اور شرکت ہے کیا
ڈھونڈ لے سمجھے تو اس قال سے

بس جگر سننے سے اسکے ہو دین خون
بانگ ہے درد دین گھر میں اگر کوئی کسر

اس طرح رہ بند کی فرعون نے
حلق سے اسکے کیا ناگہ جدا

بس نہ ہو ایسا وزیر بادشاہ
تو کبھی و اللہ اعلم بالیقین

هرچه آن همواره باشد با زمین
تیرها را کی هدف گردد چنین

سر برآرد از زمین آنگاه او
چون هدف با زخم یابد بی رفو

نردبان خلق این ما و من ست
عاقبت زین نردبان افتادنست

هر که بالاتر رود ابله تر است
کاستخوان او بتر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود
که ترفع شرکت یزدان بود

چون نمردی و نگشتی زنده زو
یاغیی باشی بشرکت ملک جو

چون بدو زنده شدی آن خود وست
وحدت محض ست آن شرکت کیست

شرح این در آینهٔ اعمال جو
که نیابی فهم این از گفتگو

گر بگویم آنچه دارم در درون
بس جگرها گردد اندر حال خون

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر در ده کس است

حاصل آن هامان بدان گفتار بد
اینچنین راهی بر آن فرعون زد

لقمهٔ دولت رسیده تا دهان
از گلوی او بریده ناگهان

خرمن فرعون را داد او بباد
هیچ شه را این چنین صاحب مباد

از چنین همراه بد دوری گزین
نی نهان را الله اعلم بالیقین

ناامید ہونا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ایمان سے اور اثر کرنا کلام ہامان کا دل فرعون میں

نومید شدن موسی علیہ السلام از ایمان فرعون و جا یافتن سخن ہامان در دل فرعون

بولے موسیٰ لطف میں نے تو کیا
وہ خداوندی کہ ذات میں یقین

وہ خداوندی کہ جو ری کر ہو دم
وہ خداوندی کہ دی ہے عام تجھے

وہ خداوندی تری ہے کمترین
پر خداوندی کے تو لائق نہ تھا

جانے نے دستہ سکو اور آتشین
بیدل اور بے جان اور بے آنکھ ہو

پھر لیوین تجھسے وہ جو ان قرض کے
بندگی سے گر تو جانے بالیقین

گفت موسی لطف بنمودیم و جود
آن خداوندی که نبود راستین

آن خداوندی که دزدیده بخود
آن خداوندی که داوندت عوام

آن خداوندی تو از بندگی
خود خداوندیت را از وی نبود

مر ورا بی دست و پای آتشین
بیدل و بی جان و بی دیده بود

باز بستانند از تو همچو وام
کم ز شست از باز دانی اندکی

دے خداوندی خدا کو عارضی ۔ تا خداوندی دہ دے پائیندگی

دہ خداوندی عاریت بر حق ۔ تا خداوندیت بخشد متفق

جھگڑا کرنا امیران عرب کا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ملک کو بانٹ دو اور جواب دینا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مین مامور ہون اس سرداری مین اور بحث کرنا طرفین سے

منازعت کردن امیران عرب با رسول خدا کہ ملک را مقاسمہ کن تا نزاعے نباشد و جواب رسول ایشان را

وہ امیران عرب جمع ہوئے ۔ کہ امیر اک تم و امرا ہم بھی ہین

اپنے حصہ مین ہر اک مشغف رہے ۔ بولے مجکو دی امیری حق نے ہے

یہ دو راحمد اور انکا یہ قرن ۔ قوم بولے ہم بھی با حکم قضا

بولے ملک اللہ نے میری کیا ۔ تا قیامت میری سرداری رہے

قوم بولی زیادہ گوئی مت کرو ۔ پاس حضرت کے تنازع کے لیے

حصہ کر دو ہمکو تم اس ملک مین ۔ ہاتھ اٹھا دو تم ہمارے ملک سے

حکم مطلق اور سرداری مجھے ۔ حکم انکا مانو تم اہل زمن

ہین امیر و حاکم اللہ نے کیا ۔ اور تمکو عاریت سے بس دیا

عاریت سرداری یہ جاتی رہے ۔ کیا دلیل اس زیادہ گوئی کی کہو

آن امیران عرب گرد آمدند ۔ نزد پیغمبر منازع مے شدند

کہ تو میری ہر یک از ما ہم امیر ۔ بخش کن این ملک و بخش خود بگیر

ہر یکے در بخش خود انصاف جو ۔ تو ز بخش ما دو دست خود بشو

گفت میری مر مرا حق داده است ۔ سروری و امر مطلق داده است

کاین قران احمد ست و دور او ۔ ہین بگیرید امر او را القوا

قوم گفتندش کہ ما ہم زان قضا ۔ حاکمیم و داد امیری مان خدا

گفت لیکن مر مرا حق ملک داد ۔ مر شما را عاریہ از بہر زاد

میری من تا قیامت باقی ست ۔ میری عاریتی خواہد شکست

قوم گفتندش کہ افزونی مجو ۔ چیست حجت بر فزون جوئی بگو

سیل کا آنا اور تیرون کا ڈالنا امیران عرب کا واسطے دفع سیل کے اور غالب ہونا پیغمبر علیہ السلام کا امیران عرب پر

سیل آمدن و چوب انداختن امرا جہت رفع سیل و غالب شدن مصطفے علیہ السلام بر امیران

امر حق سے ابر اک اس دم اٹھا ۔ سیل سے اطراف عالم پر ہوا
سیل سوی شہر آئی خوفناک ۔ شہر والے چیخے باہیبت وباک
بولے حضرت آیا وقت امتحان ۔ کہ نہان لب ہوتا ہی دم مین عیان
پھینکا ہر امرا نے نیزہ اپنے کو ۔ امتحانا سیل تا کہ بند ہو
لے گیا نیزون کو جون خاشاک کے ۔ سیل کا پانی بہا کر زور سے
شاخ خرما پھینکی پس احمد نے جو ۔ سیل پر کہ معجزہ فرما تھے وو
جملہ نیزے گم ہوے اور شاخ وان ۔ سیل پر قایم رہی جون نگہبان
شاخ کی برکت سے وہ سیل اک بڑا ۔ شہر کی جانب کو روگردان ہوا
امر نادر دیکھا جو یہ آپ سے ۔ پس مقر وہ جملہ امرا ہو گئے
تین شخصون نے کہ کینہ رکھتے تھے ۔ ساحر و کاہن کہا انکار سے
بولہب اور بوجہل ملعون تھا ۔ اور بوسفیان تھا وہ تیسرا
ملک مغلوب ایسا ہوتا ہی ضعیف ۔ ملک غالب ایسا ہوتا ہی شریف
گر نہ دیکھے نیزے ہمرہ شاخ کے ۔ نام اونکا دیکھ وانکا دیکھ رے
سیل مرگ اب نام انکا لیگئی ۔ نام اور دولت نہین انکی مری
پانچ نوبت بجتی ہین انکی مدام ۔ ایسے ہی ہر روز تا روز قیام

در زمان امری برآمد ز امر حق ۔ سیل آمد گشت آن اطراف پر
رو بشهر آورد سیلی بس مهیب ۔ اهل شهر افغان کنان جمله عجیب
گفت پیغمبر که وقت امتحان ۔ آمد اکنون تا نهان گردد عیان
هر امیری نیزهٔ خود در فگند ۔ تا شود در امتحان آن سیل بند
نیزه‌ها را همچو خاشاکی ربود ۔ آب تیز سیل پرجوش عنود
پس قضیبی انداخت بروی مصطفی ۔ آن قضیب معجز فرمان روا
نیزه‌ها گم گشت جمله وان قضیب ۔ بر سر آب ایستاده چون رقیب
ز اهتمام آن قضیب آن سیل رفت ۔ رو بگردانید و سوی شهر رفت
چون بدیدند از وی آن امر عظیم ۔ پس مقر گشتند آن میران ز بیم
جز سه کس که حقدشان چیره بود ۔ ساحرش گفتند و کاهن از جحود
بود بوجهل لعین و بولهب ۔ وان سوم هم بود بوسفیان عجب
ملک بربسته چنان باشد ضعیف ۔ ملک بر رسته چنان باشد شریف
نیزه‌ها را گر ندیدی با قضیب ۔ نامشان بین نام او بین ای نجیب
نامشان را سیل تیز مرگ برد ۔ نام او و دولت تیزش نمرد
پنج نوبت میزنندش بر دوام ۔ همچنین هر روز تا روز قیام

تمام ہونا حدیث موسی علیہ السلام کا قرعہ ڈالنے اور جھڑکنے فرعون مین

تمامی حدیث موسی علیه السلام و تقریع و توبیخ فرعون

عقل گر ہے لطف تیرے پر کیا ۔ اگر تو خر ہے خر کو مین لایا عصا
اس طویلہ سے تجھے باہر کرون ۔ اور عصا سے سر ترا پر خون کرون
اس طویلہ مین گدھے اور مردمان ۔ ظلم سے تیرے نہین پاتی امان
اب عصا لایا اب سکے واسطے ۔ اس گدھے کو جو کہ وہ بد نسل ہے
اژدہا ہوتا ہے وہ تیرے لیے ۔ اژدہا جو تو ہوا افعال سے
تو ہی ارضی اژدہا ہی بے امان ۔ دیکھ وہ ہے اژدہای آسمان

گر ترا عقلی است کردم لطفها ۔ ور خری آورده‌ام خر را عصا
آن چنانت زین آخر بیرون کنم ۔ کز عصا گوش و سرت پرخون کنم
اندرین آخر خران و مردمان ۔ می‌نیابند از جفای تو امان
نک عصا آورده‌ام بهر ادب ۔ هر خری را کو نباشد منتجب
اژدهایی میشود در قهر تو ۔ کاژدهایی گشته در فعل و خو
اژدهای کوهی تو بی امان ۔ لیک بنگر اژدهای آسمان

یہ عصا دوزخ سے آیا چاشنی	تجھپر اور مومن پر آیا روشنی
کہتا تجکو ہے کہ اسے کافر یہاں	جا تو جلدی روشنی کے درمیان
ورنہ تو آئیگا زندان میں مرے	پھر خلاصی ہو نہ تجکو قید سے
کفر سے اب پھر تو اور راہ دین حق	ورنہ دائم نار میں ہوگا قلق
لوٹ اسے گمراہ بدبخت زبون	ورنہ دوزخ میں پڑے تو سرنگون

این عصا از دوزخ آمد چاشنی	بر تو و بر مومن آمد روشنی
مر ترا گوید کہ اے گبر دنی	کہ بلا بگریز داندر روشنی
ورنہ درمانی تو در زندان من	مخلصت نبود ز دربندان منا
باز گرد از کفر سوی دین حق	ورنہ نار ابد مانی خلق
باز گرد ای گمرہ بدبخت دون	ورنہ در دوزخ در افتی سرنگون

بیان اس بات کا کہ خداشناس نہیں پوچھتا ہے کہ جنت و دوزخ کہاں ہے

در بیان آنکہ شناسائی قدرت حق تعالی نپرسد کہ بہشت کجا و دوزخ چہ جاست

یہ عصا تھا اژدہا ہے اس زمان	تا نہ کہوے تو کہ دوزخ ہے کہاں
ہے یہ دوزخ ظاہر از جسم سے	تیرے پوشیدہ ہو دل پر جان لے
بس جگہ چاہے خدا دوزخ کرے	اوج کو دام کردے مرغ پے
درد تیرے دانت میں کردی خدا	تو کہے دوزخ ہے اور ہے اژدہا
یا عسل آب دہن کو وہ کرے	تو کہے جنت ہے اور بس خلد ہے
دانت کی جڑ سے کرے پیدا شکر	تا تو جانے قوت حکم قدر
بیگناہوں کو نہ کاٹ اپنا دانت سے	کاٹنے سے شکر مجبور کے
قبطیوں پر نیل کو حق خون کرے	سبطیوں کو امن دی آفات سے
دم میں پانی خون ہو فرعون لے	قند ہوئے پر ہر سبط احسان سے
تا تو جانے پیش حق تمیز ہے	درمیان ہشیار و مست راہ کے
نیل نے تمیز سیکھا حق سے ہے	کہ انھیں کھولا انھیں باندھا ولے
کہ تا عاقل لطف اس کا نیل	کہ تا احمق قہر ہے قابیل کو
لطف سے پتھر میں پیدا عقل کی	قہر سے پس عقل عقلا چھین لی
لطف سے عقل کہ جماد اندر رہی	قہر سے عقلا کی دانش بس گئی
عقل برسی حکم سے حق کے وہاں	عقل بھاگی خشم سے حق کے نہاں
جا عطا ہو سورج ابر و تارے چرخ پر	آتے جاتے سب ہیں اپنے وقت پر

این عصای بود اینم اژدہاست	تا نگوئی دوزخ یزدان کجاست
ظاہر ست این دوزخ اما بر دلت	ہست پوشیدہ و یقین زآب و گلت
ہر کجا خواہد خدا دوزخ کند	اوج را بر مرغ دام و فخ کند
ہم ز دندانت بر آرد درد ہا	تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا
یا کند آب دہانت را عسل	تا بگوئی کہ بہشت ست و حلل
از بن دندان بر ویاند شکر	تا بدانی قوت حکم قدر
پس بدندان بیگناہان را مگز	فکر کن از ضربت نامحترز
نیل را بر قبطیان حق خون کند	سبطیان را از بلا محصون کند
آب بر فرعون در دم خون شود	بر کلیمے قند ناممنون شود
تا بدانی پیش حق تمیز ہست	در میان ہوشیار و در راہ مست
نیل تمیز از خدا آموختہ ست	کہ گشاد آنرا و این را سخت بست
لطف او عاقل کند مر نیل را	قہر او ابلہ کند قابیل را
در جمادات از کرم عقل آفرید	عقل از عاقل بقہر خود برید
در جماد از لطف عقلے شد پدید	وز نکال از عاقلان دانش برید
عقل چون باران بامر آنجا بریخت	عقل این سو خشم حق دید و گریخت
ابر و خورشید و مہ و نجم بلند	جملہ بر ترتیب آیند و روند

نے کوئی آئے پرائی جائے پے / لے نہ بڑھے آگے نہیں پیچھے رہے

کیوں نہ سمجھا انبیا سے اسکو تو / لائے ہیں سنگ و عصا میں عقل کو

تا جماد و غیرہ کو تو بے لباس / جون عصا و سنگ کرتا ہے قیاس

ہو وہی ظاہر طاعت سنگ و عصا / اور جماد و غیرہ سے ہو آشنا

کہ خدا سے واقف اور تابع ہیں ہم / پر بعدل حکم سے ضائع ہیں ہم

شق ہو رود نیل جانو وقت غرق / دونوں امت میں کیا جو اسنے فرق

کیوں نگلتی وہ زمین عاقل ہوئی / نسبت قارون جو مقہوری ہی

کیوں قمر دو ٹکڑے سنکر ہو گیا / آسمان پر حکم جو اسکو ہوا

کیوں ستون رویائی کہ ہجر سے / اس سے واقف جو ہوئے دیکھو بری

کیوں درخت و سنگ نے ہر مقام / مصطفےٰ کو کرتے تھے ظاہر سلام

هر یکی ناید مگر در جای خویش / که نه پس ماند به هنگام و نه پیش

چون نکردی فهم این را ز انبیا / دانش آوردند در سنگ و عصا

تا جمادات دگر را بی لباس / چون عصا و سنگ داری از قیاس

طاعت سنگ و عصا ظاهر شود / وز جمادات دگر مخبر شود

که ز یزدان آگهیم و تابعیم / ما همه بی اتفاقی ضائعیم

همچو آب نیل دان در وقت غرق / که میان هر دو امت کرد فرق

چون زمین کش دانش آمد وقت خسف / در حق قارون که کردش قهر نسف

چون قمر که امر بشنید و شکافت / پس دو نیمه گشت بر چرخ و شتافت

چون ستون نالید از هجر نبی / با خبر گشتند از آن شیخ وصی

چون درخت و سنگ اندر هر مقام / مصطفی را کرده ظاهر السلام

بحث کرنا سنی و فلسفی کا اور جواب دینا دہری کا کہ منکر الوہیت کا ہے اور عالم کو قدیم جانتا ہے

بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دادن دهری که منکر الوهیت ست عالم را قدیم داند

ایک کہتا تھا کہ حادث ہے جہان / حق ہے وارث اور فانی آسمان

کیسے حادث جانتا بولا فلسفی / جانی بارش حادثی کیا ابر کی

تو نہ اک ذرہ ہے باعث انقلاب / جانی بس تو کیا حدوث آفتاب

کیڑا گوبر میں ہوا پیدا ہے تو / اول آخر کب زمین کا جانی تو

یہ سنی تقلید تو نے باپ سے / اور حماقت میں پھنسا تو آپ سے

کیا دلیل اسکی حدوثی پر کہو / ورنہ یہ بیہودہ گوئی مت کرو

بولا اک دن دیکھے اس میں دو رفیق / بحث کرتے تھے جو ہے بحر عمیق

از رہ تکرار و حجت ادعا / جمع اک ہنگامہ دونوں پہ ہوا

میں اس ہنگامہ کی جانب بس گیا / تا کروں معلوم کیا ہے ماجرا

وی یکی میگفت عالم حادثست / فانی است این چرخ و حقش وارث است

فلسفی گفت چون دانی حدوث / حادثی ابر چه داند غیث را

ذره خود نیستی از انقلاب / تو چه میدانی حدوث آفتاب

کرمکی کاندر حدث باشد دفین / کی بداند آخر و بدو زمین

این به تقلید از پدر بشنیده‌ای / از حماقت اندر آن پیچیده‌ای

چیست برهان بر حدوث این بگو / ورنه خامش کن فزون گویی مکن

گفت دیدم اندرین بحر عمیق / بحث میکردند روزی دو فریق

در جدال و در شکال و در شکوه / گشته هنگامه بر آن دو کس گروه

سوی آن هنگامه گشتم من روان / تا بیابم اطلاع از حالشان

جبکہ اس مجمع میں میں جا کے ملا — اور حال ان کے سے میں آگہ ہوا
من یکے از جمع ہنگامہ شدم — اطلاع از حال ایشان بستدم

ایک کہتا چرخ فانی جان لے — اس بنا کا بانی بیشک کوئی ہے
آن یکی میگفت گردون فانیست — بی گمانی این بنا را بانیست

دوسرا کہتا ہے باقی وہ قدیم — اسکے نے بانی ہے بانی خود مقیم
وان دگر گفت او قدیم و بی کیست — نیستش بانی و یا بانی ویست

بولا تو منکر ہوا خلاق کا — لانے والے رات دن رزاق کا
گفت منکر گشتہ خلاق را — روز و شب آرندہ و رزاق را

بولا کیا میں مانوں بے برہان کے — جو تو کہتا ہے وہ ہے تقلید سے
گفت بی برہان نخواہم من شنید — آنچہ گوئی آن بتقلیدی گزید

ہاں تو حجت اور برہان اس پہ لا — کب سنوں بے حجت اسکو میں بھلا
ہین بیاور حجت و برہان کہ من — نشنوم بی حجت این را در زمن

بولا حجت میری اندر جان کے — اور مخفی جان میں برہان ہے
گفت حجت در درون جانم است — در درون جان نہان برہانم است

تو نہ دیکھے ماہ ضعف چشم سے — دیکھتا میں ہوں نہ دھمکا تو مجھے
تو نمی بینی ہلال از ضعف چشم — من ہمی بینم مکن بر من تو خشم

بڑھ گئی بات اور سب حیران تھے — ابتدا و انتہا میں چرخ کے
گفتگو بسیار گشت و خلق گیج — در سر و پایان این چرخ بسیج

بولا اک حجت ہے میرے درمیان — آسمان کی ہے حدوثی پر نشان
گفت یارا در درونم حجتی ست — بر حدوث آسمانم آیتی ست

ہے یقین مجھکو نشان اسکا یہ ہے — کہ یقین دان آگ کے اندر پڑے
من یقین دانم نشانم آن بود — مر یقین دان را کہ در آتش رود

حجت اسکی نہ زبان سے ہو بیان — مثل حال و زار عشق عاشقان
در زبان می آید آن حجت بدان — ہمچو حال سر عشق عاشقان

بھید ہے پر قول کا کب ہے عیان — اس سوا کہ زرد روئی ہے نشان
نیست پیدا سر گفت و گوی من — جز کہ زردی و نزاری روی من

اشک خونی ہو جاری رخ پہ ہیں — حسن کی حجت وہ تیرا اسکے میں
اشک خون بر رخ روانہ میرود — حجت حسن و جمالش میشود

بولا نے میں مانتا حجت وہ لا — کہ نشان ہر عام کو دے برملا
گفت من اینہا ندانم حجتے — کہ بود در پیش عامہ آیتی

گر تو لائے میں کروں اسکو قبول — ورنہ کوتہ کر کہ یہ ہے بات طول
گر بیاری من کنم آنرا قبول — ورنہ کوتہ کن سخن با عرض و طول

بولا جیسے کہتا ہے کھوٹا کھرا — کہ تو کھوٹا میں کھرا ہوں تجھ سا ہرا
گفت چون قلبی و نقدی دم زنند — کہ تو قلبی من نکویم و ارجمند

آگ اس کی امتحان ہے آخرین — کہ پڑیں آتش میں دونوں ہمنشین
ہست آتش امتحان آخرین — کاندر آتش در فتند آن دو قرین

عالم انکے حال سے ہوں خاص و عام — اور گمان جائے یقین آئے تمام
عام و خاص از حالشان عالم شوند — از گمان و شک سوی ایقان روند

آگ میں جانا سنی و فلسفی کا اور جل جانا فلسفی کا

در آتش رفتن سنی و فلسفی و سوختن فلسفی

آگ یا پانی آیا ای جان امتحان — بس کھرے کھوٹے کا جو ہووے نہان
آب آتش آمد ای جان امتحان — نقد و قلبی را کہ آن باشد نہان

تاکہ ہم تم دونون آتش مین پڑین
تاکہ ہم تم دونون دریا مین گھسین
پس کیا یونہی وآتش مین گرچہ
فلسفی کور اکھہ آتش نے کیا
اللہ اللہ کرنے والا تو حجت
آزمودہ سن تو اس اعلام کو
کہ نہین نام اب اجل سے یہ جلا
ایسے صدہا معجزے قرآن مین
عہد جو باندھا ہوا غالب صواب
مین نے جانا جسنے یہ دعوی کیا
زرد رو منکر کی حجت ہے سدا
اک منارہ منکرون کی مدح مین
ہے کہان منبر کہ اسپر مخبران
سیکڑون ارواح مفتون ہو گئین
سیکڑون مخلوق صحرا مین بنین
سکہ شاہون کا بدلتا ہے سدا
روپے دینار انکے نام نیک سے
چاندی اور سونے کے منھ پر ظاہرا
معجزہ یہ ہے تو مثل آفتاب
کسکو طاقت ہے کہ اک حرف اسکے کو
یا غالب کا ہوتا غالب ہو تو
حجت منکر یہی ہے کہ مین سدا
یہ نہ سوچا کہ ہے ظاہر جب جگہہ
فائدہ ظاہر کا باطن آپ ہے
یہ تفاوت حق نے رکھا اسلیے

باقی حیرانون کی ہم حجت نہین
کیونکہ ہم ہین مدعی اس امر مین
اور دونون نار روشن مین پڑے
متقی اور تازہ تر اس سے ہوا
اور آتش مین وہ بیہودہ جلا
اندھا ہین افزون ہو جان خام کو
کہ مسمی اسکا جو سینہ مین بھلا
منکرون کے اس سے پردے چاک ہین
معجزون مین اور بھی اندر رجوب
حادثے مین چرخ کے سچا دکھا
کان نشان ہے ہیچ پر اس انکار کا
ہے کہان عالم مین مبتلا تو نہین
یاد کرتے ہو وہین عہد منکران
اور رہ مین سر بسر اسکی پڑین
سر گردہ اک بی عصا خلوت نشین
سکہ احمد کا ہے تا روز جزا
حشر تک حق سے نشان ظاہر رکھے
منکرون کا نام سکہ پر تبا
سو زبان رکھے ز نام ام الکتاب
یا چرائے یا بڑھائے اس سے وہ
ہو نہ مغلوبون کا یار اے نیک خو
نے سوا ظاہر کے دیکھوں یا ملنا
حکمت پنہان سے وہ ماہر کرے
جیسے نفع کو دوا خود مین رکھے
تاکہ عارف جائین عالم مین آسے

تا من و تو هر دو در آتش رویم
یا من و تو هر دو در بحر اوفتیم
همچنان کردند در آتش شدند
فلسفی را سوخت خاکستر شداد
آن خداگوینده مرد مدعی
آزمودن بشنو این اعلام را
که نه سوزیدست این نام از اجل
صد هزاران زین چنان اندر قرآن
چون گرو بستند غالب شد صواب
فهم کردم کانکه دم زد از سبق
حجت منکر همیشه زرد رو
یک مناره در ثنای منکران
منبری کو که در آنجا مخبری
صد هزاران روح شد دل داده
صد هزاران خلق اندر بادیه
سکه شاهان همی گردد دگر
روی دینار و درم از نامشان
بر رخ نقره دیار وی زر کی
خود بگیر این معجزه چون آفتاب
زهره نی کس را که یک حرفی از آن
یار غالب شو که تا غالب شوی
حجت منکر همین آمد که من
هیچ نندیشد که هر جا ظاهریست
فائده هر ظاهری خود باطنست
این تفاوت حق نهاد اندر زمان

حجت باقی حیلهاتان شنویم
چون در دعوی من و تو کوفتیم
هر دو خود را بر تف آتش زدند
متقی را ساخت تازه تر شداد
رست و سوزید اندر آتش آن دعی
کوری افزون روان خام را
کش مسمی صدر بودست از اجل
بر دریده پردهای منکران
در دوام معجزات دوربجوا
در حدوث چرخ پیروز ست و حق
یک نشان بر صدق این انکار گو
کو درین عالم که تا باشد عیان
یاد آرد روزگار منکری
در ره او سر بسر افتاده
سر چو گوئی بسته عصا و راه
سکه احمد ببین تا مستقر
تا قیامت میدهد از حق نشان
وا ایسا بر سکه نام منکری
صد زبان و نام او ام الکتاب
یا بدزدد یا فزاید در بیان
یار مغلوبان مشو تو ای غوی
غیر این ظاهر نمی بینیم وطن
آن ز حکمتهای پنهان مخبریست
همچو نفع اندر دواها کامنست
تا بدانند اهل عرفان در جهان

عمر کرگس سه هزار و پانصد ست ۔ مر کبوتر را چه باشد زان بدست
می بمیرد از کبوتر صد هزار ۔ مرگ کرگس را نه بیند آشکار
جمله میدانند کرگس باقی ست ۔ از غلط کردند کرگس باقی ست
چونکه ظاهر بین شدند از جهد خویش ۔ می نه بینند از کمی نه پس نه پیش
می نماند در جهان یک تار هو ۔ کل شیء هالک الا وجهه

عمر گدھ کی ہے ہزار اور پانسو ۔ آگہی اس سے کبوتر کو نہ ہو
کہ کبوتر مرتے ہیں صدہا دے ۔ گدھ کے مرنے کو نہیں ہیں دیکھتے
جانتے سب ہیں کہ یہ گدھ ہے قدیم ۔ نے غلط جانا قدیم ہے اک کریم
جہل سے اپنے جو ظاہر بین ہوئے ۔ آگے پیچھے اندھے ہیں کے دیکھتے
نے جہاں میں بس رہے اک تار ہو ۔ کل شیء ہالک الا وجہہ
(کل شے ہلاک ہو مگر ذات اوسکی ۱۲)

تفسیر آیۂ کریمہ وما خلقنا السموات والارض وما بینهما الا بالحق نیافرید شان بهر همین که شما می بینید بلکه بهر همین معنی و حکمتی که شما نمی بینید

تفسیر اس آیت کی وما خلقنا السموات (اور نہیں پیدا کیا ہمنے آسمان) والارض (اور زمین کو) وما بینهما الا بالحق (اور جو درمیان ان دونوں کے ہے مگر ساتھ حق کے ۱۲) نہ پیدا کیا اون کو واسطے اسکے کہ تم دیکھتے ہو بلکہ واسطے معنے وحکمت کے کہ تم نہیں دیکھتے ہو

هرچه پیدا کرد بهر معنی ست ۔ باطنش بنگر برین ظاهر مایست
هیچ نقاشی نگارد زین نقش ۔ بی امید نفع بهر عین نقش
بلکه بهر میهمانان و کهان ۔ که بفرجه وارهند از اندهان
شادی بچگان و یاد دوستان ۔ دوستان رفته را از نقش آن
هیچ کوزه گر کند کوزه شتاب ۔ بهر عین کوزه نی از بهر آب
هیچ کاسه گر کند کاسه تمام ۔ بهر عین کاسه نی بهر طعام
هیچ خطاطی نویسد خط بفن ۔ بهر عین خط نه بهر خواندن
نقش ظاهر بهر نقش غایب است ۔ وان برای غایب دیگر بست
تا سوم چارم دهم بر می شمر ۔ این فوائد را به مقدار نظر
همچو بازیهای شطرنج ای پسر ۔ فائده هر لعب در بازی نگر

جو کیا پیدا ہے معنے کے لیے ۔ دیکھ تو باطن نہ ظاہر ہی پر رہ
کوئی نقاش اب بناتا نقش ہے ۔ بے طمع کچھ عین نقشوں کے لیے
بلکہ مہمان اور عزیزوں کے لیے ۔ کہ خوشی میں اسکی چھوٹیں رنج سے
ہے خوشی طفل و یاد دوست ہے ۔ دوستان رفتگان اس نقش سے
کوئی کوزہ گر کرے کوزہ شتاب ۔ عین کوزہ کے لیے نے بہر آب
کوئی کاسہ گر کرے کاسہ تمام ۔ واسطے کاسہ کے نے بہر طعام
کوئی کاتب لکھتا خط ہو واسطے ۔ عین خط کے نے وہ پڑھنے کے لیے
نقش ظاہر نقش غائب کے لیے ۔ دوسرے غائب کے وہ ہو واسطے
تیسرے چوتھے و دسویں تک گنو ۔ ان فوائد کو نظر جان تک کہ ہو
جس طرح بازی میں ہو شطرنج کے ۔ نفع ہر بازی میں تو بس دیکھ لے

یہ رکھو اس واسطے بازی نہان ۔ واسطے وہ اسکے وہ بہر فلان
این نہادہ بہر آن لعب نہان ۔ وان برای آن و آن بہر فلان

دیکھ تو ایسے جہات اندر جہات ۔ آگے پیچھے پہونچے تو تا بردہ مات
ہمچنین مے بین جہات اندر جہات ۔ در پی ہم تا رسی در بردہ مات

ہووے اول دوسرے کے واسطے ۔ جیسے پایہ پایہ سیڑھی پر چڑھے
اول از بہر دوم باشد چنان ۔ کہ شدن بر پایہای نردبان

دوسرا وہ تیسرے کے واسطے ۔ پایہ پایہ پہونچے تو تا بام پے
آن دوم بہر سوم میدان دوام ۔ تا رسی تو پایہ پایہ تا بہ بام

قوت کی خواہش منی کے واسطے ۔ وہ منی ہے واسطے بس نسل کے
شہوت خوردن ز بہر آن منی ۔ آن منی از بہر نسل ای روشنی

تا سمجھ اسکے سوا نے دیکھتے ۔ عقل جون سبزہ انھونکی زیر پیچھے
کند بینش مے نہ بیند غیر این ۔ عقل ولی سیر چون سبزہ زمین

یا بلا سبزے کو تو پانے بلا ۔ پانوں ہے کیچڑ مین اسکا پس پھنسا
ہست را چہ خوانده چہ ناخوانده ۔ ہست پاے او بگل در ماندہ

اسکا سر ہلتا ہوا ہے سے اگر ۔ سر ہلانے پر نہ غرہ اسکے کر
گر سرش جنبد بہ باد تیز رو ۔ کہ بسر جنبانیش غرہ مشو

اسکا سر کہوے سمعنا ای صبا ۔ اسکا پا کہوے عصینا خلنا
آن سرش گوید سمعنا ای صبا ۔ پای او گوید عصینا خلنا

سیر نے جانے پھرے جون عام کے ۔ مثل اندھون کے توکل پر چلے
چون نداند سیر میراند چو عام ۔ بر توکل مے نہد چون کور گام

کیا توکل پر لڑائی مین سے ہے ۔ نرد بازون مین توکل جون رہی
بر توکل تا چہ آید در نبرد ۔ چون توکل کردن اصحاب نرد

وہ نظر کہ نے رکھے پژمردگی ۔ گھستی اور کرتی ہے وہ پردہ دری
وان نظرہای کہ آن افسردہ نیست ۔ جز ز روندہ جز درندہ پردہ نیست

دس برس مین جو کہ آئے وہ ابھی ۔ اس گھڑی دیکھے ہے اپنی آنکھ ہی
انچہ در دہ سال خواہد آمدن ۔ این زمان بیند بچشم خویشتن

اس طرح ہر اک بمقدار نظر ۔ غیب آیندہ کا دیکھے خیر و شر
ہمچنین ہر کس باندازہ نظر ۔ غیب مستقبل بہ بیند خیر و شر

جب کہ پردہ آگے پیچھے نہ رہا ۔ چشم گذری لوح غیبی پھر پڑھا
چونکہ سدی پیش و سدی پس نماند ۔ شد گذارہ چشم و لوح غیب خواند

جب نظر پیچھے گئی آغاز سے ۔ انتہا تک دیکھ گئی ہستی اسے
چون نظر پس کرد تا بدو وجود ۔ آخر و آغاز ہستی رو نمود

کی فرشتون و زمین نے بیش رب ۔ بحث آدم کی خلافت مین جو سب
بحث املاک و زمین با کبریا ۔ در خلیفہ کردن بابای ما

جب نظر آگے گئی آنکھ و دکھا ۔ حشر مین جو کچھ کہ ظاہر ہوئیگا
چون نظر در پیش افگند او بدید ۔ آنچہ خواہد بود تا محشر پدید

جو گئی پیچھے اصل کی اصل تک ۔ دیکھی ظاہر آگے روز فصل تک
پس ز پس می بیند او تا اصل اصل ۔ پیش می بیند عیان تا روز فصل

روشنی دل کے لایق ہر بشر ۔ غیب کو دیکھے ہے صیقل جسقدر
ہر کسے زاندازہ روشندلی ۔ غیب را بیند بقدر صیقلی

جسنے صیقل کی سوا دیکھا سوا ۔ اسپہ صورت آئی زیادہ بلا
ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید ۔ بیشتر آمد بر و صورت پدید

گر تو کہوے فضل حق ہے وہ صفا ۔ اسکی ہے توفیق صیقل بھی عطا
گر تو گوئی کان صفا فضل خداست ۔ نیز این توفیق صیقل زان عطاست

لایق ہمت ہو وہ جہد و دعا ۔ لیس للانسان الا ما سعی
قدر ہمت باشد آن جہد و دعا ۔ لیس للانسان الا ما سعی

بخشنے والا ہے ہمت کا خدا ۔ شہ کی ہمت کب کوئی رکھو بھلا
واہب ہمت خداوندست و بس ۔ ہمت شاہی ندارد ہیچ خس

خصوصیت خدا نے رکھی ہین ۔ اختیار و آرزو و کام مین
نیست تخصیص خدا کس را بکار ۔ مانع طوع مراد و اختیار

پر جو دیتا رنج ہے بدبخت کو | کفر کی جانب وہ کھینچے رخت کو
نیک بختون کو جو دیتا رنج ہے | رخت کو نزدیکتر حق کے رکھے
جنگ مین نامرد ڈرسے جان کے | بھاگنے کا اپنے بس سامان کرے
جنگ مین بھی مرد ڈرسے جان کے | دشمنون کی صف پہ اور حملہ کرے
رستمون کو خوف آگے لیگیا | اور نامرد اوسکے ڈرسے مرگیا
امتحان جون خوف جان آیا بلا | مرد و نامرد سے ظاہر ہوا
الغرض کر وسوسے سے جو چھٹا | بھی قضا سے بھاگا وہ اندر قضا

لیک چون رنجی دہد بدبخت را | او گریزاند بہ کفر آن رخت را
نیک بختی را چو حق رنجی دہد | رخت را نزدیکتر وامی نہد
بددلان از بیم جان در کارزار | کردہ اسباب ہزیمت اختیار
پردلان در جنگ ہم از بیم جان | حملہ کردہ سوی صف دشمنان
رستمان را ترس غم وا پیش برد | ہم ز ترس آن بددل اندر خویش مرد
چون محک آمد بلا و بیم جان | زان پدید آمد شجاع از ہر جبان
حاصل آن کز وسوسہ ہر کو گریخت | از قضا ہم در قضا باید گریخت

وحی کرنا حق تعالے کا موسی علیہ السلام کو کہ مین تجھکو دوست رکھتا ہون

وحی کردن حق تعالی بموسی علیہ السلام کہ من ترا دوست میدارم

حق نے وحی دل سے موسی کو کہا | کہ تجھے مین دوست رکھتا ہون سدا
عرض کی خصلت ہے کیا اے کبریا | تا سبب اسکا کرون مین بس سوا
بولا جیسے طفل اپنی ماں کے ساتھ | تہر سکے وہ وقت مار اسپہ ہاتھ
پلنے والا نہ جانے اس سوا | مست و بھی مخمور اسی سے ہر بھلا
اسکی ماں مارے اگر تھپڑ اسے | دوڑ کر اپنی ماں کو سو رغبت کرے
چاہے نہ یاری کسی وہ غیر سے | وہ ہی بالکل اسکی شر او خیر ہے
خیر مین او شر مین مجھسے دل ترا | دوسری جا ملتفت نہ ہو ذرا
غیر سے اسنگ ہے آگے ترے | گر ہے لڑکا گر جوان گر شیخ ہے
جس طرح کہ ایاک نعبد بیچ مین | غیر سے لا نستعین تیری کہیں
اور ہے ایاک نعبد حصر کو | بس لغت مین دہ ریا او دکر
ہر ایاک نستعین بھی حصر کو | استعانت سے کیا ہے قصر کو
کہ عبادت تیری ہم کرتے ہین بس | اور مدد کو تجھسے ہم چاہتے ہین بس

گفت موسی را بوحی دل خدا | کای گزیدہ دوست میدارم ترا
گفت چہ خصلت بود ای ذوالکرم | موجب آن تا من آن افزون کنم
گفت چون طفلی بہ پیش والدہ | وقت قہرش دست ہم بروی زدہ
خود نداند کہ جز او دیار ہست | ہم ازو مخمور ہم ازو مست
مادرش گر سیلی بروی زند | ہم بما در آید و برو تند
از کسی یاری نخواہد غیر او | اوست جملہ خیر او و شر او
خاطر تو ہم ز ما در خیر و شر | التفاتش نیست با جاہای دگر
غیر من پیشت چو سنگ است و کلوخ | گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
ہمچنان کہ ایاک نعبد در حنین | از بلا از غیر تو لا نستعین
ہست این ایاک نعبد حصر را | در لغت آن از پی رفع ریا
ہست ایاک نستعین ہم بہر حصر | حصر کردہ استعانت را و قصر
کہ عبادت مر ترا آریم و بس | طمع یاری ہم ز تو داریم و بس

غصہ ہونا بادشاہ کا ایک مصاحب پر

خشم کردن بادشاہ بر ندیم و شفاعت

اور سفارش کرنا ایک سفارشی کا اُس مغضوب کے لیے بادشاہ سے اور قبول ہونا اوسکا اور رنجیدہ ہونا مغضوب کا کہ کس لیے سفارش کی

کردن شفیع مغضوب علیہ را واز بادشاہ درخواستن و مقبول شدن و رنجیدن مغضوب علیہ کہ چرا شفاعت کرد

شاہ غصہ اک مصاحب پر ہوا
شاہ نے تلوار کھینچی میان سے
پر نہ تھی طاقت کہ دم مارے کوئی
جز مصاحب کہ عماد الملک تھا
جلد اٹھا اور سجدہ میں گرا
بولا میں نے بخشا گر وہ دیو ہو
آیا جو کہ درمیان تیرا قدم
توڑ سکتا ہوں میں صدہا خشم کو
توڑ سکتا ہوں نہیں سعی کو تری
گر زمین و آسمان ہوتا فنا
ذرہ ذرہ ہوتا گر خوش آمدی
تجھ پہ نے احسان رکھتا ہوں کریم
یہ کیا تو نے نہیں میں نے کیا
اس میں مستعمل ہے نے عامل ہے تو
ما رمیت اذ رمیت تو ہوا

اور چاہا اوسکو تا دیوے سزا
اختلافی کی جزا تا اسکو دے
یا شفاعت چاہے اس مغضوب کی
پس شفاعت میں مثال مصطفیٰ
تیغ کو شہ نے اوسی دم رکھ دیا
گر ہے شیطان تو چھپا ابلیس ہے
میں ہوں راضی گر کیا جرم و ستم
کہ تجھے وہ فضل و قدرت ہے کہ تو
کیونکہ سعی تیری محض سعی ہے مری
اسے لیے بدلا نہیں میں مانتا
تیغ سے بچنے ہوئی اسکو جانبری
ظاہر عزت تیری کرتا ہوں کریم
ہے صفت تیری صفت میری میں لا
ہے مرا محمول نے حامل ہے تو
موج میں جون کف کی تو خود ہے پڑا

پادشاہی بر ندیمی خشم کرد — خواست تا از وی برآرد دود و گرد
کرد شہ شمشیر بیرون از غلاف — تا زند بر وی جزای آن خلاف
ہیچ کس را زہرہ نی تا دم زند — یا شفیعی بر شفاعت بر تند
جز عماد الملک نامی از خواص — در شفاعت مصطفی وار ایستاد خاص
بر جہید و زود در سجدہ فتاد — در زمان شہ تیغ را از کف نہاد
گفت اگر دیوست من بخشیدمش — ور بلیسی کرد من پوشیدمش
چونکہ آمد پای تو اندر میان — راضیم گر کرد مجرم صد زیان
صد ہزاران خشم را تانم شکست — کہ ترا آن فضل و آن مقدار ہست
لابہ ات را ہیچ نتوانم شکست — زانکہ لابہ تو یقین لابہ من ست
گر زمین و آسمان برہم زدی — ز انتقام این مرد بیرون نامدی
ور شدے ذرہ بذرہ لابہ گر — او نبردی این زمان از تیغ سر
بر تو می ننہم منت ای کریم — لیک شرح عزت است ای کریم
این نہ کردی تو کہ من کردم یقین — ای صفات تو در صفات ما دفین
تو درین مستعملی نی عاملی — زان کہ محمول منی نی حاملی
ما رمیت اذ رمیت گشتہ — خویشتن در موج چون کف ہشتہ

ہو سکے لا ہمسایہ الا کا ہے تو / نے دیا تو نے دیا شہ نے دیا
ہم مقید ہر دو ہم مطلق او تو / وہ ہی ہے واللہ اعلم بالہدی

لا شدی پہلوی الا خانہ گیر / انچہ دادی تو ندادی شاہ داد
این عجب کہ ہم اسیری ہم امیر / اوست بس اللہ اعلم بالرشاد

رنجیدہ ہونا مغضوب کا اور چھوڑنا دوستی کا سفارشی سے

وہ مصاحب اس بلا سے جو چھٹا / ساعی کی وہ دوستی سے پھر گیا
دوستی اس یار کی چھوڑی تمام / منھ کو پھیر آیا نہ لے اس سے سلام
اپنے وہ ساعی سے بیگانہ ہوا / خلق میں یہ امر افسانہ ہوا
گر نہ دیوانہ ہے کیوں اس سے چھٹا / اس سے جسنے جان اسکی کو لیا
مول لی اسوقت کہ جاتا تھا سر / خاک پا ہوتا تھا اسکا بیشتر
اور بیزار اس سے الٹا ہو گیا / ایسے مشفق کا وہ دشمن ہو گیا
پس ملامت اسکو ناصح نے کری / کیوں جفا محسن پہ کرتا ہے اخی
جان تیری مول لی اس یار نے / جان جاتی تھی بچایا ہے تجھے
گر جفا کی نے تھا لائق بھاگنا / خاص کر جسنے کہ نیکی کی بھلا
بولا شہ پر جان مری قربان تھی / اسلیے اسنے شفاعت بس کی
لی مع اللہ وقت اسدم مجھ کو تھا / لا یسع فیہ نبی مجتبے
واسطے میرے ساتھ اللہ کے وقت ہے / کہ نہیں سعی کرتا ہے اس میں نبی برگزیدہ
میں نہ رحمت چاہتا ہوں جز رحم شاہ / میں نہ چاہتا ہوں غیر شہ کی پناہ
غیر شہ کو اسلیے لا کر دیا / کہ خلوص اس شاہ میں نے رکھا
سر کو میرے کاٹے گر وہ قہر سے / ساتھ جانیں دوسری دیگا شہ مجھے
کام میرا جان دینا ہے اسے / کام شہ کا جان دینا ہے مجھے
فخر اس سر کو کہ شہ کاٹے اسے / ننگ اس سر کو کٹے وہ غیر سے
قہر سے شب کو شہ ظلمت میں ہے / ننگ رکھے بس وہ روز عید سے
خود طواف اسکا ہے جو شہ بین ہے / فوق قہر و لطف کفر و دین سے

رنجیدن مغضوب علیه یاری بریدن از شفیع

زان ندیم رستہ از خون جدا / زین شفیع آور بگردید از ولا
دوستی ببرید زان مخلص تمام / رو بدیوار کرد تا نارد سلام
زان شفیع خویشتن بیگانہ شد / زین تعجب خلق در افسانہ شد
گر نہ مجنون ست یاری چون برید / از کسی کہ جان او را او خرید
آن خریدش آن دم از گردن زدن / خاک نعل پاش بایستی شدن
بازگونہ رفت و بیزاری گرفت / با چنین دلدار کین داری گرفت
پس ملامت کرد او را مصلحی / کاین جفا چون میکنی با مصلحی
جان تو بخرید آن دلدار خاص / آن دم از گردن زدن کردت خلاص
گر جفا کردی نبایستی رمید / خاصہ نیکی کرد آن یار حمید
گفت بہر شاہ مبذولست جان / او چرا آید شفیع اندر میان
لی مع اللہ وقت بود آن دم مرا / لا یسع فیه نبی مجتبی
واسطے میرے ساتھ اللہ کے وقت ہے / کہ نہیں سعی کرتا ہے اس میں نبی برگزیدہ
من نخواہم رحمتی جز زخم شاہ / من نخواہم غیر آن شہ را پناہ
غیر شہ را بہر آن لا کردہ‌ام / کہ بسوی شہ تولا کردہ‌ام
گر ببرد او بقہر خود سرم / شاہ بخشد شصت جان دیگرم
کار من سربخشی و بیخویشی ست / کار شاہنشاہ ما سربخشی ست
فخر آن سر کہ کف شاہش برد / ننگ آن سر کو بغیری سر برد
شب کہ شاہ از قہر در قبرش کشید / ننگ وارد از ہزاران روز عید
خود طواف آنکہ او شہ بین بود / فوق قہر و لطف کفر و دین بود

یہ عبارت آئی اک اندر جہان　　پس نہان ہے اور نہان ہے اور نہان
کیونکہ یہ الفاظ و اسما خاک سے　　آدمی کے اس جگہ ظاہر ہوئے
علم الاسما تھا آدم کا امام　　پر نہ تھا اندر لباس عین و لام
آب و گل نے جو رکھی سر پر کلاہ　　وہ ہوئے اسمای جانی روسیاہ
کہ نقاب حرف و دم خود پر لیا　　آب و گل پر تا ہو معنی پر بلا
خشم شہ سے گرکیا مجھ کو رہا　　اوس نے لیکن شہ پہ میرا ہوا
گرچہ کاشف اک وجہ سے نطق ہے　　دس وجہ سے لیک در پردہ رکھے

زانکہ نامد یک عبارت در جہان　　پس نہانست و نہانست و نہان
زانکہ این اسما و الفاظ حمید　　از کلابہ آدمی آمد پدید
علم الاسما بُد آدم را امام　　لیک نی اندر لباس عین و لام
چون نہاد از آب و گل بر سر کلاہ　　گشت آن اسمای جانی روسیاہ
کہ نقاب حرف و دم در خود کشید　　تا شود بر آب و گل معنی پدید
گرچہ خصم از شہم کرد او خلاص　　لیک ہم شہ شد مرا حقا مناص
گرچہ از یک وجہ منطق کاشف است　　لیک از دہ وجہ پردہ و مکنف است

کہنا جبرئیل علیہ السلام کا خاص خلیل علیہ السلام کو کہ ہل لک حاجۃ قال بلے اما الیک فلا

گفتن جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ ہل لک حاجۃ قال بلے اما الیک فلا

میں خلیل وقت ہوں وہ جبرئیل　　میں بلا میں اسکو نہ چاہوں دلیل
اُس نے سیکھا ادب جبرئیل سے　　پوچھے وہ خواہش خلیل حق سے ہر
کہ تجھے خواہش ہے تا یاری کروں　　ورنہ جاؤں اور کیوں یاری کروں
بولا ابراہیم نے مت رہ میان　　واسطہ تکلیف ہو بعد از عیان
اس لیے دنیا میں مرسل رابطہ　　مومنوں کو ہیں کہ ہیں وہ واسطہ
سنتا ہر اک دل اگر وحی نہان　　کب حروف آواز ہوتے درمیان
گرچہ وہ بے خود در حق کا محو ہے　　کام میرا اس سے نازک ہو سکے
فعل اسکا فعل شہ کا ہو ولیک　　میرے آگے بس دکھے ہے بس وہ نیک
جو کہ عین لطف ہو وے عام پے　　قہر وہ ہو مخلصوں پہ جان لے
کہ اُٹھاتے یہ بلا و رنج وہ　　تا یہ ظاہر فرق ہو تا عام کو
یہ حروف واسطہ ای یار غار　　وصلوں کے آگے ہو خار خار
آگہی رنج و بلا سے چاہیے　　تا کہ چھوٹے روح صافی حرف سے

من خلیل وقتم و او جبرئیل　　من نخواہم در بلا او را دلیل
او ادب ناموخت از جبرئیل او　　کہ بپرسید از خلیل حق مراد
کہ مرادت ہست تا یاری کنم　　ورنہ بگریزم سبکباری کنم
گفت ابراہیم نی رو از میان　　واسطہ زحمت بود بعد العیان
بہر این دنیاست مرسل رابطہ　　مومنان را زانکہ ہست او واسطہ
ہر دل ار سامع بدی وحی نہان　　حرف و صوتی کی بدی اندر میان
گرچہ او محو حق است و بی سر است　　لیک کار من از آن نازکتر است
کردہ او کردہ شاہست لیک　　پیش چشمم بد نماید و آنیک
آنچہ عین لطف باشد بر عوام　　قہر شد بر نازنینان کرام
کاین بلا و رنج می باید کشید　　عامہ را تا فرق را تا بند دید
کاین حروف واسطہ ای یار غار　　پیش واصل خار باشد خار خار
بس بلا و رنج بایست و وقوف　　تا رہد آن روح صافی از حروف

لیک بعضے زین بلا کُرتر شدند ... باز بعضے صافی و برتر شدند
همچو آب نیل آمد این بلا ... سعد را آبست و خون بر اشقیا
هر کرا پایان بین تر او مسعود تر ... جهد ترا و کارد کافزون بر دهد
زانکه داند کاین جهان کاشتن ... هست بهر محشر و بر داشتن
هیچ عقدے بهر عین خود نبود ... بلکه از بهر مقام ربح و سود
هیچ نبود منکرے گر بنگرے ... منکریش بهر عین منکرے
بل برای قهر خصم اندر حسد ... یا فزونی جستن و اظهار خود
وان فزونی هم پے طمع دگر ... بے معانی چاشنی ندهد صور
زان همی پرسی چرا این می کنی ... که صور زیت است و معنی روشنی
ورنه این گفتن چرا از بهر چیست ... چونکه صورت بهر عین صورت نیست
این چرا گفتن سوال از فائده ست ... جز برای این چنین گفتن بدست
از چه رو فائده جوئی ای امین ... چون بود فائده این خود همین
پس نقوش آسمان و اهل زمین ... نیست حکمت کو بود بهر همین
گر حکیمی نیست این ترتیب چیست ... ور حکیمی هست چون فعلش تهی ست
کس نسازد نقش گرمابه و خضاب ... جز پے قصد صواب و ناصواب
هرچه بینے در جهان از آیتی ... هست بهر معنی و با حکمتے

اس بلا سے بعضے تو کج تر ہوئے ... اور بعضے صافی و برتر ہوئے
مثل آب نیل آئی یہ بلا ... نیک کو پانی و خون با اشقیا
جو کہ آخر بین ہے تر وہ نیک تر ... جو سوا بوئے سوا پاسے ثمر
تا کہ جانے یہ جہان بونیکا ہے ... اور محشر اسکے پھل کھانیکا ہو
کوئی اقدار تھا اپنے لیے ... بلکہ نفع و سود کے تھا واسطے
گر تو دیکھے نہ ہے منکر کوئی بھی ... منکری ہو بہر عین منکری
بل حسد سے قہر دشمن کے لیے ... یا ترقی چاہیے یا اظہار ہے
وہ ترقی ہے طمع کے واسطے ... بے معانی چاشنی صورت نہ دے
اسلیے پوچھے ہے تم کیا کرتے ہو ... تیل صورت روشنی معنی ہو جو
ورنہ کہنا کیا ہے یہ کس واسطے ... جو کہ صورت عین صورت کو لیے
کیا کا کہنا ہے سوال فائدا ... کیا کا کہنا اس سوا ہی ہو بنا
کسلیے تو ڈھونڈھتا ہے فائدا ... فائدہ تحقیق جب یہ ہو بھلا
پس نقوش آسمان زمین بیچ ہے کہ ... نہ ہے حکمت کہ وہ ہوں اسواسطے
نہ حکیم اب ہو تو کیوں ترتیب ہو ... ہے حکیم اب فعل خالی کسلیے
نے بنائے کوئی حمام و خضاب ... بس سوا قصد صواب و ناصواب
جو نشانی دیکھے تو عالم میں ہو ... ہے وہ معنی اور حکمت کے لیے

مطالبت کردن موسیٰ علیہ السلام از حضرت عزت کہ لم خلقت خلقاً فاہلکتہ و جواب آمدن از حضرت عزت

دریافت کرنا موسے علیہ السلام کا حضرت عزت جل جلالہ سے لم خلقت خلقاً فاہلکتہ اور جواب آنا حضرت عزت سے

کسواسطے پیدا کیا تو نے مخلوق کو پھر ہلاک کیا اسکو

گفت موسیٰ ای خداوند حساب ... نقش کردی باز چون کردی خراب
نر و ماده نقش کردی جانفزا ... وانگهی ویران کنی آن را چرا

بولے موسے لے خداوند حساب ... نقش بنا دو بنانا خوب ہے
تو بنا کر نقش کیوں کرتا خراب ... پھر خراب اسکو تو کرتا کسلیے

گفت حق دانم کہ این پرسش ترا | نیست از انکار و غفلت و ز ہوا
بولا حق میں جانوں ہوں پرسش تجھے | ہے نہ غفلت اور جو انکار سے

ورنہ تادیب و عتابت کردمی | بہر این پرسش ترا آزردمی
ورنہ میں دیتا ادب اور عتاب | تجکو اس پرسش کے بدلے بیحساب

لیک می خواہی کہ در افعال ما | باز جوئی حکمت و سر قضا
پر تو چہتا ہے کہ فعلوں میں مرے | ڈھونڈھے حکمت اور قضا کے بھید کے

تا ازان واقف کنی مر عام را | پختہ گردانی بدین ہر خام را
اُس سے تا واقف کرے تو عام کو | اور کرے تو پختہ اُس سے خام کو

قاصدا سائل شدی در کاشفی | بر عوام ارچہ کہ تو زان واقفی
کھولنے میں خام پر سائل ہوا | جو تو قصدا اگرچہ اُس سے جانتا

زانکہ نیم علم آمد این سوال | ہر برونی را نباشد این مجال
کیونکہ آدھا علم آیا یہ سوال | ہر اک جاہل کو ہو وے یہ مجال

ہم سوال از علم خیزد ہم جواب | ہمچنانکہ خار و گل از خاک و آب
علم سے اُٹھتے سوال اور ہم جواب | جس طرح ہو خار و گل با خاک و آب

ہم ضلال از علم خیزد ہم ہدا | ہمچنانکہ تلخ و شیرین از ندا
علم سے ہو ہم ضلالت ہم ہدا | جس طرح ہو تلخ و شیرین با غذا

ز آشنائی خیزد این بغض و ولا | وز غذای خوش بود سقم و شفا
آشنائی سے اُٹھے بغض و ولا | اور غذا سے ہو مرض اور ہم شفا

مستفید اعجمی شد آن کلیم | تا عجمیان را کند زان سر علیم
مثل انجانوں کے جیسا تھا کلیم | تا کرے انجان کو اُس سے علیم

ما ہم از وی اعجمی سازیم خویش | پاسخش آریم چون بیگانہ پیش
ہم بھی انجان اب بنائیں آپ کو | لیں جواب اُس کا ہی جون بیگانہ ہو

خرفروشان خصم ہمدیگر شدند | تا کلید قفل آن در آمدند
جس طرح دلال آپس میں لڑین | تا کہ کنجی قفل اُس در کی بنین

پس بفرمودش خدا ای ذو لباب | چون بپرسیدی بیا بشنو جواب
حق نے فرمایا اسے اے فیضیاب | تو نے جو پوچھا تو سن اُسکا جواب

موسیا تخمی بکار اندر زمین | تا تو خود ہم وادہی انصاف این
ای کلیم اب بو زمین میں تخم تو | تا تو آپ ہی دیوے اس انصاف کو

چونکہ موسی کشت شد کشتش تمام | خوشہ ہایش یافت خوبی و نظام
بویا موسے نے ہوئی کھیتی تمام | خوشے سب پکے رہا کوئی نہ خام

داس بگرفت و مر آنہا را برید | پس ندا از غیب در گوشش رسید
بس درانتی لے کے کاٹا سب اُسے | پس ندا آئی یہ اُسکو غیب سے

کہ چرا کشتی کنی و پروری | چون کمال یافت آنرا می بری
کہ اسے بویا دیا پالا کس لیے | جب کمال آیا تو کاٹا کس لیے

گفت یا رب زان کنم ویران و پست | کہ درینجا دانہ ہست و کاہ ہست
عرض کی رب میں کاٹوں اسلیے | کہ اب اس میں دانہ ہے اور گھاس ہے

دانہ لایق نیست در انبار کاہ | کاہ ہم در انبار گندم ہم تباہ
دانہ نالائق ہے اندر گھاس کے | گھاس سے گیہوں تباہی میں پڑے

نیست حکمت این دو را آمیختن | فرق واجب میکند در بیختن
کب ہے حکمت دونوں ملے ہم رہیں | فرق واجب ہے صفائی میں کرین

گفت این دانش ز کہ آموختی | نور این شمع از کجا افروختی
بولا اس دانش کو سیکھا کس سے ہے | شمع یہ روشن کری کس جا سے

گفت تمییزم تو دادی ای خدا | گفت پس تمییز چون نبود مرا
بولے اے رب یہ دیا تونے تمیز | بولا مجکو کیوں نہ پھر ہو وے تمیز

در خلایق روحہای پاک ہست | روحہای تیرہ گلناک ہست
خلق میں از بسکہ روحیں پاک ہیں | اور روحیں تیرہ گلناک ہیں

این صدفہا نیست در یک مرتبہ | در یکی درست و در دیگر شبہ
یہ نہیں ہیں سب صدف اک طور کے | ایک میں موتی ہیں اک میں بچ ہے

واجبست اظہار این نیک و تباہ | ہمچنانکہ اظہار گندمہا ز کاہ
کرنا ظاہر نیک و بد واجب ہوئے | جیسے ظاہر کرنا گیہوں گھاس سے

ہے پسے اظہار یہ خلق جہان	تا نہ رہوے گنج حکمت کا نہان
بہر اظہار ست این خلق جہان	تا نماند گنج حکمت ہا نہان

بیان اس بات کا کہ روح حیوانی وعقل جزوی و وہم وخیال مانند دہی کے ہین اور روح وحی کہ باقی ہے اس دہی مین مانند روغن کے پوشیدہ ہے

بیان آن کہ روح حیوانی وعقل جزوی و وہم وخیال بر مثال دوغ اند و روح وحی کہ باقی ست درین دوغ مانند روغن پوشیدہ است

کنت کنزاً مخفیاً بولا سنو	اپنا جوہر گم نہ کر ظاہر تو ہو
یہ کہ جوہر جھوٹھ مین مخفی ہوا	جیسے گھی کا ہو دہی مین بس مزا
یہ تن فانی ترا بس جھوٹھ ہے	جان ربانی کو تو سچ جان لے
برسون اس تن کا دہی ظاہر رہا	اور اُس مین جان کا گھی تھا چھپا
بھیجا اک اللہ نے بندہ نبی	تا کہ ہانڈی مین بلو ہووے دہی
تا بلوے اس طریقے سے بھلا	تا کہ مین جانون کہ پنہان مین ہی تھا
یا کلام بندہ و جز اسکا ہے جو	وہ سخن جو کان ڈھونڈھے وحی کو
کان مومن کا جو میری وحی سے	کان ایسا قابل ہے دعوت کے ہر
جیسے بچہ سنکے مان کی بات کو	باتین کرتا ہے وہ ویسی جان لو
گر نہ ہوتا کان بچہ کا رسا	گونگا ہوتا اور نہ سنتا وہ ذرا
ہے سدا اصلی گونگا ہوتا ہے سدا	وہ ہوا گویا جو مادر سے سنا
جسکا ہے گونگا کان آفت سے ہے	اسلیے وہ کان مین علت رکھی
وہ نہین لائق دم و تعلیم کے	اسلیے نہ نطق کی طاقت رکھی
جو ہے بے تعلیم ناطق وہ خدا	کہ صفات اسکی ہر علت سے جدا

کنت کنزاً گفت مخفیاً اشنو	جوہر خود گم مکن اظہار شو
جوہر صدقت خفی شد در دروغ	ہمچو طعم روغن اندر طعم دوغ
آن دروغت این تن فانی بود	راست ست آن جان ربانی بود
سالہا این دوغ تن پیدا و فاش	روغن جان اندرو فانی و لاش
تا فرستد حق رسولی بندۂ	دوغ را در خمرہ جنبانندۂ
تا بجنباند بہنجار و بفن	تا بدانم من کہ پنہان بود من
یا کلام بندۂ کان جزو اوست	در رود در گوش آن کو وحی جوست
اذن مومن وحی ما را واعی است	آن چنان گوشی قرین داعی است
آنچنانکہ گوش طفل از گفت مام	پر شود ناطق شود او در کلام
ور نباشد طفل را گوش رشد	گفت مادر نشنود گنگے شود
دائما ہر کر اصلی گنگ بود	ناطق آن کس شد کہ از مادر شنود
دانکہ گوش کر و گنگ از آفتی است	زانکہ در گوشش رسیدہ علتی است
او پذیرائے دم و تعلیم نیست	لاجرم مر نطق را تسلیم نیست
آنکہ بے تعلیم بد ناطق خداست	کہ صفات او ز علتہا جداست

یا جو آدم کو کری تعلیم ہے — بے وسیلہ ماں کے بس اللہ نے
یا مسیحا جو بہ تعلیم خدا — وقت پیدائش کے بس ناطق ہوا
دفع تہمت کے لیے گویا ہوا — پیدا ہوتے کہ زنا سے نہ جنا
جہد میں بس کہ نا حرکت چاہیے — تا دہی اِس گھی کو دل سے چھوڑ دے
جون عدم اندر دہی کے بس ہے گھی — اور ہے مشہور ہستی مین دہی
ہست جو تجکو دکھے وہ پوست ہے — اصل ہے اُسکی جو وہ فانی دکھے
جس دہی مین گھی کی ہے نکڑی ہے ہو — خرچ مت کر جب تک دیکھے نہ تو
ہاتھون ہاتھ اُسکو تو دانش سے ہو — جو کہ پوشیدہ ہے تا ظاہر وہ ہو
جو کہ یہ فانی ہے باقی کی دلیل — مست کا ہے عجز ساقی کی دلیل
گھی دہی مین جو کہ ہوتا ہے نہان — تو بنائے جو کچھ اس سے ہو عیان

یا چو آدم کرد تعلیمش خدا — بی حجاب مادر و دایه و زرا
یا مسیحی که به تعلیم ودود — در ولادت ناطق آمد در وجود
از برای دفع تهمت در ولاد — که نه زاد ست از زنا و از فساد
جنبشی بایست اندر اجتهاد — تا که دوغ آن روغن از دل باز داد
روغن اندر دوغ باشد چون عدم — دوغ در هستی برآورده علم
آنکه هستت مینماید هست پوست — وانکه فانی مینماید اصل اوست
دوغ روغن ناگرفتست و کهن — تا نه نگیری بنه خرجش مکن
هین بگردانش بدانش دست دست — تا نماید آنچه پنهان کرده است
آنکه این فانی دلیل باقی است — لابه مستان دلیل ساقی است
روغن اندر دوغ پنهان میشود — هرچه میسازی تو اش آن میشود

مثال دوسری بھی اسی معنی مین

مثال دیگر هم درین معنی

باڑی اُس شیر علم کی دی خبر — باد پوشیدہ ہے اے نادان سیر
گر نہ ہوتی باد کی جنبش ذرا — شیر مردہ کب ہوا مین کودتا
اُس سے جانے باد کو کہ ہے صبا — باد بو راک ہے بیان اُس از کا
یہ بدن شیر علم کی مثل ہے — فکر حرکت دمبدم بس اسکو دے
باد مشرق سے جو آئے ہے صبا — اور دبور آتی ہے مغرب سے ہوا
شرق باد فکر تیری دوسری — غرب باد فکر اُس سوے تری
خور جماد اور شرق اُسکی ہے جماد — جان جان جان کا مشرق ہے فواد
شرق اُس خور کی کہ ہے باطن فروز — پوست اور عکس اُسکا ہے خورشید روز
جو کہ تن مردہ وہ ہو بی نور سب — آگے اُسکے نے دکھے دن اور نہ شب
گر نہ وہ ہووے جو نہ رہوے تمام — بس کھبے رات دن کے انتظام
خواب مین جس طور دیکھے آنکھ ہے — چاند سورج ماہ و خورشید کے
جو ہوا ہے نوم اخ الموت یان — بھائی سے اُس بھائی کو جان اے فلان
گر کہین تجکو کہ وہ شاخ اسکی ہے — اے مقلد بے یقین تو مت سنے

هست بازیهای آن شیر علم — مخبری از بادهای مکتتم
گر نبودی جنبش آن بادها — شیر مرده کی بجستی در هوا
زان شناسی باد را کان صباست — یا دبورست این بیان آن خفاست
این بدن مانند آن شیر علم — فکر می جنباندش را دمبدم
باد کان از مشرق آید آن صباست — وانکه از مغرب دبور و با وباست
مشرق این باد فکرت دیگرست — مغرب این باد فکرت زان سرست
خور جماد ست و بود شرقش جماد — جان جان جان بود شرقش فؤاد
شرق خورشیدی که شد باطن فروز — قشر و عکس آن بود خورشید روز
زانکه چون مرده بود تن بی لهب — پیش او نی روز بنماید نه شب
ور نباشد آن چو این باشد تمام — بی شب و بی روز دارد انتظام
همچنانکه چشم می بیند بخواب — بی مه و خورشید ماه و آفتاب
نوم ما چون شد اخ الموت ای فلان — زین برادر آن برادر را بدان
ور بگویندت که هست آن فرع این — مشنو آن را ای مقلد بی یقین

می به بیند خواب جانت وصف حال — که به بیداری نبینی بیست سال
در پی تعبیر آن تو عمرها — می دوی سوی شهان با دها
که بگو این خواب را تعبیر چیست — فرع گفتن این چنین سر را شکیست
خواب عامه ست این خود خواب خاص — باشد اصل اجتبا و اختصاص
پیل باید تا چو خسپد اوستان — خواب بیند خطهٔ هندوستان
خر نه بیند هیچ هندستان بخواب — خر ز هندستان نکرده است اغتراب
جان همچون پیل باید نیک زفت — تا بخواب او هند داند رفت تفت
ذکر هندستان کند پیل از طلب — پس مصور گردد آن ذکرش بشب
اذکروا الله کار هر اوباش نیست — ارجعی بر پای هر قلاش نیست
لیک تو آیس مشو هم پیل باش — ور نه پیلی در پی تبدیل باش
کیمیاسازان گردون را ببین — بشنو از مینا گران هر دم طنین
نقش بندانند در جو فلک — کار سازانند بهر لی و لک
گر نه بینی خلق مشکین جیب را — بنگر ای شبکور آن آسیب را
هر دم آسیبیست بر ادراک تو — نبت تو بر رسته هم از خاک تو
زین برابراهیم ادهم دید خواب — بسط هندوستان دل را بی حجاب
لاجرم زنجیرها را بر درید — مملکت بر هم زد و شد ناپدید
این نشان دید هندستان بود — که جهد از خواب دیوانه شود
می فشاند خاک بر تدبیرها — می دراند حلقهٔ زنجیرها
ترک گیرد ملک دنیا سر بسر — جملگی بر هم زند آید بدر
آن چنان که گفت پیغمبر ز نور — که نشانش آن بود اندر صدور
که تجافی دارد از دار الغرور — هم انابت دارد از دار السرور
بهر شرح این حدیث مصطفی — داستانی بشنو ای یار صفا

خواب میں جان تیری دیکھے وصف حال — گر بہ بیداری میں دیکھے بیس سال
ڈھونڈھے تو تعبیر اس کی کے لیے — پاس شاہوں کے کرے اس کا کھلے
کہ کہو اس خواب کی تعبیر کیا — کب شاخ اس بھید کو کب ہے روا
عام کا وہ خواب ہے یہ خواب خاص — دیکھتے اسکو ہیں ابرار و خواص
چاہیے ہاتھی کہ تا سوتے گھڑا — خواب میں ہندوستان دیکھے سدا
خواب میں نہ ہند دیکھے خر کبھی — خر نے ہندستان سے غربت کری
چاہیے جان مثل ہاتھی کے بڑی — خواب میں تا ہند کو جاوے کبھی
ذکر شوق ہند کا ہاتھی کرے — رات کو وہ ذکر اب صورت بنے
اذکروا اللہ کام نہ اوباش کا — ارجعی نے پاؤں ہر قلاش کا
سست ہو نا امید لو اور پیل ہو — گر نہیں ہے پیل تو تبدیل ہو
آسمانی کیمیا گر دیکھ تو — مینا گر سے سن صدا آواز کو
نقش بند ہیں دائرہ میں چرخ کے — کارساز ہیں مرے تیرے لیے
خلق مشکین کی تو گر نے پائے بو — دیکھ اندھے آنکی اس ہیبت کو تو
ہیبت ہر دم ہے تری ادراک پر — دیکھ اُگے ہے سبزہ تو خاک سے
دیکھا ابراہیم ادہم نے یہ خواب — بسط ہندستان دل کو بے حجاب
توڑ ڈالا اس لیے زنجیر کو — ملک چھوڑا اور رہا پوشیدہ وہ
یہ نشان پس دید ہندستان کا ہے — خواب سے اُٹھے و دیوانہ بنے
ڈالتا ہے خاک پس تدبیر پے — توڑتا ہے حلقے سب زنجیر کے
چھوڑ دیوے ملک دنیا سر بسر — اور تعلق ترک کر دے بیشتر
جیسے حضرت نے کہا ہے نور سے — کہ نشان اس کا وہ اندر دل کے ہے
کہ تجافی رکھے با دار الغرور — اور انابت رکھے با دار السرور
واسطے شرح کلام مصطفیٰ — داستان اک سن تو اے یار صفا

حکایت آن بادشاه زاده که بادشاهی حقیقی بوی روی نمود و یوم یفر المرء

حکایت اس بادشاهزاده کی که بادشاهی حقیقی نے اسے منھ دکھلایا و یوم یفر المرء

من اخیہ نقد حال اسکا ہوا اس خاک کے ڈھیر
(بھائی اپنے سے ۱۲)
کی بادشاہی کو کہ طفل طبع قلعہ گیری جانتے
ہین جیسے ایک لڑکا خاک کی ڈھیری
پر غالب آکر دعوے کرے کہ قلعہ میرا ہے اور
دوسرے لڑکے اسپر رشک کرین کہ التراب
ربیع الصبیان وہ بادشاہزادہ جو قید رنگون سے
(کھیل لڑکون کی ہے ۱۲)
چھوٹا بولا کہ مین اس خاک رنگین کو وہی خاک کی
ڈھیری کہتا ہون اور زر و اطلس و کمخواب نہین
جانتا ہون اور اس کمخواب کو رہزن جانا اور
ساتھ ایک فنا کے بھاگا اور آتیناہ الحکم
(اور دیا ہمنے اسکو حکم)
صبیا اور حکم خدا کو گذرنے برسون کی
(لڑکپن مین ۱۲)
حاجت نہین ہے قدرت کن فیکون مین
کوئی قابلیت سے بات نہین کہتا ہے

من اخیہ نقد وقت او شدہ بادشاہی
این خاک تودہ کہ کودک طبعان قلعہ گیری
نام کنند آن کودکی کہ چیرہ آید بر سر خاک
تودہ برآید و لاف زند کہ قلعہ مراست
کودکان دیگر بروی رشک برند کہ الترا
ربیع الصبیان آن بادشاہزادہ چون
از قید رنگہا برست گفت من این
خاکہای رنگین را ہمان تودہ خاک دون
میگویم و زر و اطلس و اکسون نمیگویم
از این اکسون رہزن جستم و بیک ہو
جستم و آتیناہ الحکم صبیاً و از داو
حق را مر ورا الہا حاجت قابلیت و در قدرت
کن فیکون کس سخن از قابلیت نگوید فقط

۱۶۲

بادشہ رکھتا تھا اک لڑکا جوان — ظاہر و باطن ہنر سے کامران

خواب میں دیکھا وہ لڑکا مر گیا — پس جہان تاریک شہ پر ہو گیا

تاب آتش سے ہوئی خشک اسکی شک — کہ نہ گرمی سے رہا اسکے اشک

پر ہوا ایسا دھوئیں سے درد کے — کہ نہ ہو سکتی تھی آہ اُس شاہ سے

چاہا مرنا اور تن عاجز ہوا — عمر باقی تھی تو وہ شہ جگ گیا

شادی جگنے میں اُسے ایسی ہوئی — کہ نہ دیکھی عمر بھر تھی تو وہ ہوئی

چاہا اُسنے بھی خوشی سے ہوں فنا — جان تن سے ہو گئی زنجیر پا

پس دم غم سے یہ بجھتا ہے چراغ — اور خوشی کے دم سے اجڑے ہے یہ باغ

درمیان دو موت کے زندہ ہے دود — اُس ہتھیم شکل پر خندان تو ہو

شاہ سوچا یہ سبب شادی کا تھا — ایسا وہ غم کہ سبب حق سے دکھا

یہ عجب ہے چیز اک سو مرگ ہے — اور اک سو زندگی و برگ ہے

ایک نسبت سے وہ حالت موت ہے — دوسری جانب سے آسایش رہے

تن کی شادی کو سوئی دنیا کمال — اور سوی آخرت نقص و زوال

خواب میں ہنسنے کی یہ تعبیر جان — کہ کرے گا گریہ با رنج و زیان

خواب میں گریہ سے ہوتی ہے خوشی — ہے یہی تعبیر اسکی اے اخی

شاہ سوچا کہ یہ غم تو بس گیا — پر نہیں اس بد ظنی سے جان رہا

گر قدم میں کانٹا یہ کوئی چبھے — جائے گر گل یادگاری چاہیے

نظر لگیو اگر ایسا ہی ہو — یادگاری چاہیے گر جاوے وہ

جو فنا کے ہیں سبب بے انتہا — کونسا میں راستہ روکوں بھلا

سمت مرگ اکثر رستے اور در — دیتے ہیں آواز کھلنے میں مگر

تیغ آواز ان دروں سے مرگ کے — نے سنے گوش حریص اک حرص سے

درد سوی تن سے ہے آواز در — اور جفا دشمن سے ہے آواز در

جان من فہرست طب کی دیکھ تو — علتوں کی آگ جلتی دیکھ تو

گر کتاب طب کو دیکھے مشفقا — رنج لاکھوں پائے تو بلکہ سوا

جملہ اُن رنجوں کی رہ اس گھر میں ہے — بچھوؤں سے ہیں قدم در کوں [illegible]

بادشاهی داشت یک برنا پسر — باطن و ظاهر مزین از هنر

خواب دید او کان پسر ناگه بمرد — صافی عالم بر آن شه گشت درد

خشک شد از تاب آتش مشک او — که نماند از تف آتش اشک او

آنچنان پر شد ز دود و درد شاه — که نمی یابید در وی راه آه

خواست مردن قالبش بیکار شد — عمر مانده بود شه بیدار شد

شادیی آمد ز بیداریش پیش — که ندیده بود اندر عمر خویش

که ز شادی خواست هم فانی شدن — بس مطوق آمد این جان با بدن

از دم غم میبمیرد این چراغ — وز دم شادی بمیرد اینت لاغ

در میان این دو مرگ او زنده است — این مطوق شکل جای خنده است

شاه با خود گفت شادی را سبب — آنچنان غم بود از تسبیب رب

ای عجب یک چیز از یک روی مرگ — وز یکی رو زندگی و رخت و برگ

آن یکی نسبت بدان حالت هلاک — باز هم از سوی دیگر امتساک

شادی تن سوی دنیاوی کمال — سوی روز عاقبت نقص و زوال

خنده را در خواب هم تعبیر دان — گریه گوید با دریغ و اندهان

گریه را در خواب شادی و فرح — هست در تعبیر ای صاحب مرح

شاه اندیشید کاین غم خود گذشت — لیک جان از جنس این بد ظن نگشت

گر رسد خاری چنین اندر قدم — که رود گل یادگاری بایدم

چشم زخمی زین مبادا گر شود — یادگاری بایدم گر او رود

چون فنا را شد سبب بی منتها — پس کدامین راه را بندیم ما

صد دریچه در سوی مرگ لدیغ — میکند اندر گشادن ژیغ ژیغ

ژیغ ژیغ تلخ آن درهای مرگ — نشنود گوش حریص از حرص برگ

از سوی تن دردها بانگ درست — وز سوی خصمان جفا بانگ درست

جان من بر خوان دمی فهرست طب — نار علتها نظر کن ملتهب

در کتاب طب چو بینی ای فتی — بر شمار ریگ بینی رنجها

زان همه غرها درین خانه ره است — هر دو گامی پر کژدمها چه است

ہے ہوا تیز اور چراغ آفت زدا	لیلون اس سر مین چراغ اک دوسرا	باد تند است و چراغ ابتری	زو بگیرانم چراغ دیگری
تا کفایت ایک دونون سے کرے	گر ہوا سے وہ چراغ آخر بجھے	تا بود کز ہر دو یک وافی بود	گر بباد آن چراغ از جا رود
اس طرح عارف چراغ جسم سے	پھر فرصت شمع دل روشن کرے	ہمچو عارف کز تن ناقص چراغ	شمع دل افروخت از بہر فراغ
تا کہ اک دن جب بجھے یہ ناگہان	آنکھ کے آگے رہے وہ شمع جان	تا کہ روزی کاین بمیرد ناگہان	پیش چشم خود نہد او شمع جان
یہ نہ سمجھا وہ پس از راہ غرور	شمع فانی کو دیا فانی سے نور	او نکرد این فہم پس داد از غرر	شمع فانی را بہ فانی دیگر
سوچی تدبیر اور نہیں تدبیر ہے	سوچا دل مین نہ یہان سے کوچ ہو	چارہ اندیشید لیکن چارہ نی	گفت با خود نیست بیرون رفتنی

تلاش کرنا عورت کا لڑکے کے لیے اس امید پر کہ نسل باقی رہے — زن خواستن جہت فرزند بہ امید آنکہ نسل بماند

ڈھونڈھی لڑکی اسکی شادی کر لیے	تا کہ باقی نسل شادی سے رہے	پس عروسی خواست باید بہر او	تا بگردد زین تزوج نسل جو
جائے گر یہ باز بچہ سوئے فنا	اسکا بچہ باز ہو وے دوسرا	گر رود سوئے فنا این باز باز	فرخ او گردد ز بعد باز باز
جا کہ صورت باز کی اس جا رہے	معنے وہ اولاد مین باقی رہے	صورت این باز گر زینجا رود	معنی او در ولد باقی بود
اس لیے فرماتے ہین شاہ نبیہ	مصطفے کہ الولد سر ابیہ	بہر این فرمود آن شاہ نبیہ	مصطفے کہ الولد سر ابیہ
اس لیے از راہ شفقت سب بشر	اپنے بچون کو سکھاتے ہین ہنر	بہر این معنی ہمہ خلق از شغف	می بیاموزند طفلان را حرف
تا معانی وہ رہے اندر جہان	جبکہ قالب انکا ہو جاوے نہان	تا بماند آن معانی در جہان	چون شود آن قالب ایشان نہان
حق نے حکمت سے انھین دی حرص ہے	راستی پر لاتے بچون کے لیے	حق بحکمت حرصشان دادست جد	بہر رشد ہر صغیر مستعد
مین بھی قایم نسل رکھنے کے لیے	شادی کرتا ہون مین لڑکے کے لیے	من ہم از بہر دوام نسل خویش	جفت خواہم پور خود را خوب کیش
چاہتا ہون لڑکی مین نسل نیک سے	اور نہ نسل بد سے شاہ وقت کی	دختری خواہم ز نسل صالحی	نے ز نسل پادشاہی طالحی
شاہ خود صالح و آزاد و امیر	حرص شہوت اور غذا کا نے اسیر	شاہ خود آن صالحست آزادہ او	نے اسیر حرص فرج است و گلو
قیدیون کا بس لقب سلطان کیا	نام کافور عکس زنگی کا رکھا	مر اسیران را لقب کردند شاہ	عکس چون کافور نام آن سیاہ
ہے مفازہ بادیہ پر خون کا نام	نیک بخت اب کہتے لونڈی کو ہین عام	شد مفازہ بادیہ خونخوارہ نام	نیک بخت آن پیس را گویند عام
حرص اور شہوت کے ہین جو کہ اسیر	اون کو کہیں صدر عالی یا امیر	بر اسیر شہوت و حرص و امل	بر نوشتہ میر یا صدر اجل
شہر مین جو ہین اسیران اجل	عام انھین کہوین امیران اجل	آن اسیران اجل را عام داد	نام امیران اجل اندر بلاد
صدر کہوین جو کہ ہین آخیر مین	صف کے اندر یعنے صف نعال ہین	صدر خوانندش کہ در صف نعال	جان او بستہ است یعنی جاہ و مال

اختیار کرنا بادشاہ کا زاہد کی لڑکی کو واسطے — اختیار کردن بادشاہ دختر زاہد را از جہت

اپنے لڑکے کے اور اعتراض کرنا اہل خاندان کا اور ننگ کرنا رشتہ داری سے درویش کی

شاہ نے زاہد سے جو رشتہ کیا | اس خبر کو بیگموں نے جب سنا
بولی شہزادہ کی ماں کم عقل سے | شرط کفویت ہے عقل و نقل کی
بخل سے چتاہے تر اور عقل سے | کہ گدے باندھے لڑکے کو مرے
بولا صالح کو گدا کہنا خطا | وہ غنی دل جو حق سے ہے سدا
اتقا سے وہ قناعت کو رکھے | نے لیمی سے گدا کے مثل ہے
ہے قناعت اتقا سے مفلسی | فقر کی ہے مفلسی وہ دوسری
ایک دانہ گر دیا لے سر کھے | گنج سے بیزار وہ ہمت بھرے
تو ہے اسیر حرص سے چاہ حرام | خاص کہتے ہیں گدا اسکو تمام
بولی اسکا ملک و سامان ہے کہاں | یا زر و گوہر تصدق کے کہاں
بولا جیب جسنے کہ غم دین کا لیا | باقی غم حق نے کیا اس سے جدا
غالب آیا شاہ دو دختر اسکی کی | خاندان نیک سے از رہ خوشی
ز ملاحت میں نظیر اپنا رکھی | اور روشن تر تھی وہ خورشید سے
حسن و خصلت ایسا لڑکی میں عیان | کہ نہیں خوبی سے ہوتا تھا بیان
دین سے تابیری میں ملے تو | حسن و مال و جاہ اور بخت نکو
آخرت کو تو قطار اونٹوں کی جان | شل پشم و منگنی حب جہان
پشم تو لیوے شتر نے ہوں ترے | گر شتر ہو پشم کیا قیمت رکھے
ہو گیا جبکہ نکاح اس شاہ کا | ساتھ صالح کے کہ تھی وہ پارسا

پسر و اعتراض کردن اہلبیت ز ننگ داشتن از پیوند درویشان

شاہ چون بازاہدی خویشی گزید | این خبر در گوش خاتونان رسید
مادر شہزادہ گفت از نقص عقل | شرط کفویت بود در عقل و نقل
تو ز شیخ و بخل خواہی وز رہا | تا بہ بندی پور ما را بر گدا
گفت صالح را گدا گفتن خطاست | کو غنی القلب از داد خداست
در قناعت مے گریزد از تقا | نز لیمی و کسل ہمچون گدا
قلتی کان از قناعت وز اتقاست | آن ز فقر و قلت دونان جداست
حبہ آن گر بیابد سر نہد | وین ز گنج زر بہمت می جہد
شہ کرا از حرص قصدی بر حرام | میکند او را گدا گوید ہمام
گفت کو شہر و قلاع او را جہیز | یا نثار گوہر و دینا ریز
گفت رو ہر کو غم دین برگزید | باقی غمہا خدا از وی برید
غالب آمد شاہ و داد ش دختری | از نژاد صالحے خوش جوہری
در ملاحت خود نظیر خود نداشت | چہرہ اش تابان تر از خورشید چاشت
حسن دختر این خصالش آنچنان | کز نکوئی مے نگنجد در بیان
صید دین کن تا رسد اندر تبع | حسن و مال و جاہ و بخت منتفع
آخرت قطار اشتر دان عمو | در تبع دنیاش ہمچون پشک و مو
پشم بگزینی شتر نبود ترا | ور بود اشتر چہ قیمت پشم را
چون برآمد این نکاح آن شاہ را | با نژاد صالحان بے مرا

سحر کرنا پیر زال کا اور فریفتہ ہونا شاہزادہ کا

اتفاقاً ساحرہ اک پیر زن | عاشق شہزادہ تھی با حسن تن

جادو لی کردن کمپیرک و فریفتہ شدن شاہزادہ

از قضا کمپیرک جادو کہ بود | عاشق شہزادہ با حسن وجود

اُس سیہ زال کابلی نے بس کیا | سحر کہ تھا سحر بابل سے سوا
شاہزادہ زال پر عاشق ہوا | چھوڑی دلہن اپنی اور اُسکو کیا
اک سیہ رو دیو کابل کی وہ زن | شاہزادہ کی ہوئی بس راہزن
اُس خبیث و روسیہ بدکار نے | کھویا شہزادہ کو بالکل ہوش سے
بدہیئت نوّے برس کی زال نے | عقل اور دل لے لیا اُس شاہ سے
اک برس تک شاہزادہ قید تھا | لعل کفش اُس زال کا تھا چومتا
زال کی صحبت گلائی اُسکو تھی | یاں تلک کہ جان آدھی رہ گئی
دوسرے ضعف اُسکے سے بادرد سر | وہ نشے سے سحر کے خود بے خبر
بادشہ پر یہ جہان زندان ہوا | اُسکے گریہ پر پسر خندان ہوا
شہ ہوا بس عاجز اندر بردومات | رات دن دیتا تھا صدقہ اور زکات
جس قدر کرتا علاج اُسکا پدر | پیرزن کا عشق ہوتا بیشتر
اُسنے جانا کہ یہ ہے اُس سمت سے | بس علاج اسکا دعا اور عجز ہے
سجدہ وہ کرتا کہ تیرا حکم ہے | ماسوا حق پر غیر کب حاکم ہے
پر یہ مسکین جلتا ہے مانند عود | کر مدد تو اے رحیم و اے ودود

جادوی کردش عجوزهٔ کابلی | که برد زان رشک سحر بابلی
شه بچه شد عاشق کمپیر زشت | تا عروس آن عروسی را بهشت
یک سیه دیوی و کابولی زنی | گشت بر شهزاده ناگه رهزنی
زان سیه روئی خبیثی بانکال | گشت آن شهزاده مدهوش و نزار
این نود ساله عجوزی گنده پیر | نه خرد هشت آن ملک را نه ضمیر
تا بسالی بود شهزاده اسیر | بوسه جایش لعل کفش گنده پیر
صحبت کمپیر او را می ربود | تا ز کاهش نیم جانی مانده بود
دیگران از ضعف وی با درد سر | او ز سکر سحر از خود بی خبر
این جهان بر شاه چون زندان شده | وین پسر بر گریه شان خندان شده
شاه بس بیچاره شد در برد و مات | روز و شب میکرد قربان و زکات
زانکه هر چاره که میکرد آن پدر | عشق کمپیر که همی شد بیشتر
پس یقین گشتش که مطلق آن سریست | چاره او را بعد ازین لابه گریست
سجده میکرد او که هم فرمان تراست | غیر حق بر ملک حق فرمان کراست
لیک این مسکین همی سوزد چو عود | دست گیرش ای رحیم و ای ودود

مقبول ہونا دعاے بادشاہ کا رہائی پسر مین جادو سے

مستجاب شدن دعای بادشاه در خلاص پسر از جادوی

اللہ اللہ کرنے سے اُس شاہ کے | ساحر اک اُستاد آیا در سے
کرسی تھی دو رہ یہ اُسنے خبر | کہ پھنسا ہے زال سے شہ کا پسر
کہ وہ زال زشت اندر سحر کے | بے نظیر و امین اپنی مثل ہے
دست او پر دست کے ہی عارفا | زور مین و رفن مین تا دست خدا
انتہا دستون کا ہے دست خدا | بحر بیشک انتہا ہے نہر کا
بھی اُسی سے ابر لیتا ہے تری | بھی اُسی تک انتہا ہے سیل کی
بو شہ اب ہاتھ سے لڑکا گیا | بولا مین آیا علاج اُسکا بڑا

یا رب یا رب و افغان شاه | ساحری استاد پیش آمد ز راه
او شنیده بود از دور این خبر | کاسیر پیرزن گشت آن پسر
کان عجوزه بود اندر جادوی | بی نظیر و ایمن از مثل و دوی
دست بر بالای دست ای فتی | در فن و در زور تا دست خدا
منتهای دستها دست خداست | بحر بیشک منتهای جویهاست
هم از او گیرند مایه ابرها | هم بدو باشد نهایت سیل را
گفت شاهش کاین پسر از دست رفت | گفت اینک آمدم درمان زفت

ساحرون سے نے مقابل ان اک / مجھ سوا کہ آیا مین اس سمت سے
مثل دست موسی باحکم خدا / معجز اسکا سحر سے گردن جدا
کہ یہ آیا علم اس سو سے مجھے / نے یہ سیکھا سحر شاگردی سے ہے
آیا مین تا کھولون اسکے سحر کو / تا نہ رہوے شاہزادہ زرد رو
جا سحر کو سمت گورستان کے / زیر دیوار سفید اک گور ہے
جانب قبلہ تو کھود اس گور کو / تجھپے ظاہر قدرت اللہ ہے
یہ حکایت ہے بڑی تو ہو ملول / مین خلاصہ کہتا ہون چھوڑ فضول
سوے گورستان گیا جلدی سے وہ / اور کھدوا شہ نے اُسدم گور کو
سحر دیکھا اسمین پنہان شاہ نے / دمی ہوئین تھین سو گرہ اک بال مین
ان گرہ مشکل کو کھولا جسگھڑی / شاہزادہ کی وہ محنت سب گئی
ہوش مین شہزادہ آیا اور گیا / امتحان صدہا سے سوے تخت شا
سجدہ کرتا خاک پر ملتا ذقن / اور لیے تھا وہ پسر تیغ و کفن
خوش تھے اہل شہر و شہ کی خوشی / اور پس وہ زال اس غم سے مری
عالم اک زندہ ہوا دیکھا علاج / اے عجب اک دن تھا وہ اک دن ہے آج
جشن اک شہ نے کیا اس طور سے / کہ گلاب و قند کتون کے لیے
ساحرہ وہ زال غصہ سے مری / اپنی بدخو مالک فرخ کو دی
اُس سے شہزادہ کو حیرانی ہوئی / کہ مری عقل و بصر کیونکر سے لی
پس دلہن دیکھی نئی جون شاہ حسن / کہ حسینوں کی ماری راہ حسن
ہوکے وہ بیہوش اوندھا گر پڑا / تین دن تک جسم و جان سے گم رہا
مین شب و تین دن بیخود رہا / اس غشی سے خلق گھبرائی سوا
پس گلاب و عطر سے آیا بخود / تھوڑا تھوڑا اُسنے نیک و بد
اک برس کے بعد از راہ ہنسی / شہ نے فرمایا ہے یاد اُس یار کی
یاد کر وہ صحبت و ہم بستری / بیوفا آتا ہوا ہے جان مری
بولا مین نے پایا اب دار السرور / اور چھٹا یہ چاہ و بیر دار الغرور
اس طرح پاتا ہے مومن جبکہ راہ / نور مین ظلمت سے لیتا ہے پناہ

نیست همتا زال این ساحران / جز من واهی رسیده زان کران
چون کف موسی بامر کردگار / تا بر آرم من ز سحر او دمار
که مرا این علم آمد زان طرف / نے ز شاگردی سحر مستخف
آمدم تا بر گشایم سحر او / تا نماند شاهزاده زرد رو
سوی گورستان برو وقت سحر / پهلوی دیوار هست اسپید گور
سوی قبله باز کاو آن گور را / تا ببینی قدرت و صنع خدا
بس درازست این حکایت تو ملول / زبده گویم رها کردم فضول
سوی گورستان برفت آن شاه زود / گور را آن شاه آن دم بر گشود
جادوئیها دید پنهان اندرو / صد گره بر بسته بر یک تار مو
آن گره های گران را بر گشاد / پس ز محنت بود شه را رای داد
آن پسر با خویش آمد شد روان / سوی تخت شاه با صد امتحان
سجده کرد و بر زمین میزد ذقن / در بغل کرده پسر تیغ و کفن
شاه آیین بست و اهل شهر شاد / وان عروس ناامید بی مراد
عالم از سر زنده گشت و پر فروز / ای عجب کان روز را امروز روز
یک عروسی کرد شاه او را چنان / که جلاب و قند و پیش سگان
جادوے کمپیر از غصه بمرد / روی و خوی زشت بابا لکس سپرد
شاهزاده در تعجب مانده بود / کز من او عقل و بصر چون در ربود
نو عروسی دید همچو شاه حسن / که همی زد بر ملیحان راه حسن
گشت بیهوش و برو اندر فتاد / تا سه روز از جسم او گم شد فواد
شه بنزد او ز خود بیهوش گشت / تا که خلق از غشی او پر جوش گشت
از گلاب و از علاج آمد بخود / اندک اندک فهم گشتش نیک و بد
بعد سالش گفت شاهش در سخن / وز مزاح یاد آر زان یار کهن
یاد آور زان ضجیع و زان فراش / تا بدین حد بیوفا و مر مباش
گفت رو من یافتم دار السرور / وارهیدم از چه از دار الغرور
همچنان باشد چو مومن راه یافت / سوی نور حق ز ظلمت روی تافت

الغرض قصہ کہا مین نے تمام ۔ تا تو جانے اپنا مقصد والسلام

مخلص این قصہ بر گفتم تمام ۔ تا بدانی مقصد خود والسلام

بیان مین اسکے کہ وہ شاہزادہ آدم زاد ہے اور باپ اوسکا آدم صفی خلیفۃ اللہ ہے اور پیر زال دنیا ہے کہ بچہ آدم کو باپ سے جادو کر کے چھین لیا اور انبیا اولیا طبیب چارہ گر ہین

در بیان آنکہ آن شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفی ست خلیفہ حق و کمپیر کابلی دنیاست کہ آدمی بچہ را از پدر ببرید بسحر وانبیا و اولیا آن طبیب تدارک کنندہ

اے برادر جان شہزادہ تو ہے ۔ عالم کہنہ مین نو پیدا تو ہے
زال دنیا کابلی ہے ساحرا ۔ رنگ و بو کا قیدی مردون کو کیا
پھانسا اس آلودگی مین تجکو جو ۔ پھونک ہر دم پڑھکر قل اعوذ کو
سحر سے اچھوٹے تونے ہر قلق ۔ اور مدد تو چاہ یا رب الفلق
ساحرہ دنیا کو حضرت نے کہا ۔ کہ فسون سے خلق کو چہ مین گرا
تیز افسون زال دنیا کی رکھے ۔ تیز دم سے قید شاہون کو کرے
پس وہی سینہ مین نفاثات ہے ۔ عقدہ ہای سحر کو ثابت رکھے
زال دنیا اک بڑی ہے ساحرا ۔ سحر اسکا عام سے کب حل ہوا
کاش عقدہ اسکے کھلنے عقل ہے ۔ انبیا کو بھیجتا حق کس لیے
ایک خوش دم چاہ تو عقدہ کشا ۔ راز دان یفعل اللہ ما یشا
شست میں اسکی پھنسا ماہی مثال ۔ اک برس شہزادہ اور تو ساٹھ سال
ساٹھ سال اس شست سے محنت مین ہے ۔ نے خوشی سے اتباع کی راہ سے
اے سقی فاسق نہ دنیا خوب ہے ۔ نے چھٹا اسکے وبال و جرم سے
سخت اسکے نفخ نے عقدے کیے ۔ پس طلب کر نفخ تو اللہ سے
تا نفخت فیہ من روحی تجھے ۔ پس چھڑا لے اس سے اور باہر کرے
پھونکی ہمنے اس مین روح اپنی سے

ای برادر دانکہ شہزادہ تو ئی ۔ در جہان کہنہ زادہ از نوی
کابلی ساحرہ دنیاست کو ۔ کردہ مردان را اسیر رنگ و بو
چون درافکندت درین آلودہ رو ۔ دم بدم میخوان و میدم قل اعوذ
تا رہی زینجادو لی و این قلق ۔ استغاثت جاہ از رب الفلق
زان نبی دنیات را سحارہ خواند ۔ کو بافسون خلق را در چہ نشاند
ہین فسون گرم دارد گندہ پیر ۔ کردہ شاہان را دم گرمش اسیر
در درون سینہ نفاثات اوست ۔ عقدہای سحر را اثبات اوست
ساحرہ دنیا قوی دانا زنیست ۔ حل سحر او بپای عامہ نیست
ور گشادے عقد او را عقلہا ۔ انبیارا کے فرستادے خدا
ہین طلب کن خوش دمی عقدہ کشا ۔ راز دان یفعل اللہ ما یشا
ہمچو ماہی بستہ است او بشست ۔ شاہزادہ ماندہ سالی در دو شست
شصت سال از شست او در محنتی ۔ نی خوشی نی بر طریق سنتی
فاسقی بدبخت نی دنیات خوب ۔ نی رہیدہ از وبال و از ذنوب
نفخ او این عقدہا را سخت کرد ۔ پس طلب کن نفخہ خلاق فرد
تا نفخت فیہ من روحی ترا ۔ وارہاند زین و گوید بر تر آ
پھونکی ہمنے اس مین روح اپنی سے

نہ چلے جز نفخ حق کے نفخ سحر / یہ ہے نفخ قہر وہ ہے نفخ مہر
جز به نفخ حق نسوزد نفخ سحر / نفخ قهرست این وآن دم نفخ مهر

رحمت اسکی غالب اسکے قہر سے / ہونا غالب چاہے تو غالب کو لو
رحمت او سابقست از قهر او / سابقی خواهی برو سابق بجو

پہنچے تا اندر نفوس زوجت / اے پہنچے جادو کے شہ یہ مخرجت
تا رسی اندر نفوس زوجت / کای شه سحر اینک مخرجت

زال کی موجودگی میں وہ جلال / تیری ہمصحبت ہو صاحب جمال
با وجود زال ناید انحلال / در شبیکه در برت آن سو دلال

اوپر کہتے ہیں وہ شاہ امتحان / سوت ہیں آپس میں یہ دونوں جہان
نی بگفتست آن سراج امتان / این جهان و آن جهان را ضرتان

پس ملے اس سے تو اس سے ہو جدا / صحت اس تن کی مرض جان کا
پس وصال این فراق آن بود / صحت این تن سقام جان بود

سخت فرقت اس جہان کی ہو اگر / جان فرقت اس جہان کی سخت تر
سخت می‌آید فراق این مقر / پس فراق آن مقر دان سخت تر

نقش کی فرقت جو سخت آئی تجھے / سخت فرقت ہوگی نقاش سے
چون فراق نقش سخت آید ترا / تا چه سخت آید ز نقاشش جدا

اے نہیں ہے صبر دنیا سے تجھے / کیسے تجکو صبر ہے اللہ سے
ای که صبرت نیست از دنیای دون / چونت صبرست از خدا ای دوست چون

صبر اس آب سیہ سے نے تجھے / چشمہ یزدان سے کیونکر صبر ہے
چونکه صبرت نیست زان آب سیاه / چون صبوری داری از چشمهٔ اله

بے پیئے اسکے نہیں تجکو سکون / کیون ہو ابراری و ہلا پیشتر تو
چونکه بی این شرب کم داری سکون / چون ز ابراری جدا وز یشربون

گر تو دم بھر دیکھے حسن ودود / آگ میں بس ڈالے تو جان وجود
گر ببینی یک نفس حسن ودود / اندر آتش افگنی جان و وجود

بعد مردار جانے شرب کو / جو تو دیکھے کر و فر قرب کو
جیفه بینی بعد ازان این شرب را / چون ببینی کر و فر قرب را

یارے تو مثل شہزادے کے / بس نکالے خار کو تو پاؤں سے
همچو شهزاده رسی در یار خویش / پس برون آری ز پا تو خار خویش

بیخودی میں کر تو کوشش بیحساب / جلد تر واللہ اعلم بالصواب
جهد کن در بیخودی خود را بیاب / زودتر والله اعلم بالصواب

ہر گھڑی خود بینی اپنی مت کرے / ہر گھڑی کیچڑ میں جیسے خر نہ سے
هر زمانی مشو با خویش جفت / هر زمان چون خر در آب و گل مخفت

ہے قصور چشم سے لغزش تجھے / کہ نہ دیکھے اونچا نیچا دور سے
از قصور چشم باشد آن عثور / که نبیند شیب و بالا را ز دور

بوئے پیراہان یوسف کو تو لے / کیونکہ روشن چشم بو اسکی کرے
بوی پیراهان یوسف کن سند / زانکه بویش چشم روشن میکند

صورت پنہان وہ اور نور جبین / گر تی چشم انبیا کو دوربین
صورت پنهان و آن نور جبین / کرده چشم انبیا را دوربین

نور اس رخ کا چھڑے نار سے / قانع مت ہو عارضی تو نور سے
نور آن رخسار برهاند ز نار / هین مشو قانع به نور مستعار

حال میں ہو نور آنکھوں کو کرے / روح و عقل و آنکھ کو حیران کیے
چشم را این نور حالی بین کند / چشم و عقل و روح را گرگین کند

نور کی صورت وہ باطن نار ہے / گر ضیا چاہے تو چھوڑ اب تو اسے
صورتش نورست و در تحقیق نار / گر ضیا خواهی دو دست از وی بدار

سنگ تلخی ہر دم گرے جس جا پھرے / جان تو کیا دیدہ جان میں جبکہ ہے
دم بدم در رفته هر جا رود / دیده و جانی که حالی بین بود

دور ر دیکھے دور میں سب بے ہنر / جیسے دیکھے خواب میں بس دور تر
دور بیند دوربین بی هنر / همچنانکه دور دیدن خواب در

نہر پر خفتہ ہے تو پر خشک لب / دور تر سے تو سوی سراب اندر طلب
خفته باشی بر لب جو خشک لب / میدوی سوی سراب اندر طلب

دور سے دیکھے سراب اور دو کچھ تو
عاشق اسی طرح یہ اپنی کا اس ہو دو تو

خواب میں یاروں کے مارے شیخیاں
کہ مرا دل بینا اور باطن عیان

میں نے دیکھا ہرا پانی پانی وہاں شتاب
تم چلو اس جا پہ اور وہ ہو سراب

ہر قدم اس آب سے تا ہو دو دور
جائے جو سوئی سراب با غرور

وہ غرور اک عین پردہ ہوگیا
اس لیے کہ آیا اور تجھ سے ملا

پس غرور اس جا پہ کرتا ہے کوئی
کہ غرض ہوتی ہے کچھ اس جا پہ بھی

شیخی اس خفتہ کی ہے کچھ کام کی
ہے خیال اک وہ اسکو چھوڑا ہوا آخی

تو بھلا ہے خواب سے بیرہ کر سو
الله الله راہ بیرہ الله کر سو

کوئی سالک تاگذر کچھ کرے
دور غفلت کے خیالوں کے کرے

تو اک باریک گر خفتت کو ہو
وہ نہ اس وقت سے پائے راہ کو

منکر خفتہ دوئی اور تنگی ہو گر
ہے خطا اندر خطا کے پیش

گرچہ آنکھ اسکی ہے تیز اور ضیا
ہے غبار اندر غبار اندر فنا

بے چاہے اک موج اس پر آئے ہی
خفتہ اک صحرا میں ہر گردش کرے

دیکھتا ہے تشنگی خفتہ شدید
آب اقرب منہ من حبل الورید

دور می بینی سراب و میدوی
عاشق آن بینش خود میشوی

میزنی در خواب با یاران تو لاف
که منم بینا دل و پرده شگاف

که بدان سو آب دیدم من شتاب
تا رویم آنجا و آن باشد سراب

هر قدم زین آب تازی دورتر
دو دوان سوی سراب با غرر

عین آن عزمت حجاب این شده
که بتو پیوسته است و آمده

پس کسا عزمے بجائے میکند
از مقامی کان غرض و سوی بود

دیدلات خفته نے نایدبکار
جز خیالی نیست دست از وی بدار

خوابناکی لیک هم بر راه جیست
الله الله بر ره الله خسپ

تا بود کر سالکی بر تو زند
از خیالات لقاست بر کند

خفته را گر فکر گردد همچو موی
او از آن دقت نیابد راه کوی

فکر خفته گر دو تا و گر سه تاست
هم خطا اندر خطا اندر خطاست

ورچه جنبش تیز بین و با ضیاست
هم هبا اندر هبا اندر هباست

موج بر وی میزند بے احتراز
خفته پویان در بیابان دراز

خفته می بیند عطشهای شدید
آب اقرب منه من حبل الورید

حکایت اُس زاہد کی کہ قحط سالی میں خوش اور ہنستا تھا باوجود مفلسی و کثرت عیال داری کے اور مخلوق مارے بھوک کے مرتی تھی اور کہتی تھی کہ وقت غم کا ہے نہ کہ شادی کا اور جواب دینا اُسکا

حکایت آن زاهدے که در سال قحط خندان و شاد بود با مفلسی و بسیاری عیال و خلق مے مردند از گرسنگی باو گفتند که هنگام تعزیت است نه شادی و جواب او

جیسے وہ زاہد کہ اندر قحط کے
ہنستا پھرتا روتی سب انسان تھے

پس کہا اسکو ہر کیا ہنسنے کی جا
مومنوں کو قحط نے ابتر کیا

همچنان کان زاهد اندر سال قحط
بود او خندان و گریان جمله رهط

پس بگفتندش چه جای خنده است
قحط بیخ مومنان بر کنده است

بسکہ بس رحمت نے آنکھ اب پھیر لی — آفتاب تیز سے صحرا جلی
کھیت و باغ انگور جملہ جل گئے — نے زمین مین پانی نہ دیر تلے
مر رہی ہے خلق اس عذاب قحط سے — سیکڑون جون مچھلیان بے آب کے
تو مسلمانون پہ نے کرتا ہے رحم — مومن آپس مین سب اک جسم و لحم
رنج اک جز جملہ تن کا رنج ہے — صلح و جنگ ہر جزو کا سب کل کا ہے
بولا تمکو قحط دکھتا اب یہ ہے — مثل جنت ہے یہ میرے سامنے
دیکھتا ہون مین ہر اک دشت و مکان — تا کہ خوشون سے بھرے ہے بس عیان
موج زن خوشہ صبا سے بسکہ ہین — گندنا سان سبز تر بس دشت مین
آزمانے کو مین چھوتا انکو ہون — دست بردار انسے مین کیونکر ہون
یار تم فرعون تن کے ہو بھلا — نیل خون اسواسطے تم پر ہوا
یار موسے عقل کے تم جلد ہو — تا نہ ہووے خون دیکھو آب کو
باپ تجپر گر جفا مین بس کرے — باپ تیری آنکھ مین کتا دکھے
باپ نے کتا ہے تاثیر جفا — گر تو دیکھے ایسی رحمت سگ نما
دیکھتے تھے گرگ یوسف کو بچشم — بھائیون کو جو حسد تھا اور خشم
باپ سے جو صلح کی غصہ گیا — نے رہا وہ کتا مین بابا دکھا

رحمت از ما چشم خود بر دوختہ است — ز آفتاب تیز صحرا سوختہ است
کشت و باغ و رز رسید اندر دواست — در زمین نم نیست نی بالا نیست
خلق می میرند زین قحط و عذاب — دہ دہ و صد صد چو ماہی دور از آب
بر مسلمانان نمی آری تو رحم — مومنان خویشند یکتن شحم و لحم
رنج یک جزوی ز تن رنج ہمہ است — گر دم صلح است یا خود ملحمہ است
گفت در چشم شما قحط است این — پیش چشمم چون بہشت است این زمین
من ہمی بینم بہر دشت و مکان — خوشہ ہا انبہ رسیدہ تا میان
خوشہ ہا در موج از باد صبا — پر بیابان سبزتر از گندنا
ز آزمون من دست بر وی میزنم — دست و چشم خویش را چون برکنم
یار فرعون تنید ای قوم دون — زان نماید مر شما را نیل خون
یار موسی خرد گردید زود — تا نماند خون و بینید آب رود
از پدر با تو جفاے چون رود — آن پدر در چشم تو سگ میشود
آن پدر سگ نیست تاثیر جفاست — کہ چنان رحمت نظر را سگ نماست
گرگ میدیدند یوسف را بچشم — چونکہ اخوان را حسود بود و خشم
با پدر چون صلح کردی خشم رفت — آن سگی شد گشت بابا یار رفت

بیان مین اسکے کہ مجموع عالم صورت کل ہے جو عقل کل سے تو پھر بیٹھا چلا صورت عالم تجکو غم زیادہ کرے ایسے ہی یہ حال ہے کہ جو دل ترا باپ سے برا ہوا صورت باپ کی تجکو غم زیادہ کرے اور تو اسے نہ دیکھ سکے باوجودیکہ تو اسکا نور دیدہ ہے

در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل ست چون با عقل کل کژروی صورت عالم ترا غم فزاید اغلب احوال چنانکہ دل با پدر عقل بد کروی صورت پدر ترا غم فزاید و نتوانی او را دیدن با آنکہ او را نور دیدہ بودے

عالم کل ہے بشکل عقل کل — کہ وہ ہے بابا کہ جو ہو اہل قل
عقل کل سے کفر جو کوئی کرے — صورت کل آگے اسکے سگ دکھے
چھوڑ عاقی صلح اس بابا سے کر — تاکہ آب وگل دکھائے فرش زر
پس قیامت تجکو نقد حال ہو — دیکھے تو مبدل زمین و چرخ کو
صلح مجکو اس پدر سے ہے سدا — یہ جہان دکھتا ہے مجکو خلد سا
ہر گھڑی صورت ہی نو اور نو جمال — دیکھنے اس نو سے مٹتا ہی ملال
ایسے ہی میں دیکھوں پر نعمت جہان — اور جاری آب چشموں سی عیان
سنتا ہوں آواز میں اس آب کا — ہوش اور دل مست ہوتا ہے مرا
ناچتی ہیں شاخ مثل ماہیان — تال دیتے برگ ہیں جون مطربان
برق آئینہ نمد سے چھلکے ہے — گر دکھائے آئینہ کیسے بنے
لاکھ میں سے بھی نہ اک کہتا ہوں میں — کس لیے کہ شک ہے پر ہر کان میں
کہنا آگے وہم کے مژدہ دکھے — عقل کہوے مژدہ کیا یہ نقد ہے

کل عالم صورت عقل کل است — کوست بابای هر آنک اهل قل است
چون کسی با عقل کل کفران فزود — صورت کل پیش او هم سگ نمود
صلح کن با این پدر عاقی بهل — تا که فرش زر نماید آب و گل
پس قیامت نقد حال تو بود — پیش تو چرخ و زمین مبدل شود
من که صلحم دائما با این پدر — این جهان چون جنتستم در نظر
هر زمان نو صورتی و نو جمال — تا ز نو دیدن فرو میرد ملال
من همی بینم جهان را پر نعیم — آبها از چشمه‌ها جوشان مقیم
بانگ آبش میرسد در گوش من — مست میگردد ضمیر و هوش من
شاخها رقصان شده چون تائبان — برگها کف زن مثال مطربان
برق آیینه است لامع از نمد — گر نماید آینه تا چون بود
از هزاران من نمی‌گویم یکی — زانکه آگنده است هر گوش از شکی
پیش وهم این گفت مژده دادنست — عقل گوید مژده چه نقد منست

قصه فرزندان عزیر علیه السلام

کہ باپ سے حال باپ کا پوچھتے تھے بولے کہ ہاں پیچھے آتے ہیں جسنے کہ پہچانا بیہوش ہوا جس نے نہ پہچانا خوش ہوا

قصه فرزندان عزیر علیه السلام

که از پدر حال پدر می‌پرسیدند گفت آری از عقب می‌آید بعضی که شناختندش بیهوش شدند و آنان که نشناختندش شاد شدند

جیسے پسران عزیر اندر گذر — پوچھتے تھے آکے احوال پدر
رہ ہوئے تھے بوڑھے باپ انکا جوان — آگے انکے باپ آیا ناگہان

همچو پوران عزیر اندر گذر — آمده پرسان ز احوال پدر
گشته ایشان پیر و باباشان جوان — پس پدرشان پیش آمد ناگهان

پس بپرسیدند ازو کای رهگذر / از عزیزان با عجب داری خبر
که کسی بان گفت کامروز آن شنید / بعد نومیدی ز بیرون میرسید
گفت آری بعد من خواهد رسید / آن یکی خوش شد چو این مژده شنید
بانگ میزد کای بشر باش و شاد / وان دگر بشناخت بیهوش اوفتاد
گرچه جای مژده است ای بی‌خبر / که در افتادیم در کان شکر
وهم را مژده است پیش عقل نقد / زانکه چشم وهم شد محجوب نقد
کافران را درد و مومن را بشیر / لیک نقد حال در چشم بصیر
زانکه عاشق در دم نقد است مست / لاجرم از کفر و ایمان برتر است
کفر و ایمان هر دو خود دربان اوست / کوست مغز و کفر و دین او را دو پوست
کفر قشر خشک رو بر تافته / باز ایمان قشر لذت یافته
قشرهای خشک را جا آتش است / قشر پیوسته به مغز جان خوش است
مغز خود از مرتبه خوش برتر است / برتر است از خوش که لذت گستر است
این سخن پایان ندارد باز گرد / تا برآرد موسیم از بحر گرد
در خور عقل عوام این گفته شد / از سخن باقی آن بنهفته است
زر عقلت ریزه است ای متهم / بر قراضه مهر سکه چون نهم
عقل تو قسمت شده بر صد مهم / بر هزاران آرزو و طم و رم
جمع باید کرد اجزا را به عشق / تا شوی خوش چون سمرقند و دمشق
جو جو چون جمع گردد ز اشتباه / پس توان زد بر تو سکه پادشاه
ور ز مثقالی شوی افزون تو خام / از تو سازد شه یکی زرینه جام
پس برو هم نام و هم القاب شاد / باشد هم صورتش ای وصل خواه
تا که معشوقت بود هم نان و آب / هم چراغ و شاهد و نقل و شراب
جمع کن خود را جماعت رحمت است / تا توانم با تو گفتن آنچه هست
زانکه گفتن از برای باوری است / جان شرک از باوری حق بری است
جان قسمت گشته در حر فلک / در میان شصت سودا مشترک
پس خموشی به دهد او را ثبوت / پس جواب احمقان آمد سکوت

پوچھا انہوں نے اے مسافر بے خبر / تجکو آتے ہیں ہمارے جو ہر پر
کر کہا ہے کسی نے آج در / بعد نومیدی کے آتے ہیں کبھو
بولے ہاں وہ بعد میرے آئیگا / وہ ہوا خوش جسنے یہ مژدہ سنا
وہ لگے کہ اے مبشر شاد رہ / جسنے پہچانا ہوا بیہوش زرد
بے خبر یہ کیا جگہ مژدہ کی ہے / بل شکر کی کان میں ہم ہیں پڑے
عقل کو نقد اور مژدہ وہم کو / کیونکہ چشم وہم ہے محجوب جو
کافروں کو درد مومن کو بشیر / نقد حال اسکو ہے جو چشم بصیر
کیونکہ عاشق ہے دم نقد اب سدا / اس لیے ہے کفر و ایماں سے سوا
کفر و ایماں اسکے ہیں دربان دو / کہ وہ مغز اور کفر و ایماں دو ہیں پوست
کفر چھلکا خشک ہے روگرداں ہوا / اور ایماں چھلکا لذت سے بھرا
خشک چھلکے کی جگہ تو آگ ہے / خوش ہے چھلکا مغز جاں سے جو ملے
مغز خود ہے مرتبہ خوش سے بڑا / اور سوا خوش سے کہ لذت ہے بھرا
بات یہ بے انتہا اب چھوڑ اسے / تا لگا لے گرد موسےٰ بحر سے
عام کی یہ عقل کے لائق کہا / اور باقی بات کو مخفی کیا
عقل کا زر ریزہ ریزہ ہے ترا / مہر سکہ کب ہو ریزہ پر بھلا
عقل تیری بٹ گئی سو کام پر / اور ہزاروں آرزو میں خشک و تر
جمع کر اجزا کو اسکے تو بعشق / تا تو خوش ہو جوں سمرقند و دمشق
جمع جو جو ہو شبہے جو کر سے / بادشاہی سکہ تجپر لگ سکے
گر ہو تو مثقال سے زیادہ ای خام / شاہ پس تجسے بنالے زر کا جام
پھر ہو کبھی نام و کبھی القاب شاہ / اور صورت اسکی کبھی ای وصل خواہ
تا کہ ہو معشوق تیرا نان و آب / کبھی چراغ و شاہد و نقل و شراب
جمع کر خود کو جماعت رحم ہے / کر سکوں جو کچھ کہ ہوا ہے میں تجھے
کیونکہ کہنا ہے مرد کے واسطے / حق کی یاری منکروں سے دور ہے
بٹ گئی ہے جان تیری زیر فلک / ساٹھ خواہش کے ہے اندر مشترک
پس خموشی بہتر اسکی دی ثبوت / کہ جواب احمق کا آیا ہے سکوت

جانتا ہون مین دل مستی ای یار | کھولتی ہے منھ مرا بے اختیار
جس طرح چھینک دے رجائی سہو دہان | کھلتا ہے بے اختیار ای مہربان

این ہمیدانم دلی مستی من | می کشاید بے مراد من دہن
آن چنان کز عطسہ از خامیان | این دہان گردد بنا خواہ تو باز

بیان حدیث انی لاستغفر اللہ ربی فی کل یوم سبعین مرۃ

تحقیق مین استغفار کرتا ہون ساتھ اللہ کے ہر دن مین ستر بار ۱۲

بیان حدیث انی لاستغفر اللہ ربی فی کل یوم سبعین مرۃ

مین بقول مصطفی کی کرتا ہون | دن مین ستر بار توبہ ذو فنون
پر وہ مستی توڑتی توبہ کو ہر | اور یہ مستی تن کی نسیانی سکھی
کہنہ حکمت لایق اظہار نی | ڈالے مستی واقف اسرار کی
سات اس شہرت کے اسرار نہان | ہو گیا جف القلم سے بس عیان
رحمت بیحد ہے جاری ہر زمان | خفتہ درک اسکی سے ہو تم مردمان
مین نے نے دیکھا سلائی تشنگی | ہے سلاتی تشنگی بے عقل کی
عقل وہ ہر حق نے پیدا جو کہ کی | عقل نے وہ کہ عطارد سی ہوئی

ہمچو پیغمبر زگفتن وز نثار | توبہ آرم روز من ہفتاد بار
لیک آن مستی بود توبہ شکن | مستی ست این مستی تن جامہ کن
حکمت اظہار تاریخ دراز | مستی انداخت بر دانائی راز
راز پنہان با چنین طبل و علم | آب جوشان گشتہ از جف القلم
رحمت بی حد روانہ ہر زمان | خفتہ اید از درک آن ای مردمان
من ندیدم تشنگی خواب آورد | خواب آرد تشنگی بے خرد
خود خرد آنست کو از حق چرید | نے خرد کان را عطارد آورید

بیان اس بات کا کہ عقل جزوی گور سے آگے نہین دیکھتی اور باقی مقلد انبیا کی ہے

بیان آن کہ عقل جزوی تا بہ گور بیش نہ بیند و در باقی مقلد انبیاست

پیش بینی عقل کی ہے گور تک | اور صاحبدل کی نفخ صور تک
نے یہ عقل اب گور سے آگے بڑھے | نے قدم پیراہ باطن کی چلے
اس قدم اور عقل سے بیزار ہو | چشم غیبی ڈھونڈھو بر خوردار ہو
مثل موسی نور اسکو کب ملے | جو کتاب استاد کا شاگرد ہے
اس نظر سے پائے جز گردش نہ کار | اس نظر کو چھوڑ اور بے انتظار
برتری مت ڈھونڈھ یا تو نفس دلا | منتظر کو سننا کہنے سے بھلا
شہوت اک نوع کی رکھے تعلیم قال | رہ بتارہ جو ہے شہوت سی خیال

پیش بینی خرد تا گور بود | وان صاحبدل بنفخ صور بود
این خرد از خاک گوری نگذرد | وین قدم عرصہ عجایب نسپرد
زین قدم وین عقل رو بیزار شو | چشم غیبی جوی و برخوردار شو
ہمچو موسے نور کے یابد جیب | سخرہ استاد و شاگرد کتیب
زین نظر وین عقل نا ید جز دوار | پس نظر بگذار و بگزین انتظار
از سخن گوئی مجوئید ارتفاع | منتظر را بہ ز گفتن استماع
منصب تعلیم نوع شہوتیست | ہر خیالی شہوتی در راہ بتیست

پاتا اُسکا فضل گر ہر اک فضول / بھیجتا حق کس لیے اتنے رسول
گر بفضلش پی بیردی هر فضول / کی فرستادی خدا چندین رسول

عقل جزوی اک چمک بجلی کی ہے / کب چمک مین راہ کوئی چل سکے
عقل جزوی همچو برقست و درخش / در درخشی کی توان شد سوی وخش

نور برق ایسا نہین رہبر جو ہو / بلکہ اک ابر کو ہے کہ تو رد
نیست نور برق بهر رهبری / بلکه امرست ابر را که می گری

واسطے رونے کے برق عقل ہے / نیستی تا روئے ہستی کے لیے
برق عقل ما برای گریه است / تا بگرید نیستی در شوق هست

عقل کودک مکتب تک ہی پڑھے / پر نہین وہ سیکھ سکتا آپ سے
عقل کودک گفت بر کتاب تن / لیک نتواند بخود آموختن

عقل بیمار آئے ہے سوئے طبیب / پر بجا لے وہ دوا کو ای حبیب
عقل رنجور آیدش سوی طبیب / لیک نبود در دوا عقلش مصیب

یہ شیاطین جاتے تھے سوئے فلک / آسمانی راز سنتے با ملک
تک شیاطین سوی گردون میشدند / گوش بر اسرار بالا میزدند

راز بس تھوڑا سا وہ لیجاتے تھے / تا شہاب انکو بھگاتے چرخ سے
میربودند اندکی زان رازها / تا شهب میراندشان زود از سما

کر دہان تم جاؤ آیا ہے رسول / جو کہ تم چاہو کرو اُس سے حصول
که روید آن جا رسولی آمده ست / هر چه میخواهید از آید بدست

تم اگر چاہتے ہو دُر بے بہا / ادخلوا الابیات من ابوابہا
گر همی جویید دُر بی بها / ادخلوا الابیات من ابوابها

حاضر اُنکے در پہ ہو اے گمرہان / ہے نہ تمکو راہ سوئے آسمان
میزن آن حلقهٔ در و بر باب ایست / کز سوی بام فلکتان راه نیست

یاں نہین اُنکی کچھ حاجت تمہین / بس دیے خاکی کو بھیجے راز ہین
نیست حاجت تا بدین راه دراز / خاکیی را داده ایم اسرار راز

گر نہ خائن ہو ملو اُس شخص سے / نیشکر ہو اُس سے گرچہ تم ہو نَے
پیش او آیید گر خائن نه اید / نیشکر گردید ازو گرچه نیید

وہ اُگا دے سبزہ تیری خاک سے / کم نہ سم اسپ سے جبرئیل سے
سبزه روياند ز خاکت آن دلیل / نیست کم از سم اسپ جبرئیل

سبزہ ہو تازہ ہو تو اور نیا / گر تو خاک اسپ ہو جبرئیل کا
سبزه گردی تازه گردی از لوی / گر تو خاک اسپ جبرئیلی شوی

سامری نے سبزۂ جان بخش کو / رکھا گوسالہ مین تا گوہر ہو دو
سبزهٔ جان بخش کان را سامری / کرد در گوساله تا شد گوهری

زندہ ہو کر بولا اُس سبزہ سے دو / ایسا بولا کہ ہوا فتنہ عدو
جان گرفت و بانگ زد زان سبزه او / آن چنان بانگی که شد فتنهٔ عدو

گر امین ہو آؤ سوئے اہل راز / دور ہو دے سر سے ٹوپی شکل باز
گر امین آیید سوی اهل راز / وارهید از سر کله مانند باز

بند گوش و چشم ٹوپی نے کیے / باز اُس سے عاجز و ناچار ہے
سر کلاه چشم بند گوش بند / کو از آن بازست مسکین و نژند

انکھ پر ٹوپی رکھے ہے اسلیے / کر دہ جنس اپنے سے رغبت بس رکھی
زان کله بر چشم باز ار شده است / که همه میلش سوی جنس خودست

جنس کو بھولا ہوا جو شہ کا یار / کھول دیوے انکھ اُسکی بازدار
چون ببرید از جنس و با شه گشت یار / بر گشاید چشم او را بازدار

حق نے ہانکا دیو اپنی راہ سے / اور جزوی عقل کو گمراہ سے
رانده دیوان را حق از مرصاد خویش / عقل جزوی را ز استبداد خویش

سروری کم کر نہ تجکو راستی / کر تو شاگردی ولی اللہ کی
که سری کم کن نه ای تو مستبد / بلکه شاگرد دلی و مستعد

زیب دل سکے ہو کہ جز دل کا ہے تو / کیونکہ بندہ شاہ عادل کا ہے تو
زود بر دل رو که تو جزو دلی / زین که بندهٔ بادشاه عادلی

بندگی بہتر ہے سلطانی سے بس / کہ انا خیر دم شیطان ہے بس
بندگی او به از سلطانی است / که انا خیر دم شیطانی است

فرق دیکھ اور کر تو خاصن ای حسیس / بندگی آدم کی نے کبر بلیس
پس کہا اس نے کہ ہے خورشید رو / حرف طوبی جیسا ذلت نفسہ
سایہ طوبی کا تو دیکھ اور خوش تو سو / سر تو رکھ سایے میں اور سرکش نہ ہو
نفس کی ذلت کا سایہ خواب گاہ / مستقدان صفا کا خواب گاہ
سوی شہوت جائے اس سایہ سے گر / جلد تو باغی ہوا اور گمراہ تر

فرق بین و برگزین تو ای حبیس / بندگی آدم از کبر بلیس
گفت آنکہ ہست خورشید راہ او / حرف طوبی ہر کہ ذلت نفسہ
سایہ طوبی ببین و خوش بخسپ / سر بنہ در سایہ سرکش مخسپ
ظل ذلت نفسہ خوش مضجعی است / مستعد آن صفا را مخدعی ست
گر ازین سایہ روی سوی منی / زود و طاغی گردی و رہ گم کنی

بیان آیت یا ایہا الذین آمنوا لاتقدموا

اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تم مت علیحدہ بات اپنی کو

بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان

آگے بات اللہ اور رسول اللہ کے اور ڈرو تم اللہ سے تحقیق

اللہ سمیع علیم

اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

بیان آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم

نظم

چونکہ سلطان نہ رعیت باش / وز خودی رای رحمتی متراشا
چون نبی نیستی زامت باش / پس رو خامشان خامش باش
جا تو اور خاموش اب طاعت سے ہو / زیر سایہ شیخ و استاد کے رہو
پیروی خاموش ہو خامش رہو / اور غرور اپنے بدن سے مت کرو
مستعد ہے گرچہ اور قابل ہے تو / کاہلی کی لاف سے مسخ ہووے تو
بھی تو استعداد سے رہوے اگر / ہے تو سرکش اوستاد اپنے سے پر
صبر کر تو موزہ دوزی مین لسوز / تو ہو گر بے صبر رہوے پارہ دوز
کہنہ دوزون کو جو ہوتا صبر و حلم / ہوتے وہ نو دوز سب اور اہل علم
سخت کوشش کر کہ تا آخر کہے / خود بخود کو کہہ وہ عقل اک قید ہے
جس طرح وہ فلسفی ہنگام مرگ / دیکھتا تھا عقل کو بے بال و برگ
بے غرض استاد ابر اسدم کیا / کہ میں جھوٹا ہوں ندیم اس عقل کا
تھا گا میں مرد سے از راہ غرور / اور گیا بحر خیالی میں عبور

نظم

چونکہ سلطان نہ رعیت باش / وز خودی رای رحمتی متراش
چون نبی نیستی زامت باش / پس رو خامشان خامش باش
پس برو خاموش باش از انقیاد / زیر سایہ شیخ و امر استاد
پس رو و حقا شو و خاموش باش / از وجود خویش والی کم تراش
ورنہ گرچہ مستعد و قابلی / مسخ گردی تو ز لاف کاہلی
ہم ز استعداد وا مانی اگر / سرکشی ز استاد و راز و خبر
صبر کن در موزہ دوزی و بسوز / ورشوی بے صبر مانی پارہ دوز
کہنہ دوزان گر بدیشان صبر و حلم / جملہ نو دوزان شدندی ہم بعلم
پس بکوشی و بآخر از کلال / خود بخود گویی کہ العقل عقال
ہمچو آن مرد مفلسف روز مرگ / عقل را میدید پس بی بال و برگ
بی غرض میکرد آندم اعتراف / کز ذکاوت راندیم اسپ از گزاف
از غروری سر کشیدم از رجال / آشنا کردیم در بحر خیال

پیسہ نا ہے ہیچ اندر بحر روح — ہی علاج اس جا پہ جز کشتی نوح — آشنا ہیچ ست اندر بحر روح — نیست آنجا چارہ جز کشتی نوح
ایسا فرماتے ہیں وہ شاہ رسل — کہ میں ہوں کشتی میان بحر کل — این چنین فرمود آن شاہ رسل — کہ منم کشتی درین دریای کل
یا وہ کوئی کہ بصیرت میں مرے — ہو خلیفہ راست میری جا پہ یے — یا کسے کو در بصیرتہای من — شد خلیفہ راستین بر جای من
نوح کی کشتی میں ہوں دریا میں تا — منہ نہ اس کشتی سے تو پھیرے بھلا — کشتی نوحیم در دریا کہ تا — رو نگردانی ز کشتی ای فتا
مثل کنعان کے نہ جا ہر کہنہ کی سو — اور پڑھ لا عاصم الیوم کو تو — ہمچو کنعان سوی ہر کوہی مرو — از نبی لا عاصم الیوم شنو
پست دکھتی ہے یہ کشتی قید سی — کوہ اونچا فکر کا دکھتا تجھے — می نماید پست این کشتی ز بند — می نماید کوہ فکرت بس بلند
پست ہرگز دیکھ مت اس پست کو — دیکھ اس فضل خدا پیوست کو — پست منگر ہان و ہان این پست را — منگر آن فضل خدا پیوست را
دیکھ مت بالائے کوہ فکر پر — ایک موج اسکو کرے زیر و زبر — در بلندی کوہ فکرت کم نگر — کہ یکے موجش کند زیر و زبر
گر تو کنعان ہے یقین کب لاسکے — گر کرون دو سو نصیحت میں تجھے — گر تو کنعانی نداری باورم — گر دو صد چندان نصیحت آورم
گوش کنعان کا سنے کب یہ کلام — ہے خدا کی مہر اسپر اور ختام — گوش کنعان کی پذیرد این کلام — کہ برو مہر خدا یست و ختام
مہر حق پر کب نصیحت آسکے — کب حدث حکم خدا واپس کرے — کی گزارد موعظہ بر مہر حق — کی بگرداند حدث حکم سبق
پر میں کہتا ہوں حدیث شاہ دنیا — اس تمنا پر کہ تو کنعان نہیں — لیک میگویم حدیث خوش پئی — بر امید آنکہ تو کنعان نہ
تو کرے گا آخر اس استدار کو — دیکھ لے پہلے سے بس آخر کو تو — آخر این اقرار خواہی کرد ہین — ہم ز اول روز آخر را بہ بین
دیکھ سکتا ہے تو آخر کو مگر — چشم آخر بین کو تو اندھا نہ کر — می توانی دید آخر را مکن — چشم آخر بینت را کور و کہن
جو ہی آخر بین بہت وہ نیک ہی — نہ اسے ہر دم ہو لغزش راہ پہ — ہر کہ آخر بین تر او مسعود تر — نبودش ہر دم برہ رفتن عثار
تو نہ چاہے سونا اٹھنا یہ اگر — خاک پائے مرد سے تیز آنکھ کر — گر نخواہی ہر دمی این خفت خیز — کن ز خاک پای مردی چشم تیز
اپنا سرمہ اُنکی خاک پا کو کر — تا تو اوباشوں کا کردے زیر سر — کحل دیدہ ساز خاک پاش را — تا ببندازی سر اوباش را
اس مریدی اور شاگردی سے یار — سوئی گر تو ہو تو ہو وے ذو الفقار — کہ ازین شاگردی و زین افتقار — سوزنی باشی شوی تو ذو الفقار
سرمہ کر تو خاک اس مقبول کو — بھی جلائے بھی بنائے چشم و — سرمہ کن تو خاک این بگزیدہ را — ہم بسوزد ہم بسازد دیدہ را
چشم روشن کر بخاک اولیا — تا تو دیکھے ابتدا و انتہا — چشم روشن کن ز خاک اولیا — تا ببینی ز ابتدا تا انتہا
اونٹ کی چشم اسلیے ہے نوردار — کھاتا نور چشم کی خاطر ہے خار — چشم اشتر زان بود بس نوربار — کو خورد از بہر نور چشم خار
خار کھا تا گل کھلیں تجھسے سدا — چشم روشن ہو تری جان ہو صفا — خار خور تا گل بر و یابد ترا — چشم تو روشن شود جان با صفا
چشم دل سے خار گر تو کھینچ لا — تیری چشم جان کو روشن حق کرے — خار را از چشم دل گر برکنی — چشم جان را حق ببخشد روشنی

قصہ خچر کی شکایت کا اونٹ سے — قصہ شکایت استر با اشتر کہ من

کہ میں راہ چلنے میں ٹھوکر کھا کے بہت گرتا ہوں اور تو کم گرتا ہے کیا سبب ہے اور جواب دینا اونٹ کا

ایک دن خچر نے دیکھا اونٹ کو ۔ جو ہوئے اصطبل میں شامل وہ دو
بولا منھ کے بل گروں ٹھوکر سے میں ۔ کوہ و صحرا کوچہ و بازار میں
گرچہ منھ کے بل گروں از بسکہ میں ۔ اونچی نیچی اور برابر راہ میں
خاص کر جبکہ اترتا کہ سے ہوں ۔ سر کے بل گرتا ہوں ہردم کیا کروں
کیا سبب ہو کہ نہیں گرتا ہے تو ۔ تیری جان پاک شاید ہے نکو
سر کے بل گرتا ہوں ٹھوکر کھاتا ہوں ۔ منھ و زانو سے مرے نکلے ہی خون
مجھ سے گر سامان و پالان ہووے بار ۔ تو گرا پیدا رسے کھاتا ہوں مار
جیسے وہ کم عقل نقص عقل سے ۔ معصیت میں توبہ ہردم توڑ دی
مسخرہ شیطان کا ہو اندر زمن ۔ ضعف سے وہ عقل کے توبہ شکن
سر کے بل ہردم گری جوں اسپ لنگ ۔ کہ ہو بوجھا بھاری و رہ میں سنگ
زخم لیتا ہو وہ سر پر غیب سی ۔ توڑ کر توبہ کو وہ بدبخت ہے
پھر وہ کم عقلی سے جو توبہ کرے ۔ دیو پھر توبہ کو اسدم توڑ دی
ضعف اندر ضعف و غرہ اسقدر ۔ کہ وہ دیکھے واصلوں کو خوار تر
ای شتر تو مثل مومن ہے اشکار ۔ کم گرے تو منھ کے بل کم کھائی مار
کیا تو رکھتا ہے کوئی آفت تجھے ۔ نے تو گرتا ہے نہ ٹھوکر کھائی ہی
بولا گرچہ ہر سعادت حق سے ہے ۔ فرق بس ہے درمیان میرے ترے
سر بلند اور چشم میری ہے بلند ۔ اور نظر عالی مری ای ہوشمند
دیکھتا ہوں کوہ سے چڑھ کو میں ۔ ہر گڑھے کو اونچا نیچا راہ میں
دیکھتا ہے جیسے وہ صدر اجل ۔ پہلے کام اپنے تا روز اجل
ہوئیگا جو کچھ کہ بعد از ساٹھ سال ۔ جانتا اس دم ہے وہ نیکو خصال

بسیار در رو می افتم و در راه رفتن و تو کم می افتی چیست و جواب گفتن شتر

اشتری را دید روزی استری ۔ چونکہ با او جمع شد در آخوری
گفت من بسیار می افتم برو ۔ در گریوه در راه و در بازار و کو
گرچه در ره می فتم بسیار من ۔ در ره هموار و ناهموار من
خاصه از بالا که تا زیر کوه ۔ در سر آیم هر زمانی با شکوه
کم همی افتی تو در رو بهر چیست ۔ تا مگر خود جان پاکت دولتیست
در سر آیم هر دم و زانو زنم ۔ پوز و زانو زان خطا پر خون کنم
گر شود پالان و رختم بر سرم ۔ وز مکاری هر زمان زخمی خورم
همچو کم عقلی که از عقل تباه ۔ بشکند توبه بهر دم از گناه
سخرهٔ ابلیس گردد در زمن ۔ از ضعیفی رای آن توبه شکن
در سر آید هر زمان چون اسپ لنگ ۔ که بود بارش گران و راه سنگ
می خورد از غیب بر سر زخم او ۔ از شکست توبهٔ آن ادبیرجو
باز توبه میکند با رای سست ۔ دیو در دم باز توبه را شکست
ضعف اندر ضعف و کبرش آنچنان ۔ که بخواری بنگرد در واصلان
ای شتر که تو مثال مومنی ۔ کم فتی در رو و کم بینی زلی
تو چه داری که چنین بی آفتی ۔ بی عثاری و کم اندر رو فتی
گفت گرچه هر سعادت از خداست ۔ در میان ما و تو بس فرقهاست
سر بلندم من دو چشم من بلند ۔ بینش عالی امان ست از گزند
از سر که من ببینم پای او ۔ هر گو و هموار را من تو بتو
همچنان که دید آن صدر اجل ۔ پیش کار خویش تا روز اجل
آنچه خواهد بود بعد شصت سال ۔ داند اندر حال آن نیکو خصال

حال خود تنہا نہیں وہ دیکھتا ۔ بلکہ دیکھے حال شرق و غرب کا
حال خود تنہا ندید آن متقی ۔ بلکہ حال مغربی و مشرقی

نور اسکی چشم باطن میں رہا ۔ کس لیے حب الوطن کے واسطے
نور در چشم و دلش سازد سکن ۔ بہر چہ سازد پی حب الوطن

جیسے پہلے دیکھا یوسف نے بخواب ۔ کہ کرین سجدہ مجھے مہ آفتاب
ہمچو یوسف کو بدید اول بخواب ۔ کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب

دس برس کے بعد بلکہ اور سوا ۔ دیکھا جو یوسف نے وہ ظاہر ہوا
از پس دہ سال بلکہ بیشتر ۔ آنچہ یوسف دیدہ بد بر کرد سر

وہ تھا منظر بنور اللہ خلاف ۔ نور حق ہوتا ہے بس گردون شگاف
نیست آن ینظر بنور اللہ گزاف ۔ نور ربانی بود گردون شگاف

آنکھ میں تیری نہیں وہ نور ہے ۔ حس حیوانی ز بہچانا ہے تجھے
نیست اندر چشم تو آن نور رو ۔ ہستی اندر حس حیوانی گرو

دیکھئے ضعف چشم سے تو پیش پا ۔ تو وہی تیرا ضعیف اب پیشوا
نور ضعف چشم بینی پیش پا ۔ تو ضعیف و ہم ضعیفت پیشوا

چشم ہے جو دست و پا کی پیشوا ۔ دیکھے ہے جا اور بیجا کو سدا
پیشوا چشم ست دست و پای را ۔ کو ببیند جای را نا جای را

دوسرے یہ آنکھ روشن ہے مری ۔ تیسرے خلقت ہوئی اظہر مری
دیگر آنکہ چشم من روشن ترست ۔ دیگر آن کہ خلقت من اظہرست

کس لیے کہ میں ہون اولاد حلال ۔ نی حرامی نی زنائی نی ضلال
زان کہ من ہستم ز اولاد حلال ۔ نی ز اولاد زنا و اہل ضلال

تو ہے اولاد زنائی بد گمان ۔ تیر کج جائے جو کج ہووے کمان
تو ز اولاد زنائی بی گمان ۔ تیر کژ پرد چو کژ باشد کمان

سچا جاننا خچر کا جواب شتر کو اور اقرار کرنا اُس کی بڑائی کا اپنے پر اور مدد چاہنا اور پناہ لینا اور نفع پہونچانا اور راہ بتانا شتر کا اسکو

تصدیق کردن استر جواب اشتر را و اقرار آوردن بہ فضل او بر خود و استعانت خواستن و پناہ گرفتن و نواختن اشتر او را و راہ نمودن با و

بولا خچر کہ سچ ہے اے شتر ۔ یہ کہا اور اشک سے کی چشم تر
گفت استر راست گفتی ای شتر ۔ این بگفت و چشم کرد از اشک تر

رو دیا اور بس اسکے قدمون پر گرا ۔ اور کہا کہ اے تو مقبول خدا
ساعتی بگریست در پایش فتاد ۔ گفت ای بگزیدہ رب العباد

ہووے کیا نقصان اگر تو اب مجھے ۔ بندگی میں بس قبول اپنی کرے
چہ زیان دارد گر از فرخندگی ۔ در پذیری تو مرا در بندگی

فضل تیرا مجھ سے زیادہ حد سے ہے ۔ رکھ مجھے معذور اپنے فضل سے
فضل تو بر من فزونست از شمار ۔ ہم بہ فضل خود مرا معذور دار

بولا جو اقرار مجھ سے بس کیا ۔ جا کر آفت سے زمانے کی بچا
گفت چون اقرار کردی پیش من ۔ رو کہ رستی تو ز آفات زمن

اردو		فارسی	
جو ہوا منصف بلا سے تو چھٹا	تھا تو دشمن دوست میرا ہو گیا	وادی انصاف و رہیدی ز بلا	تو عدو بودی شدی اہل ولا
خوی بد از اصل مین تھی کچھ ترے	اصل بد سے ہو نہ جز انکار سکے	خوی بد در ذات تو اصلی نبود	کز بد اصلی نیاید جز جحود
وہ بدی بس عارضی ہو تیرہ گو	لائے اقرار اور ہو وے توبہ جو	آن بدی عاریتی باشد کہ او	آرد اقرار و شود او توبہ جو
جیسے تھی آدم کی زلت عارضی	اس لیے توبہ اسی دم اسنے کی	ہمچو آدم زلتش عاریہ بود	لاجرم اندر زمان توبہ نمود
اصل بد تھی جو کہ اس ابلیس کی	جانب توبہ نہ کوشش اسنے کی	چونکہ اصلی بود جرم آن بلیس	رہ نبودش جانب توبہ نفیس
جا کہ خود سے خو سے بد سے تو چھٹا	شعلہ نار و درندان سے بچا	رو کہ رستی از خود و از خوی بد	وز زبانہ نار و از دندان دد
جا کہ دولت تجکو اب حاصل ہوئی	اور پایا تو نے بخت سرمدی	رو کہ اکنون دست در دولت زدی	در فگندی خود بہ بخت سرمدی
ادخلی اندر عبادی بس ہے	وادخلی فی جنتی کی رہ چلے	ادخلی تو در عبادی یافتی	وادخلی فی جنتی در تافتی
خود کو داخل اسکے بندون مین کیا	راہ پوشیدہ سے جنت مین گیا	در عبادش راہ کردی خویش را	رفتی اندر خلد از راہ خفا
اہدنا بولا صراط المستقیم	لے گیا وہ تجکو تا باغ نعیم	اہدنا گفتی صراط المستقیم	دست تو بگرفت و بردت تا نعیم
نار تھا بس نور اب تو ہو گیا	غورہ اک انگور اب تو ہو گیا	نار بودی نور گشتی ای عزیز	غورہ بودی گشتی انگور و مویز
تھا تو اختر ہو گیا تو آفتاب	خوش رہو واللہ اعلم بالصواب	اختری بودی شدی تو آفتاب	شاد باش واللہ اعلم بالصواب
اے ضیاء الحق حسام الدین کمال	شہد اپنا میرے شیر جو میں ڈال	ای ضیاء الحق حسام الدین بگیر	شہد خویش اندر فگن در جوی شیر
تا نہ ہو وے شیر میرا بد مزا	اور مزے سے پائے وہ از حد مزا	تا رہد آن شیر از تغییر طعم	یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
متصل بحر الستی سے ہوا	جو ہوا دریا تغیر سے چھٹا	متصل گردد بدان بحر الست	چونکہ شد دریا ز ہر تغییر رست
شہد کے دریا مین پائے راہ وہ	اور نہ اس مین دخل کچھ آفت کو رہے	منفذے یابد در آن بحر عسل	آفتی را نبود اندر وی عمل
مار نعرہ شیر سا شیر خدا	تا وہ نعرہ آسمان پر ہو بپا	غرہ کن شیروار ای شیر حق	تا رود آن غرہ بر ہفتم طبق
کیا خبر ہو بھو کی جان کی سیر کو	ہوش کیا ہے پائے نعرہ شیر کو	چہ خبر جان ملول سیر را	کی شناسد موش غرہ شیر را
آپ زر سے لکھ تو حال اپنا وے	گوہر ون دریا دلون کو دے عطا	بر نویس احوال خود با آب زر	بہر دریا دلی حالی گہر
آب نیل اب یہ سخن ہے جانفزا	چشم قبطی مین تو خون کر دی خدا	آب نیل ست این حدیث جانفزا	یا رش در چشم قبطی خون نما

خوش آمد کرنا قبطی کی سبطی سے کہ ایک برتن مین آب نیل کو بہ نیت اپنی

لابہ کردن قبطی سبطی را کہ یک طرف بہ نیت خویش از نیل

بھر کر میرے لب پر رکھ کہ تا میں پیوں کہ میرا حق دوستی و برادری کا تجھ پر ہے کیونکہ جو تم بھرتے ہو آب صاف ہے اور جو ہم بھرتے ہیں خون صاف ہے

پر کن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری کہ شما چون برمیدارید آب صاف است و چون ما برمیداریم خون صاف ست

یہ سنا میں نے کہ اک قبطی گیا — پاس سبطی کے جو پس تشنہ ہوا
بولا میں تیرا عزیز اور یار ہوں — پر میں تجھ سے آج اک حاجت رکھوں
کیونکہ الیاس سحر موسیٰ نے کیا — خون آب نیل ہم پر ہو گیا
صاف پانی پیتے سبطی نیل سے — قبطیوں پر خون نظر بندی سے آئی
قبطی اب مرتے ہیں اری پیاس کے — اپنی بدبختی سے یا بد نسل سے
اک پیالا پانی لا اپنے لیے — تا پیے یہ یار تیرے آب سے
جو پیالہ تو بھرے اپنے لیے — خون نہ ہو دے پاک پانی ہو تجھے
تا پیوں پانی طفیل اب میں ترے — کہ طفیل غم سے طاعت میں بچے
بولا اے جان جہاں خدمت کروں — اے مرے دیدہ درخشاں میں کہوں
رای پر تیری چلوں عشرت کروں — اور رہا ہوں تجھ کو تابع تیرا ہوں
نیل سے پانی پیالے میں بھرا — منہ لگا کر اس سے بس آدھا پیا
پس جھکایا جام سوی آنجناہ — کر تو پی دہ ہو گیا خون سیاہ
جب ادھر پھیرا تو خون پانی ہوا — قبطی اس غصہ سے آتش میں جلا
پھر اکھڑی دیر تا غصہ گیا — بعدہ بولا کہ اے سیف خدا
اے برادر کیا دوا اس رنج کی — بولا یہ وہ کھائے جو ہے متقی
متقی وہ ہے کہ جو بیزار ہو — راہ فرعون ہو و موسیٰ سے ملے
تو تم موسیٰ ہو دکھا اس آب کو — صلح کر مہ سے و با مہتاب کو

ای شنیدم کہ در آمد قبطیی — از عطش اندر وثاق سبطیی
گفت هستم یار و خویشاوند تو — گشته‌ام امروز حاجتمند تو
زانکه موسی جادویی کرد و فسون — تا که آب نیل ما را کرد خون
سبطیان زان آب صافی میخورند — پیش قبطی خون شد آب از چشم بند
قبطیان تک میمیرند از تشنگی — از پی ادبیر خود یا بدرگی
بهر خود یک طاس را پر آب کن — تا خورد از آبت این یار کهن
چون برای خود کنی آن طاس پر — خون نباشد آب باشد پاک و حر
من طفیل تو بنوشم آب هم — که طفیلی در تبع بجهد ز غم
گفت ای جان جهان خدمت کنم — پاس دارم ای دو چشم روشنم
بر مراد تو روم شادی کنم — بنده تو باشم آزادی کنم
طاس را از نیل او پر آب کرد — بر دهان بنهاد و نیمی را بخورد
طاس را کژ کرد سوی آبخواه — که بخور تو هم شد آن خون سیاه
باز از آن سو کژ کرد خون آب شد — قبطی اندر خشم و اندر تاب شد
ساعتی بنشست تا خشمش برفت — بعد از آن گفتش که ای صمصام زفت
ای برادر این گره را چاره چیست — گفت این را آن خورد کو متقی ست
متقی آن ست کو بیزار شد — از ره فرعون و موسی وار شد
قوم موسی شو بخور این آب را — صلح کن با مه ببین مهتاب را

سیکڑون ظلمت ہین تیرے خشم سے / بندہ حق پر ہے اندر چشم کے
خشم کھو اور چشم کھول اور شاد ہو / عبرتین یارون سے لے استاد ہو
کسب طفیلی ہو مرا یا اعتراف / جو ہے تیرا کفر مثل کوہ قاف
کوہ ناکے مین سوئی کے کب گھسے / اس سوا کہ جو برگ کہ بنے
کوہ کو کر تو استغفار سے / جام مغفورون کا پی تو یا ہے
کب تو اسکو پی سکے اس مکر سے / کہ حرام اسکو کیا کفار پہ
مکر کا خلاق تیرے مکر کو / کب خریدے اسے خریں مکر جو
آل موسی ہو وہ حیلہ مت کرے / فصل عبث ہے حیلہ کرنا بس تجھے
آب کو طاقت کہ حکم اللہ سے / بس پھرے اور کافرونکو آب دے
یا تو جانے کہ تو روٹی کھائے ہے / زہر مار اور آگ جان کی کھائے ہے
وہ کہان روٹی کرے اصلاح جان / حکم حق سے دل کو پھیرے وہ کہان
یا تو جانے کہ حروف مثنوی / جو پڑھے تو رائگان ہو وے سبھی
یا کلام رمز اور حکمت بھرے / سہل آئے کان مین اہل کے
سہل آئے پر کہانی کی مثال / پوست دکھلائے نہین مغز کمال
ڈالا برقع سر پہ اور رخسار پر / اور چھپایا تجھ سے منھ دلدار نے
شاہنامہ اور کلیلہ بس تجھے / سرکشی سے ہو وے جون قرآن کے
حق و باطل سے ہو فرق اس دم تجھے / چشم جو سرمہ عنایت سے کھلے
ورنہ مشک اور مینگنی کو خشمی / ایکسان جانے جو تو بربندگی
خود کو شاغل رفع وحشت کو لیے / جو تو کرتا ہے کلام اللہ سے
کو بجھائے وسوسہ غصہ کی نار / اس کلام حق سے تا ہو وے بہار
اس طرح آتش بجھانے مین ولا / آب پاک اور بول یکسان ہو گیا
آتش وسواس کو یہ بول و آب / بس بجھائے جس طرح خواب شہوت
گر تو واقف ہو اس آب پاک سے / کہ خدا کا یہ کلام اک پاک ہے
دور بالکل وسوسہ ہو جان سے / گلستان کی راہ بس دل کھولے
کیونکہ نہر و گلستان مین وہ ہے / بھید سے قرآن کے جسکو بولے

صد هزاران ظلمت ست از خشم تو / بر عباد الله اندر چشم تو
خشم بنشان چشم بگشا شاد شو / عبرت از یاران بگیر استاد شو
کی طفیل من شوی در عز و قاف / چون ترا کفریست همچون کوه قاف
کوه در سوراخ سوزن کی شود / جز مگر آن کوه برگ کم شود
کوه را که کن باستغفار خوش / جام مغفوران بگیر و خوش بکش
تو بدین تزویر چون نوشی از آن / چون حرامش کرد حق بر کافران
خالق تزویر تزویر ترا / کی خرد ای مفتری مفتری
آل موسی شو که حیلت سود نیست / حیله‌ات باد تهی پیمودنیست
زهره دارد آب کز امر صمد / گرد دو با کافران آبی کند
یا تو پنداری که تو نان میخوری / زهر مار و کاهش جان میخوری
نان کجا اصلاح آن جانی کند / کو دل از فرمان جانان برکند
یا تو پنداری که حرف مثنوی / چون بخوانی رایگانش بشنوی
یا کلام حکمت و سر نهان / اندر آید سهل در گوش کهان
اندر آید لیک چون افسانها / پوست بنماید نه مغز دانها
در سر و رو در کشیده چادری / رو نهان کرده ز چشمت دلبری
شاهنامه یا کلیله پیش تو / همچنان باشد که قرآن از عتو
فرق آنگه باشد از حق و مجاز / که کند کحل عنایت چشم باز
ورنه پشک و مشک پیش اخشمی / هر دو یکسان ست چون نبود شمی
خویشتن مشغول کردن از ملال / باشدش قصد از کلام ذوالجلال
کاتش وسواس را و غصه را / زان سخن بنشاند و سازد دوا
بهر این مقدار آتش شاندن / آب پاک و بول یکسان شد بفن
آتش وسواس را این بول و آب / هر دو بنشانند همچون خمر و خواب
لیک گر واقف شوی زین آب پاک / که کلام ایزدست و روحناک
نیست گردد وسوسه کلی ز جان / دل بیابد ره بسوی گلستان
زانکه در باغی و در جوی پرد / هر که از سر صحف بوی برد

یا تو سمجھتا ہے کہ روے انبیا / ایسا ہی ہے جیسا ہیں ہم دیکھتا
پس تعجب میں تھے پیغمبر سدا / کیون نہیں منہ دیکھتے مومن مرا
نور منہ کا کیون نہیں ہیں دیکھتے / کہ ہر روشن زیادہ ہو خورشید سے
دیکھتے ہیں پھر یہ حسرت کس لیے / وحی آئی کہ وہ منہ پردے کے
تیری سو ہر ماہ و سوی خلق ابر / تا نہ وہ منہ تیرا دیکھے کوئی گبر
تیری سو دانہ ہے سو خلق دام / تا پیے نے خاص گو کوئی خام
بولا یزدان کہ تم ہم منظرون / نقش حمامی ہیں ہم لا یبصرون
گر تجھے اے بت پرستا گر بت دکھے / کہ دو چشم مردہ وہ ناظر رکھے
تو ادب اس چشم کے آگے کرے / کہ مرا تو کیا سبب کیون نہ رکھو
کس لیے یہ نقش ہر ایسے جواب / کو سلاموں کا نہ دی میرے جواب
سے بلا ہے وہ سر از راہ جود / اسکی خاطر سو کیے میں نے سجود
گرچہ حق نے سر ہلایا ظاہرا / اسکی خاطر ذوق دی ہے باطنا
سجدے کرنا وہ سو لائق ہو گئے / کہ ہلاتا سر ہے عقل و جان کو
حق نہ ظاہر سر کو جنبش دیوے / سروران پر تجکو بس سرور کری
خاص تجکو چیز اک دیوے ایک نہان / کہ کرین سجدہ تجھے اہل جہان
خاص تجکو چیز اک دی حق نہان / کہ کرین سجدہ تجھے اہل جہان
جیسے پتھر کو دیا ہے اک ہنر / تا عزیز خلق ہو پتھر کہ زر
لطف حق کو پانے قطرہ آب کا / ہو وہ گوہر زر سے قیمت میں سوا
جسم خاکی کو جیسے حق نے دی / مثل سورج مشہور عالم کی کری
یہ طلسم و نقش مردہ ہو سکے / احمقون کو پھیرا اسکی آگ سے
دکھلا رہے خود کو دکھلا وہ جیسے / او وقوف سد ہیں جانتے

یا تو پنداری که روی انبیا / آن چنان که هست می بینیم ما
در تعجب ماند پیغمبر از آن / چون نمی بینند رویم مؤمنان
چون نمی بینند نور روم خلق / که سبق برده است بر خورشید شرق
ور همی بینند این حیرت چراست / تا که وحی آمد که این رو در خفاست
سوی تو ماه است و سوی خلق ابر / تا نه بیند رایگان روی تو گبر
سوی تو دانه است و سوی خلق دام / تا ننوشد زین شراب خاص و عام
گفت یزدان که تراهم ینظرون / نقش حمام اند هم لا یبصرون
می نماید صورت ای صورت پرست / کان دو چشم مرده‌اش ناظر است
پیش چشم نقش می آری ادب / که چرا با من نمیداری عجب
از چه پس بی پاسخ است این نقش نیک / که نمی گوید سلامم را علیک
می نجنباند سر و سبلت ز جود / پاس آنکه کردمش من صد سجود
حق اگر چه سر نجنباند برون / پاس آن ذوقی دهد در اندرون
که دو صد جنبانیدن سر ارزد آن / سر چنین جنباند آخر عقل و جان
عقل را خدمت کنی در اجتهاد / پاس عقل آنست که افزاید رشاد
حق نجنباند بظاهر سر ترا / لیک سازد بر سران سرور ترا
مر ترا چیزی دهد یزدان نهان / که سجود تو کنند اهل جهان
آن چنان که داد سنگی را هنر / تا عزیز خلق شد یعنی که زر
قطرهٔ آبی بیابد لطف حق / گوهری گردد برد از زر سبق
جسم خاک است و حق تابیش داد / در جهانگیری چو مه شد اوستاد
هین طلسم است این و نقش مرده است / احمقان را چشمش از ره برده است
می نماید آن که چشمی می زند / ابلهان سازیده اند آن را سند

چاہنا قبطی کا دعای خیر اور ہدایت سبطی سے اور مانگنا دعای خیر سبطی کا قبطی کے لیے اور مستجاب ہونا اس دعا کا بدرگاہ مجیب الدعوات

درخواستن قبطی دعای خیر و هدایت از سبطی و دعا کردن سبطی قبطی را بخیر و مستجاب شدن آن دعا از اکرم الاکرمین حق تعالے

بولا قبطی تو دعا کر مہربان — مین سیہ دل ہے نرکھون وہ دہان
ایسا ہو کہ قفل اس در کا کھلے — رشت کو جا بزم خوبان مین ملے
تجھے سنخی صاحب خوبی بنے — یا کہ پھر ابلیس کر دلی بنے
یا طفیل دست مریم بوی مشک — اور تری اور میوہ پاوے شاخ خشک
پس گرا سجدے مین سبطی اور کہا — اے علیم راز پنہان ای خدا
سبطی اور قبطی ہین سب بندے ترے — عاجز و ناچار تیرے حکم کے
کس کے حاجت چاہیے بندہ تجھ سوا — ہے تجھی سے ہم اجابت ہم دعا
تو ہی دیتا پہلے ہے میل دعا — اور تو ہی آخر دعا کی دے جزا
اول آخر تو ہی ہم ہین درمیان — کچھ نہین کیا کچھ نہین کا ہو بیان
یہ ہی کہتا تھا کہ راز اک کھل گیا — اور بیہوش اسکا دل بس ہو گیا
آیا پھر وہ ہوش مین اندر دعا — لیس للانسان الا ما سعی
وہ دعا مین تھا کہ ناگہ اک بڑا — نعرہ اس قبطی نے بس دل سے کیا
اور کہا ایمان بتا دے مجکو تو — تا کہ کاٹون جلد مین زنار کو
کہ لگا لی جان مین آتش مرے — اور بلیسی کو نوازا جان سے
دوستی تجھسے تھی میری سرسری — حمد للہ دستگیری کی مری
کیمیا تھین صحبتین تیری دلا — کم نہ ہو تیرا قدم دل سے مرے
ایک تھا تو شاہ نخل خلد سے — لے گئی تا خلد جو پکڑا اسے
سیل تھا وہ تن کو میرے لیگیا — لے گیا مجکو وہ تا بحر سخا
لینے پانی سیل کی جانب گیا — بحر پایا بس بہت مین نے پیا
جام بھر لایا کہ پی تو ای اسیر — بولا ہے پانی مرے آگے حقیر
کھایا شربت مین نے للہ شتری — حشر تک اب تشنگی ہووے نہ را
جسنے چشمہ و نہر کو پانی دیا — جاری چشمہ مرے اندر کر دیا
یہ جگر کہ چاہتا تھا آب نیل — اسکے آگے اب ہوا پانی ذلیل
کاف کافی ہو گیا بہر عباد — صدق وعدہ کہیعص
مین ہون کافی خیر دون جملہ تجھے — بے سبب اور بے مدد بس خیر کے

گفت قبطی تو دعائی کن که من — از سیاهی دل ندارم آن دهن
تا بود که قفل این در وا شود — زشت را در بزم خوبان جا شود
از تو مسخ صاحب خوبی شود — یا بلیسی باز کروبی شود
تا بفر دست مریم بوی مشک — یابد و تری و میوه شاخ خشک
سبطی آندم در سجود افتاد و گفت — کای خدای عالم سر نهفت
سبطی و قبطی همه بنده تواند — عاجزم تو اند و دستمند
جز تو پیش که برآرد بنده دست — هم دعا و هم اجابت از تو است
هم ز اول تو دهی میل دعا — تو دهی آخر دعاها را جزا
اول و آخر تویی ما در میان — هیچ هیچی که نیاید در بیان
این چنین میگفت تا افتاد طشت — از سر بام و دلش بیهوش گشت
باز آمد او به هوش اندر دعا — لیس للانسان الا ما سعی
در دعا بود او که ناگه نعره — از دل قبطی بجست و غره
که بلا شتاب و ایمان عرضه کن — تا ببرم زود زنار کهن
آتشی در جان من انداختند — مر بلیسی را بجان بنواختند
دوستی تو ز حسب نا شگفت — حمد لله عاقبت دستم گرفت
کیمیای بود صحبت های تو — کم مباد از خانه دل پای تو
تو یکی شاخی بدی ز نخل خلد — چون گرفتم او مرا تا خلد برد
سیل بود آنکه تنم را در ربود — برد سیلم تا لب دریای جود
من بسوی آب رفتم سوی سیل — بحر دیدم در گرفتم کیل کیل
طاس آوردش که اکنون آب گیر — گفت رو شد آبها پیشم حقیر
شربتی خوردم ز الله اشتری — تا به محشر تشنگی ناید مرا
آنکه جوی و چشمه ها را آب داد — چشمه اندر درون من گشاد
این جگر که بود گرم و آبخوار — گشت پیش همت او آب خوار
کاف کافی آمد و بهر عباد — صدق وعده کهیعص
کافیم بدهم ترا من جمله خیر — بے سبب بے واسطه یاری غیر

کافیم بی نان ترا سیری دہم | بی سپاہ و لشکرت میری دہم
مین ہون کافی سیر اور بی لشکر کرون | بن سپہ کی تجکو سرداری مین دون

کافیم بے دارو یت درمان کنم | کوہ را و چاہ را میدان کنم
مین ہون کافی بے دوا دارو کرون | کوہ کو اور چاہ کو میدان کرون

بی کتاب و اوستا تلقین دہم | بی بہار نرگس و نسرین دہم
بے کتاب استاد کے تلقین کرون | بن بہار اب نرگس و نسرین مین دون

موسیے را دل دہم با یک عصا | تا زند بر عالمے شمشیرہا
اک عصا سے دیون دل موسی کو جو | مارے اک عالم پہ وہ شمشیر کو

دست موسی را دہم یک نور و تاب | کہ طپانچہ میزند بر آفتاب
دست موسی کو مین دون اک نور و تاب | کہ طمانچہ مارے وہ خورشید پر

چوب را مارے کنم من ہفت سر | کہ نزاید مادہ مار او را ز نر
سات سر کا سانپ کردون چوب کو | کہ نہ پیدا مادہ او نر سے ہو وہ

خون نیامیزم در آب نیل من | خود کنم خون عین آبش را لقن
بے ملاؤن خون آب نیل مین | خون کرون خود عین آب اسکو مین

شادیت را غم کنم چون آب نیل | کہ نیابی سوی شادیہا سبیل
مین کرون شادی کو غم مثل آب نیل | کہ سر شادی نہ پائے تو دلیل

باز چون تجدید ایمان بر تنی | باز از فرعون بیزاری کنی
پھر کرے تجدید ایمان کی جو تو | اور پھر بیزار فرعون سے ہو تو

موسی رحمت ببینی آمدہ | نیل خون بینی از و آبی شدہ
دیکھ موسی رحمت آئی آپ سے | دیکھ نیل خون کو اس سے آب ہے

چون سر رشتہ نگہداری درون | نیل ذوق تو نگردد ہیچ خون
جو خیال اسکا تو رکھے اندرون | نیل ذوق تو ہو ہرگز نہ مثل خون

من گمان بردم کہ ایمان آورم | تا ازین طوفان خون آبی خورم
تھا گمان مجکو کہ ایمان لاؤن مین | پانی اس طوفان خون سے پاؤن مین

من چہ دانستم کہ تبدیلی کند | در نہاد من مرا نیلی کند
کب یقین تھا کہ بدل دیگا مجھے | نیل باطل مین کہ جاری کرے

سوی چشم خود یکی نیلم روان | بر قرارم پیش چشم دیگران
نیل اک جاری ہو میرے سامنے | مین ہون قایم دوسرونکے سامنے

ہمچنانکہ این جہان پیش نبی | غرق تسبیح ست و پیش ما غبی
جیسے یہ عالم نبی کے سامنے | غرق تسبیح ساکت اپنے سامنے

پیش پیغمبر جہان پر عشق و داد | پیش چشم دیگران مردہ و جماد
پیش پیغمبر جہان پر عشق ہے | اور مردہ دوسرون کے سامنے

پست و بالا پیش چشمش تیز رو | از کلوخ و سنگ او نکتہ شنو
پست و بالا انکے آگے تیز رو | نکتے سنتے ڈھیلے پتھر سے ہین وہ

با عوام این جملہ بستہ و مردہ | زین عجب تر من ندیدم پردہ
تھا مرے نزدیک یہ مردہ جہان | اس سوا پردہ نہ دیکھا مین نے یان

گورہا یکسان بہ پیش چشم ما | روضہ و حفرہ بہ چشم انبیا
گور سب اکسان ہماری سامنے | روضہ و حفرہ انبیا کے سامنے

عام گفتندی کہ پیغمبر ترش | از چہ گشتہ ست و شد ستادوق کش
عام کہتے تھے نبی ہے ترش رو | کس سبب سے اور چھوڑا ذوق کو

خاص گفتندی کہ پیش چشمتان | می نماید او ترش ای امتان
خاص کہتے تھے تمہارے روبرو | ترش دکھتا ہے اے امت نکو

یکزمان در چشم ما آئید تا | خندہا بینید اندر ہل اتی
دم بھر آنکھون مین ہماری آؤ تم | ہل اتی سے انکی فرحت پاؤ تم

از سر امرود بن بنماید آن | منعکس صورت بزیر ای جوان
دکھتی ہے جو نخل سے امرود کی | صورت الٹی تو اتر نخل سے ہی

آن درخت ہستیست امرود بن | تا در آن جائے نماید نو کہن
تیری ہستی ہے درخت امرود کی | تو ہے جب تک وان دکھے کہنہ نیا

تا در آن جائے ببینی خارزار | پر ز کزدم ہاے خشم و پر ز مار
جب تک اسجا ہے تو دیکھ خار زار | اور پر غصہ کے بچھوا اور مار

موسی ہستی کو چھوڑ دے کہ نیشان الٹی تیرے دل مین نزول کرین آگے حکایت زن نوشتہ کی اسکی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۸۳

جو تو اترے نیچے دیکھے رائگان
جو تو نیچے اترے تو اترین ترسے

گفکر خون اور دانیون بی پرجہالند
دل مین اسرار سے بیضرا نشد کو

چون فرود آئی به بینی رایگان
چون فرود آئی فرود آید ترا

ایک جہان پر کار خان و رایگان
در درون اسرار فیض کبریا

حکایت اس زن فاحشہ کی کہ خاوند سے
کہا کہ یہ خیالات تاثیر درخت امرود سے
دکھتے ہین تو نیچے اتر آ کہ یہ خیالات جاتے
رہین اگر کوئی کہے کہ جو مرد دیکھتا تھا
وہ خیال نہ تھا جواب اسکا یہ مثال ہے
مثل نہین ہے پس یہی کفایت کرتی ہے

حکایت آن زن پلید کار کہ شوہر را
گفت این خیالات از سر امرود
بن مے نماید فرود آ تا آن خیالات
برود و اگر کسے گوید کہ آنچہ مرد میدید
خیال نبود جواب آنست کہ این مثال
است نہ مثل و ہمین کافی است

چاہا اک عورت نے اپنے یار سے
پس کہا عورت نے یہ خاوند سے
جب درخت اوپر چڑھی وہ لگی
اور کہا شوہر سے اے گاند چھلا
اسکے نیچے مثل عورت کے پڑا
بولا شوہر کیا یہ گھوما سر ترا
پھر کہا عورت نے اسکو اب بھلا
بولا اے عورت اتر آ تو ابھی
جب وہ اتری اور شوہر پھر چڑھا
بولا شوہر کون ہے یہ فاحشہ
بولی عورت کوئی یان مجھ سوا

سامنے خاوند کے صحبت کرے
کہ مین چڑھ کر میوہ توڑون نخل سے
دیکھ کر شوہر کی جانب آہی
کون ہے لوطی یہ تیرے پر چڑھا
اے تو بھڑوے اب مخنث ہو گیا
ورنہ یان پر کوئی ہے سوا
کون ہے یہ پشت پر تیری چڑھا
کہ ترا سر گھوما دیوانی ہو لی
یار کو آغوش مین زن نے لیا
کہ یہ تجھے مثل ہند رکو چڑھا
تیرا سر گھوما نہ ہے یان باپ ورا

آن زنی میخواست تا با مول خود
پس بشوہر گفت زن کای نیکبخت
چون بر آمد بر درخت آن زن گریست
گفت شوہر را کہ ای مابون رد
تو بزیر آن چو زن بغنوده
گفت شوہر نے سر ت گوئی بہ گشت
زن مکرر کرد کامی بابه طلبه
گفت ای زن ہین فرود آ از درخت
چون فرود آمد بر آمد شوہرش
گفت شوہر کیست این ای روسپی
گفت زن نی نیست اینجا غیر من

بر زند در پیش شوہر گول خود
من بر آیم میوه چینم از درخت
چون ز بالا سوی شوہر بنگریست
کیست آن لوطی کہ بر تو می فتد
اے لعنتی تو خود مخنث بوده
ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
نیست بر پشتت فرو خفته بلا
سر گشت و خرف گشتی تو زخت
زن کشید آن مول را اندر بر
کہ بیا لاے تو آمد چون کپی
ہین سرت بر گشته شد ہرزه

آسکتا پھر یہ بات عورت سے کہی
نقل پر ستا تجکو تھی اس شوہر کی
پس اُتر کے تو ذرا ان پر نشین
ہزل کی تعلیم ہو نیک اسکو جان
ہزل جانے نیک کو بس ہازلان
ڈھونڈتے ہے کاہلی ہیں نخل امرود کا
نخل سے امرود کے تو نقل کر
یہ غرور و ہستی سب اول ہیں کو
جو تو اُترے نخل سے امرود کے
نخل سخت اس غرور کا تجکو دکھے
جو تو اُترے اور ہوا اُس سے جدا
راست بینی ہو لی گر آسان اگر
اُس لئے بتلا جزو جزو آفاق سے
گر تو اُترے اس تواضع سے خدا
بعدہ چڑھ نخل پر امرود کے
سوئے موسے لایا تو اسباب کو
آتش اسکو سبز و خرم کرتی ہے
جملہ حاجت اُسکے سایہ میں روا
ہو عشمہ و رہستی وہ تجکو جلا

بولی یہ تاثیر ہے اس نخل کی
تھا دکھایا عکس جو تجکو وہی
یہ خیال اس نخل پر ہے بالیقین
ہزل کی خاطر ہے تو سیل جان
نیک جانے ہزل کو بس عاقلان
لیکن اس امرود تک فرق ہے بڑا
کہ ہوا تو خیرہ چشم ذخیرہ سر
چشم او راحول در کج اس سے بنے
چشم ذلک او رہات سب تیری کجی
شاخ اُسکی ساتوین افلاک ہے
پس بدل دے تجکو رحمت سے خدا
مصطفٰے کب چاہتے اللہ سے
تیرے آگے جس طرح وہ جزو ہی
راست بینی بخشے تجکو خدا ہرا
کر ہوا تبدیل کن کے امر سے
نخل موسی ہو گیا پس نخل و
اُسکی شاخ انی انا اللہ کہتی ہے
ایسی ہو لی ہے الٰہی کیمیا
اُس میں تو دیکھے صفات ذو الجلال

او مکرر کرد بر زن آن سخن
از سر امرود بن من همچنان
پس فرود آ تا به بینی هیچ نیست
هزل تعلیم ست آنرا جد شنو
هر جدی هزل ست پیش هازلان
کاہلان امرودبن جوینده لیک
نقل کن ز امرودبن اکنون برو
این منی و هستی اول بود
چون فرود آئی ازین امرودبن
یکسا درخت بخت بینی گشته آیا
چون فرود آئی از و گردی جدا
راست بینی گردی آسان چنین
گفت بنا جزو جزو از فوق و پست
زین تواضع گر فرود آئی خدا
بعد ازان بر رو بران امرودبن
چون درخت موسوی شد آن درخت
آتش او را سبز و خرم میکند
زیر ظلش جمله حاجات روا
آن منی و هستیت باشد حلال

گفت زن این هست از امرودبن
گر همی دیدم که تو ای قلتبان
این همه تخییل از امرودبن ست
تو مشو بر ظاهر هزلش گرو
هزلها جدست پیش عاقلان
تا بدان امرودبن راهیست نیک
گشته تو خیره چشم و خیره رو
که از وجود تو گردد احول بود
گر نماید فکرت و چشم و سخن
شاخ او بر آسمان هفتمین
مبدلش گرداند از رحمت خدا
مصطفٰے کے خولتے از رب دین
آن چنان پیش تو آن جزو بست
راست بینی بخشد آن چشم ترا
که مبدل گشت و سبز از امر کن
چون سو موسی کشانیدی تو درخت
شاخ او انی انا اللہ می زند
این چنین باشد الٰہی کیمیا
کر در و بینی صفات ذو الجلال

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

نخل تیرا کج سیدھا ہوا در حق نما
یا پیغام اون کو بادی مہم
درخت تن عصا موسیٰ کا ہے
دیکھے اسکے خیر اور شر کو تو

اصلہ ثابت و فرعہ فی السما
اس نخل کو چھوڑ اب تو فاستقم
حکم آیا اسکو ڈال ہاتھ سے
بعدہ اسکو اٹھا با حکم ہو

باقی قصہ موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام

شد درخت کج مقوم حق نما
آمدش پیغام از وحی مہم
این درخت تن عصای موسی ست
تا به بینی خیر او و شر او

اصلہ ثابت و فرعہ فی السما
کر کژی بگذار اکنون فاستقم
امرش آمد که بنیدازش ز دست
بعد ازان برگیر او را از امر ہو

ڈالنے سے پہلے تھا وہ ایک چوب / جو اٹھایا حکم سے پایا وہ خوب
پہلے پتے جھاڑتا بکری کو تھا / پھر ہوا وہ معجزہ کفار کا
ہو گیا فرعونیوں پے حکمران / کر دیا خون انکے پانی کو عیان
انکی کھیتوں سے اگا بس قحط و مرگ / ٹڈیوں نے جو کہ کھائے انکے برگ
نکلی تا موسے سے بیخود بد دعا / جو انھوں نے انکی دیکھی انتہا
کیوں ہیں یہ اعجاز اور کوشش سبھی / جو نہ چاہے یہ جماعت راستی
حکم پہونچا پیروی نوح کر / انتہا کی شرح مت پوچھ اے ...
انتہا کو دیکھ مت تو داعی ہے / حکم پہونچا نا نہ خالی بھید سے
انتہا کی دیکھ مت تو داعی ہو / ہو گی ظاہر اور عجز و سرکشی
تا ہدایت اور ضلالت حق کی سب / عاقل و دانا پے کھل جائیگی اب
جو غرض تخلیق سے اظہار تھا / امتحان بس پند و اغوا سے کیا
دیو کرتا ہے ضلالت کی دعا / شیخ کرتا ہے ہدایت کی دعا
لوٹ تو اور قصہ قبطی کا کہو / اپنے باطن سے غبار کفر دھو

پیش از افگندن نبود او غیر چوب / چون بامرش برگرفتی گشت خوب
اول او بر برگ افشان بره را / گشت معجز آن گروه غره را
گشت حاکم بر سر فرعونیان / آب شان خون کرد کف بر سر زنان
از مزارع شان بر آمد قحط و مرگ / از ملخ ها که میخوردند برگ
تا بر آمد بیخود از موسی دعا / چون نظر افتادش اندر منتهی
کاین همه اعجاز و کوشیدن چرا / چون نخواهند این جماعت گشت راست
امرش آمد کاتباع نوح کن / ترک پایان بینی مشروح کن
زانکه آخر کر تو داعی رهی / امر بلغ هست آن نبود تهی
کمترین حکمت کزین الحاح تو / جلوه گردد آن لجاج و آن عتو
تاکه ره بنمودن و اضلال حق / فاش گردد بر همه اهل فرق
چونکه مقصود از وجود اظهار بود / بایدش از پند و اغوا آزمود
دیو الحاح غوایت میکند / شیخ الحاح هدایت میکند
باز گرد و قصه قبطی بگو / گرد کفر از باطن خود زود شو

مشکل ہونا کام کا قبطیوں پر اور شفاعت چاہنا فرعون کی

سخت شدن کار بر قبطیان و شفاعت کردن فرعون

جو و دپے در پے ہوا امر عظیم / خون ہوا سب نیل بار امی کلیم
آیا تب فرعون اپنی ذات سے / کی خوشامد اور جھکا اس بات سے
جو کیا میں نے تو ای سلطان نکر / کیا ہر اسنے لاؤں حجت بات پر
ہیں بچے رخنے ڈالے تیرے حکم میں / سخت مت پکڑے کہ با عزت ہوں میں
لب ہلا رحمت سے تو اب ای امین / تاکہ بند ہو یہ دہان آتشین
بولے یارب وہ مجھے دیوے فریب / اس فریبیدہ کو تیرے سے فریب
ہیں سنوں یا میں بھی دوں اسکو تب / تا وہ ظاہر شاخ جانے اصل غیب
اصل ہر حیلے کی میرے پاس ہے / خاک پر جو ہے جدا اسکی چرخ پے

چون بپایی گشت آن امر شجون / نیل می آمد سراسر جمله خون
تا بنفس خویش فرعون آمدش / لابه میکرد و دوتا گشته قدش
کانچه ما کردیم ای سلطان مکن / نیست ما را روی ایراد سخن
پاره پاره گردمت فرمان پذیر / من بعزت خو گرم سختم مگیر
هین بجنبان لب برحمت ای امین / تا ببندد این دهان آتشین
گفت یا رب می فریبد او مرا / می فریبد او فریبنده ترا
بشنوم یا من دهم هم خدعه اش / تا بداند اصل را آن فرعه کش
کاصل هر مکری حیاتست پیش ما / هر چه بر خاکست اصلش بر سماست

بولا حق وہ ساگ لائق سگ کے ہے ۔ آگے سگ کے پھینک ہڈی دور سے
تو ہلا اپنا عصا تا خاک سے ۔ پھر اگلے ٹیڑی نے کھایا جو کہ ہر
ٹیڑیاں ہوں مر کے اسدم سیاہ ۔ تا کہ جانے خلق تبدیل اِلٰہ
کہ نہیں حاجت سبب کی کچھ مجھے ۔ وہ سبب ہیں محض پردے کے لیے
تا طبیعت اپنے دار و پر رکھے ۔ تا منجم رخ ستارہ پر کرے
تا منافق حرص سے ہر صبح کو ۔ سوے بازار آئے تا نقصان نہو
بے کیے وہ بندگی اور دھوئے رو ۔ لقمۂ دوزخ کا ہوا وہ لقمہ جو
آکل و ماکول آئی جان عام ۔ جیسے بھس کھائے وہ بکری صبح و شام
چرتی ہے بکری و خوش قصاب ہے ۔ کہ وہ چرتی خوب ہے میرے لیے
کار دوزخ کرتا تو کھانے میں ہے ۔ خود کو فربہ کرتا ہے اسکے لیے
کام اپنا کر غذا حکمت کی کھا ۔ تا کہ فربہ ہووے دل اس سے ترا
اس غذا کی مانع ہے تن کی غذا ۔ جان تاجر تن ہے رہزن باطنا
شمع تاجر کی جو وہ روشن ہوئی ۔ جان رہزن مثل ہیزم کے جلی
گم نہ کر خود کو تو ہے اک ہوش ۔ اور باقی ہوش میں سب پردہ پوش
جان ہر خواہش ہے مثل خمر و بنگ ۔ ہوش کا پردہ و عاقل اس سے دنگ
مے نہیں کچھ سر و مستی و بیہوش ۔ جو ہے خواہش ہے حجاب چشم و گوش
چھوڑ خواہش کو اگر چاہے تو ہوش ۔ بند کرتی ہیں خواہشیں ہیں چشم و گوش
تھا وہ میخواری سے بس ابلیس دور ۔ تھا تکبر سے وہ مستا و پر غرور
مست وہ ہے کہ وہ دیکھے نیست کو ۔ مثل تانبا لوہا دیکھے زر کو وہ
بات یہ بے انتہا ہے موسیا ۔ لب ہلا تو تا کہ پیدا ہو گیا

گفت حق آن سگ نیرزد ہم بدان ۔ پیش سگ انداز از دور استخوان
ہین بجنبان آن عصا تا خاکہا ۔ وا دہد ہر چہ ملخ کردش ہبا
وان ملخہا در زمان گردد سیاہ ۔ تا بہ بیند خلق تبدیل اِلٰہ
کہ سببہا نیست حاجت مر مرا ۔ آن سبب بہر حجابست و غطا
تا طبیبی خویش بردارد زمہ ۔ تا منجم رو بہ استارہ کند
تا منافق از حریصی بامداد ۔ سوے بازار آید از بیم کساد
بندگی ناکردہ ناشستہ رو ۔ لقمۂ دوزخ بگشتہ لقمہ جو
آکل و ماکول آمد جان عام ۔ ہمچو آن برہ چرندہ از حطام
می چرد آن برہ و قصاب شاد ۔ کہ برای ما چرد برگ مراد
کار دوزخ میکنی در خوردنی ۔ بہر او خود را تو فربہ میکنی
کار خود کن روزی حکمت بخور ۔ تا شود فربہ دل باکروفر
خوردن تن مانع این خوردنست ۔ جان چو بازرگان و تن چون رہزنست
شمع تاجر آن کہ ہست افروختہ ۔ کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ
خویشتن را گم مکن یاوہ مکوش ۔ کہ تو آن ہوشی و باقی ہوش پوش
دانکہ ہر شہوت چو خمرست و چو بنگ ۔ پردۂ ہوش ست و عاقل زوست دنگ
خمر تنہا نیست سرمستی ہوش ۔ ہر چہ شہوانیست بندد چشم و گوش
ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش ۔ وانکہ شہوت باز بندد چشم و گوش
آن بلیس از خمر خوردن دور بود ۔ مست بود او از تکبر وز جحود
مست آن باشد کہ آن بیند کہ نیست ۔ زر نماید آنچہ مس و آہنیست
این سخن پایان ندارد موسیا ۔ لب بجنبان تا برون آید گیا

دعا کرنا موسی علیہ السلام کا اور سبز ہونا کھیتوں کا اور برسنا پانی کا

دعا کردن موسی علیہ السلام و سبز شدن کشت

بس کیا ویسا زمین بھی اسی گھڑی ۔ سنبل و سبزے سے تازہ ہو گئی

ہمچنان کرد و ہم اندر دم زمین ۔ سبزہ گشت از سنبل و حب ثمین

پڑ گئے کھانے کے اندر وہ نفر ... قحط کے مارے جو تھے جوع البقر
تھوڑے دن بخشش سے کھایا پیٹ بھر ... ہو گئے سب سیر مردم جانور
جب بھرا پیٹ اور آسودہ ہوے ... اور ضرورت وہ گئی باغی بنے
نفس ہے فرعون پیٹ اسکا نہ بھر ... تا نہ کفر اپنا کرے یاد ای شبر
نفس ہے تیز آگ کے نے ہو نکو ... تا نہ لوہا سرخ ہو مت کوٹ تو
تن نہیں حرکت کرے بے بھوک کے ... کوٹتا ہے تو کہ لوہا سرد ہے
گر تو روے یا بہت نالہ کرے ... وہ نہو یگا مسلمان جان لے
مثل فرعون ہے وہ ایسے قحط سے ... آگے موسے کے خوشامد بس کرے
جبکہ مستغنی ہو وہ باغی بنے ... مثل خر لاتین اچھالے بے لدے
پس وہ اسکو بھول جاے کا کام ... آہ و زاری سے جو گذری اسکا کام
شہر میں اک مرد ہوے سالہا ... خواب سے ہو آنکھ دم بھر آشنا
دوسرا اک شہر اسکو گر دکھے ... شہر اپنا کچھ نہ یاد آئے اسے
کہ میں یان رہتا ہوں میرا شہر ہے ... یہ نہیں ہے شہر میرے ہاں سے
بل یہ جانے کہ یہیں رہتا میں ہوں ... اور اسی بس شہر کا پیدا میں ہوں
کیا عجب گر روح اپنے وطن کو ... کہ ہوا مولد و مسکن اسکا وہ
یاد نہ لائے کہ دنیا مثل خواب ... ہے چھپائے جیسے اختر کو سحاب
آزمایا تم نے اکثر خواب کو ... خواب دنیا کو بھی یوں ہی جان لے
خاصکر شہروں میں تو اکثر پھرا ... گرد درک اسکی کو نہ دفع کیا
کی نہ کوشش تو نے کامل بس کہ تا ... دیکھتا دل صاف ہو کر ماجرا

اندر افتادند در لوت آن نفر ... قحط دیده مرده از جوع البقر
چند روزی سیر خوردند از عطا ... آن دمی و آدمی و چارپا
چون شکم پر گشت و بر نعمت زدند ... وان ضرورت رفت و طاغی شدند
نفس فرعونیست هان سیرش مکن ... تا نیارد زان کفر کهن
بی تف آتش نگردد نفس خوب ... تا نشد آهن چو اخگر هین مکوب
بی مجاعت نیست تن جنبش کنان ... آهن سردست میکوبی بدان
ور بنالد ور بگرید زار زار ... او نخواهد شد مسلمان هوشدار
او چو فرعونست در قحط آنچنان ... پیش موسی سر نهد لابه کنان
چونکه مستغنی شد او طاغی شود ... خر چو بار انداخت اسکیزه زند
پس فراموشش شود چون رفت پیش ... کار او زان آه و زاریهای خویش
سالها مردی که در شهری بود ... یک زمان که چشم در خوابی رود
شهر دیگر بیند او پر نیک و بد ... هیچ در یادش نیاید شهر خود
که من آنجا بوده ام این شهر نو ... نیست آن من درینجایم گرو
بل چنان داند که خود پیوسته او ... هم درین شهرش بد ابداع و خو
چه عجب گر روح موطنهای خویش ... که بدستش مسکن و میلاد پیش
می نیارد یاد کین دنیا چو خواب ... می فرو پوشد چو اختر را سحاب
چند نوبت آزمودی خواب را ... خواب دنیا را همان بین زابتلا
خاصه چندین شهرها را کوفته ... گردها از درکه او نارفته
اجتهادی گرم ناکرده که تا ... دل شود صافی و بیند ماجرا

بیان اطوار خلقت آدمی در فطرت

بیان اقسام خلقت آدمی کا پیدائش میں

دل نکلتا ہے الجھ کر راز سے ... اول آخر دکھتا چشم باز سے
پہلے اقلیم جمادی میں گیا ... پھر جمادی سے نباتی میں پڑا
برسوں وہ اندر نباتی کے رہا ... کچھ نہ یاد اسکو جمادی سے رہا

سر برون آرد دلش از بحر راز ... اول و آخر ببیند چشم باز
آمده اول به اقلیم جماد ... وز نباتی و جمادی اوفتاد
سالها اندر نباتی عمر کرد ... وز جمادی یاد ناورد از نبرد

جب نباتی سے وہ حیوان مین گیا | کچھ نباتی سے نہ یاد اسکو رہا
جزو وہ رغبت کہ رکھتے اسکی سو | خاصہ گل کی فصل مین ای نیک خو
جیسے بچہ ماں کی خود رغبت رکھے | بھید رغبت کا نہ جانے آپسے
جیسے رغبت زیادہ رکھے نو مرید | پیر سے کہ ہے جوان بخت سعید
جزو عقل اسکی اس عقل کل سے ہے | جنبش اس سایہ کی شاخ گل سے ہے
سایہ اسکا فانی آخر اس مین ہو | جانے تب رغبت کے تو اسرار کو
سایہ شاخ نخل کا ای نیک بخت | کب ہلے گر نہ ہلے شاخ درخت
پھر اسے حیوان سے انسانی کی سمت | کھینچتا ہے حق کہ جانے جسکو تو
ایسے ہی اقلیم تا اقلیم وہ | بس گیا تا پہونچا درجہ عقل کو
پہلی عقلین جو نہین ہین یاد اسے | ہے گذرنے والا بھی اس عقل سے
تا یہ جائے عقل پر حرص و طلب | اور ہزارون عقل دیکھے بو العجب
گرچہ سویا بھولا اگلی عقل سے | چھوڑین کب اس بھول مین اپنی اسے
پھر کرین بیدار اسکو خواب سے | کہ مسخر حال پر اپنے کرے
کہ وہ کیا غم تھا کہ کھاتا تھا بخواب | کس لیے مین بھولا احوال صواب
کیون نہین جانا کہ وہ رنج و ملال | خواب کا ہے فعل اور مکر و خیال
یونہی ہی دنیا خفتگون کی خواب ہے | خفتہ جانے کہ یہ خود قایم رہے
ناگہان صبح اجل ہووے عیان | اور رجائے ظلمت مکر و گمان
ان غمون پر بس ہنسی آئے تجھے | جب وطن اپنا تجھے ظاہر دکھے
خواب مین تو نیک و بد دیکھے ہر جو | حشر کے دن یک بیک ظاہر ہو وہ
خواب مین عالم کے جو تو نے کیا | وقت بیداری کے وہ ہو برملا
تو نہین سمجھا کہ اندر خواب کے | جو کیا اس کی نہین تعبیر ہے
بلکہ ہنسنا ہو دن تعبیر کے | اے ستمگر نالہ اور گریہ تجھے
درد و غم اور گریہ و زاری تجھے | وقت بیداری کی ہو شادی تجھے
ای تو پھاڑے یوسفون کے پوست کو | خواب غفلت سے جاگے گرگ ہو
گرگ ہوئی ہین عادتین تیری کل | تیرے اعضا پھاڑین ہین خشم سے

وز نباتی چون بحیوان اوفتاد | نامدش حال نباتی هیچ یاد
جز همان میلی که دارد سوی آن | خاصه در وقت بهار و ضیمران
همچو میل کودکان با مادران | سر میل خود نداند در لبان
همچو میل مفرط هر نو مرید | سوی آن پیر جوان بخت مجید
جزو عقل این از آن عقل کل ست | جنبش این سایه زان شاخ گل ست
سایه اش فانی شود آخر درو | پس بداند سر میل و جستجو
سایهٔ شاخ درخت ای نیکبخت | کی بجنبد گر نجنبد این درخت
باز از حیوان سوی انسانیش | میکشد آن خالقی که دانیش
همچنین اقلیم تا اقلیم رفت | تا شد اکنون عاقل و دانا و زفت
عقلهای اولینش یاد نیست | هم ازین عقلش تحول کردنیست
تا رهد زین عقل پر حرص و طلب | صد هزاران عقل بیند بو العجب
گرچه خفته گشت و ناسی شد ز پیش | کی گذارندش دران نسیان خویش
باز از آن خوابش به بیداری کشند | که کند بر حالت خود ریشخند
که چه غم بود آنکه میخوردم بخواب | چون فراموشم شد احوال صواب
چون ندانستم کان غم و اعتلال | فعل خوابست و فریبست و خیال
همچنین دنیا که حلم نایم ست | خفته پندارد که این خود دایم است
تا بر آید ناگهان صبح اجل | وارهد از ظلمت ظن و دغل
خنده اش گیرد از آن غمهای خویش | چون ببیند مستقر و جای خویش
هر چه تو در خواب بینی نیک و بد | روز محشر یک بیک پیدا شود
آنچه کردی اندرین خواب جهان | گرددت هنگام بیداری عیان
تا نپنداری که این بد کردنیست | اندرین خواب و ترا تعبیر نیست
بلکه این خنده بود گریه و نفیر | روز تعبیر ای ستمگر بر اسیر
گریه و درد و غم و زاری خود | شادمانی دان به بیداری خود
ای دریده پوستین یوسفان | گرگ برخیزی ازین خواب گران
گشته گرگان یک بیک خوهای تو | میدراند از غضب اعضای تو

خون نہ سوئیگا قصاص اندر ترا — بعد مرنیکے تو مت کہ مین چھوٹا
حیلہ سازی ہو دیت اندر قصاص — اگر اُن زخمون قصاص کے ای خاص
اِس سے دنیا کو لعب کہو تو خدا — اُس جزا آگے لعب ہے یہ جزا
یہ جزا تسکین ہے فتنہ کے لیے — وہ ہے مثل خصی اور فتنہ یہ ہم
بات یہ بے انتہا ہے موسیا — اِن گدھون کو چھوڑ دیو اندر گیا
تا یہ اُس خوش گھانس سے فربہ بنین — کہ ہمارے خشمگین یہ گرگ ہین

خون نخسپد بعد مرگت در قصاص — تو مگو که میرم و یابم خلاص
این قصاص نقد حیلت سازیست — پیش زخم آن قصاص این بازیست
زین لعب خواندست دنیا را خدا — کاین جزا لعبیست پیش آن جزا
این جزا تسکین جنگ و فتنه ایست — آن چو اخصاست و این چون خصیه ایست
این سخن پایان ندارد موسیا — هین رها کن این خران را در گیا
تا همه زان خوش علف فربه شوند — هین که گرگانند ما را خشم مند

بیان اُسکا کہ خلق دوزخ کی بھوکی ہے اور نالان ہے اور خدا سے چاہتی ہے کہ روزی ہماری کو موٹا کر اور ہمکو دے

بیان آنکه خلق دوزخ گرسنگان و نالانند و از حق خواهان که روزیهای ما را فربه کن و بما برسان

گرگ کے نالون سے ہم آگاہ ہین — اِن گدھون کو رزق اُنکا ہم کرین
اِن گدھون کو کیمیای قال نے — چاہا کرنا آدمی لب سے ترے
بس عنایت تو نے دعوت سے کری — اُن گدھون کی قسمت اور روزی نہ تھی
تو لحاف نعمت اپنا دیو اُڑھا — خواب غفلت تا کہ اُنکو دے سلا
تا اُٹھین اِس خواب سے یہ بینوا — شمع مردہ ہووے اور ساقی گیا
اُنکے غلبے نے تجھے حیران کیا — پس جزا سے وہ پیین حسرت سدا
عدل میرا تا قدم باہر رکھے — اور جزا ہر زشت کے لایق وہ دے
دیکھتے تھے وہ نہین اُس شہ کو فاش — تھا نہان وہ اُنکے ساتھ اندر معاش
جون خرد حاکم ہے تیرے جسم پے — گرچہ تیری دید قاصر اُس سے ہے
نہ رہتے قاصر دید اُسکی ای فلان — کرتا ہی حرکت سکون سے امتحان
کیا عجب خالق بھی گر اُس قوم کا — تیرے ہمرہ ہو نہ جانے تو ذرا
عقل سے غافل ہو جو اور بد کرے — عقل اُسکو پس ملامت مین رکھے

نالهٔ گرگان خود را موقنیم — این خران را طعمهٔ ایشان کنیم
این خران را کیمیای خوش دمی — از لب تو خواست کردن آدمی
تو بسی کردی بدعوت لطف و جود — آن خران را طالع و روزی نبود
پس فرو پوشان لحاف نعمتی — تا برود شان زود خواب غفلتی
تا چو بجهند از چنین خواب این رمه — شمع مرده باشد و ساقی شده
داشت طغیان شان ترا در حیرتی — پس بنوشند از جزا هم حسرتی
تا که عدل ما قدم بیرون نهد — در جزا هر زشت را در خور دهد
کان شهی که می ندیدندش فاش — بود با ایشان نهان اندر معاش
چون خرد با تست مشرف بر تنت — گرچه زو قاصر بود این دیدنت
نیست قاصر دیدن آن ای فلان — از سکون و جنبشت در امتحان
چه عجب گر خالق آن قوم نیز — با تو باشد چون نه‌ای تو در تمیز
از خرد غافل شود بر بد تند — بعد ازان عقلش ملامت میکند

تو شدی غافل ز غفلت عقل تو گر حضورستش ملامت کردنی
گر نبودی حاضر و غافل بدی در ملامت کی ترا سیلی زدی
ور ازو غافل نبودی نفس تو کی چنان کردی چنین ای نفس تو
پس ترا عقلت چو اصطرلاب بود زان بدانی قرب خورشید وجود
قرب بیچون ست عقلت را بتو نیست از پیش و پس و سفل و علو
قرب بیچون چون نباشد شاه را که نیابد بحث عقل آن راه را
نیست آن جنبش که در اصبع تراست پیش اصبع یا پسش یا چپ و راست
وقت خواب و مرگ ازوی میرود وقت بیداری قرینش میشود
از چه رو آید اندر اصبعت کاصبعت بی او ندارد منفعت
نور چشم و مردمک در دیدها از چه راه آمد بغیر شش جهت
بی جهت دان عالم امر و صفات عالم خلق ست با سوی جهات
بی جهت دان عالم امر ای صنم بی جهت تر باشد آمر لاجرم
بی جهت دان عقل علام البیان عقل تر از عقل جان تر هم ز جان
بی تعلق نیست مخلوقی بدو آن تعلق هست بیچون ای عمو
زانکه فصل و وصل نبود در روان غیر فصل و وصل نندیشد گمان
غیر فصل و وصل پی بر از دلیل لیک پی بیرون نیندیشد علیل
پی پیاپی می بر آر و دور نی اصل تا رگ مردیت آرد سوی وصل
این تعلق را خرد چون پی برد بستهٔ فصل ست و وصل ست این خرد
زین وصیت کرد مارا مصطفی بحث کم جوئید در ذات خدا
آنکه در ذاتش تفکر کردنیست در حقیقت آن نظر در ذات نیست
هست آن پندار او زیرا براه صد هزاران پرده آمد تا اله
هر یکی در پردهٔ موصول جوست وهم او آنست کان خود عین اوست
پس پیمبر دفع کرد این وهم ازو تا نباشد در غلط سودا پزو
زانکه کرد از وهم او ترک ادب بی ادب را سرنگونی داد رب
سرنگونی آن بود کو سوی زیر میرود پندارد او کو هست چیر

تو ہوا غفلت سے غافل عقل سے گر حضوری ہے ملامت وہ کرے
ہوتی غافل ہوتی نہ حاضر اگر کب ملامت سے تجھے دیتی ضرر
نفس غافل اس سے نہ ہوتا ترا کب وہ کرتا اس طرح چون و چرا
عقل تیری مثل اصطرلاب تھی اس سے جانی قربت اللہ کی
قرب حق ہے جیسے تجھسے عقل ہے زیر و بالا سے نہ پس اور پیش ہے
قرب بیچون کیون نہو دے شاہ کو کہ نہ پائے بحث عقل اس راہ کو
جیسے وہ جنبش کہ انگلی میں ترے زیر و بالا سے نہ پس اور پیش ہے
سونے مرنے میں وہ اس سے جاتی ہے وقت بیداری کے پاس اسکے رہے
کس طرف سے آئی انگلی میں ترے کہ تری انگلی کو نفع اس سے ہے
نور پتلی تیری اندر آنکھ کے آیا بر اس شش جہت کس راہ سے
بے جہت جان عالم امر و صفات اور عالم خلق کا ہے با جہات
بے جہت جان عالم امر اے دلا بے جہت تر ہووے آمر او بھلا
بے جہت جان عقل اس علام کی ہے عقل زیادہ عقل ہے جان جان سے
بے تعلق اس سے کب مخلوق ہے وہ تعلق اک ہے بیچون جان لے
کیونکہ فصل و وصل نہ رکھتی ہے جان غیر وصل و فصل کب جاتی گمان
غیر فصل و وصل پیے ہے با دلیل پھر نہیں لیجا سکے ہے پیے علیل
اصل سے گر دور ہے پیے جلد لے تا رگ مردی ملا دے وصل سے
اس تعلق کی خرد پیے کیسے لے عقل فصل و وصل کی پابند ہے
مصطفے نے کی وصیت اسلیے ذات میں نے بحث کرنا چاہیے
جو تفکر ذات حق میں تو کرے اصل میں تو ہے نظر نے ذات پر
پس وہ ہے پندار آ تو راہ لے سیکڑوں پردہ خدا تک ہو گئے
وہ ہر ایک پردہ میں ہے موصول کو وہم اسکا ہے وہ خود ہی عین ہو
دفع وہم اس سے پیمبر نے کیا تا نہ ہو غلطی میں رہوے مبتلا
کیونکہ اسنے وہم سے چھوڑا ادب بے ادب کو سرنگون کرتا ہے رب
سرنگونی وہ ہے نیچے کو چلے جانے پندار اسکا غالب ہے مجھے

کیونکہ یہ ہستی کی حد جان لو	کہ نہ جانے وہ زمین سے چرخ کو	زانکہ حدست باشد این چنین	که نه اندا آسمان را از زمین
جا عجائب مین تو اوسکی نکرے	گم کر عظمت مین تو خود کو جانکے	در عجایبهایش بفکر اندر روید	از عظیمی وز مهابت گم شوید
اسکی صنعت سے جو تم حیران ہو	قدر اپنی جانو اور کوشش کرو	چون ز صنعش ریش و سبلت گم کنید	حد خود دانید کز تن زنید
جز وہ لا احصی نہ کہوے جان سے	یہ بیان باہر شمار و حد سے ہے	جز که لا احصی نگوید او ز جان	کز شمار و حد برونست این بیان
بے حد اسکا ہے بیان ای بوالہوس	بحث کم کر اس سے کم مار اب نفس	چون بیانش بحدیست ای بوالهوس	بحث کم کن پیش او کم زن نفس

جانا ذوالقرنین کا کوہ قاف مین اور چاہنا اوس سے کہ اے قاف عظمت حق تعالی کی تھوڑی سی مجھسے کہہ اور جواب اسکا کہ صفت عظمت حق مین تقریر مین نہین آتی اور خوشامد ذوالقرنین کی کہ جو کچھ کہہ سکے اور معلوم ہے تھوڑا سا کہہ

رفتن ذوالقرنین به کوه قاف و درخواست کردن که ای قاف از عظمت حق تعالی شمه با ما بگو و جواب او که صفت عظمت حق تعالی به تقریر درنیاید و لابه کردن ذوالقرنین که از آنچه توان گفت و بخاطر داری شمه بگو

جب کہ ذوالقرنین پہونچے سوی قاف	کوہ کو دیکھا زمرد سے تھا صاف	رفت ذوالقرنین سوی کوه قاف	دید او را کز زمرد بود صاف
گرد عالم رکھتا حلقہ وہ محیط	بس ہوا حیران کہ ہے خلق بسیط	گرد عالم حلقه گرده او محیط	ماند حیران اندر آن خلق بسیط
بولا کوہ اور یہ کیا ہین دوسرے	آگے عظمت کے تری جو ہین کھڑے	گفت تو کوهی دگرها چیستند	که به پیش عظم تو بازیستند
بولا وہ میری رگین ہین کوہ سب	مثل میرے کب ہین باشان وادب	گفت رگهای من اند آن کوهها	مثل من نبوند در فر و بها
رکھتا ہون ہر شہر مین اک رگ نہان	ہے بندھا میری رگون سے سب جہان	من بهر شهری رگی دارم نهان	بر عروقم بسته اطراف جهان
زلزلہ جس شہر کا چاہے خدا	حکم دے مجھکو کہ رگ اپنی ہلا	حق چو خواهد زلزله شهری مرا	امر فرماید که جنبان عرق را
مین ہلاتا ہون وہ رگ تب سے	کہ وہ رگ ہے متصل اس شہر سے	پس بجنبانم من آن رگ را به قهر	که بدان رگ متصل گشتست شهر
جو کہے بس وہ مری ٹھہرین رگین	مین ہون ٹھہرا فعل سے چلتا ہون مین	چون بگوید بس شود ساکن رگم	ساکنم وز روی فعل اندر تگم

فارسی	فارسی	اردو	اردو
چون نگرد ساکن و زو جنبان سخن زلزلہ ہست از بخارات زمین زلہ ز حق ست و از ان کوہ گران	ہمچو مرہم ساکن و بس کارکن نزد آن کس کہ نداند عقلش این این بخارات زمین نبود بدان	چون خود ٹھہرا کرتا ہون سخن سبب ہے بخارات زمین سے زلزلہ امر حق اور کوہ سے ہے بالیقین	مثل مرہم ٹھہرا اور رہون کارکن جانے وہ کہ یہ نہ جانے سلسلہ یہ بخارات زمین سے ہے نہین

فارسی	اردو
بیان آن کہ مورے بر کاغذے مے رفت	بیان اس بات کا کہ ایک چیونٹی کاغذ پر جاتی تھی
نوشتن قلم دید قلم را ستایش کرد مورے	لکھنا قلم کا دیکھ کر قلم کی تعریف کی ایک دوسری
دیگر کہ تیز چشم تر بود گفت ستایش	چیونٹی تیز چشم تھی کہا تعریف انگلیون کی کرکہ
انگشتان کن کہ این ہنر از ایشان بینم	یہ ہنر انکا ہم دیکھتے ہین ایک اور چیونٹی تیز چشم
مورے دیگر کہ از ہر دو تیز چشم تر بود گفت	زیادہ تھی کہا تعریف بازو کی کرکہ انگلیان
ستایش بازو کن کہ انگشتان فرع وے اند	اسکی شاخین ہین

فارسی	فارسی	اردو	اردو
گفت با مورے دگر این راز ہم ہمچو ریحان و چو سوسن زار و ورد وین قلم در فعل فرع ست و اثر کاصبع لاغر ز زورش نقش بست مہتر موران فطن بود اندکی کان بخواب و مرگ گردد بے خبر جز بعقل و جان نجنبد نقشہا بے ز تقلیب خدا باشد جماد عقل زیرک ابلہی ہا می کند	مورکے بر کاغذے دید او قلم کہ عجائب نقشہا آن کلک کرد گفت آن مور اصبع ست آن پیشہ ور گفت آن مور سوم از بازو ست ہمچنین مے رفت بالا تا یکے گفت کز صورت مبینید این ہنر صورت آید چون لباس و چون عصا بے خبر بود آن کہ از عقل و فواد یک زمان از وے عنایت برکند	دوسری چیونٹی سے یہ اُسنے کہا مثل ریحان اور سوسن زار کے یہ قلم ہے شاخ اندر فعل کے نقش لکھے انگلی اسکے زور سے چوتھی اک سردار تھی دانا عقل سے کہ یہ خواب و مرگ سے ہے بے خبر جز خرد اور جان نہ حرکت نقش کو بے تبدل حق جدا اکدو رہے عقل زیرک بیوقوفی بس کرے	اک قلم کاغذ پہ چیونٹی کو دکھا کہ عجب نقش اس قلم نے ہین کیے بولی وہ چیونٹی یہ کام انگلی کا ہے بولی چیونٹی تیسری بازو سے ہے ایسی ہی جاتی تھین اور ایک نے بولی مت دیکھو یہ صورت سے ہنر جون لباس آئی یہ صورت جان تو بے خبر اُسدم تھی وہ دل و عقل سے ایکدم اُس سے عنایت روکے

فارسی	اردو
باز التماس کردن ذوالقرنین	پھر التماس کرنا ذوالقرنین کا

عقل و جان ہے کہ سب حرکت اسی سے ظاہر ہوتی ہے آگے پھر ذوالقرنین کا بیان ہوتا ہے فہم

کوہ قاف سے تا ایک صنعت صنعتوں حق تعالیٰ سے بیان کرے

جبکہ یہ باتیں سنیں کہ قاف سے | تب کہا اس کو سے ذوالقرنین نے
کہ اے گویائے خبیر راز دان | کچھ صفات حق تو کر مجھ سے بیان
بولا جا وہ وصف میں اس کے سوا | کہ بیان میں آئیں وہ بس خطا ہرا
یا قلم کو ہووے طاقت کہ لکھے | بس صحیفوں میں وہ ان اخبار کو
بولے اونی داستان پھر کچھ کہو | صنعت اللہ سے اک نیک خو
بولا جنگل سو برس کی راہ کا | برف کے کوہوں سے شہ نے بھر دیا
کوہ پر کوہ بے شمار اور بے عدد | برف کی پہنچے اسے ہر دم مدد
کوہ ڈالے برف کوہ غیر پے | تا زمین پہونچا دے سردی برف سے
کوہ ڈالے برف کوہ برف پے | دمبدم بے انتہا انبار سے
گر نہوتی ایسی بخشش شاہ سے | محو کر دیتی کرے دوزخ مجھے
غافلوں کو کوہ برف اک جان ہے | رازدان کا تا نہیں پردہ جلے
گر نہ ہوتا عکس برف جہل لاف | جلتا نار شوق سے وہ کوہ قاف
قہر حق سے نار یہ ذرہ ہر ایک | کافروں کے خوف کو ذرہ ہر ایک
ایسی دوزخ کہ وہ فایق اسپہ ہو | مردی لطف اسکی سابق اسپہ ہو
سبقت بیچون کو تو نے اموا تھی | سابق و مسبوق دیکھا اور نی
گر نہ دیکھا تو نے نقص فہم ہے | عقل خلق اک جو ہے بس اس کان سی
عیب خود پر رکھ نہ آیہ دین پر | چرخ دین پر مرغ گل کب جا سکے
مرغ کے اڑنے کی جا ہے یہ ہوا | کہ ہوا شہوت سے وہ پیدا ہوا
بس تو ہو حیران بے لا و بلے | تا کہ رحمت سے تجھے محمل ملے
اس عجب کے تو ہے عاجز فہم سے | گر کہے تو ہاں تکلف اس میں ہو
گر کہے نے بس وہ نے مارے تجھے | بند روزن قہر اس نے سے کرے
ایسے ہی حیران و عاشق نور ہو | نصرت حق تا کہ پہونچے اے نکو

از کوہ قاف تا بیان صنعتے از صنائع حق تعالے را کند

چونکہ کوہ قاف در نطق سفت | چونکہ ناطق یافت ذوالقرنین گفت
کای سخنگوی خبیر رازدان | از صفات حق بکن با من بیان
گفت رو کان وصف از آن ہایلتر است | کہ بیان بر وی تواند برد دست
یا قلم را زہرہ باشد کہ بسر | بر نویسد بر صحائف زان خبر
گفت کمتر داستانی باز گو | از صنائع ہای حق ای حبر نکو
گفت اینک دشت سیصد سالہ راہ | کوہہای برف پر کردست شاہ
کوہ بر کوہ بی شمار و بی عدد | میرسد در ہر زمان برفش مدد
کوہ برفی میزند بر دیگری | میرساند برف سردی تا ثری
کوہ برفی میزند بر کوہ برف | دمبدم ز انبار بی حد و شگرف
گر نبودی این چنین وادی شہا | تف دوزخ محو کردی مر مرا
غافلان را کوہہای برف دان | تا نسوزد پردۂ ہر رازدان
گر نبودی عکس جہل برف باف | سوختی از نار شوق آن کوہ قاف
آتش از قہر خدا خود ذرہ ایست | بہر تہدید لئیمان درہ ایست
با چنین قہری کہ زفت و فایق است | برد لطفش بین کہ بر وی سابق است
سبق بیچون و چگونہ معنوی | سابق و مسبوق دیدی بی دوی
گر ندیدی آن بود از فہم پست | کہ عقول خلق زان کان یک جو است
عیب بر خود نہ نہ بر آیات دین | کی رسد بر چرخ دین مرغ گلین
مرغ را جولانگہ عالی ہواست | زانکہ نشو او ز شہوت وز ہواست
پس تو حیران باش بی لا و بلی | تا ز رحمت پیشت آید محملی
چون ز فہم این عجایب کودنی | گر بلی گویی تکلف میکنی
ور بگویی نی زند نی گردنت | قہر بر بندد بدان نی روزنت
پس ہمین حیران و والہ باش و بس | تا در آید نصر حق از پیش و پس

چہ ہوا حیران تو او مبتلا	باز بان حال کہوے اہدنا	چونکہ حیران گشتی و گیج و فنا	بازبان حال گفتی اہدنا
تو بہت موٹا ہے لرزان ہر دو جو	دہ مٹا یا جائے اور دبلا ہو تو	زفت زفتست و چو لرزان مشتری	میشود آن زفت نرم و مستوی
کیونکہ فربہ شکل بس منکر رکھے	جو کہ عاجز آیا تو تو لطف ہو	زانکہ شکل زفت بہر منکرست	چونکہ عاجز آمدی لطف و برست

دکھلانا جبرئیل عم کا اپنی صورت اصلی کو ساتھ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے سات سو پردن مین سے ایک پر اُنکا ظاہر ہوا کہ دنیا کو گھیرا اور آفتاب چھپا

نمودن جبرئیل خود را مصطفٰے علیہ السلام بہ صورت خویشش و از ہفت صد پر او چون یک پر ظاہر شد افق را بگرفت و آفتاب محجوب شد

مصطفٰے کہتے تھے یہ جبرئیل سے	کہ تم اپنی صورت اصلی مجھے	مصطفٰے میگفت پیش جبرئیل	کہ چنانکہ صورت تست ای خلیل
از رہِ محسوس دکھلا دو ذرا	اس نظر سے تا مین دیکھون ظاہرا	مر مرا بنما ے محسوس آشکار	تا بہ بینم من ترا نظارہ وار
بولے تم دیکھ سکتے ہو مجھے	ہے ضعیف اب حس اس شکل بڑے سے	گفت نتوانی و طاقت نبودت	حس ضعیفست و تنگ سخت آیدت
بولے دکھلاؤ کہ دیکھے یہ جسد	کس قدر نازک ہی حس اور بے ہد	گفت بنما تا بہ بیند این جسد	تا چہ حد حس نازکست و بی مدد
حس تن ہو بس ضعیف انسان کی	لیک باطن مین ہے خلق اک بس بڑی	آدمی را ہست حس تن سقیم	لیک در باطن یکی خلق عظیم
گرچہ یہ تن مثل سنگ و آہن کہ ہین	لیکن آتش زن ایسے ہی بس وصف مین	بر مثال سنگ و آہن این تنہ	لیک ہست او در صفت آتش زنہ
سنگ و آتش مولد آتش کے ہوے	آگ بس پیدا ہے ان مان باپ سے	سنگ و آہن مولد ایجاد نار	زاد آتش زین دو والد قہر بار
پھر ہے آتش وصف تن کی اوستا	قہر کرتی اور جلاتی ہے سدا	باز آتش دستکار وصف تن	ہست قاہر بر تن او شعلہ زن
پھر ہے تن مین شعلہ ابراہیم وار	کہ ہو بس مقہور اس سے برج نار	باز در تن شعلہ ابراہیم وار	کہ ازو مقہور گردد برج نار
گر دکھے اپنے باطن سے تو نار	نار ہو تیری مطیع انجام کار	گر برآری از درونت آتشے	آتشت گردد مطیع و دلخوشی
اسلیے کہتے رسول ذو فنون	رمز نحن الآخرون السابقون	لاجرم گفت آن رسول ذو فنون	رمز نحن الآخرون السابقون
دونون ظاہر ہین بہ تو ظلیسی زبون	وصف مین ہین کوہ آہن سے فزون	ظاہر این دو بسنداتی زبون	در صفت از کوہ و آہنہا فزون
آدمی ظاہر میں ہی شاخ جہان	اور صفت مین جڑ جہان کی ہے نہان	پس بصورت آدمی فرع جہان	در صفت اصل جہان این را بدان
ظاہر مچھر اسے دیتا ہے چرخ	باطن اسکا ہے محیط ہفت چرخ	ظاہرش را پشہ آرد بہ چرخ	باطنش باشد محیط ہفت چرخ

جو خوشامد کی تو دکھلائی انھین / ایسی ہیبت کہ بہار اس سی تھین
گھیرا شرق و غرب شہپر ایک نے / مصطفے بیہوش ہیبت سے ہوے
ڈرسے جو بیہوش دیکھا پس انھین / لے لیا جبریل نے آغوش مین
ہی وہ ہیبت قسمت بیگانگان / ہی وہ لطف اسکا نصیب دوستان
ہوتا ہی وقت جلوس بادشاہ / ہول تلوارین لیے جو ہیں سپاہ
نیزہ و شمشیر اور تیر و تفنگ سا / کروڑین ہیبت سی بس شیر و پلنگ
چوبدارون کی صدا اور وہ عصا / کہ ہون سست ہیبت سو جانین تمام
راہ مین وہ خاص و عاموں کے لیے / کہ خبر کرتے ہین وہ سلطان سی
واسطے عاموں کے ہو دی یہ شکوہ / تا تکبر اپنا چھوڑے وہ گروہ
تا غرور و نخوت انکا ٹوٹ جائی / نفس خودبین انکا کم فتنہ اٹھائے
اسلئے بے ڈر شہر ہو کہ شہریار / رکھتا ہے جبر اور قہر و گیر و دار
پس ہوس نفسون مین انکی سب مرے / هیبت شہ سے برائی سے رہے
پھر جو آئے سوی بزم خاص کے / کب رہے بس خوف و ہیبت اس جگہ
حلم اور رحمت کو اس جا جوش ہی / نے سنے تو جز صدای چنگ و نے
هیبت و نقارہ ہو وقت جنگ / وقت عشرت خاص کو آواز چنگ
ہین یہ دیوان محاسب عام کو / وہ پریرو ہین لیں ہاتھ جام کو
وہ زرہ اور خود جنگ رزم مین / یہ شراب و نقل عیش و بزم مین
ہی زرہ اور خود لڑنے کے لیے / جامہ اطلس عیش کرنے کے لیے
باتیں یہ بے انتہا ہے بے حساب / ختم کر واللہ اعلم بالصواب
جسم فانی مصطفے جو کہ رکھے / خاک یثرب مین وہ اسدم سوئی ہی
اور بڑی خلق انکی جو نصرت رکھے / بے تغییر معتقد صدق مین کسے
قابل تغییر وصف ہین جسم کے / روح باقی روشن اک خورشید ہے
وہ سب ہے بے تغییر لا شرقیہ / نے بدلتی ہے کہ لا غربیہ
شمس اک ذرہ سے کب مدہوش ہی / شمع پروانے سے کب بیہوش ہی
جسم احمد کو تعلق اس سے ہے / وہ تغییر جسم کا ہے اسے دلا

چون که کرد الحاح خود اندر کی / هیبتی که که شود زان مندکی
شهپرے بگرفته مشرق و غرب را / از مهابت گشته بیهوش مصطفی
چون ز بیم و ترس بیهوشش بدید / جبرئیل آمد در آغوشش کشید
آن مهابت قسمت بیگانگان / وان تجمل دوستان را رایگان
هست شاهان را زمان برنشست / هول سرهنگان و صارمها بدست
دورباش و نیزه و شمشیرها / که بلرزد از مهابت شیرها
بانگ چاوشان و آن چوگانها / که شود سست از نهیبش جانها
از برای خاص و عام رهگذر / که کنند شان از شهنشاهی خبر
از برای عام باشد این شکوه / تا کلاه کبر بنهند آن گروه
تا من و ماهای ایشان بشکند / نفس خودبین فتنه و شر کم کند
شهر از آن ایمن شود کان شهریار / دارد اندر قهر خشم و گیر و دار
پس بمیرد آن هوسها در نفوس / هیبت شه مانع آید زان نحوس
باز چون آید بسوی بزم خاص / کی بود آنجا مهابت یا قصاص
حلم بر حلم است و رحمتها بجوش / نشنوی از غیر چنگ و نی خروش
طبل و کوس هول باشد وقت جنگ / وقت عشرت با خواص آواز چنگ
هست دیوان محاسب عام را / وان پریرویان گرفته جام را
آن زره و آن خود در جنگ و غزا / وین شراب و نقل در بزم صفا
جوشن و خود است مر جالیش را / وین حریر و بر و مر تعریش را
این سخن پایان ندارد ای جواد / ختم کن والله اعلم بالرشاد
اندرا احمد آن حسی که غارب است / خفته اید او زیر خاک یثرب است
وان عظیم الخلق او کو صفدر است / بی تغییر مقعد صدق اندر است
قابل تغییر اوصاف تن است / روح باقی آفتاب روشن است
اوست بی تغییر لا شرقیه / لیک ز تبدیلی که لا غربیه
آفتاب از ذره کی مدهوش شد / شمع از پروانه کی بیهوش شد
جسم احمد را تعلق بد بدان / آن تغییر آن تن باشد بدان

[illegible]
کہ نہیں سکتا کوئی گرد صفت جان
روبہ اگر دم آن کی آشفتہ تھی گر
شیر خفتہ تھا کہ پاک ہو خواب سے
اس طرح شیر آپ کو خفتہ کرے
ورنہ کسکو ہوتی عالم میں مجال
نقش احمد اس سے بیہوش ہوا
ماہ بالکل کھٹے اور بہر نور بار
کہے احمد اپنا گر پر جلیل
جب بڑھے سدرہ سے آگے مصطفیٰ
بولے اسے تم آؤ بہرہ مرے
پھر کہا کہ آؤ تم پیچھے مرے
پھر کہا انکو کہ آؤ راز دان
بولے اس حد سے اگر آگے اڑوں تو
حیرت اندر حیرت آید زین قصص
بیہوشی اس جا پہ ہے اک کھیلنا
جبرئیلا تو جو ہے اشرف گر بھلا
وقت روشن شمع گر دعوت کری
بات یہ الٹی ہے اسکو چھوڑ تو
بند کر اپنی سخن کی مشک کو
پھیر جسکو زمین سے نے بڑھا
لا تخالفہم حبیبی دارہم
[illegible]
اعط ما شاءوا و راموا ارضہم
[illegible]

جان ہے یہ پاک اسرار و صفات کی
نزول میں آنے یہ کون و مکان
شیر جان سوتا تھا اس دم بیخبر
تا کہ ہیبت کو تری زائل کرے
کر دیکھتا اسکو مردہ جان سے
کہ وہ ہوتا آئینہ غالب پر محال
جب کہ دف سے بحر پر جوش تھا
ماہ گر کر کٹ نہ دکیا پر ہر بار
تا رہے بیہوش دائم جبرئیل
کہ مقام اس جا یہ ہے جبرئیل کا
بولے تم جاؤ نہیں قدرت مجھے
بولے تم جاؤ اجازت دی مجھے
میں نہ اوج اپنے پر آیا ہوں یہاں
یا رسول اللہ میں بالکل جلوں
خاص ہو دو بیہوشی رحمیں اندر اخص
جان ہو کہ بیا سب جیسے گا تو بھلا
پر نہیں پروانہ تو اس شمع کا
جان پروانہ ہے جلنے سے درے
گور کو کر صید کہا شیر کو
لاف کی کوٹھی کو بس کھول تو
اس سخن کو لاف وہ ہو جاتا
یا غریبا نازلا فی دارہم
ای مسافر تیرے [illegible]
یا ظعینا ساکنا فی ارضہم
ای مسافر رہنے والے اس میں [illegible]

همچو رنجوری و چون خواب و درد
خود نتانم و ربگوییم ورد جان
روبهش گر یک دمی آشفته بود
خفته بود آن شیر کز خوابست پاک
خفته سازد شیر خود را آنچنان
ورنه در عالم کرا زهره بدی
نقش احمد زان نظر بیهوش گشت
مه همه کف [illegible]
احمد ار بگشاید آن پر جلیل
چون گذشت احمد ز سدره و مرصدش
گفت او را هین بپر اندر پیم
باز گفتا که بیم ای [illegible]
باز گفت او را بیا ای پرده سوز
گفت بیرون زین حد ای خوش فر من
حیرت اندر حیرت آمد زین قصص
بیهشیها جمله اینجا بازیست
جبرئیلا گر شریفی و عزیز
شمع چون دعوت کند وقت فروز
این حدیث منقلب را گور کن
بند کن مشک سخن پاشیت را
آنکه بر نگذشته اجزای از زمین
لا تخالفهم حبیبی دارهم
اعط ما شاءوا و راموا ارضهم

جان ازین اوصاف باشد پاک و فرد
نزد انتقد درین کون و مکان
شیر جان ما که آن دم خفته بود
نیست شیر نرم ساز خشمناک
کم تا مش مرده دانند این سگان
کور بودی از ضعیفی تو بدی
بحر او از مهر کف پر جوش گشت
ماه را گر کف نباشد گو مباش
تا ابد مدهوش ماند جبرئیل
وز مقام جبرئیل و از حدش
گفت رو رو که حریف تو نیم
گفت رو زین پس مرا دستور نیست
من به اوج خود نرفتستم هنوز
گر زنم پری بسوزد پر من
کز بیهشی خاصگان اندر اخص
چند جان داری که جان پروانه ایست
تو نه پروانه آن شمعی شنید
جان پروانه نپرهیزد ز سوز
شیر را بر عکس صید گور کن
وا مکن انبان قلماشیت را
پیش او معکوس و قلماشیت این
یا غریبا نازلا فی دارهم
یا ظعینا ساکنا فی ارضهم

جب تک تجھکو حقیقت نے کھلے
موسیا تو پیش فرعون زمن
گرم روغن مین جو ڈالے آب کو
نرم کہہ برمت کہے غیر صواب
وقت عصر آیا سخن کوتاہ کر
تو کہے گل خوارہ کو بہتر ہے قند
نطق جان کو لامکان مین ہوتی جا
مرگ ہے کا نیشکر کے کھیت مین
ہو رہے جانے کہ یہ بس وہی ہے
مرگ ہے کا جان شکل حرف کو
اے ضیاء الحق حسام الدین تو کر
تا گدھے کا سر کہ جو مر کر گلے
ہمسری صورت گری اور تجسیم جان
مثنوی صورت ہے جان اسکی ہے تو
چرخ پر محمود ہے تو شمس ہو
تا زمین و آسمان کے ساکنان
تفرقہ اٹھ جائے اور شرک و دوئی
تیری جان سے میری جان ہو آشنا
موسی و ہارون ہو فرش خاک پر
تھوڑا جو پہچانے وہ منکر رہے
اسکی جو وہ پہچان سب باقی رہے
جان بد جان نبی کو اس لیے
لم یکن پڑھ تو نے یہ سب کچھ سنا
پہلے اسکے ہے کہ ظہور احمد کا ہو
کہ ہے ایسا مرد پیدا تاکہ ہو

راز یا تو مرغ جی سے سب اڑتے
کر سخن آہستہ قولا لینا
ہانڈی میں جو ڈلے کو کرکے برباد تو
وسوسہ مت ڈال تو وقت خطاب
عصر تیرا عصر کو دے ہے خبر
نرمی فاسد نکر مت دے تو نبید
کب وہ ان حرف و صدا کو چاہتا
ناکسوں کے واسطے یا گڑ کرین
دنبۂ مغلوب سا واپس پھرے
کہ معانی کے گلستان میں ہو وہ
دفع اس پالیز سے اس خر کا سر
اور صورت پر آگے پالیز سے
از غلط ہم صورت ہم تجسیم ہی جان
ہم جہت ہم نور و ارکان اسکی تو
پس زمین پر بھی ہے سدا محمود ہو
ایک دل اک قبلہ ہو اندر جہان
وحدت اندر ہے وجود معنوی
یا وہ لائے اتحاد یا جدا
مختلط آپس میں جون شیر و شکر
منکری اسکی نہان پردہ میں ہے
اسکی ناشکری ہے مہ غصہ کرے
کچھ نہیں پہچانے اور منکر رہے
تا تو جانے کہ کی عجز و شنا
گہ ہر اک پڑھتا انکی نعت کو
دل تڑپتا انکا تھا دیدار کو

تا رسیدن در شہ و در ناز خوش
موسیا در پیش فرعون زمن
آب را در روغن جوشان کنی
نرم گو لیکن مگو غیر صواب
وقت عصر آمد سخن کوتاہ کن
گو بای مر گل خوارہ را کہ قند بہ
نطق جان را روضۂ جانیستی
این سر خر در میان قند زار
خر بر دار زود کاین آلنست کیس
صورت حرف آن سر خردان یقین
ای ضیاء الحق حسام الدین بیار
تا سر خر چون بمرد از مسلخہ
ہین زما صورتگری و جان تو
مثنوی صورت بود جانش تو ای
بر فلک محمود ہی ای خورشید فاش
تا زمینی آسمانی بلند
تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی
چون شناسد جان من جان ترا
موسی و ہارون شوند اندر زمین
چون شناسد اندکی منکر شود
پس شناسائی بگردانید رو
زین سبب جان نبی را جان بد
اینہمہ خواندی فرو خوان لم یکن
پیش ازان کہ نقش احمد فر نمود
کاین چنین کس ہست تا آید پدید

راز یا با مرغ جی بیاز خوش
نرم باید گفت قولا لینا
دیگدان و دیگ را ویران کنی
وسوسہ مفروش در لین الخطاب
ای کہ عصرت عصر را آگاہ کن
نرمی فاسد مکن طینش عدو
کز حروف و صوت مستغنیستی
ای بسا کس را کہ بنہاد ست خار
چون قچ مغلوب با میرفت لیس
در زر معنی و فرو ہمی بربین
این سر خر را ازین بطیخ زار
نشود دیگر باشد شن زین مطبخہ
نی غلط ہم این رتو ہم آن زتو
ہم جہت ہم نور و ارکانش توئی
بر زمین ہم تا ابد محمود باش
یکدل و یک قبلہ و یک خو شوند
وحدتست اندر وجود معنوی
یا و آرد اتحاد یا جدا
مختلط خوش ہمچو شیر و انگبین
منکری اش پردہ ساتر شود
خشم کرد آن مہر نا شکری او
نا شناسا گشت و پشت پای زد
تا بدانی رنج آن کبر گزین
نعت او ہر گبر را تعویذ بود
از خیال روش دل شان می طپید

بیان میں اعتقاد یہود و نصاریٰ کے کہ پہلے پیدایش سے جناب پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام رکھتے تھے اور نام اُنکا تعویذ جان کرتے تھے اور اُنکے ظہور کے خواہان تھے

در بیان اعتقاد یہود و نصاری پیش از بعثت در شان جناب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام و نام او را حرز جان و ظہورش را خواہان بودند

سجدہ کرتے تھے کہ اے رب بشر — کر تو پیدا اُنکو از بس در تر
نام سے احمد کے یستفتحون — ہوتے تھے بس تھے اُنکے دشمن سرنگون
جس جگہ مشکل لڑائی ہوتی تھی — برکت احمد کی حمایت کرتی تھی
جس جگہ بیماری مشکل ہوتی تھی — یاد اُنکی چارہ کامل ہوتی تھی
نقش اُنکا پھرتا اُنکی راہ میں — کان میں اور دل میں او افواہ میں
نقش اونکا پائے کب ہر اک شغال — بلکہ شاخ اُس نقش کی یعنی خیال
نقش گر اُنکا پڑے دیوار پے — خون دل دیوار سے جاری کرے
وہ مبارک نقش ہو دیوار پے — کہ وہ دیوار اُس دو روئی سے چھٹے
رہتے ہیں اک روئی کو اہل صفا — اور دو روئی عیب ہے دیوار کا
کافر اُنکو کر دیا انکار نے — جب کہ ختم الانبیا پیدا ہوئے
وہ بزرگی اور تعظیم و وفا — سب گئی دیکھا جو اُنکو ظاہرا
قلب آتش دیکھ ہوتا ہے سیاہ — قلب کو کب قلب میں ہوتی ہے راہ
کرتا دعوی قلب ہے شوق محک — تا کہ ڈالے وہ مریدوں کو شک
جسنے کہ اُسکے دام مکر میں — یہ گمان ہر خس سے پیدا ہوتا ہیں

سجدہ میکردند کای رب بشر — در عیان آرش ہر چہ زودتر
تا بنام احمد از یستفتحون — باغیان‌شان میشدندی سرنگون
ہر کجا حرب مہولی آمدی — غوثشان کراری احمد بدی
ہر کجا بیماری مزمن بدے — یاد اوشان داروی شافی بدی
نقش او میگشت اندر راہشان — در دل و در گوش و در افواہشان
نقش او را کی بیابد ہر شغال — بلکہ فرع نقش او یعنی خیال
نقش او بر روی دیوار ار فتد — از دل دیوار خون دل چکد
آن چنان فرخ بود نقشش برو — کہ رہد در حال دیوار از دو رو
گشتہ با یک روئی اہل صفا — آن دو روئی عیب مر دیوار را
اینہمہ انکار کفران زادشان — چون در آمد سید آخر زمان
آن ہمہ تعظیم و تفخیم و وداد — چون بدیدندش بصورت برد باد
قلب آتش دید در دم شد سیاہ — قلب را در قلب کی بودست راہ
قلب مینرد لاف اشواق محک — تا مریدان را در اندازد بہ شک
افتد اندر دام مکرش ناکسے — این گمان سر بر زند از ہر خسے

یہ نہیں پاکیزہ جو ہوتا نقد گر ۔ امتحان کا ہوتا نئی راغب مگر
دعوی کب کرتا محک کے وصل کا ۔ امتحان کا ہوتا شایق کب بھلا
وہ محک چہتا ہے لیکن اس لیے ۔ کہ نہو قلب اسکا ظاہر جان لے
گر کہوں میں تا قیامت یہ کلام ۔ سو قیامت گذرے اور نہو تمام
وہ محک کہ جو نہاں رکھے صفت ۔ نے محک ہووے نہ نور معرفت
آینہ کے عیب رو رکھے نہان ۔ واسطے نا اہل کے اے مہربان
وہ منافق ہے نہ آئینہ مگر ۔ ایسے آئینے کو مت تلاش کر
آئینہ تو ڈھونڈھ سچا بے نفاق ۔ ختم کر واللہ اعلم بالوفاق
تا کرے عین آئینہ تجکو خدا ۔ کہ دکھائے عرش کو شکل سما
عرش کیا اور چرخ کیا اے بیحساب ۔ فہم کر واللہ اعلم بالصواب

کاین اگر نہ نقد پاکیزہ بدی ۔ کی بہ سنگ امتحان راغب شدی
هیچ او لاف محک دیدن زدی ۔ با سنگ امتحان شوقش بدی
از محک می خواہد او آنچنان ۔ کہ نگردد قلبی او زان عیان
گر بگویم تا قیامت زین کلام ۔ صد قیامت بگذرد وین نا تمام
آن محک کہ او نہان دارد صفت ۔ نی محک باشد نہ نور معرفت
آینہ کو عیب رو دارد نہان ۔ از برای خاطر ہر قلتبان
آینہ نبود منافق باشد او ۔ این چنین آینہ را کمتر بجو
آینہ جو راست گوی بی نفاق ۔ ختم کن واللہ اعلم بالوفاق
تا کہ عین آینہ ات سازد خدا ۔ کہ نمائی عرش را چون سما
عرش چہ چرخ چہ ای ذو لباب ۔ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

تمت تمت تمت

اب قلم کو روک تو اے یوسفی ۔ زور پر آیا ہے حسن مثنوی
موشگافی تو نے اکثر کی بیان ۔ ابر میں خورشید کب تک ہو نہان
چار یاری گرچہ خامہ ہے ترا ۔ پختگی سے پختگی پائے سدا
چوتھا دفتر کر بنام حق تمام ۔ پانچویں دفتر میں کر اب تو کلام
پڑھ درود احمد پہ انکی آل پہ

پیرہن تیرا ہے یہ از بس ضعیف ۔ جون کمان پھاڑ کر نہ وہ مانع نفیف
آخر اک دن یہ پردہ فاش ہو ۔ بھید کھل جائے نہ تیرا راز گو
بخشش کی جب کو اب حاصل تو کرے ۔ تا محمد ہوئیں تیرے راہبر
تا کہ تیرا بول بالا حق کرے ۔ اور سدا عالم میں یہ اعلی رہے
دین و دنیا میں ہوتا رونق تجھے

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

فہرست حقائق وتعلیم دفتر پنجم پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی معنوی

داستان	حقائق بمقام حیرت	تعلیم	صفحہ	داستان	حقائق بمقام حیرت	تعلیم	صفحہ	داستان	حقائق بمقام حیرت	تعلیم
پوچھنا	صورت مثل پیالہ و حُسن مثل شراب	جسم میں ہم خدا و ہم زر ہر ہی	۱۸۷	پھیر کر جواب	جسے او نیا کو پہچانا ریا کار سے چھوٹا	دنیا میں دل کر تکلیف	۲۰۵	پوچھنا ایک شخص کا	شنیدہ کو دیدہ کے لائق کر	ملک و نیا خراب
[illegible]نا نگاﺅں کا	کوزہ جسم میں شراب مستی ہے	ہم خمار حق بین ہیں	۱۸۸	تفسیر آیت کی	انبیا بظاہر عالم میں باطن حق سے ملے	نبی بظاہر بشر	۲۰۶	حجت آخرت	بندۂ نفس سے راز خدا نہ کہہ	غم و شادی بد و خدا
ایضاً	جوش عشق عاشق سے کعل پر غافل کے کان پر پڑتا ہے	آخر کلام دل پر پڑتا ہے	۱۸۹	ایضاً	انبیا مثل الف بے وصف	خود کو نبی سے بہتر جاننے بدتر ہے	۲۰۷	آنا خلیفہ کا	تبدیل فصل کی دلیل قیامت	نتیجہ نقل سے اولیا ہیں
حکایت جوجی	وہ اچھا ہے کہ اصل کو پہچانے	آلائش جسد سے معنی	〃	ایضاً	اہل تلوین زرد رو اہل تمکین سرخرو	نور عرفانی کو نفس کی کشی	۲۰۸	ظاہر کرنا	نتیجہ فعل کی صورت نہیں ہوتا	شی اصل کو کھینچے
فرمانا بادشاہ کا	تیری بندگی سے بندگی کو رونق ہے	ایمان لیا کامل	۱۹۰	دوسری بار	حال باطن کہ غیب سے آتا ہے	فکر مہمان یار ہے	〃	ایضاً	آنا غم کا ثبوت جرم ہے	غم دلیل جرم
رجوع طرف حکایت	بحر قطرہ میں غرق ہو	معنی سے بے خبر	۱۹۱	حکایت اُس مہمان	تخفیف سفر سے جلد منزل کو پہونچتا ہے	بعد غم کے شادی ہے	۲۰۹	ارادہ کرنا	جو زن کو دوسرے کی تاکے اسکی دوسرا تاکے	بدل ظلم جلدی ملے
ایضاً	شیخ کا ظاہر و باطن حق ہے	صورت و معنی ایک ہے	۱۹۲	تمثیل فکر	بلائے یار پر عاشق راضی ہے	خانہ فکر کو عزیز رکھ	۲۱۱	بلانا خلیفہ کا	مردی شہوت سے مردی نفس کشی بہتر	تعمیل حکم
حکایت اُس عورت	بایزید ہی تو روح کہاں ہے	وجود و روح ایک ہے	۱۹۴	دوسری بار	وہ مرد ہے جو شہوت کو اسیر رکھے	وقت حرص و جنگ عقل جاتی ہے	۲۱۳	آنا اُس گوہر کا	قصد ہر شی کا وہی شی ہے	عارف کو خوف و رجا نہیں
ایضاً	جو رسی اجان و روح ایک ہے	محو معرفت	۱۹۵	ضعف وصف	جو دین سے بھاگا اسے طریقت کب ملے	کوشش دین	۲۱۴	ایضاً	قدر ہر شی کی محبت سے ہوتی ہے	نسیان بھی گناہ ہے
حکایت پیر کی	شراب معرفت سے شاہ و گدا ایک ہے	جھگڑے صوفی و رند سے	۱۹۸	عیاض حکایت	غزا جہاد اصغر و نفس کشی جہاد اکبر	جہاد اکبر بہتر جہاد اصغر سے	۲۱۷	معنی لا ضیر	مالک خادم سے کب ڈرتا ہے	انا حق سے نادنیا بچائے
ایضاً	ہوش باطن بیہوشی ظاہر میں نہ ملے	نفس کو تکلیف دے	۲۰۰	رجوع طرف حکایت	ولی کا مرنا مرگ صورت نہیں غفلت یار سے ہے	حیات ابدی	〃	ایضاً	خدا و رسول باہم ایک جوں نطفہ و تن	عفو میرا عفو تیرا
خبردار	وہ مرد ہے کہ منہ پر سخت کہے	مرد کو معیشت سے چارہ	۲۰۱	ایضاً	اولیا مرد ہیں خانہ جنگی میں نامرد نہیں	عشق سے جان پیدا ہے	۲۱۸	مجرم جاننا	بروز حشر شفاعت رسول اللہ کرینگے	عاشق پر حد نہیں
پھر رجوع	بیمار دینا بہتر نامراد سے	صبر سے بار پایا	۲۰۴	بخشنا	ذرہ ذرہ جمال یار پر عاشق ہے	مشورہ کرنا چاہیے	۲۱۹	ایضاً	عشق مرگ سے بے خوف ہے	حیرت
ان میں طاقت	دوسروں کا گناہ بخش کہ حق تجھے بخشے	دریا کو خاتم نہیں	۲۰۴	ٹوٹنا پیالوں کا	وصال و جان سے تیسری پیدا ہو	ذریات اعمال ہیں	۲۲۰	ایضاً	دفتر مثنوی مثل ستارہ کے	ایک کو نفع دوسرے کو نقصان
[illegible]یانون	رسول اللہ جوہر و سب عرض ہیں	ذوق عشق نادان شراب سے بہتر	۲۷۵	دوستی کرنا لومڑی کا	سننا برابر دیکھنے کے نہیں ہوتا ہے	صفی رہ دین میں نہیں خیال میں ہے			تمام شد	

به عون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان نسخه

عجیب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے گنجینہ | جو تھا سارے عالم کو ہر دلعزیز الکلام

پیراهن یوسفی

ترجمہ دفتر پنجم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائی مطبوع ہوا

دفتر پنجم بمقام حیرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیراہن یوسفی

شہ حسام الدین کہ نور انجم کا ہی / پانچوین دفتر کی ہی خواہش رکھے
ای ضیاء الحق حسام الدین علا / ہی تو استادون صفا کا اوستا
گر نہوتی خلق محجوب و کثیف / اور نہوتی خلق تنگ و ضعیف
داد معنی مدح مین دیتا ترے / اور بیان کرتا سوا اس قال کے
باز کا لقمہ ممولا کھائے کب / کرنا آرایش کا بس لائق ہی اب
شرح کب جانین تری اہل جہان / مثل راز عشق رکھتا ہون نہان
مدح تیری حیف قیدی سے کرون / مجمع روحانیون مین بل کہون
مدح ہی تعریف اور دفع حجاب / مدح تعریفون سے فارغ آفتاب
شمس کا مداح بس مداح ہی خود / کہ میری ہین چشم روشن بے رمد
ہجو خور کی ہجو اپنی ہی سبب / کہ ہین دونون آنکھین اندھی بے بصر
بخشش اپنی اس پہ مت رکھ تو روا / کہ ہوا حاسد ہی جو خورشید کا

مثنوی معنوی

شہ حسام الدین کہ نور انجم ست / طالب آغاز سفر پنجم ست
ای ضیاء الحق حسام الدین راد / اوستادان صفا را اوستاد
گر نبودی خلق محجوب و کثیف / ور نبودی حلقہا تنگ و ضعیف
در مدیحت داد معنی دادمی / غیر این منطق لبی بگشادمی
لیک لقمۂ باز آن صعوہ نیست / چارہ اکنون آب و روغن کردنیست
شرح تو غبن ست بر اہل جہان / ہمچو راز عشق دارم در نہان
مدح تو حیف ست با زندانیان / گویم اندر مجمع روحانیان
مدح تعریف ست و تخریق حجاب / فارغ ست از مدح و تعریف آفتاب
مادح خورشید مداح خود ست / کہ دو چشمم روشن و نامرمد ست
ذم خورشید جہان ذم خود ست / کہ دو چشمم کور و تاریک و بد ست
تو ببخشا بر کسے کاندر جہان / شد حسود آفتاب کامران

چشم سے پوشیدہ اسکو کر سکے | اور تازہ خشک کو وہ کر سکے
تاکہ بیحد نور سے کم کر سکے | یا کہ اسکے جاہ کو گم کر سکے
جو کوئی حاسد ہو ایسے شاہ کا | وہ حسد ہو مرگ اسکا بس سدا
تو ہی برتر عقل کے ادراک سے | شرح میں تیری فضول اب عقل ہے
گربیان سے عاجز آئی عقل ہے | عاجزوں کے مثل کہنا چاہیے
اِنَّ شیئاً کُلُّہٗ لا یُدرَک | اعلموا ان کلہ لا یترک
تحقیق وہ چیز کہ کل اسکا پایا نہ جاوے | جانو تم تحقیق کل اسکا ترک نہ چاہیے کرنا
گرچہ پی کل آب بارش کھا سکے | کب اسکے محروم رہنا آب سے
آب دریا گر نہ بالکل پی سکے | تشنگی کے قدر پینا چاہیے
گربیان تو راز کو نہ کر سکے | درک کو کر تازہ اسکے وصف سے
تیری نسبت تال چھلکا ہی لیک | دوسروں کے آگے وہ ہی مغز نیک
آسمان بھی ہے زبر نسبت عرش کے | ورنہ عالی ہے وہ آگے فرش کے
وصف تیرا میں کہوں تا پائیں راہ | فوت سے پہلے کہ ہو حسرت و آہ
نور حق تو سے حق جذ آب جان | خلق ہے با ظلمت وہم و گمان
شرط ہے تعظیم تا یہ نور خوش | ہووان اندھوں کی خاطر سرکش
نور پاوے مستعد تیز گوش | چاہ میں ظلمت نہیں ہے گر تو موش
نور سے تو اے حریف تیز گوش | چاہ ہے ظلمت نہیں ہے گر تو موشا
رات کو کم ہیں کر کے گشتہ ہیں | کب طواف شعلہ ایمان کریں
نکتہ تاریک کی بس قید سے | طبع دیں سے ہو گئی تاریک ہے
تاکرے آراستہ بس وہ ہنر | اور نہیں خورشید پر رکھے نظر
نخل کے مانند نہ شاخ آسمیں ہے | خاک میں رخنہ کرے جوں موش وہ

تا ندش پوشید هیچ از دیده‌ها | ور طراوت دادن پوسیده‌ها
یا ز نور بی‌حدش تا شد کاست | یا بدفع جاه او تا نشد خواست
هر کسی کو حاسد کیهان بود | آن حسد خود مرگ جاویدان بود
قدر تو بگذشت از درک عقول | عقل در شرح شما شد بوالفضول
گرچه عاجز آمد این عقل از بیان | عاجزانه جنبشی باید در آن
اِنَّ شیئاً کُلُّه لا یُدرَک | اعلموا ان کله لا یترک
گر نتوان خورد طوفان سحاب | کی توان کردن بترک خورد آب
آب دریا را اگر نتوان کشید | هم بقدر تشنگی باید چشید
راز را گر می نیاری در میان | درکها را تازه کن ز قشر آن
نطقها نسبت بتو قشرست لیک | پیش دیگر مغزها نیکست نیک
آسمان نسبت بعرش آمد فرود | ورنه بس عالیست پیش خاک تود
من بگویم وصف تو تا ره برند | پیش از آن کز فوت آن حسرت خورند
نور حقی و بحق جذاب جان | خلق در ظلمات وهم‌اند و گمان
شرط تعظیمست تا این نور خوش | گردد این بی‌دیدگان را سرکش
نور یابد مستعد تیزگوش | کو نباشد عاشق ظلمت چو موش
نور میکش ای حریف تیزگوش | گر نه چون موش در ظلمت مکوش
سست چشمانی که شب جولان کنند | کی طواف مشعله ایمان کنند
نکته‌های مشکل باریک شد | بند طبعی کو ز دین تاریک شد
تا برآراید هنر را تار و پود | چشم در خورشید نتواند گشود
همچو نخلی بر نیارد شاخها | کرده موشانه زمین سوراخها

بمعنی آیۂ کریمہ کے فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن

چار وصفوں سے پریشاں دل ہے | عقل جو بستہ ہوئی ان چار سے
جو خلیل وقت ہے اے شمس تو | مار توان چار رہزن مرغ کو
کیونکہ یہ ہر مرغ مثل زاغ ہے | عاقلوں کی عقل کو اندھا کرے
چار وصف تن ہیں جوں مرغ خلیل | انکا مرنا جان کو دے ہے سبیل

در معنی آیۂ کریمہ فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن

چار وصفست این بشر را دل فشار | چار میخ عقل گشته این چهار
تو خلیل وقتی ای خورشید هش | این چهار اطیار رهزن را بکش
زانکه هر مرغی ازینها زاغ وش | هست عقل عاقلان را دیده کش
چار وصف تن چو مرغان خلیل | بسمل ایشان دهد جان را سبیل

اے خلیل انکے تو سر کو توڑ دے / ٹھیک بدکا پاؤں پھندے سے چھٹے / ای خلیل اندر خلاص نیک و بد / سر ببرشان تا رهد پاها ز سد

تو ہی کل اور ہیں یہ سب اجزا ترے / کھول پا کہ انکے پا ہیں پا ترے / کل توئی و جملگان اجزای تو / برگشا که هست پاشان پای تو

تجھسے بس ہوتا ہی عالم روح زار / پشتی سو لشکر کی ہوتا ہی سوار / از تو عالم روح زاری میشود / پشت صد لشکر سواری میشود

کیونکہ یہ تن ہی مقام چار خو / نام انکا چار مرغ فتنہ جو / زانکه این تن شد مقام چار خو / نامشان شد چار مرغ فتنه جو

خلق کی گر زندگی چاہے سدا / کاٹ سر ان چار مرغ شوم کا / خلق را گر زندگی خواهی ابد / سر ببر زین چار مرغ شوم بد

دوسرے پھر طور پر زندہ تو کر / کہ نہ ہووے بعد اسکے انسے ضرر / بازشان زنده کن از نوع دگر / گر نباشد بعد از آن زایشان ضرر

مرغ چاروں معنوی کے راہ زن / کہ کیا ہی خلق کے دل میں وطن / چار مرغ معنوی را راهزن / کرده اند اندر دل خلقان وطن

جو امیر جملہ دلہا ہووے تو / اس زمانہ میں خلیفہ حق ہی تو / چون امیر جمله دلها شوی / اندرین دوران خلیفه حق توی

کاٹ سر ان چار زندہ مرغ کا / سرمدی کر عمر جو ہی بے وفا / سر ببر این چار مرغ زنده را / سرمدی کن عمر ناپاینده را

بط ہی اور طاؤس و زاغ و مرغ ہی / چار مرغ ایسے ہیں اندر نفس کے / بط و طاؤس است و زاغ است و خروس / این مثال چار مرغ اندر نفوس

حرص بط ہی کہ زمین میں چونچ وو / خشک و تر میں ڈالے ڈھونڈے چیز کو / بط حرص آمد که نوکش در زمین / در تر و در خشک میجوید دفین

حرص بط ہی اور شہوت مرغ ہی / جاہ طاؤس اور زاغ امید سے / بط حرص ست و خروس آن شهوت ست / جاه چون طاؤس و زاغ امنیت ست

یہ نیت اسکی کہ عمر اب ہو بڑی / اور ہمیشہ تک رہے یہ زندگی / منیتش آنکه بود عمرش دراز / طامع تابید آن امیدساز

ایک دم بھی ہو معطل وہ گلو / نہ سنے حکموں سے غیر حکم کلوا / یک زمان نبود معطل آن گلو / نشنود از امر جز حکم کلوا

چور جیسے گھر کے اندر دے نقب / جلد کوٹھی کو بھرے لے لے وہ سب / همچو تاراجی که خانه میکند / زود زود انبان خود پر میکند

بھرتا ہی کوٹھی کے اندر نیک و بد / موتیوں کے دانے اور دانہ نخود / اندر انبان میفشارد نیک و بد / دانه های دُر و حبات نخود

جانتا شاید آئے باغی دوسرا / گون میں بھرتا ہی وہ اچھا برا / تا مبادا یاغیی آید دگر / میفشارد در جوال او خشک و تر

وقت تنگ اور تھوڑی فرصت وہ ڈرے / بس بغل میں مار وہ جو کچھ ملے / وقت تنگ و فرصت اندک او مخوف / در بغل زد هر چه دید آن بی وقوف

اعتماد اسکو نہ اپنے شاہ پے / کہ نہ شاید طامع آئے سامنے / اعتمادش نیست بر سلطان خویش / که نباید طامعی آید به پیش

اور مومن اعتماد شاہ سے / لوٹتا ہی لیکن از رہ ڈھیل کے / لیک مومن ز اعتماد آن جناب / میکند غارت مهل و با اناة

فوت اور باغی سے امین ہی کہ وہ / جانتا ہی قہر شہ دشمن پہ ہو / ایمن است از فوت و از یاغی که او / میشناسد قهر شه را بر عدو

بھائیوں سے اپنے بس امین ہی وہ / کہ نہ مصرف ہوں مزاحم اسکے وہ / و ایمن است از خواجه تاشان دگر / که نیایندش مزاحم سرفه بر

عدل شہ دیکھا ہی اندر خشم کے / کہ ستم کوئی کسی پہ نہ کرسکے / عدل شه را دید در ضبط حشم / که نیارد کرد کس بر کس ستم

اسلیے نہ دوڑے اور ساکت رہے / امین اپنی فوت حظ سے بس وہ ہی / لاجرم نشتابد و ساکن بود / از فوات حظ خود ایمن بود

بس تحمل اور صبوری وہ رکھے / چشم سیر اور بس یقین اسکو رہے / پس تانی دارد و صبر و شکیب / چشم سیر و مؤثر است و پاک جیب

کاین تأنی پرتو رحمان بود / وان شتاب از هزهٔ شیطان بود
زانکه شیطانش بترساند ز فقر / بارگیر صبر را بکشد بعقر
از نبی بشنو که شیطان در وعید / میکند تهدیدت از فقر شدید
تا خوری زشت و برشتابی ز شتاب / نی مروت نی تأنی نی ثواب
لاجرم کافر خورد در هفت بطن / دین و دل باریک و لاغر زفت بطن

یہ تأمل پرتو رحمان سے ہے / اور وہ جلدی حرکت شیطان ہے
کہ ڈراوے اسکو شیطان فقر سے / کونچیں کاٹے اسپ کے وہ صبر کے
سن تو قرآن سے بلیس اندر وعید / بس ڈراتا ہے کہ ہو فقر شدید
تا برا کھاوے اگرچہ دے نہ شتاب / نے مروت نے تأمل نے صواب
کھاوے سات آنتوں میں کافر اسلیے / دین و دل دبلا ہو پیٹ اسکا کھرے

در حدیث الکافر یأکل فی سبعة امعاء والمؤمن فی معاء واحد

اس حدیث کے سبب میں الکافر یأکل فی سبعة امعاء والمؤمن فی معاء واحد

کافران مهمان پیغمبر شدند / وقت شام ایشان بمسجد آمدند
کامدیم ای شاه ما اینجا قنق / ای تو مهماندار سکان افق
بینواییم و رسیده ما ز دور / هین بیفشان بر سر ما فضل و نور
گفت ای یاران من قسمت کنید / که شما پر از من و خوی منید
پر بود اجسام هر لشکر ز شاه / زان زنندی تیغ بر اعدای جاه
تو بخشم شه زنی آن تیغ را / ورنه بر اخوان چه خشم آید ترا
بر برادر بیگناهی میزنی / عکس خشم شاه گرز ده منی
شه یکی جانست و لشکر پر ازو / روح چون آبست و این اجسام جو
آب روح شاه اگر شیرین بود / جمله جوها پر ز آب خوش شود
که رعیت دین شه دارند و بس / اینچنین فرمود سلطان عبس
هر یکی یاری یکی مهمان گزید / در میان یک زفت بود و بی‌ندید
جسم ضخمی داشت کس او را نبرد / ماند در مسجد چو اندر جام درد
مصطفی بردش چو واماند از همه / هفت بز بد شیرده اندر رمه
که مقیم خانه بودندی بزان / بهر دوشیدن برای وقت خوان
نان و آش و شیر آن هر هفت بز / خورد آن بوقحط عوج ابن غز
جمله اهل بیت خشم آلو شدند / که همه در شیر بز طامع بدند
معده طبلی‌خوار همچون طبل کرد / قسمت هجده آدمی را آن بخورد

مصطفے کے مہمان کافر ہوئے / آئے وہ مسجد میں وقت شام کے
کہ ہم آئے یاں اے شاہا مہمان / کہ ہو تم افلاکیوں کے میزبان
ہم ہیں مفلس اور آئے دور سے / مہربانی کر و برسا نور سے
ہو مخاطب سوئے یاران زبان / دستگیر جملہ شاہ و بیکسان
بولے اے یارو تم انکو بانٹ لو / کہ بھرے تم مجھ سے میری خو کے ہو
جسم ہر لشکر کا پُر ہے شاہ سے / تیغ مارے دشمنوں پر اسلیے
خشم شہ سے مارے تو تلوار کو / ورنہ غصہ بھائی پر کب تجھکو ہو
بیگنہ بھائی کو تو ہے مارتا / عکس خشم شہ کا گرز اک ہے بڑا
شہ ہے اک جان جس سے ہے لشکر بھرا / روح جون آب اور تن ہے نہر سا
میٹھا پانی روح شہ کا ہووے گر / آب خوش سے پر ہوں نہریں سربسر
کہ رعیت دین شہ رکھتی ہے بس / ایسا فرماتے ہیں سلطان عبس
ایک ایک ہر یار نے مہمان لیا / ان میں کافر تھا بڑے اک پیٹ کا
پس اُس فربہ کو کوئی نہ لیگیا / مثل تلچھٹ کے وہ مسجد میں رہا
لے گئے احمد جو وہ سب سے رہا / سات بکری دودھ کی تھیں جا بجا
گھر میں رہتی تھیں وہ ساتوں بکریاں / واسطے دوہنے کے وقت خوان
ساتوں بز کا دودھ و آش و نان / کھا گیا وہ عوج بالکل بیکمان
پر غضب گھر والے سب اُس پر ہوئے / کہ وہ سب طامع تھے بز کے دودھ کے
پیٹ حارص کا ہوا مانند طبل / اٹھارہ حصے کھا گیا وہ مرد گول

وقت سونے کے وہ حجرہ مین گیا | خشم سے لونڈی نے دروازہ دیا
اور کی زنجیر در باہر سے بند | کہ وہ غصّے میں سے تھی اور دردمند
نیم شب سے گبر کو تا صبح دم | دست کی حاجت تھی اور درد شکم
پاس در کے اٹھ کے بستر سے گیا | پایا دربند ہاتھ جو اسپر رکھا
کھولنے در کی بہت تدبیر کی | ہر طرح پر نی نجات اس سے لی
جب ہوئی شدت بہت اور خانہ تنگ | وہ رہا حیران وعاجز اور دنگ
حیلہ کرکے پس وہ اسدم سو رہا | خود کو ویرانہ مین پایا یا طنا
کیونکہ ویرانہ تھا اسکے دل مین جو | خواب کے اندر اسے تھی راہ دو
خالی ویرانہ مین دیکھا خود کو جو | دفع حاجت کی کہ تھا محتاج دو
جب ہوا بیدار دیکھا بستر ا | گندگی سے پر تو دیوانہ ہوا
اسکے دل سے ایک شور اٹھنے لگا | ایسی رسوائی سے مرنا ہے بھلا
بولا یہ سونا برا جگنے سے ہے | کہ مین یون کھاؤن جیون اس طور سے
کہتا تھا وا حسرتا وہ زور سے | جان کافر گور مین جس طور سے
منتظر تھا کب یہ آخر رات ہو | کھلنے در کی تا سنون اآزکہ
تاکہ بھاگے وہ مثل اک تیر کے | تا نہ کوئی دیکھے بس ایسا اسے
ہے بڑا قصہ مین کوتہ کرتا ہون | در کھلا اور غم سے چھوٹا وہ زبون

وقت خفتن رفت در حجرہ نشست | پس کنیزک از غضب در را ببست
از برون زنجیر در را او بگشت | کہ از و بد تنگ بین و دردمند
گبر را از نیم شب تا صبحدم | پس تقاضا آمد و درد شکم
از فراش خویش سوی در شتافت | دست بر در چون نہاد او بستہ یافت
درکشادن حیلہ کرد آن حیلہ ساز | نوع نوع و می نشد در بیچ باز
شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ | ماند او حیران بیدرمان و دنگ
حیلہ کرد و بخواب اندر خزید | خویش را در خواب در ویرانہ دید
زانکہ ویرانہ بد اندر خاطرش | شد بخواب اندر ہمانجا منظرش
خویش در ویرانہ خالی چو دید | او چنان محتاج ہم در دم برید
گشت بیدار و بدید آن جامہ خواب | پر حدث دیوانہ شد از اضطراب
ز اندرون او برآمد صد خروش | از چنین رسوائی بی خاک پوش
گفت خوابم بدتر از بیداریم | کہ خورم و السان زین نیسان نیم
بانگ میزد وا ثبورا وا ثبور | ہمچو جان کافران در قعر گور
منتظر کی شود این شب بسر | تا در آید از کشادن بانگ در
تا گریزد او چو تیری از کمان | تا نہ بیند ہیچکس او را چنان
قصہ بسیار است کوتہ میکنم | باز شد آن در رہید از درد و غم

کھولنا پیغمبر علیہ السلام کا در حجرہ کو اور چھپانا آپکو کہ تا وہ خجل نہ ہو

در حجرہ گشادن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و خود را نہان کردن تا خجل نشود

کھولا در کو مصطفےٰ نے صبح آ | اور اس گمراہ کو رستہ دیا
کھول کر در چھپ گئے خود مصطفےٰ | تا نہ شرمندہ ہو بس وہ مبتلا
تا نکل کر در سے بھاگے زشت خو | کھولنے والے کا تا دیکھے نہ رو
یا چھپے دیوار کے پیچھے دیا | حق نے دامن مین لیا اپنے چھپا
صبغۃ اللہ گاہ پوشیدہ کرے | پردہ بیچون کو آ سپر رکھے
تا نہ دشمن اپنے پہلو مین دیکھے | قدرت قادر بس اس سے بیش ہے
دیکھتے تھے مصطفےٰ احوال شب | لیک مانع انکے تھا فرمان رب
کھولے تا نہ رش سے پہلے در کی راہ | تا فضیحت سے نہ وہ ڈوبے بچاہ

مصطفےٰ صبح آمد و در را کشاد | صبح آن گمراہ را او راہ داد
در کشاد و گشت پنہان مصطفےٰ | تا نگردد شرمسار آن مبتلا
تا برون آید رود گستاخ او | تا نہ بیند در کشا را پشت و رو
یا نہان شد در پس دیوار یا | از وی پوشیدہ دامان خدا
صبغۃ اللہ گاہ پوشیدہ کند | پردۂ بیچون بر آن ناظر تند
تا نہ بیند خصم را پہلوی خویش | قدرت قادر از آن بیش است بیش
مصطفےٰ می دید احوال شبش | لیک مانع بود فرمان ربش
تا کہ پیش از خبط بگشاید رہی | تا نیفتد زان فضیحت در چہی

پر تھی حکمت اور حکم آسمان	تاکہ دیکھے خود کو وہ ایسا وہان
پس عداوت ہی کہ وہ یاری کرے	پس خرابی ہی کہ معماری کرے
دیکھا کافر نے جو دروازہ کھلا	چھپکے چھپکے وہ وہان سے چلدیا
گندگی آلودہ بستر اک فضول	لایا قصداً اسکو وہ پیش رسول
کہ تمہارے مہمان نے یہ کیا	رحمۃ للعالمین نے ہنس دیا
آفتابہ لاؤ تم پاس اب مرے	تا میں خود دھوؤں سب کو اپنے ہاتھ سے
ہر کوئی کہتا خدا کے واسطے	جسم و جان قربان ہمارا آپ پہ
دھوئیں ہم تا دیجیے ہمکو بھلا	ہاتھ کا ہی کام ہے دل جان کا
ہو لعمرک تمکو عمر حق نے کہا	اور خلیفہ کرکے اپنی جا بسیا
آپ کی خدمت کو ہم پیدا ہوئے	تم کرو خدمت تو ہم کس کے لیے
بولے میں ہوں جانتا پر اس گھڑی	میرے دھونے میں ہے اک حکمت بڑی
منتظر تھے کہ یہ ہے قول نبی	دیکھو کیا بھید اب کرے جلوہ گری
دھونے ناپاکی کو وہ دل کرتے تھے	حکم حق سے نہ ریا تقلید سے
کہ یہ دل کہتا تھا اسکا تو یہی ہو	کہ بیان حکمت بھری ہے بس نکو

لیک حکمت بود و امر آسمان	تا ببیند خویشتن را او چنان
پس عداوتہا کہ آن یاری شود	پس خرابیہا کہ معماری بود
چونکہ کافر باب را بکشاده دید	زرم نہ بکشاده کہ در بیرون جہید [?]
جامہ خوابی پر حدث را یک فضول	قاصداً آورد در پیش رسول
کاینچنین کرده ست مهمانت ببین	خنده زد رحمة للعالمین
که بیا مطہره اینجا پیش من	تا بشویم جملہ را با دست خویش
ہر کسی میجست کز بہر خدا	جان ما و جسم ما قربان ترا
تا بشوییم این حدث را تو بہل	کار دست ست این کار جان و دل
ای لعمرک مر ترا حق عمر خواند	پس خلیفه کرد و بر کرسی نشاند
ما برای خدمت تو میزییم	چون تو خدمت میکنی پس ما کییم
گفت آن دانم ولیکن این ساعتی ست	که اندرین شستن بخویشم حکمتی ست
منتظر بودند کاین قول نبی ست	تا پدید آید که این اسرار چیست
او بجد می شست آن احداث را	خاص ز امر حق نه تقلید و ریا
که دلش میگفت کاین را تو بشو	کاندر اینجا هست حکمت تو بتو

اس کافر کے رجوع ہونے کے سبب میں اور پیغمبر علیہ السلام کو دیکھنا دھوتے ہیں

در سبب رجوع آن کافر و دیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم را در شستن

کبر کا تعویذ اک تھا یادگار	وہ گیا دیکھا ہوا وہ بیقرار
بولا اس حجرہ میں ہے شب کو رہا	میں وہاں تعویذ بھول اپنا گیا
شرم تھی پر کشش تھا اسکو حرص نے	اژدہا ہی حرص لقمہ چیز ہے
جو گیا تعویذ کو حجرہ کی سو	مصطفیٰ کے دیکھا اس حال کو
وہ ید اللہ اس پلیدی کو بھی خود	خوب دھوتے تھے نہ گیو خشم بد
بھولا وہ تعویذ اور پیدا ہوا	شور دل میں چاک جیب اپنا کیا
کو کھلا تھا منھ کو دونوں ہاتھ سے	مارتا تھا سر در و دیوار سے
اسقدر کہ خون جاری ہوگیا	تاکہ دوسرے رحم حضرت نے کیا

کافرک را ہیکلی بد یادگار	یاوه دید آنرا و گشت او بیقرار
گفت آن حجرہ کہ شب جا داشتیم	ہیکل آنجا بیخبر بگذاشتیم
گرچه شرمش بود شرمش حرص برد	حرص اژدرہاست نی چیزیست خرد
از پی ہیکل شتاب اندر دوید	در وثاق مصطفیٰ و آن حال دید
کان ید اللہ آن حدث را ہم بخود	خوش ہمی شوید کہ دورش چشم بد
ہیکلش از یاد رفت و شد پدید	اندرو شوری گریبان را درید
میزد او دو دست را بر رو و سر	کلہ را میکوفت بر دیوار و در
آنچنانکہ خون ز بینی و سرش	شد روان و رحم کرد آن مہترش

حلق کردا کیا جو ہاے ہو / اکبر کہتا ایہا الناس احذروا
مارتا د سر کہ ای بیعقل سحر / کوٹتا سینہ کو بے نورا ہی جگر
سجدہ کرتا دکہ اے کل زمین / تم سے شرمندہ ہے یہ جزو کمین
تو کہ کل ہے تابع حکم خدا / مین کہ جز ہون ظالم و گمرہ ہوا
تو کہ کل ہے خوار دلرزان حق سے / مین کہ جز ہون برخلاف ہون حکم کے
ہر گھڑی منہ کرتا سوے آسمان / کہ یہی اس قبلہ کے قابل ہون کہان
جبکہ وہ بیتاب از حد ہو گیا / مصطفےٰ نے اسکو خود چھپا لیا
اسکو تسکین دی عنایت اسیے کی / آنکھ اسکو دی وکبھی پہچان دی
تا نہ روے ابر کب گلشن کھلے / تا نہ روے طفل کب مان دودھ دے
طفل اک دن کا یہ جانے ہے طریق / کہ مین روؤن تا کہ دائی ہو شفیق
تو نہ جانے دائیون کی دائی کو / دودھ کم دیتا ہے بے رونے کے وو
بولا فلیبکوا کثیرا سن ذرا / دودھ دیوے تجکو تا فضل خدا
کہ یہ سوز مہر و گریہ ابر کا / ہے ستون دنیا کا ان دو سے کھڑا
سوز مہر اشک ابر کا ہوتا نہ گر / جسم کب ہوتے ہمارے خوب تر
ہوتین کب آباد یہ چار دن فصل / گر نہ ہوتا سوز یہ اور گریہ اصل
سوز مہر اور گریہ ابر جہان / رکھتا ہے جو کہ جہان کو خوش دہان
سوز مین رکھ آفتاب عقل کو / چشم جون ابر اشک افروز تو
چشم گریان کر مثال طفل تو / روٹی کم کھا کہ ہے اس سے آبرو
تن جو با سامان ہے اس سے شاخ جان / ہووے بے سامان ہمیشہ اور خزان
تن کا سامان مفلسی جان کی ہے / جلد تو اسکو گھٹا اسکو بڑھا
اقرضوا اللہ قرض مال تن سے دے / تا چمن دل مین عوض اسکے اُگے
قرض دے کم کر تو لقمہ جسم سے / وجہ لا عین رأت تا کہ دکھے
گندگی سے تن جو تو خالی کرے / گوہر اجلال سے اسکو بھرے
یہ پلیدی چھوٹے اور پاکی ملے / تن یطہرکم سے اسکا نفع لے
دیو دھمکاتا ہے تجکو بے حساب / کہ پشیمان تو ہو اس سے اور خراب

نعره باز زد خلق گرد آمد بر و / گفت گویان ایها الناس احذروا
مینزد او بر سر که ای بیعقل سر / مینزد او بر سینه کای بی نور بر
سجده میکرد او که ای کل زمین / شرمسارست از تو این جزو مهین
تو که کلی خاضع امر وئے / من که جزوم ظالم و زشت و ردی
تو که کلی خوار و لرزانے ز حق / من که جزوم در خلاف و در سبق
هر زمان میکرد رو بر آسمان / که ندارم روی ای قبله جهان
چون ز حد بیرون بلرزید و طپید / مصطفی اش در کنار خود کشید
ساکنش کرد و بسے بنواختش / دیده اش بگشاد و داد اشناختش
تا نگرید ابر کی خندد چمن / تا نگرید طفل کی جوشد لبن
طفل یک روزه همی داند طریق / که بگریم تا رسد دایه شفیق
تو نمیدانی که دایه دایگان / کم دهد بے گریه شیرت رایگان
گفت ولیبکوا کثیرا گوش دار / تا بریزد شیر فضل کردگار
گریه ابرست و سوز آفتاب / استن دنیا همین دو رشته تاب
گر نبودی سوز مهر و اشک ابر / کی شدی اجسام با زفت و سطبر
کی بدین معمور این هر چار فصل / گر نبودی این تف این گریه اصل
سوز مهر و گریه و ابر جهان / چون همی دارد جهان را خوش دهان
آفتاب عقل را در سوز دار / چشم را چون ابر اشک افروز دار
چشم گریان بایدت چون طفل خرد / کم خور این نان را که نان آب تو برد
تن چو با برگ است روز و شبان / شاخ جان در برگ ریزست و خزان
برگ تن بی برگی جانست زود / زین بباید کاستن و ان را فزود
اقرضوا الله قرض ده زین برگ تن / تا بروید در عوض در دل چمن
قرض ده کم کن ازین لقمه تنت / تا نماید وجه لا عین رأت
تن ز سرگین خویش تا خالی کند / پر ز گوهرهای اجلالی کند
زین پلیدی بدهد و پاکی برد / از یطهرکم تن او بر خورد
دیو می ترساندت که هین و هین / زین پشیمان گردی و گردی حزین

گھر تو چھوڑے ان ہوس کو جس سے ۔ ہو پشیمانی خرابی کس سے تجھے
یہ تو کھا کہ گرم دارو ہے مزاج ۔ اور دوا بہر صحت اور علاج
اس نیت سے کہ یہ مرکب جسم ہے ۔ ہے وہ بہتر جو کہ وہ عادت رکھے
چھوڑ مت عادت خلل آوے تجھے ۔ اور دماغ و دل میں سو علت پڑے
اصلاح کی دھمکیاں دیو دون ۔ خلق پر لاکے پڑھے وہ سو فسون
خود کو جالینوس دارو میں کرے ۔ ہے مریض نفس کو دھوکا ترے
فائدہ ہے درد و غم سے پس تجھے ۔ یہ ہی آدم کو کہا گندم سے رہے
پیش کرے بہانات اور فسون ۔ باندھے وہ ہونٹی سے تیرے ہونٹ کو
جیسے لب گھوڑے کا باندھیں وقت نعل ۔ تا دکھائے سنگ کو مثل لعل
گوش پکڑے تیرا وہ جوں گوش اسپ ۔ حرص کی سو کھینچے وہ اور سو کسب
تیرے پا پر نعل باندھے شک کا ۔ تا رہے تو دور سے ناچار ہو
نعل وہ ہی کار دو میں شک ہے ۔ یہ کروں یا وہ کروں تو جاگ لے
وہ تو کر جو ہی افعال نبی ۔ وہ نہ کر جو کرتے دیوانے سبھی
حفت الجنہ رکھے کس چیز سے ۔ بالمکارہ کہ زیادہ اس سے ہر
سو فسوں کہتا ہے حیلہ عقل سے ۔ گر چہ اژدر گرہ میں وہ رکھے
لو دگر ہو مثل کہ لیجائے وہ ۔ اور غلبہ اپنا پس کھلاوے وہ
گر ہو جاری آب تو باندھے ہے ۔ گر ہو دانشمند تو آسیر سنے
عقل کو گر عقل ثانی سے تو یار ۔ امرهم شوری کو پڑھ اور کر تو کار
بات یہ بے انتہا ہے وہ عرب ۔ لطف سے اس شہ کے رہا اندر عجب

گر گذاری زین هوسها تو ملت ۔ پس بتیوان و تلین خواهی شدن
این بخور گرمست و داروی مزاج ۔ دان بیا شام ابی لقمه و علاج
هم بدین نیت که این تن مرکب است ۔ آنچه خو کردست آتش او و بست
هین مگردان خو که پیش آید ملل ۔ در دماغ و دل برآید صد خلل
آهنین تهدیدها آن بو دولا ۔ آرد او بر خلق خواند صد فسون
خویش جالینوس سازد در دوا ۔ تا فریبد نفس بیمار ترا
کاین ترا سودست از درد ای فتی ۔ گفت آدم را همین در گندمی
پیش آرد هی نحو بهانه را ۔ در لویشه پیچد او لبهات را
همچو لبهای فرس در وقت نعل ۔ تا نماید سنگ را گوهر ز لعل
گوشهایت گیرد آن کوش اسپ ۔ میکشاند سوی حرص و سوی کسب
بر زند بر پات نعلی ز اشتباه ۔ تا بمانی تو در درد آن ز راه
نعل او باشد تردد در دو کار ۔ این کنم یا آن کنم هین هوشدار
آن بکن که هست مختار نبی ۔ آن مکن که کرد مجنون و صبی
حفت الجنة بچه محفوف گشت ۔ بالمکاره که ازو افزود کشت
صد فسون دارد ز حیلت و ریا ۔ که کند در سله گر هست اژدها
گر بود گهی چو که بر پایه شر ۔ دشمن خویشتن تها بدش
در بود آب روان بر بندد شی ۔ در بود حبر زمان بر خندد شی
عقل را با عقل دیگر یار کن ۔ امرهم شوری بخوان و کار کن
این سخن پایان ندارد آن عرب ۔ ماند از الطاف آن شه در عجب

نوازش کرنی مصطفیٰ علیہ السلام کی اس مہمان پر اور مسلمان ہونا اور تسکین دینا اسکو بیقراری اور ندامت سے

نواختن مصطفی علیه الصلوة مهمان را و مسلمان شدن و تسکین دادن او را از اضطراب و ندامت

جانا مجنون ہونا عقل اسکی گئی ۔ دستگیری عقل احمد نے کری
بولے یاں آیا وہ اس طور سے ۔ خواب سے آئے کوئی جس طرح سے
بولے یاں آ اور تو ہوش ہو ۔ کہ یہاں ہیں کام مجھ سے اسکو

خواست بودا شدن عقلش رسید ۔ دست عقل مصطفی بازش کشید
گفت این سو بیا آن چنان ۔ که کسی برخیزد از خواب گران
گفت این سو بیا هین یا خود آ ۔ که اندر این سو هست با تو کارها

لطفیل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عفو فرمائے اور آپ رحمت سے آپسے پاک کیا آگے باقی آپ اولیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

پانی چھڑکا تہ پہ دے کہنے لگا / ای گواہ حق کے گواہی تو بتا
تا گواہی دوں میں اے ریاستے جہاں / سیر ہوں ہستی سے میں ہاں جی رہوں
ہم قضا کے قاضی کی دہلیز پے / آئے دعوی الستی کے لیے
جو بلے ہمنے کہا با امتحان / قول و فعل اپنے گواہ ہیں اور بیان
کیوں ہیں قاضی کی ہم دہلیز پے / کہ ہم آئے ہیں گواہی کے لیے
کب تلک دہلیز قاضی میں گواہ / قید رہوسے دے گواہی صبح گاہ
اسلیے تجکو بلائیں وہاں کہ تو / وہ گواہی دے نہو تو ترش رو
سرکشی سے اپنی بس بیٹھا ہے تو / باندھکر اس تنگ میں لب ہاتھ کو
تا نہ دے تو یہ گواہی ای گوا / ہوئے اس ہیئے سے ہرگز رہا
کام دم بھر کا ہی کر تو اور جا / کام چھوٹا مت تو اپنے پر بڑھا
سو برس میں خواہ اک دم میں گذار / اس امانت کو ادا کر جلد یار

آب بر روزه در آمد در سخن / کای شهید حق شهادت عرضه کن
تا گواهی بدهم و بیرون شوم / سیرم از هستی ز ران ها مون شوم
ما درین دهلیز قاضی قضا / بهر دعوی الستیم و بلی
چون بلی گفتیم آنرا ز امتحان / قول و فعل ما شهود است و بیان
از چه در دهلیز قاضی تن زدیم / نی که ما بهر گواهی آمدیم
چند در دهلیز قاضی ای گواه / حبس باشی ده شهادت از پگاه
زانکه بخواندند بدین جا تا که تو / آن شهادت بدهی و ناری عتو
از لجاج خویشتن بنشسته / اندرین تنگی لب و کف بسته
تا نه بدهی این گواهی ای شهید / تو ازین دهلیز کی خواهی رهید
یک زمان کارست بگزار و بتاز / کار کوته را مکن بر خود دراز
خواه در صد سال خواهی یک زمان / این امانت واگزار و وارهان

بیان میں اسکے کہ اعمال ظاہری گواہ ہیں اوپر بھید آدمی کے

در بیان آنکه اعمال ظاهر گواهند بر سر آدمی

یہ نماز و روزہ و حج و جہاد / ہے گواہی دینا وہ با اعتقاد
یہ زکوۃ اور ہدیہ اور ترک حسد / ہے گواہی دینا بھید اپنے سے خود
خوان و مہمانی ظہور راستی / کہ ای مہمان ہمکو تم سے دوستی
یہ ہدیہ و تحفہ و نذر و پیشکش / ہے گواہی اسکی میں ہوں تجھسے خوش
کرتا ہر کوشش ہے با مال و فسون / رکھتا کیا ہوں ایک گوہر اندرون
رکھتا ہوں تقوی سے گوہر با سخا / یہ زکوۃ اور روزہ دونوں پر گوا
روزہ کہوے تقوی رکھے با جلال / کب حرام سے آسے ہو اتصال
اور زکوۃ اسکی کہے وہ اپنا مال / دیتا ہے پھر وہ چرائے کس کا مال
گر یہ ہو جاویں منافق وہ گواہ / باز پرس اسنے کرے عدل اله
ہے شکاری گر کرے دانہ نثار / نی یہ بخشش سے ہے بل بہر شکار
گر ہے بلی روزہ دار اندر صیام / تفتہ رکھے خود کو بہر صید عام

این نماز و روزه و حج و جهاد / هم گواهی دادنست از اعتقاد
این زکوة و هدیه و ترک حسد / هم گواهی دادنست از سر خود
خوان و مهمانی پی اظهار راست / کای مهان ما با شما گشتیم راست
هدیه‌ها و ارمغان و پیشکش / شد گواه آنکه هستم با تو خوش
هر کسی کوشد بمالی یا فسون / چیست دارم گوهری اندرون
گوهری دارم ز تقوی یا سخا / این زکوة و روزه بر هر دو گوا
روزه گوید کرد تقوی از حلال / با حرامش دانکه نبود اتصال
وان زکوة گفت کو از مال خویش / میدهد پس چون بدزدد ز اهل کیش
گر بطراری کند این دو گواه / جرح شد در محکمهٔ عدل اله
هست صیاد ار کند دانه نثار / نی ز رحم و جود بل بهر شکار
هست گربه روزه‌دار اندر صیام / خفته کرده خویش بهر صید عام

کرده بدظن زین کژی صد قوم را / کرده بدنام اہل جود و صوم را

کردیا بدظن کجی سے قوم کو / کردیا بدنام اہل صوم کو

فضل حق با آنکه او کژ می‌تند / عاقبت زین جمله پاکش میکند

فضل حق اسکو کہ وہ رکھے کجی / آخر اس سب سے کرے راستی

سبق برده رحمتش وان غدر را / داده نوری کان نباشد بدر را

غالب اسکی رحمت اور اس غدر کو / نور وہ بخشا کہ نہ ہو بدر کو

کوشش او را شسته حق زین اختلاط / غسل داده رحمت او را زین خباط

دھوئی کوشش اسکی حق نے ربط سے / غسل رحمت نے دیا اس خبط سے

تا که غفاری او ظاہر شود / سیئات جمله را غافر شود

تاکہ غفاری ہو اسکی بس عیان / اور گنہ سب کے کرے عفو نہان

پاک کردن حق تعالی آب را از نجاست ظاہره
پاک کرنا حق تعالی کا پانی کو نجاست ظاہری سے

آب بہر آن بارد از سماک / تا پلیدان را کند از خبث پاک

اسلیے برسائے پانی چرخ سے / پاک حدث سے ناپلید کو کرے

آب چون پیکار کرد و شد نجس / تا چنان شد کآب را رد کرد حس

آب جو بیکار رہوے ہو نجس / یاں تلک کہ نہ چکھے پانی کو حس

حق ببردش باز در بحر صواب / تا بشستش از کرم آن آب آب

حق اٹھا کر بحر میں ڈالے اسے / تا کرم سے بحر پاک اسکو کرے

سال دیگر آمد او دامن‌کشان / ہی کجا بودی بدریای خوشان

دوسرے سال آکے پھر وہ یاں کہا / ہیں کہاں تھا تو ہیں بحر خوش میں تھا

من نجس زینجا شدم پاک آمدم / بستدم خلعت سوی خاک آمدم

میں نجس یاں سے گیا آیا ہوں پاک / بلکہ خلعت بھی ہیں آیا سوے خاک

ہین بیایید ای پلیدان سوی من / که گرفت از خوی یزدان خوی من

اے پلیدو آؤ تم اب میری سو / خوے حق سے میں نے لی ہے جو کہ خو

در پذیرم جمله زشتیت را / چون ملک پاکی دہم عفریت را

سب پلیدی کو تمہاری لیوں میں / نفس کو پاکی ملک سا ان شیوان میں

چون شوم آلوده باز آنجا روم / سوی اصل اصل پاکیہا شوم

ہوؤں آلودہ تو پھر واں جاؤں میں / سوے اصل اصل پاکی پاؤں میں

دلق چرکین برکنم آنجا ز سر / خلعت پاکم دہد بار دگر

سر سے گدڑی میلی کوں میں جو ہے پلید / پاک خلعت دیوے پھر اس سے مزید

کار او این ست و کار من ہمین / عالم آرایست رب العالمین

کام یہ اسکا یہ میرا کام ہے / عالم آرائی خدا کا کام ہے

گر نبودی این پلیدیہای ما / کی بدی این بارنامه آب را

ہیں پلیدی یہ نہوتی ہمکو جو / ہوتا کب یہ فخر نامہ آب کو

کیسه‌ہا زر دزدیده است او / میرود جویان مفلس سو بسو

تھیلیاں زر کی سلی رکھتا ہے / ڈھونڈتا پھرتا ہے بس محتاج کو

یا بریزد بر گیاه رسته‌ای / یا بشوید روی ہر ناشسته‌ای

تا ہٹوے سبزہ کو نورستہ پہ / دھوئے تا رخسار ہر بے دھوے کے

یا بگیرد بر سر او حمال‌وار / کشتی بیدست و پا را در بحار

تا اٹھا لے سر پہ جوں حمال وہ / بحر میں بس کشتی ناچار کو

صد ہزاران دارو اندر وی نہان / زانکه دارو زد بر دیده جہان

سیکڑوں دارو ہیں اس میں بس نہاں / دارو اگتی اس سے ہیں اندر جہاں

جان ہر دره دل ہر دانهٔ / میرود در جو چو دارو خانهٔ

جان ہر دره اور دل دانہ کا ہے / جوں دوا تا ہے اندر نہر کے

زو یتیمان زمین را پرورش / تشنگان خاک را از وی خورش

ہیں یتیمان زمین کو پرورش / تشنگان خاک کو اس سے خورش

چون نماند مایه‌اش تیره شود / ہمچو ما اندر زمین خیره شود

جب نہیں پونجی رہے تیرہ ہو وہ / مثل ما اندر زمین خیرہ ہو وہ

ناله از باطن برآرد کای خدا / آنچه دادی دادم و ماندم گدا

دل سے وہ نالہ کرے کہ اے خدا / تیری بخشش میں نے دی اب ہوں گدا

صرف پونجی کی پلید و پاک پے / پونجی وے ہے ہل من غریب ہو سمجھیے

ای تنه سرمایه وحل من غریق / رنجتم سرمایه هم پاک و پلید

پھر مدد چاہنا پانی کا حق سبحانہ تعالی سے بعد تیرہ ہونے کے

حکم ہو کہ ابر لیجا خوش جگہ / آب کو بالا لے تو خورشید ہو

مختلف راہوں سے لیجائے اسے / بحر بے پایاں میں پہنچا دے اسے

ہے غرض پانی سے جان اولیا / دھوئے کہ ظلمت سے تمہیں کر دے صفا

جو ہو تیرہ غسل اہل فرش سے / لوٹ جائے پاک بخش عرش پے

آئے پھر اس سمت سے دامن کشان / ذات کی پاکی سے لائے پس نشان

سب کو وہ فارغ تیمم سے کرے / طالب قبلہ کو بیں تلاش سے

اختلاط خلق سے جو ہو ملال / وہ سفر چاہے ارحنا یا بلال

ای بلال خوش نوا خوش بیان / چڑھ کے منبر پہ تو دے بانگ اذان

جان سفر میں اور بدن اندر قیام / وقت رجعت اسلیے کہوے سلام

مثل ہے واسطہ اندر کلام / واسطہ شرط ہے کہ تا سمجھیں عوام

کون جائے آگ میں بے واسطہ / جز سمندر کے کہ ہے بے رابطہ

واسطہ حمام تجھکو چاہیے / آگ سے تا طبع کو تو خوش کرے

آگ میں لے جا سکے تو جون خلیل / ہے رسل حمام اور پانی دلیل

سیری حق سے اہل طبع کو ملے / سیری کب بے وساطت نان کے

لطف حق سے ہے ولیکن اہل تن / لطف کب پاتے ہیں بے پردہ چمن

واسطہ تن کا اٹھے ظاہر کہے / مثل موسی انور مہ کا جیب سے

یہ ہنر پانی کے جملہ ہیں گواہ / کہ خدا کا نور اسمیں ہے بھرا

باز استعانت کردن آب از حق سبحانه تعالی بعد تیره شدن

ابر را گوید ببر جای خوشش / هم تو خورشید آب بالا کششش

راه‌های مختلف میراندش / تا رساند سوی بحر بی‌حدش

خود غرض زین آب جان اولیاست / کو غسول تیرگیهای شماست

چون شود تیره ز غسل اهل فرش / باز گردد سوی پاکی بخش عرش

باز آید زان طرف دامن کشان / از طهارات محیط او درسشان

از تیمم وارهاند جمله را / وز تحری طالبان قبله را

زاختلاط خلق یابد اعتلال / زان سفر جوید که ارحنا یا بلال

ای بلال خوش نوای خوش صهیل / مناره بر رو بزن طبل رحیل

جان سفر رفت و بدن اندر قیام / وقت رجعت زان سبب گوید سلام

این مثل چون واسطه ست اندر کلام / واسطه شرط است بهر فهم عام

اندر آتش کی رود بی واسطه / جز سمندر کو رهید از رابطه

واسطه حمام باید مر ترا / تا ز آتش خوش کنی تو طبع را

چون نتانی شد در آتش چون خلیل / گشت حمامت رسول آبت دلیل

سیری از حق است لیک اهل طبع / کی رسد بی واسطه نان در شبع

لطف از حق است لیکن اهل تن / در نیابد لطف بی پرده چمن

چون نماند واسطه تن بی حجیب / همچو موسی نور مه تابد ز جیب

این هنرها آب را هم شاهد است / کاندرونش پر ز نور ایزد است

بیان میں گواہی قول و فعل ظاہر کے اوپر نور باطن کے

قول و فعل آیا گواہ باطن کا ہے / اپنے باطن کی دلیل ان دو سے لے

در بیان گواهی فعل و قول بیرونی بر نور ضمیر

قول و فعل آمد گواهان ضمیر / زین دو بر باطن تو استدلال گیر

چون نماز و سیر صوم و در درون / بنگر اندر بول رنجور از برون

فعل و قول آن بول رنجوران بود / که طبیب جسم را برهان بود

وان طبیب روح در جانش رود / وز ره جان اندرو ایمانش رود

حاجتش نبود بفعل و قول خوب / احذروهم هم جواسیس القلوب

این گواه فعل و قول از وی بجوی / کو بدریا نیست واصل همچو جوی

قول و فعل او گواه او بود / کو بدریا متصل چون جو بود

بنگر اندر فعل او و قول او / تا چه دارد در ضمیر آن راز جو

نور او اندر مرتبت چندست و چیست / مهر صیاد و دانه باشد یا نخست

گر بود صیاد از وی دور شو / وان فسون و قول و فعلش کم شنو

ور بود صدیق دست از وی مدار / تا رساند مر ترا سوی نگار

لیک نور سالکی کز حد گذشت / پر شد از فرش بیابانها و دشت

شاهدیش فارغ آمد از شهود / وز تکلفهای جانبازی وجود

یونہین ہے سمجھ کو باطنا / دیکھ قارورہ کے اندر ظاہرا

ہے وہ قول و فعل قارورہ علیل / کہ طبیب جسم کو وہ ہے دلیل

اور طبیب روح جاتی جان مین / جائے راہ جان سے وہ ایمان مین

اسکو نہ حاجت بفعل و قول خوب / احذروہم ہم جواسیس القلوب

چاہ قول و فعل تو اس سے گوا / کہ وہ دریا سے ملا ہے نہر سا

قول و فعل اسکا گواہ اک اسکا ہے / کہ ملا مانند جو وہ بحر سے

اسکے قول و فعل مین اس دیکھ تو / کہ وہ کیا رکھتا ہے دل مین رازجو

کسقدر نور اسکا ہے اور دیکھ یہ / صید کا دانہ ہے یا اہل صفا

گر ہے وہ صیاد اس سے دور ہو / وہ فسون اور قول مت اسکا سنو

گر ہو صدیق اس سے باز آ مت سرک / تاکہ دریا تک وہ پہونچادے تجھے

نور اس سالک کا جو حد سے بڑھا / اسکے نور سے کل بیابان پر ہوا

فارغ اسکا ہے گواہی سے شہود / اور تکلف سے ریاضت سے وجود

در بیان نوری که بے اختیار از سر عارف حقانی ظاهر شود

بیان مین اس نور کے کہ بے اختیار بطون عارف حقانی سے ظاہر ہو

نور آن گوهر چو بیرون تافته است / زین تلسها فراغت یافته است

پس مجو از وی گواه فعل و گفت / که از و هر دو جهان چون گل شکفت

این گواهی چیست اظهار نهان / خواه قول و خواه فعل و غیر آن

که غرض اظهار سر جوهر ست / وصف باقی وین عرض بر معبرست

این نشان زر نماند بر محک / زر بماند خوب فرنی بی شک

این صلوة و این جهاد و این صیام / چون نماند جان نماند نیک نام

جان چنین افعال و اقوالی نمود / بر محک امر جوهر را بسود

کاعتقادم راست ست اینک گواه / لیک هست اندر گواهان اشتباه

تزکیه باید گواهان را بدان / تزکیه اش اخلاص موقوفی از آن

حفظ لفظ اندر گواه قولی ست / حفظ عهد اندر گواه فعلی ست

نور اس عارف سے جو پایا ظہور / ان فریبون سے وہ فارغ ہے ضرور

تو گواہ قول و فعل اس سے نہ چاہ / کردی عالم سب یہ مثل گل کھلا

یہ گواہی کیا ہے کشف باطنا / خواہ قول و فعل خواہ اسکے سوا

کہ غرض اظہار سر جوہر کا ہے / وصف رہ باقی عرض ثانی ہے

یہ نشان زر کا محک پر نہ رہے / زر رہے بیشک وہ بہتر طور سے

یہ جہاد اور یہ نماز اور یہ صیام / جو نہ رہوین جان رہے ہو نیک نام

قول و فعل ایسے دکھائے جان نے / اور گھسا جوہر محک پر امر کے

کہ عقیدہ میرا سچا ہے گواہ / پر گواہون کے ہے اندر اشتباہ

تزکیہ اس سے گواہ کا چاہیے / تزکیہ موقوف ہے اخلاص پے

حفظ لفظ اندر گواہ قولی سے ہے / حفظ عہد اندر گواہ فعلی سے ہے

گر گواہ قول کج گھوے ہے رد — گر گواہ فعل کج جاوے ہے بد

قول و فعل اب تیرا بے ضد چاہیے — تا قبول اندر زمانہ کے رہے

سعیکم شتی تناقض ہیں جو تو — دن کو سیتا پھاڑتا ہے رات کو

کب تناقض کے گواہ سنتا ہے وہ — پردہ کرتا لطف سے ہے حکم کو

قول و فعل اظہار ہیں اسرار کے — راز پوشیدہ عیاں دونوں سے ہو

پاک جو ہوویں گواہ ہوویں قبول — ورنہ تو زندان میں رہ کے بس ملول

تو لڑے جب تک لڑیں یہ جنون — فانتظر ہم انہم منتظرون

بات یہ بے حد ہے احمد نے کرا — ظاہر ایمان کو قبول اس نے کیا

پس شہادت کہ وہ کلمہ پاک ہے — کھول لیتے والا ہے بندوں تخت سے

گر گواہ قول کژ گوید رواست — ور گواہ فعل کژ پوید رد است

قول و فعل بے تناقض بایدت — تا قبول اندر زمان پیش آیدت

سعیکم شتی تناقض اندرید — روز میدوزید و شب بر میدرید

پس گواہی با تناقض کہ شنود — یا مگر حکمی کند از لطف خود

قول و فعل اظہار سر است و ضمیر — ہر دو پیدا میکند سر ستیر

چون گواہت تزکیہ شد قبول — ورنہ محبوسیت اندر رو ملول

تا تو بستیزی ستیزند ای حرون — فانتظر ہم انہم منتظرون

این سخن پایان ندارد مصطفی — عرضہ کرد ایمان و پذیرفت آن فتا

آن شہادت را کہ فرخ بودہ است — بند ہای بستہ را بکشودہ است

ایمان ظاہر کرنا مصطفی علیہ السلام کا اوپر اس مہمان کے

جو ہوا مومن پیمبر نے کہا — آج کی شب پھر تو ہو مہمان مرا

بولا واللہ تیرا مہمان ہوں سدا — جاؤں جس جا یار ہوں میں جس جگہ

زندہ و زار ہا و دربان ہوا — یہاں پہ اور وہاں پہ میں تیرے خوان کا

جو سو اقبول خوان کے لیوے خوان — حلق اسکا پھاڑ سے آخر استخوان

جاوے سوے خوان جو تیرے غیر کے — دیو اسکے ساتھ کھانے جان بھی

جو تری ہمسائگی سے دور ہو — دیو ہمسایہ ہوا اسکا جان تو

بے ترے مشکل سفر کوئی کرے — اس سفر میں دیو ساتھ اسکے رہے

اسپ پہ بیٹھے کوئی گر بے ترے — میرا دشمن دیو اسکا یار ہے

اسکی گر عورت کے بچہ اس سے ہو — نسل میں اسکی ہو شرکت دیو کو

حق نے قرآن و شارکہم کہا — مال اور اولاد میں اول سے تھا

بولے احمد غیب سے اسکو جلی — پس کلام نادرہ ہیں با علی

یا رسول اللہ رسالت کو تمام — مثل سورج کے دکھا تم نے عام

جو کیا تم نے نہ ماں در سے کیا — اور مسیحا نے نہ عادر سے کیا

ایمان عرض کردن مصطفی علیہ السلام بران مہمان

گشت مومن گفت اورا مصطفی — کامشب دیگر تو شو مہمان ما

گفت واللہ تا ابد ضیف توام — ہر کجا باشم بہر جا کہ روم

زندہ کردہ و عتیق و دربان تو — این جہان و آن جہان بر خوان تو

ہر کہ بگزیند خوان بگزیدہ خوان — عاقبت در دو گلویش استخوان

ہر کہ سوی خوان غیر تو رود — دیو با او دان کہ ہم کاسہ بود

ہر کہ از ہمسائگی تو رود — دیو باشد آن کہ ہمسایش بود

ور رود بی تو سفر او دور دست — دیو بد ہمراہ و ہم سفر ویست

ور نشیند بی تو بر اسپ شریف — حاسد ماست دیو او را ردیف

ور بچہ گیرد از دشمن او — دیو در نسلش بود انباز او

در نبی شارکہم گفتست حق — ہم در اموال و در اولاد ازسبق

گفت پیغمبر ز غیب این اجلی — در مقامات نوادر با علی

یا رسول اللہ رسالت را تمام — تو نمودی ہمچو شمس بی غمام

آنچہ تو کردی دو صد مادر نکرد — عیسی و افسونش با عادر نکرد

سیری ایمان کو زندگی ہے سدا　　زندہ تھا ذرگر ہوا دم میں مرا
مہمان حضرت کا ہوا اک شب عرب　　کھایا شیر اک بز کا آدھا باندھا لب
پس کیا اصرار رکھا دودھ اور طعام　　بولا واللہ میں ہوا سیر اب تمام
بے تکلف کرتا از رہ شرم کے　　سیر زیادہ میں ہوں کل کی رات سے
جملہ گھر والے عجب میں رہ گئے　　پر ہوا قندیل قطرۂ زیت سے
جو کہ قوت مرغ اک با پیل ہو　　پر شکم پر اس سے ایسا پیل ہو
پیچ تاک شور اندر مرد و زن　　قدر مچھر کھائے ہے یہ پیل تن
حرص وہم و کافری کا سر جھکا　　قوت چیونٹی سے ہوا سیر اژدہا
جھکڑ این کفر کا اس سے گیا　　قوت ایمان نے اسے موٹا کیا
مضطرب جوع البقر سے جو کہ تھا　　مثل مریم میوہ جنت کا چنا
میوۂ جنت اسکے تن کی سو گیا　　مثل دوزخ پیٹ اسکا بھر گیا
ذات ایمان اک بڑی نعمت ہے پر　　ای تو ایمان سے ہے قانع قول پے
گرچہ وہ مطعوم ہے جان کا و نظر　　بھی ہے تن کو حصہ اس سے ای پسر
کب تلک کھائیگا نان و گندنا　　ہوش میں آ نور ایمان کر غذا

از تو خانم از حل تک جان ببرد　　عاد را زشمار زنده هم در دم بمرد
گشت مهمان رسول آن شب عرب　　شیر یک بز نیم خورد و بست لب
کرد الحاحش بخور شیر و رقاق　　گفت گشتم سیر والله بی نفاق
این تکلف نیست بی ناموس و فن　　سیر گشتم از آنکه دوش من
در عجب ماند حیلهٔ اهل بیت　　پر شد این قندیل زین یک قطره زیت
آنچه قوت مرغ با بیلی بود　　سیری معده چنین بیلی بود
پیچپیچی افتاد اندر مرد و زن　　قدر پشه میخورد این پیلتن
حرص و وهم و کافری سرزیر شد　　اژدها از قوت موری سیر شد
آن گدا چشمی کفر از وی برفت　　قوت ایمانش لتر کرد و زفت
آنکه از جوع البقر بر می طپید　　همچو مریم میوهٔ جنت بچید
میوهٔ جنت سوی جسمش شتافت　　معده چون دوزخش آرام یافت
ذات ایمان نعمت و لوتیست هول　　ای قناعت کرده از ایمان بقول
گرچه آن مطعوم جانست و نظر　　جسم را هم زان نصیبست ای پسر
تا کی ای قانع بنان و گندنا　　با خود آ و نور ایمان کن غذا

بیان میں اسکے کہ نور غذائے جان ہے بھی غذائے جسم اولیا ہے یہاں تک کہ جسم جان کا یار ہو جاوے کہ اسلم شیطانی علی یدی

مسلمان ہوا شیطان میرا میرے ہاتھ پر ۱۲

در بیان آنکه نوری که غذای جانست غذای جسم اولیاست تا آنکه جسم یار شود و جان را که اسلم شیطانی علی یدی

گر نہ ہوتی دیو تن کی وہ غذا　　اسلم الشیطان نہ کہتے مصطفےٰ
جس غذا سے مردہ بس زندہ رہے　　تا نکھلائے دیو مسلم کب بنے
دیوانہ تھا عاشق اک دنیا میں تھے　　عشق نہانی عشق کو فانی کرے
جو نہان خانہ یقین سے مزا　　تھوڑا تھوڑا عشق کھینچے اس جگہ
یا حریص البطن عرج ہکذا　　انما المنہاج تبدیل الغذا

ای حریص شکم عروج کر اسطرح سے ہوا　　نہیں ہے طریقہ عروج کا مگر تبدیل غذا ۱۲

گر نہ گشتی دیو جسم آن را اکول　　اسلم الشیطان نفرمودی رسول
دیو زان لوتی که مرده حی شود　　تا نیاشامد مسلمان کی شود
دیو در دنیاست عاشق کور و کر　　عشق را عشق دگر برد مگر
از نهان خانهٔ یقین چون میچشد　　اندک اندک عشق زیت آنجا کشد
یا حریص البطن عرج هکذا　　انما المنهاج تبدیل الغذا

م عشق سے دیو نفس بھی راستی پر آجاتا ہے اور نفس امارہ سے لوامہ و مطمئنہ ...

یا مریض القلب عرج للعلاج — جملة التدبیر تبدیل المزاج
ایها المحبوس فی رهن الطعام — سوف تنجو ان تحملت الفطام
ان فی الجوع طعاما وافرا — افتقدها وارتج یا نافرا
اغتذی بالنور کن مثل البصر — وافق الاملاک یا خیر البشر

غذا نور کی کھا مانند بینائی کے ۱۲ — موافقت فرشتوں سے کر اے نیک مرد ۱۲

چو ملک تسبیح حق کو کر غذا — جون ملک تکلیف سے تا ہو رہا
راغب مردار کب جبریل ہے — گدھ سے پر قوت وہ کمتر کب کھے
گرچہ پیل قائم زمین پر پیل ہے — کب وہ مچھر سے چھپا تیلا مجھے

چون ملک تسبیح حق را کن غذا — تا رہی ہمچون ملائک از اذی
جبرئیل ار سوی جیفه کم تند — او بقوت کی ز کرگس کم زند
پیل اگرچه در زمین آہسته است — او ز پشه باز گو کی راسته ست

انکار کرنا اہل تن کا غذائے روح سے

انکار کردن اہل تن غذای روح را

مرحبا اک خوان رکھا اندر جہان — پر خسیسوں کی نظر سے ہے نہان
گر جہان اک باغ پر نعمت سے ہو — سانپ و چونٹی کھائیں لیکن خاک کو
خاک کھائیں گر خزان ہو یا بہار — تو ہے شہ کیون خاک کھالے شل مار
بانس کا گھن بانس کے اندر رہے — ایسا حلوا کھاتا کون عالم میں ہے
چھوٹا کیڑا خاک کے اندر رہے — ایسا حلوا کھاتا کون عالم میں ہے
کیڑا اک گوبر کا گوبر میں سجان — نقل نہ جانے بجز گوبر یہان
ذی نجاست کے سوا بن جانے زاغ — یہ نجاست اسکی ہے چشم و چراغ

حبذا خوانی نهاده در جہان — لیک از چشم خسیسان بس نہان
گر جہان باغی پر از نعمت شود — قسم مار و مور ہم خاکی بود
قسم شان خاک است گر دی گر بہار — میر گوئی خاک چون توئی چو مار
در میان خاک گوید کرم خورد — در کرا باشد چنین حلوای خوب
در میان خاک گوید کرم خورد — انچنین حلوا بعالم کس نخورد
کرم سرگین در میان آن حدث — در جہان نقلی نداند جز خبث
جز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ — شد نجاست مرد را چشم و چراغ

مناجات کرنا طلب مقام خاصوں میں اور دریافت کرنا معنی میں

مناجات در طلب مقام خاصان و ادراک معنی

الٰہی خدا کر بخشش اس ناچیز پے — جیسے زینت کان کو دی بات نے
کان سیر الکھینچ اس مجلس کی سو — تیری مے پیتے ہیں جن جا مست ہو
جو ہیں پہونچائی اس سے تو نے بو — مت کر اے رب مشک کا سر بند تو
مرد و زن پیتے ہیں تجھ سے جو سدا — بید ریغ اے مستغاث اندر عطا
بے دعا مانگے کرے تو مستجاب — ہر گھڑی دل ہیکئے سو فتح باب

ای خدای بی نظیر ایثار کن — گوش را چون حلقه دادی زین سخن
گوش ما گیر و در ان مجلس کشان — کز رحیقت میکشند آن سرخوشان
چون بما بوئی رسانیدی ازین — سر مبند آن مشک را ای رب دین
از تو نوشند از ذکور و از اناث — بید ریغی در عطا یا مستغاث
ای دعا ناکرده از تو مستجاب — داده دل را ہر دمی صد فتح باب

[illegible]

چند حرفون کو کیا تو نے رقوم	نون ابرو صاد چشم و جیم گوش
عقل ہوئی باریک تیرے فکر سے	ہون عدم مین دم بدم لائق فکر کے
حرف طرفہ خیال کے بس تو نے	ہون عدم پرست نہ موجود پر
عقل کو اس شکل کا خط خوان کیا	عشق سے آ سکے ہاے بس سنگ ہم
تو نے لکھے فتنہ سو عقل و ہوش	دو نوکرای خوشنویس انکو وہ لے
باندھے نقش خیال کے نو رقم	چشم و ابرو خال اور خط کے لکھے
کیونکہ معشوق عدم وافی ہے تر	تاکرے تدبیر عمدہ ظاہرا

چند حرفی نقش کردی از رقوم	نون ابرو صاد چشم و جیم گوش
زین حروف شد خرد باریک ریس	در غور ہر فکر بستہ بر عدم
حرفہاے طرفہ بر لوح خیال	بر عدم باشم نہ بر موجود مست
عقل را خط خوان آن اشکال کرد	سنگہا از عشق او شد ہمچو موم
بر نوشتی فتنہ صد عقل و ہوش	فسخ سیکن ای ادیب خوشنویس
دمبدم نقش خیال پر رقم	بر نوشتہ چشم و ابرو خط و خال
زانکہ معشوق عدم وافی ترست	تا دہد تدبیرہا را زان نورد

مثال عقل کی جبرئیل سے اور نظر اسکی غیب مین مانند نظر جبرئیل کے لوح محفوظ پر

تشبیہ عقل بجبرئیل و نظر او در غیب چون جبرئیل در لوح

جون ملک لوح محفوظ اے بشر	دیکھ تحریرین عدم مین رنگ تک
ہر کوئی احمق ہوا اک خیال سے	اک ہوا ہی خیال سے ابلہ کود
دوسرا کرتا ہی کوشش خیال سے	ایک راہب ہو رہے تجانہ گیا
راہزن رستہ ہوا اک خیال سے	اک عمل ہجرے مین خود رفتہ ہوا
ایک تیر کشتی مین چاہے فائدہ	یہ روشن جو مختلف ظاہر ہوئے
آئین یہ حیران کہ وہ ہی کس لیے	مختلف یہ خیال سب ہو آئے گر
قبلہ جان کو جو پوشیدہ کیا	عقل ہر روزہ سبق کے بیشتر
اس سے سودائی ہین حیران اور دنگ	اور خزانہ ڈھونڈتا ہی خیال سے
اور دریا میں سے معدن گود	سے دریا جاتا کو ہر سے کے لیے
حرص سے کھیتون کی سود وہ دوسرا	مرہم خستہ ہوا اک خیال سے
اک تو مرا اندر لیس آغشتہ ہوا	ایک فاسق اور صالح دوسرا
باطنی خیالون کی ہی تلویت سے	ہر جستہ وہ دوسرے کو وہ کرے
کیون روشن سب مختلف ہین بشر	ہر کوئی ہر چیز کا خواہان ہوا

چون ملک از لوح محفوظ آن خرد	ہر صباحی درس ہر روزہ برد
در عدم تحریرہا بین با بیان	در سوادش حیرت سودائیان
ہر کسی شد بر خیالی ریش گاو	گشتہ بر سودای گنجی کاو کاو
از خیالی گشتہ شخصی پر شکوہ	روی آوردہ بمعدنہا و کوہ
وز خیالی آن دگر با جہد مر	رو نہادہ سوی دریا بہر در
وان دگر بہر ترہب در کنشت	وان یکی بہر حریصی سوی کشت
از خیال آن رہزن رستہ شدہ	وز خیال این مرہم خستہ شدہ
در پری خوانی یکی دل کردہ گم	بر نجوم آن یکی بنہادہ سم
آن یکی در کشتی از بہر رباح	وان یکی با فسق و دیگر با صلاح
این روشہا مختلف بیند برون	زان خیالات ملون ز اندرون
این در آن حیران شدہ کان بر چیست	ہر چشیدہ آن دگر را نافی ست
آن خیالات ار نبد نامؤتلف	چون برون شد روشہا مختلف
قبلہ جان را چو پنہان کردہ اند	ہر کسی رو جانبی آوردہ اند

مثال رستون مختلف مین بسبب اختلاف تحیران قبلہ

تمثیل در روشہای مختلف متحیرین قبلہ را

جس طرح قوم اک تحری ایس کرے	اور خیال قبلہ پر ہر سو پھرے

ہمچو قومی کہ تحری میکنند	بر خیال قبلہ ہر سو می تنند

[illegible]

مثال آگے ہے فائدہ ۱۲

جبکہ کعبہ نجم دکھائے صبح گاہ — ہو مست ظاہر کہ گرمی کم کئے راہ
یا کہ غواص ول سا اندر آب کے — ہر کوئی ہر چیز جلدی سے چنے
گوہر شہوار کی امید سے — توبرہ بھرتے ہیں وہ ہر چیز سے
نکلیں باہر جبکہ تہ سے بحر کے — اہل گوہر ہونا انکو تب کھلے
کہ یہ اک ہیں چھوٹے گوہر لیگیا — وہ سراوہ پوت وکنکر لیگیا
یکفذ انبلو کم بالساہرہ — فلتنہ ذات افتضاح قاہرہ
بس پہ والوں کے یوں ہی ہر گروہ — اڑتا ہی پس گرد اک شمع کے وہ
ڈالتا ہی آپ کو اک آگ پے — اپنی شمع کا طواف آپ ہی کرکے
نار موسی بخت کی امید پر — کہ تجلی سے تجھ ہو سبز تر
ہر گروہ جانا فضل اس نار کا — ہر شجر پر دم گمان سب کو ہوا
صبحدم نور قدم ظاہر جو ہو — شمع کیا ہی یہ کھلے ہر ایک کو
جسکا پر اس شمع نصرت سے جلے — اسکو شعر پر دوڑے اس شمع سے
بس کہ اندھا جو پروانوں کا تھا — سوختہ پر زیر شمع بدر ہا
تڑپے ہے سوز و پشیمانی سے وہ — آہ کرتا اندھے ہیں سے اپنی دو
شمع کہوے میں جلی خود ہوں لے — کب چھٹ اون سوز غم سے میں تجھی
شمع اسکی روئی ہیں ہوں سر جلی — کیسے غیروں کی کروں روشن گی ی
وہ کہے میں شکل سے تیری ہوا — پر بخود را احوال تیرا اب کھلا

اس آیہ کے معنی ہیں یا حسرۃ علی العباد

مر گئی شمع مری معشوق نے — تنگ سینہ کج بینی سے حسرت ہی مجھے
ظلت الارباح خسراً مغرما — نشتکی شکوی الی اللہ العمی
مرحبا ای روح اصحاب صفات — مسلمات مومنات قانتات
ہر کوئی راغب ہر اک سو کا ہوا — یہ گروہ حیوان ہوا بیسوئی کا
ہر کبوتر اڑتا ہی ہر راہ سے — یہ کبوتر سخت اک لے سمت کے
ہر عقاب اڑتا مکان سے بامکان — یہ عقاب اڑتے ہیں سوئے لامکان
ہم نہ جنگلی مرغ ہیں اور نہ پلے — ہی ہمارا دانہ بیدانہ وہلے

چونکہ کعبہ رونماید صبحگاہ — کشف گردد کہ کہ گم کردست راہ
یا چو غواصان در زیر آب — ہر کسی چیزی ہمی چیند شتاب
بر امید گوہر و در ثمین — توبرہ پر می کنند از آن و این
چون برآیند از تگ دریای ژرف — کشف گردد صاحب در شگرف
وان دگر کو برد مروارید خرد — وان دگر کہ سنگریزہ شبہ برد
ہکذا یبلوہم بالساہرہ — فتنہ ذات افتضاح قاہرہ
ہمچنین ہر قوم چون پروانگان — گرد شمعی پرزنان اندر جہان
خویش را بر آتشی بر میزنند — گرد شمع خود طوافی میکنند
بر امید آتش موسی بخت — کز تجلی سبزتر گردد درخت
فضل آن آتش شنیدہ ہر رمہ — ہر شرر را آن گمان بردہ ہمہ
چون برآید صبحدم نور خلود — وانماید ہر یکی چہ شمع بود
ہر کرا پر سوخت زان شمع ظفر — بدہدش زان شمع خوش ہشتاد پر
جوق پروانہ دو دیدہ دوختہ — ماندہ زیر شمع بد پر سوختہ
میطپد اندر پشیمانی و سوز — میکند آہ از ہوای چشم دوز
شمع او گوید کہ من چون سوختم — کی ترا برہانم از سوز و ستم
شمع او گریان کہ من سر سوختہ — چون کنم مر غیر را افروختہ
او ہمی گوید کہ از اشکال تو — غرہ گشتم دیر دیدم حال تو

در معنی آیہ یا حسرۃ علی العباد

شمع مردہ بادہ رفتہ دلربا — غوطہ خورد از ننگ کژبینی ما
ظلت الارباح حسراً مغرما — نشتکی شکوی الی اللہ العمی
حبذا ارواح اخوان ثقات — مسلمات مومنات قانتات
ہر کسی رو جانبی آوردہ اند — وین عزیزان رو بہ بیسو کردہ اند
ہر کبوتر می پرد در مذہبی — وین کبوتر جانب بیجانبی
ہر عقابی می پرد از جا بجا — وین عقابان راست بیجائی سرا
مانہ مرغان ہوا نہ خانگی — دانہ ما دانہ بیدانگی

اسلیے روزی ہماری ہی بڑی	کہ ہمین تکلیف راحت ہوگئی
زان مراد تلخ آمد چنین روزی ما	کہ در بدن شد قباد وزی ما

فرجی نام رکھنے کا سبب ابتداے حال مین اندر معنی کے

سبب نام نهادن فرجی و در ابتدار حال در معنی

پھاڑی صوفی نے قبا تکلیف مین	فرجی نام اس دریدہ کا رکھا
پھاڑنے کے بعد آئین فرجین	وہ لقب مشہور اسکا ہوگیا
اس لقب کا صاف شیخ ایسا کیا	حرف و درد اک خلق مین آشکارا
ایسے ہی ہر نام صافی رکھتا	اسم کو چھوڑا ہے مثل درد کے
جو کہ ہر گل خوار درد اسنے لیا	اور صوفی جانب صافی گیا
بولا بیشک درد اک صافی رکھے	دل صفائی جیسا اس کا ہے
درد عسر اور صافی اسکے یسر کے	درد غورہ صافی جون انگور کے
عسر ہی با یسر مست ہوبے رجا	موت چھوڑی زندگی مین گیا
پھاڑ جبہ صاف ہونا چاہے تو	تاکہ جلد اس سے صفائی پاے تو
وہ ہی صوفی صاف ہوکر ہوگیا	نے لباس صوف پہنے جو سدا
جانین صوفی اسکو یہ لطفہ حرام	جو ہوگدڑی پوش و لوطی والسلام
لیک نامی وہ صفا کے خیال سے	پہننا گدڑی کا بہتر ہے ولے
اصل تک جاتو بس اسکے خیال سے	جیسے پلی بو سے جانب ان کے
جو ہوئی رہبری اے جویا عشق	بو سے نے یعقوب بینا ے عشق
تیری غیرت سے ہوا دربان خیال	اور نگہبان سراپردہ جلال
رہو کے ہر طالب کو وہ پانی سخا	ہر خیال اسکو کہے کہ ٹھہر جا
پر سوا اس تیز گوش تیز ہوش	کہ آئے ہو لشکر نصرت سے جوش
مجھسے خیالون سے رہ اور بے شک	تیر شہ دکھلاے اور آگے نہ چلے
ہاتھ مین جس شخص کے ہو تیر شاہ	تا بمنزل جائے وہ اور پائے راہ

صوفی بدریدہ جبہ در حرج	پیششں آمد بعد بدریدن فرج
گشت نام آن دریدہ جبہ فرجی	آن لقب شد فاش از آن مرد نجی
این لقب شد فاش و صافش شیخ برد	ماند اندر طبع خلقان حرف درد
همچنین هر نام صافی داشته است	اسم را چون درد در دل بگذاشته است
هر که گل خوار است دردی را گرفت	رفت صوفی سوی صافی ناشکفت
گفت لابد درد را صافی بود	زین دلالت دل بصفوت میرود
درد عسر افتاد و صافش یسر آن	صاف چون خرما و درد یسر آن
عسر با یسر است هین آیس مباش	راه داری زین ممات اندر معاش
صاف خواهی جبه بشکاف ای پسر	تا از آن صفوت برآری زود سر
هست صوفی آنکه شد صفوت طلب	نه لباس صوف و خیاطی و دب
صوفی گشته بپیش این لئام	الخیاطه و اللواطه والسلام
بر خیال آن صفا و نام نیک	رنگ پوشیدن نکو باشد ولیک
بر خیالش گر روی تا اصل او	نی چو عباد خیال تو بتو
بو قلاوز است ای جویای عشق	همچنانکه گریه سوی نان بود
دور باش غیرت آمد خیال	گرد بر گرد سراپرده جلال
بسته هر جوینده را که راه نیست	هر خیالش پیش می آید که بیست
جز مگر آن تیز گوش تیز هوش	کز جیوش نصرتهاش جوش
نجهد از تخییلها بی شه بود	تیر شه بنماید و بیرون رود
هر که را در دست تیر شه بود	راه یابد تا بمنزل میرود

مناجات مین

فی المناجات

اے خدا یا کریم رازدان دو جہان	رہین عاجز ہون تری با امتحان
ای کریم راز دان ذو المنن	در رہ تو عاجزیم و ممتحن

ہر پریشان دل کو تو تدبیر دے ۔ اس کمان کج کو اب تو تیر دے
جرعہ ڈالا تو نے مخفی جام سے ۔ از زر بخشش زمین خاک پے
زلف و رخ پر ڈھونڈین جرعہ کا نشان ۔ خاک چاٹین اسلیے شاہ جہان
جسکا جرعہ ہے اس خوش خاک کو ۔ رات دن سب شکر سے چاٹے ہے جو تو
جرعہ خاک آمیز جو مجنون کرے ۔ اسکا صافی تجھ بن ایسی کیا کچھ کرے
آگے ڈھیلے کے ہر اک ہے جامہ چاک ۔ کہ وہ ڈھیلا جسکے ہے جرعہ ناک
جرعہ رکھے ماہ و خورشید و حمل ۔ جرعہ رکھے عرش و کرسی و زحل
جرعہ کہوے وہ عجب ہے کیمیا ۔ اسکے صدمہ سے فنا ہو دے بقا
کر طلب کوشش سے صد ہا و فنون ۔ لا یمس ذاک الا المطہرون
جرعہ رکھے لعل اور زر اور در ۔ جرعہ رکھے خمر اور نقل و ثمر
جرعہ ہے خوبوں کے رخ میں بس نکو ۔ کسقدر ہو ذوق صاف اس شخص کو
جو کہ ملتا ہے زمین پر نور بان ۔ کیسا ہووے خاک جو دیکھے عیان
وقت مرنے کے جو وہ جرعہ صفا ۔ تن کے اس ڈھیلے سے بس ہووے جدا
جو رہے باقی تو دفن اسکو کرے ۔ اتنا بیزار اس سبب تو کس لیے
جان بے تن کے جو دکھلائے جمال ۔ کب میں کہہ سکتا ہوں وہ لطف وصال
ماہ جو بے ابر دکھلاوے ضیا ۔ کب بیان ہو سکتا ہے اس حال کا
ہے عجب مطبخ وہ نعمت سے بھرا ۔ کہ ہیں کاسہ لیس اسکے بادشا
ہے عجب وہ خرمن صحرائے دین ۔ کہ ہر اک خرمن ہے اسکا خوشہ چین
ہے عجب دریائے بے غم عمر کا ۔ بحر ساتوں اسکے ہیں قطرہ ذرا
جرعہ ساقی الستی نے جا بیک ۔ ڈالا سر پر خاک شستہ رہ گئے ای نیک
جوش میں خاک آتی ہم اس جوش سے ۔ ہم ہیں بے کوشش تو جرعہ اور دے
گر روا تھا بس کیا نالہ عدم ۔ ورنہ تھا گستار کا میں نے دم

هر دل سرگشته را تدبیر بخش ۔ وین کمانهای دو تو را تیر بخش
جرعه بر ریختی زان خفیه جام ۔ بر زمین خاک من کاس الکرام
هست بر زلف و رخ از جرعه نشان ۔ خاک را شاهان همی لیسند از آن
جرعه حسن است کاین خاک است خوش ۔ که بصد دل روز و شب می‌لیسیش
جرعه خاک آمیز چون مجنون کند ۔ مر شما را صاف او تا چون کند
هر کسی پیش کلوخی جامه چاک ۔ کان کلوخ از حسن آمد جرعه‌ناک
جرعه بر ماه و خورشید و حمل ۔ جرعه بر عرش و کرسی و زحل
جرعه گویش ای عجب یا کیمیا ۔ که ز آسیبش فنا گردد بقا
جد طلب آسیب او ای ذو فنون ۔ لا یمس ذاک الا المطهرون
جرعه بر لعل و بر زر و درر ۔ جرعه بر خمر و بر نقل و ثمر
جرعه بر روی خوبان لطافت ۔ تا چگونه باشد آن راوق صاف
چون همی مالی زبان را بر زمین ۔ چون شوی چون بینی آن را بی زطین
چونکه وقت مرگ آن جرعه صفا ۔ زین کلوخ تن بمردن شد جدا
آنچه می‌ماند کنی دفنش تو زود ۔ کاینچنین زشتی بدان چون گشته بود
جان چو بی این جیفه بنماید جمال ۔ کی توانم گفت لطف آن وصال
مه چو بی این ابر بنماید ضیا ۔ شرح نتوان کرد از آن کار و کیا
حبذا آن مطبخ پر نوش و قند ۔ کاین سلاطین کاسه لیسان وی اند
حبذا آن خرمن صحرای دین ۔ که بود هر خرمن او را خوشه چین
حبذا دریای عمر بی غمی ۔ که بود زو هفت دریا شبنمی
جرعه چون ریخت ساقی الست ۔ بر سر این شوره خاک زیر دست
جوش کرد آن خاک و ما زان جوششیم ۔ جرعه دیگر که بس بی کوششیم
گر روا بد ناله کردم از عدم ۔ ور نبود این گفتنی کم کن تو دم

صفت طاؤس اور سبب ابراہیم علیہ السلام کے مارنے کا اسکو

صفت طاؤس و سبب کشتن ابراہیم خلیل اورا

یہ بیان ہو ربط حرص آلود کا ۔ سیکھ ابراہیم سے ربط مارنا

این بیان ربط حرص منثنی ست ۔ از خلیل آموختگان ربط کشتنی ست

خیر و شر میں بہت میں بس اس سے ہوا
آیا اب میں سوئے طاؤس دو رنگ
صید کرے خلق میں با خیر و شر
بیخبر ہوں دام کہ پکڑے شکار
دام کو کیا نفع کیا نقصان ہے
تو نے یاروں کو نوازا ای اخی
کام تیرا وقت پیدائش سے ہے
حرص کی کثرت سے تھا بس وہ شکار
عمر گذری ہی بہت تھوڑی رہی
اسکو پکڑے اسکو چھوڑے دام سے
پھر اسے چھوڑے تو ڈھونڈھے وہ کام
رات کو تو دام میں تیرے ہو صید
پس تو خود کو صید کرتا ہے مدام
صاحب دام اک زمانہ میں تو ہو
جون شکار خوک آیا صید عام
صید کے لائق ہے جو وہ عشق ہو
تو مگر آئے وصید اسکا بنے
چپکے چپکے عشق کرتا ہے تجھے
کر تو احمق خود کو اور یتیم رہو
سر کو در پہ رکھ تو اور بیخانہ ہو
زندگی کی چاشنی تا تو چکھے
تب کھے آنا لعل کو اندر رہان
رسی گردن میں وہی سر تا جدار
شل گور کافران باہر نگار
شل قبروں کے اسے پیرمنا کیا

خود سری باتوں کے تو رہ طول کا
کرتا ہی جلوہ وہ بہر نام و ننگ
ہمت اسکی فائدہ سے بیخبر
دام سے جانے کہ کیا مقصود کار
اس پکڑنے سے تعجب ہے مجھے
اسکو چھوڑا دو سو دلداری سے کبھی
صید مردم کرتا جب کہ دام سے
ہاتھ ڈال ایسے کریا لے کچھ بھی ہار
تو شکار خلق میں اب تک اخی
صید کرتا جو ن شقی بیخبر دو سرے
یہ تیرا ہے کھیل لڑکوں کا سدا
دام کھینچ پر دوسرا اور قید نے
کہ ہوا تو قید اور محروم تمام
مجھ سا احمق کہ کرے صید آپ کو
رنج بہت ہوا اس سے اور لگا حرام
پر وہ کسکے دام میں بس آسکے
دام چھوڑے دام میں اسکو پھنسے
صید ہو تو خوب بنیا ہی سکے
مست ہو تو خورشید ذرہ اک تو ہے
شمع مست بن اور تو پروانہ ہو
بندگی میں سلطنت پنہان دیکھے
قیدیوں کا بس لقب لکھا تھا
اور بہ جوم اسیر کہ یہ ہے تاجدار
اور اندر اسکے قہر کردگار
آگے اسکے پردہ تحوت رکھا

هست در لطائف این بس خیر و شر
آمدیم اکنون بطاوس دو رنگ
همت او صید خلق از خیر و شر
بیخبر چون دام میگیرد شکار
دام را چه ضرر و چه نفع از گرفت
ای برادر دوستان افراشتی
کارت این بوده است از وقت ولاد
زان شکار انبهی باد بد
بیشتر رفت و بیگاه است روز
آن یکی میگیر و این را هل ز دام
باز این را هل و می جو دگر
شب شود در دام تو یک صید نی
پس تو خود را صید میکردی مدام
در زمانه صاحب دامی بود
چون شکار خوک آمد صید عام
آنکه ارزد صید را عشق است و بس
تو مگر آئی و صید او شوی
عشق میگوید بگوشم پست پست
گول سگین خویش را و غره شو
بر درم ساکن شو و بیخانه باش
تا ببینی چاشنی زندگی
لعل بینی باز گونه در جهان
بس طناب اندر گلو و تاجدار
همچو گور کافران بیرون حلل
چون قبور آنرا مجصص کرده اند

ترسم از قوت تحتها دیگر
کوکب جلوه برای نام و ننگ
ور نتیجه و فائده آن بیخبر
دام را چه علم از مقصود کار
زین گرفت بیدادتم از شگفت
با دو صد دلداری و بگذاشتی
صید مردم کردن از دام و داد
دست در کن هیچ باقی تار و پود
تو بجد در صید خلقانی هنوز
وان دگر را صید میکن چون لئام
این است لعب کودکان بیخبر
دام بر تو چه ضلع و قید نی
که شماری مجبوس و محرومی ز کام
همچو ما احمق که صید خود شود
رنج بیحد لقمه خوردن زان حرام
لیک او کی گنجد اندر دام کس
دام بگذاری بدام اندر روی
صید بودن خوشتر از صیادیست
آفتابی را رها کن ذره شو
دعوی شمعی مکن پروانه باش
سلطنت بینی نهان در بندگی
تخته بندان را لقب آمد شهان
بر دو ای انبوهی که اینک تاجدار
و اندرون قهر خدای عز و جل
پرده پندار پیش آورده اند

تیری طبع پڑتی ہی از رہ ہنر	جیسے نحل موم بے برگ و ثمر
طبع مسکینت بجنبش از ہنر	ہمچو نحل موم بے برگ و ثمر

بیان میں اسکے کہ لطف بیچ قہر اور قہر بیچ لطف پوشیدہ ہے تا اہل حق و تمیز ظاہر بینوں سے جدا وممتاز ہوں قولہ تعالی لیبلوکم ایکم احسن عملاً

تا امتحان کرے تمکو کہ کونسا آدمی تم میں سے

در بیان آنکہ لطف اندر قہر و قہر اندر لطف پنہان است تا اہل حق و تمیز از ظاہر بینان ممتاز و جدا شوند قولہ تعالی لیبلوکم ایکم احسن عملاً

پوچھا اک درویش نے درویش سے	دیکھا کیونکر حق کو تو نے کہ مجھے
بولا بیچون دیکھا لیک از راہ قال	مختصر کہتا ہوں میں اسکی مثال
دیکھی میں نے الٹی جانب اسکے نار	سیدھی جانب حوض کوثر اسکا آر
ہاں عالم سوز الٹے جانب اسکے بر	نہر خوش ہے ایک سیدھے ہاتھ پر
اک گروہ اس جانب طرف آتش نار کے	اک گروہ کوثر سے ہے مستی کیے
لیکن الٹے نقل تھے ہر ایک کے	آگے پاؤں ہر شقی و نیک کے
آگ میں جو کوئی گرتا تھا گذر	آب کے اندر نکالے تھا وہ سر
آب کے جاتا جو کوئی درمیان	آگ کے اندر وہ آتا اس زمان
سیدھی جانب جاتا اندر آب کے	الٹی جانب وہ نکلتا آگ سے
الٹی جانب جاتا اندر آگ کے	سیدھی جانب وہ نکلتا آب سے
کم کسی پر کھلتا یہ راز خفی	اسلیے کم آگ پر گرتا کوئی
بس سوا اسکے کہ جو مقبل ہوا	اسنے پانی چھوڑا آتش میں گیا
خلق نے معبود اس حظ کو کیا	اسلیے یہ بازی انپر تھی بلا
صف بصف وہ حرص از دو شتاب	آگ سے بھاگے گئے وہ سوئے آب
اسلیے بس سر کو لا آگ سے	احمقان بے ہنر نے جان کے
آگ کہتی تھی کہ ای یاران گول	میں نہیں ہوں آگ ہوں آب قبول
مجھسے مت بھاگ النظر بندی کی	مجھ پہ یہ اہل نظر نے ای غنی
ای خلیل اسجا دھواں نی آگ ہے	بس سوا نمرود کے اک سحر کے
جون خلیل حق اگر دانا ہی تو	آگ سمجھ آب پروانہ ہی تو

گفت درویشی بدرویشی کہ تو	چون بدیدی حضرت حق را بگو
گفت بیچون دیدم اما بہر قال	بازگویم مختصر آنرا مثال
دیدم از سوی چپ او آذری	سوی دست راست جوی کوثری
بر یسارش یک جہان سوز آتشی	سوی دست راست جوی خوش خوشی
سوی آن آتش گروہی در دود	سوی آن کوثر گروہی شاد و مست
لیک لعب بازگونہ بود سخت	پیش پای ہر شقی و نیکبخت
ہر کہ در آتش ہمیرفت و شرر	از میان آب بر میکرد سر
ہر کہ سوی آب میرفت از میان	او در آتش یافت میشد در زمان
ہر کہ سوی راست شد و آب زلال	سر ز آتش بر زد از سوی شمال
وانکہ شد سوی شمال آتشین	سر برون میکرد از سوی یمین
کم کسی بر سر این مضمر زدی	لاجرم کم کس بر آن آذر زدی
جز کسی کہ بر سرش اقبال ریخت	کو رہا کرد آب و در آذر گریخت
کردہ ذوق نقد را معبود خلق	لاجرم زین لعب مغبون بود خلق
جوق جوق و صف صف از حرص و شتاب	محترز ز آتش گریزان سوی آب
لاجرم ز آتش بر آوردند سر	اعتبار الاعتبار ای بیخبر
بانگ میزد آتش ای گیجان گول	من نیم آتش منم آب قبول
چشم بندی کردہ اند ای بی نظر	در من آی و ہیچ مگریز از شرر
ای خلیل اینجا شرار و دود نیست	جز کہ سحر و خدعۂ نمرود نیست
چون خلیل حق اگر فرزانہ ای	آتش آب تست و تو پروانہ ای

جان پروانہ یہ کرتی ہے ندا — لاکھ پر ہووے مرے گر ای خدا
جان پروانہ ہمی دارد ندے — کای دریغا صد ہزارم پر بدی

اندھے ہی ہیں جلتا آتش میں سدا — اندھے ہیں نامحرموں کا ہے بھلا
تا ہمی سوزید زان آتش بے امان — کوری چشم و دل نامحرمان

نر ہیت سے مجھ پہ جاہل ہے رحیم — میں رحیم آمیز ہوں با عقل سلیم
بر من آرد رحم جاہل از خرے — من برو رحم آرم از دانشورے

خاص یہ آتش کہ جان باقی کی ہے — کار پروانہ ہمارے ضد ہوے
خاصہ این آتش کہ جان آبہاست — کار پروانہ بعکس کار ہست

نور دیکھے وہ نار اندر پڑے — نار دیکھے دل نور اندر گھسے
او بہ بیند نور و در ناری رود — دل بہ بیند نار و در نوری شود

آگ اس سے یاری رب جلیل — تا تو دیکھے کون ہو آل خلیل
این چنین لعب آمد از رب جلیل — تا ببینی کیست از آل خلیل

شکل آب آتش کو دی ہے ظالم — اور چشمہ آگ میں جاری کیا
آتشے را شکل آبی دادہ اند — و اندر آتش چشمہ بکشادہ اند

ایک ساحر جادوی اندر خوان کے — انجمن میں کردکرے سحر سے
ساحری صحن برنجی را بفن — میکند گردش میان انجمن

کچھ کون سے وہ دکھائے گھر سا — سحر سے اور اصل میں کچھ نہ تھا
خانہ را او دیر گشتہ می نمود — از دم سحر و خود آن گردش نبود

سحر جو ایسا دکھائے ظاہرا — سحر کیسا ہوگا خالق سحر کا
چونکہ جادو می نماید صد چنین — چون بود دستان جادو آفرین

اسلیے سحر خدا سے ہر زمان — جادوان نشانے گرے ہیں جاہلان
لاجرم از سحر یزدان قرن قرن — اندر افتادند چون زن ہر زمن

اسکے سحر خدا سے مرد و زن — چاہ کے اندر گئے ہیں بے رسن
لاجرم از سحر یزدان مرد و زن — رفتہ اندر چاہ جاہ بے رسن

اسکے سینے سب سمجھے ساحر اور غلام — کھنس گئے مثل ممولا وہ بدام
ساحرانش بندہ بد دند و غلام — اندر افتادند چون صعوہ بدام

دیکھ قرآن میں پڑھ سحر حلال — سرنگون ہوتا یہ مکر کالجبال
ہین تحیات قرآن ہہ بین سحر حلال — سرنگونی مکرہا کالجبال

میں نہیں فرعون کہ آؤں سوئے نیل — سوئے آتش جاؤں میں مثل خلیل
من نیم فرعون کایم سوی نیل — سوی آتش میروم ہمچون خلیل

ہی نہیں آتش وہ ہے ماء معین — دوسرا دھوکہ سے آب آتشین
نیست آتش ہست آن ماء معین — وان دگر از مکر آب آتشین

خوب فرمایا رسول اللہ نے — عقل بہتر ہی نماز و صوم سے
پس نکو گفت آن رسول خوش جواب — ذرہ عقلت بہ از صوم و نماز

عقل جوہر اور یہ دونوں عرض — اسکی ہی تکمیل ان دونوں سے غرض
زانکہ عقلت جوہر است این دو عرض — این دو در تکمیل آن شد مفترض

تا جلا ہووے اس آئینہ کو — ہو صفا طاعت سے زیادہ سینہ کو
تا جلا باشد مر آن آئینہ را — کہ صفا آید ز طاعت سینہ را

اصل سے ہو آئینہ جو کہ برا — صیقل اسکو دیر میں ہووے جلا
لیک گر آئینہ از بن فاسد است — صیقل او را دیر باز آرد بدست

لے اس آئینہ کو جو کہ پاک ہے — تھوڑی صیقل بس ہے اسکے واسطے
وان گزین آئینہ کہ خوش مغرس است — اندکی صیقل گری او را بس است

فرق عقلوں میں اصل پیدائش سے خلاف معتزلہ کے — در تفاوت عقول از اصل فطرت خلاف معتزلہ

یہ تفاوت عقل کی تو خوب جان — مرتبہ میں ہے زمین تا آسمان
این تفاوت عقلہا را نیک دان — در مراتب از زمین تا آسمان

ہے ضیا سے عقل اک جیسے آفتاب — عقل اک کمتر ہے جون زہرہ شہاب
ہست عقلی از ضیا چون آفتاب — ہست عقلی کمتر از زہرہ و شہاب

عقل اک ہے مثل شعلہ آتشین — عقل اک ہے جوں چراغ نورگین
ہست عقلی چون ستارہ آتشی — ہست عقلی چون چراغ سرخوشی

زانکه ابر از پیش او چون واجهد
نور یزدان بین خردها بر درد

عقل ایمانی چو عکس عقل او
عقل او مشک است و عقل خلق بو

عقل کل و نفس کل مرد خداست
عرش و کرسی را مدان کز وی جداست

مظهر حق ست ذات پاک او
زو بجو حق را و از دیگر مجو

عقل جزوی عقل را بدنام کرد
کام دنیا مرد را ناکام کرد

آن ز صیدی حسن صیادی بدید
وین ز صیادی غم صیدی کشید

آن ز خدمت نازِ مخدومی بیافت
وین ز مخدومی ز راه عز بتافت

آن ز فرعونی اسیر آب شد
وز اسیری سبطی از ارباب شد

لعب معکوس ست و فرزین بند سخت
حیله کم کن کار اقبال ست و بخت

بر خیال حیله کم تن تار را
که غنی ره کم دهد مکار را

مکر کن در راه نیکو خدمتی
تا نبوت یابی اندر امتی

مکر کن تا وا رهی از مکر خود
مکر کن تا دور گردی از حسد

مکر کن تا کمترین بنده شوی
در کمی رفتی خداوندی شوی

روبهی و خدمت ای گرگ کهن
هیچ بر قصد خداوندی مکن

لیک چون پروانه بر آتش متاز
کیسه زر بر مدوز و پاکباز

زور را بگذار و زاری را بگیر
رحم سوی زاری آید ای فقیر

گر تو زاری یابی رحم او
رحم او ور زاری خود باز جو

زاری مضطر تشنه معنوی ست
زاری سرد دروغ آن غوی ست

گریه اخوان یوسف حیلت ست
که درونشان پر ز رشک و علت ست

اسکے آگے سے ہٹے پس ابر جو
دیکھ نور حق کہ پھاڑے عقل کو

عقل خلق عقل اسکی کا عکس نکو
عقل اسکی مشک عقل خلق بو

عقل کل اور نفس کل مرد خدا
عرش و کرسی کو سمجھ اس سے جدا

اسکی ذات پاک مظہر حق کی ہے
ڈھونڈ حق کو اس سے مت ڈھونڈھ اور سے

عقل جز نے عقل کو مطعون کیا
کار دنیا نے اسے محزون کیا

حسن صیاد اسنے دیکھا صید ہو
اسنے صیادی سے رنج صید کو

اسکو پس خدمت سے مخدومی ملی
اسکو مخدومی سے محرومی ملی

وہ تو فرعونی سے پانی میں پھنسا
اور سبطی قید سے صاحب ہوا

ہے یہ بازی عکس و فرزین بند سخت
حیلہ کم کر کہ یہ ہے کار بخت

مت خیال حیلہ پر مضبوط رہو
کہ غنی کم راہ دے مکار کو

مکر کر خدمت کی رہ میں ای کو
تا کرامت میں نبوت پاوے تو

مکر کر تا مکر سے اپنے چھٹے
مکر کر تا کہ حسد سے تو بچے

مکر کر تا کمترین بندہ تو ہو
اور کمی سے تا خداوندہ تو ہو

لومڑی پن اور خدمت ای تو بھیڑیے
مت خداوندی کی طمع پر کر ارے

دوڑ پروانہ کی مانند آگ پر
یار بالکل اور نہ سی تو کیسہ زر

زور کو تو چھوڑ اور زاری کو لے
رحم زاری کی طرف ہی آئے ہے

رحم اسکا پائے گر زاری کرے
زاری کرے رحم اسکا ڈھونڈے

زاری مضطر ہے تشنہ معنوی
سرد زاری جھوٹی اس گمراہ کی

بھائیوں یوسف کے گریے مکر ہیں
کہ حسد اور رشک دل میں تھا چھپا

حکایت آن عرب سگ او که از گرسنگی میمرد و نالش نداد

حکایت اس اعرابی کی کہ کتا اسکا بھوک سے مرتا تھا اور اسنے روٹی نہ دی

آن سگی میمرد و گریان آن عرب
اشک میبارید و میگفت ای کرب

هین چه سازم مر مرا تدبیر چیست
زین سبب من چون توانم زیست

سائلی بگذشت و گفت این گریه چیست
نوحه و زاری تو از بهر کیست

کتا مرتا تھا وہ روتا تھا عرب
کہتا تھا وہ درد کے از راہ کرب

کیا کروں مجھکو نہ کچھ تدبیر ہے
بعد اسکے میں جیوں کس طور سے

بولا اک سائل یہ گریہ کسلیے
نوحہ اور زاری تری کس واسطے

بولا اک کتا مرا تھا نیک خو / درمیان اب راه کے مرتا ہے وہ
گفت دارم من سگی پرنیک خو / نک همی میرد میان راه او

تھا شکاری دن کو شب کو نگہبان / شیر نر تھا وہ نہ کتا اے جوان
روز صیادم بد و شب پاسبان / شیر نر بود او نه سگ ای پهلوان

تیز چشم و دافع گل وحشیان / نیک خو اور باوفا اور مہربان
تیز چشم و خصم گیر و دزد ران / نیک خو با وفا و مهربان

صید کرتا ہے مرے نے مارتا / چور کوئی پاس میرے چھوڑتا
صید میکردی و پاسم داشتی / دزد را از دیگ من نگذاشتی

بولا کیا بیمار و کیا زخمی ہوا / بولا جوع الکلب نے عاجز کیا (بھوک کتے کی ۱۲)
گفت رنجش چیست زخمی خورده است / گفت جوع الکلب زارش کرده است

بولا اس رنج و مرض میں صبر کر / صابرین کو دے عوض حق بیشتر
گفت صبری کن برین رنج و حرض / صابران را لطف حق بخشد عوض

بندۂ آسنے کہ اے باصفا / پشت پر کیا ہے یہ تھیلی میں بھلا
بعد ازان گفتش که ای سالار حر / چیست اندر پشت این انبان پر

بولا روٹی اور کھانا رات کا / واسطے قوت بدن کے ہے رکھا
گفت نان و زاد و لوت دوش من / میکشم از بهر قوت این بدن

بولا اس کتے کو کیوں روٹی نہ دی / بولا مجھکو اسقدر کی دوستی
گفت چون ندهی بدین سگ نان و زاد / گفت تا این حد ندارم اتحاد

روٹی بے داموں کے رہ میں لی / پر بہانا آنسوؤں کا مفت ہے
دست ناید بی درم در راه نان / لیک هست آب دو دیده رایگان

بولا تجھ پر تف کہ بندہ حرص کے / کہ تجھے روٹی ہے بہتر اشک سے
گفت خاکت بر سر ای پر باد مشک / که لب نان پیش تو بهتر ز اشک

اشک خون ہے غم سے پانی ہو گیا / خاک پا سکتی ہے کب خون کو بھلا
اشک خونست و بغم آبی شده / می نیرزد خاک خون دیده

مثل شیطان خار گل اپنا کیا / نہیں ہو پارہ گل خسیسوں کے سوا
کل خود را خار کرد چون ابلیس / پارهٔ این گل نباشد جز خسیس

میں غلام اسکا نہ بیچے جو وجود / بس سوا اس شخص کے جو ہے اہل جود
من غلام آنکه نفروشد وجود / جز بدان سلطان با افضال وجود

جب درد سے آسمان نالہ کرے / جب کرے نالہ فلک یارب کہے
چون بگرید آسمان گریان شود / چون بنالد چرخ یارب خوان شود

بندہ وہ اس نالے کی ہمت کا ہوا / کہ شکستہ وہ نہ ہو جز کیمیا
من غلام آن مس همت پرست / که بتیر کیمیا تار و شکست

جو دعا میں ہاتھ ٹوٹے کو اٹھائے / فضل حق ٹوٹے کی جانب دوڑتے
دست اشکسته برآور در دعا / سوی اشکسته پرد فضل خدا

گر رہائی چاہیے چاہ تنگ سے / اے اخی گر ہے تامل آگ پے
گر رهائی بایدت زین چاه تنگ / ای برادر رو برآور بی درنگ

مکر اپنا چھوڑ دیکھ اب مکر رب / اس سے نادم مکر سے کر دل کا سب
مکر حق را بین و مکر خود بهل / ای ز مکرش مکر مکاران خجل

مکر رب میں مکر تیرا جو ہوا / پس فنا تو عجز کھونے نادرا
چونکه مکرت شد فنای مکر رب / برگشاید یک کمینی بو العجب

کہ یہ ادنی عجز ہو تیرا بقا / تا عروج اور بس ترقی ہو سدا
که کمینه این کمین باشد بقا / تا ابد اندر عروج را ارتقا

کر تو کوشش عاجزی کے واسطے / تا ملے علم لدن کی بو تجھے
از برای این کمین سعی بکن / تا بری بویی ز علم من لدن

کر عروج اپنے کے تو احوال کو / نیک جانے تجھکو رب دونیا ہے
گر تو احوال عروج خویش را / نیک دانی نیک باشد مر ترا

بیان میں اسکے کہ کوئی چشم بد آدمی کو کسقدر نقصان

در بیان آنکه چشم بد آدمی را چسان زیان

نہیں رکھتی ہے جیسے کہ چشم خود پسندی کی لیکن چشم
جس کسی کی کہ بدل گئی ہو نور حق سے کہ بی یسمع و بی یبصر ہوا اور خود کو بھول گیا ہو بموجب اس آیہ کریمہ کے
وان یکاد الذین کفروا الے آخرہ

ندارد کہ چشم پسند خویش مگر چشم او مبدل شدہ باشد بنور
حق کہ بی یسمع و بی یبصر و از خویشتن بیخویش
شدہ باشد در معنی آیہ کریمہ وان یکاد الذین
کفروا تا آخرہ

پر طاؤس اپنا چھوڑا اور دیکھ پا ــ چشم بد تا تجھ پہ نہ لاوے بلا
چشم بد سے ہو ہے لغزش کوہ کو ــ یزلقونک جان پڑھ قرآن سے تو
احمد جون کوہ کو لغزش ہوئی ــ چشم بد سے راہ مین بے گل تری
ہو گئے حیران یہ لغزش کس لیے ــ مین نہ جانون خالی یہ علت سے ہے
آئی تا جی اور آئین آگہ کیا ــ کہ نظر تجھ کو لگی ہے پر جفا
تجھ سوا ہوتا کوئی ہوتا وہ لا ــ ہوتا صید چشم اور ہوتا فنا
چشم بد کے معنی آخر جان تو ــ ان یکاد اب چشم بد سے پڑھ تو
لیکن عصمت نے بچایا ہے تجھے ــ اور یہ لغزش تجھی نشان کے واسطے
لے تو عبرت اور کرا نیر نظر ــ تو نہ تابی مت کر اے عاجز بشر
یا رسول اللہ ہر اک اس وقت مین ــ چشم بد کو ڈالتے گر کس لیے مین
وہ نظر سے جیسے کلہ شیر کا ــ تا کرے وہ شیر گریہ اور نکا
اونٹ پر ڈالین نظر جو مرگ عام ــ اور تجھے بھین اسد سم وہ غلام
کہ خریدا اس اونٹ کی چربی کو تو ــ راہ مین دیکھے مرادہ اونٹ کو
بس مرض سے سر کٹا اس اونٹ کا ــ دوڑ مین جو اسپ سے گھا دو سوا
کہ حسد اور چشم بد سے بیگمان ــ سیر و گردش پھیرتا ہے آسمان
آب پوشیدہ عیان و لاب ہے ــ لیک گردش مین غرض ہے آب سے
چشم بد کی چشم نیک آئی دوا ــ چشم بد کو کرتی پامال اور فنا
سبق رحمت ہے وہ یہ رحمت ہے ــ چشم بد پر قہر و لعنت آئی ہے
رحمت اسکی قہر پر غالب رہے ــ ہر نبی دشمن پہ غالب اسلیے

پر طاؤس است مبین و پای بین ــ تا کہ سوء العین نگشاید کمین
کہ بلغزد کوہ از چشم بدان ــ یزلقونک از نبی بر خوان بدان
احمد چون کوہ لغزید از نظر ــ در میان راہ بی گل بی مطر
در عجب ماند کہ این لغزش ز چیست ــ من نپندارم کہ این حالت تہیست
تا بیامد آیہ و آگاہ کرد ــ کان ز چشم بد رسیدت در گذر
گر بدی غیر تو در دم لا شدی ــ صید چشم و سخرہ افنا شدی
معنی چشم بد آخر باز دان ــ ان یکاد از چشم بد بشنو بخوان
لیک آمد عصمتی دامن کشان ــ وین لغزیدن بد از بہر نشان
عبرتی گیر اندر ان کن نگاہ ــ برگ خود عرضہ مکن ای کم ز کاہ
یا رسول اللہ در آن نادی کسان ــ می زدندی از چشم بد بر کرکسان
از نظرشان کلہ شیر عرین ــ وا شکافیدی کہ کردی آن شیر این
بر شتر چشم افگندی ہمچون حمام ــ وانگہان بفرستادندی در پی غلام
کہ برو از پیہ این اشتر بخر ــ بیندی اشتر سقط در راہ در
سر بریدہ از مرض آن اشتری ــ کو تک با اسپ میکردی مری
کز حسد وز چشم بد بی ہیچ شک ــ سیر و گردش را بگردانند فلک
آب پنہان است و دولاب آشکار ــ لیک در گردش بود آب اصل کار
چشم نیکو شد دوای چشم بد ــ چشم بد را لا کند زیر لگد
سبق رحمت راست و این از رحمت است ــ چشم بد محصول قہر و لعنت است
رحمتش بر نقمتش غالب شود ــ چیرہ زان شد ہر نبی بر ضد خود

کہ نتیجہ وہ ہیں رحمت کے بھلا	انکا دشمن ہے نتیجہ قہر کا	گو نتیجہ رحمت ست و ضد او	از نتیجہ قہر باشد زشت رو
ایک حصہ حرص بط اور دوسرا	حرص و شہوت سانپ و منصب اژدہا	حرص بط یکتاست و آن پنجاہ تاست	حرص و شہوت مار و منصب اژدہاست
حرص بط ہی شہوت حلق اور فرج	پس جو بہر ریاست ہیں ہی رنج	حرص بط از شہوت حلق ست و فرج	در ریاست بیست چندانست رنج
جاہ میں مارا الوہیت سے لاف	ہوتے کب شرکت کے طامع کو معاف	از الوہیت زند در جاہ لاف	طامع شرکت کجا باشد معاف
زلت آدم کی تھی پیٹ اور باہ	اور شیطان کی غرور و جاہ ست	زلت آدم ز اشکم بود و باہ	وان ابلیس از تکبر بود و جاہ
اسلیے جلد آئے استغفار کی	اور توبہ سے لعین نے سرکشی	لاجرم او زود استغفار کرد	وین لعین از توبہ استکبار کرد
حرص حلق و فرج ہی بد طینتی	پر نہیں منصب وہ زلت ہو گئی	حرص حلق و فرج ہم از بدرگی ست	لیک منصب بتر آن اشکستگی ست
شاخ و بیخ میں اس ریاست کے ذرا	گر کہوں ہو ایک دفتر دوسرا	بیخ و شاخ این ریاست را اگر	باز گوییم دفتری باید دگر
اسپ سرکش کو عرب شیطان کہیں	نہ کہ ٹٹوؤں کو کہ چراگہ میں رہیں	اسپ سرکش را عرب شیطانش خواند	نی ستوری را کہ در مرعی بماند
ہی یہ شیطانی لغت میں سرکشی	یہ صفت لعنت کے لائق ہو گئی	سیطنت گردن کشی بد در لغت	مستحق لعنت آمد این صفت
خوان پر سو کھانے والے ہوں مگر	دو رئیس اندر جہان نا ممکن	صد خورندہ گنجد اندر گرد خوان	دو ریاست جو نگنجد در جہان
وہ نہ چاہے سر زمین پر کہ یہ ہو	مارے تا شرکت سے بیٹا باپ کو	او نخواہد کاین بود بر پشت خاک	تا پسر بکشد پدر را از اشتراک
وہ سنا تو نے کہ الملک عقیم	دور خویشی سے رئیس از راہ بیم	آن شنیدستی کہ الملک عقیم	ترک خویشی کرد ملکت جو ز بیم
کہ ہے بانجھ اور اسکا فرزند ہے	مثل آتش وہ کسی سے نہ ملے	کہ عقیم ست و ورا فرزند نیست	ہمچو آتش با کسش پیوند نیست
پائے وہ جس چیز کو اسکو جلائے	جو نہ پائے کوئی شے خود کو وہ کھائے	ہر چہ یابد او بسوزد بر درد	چون نیابد ہیچ خود را میخورد
ہو فنا اور چھوٹ اسکے دانت سے	چاہ دست کب سنگدل این رحم ہی	ہیچ شو در رہ تو از دندان او	رحم کم جو از دل سندان او
ہو فنا ہو سنگدل سے مت ڈرے	فقر مطلق کا سبق ہر صبح لے	چونکہ گشتی ہیچ از سندان مترس	ہر صباح از فقر مطلق گیر درس
ہے الوہیت ردائے ذوالجلال	جو کہ اوڑھے آپ وہ ہووے وبال	ہست الوہیت ردای ذوالجلال	ہر کہ در پوشد برو گردد وبال
تاج اسکو ہے تیرا ہمکو چاہیے	سیت اسیر حد سے جو آئی ترے حد	تاج از آن اوست و آن ما کمر	وای او کز حد خود دارد گذر
یہ پر طاؤسی فتنہ ہے سب تجھے	وصل اور قدوسی تجھکو چاہیے	فتنہ تست این پر طاؤسیت	کاشتراکت باید و قدوسیت

قصہ اس حکیم کا کہ ایک طاؤس کو دیکھا کہ اپنے پر زیبا کو چونچ سے اکھیڑ کر پھینکتا تھا

حکایت آن حکیم کہ بہ طاؤس اعتراض کرد و جواب او

پر اکھیڑے دشت میں طاؤس تھا	سیر کرتا اک حکیم اس جا گیا	پر خود میکند طاؤسی بدشت	یک حکیمی رفتہ بود آنجا بگشت
بولا اے طاؤس ایسے اپنے پر	کیوں اکھیڑے جڑ سے بے خوف و خطر	گفت طاؤسا چنین پر سنی	بی دریغ از بیخ چون بر میکنی

ایسا از پور توکو ار اگر تاب ہے | اک آگہیر سے کھینچے کیچہر مین آئے
تیرے ہر اک پر کو اچھا جان کے | حلبا مین قرآن کے حافظ رکھے
واسطے حرکت ہوا کے خوب کے | کرتے ہین پنکھا پرون کو بس ترے
کیا یہ ناشکری و بیباکی ہے کیا | تو نہ جانے کون نقاش اب ترا
یا تو کرتا ناز ہے بس جان کے | اور نقاشی بگاڑے آپ سے
ای بہت ہین ناز کہ ہون وہ گناہ | کر دین بندہ کو سبک وہ پیش شاہ
ناز کرنا ہی شکر سے خوش ہوا | پر تو کم کھا کہ وہ ہووے سو بلا
اس سے آبا وہی راہ نیاز | کر نیاز اب اختیار اور چھوڑ ناز
بال و پر سے ناز اکثر نے کیا | ہوگیا آخر کو وہ اسیر بلا
ناز کی خوبی اگر موٹا کرے | تجھکو خوف اسکا نہان با اگر
گرچہ لاغر یہ نیاز اکثر کرے | قلب کو مثل قمر انور کرے
مردہ ہو تا مخرج الحی الصمد | پیدا مردے کرے زندہ ابد
پیدا جو زندہ کو مردہ سے کرے | جو ہوا مردہ بزرگی وہ رکھے
پیدا جو مردہ کو زندہ سے کرے | نفس زندہ موت کی رغبت رکھے
نکالے زندہ کو اللہ ۱۲
ہو خزان تو دیکھے اظہار بہار | لیل تو ہو دیکھ الایلاج نہار
مت اکھیڑان پر کو نی ہو کہ رفو | تو چہ حمت ماتم سے منہ ای خوبرو
اپنے منہ کو کہ ہے جون شمس الضحی | ایسے رخ کو تو چھپا ہے بس جفا
زخم ناخن ایسے رخ پر کفر ہے | کہ رخ مہ روئے آ سکے ہجر سے
یا نہین تو دیکھتا ہے اپنا رو | چھوڑ دے اس علا جزی کی اپنی خو

تو ز دولت چون سپید آن بغل | برجی اندازش اندر وحل
هر پرت را از عزیزی دلپسند | حافظان در طی مصحف می‌نهند
بهر تحریک هوای سودمند | از پر تو بادبیزن میکنند
این چه ناشکری و چه بیباکیست | تو نمیدانی که نقاشت کیست
یا همیدانی و نازی میکنی | قاصدا قلع طرازی میکنی
ای بسا نازا که گردد آن گناه | افگند مر بنده را از چشم شاه
ناز کردن خوشتر آید از شکر | لیک کم خایش که دارد صد خطر
ایمن آباد است آن راه نیاز | ترک نازش گیر و با آن ره بساز
ای بسا نازآوری زد پر و بال | آخر الامر آن بر آنکس شد وبال
خوبی ناز ار دهی لفرا ز دست | نیم و ترس مضمرش بگداز دست
وین نیاز ار چه که لاغر میکند | صدر را چون بدر انور میکند
مرده شو تا مخرج الحی الصمد | زنده زین مرده برون آورد
چون ز مرده زنده بیرون میکشد | هر که مرده گشت او دارد رشد
چون ز زنده مرده بیرون میکند | نفس زنده سوی مرگی می‌تند
دی شوی بینی تو اخراج بهار | لیل گردی بینی ایلاج نهار
بر مکن آن پر که نپذیرد رفو | روی مخراش از عزا ای خوبرو
آن چنان روئی که چون شمس ضحاست | آن چنان رخ را خراشیدن خطاست
زخم ناخن بر چنان رخ کافریست | که رخ مه از فراق او گریست
یا نمی‌بینی تو روی خویش را | ترک کن خوی لجاج اندیش را

بیان مین اسکے کہ صفائی وسادگی نفس مطمئنہ کی فکرون سے مشوش ہوتی ہے جیسے آئینہ پر تو سے لکھے جو اُسکو پاک کرے داغ دکھلائی دے

در بیان آنکه صفا و سادگی نفس مطمئنه از فکرها مشوش شود چنانچه بر آئینه تو لیسی چون پاک کنی داغی نماید

روئے نفس مطمئنہ جسم سے | زخم ناخن فکر کا بس کھائے ہے

روی نفس مطمئنه در جسد | زخم ناخنهاے فکرت میکشد

فکر بد کو ناخن پر زہر جان | سوچنے میں نوچتا ہے روئے جان
فکرت بد ناخن پر زہر دان | می‌خراشد در تعمق روی جان

تاکہ کھولے عقدۂ اشکال کو | گندگی میں ڈالے زریں بیل کو
تا گشاید عقدۂ اشکال را | در حدث کردہ است زرین بیل را

تو سمجھ عقدہ کھلا اے منتہی | خالی کیسہ پر گرہ ہے سخت اتنی
عقدہ را بکشادہ گیر ای منتہی | عقدۂ سخت است بر کیسۂ تہی

کھولنے عقدوں میں تو بوڑھا ہوا | اب سمجھ ان باقی عقدوں کو کھلا
در گشاد عقدہا گشتی تو پیر | عقدۂ چندے دگر بکشادہ گیر

عقدہ سے گردن پہ ہے سمجھ میں سخت | کہ نہ جانے بد ہے تو یا نیک بخت
عقدہ‌ای کان بر گلوی ماست سخت | کہ بدانی کہ خسی یا نیک بخت

گر تو جانے نیک ہے یا بد تو ہے | وہ ہے بہتر فکر پر آشوب سے
گر بدانی کہ شقی یا سعید | آن بود بہتر ز ہر فکر عنید

کر تو اس مشکل کو حل گر مرد ہے | خرچ کر یہ دم جو صاحب درد ہے
حل این اشکال کن گر آدمی | خرج این کن دم اگر صاحب دمی

حد جوہر اور عرض سمجھا تو جان | اپنی حد کو جان لے تو ای جوان
حد اعیان و عرض دانستہ گیر | حد خود را دان کہ نبود زان گزیر

اپنی حد کو جان بھاگ اس سے تو | تاکہ بے حد میں تو پہونچے ای نکو
چون بدانی حد خود زین حد گریز | تا بہ بیحد در رسی ای خاک بیز

عمر محمول اور موضوع میں گئی | بے بصیرت عمر مسموع میں گئی
عمر در محمول و در موضوع رفت | بی بصیرت عمر در مسموع رفت

ہر دلیل بے نتیجہ و بے اثر | باطل آئی گر نتیجہ پر نظر
ہر دلیلی بی نتیجہ و بی اثر | باطل آمد در نتیجہ خود نگر

دیکھا نہ صانع کو جز مصنوع کے | اور قیاس اقترانی پر رہے
جز بہ مصنوعی ندیدی صانعی | بر قیاس اقترانی قانعی

گر تا نہ یاد ہے دلائل فلسفی | اندر اوسط کے ہے برعکس صفی
می‌فزاید در وسائط فلسفی | از دلائل باز برعکسش صفی

یہ دلائل اور حجب سے دور ہے | ہے مراقب واسطے مدلول کے
این گریزد از دلیل و از حجاب | از پی مدلول سر بردہ بجیب

گر دھواں اسکو دلیل آتش کی ہے | بے دھواں ہمکو یہ آتش خوش لگے
گر دخان او را دلیل آتش است | بی دخان ما را در این آتش خوش است

خاص کر آتش کہ جب ہے قرب میں | ہے دھوئیں سے بیش نزدیک آتشیں
خاصہ این آتش کہ در قرب ولا | از دخان نزدیک تر آمد بجا

یہ گنہگاری ہے جانا جو ان سے | بس دھوئیں کے سو خیال خوان سے
پس سیہ کاری بود رفتن ز جان | بہر تخییلات جان سوی دخان

بیان حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لا رہبانیۃ فی الاسلام | در معنی حدیث لا رہبانیۃ فی الاسلام

مت اکھیڑ اب تو دل اس سے بس | اس جہاد اندر عدو لازم ہوا
برمکن پر را و دل برکن ازو | زانکہ شرط این جہاد آمد عدو

جو نہ ہو دشمن جہاد آئے محال | گر نہ ہو شہوت نہ ہو تسلیم امر
چون عدو نبود جہاد آمد محال | شہوتت نبود نباشد امتثال

صبر کیا ہو جو نہ ہو رغبت تجھے | جو نہ ہو دشمن تو لشکر کس لیے
صبر نبود چون نباشد میل تو | خصم چون نبود چہ حاجت خیل تو

مت کر اپنے کو خصی رہبان نہ ہو | کیونکہ ہے عفت ہے شہوت سے گرو
ہین مکن خود را خصی رہبان مشو | زانکہ عفت ہست شہوت را گرو

نہی ممکن نہیں ہوا کی بے ہوا | گر نہیں سکتے ہیں مردوں پر غزا
بی ہوا نہی از ہوا ممکن نبود | ہم غزا با مردگان نتوان نمود

الفقوا فرمایا پس تو کسب کر ۔ کیونکہ بے آمد نہیں ہوا کی لیہ
الفقوا کستا ہی مطلق گرچہ وہ ۔ پر تو پڑھ کلوا کم الفقوا
ایسے ہی فرمایا حق نے واصبروا ۔ چاہیے رغبت کہ غرض پائے تو
پس کلوا کی دام شہوت کے لیے ۔ بعدہٗ لاتسرفوا عفت سے ہی
بوجھ جب تک ہاتھ کے اندر نہ ہو ۔ ہے نہیں ممکن کہ ہو حامل وہ
جو نہ ہووے رنج کی شرط ہو تجھے ۔ صبر کرنا جز التجب کو ملے
وہ عجب شرط اور عجب وہ ہی جزا ۔ وہ جزا ہی دل نواز اور جان فزا

الفقوا گفت ست اسباب کی کن ۔ زانکہ نبود بیمی بی دخل کن
گرچہ آورد الفقوا را مطلق او ۔ تو بخوان کہ اکسبوا ثم الفقوا
ہمچنین چون شاہ فرمود اصبروا ۔ رغبتی باید کزو یابی تو رد
پس کلوا از بہر دام شہوت است ۔ بعد ازان لاتسرفوا زان عفت است
چونکہ محمول بہ نبود لدیہ ۔ نیست ممکن بود محمول علیہ
چونکہ نبود رنج صبرے مر ترا ۔ شرط نبود پس فرو ناید جزا
چند آن شرط و ستاد آن جزا ۔ آن جزای دل نواز جانفزا

بیان میں اسکے کہ ثواب عمل عاشق کا بھی خدائے عزوجل سے ہے

در بیان آنکہ ثواب عمل عاشق ہم از حق ست

عاشقون کی ہے خوشی اور غم وہی ۔ اور اجرت خدمتون کی ہم ہی
تو اگر دیکھے سوا معشوق کے ۔ وہ نہیں ہے عشق سودا ہے وہ لے
عشق شعلہ ہے کہ روشن ہو وہ جب ۔ پس جلا دے وہ سوا معشوق سب
ماسوا اللہ پر چلا تو تیغ لا ۔ دیکھ آخر بعد لا کے کیا رہا
سب گیا اور باقی الا اللہ رہا ۔ خوش تو ہو اے عشق سوزاں سوا
خود وہی ہے اول اور آخر ہے وہ ۔ دیکھ ست جز چشم احول شرک کو
یہ عجب حسن ہے غیر عکس خدا ۔ نے ہے جنبش جسم کو جان کے سوا
اور اس تن کو کہ ہو جان میں خلل ۔ خوش نہ ہووے گر رکھیں اندر عسل
یہ وہ جانے کہ کبھی زندہ وہ تھا ۔ جان جان کے ہاتھ سے جام اک پیا
آنکھ کو جسکی نہیں وہ رخ دکھا ۔ آگے اسکے جان ہے اک انجرا
جو نہ دیکھا عمر عبد العزیز ۔ اسکو ہی حجاج ہے عادل باتمیز
مار موسی کو نہ دیکھا اسنے جو ۔ مار جانے سحر کی رسی کو وہ
آب شیرین کھایا جس مرغ نے ۔ ہے وہ راغب اندر آب شور کے
ضد کو جز ضد جان سکتا ہی نہ وہ ۔ تا ہو زخمی جانے کب احسان کو
اسلیے دنیا مقدم آئی ہے ۔ قدر تا ملک الستی جان لے

عاشقان را شادمانی و غم اوست ۔ دست مزد و اجرت خدمت ہم اوست
غیر معشوق ار تماشائی بود ۔ عشق نبود ہرزہ سودائی بود
عشق آن شعلہ ست کو چون بر فروخت ۔ ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند ۔ در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ۔ شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت
خود ہم او بود اولین و آخرین ۔ شرک جز از دیدۂ احول مبین
ای عجب حسنی بود جز عکس آن ۔ نیست تن را جنبشی از غیر جان
آن تنی را کہ بود در جان خلل ۔ خوش نباشد گر بگیری در عسل
این کسی داند کہ روزی زندہ بود ۔ از کف این جان جان جامی ربود
وانکہ چشم او ندیدہ ست آن رخان ۔ پیش او جان است این تف دخان
چون ندید او عمر عبد العزیز ۔ پیش او عادل بود حجاج نیز
چون ندید او مار موسی را ثبات ۔ در حبال السحر پندارد حیات
مرغ کو ناخوردہ ست آب زلال ۔ اندر آب شور دارد پر و بال
جز بضد ضد را ہمی نتوان شناخت ۔ چون ببیند زخم بشناسد نواخت
لاجرم دنیا مقدم آمدہ ست ۔ تا بدانی قدر اقلیم الست

جو یہاں چھوٹ جاتے اس جگہ سے
تو کہ میں خاک تھا اس جہان میں
تھا میں تنگ گزے اک بار میں
ہو شکر خانہ میں شاگرد اگر
اس جہان پاک سے کھاتا اگر
اور خوش گلزار سے کھاتا...

چون ازانجا وارہی آنجا روی / ور شکرخانه ابد شاگرد توی
گول آنجا خاک را می بیختیم / زین جہان پاک می بگریختم
گشته بودم فارغ از کنجی بکار / شادمان بودم ز گلزاری بنجا

تفسیر حدیث نبوی ما مات من مات الا و تمنی ان یموت قبل ما مات ان کان برا لیکون الی وصول البر اعجل وان کان فاجرا لیقل فجوره صدق

در بیان حدیث ما مات من مات الا و تمنی ان یموت قبل ما مات وان کان برا لیکون الی وصول البر اعجل وان کان فاجرا لیقل فجوره صدق

اسے پہلے ہی ... کرآتی قضا
اسلئے فرمایا اس سلطان نے
واں سے حسرت ہوتی اس مرتے
جو کہ مرتا ہے تمنا یہ رکھے
ہوتا اگر نیکی تو ہوتی ...
کھوے وہ بد بخیرلس ... ملا
ہوتا اگر جلدی گذر اس سے مجھے
... کم روئے ... حرص
... کم ... رخسار جو
مت اکھیڑ اس پر خلد آرا کو تو

تا کہ کم ہوتا عذاب اندر بلا
کہ مرا جو اور گیا اس جسم سے
... حسرت قصور و فوت
کاش ہوتا انتقال اول مجھے
جلد گھر آتا جو ہوتا متقی
میں نے پردہ دسیدم زیادہ کیا
یہ حجاب پردے کم ہوتے مجھے
اور چہرہ بحجز از رہ کبر کے
اور بدنصیبی سے تو روئے سجود
مت اکھیڑ اس پر رہ پیما کو تو

ای رفیقا پیش ازین بودی اجل / تا عذابم کم بدی اندر دجل
زان لغبر بوده است آن بکو رسول / که اکنون مرد و کردار تن نزول
هر که میرد خود تمنا باشدش / لیک با تدحسرت تقصیر و فوت
گر بدی بد تا بدی کمتر بدی / که بدی زین پیش نقل و مقصدش
گوید آن با بخیری بوده ام / در تقی تا خانه زودتر آمدی
گر ازین زودتر مرا بسپردی / دسیدم من پرده می افزوده ام
از حریصی کم وران روی قنوع / این حجاب پرده ام کمتر بدی
همچنین از تخل الکم در روی جود / در تکبیر کم دران چهره خشوع
برمکن آن پر خیلہ آرای را / در تلبیسی چهرهٔ خوب سجود
/ برمکن آن پر رہ پیمای را

پشیمان ہونا اس حکیم کا اس سوال سے بسبب گریہ کرنے طاؤس کے

پشیمان شدن آن حکیم ازان سوال بجهت گریهٔ طاؤس

... سنتا اسکو وہ تکنے لگا
... زاری وہیں گریہ کیا
... جو کوئی تھا پوچھتا
... سے پوچھا کیوں یہ

بعد اسکے گریہ وہ کرنے لگا
جو کوئی اس جا پہ تھا رونے لگا
لاجواب اک ہو پشیمان چپ رہا
وہ تو غم سے پر تھا چھیڑا اس لیے

چون شنید آن پند در وی بنگریست / بعد ازان در نوحه آمد میگریست
نوحه و گریهٔ دراز و دردمند / هر که آنجا بود در گریه فگند
وآنکه میپرسید پر کندن چیست / بی جوابی شد پشیمان میگریست
کز فضولی من چرا پرسیدمش / او ز غم پر بود شوراندمش

اردو		فارسی	
خاک بھیگے تھا چشم اسکی سے آب	اور ہر قطرہ مین موتی تھے سو جواب	میچکید از چشم او بر خاک آب	اندران ہر قطرہ ہیچ صد جواب
چشم سے آنسو ٹپکتے خاک پے	خاک گل ہوتی تھی اسکے اشک سے	میچکید از چشم و گریہ بر خاک	خاک گل میشد ز اشک سہمناک
گریہ سچا بس اثر سے جان پے	تاکہ چرخ و عرش کو گریان کرے	گریہ با صدق بر جانہا زند	تاکہ چرخ و عرش را گریان کند
جھوٹا گریہ بس نہین شورش رکھے	دیو اس گریہ پے ہنستا اسلیے	گریۂ بی صدق بی شورش بود	دیو بلکہ بر گریہ اش خندان شود
عقل و دل ہین بیگمان سب عرش کے	جیتے ہین بے پردہ نور عرش سے	عقل و دلہا بی گمان عرشیند	بی حجاب از نور عرشی میزیند

بیان مین اسکے کہ عقل و روح آب گل مین قید ہین مانند ہاروت و ماروت کے چاہ بابل مین

در بیان آنکہ عقل و روح از عالم علوی در اینجا مقید اند

اردو		فارسی	
مثل ہاروت اور ماروت آئے ہین	پر مقید ہین وہ دونون چاہ مین	ہمچو ہاروت و ماروت آن دو پاک	بستہ اند اینجا بچاہ سہمناک
عالم سفلی و شہوانی مین جو	جرم سے قیدی ہوئے ہین چہ مین دو	عالم سفلی و شہوانی درند	اندرین چہ گشتہ از جرم بند
سحر و ضد سحر کو بے اختیار	سیکھتے ان دو سے ہین نیک و شرار	سحر و ضد سحر را بے اختیار	زین دو آموزند نیکان و شرار
لیکن اول وہ نصیحت کرتے ہین	کہ نہ سیکھو سحر ہم سے چاہ مین	لیک اول پند بدہندش کہ ہین	سحر را از ما میاموز و مچین
ہم سکھاتے سحر ہین یہ ای فلان	آزمایش اور بہر امتحان	ما بیاموزیم این سحر ای فلان	از برای ابتلا و امتحان
امتحان کی شرط ہے بس اختیار	اختیار اب نہ تجھے بے اقتدار	کامتحان را شرط باشد اختیار	اختیاری نبود بی اقتدار
رغبتین سوئی ہوئی ہین جون سگان	خیر و شر مین انکے اندر ہین نہان	میلہا ہمچون سگان خفتہ اند	اندر ایشان خیر و شر بنهفتہ اند
جو نہ قدرت ہے تو وہ ہین خواب مین	مثل ہیزم پائے وہ خاموش ہین	چونکہ قدرت نیست خفتند این رده	ہمچو ہیزم پارہا و تن زدہ
تاکہ اک مردار آکے درمیان	پھونکے صور حرص کتون پر ہان	تاکہ مرداری در آید در میان	نفخ صور حرص کوبد بر سگان
جو کہ اس کوچہ مین خر مرا اور رہو	اس سے صدہا خفتہ سگ بیدار ہو	چون در آن کوچہ خری مردار شد	صد سگ خفتہ بدان بیدار شد
جو گئی حرصین ہین پردہ غیب مین	دوڑ آئین اور وہ حملہ کرین	حرصهای رفتہ اندر کتم غیب	تاختن آورد سر بر زد ز جیب
مو بمو ہر ایک کتا دانت ہو	اور حیلہ سے ہلائے دم کو دو	موبموی ہر سگی دندان شدہ	وز برای حیلہ دم جنبان شدہ
پچھلا ادھر حیلہ غضب اوپر کا ہو	جون ضعیف آتش کہ جب لکڑی ملے	نیم زیرش حیلہ و بالا غضب	چون ضعیف آتش کہ یابد او حطب
شعلہ شعلہ پہونچے باطن سے اسے	تا فلک شعلہ و دھوان اسکا اٹھے	شعلہ شعلہ میرسد از لامکان	میرود دود و لہب تا آسمان
ایسے سوگئے بدن مین خفتہ ہین	جو نہین ہے صید تو پوشیدہ ہین	صد چنین سگ اندرین تن خفتہ اند	چون شکاری نیستشان بنهفتہ اند
یا مثال باز دیدی ہین سلے	اور چلے پردہ مین عشق صید کے	یا چو بازان دیدہ دوختہ	در حجاب از عشق صیدی سوختہ
جب اتارے ٹوپی اور دیکھے شکار	بس کرے اسدم طواف کوہسار	تاکہ برداری کلہ بیند شکار	آنگہان سازد طواف کوہسار

خواہش بیمار ساکن ہووے ہے / خاطر اسکی سوئے صحت جاوے ہے
جبکہ دیکھے سیب خربوزہ و نان / خوف و خطرہ کے ہو لڑائی درمیان
گر ہو صابر دیکھنا سود اسکو ہے / طبع سست اسکی کو خواہش ہی گرو
گر نہ صابر ہو نہ بہتر دیکھنا / بے زرہ سے تیر بہتر دور جدا
پھر تو لوٹ اور کر حکایت کو تمام / تا جواب اسکا دیا کیا والسلام

شهوت رنجور ساکن میشود / خاطر او سوی صحت میرود
چون ببیند نان و سیب و خربزه / در مصاف آید مزه و خوف بزه
در بود صابر بود دیدن سود او / آن تهیج طبع سستش را گرو
ور نباشد صبر پس نادیده به / تیر دور اولی ز مرد بی زره
بازگرد و کن حکایت را تمام / تا چه گفت اندر جوابش و السلام

جواب دینا طاؤس کا اس سائل کو

جواب دادن طاوس مر حکیم را

اب سنو طاؤس کا تم وہ جواب / تا کہ ہر شکوں کا جانو تم حساب
جب ہوا گریہ سے فارغ بولا جا / گر تو اب ہی رنگ و بو کا مبتلا
تو نہ دیکھے سو بلا ہر سمت سے / میری سو آئے پروں کے واسطے
ای بسا صیاد بے رحم آب دام / ان پروں کے واسطے رکھتے ہیں تمام
چند تیر انداز پروں کے واسطے / سمت میری تیر ہیں مارتے
زور ضبط خود کی طاقت ہے مجھے / اس قضا سے اور اس آفات سے
بہتر یہ ہے کہ میں بد صورت بنوں / تا کہ کوہ و دشت میں ایمن رہوں
اور اکھیڑوں اپنے پر میں ایک ایک / تا نہ پھانسے دام میں ہر نیک
جان بہتر مجھکو بال و پر سے ہے / تن ہوا ابتر اور جان باقی رہے
یہ ہوا ہتھیار نخوت کا سبب / نخوت اہل نخوتوں کو ...

بشنو اکنون تو ز طاوس این جواب / تا بدانی هر شکالی را خطاب
چون ز گریه فارغ آمد گفت رو / که تو هستی رنگ و بو بو را گرو
آن نمی‌بینی که هر سو صد بلا / سوی من آید پی این بالها
ای بسا صیاد بیرحمت مدام / بهر این پرها نهد هر سوی دام
چند تیرانداز بهر بالها / تیر سوی من کشد اندر هوا
چون ندارم زور و ضبط خویشتن / زین قضا و زین بلا و زین فتن
آن به آید که شوم زشت و کریه / تا بوم ایمن درین کهسار و تیه
برکنم پرهای خود را یک به یک / تا نیفزاید از دیدامم هر کلک
نزد من جان بهتر از بال و پرست / جان بماند باقی و تن ابترست
این سلاح عجب من شد ای فتی / عجب آرد معجبان را صد بلا

بیان میں اسکے کہ ہنر اور ہوشیاریاں مانند پر طاؤس کے آفت ہیں

در بیان آنکه هنرها و زیرکیها چون پر طاوس آفت اند

ہے ہنر ہر ہلاکت خام کے / کہ نہ دیکھے دام دانہ کے لیے
اختیار اب نیک اسکو ہو کہ وہ / مالک اپنا اتقوا میں سکے ہو
حفظ و تقوی جو نہ ہوئے زینہار / دور کر ہتھیار پھینکو اب اختیار
اختیار و جلوہ گہ پر ہے مرا / پر اکھیڑوں کہ یہ چاہتی بلا
صابر اپنے پر کو جانے نیست ہے / تا نہ ڈالے شور و شر میں پر اسے
تو زیان ہو کسے نوچ اپنے نہ پر / تیر گر آئے تو آگے سپر

پس هنر آمد هلاکت خام را / کز پی دانه نبیند دام را
اختیار آن را نکو باشد که او / مالک خود باشد اندر اتقوا
چون نباشد حفظ و تقوی زینهار / دور کن آلت بر افکن اختیار
جلوه گاه و اختیارم آن پرست / برکنم پر را که در قصد سرست
نیست انگارد پر خود را صبور / تا پرش در نفکند در شر و شور
پس زیانش نیست پر گو برمکن / گر رسد تیری به پیش آرد مجن

پر زیان میرا و دشمن ہی وہ لے	صبر ز جلوہ گری ہے جو مجھے
جھیر گر ہوتا مرا بس رہبر	کرتا افزون اختیار اب کروفر
مثل طفل سست فتنہ مین ہی	ذرہ لائق تیغ میرے ہاتھ مین
عقل میری ہوتی تر سند اگر	تیغ میرے ہاتھ مین ہوتی ظفر
نور بخش ہو عقل مثل آفتاب	تیغ تا مارے کہ ذرہ ہو جز صواب
جو نہین رکھتا ہون مین عقل نکو	کیون نہ پھیکون چاہ مین ہتھیار کو
چاہ مین تیغ و سپر ڈالون کہ یہ	حملہ یہ ہتھیار دشمن ہوئینگے
جو نہین ہے زور اور یاری مجھے	تیغ چھینے وار وہ مجھپر کرے
بر خلاف اس نفس بد خو کے اگر	ذرہ چھپاؤن رخ کو چھپالے مشتر
تا کہ گم ہو یہ جمال اور یہ کمال	جو نہ رہبر ہے لے کے کم مجھپر وبال
اس نیت سے جو مین چھپاؤن جرم	لائق پنہان ہے یہ رخ زخم سے
میرے دل کے ہوتی گر چھینے کی خو	بس صفائی رکھتا میرا خوبرو
جو نہ دیکھا زور اور عقل نکو	دیکھا دشمن توڑا جلد ہتھیار کو
تا نہ میری تیغ اسکو دے کمال	تا نہ خنجر میرا مجھپر ہو وبال
بھاگون مین جب کہ طاقت ہے مجھے	بھاگ اپنے سے کیا آسان ہے
جس کسی کو غیر سے ہے بس فرار	جو کہ اس سے بھاگے وہ پائے قرار
مین ہون دشمن اپنا بھاگون آپ سے	بھاگنا میرا ہمیشہ کا ہے
ذمین ز ہند مین آمان آے	جسکا سایہ دشمن اپنا آپ ہے

لیک بر من پر زیان دشمنی ست	چونکه از جلوه گری صبرم نیست
گر بدی صبر و حفاظم راهبر	بر فزودی اختیارم کر و فر
همچو طفلم یا چو مست اندر فتن	نیست لائق تیغ اندر دست من
گر مرا عقلی بدی و منزجر	تیغ اندر دست من بودی ظفر
عقل باید نور ده چون آفتاب	تا زند تیغی که نبود جز صواب
چون ندارم عقل تابان و صلاح	پس چرا در چاه نندازم سلاح
در چه اندازم کنون تیغ و مجن	کاین سلاح خصم من آید شدن
چون ندارم زور و یاری و سند	تیغ او بستاند و بر من زند
رغم این نفس وقیحه خوی را	گر نپوشم رو خراشد روی را
تا شود کم این جمال و این کمال	چون نماند زو کم افتم در وبال
چون بدین نیت خراشم بر نیست	که بزخم این روی را پوشیدنیست
گر دلم خوی ستیری داشتی	روی خوبم جز صفا نفراشتی
چون ندیدم زور و فرهنگ و صلاح	خصم دیدم زود بشکستم سلاح
تا نگردد تیغ من او را کمال	تا نگردد خنجرم بر من وبال
می گریزم تا رگم جنبان بود	کی فرار از خویشتن آسان بود
آنکه از غیری بود او را فرار	چون از و ببرید او گیرد قرار
من که خصمم هم منم اندر گریز	تا ابد کار من آمد خیز خیز
نه بهندست ایمن و نی در ختن	آنکه خصم اوست سایه خویشتن

وصف مین اس بیخود کے کہ بقاے حق سبحانہ تعالی مین فانی ہوا ہی

فقر سے جسکا ہی پیرایہ فنا	مثل احمد کے وہ بے سایہ ہوا
فقر فخری کی ہوئی پوشش فنا	مثل شعلہ شمع بے سایہ ہوا
شمع کل شعلہ ہوئی تا پا و سر	کب ہوا اسکے گرد سایہ کو گذر
موم بھاگا خود سے اور نہ سایہ سے	بس شعاع مین کہ گلا یا شمع نے

در صفت آن بیخود که در بقاے حق فانی شده است

چون فناش از فقر پیرایه شود	او محمدوار بی سایه شود
فقر فخری را فنا پیرایه شد	چون زبانه شمع او بی سایه شد
شمع شد جمله زبانه پا و سر	سایه را نبود بگرد او گذر
موم از خویش و ز سایه در گریخت	در شعاع از بهر آنکه شمع ریخت

بولی تجھکو ڈالا پھر خود فنا — برالابس میں بھی فنا میں خود گیا

ہی شعاع فرض اور باقی ہے یہ — از شعاع شمع فانی سے ہے یہ

شمع آتش میں ہوئی بالکل فنا — شمع کا دیکھے اثر ذات اور ضیا

دفع ظلمت میں ہے ظاہر آشکار — موم سے اک شکل آتش پایدار

شمع تن کے ہے خلاف اب یہ موم — جو وہ کم ہو نور بس اسکا بڑھے

یہ شعاع باقی ہے اور فانی ہے وہ — شمع جان کا شعلہ ربانی ہے جو

جو وہ شعلہ آتشی اک نور تھا — سایہ فانی ہونا اس سے جو دیکھا

ابر کا سایہ زمین پر گرتا ہے — ماہ کے سایہ نہ ہرگز ہوتا ہے

بیخودی ہے ابر ہوتا ہے اے شاہ — رہ تو اندر بیخودی کے مثل ماہ

پھر جو آئے ابر اور لائے زوال — نور سے جاوے اک ہو خیال

نور پردہ ابر سے ہو وے ضعیف — ماہ نو سے کم ہو وہ بدر لطیف

ہر خیال اک ابر ہے پردہ نما — ابر تن نے خیال میں ہے کو کیا

دیکھ لطف مہ کہ یہ لطف اسکا ہے — کہ کہا یہ ابر دشمن ہیں مرے

ماہ فارغ ہے غبار و ابر سے — کہ فلک پہ مہ کی منزل گاہ ہے

میری دشمن جان کا یہ ابر — کر چھپائے مہ کو میری چشم سے

حور کو یہ پردہ لیا کرتا ہے زال — بدر کو کرتا ہے اک بدتر ہلال

ماہ نے اعزاز یہ تحجب کو دیا — میرے دشمن کو عدو اپنا کہا

ابر گر دشمن ہے پر ہے ماہ سے — ابر کو جو کہوے مہ گمراہ ہے

نور مہ جو ابر پہ نازل ہوا — مہ سے اسکا رد یہ قابل ہوا

گرچہ ہے ہمرنگ مہ کے روشنی — ابر میں وہ نور مہ ہے عارضی

حشر میں یہ مہر و مہ معزول ہوں — چشم اہل نور میں مشغول ہو

تاکہ جانے فرق ملک و مستعار — فرق دار فانی و دار القرار

عارضی ہے دایہ دودن پا کے چاک — ہکوا ہی مادر تو لے اندر کنار

ستر اپنا ہے ابر اور پردہ کثیف — پرتو سے حق سے ہوا ہے وہ لطیف

حسن پر کو میں اکھیڑوں راہ سے — تا میں دیکھوں حسن مہ کو ماہ سے

گفت از بہر فنایت ریختیم — گفت من ہم در فنا بگریختیم

این شعاع باقی آید مفترض — فی شعاع شمع فانی عرض

شمع چون در نار کلی شد فنا — فی اثر بینی ز شمع و نی ضیا

ہست اندر دفع ظلمت آشکار — آتشی صورت بمومی پایدار

برخلاف موم شمع جسم کان — تا شود کم گردد افزون نور آن

این شعاع باقی و آن فانی ست — شمع جان را شعلہ ربانی ست

آن زبانہ آتشی چون نور بود — سایہ فانی شدن زو دور بود

ابر را سایہ بیفتد بر زمین — ماہ را سایہ نباشد ہمنشین

بیخودی بی ابر ست ای نیکخواہ — باشی اندر بیخودی چون شرح ماہ

باز چون آید بیاید راندہ — رفت نور از مہ خیالی ماندہ

از حجاب ابر نورش شد ضعیف — کم ز ماہ نو شد آن بدر لطیف

ہر خیالی می نماید ابر گرد — ابر تن مارا خیال اندیش کرد

لطف مہ بنگر کہ اینہم لطف اوست — کہ بگفت این ابرہا مارا عدوست

مہ فراغت دارد از ابر و غبار — بر فراز چرخ دارد مہ مدار

ابر مارا شد عدو و خصم جان — کہ کند مہ را ز چشم ما نہان

حور را این پردہ زالی میکند — بدر را کم از ہلالی میکند

ماہ مارا در کنار غز نشاند — دشمن ما را عدوی خویش خواند

ابر را تابی اگر ہست از مہ ست — ہر کہ مہ خواند ابر را او گمرہ ست

نور مہ بر ابر چون منزل شدہ ست — روی تاریکش ز مہ مبدل شدہ ست

گرچہ ہمرنگ مہ ست و دولتست — اندر ابر آن نور مہ عاریت ست

در قیامت مہر و مہ معزول شد — چشم در اہل ضیا مشغول شد

تا بداند ملک را از مستعار — وین رباط فانی از دار القرار

دایہ عاریت بود روزی سہ چار — مادر مارا تو گیر اندر کنار

پر من ابرست و پردہ ست و کثیف — ز انعکاس لطف حق باشد لطیف

بر کنم پر را و حسنش را ز راہ — تا ببینم حسن مہ را ہم ز ماہ

میں نہ چاہوں دائی مادر چاہیے ۔۔۔ میں نہ ہوں گا موسیٰ میری مادر روائی ہے
میں نہ چاہوں لطف حق بادا سطہ ۔۔۔ کہ بلا ہی خلق کو یہ رابطہ
تاکہ شاید ابر لیوے خوے ماہ ۔۔۔ تا نہ ہووے وہ حجاب روئے ماہ
شکل وہ دکھلائے وصفوں میں فنا ۔۔۔ جیسے جسم انبیا و اولیا
ابر ایسا ہو تاکب ہی پردہ بند ۔۔۔ پردہ در ہوتے ہیں یعنی سود مند
ایسا ہوتا ہی کہ اندر صبح کے ۔۔۔ ہیں برستے قطرے اور بے ابر کے
وہ تھی تشنج تھی نبی کا معجزہ ۔۔۔ لطف سے تھا ابر ہمرنگ سما
قطرے قطرے تھے ٹپکتے چرخ سے ۔۔۔ شرح اسکی پہلے لکھی میں نے ہی
ابر تھا اس سے گئی تھی خوے ابر ۔۔۔ ایسا تن عاشق کا ہوتا ہی نصیب
جسم تھا پر جسم میں اس سے گیا ۔۔۔ رنگ بو اس سے مبدل ہو گیا
غیر کو پرہیز وسر کیسے لیے ۔۔۔ خانۂ سمع و بصر تھم جسم کے
جان فدا ایسی کرنا بہر صید غیر ۔۔۔ کفر مطلق جان تو نومیدی بخیر
طوطیوں کے سامنے مت قند ہو ۔۔۔ زہر ہو بل نقص سے ایمن ہو
تاکہ بہر مرح و ثنا باش جہان ۔۔۔ خود کو کر مردار تو پیش سگان
توڑی کشتی کو خضر نے اسلیے ۔۔۔ ظالموں سے تاکہ وہ کشتی بچے
فقر فخری اسلیے آیا اخی ۔۔۔ طامعوں سے بھاگوں تا ہو غنی
گنج ویرانہ میں رکھیں اسلیے ۔۔۔ تاکہ دنیا کے حریصوں سے بچے
دور کر سکتا نہ پر خلوت کو لے ۔۔۔ تا نہ ایں وآں کے جھگڑے میں پھنسے

من نخواهم دایه مادر خوشتر است ۔۔۔ موسیم من دایهٔ من مادر است
من نخواهم لطف حق از واسطه ۔۔۔ که هلاک خلق شد این رابطه
یا مگر ابری بگیرد خوی ماه ۔۔۔ تا نگردد او حجاب روی ماه
صورتش بنماید و در وصف لا ۔۔۔ همچو جسم انبیا و اولیا
آنچنان ابری نباشد پرده بند ۔۔۔ پرده در باشد بمعنی سودمند
آنچنان کاندر صباح روشنی ۔۔۔ قطره می بارید و بالا ابر نی
معجز پیغمبری بود آن سقا ۔۔۔ گشته ابر از لطف همرنگ سما
گشته ریزان قطره قطره از سما ۔۔۔ گفته آمد شرح آن در ماجرا
بود ابر و رفته از وی خوی ابر ۔۔۔ اینچنین گردد تن عاشق بصبر
تن بود اما تنی گم گشته از و ۔۔۔ گشته مبدل رفته از وی رنگ و بو
پر پی تخییست سر از بهر من ۔۔۔ خانهٔ سمع و بصر استون تن
جان فدا کردن برای صید غیر ۔۔۔ کفر مطلق دان و نومیدی ز خیر
هین مشو چون قند پیش طوطیان ۔۔۔ بلکه زهری شو شو ایمن از زیان
یا پی حسنت ثنا باش خطاب ۔۔۔ خویشتن مردار کن پیش کلاب
پس خضر کشتی برای آن شکست ۔۔۔ تا که آن کشتی ز غاصب باز رست
فقر فخری بهر آن آمد سنی ۔۔۔ تا ز طماعان گریزم در غنی
گنجها را در خرابی زان نهند ۔۔۔ تا ز حرص اهل عمران وارهند
پر نتانی کند رو خلوت گزین ۔۔۔ تا نگردی حملهٔ خصم آن و این

بیان میں اسکے کہ ماسوی اللہ سب آکل و ماکول ہیں

در بیان آنکه ماسوی الله همه آکل و ماکول اند

تو ہی کھانے والا اور کھانا ہی تو ۔۔۔ آکل و ماکول تو ہی اے نکو
پس شکار کرم میں اک مرغ تھا ۔۔۔ پائی فرصت اسکو بلی نے لیا
آکل و ماکول تھا اندر شکار ۔۔۔ بے خبر صیاد سے اپنے وہ یار
چور گرچہ ہی شکار مال میں ۔۔۔ کوتوال اسکے ہی بس دنبال میں
عقل مشغول اسکے رخت و نقل سے ۔۔۔ کوتوال و صبح سے غفلت رکھے
عشق میں اپنے وہ ایسا غرق ہی ۔۔۔ کہ وہ غافل اپنے خواہشمند سے

زانکه تو هم لقمهٔ هم لقمه خوار ۔۔۔ آکل و ماکول ای جان هوشیار
مرغ کے اندر شکار کرم بود ۔۔۔ گربه فرصت یافت او را در ربود
آکل و ماکول بود و بیخبر ۔۔۔ در شکار خود ز صیاد دگر
دزد گرچه در شکار کاله است ۔۔۔ شحنه با خصمانش در دنباله است
عقل او مشغول رخت و قفل و در ۔۔۔ غافل است از شحنه و آه سحر
او چنان غرق است در سودای خود ۔۔۔ غافل است از طالب و جویای خود

گر تشیش آب لالی بخورد / معدهٔ حیوانش در پی می چرد
گھاس گرچہ آب شیریں کھاتی ہے / مستعد حیوان چرنے کے لیے

آکل و ماکول آمد آن گیاه / همچنین هر هستی غیر اله
آکل و ماکول آئی وہ گیاہ / ایسی ہی ہر ہستی غیر اللہ

و هو یطعمکم و لا یطعم چو اوست / نیست حق ماکول و آکل لحم و پوست
وہو یطعمکم و لا یطعم ہے وہ / آکل و ماکول نے حق ہے نہ ہو

آکل و ماکول کی ایمن بود / زانکه اندر کمین ساکن بود
آکل و ماکول کب ایمن رہیں / آکلوں سے کہ وہ رکھتے گھات ہیں

امن ماکولان جذوب ماتم است / رو بدان درگاه کو لا یطعم است
جذب ماتم امن ماکولوں کو ہے / جا تو اس رہ میں لا یطعم جو ہے

هر خیالی را خیالی می خورد / فکر آن فکر دگر را می چرد
ہر خیال اک خیال کھائے او اخی / فکر کو کھاتی ہے فکر اک دوسری

تو نتانی کز خیالی وا رهی / یا بخسپی تا ازان بیرون جهی
تو نہیں سکتا ہے چھٹنا خیال سے / یا تو سوئے تا کہ تو اس سے چھٹے

فکر زنبور است و آن خواب تو آب / چون شوی بیدار باز آید ذباب
فکر زنبور اور پانی خواب ہے / جو جگے زنبور پھر سر پر آڑے

چند زنبور خیالی در پرد / میکشد این سو و آن سو می برد
اڑتے زنبور خیالی بیشتر / کہ ادھر کھینچیں ہیں لیجائیں ادھر

کمترین آکال است این خیال / وان دگرها را شناسد ذو الجلال
آکلوں میں سے ہے ادنی یہ خیال / دوسروں کو جانتا ہے ذو الجلال

هین گریز از جوق اکال غلیظ / سوی او که گفت ماییم حفیظ
بھاگ آ نے جو کہ کھاتے ہیں غلیظ / جا ادھر جسنے کہا میں ہوں حفیظ

یا بسوی آنکه او این حفظ یافت / گر نتانی سوی آن حافظ شتافت
یا ادھر کہ حفظ یہ جسکو ملا / گر تو اس حافظ کی سوئے جا سکا

دست را مسپار جز در دست پیر / حق شدست آن دست او را دستگیر
تو نہ اپنا دست دے جز دست پیر / دست کا اسکے ہوا حق دستگیر

پیر عقلت کودکی خو کرده است / از جوار نفس کاندر پرده است
تیرا پیر عقل بچہ بنگیا / نفس کی صحبت سے غافل ہوگیا

عقل کامل را قرین کن با خرد / تا که باز آید خرد زان خوی بد
عقل کامل کے قرین کر تو خرد / چھوڑ دے تا تیری خرد وہ خوے بد

چونکه دست خود بدست او نهی / پس ز دست آکلان بیرون جهی
دست میں اسکے تو دست اپنا جو دے / آکلوں کے دست سے بس تو چھٹے

دست تو از اهل آن بیعت شود / ید الله فوق ایدیهم بود
دست تیرا اہل اس بیعت سے ہو / کہ ید اللہ فوق ایدیہم ہے جو

چونکه دادی دست خود در دست پیر / پیر حکمت کو حکیم است و خبیر
جو دیا دست اپنا اندر دست پیر / پیر حکمت کہ حکیم اور ہے خبیر

کو نبی وقت خویش است ای مرید / زانکه او نور نبی آید پدید
کہ نبی وقت ہے وہ اے مرید / کیونکہ ہے نور نبی سے وہ پدید

در حدیبیه شدی حاضر بدین / وان صحابه بیعتی را هم قرین
گویا حاضر تو حدیبیہ میں ہے / ان صحابہ کی تو بیعت میں ملے

پس ز ده یار مبشر آمدی / همچو زر ده دهی خالص شدی
پس تو دس یار مبشر سے ہوا / مثل خالص زر کے خالص ہوگیا

تا معیت راست آید زانکه مرد / با کسی جفت است کو را دوست کرد
تا معیت آئے صادق اسنے / مرد ساتھ اسکے جو اسکا یار ہے

این جهان و آن جهان با او بود / وین حدیث احمد خوش خو بود
یہ جہاں اور وہ جہاں ساتھ اسکے ہو / اور حدیث احمدی یہ جان لو

گفت المرء مع محبوبه / لا یفک المرء من مطلوبه
بولے المرء مع محبوبہ / لا یفک المرء من مطلوبہ

عربی یا مرد ... کے ساتھ محبوب اپنے کے ۱۲ / جدا نہیں ہوتا ہے مرد مطلوب اپنے سے ۱۲

کرتو ایک مرحلہ آکل و ماکول ہے ہم ... سیدھے ... گیر ہے باقی عدل آگے ہے فافہم ۱۲

هر کجا دام است و دانه کم نشین / رو زبون‌گیرا زبون‌گیران ببین
جس جگہ ہو دام و دانہ بھاگ جا / جا تو دولت لے دلیلوں کو تو پا

تو زبونی یا زبون‌گیر ای عجب / باش تو ترسان و لرزان در طلب
تو دلیل اک یار دولت گیر ہے / رہ طلب میں ہے تو ترساں جان کے

آکل و ماکول ای مرغ عجب / هم تو صیدی صید گیر اندر طلب
آکل و ماکول تو مرغ عجب / کبھی تو صید اور صید گیر اندر طلب

حرص صیادی ز صیدی مغفلست / دلبری میکند او و دلبری و او بیدل است
حرص صیادی نہ صیدی سے خبر / دلبری کرتا و خود ہی مضطرب

بین ایدیهم خلفهم سدا مباش / که نه بینی خصم را آن خصم فاش
بین ایدیہم خلفہم سدا نہ ہو / خصم ظاہر اور نہ دیکھے خصم کو

تو کم از مرغی مباش اندر نشید / بین ایدی خلف عصفوری ببین
مرغ سے مت کم ہو تو اندر قضا / بین ایدی دیکھا چڑیا نے سدا

کم ز عصفوری نه بنگر که آن / بین ایدی خلف بیند
تو نہ کم چڑیا سے دیکھ اسکو سدا / بین ایدی خلف دیکھے ظاہرا

چون بنزد دانه آید پیش و پس / چند گرداند سر و رو آن نفس
پاس دانہ کے جو آئے چند بار / آگے پیچھے پھیرے سر وہ ہوشیار

کای عجب پیشم و پسم صیاد هست / تا کشم از بیم او زین لقمه دست
ای عجب صیاد پس اور پیش ہے / تا نہ کھاؤں لقمہ اسکے خوف سے

تو ببین پس لقمهٔ فجار را / پیش بنگر یار را و جار را
دیکھ پیچھے لقمہ فجار کو / دیکھ آگے یار کو ولدار کو

که هلاکت داد شان بی آلتی / او قرین تست در هر حالتی
دی ہلاکت آنکے بے ہتھیار کے / پاس ہے ہر حال میں وہ بس ترے

حق شکنجه کرد و گرز دست نیست / بین آن حق بی ید و جد و از لست
حق نے کھینچا اور نہ گرز و ہاتھ سے / جان ہے بید حق کو اور بے ہاتھ کے

آنکه میگفتی اگر حق هست کو / در شکنجه او مقر گشتی که هو
کہتے تھے وہ گر خدا ہے ہے کہاں / اور بلا میں وہ مقر ہوتے کہ ہاں

وانکه میگفت این بعیدست و عجیب / اشک میراند و همی‌گفت ای قریب
کہتے تھے وہ یہ بعید اور ہے عجیب / روتے تھے اور کہتے تھے وہ ای قریب

دل قرار از دام واجب دیده است / دام تو خود بر پریت چسپیده است
دل نے واجب جانا بچنا دام سے / دام تیرا پر پہ چپکا ہے ترے

برکنم من بیخ این منحوس دام / از پی کامی نباشم تلخ کام
جڑ اکھیڑ دوں اسکی یہ ہے نحس دام / تاکہ مطلب سے نہ ہوؤں تلخ کام

درخور فهم تو گفتم این جواب / فهم کن در جستجو رو بر متاب
فہم کے لائق دیا تیری جواب / فہم کر دو اور رہو تو اس سے منہ نہ پھیرنا

بگسل این حبلی که حرص است و حسد / یاد کن فی جیدها حبل المسد
کاٹ یہ رسی کہ حرص ہے اور حسد / یاد کر فی جیدہا حبل المسد

آنکه جز انکار حق کارش نبود / برد حسرت عاقبت بی هیچ سود
جسکو جز انکار حق نہ کام تھا / حسرت آخر لیگیا بے فائدہ

درنگر احوال فرعون و ثمود / قوم لوط و قوم صالح قوم هود
دیکھ تو احوال فرعون و ثمود / قوم لوط و قوم صالح قوم ہود

حال نمرود ستمگر درنگر / در مآل قوم نوح افکن نظر
حال نمرود ستمگر دیکھ تو / کر نظر انجام قوم نوح کو

درنگر تو قصهٔ شداد و عاد / حسرت ایشان نگر یوم التناد
دیکھ قصہ عاد اور شداد کو / اور سدا حسرت کو انکی دیکھ تو

تا بدانی حق سمیع است و علیم / فارغ است از ترس و پاک از باد بیم
تا تو جانے حق سمیع ہے اور علیم / خوف سے ہے پاک نہ ڈر ہے نہ بیم

بسبب مارنے ابراہیم علیہ السلام کے زاغ کو کہ

در سبب کشتن ابراہیم علیہ السلام زاغ را کہ

وہ اشارہ ہی کونسی صفت درکرنے میں صفات مذمومہ سے

ہی تو ان باتوں کا پایان اور فراغ	ای خلیل حق یہ بار کیوں ہی زاغ
حکم میں حکمت تھی کیا اس حکم سے	کچھ تو بھید اسکا بھلا فرمائیے
کاغ کاغ اس زاغ کا اور چیخنا	چاہتا ہی عمر تن کی دائما
جیسے اس ابلیس نے اللہ سے	عمر چاہی حشر تک تن کے لیے
بولا انظرنی الی یوم الجزا	کاش کے کہتا کہ تبنا یا ربنا
زندگی ہے یار کھنا جان کا	مرگ حاضر ہی جو حق سے ہو جدا
جینا مرنا دونوں باحق خوب ہی	بے خدا آب حیات آتش ہے
یہ بھی ہی تاثیر لعنت سے کہ وہ	ایسی درگہ سے جو چاہے عمر کو
چاہتا غیر اللہ کو اللہ سے	وہم کا بڑھنا و گھٹنا کل کا ہے
عمر تو بیگانگی میں غرق ہی	شیر کی مستی میں روبہ بن کرے
عمر دے زیادہ کر تا پیچھے ہٹوں	دے بڑی مہلت کہ تا کمتر رہوں
تا کہ لعنت کی نشانی ہووے دو	وہ ترا مردم ہی لعنت چاہیے جو
عمر خوش ہی قرب میں جان پالنا	عمر کرے کی پلیدی چاٹنا
عمر زیادہ دے کہ تا گو کھاؤں میں	یہ سزا دے مجھکو بدگو ہوں میں
گر نہ تھا گو خوار وہ گندہ دہاں	کہتا زاغی سے چھڑا ای مہرباں

آن اشارہ بقمع کدام صفت از صفات مذمومہ بودہ

این سخن را نیست پایان و فراغ	ای خلیل حق چرا کشتی تو زاغ
بہر فرمان حکمت فرمان چہ بود	اندکی ز اسرار آن باید نمود
کاغ کاغ و نعرۂ زاغ سیاہ	دائما باشد بدان زاغ عمر خواہ
ہمچو ابلیس از خدای پاک فرد	تا قیامت عمر تن درخواست کرد
گفت انظرنی الی یوم الجزا	کاشکی گفتی کہ تبنا یا ربنا
زندگی بی دوست جان فرسودنست	مرگ حاضر غائب از حق بودنست
عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود	بی خدا آب حیات آتش بود
آنہم از تاثیر لعنت بود کو	در چنان حضرت ہمی شد عمر جو
از خدا غیر خدا را خواستن	ظن افزونیست کلی کاستن
خاصہ عمری غرق در بیگانگی	در حضور شیر روبہ شانگی
عمر بیشم دہ کہ تا پس تر روم	مہلم افزون دہ کہ تا کمتر شوم
تا کہ لعنت را نشانہ او شود	بد کسی باشد کہ لعنت جو بود
عمر خوش در قرب جان پروردنست	عمر زاغ از بہر سرگین خوردنست
عمر بیشم دہ کہ تا گہ می خورم	دائم اینم دہ کہ بس بدگوہرم
گر نہ گہ خوارست آن گندہ دہان	گویدی کز زاغیم تو وا رہان

مناجات کرنا اور مدد چاہنا خدا عز و جل سے

اے مبدل خاک کی تو نے بزر	خاک دیگر کو بنایا بو البشر
تو کرے تبدیل اعیان و عطا	ہم کریں بس سہو و نسیان و خطا
سہو و نسیان کو بدل دے علم سے	میں ہوں جاہل مجھکو صبر و حلم دے
اے کہ خاک شور کو تو نان کرے	اے کہ نان مردہ کو بس جان کرے
اے کہ خیرہ جان کو رہبر کرے	اے کہ بے رہ کو تو پیغمبر کرے
اے کہ تیرہ خاک کو تو جان دے	عقل و حس کو روزی ایمان دے

در مناجات کردن و مدد خواستن از حق

ای مبدل کردہ خاکی را بزر	خاک دیگر را نمودہ بو البشر
کار تو تبدیل اعیان و عطا	کار ما سہوست و نسیان و خطا
سہو و نسیان را مبدل کن بعلم	من ہمہ جہلم مرا دہ صبر و حلم
ای کہ خاک شورہ را تو نان کنی	وی کہ نان مردہ را تو جان کنی
ای کہ جان خیرہ را رہبر کنی	وی کہ بی رہ را کہ پیغمبر کنی
ای کہ خاک تیرہ را تو جان دہی	عقل و حس را روزی و ایمان دہی

چوب سے تو میوہ دے اور منی مردہ سے تو انسان کرے یعنی ای خدا تو قادر ہے اور غیب سے ہست کرتا ہے کہ اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نے سے شکر چوب سے میوہ تو دے — اور منی مردہ سے انسان کرے
شکر از نی میوہ از چوب آوری — از منی مردہ بت خوب آوری

گل سے گل دل سے صفا پیدا کرے — اور ضیا و روشنی چربی کو دے
گل ز گل صفوت ز دل پیدا کنی — پیہ را بخشی ضیا و روشنی

کرتا ہے جزو زمین کو آسمان — بیش اختر سے زمین میں ہیں نشان
میکنی جزو زمین را آسمان — میفزائی در زمین از اختران

اس جہان کا جو پیے آب حیات — دوسرے سے جلد پائے وہ ممات
ہر کہ سازد زین جہان آب حیات — زودترش از دیگران آید ممات

دیدۂ دل کہ ہو گردون النظری — اس جگہ دیکھے کہ ہے صنعت گری
دیدۂ دل کو بگردون بنگریست — دیدہ کانجا ہر دمی میناگریست

قلب اعیان اور محیط اکسیر ہے — تن کا خرقہ بے سلے الفت رکھے
قلب اعیان است و اکسیر محیط — ائتلاف خرقۂ تن بے مخیط

ہست میں جس روز سے کہ تو ہوا — آگ تھا یا خاک تھا یا باد تھا
تو از ان روزی کہ در ہست آمدی — آتشی یا خاک یا بادی بدی

گر تجھے اس حال میں ہوتی بقا — یہ عروج اب تو تجھکو کب بھلا
گر بدان حالت ترا بودی بقا — کی رسیدی مر ترا این ارتقا

پہلی ہستی تو مبدل سے رہی — اس جگہ پر دوسری ہستی رکھی
از مبدل ہستی اول نماند — ہستی دیگر بجای او نشاند

ہستیاں صدہا تلک اس طرح رکھی — بعد اک دو کے ہو بہتر دوسری
ہمچنین تا صد ہزاران ہستہا — بعد یکدیگر دوم بہ ز ابتدا

واسطہ کو چھوڑ و مبدل دیکھ تو — کہ وسایط سے نہ پہونچے اصل کو
آن مبدل ہین وسایط را بمان — کز وسایط دور گردی ز اصل آن

وصل بھاگا واسطہ جس جا بڑھا — واسطہ کم ذوق وصل افزون ہوا
واسطہ ہر جا فزون شد وصل جست — واسطہ کم ذوق وصل افزون تر است

گم ہو حیرت جان کی اس بات سے — ایسی حیرت کہ تجھے واصل کرے
از سبب دانی شود کم حیرتت — حیرت تو رہ دہد در حضرتت

یہ بقا تو نے فنا سے پائی ہے — پس فنا سے بھاگتا ہے کس لیے
این بقاہا از فناہا یافتی — از فنا پس رو چرا بر تافتی

اس فنا سے کیا تجھے نقصان ہوا — کہ بقا پر جمگیا ای بے نوا
زان فناہا چہ زیان بودت کہ تا — بر بقا چفسیدۂ ای بے نوا

دوسری بہتر ہے اول سے تجھے — پس فنا کو ڈھونڈ و مبدل کو لے
چون دوم از اولینت بہتر است — پس فنا جوی و مبدل را پرست

حشر صدہا دیکھے تو نے ای عنود — ابتلک ہر لحظہ جب سے ہے وجود
صد ہزاران حشر دیدی ای عنود — تاکنون ہر لحظہ از بدو وجود

تو جمادی سے خبر سوے نما — اور نما سے با حیات و ابتلا
از جمادی بیخبر سوی نما — وز نما سوی حیات و ابتلا

پھر تو آیا جانب عقل و ہوش کے — پھر تو خارج کی طرف اس کون سے
باز سوی عقل و تمییزات خوش — باز سوی خارج این پنج و شش

بحر کے لب تک نشان ہیں پانوں کے — پس نشان پانوں کا کب دریا میں ہے
تا لب بحر این نشان پایہاست — پس نشان پا درون بحر لاست

منزلیں خشکی کی از رہ احتیاط — گانوں ہیں اور ہیں وطن اور ہیں رباط
باز منزلہای خشکی ز احتیاط — ہست دہہا و وطنہا و رباط

منزلیں دریا کی ہیں اندر مقام — وقت ہو جوش کے ہیں بے استون بام
زانکہ منزلہای دریا در وقوف — وقت موج و حبس بی جدار و بی ستون

نے قدم اس رہ میں پیدا اور نہ گام — نے نشان ان منزلوں کا اور نہ نام
نیست پیدا اندر ان رہ پا و گام — نی نشانست آن منازل را نہ نام

دونوں منزل کے ہے جو بعد از بس میان — اس طرف ہے کان سے تا لامکان
ہست صد چندان میان منزلین — آن طرف از نما بالای این

یہ بقائیں دیکھے سب اندر فنا — کیون بقا سے جسم پر تو جمگیا
در فناہا این بقاہا دیدۂ — بر بقای جسم چون چفسیدۂ

جان کے دای زاغ تو اور باز ہو
پہلے جان دینے سے تو جانباز ہو

این بدہ ای زاغ جان و باز باش
پیش تبدیل خدا جانباز باش

تازگی لے کہنگی کو چھوڑ دے
سال سوم سے یہ سال فزون ہے

تازہ میگیر و کہن رامی سپار
کہ ہر امسالت فزون است از سہ پار

گر منی تو نحل سا ہو وے اگر
کہنہ رکھ کہنہ پے اور انبار کر

ور نباشی نحل وار انبار کن
کہنہ بر کہنہ نہ و انبار کن

اور سڑا اور گلا اور بس سڑا
تحفہ نادیدہ کے خاطر لیکے جا

کہنہ و بوسیدہ و گندیدہ را
تحفہ می بر بہر نادیدہ را

جو خریدے تجھکو جو نادیدہ ہو
تو پکڑے جو ہیں صید اللہ کے

آنکہ نو دید او خریدار تو نیست
صید حق است او گرفتار تو نیست

جس جگہ ہو دین گرد و مرغ کور
جمع تجھپر ہو وین کر سیلاب شور

ہر کجا باشند جوق مرغ کور
بر تو جمع آیند ای سیلاب شور

کوری تا زیادہ ہو آب شور سے
کر تا زیادہ کوری آب شور کر

تا فزاید کوری از شور آبہا
زانکہ آب شور بفزاید عمی

اہل دنیا کور دل ہیں اسلیے
پیتے آب شور ہیں گل آب سے

اہل دنیا زان سبب اعمی دلند
شارب شور آبہ آب و گلند

شور پی کر کور ہی اندر جہان
آب حیوان تجھ نہ رکھے تو نہان

شور میخور کور میشو در جہان
چون نداری آب حیوان در نہان

اس طرح لت ہیں بقا چاہے زیاد
مثل زنگی و سیاہی ہیں تو شاد

با چنین حالت بقا خواہی زیاد
ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد

تو خوش سیاہی سے ہو زنگی اسلیے
اصل و پیدایش سے زنگی جو کہ ہے

در سیاہی زنگی زان آسودہ است
کہ ز زاد و اصل زنگی بودہ است

گر ملے معشوق اک خوش رو جسے
گر سیہ رو ہو تدارک وہ کرے

آنکہ روزی شاہد خوش رو بود
گر سیہ گردد تدارک جو بود

گر پرندہ مرغ ہو وے خاک پہ
بس وہ چیخے شور اور نالہ کرے

مرغ پرندہ چو ماند بر زمین
باشد اندر نالہ و درد و حنین

اور پلاؤ مرغ خوش ہو خاک پہ
بس چنے دانہ و خوش وہ اچھلے

مرغ خانہ بر زمین خوش سیر رو
دانہ چین و شاد و شاطر سیر رو

کیونکہ وہ در اصل بے پرواز تھا
دوسرا گو از نا اور پر باز تھا

زانکہ او از اصل بی پرواز بود
وان دگر پرندہ و پرواز بود

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارحموا ثلثا عزیز قوم ذل و غنی قوم افتقر و عالما یلعب بہ الجہال

در معنی حدیث نبوی ارحموا ثلثا عزیز قوم ذل و غنی قوم افتقر و عالما یلعب بہ الجہال

بولے پیغمبر کہ اسپر رحم کر
جو ہے من کان غنیا فافتقر

گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر
حال من کان غنیا فافتقر

والذی کان عزیزا فاحتقر
او صفیا عالما بین المضر

والذی کان عزیزا فاحتقر
او صفیا عالما بین المضر

بولے پیغمبر کہ تینوں قوم پر
رحم لاؤ سنگ دل گر تم ہو اگر

گفت پیغمبر کہ بر این سہ گروہ
رحم آرید ار ز سنگید ار ز کوہ

جو کوئی بعد از عزیزی خوار ہو
پاک تھا با مال ہے بے نیار ہو

آنکہ او بعد از عزیزی خوار شد
وانکہ بد با مال و بی دینار شد

تیسرا عالم کہ وہ اندر جہان
مبتلا ہو درمیان جاہلان

وان سوم آن عالمی کاندر جہان
مبتلا گردد میان ابلہان

مفلسی ہیں آنا بس اعزاز سے
مثل اک اعضا کہ تن سے دو کٹے

زانکہ از عزت بخواری آمدن
ہمچو قطع عضو باشد از بدن

عضو ہو مردہ بدن سے جو کٹے — تو کہاں نے وہ پیر تک حرکت کرے
جو پیا جام الستی پار سال — ہے خمار امسال اسکو پس وبال
مثل سگ کے جو کوئی بد اصل ہو — کب کرے بس حرص سلطانی کی بات
توبہ وہ ڈھونڈھے جو کرتا ہو گناہ — آہ کھوے وہ جو گم کرتا ہو راہ

عضو کرد و مرده کز تن وا برید — تو برید ه جنبد اما نی بود
هر که از جام الست او خورد پار — هستش امسال آفت رنج و خمار
وانکه چون سگ ز اصل کهدانی بود — کی مرادش حرص سلطانی بود
توبه او جوید که کرد است او گناه — آه او گوید که گم کرده است راه

قصہ قید ہونے آہو کا خروں کے اصطبل میں اور طعنہ مارنا آن خروں کا اس غریب پر کبھی از راہ لڑائی کے اور کبھی از راہ ہنسی کے اور مبتلا ہونا اسکا خشک گھاس سے کہ غذا اسکی نہیں ہے اور یہ صفت بندہ خاص خدائے عز و جل کی ہے درمیان اہل دنیا و اہل شہوت کے الاسلام بدأ غریبا وسیعود کما بدأ غریبا فطوبی للغرباء صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سچ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۲

قصهٔ محبوس شدن آن آهو در آخر خران و طعنهٔ آن خران بر آن غریب گاه بجنگ و گاه بتسخر و مبتلا شدن او بگاه خشک که غذای او نیست و این صفت بندهٔ خاص خداست عز و جل میان اهل دنیا و اهل شهوت که الاسلام بدأ غریبا و سیعود کما بدأ غریبا فطوبی للغربا صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم

پکڑا اک آہو کو اک صیاد نے — باندھا لا اصطبل میں جھٹ کے اسے
درمیان اصطبل کے خر تھے بھرے — قید آہو کو کیا اس ظلم سے
آہو وحشت سے ہر اک سو بھاگتا — گھاس شب کو وہ خروں کو ڈالتا
بھوک سے اور اشتہا سے گاؤ خر — گھاس کھاتے تھے مثال نیشکر
گاہ آہو بھاگتا تھا سو بسو — گہ دھوئیں اور گرد سے پھیرتا تھا رو
جسکو پکڑا اپنے ضد کے رکھا — اسنے مثل مرگ سختی کو گنا
تا سلیمان نے کہا ہد ہد اگر — ہجر کا عذر اگر نہ کہوے معتبر
اسکو ماروں یا کروں اسکو عذاب — اک عذاب سخت کہ ہو بیحساب
کونسا ہے وہ عذاب ای معتمد — کر قفس میں رہنا ناجنس خود
مرغ جان کو ہے عذاب اس جسم سے — باندھا جو ناجنس کے ہمراہ ہے

آهوی را کرد صیادی شکار — اندر آخر کرد آن بی زینهار
در میان آخر پر از خران — حبس آهو کرد چون استمگران
آهو از وحشت بهر سو میگریخت — او بپیش آن خران شب کاه ریخت
وز مجاعت و اشتها هر گاو و خر — کاه میخوردند خوشتر از شکر
گاه آهو میرمید از سو بسو — گه ز دود و گرد که میتافت رو
هر که را با ضد خود بگذاشتند — آن عقوبت را چو مرگ انگاشتند
تا سلیمان گفت آن هدهد اگر — هجر را عذری نگوید معتبر
بکشمش یا خود دهم او را عذاب — یک عذاب سخت بیرون از حساب
هان کدام است آن عذاب ای معتمد — در قفس بودن بغیر جنس خود
زین بدن اندر عذابی ای بشر — مرغ روحت بسته با جنس دگر

روح ہی باز اور بدن میں جیسے زاغ — زاغ تن سے رکھتی ہے از بسکہ داغ
وہ ہے اندر بدن کے زار زار — جیسے بو بکر اک شہر سبزوار

روح بازست وطبائع زاغها — دارد از زاغان تن بس داغها
او بمانده در میان شان زار زار — همچو بوبکری بشهر سبزوار

حکایت محمد خوارزم شاہ کی کہ اسنے شہر سبزوار کو گھیرا اہل شہر نے قتل سے امان چاہی اسنے ابوبکر نام کو اُنسے طلب کیا

حکایت محمد خوارزم شاه که شهر سبزوار را بگرفت اهل ایشان از کشتن امان خواستند ابوبکر نامی از ایشان خواست

قتل کرنے کو گیا خوارزم شاہ — سبزواروں کو کہ جو تھے بے پناہ
تنگ پکڑا انکو لشکر اسکے نے — اور کرتے دشمنوں کو قتل تھے
سجدہ کرتے آگے اسکے کالاامان — کر ہمیں حلقہ بگوش اور بخش جان
جو خراج و جزیہ تجھکو چاہیے — دینگے ہر موسم میں زیادہ کر کے لے
ملک تیری سے ہماری جان ہے — تھوڑے دن ہمکو امانت اسکو دے
بولا بچو سے تمہاری مجھے جان — جب تلک بوبکر سے لاؤ یہاں
تب تلک بوبکر نام اس شہر سے — مجھکو تحفہ میں نہ لاکر دو گے
کھیت کی مانند کاٹونگا تمہیں — نے خوشامد اور جزیہ لیوں میں
خرجیاں بھر زر کی بھر کے لاے وہ — کہ نہ چاہو اس شہر سے بوبکر کو
ہووے کب بوبکر اندر سبزوار — یا کہ ڈھیلا خشک اندر جوبیار
زر سے منہ پھیر او بولا ای مغان — تا نہ دو تم مجھکو بوبکر ارمغان
نے مفید مو تجھکو میں لڑکا نہیں — تا کہ زر سے باز آؤں بالیقین
سجدے کیے سجدہ نہ چھوٹے ای زبون — عمر بھر گرنا لے سجدہ کو نگون
ہر طرف بس ڈھونڈھتے مخبر گئے — کہ کہاں بوبکر ویرانہ میں ہے
تین دن اور تین شب تک پھیرے — پایا اک بوبکر عاجز جان سے
تھا مسافر اور مرض میں مبتلا — ایک ویرانہ کے گوشہ میں پڑا
اک خرابہ میں تھا جو ہے عرض — خون دل تھکایا از راہ مرض
تھا خرابہ میں وہ سونا پر اجل — جو اسے دیکھا کہا کہ جلد چل

شد محمد الپ الغ خوارزم شاه — در قتال سبزواری پناه
تنگشان آورد لشکرهای او — اسپش افتاد در قتل عدو
سجده آوردند پیشش کالامان — حلقه‌مان در گوش کن وابخش جان
هر خراج و هر صله که بایدت — آن ز ما هر موسمی افزایدت
جان ما آن تو هست ای شیرخو — پیش ما چندی امانت باش گو
گفت نرهانید از من جان خویش — تا نیاریدم ابوبکری به پیش
تا مرا ابوبکر نام از شهرتان — هدیه نارید ای رمیده امتان
بدروم‌تان همچو کشت ای قوم دون — نی خراج استانم و نی هم فسون
پس جوال زر کشیدندش براه — کز چنین شهری ابوبکری مخواه
کی بود بوبکر اندر سبزوار — یا کلوخ خشک اندر جویبار
رو بتابید از زر و گفت ای مغان — تا نیاریدم ابوبکر ارمغان
هیچ سودی نیست کودک نیستم — تا بزر و سیم حیران بیستم
تا نیاری سجده نرهی ای زبون — گر بپیمایی تو مسجد را نگون
منهیان انگیختند از چپ و راست — کاندرین ویران ابوبکری کجاست
بعد سه روز و سه شب کشتافتند — یک ابوبکر نزاری یافتند
رهگذر بود و بمانده از مرض — در یکی گوشه خرابی پر حرض
گوهری اندر خرابه بی عرض — خون دل میریخ فشانده از مرض
خفته بود او در یکی کنج خراب — چون بدیدندش بگفتندش شتاب

کہ بلاتا تجھکو یہ سلطان ہو | تیرے باعث چھوٹیں تا ہم قتل سے
بولا چل سکتا اگر میں پاؤں سے | جاتا پاؤں سے طرف مقصود کے
رستا کب ان دشمنوں کی جا میں | دوستوں کے شہر کی سو جاتا میں
اسکو گہوارے پے مردوں کے رکھا | لیچلے کاندھوں پے اسکو پس اٹھا
جانب خوارزم شہ وہ سب گئے | تاکہ دیکھے شاہ اسکو بس کے
سبزوار اب یہ جہان مرد خدا | اسکے اندر ہی خراب میں پڑا
اور ہی خوارزم شہ شاہ جلیل | چاہے دل اس قوم سے کہ ہی رذیل
بولا لا ینظر الی تصویرکم | فابتغوا ذا القلب فی تدبیرکم
تم کو دیکھوں اہل دل کی راہ سے | نہ بس و سجدہ نقش کے
تو نے دل کو لینے جانا ہی جو دل | اور چھوڑی جستجو سے اہل دل
سات سو گر آئیں جوں سات آسمان | دل کے اندر ہو وین مخفی اور نہان
ایسے دل ریزہ کو دل مت کہ ای یار | ڈھونڈھے مت بوبکر اندر سبزوار
آئینہ شش رو ہی صاحب دل مگر | شش جہت سے حق کی ہو اسپر نظر
شش جہت میں جو کہ رکھتا ہی قرار | غیر حق کو ایک دم رکھے نہ یار
گر کرے رد اسکو اسکے واسطے | گر قبول اسکو کرے اسکے لیے
جو خدا کا ہی وہ اندر کل حال | کرتا ہی مقبول اسکو ذو الجلال
کچھ نہ دیوے حق کسی کو اس سوا | حال واصل کا کہا میں نے ذرا
ہاتھ پر اسکے وہ بخشش کو رکھے | ہاتھ سے اسکے وہ مرحوموں کو دے
اسکے کف کو بحر کل سے اتصال | ہی وہ بیچون و چگون اندر کمال
اتصال ایسا کہ نہ آسمیں کلام | ہی تکلف اسکا کہنا والسلام
زر کی سو خرجی تو لائے اے غنی | حق کہے دل کو تو لا اے منحنی
تجھسے میں راضی ہوں دل راضی ہی گر | تجھسے گر ناخوش ہی میں ناخوش ہوں تر
تجھکو نہ دیکھوں دیکھوں دل کو میں | تحفہ اسکو لا مری درگاہ میں
میں ہوں ویسا جس طرح وہ تجھسے ہی | ہو وے جنت ماں کے نیچے پاؤں کے
ماں و باپ اور اصل خلق ہی سب وہی | دل کو جانے پوست سے وہ ہی زکی

خیز کاین سلطان ما طالب شدست | گر تو خواهد شهرها از قتل رست
گفت پاییم گر بدی یا مقعدی | خود بپای خود بمقصد رفتمی
اندرین دشمن کده کی ماندمی | سوی شهر دوستان میراندمی
تخته مرده کشان بفراشتند | بر کتف بوبکر را برداشتند
جانب خوارزم شه حمله روان | میکشیدندش که تا بیند نشان
سبزوار است این جهان مرد حق | اندرینجا ضایع است و ممتحق
هست آن خوارزم شه شاه جلیل | دل همی خواهد ازین قوم رذیل
گفت لا ینظر الی تصویرکم | فابتغوا ذا القلب فی تدبیرکم
من ز صاحب دل کنم در تو نظر | نه بنقش سجده و ایثار زر
تو دل خود را چو دل پنداشتی | جستجوی اهل دل بگذاشتی
دل که گر هفصد چو این هفت آسمان | اندر آید گم شود پاره و نهان
اینچنین دل ریزها را دل مگو | سبزوار اندر ابوبکری مجو
صاحب دل آینه شش رو بود | حق درو از شش جهت ناظر شود
هر که اندر شش جهت دارد مقر | کی کند در غیر حق یکدم نظر
گر کند رد از برای او کند | در قبول آرد هم او باشد سند
چونکه او حق را بود در کل حال | برگزیده باشد او را ذوالجلال
هیچ بی او حق بکس ندهد نوال | شمه گفتم ز اصحاب وصال
موهبت را بر کف دستش نهد | وز کفش آنرا بمرحومان دهد
با کفش دریای کل را اتصال | هست بیچون و چگونه در کمال
اتصالی که نگنجد در کلام | گفتنش تکلیف باشد والسلام
صد جوال زر بیاری ای غنی | حق بگوید دل بیار ای منحنی
گر ز تو راضیست دل من راضیم | ور ز تو معرض بود اعراضیم
ننگرم در تو در آن دل بنگرم | تحفه او را آر ای جان در برم
یا تو او چون است هستم من چنان | زیر پای مادران باشد جنان
مادر و بابا و اصل خلق اوست | ای خنک آن کس که دل داند ز پوست

توکہے مین لایا دل تیرے لیے — وہ کہے یہ دل تو لائق ہی مرے
لا وہ دل کہ قطب اک عالم کا ہی — جان جان جان جان آدم کا ہی
وہ دل پر نور اسکے واسطے — منتظر سلطان کون کا اسکا ہی
تو پھرا برسون ہی اندر سبزوار — ایسا دل پایا نہین انجام کار
جان دل پر مردہ اور بوسیدہ تو — لیجا ہے تختہ پہ رکھ اس مست کو
لایا دل تیرے لیے ای شہریار — بہتر اس دل سے نہ اندر سبزوار
تجھکو کہوے گورخانہ ہی یہ کیا — کہ دل مردہ تو لایا اس جگہ
جا وہ دل لا ڈھونڈھتا ہی جسکو شاہ — سبزوار گون مین جس سے ہی بنیاد
تو کہے وہ دل جہان مین ہی نہان — کیونکہ ظلمت ضد ضیا کی ہی عیان
دشمنی اس دل کی اول روز سے — سبزوار طبع کو میراث ہی
کیونکہ وہ ہی باز دنیا مثل زاغ — جنس کا ملتا ہی نا جنسون سے داغ
گر کرے نرمی تو گمراہی کرے — گر تو آمیزش کرے نرمی کرے
کرتا ہی ملت جی نہ وہ بہر نیاز — تاکہ ناصح کم کرے پند نیاز
کیونکہ یہ زاغ دنی مردار خوار — سیکڑون رکھتا ہی حیلے بیحد ار
گر نفاق اس سے کیا بس تو چھپا — عین صدق اسکا نفاق ہی
کیونکہ صاحب دل سے ہی بازار مین — جنس ہا کار جو کو لیتے مول مین
ڈھونڈھ اہل دل کو گر بیجان نہین — جنس دل ہو گر ضد سلطان نہین
ہر جسکا آئے تجھکو خوش بھلا — وہ ولی تیرا ہی نہ خاصہ خدا
جو کہ تیری طبع اور خو پر سجے — وہ ولی ہی اور نبی آگے ترے
جا تو خواہش چھوڑ تا بولے خدا — ہو سمجھے وہ تیرے دماغ اندر بلا
جا تو خواہش چھوڑ تا خوشبو تری — پس دماغ عنبرین بو ہو تری
خواہشون سے تیرا فاسد ہی دماغ — مشک کو کترا تا جا سے دماغ
تو نجاست پر ہی عاشق مثل زاغ — مشک کی بو سے ترا الجھے دماغ
بات یہ بیحد ہی اور آہو مرا — بھاگتا اصطبل مین ہی جابجا

باقی قصہ آہو کا اصطبل مین خرون کے

تو بگوئی تنگ دل آوردم بتو — گویدت این دل نیرزد یک طسو
آن دلی آور که قطب عالم است — جان جان جان جان آدم است
از برای آن دل پر نور و بر — هست آن سلطان دل کو منتظر
تو بگردی سالها در سبزوار — آنچنان دل را نیابی ز اعتبار
پس دل پوسیده پژمرده جان — بر سر تخته نهی آنسو کشان
که دل آوردم ترا ای شهریار — به ازین دل نبود اندر سبزوار
گویدت این گورخانه است ای جری — کو دل مرده بدینجا آوری
رو بیاور آن دلی کو شاه جوست — که امان سبزوار کون از وست
گوئی آن دل زین جهان پنهان بود — زانکه ظلمت با ضیا ضد آن بود
دشمنی آن دل از روز الست — سبزوار طبع را میراثی است
زانکه او باز است دنیا چون زاغ — دیدن هر جنس هر ناجنس داغ
ور کند نرمی نفاقی میکند — زاستمالت از نفاقی میکند
گویدش آری نه از بهر نیاز — تا که ناصح کم کند نصح دراز
زانکه این زاغ خس مردارجو — صد هزاران مکر آرد تو بتو
گر پذیرند آن نفاقش را رسید — سد نفاقش عین صدق مستفید
زانکه آن صاحبدلی با کر و فر — هست در بازار ما معیوب خر
صاحب دل جوی اگر بیجان نه — جنس دل شو گر ضد سلطان نه
آنکه رزق او خوش آید مر ترا — او ولی قسمت نه خاصه خدا
هر که او بر خوی و بر طبع تو زیست — پیش طبع تو ولی هست و نبی است
رو هوا بگذار تا بوی خدا — در مشامت در رسد ای کتخدا
رو هوا بگذار تا خویت شود — وان مشام عنبرین بویت شود
از هوای رایی دماغت فاسد است — مشک و عنبر پیش مغزت کاسد است
عاشقی تو بر نجاست همچو زاغ — بوی مشکت می نگیرد در دماغ
حد ندارد این سخن و آهوی ما — می گریزد اندر آخر جابجا

بقیه قصه آهو در آخور خران

دن بہت وہ آہوئے خوش ناف تر / تھا پھنسا اصطبل خر میں بیشتر
نزع میں مضطر تھا جون ماہی خشک / ایک ٹبہ میں معذب لید و مشک
ایک خر کہتا اسی وحشی کے پر / طبع شاہون کی رکھے مست شور کر
دوسرا ہنستا کہ آمد رفت سے / موتی لایا ہے کہ تا ارزان تو وے
ایک خر کہتا کہ نازک طبع سے / جلوہ فرما ہو سر پر شاہ دپے
جو نہ کھایا خر نے اک بدہضم سے / چاہا پس آہو کو دعوت کے لیے
سر ہلایا کہ نہیں بیجا تو فلان / اشتہا مجھکو نہیں ہون ناتوان
بولا میں بیجا نا تو کرتا ہے ناز / یا تو کرتا شرم سے ہے احتراز
بولا آہو کہ یہ تیری ہی غذا / کہ تیرے زندہ ہین اس سے سب اعضا
مین تو ہین آفت سے سبزہ زار کے / زیر سایے رہتا ہون گلزار کے
گر قضا نے مجھکو پہانسا در بلا / کب وہ چھوٹین عادتین مجھسے بھلا
گر گدا ہون ہو ون کب شکل گدا / گر پرانی ہو قبا مین ہون نیا
سنبل و لالہ و ریحان باغ کے / مین نے کھائے ہین ہزارون ناز سے
بولا خر تو مار یسی شیخیان / جھوٹ بس غربت مین کہ تے ہین بیان
بولا نافہ خود گواہ حال ہے / عود اور عنبر لیے بس احسان کہے
سونگھتا اسکو ہے لیک اہل شام / اور خر سرگین پرست کو ہے حرام
بولا خر کو سونگھتا خر راہ پر / مشک کیون ظاہر کرون گراد پر
اسلیے حضرت نے فرمائی عجیب / رمز الاسلام فی الدنیا غریب
کیونکہ اپنے بھی ہین اسنے بھاگتے / گو فرشتے ذات اسکی سے ملے
خلق جانے جنس اسکی شکل کو / پر نہین پاتی ہے اسے بس وہ بو
جیسے شیر اک گاو کی صورت مین ہے / دور سے دیکھا اور مت چھیڑ اسے
گر تو چھیڑے اپنا مرنا جان تو / پھاڑتا ہے گاو کو وہ شیر خو
طبع گاوی دور تجھسے تا کرے / خوئے حیوانی کو حیوانی سے یے
گاو ہو تم شیر انکے پاس ہو / گر ہو خوش گاوی مین تم شیری لو

آیتہ کے معنی مین انی اری سبع بقرات سمان

تحقیق دیکھا مین نے سات گائین موٹی ۱۲

روزہا آن آہوی خوش ناف نر / در شکنجہ بود در اصطبل خر
مضطرب در نزع چون ماہی خشک / در یکی حقہ معذب پشک و مشک
یک خرش گفتی کہ ہان این بوالوحوش / طبع شاہان دارد و میران خموش
وان دگر تسخر زدی کز جزر و مد / گوہر آورد ست تا ارزان دہد
وان خری گفتی کہ با این نازکی / بر سریر شاہ شو گو متکی
وان خری شد تخمہ و زخوردن بماند / پس برسم دعوت آہو را بخواند
سر چنین کرد او کہ نی رو ای فلان / اشتہا نیمستم ہستم ناتوان
گفت میدانم کہ نازی میکنی / یا ز ناموس احتراز می میکنی
گفت آہو با خر این طعمۂ تو است / کہ ازان اجزای تو زندہ و نو است
من الیف مرغزاری بودہ ام / در زلال روضہا آسودہ ام
گر قضا افگندہ را در عذاب / کی رود آن طبع و خوی مستطاب
گر گدا گشتم گدا رو کی شوم / ور لباسم کہنہ گردد من نوم
سنبل و لالہ و سیپرغم نیز ہم / با ہزاران ناز و نخوت خوردہ ام
گفت خر آری ہمی زن لاف و لاف / در غریبی بس توان گفتن گزاف
گفت نافم خود گواہی میدہد / منتی بر عود و عنبر می نہد
لیک آن را کہ شنود صاحب مشام / بر خر سرگین پرست آن شد حرام
خر کمیز خر ببوید بر طریق / مشک چون عرضہ کنم بر این فریق
بہر آن گفت آن رسول مستجیب / رمز الاسلام فی الدنیا غریب
زانکہ خویشانش ہم از وی میرمند / گرچہ با ذاتش ملایک ہمدمند
صورتش را جنس می بینند انام / لیک از وی می نیابند آن مشام
ہمچو شیری در میان نقش گاو / دور می بینش ولی او را مکاو
ور بکاوی ترک گاو تن بگو / کہ بدرد گاو را آن شیر خو
طبع گاوی از سرت بیرون کند / خوی حیوان از حیوان بر کند
گاو باشی شیر گردی نزد او / گر تو با گاوی خوشی شیری مجو

در معنی آیتہ انی اری سبع بقرات سمان

یا کلکین سبع عجاف لاغر گاؤن کو جاتے بصفت بھوکے شیروں کے پیدا کیا تھا تا ان سات گاؤ فربہ کو بسبب بھوک کے کھاتی ہیں اگرچہ خیالات بصورت گاؤ ہیں لیکن تو معنی میں شیر دیکھ

یا کلکین سبع عجاف گاوان لاغر را خود بصفت شیران گرسنہ آفریدہ بود تا آن ہفت گاؤ فربہ را باشتہا میخوردند اگرچہ خیالات است صورت گاوان اما تو بمعنی شیر نگر

وہ عزیز مصر دیکھے تھا جو خواب / چشم غیب اسکی ہوئی تھی فتح باب
سات موٹے گاؤ کو جو تھے پلے / کھا گیا انکو سات موٹے گاؤ نر
شیر باطن میں وے دبلے گاؤ تھے / ورنہ کھاتے گاؤ وہ کب جوع سے
ہیں بشر کی شکل اہل اللہ عیاں / شیر مردم خوار لیکن ہو نہاں
مرد کو خوش لیوے وہ دادار کرے / صاف ہو درد و ہووے گرد درد کے
ایک دان آن جملہ وردوں سے جو دے / پاؤں دہر کھے سر افلاک پہ
شاہ ہووے اور چھوڑے بندگی / مردگی میں پاوے وہ دل زندگی

آن عزیز مصر میدید اے جواب / چونکہ چشم غیب را شد فتح باب
ہفت گاؤ فربہ بس پروری / خوردشان آن ہفت گاؤ لاغری
در درون شیران بدند آن لاغران / ورنہ گاوان را نبودندی خوران
پس بشر آمد بصورت مرد کار / لیک پنہان شیر مردی خوار
مرد را خوش آخر و فردش کند / صاف گردد درد او گردد رنج
زان یکی در داو زجملہ وردہا / دارہد پا بر نہد در سما
شاہ گردد داد گزار دیندگی / یا برادر در مردگی دل زندگی

بیان اسکا کہ مارنا خلیل علیہ السلام کا مرغ کو اشارہ کونسی صفت کے دور کرنے کا تھا صفات مذمومہ و مہلکہ سے مرید کے باطن میں

در سبب کشتن ابراہیم خروس را و مذمت او کہ اشارہ بقمع کدام صفت بود از مذمومات

کیوں سالک جیسے کہ شخص نے زاغ کے / مرغ کو مارا خلیلا کس لیے
مارنے میں کیا ہی حکمت تھی کہو / تا کروں تسبیح اسکی ہو بہو
بولا حکم رب کہ کی حکمت ہے سنا / تا کروں تہلیل اسکی میں ادا
شہوتی اک وہ ہے اور شہوت پرست / اس شراب زہر آلو وہ ہے ست
نسل کی خاطر نہ ہوتی ای وصی / ہوتا آدم ننگ سے اسکی خصی
عرض کی ابلیس نے دادار سے / دام مجھے اس شکار کا دے مجھے
سیم و زر اور اسپ کھلائے اسے / کہ تو اس سے خلق کو لیوے سکے

پند گوئی ہمچو زاغ پر نحوس / ای خلیل حق چرا کشتی خروس
حکمت کشتن چہ بود آخر بگو / تا مسبح گردم آنرا این بجان
گفت فرمان حکمت فرمان آن / تا مہلل گردم آنرا این بجان
شہوتی ست او و بس شہوت پرست / زان شراب زہرناک ژاژ مست
گر نہ بہر نسل بودی ای وصی / آدم از ننگش بکردی خود خصی
گفت ابلیس لعین دادار را / دام زفتی خواہم این اشکار را
زر و سیم و گلہ اسپش نمود / کہ بدین تانی خلائق را ربود

قہقہہ کھیلایا اور کہا کہ واہ وا
پیچ اہر کان کے از بسکہ خوش
دوسرا جو دام لے تو ای لعین
چرب و شیرین اور شراب آتشی
بولا یا رب اس سے بڑھ کے دے مدد
تاکہ تیرے مست نر پر دل جو ہین
تاکہ ساتھ اس جال و دام حرص کے
دوسرا چاہتا ہون دام ای شاہ بخت
چنگ و بادہ آگے لا اسکے رکھا
گمرہی ازلی کا وہ سائل ہوا
ذکہ اک موسیٰ تیرے بندون سے ہی
آب دریا ہر طرف سے ہٹ گیا
دام دے مضبوط تا ہووے تمام
کھینچون انکو پھانس کر مین دام مین
جو بتائیں خوبیان زن کی اسے
بس لگا چٹکی بجانے ناچنے
جو کہ دیکھیں آنکھیں اسکی پر خمار
اور صفائی چہرۂ دلدار کو
خال و ابرو و دولت گویا کہ ہے
قد ہی جون سرو خرام اندر چمن
آن جو دیکھی تو تڑپا کود کے

ترش رو مثل ترنج از بس ہوا
کر دیے ملعون لیے حق نے بیش کش
بولا اس سے بڑھ کے دے تو ای معین
بس اسے دی اور جامہ ریشمی
تا انھین باندھون بحبل من مسد
مرد کی مانند بندین کاٹ دین
مرد تیرا ہو جدا نا مرد سے
دام مرد انداز وحیلہ ساز سخت
خوش ہوا آدھا وہ اور آدھا ہلا
گرد قعر بحر فتنہ سے تو لا
باندھے پردے بحر مین بس گردے
اور غبار اس سے دریا کے اٹھا
منھ مین انکے ڈالون مین مثل لگام
تا نہین سر کو پھرا اس سے سکین
کہ قرار وصبر مرد ابتر کرے
کہ ملا مقصد مرا تو جلد دے
کہ کرے عقل و خرد کو بیقرار
کہ جلائے جون سپند عاشق کو وہ
جلوہ کر حق پردۂ باریک سے
اور رخ جون یاسمین و نسترن
جون تجلی پردۂ باریک سے

گفت شاباش و ترش آویخت کنج
پیش آمد بازمعدنہای خوش
گیر این دام دگر را ای لعین
چرب و شیرین و شرابات ثمین
گفت یا رب بیش ازین خواہم مدد
تا کہ بستانت کہ نر و پر دلند
تا بدین دام و رسنہای ہوا
دام دیگر خواہم ای سلطان تخت
خمر و چنگ آورد و پیش و نہاد
سوی اضلال ازل پیغام کرد
نی یکی از بندگانت موسی است
آب از ہر سو عنان را وا کشید
دام محکم دہ کہ تا گردد تمام
در کمند آرم کشم شان کش کشان
چونکہ خوبی زنان با او نمود
پس زد انگشتک برقص اندر فتاد
چون بدید آن چشمہای پرخمار
وان صفائی عارض آن دلبران
روی و خال و ابرو و لب چون عقیق
قد چون سرو خرامان در چمن
چونکہ دید آن غنج برجست و سبک

غمزہ تر خیدہ و نرمش ہمچون نیچ
کرد آن پس بندہ احق پیش کش
گفت ازین افزون ای نعم المعین
وادش دلیس جامہ ابریشمین
تا بہ بندم شان بحبل من مسد
مرد وار این بندہا را بگسلند
مرد تو گردد ز نامردان جدا
دام مرد انداز حیلت ساز سخت
نیم خندہ زد بدان شد نیم شاد
کہ برار از قعر بحر فتنہ گرد
پردہا در بحر او از گرد بست
از تگ دریا غباری شد پدید
وافگنم در کام ایشان چون لگام
تا کہ نتواند سر پیچید از ان
کہ ز عقل و صبر مردان میربود
کہ بدہ زود تر رسیدم بر مراد
کہ کند عقل و خرد را در عمار
کہ بسوزد چون سپند این دل برو
کو تیا خور تافت از پردہ رقیق
خد ہمچون یاسمین و نسترن
چون تجلی حق از پردہ تنک

تفسیر ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون تفسیر لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین

در معنی آیۂ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق الخ وآیۂ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم الی آخرہا

عالم اک حیران ہوا اور بسکہ دنگ
ان کرشموں سے کہ تھے وہ شوخ و سنگ
حالی شده والہ و حیران و دنگ
زان کرشم وزان دلال نیرنگ

سو ہو مسجود آدم کی مثال
مثل آدم آئے پھر اندر زوال
صد چو آدم را ملک ساجد شده
ہمچو آدم باز معزول آمده

مو کشان جبریل کھینچے سکو ہی
کہ تو جا اس خلد اور اس قوم سے
جبرئیلش میکشاند مو کشان
کہ برو زین خلد و زین جوق خوشان

بولا پیچھے ہست کے ہی نیست کیا
بولا یہ ہی جرم جو زیادہ جیا
گفت آخر بعد ہستی نیستی
گفت جرمت آنکه افزون زیستی

بولا بعد عزت کے یہ ذلت ہی کیا
بولا وہ بخشش ہی اور یہ عدل تھا
گفت بعد عزت این اذلال چیست
گفت آن دادست و این داوریست

جبرئیلا تو تھا ساجد جان سے
اب تو جنت سے نکالے ہی مجھے
جبرئیلا سجده میکردی بجان
این زمان میرانیم تو از جنان

حلہ اڑتا امتحان میں مجھسے ہی
جیسے برگ اڑتے خزان میں شاخ سے
حلہ می پرد ز من در امتحان
ہمچو برگ از شاخ در وقت خزان

اسکا رخ جو حسن سے تھا ماہ وار
ہوگیا پیری سے پشت سوسمار
آن رخی که تاب او بد ماہوار
شد بہ پیری ہمچو پشت سوسمار

اور وہ سر کہ روشن و زیبا ہوا
وقت پیری ناخوش و گنجا ہوا
وان سر و آن فرق گش شعشع شده
وقت پیری ناخوش و اصلع شده

اور وہ قد رقصان تھا جو مثل سنان
ہوگیا پیری میں ٹیڑھا جون کمان
وان قد رقصان نازان چون سنان
گشت در پیری دوتا ہمچون کمان

ہوگئے مو برف تھے جو رنگ زاغ
اور پیری سے ہوا رخ داغ داغ
برف گشتہ موی ہمچون پر زاغ
وز تشنج روی گشتہ داغ داغ

رنگ لالہ ہوگیا جون زعفران
زور شیر اسکا ہوا زہرہ زنان
رنگ لالہ گشتہ رنگ زعفران
زور شیرش گشتہ چون زہرہ زنان

چشم جون نرگس تھی مردہ ہوئی
گرمی اعضا اون کی فسردہ ہوئی
چشم چون نرگس شده پژمرده
گرمی اعضا شده افسرده

جو کہ لیتے تھے بغل میں اسکو سب
وقت جانے کے کنارہ کش ہین اب
آنکه مردی در بغل کردی لقب
می بگیرندش بغل وقت شدن

یہ ہی آثار غم و پژمردگی
ہر اک اسنے ہی رسول مردگی
این خود آثار غم و پژمردگیست
ہر یکی زینہا رسول مردگیست

تفسیر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون

مگر وہ آدمی کہ ایمان لائے ہیں وعمل صالح کرتے ہیں پس اُنکو اجر ہی بے منت

تفسیر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات الخ

ہی اگر نزدیک اسکے نور حق
نہ بڑھاپا رکھے نقصان و دق
لیک اگر باشد طبیبش نور حق
نیست از پیری و از نقصان و دق

اسکی سستی مثل مستی مست کے
رشک رستم کا وہ بس سستی میں ہی
سستی او ہست چون مستی مست
کاندر آن مستیش رشک رستم ست

گر مرے تو ہڈی اسکی غرق ذوق
ذرہ ذرہ اسکا اندر نور شوق
گر بمیرد استخوانش غرق ذوق
ذره ذره اش در شعاع نور شوق

جو ہی بے نور اک ہی برگ بے ثمر
کہ خزان اسکو کرے زیر و زبر
وانکه نورش نیست برگ بے ثمر
کہ خزانش میکند زیر و زبر

گل نہ رہوے بس رہے خار سیاہ
زرد اور بے مغز جوں تو دہ گیاہ
گل نماند خارہا ماند سیاه
زرد و بی مغز آمده چون تل کاه

کیا برائی باغ نے کی اے خدا
جو کہ حلہ ہوگیا اس سے جدا
تا چه زلت کرد آن باغ ای خدا
کہ ازو آن حلہ ہا گردد جدا

خود کو دیکھا خودنمائی ہی اسے
زہر قاتل ممتحن تو جان لے
خویشتن را دید و دید خویشتن
زہر قتال ست ہین ای ممتحن

ایسا شاہد کہ جہان اسپر مرے
اس سے بھاگے پھر جہان کیا جرم ہی
شاہدی کز عشق او عالم گریست
عالمش میراند از خود جرم چیست

جرمش آنکه زیور عاریه بست — کرد دعوی کاین حلل ملک منست
واستانیم آنکه تا داند یقین — خرمن آن ماست خوبان خوشه چین
تا بداند کان حلل عاریه بود — پرتوی بود از خورشید وجود
آن جمال و قدرت و فضل و هنر — زآفتاب حسن کرد این سو سفر
باز میگردند چون استارها — نور آن خورشید زین دیوارها
پرتو خورشید شد وا جایگاه — ماند هر دیوار تاریک و سیاه
آنکه کرد او بر رخ خوبانت دنگ — نور خورشید است از شیشهٔ سه رنگ
شیشه‌های رنگ رنگ آن نور را — مینماید اینچنین رنگین بما
چون نماند شیشه‌های رنگ رنگ — نور بیرنگت کند آنگاه دنگ
خو می کن بی شیشه دیدن نور را — تا چو شیشه بشکند نبود عمی
قانعی با دانش آموخته — در چراغ غیر چشم افروخته
او چراغ خویش بر باید که تا — تو بدانی مستعیری ای فتی
گر تو کردی شکر و سعی مجتهد — غم مخور که صد چنان بازت دهد
ور نکردی شکر اکنون خون گری — که شدست آن حسن از کافر بری

جرم وہ جو زیور عاریت لیا — اور کیا دعوی کہ ملک ہے یہ مرا
چھینتے ہیں اس سے تاکہ جانے بایقین — میرا خرمن ملک خوبان خوشہ چین
تاکہ جانے عاریت زیور وہ تھا — پرتوی تھا ایک وہ خورشید کا
وہ جمال و قدرت اور فضل و ہنر — آفتاب حسن سے آیا ادھر
مثل تاروں کے پلٹ کر جائے ہے — نور اس خورشید کا دیوار سے
پرتوے خورشید کا لے اپنی راہ — اور رہے دیوار تاریک و سیاہ
چہرۂ خوبوں پہ جو حیران کرے — نور خور ہے شیشۂ سہ رنگ سے
شیشے رنگا رنگ سب اس نور کو — ایسا رنگین ہمکو دکھلاتے ہیں وہ
جو نہ رہویں شیشہ ہاے رنگ رنگ — نور بیرنگ اس سے کر دے تجھکو دنگ
کر تو خو بی شیشہ دیکھے نور کی — شیشہ ٹوٹے تا نہ ہو نابینگی
عقل سیکھی ہوئی پہ قانع بس تو ہے — چشم روشن ہے چراغ غیر سے
وہ چراغ اپنا جو لیجائے سمجھے — عاریت ہیں اسکا بس اسدم کھلے
گر تو کامل شکر اور کوشش کرے — غم نہ کھا کہ ایسے سو پھر دے تجھے
گر کیا نہ شکر خون رو تو ضرور — کہ ہوا ہے حسن وہ کافر سے دور

امة الکفران اضل اعمالهم — امة الایمان اصلح بالهم

کیا کفران نعمت کافروں نے گمراہ کیا انکو عمال انکے — کیا ایمان مومنوں نے صالح کیا دل انکے کو

گم شد از بی شکر خوبی و هنر — که دگر هرگز نبیند زان اثر
که اضل اعمالهم ای کافران — جستن کامست از هر کامران
خویشی و بی خویشی و شکر و دوا — رفت از ایشان که نیارد شان بیاد
چون ز اهل شکر و اصحاب وفا — که مر ایشانراست دولت در قفا
دولت رفته کجا قوت دهد — دولت آینده چون چشمه رهد
قرض ده زین دولت اندر اقرضوا — تا که صد دولت ببینی پیش رو
اندکی زین شرب کم کن بهر خویش — تا که حوض کوثری آید به پیش
جرعه بر خاک وفا آنکس که ریخت — کی تواند صید دولت زو گریخت
خوش کند آن دل کز اصلح بالهم — رد من بعد التوی انزالهم

گم ہوا بے شکر سے لطف ہنر — کہ نہ پھر اس کو دکھائی دے اثر
کہ اضل اعمالہم ای کافرو — ڈھونڈتے ہو خلق سے مقصود کو
اپنا اور بیگانہ اور سب شکر و دوا — بس گیے ایسے نہ لائے انکو یاد
بس سوا کے اہل شکر اہل وفا — کہ دولت انکی ہے اندر قفا
کب دے قوت دولت رفتہ جہان — دولت آیندہ چون چشمہ روان
قرض دے دولت سے اندر اقرضوا — تاکہ سو دولت تو دیکھے روبرو
کم کر اپنے واسطے اس شرب کو — تاکہ کوثر آئے تیرے روبرو
ڈالے جو خاک وفا پر جرعہ کو — صید دولت اس سے کب بھاگے کہو
خوش کرے دل کو کہ اصلح بالہم — رد من بعد التوی انزالہم

صالح کیا دل انکے کو ۱۲ — ردی بعد ہلاکت کے تحفہ انکا ۱۲

حق میں فنا کیا ہے وہ پھر اسکو عوض لیتے ہیں یہ کہ جو دیتے ہیں وہ پھر اس پیش لیتے ہیں انکے اسکا بیان ہے قاسم ۱۲

اردو		فارسی	
اے اجل اے ترک غارت کردہ دے	لیکے ان شاکروں سے جو کہ ہے	ای اجل وی ترک غارت ساز ده	هرچه بردی زین شکوران باز ده
مسترد ہووے نہیں پس لیویں وہ	کہ ہوئے ہیں شمع میں رخت جان سے جو	وا دهد ایشان نه پذیرند آن	زانکه شمع گشته اند از رخت جان
ہم ہیں صوفی ترک بس خرقہ کیا	پھر نہیں ہم لیتے جو ہمنے دیا	صوفیانیم و خرقها انداختیم	باز نستانیم چون در باختیم
ہمنے لیا عوض کیا ہی عوض	ہے یہ حاجت گئی حرص و غرض	ما عوض دیدیم آنگه چه عوض	رفت از ما حاجت و حرص و غرض
آب شور مہلک سے ہم گئے	اور شراب و چشمہ کوثر سے ملے	ز آب شور مهلکی بیرون شدیم	بر رحیق و چشمه کوثر زدیم
اے جہان میں دوسروں سے جو کیا	بے وفائی و فن و ناز و دغا	آنچه کردی ای جهان با دیگران	بی وفائی و فن و ناز گران
تیرے سر پہ ڈالیں ہم بہر جزا	کہ شہید آئے ہیں ہم اندر غزا	بر سرت ریزیم ما بهر جزا	که شهیدیم آمده اندر غزا
تا تو جانے کہ خدائے پاک کے	بندے پر حملہ ہیں اہل جنگ ہے	تا بدانی که خدای پاک را	بندگان هستند پر حمله و مرا
مکر دنیا کی اکھیڑیں مونچھ کو	قلعہ نصرت پہ خیمہ زن ہوں وہ	سبلت تزویر دنیا بر کنند	خیمه را بر باروی نصرت زنند
یہ شہید اب پھر نئے غازی ہوئے	یہ اسیر اب پھر ہے ہیں فتح لیے	این شهیدان باز نو غازی شدند	وین اسیران باز بر نصرت زدند
قفل مشکل لطف سے بس حل ہوا	نفس کافر ناگہان بسمل ہوا	قفل مشکلها ز لطفش حل شده	نفس کافر ناگهان بسمل شده
ہوئی امید اب نا امیدی کی جگہ	ناگہاں مسجد ہوا یہ بت کدہ	ناامیدی رفته امید آمده	گشت مسجد ناگهان این بتکده
سر نکالا نیست سے پھر بالیقین	کہ تو دیکھ ہمکو اگر اندھا نہیں	سر بر آورده باز از نیستی	که ببین ما را اگر اکمه نیستی
تا عدم میں دیکھے تو شمس الضحا	جو یہاں خورشید ہے واں سہا	تا ببینی در عدم خورشیدها	و آنچه اینجا آفتاب آنجا سهاست
ہست عدم میں اے برادر کیونکہ ہے	ضد نہاں ضد کے اندر کیونکہ ہے	در عدم هست ای برادر چون بود	ضد اندر ضد چون مکنون بود
یخرج الحی من المیت کو جان	کہ عدم آیا امید عابدان	یخرج الحی من المیت بدان	که عدم آمد امید عابدان
بونے والا کہ ہو انبار اسکا تہی	شاد و خوش ہے امید نیستی	مرد کارنده که انبارش تهی است	شاد و خوش بر امید نیستی است
کہ اگے وہ نیستی کی سمت سے	تو سمجھ واقف اگر معنا سے ہے	که بروید آن ز سوی نیستی	فهم کن گر واقف معنیستی
دمبدم تو نیستی کی سمت سے	کہ تو پائے فہم اور ذوق و ثمر	دم بدم از نیستی تو منتظر	که بیابی فهم و ذوق آرام و بر
نہ اجازت کھولوں میں اس راز کو	کرتا میں بغداد اس ابخاز کو	نیست دستوری گشاد این راز را	ورنه بغدادی کنم ابخاز را
پس خزانہ صنع حق کا ہے عدم	کہ عطا لاتا ہے اس سے دمبدم	پس خزانه صنع حق باشد عدم	که بر آرد زو عطاها دم بدم
حق ہوا اک مبدع اور مبدع وہ ہے	کہ نکالے شاخ کو بے اصل کے	مبدع آمد حق و مبدع آن بود	که بر آرد فرع بی اصل و سند

مثال میں عالم نیست ہست نما و عالم ہست نیست نما کے

در مثال عالم نیست هست نما و عالم هست نیست نما

نیست کو دکھلایا ہست اس شاہ نے ہست کو دکھلایا شکل نیست ہے
بحر پنہان کر دیا کف آشکار باد کی پنہان وہ دکھلایا غبار
جو بگولے کا ستون اندر ہوا خاک خود کب جا سکے سوے علا
خاک دیکھے سوے بالا ای علیل نی ہوا کو جز بہ تعریف و دلیل
ایسے ہی کف دیکھے تو ہر سو روان لیک ہے دریا کے کب کف ہو روان
دیکھے کف کو حس سے جو کو بالدلیل فکر پنہان اور ظاہر قال و قیل
نفی کو اثبات ہم تھے جانتے دیدۂ معدوم بین کو رکھتے تھے
پس یقیناً جس آنکھ میں ہو ظاہرا جز خیال اب کب سکے وہ دیکھنا
گمرہی سے ہم پریشان ہو گئے وہم پیدا ہو حقیقت جو چھپے
جو نظر میں یہ عدم قائم کیا دید سے پنہان حقیقت کو رکھا
آفرین ای اوستاد سحر باف کہ دکھائی گمرہون کو دور و قناف
تلبے ساحر ہیں جلدی چاندنی آگے سوداگر کے زر ہے موں
اسطرح لیجائیں درہم مکر سے جائے درہم اور نہیں کچھ اس سے
ہم ہیں سوداگر جہان جادو کھے چاندنی ہم لیتے اس سے
پالسو گز جلد گر کپڑا کرے ساحروں کے مثل آب یاد
عمر کا درہم جو چھینے ای اخی جائے درہم کپڑا اور کیسہ تہی
پڑھ تو قل اعوذ کو کہ ای صمد نیج نفاثات سے اندر عقد
جو گرہ پر ساحرہ دم کرتی ہے النفثات ای شاہ بردہ ات
لیکن اب پڑھ تو زبان فعل سے کہ زبان قول تیری سست ہے
تین ہمرہ ہیں زمانہ میں ترے ایک باقی دو ہیں فانی دوسرے
ایک یار اور دوسرا اسباب و مال تیسرا باقی ہے وہ حسن الفعال
مال نے گھر سے ترے ہمرہ چلے یار آئیں لیک تا لب گور کے
پیش آئے دن اجل کا جو تجھے یار کہوین خود زبان حال سے
ہم یہان سے آگے نہ ہمرہ چلین گور پر تیری کھڑے اکدم رہین
فعل باقی این گہ ہو دین ترے گور میں ہمراہ بس آئیں ترے

نیست را بنمود هست آن محتشم هست را بنمود بر شکل عدم
بحر را پوشید و کف کرد آشکار باد را پوشید و بنمودت غبار
چون مناره خاک پیچان در هوا خاک از خود چون برآید بر علا
خاک را بینی ببالا ای علیل باد را نه جز بتعریف و دلیل
کف همی بینی روانه هر طرف کف بی دریا ندارد منصرف
کف بحس بینی و دریا از دلیل فکر پنهان آشکارا قال و قیل
نفی را اثبات می پنداشتیم دیدهٔ معدوم بینی داشتیم
دیده کاندر نعاسی شد پدید کی تواند جز خیال و نیست دید
لاجرم سرگشته گشتیم از ضلال چون حقیقت شد نهان پیدا خیال
این عدم را چون نشاند اندر نظر چون نهان کرد آن حقیقت از بصر
آفرین ای اوستاد سحرباف که نمودی معرضان را درد صاف
ساحران مهتاب پیمایند زود پیش بازرگان و زر گیرند سود
سیم بربایند زین گون پیچ پیچ سیم از کف رفته و کرباس هیچ
این جهان جادوست ما آن تاجریم که از او مهتاب پیموده خریم
گر کند کرباس پانصد گز شتاب ساحرانه او ز نور ماهتاب
چون ستد او سیم عمرت ای رهی سیم شد کرباس نی کیسه تهی
قل اعوذ خواند باید کای احد هین ز نفاثات افغان و ز عقد
می دمند اندر گره آن ساحرات النفاثات المستغاثات العقد
لیک برخوان از زبان فعل نیز که زبان قول سستست ای عزیز
در زمانه مر ترا سه همرهند آن یکی وافی و آن دو غدر مند
آن یکی یاران و دیگر رخت و مال وان سوم وافیست آن حسن الفعال
مال ناید با تو بیرون از قصور یار آید لیک تا بالین گور
چون ترا روز اجل آید به پیش یار گوید از زبان حال خویش
بایدت گویند ما همره نیستیم بر سر گورت زمانی بیستیم
فعل تو وانست زان کن ملتحد کاندر آید با تو در قعر لحد

تفسیر قول علیہ السلام من لا بد من قرین یدفن معک وہو حی وتدفن معہ وانت میت وان کان کریما اکرمک وان کان لئیما اسلمک وذلک القرین عملک فاصلحہ ما استطعت

در معنی حدیث لابد من قرین یدفن معک وہو حی وتدفن معہ وانت میت فان کان کریما اکرمک وان کان لئیما اسلمک وذلک القرین عملک فاصلحہ ما استطعت

اس طریقہ میں پیمبر نے کہا / نہ عمل سے تر رفیق باوفا
نیک گر ہووے تو تیرا ہووے یار / ہووے گر بد گور میں تیرا ہو مار
یہ عمل یہ کسب با راہ نیک میں / ای پدر بے اوستاد کب سکیں
کوئی کم کسب ہے اندر جہاں / کہ ہووے بے ارشاد استاد زماں
اول اسکا علم پھر آسی عمل / بعد مہلت میں ثمر دے تا اجل

پس پیمبر گفت بہر این طریق / باوفاتر از عمل نبود رفیق
گر بود نیکو ابد یارت شود / ور بود بد در لحد مارت شود
این عمل وین کسب در راہ سداد / کی توان کرد ای پدر بی اوستاد
دون ترین کسبی کہ در عالم رود / ہیچ بی ارشاد استادی بود
اولش علم است آنگاہی عمل / تا دہد بر بعد مہلت یا اجل

استعینوا فی الحرف یا ذوی النہی / من کریم صالح من اہلہا
اطلب الدر اخی وسط الصدف / واطلب الفن من ارباب الحرف
ان رأیتم ناصحین انصفوا / بادروا التعلیم لا تستنکفوا

کہنہ کپڑے پہنے دباغی میں گر / خواجگی خواجہ نہ ہووے تبر
پہنے آہنگر اگر جھتی ہے دلق / احتشام اسکا نہ کم ہو پیش خلق
کبر کا جامہ بدن سے تو اتار / پہن جامہ سیکھنے کے وقت خوار
سیکھنا علم اک طریقہ قال کا / سیکھنا حرفہ طریق افعال کا
فقر گر چاہے تو صحبت سے ملے / نہ زبان نہ ہاتھ کا کچھ کام ہے
جان میں ہمدم کے دانش نور کر / نہ ہو دفتر سے نہ قیل و قال سے
دانش اسکی لیتی جان سے جان پر / نہ بیان نہ دفتروں کی راہ سے
دل میں سالک کے ہو گر چہ وہ رموز / پر نہ جانے رمز کو سالک ہنوز

در دباغت گر خلق پوشید مرد / خواجگی خواجہ را آن کم نکرد
وقت دم آہنگر ار پوشید دلق / احتشام او نشد کم پیش خلق
پس لباس کبر بیرون کن ز تن / ملبس ذل پوش در آموختن
علم آموزی طریقش قولی است / حرف آموزی طریقش فعلی است
فقر خواہی آن بصحبت قائم است / نی زبانت کار می آید نہ دست
دانش آن را ستاند جان ز جان / نی ز راہ دفتر و نی قیل و قال
در دل سالک اگر ہست آن رموز / رمز دانی نیست سالک را ہنوز

شرح اس دل کی کرے تا وہ ضیا / پس الم نشرح کو فرماے خدا
شرح اس سینہ کو تیرے ہم نے دی / شرح سینہ میں ترے ہم نے رکھی
اسکی خارج سے ابھی تک تجھکو چاہ / تو ہے دہنی دہنے والا کو نہ چاہ
دودھ کا چشمہ بغل میں ہے ترے / کس لیے تو دودھ ڈھونڈھے ناندسے
بحر نوری رکھے ہے اے حوض تو / ڈھونڈھتا ہے تالاب سے تو آب جو
کہ الم نشرح نہ تیری شرح ہے / تو ہوا ہے شرح خواہ کس لیے
شرح دل کی دیکھ تو بس اندرون / تا نہ دیویں طعنہ لا یبصرون

تا دلش را شرح آن سازد ضیا / پس الم نشرح نفرماید خدا
کاندرون سینہ شرحت دادہ ایم / شرح اندر سینہ ات بنهادہ ایم
تو هنوز از خارج آن را طالبی / محلبی از دیگران چون حالبی
چشمۂ شیرست در تو بی کنار / تو چرا می شیر جوئی از تغار
منفذی داری بہ بحر ای آبگیر / ننگ دار از آب جستن از غدیر
کہ الم نشرح نہ شرحت هست باز / چون شدی تو شرح جو کدیہ ساز
در نگر در شرح دل در اندرون / تا نیاید طعنۂ لا یبصرون

تفسیر آیۂ کریمہ وهو معکم اینما کنتم

اور وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ کہ تم ہو ۱۲

در معنی آیۂ و هو معکم اینما کنتم

ٹوکرا روٹی کا تیرے فرق پر / ڈھونڈھے تو روٹی کا ٹکرا در بدر
دیکھ سر اپنا و حیرانی کو چھوڑ / جا در دل پر دستک ہر در کو چھوڑ
تا بزانو آبجو کے درمیان / خود سے غافل ڈھونڈھے آب این و آن
سر پہ روٹی پاؤں تیرا اندر آب / اور پیاس و بھوک سے تو ہے خراب
آگے پانی پیچھے پانی ہے ترے / آگے پردہ پیچھے پردہ آنکھ کے
گھوڑا ڈھونڈھے اور گھوڑے پر سوار / کیا ہی گھوڑا ہی کہاں گھوڑا ہی یار
ہیں ظاہر گھوڑے یہ نیچے ترے / بولا ہیچ پر گھوڑا دیکھا کس نے ہے
مست جبکا آگے اسکے منھ کے وہ / بیخبر پانی سے پانی میں ہے وہ
چیز سے مست آگے اسکے چیز ہے / بیخبر اس چیز و اپنی شرح سے
جون گہر دریا میں ڈھونڈھے بحر کو / جون صدف وہ خیال پردہ اسکا ہے
پردہ اسکو ہو یہ کہنا وہ کمان / ابر تا بہ خور پے اسکے ہو عیان
چشم بد اسکی نظر بندی ہوئی / اونچی دیوار اسکا پردہ ہوگئی
گوش اسکا بند گوش اسکا ہوا / ہوش حق سے رکھ اے مدہوش خدا

یک سبد پر نان ترا بر فرق سر / تو همی خواهی لب نان در بدر
در سر خود پیچ هل خیره سری / رو در دل زن چرا بر هر دری
تا بزانوئی میان آبجو / غافل از خود وز این و آن آبجو
بر سرت نان ست پایت اندر آب / در عطش و در جوع گشتستی خراب
پیش آب و پس هم آب با مدد / چشمهارا پیش سد و خلف سد
اسپ زیر ران و فارس اسپ جو / چیست این گفت اسپ لیکن اسپ کو
هی نہ اسپست این بزیر تو پدید / گفت آری لیک خود اسپی کہ دید
مست آب پیش روی او است آن / اندر آب و بیخبر از آب روان
مست چیز پیش روی او ست چیز / بیخبر زان چیز و شرح خویش نیز
چون گهر در بحر و جوید بحر کو / و آن خیال چون صدف دیوار او
گفتن آن کو حجابش می شود / ابر تاب آفتابش می شود
بند چشم او است هم چشم بدش / عین رفع سد او گشتہ سدش
بند گوش او شدہ هم گوش او / هوش با حق دار ای مدهوش او

تفسیر قولہ علیہ السلام من جعل الهموم هما واحدا کفاہ اللہ تعالی سائر همومہ ومن تفرقت بہ الهموم لا یبالی اللہ

جس کسی نے تمام اپنے غموں کو ایک غم کر دیا یعنی غم آخرت کا ... اللہ تعالیٰ کفایت
کرے اسکا اللہ تعالی سب غم آخرت اسکی کو اور جو کوئی کہ اوپر اسکے غم متفرق ہو دے اور تمام غم

در معنی حدیث من جعل الهموم هما واحدا کفاہ اللہ سائر همومہ ومن تفرقت بہ الهموم لا یبالی اللہ

فی ای واد منہا ہالک

آسکے متعلق با سورہ تبارہ یہ ہو دین ہلاک کرے

ہوش قسمت تونے جہتوں پر کیا
یعنی ہر کانٹے کی جڑ کو آب ہوش
کھینچتی ہے جلد پانی وہ گیاہ
کاٹ تو اس شاخ بد کو ای بشر
دیکھ آخر اب میں دونوں سبز تر
آب باغ اسکو حلال اسکو حرام
عدل کیا دینا ہے آب اشجار کو
عدل کیا ہے صرف نعمت جائے
ظلم کیا ہے صرف کرنا بے محل
حق کی نعمت دے تو جان عقل کو
لاد تو بیگار رنج و غم کو جسم پے
پوچھ بھاری سر پہ عیسی کے رکھا
کان میں سرمہ لگا نا شرط کب
گر ہے دل تو نار کی مت کھا تو
زہر تن کو نافع اور شکر ہے بد
تا نہ ہم دوزخ ہے تن کم کرا سے
ورنہ تو ہیں ہو دے حمال حطب
شاخ سدرہ کو حطب سے جان تو
اصل ہے اس شاخ کی بر آگ سے
آگے نا پیدا ہے حس کے ظاہرا
چشم دل کے آگے پیدا وہ ہے
گر نہ رکھے پا بلا پیچھے کو تو
متحرک ہے تبرک کی طلب

باطل آن باطل کا ذائق ذرا
اب ثمر تک تیرا پہونچے آب ہوش
آب ہش تک پہونچے تیرا نا آلہ
آب دے اس شاخ خوش کو تازہ کر
گرچہ باطل ہو آگے اس سے ثمر
دیکھ آخر فرق کو تو والسلام
ظلم کیا ہے آب دینا خار کو
زہر اگر جڑ لے کہ وہ پانی پیے
کہ بلا کا ایک وہ چشمہ ہے
نہ طبیعت کو کہ جو پر رنج ہو
جاہلی کو جان و دل مت رکھ
اور اچھالے لا تین سبزہ میں صدا
کام دل کا تن سے لینا شرط کب
گر ہے تن شکر نہ کھا کھا زہر بار
تن وہی بہتر کہ ہووے بے مدد
گر بڑھے جڑ سے آگ میں اسکو دے
دونوں عالم میں ہوں وجہ لہب
گرچہ دونوں سبز ہو دین یا نگہ
اصل ہے اس شاخ کی افلاک سے
کہ غلط میں چشم حس کی ہو سدا
جہد کر اور آتو دل کے سامنے
تا تو دیکھے ہر کم و ہر بیش کو
ہو تحرک سے تو ای دل مستفید

فی ای واد منہا ہالک

ہوش را تو زیع کردی بر جہات
آب ہش را میکشد ہر بیخ خار
آبہا را میکشد آن خس گیاہ
ہین بزن آن شاخ بد خو را کنش
ہر دو سبزند این زمان آخر نگہ
آب باغ آن را حلال این را حرام
عدل چہ بود آب ددا شجار را
عدل وضع نعمتی بر موضعش
ظلم چہ بود وضع در نا موضعی
نعمت حق را بجان و عقل دہ
بار کن بیگار غم را بر تنت
بر سر عیسی نہادہ تنگ بار
سرمہ را در گوش کردن شرط نیست
گر دلی رو ناز کم خار می مکش
زہر تن را نافع است و قند بد
تیرم دوزخ تن آمد کم کنش
ورنہ حمال حطب باشی حطب
از حطب بشناس شاخ سدرہ را
اصل این شاخ ست از نار و دخان
ہست ناپیدا بصورت پیش حس
ہست پیدا آن بہ پیش چشم دل
ور ندارے پا بجنبان خویش را
کاین تحرک شد تبرک را کلید

می نیرزد تمرہ آن ترہات
آب ہوشت کی رسد سوی ثمار
آب ہوشت کی رسد سوی آلہ
آب دہ این شاخ خوش را نو کنش
کاین شود باطل و زان پدید ثمر
فرق را آخر بہ بینی والسلام
ظلم چہ بود آب دادن خار را
نی بہر بیخی کہ باشد آبکش
کہ نباشد جز بلا را منبعی
نی بطبع پر زحیر و پر گرہ
بر دل و جان کم نہ آن جان کندنت
خر سکیزہ میزند در مرغزار
کار دل را جستن از تن شرط نیست
در تنی شکر منوش و زہر چش
تن ہمان بہتر کہ باشد بی مدد
در برو یدہین تو از ین بر کشش
در دو عالم ہیچ جفت بولہب
گرچہ ہر دو سبز باشد ای فتی
اصل آن شاخ ست ہفتم آسمان
کہ غلط بین ست چشم و کیش حس
جہد کن پیش دل آ جہد المقل
تا ببینی ہر کم و ہر بیش را
ور تحرک کردی ای ال مستفید

در معنی این رباعی		اس رباعی کے معنی میں	
ور نیست شوی بہستیت بگرایند	گر راہ روی راہ برت بکشایند	ور نیست شوی بہستیت بگرایند	گر راہ روی راہ برت بکشایند
وانگاہ ترا بیتو بتو بنمایند	ور پست شوی نگنجی اندر عالم	وانگاہ ترا بیتو بتو بنمایند	ور پست شوی نگنجی اندر عالم
یافت یوسف ہم ز جنبش منصرف	گر زلیخا بست درہا ہر طرف	راستہ حرکت سے یوسف کو ملا	بہ دور گرچہ زلیخا نے کیا
باز شد قفل و در و رہ شد پدید	چون توکل کرد یوسف جست	کھل گئے قفل اور ہوا رستہ عیان	بھاگا یوسف جو توکل بہ دہان
خیرہ یوسف وار میباید دوید	گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید	بھاگ یوسف کی طرح حیران ہو	گرچہ نہ سوراخ عالم کا عیان
سوی بیجائی شما را جا شود	تا گشاید قفل و در پیدا شود	لامکان سے لسبکہ تو آگاہ ہو	تا کھلے انجام وظاہر راہ ہو
ہیچ می بینی طریق آمدن	آمدی اندر جہان اے ممتحن	کچھ بھی تو اس راہ سے آگاہ ہے	اس جہان میں آیا تو کس راہ سے
آمدن را را ندانی ہیچ نے	تو ز جائی آمدی و ز موطنی	جانتا آنے کی نے تو راہ کو	اک وطن اور جا سے اک آیا ہے تو
زین رہ بیراہ ما را رفتنیست	گر ندانی تا نگوئی راہ نیست	ہو جانا اس رہ بیراہ سے	گر نہ جانے مت کہو نہ راہ ہے
ہیچ دانی راہ آن میدان کجاست	میروی در خواب شادان چپ و راست	جانتا اس جا کی ہے کچھ راہ کو	خواب میں جو ہر طرف پھرتا ہے تو
خویش را بینی دران شہر کہن	تو ببند آن چشم و خود تسلیم کن	دیکھ کہنہ شہر میں بس خود کو تو	بند کر تو آنکھ اور سونپ آپ کو
بند چشم تست از غیوا ز عذار	چشم چون بندی کہ صد چشم خمار	بند آنکھوں پر تری نخوت سے یار	باندھے کیونکر چشم سو چشم خمار
بر امید مہتری و سروری	چار چشمی تو ز عشق مشتری	پھری شاہی کی بس امید ہے	تو حریص اب مشتری کے عشق سے
چغد کی در خواب بیند جز خراب	گر بخسپی مشتری بینی بخواب	خواب میں اس کو نہ دیکھے جز خراب	گر تو سوئے مشتری دیکھے بخواب
تو چہ داری کہ فروشی ہیچ ہیچ	مشتری خواہی بہر دم پیچ پیچ	کیا تو رکھتا ہے کہ بیچیگا اسے	مشتری چاہتا ہے ہر دم مکر سے
از خریداران فراغت داشتی	گر دلت را نان بدی یا چاشتی	مشتری سے ہوتا فارغ اور جدا	دل ترا اگر رکھتا رحتی اور غذا
از خریداران دلت فارغ شدی	گرد رانبان مرترا نانی بدی	مشتری کی ہوتی نے حاجت تجھے	ہوتی تھیلے میں اگر روٹی ترے

قصہ اس شخص کا کہ دعوی پیغمبری کا کرتا تھا کہا اسکو کہ تو نے کیا کھایا ہے جو دیوانہ ہوا ہے بولا اگر کچھ پاتا وکھاتا تا کیوں دیوانہ ہوتا اور بیہودہ بکتا کہ جو بات غیر سے کہوں بیہودہ ہووے اگرچہ وہ اس پر مامور ہوں

قصہ آن شخصی کہ دعوی پیغمبری میکرد گفتندش کہ چہ خوردہ کہ گیج شدہ گفت اگر چیزی یافتمی کہ خوردمی نہ گیج شدمی و نہ یاوہ گفتمی کہ ہر سخن کہ با غیر اہلش گویند یاوہ باشد اگرچہ بران مامور باشند

ایک کہتا تھا کہ پیغمبر ہون مین
شہ کے پاس اُسکو پکڑ کر لے گئے
خلق جمع آپ کثرت سے ہوئی
جو عدم سے آئے گر ہے وہ رسول
ہم وہان سے آئے اور یان ہین غریب
اوس پیمبر نے جواب اُسکو دیا
یہ نہ جانا تھے از راہ قضا
سوتے بچے کی طرح یان آکے ہو
منزلون سے سوتے گذرے تم وست
در ہم گذرے ہین جگہ اور خوش
منزلون کو ہمنے دیکھا اصل سے
عرض کی شہ سے کہ تم باندھو اسے
شہ نے دیکھا اُسکو پس کمزور کر
کے اُسکو دیا تا مار نا ہو
لیکن اُس سے کہتا ہون از رہ خوشی
کہ یہان ہونا نہین سختی سے کار
پس ہٹائے مردم اُسکے گرد سے
پس ہٹایا اور پوچھا جلے سے
بولا اے شہ ہو وطن دار البقا
ہو مرا گھر ہے شہ ہمراہی یہان
پس کہا اُسکو ہنسی سے شاہ نے
اشتہا ہے تجھکو کیا کھایا سحر
بولا مجھکو خشک نان گر ہے تجی
دعوی پیغمبری اس قوم کا
ڈر کسی نے کہ ہے عقل و دل لیا

اور پیمبر کل سے فاضلتر ہون مین
کہ رسول حق ہون مین کہتا ہے ہر
کہ یہ کیا ہے مکر دکیا دعوی کا نبی
ہم پیمبر سب ہوئے پس ای فضول
کسلیے مخصوص ہے اوے ادیب
رای نادان دگر وہ ناسزا
بیخبر آئے ہو تم پس اس جگہا
بیخبر تم راہ اور منزل سے ہو
تم تھے جانو راہ اور بالا و پست
پنج و شش سے مالسوا تا پنج و شش
جسطرح رہبر ہین اُشتر راہ کے
تا نہ جنس اسکی کے اسباب ہے
گر وہ عاجز ایک تھپڑ سے مرے
گر مثال شیشہ اُسکا تن ہوا
کسلیے تو رکھے لاف سرکشی
از رہ نرمی نکلتا بل سے مار
شہ لطیف اور نرم تھا اسواسطے
کہ کہان رہتا و کر کس جگہے
آیا اس جا سے ہو دار السلام
کب بنائین گھر زمین پر مچھلیان
تو نے کیا کھایا دکیا توشہ رکھے
جو ہے یہ مستی و دعوی اے حبیب
کیون ہین کرتا دعوی پیغمبری
ایسا ہے کہ کوہ سے دل ٹوٹتا
ذی سمجھ نکتہ مشکل لیا

آن یکی میگفت من پیغمبرم
گردنش بستند و بردندش بشاه
خلق بروی جمع چون مور و ملخ
گر رسول آنست کامد از عدم
ما از انجا آمدیم اینجا غریب
داد ایشانرا جواب آنخوش رسول
این ندانستید ای قوم از قضا
همچو طفل خفته اینجا آمدید
از منازل خفته بگذشتید مست
ما به بیداری روان گشتیم خوش
دیده منزلها ز اصل و از اساس
شاه را گفتند اشکنجش بکن
شاه دیدش بس نزار و بس ضعیف
کی توان او را فشردن یا زدن
لیک با او گویم از راه خوشی
از درشتی ناید اینجا هیچ کار
مردمانرا دور کرد از گرد وی
پس نشاندش باز پرسیدش ز جا
گفت ای شه هستم از دار السلام
نی مرا خانه است و نه یک همنشین
پادشاهش گفت بهر لاغ باز
اشتها داری چه خوردی بامداد
گفت اگر نانم بدی خشک و تری
دعوی پیغمبری با این گروه
کس ز کوه و سنگ عقل و دل بجست

تو ز جمله پیمبران فاضلترم
کاین همی گوید رسولم از اله
کاین چه مکر است و چه تزویر و چه فن
ما همه پیغمبریم و محتشم
تو چرا مخصوص باشی ای ادیب
کای گروه کور و نادان و فضول
بیخبر اینجا رسیدید از عمی
بیخبر از راه و از منزل بدید
بیخبر از راه و از بالا و پست
از ورای پنج و شش تا پنج و شش
چون قلاوزان خبیر و راه شناس
تا نگوید جنس او هیچ این سخن
که بیک سیلی بمیرد آن نحیف
کهچو شیشه گشته است او را بدن
گر چه او دعوی کند لاف سرکشی
هم بنرمی سر کند از غار مار
شه لطیفی بود و نرمی ورد وی
که کجا داری معاش و ملتجا
آمده اینجا درین دار الملام
کی کند ماهی دران خانه بر زمین
گر چه خوردی چه داری چاشت ساز
کاینچنین سرمستی و پر لاف و باد
کی کنم من دعوی پیغمبری
همچنان باشد که دل جستن ز کوه
فهم و ضبط نکتهٔ مشکل بجست

جو تو کہوے کو وہ بھی وہ ہی کہے / مسخروں کے مثل نقالی کرے
یہ کہاں قوم اور پیام اسکا کہاں / پس جمادی جان سے کیسکو رجا
گر تو دے پیغام عورت کا تو سر / آگے تیرے رکھیں سب اور سیم و زر
کہ ملاقی واں ہو معشوقہ تجھے / تجھکو چاہتے ہیں وہ عاشق تجھ پر
گر پیام حق تو لائے مثل شہد / کہ خدا کی سمت آ ای نیک عہد
جا فنا کے ملک سے سوئے بقا / جو بقا ممکن ہو مت ہو تو فنا
قصد خون اور جان کا تیری کرے / ز حمیت اور دین کے واسطے

هرچه گوئی باز گوید که همان / میکند افسوس چون مستهزیان
از کجا این قوم و پیغام از کجا / از جمادی جان کرا باشد رجا
گر تو پیغام زنی آری و زر / پیش تو بنهند جمله سیم و سر
که فلان جا شاهدی میخواندت / عاشق آمد بر تو و میداندت
ور پیغام خدا آری چو شهد / که بیا سوی خدا ای نیک عهد
از جهان مرگ سوی برگ رو / چون بقا ممکن بود فانی مشو
قصد خون تو کنند و جان و سر / نز برای حمیت و دین و هنر

سبب عداوت عام کا اولیاء اللہ سے اور بیگانہ ہونیکے جینا انکا ساتھ اولیاء کے کہ خدا کی طرف انکو وہ بلاتے ہیں اور آب حیات ابدی پلاتے ہیں

سبب عداوت عام و بیگانہ زیستن ایشان با اولیاء کہ بحق شان میخوانند و بآب حیات ابدی میکشانید

خانمانوں کے بل تعلق کے سبب / جانتے ہیں تلخ یہ کہنا وہ سب
چپکے پھاہا سخت خر کے زخم پے / ٹکڑے ہو کے جو نوچے اسے
خر دولتی پھینکے بیشک درد سے / بھاگا جو اس سے وہ بہتر مرد ہے
خاص سو زخم اور پھاہا ہر جگہ / پیپ سے ہو زخم پر چپکا ہوا
خانماں پھاہا ہے حرص اک زخم ہے / زخم زیادہ حرص جو زیادہ کرے
خانماں الو کا ویرانہ ہے بس / کب سنے اوصاف بغداد و طبس
آوے گر اک باز شاہی راہ سے / الوؤں کو سو خبر دے شاہ سے
شرح دار الملک باغوں کی کرے / اسکو دیوانہ ہر اک الو کہے
پھر تو کیا لایا ہے یہ قصے کہن / کہ کرے ہے جھوٹے دعووں سے سخن
وہ ہیں کہنہ اور بوسیدہ سدا / ورنہ وہ دم کردے کہنہ کو نیا
کہنہ مردوں کو وہ بس اک جان دے / تاج عقل اور نور کو ایمان دے
مت چرا دل لیر جان بخش سے / کہ کرے سوار تجھکو رخش پے
مت چرا سر تاج بخش جاوے / کہ گرہ سو پاکے دل سے کھول دے

بلکه از چسپیدگی بر خانمان / تلخ آید شان شنیدن این بیان
خرقه بر ریش خر چفسیده سخت / چونکه خواهی بر کنی زد لخت لخت
جفته انداز و یقین آن خر زورد / حبذا آنکس کزین پرهیز کرد
خاصه چه ریش و هر جا خرقه / بر سرش چسپیده در نم غرقه
خانمان چون خرقه و این حرص ریش / حرص هر کس بیش باشد ریش بیش
خانمان جغد ویرانه است و بس / نشنود اوصاف بغداد و طبس
گر بیاید باز سلطانی ز راه / صد خبر آرد بدین جغدان ز شاه
شرح دار الملک و باغستان و جو / پس برد افسوس آرد هر عدو
که چه باز آورد افسانه کهن / کز گزاف و لاف میباید سخن
کهنه ایشانند و پوسیده ابد / ورنه آن دم کهنه را نو میکند
مردگان کهنه را جان میدهد / تاج عقل و نور ایمان میدهد
دل مدزد از دلربای روح بخش / که سوارت میکند بر پشت رخش
سر مدزد از سر فراز تاج ده / کو ز پای دل گشاید صد گره

کہوں کن سے کہ کون زندہ ہے کون / آب حیوانی کا خواہندہ ہے کون
با کہ گویم در ہمہ دہ زندہ کو / سوی آب زندگی پوییدہ کو

ایک عہدی میں تو بھاگے عشق سے / تو بجز نام اک نہ جانے عشق سے
تو بیک خواری گریزانی ز عشق / تو بجز نامی چہ میدانی ز عشق

عشق کو سو نخوت اور سو ناز ہے / ہوتا حاصل عشق ہے سو ناز سے
عشق را صد ناز و استکبار است / عشق با صد ناز می آید بدست

باوفا ہی عشق چاہیے باوفا / اہل نہ دیکھے سوے یار بیوفا
عشق چون وافیست وافی میخرد / در حریف بیوفا می ننگرد

جون شجر ہے آدمی اور جڑ ہے عہد / گر حفاظت میں تو جڑ کی اسکے جہد
چون درخت است آدمی و بیخ عہد / بیخ را تیمار می باید بجہد

عہد فاسق جڑ ہے بوسیدہ سدا / اور ثمر سے لطف کے ہووے جدا
عہد فاسق بیخ پوسیدہ بود / وز ثمار لطف ببریدہ بود

شاخ و پتے تھے اگرچہ سبز و تر / پر فنا ہو جڑ سے سبزی بے ثمر
شاخ و برگ نخل اگرچہ سبز بود / با فساد بیخ سبزی نیست سود

گر نہ رکھے پتے پر جڑ سبز ہو / سیکڑون پتے آگین انجام کو
ور ندارد برگ سبز و بیخ ہست / عاقبت بیرون کند صد برگ دست

عہد ڈھونڈھ اسکا نہ خوش ہو علم سے / علم شکل پوست مغز اک عہد ہے
تو مشو غرہ بعلمش عہد جو / علم چون قشرست عہدش مغز او

بیان میں اسکے کہ مرد بدکار جو بدکاری میں مستعد ہو نیک کارون کے اثر دولت دیکھکر شیطان کیطرح حسد کرے کہ خرمن جلا ہوا اسکا خرمن جلا چاہتا ہے

در بیان آنکہ مرد بدکار چون متمکن در بدکاری شود و اثر دولت نیکوکاران بہبیند شیطان صفت حسد ورزد کہ خرمن سوختہ خرمن ہمہ را سوختہ خواہد

دیکھے جو اہل وفا کو اہل سود / مثل شیطان کے تو سمجھا ہو حسود
وانبیا را چون بہ بینی کردہ سود / تو چو شیطانی شوی آنجا حسود

جسکا ہوتا ہے مزاج و طبع سست / وہ نہیں چاہے ہے کسی کو تندرست
ہر کرا باشد مزاج و طبع سست / می نخواہد ہیچکس را تندرست

گر نہ چاہے رشک ابلیسی تو آ / دعوی کرنے سے بدر باز و وفا
گر نخواہی رشک ابلیسی بیا / از در دعوی بدر باز و وفا

جو وفا تجھکو نہیں ہو دم نہ مار / یہ خودی سے بات دعوی کی ہے یار
چون وفایت نیست باری دم مزن / کاین سخن دعویست اغلب را و من

بات یہ سینہ میں دخل مغز ہے / گر خموش ہو مغز جان افزون بڑھے
این سخن در سینہ دخل مغزہاست / در خموشی مغز جان را صد نماست

جو زبان پر آئے ہووے خرچ مغز / خرچ کم کر تا کہ ہووے مغز نغز
چون در آید در زبان شد خرج مغز / خرج کم کن تا بماند مغز نغز

مرد کم گو کی زیادہ فکر ہے / مغز کم ہو پوست خالی جب بڑھے
مرد کم گویندہ را فکریست زفت / قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت

پوست زیادہ ہو تو لاغر ہووے مغز / پوست لاغر ہو تو مغز افزون ہو نغز
پوست افزون گشت لاغر بود مغز / پوست لاغر شد چو مغز افزود نغز

دیکھ تینون کو جسے خامی سے چو / جوز کو پستہ کو بس اور لوز کو
بنگر این ہر سہ ز خامی رستہ را / جوز را و لوز را و پستہ را

جو گنہ کرتا ہے وہ شیطان ہے / کو حسد نیکون کی دولت سے رکھے
ہر کہ او عصیان کند شیطان بود / کو حسود دولت نیکان شود

عہد حق میں جو کری تو نے وفا / عہد کو تیرے نگہ رکھے خدا
چونکہ در عہد خدا کردی وفا / از کرم عہدت نگہدارد خدا

از وفای حق تو بسته دیده / اذکروا اذکرکم نشنیده

تو وفا سے حق سے روگرداں ہوا / اذکروا اذکرکم کو نہ سنا

گوش نه اوفوا بعهدی گوش دار / تا که اوف عهدکم آید ز یار

اس لیے تو اوفوا بعهدی شیار / تا کہ اوف عهدکم کہدے یار

عهد و قرض ما چه باشد ای حزین / همچو دانه خشک کشتن بر زمین

عہد و قرض اپنا ہی کیا اے غمگین / خشک دانہ بونا جوں زیر زمین

نی زمین را زان فروغ و لمتری / نی خداوند زمین را توانگری

نی زمین کو اس سے ہووے فربہی / نی خداوند زمین کو سروری

جز اشارت که ازین میبایدم / که تو دادی اصل این را از عدم

بجز اشارہ کہ یہ ہمکو چاہیے / دی عدم سے اصل اسکی تو نے ہے

خوردم و دانه بیاوردم نشان / که ازین نعمت بسوی ما کشان

کھایا اور دانہ نشان کو لایا میں / کہ تو اس نعمت سے آپ پہونچا ہمیں

پس دعا خشک هل ای نیکبخت / که فشاند دانه میخواهد درخت

پس دعا خشک چھوڑ اے نیکبخت / کہ تو دانہ بوئے اور چاہے درخت

گر نداری دانه ایزد زان دعا / بخشدت نخلی که نعم ما سعی

گر نہ ہو دانہ دعا سے وہ خدا / نخل دے تجھکو تجھ پا سعی

چونکه مریم درد بود و دانه نی / سبز کرد آن نخل را صاحب لقا

درد مریم کو تھا اور دانہ نہ تھا / نخل صاحب فن نے وہ پیدا کیا

زانکه وافی بود آن خاتون راد / بیمراد او را داد یزدان صد مراد

باوفا تھی جو کہ خاتون و راد / بیمراد اسکو دی حق نے سو مراد

آن جماعت را که وافی بوده اند / بر همه اصنافشان افزوده اند

اس جماعت کو کہ وہ ہر باوفا / جملہ قوموں پر اسے زیادہ کیا

گشت دریاها مسخر پردازشان / صحن میدانها نتابد رازشان

جبکہ دریا پیٹ کو اسکے بھرے / صحن میدان راز کی ظاہر کرے

گشت دریاها مسخرشان و کوه / چار عنصر نیز بنده آن گروه

بحر و کہ آنکے مسخر ہو گئے / چار عنصر آنکے بندے بن گئے

این خود اکرامیست از بهرشان / تا ببیند اهل انکار آن عیان

یہ بخشش اک نشان کے واسطے / منکروں کو تا کہ بس ظاہر دکھے

آن کرامتهای پنهانشان که آن / درنیاید در حواس و در بیان

اور کرامت انکی پوشیدہ نہاں / نہ حواسوں میں وہ آئیں نہ بیاں

کار آن دارد خود آن باشد ابد / دائما نی منقطع نی مسترد

کام وہ رکھیں کہ وہ ہووے سدا / نہ قطع نہ مسترد ہو دائما

بلکه باشد در ترقی دمبدم / هست آن بخشنده پس صاحب کرم

بلکہ وہ رکھے ترقی دمبدم / بخشنے والا ہے وہ صاحب کرم

در مناجات گوید

مناجات میں کہتا ہے

ای دهنده قوت و تمکین و ثبات / خلق را زین بی ثباتی ده نجات

اے تو دینے والے تمکین و ثبات / خلق کو دے بے ثباتی سے نجات

اندر آن کاریکه ثابت بودنیست / قائمی ده نفس را که منثنیست

جو ہیں ثابت کام دے اسمیں قیام / نفس کو کہ مبتلا ہے اسمیں تمام

اندران کاریکه دار و آن ثبات / قائمی ده نفس را بخشش حیات

کام کے اندر کہ رکھے وہ ثبات / نفس کو دے تو قیام اور دے حیات

صبرشان بخش و کفه میزان گران / وا رهانشان از دم صورتگران

صبر دے میزان کا پلہ کر گراں / عشق صورت سے چھڑا انکو یہاں

وز حسودی بازشان خر ای کریم / تا نباشد از حسد دیو رجیم

اور بچا انکو حسودی سے کریم / تا حسد سے وہ نہو دیو رجیم

در نعیم فانی و مال و جسد / چون همی سوزند عامه از حسد

نعمت فانی و مال و جسم میں / جسطرح جلتے حسد سے عام ہیں

پادشاهان بین که لشکر میکشند / از حسد خویشان خود را میکشند

دیکھ شاہوں کو کریں لشکر کشی / اور حسد سے ماریں اپنوں کو سبھی

ترجمہ		مثنوی	
پر بحض صورت کے عاشق نے کیا	قصد خون و قصد جان ہر ایک کا	عاشقان لعبتان پر قذر	کرده قصد خون و جان یکدگر
دیکھ لو ماہین شیرین خسرو پڑھ ذرا	تا حسد سے کم ہوں نے کیا کیا	ویس و رامین خسرو و شیرین بخوان	تا چہ کردند از حسد آن ابلہان
عاشق و معشوق بھی فانی ہوئے	ذرہ تیرا اور نہ ہوا انکی ہی تیر	پس فنا شد عاشق و معشوق نیز	کہ نہ چیز ند و ہوا شان ہم نہ چیز
جو عدم کی ایسی خالق کرے	تو عدم پر اک عدم عاشق کرے	پاک الٰہی کو عدم بر ہم زند	مر عدم را بر عدم عاشق کند
دل میں عاشق کے حسد پیدا کرے	نیست کو اور ہست کو مضطر رکھے	در دل بیدل حسدها سر کند	نیست را و ہست را مضطر کند
عورتیں کہ سب سے مشفق ترہیں و	کھاتیں دو سوتیں حسد آپ کو	این زنانی کز ہمہ مشفق تر اند	از حسد دو ضرہ خود را میخورند
تا کہ مرد ایسے کہ سنگین دل کٹھین	بس حسد سے کونسے در حیرت میں	تا کہ مردانی کہ خود سنگین دلند	از حسد اندر کدامین منزلند
گر نہ کرتی شرع کی افسون لطیف	پھاڑتا ہر ایک خود جسم حریف	گر نکردی شرع افسونی لطیف	بر دریدی ہر کسی جسم حریف
شرع دفع شر کی خاطر آوے	دیو کو شیشہ میں حجت کے کرے	شرع بہر دفع شر رائی زند	دیو را در شیشۂ حجت کند
پس قسم سے اور گواہ سے	دیو تا شیشہ کے اندر بس پھنسے	از گواہ و از یمین و از نکول	تا بہ شیشہ در رود دیو فضول
مثل میزان کہ وہ ضد کی خوشی	ٹھیک مد سے جمع کرتی ہے اجی	مثل میزانی کہ خشنودی دو ضد	جمع می آید یقین از ہزل و جد
شرع کو مثل ترازو جان لے	تا کہ دشمن جھگڑیں کین نہ کرے	شرع را انچو ترازو دان یقین	تا بدو خصمان رہند از جنگ و کین
گر نہ میزان ہو وہ دشمن جنگ سے	اور کب مکر و فن دہوں سے چھوٹے	گر ترازو نبود آن خصم از جدال	کی رہد از وہم حیف و احتیال
در سو میں اس مردار کے	سب یہ رشک و دشمنی و ظلم ہے	پس درین مردار زشت بی وفا	این ہمہ رشک است و خصمی و جفا
ہو وہ کیونکر دولت اس اقبال میں	جو حسد انسان اور شیطان میں کھین	پس در آن اقبال و دولت چون بود	چون شود انسی و جنی در حسد
وہ شیاطین خود حسود کینہ ہیں	رہزنی سے ایک دم خالی نہیں	آن شیاطین خود حسود کہنہ اند	یک زمان از رہزنی خالی نیند
وہ بنی آدم کہ عاصی ہو گئے	بھی حسودی سے وہ شیطان بن گئے	وان بنی آدم کہ عصیان کشتہ اند	از حسودی نیز شیطان گشتہ اند
پڑھ لے قرآن سے کہ وہ شیطان انس	مسخ حق سے ہو گئے دیوون کی جنس	از نبی بر خوان کہ شیطانان انس	گشتہ اند از مسخ حق با دیو جنس
دیو مکاری سے عاجز جب کہ ہو	استعانت چاہے پس انسان سے وہ	دیو چون عاجز شود از افتنان	استعانت جوید او زین انسیان
تم ہمارے یار ہو یاری کرو	اور ہو حامی مددگاری کرو	کہ شما یارید با ما یاریی	جانب مایید جانب داریی
گر کسی کو دھوکا دیں اندر جہان	دونوں شیطان آسمان ہوں شادمان	گر کسی را رہ زنند اندر جہان	ہر دو گون شیطان بر آید شادمان
گر کوئی ہو جائے جانبر دین میں	دونوں اہل رشک کر نالہ کریں	ور کسی جان برد و شد در دین بلند	نوحہ میدارند آن دو رشکمند
جانتا ہے سب یہ دونوں وہ اہل حسد	آپ سے سیکھے ادب عقل و خرد	ہر دو میخایند دندان حسد	بر کسی کو داد ادیب او را خرد

پوچھنا بادشاہ کا اس مدعی نبوت سے کہ کیا

سوال کردن شاہ از مدعی پیغمبری کہ چہ

وحی تجھکو آئی ہے

تمنے پوچھا تجھکو وحی کس جا سے ہی / یا ہو کیا حاصل نبی جو کہ ہے
یا وہ کیا دیتا ہو اندر قال کے / جز نصیحت کے کرے یا ذکر کے
نفع کیا خدمت و صحبت اسکی سے / جو ہو تابع اسکو کیا رتبہ ملے
بولا وہ خود کیا ہی جو حاصل نہیں / یا وہ کیا دولت ہی جو واصل نہیں
مانا یہ نہ وحی پیغمبر کی ہی / بھی نہ کم وحی دل زنبور سے
جو کہ اوحی الرب الی النحل آیا ہی / اسکے وحی کا خانہ حلوا رکھتا ہی
نور وحی حق سے اسنے بے خلل / کر دیا عالم کو پر شمع و عسل
یہ کہ کرمنا ہی جا سے صدر کو / اسکی وحی زنبور سے کمتر نہ ہو
تونے اعطیناک کوثر ذرا پڑھا / کسلیے خشکی میں تو تشنہ رہا
یا تو فرعون ہو و کوثر مثل نیل / کہ ہوا ہی خون تجھپر ای علیل
تو یہ کر بیزار ہر دشمن سے ہو / کہ نہیں کوثر کو پی سکتا ہو دد
سرخرو کوثر سے دیکھے جسکو تو / وہ محمد خو ہی لے تو اس سے خو
تا احب اللہ تو گنتی میں ہو / لے ورحب احمدی سے سیب کو
جسکو کوثر سے تو دیکھے خشک لب / دشمن اسکو رکھ مثال مرگ و تب
وہ ہوا بوجہل ہی یا بولہب / بھاگ تو اس سے نہو تجھکو کرب
گرچہ تیری ماں ہی یا کہ باپ ہی / خون کے پیاسے حقیقت میں ترے
تو خلیل اللہ سے اب سیکھ لے / وہ ہوا بیزار پہلے باپ سے
تا تو لبغض اللہ آرے پیش حق / تا نہ پکڑے تجھسے رشک عشق دق
ذی پڑھے تا لا و الا اللہ کو / تو پائے اس طریق راہ کو

وحی تو آمده

شاہ پرسیدش کہ باری وحی چیست / یا چہ حاصل دارد آنکس کو نبیست
یا چہ بخشد مر کسی را در سخن / غیر این نصح زبان گفتن یا کن
چیست نفع از خدمتش و صحبتش / وانکہ تابع گشت چہ بود رتبتش
گفت آن خود چیست کو حاصل نشد / یا چہ دولت ماند کو واصل نشد
گیرم این وحی نبی گنجور نیست / ہم کم از وحی دل زنبور نیست
چونکہ اوحی الرب الی النحل آمدست / خانۂ وحیش پر از حلوا شدست
او بنور وحی حق عز و جل / کرد عالم را پر از شمع و عسل
اینکہ کرمناست بالا میرود / وحیش از زنبور کی کمتر بود
نی تو اعطیناک کوثر خواندہ / پس چرا خشکی و تشنہ ماندہ
یا مگر فرعونی و کوثر چو نیل / بر تو خون گشتست و ناخوش ای علیل
توبہ کن بیزار شو از ہر عدو / کو ندارد آب کوثر در گلو
ہر کرا دیدی ز کوثر سرخ رو / او محمد خوست با او گیر خو
تا احب للہ آئی در حسیب / کز درخت احمدی با اوست سیب
ہر کرا دیدی ز کوثر خشک لب / دشمنش میدار ہمچو مرگ و تب
زانکہ او بوجہل شد یا بولہب / و در شوہر و تا نیفتی در کرب
گرچہ بابای تو است و مام تو / او حقیقت ہست خون آشام تو
از خلیل حق بیاموز ای پسر / کو شدا و بیزار اول از پدر
تا تو لبغض للہ آئی پیش حق / تا نگیرد بر تو رشک عشق دق
تا نخوانی لا و الا اللہ را / در نیابی منہج این راہ را

حکایت اس عاشق کی کہ آگے معشوق اپنے کے خدمتیں و وفاداری و شب بیداری اپنی گنتا تھا تتجافی جنوبہم عن المضاجع اور

دور ہوتی ہیں پسلیاں انکی بستر خواب سے ۱۲

حکایت آن عاشق کہ با معشوق خود میشمرد خدمتہا و وفاہاے خود را می شمرد و شبہاے دراز تتجافی جنوبہم عن المضاجع

مفلسی اپنی کی شرح کرتا تھا کہ میں سوا اس خدمت کے نہیں جانتا اگر دوسری خدمت ہو تو کہو

بینوائی خود را شرح مید اد کہ من جز این خدمت ندانم اگر خدمتی دیگر ہست بگو

ایک عاشق آگے اپنے یار کے / خدمتوں سے گنتا وہ اور کام سے
میں نے یہ سب کچھ کیا تیرے لیے / تیر دھالین جنگ میں کھائیں لیے
زور و زر اور نام و ننگ آخر گیا / عشق میں تیرے میں نامقصد رہا
صبح مجھکو نہ کوئی خندان ملی / اور نہ کوئی شام باسامان ملی
کھایا جو کچھ اسنے تلخ و درد سے / گنتا اک اک تھا وہ اسکے سامنے
نہ وہ احسان کے لیے بلکہ کیا / سو درستی محبت پر گواہ
عاقلون کو اک اشارہ بس کرے / تشنگی عاشق کی کب بس سے بجھے
باتین کرتا ہی کہہ رہے بے ملال / چھوڑے کب مچھلی اشارہ سے زلال
بات سو کرتا تھا کہنہ درد سے / نہ شکایت میں کرے اک بات بھی
آتشی تھا وہ نہ جانے تھا ہی کیا / مثل شمع سوز سے روتا وہ تھا
بعد گریہ لا یہ گزرا و لیک / اب تو بتلا مجھکو کچھ ای یار نیک
جو کہے تو مستعد ہوں جان سے / میں سر و پا رکھتا ہوں خط پر ترے
گر تو ڈالے آگ میں مثل خلیل / گر کرے جوں یحیی خون میرا سبیل
جوں شعیب اندھا میں گریہ سے بنوں / مثل یونس شکم ماہی میں ہوں
مثل یوسف چاہ میں گر تو کرے / فقر سے گر عیسی مریم کرے
منہ نہ پھیروں اور نہیں تجھسے پھروں / حکم میں تیرے ہی جان و تن سے ہوں
یار بولا یہ کیا سب کچھ پہ لیک / کان کھول اور سن تو اسکو نیک نیک
جو کہ اصل اصل عشق اور ہی ولا / نہ کیا وہ شاخ اک سب جو کیا
بولا عاشق کہہ تو وہ کیا اصل ہے / بولا اصل اسکی ہی مرنا آپ سے
یہ کیا سب تو نے زندہ ہی ولے / ہاں تو مر گر عاشق جانباز ہے
گر مرے تو زندگی پاوے سدا / نام نیکی رہوے تا روز جزا
جو سنا اس عاشق بے خویش نے / آہ کھینچی سرد جان و جسم سے

آن یکی عاشق بہ پیش یار خود / می شمرد از خدمت و از کار خود
کز برای تو چنین کردم چنان / تیرہا خوردم درین رزم و سنان
مال رفت و زور رفت و نام رفت / بر من از عشقت بسی ناکام رفت
ہیچ صبحم خفتہ یا خندان نیافت / ہیچ شامم با سر و سامان نیافت
آنچہ او نوشیدہ بود از تلخ و درد / در حضور او یکایک می شمرد
نز برای منتی بل می نمود / بر درستی محبت صد شہود
عاقلان را یک اشارت بس بود / عاشقان را تشنگی زان کی رود
میکند تکرار گفتن بی ملال / کی ز اشارت بس کند حوت از زلال
صد سخن میگفت زان درد کہن / در شکایت کہ نگفتم یک سخن
آتشی بودش نمیدانست چیست / لیک چون شمع از تف آن میگریست
بعد گریہ گفت اینہا رفت لیک / این تمام حالہا رشاد کن تو یار نیک
ہر چہ فرمائی بجان استادہ ام / بر خط تو پا و سر بنہادہ ام
گر در آتش رفت باید چون خلیل / ور چو یحیی میکنی خونم سبیل
ور زگریہ چون شعیب اعمی شوم / ور چو یونس در فم ماہی شوم
ور چو یوسف چاہ و زندانم کنی / ور ز فقرم عیسی مریم کنی
سر نگردانم نگردم از تو من / بہر فرمان تو دارم جان و تن
گفت معشوق این ہمہ کردی ولیک / گوش بگشا پہن و اندریاب نیک
کانچہ اصل اصل عشق است و ولاست / آن نکردی آنچہ کردی فرعہاست
گفت آن عاشق بگو آن اصل چیست / گفت اصلش مردنست و نیستی ست
این ہمہ کردی نمردی زندہ / ہان بمیر ار یار جانبازندہ
گر بمیری زندگی یابی تمام / نام نیکو سے تو ماند تا قیام
چون شنود آن عاشق بیخویشتن / آہ سردی برکشید از جان و تن

بس اسی دم لیا دہ اور جان دی	مثل گل کے چلدیا خندان ہنسی	همدر آن دم شد و ر آن دم جان بداد	همچو گل در باخت سر خندان و شاد
اپسے وہ خندان رہا وقف ابد	جیسے جان پاک احمد با احد	ماند آن خنده برو وقف ابد	همچو جان پاک احمد با احد
نور مہ آلودہ کب دایم رہے	نور دہ ہر نیک و بد پر گر پڑے	نور مه آلوده کے گردد ای پد	گر زند آن نور بر هر نیک و بد
پاک سب لوٹ جاوے سوے ماہ	جیسے نور عقل و جان سوے آلہ	او رجعه پاک اگر دو سوی ماه	همچو نور عقل و جان سوی اله
وصف پاکی نور مہ پر وقف ہے	تاب اسکی گر نجاست پر پڑے	وصف پاکی وقف بر نور مه است	تابشش گر بر نجاسات ره است
ز نجاست کچھ آلودہ وہ ہو	ز برائی ہووے حاصل نور کو	زان نجاسات ره و آلودگی	نور را حاصل نگردد بدرگی
نور خور نے ارجعی کو جو سنا	اصل کو اپنی وہ جلدی سے پھرا	ارجعی بشنید نور آفتاب	سوی اصل خویش باز آمد شتاب
نی ز باگلخن سے اسیر کوئی ننگ	نی ز گلشن سے اسیر کوئی رنگ	نی ز گلخنها برو ننگی بماند	نی ز گلشنها برو رنگی بماند
نور دیدہ جانب دیدہ پھرا	دشت و صحرا اسکے سودا مین رہا	نور دیده نور دیده باز گشت	ماند در سودای او صحرا و دشت
جو کہ اس صحرا سے نور اسکا پھرا	آنا جانا دشت و دیدہ مین رہا	چونکه زین ویرانه نورش باز گشت	ماند در صحرای و دیده باز گشت

ایک نے عالم عارف سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز مین روئے و یا آواز سے آہ کرے نماز اسکی باطل ہو کہا کہ نام اسکا آب دیدہ ہے رونے والے نے کیا دیکھا ہے کہ روتا ہے اگر شوق خدا کا پایا یا گناہ سے پشیمان ہو کر رویا نماز اسکی باطل نہین بلکہ کامل ہے اور اگر تکلیف تن یا فراق فرزند سے رویا نماز اسکی تباہ ہوئی کہ

لا صلوٰۃ الا بحضور القلب

نہین ہے نماز مگر ساتھ حضور قلب کے ۱۲

یکی از عالمی پرسید که اگر کسی در نماز بگرید نمازش باطل شود گفت نام آن آب دیده است تا گرینده چه دیده است اگر شوق خدا یافته یا از پشیمانی گناه گرید نمازش باطل نشود بلکه کمال یابد و اگر از رنجوری تن یا فراق فرزند گرید نمازش تباه شود که لا صلوٰۃ الا

بحضور القلب

ایک نے مفتی سے پوچھا ای راز	اگر کوئی گریہ کرے اندر نماز	آن یکی پرسید از مفتی براز	گر کسی گرید بنوحه در نماز
وہ نماز اسکی کہو باطل ہوئی	یا نماز اسکی روا کامل ہوئی	آن نماز او عجب باطل شود	یا نمازش جائز و کامل بود
بولا آب دیدہ نام اسکا ہے جو	دیکھ تو کیا دیکھ کر روتا ہے وہ	گفت آب دیده نامش بهر چیست	بنگری تا او چه دیده که گریست
دیکھا کیا ہے آب دیدہ نے نہان	اپنے چشمہ سے ہوا جو وہ روان	آب دیده تا چه دیده است از نهان	تا چنین از چشمه خود شد روان

شوق حق سے اگر ہے گریہ و راز
یا کہ گنہ کی شرم سے اندر نماز

یا کہ خوف حق سے گریہ خوب ہے
ماہی غالب آب تیر آگ پے

بیشک اسکی ہو نماز با کمال
قرب پائے راہ حق میں لا محال

واقف باطن ہو گروہ پر نیاز
پائے رونق اسکے گریہ سے نماز

گر ہو رنج تن و درد و سوگ سے
تو نہ نکلا درد تا گا جان لے

گر فغان کی ماتم فرزند سے
کہ دل و جان درد ماتم سے رکھے

وہ نماز اسکی نہ لائق جو کہ ہو
کیونکہ وہ اغیار پر دل کو رکھے

لئے شے باطل ہو وہ اسکی نماز
گریہ بے حاصل ہے اسکا [illegible]

کیونکہ ترک جسم ہے اصل نیاز
ترک فرزند دیگا جو ہے نیاز

سیکھ قربانی پسر کی با خلیل
تا کہ تم دو جی سے کر تن کو ذلیل

الغرض تا کہ تو جانے مشتقا
فرق ہے جدی کا ہے تا بکا

گر ز شوق حق کند گریہ در راز
یا ندامت از گناہی در نماز

یا ز خوف حق بود گریہ خوش ست
زانکہ آن آب نو دفع آتش ست

بیشکے گیرد نماز او کمال
قرب یابد در رہ حق لا محال

آن جہان گرویدہ است آن پر نیاز
رونقی یابد ز نوحہ او نماز

ور ز رنج تن بود وز درد و سوگ
ریسمان بگسست ہم بشکست دوک

در فغان از ماتم فرزند کرد
کہ دل و جانش ز ماتم گرد درد

می نیرزد آن نماز او دو جو
زانکہ با اغیار گردد دل گرو

پس نمازش بیشکی باطل شود
گریہ او نیز بے حاصل بود

زانکہ ترک تن بود اصل نماز
ترک خویش و ترک فرزندان نیاز

از خلیل آموز قربان کن ولد
تن بنہ بر آتش نمرود رد

حاصل آنکہ تا بدانی اے کیا
گریہ را فرق ست بحد تا بکا

ایک مرید اپنے شیخ کی خدمت میں آیا کہ اس شیخ سے پیر بوڑھا نہیں چاہتا ہوں بلکہ پیر عقل و معرفت اگرچہ عیسی ہو گہوارہ میں اور مرید نے شیخ کو روتا دیکھا تو خود بھی رونے لگا جو فارغ ہوا ایک مرید نے کہ اس سے واقف زیادہ تھا کہا کہ گریہ شیخ کا مجاہدہ اپنے کی

مریدی در آمد بخدمت شیخ خود و از این شیخ پیر در سن نمی خواہم بلکہ پیر عقل و معرفت اگرچہ عیسی ست در گہوارہ. و مرید شیخ را گریان دید او نیز بموافقت بگریست چون بدر آمد مریدیکہ از و واقف تر بود گفت گریہ شیخ پس از مجاہدات ست

ایک مرید آیا جو آگے پیر کے
پیر گریہ میں تھا اسدم رو رہے

جو کہ روتا دیکھا اسے شیخ کو
خود لگا رونے بہانے اشک وہ

بل گوش اکیا را اور ہر اک وہ بار
بس ہنسے پوچھے جو وہ یار [illegible]

بار اول از رہ تقلید کے
دیکھتا ہے جو ہنسے ہر ایک ہے

سنتا ہے پھر ابھی بس انکی مثال
پر نہ جانے ہنسنے والوں کا وہ حال

پھر جو پوچھے یہ ہنسے تم کس لیے
بار دوم پھیر ہنستے جو کہ ہے

یک مریدے اندر آمد پیش پیر
پیر اندر گریہ بود و در نفیر

شیخ را چون دید گریان آن مرید
گشت گریان آب در چشمش دوید

گوش ور یکبار خندد کر دو بار
چونکہ لاغ املا کند یاری بیار

بار اول از رہ تقلید و سوم
کہ ہمی بیند کہ می خندند قوم

کر بخندد ہمچو ایشان آن زمان
بیخبر از حالت خندندگان

باز وا پرسد کہ خندہ بر چہ بود
پس دوم کرت بخندد چون شنود

پس مقلد بھی ہے جون ہمراہ کر ۔ اس خوشی مین جو ہے اسکی راہبر
پس مقلد نیز مانند کر ست ۔ اندران شادی کہ او در ابر ست

پرتو شیخ آیا چشمہ شیخ سے ۔ فیض و بسط آب شیخ سے طالب کو
پرتو شیخ آمد و منہل ز شیخ ۔ فیض شادی مریدان بل ز شیخ

شیخ کا پرتو ہے وہ تقلید شیخ ۔ دیکھے شادی باعث تائید شیخ
پرتو شیخ ست آن تقلید شیخ ۔ چون سبد شادی از تائید شیخ

جسطرح پورا آئینہ پر او ساب ۔ ٹوکرہ مین چہ دے جانے ہی حباب
چون سبد بر آب نوری بر زجاج ۔ گر ز خود داند آن باشد لجاج

ماہ جب ڈھلے تو آئینہ دیکھے ۔ کہ چمک اک تھی وہ نور ماہ سے
آبگینہ ہم بداند از غروب ۔ کان لمع بود از مہ تابان خوب

ٹوکرہ بھی نہر سے نکلے دیکھے ۔ کہ وہ آب اندر تھا اسین نہر سے
چون سبد اگر دو ز جوی اندر عنود ۔ کاندر آن آب خوش از جوی بود

امر حق سے جبکہ آنکھ اسکی کھلے ۔ صبح کی مانند دوبارہ ہنسے
چونکہ چشمش را کشاید امر قم ۔ پس بخندد چون سحر بار دوم

اپنے ہنسنے پر آئے آپ ہنسی ۔ کہ اسی تقلید پر وہ آئی تھی
خندہ آیدہم بران خندہ خودش ۔ کہ بران تقلید بر می آمدش

کھوے نیم وہ اتنی راہ دور سے ۔ کہ حقیقت یہ ہے اور یہ بھید ہے
گوید از چندین رہ دور دراز ۔ کاین حقیقت بود و این اسرار راز

کیسلیے مین دور کے اس دشت مین ۔ اپنی کوری سے خوشی کرتا تھا مین
من در آن وادی چگونہ خود ز دور ۔ شادی میکردم از عمیان و شور

پابند تھا مین کیا خیال ورتھا یہ کیا ۔ در کس ناقص نقش بد تھا دیکھتا
من چہ می بستم خیال این چہ بود ۔ در رگ سستم تہ نقشی می نمود

طفل کو اب فکر مردون کی کہان ۔ کاتی خیال اور آگہی سچی کہان
طفل را کو فکرت مردان کجاست ۔ کو خیال او و کو تحقیق راست

طفل کے کب فکر ہو دل مین اسیر ۔ تا کہ اندیشہ کرے مانند پیر
طفل را چہ فکرت آید در ضمیر ۔ تا چو اندیشہ کند ہمچون کہ پیر

طفل کو ہو فکر دایہ یا کہ شیر ۔ یا مویز و جوز یا گریہ و نفیر
فکر طفلان دایہ باشد یا کہ شیر ۔ یا مویز و جوز یا گریہ و نفیر

وہ مقلد بھی ہے جون طفل علیل ۔ گرچہ کرتا بحث باریک و دلیل
آن مقلد ہست چون طفل علیل ۔ گرچہ دارد بحث باریک و دلیل

آن دلیلون مشکلون مین سوچنا ۔ سست کرتا ہے بصیرت کو سدا
آن تعمق در دلیل و در شکیل ۔ از بصیرت میکند او را گسیل

تو بھی وہ کہ سرمہ بھید راسکے کی تھی ۔ قال شکل مین آ سے بس صرف کی
مایہ کان سرمہ سر وی ست ۔ بردو در اشکال گفتن کار ست

اے مقلد بھیر بخارا سے تو اب ۔ جا تو خواری کی طرف اے بے ادب
ای مقلد از بخارا باز گرد ۔ رو بخواری تا شوی تو شیر مرد

تا بخارا وہ سرا دیکھے دروں ۔ صفدر اسکی بزم مین لا یفقہون
تا بخارا ای دگر بینی درون ۔ صفدران در مجلسش لا یفقہون

گرچہ قاصد ہے زمین پر تیز رو ۔ جائے جو دریا مین مہاجر ہوے وہ
پیک اگرچہ در زمین چابک تگ ست ۔ چون بدریا رفت بسکستہ رگ ست

وہ حملنا ہم ہے اک فی البر بس ۔ بحر مین محمول جو ہے وہ ہے کس
او حملنا ہم بود فی البر بس ۔ آنکہ محمول ست در بحر او ست کس

شاہ بخشش اپنے رکھے سب سوا ۔ تو ہوا وہم و تصور مین وہ تا
بخشش بسیار دارد شہ مدد ۔ ای شدہ در وہم و تصویری دو تا

باقی حال مرید مقلد کا گریہ مین ۔ بقیہ حال مرید مقلد در گریہ

وہ مرید نا سمجھ تقلید سے ۔ گریہ کرتا تھا موافق پیر کے
آن مرید سادہ از تقلید نیز ۔ گریہ میکرد او فوق آب عزیز

او مقلد وار همچون مرد کر ۔۔ گریه میدید ز موجب بی خبر
وہ مقلد مثل بہرے کے پسر ۔۔ دیکھتا گریہ سبب سے بےخبر

چون بسی بگریست خدمت کرد و رفت ۔۔ از پیش آمد مرید خاص تفت
پس بہت رویا قدم چوما گیا ۔۔ پیدہ آیا مرید اک دوسرا

گفت ای گریان چو ابر بی سبب ۔۔ از وثاق گریهٔ شیخ از نظر
بولا گریاں ابر سا تو بے سبب ۔۔ شیخ کے گریہ سے از راہ نظر

الله الله ای وفائی مرید ۔۔ گرچه در تقلید هستی مستفید
اللہ اللہ ای مرید باوفا ۔۔ گرچہ ہے تقلید میں تیرا بھلا

تا نگوئی دیدم آن شه میگریست ۔۔ من چو او بگریستم کاین منکریست
مت کہے کر دیکھا میں نے شاہ کو ۔۔ روتا دیکھا رویا میں منکر ہے تو

گریه کز جهل و تقلید است و ظن ۔۔ نیست همچون گریه آن مؤتمن
گریہ جو ہے جہل اور تقلید سے ۔۔ کب ہے مثل گریۂ آگاہ کے

تو قیاس گریه بر گریه مساز ۔۔ هست زین گریه بدان راه دراز
تو قیاس گریہ گریہ پر نہ کر ۔۔ فرق اس گریہ میں اس سے ہے کثیر

هست آن از بعد سی ساله جهاد ۔۔ عقل آنجا هیچ نتواند فتاد
تیس سالہ جہد کرنے سے ہو وہ ۔۔ کب رسائی ہووے اس جا عقل کو

هست آن سوی خرد صد مرحله ۔۔ عقل را با دو رکن آنجا هله
اسطرف اس عقل کی منزل میں سو ۔۔ چھوڑ اس جا عقل کو مت ہو گرد

گریه او نه ز غم است و نه فرح ۔۔ روح داند گریهٔ عین الملیح
وہ نہ غم نہ شادی سے ہے گریہ بھلا ۔۔ روح جانے گریۂ عین چشم کا

گریه او خنده او زان سریست ۔۔ زانچه وهم عقل باشد آن بریست
اسکا ہنسنا رونا بس اس سمت سے ۔۔ عقل و وہم اس جا بھلا کب جا سکے

آب دیده او چو دیده او بود ۔۔ دیدهٔ نادیده دیده کی شود
آب دیدہ اسکا جوں چشم اسکی ہے ۔۔ دیدۂ نادیدہ کب دیدہ بنے

آنچه او بیند نتان کردن مساس ۔۔ از قیاس عقل و از راه حواس
جو وہ دیکھے کر نہیں سکتی مساس ۔۔ نے خرد سے اور نہ از راہ حواس

شب گریزد چونکه نور آید ز دور ۔۔ پس چه داند ظلمت شب حال نور
جبکہ آئے نور بھاگے رات دور ۔۔ رات کیا جانے ظلمت حال نور

پشه بگریزد ز باد با دها ۔۔ پس چه داند پشه ذوق بادها
بھاگے مچھر باد سے زیرک ہو جو ۔۔ جانے مچھر کیسے ذوق باد کو

چون قدیم آید حدث گردد عبث ۔۔ پس کجا داند قدیمی را حدث
جو قدم آئے حدث ہووے عبث ۔۔ بس قدیمی کو کہاں جانے حدث

بر حدث چون زد قدم دنگش کند ۔۔ چونکه کردش نیست همرنگش کند
جو قدم آئے حدث کو کر دے دنگ ۔۔ جوں کرے معدوم کر لے اپنے رنگ

گر بخواهی تو بیابی صد نظیر ۔۔ لیک من پروا ندارم ای فقیر
تو اگر چاہے کر پالے سو نظیر ۔۔ پر نہیں پروا مجھے کچھ ای فقیر

این الم و حم این حروف ۔۔ چون عصای موسی آمد در وقوف
یہ الم و حم اب حروف ۔۔ جوں عصا موسیٰ کے ہیں وقت وقوف

حرفها ماند بدین حرف از برون ۔۔ لیک باشد در صفات این بوالعجب
حرف مثل ان حرف کے ہیں ظاہرا ۔۔ پر صفت میں ہیں وہ اس سے کم ذرا

هر که گیرد او عصایی ز امتحان ۔۔ کی بود چون آن عصا وقت بیان
جو کہ پکڑے وہ عصا با امتحان ۔۔ اس عصا سا کب ہو وہ وقت بیان

عیسوی است این دم نه هر باد و دمی ۔۔ کو بر آید از فرح یا از غمی
یہ مسیحا دم ہے نہ ہر باد و دم ۔۔ کہ خوشی سے نکلے یا از راہ غم

این الم و حم ای پدر ۔۔ آمده است از حضرت مولی البشر
یہ الم و حم اے پدر ۔۔ آئے ہیں حق کی طرف سے ای بشر

هر الف لامی چه میماند بدین ۔۔ گر تو جان داری بدین چشمش مبین
ہر الف و لام کب مثل اسکے ہو ۔۔ گر تو جان رکھے نہ دیکھ اس چشم سے

گرچه ترکیبش حروف است ای همام ۔۔ میماند هم بترکیب عوام
گرچہ ترکیب اسکی حرفوں سے ہے نام ۔۔ دکھتی ہے مانند ترکیب عوام

ترکیب عبد اللہ حضرت رسول مقبول صلعم کی تھی کس ترکیب اجسام جملہ انسانوں کے ہے پر ... مستی میں فرق ہے اس چشم سر سے اسکو نہ دیکھ سکتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

کب ہی ترکیب محمد گوشت سے / گرچہ ہر ترکیب انکی جنس ہے
گوشت رکھے پوست رکھے استخوان / کب ہی ترکیب مثل انکے عیان
کہ اس ترکیب مین ہین معجزات / کہ ہوئی ہین جملہ ترکیب اس سے مات
جسطرح ترکیب حم والکتب / وہ ہی بالا اور سب اندر نشیب
کیونکہ اس ترکیب سے ہی زندگی / مثل نفخ صور اندر عاجزی
جون عصا حم بنکر اژدہا / بحر کو پھاڑے بتائید خدا
ظاہر اسکا مثل ظاہر ہی دیے / قرص نان کی قرص سے مہ دور ہی
گریہ انکا خندہ انکا اور نطق / فہم انکا خلق انکی اور خلق
عقل انکی اور انکی حس و خو / کب ہی انسے بل ہی محض صنع ہو
احمقون نے جو لیا ظاہر ہی لیکن / وہ دقیقے رہ گئے انسے نہان
اسلیے محجوب عقلون سے ہوئے / کہ دقیقے فوت و فرض اندر رہے
قصہ کہتا ہون مثل مین اک تجھے / اس بیان سے تا تجھے حصہ ملے
میرا قصہ لانبا چوڑا اور مہیب / دور ہی بس قصہ لیکن ہے قریب
بات یہ بے انتہا ہی لوٹ جا / کیا خر خاتون سے لونڈی نے کیا

نیست ترکیب محمد لحم و پوست / گرچہ در ترکیب هر تن جنس اوست
گوشت دارد پوست دارد استخوان / هیچ این ترکیب را باشد همان
کاندران ترکیب باشد معجزات / که همه ترکیبها گشتند مات
همچنین ترکیب حم والکتب / هست بر بالا و دیگر ها نشیب
زانکه زین ترکیب آید زندگی / همچو نفخ صور در درماندگی
اژدها گردد شکافد بحر را / چون عصا حم از داد خدا
ظاهرش مانند ظاهر ها ولیک / قرص نان از قرص مه دور است نیک
گریهٔ او خندهٔ او نطق او / فهم او خلق او و خلق او
عقل او وهم او و حس او / نیست اندر هست محض صنع او
چونکه ظاهر را گرفتند احمقان / آن دقائق ماند از ایشان نهان
لاجرم محجوب گشتند از غرض / که دقیقه فوت شد در معترض
با تو گویم در مثالش قصه / تا بگیری زین بیان هم حصه
قصه با طول و با عرض مهیب / قصه بس دور لیکن بس قریب
این سخن پایان ندارد باز گرد / کان کنیزک با خر خاتون چه کرد

داستان اس لونڈی کی کہ اپنی خاتون کے خر کے ساتھ بسبب شہوت کے مجامعت کرتی تھی اور اسکو جماع آدمیون کا سکھایا تھا اور آگاہ ہونا خاتون کا اور جماع کرنا اسی کے مانند اس خر سے لیکن وہ قیقہ کدو سے غافل ہونا اور فضیحت سے ہلاک ہونا اور زور زور سے رونا لونڈی کا کہ ای جان میری ذکر کو دیکھا اور کدو کو نہ دیکھا

داستان آن کنیزک که با خر خاتون خود شهوت میراند و او را جماع آدمیان آموخته بود و آگاه شدن خاتون و بطریق او جمع شدن با آن خر لیکن از دقیقهٔ کدو غافل شدن و بفضیحت هلاک شدن و نوحه کردن کنیزک و گفتن که ای جان من ذکر را دیدی و کدو را ندیدی

بندہ بولی کہ جا در اوڑھ کر تو ۔ جا مرا پیغام دے اُس شخص کو
بعد از آن گفتش که چادر کن بسر ۔ رو فلان کس را ز من پیغام بر

ایسا کر اور ویسا کہنا تو وہاں ۔ مختصر میں نے کیا قصہ زنان
آنچنین کن و آنچنان گو و آنچنان ۔ مختصر کردم من افسانه زنان

جو کہ ہے مقصود اسکا مغز لے ۔ جبکہ بھیجا اسکو اس خاتون نے
آنچه مقصود است مغز آن بگیر ۔ چون براتش کرد آن یاسمیر

جب نکالا گھر سے حیلہ کر اُسے ۔ بند در کر خوش ہوئی تنہائی سے
چون بدر کردش حیلت آن کنیز ۔ در فرو بست از خلوت شادمان

مستی شہوت سے وہ تھی شادمان ۔ در کو باندھا اور کہتی آن مان
بود از مستی شهوت شادمان ۔ در فرو بست و همی گفت آن زمان

پائی خلوت کرتی میں ہیں شکر سے ۔ قلب و کثرت سے فرصت ہے مجھے
یافتم خلوت زنم از شکر بانگ ۔ رسته‌ام از چار دانگ و زین دو تنگ

زن کی ہوئی شہوت خوشی سے سو ہزار ۔ آتش شہوت میں خر کی بیقرار
از طرب گشته بزان زن صد هزار ۔ در شرار شهوت خر بیقرار

کیسی شہوت کہ اسے پکڑا ہے اب ۔ مسخرہ احمق کو کہنا ہے عجب
چه بزان کان زن شهوت او را گرفت ۔ بازگفتن تیغ را بنمود شگفت

دل کو شہوت اندھا اور بہرا کرے ۔ گرگ یوسف شہد کو کر ڈالے
میل شهوت کر کند دل را و کور ۔ تا نماید گرگ یوسف شهد شور

ای بہت سے مست نار اور نار جو ۔ نور مطلق جانتے ہیں آپ کو
ای بسا سرمست نار و نارجو ۔ خویشتن را نور مطلق داند او

جز ولی حق کہ جذب اللہ سے ۔ آنکے دل کو پھیر لائیں راہ پے
جز مگر بنده خدا کز جذب حق ۔ با رهش آرد و گرداند ورق

تا کہ جانے وہ خیال ناریت ۔ فی طریقت ہیں ہی الاعاریت
تا بداند کان خیال ناریه ۔ در طریقت نیست الا عاریه

حرص زشتوں کو دکھائے خوب تر ۔ آفت رہ ہی ہی شہوت سے بتر
رشتها را خوب بنماید شره ۔ نیست از شهوت بتر زافات ره

لاکھوں نام آور کو شرمندہ کیا ۔ لاکھوں عاقل کو پراگندہ کیا
صد هزاران نام خوش را کرده ننگ ۔ صد هزاران زیرکان را کرده دنگ

جو کہ خر کو یوسف اک دکھلا دیا ۔ یوسفی کو کیسے دکھلائے بھلا
چون خری را یوسف مصری نمود ۔ یوسفی را چون نماید آن جهود

تجھ پہ شہد افسون ہے گو بر کو کیا ۔ شہد کو کیا کچھ کرے وقت جفا
پر تو سرگین را فسونش شهد کرد ۔ شهد را خود چون کند وقت نبرد

ہوتی ہے کھانے سے شہوت کم تو کھا ۔ یا نکاح اب کر بلا سے بھاگ جا
شهوت از خوردن بود کم کن ز خور ۔ یا نکاحی کن گریزا از شور و شر

جو تو کھائے خواہش زن ہو تجھے ۔ خرچ آمد کو ضرور اب چاہیے
چون بخوردی می‌کشد سوی حرم ۔ دخل را خرجی بباید لاجرم

پس نکاح آیا جو لاحول و لا ۔ تا نہ کھا لے دیو تجھکو برملا
پس نکاح آمد چو لاحول و لا ۔ تا که دیوت نفگند اندر بلا

حرص کھانے کی ہے گر زن تو اگی ۔ ورنہ بلی آئی دنبہ لے گئی
چون حریص خوردنی زن خواه زود ۔ ورنه آمد گربه و دنبه ربود

بوجھ بھاری رکھ جو خر ہے کو دتا ۔ اس سے پہلے کہ وہ دے بوجھ گرا
بار سنگین بر خری کو می جهد ۔ زود بر نه پیش از آنکه بر نهد

فعل آتش کو نہ جان اب سمر دہر ۔ گر دانش بھر نہ ایسی عقل سے
فعل آتش را نمیدانی تو سرد ۔ گرد آتش با چنین دانش مگرد

علم دیگ آتش کا گرمی ہو تجھے ۔ اگ سے ذی آتش و دیگ آخر بچے
علم دیگ و آتش از نبود ترا ۔ از شرر نی دیگ ماند نی ابا

آب حاضر اور خرد بھی چاہیے ۔ تا کہ پکے دیگ اچھی جوش سے
آب حاضر باید و فرهنگ نیز ۔ تا بپزد آن دیگ ماند نی ابا

جو نہ جانے دانش آہنگری ۔ گرد وہاں جانے چلے ڈاڑھی تری
چون ندانی دانش آهنگری ۔ ریش و مو سوزد چو آنجا بگذری

در فرو بست آن زن و خر را کشید / شادمانہ لاجرم کیفر چشید
در میان خانہ آورد آن کشان / خفت اندر زیر خر ہم در زمان
ہم بر آن کرسی کہ دید او از کنیز / تا رسد در کام خود آن قحبہ نیز
پا در آورد و خر اندر وی سپوخت / آتشی از کیر خر در وی فروخت
خر مؤدب گشتہ در خاتون فشرد / تا بہ خایہ در زمان خاتون بمرد
بر درید از زخم خر لخت جگر / رودہا بگسستہ شد از ہمدگر
کرسی از یک سو زن از یک سو فتاد / دم نزد در حال و در دم جان بداد
صحن خانہ پر ز خون شد زن نگون / مرد او و برد جان ریب المنون
مرگ بد با صد فضیحت ای پدر / تو شہیدی دیدہ از کیر خر
تو عذاب الخزی بشنو از نبی / در چنین ننگی مکن جان را فدی
دانکہ این نفس بہیمی نر خرست / زیر او بودن از این ننگین‌ترست
در رہ نفس ار بمیری در منی / در حقیقت دان کہ مثل آن زنی
نفس ما را صورت خر بدہد او / زانکہ صورت ہا کند بر وفق خو
این بود اظہار سر در رستخیز / اللہ اللہ از تن چون خر گریز
کافران را بیم کرد ایزد ز نار / کافران گفتند نار اولی ز عار
گفت نی آن نار اصل عارہاست / ہمچو آن ناری کہ آن زن را بکاست
لقمہ اندازہ بخور از حرص خود / در گلو بگرفت لقمہ مرگ بد
لقمہ اندازہ خور ای مرد حریص / گرچہ باشد لقمہ حلوا و خبیص
حق تعالی داد میزان را زبان / ہین ز قرآن سورۂ رحمن بخوان
ہین ز حرص خویش میزان را مہل / آز و حرص آمد ترا خصم مضل
حرص جوید کل برآید از کل / حرص مپرست ای فجل ابن الفجل
آن کنیزک می‌شد و میگفت آہ / کردی ای خاتون تو استا را رہا
کار بی استا خواہی ساختن / جاہلانہ جان بخواہی باختن
ای ز من دزدیدہ علمی ناتمام / ننگت آمد کہ بپرسی حال دام
ہم بچیدی دانہ مرغ از خرمنش / ہم نیفتادی رسن در گردنش

در کو باندھا زن نے اور خر کو لیا / ہو کے خوش اسواسطے بدلا ملا
گھر کے اندر لائی اسکو کھینچ کے / خر کے نیچے سوئی ہمدم آپ سے
بھی اسی کرسی پہ جو لونڈی نے بھی / ہو پہنچے اپنے کام کو تا مسخری
پانوں پھیلائے کیا خر نے دخول / کیر خر سے آگ سی نے رکھا اندر دل
ہو سمٹ کر خر نے خاتون کے کیا / تا بخصیہ جان کو خاتون نے دیا
زخم سے خر کے جگر ٹکڑے ہوا / اور پارہ پارہ آنتوں کو کیا
ایک سو کرسی اک سو زن گری / دم نہ مارا اور اسی دم جان دی
خانہ پر خون اور زن سرنگوں ہوئی / وہ مری اور جان و تن ویران لے لی
سو فضیحت سے مری وہ ای پدر / جانے تو اسکو شہید کیر خر
تو عذاب الخزی سن قرآن سے / ننگ ایسے میں نہ اپنی جان دے
جان تو یہ نفس امارہ ہے خر / اسکے تابع ہونا اس خر سے بتر
نفس کی رہ میں مگر تو مرے / در حقیقت جان کہ اس زن سا ہے
خر کی صورت دی ہمارے نفس کو / کیونکہ صورت کرتا ہے ہم رنگ خو
یہ کھلیگا بھید روز حشر کو / بھاگ جا واللہ تن خر سے تو
حق نے کافر کو ڈرایا نار سے / بولے کافر نار بہتر عار سے
بولا وہ نار اصل عار ہے / جیسے اس زن کو گلا یا نار نے
لقمہ بے اندازہ کھایا حرص سے / پس گلے میں پھنس گیا وہ موت ہے
اے حریص لے لقمہ کھا اندازے سے / گرچہ لقمے ہوویں حلوے نور کے
دی زبان میزان کو اللہ نے / سورۂ رحمن کو پڑھ قرآن سے
چھوڑ مت میزان کو اپنی حرص سے / دشمن گمراہ تیری حرص ہے
حرص ڈھونڈھے کل جائے کل سے وہ / حرص ہے مردار ای نامرد خو
لونڈی جاتی تھی وہ کہتی تھی بھلا / تو نے خاتون کر دیا استا جدا
کام بے استاد کرنا چاہیے تو / جاہلانہ جان کو دینا چاہیے تو
ای چرایا مجھسے علم ناتمام / تجھکو ننگ آئی کہ پوچھے حال دام
بھی نہ دانہ مرغ خرمن سے چنا / بھی نہ رسی ڈالی گردن میں بھلا

دانہ کم کھا اور نہ کر اتنا غلو / یہ کہ کلوا کے بعد لا تسرفوا
کھائے تا دانہ پھنسے نہ تو بدام / یہ کرے علم و قناعت و السلام
کھائے عاقل نعمت دنیا نہ غم / اور رہے محروم جاہل بے الم
جو کہ گردن میں پڑا اُن سب کے دام / دانہ کھانا ہوگیا سب پر حرام
دام میں کب مرغ دانہ کھا سکے / زہر ہے دانہ جو دام اندر چکھے
مرغ غافل کھائے دانہ دام میں / دام میں دنیا کے جیسے عام ہیں
پھر جو دانشمند عاقل مرغ ہیں / آپ کو دانہ سے بس بچو کا رکھیں
زہر ہے دانہ دام میں پر مرغ جو / دانہ کھائے دام میں اندھا ہے وہ
مرغ احمق مارے اہل دام نے / مرغ گویا محفلوں میں لیگئے
کہ انھوں کا گوشت آئے کام میں / اور یہ گویا خوش الحانی کریں
آئی لونڈی دیکھا اور رکی در سے / زیر خر مردہ پڑی خاتون ہے
بولی ای خاتون احمق یہ تھا کیا / نقش اک استاد نے گر دکھلا دیا
تو نے ظاہر دیکھا بھید اسکا نہان / بے کیے استاد کے کھولی دکان
تو نے مثل شہد دیکھا کیر کو / کیوں نہیں دیکھا حریصا وہ کدو
عشق خر سے یا تو مستغرق ہوئی / وہ کدو تجھ سے رہا پنہان خفی
دیکھی صنعت ظاہر استاد سے / نیکی استاد اک تو آپ سے
ای بہت حیلہ گرون سے ظاہرا / راہ مردوں کی نہ دیکھا جز قبا
ای بہت شوخوں نے تھوڑے کام سے / سیکھا اتنا ہوں ہے نہیں جز لاف کے
لے عصا ہر ایک موسیٰ ہوں میں / وہم وہ احمق کو کہ بس عیسیٰ ہوں میں
آہ اس دن سے کہ صدق صادقان / چاہے پھر تجھ سے محک امتحان
پوچھ باقی کو تو اب استاد سے / گونگا اندھا کہ حریص ہر ایک ہے
تو نے کل تو ہو مند صادق کل سے رہ گیا / گلہ احمق ہے صید اک گرگ کا
سن کے آواز اک مترجم تو ہے / بیخبر جون طوطی اپنے قول سے

مثال تلقین شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو

دانه کمتر خور مکن چندین غلو / چون کلوا خواندی بخوان لاتسرفوا
تا خوری دانه نیفتی تو بدام / این کند علم و قناعت والسلام
نعمت از دنیا خورد عاقل نه غم / جاهلان محروم مانده در ندم
چون فتاد اندر گلوشان حبل دام / دانه خوردن گشت بر جمله حرام
مرغ اندر دام دانه کی خورد / دانه چون زهرست در دام ار چرد
مرغ غافل میخورد دانه ز دام / همچو اندر دام دنیا این عوام
باز مرغان خبیر هوشمند / کرده اند از دانه خود را خشک بند
کاندرون دام دانه زهرهاست / کور آن مرغی که در فخ دانه خواست
صاحب دام ابلهان را سر برید / وان ظریفان را به مجلسها کشید
که از ایشان گوشت می آید بکار / وز ظریفان بانگ و ناله زیر و زار
پس کنیزک آمد از اشکاف در / دید خاتون را بمرده زیر خر
گفت ای خاتون احمق این چه بود / گر ترا استا وخود نقشی نمود
ظاهرش دیدی سرش از تو نهان / اوستا ناگشته بگشادی دکان
کیر دیدی همچو شهد و چون خبیص / آن کدو را چون ندیدی ای حریص
یا چو مستغرق شدی از عشق خر / آن کدو پنهان بماندت از نظر
ظاهر صنعت بدیدی ز اوستاد / اوستادی برگرفتی شاد شاد
ای بسا زراق گول بیوقوف / از ره مردان ندیده غیر صوف
ای بسا شوخان ز اندک احتراف / زان شهان ناموخته جز گفت لاف
هر یکی در کف عصا که موسیم / میدمد بر ابلهان که عیسیم
آه از آن روزی که صدق صادقان / باز خواهد از تو سنگ امتحان
آخر از استاد باقی را بپرس / کاحمقان حیله گو رانند خرس
حیله چندی باز ماندی از همه / صید گرگان شد این ابله رمه
صوفی نشنیده گشته ترجمان / بیخبر چون طوطی از گفت زبان

تمثیل تلقین شیخ مریدان را و پیغمبر امت را

کہ وہ طاقت تلقین حق کی نہیں رکھتے ہیں اور
ساتھ حق کے الفت نہیں کر سکتے ہیں جیسے کہ طوطی
صورت آدمی سے الفت نہیں رکھتی ہی کہ اس سے
تلقین لے سکے حق تعالی شیخ کو مانند آئینہ کی آگے
مریدوں کے رکھتا ہی اور آئینہ کے پیچھے سے تلقین کرتا ہی

کہ ایشان طاقت تلقین حق ندارند و با حق
الفت نتوانند چنانکہ طوطی با صورت آدمی
الفت ندارد کہ ازو تلقین تواند گرفت حق تعالی
شیخ را چون آئینہ پیش مرید دارد و از عقب آئینہ
تلقین میکند

طوطی آئینہ میں دیکھے آپ کو / ظاہر اپنا عکس اپنے روبرو
اور پس آئینہ ہو کر کے نہاں / باتیں کرتا ہی ادیب خوش بیاں
جب نا طوطی نے کہ باتیں پشت کی / طوطی آئینہ کرتی ہی سبھی
سیکھتی ہی باتیں جنس اپنی کی وہ / جانے نہ گی کہ ان کے مکر کو
پس آئینہ وہ سکھلاتا ہے بچہ / ورنہ کب سیکھے سوا جنس کے
اپنے باتیں سیکھیں پس اس مرد سے / بیخبر معنی سے پر آسکے وہ دیر
پس بشر سے باتیں سیکھیں ایک ایک / اس سے آگیا جانے طوطی اس ذلیکہ
آئینہ جسم ولی میں ایسے ہی / خود کو دیکھے ہر مرید منتہی
پیچھے آئینہ کے عقل کل کو وہ / دیکھ کب سکتا ہی وقت گفتگو
وہ گمان رکھے کہ کہتا ہی بشر / ہو وہ سے بھیدوں سے ہو وہ بیخبر
حرف سیکھے ہر ولی سے قدیم / جانے کب ہی یہ طوطی یا ندیم
سیکھتی ہی خلق مرغوں کی صدا / کر رہی باتیں یہ شہر میں جا بجا
بیخبر مرغوں کے معنی سے ولے / کون جانے جز سلیمان وقت کے
سیکھا پس اکثر نے درویشوں کا لب / بزم و منبر کیا اس سے مال
یا کہ تلقین جز حرف کے سوز نہ تھا / یا کہ رحمت آئی آخر در کھلا

طوطیی در آینه می بیند او / عکس خود را پیش او آورده رو
در پس آیینه آن استا نهان / حرف میگوید ادیب خوش زبان
طوطیک پنداشته کین گفت پشت / گفت آن طوطیست کاندر آینه است
پس ز جنس خویش آموزد سخن / بیخبر از مکر آن گرگ کهن
از پس آیینه می آموزدش / ورنه ناموزد جز از جنس خودش
گفت را آموخت زان مرد هنر / لیک از معنی و سرش بیخبر
از بشر بگرفت منطق یک بیک / از بشر جز این چه داند طوطیک
همچنان در آینه جسم ولی / خویش را بیند مرید ممتلی
عقل کل را از پس آینه او / کی تواند دید وقت گفتگو
او گمان دارد که میگوید بشر / آن دگر سرست و او زان بیخبر
حرف آموزد ولی سر قدیم / می نداند طوطی است او نی ندیم
هم صفیر مرغ آموزند خلق / کاین سخن اندر دهان افتاد و حلق
لیک از معنی مرغان بیخبر / جز سلیمان قران خوش نظر
حرف درویشان بسی آموختند / منبر و محفل بدان افروختند
یا بجز آن حرف شان روزی نبد / یا در آخر رحمت آمد ره نمود

ایک صاحبِ دل نے اندر چلّہ کے خواب میں حاملہ

صاحبدلی در چلّہ بخواب سگی دید حامله

کتیا کو دیکھا کہ بچے اسکے پیٹ میں آواز دیتے تھے
متعجب ہوا کہ اسمین حکمت کیا ہی کتا نگہبان ہی اور
آواز واسطے نگہبانی کے دیتا ہی یا واسطے
مددگاری کے یا دودھ مانگنے کو اور ماں کے
پیٹ میں اسمین سے کوئی نہیں ہی جواب آیا کہ
یہ مثال اسکی ہی کہ جسکی چشم دل نہ کھلی اور دعوی
بصیرت کا کرتا ہی

که در شکمش بچگان با آواز آمده بودند و در تعجب ماند
که درین حکمت چیست سگ پاسبانست
و بانگ سگ جهت پاسبانیست یا جهت یاری
خواستن یا شیر خواستن و در شکم مادر هیچیک ازم
از اینها نیست جواب رسید که مثال
کسیست که او را چشم دل باز نشده و دعوی
بصیرت کند

دیکھا اک نے خواب یہ اندر چلہ — ایک کتیا راہ میں ہے حاملہ
ناگہاں آواز پلّون کا سنا — پیٹ میں پلّے میں پنہان ظاہرا
پس وہ اس آواز سے حیران ہوا — پیٹ میں پلّون نے کیسے دی ندا
نالہ کرتے پلّے اندر پیٹ کے — اس جہان میں دیکھا یہ کس شخص نے
واقعہ سے جب چھٹا باخود ہوا — حیرت اسکو دمبدم ہوتی سوا
ذی چلہ میں کوئی کہ ہو عقدہ حل — جز بدرگاہ خداے عز و جل
بولا اس مشکل کے باعث اے خدا — ذکر تیرا سب چلہ میں چھٹ گیا
کھول دے پر میرے تا باہر اڑون — ذکر بے نقصان کے گلشن میں پھرون
یہ ندا ہاتف نے دی اسدم آ کے — لاف جاہل کی مثل یہ جان لے
کہ نہ باہر آیا بس پردے وہ — بند آنکھیں بیہدہ بکتا ہے وہ
پیٹ میں آواز سگ کی نحس ہے — نہ شکار اور نہ حفاظت کے لیے
گرگ بے دیکھے وہ منع کب کرے — چور بے دیکھے وہ منع کیا کرے
از رہ حرص و ہواے سروری — دیکھنے میں کند دعوی میں جری
مشتری کی حرص و نفع کام سے — بے بصیرت قال کی باتیں کرے

آن یکی میدید خواب اندر چله — در رهی ماده سگی بد حامله
ناگهان آواز سگ بچگان شنید — سگ بچه اندر شکم بد ناپدید
پس عجب آمد ورا آن بانگها — سگ بچه اندر شکم چون زد ندا
سگ بچه اندر شکم نالہ کنان — هیچ کس دیدست این اندر جهان
چون بجست از واقعه آمد بخویش — حیرت او دمبدم میگشت بیش
در چله می کس که گردد عقده حل — جز بدرگاه خداے عز و جل
گفت یا رب زین شکال و گفتگو — در چله وا مانده ام از ذکر تو
پر من بگشای تا بیرون روم — در حدیقه ذکر تا ممنون پرم
آمدش آواز هاتف در زمان — کان مثالی دان ز لاف جاهلان
کز حجاب و پرده بیرون نامده — چشم بسته بیهده گویان شده
بانگ سگ اندر شکم باشد زیان — نه شکار انگیز و نه شب پاسبان
گرگ نا دیده که منع او بود — دزد نا دیده که منع او شود
از حریصی و ز هوای سروری — در نظر کند و بلافیدن جری
از هوای مشتری و کاردیار — بی بصیرت پا نهاده در فشار

ماہ کو بے دیکھے دیتا ہی پتا — عقل کو تیرہ کرے اس سے سدا
مشتری بے دیکھے کہوے سو نشان — اور وہی کھا کر کرے مستی عیان
وصف مہ میں مشتری کے واسطے — سو نشان نادیدہ کہوے جاہ سے
مشتری جو نفع ڈھونڈھے ایک ہے — لیکن انکو اسکے اندر شک رہے
مشتری بے شکوہ کے حرص سے — مشتری کو یہ گروہ برباد دے
مشتری میرا ہے اللہ اشتری — غم سے تو ہر مشتری کے دور جا
مشتری کے جو ہی خواہندہ ترا — اول آخر ہے وہ اگہہ ترا
ست کرے حاصل تو ہیرا اک مشتری — عشقبازی باد معشوقہ تری
گر خریدے نہ ہو اسے فائدہ — عقل کی قیمت نہ دے وہ ذرا
اسکی قیمت خود نہیں ہے نصف لعل — طاہر اسپر تو کرے یاقوت و لعل
حرص محروم اور تجھے اندھا کرے — دیو مثل اپنے تجھے رسوا کرے
جیسے اہل فیل و قوم لوط کو — کردیا مثل اپنے رسوا اس نے جو
مشتری کو جانا صابر نے رلے — جو نہ وہ ہر مشتری کی سو گئے
ہو گئی اس مشتری سے پھر گیا — بخت و اقبال و بقا اس سے گیا
تا ابد نیون پر رہے حسرت سدا — جوں حسد میں اہل ضروان مبتلا

ماه نادیده نشانها میدهند — روشنائی را بدان گرمی نهند
مشتری نادیده گوید صد نشان — تا اثر خاید دروغ نوشد کمان
از برای مشتری در وصف ماه — صد نشان نادیده گوید بهر جاه
مشتری کو سود جوید خود یکیست — لیک ایشان را دران ریب و شکیست
از هوای مشتری بی شکوه — مشتری را باد داده این گروه
مشتری ماست الله اشتری — از غم هر مشتری هین برترا
مشتری جو که جویان تواست — عالم آغاز و پایان تواست
هین مکش هر مشتری را تو بدست — عشقبازی با دو معشوقه بدست
خود دنیائی سود مایه گر خرد — نبود ش خود قیمت عقل خرد
نیست او را خود بهای نیم لعل — تو برو عرضه کنی یاقوت و لعل
حرص کورت کرد و محرومت کند — دیو همچون خویش مرجومت کند
همچنان کاصحاب فیل و قوم لوط — کرد شان مرجوم چون خود آن سخط
مشتری را صابران دریافتند — چون سوی هر مشتری نشتافتند
وانکه گرد اشیدر وزان مشتری — بخت و اقبال و بقا زو شد بری
ماند حسرت بر حریصان تا ابد — همچو حال اهل ضروان در حسد

قصہ اہل ضروان و حسد انکے کا کہ باپ انکا آمدنی میں سے مسکینوں کو دیتا تھا انگور و مویز و حلوا و پالودہ دو دو شاب و دانہ دانا ور دلی میں عشرہ دیتا اسواسطے خدا نے باغ اور کھیتی اسکی میں برکت رکھی تھی کہ سب اسکے محتاج تھے اور وہ محتاج کسی کا نہ تھا فرزند اسکے خرچ و عشر دیکھتے تھے

قصهٔ اهل ضروان و حسد ایشان که پدر ایشان وجه مسکینان میداد از انگور و مویز و حلوا و پالوده دو دو شاب و دانه و آرد و نان همه عشر دادی لاجرم خدای در باغ و کشت او برکت نهاد که همه محتاج او بودند و او محتاج کس نبود فرزندان خرج و عشر میدیدند

اور برکت نہیں شامل اس زن کے کہ آلت خر کو دیکھا اور کدو کو نہ دیکھا

وبرکت نہ بچون آن زن کہ آلت خر دید و کدو ندید

ایک صالح مرد تھا اہل یقین / عقل کامل رکھتا اور انجام بین
موضع ضروان میں نزدیک یمن / تھا غنی مشہور با خلق حسن
اسکا کوچہ کعبۂ درویش تھا / اسکی سو آتا تھا بس ہر اک گدا
عشر بھی خوشہ سے دیتا بیریا / اور بھی گیہون سے جو کرتا صفا
عشر دیتا جب کہ آٹا پیستا / اور دیتا عشر روٹی سے بھی تھا
دیتا انگور اور مویزون سے سدا / عشر اور دوشاب سے بھی وہ اٹھا
عشر حلواسے و پالودہ سے بھی / دیتا اور کرتا نہین بیش و کمی
عشر ہر آمد سے نہ وہ چھوڑتا / چار باری دیتا ہر شے سے سدا
بس وصیت کرتا تھا ہر وقت وہ / جمع کرکے اپنی سب اولاد کو
حصہ مسکینون کا میرے بعد تم / اپنی نخوت سے نہ دشہ کرنا گم
تم پہ قائم کھیتی اور میوے رہین / تا پناہ طاعت اللہ مین
جملہ میوے اور آمد غیب سے / بھیجے بے انداز و شک اللہ نے
خرچ آمد کی تو جا مین گر کرے / فائدہ پر فائدہ ہووے تجھے
کھیت مین آمد کو دہقان بیشتر / بوتا پھر ہے جو وہ ہے اصل ثمر
بوئے زیادہ تھوڑا کھائے دل سے / کہ نہین کچھ اگنے سے شک اسے
اسلیے بونے مین دہقان ساعی ہے / اس زمین سے جو ملا غلہ اسے
کفشگر کھانے سے جو زیادہ بچے / پس او دھوڑی اور چمڑا مول لے
یہ زمین اور چرم اک پردہ ہے بس / اصل روزی جان حق سے ہر نفس
کہ اصول آمد کا یہ دکھا ہوا / بھی انہین سے رزق بندا نکا کھلا
آئی آمد انکو وان سے جان لے / جود و بخشش بھی وہان سے آئی ہے
جو تو بوئے بو زمین اصل مین / تا ہر اک سے سو ہزار آخر اگین
مین نے مانا گر زمین مین تخم اب / تو نے بویا اور اسے جانا سبب

بود مرد صالحی ربانیی / عقل کامل داشت پایان دانیی
در ده ضروان بنزدیک یمن / شهره اندر صدقه و خلق حسن
کعبهٔ درویش بودی کوی او / آمدندی مستمندان سوی او
هم زخوشه عشر دادی بیریا / هم زگندم چون شدی از که جدا
آرد گشتی عشر دادی هم ازان / نان شدی عشر دگر دادی زنان
از عنب عشری بدادی وز مویز / عشر هم دادی وی از دوشاب نیز
هم ز حلوا عشر دادی ز پالوده هم / می فرو نگذاشتی از بیش و کم
عشر هر دخلی فرو نگذاشتی / چار باره دادی آنچه کاشتی
بس وصیتها که کردی هر زمان / جمع فرزندان خود را آن جوان
الله الله قسم مسکین بعد من / وا مگیرید از غرور خویشتن
تا بماند بر شما کشت و ثمار / در پناه طاعت حق استوار
دخلها و میوه جمله ز غیب / حق فرستاده است بی تخمین و ریب
در محل دخل اگر خرجی کنی / درگه سود است سودی بر زنی
ترک اغلب دخل را در کشتزار / باز کارد که ویست اصل ثمار
بیشتر کارد خورد زان اندکی / که ندارد در بر وییدن شکی
زان بیفشاند بکشتن ترک دست / کان غله‌اش هم زان زمین حاصل شدست
کفشگر هم آنچه افزاید زنان / می خرد چرم و ادیم سختیان
این زمین و سختیان پرده است و بس / اصل روزی از خدا دان هر نفس
که اصول دخل اینها بوده اند / هم ازینها میگشاید رزق بند
دخل از آنجا آمدستش لاجرم / هم از آنجا میکند داد و کرم
چون بکاری در زمین اصل کار / تا بروید هر یکی را صد هزار
گیرم اکنون تخم را گر کاشتی / در زمینی کش سبب پنداشتی

ذائقے اک دو برس توکیا کرے
ہاتھ اسے سر پے تو سوے الہ
اصل اصل رزق ہر دو جہان تو
رزق اس سے لے نہ زید و عمر وسے
ثروت اس سے چہ نہ گنج و مال کے
آخر ان سب سے تو ہو ویگا جدا
جاوے گا اب اسکو ہو باقی سے جدا
جو بفر المرآئے من اخیہ
دوست دشمن ہو وے اسدم اسلیے
پھیر تا تھا منہ کو تو نقاش سے
یار گر پھیر جائیں تیرے اس طرح سی
کہ تو اٹن کا میاب اپنا ہوا
ہو گئے اہل جہان یہ ضد مرے
پہلے اس سے کہ زمانہ ہو چلوں
مین نے جو عیوب یاران تھا لیا
اس سے پہلے کھوتا یہ پونجی جو مین
ہین گئی عمر اور دل افسوس ہے
نقد دیکر کھوتا زمین نے لیا
شکر کھوتا ہین مجھے اب کھل گیا
کھوتا ابتک ہتا گر دن پر مرے
کھوتا ہین اسکا جو جلدی کھل گیا
یار تیرا دشمنی ظاہر کرے
اسکے لیل اعراض سے مت پیچ تو
ملکہ کر تو شکر حق کھلا کھلا
کون سے جلد اسکی تو باہر ہوا

اس سوا کہ سر دعا مین بیٹ لے
رزق دینے پر مین ہاتھ اور سر کو وہ
اس سے ڈھونڈھے جو کوئی ہر رزق جو
مستی اس سے لے نہ بنگ و خمر سے
نصرت اس سے چہ نہ عم و خال سے
اس گھڑی کسکو پکاریگا بھلا
تا تو ہووے وارث اس ملک کا
یہرب المولود یوما من ابیہ
کہ ترا اب تھا دل لعل راہ سے
نقش ہے جو انسیت تجھی ہیں تجھے
اور کرین تجھسے وہ ضد اور دشمنی
جو کہ کل جینا تھا آج ہی ہو گیا
حسرت آئندہ ہوا نقد اب مجھے
ساتھ انکے عمر کو آخر کرون
شکر ہے عیب آپ سکا مجھکو کھل گیا
پیر تا آخر کار مین معیوب ہین
جان دی معیوب یاران کے لیے
اور خوش خوش سے میخانہ گیا
پہلے اس سے عمر کہ جاتی سوا
حیف ہوتا عمر کھوتی کس لیے
پانون اپنا حیلہ کھینچون تشفقا
جنگ کینہ اور حسد آخر کرے
مت کرے نادان و احمق آپ کو
کہ نہ کینہ کون اسکی مین ہوا
کر تلاش اب یار با صدق و صفا

چون دو سہ سالی نروید چون کنی
دست بر سر بزنی سوے آلہ
تا بدانی کاصل اصل رزق اوست
رزق ازوی جو مجو از زید و عمر
منعمی زو خواہ نی از گنج و مال
عاقبت زینہا بخواہی ماندن
ایندم او را خوان و باقی را بمان
چون یفر المرء آید من اخیہ
زان شود ہر دوست آن ساعت عدو
روی از نقاش بر میتافتی
ایندم ار یاران با تو ضد شوند
تو بگو نک روز من پیروز شد
ضد من گشتند اہل این سرا
پیش ازان کہ روزگار خود برم
کالہ معیوب بخریدہ بدم
پیش ازان کز دست من بیرون شدی
مال رفتہ عمر رفتہ اے نصیحت
نقد دادم زر قلبی بستدم
شکر کاین قلبیش پیدا شد کنون
قلب ماندی تا اکنون در گردنم
چون بگہ تر قلبے او ر دنمود
یار تو چون دشمنی پیدا کند
تو ازان اعراض او رفتان مکن
بلکہ شکر حق کن و نان بخش کن
از جوالش زود بیرون آمدی

جز کہ درلابہ و دعا بر سر زنی
دست و سر برداون رزقش گواہ
تا ہم ازوی جوید آنکہ رزق جست
مستی ازوی جو مجو از بنگ و خمر
نصرت ازوی خواہ نی از عم و خال
این کرا خواہی در ان دم خواندن
تا تو باشی وارث ملک جہان
یہرب المولود یوما من ابیہ
کہ بت تو بود و از رہ مانع او
چون ز نقشی انس دل میبافتی
ور تو بر گردند و در خصمی روند
انچہ فردا خواست شد امروز شد
تا قیامت عین شد پیشین مرا
عمر با ایشان بپایان آورم
شکر کز عیبش بگہ واقف شدم
عاقبت معیوب بیرون آمدی
مال و جان دادہ پی کالہ عیب
شاد شادان سوے میخانہ شدم
پیش ازان کہ عمر بگذشتی فزون
حیف بودی عمر ضایع کردنم
پای خود را واکشم من زود زود
گر رشک و حقد او بیرون زند
خویشتن را ابلہ و نادان مکن
کہ نہ گشتی در جوال او کہن
تا بجوئی یار صدق سرمدی

یار ایسا کر ترے بعد از فنا — اسکی یاری کا ہو رشتہ سہ بلا
ہووے وہ سلطان و شاہ رفیع — یا کہ ہو مقبول سلطان و شفیع
کھوٹے ہیں مکر و دغل سے تو چھٹا — عزت اسکی پیش اجل دیکھے سوا
ظلم تجھپر خلق کا اندر جہان — گر تو جانے گنج زر کا ہی نہان
ایسا تجھے خلق کو بدخو کرے — تا کہ تو ناچار منہ اس سو کرے
کر یقین تو کہ وہ آخر میں سبھی — تیرے دشمن ہون کرین دشمنی
تا کہ تو چلائے اندر گور کے — لا تذرنی فرداً قرآن سے پڑھے
ظلم تجھپر عہدوانی سے بھلا — عہد باقی تیری بخشش سے سدا
عقل سے سن اہل غلہ بات کو — گندم ارض اللہ میں اپنی تو بو
تا کہ چور اور رہزن سے بس امین تو ہو — دیو سے بچہ کو مار اور دیو کو
وہ ڈراتا تجھکو ہر دم فقر سے — صید کر تو کبک کی مانند اسے
باز سلطانی ہی تو اے کامگار — شرم ہی گر کبک کا تو ہو شکار
کی وصیت تخم بویا وعظ کا — تھی زمین شور انکی نہ آگا
گرچہ ناصح سو نصیحت ہی رکھے — گوش شنوا پند کو بس چاہیے
لطف سے سو پند تونے اسکو دی — پند سے کرتا ہی وہ پہلو تہی
ایک ناشنوا بہت تکرار سے — کہنے والے سو کو عاجز کرے
انبیا سے کون ہی ناصح سوا — کہ حجر ریزہ دم انکے نے کیا
لو وہ پتھر آگئے اس دم سے بکار — ڈھلا بدبخت کا نہ بند اور بار

تا زمین یاری کہ بعد مرگ تو — رشتہ یاری او گردد سہ تو
آن مگر سلطان بود شاہ رفیع — یا بود مقبول سلطان و شفیع
رستی از قلاب و آشوب و دغل — عز او دیدی عیان پیش از اجل
این جفای خلق بر تو در جہان — گر بدانی گنج زر آمد نہان
خلق را با تو چنین بدخو کند — تا ترا ناچار رخ زان سو کند
این یقین دان کہ در آخر جملہ شان — خصم گردند و عدو و سرکشان
تا بمانی با فغان اندر لحد — لا تذرنی فرد خواہان از احد
ای جفایت بہ ز عہد وافیان — ہم ز داد تست عہد باقیان
بشنو از عقل خود ای انباردار — گندم خود را بارض اللہ سپار
تا شود ایمن ز دزد و از شپش — دیو را با دیو چہ زوتر بکش
کو ہمی ترساندت ہر دم ز فقر — ہمچو کبکش صید کن ای نرہ صقر
باز سلطانی عزیز و کامیار — ننگ باشد گر کند کبکت شکار
بس وصیت کرد و تخم وعظ کاشت — چون زمین شان شورہ بد سودی نداشت
گرچہ ناصح را بود صد داعیہ — پند را اذنی بباید واعیہ
تو بصد تلطیف پندش میدہی — او ز پندت میکند پہلو تہی
یک کس نامستمع ز استیز و رد — صد کس گویندہ را عاجز کند
ز انبیا ناصح تر و خوش لہجہ تر — کی بود کہ گرفت دمشان در حجر
زانچہ سنگ و کوہ در کار آمدند — می نشد بدبخت را بگشادہ بند

بیان میں اسکے کہ عطاے حق تعالی موقوف اوپر قابلیت کے نہیں ہی جیسے کہ بخشش مخلوق کی کہ اسکو قابلیت چاہیے کس واسطے کہ عطاے حق کی قدیم ہی اور قابلیت حادث کہ وہ صفت حق کی ہی اور یہ صفت خلق کی

در بیان آنکہ عطای حق و قدرت او موقوف بر قابلیت نیست ہمچون داد خلقان کہ آنرا قابلیت باید زیرا کہ عطاے حق قدیم ست و قابلیت حادث کہ آن صفت حق ست و این صفت خلق

ایسے دل کہ انمین تھی ہر ما و من — انکی ہوئی تعریف اشد قسوہ
ہو عطا مبدل کی اس دل کی روا — جو وہ حق کو قابلیت نی روا
خود اسی کی قابلیت تو ہی مغز — قابلیت پوست اور ہی جو مغز
جیسے موسی کا عصا اژدر ہوا — اور خورشید درخشان کف بنا
انبیا کے معجزے لاکھوں جو ہین — کہ ہماری عقل مین کب آسکین
ہو تصرف حق کا از اسباب سے — نیست کو بس قابلیت کان سے ہی
شرط ہوئی فعل حق کو قابلی — آتا نی معدوم ہستی مین کوئی
سنت اسباب طریقہ بس رکھا — طالبون کے واسطے زیر سما
بیشتر احوال سنت پر چلے — اور کبھی سنت کو قدرت پھاڑ دے
سنت و عادت رکھی ہے بامزہ — پھر کیا ہے خرق عادت معجزہ
گر نہ عزت بے سبب ہمکو ملے — بے سبب قدرت نہیں معزول کی
ای گرفتار سبب باہر نہ جا — پر سبب کو نہ جان اس سے جدا
جو سبب چاہتا کرتا وہ ہی — قدرت مطلق سبب کو پھاڑ دے
حکم جاری ہی سدا اسباب سے — تا مرادین پا نا طالب جان لے
از سبب ہو را کیا ڈھونڈھتے مرید — رہ پر آتے ہین سبب ظاہر پدید
یہ سبب ہے پس ہین اندر دیدہ کے — اسکی صنع دیکھ کب کوئی سکے
ایسا دیدہ ہو سبب کو پھاڑ دے — اور اٹھے پردہ وہ جز تیر
لامکان مین تا سبب دیکھے وہ — جانے بیہودہ وہ جہد اسباب کو
یہ سبب سے ہی آتا خیر و شر — واسطہ اسباب کب ہی ای پدر
جز خیال پا اندر اس راہ مے — عقل تیری تا نہ چھوٹے دل سے

آنچنان دلہا کہ بدشان ما و من — نعتشان شد بل اشد قسوہ
چارہ آن دل عطای مبدلیست — داد او را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست — داد لب و قابلیت ہست پوست
اینکہ موسی را عصا ثعبان شود — ہمچو خورشیدی کفش رخشان شود
صد ہزاران معجزات انبیا — کان نگنجد در ضمیر و عقل ما
نیست از اسباب تصریف خدا — نیستہا را قابلیت از کجا
قابلی گر شرط فعل حق بدی — ہیچ معدومی بہستی نامدی
سنتی بنہاد و اسباب و طرق — طالبان را زیر این ازرق تتق
بیشتر احوال بر سنت رود — گاہ قدرت خارق سنت شود
سنت و عادت نہادہ با مزہ — باز کردہ خرق عادت معجزہ
بی سبب گر عز بما موصول نیست — قدرت از عزل سبب معزول نیست
ای گرفتار سبب بیرون مپر — لیک عزل آن مسبب ظن مبر
ہرچہ خواہد آن مسبب آورد — قدرت مطلق سببہا بر درد
لیک اغلب بر سبب راند نفاذ — تا بداند طالبی جستن مراد
چون سبب نبود چہ رہ جوید مرید — پس سبب در راہ می آید پدید
این سببہا بر نظرہا پردہ ہاست — کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست
دیدہ باید سبب سوراخ کن — تا حجب را بر کند از بیخ و بن
تا مسبب بیند اندر لامکان — ہرزہ بیند جہد و اسباب و دکان
از مسبب میرسد ہر خیر و شر — نیست اسباب و وسایط ای پدر
جز خیال منعقد بر شاہراہ — تا بماند دور غفلت چند گاہ

ابتدائے خلقت جسم آدم علیہ السلام مین کہ جبرئیل علم کو حکم ہوا واسطے لانے خاک کے

چاہی صانع نے جو ابتلا و شر — واسطے بس امتحان خیر و شر
پس کہا جبریل صادق کو کہ جا — اور زمین سے ایک مٹھی خاک لا

در بیان ابتدای خلقت آدم کہ جبرئیل را امر شد با آوردن خاک

چونکہ صانع خواست ایجاد بشر — از برای ابتلای خیر و شر
جبرئیل صدق را فرمود رو — مشت خاکی از زمین بستان گرو

پس کمر باندھی گیا سوے زمین | تا بجا لاے حکم رب العالمین
ہاتھ جانب خاک کے جو لیگیا | خاک اسدم بھاگی اس سے ظاہرا
پس قسم شاہ خاک نے کی اور کہا | حرمت حق کے لیے اے مشفقا
چھوڑ مجھکو میری جان کو اور جا | مجھسے منھ پھیر اور تو گھوڑا پھرا
کشمکش کی آفت و تکلیف سے | واسطے حق کے تو مجھکو چھوڑ دے
واسطے اس لطف حق کے کہ تجھے | کرکے مقبول علم کل ظاہر کیے
تو فرشتون کا معلم ہو گیا | اور حق سے باتین کرتا ہے سدا
انبیا کا ایلچی تو ہوئیگا | تو ہے جان بے تن حیات دائما
افضل اسرافیل سے تو اسلیے | وہ حیات تن تو حیات دائما
صور اسکا پرورش تن کی کرے | نفخ تیرا پرورش دل کی کرے
جان جان تن حیات اک دل کی ہے | ذات افضل تیری از رہ عقل کے
رزق میکائیل پھر اس تن کو دے | رزق سعی تیری دل روشن کو دے
ناپ کر وہ کیل سے دامن بھرے | رزق تیرا کیل مین نہ آسکے
بہتر عزرائیل قاہر سے تو ہے | جیسے سبقت قہر پر رحمت کو ہے
عرش کے حامل ہین یہ چار اور تو شاہ | بہتر ان چارون سے ہے باعلم آلہ
حشر کو تو آٹھ حامل پائیگا | بھی تو ان آٹھون مین افضل ہوئیگا
اسطرح کہتی تھی اور روتی تھی وہ | کیا ہی مقصد بھید بس لیتی تھی وہ
معدن شرم و حیا جبرئیل تھا | راستہ بند اسنے قسمون سے کیا
بس قسم شاہ کی و دین قسمین اسے | پھر گیا اور عرض کی اللہ سے
ہین تو آسمان جانون تیرے کام کو | جو کہ گذرا ماجرا جانے ہے تو
وہ لیا نام اک اسکے ہول مین | چرخ ساتون باز پھرنے سے رہین
جو قسم دی مجھکو تیرے نام کی | تیری رحمت عام ہے احسان بھی
شرم آئی مجھکو تیرے نام سے | ورنہ مٹھی خاک لینا سہل ہے
تو نے قوت دی فرشتون کو ہے وہ | کہ وہ دم مین پھاڑ دین افلاک کو
قدر قوت کیا ہے مٹھی خاک کو | چھلنے مین پر ہر رحمت فوق جبر

او میان بست و بیامد بر زمین | تا گزارد امر رب العالمین
دست سوی خاک برد آن مؤتمن | خاک خود را درکشید از وی بفن
پس زبان بگشاد خاک و لابه کرد | کز برای حرمت خلاق فرد
ترک من گو و برو جانم ببخش | رو بتاب از من عنان خنگ رخش
در کشاکشهای تکلیف و خطر | بهر الله هل مرا در گذر
بهر آن لطفی که حقت برگزید | کرد بر تو لوح علم کل پدید
تا ملایک را معلم آمدی | دائما با حق مکلم آمدی
هم سفیر انبیا خواهی بدن | تو حیات جان وحیی نی بدن
بر سرافیلت فضیلت بود از آن | کو حیات تن بود تو آن جان
بانگ صورش نشأت تنها بود | نفخ تو نشو دل یکتا بود
جان جان تن حیات دل بود | پس ز وانش ذات تو فاضل بود
باز میکائیل رزق تن دهد | سعی تو رزق دل روشن دهد
او بداد کیل پر کرد ذیل | داد رزق تو نمی گنجد بکیل
هم ز عزرائیل با قهر و عطب | تو بهی چون سبق رحمت بر غضب
حامل عرش این چهارند و تو شاه | بهترین هر چهاری زانتباه
روز محشر هشت بینی حاملانش | هم تو باشی افضل هشتان بش
همچنین میگفت و میگریست | بوی میبرد او کزان مقصود چیست
معدن شرم و حیا بد جبرئیل | بست آن سوگندها بر وی سبیل
بسکه لابه کرد و سوگندش بداد | بازگشت و گفت یا رب العباد
من نبودستم بکارت سرسری | لیک از آنچه رفت تو داناتری
گفت نامی که ز هولش ای بصیر | هفت گردون باز ماند از مسیر
چون بنام تو مرا سوگند داد | رحمت عام است و احسان و داد
شرم آمد گشتم از نامت خجل | ورنه آسان است نقل مشت گل
چون تو قوت داده املاک را | که بدرانند این افلاک را
مشت خاکی را چه قدر و قوت است | برگرفتن لیک غالب رحمت است

حکم آنا میکائیل کو کہ ایک مٹھی خاک واسطے خمیر جسم آدم کے زمین سے لا اور زاری کرنا زمین کا اور چھوڑ دینا اُسکا

بولا میکائیل کو نیچے تو جا / اور اُس سے ایک مٹھی خاک لا

جبکہ میکائیل آیا خاک لے / اور بڑھایا ہاتھ لینے کے لیے

خاک کانپی اور لگی بھاگنے / اور لگی رونے وہ سب کے سامنے

اور خوشامد سوز دل سے پس بہت / اور درد کر کے قسمیں اسکو دین

کہ قسم اُس رحمت رحمٰن کی ہے / کہ کیا ہے عرش کا حامل تجھے

اشیاء کیل رزق عالم کا تو / آب دے ہے تشنگان فضل کو

کیونکہ میکائیل مشتق کیل سے / کیل سے جو رزق کو تقسیم کرے

امان دے مجھکو اور آزاد کر / کہتی ہوں رو رو کے میں خون جگر

رحم حق کی کان آگے ہیں ملک / بولا کیسے زخم پر چھڑکوں نمک

دیو جیسے قہر کی اک کان ہے / کہ کرتا ہے فغان انسان سے

سبق رحمت ہے غضب پر مشفقا / وصف میں خالق کے ہے لطف تھا

عادت اُسکی رکھتے بندے ہیں وے / اُسکی آب جو سے پر مشک انکی ہے

وہ رسول حق رہا وہی سلوک / بولے الناس علیٰ دین ملوک

آگے میکائیل خالق کے گیا / ہاتھ خالی بس غرض سے اُسکے تھا

بولا اے دانائے راز و کبریا / کی خوشامد خاک نے نوحہ کیا

خاک کی زاری سے میں عاجز ہوا / جو کہ گریہ آنسے از بسکہ کیا

آگے تیرے اشک کی جو قدر ہے / مجھکو کیا قدرت کہ لاؤں نہ سنے

آہ و زاری کو ہے قدر آگے ترے / ترک حق اُسکا نہ مجھسے ہو سکے

آگے تیرے قدر رکھے چشم تر / کس طرح میں اُسکو روں جنگ کر

دعوت زاری ہے دن میں پانچ بار / سوے بندہ کہ شتاب آ شتاب

فرمان آمدن میکائیل را کہ از روی زمین قبضہ خاک بردار جہت تخمیر وجود آدم و زاری کردن او و در گذشتن او

گفت میکائیل را رو تو بزیر / مشت خاکی در ربا زوی دلیر

چونکہ میکائیل شد تا خاکدان / دست کرد او تا کہ برباید از آن

خاک لرزید و درآمد در گریز / گشت او لابہ کنان و اشک ریز

سینہ سوزان لابہ کرد و اجتہاد / با سرشک خویش سوگند داد

کہ بحق لطف رحمٰن حمید / کہ بکردت حامل عرش مجید

کیل ارزاق جہان را مشرفی / تشنگان فضل را تو مغرفی

زانکہ میکائیل از کیل اشتقاق / دارد و کیال شد در ارتزاق

کہ امانم دہ مرا آزاد کن / بین کہ خون آلود میگویم سخن

معدن رحم الہ آمد ملک / گفت چون ریزم بر ریش این نمک

ہمچنانکہ معدن قہرست دیو / کہ برآورد از بنی آدم غریو

سبق رحمت بر غضب ہست ای فتیٰ / لطف غالب بود در وصف خدا

بندگان دارند لابد خوی او / مشکہاشان پر ز آب جوی او

آن رسول حق قلاوز سلوک / گفت الناس علیٰ دین الملوک

رفت میکائیل پیش رب دین / از غرض خالی دو دست و آستین

گفت ای دانای سر و شاہ دین / گرد خاکی لابہ گر نوحہ و انین

خاکم از زاری و نوحہ بستہ کرد / گریہ بسیار کرد آن روی زرد

آب دیدہ پیش تو با قدر بود / من نتانستم کہ آرم ناشنود

آہ و زاری پیش تو بس قدر داشت / من نتانستم حقوق آن گذاشت

پیش تو بس قدر دارد چشم تر / من چگونہ گشتمی استیزہ گر

دعوت زاریست روزی پنج بار / بندہ را کہ در نماز آ و بزار

بانگ خوش الحان کہ حی علی الفلاح
وہ فلاح اور زاری رکھتی ہے صلاح
جسکو چاہے تو کرے غم سے خراب
کردے زاری کی تو اسپر بند باب
تا بلا آئے کہ نہ دفع ہو وہ
جو نہ زاری سے شفاعت خواہ ہو
جسکو چاہے تو بلا سے دے نجات
اسکی جان کو دے تو زاری کی صفات
تو نے قرآن مین کہا وہ اُمتین
کر بڑے اک قہر نے گھیرا انھین
جو نہ کرتی تھین وہ زاری اس گھڑی
تا بلا وہ نازل آ سینے ہو پڑی
لیکن انکا دل ہوا تھا جو سیاہ
وہ گنہ انکو عبادت تھا دکھا
جو نہین جانے ہے مجرم آپ کو
کیسے جاری چشم سے آب اسکی ہو

نعرهٔ موذن که حی علی الفلاح
آن فلاح آن زاریست اقتراح
آنکه خواهی کز غمش خسته کنی
راه زاری بر دلش بسته کنی
تا فرود آید بلا بی دافعی
چون نباشد از تضرع شافعی
وآنکه خواهی کز بلایش واخری
جان او را در تضرع آوری
گفته اندر نبی کان امتان
که بر ایشان آمد آن قهر گران
چون تضرع می نکردند آن نفس
تا بلا از ایشان بگشتی باز پس
لیک چون شان چو قاسی گشته بود
آن گنه با شان عبادت می نمود
تا نداند خویش را مجرم عنید
آب از چشمش کجا داند دوید

قصہ یونس علیہ السلام کا اُس بیان مین کہ زاری دفع بلائے آسمانی ہے

قصه قوم یونس علیه السلام و در بیان آنکه تضرع و زاری دفع بلای آسمان ست

قوم یونس پر جو نازل ہوئی بلا
ابر پر آتش فلک سے اک چلا
ڈالتا تھا بجلی اور جلتے تھے سنگ
اور گرجتا ابر فق ہوتے تھے رنگ
بام پر اُس رات وہ سب لوگ تھے
کہ بلا نازل ہوئی افلاک سے
جو گئے تھے یونس انکے پاس سے
باعث انکار و کینہ قوم کے
جو انھون نے دیکھے آثار بلا
بس لگے کرنے وہ زاری التجا
سب وہ نیچے اُتر آئے بام سے
سر برہنہ جانب صحرا سے گئے
پھینکے بچے اپنے باہر ماؤن نے
تا وہ سب چلانے اور رونے لگے
پس نماز شام سے سب تا سحر
خاک سر پر ڈالتے تھے وہ نفر
یان تلک آواز بیٹھ انکے گئے
رحم آخر آگیا اُس قوم پے
بعد ناامیدی و آہ و بکا
تھوڑا تھوڑا ابر وہ چھٹنے لگا
قصہ یونس کا ہے چوڑا اور بڑا
وقت کہنے کا ہے قصہ خاک کا
پاس حق کے قدر زاری کی جو ہے
وان جو ہے زاری کو قیمت کس جگہ ہے
باندھ داب اپنی کمر امید با
اُٹھ اے رونے والے او کہہ شاد
زاری کرتا رہ کہ تا تو خوش رہے
اور رو تو بیدہان تا تو ہنسے

قوم یونس را چو پیدا شد بلا
ابر پر آتش جدا شد از سما
برق می انداخت می سوخت سنگ
ابر می غرید میریخت رنگ
جملگان بر بامها بودند شب
که پدید آمد ز بالا آن کرب
چونکه یونس از میانشان رفته بود
از جحود و حقد آن قوم عنود
لیک چون دیدند آثار بلا
در تضرع آمدند و لابها
جملگان از بامها شیب آمدند
سر برهنه جانب صحرا شدند
مادران بچگان برون انداختند
تا همه ناله و نفیر افراختند
از نماز شام تا وقت سحر
خاک میکردند بر سر آن نفر
جملگی آوازها بگرفته شد
رحم آمد بر سر آن قوم لد
بعد نومیدی و آه ناشگفت
اندک اندک ابر وا گشتن گرفت
قصه یونس درازست و عریض
وقت خاکست و حدیث مستفیض
چون تضرع را بر حق قدرهاست
آن بها که آنجاست زاری را کجاست
هین امید اکنون میان را چست بند
خیز ای گرینده و دایم بخند
با تضرع باش تا شادان شوی
گریه کن تا بیدهان خندان شوی

کہ برابر رکھتا ہے شاہ مجید	فضل میں اشک کو با خون شہید
ہر کہ زاری کا ہو سوز و درد سے	مرد کو ہیچ و اثر زاری سے
کی خوشامد اشک کو جاری کیا	رحمت آئی وہ غضب دفع کیا

که برابر می نهد شاه مجید	اشک را در فضل با خون شهید
هر تضرع کو بود با سوز و درد	آن تضرع را اثر باشد بمرد
لابه کرد و اشک چشم خویش ریخت	رحمت آمد دان غضب دا[illegible]

بھیجنا اسرافیل علیہ السلام کا جانب خاک کے کہ جا ایک مٹھی خاک کی لے واسطے ترکیب بدن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرستادن اسرافیل علیہ السلام را بخاک کہ برو قبضہ برگیر از خاک بہر ترکیب آدم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ

حکم اسرافیل کو حق نے دیا	کہ تو جا اور ایک مٹھی خاک لا
آیا اسرافیل جانب خاک کے	پھر کیا آغاز وہ ہی اس طرح
اے فرشتے صور والے بحر حیات	پاتے ہیں دم سے تیرے جان اہل موات
پھونکے اندر صور کے تو اک صدا	پر ہو محشر خلق سے بعد از فنا
صور میں پھونکے کہے تو الصلا	تم اٹھو اے کشتگان کربلا
اے ہلاکت دیدہ تیغ مرگ سے	خاک سے نکلو مثال برگ کے
تیری رحمت اور گرفت ہوں جان کی	حشر پر ہو تیرے احیا سے سبھی
تو ہے رحمت کا ملک رحمت نما	عرش کا حامل ہے تو قبلہ سخا
عرش ہے کان جود و عدل کی	چار جو اس کے تلے بخشش بھری
جوئے شیر اور جوئے شہد لازوال	جوئے خمر و دجلہ آب زلال
عرش سے اندر بہشتوں کے گئیں	ان جہاں میں بھی وہ کچھ ظاہر ہوئیں
گرچہ آلودہ ہیں وہ چاروں یہاں	کس سے؟ زہر فنا سے اے جواں
گھونٹ ان چاروں سے تیرہ خاک پہ	ڈالا تو فتنہ اٹھا اس خاک سے
تاکہ ڈھونڈیں اصل اس کی یہ خسان	خود ہوئے قانع اسی پہ ناکسان
شیر دینے کو دیا اطفال کو	اور کیا چشمہ ہر سینہ زال کو
خمر دفع فکر و غصہ کے لیے	باغ میں چشمہ کیا انگور سے
شہد دارو واسطے رنجور کے	چشمہ باطن کو کیا زنبور کے

گفت اسرافیل را یزدان ما	که برو از خاک پر کن کف بیا
آن اسرافیل هم سوی زمین	باز آغازید خاکستان چنین
کای فرشته صور وای بحر حیات	که ز دمهای تو جان یابد موات
در دمی در صور یک بانگ عظیم	پر شود محشر خلایق از رمیم
در دمی در صور گویی الصلا	برجهید ای کشتگان کربلا
ای هلاکت دیدگان از تیغ مرگ	بر زنید از خاک سر چون شاخ و برگ
رحمت تو وان دم گیرای تو	پر شود این عالم از احیای تو
تو فرشته رحمتی رحمت نما	حامل عرشی و قبله دادها
عرش معدنگاه داد و معدلت	چار جو در زیر او بر مغفرت
جوی شیر و جوی شهد جاودان	جوی خمر و دجله آب روان
پس ز عرش اندر بهشتستان رود	در جهان هم چیزکی ظاهر شود
گرچه آلوده است اینجا آن چهار	از چه از زهر فنای ناگوار
جرعه بر خاک تیره ریختند	زان چهار و فتنه انگیختند
تا بجویند اصل آن را این خسان	خود بدان قانع شدند این ناکسان
شیر داد و پرورش اطفال را	چشمه کرده سینه هر زال را
خمر دفع غصه و اندیشه را	چشمه کرده از عنب در پا[illegible]
انگبین داروی تن رنجور را	چشمه کرده باطن زنبور را

آب اصل و نتاج گل کے واسطے
اور دھونے کو پلیدی کے لیے

طرح لیوین اپنے تا سوئے اصول
تو ہوئی قانع انھیں پر ای فضول

سن لے اتبو ماجرا اے خاک کو
کہ فسون کتنی ہی کیا اس پاک کو

سرزنش لے اتبو ماجرا اے خاک کو
پس رحم شاید کرتی ہی سو شکل سے

کہ قسم ہی ذات پاک ذو الجلال
کہ نکر اس قہر کو مجھپر حلال

اس برلنے کی مجھے لو آئے ہی
بدگمانی جائے ہی سر میں مرے

رحم کر مجھپر تو اور رحمت دکھا
مرغ کو آزار کب دیوے ہما

اے شفا و رحمت اہل درد کے
تو بھی کر جو کہ کیا دو نیک نے

لوٹ اسرافیل آیا پیش شا
اور کہا حق سے وہ عذر و ماجرا

حکم باہر سے دیا مجھکو کہ لے
دل میں پر عکس و رکیا القا مرے

حکم لینے کا کیا پس سو گوش
سختی دل سے کیا منع ہوش

رحمت اسکی بے نہایت بے بیان
وہ حکیم اور ہی کریم اور مہربان

غالب آئی ہی غضب پر رحمت اب
اے عجائب فعل و نیکو کار رب

آب بہر عام اصل و فرع را
از برای طہر و بہر کرع را

تا از بینایی بری سوی اصول
تو بدین قانع شدی ای بوالفضول

بشنو اکنون ماجرای خاک را
کہ چہ میگوید فسون محراک را

پیش اسرافیل گشتہ او بعیس
میکند صد گونہ شکل چاپلوس

کہ بحق ذات پاک ذو الجلال
کہ مدار این قہر را بر من حلال

من از این تقلیب بوی میبرم
بدگمانی میبرد اندر سرم

ہین ترحم کن بمن رحمت نما
زانکہ مرغی را نیازارد ہما

ای شفا و رحمت اصحاب درد
تو ہمان کن کان دو نیکوکار کرد

زود اسرافیل باز آمد بشاہ
گفت عذر و ماجرا نزد اله

کز برون فرمان بدادی کہ بگیر
عکس آن الہام کردی در ضمیر

امر کردی در گرفتن سوی گوش
نہی کردی از قساوت سوی ہوش

رحمت او بیحد ست و بیکران
او حکیم ست و کریم و مہربان

سبق رحمت گشت غالب بر غضب
ای بدیع افعال نیکو کار رب

حکم ہوا عزرائیل کو واسطے لانے مٹھی خاک کے وزاری کرنا خاک کا اور نہ سننا اور لیجانا عزرائیل کا بحکم خدا

فرمان آمدن عزرائیل بہ برداشتن خاک و تضرع کردن خاک و ناشنودن و برداشتن عزرائیل باذن خدا

بولا یزدان جلد عزرائیل کو
کہ تو دیکھ اس خاک پر تخئیل کو

اس ضعیفہ زال ظالم کو تو پا
ایک مٹھی خاک جلدی اس سے لا

پس وہ عزرائیل سرخیل قضا
سوی کرہ خاک لینے کو گیا

خاک عادل پر لگی پس چیخنے
وی قسم اور کھائیں قسمیں آپ نے

کہ اے بندے خاص اے حمال عرش
اے مطیع الحکم اندر عرش و فرش

جا بحق رحمت رحمن کے
جا بحق لطف جو تجھپر سے کیے

اور بحق شہ کہ وہ معبود ہی
تو وہ زاری کو کسی کی رد کرے

گفت یزدان زود عزرائیل را
کہ ببین آن خاک پر تخییل را

آن ضعیفہ زال ظالم را بیاب
مشت خاکی را بیاور بشتاب

رفت عزرائیل سرہنگ قضا
سوی کرہ خاک بہر اقتضا

خاک بر قانون نفیر آغاز کرد
داد سوگندش بسی سوگند خورد

کای غلام خاص ای حمال عرش
ای مطاع الامر اندر عرش و فرش

رو بحق رحمت رحمن فرد
رو بحق آنکہ با تو لطف کرد

حق شاہی کہ جز او معبود نیست
پیش او زاری کسی مردود نیست

حق حق اسکو کہ تجھ سے باز آ
بولا اس افسون سے نہ سکتا ہوں ذرا
بولا حکم آخر دیا آخر بحلم
بولا وہ تاویل ہے یا کہ قیاس
فکر میں تاویلیں ہیں بہت خوب ہیں
دل جلے میرا خوشامد پر تیرے
میں نہیں ہے رحم بل ان تین سے
گر طپانچہ لگے میرا اک یتیم
گر طپانچہ خوش ہے حلوے سے اسکے
دل جلے میرا تری فریاد پے
لطف قہروں میں ہی اندر ہے چھپا
قہر حق بہتر ہے سو حلم سے
قہر بد بہتر ہے دونوں حلم سے
لطف پنہاں قہر میں اسکے ہے
گمرہی اور بدگمانی کر رہا
وہ تعال سربلندی دے تجھے
اور میں اس حکم رو شن کو کبھی
یہ سنا سب کچھ تو اس خاک نے
دوسری صورت سے پھر وہ خاک
بولا کچھ تو بہتر بھی تجھکو
اگلے بات سوچ اور خوشامد
بندہ حکمی ہوں چھوڑوں حکم کو
میں بجز خلاق چشم و گوش و سر
غیر قول اسکے سے ہے بہرا کان
جان اس سے آئی وہ جان ہے

اے کہ تجھے حق سے فضیلت ہے بڑی
حلم سے تجھ کو چھپے رون ظاہر طلا
حکم دونوں ہیں وہ لے از راہ علم
تو نہ جا حکم صریح میں شک کے پر
کہ کرے تاویل اس تشبیہ میں
سینہ پر خون گریہ بیجد پر ترے
رحم کھا مجھکو افزوں ہے دلے
ہاتھ میں حلوا ہے اسکے وہ حلیم
غرہ اس حلوے سے ہے پر افسوس ہے
پر خدا نے قہر سکھلایا مجھے
ہے نہاں شکری میں لطف بے بہا
جان کی تو دے جان حق کرے
نعم رب اور نعم ہے مخلوق کے
جان بڑھے جو جان دے اسکے لیے
سر قدم کر جو کہے تجھکو کہ آ
وصل دے مستی دے اور سایہ دے
سب کے سکتا نہیں اس کی
کان نہ دے اسکے گمان پہ تجھے
سجدہ کرتی اور خوشامد میں مست
میرا سر اور جان ہے فدا اس کی
تو سوا اس کے دعا دل کو رکے
کہ بجا لے گرد کو دریا سے وہ
نہ سنوں جان کی اپنی خیر و شر
حکم اسکا جان سے شیریں تر ہے جان
مفت لاکھوں سکر کرتے ہیں جان

عین حق حق که دست از من جدا
گفت نتوانم بدین افسون کرد من
گفت آخر امر کو فرمود حلم
گفت آن تاویل باشد یا قیاس
فکر خود را گر کنی تاویل به
دل همی سوزد مرا بر لابه ات
نیستم بر رحم بل زان هر سه پاک
گر طپانچه می زنم من بر یتیم
این طپانچه خوشتر از حلوای او
بر نفیر تو جگر می سوزدم
لطف مخفی در میان قهرها
قهر حق بهتر ز صد حلم من است
بدترین قهرش به از حلم دو کون
لطفهای مضمر اندر قهر او
هین رها کن بدگمانی و ضلال
آن تعال او تعالیها دهد
خود مس آن امر نی تا ریح بیچ
این همه بشنید آن خاک نژند
باز از نوع دگر آن خاک پست
گفت ای سرخیز بو دزین بیان
گر شنیدیش تو کن لابه دگر
بنده فرمانم نیارم ترک کرد
جز از آن خلاق گوش و چشم و سر
گوش من از غیر گشت او کرست
جان از دو آمد یکتا بد او در جهان

ای ترا از حق فضیلتهای بسی
رو ترا باکم نباشد سر و تن
هر دو امر ست آن بگیر از راه علم
در صریح امر کم جو التباس
که کنی تاویل آن ناگفته به
سینه ام پر خون شد از شورابها
رحم کن کشتم تو ای دردنا
درد هر حلوا بکشش آن حلیم
در شود غره بحلوای او
لیک حق قهری همی آموزدم
در خم قهرست پنهان عشق بی بها
نسخ کردن جان ز حق جان کز بست
نعم رب العالمین و نعم عون
جان سپردن جان فزاید بهر او
سر قدم کن چونکه فرمودت تعال
مستی و جنت و سایه‌ها دهد
می نیارم کرد من و دیج بیج
زان کسان بد بدش ز گوش شد
لابه و سجده همیگردش چو مست
من سر و جان می نهم پیش ضیا
جز بدان باشد رحیم و داد گر
او سوا او کز بجا انگیز بد گرد
نشنوم از جان خود هم خیر و شر
امر او از جان من شیرین ترست
حصه شیران جان بہ پا در آنگهان

کیا ہی جان بہتر رکھوں اللہ سے	کہ جلاؤں کملی پسو کیا ہی شے	جان چہ باشد تا گزینم بر کریم	کیک چہ بود تا بسوزم زان گلیم
مین تیغ جانوں خیر جز اس خیر کے	صم بکم و عمی ہون اُسکے غیر سے	من ندانم خیر الا خیر او	صم بکم و عمی من از غیر او
غیر کی زاری سے بہرا میرا کان	کہ میں اُسکے ہاتھ میں ہوں جوں سنان	گوش من کرست از زاری کسان	کہ منم اندر کف او چون سنان

بیان میں اُسکے کہ جس مخلوق سے تجھکو ظلم پہونچے وہ مانند ہتھیار کے ہے جیسے کہ اس مثل میں قال الجدار للوتد لم تشقنی قال الوتد انظر الی من یدقنی عارف وہ ہے کہ رجوع کرے طرف ظاہر کے لیکن نہ جہل سے بلکہ واسطے ایک مصلحت کے جیسے کہ بایزید قدس سرہ نے کہا کئی برس ہوئے میں نے مخلوق سے نہ کہا اور نہ سنا اور مخلوق جانتی ہے کہ میں اُنسے کہتا و سنتا ہوں کس واسطے کہ مخاطب اکبر کو نہیں دیکھتے ہیں کہ وہ مانند صدا کے ہیں

در بیان آنکہ مخلوقی کہ ترا از وظلمی رسد بحقیقت آلتی ست چنانکہ در مثل ست قال الجدار للوتد لم تشقنی قال الوتد انظر الی من یدقنی عارف آن بود کہ رجوع کند بظاہر لیکن نہ از جہل بل برای مصلحتی چنانکہ بایزید قدس سرہ گفت چند سال ست با مخلوق سخن نگفتہ ام و نشنیدہ ام لیکن خلق بپندارند کہ با ایشان گویم و شنوم زیرا کہ مخاطب اکبر را نمی بینند کہ ایشان چون صدا اند

احمقانہ رحم ست چہ کہاں سے	اژدہا کے منھ میں جا حق کے لیے	احمقانہ از سنان رحمت مجو	ور دہان اژدہا ر دہم او
تو دم شمشیر سے رحمت نہ چاہ	کیونکہ وہ ہے تیغ اندر دست شاہ	از دم شمشیر تو رحمت مجو	زانکہ ہی چوگان بود در دست او
مت خوشامد کر سنان و تیغ سے	کہ وہ قبضہ میں پھنسے ہیں شاہ کے	با سنان و تیغ لابہ چون کنی	کو اسیر آمد بدست آن سنی
ہیں نہیں بت وہ آزر از رہ صنع کے	وہ بنوں آلہ بناے جو مجھے	او بصنعت آزرست و من صنم	آلتی کو سازدم من آن شوم
گر مجھے ساغر کرے ساغر بنوں	گر مجھے خنجر کرے خنجر بنوں	گر مرا ساغر کند ساغر شوم	ور مرا خنجر کند خنجر شوم
گر مجھے چشمہ کرے تو آب دوں	گر مجھے آتش کرے تو تاب دوں	گر مرا چشمہ کند آبے دہم	ور مرا ناری کند تابے دہم
گر مجھے بارش کرے خرمن میں دوں	گر مجھے ناوک کرے تن میں گھسوں	گر مرا باران کند خرمن دہم	ور مرا ناوک کند در تن جہم
زہر ڈالوں گر کرے وہ مجھکو مار	مہر رکھوں گر کرے وہ مجھکو یار	گر مرا ماری کند زہر افگنم	ور مرا یاری کند مہر افگنم

گر مرا شکر کند شیرین شوم / ور مرا حنظل کند پرکین شوم
اگر کرے شکر تو مین شیرین ہون / اگر کرے حنظل تو مین تلخی سے ہون

گر مرا شیطان کند سرکش شوم / ور مرا سوزان کند آتش شوم
اگر مجھے شیطان کرے سرکش ہون / گر مجھے سوزان کرے آتش ہون

من چو کلکم در میان اصبعین / نیستم در صف طاعت بین بین
مین ہون مثل خامہ اندر ہاتھ کے / نہ تردد کچھ ہو طاعت مین مجھے

خاک را مشغول کرد اندر سخن / یک کفی بربود زان خاک کہن
خاک کو مشغول باتون مین کیا / ایک مٹھی خاک کو اس سے لیا

ساحرانہ در ربود از خاکدان / خاک مشغول سخن چون بیخودان
مثل ساحر وہ زمین سے لیگیا / خاک باتون مین رہی بس مبتلا

برد تا حق تربت بی رای را / تا بہ مکتب آن گریزان پای را
خاک احمق کو وہ حق تک لیگیا / اس گریزان کو وہ مکتب تک لایا

گفت یزدان کہ بعلم روشنم / کہ ترا جلاد این خلقان کنم
بولا وہ خالق کہ مین ہون جانتا / کر دون جلاد تجھکو خلق کا

گفت یا رب دشمنم گیرند خلق / چون فشارم خلق را در مرگ حلق
بولا یا رب ہی سی دشمن ہوے خلق / جب دبا دون خلق کا مرنے مین حلق

تو روا داری خداوندا کہ تو / کہ مرا مبغوض و دشمن رو کنی
تو روا رکھیگا ای خالق مرے / کہ مجھے تو ترش رو دشمن کرے

گفت اسبابی پدیدارم عیان / از تب و قولنج و سرسام و سنان
بولا مین اسباب کردونگا عیان / تپ سے اور قولنج سے اندر جہان

از صداع و ماشرا و از خناق / وز زکام و از جذام و از فواق
اور سرسام و خناق و درد سر / اور زکام و ماشرا ورم جگر

سدہ و دیدان و استسقاء و سل / کسرات الصدر و لذع و درد دل
اور جذام و سدہ استسقا و سل / اور ذات الصدر و لذع و درد دل

تا بگردانم نظرشان از تو / در مرضہا و سببہای سہ تو
تجھسے پھیرین مین نظر انکی وہ سے / جانب امراض اور اسباب کے

گفت یا رب بندگان ہستند نیز / کہ بدرند این سببہای عزیز
بولا یا رب اور بندے دوسرے / کہ وہ ان اسباب کو ہین پھاڑتے

چشمشان باشد گذارا از سبب / برگذشتہ از حجب از فضل رب
انکی اسبابون سے گذری آنکھ ہی / اور پردون سے بھی تیر فضل سے

سرمۂ توحید از کحال حال / یافتہ رستہ ز علت و اعتلال
سرمہ توحید کو کحال سے / حال کے پایا تو علت سے چھٹے

ننگرند اندر تب و قولنج و سل / راہ ندہند این سببہا را بدل
دیکھتے کب ہین وہ اندر تپ و سل / راہ دیتے ہین سبب کو کب بدل

زانکہ ہر یک زین مرضہا را دوا / چون دوا پذیرد آن فعل قضاست
کیونکہ ہر اک ان مرض کی ہے دوا / نے دوا سے جائے جو وہ ہے قضا

ہر مرض دارد دوا میدان یقین / چون دوای رنج سرما پوستین
ہر مرض رکھے دوا تو کر یقین / جیسے سردی کی دوا ہے پوستین

چون خدا خواہد کہ مردی بفسرد / سردی از صد پوستین ہم بگذرد
جسکو ٹھہرانا خدا چاہے اگر / سردی صدہا پوستین مین دے اثر

در وجودش لرزہ بنہد کہ آن / نہ ز آتش کم شود نہ از دخان
لرزہ اسکے جسم کے اندر رکھے / نے دھوئین سے کم ہو وہ نے آگ سے

برتن او سردیی بنہد چنان / کان بجامہ بہ نگردد و آشیان
رکھے سردی ایسی اسکے جسم پے / کہ نہ کپڑا نہ مکان سے جا سکے

چون قضا آید طبیب ابلہ شود / ہر دوا در نفع خود گمرہ شود
جب قضا آئے طبیب ابلہ بنے / اور دوا گمراہ ہو تاثیر سے

کی شود محجوب ادراک بصیر / زین سببہای حجاب گول گیر
ہووے کب محجوب ادراک بصیر / ان سبب سے کہ رہے احمق اسیر

اصل بیند دیدہ چون اکمل بود / فرع بیند چونکہ مرد احول بود
اصل دیکھے دیدہ جو اکمل بنے / فرع دیکھے مرد جو احول بنے

آنا جواب کا حضرت عزت سے عزرائیل کو کہ جو کوئی نظر زخم و تیر پر نہ رکھیگا وہ تجھکو کبھی نہ دیکھیگا کہ تو بھی بمنزلہ ایک سبب کے ہے اگرچہ مخفی زیادہ ہے

قال اللہ تعالی ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

فرمایا اللہ تعالی نے اور میں قریب تر ہوں تمسے ولیکن تم نہیں دیکھتے ہو ۱۲

جواب حضرت عزت عزرائیل را کہ آنکہ نظر بہ زخم و تیر ندارد تو نیز بہ بیند کہ تو نیز سببی

اگرچہ مخفی تری ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

بولا یزداں جو کہ ہوویں اصل داں / پس سمجھے کب وے جو ہے وہ اندر میاں
گرچہ عاموں سے چھپایا آپ کو / آگے روشن دل کے بھی پردہ ہے تو
جو کہ انکو ہووے بس شکر اجل / مست کیسے ہوویں اندر دولا
تلخ کب ہو آگے انکے مرگ تن / قید چہ سے جائیں جو اندر چمن
چھٹ گئے قید جہان پیچ سے / کوئی روتا ہے گئے ہیچ سے
برج زنداں توڑنے کوئی اہلکار / دل کسی قیدی کا ہووے اس سے زار
سنگ مرمر توڑا ای افسوس ہے / تاکہ چھوٹے جان ہماری قید سے
سنگ مرمر خوب و سنگ استوار / برج زنداں کو رکھے تھا پائدار
توڑا جو اسکو کہ زندانی چھٹے / کاٹنا ہاتھ اس کا اس گنہ سے چاہیے
کوئی قیدی یہ بیہودہ بکے / اس سوا کہ سولی دیویں قید سے
تلخ کب آئے کہ لیجائیں اسے / زہر سے سانپوں کی جانب قند کے
جان ہوئی غوغا سے تن کے تنہا جسم / پر دل سے اڑتی ہے نہ پانوں سے
جیسے قیدی چہ کا دیکھے رات کو / خواب سے کہ اندر چمن اور باغ وہ
کہوے اسجا سے نہ لیجا ای خدا / تا اس گلشن میں کروں سیر فضا
حق کہے اسکو دعا کی مستجاب / جائے مت واللہ اعلم بالصواب
خواب ایسے دیکھے تو کیا خوب ہے / جائے جنت میں وہ دیکھے مرگ کو
کچھ بھی حسرت اسکو بیداری کی ہو / جسم با زنجیر و زندانی چہ ہو
مومن آخر آ تو اندر صف رزم / کہ ہوئی ہے آسمان پر تجھکو بزم

گفت یزدان ہر کہ باشد اصل دان / پس خدا کی بیند او اندر میان
گرچہ خویش از عامہ پنہان کردہ / پیش روشن دیدگان ہم پردہ
وانکہ ایشان را شکر باشد اجل / چون نظرشان مست باشد در دول
تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن / چون روند از چاہ و زندان در چمن
وارہیدند از جہان پیچ پیچ / کس نگرید بر فوات ہیچ ہیچ
برج زندانی شکست ارکانئے / ہیچ اندر رنجد دل زندانئے
کای دریغ آن سنگ مرمر شکست / تا روان و جان ما از حبس رست
آن رخام خوب و آن سنگ لطیف / برج زندان را ہمی بود و الیف
چون شکستش تا کہ زندانی برست / دست او در جرم ہم باید شکست
ہیچ زندانی نگوید این فشار / جز کسی کز حبس آرندش بدار
تلخ کی باشد کسی را کش برند / از میان زہر ماران سوی قند
جان مجرد گشتہ از غوغای تن / می پرد با پر دل بی پای تن
ہمچو زندانی چہ کاندر شبان / خسپد و بیند بخواب او گلستان
گوید ای یزدان مرا اینجا مبر / تا درین گلشن کنم من کر و فر
گویدش یزدان دعا شد مستجاب / وا مرو واللہ اعلم بالصواب
اینچنین خوابی ببین چہ خوش بود / مرگ نادیدہ بہ جنت در رود
ہیچ او حسرت خورد بر انتباہ / بر تن با سلسلہ در قعر چاہ
مؤمنی آخر در آ در صف رزم / کہ ترا بر آسمان بودست بزم

گر امید راہ بالا پر قیام
تو طلب میں رو جلا اپنا جگر
کھانے اور پینے سے منہ کو بند کر
آسمان سے دمبدم رکھ تو امید
دمبدم گردون سے آتا ہی تجھے
گر روان کھینچے تجھے کیا ہی عجب
ملک حق ہی یہ طلب تجھ میں اگر
گر تو کوشش میں طلب تا ہو فزون
خلق کہوے مر گیا مسکین فلان
تن مرا مثل ہمین کے سوئے ہے
جو کہ جان خفتہ گل احمر میں ہو
جان خفتہ کیا خبر تن سے رکھے
اے جان اندر جہان آنگون
گر تو چاہے جینا بے تن جان بھلا
بے بدن گر جان جی تیری دلا

مثل شمع پیش محراب ای غلام
مثل شمع سر کٹا تو رات بھر
آسمانی خوان کی جانب رکھ نظر
لاج گردون کی ہو این مثل بید
آب آتش رزق کو افزون کرے
عجز میں مست دیکھ و دیکھ اندر طلب
کیونکہ ہر طالب ملے مطلوب کو
تا ترا دل چاہ تن سے ہو برون
تو کہے زندہ میں ہون آ غافلان
آنکھون جنت میں کھلی ہم میں ہرے
غم ہے کیا تن سے جو اس گو بیچ ہے
سو یا گلشن میں و یا گلخن میں ہے
نغرہ یا لیت قومی یعلمون
پس فلک ایوان گر ترا ہو گیا
فی السماء رزقکم کسکی غذا

بر امید راہ بالا کن قیام
اشک میبار و همی سوز از طلب
لب فرو بند از طعام و از شراب
دمبدم از آسمان می آیدت
دمبدم از آسمان می آیدت
گر ترا آنجا کشد نبود عجب
کاین طلب در تو گروگان خداست
جهد کن تا این طلب افزون شود
خلق گوید مرد مسکین آن فلان
گر تن من همچو تنها خفته است
جان چو خفته چه خبر دارد ز تن
جان خفته چه خبر دارد ز تن
سبز جان در جهان آنگون
گر نخواهد زیست جان بی این بدن
گر نخواهد بی بدن جان تو زیست

همچو شمعی پیش محراب ای غلام
همچو شمعی سر بریده جمله شب
سوی خوان آسمانی کن شتاب
آب و آتش رزق می افزایدت
آب و آتش رزق می افزایدت
منگر اندر عجز و بنگر در طلب
زانکه هر طالب به مطلوبی سزاست
تا دلت زین چاه تن بیرون شود
تو بگوئی زنده ام ای غافلان
هشت جنت در دلم بشگفته است
گو بگلشن خفته یا در گولخن
گو بگلشن خفته یا در گولخن
نعرهٔ یا لیت قومی یعلمون
پس فلک ایوان که خواهد بدن
فی السماء رزقکم روزی کیست

بیان میں برائی چرب شیرین دنیا کے اور رابخ
ہونا اسکا طعام اللہ سے جیسے کہ فرمایا الجوع طعام اللہ
یحیی بہ ابدان الصدیقین ای فی الجوع یصل طعام
اللہ وابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی

در بیان وخامت چرب و شیرین دنیا و مانع
شدن آن از طعام اللہ چنانچہ فرموده الجوع
طعام اللہ یحیی به ابدان الصدیقین ای فی الجوع یصل
طعام اللہ و ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی

چھوٹے تو اس سے کہ روزی ہے کثیف
گر ہزارون سیر کھالے وہ غذا
کہ نہ پھولے پیٹ اور قولنج ہو

اور غذا پالے تو اور قوت شریف
جون پری ہو جائے سبک تو او صفا
لے تجھے معدہ تری لے جان کو

وار ہی زین روزی ریزہ کثیف
گر ہزاران رطل لوتش میخوری
که نه حبس با و قولنجت کند

در فتی در لوت و در قوت شریف
میروی پاک و سبک همچون پری
چار میخ معده آهنجت کند

اردو		فارسی	
اگر تو کم کھائے ہو بھوکا مثل زاغ	کھائے پر روگے ڈکار آخر دماغ	گر خوری کم گرسنه مانی چو زاغ	ور خوری پر گیرد آروغت دماغ
گتی کھائے سے ہو دق خشکی تجھے	کھائے گر افزون ہو بدہضمی تجھے	کم خوری خوی بد و خشکی و دق	پر خوری شد تخمه را تن مستحق
ہی طعام حق سے قوت خوشگوار	ایسے دریا میں ہو جون کشتی سوار	از طعام الله و قوت خوشگوار	در چنان دریا چو کشتی شو سوار
پس ہو روزہ میں صابر اور مصر	اس طعام حق کا ہر دم منتظر	باش در روزه شکیبا و مصر	دم بدم قوت خدا را منتظر
کہ وہ خلاق وجہان بردبار	بھیجتا ہی تحفہ اندر انتظار	کان خدای خوب کار بردبار	هدیه‌ها را می‌دهد در انتظار
منتظر رزق کا ہو مرد سیر	کہ وظیفہ جلد آئے یا کہ دیر	انتظار نان ندارد مرد سیر	که سبک آید وظیفه یا که دیر
اور مفلس ہر گھڑی ڈھونڈھے غذا	اشتہا میں منتظر رہوے سدا	بینوا هر دم همی گوید که کو	در مجاعت منتظر در ماند او
منتظر جو تو نہ ہووے نے ملے	وہ غذا دولت کی ستر طرح جو ہی	چون نباشی منتظر ناید بتو	آن نواله دولت هفتاد تو
ای پدر کر انتظار اور انتظار	خوان بالا کے لیے تو مرد وار	ای پدر الانتظار الانتظار	از برای خوان بالا مردوار
پاے آخر قوت ہر اک گرسنہ	شمس دولت چمکے اسپر ابتدا آ لے	هر گرسنه عاقبت قوتی بیافت	آفتاب دولتی بر وی بتافت
کھائے کم آش اہل ہمت میہمان	آش بہتر لائے پھر وہ میزبان	ضیف با همت چو آشی کم خورد	صاحب خوان آش بهتر آورد
ہمت کرے جز میزبا نان لئیم	بدگمانی سوے رزاق کریم	جز که صاحب خوان درویشی لئیم	ظن بد کم بر برزاق کریم
کر بلند اپنا تو سر جون کوہ کے	تا کہ پہلے نور خور تجھپر پڑے	سر بر آور همچو کوهی ای سند	تا نخستین نور خور بر تو زند
کہ سر کوہ بلند ای بخبر	بس ہی خورشید سحر کا منتظر	کان سر کوه بلند مستقر	هست خورشید سحر را منتظر

جواب میں اس غافل کے کہ کہتا تھا کیا اچھا ہوتا کہ موت جہان میں نہوتی اور اس جہان کو زوال نہوتا

در جواب آن مغفل که گفت چه خوش بودے که مرگ در جهان نبودی و این جهان را زوال نبودے

اردو		فارسی	
ایک کہتا تھا کہ خوش ہوتا جہان	گر نہ ہوتا موت کا ڈر درمیان	آن یکی میگفت خوش بودی جهان	گر نبودی پای مرگ اندر میان
دوسرا بولا نہ ہوتی مرگ گر	یہ جہان کہ سے نہ ہوتا مشتہر	آن دگر گفت ار نبودی مرگ هیچ	که نیرزیدی جهان پیچ پیچ
ہوتا خرمن ایک صحرا میں پڑا	بے کٹا بیکار دا بتر بے صفا	خرمنی بودی بدشت افراشته	مهمل و ناکوفته بگذاشته
مرگ کو جانا ہی تونے زندگی	بیج بویا خاک شورہ میں اخی	مرگ را تو زندگی پنداشتی	تخم را در شوره خاکی کاشتی
عقل کاذب ہی تری معکوس بین	زندگی کو مرگ جانے بالیقین	عقل کاذب هست خود معکوس بین	زندگی را مرگ پندارد یقین
ای خدا دکھلا دے تو ہر چیز کو	جیسے جاے مکر دنیا میں ہے وو	ای خدا بنمای تو هر چیز را	آنچنان که هست در خدعه سرا

کوئی مردہ حسرتی بر مرگ سے
ورنہ صحرا میں گیا وہ چاہ سے
اس مقام تنگ سے با رنج سے
مقعد صدق جو ہے ایوان دروغ
مقعد صدق جلیس حق ہوا
کر زندگی مردانہ تو لیے زندگی

رکھے حسرت ہوئی کم اس برگ سے
درمیان عیش و دولت انبساط کے
نقل کی سنے بڑی صحرا میں ہے
خاص بادہ ہوتے مخمور دوغ
اس گلاب آتشکدہ سے کھنچا
مرتو مردانہ ہیں اک دو دم ابھی

هیچ مرده نیست پر حسرت ز مرگ
ورنه از چاهی به صحرا اوفتاد
زین مقام ماتم و ننگین مناخ
مقعد صدق و نه ایوان دروغ
مقعد صدق و جلیس حق شده
ورنه کردی زندگانی دلیر

حسرتش آنست کش کم بود برگ
در میان دولت و عیش و گشاد
نقل افتادش به صحرای فراخ
بادهٔ خاصی نه مستی زدوغ
رسته زین آب و گل آتشکده
یک دو دم مانده‌ست مردانه بمیر

فما یرجی من رحمة الله تعالی المعطی النعم قبل استحقاقها
اس چیز میں کہ امید رکھتا ہو رحمت الله کی بخشنے والا نعمتوں کا ہے قبل حق اعیان
وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و رب بعد
ناامید کے اور وہ الله وہ ہے کہ نازل کرتا ہے باران کو بعد ناامید ہونے انکے اور
یورث فرحًا و رب معصیة میمونة و رب سعادة یاتی من حیث
بہت وقت دوری پیدا کرتی ہے خوشی کو اور بہت وقت گناہ مبارک ہوتا ہے اور بہت سعادت
یرجی النقم لیعلم ان الله یبدل سیاتهم حسنات
اور ہر اس جگہ سے امید رکھتا ہو خواری کا تاکہ جانے تحقیق الله بدلتا ہے گناہ انکے نیکیوں سے

فما یرجی من رحمة الله تعالی المعطی النعم قبل استحقاقها
وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و رب بعد
یورث فرحًا و رب معصیة میمونة و رب سعادة یاتی من حیث
یرجی النقم لیعلم ان الله یبدل سیاتهم حسنات

ہے حدیثوں میں کہ روز حشر کو
نفخ صور اک حکم ہے اس پاک سے
آئے پھر ہر ایک جان اور جسم میں
جان تن پہچانے اپنا وقت روز
اپنا تن پہچانے اسمیں جائے تب
جان عالم سوئے عالم جائے پھر
آشنا کس لیے کیا علم الله
جیسے پا پہچانے اپنی کفش جو
سالہا حشر اصغر ہے سحر
جیسے جان اڑتی ہے جانب خاک کے
آتے ہیں دین نامہ بخل و سخا
جبکہ وہ بیدار ہوں وقت سحر

حکم ہو ہر ایک تن کو کہ اٹھو
کہ اے ذرو سر نکالو خاک سے
جیسے صبح ہوش کو جان جسم میں
آئے ویرانہ میں اپنے جس گنج
جان زرگر سوئے درزی جائے کب
جان ظالم سوئے ظالم جائے پھر
جیسے بکری بچہ وقت صبح گاہ
کیوں نہ جانے جان اپنے جسم کو
حشر اکبر کو قیاس اس سے تو کر
نامہ اڑتا سیدھے الٹے ہاتھ سے
فسق اور تقوی انھوں نے جو کیا
اسکی جانب آئے پھر وہ خیر و شر

در حدیث آمد که روز رستخیز
نفخ صور امر است از یزدان پاک
باز آید جان هر یک در بدن
جان تن خود را شناسد وقت روز
جسم خود بشناسد و در وی رود
جان عالم سوی عالم میرود
که شناسا کردشان علم اله
پای کفش خود شناسد در ظلم
صبح حشر کوچک است ای مستجیر
آنچنانکه جان بپرد سوی طین
در کفش بنهند نامهٔ بخل و جود
چون شود بیدار او وقت سحر

امر آید هر یکی تن را که خیز
که برآرید ای ذرات سر ز خاک
همچو صبح هوش جان اندر بدن
در خرابهٔ خود درآید چون کنوز
جان زرگر سوی درزی کی شود
جان ظالم سوی ظالم میشود
چونکه بره میش وقت صبحگاه
جان تن خود چون نداند ای صنم
حشر اکبر را قیاس از وی بگیر
نامه پرد از یسار و از یمین
فسق و تقوی آنچه او خو کرده بود
باز آید سوی او آن خیر و شر

عادت اپنی کو ریاضت دی ہو جو ۔ وقت بیداری کے وہ ہی پائے وہ
گر ریاضت داده باشد خوی خویش ۔ وقت بیداری همان آید به پیش

گروہ کل تھا پاک تقوی دین سے ۔ نامہ سیدھے ہاتھ میں اسکو ملے
گر بداودی پاک با تقوی و دین ۔ نامه باز آید مر او را در یمین

گروہ کل گمراہ تھا نامہ سیاہ ۔ دیوین ہاتھ الٹے میں جون تھا شغرا
ور بداودی خام و زشت و باضلال ۔ چون غرا نامه سیه یابد شمال

خواب بیداری ہماری ظاہرا ۔ مرگ و محشر کے نشان پر دو گوا
هست ما را خواب بیداری ما ۔ بر نشان مرگ و محشر دو گوا

حشر اصغر حشر اکبر کو دکھائے ۔ مرگ اصغر مرگ اکبر بتائے
حشر اصغر حشر اکبر را نمود ۔ مرگ اصغر مرگ اکبر را زدود

پر ہی یہ نامہ خیال اور ہی نہان ۔ حشر اکبر میں وہ ہووے بس عیان
لیک این نامه خیال است و نهان ۔ وان شود در حشر اکبر بس عیان

یہ خیال ایجا نہان ظاہر اثر ۔ صورتیں بکڑے خیال اس جا پر
این خیال اینجا نهان پیدا اثر ۔ زین خیال آنجا بروید صور

ہی مہندس کے خیال خانہ اک ۔ دل میں جیسے ہو زمین میں دانہ اک
در مهندس بین خیال خانه ۔ در دلش چون در زمینی دانه

وہ خیال اندر سے باہر آئے ہے ۔ جیسے اگتا تخم اندر خاک سے
آن خیال از اندرون آید برون ۔ چون زمین که زاید از تخم درون

جو وطن دل میں خیال اک کرے ۔ ایک صورت ہوئیگا دن حشر کے
هر خیالی کو کند در دل وطن ۔ روز محشر صورتی خواهد شدن

جسطرح دلمیں مہندس کے خیال ۔ جسطرح دانہ زمین میں ہو نہال
چون خیال آن مهندس در ضمیر ۔ چون نبات اندر زمین دانه گیر

ہین دو محشر سے چھپا قصہ یہ ہے ۔ مومنوں کو شرح میں حصہ ملے
مخلصم زین هر دو محشر قصه ایست ۔ مومنان را در بیانش حصه ایست

جب طلوع خورشید ہووے حشر کا ۔ خاک سے اٹھے ہر اک اچھا برا
چون برآید آفتاب رستخیز ۔ بر جهند از خاک زشت و خوب تیز

اور رواں ہوں سو دیوان قضا ۔ زر کھٹائی میں جیسے اچھا برا
سوی دیوان قضا پویان شوند ۔ نقد نیک و بد به کوره می روند

زر کھرا اقرانا زہے خوشیاں کرے ۔ اور کھوٹا زر زحیر ہووے گلے
نقد نیکو شادمان و ناز ناز ۔ نقد قلب اندر زحیر و در گداز

لحظہ لحظہ ہو رہا ہے امتحان ۔ بھید دل کا تن میں کرتا ہی عیان
لحظه لحظه امتحان ها می رسد ۔ سر دلها می نماید در جسد

تیل پانی جون دکھے قندیل سے ۔ یا کہ سبزہ خاک سے جیسے اگے
چون ز قندیل آب و روغن گشته فاش ۔ یا چو خاکی که بروید سبز باش

پس پیاز و زعفران سے آشکار ۔ کرتا سبز و دشت ہی از رہ بہار
از پیاز و زعفران و کوکنار ۔ سر دلها پیدا کند دشت بهار

ایک تو سرسبز نحن المتقون ۔ دوسرا اشکل بنفشہ سرنگون
آن یکی سرسبز نحن المتقون ۔ وان دگر همچون بنفشه سرنگون

ڈرسے باہر چشمے بس نکلے ہوئے ۔ ہو گئے دس چشمے خوف سخت سے
چشمها بیرون جهیده از خطر ۔ گشته ده چشمه ز بیم مستقر

انتظاری سے رہے دیدے کھلے ۔ تا نہ آئے نامہ الٹی سمت سے
باز مانده دیدها در انتظار ۔ تا که نامه ناید از سوی یسار

سیدھی جانب الٹی جانب دیکھتے ۔ کر نہ قسمت سیدھے نامہ کی گھٹے
چشم گردان سوی چپ سوی راست ۔ زانکه نبود بخت نامه راست کاست

نامہ لے ہاتھ میں اک شخص کے ۔ روسیہ ہو وہ جرم و فسق سے
نامه آید در دست بنده ۔ سر سیه از جرم و فسق آگنده

اسکے اندر اک نہیں توفیق و خیر ۔ جز دل آزاری صدیق و لیر
اندرو یک خیر و یک توفیق نه ۔ جز که آزار دل صدیق نه

پر ہو سر تا پا گناہ و حسد سے ۔ اور مسخر دستک اہل راہ سے
پر ز سر تا پای زشتی و گناه ۔ تسخر و خنبک زدن بر اهل راه

اسکی وہ مکاریان وہ چوریان
مثل فرعون وہ انا انائیان

جو پڑھے وہ اپنا نامہ روسیاہ
جانتے وہ زندان کی جانب مین چلا

پس چلے جون چور جانب دار کے
عذر کی رہ بند جرم آگے کھلے

وہ ہزارون حجت اور بدگفتگو
اسکے منہ پر ہو گئے جون میخ دو

رخت دزدی اسکے گھر تن مین بھرا
ہوگیا ظاہر وہ افسانہ گیا

پس چلا وہ سوے زندان سعیر
خار کو لیتے ہووے آتش سے گزیر

جون محافظ وہ فرشتے پیش و پس
تھے نہان ظاہر ہوئے مثل عسس

اسکو پس لیجائین آگے مار کر
کہ تو چل اے کتر بس اپنے نشان پر

کھینچتا ہی پانون وہ ہر راہ سے
تاکہ باہر آئے وہ اس چاہ سے

منتظر ہو کر کھڑا بس ہو سکے وہ
منہ کو پیچھے پھیرے امید[illegible]

اشک برساتا جون باران خزان
خشک امید اسکی کیا رکھے وہان

ہر گھڑی منہ پھیرے اپنا پشت کو
اور کرے درگاہ حق کی سمت رو

حکم حق آئے مقام نور سے
کہ کہو اسکو کہ اے کاذب گدھے

انتظاری کس لیے رکھتا ہے تو
منہ کو پیچھے کس لیے کرتا ہے تو

یہ ترا نامہ ہے جو تجھکو ملا
اے بلیس نائی گستاخ خدا

نامہ دیکھا تو نے اپنے فعل کا
دیکھ مت پیچھے و دیکھ اپنی جزا

بیہدہ کیون دیر کرتا ہے غبی
ایسے چہ مین کب امید روشنی

از رو ظاہر نہ طاعت ہے تجھے
سر باطن مین نہ نیت ہے تجھے

نہ مناجات و قیام شب تجھے
روزہ کی دن کو نہ خوف رب تجھے

نہ زبان کو روکا و نہ رنج سے
آگے پیچھے کی نہ تھی عبرت تجھے

آگے کیا ہی یاد مرگ اپنی سدا
پیچھے کیا ہی مرنا یارون قبل کا

نہ کہ جھکا توبہ کو نہ خروش
اے دغل گندم نما ہے جو فروش

جو ترازو تھی تری ٹیڑھی و دغا
سیدھی کیون ہو تیری ترازو سے جزا

پانون الٹا تھا جو اندر مکر کے
نامہ سیدھے ہاتھ مین کیونکر ملے

قدیہ ہر سایہ جزا
سایہ بھی ٹیڑھا ترا آگے پڑا

آن دغل کاری و دزدیهای او
وان چو فرعونان انا اناهای او

چون بخواند نامهٔ خود آن ثقیل
داند او که سوی زندانش رحیل

پس روان گردد چو دزدان سوی دار
جرم پیدا بسته راه اعتذار

آن هزاران حجت و گفتار بد
بر دهانش گشته چون مسمار ها

رخت دزدی بر تن و در خانه‌اش
گشته پیدا گم شده افسانه‌اش

پس روان گردد بزندان سعیر
که نباشد خار را ز آتش گزیر

چون موکل آن ملایک پیش و پس
بوده پنهان گشته پیدا چون عسس

میبرندش میسپوزندش به پیش
که برو ای سگ بکهدانهای خویش

میکشد پا بر سر هر راه او
تا بود که بر جهد زان چاه او

منتظر می‌ایستد تن میزند
بر امیدی روی واپس میکند

اشک میبارد چو باران خزان
خشک امیدی چه دارد او خزان

هر زمانی روی واپس میکند
رو بدرگاه مقدس میکند

پس ز حق امر آید از اقلیم نور
که بگوییدش که ای بطال کور

انتظار چیستی ای کان شر
رو چه واپس میکنی ای خیره سر

نامه‌ات آنست کت آمد بدست
ای خدا آزار ای شیطان پرست

چون بدیدی نامهٔ کردار خویش
مینگر واپس ببین جزای کار خویش

بیهده چه معطلی میکنی
در چنین چه کو امید روشنی

نه ترا از روی ظاهر طاعتی
نه ترا در سر باطن نیتی

نه ترا در شب مناجات و قیام
نه ترا در روز پرهیز و صیام

نه ترا حفظ زبان ز آزار کس
نه نظر کردن بعبرت پیش و پس

پیش چه بود یاد مرگ و نزع خویش
پس چه باشد مردن یاران پیش

نه ترا بر ظلم توبه پا خروش
ای دغا گندم نمای جو فروش

چون ترازوی تو کژ بود و دغا
راست چون جویی ترازوی جزا

چونکه پای چپ بدی در غدر و کاست
نامه چون آید ترا در دست راست

چون جزا سایه است ای قد تو خم
سایهٔ تو کژ فتد در پیش هم

اسطرح آوین خطاب اُسکو درشت — کہ پہاڑ اُلٹے ہون سنکے کوہ پشت
بندہ کہوے جو تو کہتا ہے خدا — ہین اسی لائق اسی لائق مین تھا
تو و بدی تو نے چھپائی حلم سے — ورنہ تو جانے فضیحت علم سے
پر ہمارے فعل و کوشش سے سوا — خیر و شر کفر و کنش سے ہے سوا
اور نیاز عاجزانہ خویش سے — اور خیال و وہم میرے پیش سے
عام لطفون سے ترے امید تھی — بس سوا اسکے راستی یا سرکشی
بے عوض لطف اور بخشش محض سے — تھی امید ای شاہ بے پروا مجھے
اُس کرم سے منہ ہون پیچھے پھیرتا — سوے فعل اپنے نہین ہون دیکھتا
مین نے اُس امید کی سو منہ کیا — کہ دیا پہلے سے تن مجھکو سوا
سفت تو نے خلعت ہستی دیا — تھا بھروسا مجھکو بس اُسپر سدا
جرم جو گنتا ہی اپنا اور خطا — محض بخشش آئے ہے اندر عطا
ای ملک پھر لا تو اُسکو اس جگہ — کہ تھی اسکی چشم دل سوے رجا
لاابالی سا کرون آزاد مین — اور خطاؤن پر کرون اب داد مین
لاابالی کو وہ ہوتا ہے مباح — لی زبان ہو اُسکو یا جرم و صلاح
آگ خوش روشن کرون مین با کرم — تا نہ رہے جرم و ذلت بیش و کم
آگ کہ شعلہ ہو اُسکا کم شرار — پھر جلاتی جرم جبر و اختیار
جو بین انسانی کے مین شعلہ کہون — خار کو گلزار روحانی کرون
نہ فلک سے بھیجے ہو آگاہ تم — کیمیا یصلح لکم اعمالکم
آگے نور مستقر کے خود ہے کیا — تا نیک کر دین اعمال تمہارے
گوشت کا ٹکڑا ہی اک اُسکی زبان — کروفر اور اختیار انسان کا
کان و ہڈی کے ٹکڑے مضمحل — آنکھ اسکی پارہ چربی کا عیان
تو ہی کٹیرا گندگی کا اک بھرا — مدرک اسکا قطرہ خون یعنی دل
تو منی سے ہے منی چھوڑ ای شہ — طمطراق عالم مین تو نے اک رکھا
— ای ایاز اُس پوستین کو یاد کر

آنچنان آید خطابات درشت — کہ شود کہ را از آن تا کوہ پشت
بندہ گوید آنچہ فرمودی بیان — صد چنانم صد چنانم صد چنان
خود تو پوشیدی تو بر ما را ز حلم — ور نہ میدانی فضیحتہا بعلم
لیک بیرون از جہاد و فعل خویش — از ورای خیر و شر کفر و کیش
وز نیاز عاجزانہ خویشتن — وز خیال و وہم من یا صد چو من
بود امید بلطف عام تو — از ورای راست بینی یا عتو
بخششی محض ز لطف بی عوض — بود امید ای کریم بی غرض
رو پس کردم بدان محض کرم — سوی فعل خویشتن می ننگرم
سوی آن امید کردم روی خویش — کہ وجودم دادہ از پیش بیش
خلعت ہستی بدادی رایگان — من ہمیشہ معتمد بودم بر آن
چون شمارد جرم خود را و خطا — محض بخشایش در آید در عطا
کای ملک باز آریدش ایمبا — کہ بدستش چشم دل سوی رجا
لاابالی وار آزادش کنیم — وان خطاہا را ہمہ خط بر زنیم
لاابالی را کسی باشد مباح — کش زیان نبود ز جرم و از صلاح
آتش خود بر فروزیم از کرم — تا نماند جرم و ذلت بیش و کم
آتشی کز شعلہ اش کمتر شرار — می بسوزد جرم جبر و اختیار
شعلہ در بنگاہ انسانی زنیم — خار را گلزار روحانی کنیم
ما فرستادیم از چرخ نہم — کیمیا یصلح لکم اعمالکم
خود چہ باشد پیش نور مستقر — کروفر و اختیار بو البشر
گوشت پارہ آلت گویای او — پیہ پارہ منظر بینای او
مسمع او از دو پارہ استخوان — مدرکش دو قطرہ خون یعنی جنان
کرمکی و از قذر آگندہ — طمطراق در جہان افگندہ
از منی بودی منی را واگذار — ای ایاز آن پوستین را یاد دار

قصہ ایاز کا اور حجرہ بنانا اُسکا واسطے پوستین

قصہ ایاز و حجرہ داشتن از جہت پوستین

وچپلی کے اور گمان کرنا دوسرے غلاموں کا کہ یہ دفینہ رکھتا ہے

اس ایاز پاک نے ایجاد کی | پوستین و چپلیاں اک جا رکھی
جا تا اس حجرہ میں وہ تنہا سدا | یہ تری چپلی ہے مت دیکھے علا
دی خبر شہ کو کہ حجرہ اسکا ہے | سیم و زر حجرہ کے اندر وہ رکھے
اسکے اندر نے کسی کو آنے دے | اور سدا در بند وہ اسکا رکھے
شہ نے اس بندہ سے حیران ہو کہا | کیا ہے مخفی مجھسے پوشیدہ ہے کیا
پس کہا اک میر کو تیار ہو | جا تو اس حجرہ میں آدھی رات کو
جو کچھ اسمیں پاوے تو لوٹ لے | بھید اسکا ہمنشیں پر کھول دے
باوجود ایسی وہ بخشش جود کے | سیم و زر پنہاں لئیمی سے رکھے
وہ دکھاتا ہے وفا و مہر و جوش | جان وہ گندم نما و جو فروش
جو کہ پاتا عشق میں ہے زندگی | اسکے آگے کفر ہو جز بندگی
نیم شب کو تیس کس سے میر نے | چاہا حجرہ کھولنا تدبیر سے
لے کے مشعل ساتھ اسکے مرداں | جانب حجرہ چلے بشادماں
حکم شہ ہے ہم اس حجرہ پر گریں | زر کی ہمیانی کو از بس لوٹ لیں
ایک کہتا تھا کہ ہیں کیا چیز زر | یہ کہو ہیں لعل و یاقوت و گہر
خاص خاص اک مخزن سلطان ہے وہ | بلکہ اب سلطان کی خود جان ہے وہ
اصل کیا ہے آگے اس معشوق کے | لعل و یاقوت و در شہوار ہے
شاہ کو اسپر نہیں تھا یہ گمان | اک ہنسی کرتا تھا از رہ امتحان
اسکو پاک آلودگی سے جانتا | وہم سے پر اسکا دل تھا کانپتا
کہ مبادا اسسے ہو رنجیدگی | میں نہ چاہوں اسکو ہو شرمندگی
اسنے گر کیا مرغوب ہے | جو کرے چاہیے مرا محبوب ہے
جو کرے محبوب نے میں نے کیا | وہ ہے میں اور میں ہوں گر میں چھپا
پھر وہ کہتا دور اسکے یہ خصال | یہ بناوٹ ہے یہ پوچ اور ہے خیال

وچارق وگمان خواجہ تاشان کہ او در حجرہ دفینہ ایست

ان ایاز زیرکی انگیخت | پوستین و چارقی آویخت
میرود هر روز در حجره خلا | چارقت اینست منگر در علا
شاه را گفتند او را حجره ایست | اندران پر سیم و پر زر خمره ایست
راه می ندهد کسی را آن درا | بسته میدارد همیشه آن در را
شاه فرمود ای عجب آن بنده را | چیست خود پنهان و پوشیده ز ما
پس اشارت کرد میرے را که رو | نیم شب بگشای در در حجره شو
هرچه یابی مر ترا یغماش کن | سر او را بر ندیمان فاش کن
باچنین اکرام لطف و بی عدد | از لئیمی سیم و زر پنهان کند
مینماید او وفا و مهر و جوش | وانگه او گندم نمای جو فروش
هر که اندر عشق باید زندگی | کفر باشد پیش او جز بندگی
نیم شب آن میر با سی معتمد | در گشاد حجره او رای زد
مشعله برکرده چندین پهلوان | جانب حجره روانه شادمان
کامر سلطانست بر حجره زنیم | هر یکی همیان زر در کش کنیم
آن یکی میگفت هی چه جای زر | از عقیق و لعل گوی و از گهر
خاص خاص مخزن سلطان ویست | بلکه اکنون شاه را خود جان ویست
چه محل دارد به پیش آن عشیق | لعل و یاقوت و زمرد یا عقیق
شاه را بر وی نبوده این گمان | تسخری میکرد بهر امتحان
پاک میدانستش از هر غش و غل | باز از وهمش همی لرزید دل
که مبادا کاین ازو خسته شود | من نخواهم که برو خجلت رود
این نکردست او وگر کرد او رواست | هرچه خواهد گو بکن محبوب ماست
هرچه محبوبم کند من کرده ام | او منم من او چه گر در پرده ام
باز گفتی دور از آن خوی و خصال | این چنین تخلیط و از زشت و خیال

اس ایاز پاک سے یہ ہے محال | کہ وہ یک دریا ہے بے پایاں مثال
از ایاز این خود محال ست و بعید | کو یکی دریاست قعرش ناپدید

ساتوں دریا ایک قطرہ اسمیں ہیں | ہستیاں سب موج اسکی سے کفین
هفت دریا اندرو یک قطرهٔ | جمله هستیها ز موجش چکرهٔ

جملہ پاکی اس سے دریا لیتے ہیں | مینا گر ایک ایک قطرے اسکے ہیں
جمله پاکیها ازان دریا برند | قطرهایش یک بیک میناگرند

شاہ شاہوں کا ہے بلکہ شاہ ساز | چشم بد کو نام رکھا ہے ایاز
شاه شاهانست بلکه شاه ساز | از برای چشم بد نامش ایاز

چشم نیک سیر بھی چشم بد سے ہے | حسن بے حد از رہ غیرت رکھے
چشمهای نیک هم بروی بدست | از ره غیرت که حسنش بی حدست

جون فلک چوڑا دہان چاہئیں ہوں | وصف اس رشک ملک کا تا کروں
یک دهان خواهم بپهنای فلک | تا بگویم وصف آن رشک ملک

ایسے سو ایسے ہیں پاؤں گر دہان | تنگ آ جائے وہ ایں اندر بیان
در دهان یابم چنین و صد چنین | تنگ آید در بیان آن امین

ڈھونڈ گر اسقدر میں بھی تو وے | شیشہ دل کا نازکی سے ٹوٹ جائے
این قدر هم گر نگویم ای سند | شیشهٔ دل از ضعیفی بشکند

شیشہ دل کا دیکھا نازک ہیں جو | ہیں یہ پہاڑا جا رہے تسکین کو
شیشهٔ دل را چو نازک دیده ام | بهر تسکین بس قبا بدریده ام

تین دن ہر ماہ کے ہیں ابتدا | بیگمان ہوتا ہوں دیوانہ سدا
من سر هر ماه سه روز ای صنم | بیگمان باید که دیوانه شوم

تین دن کا آج اول روز ہے | دن مبارک ہے نحوست نے رکھے
هین که امروز اول سه روزه است | روز پیروزست نی پیروزه است

جو کوئی دل غم میں ہو اس شاہ کے | اسکو پہلا دن ہو ہر دم ماہ سے
هر دلی کاندر غم شه می بود | دم بدم او را سر مه می بود

قصہ محمود و اوصاف ایاز | جو میں دیوانہ ہوا رکھے نہ ساز
قصهٔ محمود و اوصاف ایاز | چون شدم دیوانه رفت اکنون ز ساز

بیان میں اسکے کہ جو کچھ بیان ہوتا ہے صورت قصہ کی ہے کہ لائق ظاہر بینوں کے اور لائق آئینہ انکے ہے اور پاکی حقیقت اسکی سے میری گویائی کو شرم آتی ہے اور خجالت سے قلم منفعل ہوتا ہے

در بیان آنکه آنچه بیان شود صورت قصه است که در خور صورتگیرانست و در خور آئینهٔ ایشان و از قدوسی حقیقت آن نطق را شرم می آید و از خجالت قلم سر در پیش میکند

ہند دیکھا پیل نے میرے بخواب | طمع زر مست کر ہوا گاؤں خراب
زانکه پیلم دید هندستان بخواب | از خراج امید برده شد خراب

کیف یأتی النظم لی والقافیه | بعد ما ضاعت اصول العافیه
کیونکر آئے میرے واسطے نظم و قافیہ | بعد اسکے جو ضایع ہوئی اصل عافیت کی
کیف یأتی النظم لی والقافیه | بعد ما ضاعت اصول العافیه

ما جنون واحد لی فی الشجون | بل جنون فی جنون فی جنون
نہیں ہے جنون و دیوانگی میری ایک غم میں | بلکہ جنون میں جنون میں جنون ہے
ما جنون واحد لی فی الشجون | بل جنون فی جنون فی جنون

ذات جسمی من اشارات الکنی | مند عاینت البقاء فی الفنا
گلا جسم میرا اشاروں کو شرمندہ چشم سے | اسوقت سے کہ دیکھی ہے میں نے بقا فنا میں
ذات جسمی من اشارات الکنی | مند عاینت البقاء فی الفنا

دردسے میں ای ایاز عاجز ہوا / تیرے قصے سے تو کہ قصہ مرا
قصہ تیرے عشق کا میں نے پڑھا / اب تو پڑھ کہ تو مرا قصہ ہوا
پڑھتا ہے تو بالیقین اے مقتدا / تو ہی موسیٰ میں ہوں طور اور صدا
کوہ عاجز جانے کیا کیا قال ہے / کیونکہ وہ عاری ہے گو زقال سے
لیک موسیٰ جانتا ہے قال کو / کوہ بیچارہ نجانے کیا ہے وہ
ریزہ لائق کوہ بھی ہے جانتا / جسم لطف روح سے رکھے مزا
تن ہے اصطرلاب سا اندر حساب / اک نشانی روح سے جوں آفتاب
وہ منجم کیوں نہ ہووے چشم تیز / شرط ہووے مرد اصطرلاب ریز
اصطرلاب کرے اسکے لیے / جانے تا احوال سے خورشید کے
جان بھلا ڈھونڈھے جو اصطرلاب سے / چرخ و خور سے کس قدر ہی جان لے
دیکھے اصطرلاب دیدہ سے تو / بس جہاں میں دید قاصر ہے تو
تو نے قدر دید دیکھا ہے جہاں / مونچھ کیوں مروڑے جہاں وہ کہاں
سرمہ عارف پاس ہے وہ ڈھونڈھ تو / تاکہ دریا ہووے دیدہ مثل جو
عقل و ہوش ہو ساتھ میرے گر ذرا / کب ہو یہ بیہودہ گوئی ناروا
مغز میرا جو ہے خالی عقل سے / اس پریشان گوئی میں کیا جرم ہے
جرم اسکا کہ میری عقل لے / آگے اسکے عقل عقلا کل مرے
یا مجیر العقل فتان الحجی / ما سواک للعقول المرتجی
نہیں ہے سوا تیرے واسطے عقل کے امیدگاہ
ما اشتهیت العقل مذ جننتنی / ما حسدت الحسن مذ زینتنی
نہیں چاہا میں نے عقل کو جب سے کہ تو نے مجھے دیوانہ کیا / حسد کیا میں نے حسن پر جب سے تو نے زینت دی
هل جنونی فی هواک مستطاب / قل بلی والله یجزیک الصواب
آیا جنون میرا تیرے عشق میں نیک ہے / کہو ہاں کہ خدا جزای خیر تجھکو دیوے
فارسی میں خواہ عربی میں کہے / گوش شنوا کان ہے جو اسکو سنے
بادہ اسکی لائق ہر ہوش کب / حلقہ اسکا قیدی ہر گوش کب
دوسری بار آیا میں دیوانہ سا / جا جا اے جان جلد تو زنجیر لا
بس سوا زنجیر زلف یار کے / توڑوں دو سو گر زنجیر ہے

ای ایاز از درد تو گشتم چو موی / ماندم از قصه تو قصه من بگوی
بس فسانهٔ عشق تو خواندم بجان / تو مرا کافسانه گشتستم بخوان
خود تو میخوانی یقین ای مقتدا / من که طورم تو موسی وین صدا
کوه بیچاره چه داند گفت چیست / زانکه بیچاره ز گفتنها تهی ست
لیک موسی فهم گفتش کند / کوه عاجز خود چه داند ای سند
کوه هم داند بقدر خویشتن / اندکی دارد ز لطف روح تن
تن چو اصطرلاب باشد ز احتساب / آیتی از روح همچون آفتاب
آن منجم چون نباشد چشم تیز / شرط باشد مرد اصطرلاب ریز
تا کند بهرش صطرلابی نکو / تا برد از حالت خورشید بو
جان کز اصطرلاب جوید او صواب / چه قدر داند ز چرخ و آفتاب
تو کز اصطرلاب دیده بنگری / در جهان دیدن یقین بس قاصری
تو جهان را قدر دیده دیده / کو جهان سبلت چرا مالیده
عارفان را سرمه هست آن بجوی / تا که دریا گردد این چشم چو جوی
ذره از عقل و هوش ار با من است / این چه سودا و پریشان گفتن است
چونکه مغز من ز عقل و هش تهی ست / پس گناه من درین تخلیط چیست
نی گناه او راست کو عقلم ببرد / عقل جمله عاقلان پیشش بمرد
یا مجیر العقل فتان الحجی / ما سواک للعقول المرتجی
ما اشتهیت العقل مذ جننتنی / ما حسدت الحسن مذ زینتنی
هل جنونی فی هواک مستطاب / قل بلی والله یجزیک الصواب

گر بتازی گوید او گر پارسی / گوش هوشت کو که در فهمش رسی
باده او درخور هر هوش نیست / حلقهٔ او سخرهٔ هر گوش نیست
بار دیگر آمدم دیوانه وار / رو رو ای جان زود زنجیری بیار
غیر آن زنجیر زلف دلبرم / گر دو صد زنجیر آری بر درم

عشق سے ہی باب دلبر ہے بند — فائدہ کب ہے سمجھے یہ وعظ و پند
قصہ عشق اسکے کا نہ مطلع رکھے — اور نہ مثل مطلع وہ مقطع رکھے

هست بر پای دلم از عشق بند — سود کی دارد مرا این وعظ و پند
قصهٔ عشقش ندارد مطلعه — هم ندارد همچو مطلع مقطعه

حکمت دیکھنے چپلی و پوستین کی فلینظر الانسان

فلینظر الانسان
پس چاہیے کہ نگاہ کرے انسان کو

ثم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب
کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ایک پانی سے جو کود کر نکلتا ہے مرد کی پشت کی استخوان اور عورت کی چھاتی کی استخوان کے بیچ سے

حکمت نظر کردن بر چارق و پوستین فلینظر الانسان

ثم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب

پھر کہو وہ قصہ عشق ایاز — کہ وہ ہے اک گنج مالا مال راز
جائے ہے حجرہ کے ہر دن درمیاں — تا کہ دیکھے پوستین و چپلیاں
کیونکہ ہستی سخت مستی لائے ہے — عقل سر سے شرم دل سے جائے ہے
پس ہزاروں قرن پہلے خلق کی — مستی ہستی نے کی ہے رہزنی
ازلی ہستی سے ہوا شیطان بلیس — کہ یہ آدم کیسے ہو مجھ پہ رئیس
میں ہوں خواجہ اور خواجہ زادہ ہوں — سو ہنر کے قابل اور آمادہ ہوں
کسی سے ہے نے ہنر میں کم ترین — تا میں خدمت آگے دشمن کے کروں
آگ سے پیدا میں ہوں یہ خاک سے — خاک کو کیا آگ کے آگے جھکے
وہ کہاں تھا اس زمانہ میں کہ میں — صدر عالم تھا میں اس ایام میں

باز گرد آن قصهٔ عشق ایاز — کان یکی گنج است مالامال راز
میرود هر روز در حجره درین — تا ببیند چارقی با پوستین
زانکه هستی سخت مستی آورد — عقل از سر شرم از دل میبرد
صد هزاران قرن پیشین را همین — مستی هستی بزد ره زین کمین
شد عزازیل ازین مستی بلیس — که چرا آدم شود بر من رئیس
خواجه‌ام من نیز و خواجه‌زاده‌ام — صد هنر را قابل و آماده‌ام
در هنر من از کسی کم نیستم — تا بخدمت پیش دشمن بیستم
من ز آتش زاده‌ام او از وحل — پیش آتش مر وحل را چه محل
او کجا بود اندر آن دوری که من — صدر عالم بودم و فخر زمن

خلق الجان من مارج من نار کان من الجن
پیدا کیا جنیوں کو زبانہ آتش سے تھا جنیوں سے

ففسق عن امر ربه
پس فاسق ہوا حکم رب اپنی سے

خلق الجان من مارج من نار کان من الجن

ففسق عن امر ربه

تھی بھڑکتی آتش جان سفیہ — آتشی تھا الولد سر ابیہ
نہ غلط کہتا ہوں تھا قہر خدا — علتی کس واسطے ہے بن گیا
کار بے علت نہیں رکھی علل — دائم اور قائم ہے یار ہر ازل
پس کمال صنع میں اس پاک کے — علت حادث حدث کیونکہ ہے
سر ابلیس کیا ہے ہمارا — صنع مغز ہے اور صورت پوست ہے
فندق تن عشق کو تو یار جان — مغز ڈھونڈھو اور کو ہے پوست جان

شعله میزد آتش جان سفیه — کآتشی بود الولد سر ابیه
نی غلط گفتم که بد قهر خدا — علتی را پیش آوردن چرا
کار بی علت مبرا از علل — مستمر و مستقر است از ازل
در کمال صنع پاک مستحث — علت حادث چه گنجد در حدث
سر ابلیس بود آب ما صنع اله — صنع مغز است و آب صورت چیست
عشق و آن آفندق تن دو — جانت جوید مغز و گو پیدا پوست

دوزخی که پوست باشد دوزخش / داد بدلنا جلودا پوستش
مغز و معنی را بر آتش حاکم است / لیکه آتش را قشورت هیزم است
کوزهٔ چوبین که در وی آب توست / قدرت آتش همه بر ظرف اوست
معنی انسان بر آتش مالک است / مالک دوزخ در او کی هالک است
پس میفزا تو بدن معنی فزا / تا چو مالک باشی آتش را کیا
پوستها بر پوست می افزوده / لاجرم بر پوست اندر دوده
زانکه آتش را علف جز پوست نیست / قهر حق آن کبر را گردن زنیست
این تکبر از نتیجهٔ پوست است / جاه و مال آن کبر را زان دوست است
این تکبر چیست غفلت از لباب / منجمد چون غفلت یخ ز آفتاب
چون خبر شد ز آفتابش یخ نماند / نرم گشت و گرم گشت و تیز راند
شد ز دید لب جملهٔ تن طمع / خوار و عاشق شد که ذل من طمع
چون نبیند مغز قانع شد به پوست / بند عز من قنع زندان اوست
عزت اینجا گبریست و ذل دین / سنگ تا فانی نشد کی شد نگین
در مقام سنگی آنگه انا / وقت مسکین گشتن تست و فنا
کبر زان جوید همیشه جاه و مال / که ز سرگین است گلخن را کمال
کاین دو دایه پوست را افزون کند / شحم و لحم و کبر و شهوت آکنند
دیده را بر لب لب نفراشتند / پوست را زان ارز لب پنداشتند
پیشوا ابلیس بود این راه را / کو شکار آمد شبکهٔ جاه را
مال چون مار است و آن جاه اژدها / سایهٔ مردان زمرد این دو را
زان زمرد مار را دیده جهد / کور گردد مار و رهرو وارهد
چون بر این ره خار بنهاد آن رئیس / هر که خست او گشت لعنت بر بلیس
یعنی این غم بر من از غدر وی است / غدر را آن مقتدا سابق پی است
بعد ازان خود قرن بر قرن آمدند / جمله گان بر سنت او پا زدند
هر که بنهد سنت بد ای فتی / تا درافتد بعد او خلق از عمی
جمع گردد بر وی آن جمله بزه / کو سری بوده است و ایشان دم غژه

دوست اہل نار رکھے پوست جو / بخشا بدلنا جلودا پوست کو
مغز معنی پر اے حاکم آگ ہے / ہیزم اے آتش ترا پر پوست ہے
چوب کا کوزہ کہ اسمیں آب ہے / آگ کی قدرت ہو اسکے ظرف پے
معنی انسان کا ہی مالک آگ پے / مالک دوزخ پس اسمیں کب جلے
پس بڑھا تو تن کو معنی کو بڑھا / مثل مالک تا ہو حاکم آگ کا
پوست پر تو پوست کو زیادہ کری / بس جھلکا آگ میں ہے اسلیے
کیونکہ ایندھن آگ کا ہی پوست ہے / قہر حق اس کبر کا جلاد ہے
یہ تکبر ہے نتیجہ پوست سے / جاہ و مال اس کبر کا ہیں دوست سے
یہ تکبر کیا ہے غفلت مغز سے / یخ جما غفلت سے جون خورشید سے
جب خبر خورشید سے ہوئی یخ نہ رہا / گرم نرم اور تیز رو از بس ہوا
مغز کے ہی دید سے سب ہی طمع / خوار ہو عاشق کہ ذل من طمع
مغز دیکھے ہو قانع پوست سے / بند عز من قنع زندان ہے
عزت اینجا کبر ہے اور ذل دین / سنگ تا فانی نہو کب ہو نگین
سنگ کی حالت میں کرتا ہے انا / وقت ہونے کا ہی مسکین اور فنا
کبر چاہے اس سبب جاہ و مال / ہر سدا گوبر سے گلخن کو کمال
یہ دو دایہ پوست کو افزون کرے / گوشت چربی کبر و شہوت کو بھرے
مغز کو امغز دیکھا اے نکو / اسلیے کہ مغز جانا پوست کو
پیشوا ابلیس تھا اس راہ کا / کہ شکار آیا وہ دام جاہ کا
مال مثل مار و جاہ ہے اژدہا / ہے زمرد آنکو سایہ مرد کا
وہ زمرد کرے اندھا مار کو / مار اندھا ہو وچھوٹے راہ رو
راہ میں کانٹے ڈالے اسنے جو جیسے / جسکی چبھے وہ لعنت کرے ابلیس پے
یعنی یہ غم ہے اسکے مکر سے / مکر کا وہ مقتدا پہلے سے ہے
بعد خود قرن پر قرن آئے ہیں / سب اسی سنت کے اوپر جاتے ہیں
ہر کوئی بد سنت کی جاری کرے / اندھے پن سے خلق بعد اسکے چلے
جمع سب ہوں اسکے سر گناہ یکی / کہ ہوا وہ سر ہے اور یہ دم سب

پوستین و چپلیان آدم و لے — آگے لاتا ہے کہ ہوں میں خاک سے
جون ایاز نا سکو وہ چپلی و ردتھا — اسپے ہمیشہ وہ آخر ہوا
ہست مطلق کارساز نیست ہے — ہست کن کو کام کیا جز نیست کے
کوئی بھی لکھتا ہے لکھی جگہ پے — یا کہ تھالی میں شجر کو بوئے ہو
ڈھونڈھتا کاغذ ہے جو لکھا نہو — بوئے تخم اسجا کہ وان بویا نہو
اے برادر کھیت بن بویا رہو — کاغذ سادہ و بے لکھا رہو
تا مشرف ہوے با نون والقلم — بوے تجھ میں تخم تا وہ ذوالکرم
خود کو پالودہ سے بے کھایا سمجھ — دیکھا جو مطبخ ہے بے دیکھا سمجھ
کیونکہ پالودہ سے ہوویں مستیان — اور بھلا دے پوستین و چپلیان
وقت نزع آئے تو آہ ہو کرے — ذکر چپلی پوستین کا تو کرے
تا نہ غرق موج زشتی ہووے تو — کہ ہو پشت پناہ اس زشت کو
قصہ ستی یاد کرتا ہے نہیں — اور نہ دیکھے ہے تو چپلی پوستین
ہو تو عاجز ہو بغرقاب بلا — پس ظلمنا کو پڑھے تو برملا
دیو کہوے دیکھو تم اس خام کو — مارو تم اس مرغ بے ہنگام کو
دور یہ خصلت ہو با عقل ایاز — کہ نماز اسکی ہو ظاہر بے نیاز
آسمانی مرغ وہ اول سے ہے — بانگ وہ دیتا ہے اپنے وقت پے
اس سے تم سیکھو اے مرغو دینا بانگ — بانگ بہر حق وہ دے نہ بہر دانگ

ایاک دم چارق و آن پوستین — پیش می آرد که هستم من ز طین
چون ایاز آن چارقش بود و دود — لاجرم او عاقبت محمود بود
هست مطلق کارساز نیستی — کارگاه هست کن جز نیست چیست
بر نوشته هیچ بنویسد کسی — یا نهالی کارد اندر مغرسی
کاغذی جوید که او ننوشته نیست — تخم کارد موضعی که کشته نیست
ای برادر موضع ناکشته باش — کاغذی اسپید نا بنوشته باش
تا مشرف گردی از نون والقلم — تا بکارد در تو تخم آن ذوالکرم
خود ازین پالوده نالیسیده گیر — مطبخی که دیده نادیده گیر
زانکه زین پالوده مستیها بود — پوستین و چارق از یادت برود
چون در آید وقت نزع آهی کنی — ذکر دلق و چارق انگاهی کنی
تا نگردی غرق موج زشتیی — که نباشد از پناهی پشتیی
یاد ناری از سفینهٔ راستین — ننگری در چارق و در پوستین
چونکه درمانی بغرقاب بلا — پس ظلمنا ورد سازی برملا
دیو گوید بنگرید این خام را — سر برید این مرغ بی هنگام را
دور ازین خصلت فرهنگ ایاز — که بود آید نمازش بی نیاز
او خروس آسمان بوده ز پیش — نعرهای او همه در وقت خویش
ای خروسان از وی آموزید بانگ — بانگ بهر حق کند نی بهر دانگ

اس معانی میں ارنا الاشیاء کما ہی اور ہے لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا

(دکھلا مجھکو اشیا جیسے کہ ہے — اگر کھل جاوے پردہ — ہرگز نہیں زیادہ ہوتا یقین مرا)

صبح کاذب دی نہیں دھوکا اسے — صبح کاذب عالم بد نیک ہے
اہل دنیا عقل جو ناقص رکھیں — صبح صادق جانتے تا اسکو ہیں
صبح کاذب نے ہیں مارے کاروان — کہ ہوئے وہ جان کر صبح روان
صبح کاذب خلق کی مت ہو جیو — راہ برکہ کاروان مارے ہے وو
اے ہوا تو صبح کاذب کا گرو — دیکھ مت کاذب تو صادق صبح کو

در معنی ارنا الاشیاء کما ہی و بیان لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا

صبح کاذب آید و نفریبدش — صبح کاذب عالم نیک و بدش
اہل دنیا عقل ناقص داشتند — تا که صبح صادقش پنداشتند
صبح کاذب کاروانها را زدست — که ببوی روز بیرون آمدست
صبح کاذب خلق را رهبر مباد — کو بسی کاروانها را بباد
ای شده تو صبح کاذب را رهین — صبح صادق را تو کاذب هم مبین

گر نداری از نفاق بد امان
از چه داری بر برادر ظن آن

بدگمان باشد ہمیشہ زشت کار
نامہ خود خواند اندر حق یار

آن خسان کاندر کمیہا ماندہ اند
انبیا را ساحر و کژ خواندہ اند

وان امیران خسیس قلب ساز
این گمان بردند بر حجرہ ایاز

کو دفینہ دارد و گنج اندر آن
زآئنہ خود منگر اندر دیگران

شاہ می‌دانست خود پاکی او
بہر ایشان کرد او آن جستجو

کی امیران حجرہ بگشائید در
نیم شب کہ باشد او زان بیخبر

تا پدید آید سگالشہای او
بعد از آن بر ماست مالشہای او

مر شما را دادم این زر و گہر
من از آن زرہا نخواہم جز خبر

این ہمی گفت و دل او می‌طپید
از برای آن ایاز بے ندید

کہ منم کاین بر زبانم می‌رود
این جفا گر بشنود او چون شود

باز میگوید بحق دین او
کہ ازین افزون بود تمکین او

کو بقذف زشت من طیرہ شود
وز غرض وز سر من غافل شود

مبتلا چون دید تاویلات رنج
برد بیند کی شود او مات رنج

صاحب تاویل ایاز صابرست
کو بحر عاقبتہا ناظرست

ہمچو یوسف خواب این زندانیان
ہست تعبیرش بنزد او عیان

خواب خود را چون ندانند مرد خیر
کی بود واقف ز سر خواب غیر

گر زنم صد تیغ او را ز امتحان
کم نگردد وصلت آن مہربان

داند او کان تیغ بر خود می‌زنم
من ویم اندر حقیقت او منم

گر نفاق بد سے نئے تجکو امان
بدگمان بد ظنیان دائم رکھے

وہ کمینے کج ادائی کرتے ہین
کیون تو بہائی پر رکھے وہ بدگمان

وہ امیران کمینے قلب ساز
نامہ اپنے یار کے حقمین پڑھے

کہ دفینہ و گنج وہ امین رکھے
اور نبی حق کو ساحر کہتے ہین

پاکی اُسکی جانتا خود شاہ ہے
یہ گمان رکھتے تھے با حجرہ ایاز

اے امیرو کہو لو حجرہ اور در
دیکھ مت آئینہ اپنا غیر پے

تاکہ اندیشے ہون اسکے پر ملا
جستجو اُنکے لیے اُسکی کرے

مین نے تمکو یہ دیا زر و گہر
نیم شب اسکو کہ وہ ہووے بے خبر

یہ وہ کہتا اور تڑپتا دل ہوے
بعد گوشمالی اُسکی ہے دینا سزا

کہ زبان سے یہ مرے نکلے ہے جو
مین نہ اس زر سے ہون چاہتا جز خبر

کہتا پھر اُسکی قسم ہر دین کی
اس ایاز بے مثل کے واسطے

گر مری گالی سے شرمندہ وہ ہو
یہ جفا گر وہ سُنے تو کیا ہو

مبتلا جو دیکھے تاویلات رنج
کہ کرون اس سے قدر اُسکی بڑی

صاحب تاویل ہے صابر ایاز
اور غرض میری سے بس غافل ہو وہ

مثل یوسف کے ہین تعبیرین عیان
برد دیکھے اور وہ کب ہو مات رنج

خواب اپنے کو نجانے مرد جو
کہ وہ رکھے عاقبت پر چشم باز

امتحان تیغ سو مارون اُسے
اسکو بھی مانند خواب قیدیان

جانے وہ کہ تیغ مارون آپ کو
کب وہ جانے راز خواب غیر کو

کچھ نہین سمجھے وہ ملنا کم کرے
وہ حقیقت مین ہے من مین اور مین ہون وہ

حکایت بیان مین اتحاد عاشق و معشوق کے از روے حقیقت کے اگرچہ آپس مین ضد ہین بسبب اسکے کہ نیاز ضد بے نیازی کی ہے جیسے آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت دار کا ہے

حکایت در بیان اتحاد عاشق و معشوق از روے حقیقت اگرچہ متضاد و ند جہت آنکہ نیاز ضد بے نیازی است و چنانکہ آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت است

لیکن دونون مین اتحاد ہے کہ شرح اسکی بیان مین نہین آتی ہے

جسم مجنون رنج فرقت سے ہوا | علت و امراض مین بس مبتلا
جوش مین خون آیا شعلہ عشق سے | تا ہوا پیدا اختناق اس قیس کے
جو طبیب آیا دوا کے واسطے | بولا نے چارہ بجز اب فصد کے
فصد لازم دفع خون کے واسطے | آیا اک فصاد آخر اُس جگہ سے
باندھا بازو کھولا نشتر اُسنے جو | اُسکو وہ کہنے لگا معشوق خو
فصد بست کر اپنی مزدوری تو لے | گر مرون یا جاؤن اپنے جسم سے
بولا تو ڈرتا ہے اس سے کس لیے | کیونکہ تو ڈرتا نہین ہے شیر سے
شیر و چیتیا اور ریچھ اور بھیڑیا | گرد تیرے شب کو پھرتے ہین سدا
تجھسے لاتی اُنھین بوی بشر | عشق کے باعث سے جو ہے جگر
شیر و چیتیا جانے کیا یہ عشق ہے | کم ہے سگ سے جو ہے خالی عشق سے
عشق کی اک رگ ہوتی سگ کو جو | ڈھونڈھتا کب کلب دل کے کہف کو
جنس سے اُنکی بصورت ہے سگان | گر ہو مشہور ہے اندر جہان
بوے دل تو نے نہ جنس اپنی سے لی | گرگ و بز سے بوے دل کی کب ملی
گر ہوتا عشق ہستی ہوتی کب | کب تو کھاتا ہوتا تو وہ روٹی کب
نان ہے تو کس سے راہ عشق سے | ورنہ جان مین نان کو کب ہے ملے
عشق مردہ نان کو جو جان کرے | جان کہ فانی تھی جاویدان کرے
بولا مجنون نہ ڈرون مین نیش سے | صبر میرا کہ سے بس سنگین ہے
سست ہون بے زخم کب آرام ہے | مین ہون عاشق زخم پر رغبت مجھے
لیک تن میرا ہے اُس لیلی سے پُر | یہ صدف اُس دُر کی صفتون سے ہے پُر
ڈرتا ہون گر فصد میری تو کرے | ناگہان لیلی کے یہ نشتر چبھے
جانے وہ عاقل کہ روشن دل رکھے | مجھ مین لیلی مین نہین کچھ فرق ہے
مین ہون کیا لیلی و لیلی کیا ہے مین | ایک ہم ہین روح بس دو جسم مین

لیکن میان ایشان اتحادیست کہ شرح آن بنطق در نیاید

جسم مجنون را ز رنج دوری | اندر آمد علت رنجوری
خون بجوش آمد ز شعلہ اشتیاق | تا کہ پیدا شد دران مجنون خناق
پس طبیب آمد بدارو کردنش | گفت چارہ نیست ہیچ از رگ زنش
رگ زدن باید برای دفع خون | رگ زنی آمد در انجا ذو فنون
بازوش بست و گشاد آن نیش او | بانگ برزد بروی ای معشوق خو
مزد خود بستان و ترک فصد کن | گر بمیرم گو برو جسم کہن
گفت آخر تو چہ میترسی ازین | چون نمی ترسی تو از شیر عرین
شیر و خرس و بوز و ہر گرگ و دده | گرد بر گرد تو شب گرد آمده
می نیاید شان ز تو بوی بشر | زانبہی عشق و وجد اندر جگر
گرگ و شیر و خرس داند عشق چیست | کم ز سگ باشد کہ از عشق او تہیست
گر رگ عشقی نبودی کلب را | کی بجستی کلب کہف قلب را
ہم ز جنس او بصورت از سگان | گر نشد مشہور ہست اندر جہان
تو نبردی ہیچ بوی دل ز جنس خویش | کی بری تو بوی دل از گرگ و میش
گر نبودی عشق ہستی کی بدی | کی زدی نان بر تو و کی تو شدی
نان تو شد از چہ ز عشق و اشتہی | ورنہ جان را کی بدی در جان رہی
عشق نان مرده را جان کند | جان کہ فانی بود جاویدان کند
گفت مجنون من نمی ترسم ز نیش | صبر من از کوه سنگین ہست بیش
منبلم بی زخم نا ساید تنم | عاشقم بر زخمہا بر می تنم
لیک از لیلی وجود من پرست | این صدف پر از صفات آن درست
ترسم ای فصاد اگر فصدم کنی | نیش را ناگاه بر لیلی زنی
داند آن عقلی کہ او دل روشنیست | در میان لیلی و من فرق نیست
من کیم لیلی و لیلی کیست من | ما یکی روحیم اندر دو بدن

معشوق نے عاشق سے پوچھا کہ خود کو دوست رکھتا ہے یا مجھکو۔ اخرج بصفاتی الی خلقی من رآک فقد رآنی ومن قصدک قصدنی ومن احبک احبنی

ظاہر ہو ساتھ صفات میری کے طرف مخلوق میری کے

اس کسی نے کہ دیکھا تجھی پس البتہ دیکھا مجھے اور جس کسی نے کہ قصد کیا تیرا البتہ کیا میرا اور جس کسی نے

کہ دوست رکھا تجھی دوست رکھا مجھ

پرسیدن معشوق عاشق را کہ تو خود را دوست تر داری یا مرا۔ اخرج بصفاتی الی خلقی من رآک فقد رآنی ومن قصدک قصدنی ومن احبک احبنی

پوچھا اک عاشق سے اک معشوق نے — امتحان سے وقت بادہ نوش کے
دوست زیادہ مجھکو رکھتا ہی تو اب — یا کہ اپنے کو کہو اے بوالکرب
ہوا میں تجھ میں ہوا فانی اتم — کہ میں پر ہون تجھ سے سر تا قدم
میری ہستی اک برائے نام ہے — میرے تن میں تو ہی ای خوش کام ہے
اس لیے میں ایسا فانی ہوگیا — تجھ میں جیسے شہد میں سرکہ فنا
جیسے پتھر کہ وہ کل ہو لعل ناب — ہووے پر با صفات آفتاب
سنگ پن کا وصف اس میں نہ رہے — پر ہو کل وہ وصف سے خورشید کے
بعد اگر دوست رکھے آپ کو — دوستی وہ خور کی ہووے ای نکو
دوست گر خورشید کو رکھے بجان — دوستی وہ اپنی ہووے بیگمان
خواہ خود کو دوست رکھی لعل ناب — خواہ یا وہ دوست رکھے آفتاب
کچھ نہیں اس دوستی میں فرق ہے — دونون جانب میں ضیا و شرق ہے
جب نہ ہووے لعل دشمن خور کا ہے — کیونکہ یک من فی نمان دو من کہے
کیونکہ ظلمانی ہر سنگ ہی با حضور — اصل میں ظلمانی بس ہے ضد نور
ہو وہ کافر دوست رکھے آپ کو — کیونکہ علم شمس اکبر کا ہے وہ
نہیں لائق ہو کہ کہوے سنگ انا — کہ وہ ستیا رکھے ہی اندر فنا
بولا فرعون اک انا الحق تو چھپا — بولا منصور اک انا الحق تو چھپا
بن حق ہو — بن حق ہو
اس انا کے لعنت اللہ ہے عقب — اس انا پے رحمت اللہ ہے محب
کیونکہ وہ سنگ سیہ تھا یہ عقیق — وہ عدو نور تھا اور یہ عشیق

گفت معشوق بعاشق زامتحان — در صبوحی کای فلان ابن الفلان
مر مرا تو دوست تر داری عجب — یا کہ خود را بازگو ای بوالکرب
گفت من در تو چنان فانی شدم — کہ پرم من از تو از سر تا قدم
بر من از ہستی من جز نام نیست — در وجودم جز تو ای خوش کام نیست
زان سبب فانی شدم من اینچنین — ہمچو سرکہ در تو بحر انگبین
ہمچو سنگی کو شود کل لعل ناب — پر شود او از صفات آفتاب
وصف آن سنگی نماند اندر و — پر شود از وصف خور او پشت و رو
بعد از ان گر دوست دارد خویش را — دوستی خور بود آن اے فتی
ور کہ خور را دوست دارد او بجان — دوستی خویش باشد بیگمان
خواہ خود را دوست دارد لعل ناب — خواہ یا او دوست دارد آفتاب
اندرین دو دوستی خود فرق نیست — ہر دو جانب جز ضیاء شرق نیست
تا نشد او لعل خور را دشمن ست — زانکہ یک من نیست اینجا دو من است
زانکہ ظلمانی ست سنگ ای با حضور — ہست ظلمانی حقیقت ضد نور
خویشتن را دوست دارد کافر ست — زانکہ او مناع شمس اکبر ست
پس نشاید کہ بگوید سنگ انا — او ہمہ تاریکست اندر فنا
گفت فرعونی انا الحق گشت پست — گفت منصوری انا الحق و برست
آن انا را لعنۃ اللہ در عقب — وین انا را رحمۃ اللہ ای محب
زانکہ او سنگ سیہ بد این عقیق — آن عدو نور بود و این عشیق

یہ انا ہو سر مین تشابہ ہے فضول	انما پندار ہے نفے یا حلول	این انا هو بود در سر ای فضول	ز اتحاد نور نہ از راه حلول
جہد کر سنگی تری تا دور ہو	سنگ لعلی سے ترا پُر نور ہو	جهد کن تا سنگیت کمتر شود	تا به لعلی سنگ تو انور شود
صبر کر تو جہد کے اندر صدا	تجھے ہر دم ہو بقا اندر فنا	صبر کن اندر جهاد و در عنا	دمبدم می بین بقا اندر فنا
وصف ہستی جائے تیرے جسم سے	وصف ہستی ہو فزون سر مین ترے	وصف هستی میرود از پیکرت	وصف هستی میفزاید در سرت
وصف سنگی ہر گھڑی کم ہوئے ہے	وصف لعلی تجھ مین محکم ہوئے ہے	وصف سنگی هر زمان کم می شود	وصف لعلی در تو محکم می شود
سمع ہو بالکل تو شش اوس کے	گوشوارہ پائے حلقۂ لعل سے	شمع شو یکبارگی تو گوش دار	تا ز حلقۂ لعل یابی گوشوار
مرد گر ہے مثل چہ کن کھود خاک	اس تن خاکی سے پائے آب پاک	همچو چه کن خاک میکن گر کسی	زین تن خاکی که در آبی رسی
جذبہ حق گر آئے پے چہ کے کھدے	آپ لے خود بار معین بس خاک سے	گر رسد جذبه خدا ما معین	چاه ناکنده بجوشد از زمین
کچھ کیا کر کام پر کاہل نہ ہو	تھوڑا تھوڑا کھود خاک چاہ کو	کار می‌کن تو به کاهل مباش	اندک اندک خاک چه را میتراش
کام اور کوشش کیا کر بہر آب	تھوڑی تھوڑی دور کر خاک گلاب	کار میکن کوشش آن از بهر آب	اندک اندک دور کن خاک و پر آب
جسنے کھینچا رنج گنج حاصل ہوا	جسنے کی جد و جہد جد سے ملا	هر که رنجی برد گنجی شد پدید	هر که جدی کرد در جدی رسید
بولے پیغمبر رکوع ہے اور سجود	حق کے در پے کوٹنا حلقہ وجود	گفت پیغمبر رکوع است و سجود	بر در حق کوفتن حلقه وجود
حلقہ اُس در کا بجاتا جو کہ ہے	سر نکالے دولت اُسکے واسطے	حلقه آن در هر آنکو میزند	بهر او دولت سری بیرون کند
پھر تو لوٹ اور قصہ اُسکا پھر کہو	تا کہ کیا گذرا ایاز نیک کو	باز گرد و قصهٔ او باز گو	تا چه شد حال ایاز نیک خو

آنا اُن امیروں چغلخور کا آدھی رات کو مع سپاہیوں کے اور کھولنا حجرہ ایاز کو اور دیکھنا چپلی و پوستین لٹکے ہوئے کا اور گمان کرنا بہ مکر و فریب ہی اور کھودنا حجرہ کا اور شرمندہ ہونا

آمدن آن امیران تمام غماز نیم شب با سرہنگان وگشادن حجرۂ ایاز و دیدن چارق و پوستین آویختہ و گمان بردن کہ این مکر و خدعہ است و حفرہ کردن و خجل شدن

وہ امیر اُس در حجرہ پہ گئے	سیم و زر اور گنج کے طالب ہے	آن امیران بر در حجره شدند	طالب گنج و زر و خمره شدند
کھولتے تھے قفل کو از رہ ہوس	دو سو عقل و رائے سے وہ جنگ کس	قفل را بر میگشادند از هوس	با دو صد فرهنگ و دانش چند کس
کیونکہ بھاری قفل تھا اسمین پڑا	تھا بہت قفلوں کے اندر سے چنا	زانکه قفل صعب و پر پیچیده بود	از میان قفلها بگزیده بود
نے وہ بخل سیم و زر کے واسطے	بل چھپانے بھید کو مخلوق سے	نی ز بخل سیم و مال و زر خام	از برای کتم آن سر از عوام
کہ گروہ اک خیال پر رغبت کرے	دوسرا مکار مجھکو بس کہے	که گروهی بر خیالی بر تنند	قوم دیگر نام سالوسم کنند

پیش با همت بود اسرار جان / از خسان محفوظ تر از لعل کان
زر به از جان است نزد ابلهان / زر نثار جان بود پیش شهان
پیشتا بیدند تفت از حرص زر / عقل شان میگفت هان آهسته تر
حرص تازد بیهده سوی سراب / عقل گوید نیک بین کاین نیست آب
حرص غالب بود زر چون جان شده / نعرهٔ عقل آن زمان پنهان شده
حرص غالب بود بر زر همچو جان / گفت این ست این متاع رایگان
گشته صد تو حرص و غوغای او / گشته پنهان حکمت و ایمای او
تا که در چاه غرور اندر فتد / آنکه از حکمت ملامت نشنود
چون ز جنس دام پای او شکست / نفس لوامه برو یابید دست
تا بدیوار بلا ناید سرش / نشنود پند دل انگوش کرش
کودکان را حرص لوزینه و شکر / از نصیحتها کند دو گوش کر
چونکه درد دنبلش آغاز شد / در نصیحت هر دو گوشش باز شد
حجره را با حرص و صد گونه هوس / باز کردند آن زمان آن چند کس
اندر افتادند در هم زان دحام / همچو اندر دوغ گندیده هوام
عاشقانه در فتادند در کر و فد / خوردن امکان نی و بسته هر دو پی
بنگریدند از یسار و از یمین / چارقی بدریده بود و پوستین
حیله گفتند این مکان بی نوش نیست / چارق اینجا جز پی روپوش نیست
هین بیاور سیخهای تیز را / امتحان کن حفره و کاریز را
هر طرف کندند و جستند آن فریق / حفرها کردند و گوهای عمیق
حفرهاشان بانگ میزد آن زمان / کندهای خالییم ای کندهان
زان سگالش شرم هم میداشتند / کندها را باز می انباشتند
باز در دیوارها سوراخها / همچنین کردند از جهل و عمی
میبد و لاحول در هر سینه / مانده مرغ حرص شان بی چینه
زان مثالهای یاوه تازشان / حفرهٔ دیوار و درها زشت شان
ممکن اندای آن دیوار نی / با ایاز امکان هیچ انکار نی

آگے ہمت کے مرے اسرار جان / خلق سے پنہان رکھے جون لعل کان
پیش احمق زر ہی بہتر جان سے / زر نثار جان ہے آگے شاہ کے
دوڑتے تھے تیز زر کی حرص سے / عقل کہتی تھی کہ آہستہ ولے
حرص دوڑے بیہدہ سوئے سراب / عقل کہے سوے دیکھ تو کب ہی آب یہ
حرص غالب تھی ہوا زر مثل جان / عقل کا کہنا ہوا اسدم نہان
حرص غالب زر پہ تھی مانند جان / ہو سکے یہ ہی مفت دولت کہ عیان
حرص و شورش اسکی سو درجہ ہوئی / حکمت اور اسکی نشانی چھپ گئی
تاکہ اندر چاہ غرہ کے گرے / جو کہ حکمت سے ملامت نہ سنے
ٹوٹا پا اسکا جو قید دام سے / نفس لوامہ نے بس پایا اسے
تا بلا میں سر نہیں اسکا پھنسے / کان اسکا پند دل کی کب سنے
حرص حلوا اور شکر اطفال کے / کان کو بہرا نصیحت سے کرے
درد دنبل اسکے جب جاری ہوا / کان اسکا بس نصیحت کو کھلا
سو طرح کی آرزو اور حرص سے / کھولا اسدم حجرہ ان اشخاص نے
بس ہجوم اک کرکے وہ اندر گھسے / جون پتنگے دوغ گندہ میں گرے
عاشقانہ کر و فر سے وہ پڑے / کھا نہیں سکتے دردو لون پہ پھنسے
دیکھا گردو پیش انہوں نے جو وہاں / پوستین اک تھا و ٹوٹی چپلیاں
بولے یہ خالی نہیں گھر کچھ تو ہے / چپلیاں ہیں دھوکا دینے کے لیے
لاؤ سیخیں تیز تر تم اب یہاں / لو سرنگوں ہیں دھوکا دینے کے لیے
کھودا ڈھونڈھا ہر طرف ہر ایک نے / سر سرنگیں اور نقب ہر اک جگہ سے
وہ نقب کہتے تھے اسنے ہر گھڑی / ہم گڑھے خالی ہیں سب ای جلنی
شرم دور رکھتے تھے بس اس فکر سے / تھے گڑھوں کو خاک سے وہ پاٹتے
ایسے ہی سوراخ دیوار و زمین وہ / جہل سے کرتے تھے پھر ہر سمت کو
میبد لاحول سے سینہ بھرا / انکا مرغ حرص بیدانہ رہا
بھنڈہ گمراہی انکی سے بیان / کرتے تھے سوراخ در بنیان
بھنا ناممکن تھا اس دیوار کا / با ایاز امکان نہ تھا انکار کا

بے گناہی کا جو حیلہ کرتے ہیں ۔ فرش اور عالم گواہی دیتے ہیں
سب تھے حیرت میں کہ عذر اب کیا کریں ۔ کیسے اس گرداب آفت سے بچیں
نا امید آخر تھے اور لب چاٹتے ۔ عورتوں کی مثل سر تھے پیٹتے
لوٹے پھر آخر وہ سوئے شہریار ۔ زرد رو آلودہ گرد و شرمسار

گر خداع بیگناہی میکنند ۔ حالنا و عرصہ گواہی میکنند
جملہ در حیرت کہ چہ عذر آورند ۔ تا ازین گرداب جان بیرون برند
عاقبت نومید دست و لب گزان ۔ دستہا بر سر زنان ہمچون زنان
باز گردیدند سوی شہریار ۔ پر ز گرد و روی زرد و شرمسار

لوٹنا چغلخوروں کا حجرۂ ایاز سے خجل و شرمندہ جیسے بدگمان انبیا کی نسبت یوم تبیض وجوہ
اور اس روز کہ روشن ہونگے بعضے منھ
وتسود وجوہ
اور سیاہ ہونگے بعضے منھ

بازگردیدن نمامان از حجرۂ ایاز خجل و شرمسار چون بدگمانان در حق انبیا یوم تبیض وجوہ
وتسود وجوہ

بولا قصداً شہ یہ کیا ہے ماجرا ۔ کہ تمھیں زر کچھ نہیں ہاتھ اب لگا
گر کیے دینار و زر تمنے نہاں ۔ رونق فرحت ہے چہرہ پر کہاں
گرچہ جڑ پنہاں ہے ہر جڑ سے آگے ۔ برگ سیماہم وجوہ سرسبز ہے
کھایا جو کچھ جڑ نے زہر و قند سے ۔ شاخ تر ہی ہے منادی جان لے
گرچہ جڑ خالی ہے میوہ سے ولے ۔ برگ سبز اُسکے شجر پر کس لیے
خاک منھ پر جڑ کے کرتی مہر ہے ۔ شاخ دست و پا گواہی اسکی دے
عذر کرنے وہ امیر آخر لگے ۔ مثل سایہ پیش مہ ساجد ہوئے
عذر اس دعوی خودی کے واسطے ۔ پیش شہ تیغ و کفن لیکر گئے
چاہتے تھے شرم سے سب انگلیاں ۔ کہتا ہر اک تھا کہ اے شاہ جہان
گر تو لے خون تجھکو ہے حلال ۔ گر تو بخشے ہے تری جود و نوال
وہ کیا ہمنے کہ لائق ہمکو تھا ۔ اب جو فرماتا ہے کیا اے بادشاہ
گر ہمارے جرم بخشے اے غنی ۔ شب کی ظلمت کی ہو دن کی روشنی
گر تو بخشے نا امیدی ہو سیاہ ۔ ورنہ ہم جیسے ہوں سو قربان شاہ
بیٹھا [illegible] سزا ایسی ہے تو از ۔ یہ نہ دونگا دیگا وہ نیکو ایاز

قاصداً شہ گفت ہین احوال چیست ۔ گر تہیستان از زر و ہمیان تہیست
ور نہان کردید دینار و نشو ۔ فر شادی در رخ و رخسار کو
گرچہ پنہان بیخ ہر بیخ آورست ۔ برگ سیماہم وجوہ اخضرست
آنچہ خورد آن بیخ از زہر و قند ۔ نک منادی میکند شاخ بلند
بیخ گرچہ بی برا ز میوہ تہیست ۔ برگ سبزش بر شجر از بہر چیست
بر زبان بیخ گل مہری زند ۔ شاخ دست و پا گواہی میدہد
آن امیران جملہ در عذر آمدند ۔ ہمچو سایہ پیش مہ ساجد شدند
عذر آن گرمی و لاف و ما و من ۔ پیش شہ رفتند با تیغ و کفن
از خجالت جملہ انگشتان گزان ۔ ہر یکی میگفت کای شاہ جہان
گر بریزی خون حلالستت حلال ۔ ور ببخشی ہست انعام و نوال
کردہ ایم آنہا کہ از ما میسزید ۔ تا چہ فرمائی تو ای شاہ مجید
گر ببخشی جرم ما ای دلفروز ۔ شب شبیہا کردہ باشد عذر روز
گر ببخشی یافت نومیدی گشاد ۔ ورنہ صد چون ما فدای شاہ باد
گفت نی این نوازو این گداز ۔ من نخواہم کرد ہست آن ایاز

حوالہ کرنا سلطان کا قبول توبہ و عذر گناہ
حوالہ کردن سلطان قبول توبہ و عذر گناہ

چغلی خوردن کرمرت ایاز کے کہ یہ گناہ اُسکے جسم کی نسبت کیا ہے

یہ گنہ نسبت ہے اسکے جسم کے — زخم تن پر اس مبارک اسم کے

نفس واحد گرچہ ہیں از روی جان — ظاہر اسکو نہ یہ سود و زیان

تہمت بندہ سے شد کو شرم سے — کی بجز ستت و پناہ و حلم کے

ستم کو شاہ جون قارون کرے — بے گنہ پر دیکھ رحم افزون کرے

شہ کو غافل جان مت ہر ایک سے — مانع اظہار اسکا حلم ہے

مجرمون ہمارا شفیع بس ہے جیش حلم — لاابالی ساولے اسکا ہی حلم

پہلے ہوتا ہے گنہ حلم اٹھنے سے — ورنہ وہ ہیبت مجال اسکو نہ دے

جرم نفس قاتلہ کا خون بہا — حلم پر دیت جون وارث پر روا

نفس ہمارا مست تھا اس حلم سے — چھینی اُس مستی میں ٹوپی دیو نے

حلم کا ساقی نہ دیتا گر شراب — دیو آدم سے نکرتا پیچ و تاب

وقت علم آدم فرشتون کا کہا — نقد کا صراف و استاد علم کا

حلم کی جنت میں جو کھائی شراب — ہو گیا اک مکر شیطان سے خراب

اس بلا وہین ہو کے اک تعلیم نے — زیرک و دانا کیا تھا جو اُسے

بعد ہدا کے حلم کی افیون نے — چور بھیجا جانب اسکے مال کے

ایسے سے حلم عقل آئی پناہ — تو مرا ساقی ہے بتلا مجھکو راہ

نمامان را با ایاز که این جنایت بر عرض او رفته است

این جنایت بر تن و عرض ویست — زخم بر رگهای آن نیکو پی ست

گرچه نفس واحدیم از روی جان — ظاهرا دوریم ازین سود و زیان

تهمتی بر بنده شد عار نیست — جز مزید حلم و استغنا نیست

ستم را شاه چون قارون کند — بی گنه را تو نظر کن چون کند

شاه را غافل مدان از کار کس — مانع اظهار آن حلمست و بس

من هو الشفیع به پیش علم او — لاابالی وار الاحلم او

آن گنه اول ز حلمش میجهد — ورنه آن هیبت مجالش کی دهد

خون بهای جرم نفس قاتله — هست بر حلمش دیت بر عاقله

مست و بیخود نفس ما زان حلم بود — دیو در مستی کلاه از ما ربود

ساقی حلم ار نبودی باده ریز — دیو با آدم کجا کردی ستیز

گاه علم آدم ملایک را که بود — اوستاد علم و نقاد نقود

چونکه در جنت شراب حلم خورد — شد ز یک بازی شیطان روی زرد

آن بلادرهای تعلیم و دود — زیرک و دانای و چستش کرده بود

باز آن افیون حلم سخت او — دزد را آورد سوی رخت او

عقل آمد سوی حلمش مستجیر — ساقیم تو بوده‌ ای دستم بگیر

فرمانا بادشاہ کا ایاز کو کہ اختیار کر عفو و مکافات کو کہ عدل و لطف سے جو کچھ کرے تو صواب ہے اور ہر مصلحت اور ہر عدل میں ہزار لطف ڈھکو ہے ولکم فی القصاص حیوۃ جو کوئی کہ مکروہ رکھتا ہے

تمہارے واسطے قصاص میں زندگی ہے

فرمودن شاه ایاز را که اختیار کن از عفو و مکافات که از عدل و لطف آنچه کنی صواب است و در هر یکی مصالح و در هر عدل هزار لطف درج است ولکم فی القصاص حیوة کسیکه مکروه میدارد

قصاص اور اس دنیا میں حیات قاتل کو دیکھتا ہے اور ہزار حیات کو نہیں دیکھتا ہے

قصاص را درین مکر حیات قاتل می بیند و هزار حیات دیگر نه

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ (اول)	ترجمہ (دوم)
کن میان مجرمان حکم ای ایاز	ای ایاز پاک با صد احتراز	ای ایاز ان مجرمون پر حکم کر	صد و غایت سے تو ای خیر البشر
گر دو صد بارت بجوشم در عمل	در کفِ جوشت نیابم یک خلل	کر عمل میں جوش دون از بہر مجھے	اور غلیان ون میں کف میں جوش کے
ز امتحان شرمنده خلقی بیشمار	امتحانها کرده ایشان صد شمار	امتحان سے خلق شرمندہ ہوئی	امتحان کرکے پشیمان ہو گئی
بحر بی قعرست تنها علم نیست	کوه و صد کوه ست تنها حلم نیست	بحر بےحد ہے نہ تنہا علم ہے	کوہ و صد کہ ہی نہ تنہا حلم ہے
گفت من ز آنم عطای تست این	ور نه من آن چارقم و آن پوستین	بولا یہ بخشش تری ہی بالیقین	ورنہ میں وہ جیلیان ہون کر چین
بهر این پیغمبر آن را شرح ساخت	کانکه خود بشناخت یزدان را شناخت	اسلیے فرمایا پیغمبر نے وو	حق کو جانا جیسے جانا آپ کو
چارقت نطفه است و خونت پوستین	باقی ای خواجه عطای اوست این	تیری جیلی نطفہ خون ہے پوستین	باقی یہ بخشش ہے اسکی بالیقین
بهر آن داده ست تا جوئی دگر	تا نگوئی نیستش جز این قدر	اسلیے دی ہے کہ مانگے اوسے اور	مت کہو کہ نہ سوا اسکے ہی اور
ز آن نماید چند سیب آن باغبان	تا بدانی نخل و دخل بوستان	اسلیے دکھلائے سیب اک باغبان	تا تو جانے نخل و دخل بوستان
گفت گندم ز آن دهد خرکار را	تا بدانی گندم انبار را	مشتری کو گندم اک مٹھی بتاے	تا کہ گندم باقی سب پہچان جائے
نکته ز آن شرح گوید اوستاد	تا شناسی علم او را مستزاد	شرح سے اک نکتہ کہوے اوستاد	تا کہ جانے علم اسکا ہے زیاد
ور بگوئی خود همینش بود و بس	دورت اندازد چنانکز ریش خس	گر کہے تو یہ ہی آتا اسکو ہے	پھینکے تجھکو مثل تنکا ریش سے
ای ایاز اکنون بیا و داد ده	داد نادر در جهان بنیاد نه	ای ایاز اب آ و انکو داد دے	داد نادر تجھسے عالم میں رہے
مجرمانت مستحق کشتنند	در طمع بر عفو و حلمت می تنند	تیرے مجرم مستحق ہیں قتل کے	طمع سے راغب ہیں عفو و حلم پے
تا که رحمت غالب آید یا غضب	آب کوثر غالب آید یا لهب	تا کہ رحمت غالب آئے یا غضب	آب کوثر غالب آئے یا لہب
از پی مردم ربائی هر دو هست	شاخ حلم و خشم از روز الست	آزمایش کو ہی ہیں دونوں ہست	شاخ حلم و خشم کی روز الست
بهر این لفظ الست مستبین	نفی و اثباتست در لفظی قرین	لفظ الست ہی ظاہر ہے کے واسطے	لفظ میں پر نفی اور اثبات ہے
ز آنکه استفهام اثباتست این	لیک در وی لفظ لیس هم رهین	کیونکہ استفہام اثبات اس سے ہے	دیکھ لفظ لیس بھی ہمراہ ولے
ترک کن تا ماند این تقریر خام	کاسه خاصان منه در پیش عام	چھوڑ تو تا یہ رہے تقریر خام	کاسہ خاصون کا نہ رکھ تو پیش عام
لطف و قهری چون صبا و چون وبا	آن یکی آهن ربا این کهربا	لطف و قہر اک جون صبا و جون وبا	وہ ہی تقاضا لیس و یہ ہے کہربا
میکشد حق راستان را تا رشد	قسم باطل باطلان را می کشد	کھینچے حق نیکوں کو نیکی تک و لے	قسم باطل باطلوں کو جاہے ہے
معده حلوائی بود حلوا کشد	معده صفرائی بود سرکا کشد	معدہ جو حلوائی ہو حلوا کو لے	معدہ جو صفرائی ہو ترشی چکھے

فرش سوزاں سردی جاں سکی ہے | فرش افسردہ حرارت کھائے ہے
دوست دیکھے تجھ سے حیرت ہو عیاں | دیکھے دشمن تجھ سے سطوت ہو عیاں
نور دیکھے نکلے باہر روشنی | نار دیکھے وے دھوئیں تیرگی
یار و دشمن نور و نار و فخر و عار | گرمی سردی تخت و دار و گل و خار
زیر و بم اور تانا بانا سور و مار | اپنی ہر اک جنس سے گن تو ای یار

فرش سوزان سردی از جانش برد | فرش افسرده حرارت را خورد
دوست بینی از تو حیرت بیحد | خصم بینی از تو سطوت بیحد
نور بینی روشنی بسپردن زها | نور بینی با دخان ظلمت و بد
خصم و یار و نور و نار و فخر و عار | تخت و دار و برد و حار و روح و خار
سور و مار و پود و تار و زیر و زار | هر یکی با جنس خود بر بے شمار

جلد فرمانا بادشاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حلم کا فیصلہ کرنا

ای ایاز اس کام کو جلدی گزار | کیونکہ اک نوع کا ہے بدلا انتظار
بولا ای شہ جملہ فرمان ہے ترا | روبرو ہے شمس کے اختر فنا
کیا ہے زہرہ کہ عطارد یا شہاب | بس طلوع ہووے یہ پیش آفتاب
ترک دلق و پوستین کرتا ہوں گر | ہوتا کب تخم ملامت اس قدر
قفل و بنا دریہ حجرہ کے تھا کیا | بدگمان حاسد کے اندر تھا یہ فنا
بلکہ انھوں نے ڈالا اندر آب جو | ہر کسی نے ڈھونڈ ڈھیلے خشک کو
خشک ڈھیلا جو کے اندر کب ملے | ماہی باآب عاصی کب ہے
ظن جفا کا مجھ سے رکھتے ہیں جو | اور وفا کو شرم آتی مجھ سے ہے
ہوتی نامحرم کی زحمت نے اگر | ہیں وفا سے حرف کہتا چند تر
جو جہاں پر شبہہ ڈھونڈھے مشکلیں | خارجی با تو سے اب کہتا ہوں ہیں
گر تو توڑے آپ کو ہووے تو مغز | اور سنے تو داستان مغز نغز
جوز اندر پوست کے آواز دے | مغز در دغن ہیں کہاں آواز ہے
کب تھا ای آواز لائق بگوش | ہی نہان آواز اندر گوش ہوش
مغز کا آواز خوش ہوتا دوست | کون سنتا تیغ تیغ آواز پوست
تیغ تیغ اسکی اسیلئے سنتا ہے تو | تاکہ خاموشانہ پائے مغز کو
تھوڑی دیر ایسے لب بے گوش ہو | مثل آب سدم تو یار نوش ہو
کب تک کہتا ہے تو تکلم نثر و راز | ہو تو اک دن امتحان کو گوش باش

تعجیل فرمودن شاه ایاز را که زود این حلم به فیصل رسان

ای ایاز این کار را زود تر گزار | زانکه نوعی ز انتقام ست انتظار
گفت ای شه جملگی فرمان تراست | با وجود آفتاب اختر فناست
زهره که بود یا عطارد یا شهاب | کو برون آید به پیش آفتاب
گر ز دلق و پوستین بگذشتمی | کی چنین تخم ملامت کشتمی
قفل کردن بر در حجره چه بود | در میان بدگمانان حسد
دست در کرده درون آب جو | هر یکی زایشان کلوخ خشک جو
پس کلوخ خشک در جو کی بود | ماهی با آب عاصی کی شود
بر من مسکین جفا دارند ظن | که وفا را شرم می آید ز من
گر نبودی زحمت نامحرمی | چند حرفی از وفا وا گفتمی
چون جهان پر شبهه و اشکال جوست | حرف می رانیم با بیرون پوست
گر تو خود را بشکنی مغزی شوی | داستان مغز نغزی بشنوی
جوز را در پوستها آوازهاست | مغز و روغن را خود آوازی کجاست
دارد آوازی نه اندر خورد گوش | هست آوازش نهان در گوش جان
گر نه خوش آوازی مغزی بود | ژغژغ آواز قشری که شنود
ژغژغ آن زان تحمل میکنی | تا که خاموشانه بر مغزی زنی
چندگاهی بی لب و بی گوش شو | وانگهی چون لب حریف نوش شو
چند گفتی نظم و نثر و راز فاش | خود یکی روز امتحان را گوش باش

اے بت کڑوا ایکا یا ہے سدا | امتحاں کر اب کے تو شیریں یکا
چیز شیریں کھائی مدت سے غذا | امتحاں روزہ میں کر کچھ دن ذرا
خواب شب کا قیدی تو کب سے ہوا | ایک شب بیدار ہو دولت کو پا
دن گزارے ہزل میں تو نے ہیں بہت | ایک دو دن تہجد کو شش کا ہو
ایک کو محشر میں آگاہی سے آہ | ہاتھ میں دیں نامۂ عصیاں سیاہ
ہو سیہ گل مثل نامہ تعزیہ | پر گنہ ہو اسکا متن حاشیہ

چند چیزی تلخ و شور و تیز و گز | ہم یکی بار امتحان شیرین بیز
چند خوردی چرب و شیرین از طعام | امتحان کن چند روزی در صیام
چند شبہا خواب را گشتی اسیر | یک شبی بیدار شو دولت بگیر
روزہا بردی بسر در ہزل و خیل | روزکی دو تہجد را شو مستعد
آن یکی را در قیامت ز انتباہ | در کف آید نامۂ عصیان سیاہ
سر سیہ چون نامہ ہای تعزیہ | پر معاصی متن آن با حاشیہ

وصف خاموشی اور اسکی فضیلت کے بیان میں

در وصف خاموشی و بیان فضیلت آن

فسق اور عصیاں ہی بالکل پر ہو وہ | جیسے دار الحرب پر کافر سے ہو
ایسا نامہ کہ بلندی کو رکھے | لے ملے داہنے میں بائیں میں ملے
اپنا نامہ تو یہیں پر دیکھ لے | لائق الٹے کے ہے یا سیدھے کو ہے
موزہ الٹا کفش الٹی جانیے دو | امتحاں سے پہلے دکاں میں ہو جو
جو نہ سیدھا ہو جان الٹا تو ہے | غرہ ظاہر شمیر اور بند رکھے
خاک کو معشوق اور خوشبو کرے | نہ مثل اسکا سیدھا ہوا الٹے کو کرے
سیدھا ہر الٹے کو بس کرتا ہے وہ | بحر کو باہمیں دیتا ہے وہ
تو اگر الٹا ہو سیدھا اس سے ہو | تا تو دیکھے اسکے غلبہ لطف کو
تو روا رکھے سیہ نامہ جو ہے | آئے داہنے میں گذر کے بائیں سے
ایسا نامہ کہ جفا عصیاں رکھے | اب ہو لائق ہو وہ سیدھے ہاتھ کو

جملہ فسق و معصیت آن یکسر سے | ہمچو دار الحرب پر از کافرے
آن چنان نامہ پلید پر وبال | در یمین ناید در آید در شمال
خود ہم اینجا نامۂ خود را ببین | دست چپ را شاید او یا در یمین
موزۂ چپ کفش چپ ہم در دکان | آن چپ اینش پیش از امتحان
چون نباشی راست میدان کہ چپی | ہست پیدا نعرۂ شیر و کپی
آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند | ہر چپی را راست فضل او کند
ہر شمالی را یمینی او دہد | بحر را ما معینی او دہد
گر چپی با حضرت او راست باش | تا ببینی دستبرد لطفہا ش
تو روا داری کہ نامہ آن چنین | بگذرد از چپ در آید در یمین
اینچنین نامہ کہ پر ظلم و جفا ست | کی ابد با خود در خور اندر دست راست

بیان میں اسکے کہ کوئی ایک بات کہے کہ مناسب اس دعوی کے نہو جیسے کفر لئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ

ہر آئینہ تو سوال کرے ان کافروں سے

کہ کس نے پیدا کیا آسمان و زمین کو البتہ کہیں گے کہ اللہ نے ۱۲

پتھر کے بت کی خدمت کر نا و جان و زر اسپر نثار

در بیان آنکہ کسی سخنی گوید کہ مناسب آن دعوی نباشد چنانچہ و لئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ خدمت بت سنگین کردن و جان و زر نثار او

کرنا ایک مناسب حال کب ہے کہ جانتا ہے
خالق زمین و آسمان کا خدا ہے سمیع و بصیر و
مراقب و غیور

نمودن چہ مناسب با حال کسیکہ داند خالق
سموات و ارضین خدائیست سمیع و بصیر و
مراقب و غیور

ایک زاہد کی تھی عورت مثل حور / رشک افزا اسکے حق میں بس غیور
کیونکہ عورت کی تھی اک لونڈی حسین / اُس سے دل زاہد کا تھا آتش گزین
نگہبان شوہر کی زن غیرت سے تھی / ساتھ لونڈی کے نہ تنہا چھوڑتی
زن نگہبان انکی اک مدت رہی / تا انہیں فرصت نہ خلوت کی ملی
تاکہ آیا حکم تقدیر آہ / عقل ہوئی ابتر نگہبان کی تباہ
حکم تقدیر آئے پس ناگاہ جو / عقل کیا ہی گم ہووے راہ کو
تھی وہ زن حمام میں کہ ناگہاں / طشت گھر میں یاد آیا اُسکو ہاں
بولی لونڈی کو کہ اٹھ جا جلد جا / طشت کو تو گھر سے لیکر جلد آ
خوش ہوئی وہ لونڈی جبکہ یہ سنا / کہ ملونگی اب میں خواجہ سے بھلا
خواجہ گھر میں ہے وہ تنہائی وہاں / پس وہ دوڑی گھر کیجانب شادمان
عشق لونڈی رکھتی تھی چھ سال کا / کہ اُسے تنہائی میں خواجہ ملا
گھر کی جانب جلد وہ آن اڑی / گھر میں خواجہ سے وہ تنہا جا ملی
دونوں عاشق ایسے شہوت میں گھرے / بند در کرنا گیا بس یاد سے
دونوں باہم لگے بس شوق سے / جان جان واصل ہوئی اسدم فرے
یاد اسدم آیا عورت کو سو / بھیجا کیوں میں نے اُسے سوے وطن
آتش میں روئی کو ڈالا آپ سے / ڈالا ہے نر کو میں نے کنبہ لیے
دھولی مٹی سر سے اور بیخود چلی / پیچھے اسکے اور چادر اوڑھتی
عشق جان سے دوڑی وہ یہ خوف سے / عشق کہاں اور خوف کہاں بس فرق ہی
سیر عارف ہر گھڑی تا تخت شاہ / سیر زاہد ایک دن ہر مہ میں آہ
گرچہ ہو زاہد کو اک دن خوش گوار / ایک دن کب سال ہو پنجہ ہزار

زاہدی را بد یکی زن ہمچو حور / رشک ناک اندر حق او لیس غیور
زانکہ بد زن را کنیزی مہوشی / در دل زاہد بد از وی آتشی
زن ز غیرت پاس شوہر داشتی / با کنیزک خلوتش نگذاشتی
مدتی شد زن مراقب ہر دو را / تا کہ شان فرصت نیفتد در خلا
تا در آمد حکم تقدیر آلہ / عقل حارث خیرہ سر گشت و تباہ
حکم تقدیرش چو آید بی وقوف / عقل کہ بود در قمر افتد خسوف
بود در حمام آن زن ناگہان / یادش آمد طشت در خانہ بدان
با کنیزک گفت رو ہان مرغ وار / طشت را از خانہ برگیر و بیار
آن کنیزک زندہ شد چون این شنید / کہ بخواجہ این زمان خواہد رسید
خواجہ در خانہ است خلوت این زمان / پس دوان شد سوی خانہ شادمان
عشق شش سالہ کنیزک را بہ بین / کہ بیابد خواجہ را خلوت چنین
گشت پران جانب خانہ شتافت / خواجہ را در خانہ خلوت بیافت
ہر دو عاشق را چنان شہوت ربود / کاحتیاط و یاد در بستن نبود
ہر دو درہم واخزیدہ از نشاط / جان بجان پیوست آندم ز اختلاط
یاد آمد در زمان زن را کہ من / چون فرستادم ورا سوی وطن
پنبہ در آتش نہادم من بخویش / در فگندم من قچ نر را بپیش
گل فرو شست از سر و بیخود دوید / از پی او رفت و چادر میکشید
آن ز عشق جان دوید این ہم ز بیم / عشق کو و بیم کو فرق عظیم
سیر عارف ہر دمی تا تخت شاہ / سیر زاہد ہر مہی یک روزہ راہ
گرچہ زاہد را بود روزی شگرف / کی بود یک روز و خمسین الف

فارسی		اردو	
قدر ہر روزی ز عمر مرد کار	باشد از سال جہان پنجہ ہزار	عمر ہے مردوں کے ہر دن کا شمار	ہو جہان کے سال سے پنجہ ہزار
عقلہا زین سر بود بیرون در	زہرہ وہم از بدرد گو بدار	در کے باہر عقل ہو اس بھید سے	وہم کا زہرہ پھٹے گر گو پھٹے
ترس موئی نیست اندر پیش عشق	جملہ قربانند اندر کیش عشق	بال بھر کچھ ڈر نہیں ہے پیش عشق	جملہ ہین قربان اندر کیش عشق
عشق وصف ایزدست آیا کہ خوف	وصف بندہ مبتلای فرج و جوف	عشق وصف اللہ کا ہے اور ڈر	وصف بندہ کا کہ پر خوف و خطر
چون یحبونہ بخواندی از نبی	با یحبہم قرین در مطلبی	جو یحبونہ پڑھا قرآن سے	اپنے مطلب کو یحبہم سے تو لے
پس محبت وصف حق دان عشق نیز	خوف نبود وصف یزدان ای عزیز	جان وصف حق محبت عشق کو	خوف ہرگز وصف یزدان کا نہو
وصف حق کو وصف مشت خاک کو	وصف حادث کو و وصف پاک کو	وصف حق کان وصف مشت خاک کان	وصف حادث کان وصف پاک کان
شرح عشق ار من بگویم بر دوام	صد قیامت بگذرد وان ناتمام	عشق کی شرح کہون مین گر مدام	سو قیامت گذرے نہ ہو وہ تمام
زانکہ تاریخ قیامت را حدست	حد کجا آنجا کہ وصف ایزدست	کیونکہ تاریخ قیامت حد رکھے	حد کہان اسجا کہ وصف اللہ کا ہے
عشق را پانصد پرست و ہر پری	از فراز عرش تا تحت الثری	پانسو پر عشق کے ہر ایک پر	عرش سے تحت الثری تک ہے مگر
زاہد با ترس میتازد بپا	عاشقان پران تر از باد صبا	ڈر سے زاہد دوڑتا ہے پاؤن سے	اور صبا سے زیادہ عاشق اڑین سے
چہ مجال آنہا با برق ای پسر	چونکہ او در راہ حق بگشاد پر	باد و برق پاکی نہ ہرگز مجال	کیونکہ اسنے راہ حق مین کھولے بال
کی رسند این خائفان در گرد عشق	کآسمان را فرش سازد درد عشق	کب یہ خائف پاسکین ہین گرد عشق	فرش کر تا عرش کو ہے درد عشق
جز مگر آید عنایتہا ی ہو	کز جہان و این روش آزاد شو	جز عنایت کہ چمک آئے مگر	ہو جہان و اس روش سے دور تر
از قش خود و ز وش خود باز رہ	کہ بشہ یافت آن شہباز رہ	خودنمائی اور خودی سے باز رہ	کہ سو شہ پاوے وہ شہ باز رہ
این قش و وش ہست جبر و اختیار	از ورای این دو آمد جذب یار	ہے خودی و خودنما جبر اختیار	ان سوا دونون کے آیا جذب یار

رسیدن زن بخانہ و جدا شدن زاہد از کنیزک

آنا عورت کا گھر مین اور جدا ہونا زاہد کا لونڈی سے اور رسوا ہونا زاہد کا

فارسی		اردو	
چون رسید آن زن بخانہ در گشاد	بانگ در در گوش ایشان در فتاد	گھر مین جو آئی وہ عورت کھولا در	در کی آواز آئی انکے کان پر
آن کنیزک جست آشفتہ ز ساز	مرد برجست و ستاد اندر نماز	لونڈی غمگین اٹھی با سوز و گداز	مرد اٹھا اور لگا پڑھنے نماز
زن کنیزک را فرولیدہ بدید	درہم و آشفتہ و دنگ و مرید	زن نے لونڈی کو دیکھی الجھی ہوئی	اور پریشان حیران شرمائی ہوئی
شوی خود را دید قائم در نماز	در گمان افتاد و اندر اہتزاز	دیکھا شوہر کو نماز اندر کھڑا	شک ہوا جو تھا ذکر ہلتا ہوا
شوی را برداشت دامن بیخطر	دید آلودہ منی خصیہ و ذکر	مرد کا دامن اٹھایا بیخطر	دیکھا آلودہ منی خصیہ و ذکر
از ذکر باقی نطفہ می چکید	ران و زانو گشتہ آلودہ پلید	تھا ذکر سے ٹپکے نطفہ نا بقا	ران و زانو اس سے آلودہ ہوا

برسرش زد سیلی و گفت ای مهین / خصیهٔ مرد نمازی باشد این
اک چپت اسکے لگایا اور کہا / ایسا خصیہ ہو نمازی کو روا

لائق ذکر نماز ست این ذکر / وانچنین ران و زهار پر قذر
لائق ذکر نماز ایسا ذکر / ایسی ران و شرم ہی پر آب شر

نامهٔ پر ظلم و فسق و کفر و کین / لائق ست انصاف ده اندر یمین
کفر و ظلم و فسق سے نامہ بھرا / ہاتھ سیدھے کے ہی لائق کب بھلا

گر بپرسی گبر را کاین آسمان / آفریده کیست وین خلق جهان
گر تو پوچھے گبر سے یہ آسمان / کسکا پیدا ہے اور یہ خلق جہان

گوید اینها آفریده آن خداست / کافرینش بر خدائیش گواست
کہوے یہ پیدا خدا سے ہے کیا / اسکی پیدایش خدائی پر گوا

کفر و ظلم و ستم بسیار او / هست لائق با چنین اقرار او
کفر و ظلم اُسنے بہت سے کہ کیے / ایسے لائق اسکو ہین اقرار کے

هست لائق با چنین اقرار راست / آن فضیحتها و آن کردار کاست
ایسی سچ اقرار کے لائق ہوئی / وہ فضیحت اور وہ خصلت بری

فعل او کرده دروغ آن قول را / تا شد او لائق عذاب هول را
فعل نے جھوٹا کیا اُس قول کو / تا ہوا لائق عذاب سخت وہ

پس دروغ آمد ز سرتا پای او / کو دروغش کرد هم اعضای او
سر سے دو پاؤن تلک جھوٹا ہوا / اسکے اعضا نے اُسے جھوٹا کیا

روز محشر هر نهان پیدا شود / هم ز خود هر مجرمی رسوا شود
حشر کو ہر اک نہان ہووے عیان / اور رسوا ہووے ہر مجرم وہان

دست و پا بدهد گواهی با بیان / بر فساد او به پیش مستعان
دست و پا دیوین گواہی جرم پے / آگے اللہ کے کہ جو اُسنے کیے

دست گوید من چنین دزدیده ام / لب بگوید من چنین بوسیده ام
ہاتھ کہوے مین نے یہ چوری کری / لب کہے مینے یہ کی بوسہ لی

پای گوید من شدستم تا منی / فرج گوید من بکردستم زنا
پاؤن کہوے منزلوں تک مین گیا / فرج کہوے بس کیا مینے زنا

چشم گوید غمزه کردستم حرام / گوش گوید چیده ام سوء الکلام
چشم کہ غمزہ کیا مین نے حرام / کان کہ مینے کیا ہے بدکلام

پس دروغ آمد ز سرتا پای خویش / چون گواهی میدهد اعضاش پیش
جھوٹا سرتا پا ہوا وہ آپ سے / پہلے اعضا سے گواہی جو ملے

آنچنان کاندر نماز با فروغ / از گواهی خصیه شد زرقش دروغ
جیسے وہ اندر نماز باریا / جھوٹا خصیہ کی گواہی سے ہوا

پس چنان کن فعل کان خود بی زبان / باشد اشهد گفتن و عین بیان
فعل ایسا کر کہ وہ خود بے زبان / ہووے اشہد کا ادا عین بیان

تا همه تن عضو عضوت ای پسر / گفته باشد اشهد اندر نفع و ضر
تا بدن کا اعضا اعضا سب ترا / نفع و نقصان مین ہو اشہد گو سدا

رفتن بنده پی خواجه گواست / که منم محکوم و این مولای ماست
چلنا بندہ کا پس خواجہ گوا / کہ مین ہون محکوم یہ مولا مرا

گر سیه کردی تو نامهٔ عمر خویش / توبه کن زانها که کردستی به پیش
گر سیہ نامہ ہوا اپنا عمر کا / توبہ کر اس سے کہ جو پہلے کیا

عمر اگر بگذشت بیخش این دم ست / آب توبه اش ده اگر او بی نم ست
عمر گذری کا بیخ اس دم اسکی ہے / آب توبہ دے اگر بے نم رہے

بیخ عمرت را بده آب حیات / تا درخت عمر گردد با ثبات
عمر کی جڑ کو تو دے آب حیات / تا درخت عمر ہووے باثبات

جمله ماضیها ازین نیکو شوند / زهر پارینه ازین گردد چو قند
اس سے سب گزرا ہوا ہووے نکو / زہر کہنہ اس سے مثل قند ہو

سیئاترا مبدل کرده حق / تا همه طاعت شوند آن ما سبق
تا بدل تیری حق نے کی بدی / تا کہ سب طاعت ہوین وہ پہلی تری

در بیان توبهٔ نصوح که چنانچه شیر از پستان …

بیان مین توبۂ نصوح کے جیسے دودھ چھاتیوں سے

نکلے اور پھر چھاتیوں میں نہ جائے اور جس نے کہ توبہ نصوح کی ہرگز اس گناہ کو یاد نہ کریگا بطریق رغبت کے بلکہ ہر دم نفرت اسکو زیادہ ہوگی اور وہ نفرت دلیل قاطع ہے اوپر قبول توبہ اسکی کے کس واسطے کہ اول خواہش بے لذت ہوئی اور لذت قبول توبہ اسکی جگہ قائم ہوئی اور جو کہ قبول توبہ کی لذت نہ پائے اس حال سے بیخبر ہے

بیرون آید باز بہ پستان نرود و آنکہ توبہ نصوح کرد ہرگز ازان گناہ یاد نکند بطریق رغبت بلکہ ہر دم نفرت او زیادہ گردد و نفرت او دلیلی قاطع بود بر قبول توبہ او چہ شہوت اول بے لذت شدہ و لذت قبول توبہ بجاے آن نشستہ و آنکہ قبول توبہ نیافتہ ازین حال بیخبرست

راغب توبہ نصوحی خواجہ ہو
مجھسے اس توبہ نصوح کا سن بیان
مرد تھا اگلے زمانہ میں نصوح
کیونکہ صورت اسکی تھی مثل زنان
وہ حمام زنان دلاک تھا
مدتوں دلاکی وہ کرتا رہا
مثل زن آواز و رخ تھا آشکار
چادر و سر بستہ پہنے اور نقاب
لڑکیوں کو شاہ کی اکثر ہنگ سے
توبہ کرتا اور رہا تو ن کیفیت
پاس عارف کے گیا سہ کار وہ
بعید اسکا جانا اس آزادہ نے
لب پہ قفل اسکے وہ دل میں راز ہی
عارفوں نے جام حق کا ہی پیا

جان و تن سے کوشش میں کر رہو
تو ہی خواہان پر بنا خواہان ہی جان
زن کی دلاکی سے اسکی تھی فتوح
اپنی مردی کو وہ کرتا تھا نہان
مکر اور حیلہ میں بس چالاک تھا
کوئی اسکے حال سے واقف تھا
لیکہ شہوت میں تھا کامل ہوشیار
شہوتی تھا مرد اور زور شباب
ملتا اور نہلاتا وہ عاشق شبد
نفس کافر توبہ اسکی توڑتا
بولا حق میں تم دعا میرے کرو
نہ کیا ظاہر جون حلم حق اسے
لب خموش اور دل بھرا آواز سے
راز جانا اور پوشیدہ کیا

خواجہ بر توبہ نصوحی خوش بتن
شرح این توبہ نصوح از من شنو
بود مردی پیش ازین نامش نصوح
بود روی او چو رخسار زنان
او بحمام زنان دلاک بود
سالہا میکرد دلاکی و کس
زانکہ آواز و رخش زن وار بود
چادر و سر بند پوشیدہ نقاب
دختران خسروان را بر طریق
توبہا میکرد و پا در میکشید
رفت پیش عارف آن زشتکار
سر لدو النست آن آزاد مرد
بر لبش قفل ست و در دل رازہا
عارفان کہ جام حق نوشیدہ اند

کوششی کن ہم بجان و ہم بتن
بکرد سیتی و لے از نو گرو
بذر دلاکی زنان او را فتوح
مردی خود را ہمی کردی نہان
در دغا و حیلہ بس چالاک بود
بو نبرد از حالت آن بوالہوس
لیک شہوت کامل و بیدار بود
مرد شہوانی و در غو شباب
خوش ہمی مالید می شستان عشیق
نفس کافر توبہ اش را میدرید
گفت ما را در دعائی یاد دار
لیک چون حلم خدا پیدا نکرد
لب خموش و دل پر از آوازہا
رازہا دانستہ و پوشیدہ اند

هر کرا اسرار حق آموختند مهر کردند و دهانش دوختند
سست خندید و بگفت ای بدنهاد آنچه دانی از روت توبه دهاد

ہو کے بیہوش گرے جیسے آگہ کیا مہر کی اور منہ کو اسکے سی دیا
مسکرایا اور کہا اے ناسزا جو تو جانے حق سے توبہ کر ذرا

در بیان آنکه دعای عارف واصل درخواست او از حق همچو درخواست حق است از خود که کنت له سمعًا و بصرًا و لسانًا و یدًا و قوله تعالی ما رمیت اذ رمیت و لکن الله رمی و امثال این از اخبار و آیات وارد است

بیان مین اسکے کہ درخواست و دعا کرنا عارف واصل کی خدا سے جیسے درخواست حق کی ہے خود سے کنت له سمعًا و بصرًا و لسانًا و یدًا و قوله

مین ہو جاتا ہون واسطے اسکے سمع و بصر و زبان و ہاتھ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی اور

نہیں پھینکا تو نے جسوقت کہ پھینکا تو نے اللہ نے پھینکا

امثال اسکے اخبار و آیات سے وارد ہین

آن دعا از هفت گردون در گذشت کار آن مسکین بآخر خوب گشت
که آن دعای شیخ نی چون هر دعاست فانیست او گفت او گفت خداست
چون خدا از خود سوال و کد کند پس دعای خویش را چون رد کند
یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال که رهانیدش ز نفرین و وبال
اندر آن حمام پر میکرد طشت گوهری از دخت شه یاوه گشت
گوهری از حلقهای گوش او یاوه گشت و هر زنی در جستجو
پس در حمام بربستند سخت تا بجویند اول اندر پیچ رخت
رختها جستند و آن پیدا نشد وزد گوهر نیز هم رسوا نشد
پس بجد جستن گرفتند از گزاف در دهان و گوش و اندر هر شکاف
در شکاف فوق و تحت و هر طرف جستجو کردند در از هر صدف
بانگ آمد که همه عریان شوند هر که هستند از عجوزه و از نوند
یک بیک را حاجبه جستن گرفت تا پدید آید گهر دنگر شگفت
آن نصوح از ترس شد در خلوتی روی زرد و لب کبود از خشیتی
پیش چشم خویشتن مید‌ید مرگ سخت میلرزید بر خود همچو برگ
گفت یارب بارها برگشته ام توبها و عهدها بشکسته ام

کام اس مسکین کا خوب آخر ہوا گذری ساتون چرخ سے اسکی دعا
فانی وہ قول اسکا ہے قول خدا وہ دعا اس شیخ کی جون ہر دعا
پس دعا اپنی کو کیونکر رد کرے جو سوال اپنے سے یزدان خود کرے
کہ وہ بالون سے کیا اسکو رہا صنع حق سے اک سبب پیدا کیا
شاہزادی کا گہر اک گم گیا بھرتے طشت حمام مین تھے ظاہرا
عورتین کرتی تھین تلاش ہر جگہا کان کی بالی سے موتی گم گیا
ڈھونڈھتین تا اسباب بیچ اول ازرا بند دروازہ کیا حمام کا
چور بھی اسکا نہین رسوا ہوا ڈھونڈھا اسباب نہ وہ گوہر ملا
کان منہ مین اور ہر سوراخ مین پھر لگے ڈھونڈھا کرنے کوشش سے
ڈھونڈھتے تھے ہر صدف سے وہ گہر نیچے اور اوپر کے سوراخون کا در
جو کہ مین پیر زن سب ہیان ہیا یہ ڈھونڈھا آئی برہنہ ہو وین سب
تا کہ ظاہر ہووے وہ در ثمین ڈھونڈھنے لگی ایک کو ایک کی تعین
ہونٹ نیلے زرد رو ڈرتا ہوا وہ نصوح دہشت سے خلوت مین گیا
کانپتا تھا سخت وہ مانند برگ دیکھتا سامنے اپنے وہ مرگ
توڑا مین نے عذر توبہ کو سدا بولا یارب بارہا مین پھر گیا

وہ گیا میں ٹکڑا لگتی ہے مجھے
نوبت تا لاش ہو پہنچے گر مجھے
ظلم سے ڈالے جگر میں سو شرر
ایسا غم مت ہو جیو کفار سے
تا کہ میری ماں نہیں جنتی مجھے
ای خدا دو کر کہ تجھکو ہے روا
جان پتھر لوہا دل رکھتا ہوں میں
وقت تنگ آیا ہے مجھکو ایک نفس
اس دفعہ گر میری ستاری کرے
تو قبول اب کی مری توبہ کرے
میں کرون تقصیر اب کی بار گر
زاری کر اسکو بہا تا آنکھ سے
تا کوئی ایسا فرنگی سے مرے
نوحہ کرتا تھا وہ اپنی جان پے
ای خدا ای خدا اتنا کہا
درمیان یارب یارب کے تھا وہ

ایسی تا سیل سیاہی بس ملے
ہائے کیسی جان کو سختی ہو مرے
کچھ میرے تجز میں خون جگر
دامن رحمت کو پکڑا داد دے
یا کہ کہا تا شیر صحرائی مجھے
سانپ یا ہر رخنہ سے دے مجھکو سزا
ورنہ ہو سکتے خون ایسے درد میں
گر تو شاہی ہو مرا فریادرس
توبہ کی ہے میں نے ہر اک جرم سے
تا کہ سو باز ہوں توبہ کے لیے
پھر نہ سننا تو دعا میری مگر
کہ حوالہ میں ہو جلاد کے
کہ کسی لحد پہ یہ آفت پڑے
دیکھا عزرائیل کا منہ سا منے
کہ در و دیوار سا تھ اسکے ہوا
آئی آواز اسکو اندر جستجو

گروہ ام آنہا کہ از من می سزید
نوبت جستن اگر در من رسد
در جگر افتادہ استم صد شرر
اینچنین اندوہ کافر را مباد
کاشکی مادر نزادی مر مرا
ای خدا آن کن کہ از تو می سزد
جان سنگین دارم و دل آہنین
وقت تنگ آمد مرا و یک نفس
گر مرا این بار ستاری کنی
توبہ ام بپذیر این بار دگر
من اگر این بار تقصیری کنم
اوہمی زارید صد قطرہ روان
تا نمیرد ہیچ افرنگی چنین
نوحہ اسکرد او بر جان خویش
ای خدا و ای خدا چندان بگفت
درمیان یارب یارب بد او

تا چنین سیل سیاہی در رسید
وہ کہ جان من چہ سختیہا کشد
در دعا ہا کم بہ بین خون جگر
دامن رحمت گرفتم داد داد
یا مرا شیری بخوردی در چرا
کہ زہر سوراخ مارم می گزد
ورنہ خون گشتی درین درد چنین
بادشاہی کن مرا فریادرس
توبہ کردم من ز ہر ناکردنی
تاجہ بندم بہر توبہ صد کمر
پس دگر مشنو دعا و گفتنم
تا بدر افتادم بجلاد و عوان
ہیچ لحد را مبادا اینچنین
روی عزرائیل دید و پیش پیش
کان در و دیوار با او گشت جفت
بانگ آمد از میان جستجو

توبہ کرنا نصوح کی اور آواز آنا کہ سب کو ہمیشہ ڈھونڈھا نصوح کو تم ڈھونڈھو اور بیہوش ہونا نصوح کا اسکی ہیبت سے اور ٹھرا دیو رہی ہونا الجھے ہوا امری کے الی قولہ کما کان یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا اصابہ مرض اشتدی ازمۃ تفرجی

مرف قول انکے کو جیسے کہتا فرمایا رسول خدا صلعم نے جس وقت کہ ہوتا اسکو مرض دشوار منقبت سے لیس تھا دہ ہو دے توبہ

توبہ جستن نصوح و آواز آمدن کہ ہمہ را جستیم نصوح را بجوئید و بیہوش شدن نصوح از آن ہیبت و گشاد کار پس از بستگی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اصابہ مرض اشتدی ازمۃ تفرجی

ہمنے سب کو ڈھونڈھا آگے اے نصوح / مثل دیوار شکستہ گر پڑا

ہوش کی سدھ اسکا جو تن سے گیا / جو ہوا خالی خودی اسکی گئی

ٹوٹی کشتی جبکہ اس مایوس کی / جو ہوا بیہوش جان حق سے ملی

تنگ تن سے جبکہ جان اسکی چھٹی / جان جون باز اسکو تن پنجرہ ہی ایک

جو گیا ہوش اسکا پا اسکا کھلا / جوش جو دریای رحمت نے کیا

ذرہ اک لاغر تھا جو موٹا ہوا / سو برس کا مردہ نکلا گور سے

اوگئی سر سبز سب بار زمین ملا / گرگ بزغالہ کا ہمدم ہو گیا

تب ہوا بیخود اڑی بس اسکی روح / عقل بولی زائل پتھر سا ہوا

بھید اسکا حق سے پوشیدہ ملا / جان اسکی پہر خدا نے کھینچ لی

بحر رحمت کے کنارے جا لگی / موج رحمت جوش زن آ کم ہوئی

آگے اصل اپنی کے خوش ہوتی گئی / ٹوٹا بازو پا بندھا بندہ ہی ایک

ازتا ہو وہ باز سوے بادشا / آب حیوان پتھروں نے بس پیا

فرش خاکی اطلس و دیبا ہوا / دیو ملعون ہو گیا جون حور کے

سوکھی شاخیں پر شگوفہ ہو گئیں / نا امید آخر مبارک پا ہوا

حیلہ را بستیم پیش آمد نصوح / ہمچو دیوار شکستہ در فتاد

چونکہ ہوشش رفت از تن آن زمان / چون تہی گشت او خودی او نماند

چون شکست آن کشتی او ہمراہ / جان بحق پیوست چون بیہوش شد

چونکہ جانش وا رہید از ننگ تن / جان چو باز و تن مر او را کنده

چونکہ ہوشش رفت پایش برگشاد / چونکہ آن دریای رحمت جوش کرد

ذرہ لاغر شگرف رفت و شد / مردہ صد سالہ بیرون شد زگور

جملگی روی زمین سرسبز شد / گرگ با برہ حریف می شدہ

گشت بیہوش آن زمان پرید روح / ہوش و عقلش رفت و شد ہمچو جماد

سر او با حق بپیوست از نہان / باز جانش را خدا در پیش خواند

در کنار رحمت دریا فتاد / موج رحمت آن زمان در جوش شد

رفت شادان پیش اصل خویشتن / پای بستہ پر شکستہ بند ہ

پیر آن باز سوی کیقباد / سنگہا ہم آب حیوان نوش کرد

فرش خاکی اطلس زربفت شد / دیو ملعون شد نکو چون حور

شاخہای خشک ہم تازہ گردید / نا امیدان جوش کرد خوش لب شدند

ملجانا گوہر کا اور معافی چاہنا اس قیدی کا نصوح سے

پیدا شدن آن گوہر و حلالی خواستن حاجبان از نصوح

ناگہان آئی صدا کہ مت ڈرو / بعد اس خوف ہلاکت جان کے

ہم پر فرحت میں ہے غم گیا / شور شوغا اور دستک سے سما

اس نصوح کی بیخودی جبکہ گئی / ہر کوئی اس سے معافی چاہتا

بدگمان ہم تجھے ہیں کر تو معاف / کیونکہ سب کا تھا گمان اسپر سوا

ملگیا موتی گما تھا جو کہ وہ / مژدہ آیا جو گما تھا وہ یہ ہے

وہی تو خوشخبری ہمیں گوہر ملا / پر ہوا حمام قد زال الحزن

دیکھی سو دن سے زیادہ روشنی / ہر اک اسکے ہاتھ کو تھا چومتا

گوشت تیرا کھایا با لاف و گزاف / کیونکہ اسکو سب سے زیادہ قرب تھا

بانگ آمد ناگہان کہ رفت بیم / بعد از ان خوف ہلاک جان بدہ

حزن رفت و در فرح در تافتیم / از غریو و نعرہ و دستک زدن

آن نصوح رفتہ باز آمد بخویش / می حلالی خواست از وی ہر کسی

بدگمان بودیم ما را کن حلال / زانکہ ظن حلہ بروی بیش بود

شد پدید آن گم شدہ در پیش ہم / مژدہ ہا آمد کہ رینگ گم شدہ

مژدگانی دہ کہ گوہر یافتیم / پر شدہ حمام قد زال الحزن

دیدہ بینش تابش صد روزہ بیش / بوسہ میداد ند بر دستش بسی

لحم تو خوردیم اندر قیل و قال / زانکہ در قربت ز جملہ بیش بود

خاص تھی وہ اک وہ محرم تھا نصوح ‌ ‌ ملکہ تھا مانند دو تن ایک روح
گر لیا گوہر ہی بس اُس نے لیا ‌ ‌ کہ کوئی بیگم کے نزدیک اس سوا
بس تلاشی چاہیے اول اُسکی بھی ‌ ‌ اُسکی عزت نار ہے تاخیر کی
تاکسی جا پر وہ اُسکو ڈالدے ‌ ‌ اور بچالے آپ کو اُس ڈھیل سے
بس معافی اُس سے سب تجھے چاہیے ‌ ‌ آئے وہ تجھے معذرت کے واسطے
بولا تھا فضل خدائے داد گر ‌ ‌ ورنہ جو کہتے ہو اُس سے ہوں بتر
تم معافی چاہتے کیا مجھ سے ہو ‌ ‌ میں تو اور سے ہوں مجرم تر سنو
جو کہا مجھکو وہ سو سے ایک ہے ‌ ‌ مجھپے ظاہر ہے کوئی گر شک رہے
کون مجھسے جانے تھوڑے کے سوا ‌ ‌ اور گناہ و جرم صد ہا ہے ذرا
میں بھی وہ جانوں مرا ستار بھی ‌ ‌ جرم بدکردار اور زشتی مری
پہلے ابلیس اک مرا اُستاد تھا ‌ ‌ بعد ابلیس آگے میرے باد تھا
حق نے جانا اور انجان اک بنا ‌ ‌ تا فضیحت سے نہیں رسوا ہوا
عیب پوشی رحم سے میری کری ‌ ‌ توبہ شیرین مثل جان کے مجھکو دی
جو کیا سب سے جانا بے کیا ‌ ‌ میری بے طاعت کو طاعت بس گنا
مثل سرو آزاد اک مجھکو کیا ‌ ‌ مثل دولت شاد اک مجھکو کیا
نامہ پاکون میں لکھا میرا نام ‌ ‌ دوزخی تھا بخشی جنت مجھکو عام
عفو میرا سب کیا جرم و گناہ ‌ ‌ اور سفید آخر ہوا نامہ سیاہ
آہ کری وہ آہ اک رسی ہوئی ‌ ‌ اور لٹکی رسی وہ چہ میں مری
میں پکڑ کے رسی وہ باہر ہوا ‌ ‌ شاد و موٹا سرخ رو خوشتر ہوا
جبکہ تہ میں چاہ کی میں قید تھا ‌ ‌ رات دن کرتا تھا بس شور و بکا
تنگ جا میں تھا ہوس سے میں نہان ‌ ‌ اب سما سکتا نہیں اندر جہان
آفرین بس ہو جیو تجھپر خدا ‌ ‌ ناگہان غم سے کیا مجھکو جدا
ہر سر مو گر مرا ہووے زبان ‌ ‌ شکر تیرا مجھسے کب ہووے بیان
کرتا ہوں اس باغ میں نعرہ فزون ‌ ‌ خلق کو یالیت قومی یعلمون

پھر بلانا شاہزادی کا نصوح کو اور معذرت کرنا اس کا

خاص ترا لاکش بد و محرم نصوح ‌ ‌ ملکه همچون دو تن یک گشته روح
گوهر از هر دست او برد و بس ‌ ‌ زو ملازم تر بکالون نیست کس
اول او را خواست جستن در نبرد ‌ ‌ بهر حرمت داشتن تاخیر کرد
تا بود کانرا بیندازد بجا ‌ ‌ اندر آن مهلت رهاند خویش را
پس حلالیها ازو میخواستند ‌ ‌ وز برای عذر برمیخاستند
گفت بد فضل خدای دادگر ‌ ‌ وانچه زان گفته شد هستم بتر
چه حلالی خواست میباید ز من ‌ ‌ که منم مجرم تر از اهل زمن
آنچه گفتندم بدان از صد یکیست ‌ ‌ بر من آن کشف است اگر کس را شکیست
کس چه میداند ز من جز اندکی ‌ ‌ وز هزاران جرم و بدفعلی یکی
من همی دانم و ستار من ‌ ‌ جرمها و زشتی کردار من
اول ابلیسی مرا استاد بود ‌ ‌ بعد از آن ابلیس پیشم باد بود
حق بدید آن جمله و نادیده کرد ‌ ‌ تا نگردم در فضیحت روی زرد
باز رحمت پوستین دوزیم کرد ‌ ‌ توبهٔ شیرین چو جان روزیم کرد
هرچه کردم جمله ناکرده گرفت ‌ ‌ طاعت ناکرده آورده گرفت
همچو سرو و سوسنم آزاد کرد ‌ ‌ همچو بخت و دولتم دلشاد کرد
نام من در نامهٔ پاکان نوشت ‌ ‌ دوزخی بودم ببخشیدم بهشت
عفو کرد آن جملگی جرم و گناه ‌ ‌ شد سپید آن نامه در روی سیاه
آه کردم چون رسن شد آه من ‌ ‌ گشت آویزان رسن در چاه من
آن رسن بگرفتم و بیرون شدم ‌ ‌ شاد و زفت و فربه و گلگون شدم
در بن چاهی همی بودم اسیر ‌ ‌ روز و شب اندر فغان و در نفیر
از هوس در تنگنا بودم زبون ‌ ‌ در همه عالم نمیگنجم کنون
آفرینها بر تو بادا ای خدا ‌ ‌ ناگهان کردی مرا از غم جدا
گر سر هر موی من گردد زبان ‌ ‌ شکرهای تو نیاید در بیان
میزنم نعره درین روضه و عیون ‌ ‌ خلق را یا لیت قومی یعلمون

بازخواندن شاهزادی نصوح را و عذر آوردن او

لیکن آیا گولی کہ رستم سے
شاہزادی تجھکو بلواتی ہے آ
تجھ سوا لاک ڈ چہتی ہے وہ
بولا جا جا ہاتھ اب بیکار ہے
جلد کوئی دوسرا جا ڈھونڈھ لے
دل مین کہتا حد سے گذرا جرم ہے
مین مرا اکبار پھر آیا ہون مین
مین نے کی توبہ حقیقی با خدا
بعد اسکے کیسکو محنت ہے روا

شاہزادی چل بلاتی ہے تجھے
اسہر اسکا دفعہ تو اب ای پارسا
کر ملے نہلا دے اُسکے جسم کو
یہ نصوح تیرا ہوا بیکار ہے
کہ مرا بیکار و اللہ ہاتھ ہے
دل سے کیئے خوف جاتا ہے مرے
بینے چکہین تلخیان مرنے کی ہین
توڑون کیا جان ہو تن سے جدا
جاے پھر سوے خطر الا گدھا

بعد ازان آمد کسی کز مرحمت
دختر شاہت ہمی خواند بیا
جز تو ولا کی نمی خواہد دلش
گفت رو رو دست من بیکار شد
رو کسی دیگر بجو تعجیل و تفت
با دل خود گفت کز حد رفت جرم
من بمردم یکبارہ و باز آمدم
توبہ کردم حقیقت با خدا
بعد ازین محنت کرا بار دگر

دختر سلطان ما میخواندت
تا سرش شوئی کنون ای پارسا
کہ بجالدیا بشوید با گلش
وین نصوح تو کنون بیمار شد
کہ مرا واللہ دست از کار رفت
از دل من کی رود آن ترس و کرم
من چشیدم تلخی مرگ و عدم
نشکنم تا جان شود از تن جدا
بار دو سوی خطر الا کہ خر

بیان مین اُس کسی کے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو اور پھر اُس پشیمانی کو بھول جاے اور آزمائے ہوئے کو آزمائے گمراہی ابدی مین پڑے من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ اور جو توبہ اُسکی ثابت نہو اور مدد خدا سے نہ پہونچے مثل درخت بے جڑ کے ہے

جسکسی نے آزمائے کو آزمایا کھینچی ساتھ اُسکے ندامت ۱۲

در بیان کسیکہ توبہ کند و پشیمان شود و باران پشیمانی را فراموش کند و آزمودہ را بیازماید در خسارت ابد در افتد کہ من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ و چون توبہ او را ثبوتے نباشد و مدد از خلق نرسد چون درخت بی بیخ بود

ایک گدہا تھا اور اسکا تھا گدھا
پھرون کی دہ زجن بے گھاس مین
ان پہ کھانے کو بجز پانی نہ تھا
اُس نواحی مین تھا جنگل ڈیکا ایک
شیر نے اک بیل سے کی کارزار
تھا اُس ضعف سے مدت سے تھا

بیٹھ زخمی پیٹ خالی بھوک مرا
رات دن پھرتا تھا مارا پاس مین
رات دن تھا وان پریشان گدھا
اور شکاری شیر اُسجا پر تھا ایک
زخم کے باعث نہ کرتا تھا شکار
اور دو روز ون کو نہیں خوردہ ۱۲

گاذری بود و مر او را یک خرے
در میان سنگلاخی بے گیاہ
بہر خوردن غیر آب آنجا نبود
آن حوالی نیستان و بیشہ بود
شیر را با پیل زخمی گشت و
مدتی وا ماندہ زان ضعف از شکار

پشت ریش و اشکم تهی چون لاغری
روز و شب بد بینوا و بی پناہ
روز و شب خر بد دران کوہ کبود
شیری آنجا بود و صیدش بیشہ بود
خستہ شد آن شیر و ماند از اصطیاد
بینوا ماندند و دو از چاشت خوار

کیونکہ وہ کھاتے تھے جھوٹا شیر کا
شیر نے فرمایا اک روباہ کو جا
اس جگہ میں کوئی گر ہو گدھا
گاؤ یا خر ڈھونڈھ میرے واسطے
گوشت خر سے گر مجھے قوت ملے
تھوڑا میں کھاؤں و باقی دوں تمھیں
تو دموں سے اور میٹھی بات سے

اُسکی بیماری سے ہر اک تنگ تھا
میری خاطر خر کی تو صیاد ہو
جا تو دم دیکر اُسے حیلے سے لا
ان دموں سے جانتی تو جو کہ ہے
بعد میں صید پکڑوں دوسرے
میں سبب ہوؤں ترے افلاس میں
نرم کر اور جلد لا یاں پر اُسے

آنکہ باقی خوار شیر ایشان بدند ٭ شیر چون رنجور شد تنگ آمدند
شیر یک روباہ را فرمود رو ٭ مر خری را بہر من صیاد شو
گر خری یابی بگرد مرغزار ٭ رو فسونش خوان فریبانش بیار
یا خری یا گاو بہر من بجو ٭ زان فسونہائی کہ میدانی بگو
چون بیابم قوتی از لحم خر ٭ پس بگیرم بعد ازان صید دگر
اندکی من میخورم باقی شما ٭ من سبب باشم شما را در نوا
از فسونہا و ز سخنہای خوشش ٭ نرم کرد آن زود تر اینجا کشش

تشبیہ دینا قطب کی کہ عارف واصل ہے غذا دینے میں مخلوق کے قوت رحمت و مغفرت سے اس مرتبہ پر کہ حق نے اُسکو الہام دیا کہ خلق درندہ پس خوردہ کھانے والی اُسکی ہے بمرتبہ قرب البشر نہ قرب مکانی بلکہ قرب صفتی اور تفصیل اُسکی بہت ہے

تشبیہ کردن قطب کہ عارف واصل ست در اجرای دادن خلق از قوت رحمت و مغفرت بر مراتب کہ حقش الہام داد کہ دوان باقی خوار اویند بر مراتب قرب البشر نہ قرب مکانی بلکہ قرب صفتی و تفاصیل این بسیار ست

قطب شیر اور صید کرنا اُسکا کام
ہو سکے سعی کر رضا میں قطب کے
جو خفا ہو وے رہے محتاج خلق
کیونکہ سب خلق اُسکی باقی خوار ہے
وہ ہے مثل عقل و خلق اجزای تن
ضعف تن سے قطب کو نے روح سے
قطب وہ ہے کہ وہ نازاں خود پہ ہے
یعنی کشتی کی درستی میں تو دے
تیری کشتی سے تو ہو زیادہ نہ وہ
مثل روبہ کر شکار اور صوفِ بدا (?)

خلق کھاتی اُسکا پس خوردہ طعام
تا ہو قوت صید گیری میں اُسے
عقل کے ہے ہاتھ سے یہ رزق حلق
اُسکی یہ دلجو و صید افگن رہے
عقل کی پابند تدبیر بدن
ضعف کشتی میں نہ اندر نوح کے
چرخ گرد اگرد پھرتا اُسکے ہے
گر غلام خاص و بندہ اُسکا ہے
بولا حق ان تنصروا اللہ ینصروا
تا ہزاروں تو عوض پاوے سدا

قطب شیر و صید کردن کار او ٭ باقیان این خلق باقی خوار او
تا توانی در رضای قطب کوش ٭ تا قوی گردد کند صید وحوش
چون برنجد بینوا مانند خلق ٭ کز کف عقل ست جملہ رزق حلق
زانکہ جملہ خلق باقی خوار اوست ٭ این نگہدار ار دل او صید جوست
او چو عقل و خلق چون اجزای تن ٭ بستۂ عقل ست تدبیر بدن
ضعف قطب از تن بود از روح نے ٭ ضعف در کشتی بود در نوح نے
قطب آن باشد کہ گرد خود تند ٭ گردش افلاک گرد او زند
یاریی دہ در مرمہ کشتیش ٭ گر غلام خاص و بندہ گشتیش
یاریت در تو فزاید نی درو ٭ گفت حق ان تنصروا اللہ ینصروا
ہمچو روبہ صید گیر و کن فدیش ٭ تا ہزاران در عوض گیری تو بیش

مثل روبہ ہو وہ صید مرید ۔۔۔ اور جو کہ کھاتا ہی بس صید پلید

مردہ اسکے روبرو زندہ بنے ۔۔۔ گندگی یا لیز کے اندر آگئے

اطاعت کرنا روبہ کی شیر کے لیے اور روانہ ہونا اور دیکھنا خر کا

بولی روبہ شیر کی خدمت کرون ۔۔۔ حیلہ کرکے عقل اسکی پھیر دون

حیلہ ھوکا کرنا میرا کام ہے ۔۔۔ مکر سے بہکانا میرا کام ہے

کوہ پر سے نہر کی جانب گئی ۔۔۔ اُس خر مسکین لاغر سے ملی

پس سلام اسکو ادب سے کرکے جھکی ۔۔۔ آگے اُس دل سادہ مفلس کے گئی

بولی کیونکر خشک صحرا مین ہی تو ۔۔۔ پتھرون کی خشک اِس جا مین ہی تو

بولا خر گر غم مین ہون گلشن مین ہون ۔۔۔ حق نے کی قسمت مری شاکر ہون مین

خیر و شر مین کرتا ہون مین شکر یار ۔۔۔ کہ قضا مین بد سے بد ہے بیشمار

جو وہ قسام کرے آیا گلہ ۔۔۔ صبر کر ہی صبر مفتاح الصلہ

شکر کہا الصبر مفتاح الفرج ۔۔۔ صابرون کو بیوسیلے کب ظلم و حرج

مین ہون راضی قسمت قسام سے ۔۔۔ کہ وہ خاص و عام کا رزاق ہے

اسکی نعمت سے ہین خوش اجناس عام ۔۔۔ مرغ و وحشی کو وہ روزی دے تمام

مرغ و ماہی اُس کی روزی کھاتے ہین ۔۔۔ سور اور ہاتھی اُس کی نعمت پاتے ہین

سارا عالم اُسکا دسترخوان ہے ۔۔۔ خلق اُسکے خوان پر حیران ہے

کھاتے ہین کچھ کم نہوتا اُس سے ہے ۔۔۔ کون ہی عالم مین جو روزی رکھے

ہو تو راضی گر تو دل زندہ رکھے ۔۔۔ کہ وہ روزی دیتا ہر بندہ کو ہی

خیر حق دشمن ہین کل وہ دوست ہے ۔۔۔ دوست کا دشمن سے کیا شکوہ کرے

شکر کرنے آئے تا تجھپر بلا ۔۔۔ ورنہ مثل خر پھنسے گل مین سدا

گرچہ ہی تو نہ چاہون انگبین ۔۔۔ کیونکہ ہر نعمت رکھے ہے غم قرین

گنج بے مار اور نہ گل بیخار ہین ۔۔۔ شادی بے غم کے نہ اس بازار ہین

اک حکایت یاد مجھکو باپ سے ۔۔۔ کہ نصیحت مین کہی اکدن مجھے

روبہانہ باشد آن صید مرید ۔۔۔ مردہ گیرد صید گفتار مرید

مردہ پیش او کشی زندہ شود ۔۔۔ چرک در پالیز روئیدہ شود

اطاعت روباہ شیر را و روانہ شدن و دیدن خر

گفت روبہ شیر را خدمت کنم ۔۔۔ حیلہا سازم ز عقلش بر کنم

حیلہ و افسونگری کار منست ۔۔۔ کار من دستان و از رہ بردنست

از سر کہ جانب جوی شتافت ۔۔۔ آن خر مسکین لاغر را بیافت

پس سلامی گرم کرد و پیش رفت ۔۔۔ پیش آن سادہ دل درویش رفت

گفت چونی اندرین صحرای خشک ۔۔۔ در میان سنگلاخ و جای خشک

گفت خر گر در غمم ور در ارم ۔۔۔ قسمتم حق کرد و من زان شاکرم

شکر گویم دوست را در خیر و شر ۔۔۔ زانکہ ہست اندر قضا از بد بتر

چونکہ قسام اوست کفر آمد گلہ ۔۔۔ صبر باید صبر مفتاح الصلہ

باز گفت الصبر مفتاح الفرج ۔۔۔ صابران را کی رسد جور و حرج

راضیم من قسمت قسام را ۔۔۔ کو خداوندست خاص و عام را

بہرہ ور از نعمت او خاص و عام ۔۔۔ سیر ساند روزی وحش و ہوام

مرغ و ماہی قسمت خود میخورند ۔۔۔ مور و مار از نعمت او میچرند

خوان او سرتا سر عالم را گرفت ۔۔۔ بر سر خوانش خلائق در شگفت

میخورند و ہیچ کم ناید ازان ۔۔۔ کیست بیروزی بگو اندر جہان

باش راضی گر تو ای دل زندۂ ۔۔۔ کو رساند روزی ہر بندۂ

غیر حق جملہ عدو دوست اوست ۔۔۔ با عدو از دوست کی شکوہ نکوست

شکر کن تا نایدت از بد بتر ۔۔۔ ورنہ مانی ناگہان در گل چو خر

تا دہد دو غم نخواہم انگبین ۔۔۔ زانکہ ہر نعمت غمی دارد قرین

گنج بی مار و گل بیخار نیست ۔۔۔ شادی بیغم درین بازار نیست

یک حکایت یاد دارم از پدر ۔۔۔ در نصیحت گفت روزی کای پسر

دیکھنا بہشتی کے گدھے کا اسپان تازی آسودہ کو اصطبل میں اور تمنا کرنا کہ وہ دولت مجھکو ملے اور تمنا نہ چاہیے کرنا الا مغفرت کی کہ اگر سو رنج میں ہے تو لذت مغفرت اسکو شیرین کرے

دیدن خر سقائی اسپان با نوای تازی را بر آخر و تمنا بردن کہ آن دولت دریابد و تمنا نباید بردن الا مغفرت را کہ اگر در صد رنجی لذت مغفرت خوش شیرین کند

اک بہشتی تھا اور اسکا تھا گدھا | مثل حلقہ ٹیڑھا محنت سے ہوا
بوجھ سے بیٹھا اسکی زخمی دس جگہے | عاشق جو تھا بروز مرگ کے
جو کہاں بھوکھا تھا سوکھی گھاس سے | آرکے زخموں سے جو تڑلال تھے
آیا داروغہ کو رحم اصطبل کے | آشنا بہشتی کا تھا وہ قبل سے
پس سلام اسکو کیا پوچھا یہ حال | کہ یہ خر ٹیڑھا ہو کیوں مثل ہلال
بولا میری شامت اعمال سے | جو نہیں اس بے زبان کو کچھ ملے
بولا چند دے مجھے رنجور کو | زور دار اصطبل شہ میں تا کہ ہو
خر اسے سونپا و محنت سے چھٹا | اور رہا اصطبل شاہی میں بندھا
خر نے دیکھے ہر طرف گھوڑے ہٹے | موٹے تازے خوش و خرم جسم سے
انکے نیچے پالی چھڑکا اور جھرا | گھاس و دانہ وقت پر انکو ملا
دیکھی مالش اسنے گھوڑوں کی کہا | منہ کو اونچا کرکے اے رب علا
میں نہ خلق ہوں تیری ناگہ ہوں خر | گر لیے زخمی ہوں اور لاغر بتر
رات بھر میں درد پشت و بھوک سے | آرزو رکھتا ہوں موت آئے مجھے
حال ان گھوڑوں کا ایسا خوش بھلا | میں ہوں کیا مخصوص با رنج و بلا
ناگہاں آوازہ آیا جنگ کا | وقت کسنے زین گھوڑوں کا ہوا
دشمنوں سے زخم کھائے تیر کے | تیر و بھالے انکے جسموں میں لگے
جو غزا سے آئے گھوڑے لوٹ کے | منہ اٹھا اصطبل میں جا پڑے
باندھے پا رسی سے انکے استوار | نعلبند آکر کھڑے تھے باقطار
جسم انکا نشتروں سے چیر کر | تا نکالیں بھالیں انکے زخم سے

بود سقائی مر او را یک خری | گشته از محنت دوتا چون چنبری
پشتش از بار گران صد جا ریش | عاشق و جویان روز مرگ خویش
جو کجا از کاه خشک او سیر نی | در عقب زخمی و سیخ آهنی
میر آخر دید او را رحم کرد | کاشنای صاحب خر بود مرد
پس سلامش کرد و پرسیدش ز حال | کز چه این خر شد دوتا همچون هلال
گفت از درویشی و تقصیر من | خود نمی یابد جو این بسته دهن
گفت بسپارش بمن تو روز چند | تا شود در آخر شه زورمند
خر بدو بسپرد و از رحمت برست | در میان آخر سلطان نشست
خر ز هر سو مرکب تازی بدید | با نوا و فربه و خوب و جدید
زیر پاشان رفته و آبی زده | کاه وقت و جو بهنگام آمده
خارش و مالش مر اسپان را بدید | پوز بالا کرد کای رب مجید
نه که مخلوق توام گیرم خرم | از چه زارم پشت ریش و لاغرم
شب ز درد پشت و از جوع شکم | آرزومندم بمردن دم بدم
حال این اسپان چنین خوش با نوا | من چه مخصوصم بتعذیب و بلا
ناگهان آوازهٔ پیکار شد | تازیان را وقت زین و کار شد
زخمهای تیر خوردند از عدو | رفت پیکانها در ایشان سو بسو
از غزا باز آمدند آن تازیان | اندر آخر جمله افتاده ستان
پایهاشان بسته محکم با نوار | نعلبندان ایستاده در قطار
می شکافیدند تنهاشان بنیش | تا برون آرند پیکانها ز ریش

کیا جو خر نے انہیں تو بس کہا
ہون مین بیزار اس نوا آمن خستہ سے

راضی ہا فقر و عافیت پر ہون خدا
عافیت جو چاہے دنیا چھوڑ دے

چون خر آن را دید پس گفت ای خدا
زان نوا بیزارم و زین زخم زشت

من بفقر و عافیت دادم رضا
ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت

جواب دینا روباہ کا خر کو

جواب دادن روباہ خر را

بولی روبہ ڈھونڈھنا رزق حلال
عالم اسباب رزق بے سبب

دا ابتغوا من فضل حق نے ہی کہا
اور پیمبر نے کہا کہ رزق بے

سبب اور کوشش ہماری جان سے
کھلتا ہے کنجی کہ یہ در ہے کہیں

بیٹھ جائے گر تو اندر چاہ کے

فرض طاعت کے لیے ہی لا محال
سبب لے ہے اسکی تشکیل طلب

تا نغصب شکل درندہ بے روا
در کیے ہین بند قفل اسپر دیے

ہی کلید اس در کیے اور اس قفل پے
بے طلب نان سنت اللہ کی نہیں

رزق تجھکو اس جگہ کیسے ملے

گفت روبہ جستن رزق حلال
عالم اسباب رزق بے سبب

وابتغوا من فضل حق کردست امر
گفت پیغمبر کہ بر رزق ای فتی

جنبش و آمد شد ما واکتساب
بی کلید این در گشادن راہ نیست

گر تو بنشینی بجا ہے اندر دن

فرض شد از بہر این اشغال
ای نیابد پس مہم باشد طلب

تا نباید غصب کردن ہمچو نمر
در فرو بستست بر در قفلہا

ہست مفتاحی بر این قفل و حجاب
بی طلب نان سنت اللہ نیست

رزق کی آید برت ای ذو فنون

جواب دینا خر کا روباہ کو کہ جسکم ہے کسب پر و راضی ہونا قسمت پر نہ ترک کسب پر

جواب دادن خر روباہ را کہ امر ست باکتساب و رضا بہ قسمت ترک کسب نیست

بولا خر ضعف توکل سے ہے وہ
جو کہ ڈھونڈھے بادشاہی و ظفر

سب در ند اپنا کھاتے رزق ہین
کب روزی دیتا وہ رزاق ہی

ہر جو کرتا ہے رزق اسکو ملے
ولی نادر ہے توکل وہ کہان

گرد نادر پھرنا نادانی سے ہے

ورنہ نان کے جسنے دی ہی جان کو
کم ہو کے لقمہ نان اے لپسر

کسب لے کرتے نہ رکھتے رزق ابر
حصہ ہر اک کے وہ آگے بس کھے

گوشہ نشین اور رنج بے صبری ہے
اس توکل سے ہین ماہر کم بہیان

ہر کسی کو رہ نہ سلطانی سے ہے

گفت از ضعف توکل باشد آن
ہر کہ جوید پادشاہی و ظفر

دام و دد جملہ شدہ اکال رزق
جملہ را رزاق روزی میدہد

رزق آید پیش ہر کہ صبر جست
گفت روبہ آن توکل نادرست

گرد نادر گشتن از نادانیست

ورنہ بدہد نان کسی کو داد جان
کم نیابد لقمہ نان ای پسر

نی پی کسبند و نی حمال رزق
قسمت ہر یک بپیشش می نہد

رنج و کوشش ہا ز بی صبری تست
کم کسے اندر توکل ماہر است

ہر کسی را کی رہ سلطانیست

پھر جواب دینا روباہ کا خر کو

باز جواب دادن روباہ خر را

جو قناعت کو ہمیں بولے گنج
قدر اپنی جان و زیادہ ست ہے

اک کسی کو وہ چھپا ملتا ہی گنج
تا کہ اٹھے ہین شور و شر کے اگر

چون قناعت را پیمبر گنج گفت
حد خود بشناس و بر بالا مپر

ہر کسی را کے رسد گنج نہفت
تا نیفتی در نشیب شور و شر

گر طلب میں سعی و کوشش بالیقین ہے
صبر جو رکھتا توکل میں نہیں

جہد کن و اندر طلب سعی کشا
چون نداری در توکل صبرہا

پھر جواب دینا خر کا روباہ کو

بولا خر برعکس کہتی ہے تو جان
ای قناعت سے کوئی بیجان ہوا

از دریغ اب ارزق سگ اور خوک سے
جیسے تو عاشق ہے اوپر رزق کے

گر نہ دوڑے تو وہ آئے تیری پاس
طمع سے شر شور آئے سوئے جان

اور نہ کوئی حرص سے سلطان ہوا
کسب انسانی یہ بارش ابر ہے

رزق بھی عاشق ہے اہل رزق پہ
اور گر تو دوڑی دیوے در دیاس

باز جواب دادن خر روباہ را

گفت خر معکوس میگوئی بدان
از قناعت ہیچکس بیجان نشد

نان ز خوکان و سگان و دریغ
آنچنانکہ عاشقی بر رزق و زار

گر تو نشتابی بیاید در برت
شور و شر از طمع آید سوی جان

در حریصی ہیچکس سلطان نشد
کسب ہم نیست این باران میغ

ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار
در تو نشتابی دہد در وسرت

حکایت اس زاہد کی کہ توکل کا امتحان کرتا تھا اور اسباب کو ترک کیا اور شہر سے نکلا راہ سے دور اور دامن کوہ میں مہجور رہا اور سر ایک پتھر پر رکھا اور کہا کہ توکل کیا میں نے

حکایت آن زاہد کہ توکل را امتحان میکرد از اسباب منقطع شد و از شہر بیرون آمد و از شوارع دور و در بن کوہی مہجور سر بر سنگی نہاد و گفت توکل کردم

مصطفےٰ سے ایک زاہد نے سنا
گر تو چاہے یا نچاہے تیرا رزق

یہ گیا مرد امتحان کے واسطے
دیکھوں کیونکر رزق ملتا ہی مجھے

کاروان رہ بھول سو کہ گیا
بولا کیوں اس جا برہنہ مرد ہے

اے عجب مردہ ہے یا زندہ ہے وہ
آ گئے اور اسکو ہلایا ہاتھ سے

نہ ہلا اور نہ ہلایا اسنے سر
پس کہا کہ یہ ضعیف بے نوا

ہی یقین جان کو ملے رزق خدا
دوڑ کر آئے تجھے از راہ عشق

سو یا اک صحرا میں پاس اک کوہ کے
رزق میں تا کہ گمان میرا بڑھے

ممتحن کو دیکھا وان سویا ہوا
دور اس صحرا میں شہر و راہ سے

کہ درندوں سے نہ کچھ ڈرتا ہی وہ
کچھ نہیں قصداً کہا اس مرد نے

امتحان سے کچھ نہ کی اسنے سمر
بھوک سے سکتہ کے اندر ہے پڑا

آن یکے زاہد شنید از مصطفےٰ
گر تو خواہی ور نخواہی رزق تو

از برای امتحان آن مرد رفت
کہ ببینم رزق چون آید بمن

کاروانی راہ را گم کردہ کشید
گفت این مرد ان عریان چون طور

ای عجب مرد است یا زندہ است او
آمدند و دست بر وی می زدند

ہم نجنبید و نہ جنبانید سر
پس بگفتند این ضعیف بی مراد

کہ یقین آید بجان رزق خدا
پیش تو آید دوان از عشق تو

در بیابان نزد کوہی خفت آن
تا خوی گردد مرا در رزق ظن

سوی کوہ آن ممتحن را خفتہ دید
در بیابان از رہ و از شہر دور

می نترسد ہیچ از گرگ و عدو
قاصداً چیزی نگفت آن ارجمند

وانگرداند امتحان ہیچ او نظر
از مجاعت سکتہ اندر او فتاد

رزق ہی لائے اور ہانڈی میں طعام — تا کہ اُسکے حلق میں ڈالیں تمام
مرد نے قصداً کیا دانتوں کو بند — تا کہ صادق جانے وہ میعاد قید
رحم اُنکو آیا کہ یہ ہے بے نوا — بھوک کے مارے یہ سوتا ہی تنا
دوڑے وہ لوگ اور لائے اک چھری — دانت بند اُسکے کو چیرا اس گھڑی
ڈالا اُسکے منہ کے اندر شوربا — اور اندر اُسکے روٹی کو ملا
بولا اے دل گر تو کرتا صبر ہے — ناز کرتا ہو جانے راز سے
بولا دل قصداً یہ میں ہوں جانتا — حق ہے رازق میرے جسم و جان کا
امتحان خود زیادہ کیا اب اس سے ہو — رزق خود ہی سوئے صابر جائے ہے
تا تو جانے پھر توکل سے نہ جائے — ہوئے کیا جو گدھوں سے حرص لائے
بعدہ اُس مسکین نے کھولا دہان — بولا رزق اپنے کا پایا امتحان
جو کہا ہے اُس رسول پاک نے — حق ہے وہ فرمانا کچھ شک نہ رہے

نان بیاوردند و دیگی طعام — تا بریزندش بحلقوم و بکام
پس بقاصد مرد دندان سخت کرد — تا بداند صدق آن میعاد مرد
رحمشان آمد که این بس بینواست — وز مجاعت هالک مرگ و فناست
کارد آوردند قوم اشتافتند — بسته دندانهاش را بشگافتند
ریختند اندر دهانش شوربا — می فشردند اندران نان پاره‌ها
گفت ای دل گرچه خود تن میزنی — راز میدانی و نازی میکنی
گفت دل دانم بقاصد میکنم — رازق ست الله بر جان و تنم
امتحان زین بیشتر خود چون بود — رزق سوی صابران خود میرود
تا بدانی و ز توکل نگذری — حرص آوردن چه باشد از خری
بعد ازان بگشاد آن مسکین دهن — گفت کردم امتحان رزق من
هرچه گفت ست آن رسول پاک جیب — هست حق و نیست در وی هیچ ریب

پھر جواب روباہ کا اور حرص دلانا طرف کسب کے

باز جواب روباه خر را و تحریض کردن بکسب

بولی روباہ اس حکایت کو تو چھوڑ — تھوڑی کوشش کسب میں کر تو ضرور
تجھکو ہاتھ حق نے دیا ہے کام کر — کسب کر یاروں کی تو یاری تو کر
کسب میں کوئی پاؤں کو رکھے — دوسرے یاروں کی بس یاری رہے
کیونکہ جملہ کسب نہ ہوا ایک سے — سقائی اور جلاہا دیکھ لے
جو شراکت سے ہی عالم برقرار — کام کرتا نفع سے ہر ایک یار
پیٹ بھر کے کھانا کچھ شرط نہیں — سچی سنت کسب کرنا چاہیے

گفت روبه این حکایتها بهل — دستها در کسب زن جهد المقل
دست داد ست خدا کاری بکن — مکسبی کن یاری یاران بکن
هر کسی در مکسبی پا می نهد — یاری یاران دیگر میدهد
زانکه جمله کسب ناید از یکی — هم دروگر هم سقا هم حایکی
چون با انباز ست عالم برقرار — هر کسی کاری گزیند ز افتقار
طبل خواری درمیانه شرط نیست — راست سنت کار و مکسب کردنیست

جواب دینا خر کا روباہ کو کہ توکل بہتر کسبوں سے ہے کہ ہر کوئی محتاج توکل کا ہے کہ اے خدا اس کام کو میرے درست رکھ اور دعا توکل سے

جواب گفتن خر روباه را که بهترین توکل کسبهاست که هر کسی محتاج بتوکل ست که ای خدا این کار مرا راست دار و دعا متضمن ست

بلی ہوئی ہے اور توکل محتاج کسی کا نہیں ہے

بولا یہ بہتر توکل سے برب ۔ دونوں عالم میں نہیں جانوں ہوں کسب
کسب شکر اسکا نہ دیکھا تو نے ہی ۔ تا کھینچے شکر حق تو رزق سے
خود توکل بہتر اک کسبوں سے ہے ۔ کسب میں کیوں ہاتھ تیرا حق لیے ہے
کہ خدا اگر کام سیدھا تو مرا ۔ پورا کر دے یہ توکل ہے دعا
کچھ توکل میں نہ حاجت ہوتی ہے ۔ تو ہے فارغ کشت کے نقصان سے
بحث آپس میں ہوئی انکے سوا ۔ تا ہر اک عاجز جوابوں سے ہوا
پس کہا اسکو کہ اندر مہلکہ ۔ نہی لا تلقوا بایدی تہلکہ
صبر کرنا خشک صحرا میں سنا ۔ احمقی ہے اور جہان حق کا بڑا
چل یہاں سے اب طرف سبزے کے تو ۔ واں چرا کر سبزہ جو ہے گرد جو
مثل جنت کی ہے اک سبزہ عیاں ۔ تا کمر سبزہ اُگا ہے بس وہاں
خوش ہے وہ حیوان کہ جاوے وہاں ۔ اونٹ اس سبزہ میں ہوتا ہے نہاں
ہر طرف اسمیں ہے اک چشمہ رواں ۔ اسمیں ہیں حیوان مرفہ با امان
یہ نہ کہتا تھا گدھے میں سے اے تو ۔ جو وہاں کی ہے تو دبلی کیوں ہے تو
کہاں ہے وہ تیری خوشی و فربہی ۔ کیوں ہے یہ لاغر بدن اور مضطری
شرح بستان گر نہ جھوٹا و زور ہے ۔ کیوں نہ آنکھ اس سے تری مخمور ہے
یہ گدا چشمی تری نادیدگی ۔ مفلسی سے ہے نہ با آسودگی
آئی گر چشمہ سے تو ہے کیوں خشک ۔ گر تو ناف آہو کا ہے کہاں مشک
باغ جنت سے اگر آتی تو ہے ۔ ہے کہاں گلدستہ تحفہ کے لیے
جو تو کہتی ہے و شرح کرتی ہے ۔ کیا نشانی اسکی خود میں رکھتی ہے

توکل را و توکل محتاج ہیچ نیست

گفت من به از توکل بر ربی ۔ می ندانم در دو عالم مکسبی
کسب شکرش را نمیدانم ندید ۔ تا کشد شکر خدا رزق جدید
خود توکل بهترین کسبهاست ۔ زانکه در هر کسب سنت بر خداست
کای خدا کار مرا تو راست آر ۔ وین دعا هست از توکل برقرار
در توکل هیچ نبود احتیاج ۔ فارغی از نقص بیع و از خراج
بحثشان بسیار شد اندر خطاب ۔ مانده گشتند از سوال و از جواب
بعد از آن گفتش که اندر مهلکه ۔ نهی لا تلقوا بایدی تهلکه
صبر در صحرای خشک سنگلاخ ۔ احمقی باشد جهان حق فراخ
نقل کن زینجا بسوی مرغزار ۔ می‌چرا آنجا بگرد جویبار
مرغزار سبز مانند جنان ۔ سبزه رسته اندر آنجا تا میان
خرم آن حیوان که او آنجا رود ۔ کاشتر اندر سبز ناپیدا بود
هر طرف در وی یکی چشمه روان ۔ اندران حیوان مرفه در امان
از خری او را نمیگفت ای لعین ۔ چون تو زانجائی چرا زاری چنین
کو نشاط و فربهی و فر تو ۔ چیست این لاغر تن مضطر تو
شرح روضه گر دروغ و زور نیست ۔ پس چرا چشمت از آن مخمور نیست
این گدا چشمی و این نادیدگی ۔ از گدائی تست نه از بیدگی
چون ز چشمه آمدی چونی تو خشک ۔ گر تو ناف آهوئی کو بوی مشک
گر تو می‌آئی ز گلزار جنان ۔ دسته گل کو از برای ارمغان
زانچه میگوئی و شرحش میکنی ۔ چه نشانه در تو ماند ای سنی

مثال لانا اونٹ کی اس بیان میں کہ مخبر دولت میں فر اور اثر اسکا نہ دیکھے تو جاے تہمت ہونیکی ہے

مثل در آنکه در مخبر دولتے چون فر و اثر نه بیند جای تهمت داشتن است

کہ وہ اسمیں مقلد ہے

اونٹ کو اک شخص کہتا تھا کہ او / تو کہاں سے آیا ای اقبال پے
بولا یہ حمام گرم کوچہ سے ترے / بولا ظاہر ہے ترے زانو سے یہ
مار موسیٰ دیکھا فرعون نے ذرا / نرمی کرکے چاہتا مہلت وہ تھا
کہتے زیرک تھے کہ اسکو تھا روا / تیز تر ہوتا کہ رب تھا دین کا
معجزہ گر اژدہا گر مار تھا / خشم کیا اسکی خدائی کا ہوا
رب اعلیٰ گر وہ ہے اندر جلوس / ایک کیڑے کے لیے پھر چاپلوس
نفس تیرا جب تلک ہے مست ہے / اسکی جان کو خوشۂ غیبی نہ ملے
کہ علامت اس کی ہے دیدار نور / التجافی منک عن دار الغرور
مرغ جو اکثر ہے آب شور پہ / آب شیریں کو نہ دیکھا ہے کبھی
اسکا تقلید ہی ہو بس ایمان جو / دیکھا نہ ایمان کو اسکی جان نے
پس خطر ہووے مقلد کو عظیم / راہ و رہزن سے کہ شیطان رجیم
ہووے وہ ایمن دیکھے جو نور خدا / شک کی بیتابی سے ساکن ہو سدا
تا کف دریا نہ آئے خاک پہ / کہ اصل اسکی ہے نہ حرکت سے بچے
ہے کف خاکی جسا آب سے / اس سفر میں چارہ بیتابی سے ہے
جب کھلی آنکھ اور نقش اسنے پڑھا / دیو کو پھر غلبہ اس پر نہ ہوا
گرچہ خر نے بھید روبہ سے کہا / سرسری مثل مقلد کے کہا
آب کی تعریف کی تشنہ نہ تھا / رخ و جامہ پھاڑا اور دلدار نہ تھا
عذر رد آیا منافق سے نہ خوب / کیونکہ لب پر تھا نہ تھا اندر قلوب
بوئے سیب اس پاس جز و سیب نے / بو رہی اسمیں بجز آسیب نے
زن کا حملہ کرنا اندر جنگ کے / صف نہ توڑے ہو بلکہ کام ابتر کرے
گرچہ جون شیر اسکو دیکھے صف میں تو / اور لیے ہو ہاتھ میں وہ تیغ کو
حیف اس پر عقل اسکی مادہ ہو / نفس بد تر اسکا نر آمادہ ہو
اسلیے مغلوب اسکی عقل ہو / بس سوا النقصان کے کیا پاسے وہ

کہ او مقلدست در آن

آن یکی پرسید اشتر را که هی / از کجا می آیی ای اقبال پی
گفت از حمام گرم کوی تو / گفت خود پیداست از زانوی تو
مار موسی دید فرعون عنود / مهلتی میخواست نرمی مینمود
زیرکان گفتند بایستی که این / تندتر گشتی چو هست او رب دین
معجزه گر اژدها گر مار بد / نخوت و خشم خدائیش چه شد
رب اعلی گر ویست اندر جلوس / بهر یک کرمی چیست این چاپلوس
نفس تو تا مست نقلست و نبید / دانکه روحت خوشهٔ غیبی ندید
که علامات است زان دیدار نور / التجافی منک عن دار الغرور
مرغ چون بر آب شوری می تند / آب شیرین را ندیدست او مدد
بلکه تقلیدست آن ایمان او / روی ایمان را ندیده جان او
پس خطر باشد مقلد را عظیم / از ره و رهزن ز شیطان رجیم
چون ببیند نور حق ایمن شود / ز اضطرابات شک او ساکن بود
تا کف دریا نیاید سوی خاک / کاصل او آمد بود در اصطکاک
خاکیست آن کف غریبست اندر آب / در غریبی چاره نبود ز اضطراب
چونکه چشمش باز شد و آن نقش خواند / دیو را بر وی دگر دستی نماند
گرچه با روباه خر اسرار گفت / سرسری گفت و مقلدوار گفت
آب را بستود و او تائق نبود / رخ درید و جامه او عاشق نبود
از منافق عذر رد آمد نه خوب / زانکه در لب بود آن نی در قلوب
بوی سیبش هست و جزو سیب نه / بود در وی جز از پی آسیب نه
حملهٔ زن در میان کارزار / نشکند صف بلکه گردد کار زار
گرچه می بینی چو شیر اندر صفش / تیغ بگرفته همی اندر کفش
وای آن کز عقل او باده بود / نفس زشتش نر و آماده بود
لاجرم مغلوب باشد عقل او / جز سوی خسران نباشد نقل او

حملهٔ باده بصورت هم چو شیر / آفت او همچو آن خر از خریست
وصف حیوانی بود بر زن فزون / زانکه سوی رنگ و بو دارد رکون
ای خنک آنکس که عقلش نر بود / نفس زشتش ماده و مضطر بود
عقل جزویش نر و غالب بود / نفس انثی را خرد سالب بود
رنگ و بوی سبزه زار آن خر شنید / جمله حیلتها ز طمع او رسید
تشنه محتاج مطر شد وابر نی / نفس را جوع البقر صبر نی
اسپر آهن بود صبر ای پدر / حق نوشته بر سپر جاء الظفر
صد دلیل آرد مقلد در بیان / از قیاسی گوید آنرا نز عیان
مشک آلوده است اما مشک نه / بوی مشکستش ولی جز پشک نه
تا که پشکی مشک گردد ای مرید / سالها باید در آن روضه چرید
که نباید خورد و جو همچون خران / آهوانه در ختن چر ارغوان
رو بصحرای ختن با آن نفر / جز قرنفل یا سمن یا گل مخور
معده را خو کن بدان ریحان و گل / تا بیابی حکمت و قوت رسل
خوی معده زین که و جو باز کن / خوردن ریحان و گل آغاز کن
معدهٔ تن سوی کهدان میکشد / معدهٔ دل سوی ریحان میکشد
هر که کاه و جو خورد قربان شود / هر که نور حق خورد قرآن شود
نیم تو مشکست و نیمی پشک هین / هین میفزا پشک افزا مشک چین
آن مقلد صد دلیل و صد بیان / بر زبان آرد ندارد هیچ جان
چونکه گوینده ندارد جان و فر / گفت او را کی بود برگ و ثمر
میکند گستاخ مردم را براه / او بجان لرزانترست از برگ کاه
گر حدیثش نیز هم با فر بود / در حدیثش لرزه هم مضمر بود

حملہ مادہ لیتا ہے جیسے شیر ی / آفت اسکی مثل خر از خری
وصف حیوانی فزون عورت میں ہے / کیونکہ سوے رنگ و بو راغب ہے وہ
اہو وہ اچھا ہے کہ عقل اسکی ہے نر / نفس بد اسکا مادہ اسی بشر
عقل جزو نر و غالب اسکی ہو / عقل جاذب ہووے نفس مادہ کو
رنگ و بوے سبز کی اُس خر نے سنی / طمع سے سب حیلتیں اسکی گئیں
تشنہ بارش ہوا اور ابر نے / نفس کو جوع البقر تھی صبر نے
صبر آہن کی سپر ہے ای پسر / حق نے لکھا ڈھال پر جاء الظفر
سو دلیلوں کو مقلد بن بیان / کرتا ہے از رہ قیاس و ر نے عیان
مشک آلودہ ہے لیکن مشک نے / بوے مشک اسکی بجز لید کے
تاکہ لید ہو مشک ای دلبر مرے / چاہیے برسون چمن میں وہ چرے
چاہیے جو کو نہ کھانا جون خران / مثل آہو چر ختن میں ارغوان
مرد کے دشت ختن میں ساتھ جا / جز قرنفل یاسمن یا گل نہ کھا
کھادیکر معدہ کو با ریحان و گل / تاکہ پاوے حکمت و قوت رسل
خوی معدہ کا جو سے چھوڑ تو / کر شروع کھانا گل و ریحان کو
تن کا معدہ سوے کہدان جائے ہے / دل کا معدہ سوے ریحان جائے ہے
جو کہ کھائے کاہ و جو قربان ہو / جو کہ کھائے نور حق قرآن ہو
آدھا تو مشک اور آدھا لید ہے / ست بڑھا لید اور بڑھا تو مشک کو
وہ مقلد سو دلیل اور سو بیان / کرتا ہے اور کچھ نہیں رکھتا ہے جان
جو نہیں رکھتا ہے قایل جان و فر / کب ہون اسکے قول کے برگ و ثمر
کرتا ہے گستاخ مردم کو براہ / جان سے لرزان تر ہے وہ جون برگ کاہ
بات اسکی گرچہ کر و فر رکھے / لرزہ بات اسکی میں پنہان ہووے

فرق درمیان دعوت شیخ کامل و قال ناقصان عقل خود پسند کے

فرق میان سخن کامل واصل و سخنان مقلد ناصح بخود بسته

شیخ نورانی ز ره آگه کند / با سخنش هم نور را همره کند

شیخ نورانی بتاسے راہ کو / قول سے ہمرہ کرے بھی نور کو

اردو		فارسی	
جہد کرتا ہست نورانی تو ہو	ہو تری باتونکے بہرہ نور رو	جہد کن تا ہست نورانی شوی	تا حدیثت را شود نورش روی
شیرہ انگور مین جو کچھ پکے	ذایقہ شیرہ کا وہ کہائین دکے	ہرچہ در دوشاب جوشیدہ شود	در عصیدہ طعم دوشابش بود
سیب کا چہرا دریہی اخروٹ سے	لذت شیرہ ملے اُس سے تجھے	از گز و از سیب و بہ و زردگان	لذت دوشاب یابی تو ازان
نور حق مین ملگیا جو علم ہے	پلے سرکش نور تیرہ علم سے	علم چون در نور حق فرغزدہ شد	پس ز علمت نور یابد قوم لد
جو تو کہوے وہ بھی ہووے نور پاک	کب فلک برسائے ہرگز سنگ و خاک	ہرچہ گوئی باشد آنہم نور پاک	کاسمان ہرگز نبارد سنگ و خاک
آسمان ہو ابر ہو برسا تو آب	جو گرے پرنالہ بارش ہو خراب	آسمان شو ابر شو باران ببار	ناودان بارش کند نبود بکار
فکر و اندیشہ کو پرنالہ سا جان	اور کشود وحی ہو ابر و آسمان	فکر و اندیشست مثل ناودان	وحی و مکشوف ست ابر و آسمان
ابر پرنالہ کے اندر عاریتی	آب اندر ابر کے پیدا لیقی	آب اندر ناودان عاریتی ست	آب اندر ابر و دریا فطری ست
آب بارش باغ کو سو رنگ دے	اور پرنالہ ہو ہمسایہ لڑے	آب باران باغ صد رنگ آورد	ناودان ہمسایہ در جنگ آورد
اُس خر و روبہ کی سو مین پھر پھرا	دیکھ کیونکر اب وہ خر بہرہ ہوا	باز گردم سوی آن روباہ خر	تا چسان از راہ رفت آن خر نگر

خراب ہونا گدھے کا روباہ کے ہاتھ سے بسبب حرص گھاس کے

زبون شدن خر در دست روباہ از حرص علف

اردو		فارسی	
خر نے اک دو حملہ روبہ پر کیا	تھا مقلد اُسکا دھوکا کھا گیا	خر دو سہ نوبت بروبہ حملہ کرد	چون مقلد بُد فریب او بخورد
ورکہ بینائی نہین رکھتا وہ تھا	مکر روبہ نے اُسے حیران کیا	طنطنۂ ادراک بینائی نداشت	دمدمۂ روباہ بر وسکتہ گماشت
حرص کھانے نے اُسے رسوا کیا	کہ دلیلون سے اُسے گمراہ کیا	حرص خوردن آنچنان کردش ذلیل	کہ زبونش کرد یا پانصد دلیل

حکایت اُس مخنث کی اور پوچھنا لوطی کا اُس سے بحالت لواطت کہ خنجر کس لیئے ہے کہا اسواسطے ہے

کہ اگر کوئی مجھسے برائی کرے پیٹ اوسکا پھاڑون مین لوطی اُس سے فعل بد کرتا تھا اور کہتا تھا الحمد للہ کہ مین نے تجھسے برائی نہ کی

حکایت آن مخنث و پرسیدن لوطی از وی در حالت لواطت کہ خنجر از بہر چیست گفت از بہر

آنکہ اگر کسی با من بد اندیشد شکمش بشگافم لوطی بر او آمد و شد میکرد و میگفت الحمد للہ کہ من با تو بد نیندیشیدم

ے بیت میری نہ بیت ہے اقلیم ؛ ہزل میرا
نہ ہزل ہے تعلیم ؛ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ
قال اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ کو
لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا فی تفسیر
نہیں شرم آتی ہے یہ کہ مارے کہاوت مثال مچھڑ کی یا اوس سے کہ فوق مچھڑ سے ہے بیچ تفسیر
النفوس بالانکار ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً ؛
انکار نفسوں کے ۔ کیا ارادہ کیا اللہ نے ساتھ اس مثل کے
فرماتا ہے کہ یہ چاہا میں نے ؛ یضل بہ کثیراً
گمراہ ہووے ساتھ اوسکے بہت
ویہدی بہ کثیراً ؛ کہ ہر فتنہ مانند میزان کے ہے
اور ہدایت پائی بہتوں نے ۱۲
بہت اس سے سرخرو ہووین اور بہت
بےمراد ہووین ؛ و لو تاملت فیہ قلیلاً لوجدت
اور اگر تامل کرے تو اوس میں تھوڑا سا ہر آئینہ پاوے
من نتائجہ الشریفۃ کثیراً فہم من فہم واللہ الملہم والسلام
تو نتیجہ بزرگ سے بہت سمجھا اوس کسی نے سمجھا اور اللہ سمجھا دے اور سلام ۱۲

ے بیت من بیت نیست اقلیم ست ؛ ہزل
من ہزل نیست تعلیم ست ؛ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ
لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا فی تفسیر
النفوس بالانکار ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً ؛
می فرماید کہ این خواستم یضل بہ کثیراً و یہدی
بہ کثیراً کہ ہر فتنہ ہمچون میزان ست بسیاری
از و سرخرو شوند و بسیاری بےمراد گردند و
لو تاملت فیہ قلیلاً لوجدت من نتائجہ الشریفۃ
کثیراً فہم من فہم واللہ الملہم والسلام

لوطی گھر کوئی کو اپنے لے گیا
دیکھا اک خنجر کمر میں اوسکے جو
بولا جو کہ میرا بد اندیش ہے
بولا لوطی شکر ہے اللہ کا
جو نہ مرد ہے فایدہ خنجر سے کیا
رکھتا ہے میراث علی سے ذوالفقار
گر فسون ہے یاد عیسیٰ کا تجھے

آ کٹا اوسکو ڈالا اور اوسپر چڑھا
پوچھا یہ کیا ہے کمر میں بس کہو
پھاڑوں پیٹ اسکا برائی گر کرے
کہ نہ میں نے فعل بد تجھ سے کیا
جو نہ جانے دل کو کیا ہو فایدہ
بازو و شیر خدا ہے لا تو یار
پس لب و دندان کہاں عیسیٰ کا ہے

کندہ را لوطی در خانہ برد
در میانش خنجری دید آن عنود
گفت آنکہ با من از یکی بد منش
گفت لوطی حمد اللہ را کہ من
چونکہ مردی نیست خنجرہا چہ سود
از علی میراث داری ذوالفقار
گر فسونی یاد داری از مسیح

سرنگون افکندہ و در وی میفشرد
پس بگفت اندر میانت چیست این
بد بیندیشد بدرم اشکمش
بد نیندیشیدہ ام با تو بفن
چون ندارد دل ندارد سود خود
بازوی شیر خدا ہستت بیار
کو لب و دندان عیسیٰ ای وقیح

کشتی بیندی سی بنائی اور فتوح / پر ہر کشتیاں کہاں ہیں نوح
مانا بیت تو رہا جون ابراہیم کے / تن کا بت کرنا فدا کان نار سے
گر دلایل ہین ترا با فعل و کار / تیغ چوبین اس کے کر تو ذوالفقار
وہ دلیل ایسی کہ مانع ہو تری / بس عمل کی حرارت سے مانع بنی
خانقاہ رہ کو کرتا ہی دلیر / سب تو حایف ہی افزون ز زیر
تو توکل کا سبق تو سکو دے / اور ہوس سے خود تو کھی جوش سے
اے مخنث آگے لشکر کے بڑھا / جھوٹ پر داڑھی سے تیری گواہ
دل جو نامردی سے رکھے رابطہ / مونچھ و داڑھی ہو ہنسی کا وسیلہ
توبہ کر اور ابر کی مانند رو / رکھ نہ ہنسی سے دور داڑھی مونچھ کے
دارو مردی کی تو کھا اندر عمل / تا تو ہو خورشید گرم اندر حمل
کر دوا مردی کی ہو نرتجانہ تو / تا کہ پیدا ہو وین صد ماہ تو رو
چھوڑ سعدہ جا طرف دل کی تمام / آئے حق سے تا کہ بے پردہ سلام
رستمی گر چاہے تو خنجر کو لے / میل زنجانی ہی گر چادر کو لے
رستمی چاہے زرہ کو پہن تو / میل زنجانی ہی چادر کون کو
کر توکل اور چل اک دو قدم / کھینچے تا عشق اسکا تجھکو ایکدم
بر سر میدان قدم رکھ مرد وار / تا نہ ہووے مبتلا تو زیر دار
کب تلک جامہ نون سے جو زنان / صف میں مردونکی تو آ مثل سنان

کشتی سازی ز توزیع و فتوح / کو یکی ملاح کشتی همچو نوح
بت شکستی گیرم ابراهیم وار / کو بت تن را فدا کردن بنار
گر دلیلت هست اندر فعل آر / تیغ چوبین را مدان ذوالفقار
آن دلیلی کو ترا مانع شود / از عمل آن نقمت صانع شود
خانقان راه را کردی دلیر / از همه لرزان تری تو زیر زیر
بر همه درس توکل میکنی / در هوا تو پشه را رگ میزنی
ای مخنث پیش رفته از سپاه / بر دروغ ریشت تو گیرد گواه
چون ز نامردی دل آگنده بود / ریش و سبلت موجب خنده بود
توبه کن اشک باران چون مطر / ریش و سبلت را ز خنده باز خر
دارو مردی بخور اندر عمل / تا شوی خورشید گرم اندر حمل
دارو مردی کن و عنین مشو / تا برون آیند صد گون خوبرو
سعده را بگذار و سوی دل خرام / تا که بی پرده ز حق آید سلام
رستمی گر بایدت خنجر بگیر / ور بچه نی مائلی چادر بگیر
رستمی گر بایدت جوشن بپوش / ور بچه نی راغبی رو کون فروش
یک دو گامی رو توکل ساز توش / تا ترا عشقش کشد اندر برش
بر سر میدان چو مردان پایدار / تا نگردی مبتلا در پای دار
تا کی از جامه زنان همچون زنان / در صف مردان درآ همچو سنان

غالب آنا مکر روباہ کا اوپر خر کے اور لیجانا اوسکو

غالب شدن مکر روباه بر خر و بردن اورا

پانون کا ڈالا جال مین روباہ نے / لیگئی خر کو وہ آگے شیر کے
ہین کہاں رہ سطر بان خانقاہ / دف پہ گا بین خر گیا اور خر گیا
شیر کو خرگوش لائے جو بچاہ / کیونکہ روباہ لائے خر کو تا گیاہ
بند کر کان اور افسون تو نہ کھا / اس ولی حق کے افسون کے سوا
وہ افسون حلوے سے اسکا خوش سوا / کیونکہ سو حلوے ہین اسکے خاک پا

روبه اندر چاره پای خود فشرد / ریش خر بگرفت و پیش شیر برد
سطر آن خانقه کو تا که تفت / دف زنند که خر برفت و خر برفت
چونکه خرگوشی برد شیری بچاه / چون نیارد روبهی خر تا گیاه
گوش را بربند و افسونها مخور / جز فسون آن ولی دادگر
آن فسون خوشتر ز حلوای او / زانکه صد حلوا است خاک پای او

۱۲

حسن والی خم کے خم ہی سو بھرے / تا یہ اسکے لب کے دم سے لیگئے
عاشق مر ہو گئے وہ جان جدا / اکہ مر لب سے نہ اسکے آشنا
آب شیرین جو نہ دیکھے مرغ کور / کیون نہ ہو وے گرد چشمہ آب شور
موسی جان سینہ کو سینا کرے / طوطیون اندھی کو وہ بینا کرے
عہد آیا شیرین خسرو جان کا / شہر مین قند اسلیے ارزان ہوا
یوسفان غیب لشکر کش ہوے / لاتے ہین انبار مصری قند کے
رخ ہمارے سمت اونٹون مصر کا / طوطیو بانگ جرس سنو ذرا
شہر پر لشکر سے کل ہووے مرا / ہے شکر ارزان وارزان ہووے گا
تم شکر مین لوٹو اے حلوائیو / جیسے اندھی طوطی اک صفرائی ہو
نیشکر کو ٹو ہی بس کا رہے / جان کر قربان یہی بس یار ہے
اک ترش نہ شہر مین سیر کر رہا / جو کہ شیرین خسرو آکر کے رہا
نقل پر ہے نقل و می پر ہے ہجا / چڑھ کے دے مینار پر بانگ صلا
نو برس کا سر کہ شیرین ہو گئے ہے / سنگ مرمر لعل زرین ہووے ہے
مہر گردون پر بجائے تالیان / ناچتے ذرے ہین مثل عاشقان
چشمے ہین مخمور سبزہ سے ہوے / سبزہ شاخون پر گل و غنچے کھلے
چشم دولت سحر مطلق ہین کہے / روح انا الحق کہ کے منصور کا بنے
ہوئی ہے یوسف سی زلیخا نوجوان / ہو سپر تو تو خوشی اور شادمان
آگ اپنے دل مین کر روشن ذرا / دفع چشم بد کو اسپند تو جلا
حال پر اپنے رہو خوش اور شاد / تا جہان مین پائے تو جان مراد
رو بہ گردھو کے سے لیجاتی ہے خر / کہدے لیجا تو نہ خر ہو غم نہ کر

خمهای خسروانی پر ز می / تا به برده از دم لبهای وی
عاشق می باشد آنجان بعید / کو می لبهای لعلش را ندید
آب شیرین چون نبیند مرغ کور / چون نگردد گرد چشمه آب شور
موسی جان سینه را سینا کند / طوطیان کور را بینا کند
خسرو شیرین جان نوبت زده ست / لاجرم در شهر قند ارزان شده ست
یوسفان غیب لشکر ساختند / تنگهای قند مصری ریختند
اشتران مصر را رو سوی ماست / بشنوید ای طوطیان بانگ درست
شهر ما فردا پر از شکر شود / شکر ارزانست ارزان تر شود
در شکر غلطید ای حلوائیان / همچو طوطی کوری صفرائیان
نیشکر کوبید کار اینست و بس / جان برافشانید یار اینست و بس
یک ترش در شهر ما اکنون نماند / چونکه شیرین خسروان بر تخت ماند
نقل بر نقلست و می بر می هلا / بر مناره رو بزن بانگ صلا
سرکه نو ساله شیرین میشود / سنگ مرمر لعل زرین میشود
آفتاب اندر فلک دستک زنان / ذره ها چون عاشقان بازی کنان
چشمها مخمور شد از سبزه زار / گل شگفته میکند بر شاخسار
چشم دولت سحر مطلق میکند / روح شد منصور انا الحق میزند
شد ز یوسف آن زلیخا نوجوان / عشرت از سر گیر خوش خوش شادمان
آتشی اندر دل خود بر فروز / دفع چشم بد سپندان را بسوز
تو بحال خویشتن میباش شاد / تا بیابی در جهان جان مراد
گر خری را می برد روبه ز سر / گو ببر تو خر مباش و غم مخور

حکایت اُس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر مین زرد رو و لرزان گھسا گھر والے نے پوچھا کہ تو کیون ڈرتا ہے کہا کہ گدھونکو پکڑتے ہین کہا کہ تو تو

حکایت آن شخص که از ترس خویش را بخانه افگند روی زرد و تن لرزان خداوند خانه پرسید چیست ترس تو گفت خر میگیرند گفت تو

گدھا نہیں ہے کہا تمیز جاتا رہا ہے

ایک کس ناگاہ اک گھر میں گھسا ‌ ‌ سہو سے ٹٹیلے زرد رو ڈرتا ہوا
بولا گھر والا کہ صاحب خیر ہے ‌ ‌ کہ ہو لرزاں مثل بوڑھی جسم کے
سر کہ کیا ہے کیوں بھاگا ہے تو ‌ ‌ رنگ فق کیوں ہے تو کہہ تو اے نکو
بولا وہ بیگار میں شہ کے لیے ‌ ‌ خر پکڑتے ہیں سپاہی شاہ کے
بولا پکڑے جاتے خر ہیں اس سمے ‌ ‌ تو نہیں خر ہے تو جا کیا تجھکو غم
بولا کوشش میں پکڑنے کی ہیں سب ‌ ‌ گر تجھے وہ پکڑیں خر کیا ہے عجب
ہاتھ ڈالا خر پکڑنے کے لیے ‌ ‌ بس تمیز اب اوٹھ گیا کوشش سے
بے تمیز اہل حکومت بس جو ہیں ‌ ‌ خر کی جا لیجاتے صاحب کو ہیں
نے ہمارے شہر کا بیہودہ سید ‌ ‌ ہے تمیز اسکو سمیع ہے اور بصیر
آدمی ہو اور زندہ خر گیر سے ‌ ‌ تو نہیں خر ہے اے عیسی دست
چرخ چوتھا پر ہے تیرے نور سے ‌ ‌ کب ترا ہرگز مقام اصطبل ہے
چرخ و اختر تیرے آگے پست ہیں ‌ ‌ مصلحت کو گرچہ ہے اصطبل میں
میر آخر اور را اور خر اور ہے ‌ ‌ ذی طویلہ میں کہ چلائے خر بنے
گرچہ داروغہ طویلہ میں رہے ‌ ‌ کچھ نہیں کہتے اسے بس وہ ہے
کیا پڑا اس خر کے پیچھے میں کھلا ‌ ‌ کچھ کہوں گل سے گلستان سے ذرا
اور نارنگی انار و سیب سے ‌ ‌ اور شراب و شاہد بے ریب سے
یا کہ بازوں سے کہ پالیں کبک کو ‌ ‌ ہر شکل اور دکھاتے ہیں آسمان و د
یا کہ دریا سے کہ موج اسکی گہر ‌ ‌ گوہر اسکا اہل قال و باہنر
یا کہ مرغوں سے کہ گل سے جنتے ہیں ‌ ‌ بیضے زریں اور سیمیں دیتے ہیں
سیڑھیاں عالم میں ہیں از بس نہان ‌ ‌ پایہ پایہ تا کنارہ آسمان
ہر گرہ کی ایک سیڑھی اور ہے ‌ ‌ ہر روش کا آسمان بھی اور ہے
بیخبر اک دوسرے کے حال سے ‌ ‌ ملک چوڑا ہے سر و پا اسکا ہے
اسمیں یہ حیران کہ وہ خوش کیسے ہیں ‌ ‌ اسمیں حیران کہ خیر کیوں اتنے ہیں

خر نیستی گفت تمیز برخاسته است

آن یکی در خانه‌ای ناگه گریخت ‌ ‌ زرد رو و لب کبود و رنگ ریخت
صاحب خانه بگفتش خیر هست ‌ ‌ که همی لرزد ترا چون پیر دست
واقعه چونست چون بگریختی ‌ ‌ رنگ رخساره بگو چون ریختی
گفت بهر سخرهٔ شاه حرون ‌ ‌ خر همی گیرند مردم از برون
گفت میگیرند خر ای جان عم ‌ ‌ چون نه خر زو ترا زین چیست غم
گفت بس جدند و گرم اندر گرفت ‌ ‌ گر خرم گیرند هم نبود شگفت
بهر خرگیری برآورند دست ‌ ‌ جد جد تمییز هم برخاسته است
چونکه بی‌تمییزیانمان سرورند ‌ ‌ صاحب خر را بجای خر برند
نیست شاه شهر ما بیهوده گیر ‌ ‌ هست تمییزش سمیع ست و بصیر
آدمی باش و ز خرگیران مترس ‌ ‌ خر نه‌ای عیسی دوران مترس
چرخ چارم هم ز نور تو پرست ‌ ‌ حاش لله که مقامت آخرست
تو ز چرخ و اختران هم برتری ‌ ‌ گرچه بهر مصلحت در آخری
میر آخر دیگر و خر دیگرست ‌ ‌ نی هر آنکو اندر آخر شد خرست
میر آخر گرچه در آخر بود ‌ ‌ هر که او را خر بگوید خر بود
چه در افتادیم در دنبال خر ‌ ‌ از گلستان گوی و از گلهای تر
از انار و از ترنج و شاخ سیب ‌ ‌ وز شراب و شاهدان بی‌حسیب
یا از آن بازان که کبکان پرورند ‌ ‌ هم نگون اشکم هم آسمان سپرند
یا از آن دریا که موجش گوهرست ‌ ‌ گوهرش گوینده و بینش ورست
یا از آن مرغان که گل چین میکنند ‌ ‌ بیضه‌ها زرین و سیمین میکنند
نردبانهاییست پنهان در جهان ‌ ‌ پایه پایه تا عنان آسمان
هر گره را نردبانی دیگرست ‌ ‌ هر روش را آسمانی دیگرست
هر یکی از حال دیگر بی‌خبر ‌ ‌ ملک با پهنای بی‌پایان و سر
این در آن حیران که او از چیست خوش ‌ ‌ وان درین خیره که حیرت چیستش

صحن ارض اللہ واسع آیا ہے / ہر درخت اس گلستاں زمین کی خاک سے
شکر کرتے ہیں شجر ہر برگ و شاخ / کہ عجب ملک اور عجب دشت فراخ
بات یہ بیحد ہے پھر اس راہ سے / جانب آس روباہ و بکبو کے شیر کے

صحن ارض اللہ واسع آمده / هر درختی از زمینی سر زده
بر درختان شکر گویان برگ و شاخ / که زهی ملک و زهی عرصه فراخ
این سخن پایان ندارد کن رجوع / سوی آن روباه و شیر و ستم جوع

لیجانا روباہ کا خر کو آگے شیر کے اور بھاگنا خر کا شیر سے اور غصہ ہونا روباہ کا شیر کے کہ تونے جلدی کی اور خوشامد کرنا شیر کی کہ پھر اسکو لا

بردن روباه خر را پیش شیر و جهیدن خر از شیر و عتاب روباه با شیر که شتاب کردی و لابه کردن شیر که دگربار ه بیارش

لیگئی روبہ اسے تا سبزہ زار / کہ کرے شیر اسکو حملہ سے شکار
دور تھا خر شیر نے حملہ کیا / پاس آنے تک نہ صبر اسکو رہا
جست کی اوپر سے شیر ہول نے / چونکہ تھی خود قوت و قدرت اسے
دور سے خر دیکھ اوسکو چلدیا / کوہ کی جڑ تک گیا اک تیر سا
بولی روبہ شیر کو اے شہ مرے / کیوں رہا صابر نہ وقت جنگ کے
تاکہ تیرے پاس آتا وہ غبی / تجھکو اک حملہ میں ہوتی غالبی
مکر ہے شیطان کا تعجیل کار / لطف ہے رحمن کا صبر و قرار
دور تھا اور دیکھا حملہ چلدیا / ضعف نے تیرے تجھے رسوا کیا
بولا جانا میں نے وہ ہی زور ہے / اور خود نادان تھا اپنے ضعف سے
بھوک و حاجت میری حد سے گئی / بھوک سے صبر خرد سب گم گئی
گر تو سکتی ہے دوبارہ عقل سے / دھوکا دیکر پھر یہاں پر لا اسے
میں ترا احسان رکھتا ہوں سوا / کر سکے کوشش مگر تو اسکو لا
گر کرے حق مجھکو روزی وہ گدھا / بعد ازاں بس صید دوں تجھکو سوا
بولی سچ ہے گر خدا یاری کرے / دل پہ اندھے پن کی مہر اسکے رکھے
بھول جائے ہول جو اسکو دکھا / نہ بعید اسکے گدھے پن سے بھلا

چونکه روبه اش بسوی مرج برد / تا کند شیرش بحمله خورد و مرد
دور بود از شیر و آن شیر از نبرد / تا بنزدیک آمدن صبری نکرد
گنبدی کرد از بلندی شیر هول / خود نبودش قوت و امکان حول
خر ز دورش دید و برگشت و گریخت / تا بپای کوه تازان نعل ریخت
گفت روبه شیر را کای شاه ما / چون نکردی صبر در وقت وغا
تا بنزدیکت بیامد آن غوی / پس بانگ حمله غالب شوی
مکر شیطان ست تعجیل و شتاب / لطف رحمانست صبر و احتساب
دور بود و حمله را دید و گریخت / ضعف تو ظاهر شد و آب تو ریخت
گفت من پنداشتم بر جاست زور / خود ندیدم از ضعف خود نادان کور
نیز جوع و حاجتم از حد گذشت / صبر و عقلم از تجوع یاوه گشت
گر توانی بار دیگر از خرد / باز آوردن مرا در امی سزد
منت بسیار دارم از تو من / جهد کن باشد بیارش بفن
گر خدا روزی کند آن خر مرا / بعد از آن بس صیدها بخشم ترا
گفت آری گر خدا یاری دهد / بر دل او از عمی مهری نهد
پس فراموشش شود هولی که دید / از خری او نباشد این بعید

ترجمہ	ترجمہ	فارسی	فارسی
پر اسے جولاؤں تو تیزی تکر	تا ہنو برباد جلدی سے وہ خر	لیک ہون آرم مراد را تو متاز	تا بیاوش ندہی از تعجیل باز
بولا سچ ہی تجربہ ہین نے کیا	سچ ہون بیمار و تن سے مبتلا	گفت آری تجربہ کردم کہ من	سخت رنجورم مخلخل گشتہ تن
تا مرے نزدیک تب نے لاسے خر	ذی ہلون سوتا رہون مین بیشتر	تا بنزدیکم بیناری خر تمام	من چنینم خفتہ باشم بردوام
روبہ جلدی بولی شہ ہمت کرو	تا چھپائے غفلت اسکی عقل کو	رفت روبہ گفت ای شہ ہمتی	تا بپوشد عقل او را غفلتی
توبہ کی ہی خر نے جو یا کبریا	کر سنو وہ غرہ ہر نا اہل کا	توبہ ہا کردہ است خر با کردگار	کو نگردد غرہ ہر نابکار
اوسکی توبہ توڑتی ہون مکر سے	دشمن عہد خرد ہون جان لے	توبہ او را فن برہم زنیم	ما عدو عقل و عہد روشنیم
خر کا کلہ گیند بچون کی مرے	عقل اسکی میرا دنی کھیل ہے	کلہ خر گوی فرزندان ماست	فکرتش بازیچہ دستان ماست
جو زحل کے دور مین ہیں عقل	آگے میری عقل کے بے اصل ہو	عقل کان باشد ز دوران زحل	پیش عقل ما ندارد آن محل
وہ عطارد دانا کیوان سی ہوا	لطف حق مین ہون بجود کبریا	از عطارد و زحل دانا شد او	ما ز داد کردگار لطف خو
علم الانسان خم طغرا کا ہی	علم عند اللہ مقصد میرا ہی	علم الانسان خم طغرای ماست	علم عند اللہ مقصدہای ماست
تربیت اس مہر روشن سے مجھے	ربی الاعلی ہون کہتا اسلیے	تربیت آن آفتاب روشنیم	ربی الاعلی از آن رو میزنیم
تجربہ اس کل کا گر رکھتا وہ ہی	تجربے سو توڑ دون مین اس کر سے	تجربہ گر دارد او با این ہمہ	بشکند صد تجربہ زین دمدمہ
ہر توقع توبہ توڑے اسکی خو	توڑنے کی شومی لاے رنج کو	بو کہ توبہ بشکند آن سست خو	در رسد شومی اشکستن درو

اس بیان مین کہ توڑنا عہد توبہ کو سبب بلا بلکہ سبب مسخ صورت ہی جیسے کہ حق مین اصحاب سبت واصحاب مائدہ عیسیٰ کے ہی وجعل منہم القردۃ والخنازیر اور کردانا آنمین سے بندر و خنزیر ۱۲

در بیان آنکہ نقض عہد توبہ موجب بلا بلکہ باعث مسخ ست چنانکہ در حق اصحاب سبت و در حق اصحاب مائدہ عیسیٰ کہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر

ترجمہ	ترجمہ	فارسی	فارسی
عہد سے پھرنا و توبہ توڑنا	ہو وے لعنت کا سبب آخر دلا	نقض میثاق و شکست توبہا	موجب لعنت بود در انتہا
توڑنا پس عہد قوم سبت کا	باعث مسخ و ہلاکت کا ہوا	نقض عہد و توبہ اصحاب سبت	موجب مسخ آمد و اہلاک و مقت
حق نے پس اس قوم کو بندر کیا	جو کہ عہد اپنے کو توڑا ظاہرا	پس خدا آن قوم را بوزینہ کرد	چونکہ عہد خود شکستند از تمرد
مسخ تن ہونا اس امت مین نہی	لیک ہوتا مسخ دل ہر جان کے	اندرین امت نبد مسخ بدن	لیک مسخ دل بود ای ذوالفطن
بو کہ دل بندر رہے دل اسکا	دل ہو بندر کا وہ گل اک خار ہے	چون دل بوزینہ گردد آن دلش	از دل بوزینہ شد خار آن گلش

دل کو گر ہوتا ہنر با اختیار — خر کو کب ہوتا وہ صورت سے عار

وہ سگ اصحاب خوش سیرت جو تھا — کچھ بھی نقصان اسکو صورت سے ہوا

مسخ صورت تھی پس اہل سبت کی — تا کہ دیکھے خلق ظاہر بد تری

از رہ سیرت ہزاروں روسیاہ — عہد شکنی سے کہ ہے سور بنے

آئی روبہ پاس خر کے جلد تر — بولا آخر تجھ یار سے تو اے خر

گر ہنر بودی دلش را اختیار — خر کی بودی ز صورت آن حمار

آن سگ اصحاب خوش بد سیرتش — ہیچ بودی منقصت زان بد ترش

مسخ صورت بود اہل سبت را — تا بہ بیند خلق ظاہر کیست را

از رہ سر صد ہزاران دیگر — گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر

پس بیامد زود روبہ نزد خر — گفت خرا چون تو یاری گم شدہ

غصہ ہونا خر کا روباہ پہ

عتاب کردن خر با روباہ

یہ نے اے نامرد کیا تیرا کیا — مجھکو لیجا شیر کے آگے رکھا

میری جاں سے کیا تھی تجھکو دشمنی — اس سوا کہ تھی یہ تیری بد منشی

جیسے بچھو کاٹ کھائے پانوں کو — باوجود اسنے نہ آفت پائی ہو

یا کہ جیسے دیو دشمن جان کا ہے — کچھ نہ تکلیف اسے پہونچی ہو اور

بلکہ ذاتی دشمن انسان ہے — مرگ سے انسان کے شادی کرے

واسطے ہر آدمی کے زشت خو — اور طبع بد کو کبھی چھوڑے ہو وہ

کیونکہ طینت بد ہی اسکی نا روا — کھینچے ہر وہ جانب ظلم و جفا

تا پھرا کر وہ بلاتا ہے تجھے — ہر گھڑی تا ڈالے اندر چاہ کے

کہ فلانی جا پہ حوض و نہر ہے — تا کہ ڈالے اندھا اندر حوض کے

آدمی کو با ہزاروں کر و فر — اس لعین نے ڈالا اندر شور و شر

بے گنہ بے پیلے یا نے رنج کے — ناحق آدم سے یہ کب پہونچے اسے

آدمی سے رنج کب پہونچا اسے — کہ وہ ہر دم غم سے لشتی لائے ہے

تا چو نامرد اچہ کردم من ترا — کہ بہ پیش شیر بردی مر مرا

موجب کین تو با جانم چہ بود — غیر خبث گوہر خود ای عنود

ہمچو کژدم کو گزد پای فتی — نا رسیدہ از وی او را آفتی

یا چو دیوی کو عدوی جان ماست — نا رسیدہ زحمتش از ما و کاست

بلکہ طبعاً خصم جان آدمی ست — از ہلاک آدمی در خرمی ست

از پی ہر آدمی او نگسلد — خوو طبع زشت خود را کی ہلد

زانکہ خبث ذات او بی موجبی — ہست سوی ظلم و عدوان جاذبی

ہر زمانت خواند او تا خر گہی — کاندر اندازد ترا اندر چہی

کہ فلان جا حوض آبست و عیون — تا در اندازد بحوض سرنگون

آدمی را با ہزاران کر و فن — اندر افگند آن لعین در شور و شن

بیگناہی ہرگز ندیدہ رنجی — کی رسید او را ز آدم ناحقی

کی رسیدہ او را ز مردم رنجشی — گو بود و آدم آر و از غم پیشی

جواب دینا روباہ کا خر کو

جواب دادن روباہ خر را

بولی روبہ وہ طلسم سحر تھا — کہ تجھے شیر ایک دکھلائی دیا

ورنہ مسکین تر ہے تجھ سے تن میں وہ — رات دن کیونکر وہاں چرتی ہوں میں

گر طلسم ایسا نہیں کرتے عیان — ہر چرندہ آکے بس چرتا وہاں

ہاتھی گیندے سی جہاں تیرا ایک ہے — ذی طلسم ہرگز یہ کب سبزہ بچے

گفت روبہ آن طلسم سحر بود — کہ ترا در چشم آن شیری نمود

ورنہ من از تو بتن مسکین ترم — چون شب و روز اندر آنجا می چرم

گر نہ زانگونہ طلسمی ساختی — ہر شکم خواری بدانجا تاختی

یک جہان بینوا بر پیل وار نج — بی طلسمی کی بماند سبز مرج

من ترا خود خواستم گفتن بدر / کاچنین شکلی اگر بینی مترس
لیک وقت از یاد علم آموزیت / که بدم مستغرق دل سوزیت
دیدیست در رجوع کلب و بلیتو / می شتابیدم که آئی تا دوا
ور بگفتی شرح طلسم / ه خیالی بنماید بنیت جسم
شد فراموش آنکه گویم مرترا / حال آن شکل مهیب دلربا

میں نے چاہا تھا سکھا دینا تجھے / کہ نہ ڈرتا شکل گر ایسی دیکھے
پر میں بھولی اس سکھانی علم سے / کہ تھی دلسوزی میں مستغرق ترے
دیکھا بیٹے تجھکو سوکا بندہ ا / دوڑتی تھی میں کہ تا لاؤں دوا
ورنہ تجھسے کہتی میں شرح طلسم / کہ وہ دکھتا ہے خیال اور نہ جسم
بھولی بالکل تجھسے بس کہتی ذرا / حال میں اس شکل ہیبت ناک کا

جواب دادن خر روباه را

گفت رو رو من بدیدم ای عدو / تا نه بینم روی تو ای زشت رو
آن خدائی کو ترا بدبخت کرد / روی زشتت را وقیح و سخت کرد
با کدامی روی می آئی بمن / اینچنین نغری ندارد کرگدن
رفته در خون و جانم آشکار / کز ترا من رهبری در مرغزار
تا بدیدم روی عزرائیل را / باز آوردی فن و تسویل را
گرچه من ننگ خرانم یا خرم / جانورم جاندارم این را کی خرم
بیدلی ترا از نهیب آن شکوه / سرنگون خود را در انگندم ز کوه
بیدلی ترا از نهیب آن شکوه / سرنگون خود را در انگندم ز کوه
بسته شد پایم در اندم از نهیب / چون بدیدم آن عذاب بی حجیب
عهد کردم با خدا کای ذوالمنن / برگشا زین بستگی تو پای من
تا ننوشم وسوسه کس بعد ازین / عهد کردم نذر کردم ای معین
حق گشاده کرد آندم پای من / زان دعا و زاری و سیمای من
ورنه اندر من رسیدی شیر نر / چون بدی در زیر پنجه شیر خر
باز لیفرستادت آن شیر عرین / سوی من از مکر ای بئس القرین
حق ذات پاک الله الصمد / که بود به مار بد از یار بد
مار بد جانی ستاند از سلیم / یار بد آرد سوی نار مقیم
مار بد زخم او زند بر جان زند / یار بد بر جان و بر ایمان زند
از قرین بی قول و گفت و گوی او / خو بدزدد دل نهان از خوی او

جواب دینا خر کا روباہ کو

بولا بس آ آگے سے میرے اے عدو / تا نہ دیکھوں منہ ترا اے زشت رو
اس خدا نے تجھکو بد قسمت کیا / زشت دی بے شرم و پر آفت کیا
آئی کس منہ سے ہے میرے پاس تو / واہ تو گینڈے کا نہوا ایسا بھی
میری جان خون کی تو در پے ہوئی / کہ چراگہ میں ہوں رہبر بن گئی
بیٹھے تا منہ دیکھا عزرائیل کا / پھر تو لائی ہے تجھ مکر و دغا
نام لیوا میں خروں کا گرچہ ہوں / جانور جاندار ہوں کب اسکو لوں
دیکھا جو کچھ ہول میں نے شیر کے / سرنگوں اپنے کو ڈالا کوہ سے
بندھ گئے ڈر سے میرے پاؤں شیر کے / سرنگوں اپنے کو ڈالا کوہ سے
پاؤں میرا خوف سے آسودہ تھا / جبکہ دیکھا وہ عذاب برملا
عہد اللہ سے کیا کہ اے خدا / کھول دے اس بندھنے پاؤں مرا
تا کسی کا وسوسہ میں پھر سنوں / اے معین میں نذر و عہد ایسا کرتا ہوں
حق نے کھولا پاؤں میرا اس گھڑی / ان دعاؤں التجاؤں سے مری
ورنہ تجھ تک پہنچتا وہ شیر نر / ہوتا کیا پنجہ میں اسکے حال خر
بھیجا پھر شاید کہ ہے اس شیر نے / پاس میرے اے مصاحب بد تجھے
ہے قسم اس ذات پاک اللہ کی / یار بد سے مار بد کو بہتر ہی
جان لیوے مرد کی وہ مار بد / لائے دوزخ کی طرف وہ یار بد
مار بد تو زخم دیوے جان پر / یار بد دے زخم جان و ایمان پر
تربیت سے بس وہ لیوے قول و بیان / اسکی خو سے خود چرائے دل نہان

۳۴۷

جو کہ ڈالا اُسنے تجھپر سایہ کو	ہے خدا تا تجھسے لیوے مایہ کو	چونکه او افگند بر تو سایه را	دزدد آن بیمایه زتو مایه را
عقل تیری گر ہوئے اک اژدہا	یار بد کو تو نہ مرد جاننا	عقل تو گر اژدهای گشت مست	یار بد آنرا زمرد آن که دست
تیری چشم عقل اندھی اُس سے ہے	دست طعنہ زن میں نشتر لیوے ہے	دیدهٔ عقلت بدو بیرون جهد	طعنه اوت اندر کف طاعون نهد
نی تر عالم میں ہے یار بد	بس ہو عین الیقین یہ تجھکو خود	در جهان نبود بتر از یار بد	وین مرا عین الیقین گشته است خود

جواب دینا روباہ کا خر کو دوسری بار		پاسخ دادن روباه مر آن خر را دیگر بار	
بولی روبہ جھوٹ نی سچ میں مرے	یہ تخیل وہم کا کب حرز ہے	گفت روبه صاف ما را دُرد نیست	لیک تخییلات وهمی خرد نیست
یہ ترا سب وہم ہے ای سادہ دل	ورنہ نی رکھتی میں تجھسے غش و غل	اینهمه وهم تواست ای ساده دل	ورنه با تو نه غشی دارم نه غل
تو خیال بد سے مت دیکھ اب مجھے	دوستوں پر بدگمانی مت کرے	از خیال زشت خود منگر بمن	بر محبان از چه داری سوء ظن
رکھ گمان اب نیک با اہل صفا	گرچہ ظاہر اُنسے ہووے کچھ جفا	ظن نیکو بر بر اخوان صفا	گرچه آید ظاهر از ایشان جفا
جو خیال و وہم بد ظاہر ہوا	یار آپس سے ہوے صد با جدا	آن خیال و وهم بد چون شد پدید	صد هزاران یار را از هم برید
گر کیا مشفق نے ظلم امتحان	چاہیے دانش کہ نی ہو بدگمان	مشفقی گر کرد جور و امتحان	عقل باید کو نباشد بدگمان
خاص کر میں بد نہ تھی نی زشت قسم	دیکھا جو بد تو نے بد نے تھا طلسم	خاصه من بد رگ نبودم زشت قسم	آنچه دیدی بد نه بد بود آن طلسم
گر تھا یہ اندیشہ تقدیری مرا	عفو فرماتے ہیں یاروں کی جفا	ور بدی بد آن سگالش قدر را	عفو فرما ید از یاران خطا
عالم وہم و خیال و طمع و بیم	راہ رو کو ایک ہے مانع عظیم	عالم وهم و خیال و طمع و بیم	هست رهرو را یکی سد عظیم
نقشبندی خیال کی اس نقش سے	جون خلیل کوہ کو دھوکے ہوے	نقشهای این خیال نقشبند	چون خلیلی را که که بُد شد گزند
ہذا ربی بولا ابراہیم جو	وہم کے عالم میں آیا وہ نکو	گفت هذا ربی ابراهیم راد	چونکه اندر عالم وهم او فتاد
اگلی اختر کی کری تاویل ہے	اوسنے جو کہ صاحب تنزیل ہے	ذکر کوکب را چنین تاویل گفت	آن کسی کو گوهر تنزیل سفت
عالم وہم و نظر بند و خیال	ایسے کو لیگیا از راہ خیال	عالم وهم و خیال چشم بند	آنچنان که را زجای خویش کند
تا کہ ہذا ربی آیا اسکا قال	صاحب خر اور خر کا کیا ہو حال	تا که هذا ربی آمد قال او	خر بُد و خر را چه باشد حال او
غرق کل عقلیں مثال کوہ ہیں	وہم کے گرداب و بحر فکر میں	غرق گشته عقلها چون جبالها	در بجار وهم و گرداب خیال
کوہ اس طوفان سے رسوا ہوا	امن کب ہے نوح کی کشتی سوا	کوه ها را هست زین طوفان فضوح	کو امانی جز که در کشتی نوح
رہزن راہ یقین کی فکر سے	ہیں بہتر ملت اہل دین کے	زین خیال رهزن راه یقین	گشت هفتاد و دو ملت اهل دین
مرد ایقان چھوٹا وہم و فکر سے	کب ہلال اس موے ابرو کو کہے	مرد ایقان رست از وهم و خیال	موی ابرو را نمیگوید هلال
جسکا ہو نور عمر سے پیشوا	رہزن اسکا موی ابرو ہو سدا	وانکه را نور عمر نبود سند	موی ابرو کجی راهش زند

اردو		فارسی	
ٹکڑے ہو کر ہیں کشتیاں لاکھوں ہیں	وہم کے دریا میں رہیں بایقین	صد ہزاران کشتی با ہول و ہم	تختہ تختہ گشتہ در دریای ہم
کمترین فرعون دانا اہل جاہ	برج وہمی میں ہے گہن اسکا ماہ	کمترین فرعون چستی فیلسوف	ماہ او در برج وہمی در خسوف
کوئی کیا جانے رزن مخفیہ کہاں	جو کہ جانے ہو نہ خود پر وہ گماں	کس نداند روستی آن کیست آن	وانکہ داند بنودش بر خود گمان
وہم تیرا تجھے رکھے خیرہ سر	جا تا کیوں ہے دوسرے کے وہم پر	چون ترا وہم تو دارد خیرہ سر	از چہ گردی گرد وہم آن دگر
میں غرور اپنے سے عاجز ہوں دور	سیر ہو آگے کیوں تو بیٹھا پر غرور	عاجزم من از منی خویشتن	چہ نشینی پر منی تو پیش من
خود نمائی سے کہ جو دعوی کرے	عاشق اپنا ہو وہ راغب لا پہ ہو	از من و ما ہر کرا این درسیست	عاشق خویش ست و برلای [illegible]
بیخودی کو ڈھونڈھتا ہوں میں ابھی	تا میں ہوں گیند اس چوگان کی	بی من و مائی ہمی جویم بجان	تا شوم من گوی آن خوش صولجان
جو ہوا بیخود خودی سے آپ میں	یار سب کا ہے جو اپنا یار نے	ہر کرا بی من شد ہمہ منہا دروست	یار جملہ شد چو خود را نیست دوست
پائے قیمت آئنہ بے نقش ہو	کیونکہ دکھلاتا ہے جملہ نقش کو	آینہ بی نقش شد یابد بہا	زانکہ شد حاکی نرجملہ نقشہا

حکایت شیخ محمد سررزی و ریاضت اسکی کہ ہر شب انگور کے پتوں سے افطار روزہ کرتا تھا واسطے ذلت نفس اپنے کے

حکایت شیخ محمد سررزی و ریاضت او کہ ہر شب افطار بہ برگ رز میکرد جہت ذل نفس خود

اردو		فارسی	
زاہد اک غزنی میں دانش سے عزیز	تھا محمد نام و کنیت سررزی	زاہدی در غزنی از دانش مزی	بد محمد نام و کنیت سررزی
ہر شب افطار اسکو تھا انگور سے	سات سال آخر کو مطلب میں گئے	بود افطارش سر رز ہر شبی	ہفت سال او دایم اندر مطلبی
بس عجائب دیکھے شاہ جسم سے	تھا جمال شاہ سے مقصد لیسے	بس عجایب دید از شاہ وجود	لیک مقصودش جمال شاہ بود
وہ گیا اک کوہ پر اپنے سے سیر	بولا دکھلا ورنہ میں گرا انہوں زیر	بر سر کہ رفت آن از خویش سیر	گفت نمایا فتادم من بزیر
بولا آیا وقت اس بخشش کا نہ	گر گرے نہ ماروں تجھکو نہ مرے	گفت نامد نوبت آن مکرمت	در فرو افتی نمیری بکشمت
پھینکا نیچے اسنے خود کو عشق سے	وہ گرا اندر عمیق اک آب کے	او فرو افگند خود را از دوا	در میان عمق آبی او فتاد
نہ موا وہ بس تکلیف سے ان وہ مرا	موت کی حسرت سے خود رونے لگا	چون نمرد از تکس آنجان سیر مرد	از فراق مرگ بر خود نوحہ کرد
موت دکھتی تھی یہ اسکو زندگی	کام الٹا اسکے آگے تھا سبھی	کاین حیات او را چو مرگی می نمود	کار پیشش باژگونہ گشتہ بود
موت کی کرتا تھا خواہش غیب سے	ان فی موتی حیاتی تھا کہے	موت را از غیب میکرد او گدی	ان فی موتی حیاتی میزدی
موت کا جوں زندگی قابل ہوا	جان دینے کو وہ خود اک دل ہوا	موت را چون زندگی قابل شدہ	با ہلاک جان خود یکدل شدہ
تیغ و خنجر جوں علی ریحان اسکے	نرگس و نسرین عدو جان اسکے	سیف و خنجر چون علی ریحان او	نرگس و نسرین عدو جان او

تحقیق موت میں حیات ہے میری ۱۲

حکم آیا شہر کو جا دشت سے ‌ ‌ ‌ حکم طرفہ بے دہان بے قال کے
بولا تو جانے ہے میرے بھید کو ‌ ‌ ‌ کیا کروں میں خدمت کہو
بولا خدمت وہ ہے بہر ذل النفس ‌ ‌ ‌ کر تو اب اپنے کو جون عباس ولبس
ایک مدت زر غنیوں سے تو لے ‌ ‌ ‌ اور دہ مسکین درویشوں کو دے
یہ تری خدمت ہے اک مدت تلک ‌ ‌ ‌ بولا جانا مانا امر رب فلک
بس سوال و بس جواب و ماجرا ‌ ‌ ‌ درمیان الله و زاہد کے ہوئے
کہ زمین و آسمان روشن ہوا ‌ ‌ ‌ ہمکلامی میں وہ سب اوسپر کھلا
لیک کوتہ میں نے کی اس بات کو ‌ ‌ ‌ تا نہ کوئی بھید سے آگاہ ہو

بانگ آمد روز صحرا سوی شہر ‌ ‌ ‌ طرفہ بانگی از زوایای سر و جہر
گفت ای دانای رازم مو بمو ‌ ‌ ‌ چہ کنم در شہر خدمت گوی تو
گفت خدمت آنکہ بہر ذل النفس ‌ ‌ ‌ خویشتن سازی تو چون عباس دبس
مدتی از اغنیا زر می ستان ‌ ‌ ‌ پس بدرویشان مسکین میفشان
خدمت این است تا یکچند گاہ ‌ ‌ ‌ گفت سمعا طاعۃ ای جان پناہ
بس سؤال و بس جواب و ماجرا ‌ ‌ ‌ بد میان زاہد و رب الوری
کہ زمین و آسمان پر نور شد ‌ ‌ ‌ در مقالات آن ہمہ مذکور شد
لیک کوتہ کردم آن گفتار را ‌ ‌ ‌ تا نبوشد ہر خسی اسرار را

آنا شیخ کا بعد کئی سال کے شہر غزنین میں اور زنبیل لیکر پھرنا باشارہ غیبی اور تقسیم کرنا فقیروں پر

جان کو ہر جسکی غرسے لبیک تا ‌ ‌ ‌ نامہ پر نامہ پیک پر ہر پیک

آمدن شیخ بعد از چندین سال بشہر غزنین و زنبیل گردانیدن باشارت غیبی و تفرقہ کردن بر فقرا

ہر کرا جان ز غر لبیک ست ‌ ‌ ‌ نامہ بر نامہ پیک بر پیک ست

شہر کی سو آیا وہ فرمان پذیر ‌ ‌ ‌ ہو گیا غزنین سرخ اسکے سے منیر
خلق استقبال کو خوش خوش گئی ‌ ‌ ‌ اور وہ آیا از رہ پوشیدگی
جملہ سردار اور امرا بس اوٹھے ‌ ‌ ‌ اور سنوارے محل اسکے واسطے
بولا آیا خودی کے واسطے ‌ ‌ ‌ بلکہ آیا ہوں میں ذلت کے لیے
نی ارادہ میرا قال و قیل سے ‌ ‌ ‌ میں پھرونگا در بدر زنبیل لے
حکمی جا کرتا ہوں کہ ہی حکم خدا ‌ ‌ ‌ تا گدا ہوؤں گدا ہوؤں گدا
لفظا نادر رہی گدائی میں کہوں ‌ ‌ ‌ جز طریقہ تر گدایان نی چلوں
تا کہ میں ذلت میں ہوؤں غرق یان ‌ ‌ ‌ خاص و عاموں سے بھی کھاؤں گالیان
امر حق جان میں بطمع اسکا طمع ‌ ‌ ‌ کہتا وہ ہی مجھکو ذل میں قنع
جو طمع چیتا ہی مجھسے شاہ دین ‌ ‌ ‌ خاک سر پر ہو قناعت کے امین

رو بشہر آورد آن فرمان پذیر ‌ ‌ ‌ شہر غزنین گشت از رویش منیر
از فرح خلقی باستقبال رفت ‌ ‌ ‌ او در آمد از رہ دزدیدہ تفت
جملہ اعیان و مہان برخاستند ‌ ‌ ‌ قصرہا از بہر او آراستند
گفت من از خود نمائی نامدم ‌ ‌ ‌ جز بخواری و گدائی نامدم
نیستم بر عزم قال و قیل من ‌ ‌ ‌ در بدر گردم بکف زنبیل من
بندہ فرمانم کہ امر ست از خدا ‌ ‌ ‌ تا گدا باشم گدا باشم گدا
در گدائی لفظا نادر نادرم ‌ ‌ ‌ جز طریق خر گدایان نسپرم
تا شوم غرق مذلت من تمام ‌ ‌ ‌ تا سقطہا بشنوم از خاص و عام
امر حق جانست و من اوراتبع ‌ ‌ ‌ او طمع فرمود ذل من قنع
چون طمع خواہد ز من سلطان دین ‌ ‌ ‌ خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اسے ذلت چاہی کہ عزت میں لوں | وہ گدائی چاہے کب میری کروں
بعد ذلت گدائی ہے وہ میں | کہ مری جھولی میں ہیں عباس ہیں
شیخ پھرتا در بدر زنبیل سے | شئ لله خواجہ کچھ توفیق ہے
عرش و کرسی سے تھا بعید اسکا اسرار | شئ لله شئ لله کام تھا
انبیا ہر ایک یہی کرتے ہیں | مرد مفلس بھیک انکو دیتے ہیں
اقرضوا الله اقرضوا الله کرتے ہیں | تنصروا الله پر وہ پھر بخشش کھلیں
دربدر یہ شیخ کرتا تھا نیاز | چرخ پر اسکے لیے سو در تھے باز
وہ گدائی کرتا تھا جو جہد سے | حق کی خاطر تھی نہ کھانے کے لیے
بھی اگر تا تھا کھانے کے لیے | کھانا وہ اعلیٰ تھا حق کے واسطے
اسکے حق میں بار وہ نان شہد و شیر | اعلیٰ چلے سے کہ سو رکھیں فقیر
نور کھاتا ہے نہ کھاتا ہے نان | لالہ بوتا ہے وچرتا ہے عیاں
جیسے شعلہ کھائے روغن شمع سے | ہو فزوں نور اس سے محفل کے لیے
بولا حق نان خوار کو لا تسرفوا | نور کھانے کو نہ بولا اکتفوا
ہے یہ کھانا امتحان کے واسطے | ہو وہ فارغ کھانا ایسا اسراف سے
امر حق تھا نہ طمع اور حرص سے | ایسی جان ذلیل ہو وے حرص کے
کیمیا تانبے کو گر کہوے مجھے | خود کو دے تو نے طمع وہ ہو سکے
سات طبقوں تک خزانے خاک کے | شیخ پر ظاہر کیے الله نے
شیخ بولا خالقا عاشق میں ہوں | غیر ڈھونڈھوں گر ترا فاسق میں ہوں
آٹھوں جنت پر کروں گر میں نظر | گر کروں خدمت میں بخوف سقر
وہ گدائی کرتا تھا جو جہد سے | حکمتوں سے ہو گئے وہ آثار تھے
ہوں مومن اور سلامت جو تن سے | کیونکہ یہ دونوں ہیں اک حظ بدن
عشق حق سے کھائی عاشق نے غذا | جانے سو تن کو نہ بھاجی سے سوا
شیخ کا تن جو یہ رکھتا جسم ہے | دوسری ہر چیز تربت کر اسے
عاشق عشق خدا اسوقت مزد | اور امین ہو جبرئیل اسوقت دزد
عاشق اس لیلی سوزش کا | ملک عالم کو تھا بھاجی جانتا

او بذلت خواست کی عزت تنم | او گدائی خواست کی سیری کنم
بعد ازین گدیه و ذلت جان من | بلیست عیاست در ربنان من
شیخ ور میگشت و زنبیلی بدست | شئ لله خواجه توفیق ست هست
برتر از کرسی و عرش اسرار او | شئ لله شئ لله کار او
انبیا هر یک همین فن میزنند | خلق مفلس کدیه ایشان میکنند
اقرضوا الله اقرضوا الله میزنند | بازگون بر تنصروا الله می تنند
دربدر این شیخ می آرد نیاز | بر فلک صد در برای شیخ باز
کان گدائی که بجد میکرد او | بهر یزدان بود نی بهر گلو
ور بکردی نیز از بهر گلو | نان گلو از بهر حق دارد علو
در حق او خوردن نان و شهد و شیر | بهتر از چله و ز سه روزه صد فقیر
نور میخورد مگو نان می خورد | لاله می کارد بصورت میچرد
چون شراری کو خورد روغن ز شمع | نور افزاید ز خوردش بهر جمع
نان خوری را گفت حق لا تسرفوا | نور خوردن را نگفته ست اکتفوا
این گلوی ابتلا بد وان گلو | فارغ از اسراف وایمن از غلو
امر و فرمان بود نی حرص و طمع | آنچنان جان حرص را نبود تبع
گر بگوید کیمیا مس را بده | تو ثمن خود در الطمع بنود فنده
گنجهای خاک تا هفتم طبق | عرضه کرده بود پیش شیخ حق
شیخ گفتا خالقا من عاشقم | گر بجویم غیر تو پس فاسقم
هشت جنت گر در آرم در نظر | ور کنم خدمت من از خوف سقر
آن گدائی که بجد میکرد او | بود آن آثار حکمتهاے هو
مومنی باشم سلامت جوی من | زانکه این هر دو بود حظ بدن
عاشقی کز عشق یزدان خورد قوت | صد بدن پیشش نیرزد تره قوت
وین بدن که دارد آن شیخ فطن | چیز دیگر گوهی و کم خوانش بدن
عاشق عشق خدا وانگاه مزد | جبرئیل موتمن انگاه دزد
عاشق آن لیلی کور کبود | ملک عالم پیش او یک تره بود

نیز وا و یکسان شد و بد خاک و زر — زر چه باشد که نه بد جان را خطر
ایکسان جو جانتا تھا خاک و زر — زر ہی کیا بلکہ نہ تھا جان کو خطر

شیر و گرگ و دو و دد واقف بده — همچو خویشان گرد او جمع آمده
شیر اور گرگ واقف اس سے تھے — جون یگانہ گرد رہتے اسکے تھے

کاین شده ست از خوی حیوان پاک پاک — پر ز عشق و لحم و شحمش زهرناک
کہ سوا خوی حیوانی سے پاک — عشق سے پر گوشت و چربی زہرناک

زهر دد باشد شکرریز خرد — زانکه نیک و نیک باشد ضد بد
زہر دد کو ہو شکر ریز خرد — کیونکہ نیک ہو نیک کو اور بد کو بد

لحم عاشق را نیاید دد خورد — عشق معروفست پیش نیک و بد
گوشت عاشق کا نہیں کھاتے ہیں دد — عشق ہے مشہور پیش نیک و بد

ور خورد خود فی المثل دام و ددش — زهر گردد لحم عاشق کشدش
گر درندہ فی المثل کھائے اسے — لحم عاشق زہر ہو مارے اسے

هرچه جز عشق ست شد ماکول عشق — دو جهان یکدانه پیش نول عشق
ما سوا عشق لقمہ عشق ہے — دو جہان اک دانہ آگے عشق کے

دانه مر مرغ را هرگز خورد — کاهدان مر اسپ را هرگز چرد
مرغ کو دانہ کہیں ہرگز چگے — کاہ گھوڑے کو کہیں ہرگز چرے

بندگی کن تا شوی عاشق لعل — بندگی کسبست آید در عمل
بندگی کر تاکہ عاشق ہو مگر — بندگی کسب و عمل اسکا تو کر

بنده آزادی طمع دارد ز جد — عاشق آزادی نخواهد تا ابد
بندہ آزادی کا طامع ہے سوا — عاشق آزادی کو نہ چاہے سدا

بنده دایم خلعت و ادرار جوست — خلعت عاشق همه دیدار اوست
بندہ خلعت چاہتا ہے و ادرار کے — خلعت عشاق کل دیدار ہے

در نگنجد عشق در گفت و شنید — عشق دریاییست قعرش ناپدید
کہنے سننے میں سماتا کب ہے عشق — اور ہے بے انتہا دریائے عشق

قطرهای بحر را نتوان شمرد — هفت دریا پیش آن بحرست خرد
بحر کے قطرے نہ کوئی گن سکے — سات دریا آگے کم اس بحر کے

این سخن پایان ندارد ای فلان — باز رو در قصه شیخ زمان
بات یہ بے انتہا ہے ای فلان — لوٹ ہو سوئے قصہ شیخ زمان

در معنی لولاک لما خلقت الافلاک ست

معنی میں لولاک لما خلقت الافلاک کے

اگر نہیں پیدا کرتا میں تجھکو نہیں پیدا کرتا میں افلاک کو ۱۲

شهر چنین شیخی گدای کو بکو — عشق آمد لاابالی اتقوا
شیخ ہو ایسا گدا ہے کو بکو — عشق آیا لاابالی اتقوا

عشق جوشد بحر را مانند دیگ — عشق ساید کوه را مانند ریگ
بحر کو جوش عشق دے مانند دیگ — عشق پیسے کوہ کو مانند ریگ

عشق بشکافد فلک را صد شکاف — عشق لرزاند زمین را از گزاف
پارہ پارہ عشق گردون کو کرے — عشق تھرا دے زمین کو لاف سے

با محمد بود عشق پاک جفت — بهر عشق او را خدا لولاک گفت
جو محمد سے خدا کو عشق تھا — عشق سے لولاک انھیں جو کہا

منتهی در عشق او چون بود فرد — پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد
عشق کے اندر وجود تھے منتہی — انبیا ان سے انھیں تھی سروری

گر نبودی بهر عشق پاک را — کی وجودی دادمی افلاک را
گر نہ حصہ عشق ہوتا پاک کو — کب میں پیدا کرتا اس افلاک کو

من بدان افراشتم چرخ سنی — تا علو عشق را فهمی کنی
اسلیے بالا کیا افلاک کو — تا بلندی عشق کی جانے تو

منفعتهای دگر آید ز چرخ — آن چو بیضه تابع آید این چو فرخ
فایدے گردون سے آئیں دوسرے — مثل بیضہ تابع وہ چوزہ یہ ہے

خاک را من خوار کردم یکسره — تا ز ذل عاشقان بویی بری
خوار میں نے کل کیا ہے خاک کو — تا ہو آگہ ذلت عاشق سے تو

خاک کو دی ہے نئے سبزی و تری — جائے تا تبدیل کو درویش کی
اور کہیں یہ کہ وہ سمجھے وصف حال — عاشقوں کا جو ہیں ثابت لا محال
گرچہ وہ معنی ہر اور نقش ہے — تا کہ ہو نزدیک تیرے فہم کے
خار سے تشبیہ غصہ کو کریں — وہ نہیں ہوتا ہے پر تنبیہ دیں
سخت دل کو جو کہ اک پتھر کہا — نا مناسب بد تماشا لکھی ذرا
آ لگے نہیں اوسکا تصویر میں جو — عیب ہے مگر تصویر ہی نفی نہ دو

خاک را دادیم سبزی نوے — تا ز تبدیل فقیر آگه شوی
با تو گویند این جبال راسیات — وصف حال عاشقان اندر ثبات
گرچه آن معنی ست در نقشش ای پسر — تا بفهم تو شود نزدیکتر
غصه را با خار تشبیهی کنند — آن نباشد لیک تنبیهی کنند
آن دل قاسی که سنگین خوانده اند — نامناسب بد مثالی رانده اند
در تصور در نیاید عین آن — عیب بر تصویر نه نقش بدان

جانا شیخ کا امیر کے مکان پر واسطے گدائی کے ایک دن میں چار بار غیب کے اشارہ سے اور خفا ہونا امیر کا اور پھر عذر کرنا

رفتن شیخ بخانهٔ امیری بهر گدیه در روزی چهار بار باشارت غیبی و عتاب کردن امیر و عذر آوردن

شیخ اک دن چار دفعہ جون فقیر — مانگنے کو بس گیا پیش امیر
ہاتھ میں زنبیل شی للہ کے — خالق جان مانگے ٹکڑا نان کے
عقل اور شاہی جہان میں جان ہے — عقل کلی کو کرے حیران ہے
میر بولا دیکھ کے اے کم ذلیل — میں کہوں تجھکو کہ مجھکو بخیل
اے فقیر جھپا یہ گفتگو — کب تلک اتنا کرے گا شکر تو
کیا طریقہ یہ ترا ہے کیا ہے کار — کہ تو اک دن میں ہے آیا چند بار
دے سلیقہ اے شیخ یاں تیرا کوئی — ہر گدا دیکھا نہیں تجسا کوئی
ابر دریزتی گدایوں کی کری — تو یہ کیا لایا ہے عیاسی بڑی
تو لیا اوس عیاس بدکا تو ہر جگہ — دے کسی ملحد کا یہ نفس ہو جیسے
بولا شیخ پر بندہ و حکمی ہوں میر — خدمت کر جانے کیا نا ر فقیر
حرص پاتا خود میں گر نان کے لیے — پھاڑ تا میں شکم جوں نان خوار ہے
سات سال اب ہیں نے سوز عشق سے — کھائے ہیں صحرا میں برگ انگور کے
خشک تر پتے یہاں تک کھائے ہیں — آئی سبزی سارے تن کی رنگ میں
ہو گئے کب تک با حجاب بوالبشر — سرسری ست عاشقوں پر کر نظر

شیخ روزی چار کرت چون فقیر — بهر کدیه رفت بر قصر امیر
در کفش زنبیل شی لله تا نان — خالق جان می بجوید تای نان
فعلهای بارز گونه است ای پسر — عقل کلی را کند هم خیره سر
چون امیرش دید گفتش کای وقیح — گر بگویم چیزی منه نامم صحیح
بی حسی بی شرم چند این گفتگو — تا کی و تا چند این زرق و تو
این چه بی شرمی و چه بی حیا کار — که به یک روز اندر آئی چند بار
کیست اینجا شیخ اندر بند تو — من ندیدم هر گدا مانند تو
حرمت و آب گدایان برده — این چه عیاسی زشت آورده
غاشیه بر دوش آن عیاس نحس — هیچ ملحد را مبادا این خس نفس
گفت امیرا بنده فرمان خوش — نه آنستم آگه چندین مکوش
بهر نان در خویش حرص ار دیدمی — اشکم ناخواره را بدریدمی
هفت سال از سوز عشق جسم نی — در بیابان خورده ام من برگ رز
تا ز برگ خشک تازه خورده ام — سبز گشته بود این رنگ تنم
تا تو باشی در حجاب بوالبشر — سرسری در عاشقان کمتر نگر

موشگافی کی بہت عقلا نے ہی / علم ہیئت کو بھی جانان جان سے
علم نیرنجات و سحر و فلسفہ / گرچہ نہ پہچانا حق پہچان کا
لیک تا امکان خود کوشش کری / ہمسرون سے اپنے پائی برتری
عشق غیرت کرکے اوس سے چھپ گیا / ایسا خورشید آپنے پنہان ہو گیا
دن میں کوکب دیکھا نور چشم نے / نور ہوا روپوش اس سر کس لیے
چھوڑا اسکو بند میری مان لے / عاشقون کو دیکھ چشم عشق سے
وقت نازک جان کو اسید ہے / عذر اپنا کہ سکون مین کب تجھے
تو سمجھ موقوف کہنے پر سنو / چھیل کم تو سینۂ عشاق کو
ذی گمان تو اس خوشی سے لیگیا / حزم مت چھوڑ احتیاط اب کر ذرا
واجب نہ رجا یہ ہی اور ہے ناروا / حزم میں اوسکو ہے تو مشتقلا

زیرکان که موی را بشگافتند / علم هیئت را بجان دریافتند
علم نیرنجات و سحر و فلسفه / گرچه نشناسند حق المعرفه
لیک کوشیدند تا امکان خود / برگذشتند از همه اقران خود
عشق غیرت کرد و خود را در کشید / شد چنین خورشید زایشان ناپدید
نور چشمی که بروز استاره دید / آفتابی چون از او رو در کشید
زین گذر کن پند من بپذیر هین / عاشقان را تو بچشم عشق بین
وقت نازک گشته و جان در رسید / با تو نتوان گفت اینم عذر خود
هم کن موقوف این گفتن بباش / سینه‌های عاشقان کم تر خراش
ای گمان برده تو زین نشاط / حزم را مگذار و میکن احتیاط
واجب است و جایز است و مستحیل / تو وسط را گیر در حزم ای دخیل

رونا امیر کا نصیحت سے شیخ کی اور پرتو اوسکا پڑنا اوسپر بخشنا خزانہ کا اور قبول نہ کرنا شیخ کا کہ بے حکم غیب میں نہیں لیتا

گریان شدن امیر از نصیحت شیخ و عکس صدق او بروی بیرون و ایثار کردن مخزن و قبول ناکردن شیخ که بی امر غیب نستانم

یہ کہا اور رو یا کرکے ہای ہای / اور رخ پر جا بجا آنسو بہائے
صدق نے اسکے اثر دل پر کیا / عشق سے طرفہ کیا اک ماجرا
صدق احمد نے اثر مہ پر کیا / بلکہ وہ خورشید کا رہزن ہوا
صدق عاشق کرتا پتھر پہ اثر / کیا عجب دل پر ہو دانا کے اثر
صدق موسیٰ نے عصا و کوہ پہ / بلکہ دریا پر اثر پیدا کیے
روبرو کرنے لگے دونون نفیر / اور روئے بھی امیر و بھی فقیر
ایک ساعت جو بہت گریہ کیا / بولا میر اسکو کہ اٹھ اے مقتدا
جو تو چاہے لے خزانہ سے مرے / گرچہ حق رکھتا ہی سو اس طور کے
گھر ہی تیرا جو کہ حاجت ہو تجھے / لے تو خود کو نہیں اک ادنیٰ سا ہی
بولا الیسی نہ اجازت مجھکو دی / کہ میں کوئی چیز خود لون ای غنی

این بگفت و گریه در شد هاى هاى / اشک غلطان بر رخ او جای جای
صدق او هم بر ضمیر میر زد / عشق هر دم طرفه دیگی می پزد
صدق احمد بر جمال ماه زد / بلکه بر خورشید رخشان راه زد
صدق بر جمادی می تند / چه عجب گر بر دل دانا زند
صدق موسی بر عصا و کوه زد / بلکه بر دریای با شکوه زد
روبرو آورده هر دو در نفیر / گشته گریان هم امیر و هم فقیر
ساعتی بسیار چون بگریستند / گفت میر او را که خیز ای ارجمند
هر چه خواهی از خزینه برگزین / گرچه استحقاق داری صد چنین
خانه آن تست هر چه میل هست / برگزین هر دو عالم اندکست
گفت دستوری نداده ندم چنین / که بدست خویش چیزی برگزین

فضول مین مجھے اب یہ ہو سکے یہ بہانہ کرکے چال اک چل گیا اگرچہ صادق تھے و بس تھے صادق و بولا حکم ایسا مجھے حق نے دیا جون گدا مین مانگتا ہون اسلیے	اگر کرون مثل حیلان حل مین وہ تھا مانع کہ نہ تھی صادق عطا شیخ کو ہر صدق کب منظور رہو کہ تو ہر شئی مانگ کرے جون گدا ورنہ بے پروا ہون زر و مال سے	من بخود نتوانم این کردن فضول را این بہانہ کرد و مہرہ در ربود گرچہ صادق بود و بخیل بود خشم گفت فرمانم چنین داد ست آن ما گدایانہ ازان در خواستیم	گر کنم من این وحیلانہ دخول مانع آن بد کہ عطا صادق بود شیخ را ہر صدق می تابد چشم کہ گدایانہ برو چیزی بخواہ ورنہ از اموال بی پروا ستیم

اشارہ ہوا شیخ کو کہ یہ دو سال ہمارے حکم کے
بموجب لیا تو نے اور دیا تو نے بعد اسکے دست
اور ہاتھ نیچے بوریہ کے ڈال کہ ہمنے
اسکو زنبیل ابو ہریرہ رضہ کا کیا ہے کہ جو کچھ چاہیگا
تو پائیگا تو تا اہل عالم کو یقین ہووے کہ
سوائے اس عالم کے ایک اور عالم ہے کہ خاک
ہاتھ مین لیوے تو زر ہووے و مردہ اوسمین آوے تو زندہ ہووے
اور نحس اکبر اسمین آوے سعید اکبر ہووے کفر ایمان
ہووے زہر تریاق ہووے نہ داخل اس عالم کے ہے
نہ خارج نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ نزدیک ہے نہ دور
بیچون و بیچگون ہے اور ہر لحظہ اوسکو ہزار اثر
ہے اور نمونہ جیسے کہ صنعت دست بادست و

اشارہ آمدن بہ شیخ کہ این دو سال بفرمان
ما ستدی و دادی بعد ازین بدہ و ستان
دست در زیر حصیر کن کہ آنرا انبان
ابو ہریرہ گردانم کہ ہر چہ خواہی بیابی
تا عالمیان را یقین شود کہ ورای این عالم
عالمیست کہ خاک بکف گیری زر شود مردہ
درو آید زندہ گردد نحس اکبر دران
آید سعد اکبر شود کفر ایمان شود زہر
تریاق گردد نہ داخل این عالم ست نہ خارج
نہ فوق نہ تحت نہ متصل نہ منفصل بیچون و
چگونہ و ہر لحظہ او را ہزار اثر و نمونہ
چنانچہ صنعت دست بادست و

غمزہ چشم باچشم و فصاحت زبان با زبان نہ داخل ہے نہ خارج نہ نزدیک ہے نہ دور

یہ کیا دو سال کام اُس مرد نے ۔ بعد حکم آیا اُسے اللہ سے
بعدہ دے ہر کسی سو تو نہ لے ۔ ہمنے دی قدرت تجھے یہ غیب سے
تجھسے مانگے جو کہ تا لاکھ ایک سے ۔ ہاتھ نیچے بوریہ کے ڈال کے
بے تامل گنج رحمت سے تو دے ۔ خاک زر ہو ہاتھ میں تیرے تو دی
جو کہ چاہے تجھسے بے اندیشہ دے ۔ داد حق از دون سے افزون جان کی
ذی عطا میں ہے ہماری کچھ کمی ۔ ذی پشیمانی ہے نہ حسرت بھری
ہاتھ ڈال اب بوریہ کے تو تلے ۔ پردہ پوشی اور نظر بد کے لیے
پھر تو مٹھی بوریہ کے اب تلے ۔ اور شکستہ سایلون کو بس تو دے
بعد اسکے تو بلا احسان دے ۔ جو کہ چاہے گوہر و مرجان دے
جا یداللہ فوق ایدیہم رہے ۔ دست حق کی مثل ہی تو رزق کو
قرضداروں کو بھی تو قرض سے ۔ سبز کر عالم کو جون برسات کے
اک برس اور اُسکو یہی کام تھا ۔ کر خزانہ حق سے تھا زر بخشتا
ہوتا زر جو لیتا وہ خاک سیاہ ۔ حاتم طائی تھا اُسکا گدا
اور سے حاجت ذکر کوئی کرتا شہ ۔ بوریہ سے دیتا خود وہ جا کر

غمزۂ چشم با چشم و فصاحت زبان با زبان نہ داخل ست و نہ خارج و نہ متصل و نہ منفصل

تا دو سال این کار کرد آن مرد کار ۔ بعد ازان امر آمدش از کردگار
بعد ازین میدہ ولی از کس مخواہ ۔ ہا مدادیمت ز غیب این دستگاہ
ہر کہ خواہد از تو یک تا یکہزار ۔ دست در زیر حصیر کن بر آر
ہین ز گنج رحمت بیمز بدہ ۔ در کف تو خاک گردد زر بدہ
ہر چہ خواہند بدہ مندیش ازان ۔ داد یزدان را تو بیش از بیش دان
در عطای ما نہ تخسیر و نہ کم ۔ نہ پشیمانی نہ حسرت نہ ندم
دست زیر بوریا کن ای سند ۔ از برای روی پوشش چشم بد
پس ز زیر بوریا پر کن تو مشت ۔ دہ بدست سایل اشکستہ پشت
بعد ازین از اجر ناممنون بدہ ۔ ہر کہ خواہد گوہر مکنون بدہ
رو یداللہ فوق ایدیہم باش ۔ ہمچو دست حق گزاف رزق پاش
وام واران را ز عہدہ وا رہان ۔ ہمچو باران سبز کن فرش جہان
بود یکسال دگر کارش ہمین ۔ کہ بدادی زر ز کیسہ رب دین
زر شدہ خاک سیہ اندر کفش ۔ حاتم طائی گدائی در صفتش
حاجت خود گر نہ گفتی آن فقیر ۔ او بدانستی و دادی از ضمیر

جاننا شیخ کا ضمیر سایلون کو بے کہے کہ نشانی انکی ہو کہ اخرج بصفاتی الی خلقی فمن رآک فقد رآنی

بھید دل ہر اک کا ظاہر اُسکو تھا ۔ قرضدار اور مفلس اور درویش کا
دل میں سایل جو کہ رکھتا فکر و غم ۔ لایق اُسکے دیتا زیادہ نہ کم
پوچھا اُس سے تو نے جانا کیسے وو ۔ کہ وہ رکھتا اسقدر ہی فکر کو

دانستن شیخ ضمیر سایلان را بی گفتن کہ نشان ایشان باشد کہ اخرج بصفاتی الی خلقی فمن رآک فقد رآنی

پیش او روشن ضمیر ہر کسے ۔ از فقیر و وامدار و مفلسے
ہر چہ در دل داشتی آن پشت خم ۔ قدر آن دادی نہ بسیار و نہ کم
پس بگفتندش چہ دانستی کہ او ۔ اینقدر اندیشہ دارد ای عمو

بولا وہ گھر دل کا خلوت ایک ہے ۔ مثل جنت کے ہے خالی بھیک سے
اسمیں ذکام عشق اللہ کے سوا ۔ ہے خیال وصل اس میں بسا
ہیں نہیں اس خانہ سے جھاڑا نیک و بد ۔ پر ہوا گھر میرا یا نور خدا
دیکھتا ہوں اسمیں جو غیر خدا ۔ ہے وہ نہ مالک ہے میری ہے عکس گدا
گر شجر یا شاخ پانی میں دیکھے ۔ نخل یا ہر کے سوا نہ عکس کے
آب کی تہ میں اگر صورت دکھے ۔ عکس کی صورت کو باہر جان لے
تا نہ پانی صاف ہو تا شاکر ہے ۔ نہر تن میں تصفیہ پس شرط ہے
تا نہ اسمیں تیرگی و خس رہے ۔ تا امین ہو عکس وہ اسمیں دیکھے
ذر ترے تن میں سوا کیچڑ کے ہے ۔ جلد کر پانی کو صاف اپنے لیے
تو ہے پر اس خواب بستر سے ہر گھڑی ۔ خاک ڈالے نہر میں تو ای اخی
جو ہے خالی اس سے باطن آب کا ۔ عکس وہ باہر سے پانی میں گیا

او بگفتی خانہ دل خلوت ست ۔ خالی از کدیہ مثال جنت ست
اندران جز عشق یزدان کار نیست ۔ جز خیال وصل او دیار نیست
خانہ من روفتم از نیک و بد ۔ خانہ ام پر گشت از نور احد
ہرچہ بینم اندرو غیر خدا ۔ آن من نبود بود عکس گدا
گر در آبی نخل یا عرجون نمود ۔ جز ز عکس نخلہ بیرون نبود
در تگ آب ار بہ بینی صورتے ۔ عکس بیرون باشد آن نقش ای فتی
لیک تا آب از قذر خالی شدن ۔ تنقیہ شرط است در جوی بدن
تا نماند تیرگی و خس درو ۔ تا امین گردد نماید عکس رو
جز گلابہ در تنت کو ای مقل ۔ آب صافی کن تو زود ای خصم دل
تو برای بردمی کز خواب خور ۔ خاک ریزی اندرین جو بیشتر
چون درون آب تنہا خالی است ۔ عکسہا از برون در آب جست

بیان میں جاننے سبب ضمیروں خلق کے

در بیان سبب دانستن ضمیرہاے خلق

پس صفا کر اپنا باطن تو ذرا ۔ تا کہ جانے بھید ہر درویش کا
تیرا باطن جو صفائی نہ رکھے ۔ خانہ پر ہو دیو او رخناس سے
ہر گدھے عاجز گدھے میں ہیں تو ۔ روح سے عیسیٰ کی کب تو پائے بو
کب تو جانے گر خیال اک ہو عیان ۔ کو نسی جا سے ہوا پیدا یہاں
رہے جب جسم لاغر ہو ترا ۔ تب خیال اندر سے تیرے ہو صفا

پس مصفا کن درون خویش را ۔ تا بدانی سر ہر درویش را
پس ترا باطن مصفا ناشدہ ۔ خانہ پر از دیو و اسم و دود
ای خر از استیزہ ماندہ از خرے ۔ کی ز راز روح مسیحا بری
کی شناسی گر خیالی سر کند ۔ کز کدامین مکمنی سر بر زند
چون خیالی میشود در زہد تن ۔ تا خیالست از درون رفتن

غالب ہونا مکر روباہ کا اور خراب ہونا خر کا حرص سے

غالب شدن مکر روباہ و زبون شدن خر از حرص

خر نے کوشش دفع میں اسکی کری ۔ لیک جوع الکلب ہم و خر کے تھی
غالب آئی حرص صبر اس سے گیا ۔ عشق بس روٹی کا کاری ہے گنا
مصطفیٰ سے کہ حقایق کہتے تھے ۔ کاد فقر ان یکن کفرا آیا ہی
بھوک میں وہ خر ہوا انجا مبتلا ۔ بولا گر ہے مکر میں مردہ تھا کا

خر بسی کوشید و او را دفع گفت ۔ لیک جوع الکلب با خر بود جفت
غالب آمد حرص صبرش شد ضعیف ۔ بس گلوہا را برد عشق رغیف
زان رسولی کش حقایق داد دست ۔ کاد فقر ان یکن کفرا آمد است
گشتہ بود آن خر مجاعت را اسیر ۔ گفت اگر مکرست یک رہ مردہ گیر

اس عذاب بھوک سے ہوؤں رہا / نہ بندگی گر یہ ہجر میں مردہ بھلا
خنبے تو بڑی بھی اور ل قسمیا / خبط آخر بس گدھے پن کیا
حرص اندھا احمق اور ناداں کرے / احمقوں پر مرگ کو آسان کرے
مرگ آسان ہے گدھوں کی جان لیے / کہ نہ رونق جان کی دایم انکو ہے
جو نہ رکھے جان دایم ہے شقی / ہے جبھی مرنے پے ازرہ احمقی
جہد کر تا جان دایم ہو تجھے / مرگ کے دن تا کہ توشہ ہو تجھے
اعتماد اسکو نہیں خالق پے تھا / غیب سے بخشش کرے اسپر سدا
فضل نے رکھا نہ بے روزی کبھی / گرچہ گہ گہ تن پے بھوک اسکے رکھی

زین عذاب جوع بگریزد ار هم / گر حیات این ست من مرده بهم
خر گز اول توبه و سوگند خورد / عاقبت هم از خری حنبلی بکرد
حرص کور و احمق و نادان کند / مرگ را بر احمقان آسان کند
نیست آسان مرگ بر جان خران / که ندارند آب جان جاودان
چون ندارد جان جاوید از شقیست / جرات او بر اجل از احمقیست
جهد کن تا جان مخلد گردت / تا بروز مرگ برگی باشدت
اعتمادش نیز بر خالق نبود / که برافشاند بر او از غیب جود
تاکنونش فضل بی روزی نداشت / گرچه گه گه برتنش جوعی گماشت

حکایت اس گاؤ تنہا کی کہ ایک بڑی جزیرہ میں ہے

در فضیلت جوع و احتما

گر نہ جوع ہو رنج صدہا دوسرے / تجھ میں پیدا ہوویں بیس ہا ہضم
بھوک کا رنج اور رنجوں سے بھلا / بھوک میں ہے خاص سو فضل خدا
بھوک کا افضل ہے رنج امراض سے / لطف سے ہے یا کہ وہ خفت سے ہے
بھوک خود سلطان کل داروں کی ہے / بھوک مت دیکھو ایسے خر کی جان سے
بھوک نور چشم ہو اندر بصر / قابلیت بھوک کی ہوا اندر نظر
بے مزا سب بھوک سے ہو بامزا / بامزا ہے بھوک سے ہوتا ردا
جو کی روٹی ایک کھاتا تھا گدا / ایک سائل نے تو کیوں اعجب ہوا

گر نباشد جوع صد رنج دگر / از پی هیضه برآرد از تو سر
رنج جوع از رنجها پاکیزه تر / خاصه در جوست صد فضل و هنر
رنج جوع اولی بود خود زان علل / هم بلطف و هم بخفت هم عمل
جوع خود سلطان داروهاست هین / جوع بر جان چنین خارش مبین
جوع نور چشم باشد در بصر / جوع باشد قابلیت در نظر
جمله ناخوش از مجاعت خوش شود / جمله خوشها بی مجاعت ناسزا
آن یکی میخورد نان فخفره / گفت سائل چون بدین داری شره

مثال صبر و قناعت میں

تمثیل در صبر و قناعت

بولا زیادہ بھوک جو ہو صبر سے / جو کی روٹی زاید شد حلوہ کا دے
پس میں سکتا ہوں کہ حلوا کھاؤں میں / جو کروں میں صبر و صابر ہوؤں میں
ہر کسی کو بھوک کب ہو نا روا / کہ یہ سبزہ زار ہے حد سے سوا
بھوک دی خاصان حق کو حق نے ہے / شیر زور آور رہیں تا کہ بھوک سے
بھوک کب مفلس گدا کو دیتے ہیں / جو نہ کم ہو گھاس آگے رکھتے ہیں
کہ تو ارزانی سے کھا خوب یا سے / تو نہ مرغ آبی ہے مرغ نان ہے

گفت جوع از صبر چون دو تا شود / نان جو در پیش من حلوا شود
پس توانم که همه حلوا خورم / چون کنم صبری صبورم لاجرم
خود نباشد جوع هر کس را زبون / کاین علف زاریست ز اندازه برون
جوع مر خاصان حق را داده اند / تا شوند از جوع شیر زورمند
جوع هر جلف گدا را کی دهند / چون علف کم نیست پیش او نهند
که بخور هم تو بدین ارزانی / تو نهی مرغاب مرغ نانی

نہ تری سر میں ہو فکر نان سوا / اور نہ دل میں آئے ذکر نان سوا
بعد برسوں کے پھر کیا حاصل تجھے / بھوک سے مرتا ہی خوب باش نیست

نبود اندر سر ترا جز فکر نان / تا نیاید اندر خاطرت جز ذکر آن
بعد چندین سال حاصل چیست ما / جوع مردن به بود زین زیست

حکایت اس مرید کی کہ شیخ اسکی حرص سے آگاہ ہوا اور نصیحت کی

شیخ کے ہمراہ مرید اک بس چلا / شہر کو کہ قحط تھا اور نان کا
خوف بھوک اور قحط کا اندر مرید / ہر گھڑی ہوتا تھا غفلت سے پدید
شیخ دل کے بھید سے آگاہ تھا / بولا کب تک تو رہیگا مبتلا
ایک روٹی کے تو غصے سے جلا / آنکھ کو صبر و توکل سے سیا
تو نہیں ان نازنینوں میں سے ہے / کہ رکھیں بیجے جوز و کشمش کے تجھے
ہر غذا جوع جان خاصان خدا / کب بری ہی ہر جیسے تو بد گدا
تو رہو بے غم نہ تو اتنی سی ہے / کب تو اس مطبخ میں ہو بے نان کے
خوان حیوان پیالہ پیالہ سر کے / اس جہاں میں بھکروں کے واسطے
آگے آگے چلا ہے نان جب تو مرے / جو تو مرتا خوف سے افلاس کے
تو گیا روٹی رہی اب تو نہ اسے / ای کہ مارا خود کو اندر رنج کے
ہر لکھا ہر ایک لقمہ پر عیان / کہ فلان ابن فلان ابن فلانہ
کر توکل مت ہلا تو دست و پا / رزق تجھ پر تجھسے عاشق ہے سوا
رزق عاشق ہے اگر تو صبر سے / کہ وہ بے صبری سے آگہ ہے ترے
رزق آتا صبر ہوتا اگر تجھے / مثل عاشق خود کو وہ دیتا تجھے
بھوک کے ڈر سے یہ لرزہ کس لیے / با توکل سیر جینا چاہیے

حکایت مریدی که شیخ از حرص او آگاه شد و نصیحت کرد

شیخ میشد با مریدی بی درنگ / سوی شهری نان در آنجا بود تنگ
ترس جوع و قحط در جان مرید / هر دمی میگشت از غفلت پدید
شیخ واقف بود آگاه و ضمیر / گفت او را چند باشی در زحیر
از برای غصهٔ نان سوختی / دیده از صبر و توکل دوختی
تو نه زان نازنینان عزیز / که ترا دارند بی جوز و مویز
جوع رزق جان خاصان خداست / کی زبون همچو تو گیج گداست
باش فارغ تو از آنها نیستی / کاندرین مطبخ تو بی نان بایستی
کاسه بر کاسه است و خوان بر خوان مدام / از برای این شکم خواران عام
چون بمیری میرود نان پیش پیش / کای ز بیم بینوائی گشته خویش
تو برفتی ماند نان برخیز گیر / ای بکشته خویش را اندر زحیر
بر سر هر لقمه بنوشته عیان / کز فلان ابن فلان ابن فلان
هین توکل کن ملرزان پا و دست / رزق تو بر تو ز تو عاشق تر است
عاشق است و میزند او مول مول / کز بی صبریت داند ای فضول
گر ترا صبری بدی رزق آمدی / خویش را چون عاشقان بر تو زدی
این تپ لرزه ز خوف جوع چیست / در توکل سیر میتاند زیست

حکایت اس گاؤ حریص کی کہ ہر روز صحرائے پر سبزہ کو دیکھتا و چرتا تا فربہ ہوا اور کل کی غم روزی سے لاغر ہوتا

حکایت آن گاو حریص که هر روزه صحرا را پر علف بیند و بچرد تا فربه شود و تا فردا از غم روزی لاغر شود

اک جزیرہ سبز ہی اندر جہان / اس میں ہی اک گاو تنہا خوش دہان
رات تک وہ جملہ صحرا کو چرے / تاکہ تیار اور موٹا وہ بنے
فکر سے شب کو کہ کل کیا کھاونگا / ہووے لاغر غم سے وہ جیسے بال سا
جب سحر ہو سبز دیکھے دشت کو / تا کمر سبزہ اوگا اور سبزہ جو
پھر پڑے وہ گاو با جوع البقر / رات تک اسکو چرے وہ سربسر
تاکہ تیار اور موٹا پھر ہووے / اسکا تن پر چربی اور قوت سے ہو
رات کو پھر درد و غم میں وہ پڑے / تا ہو لاغر بھوک کے ڈر و خوف سے
وقت کھانے کے میں کل کیا کھاونگا / خوف برسوں گاو کو یہ ہی رہا
یہ نہ سوچا کہ میں اتنے سال سے / چرتا ہوں اس سبزہ خوشحال سے
ایک دن روزی نہ کم میری ہوئی / کسو لیے ہے خوف و دلسوزی مری
شب جو پھر آئے وہ فربہ گاو بھی / ہو ہے لاغر ہائی وہ روزی گئی
نفس ہے وہ گاو صحرا یہ جہان / ہوتا لاغر ہے ڈر سے خوف نان
کہ میں آئندہ کو اب کیا کھاونگا / کل کو کھانا میں کہاں سے لاونگا
کھایا برسوں کم نہ پایا رزق کو / چھوڑ مستقبل و ماضی دیکھ تو
یاد کر کھانے کو کھایا جو کہ ہے / دیکھ مت آئندہ مت نالہ کرے
قصہ اس گاو کا تو چھوڑ دے / اس گدھے اور شیر کا پیغام سن

یک جزیره سبز هست اندر جهان / اندرو گاویست تنها خوش دهان
جمله صحرا را چرد او تا به شب / تا شود زفت و عظیم و منتجب
شب ز اندیشه که فردا چه خورم / گردد او چون تار مو لاغر ز غم
چون بر آید صبح بیند سبز دشت / تا میان رسته قصیل سبز و کشت
اندر افتد گاو با جوع البقر / تا به شب آن را چرد او سر بسر
تا که زفت و فربه و لمتر شود / آن تنش از پیه و قوت پر شود
باز شب اندر تب افتد از فزع / تا شود لاغر ز خوف منتجع
که چه خواهم خورد فردا وقت خور / سالها اینست خوفت آن بقر
هیچ نندیشد که چندین سال من / می‌خورم زین سبزه زار و زین چمن
هیچ روزی کم نیامد روزیم / چیست این ترس و غم و دلسوزیم
باز چون شب می‌شود آن گاو زفت / می‌شود لاغر که آوه رزق رفت
نفس آن گاوست و آن دشت این جهان / کو همی لاغر شود از خوف نان
که چه خواهم خورد مستقبل عجب / لوت فردا از کجا سازم طلب
سالها خوردی و کم نامد ز خور / ترک مستقبل کن و ماضی نگر
لوت و پوت خورده را هم یاد آر / منگر اندر غابر و کم باش زار
قصه این گاو را یکسو نهید / زان خر و زان شیر بشنو پیغام

شکار کرنا شیر کا اس گدھے کو اور جانا پانی پینے کو اور کھانا روباہ کا دل و جگر اسکے کو اور سوال کرنا شیر کا

صید کردن شیر آن خر را و رفتن به آب خوردن و خوردن روباه دل و جگر او را و سوال شیر

لے گیا خر روبہ آگے شیر کے / ٹکڑے ہی اسکو کردیے اس شیر نے
تشنہ کوشش سے وہ شاہ درندہ ہوا / پانی پینے کو سوے چشمہ گیا
کھایا دل روبہ نے اسکا اور جگر / جو کہ فرصت پائی اسنے جلد تر
پانی پیکر جب کہ آیا شیر نر / ڈھونڈا تھا دل خر کا نہ تھا دل اور جگر

برد خر را روبه تا پیش شیر / پاره پاره کردش آن شیر دلیر
تشنه شد از کوشش آن سلطان دد / رفت سوی چشمه تا آبی خورد
روبهک خورد آن جگربند و دلش / چون زمانی فرصتی شد حاصلش
شیر چون واگشت از چشمه به خور / جست در خر دل نه دل بد نه جگر

گشت رو بہر اجگر کو دل ببرد — گر نباشد جانور در این زجاج
گفت اگر بودی در او دل یا جگر — کی بہ ہیجا آمدی بار دگر
آن قیامت دیدہ و آن رستخیز — بانگ زد و افتادن از ہول گریز
گر جگر بودی درو یا دل بدی — باز دیگر کی در ہیجا آمدی
چون ندارد نور دل دل نیست آن — چون نباشد روح جز گل نیست آن
آن زجاجی کو ندارد نور جان — بول و قارورہ است قندیلش مخوان
نور مصباح است داد ذوالجلال — صنعت خلق است آن شیشہ و سفال
لاجرم در ظرف باشد اعتداد — در لہبہا نبود الا اتحاد
نور شش تا اندرو چون آمیخت — نیست اندر نور شش تا اعتداد
آن چو در ظرفہا مشرک شود — نور روح آن ...
چون نظر بر روح افتد مرد را — پس یکی بینید خلیل و مصطفی
چون نظر بر شیشہ افتد روح را — پس دو بینید شیشہ را و نور را
چونکہ ابتر ہست خود جز آن بود — آدمی آن است کو را جان بود
این نہ مرد است این نہ صورت است — مردہ باشد کشتہ شہوت بود

پوچھ تو بہ سے جگر و دل کیا ہوا — گر نہ کوئی جانور اس میں تھا بچا
ہوتا اگر دل اسکا ہوتا یا جگر — کب دوبارہ آتا وہ اس جا پر
اسنے دیکھی پس قیامت حشر کو — دیکھ کر اک بار دیکھا اک ہول سے
گر دل اسکا ہوتا یا ہوتا جگر — کب وہ آتا پھر میدان پر دوڑ کر
ہو نہ رکھے نور دل تو دل ہے وہ — ہو نہ گر روح ... ہے رد
وہ نہیں کہتا ہے شیشہ نور جان — وہ ہے قارورہ نہ قندیل اسکو جان
ہے وہاں نور چراغ اک ذوالجلال — خلق کی صنعت ہے وہ شیشہ و سفال
ظرف میں ہوگی عدد اسلیے — اور لہو شعلہ میں ہے پردہ ایک تر
نور چھ قندیل میں جو کہ ملا — نور شش کا ... ہو وہ ذرا
وہ جو دوئی ظرف سے مشرک ہوا — نور میں دیکھے جو ہر رگ ہوا
جو کہ دیکھے روح کو اہل صفا — ایک جانے وہ خلیل و مصطفی
جو کہ دیکھے ظرف کو وہ روح کو — جا نور دیکھے شیشہ کو اور نور کو
تھر جو وہ ہر کہ جو باقی رکھے — آدمی وہ ہے کہ جسکو جان ہے
نہیں ہے مرد اک صورت ہے یہ — مثل مردہ کشتہ شہوت ہے یہ

ولو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر حکایت آن راہب کہ بروز روشن با شمع در طلب آدمی می گشت

ولو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

حکایت اُس راہب کی کہ دن کو چراغ لیکر بازار میں پھرتا تھا بسبب ایک حالت تاری ہونے کہ اسپر تھی

آن یکی با شمع برمی گشت روز — گرد ہر بازار دل پر عشق و سوز
بوالفضولی گفت او را کای فلان — ہی چہ می جویی بپیش ہر دکان
ہین چہ می جویی تو ہر سو با چراغ — در میان روز روشن چیست لاغ
گفت می جویم بہ ہر سو آدمی — کو بود حی از حیات آن دمی

ایک پھرتا دن میں تھا لیکر شمع — گرد بازار وہ دل پر عشق سے
بوالفضول اک بولا اس سے ای فلاں — ڈھونڈھتا ہے کیا ہر ایک دکان پر
لیکر چراغ اک ہر طرف ڈھونڈھے ہے کیا — روز روشن میں مسخرہ ہے کیا
بولا ہر سو ڈھونڈھتا ہوں آدمی — کہ ہو زندہ با حیات دائمی

بولا میں ہوں ڈھونڈھتا انسان کو / ہوں میں حیران کوئی ملتا نکو / گفت من جویای انسان گشته ام / می نیابم هیچ و حیران گشته ام

مرد ہیں کوئی کہا اسے مشفقا / ہیں یہ کل بازار مردوں سے بھرا / هست مردی گفت این بازار پُر / مردها نبود آخر ای دانای حُر

بولا چیتا مرد ہوں دو راہ کا / یعنی خشم و حرص کی ہو راہ کا / گفت خواهم مرد بر جادهٔ دو راه / در رهِ خشم و به هنگام شره

مرد وقتِ خشم و شہوت ہے کہاں / چاہتا ہوں مرد رو اندر جہاں / وقت خشم و وقت شهوت مرد کو / طالب مردی روانم کو به کو

مرد اس احوال کا پاؤں پر کہاں / تا کروں آج آپسے میں قربان جان / کو دریغ حال مردی در جهان / تا فدای او کنم امروز جان

بولا نادر چیز کو چیتا تو ہے / لیک غافل ہے خدا کے حکم سے / گفت نادر چیز میجویی ولیک / غافل از حکم خدا ای نیک نیک

شاخ دیکھے اصل سے تو بیخبر / شاخ ہم ہیں اصل ہے حکم قدر / ناظر فرعی ز اصلی بیخبر / فرع مائیم اصل احکام قدر

چرخ گردان کو قضا گمرہ کرے / سو عطارد کو قضا ابلہ کرے / چرخ گردان را قضا گمره کند / صد عطارد را قضا ابله کند

عالم تدبیر کردے تنگ وو / اور کردے آب آہن سنگ کو / تنگ گرداند جهان چاره را / آب گرداند حدید و خاره را

اے تو قصد سر قدم پر تو کرے / خام ہے تو خام ہے تو خام ہے / ای قراری داده ره را گام گام / خام خامی خام خامی خام خام

تو نے گردش دیکھی چکی کی ہے / نہر کا پانی بھی دیکھا اب آن کے / چون بدیدی گردش سنگ آسیا / آب جو را هم ببین آخر بیا

خاک دیکھی لیگئی اوپر ہوا / دیکھ تو اب خاک کے اندر ہوا / خاک را دیدی برآمد در هوا / در میان خاک بنگر باد را

دیکھی دیگیں بکر اندر جوش کے / دیکھ اندر آگ کے تو ہوش ہے / دیگها دیدی که در جوشش بود / اندر آتش هم نظر کن هوشمند

لطف سے ایوب کو حق نے کہا / صبر ہر مو کو تیرے میں نے دیا / گفت حق ایوب را در مکرمت / من بهر مو ترا صبری دادمت

صبر کو مت دیکھ اتنا اے جوان / صبر جاتا صبر دینے کو تو جان / هین به صبر خود مکن چندین نظر / صبر دیدی صبر دادن را نگر

دیکھے کب تک گردش دولاب کو / سر نکال اور دیکھ آس سوری کو تو / چند بینی گردش دولاب را / سر برون کن هم ببین تیزاب را

تو کہے کہ دیکھتا ہوں میں اسے / دیکھ اسکی علامت اور ہے / تو همی گویی که می‌بینم ولیک / دید آن را با علاماتست نیک

گردشیں کف کی جو دیکھیں مختصر / چاہیے حیرت بحر میں کر تو نظر / گردش کف را چو دیدی مختصر / حیرتت باید به دریا در نگر

جسنے کف دیکھا تو سرگردان ہوا / جسنے دیکھا بحر تو حیران ہو وہ / آنکه کف را دید سرگویان بود / وانکه دریا دید او حیران بود

جسنے کف دیکھا نیت جا کرے / جسنے دیکھا بحر دل دریا کرے / آنکه کف را دید نیتها کند / وانکه دریا دید دل دریا کند

جسنے کف دیکھا وہ ہے اندر شمار / جسنے دیکھا بحر ہے بے اختیار / آنکه کف را دید باشد در شمار / وانکه دریا دید شد بی اختیار

جسنے کف دیکھا وہ بس گردش کہا / جسنے دیکھا بحر وہ بے غش رہے / آنکه کف را دید در گردش بود / وانکه دریا دید او بی‌غش بود

جسنے کف دیکھا لڑائی وہ کرے / جسنے دیکھا بحر وار اسکو ملے / آنکه کف را دید پیکارش کند / وانکه دریا دید بردارش کند

جسنے کف دیکھا وہ ہووے مست خوش / جسنے دیکھا بحر ہووے غرق ہو / آنکه کف را دید گردد مست او / وانکه دریا دید باشد غرق هو

جسنے کف دیکھا کرے وہ گفتگو / جسنے دیکھا بحر ہو سب میں وہ تو / آنکه کف را دید آید در سخن / وانکه دریا دید شد بی ما و من

جسنے کف دیکھا وہ آلودہ رہے — جسنے دیکھا بحر آسودہ رہے

آنکہ کف را دید پالودہ شود — وانکہ دریا دید آسودہ شود

دعوت کرنا مسلمان کی طرف اسلام کے ایک مغ کو و جواب دینا اسکا

ایک مغ کو یوں کہا اک مرد نے — ہو مسلمان رہ تو با ایمان سے

بولا حق چاہے مجھے مومن کرے — گر زیادہ فضل ہو ایقان دے

بولا چاہتا ہے خدا ایمان ترا — تاکہ دوزخ سے ہو جان تیری رہا

لیک تیرا نفس و شیطان لعین — کھینچتے ہیں تجھکو سوئے کفر و کین

بولا اے منصف اگر غالب ہیں یہ — جو کہ زور آور رہیں یار اسکا ہوں مگر

یار ہیں اسکا ہوں غالب جو ہے — اسطرف جاؤں جو مجھکو کھینچ لے

چاہتا تھا صدق مجھسے جو خدا — خواہش اسکی نہ چلی کیا فائدہ

پوری خواہش نفس و شیطاں کی ہوگی — وہ عنایت قہر و ٹکڑے ہوگئی

اک محل تو نے بنایا اور مکان — سو مہیا نقش اسکے درمیان

چاہی مسجد تو نے ہو وہ جا خیر — کر بنایا وہ دوسرے نے آکے دیر

یا کہ اک کپڑا اپنا تو نے کہ تا — پہننے کو تو کرے اپنے قبا

تو قبا چاہے وہ دشمن جنگ سے — تیرے برعکس اسکا پاجامہ کرے

چارہ وا اس کپڑے کا بس کیا ہو — ہو نا نالائق اس سا بدرائے کے

جرم اس کپڑے کا کیا گر بد ہوا — ہو وہ مغلوب اور نہ غالب بس ہے کیا

ظلم سے بر صنعتی کوئی اسکی کرے — باغ ملک اسکے میں کانٹے بس رکھے

صاحب خانہ اس آفت میں پڑے — کہ حکومت اسطرح اسپر چلے

بیچ میں تا رہے اور سے بید اثر ہے — یار لیسے خوار کا ہوں کس لیے

بلکہ خواہش نفس کی مقصود ہے — انشاء اللہ ہو مسخر کے لیے

گرچہ ہیں کافر ہوں یا ننگ مغاں — زرہ ہوں کہ حق ہے یہ کوئی گماں

اسکے برعکس اور سے مرضی کو — حکمراں ہوں ملک میں اسکا اگر

ملک کو اسکے وہ ایسا گھیر لے — کہ نہ دم مارے جو مالک ہے کا ہی

دعوت کردن مسلمانی مغی را بدین اسلام و جواب گفتن او

مر مغی را گفت مردی کای فلان — هین مسلمان شو بباش از مومنان

گفت اگر خواهد خدا مومن شوم — ور فزاید فضل هم موقن شوم

گفت میخواهد خدا ایمان تو — تا رهد از دست دوزخ جان تو

لیک نفس نحس و شیطان لعین — میکشندت جانب کفران و کین

گفت ای منصف چو ایشان غالب اند — یار او باشم که باشد زورمند

یار او خواهم بدن کو غالب است — آن طرف افتم که غالب جاذب است

چون خدا میخواست از من صدق زفت — خواستش چه سود چون پیشش نرفت

نفس و شیطان خواهش خود پیش برد — وان عنایت قهر گشت و خرد مرد

تو یکی قصر و سرایی ساختی — واندرو صد نقش خوش افراختی

خواستی مسجد بود آنجای خیر — دیگری آمد مر او را ساخت دیر

یا تو بافیدی یکی کرباس تا — خوش ببافی بهر پوشیده قبا

تو قبا میخواستی خصم از نبرد — رغم تو کرباس را شلوار کرد

چاره کرباس چه بود جان من — جز زبون رای آن غالب شدن

گر زبون شد جرم آن کرباس چیست — آنکه او مغلوب غالب نیست کیست

چون کسی ناخواه وی بر وی براند — خارها در باغ ملک او فشاند

صاحب خانه بدین خواری بود — کاین چنین بر وی خلافت میرود

هم خلق گردم من ار تازه و نوم — چونکه یار اینچنین خواری شوم

چونکه خواه نفس آمد مستعان — تسخر آمد ایش شاء الله کان

من اگر ننگ مغان یا کافرم — آن نیم کین ظن برم بر خدا

که کسی ناخواه او در عرصه او — گرد و اندر ملکت او حکم جو

ملکت او را فرو گیرد چنین — که نیارد دم زدن دم آفرین

دفع وہ چاہے نہ اس سے ہو سکے	دیو ہر دم غصہ اسے بیس کرے	دفع او میخواہد و می بایدش	دیو ہر دم غصہ می افزایدش
بندہ ہونا چاہیے اس دیو کا	جو وہ ہے محفل میں غالب ہے ولا	بندۂ آن دیو می باید شدن	چونکہ غالب است در سر انجمن
تا مبادا غصۂ شیطان مجھے ہو	یہاں خدا کیا پکڑے میرے ہاتھ کو	تا مبادا کین کشد شیطان ز من	پس چہ دستم گیرد اینجا ذو المنن
چاہے وہ جو کچھ تمنا اسکی ہو	کام میرا کس سے پھر ہووے نکو	آنچہ او خواہد مرا داد و شود	از کہ کار من دگر نیکو شود
حاش للہ لیس انشاء اللہ کان پناہ دے اللہ اگر چاہے اللہ ۱۲	ہے اسیر لامکان و یا مکان	حاش للہ انشاء اللہ کان	حاکم آمد در مکان و لامکان
ملک میں بے حکم اوسکے نہ کوئی	بال بھر اس سے نہ غالب ہے کوئی	ہیچکس در ملک او بی امر او	در نیفزاید سری یکتا ز مو

بیان تمثیل شیطان کے اوپر درگاہ رحمن کے — در بیان مثل شیطان بر در گاہ رحمن

ملک اور فرمان اسکی ملک ہی	شیطان ادنی سگ ہے اس درگاہ کا	ملک ملک اوست فرمان آن او	کمترین سگ بر درش شیطان او
ترکمان کے ایک سگ در پر ہو گر	اسکے در پر رکھتا ہو وہ رخ و سر	ترکمان را گر سگے باشد بدر	بر درش بنہادہ باشد رو و سر
بچے گھر کے اسکی دم ہر سو کھینچتے	خوار ہوں بچوں کے وہ بس ہاتھ سے	کودکان خانہ دمش میکنند	باشد اندر دست طفلان خوارمند
گر کرے بیگانہ کوئی پھر گذر	حملہ او سیر وہ کرے جوں شیر نر	باز اگر بیگانہ معبر کند	حملہ بر وی ہمچو شیر نر کند
وہ اشداء علی الکفار ہو سخت ہیں اوپر کافروں کے ۱۲	دوست سے جوں گل عدو سے خار ہو	کو اشداء علی الکفار شد	با ولی گل با عدو چون خار شد
ترکمان نے کہ اوسے فضلہ دیا	پاسبان و باوفا ایسا ہوا	ز اب تتماجی کہ دادش ترکمان	آنچنان دادی شدست و پاسبان
حق سگ شیطان کو پیدا کرے	اسکے اندر فکر و حیلے سو رکھے	پس سگ شیطان کہ حق ہستش کند	اندرو صد فکرت و حیلت تند
آبرو کو اک غذا اسکی کرے	نیک و بد کی آبرو وہ تا کہ لے	آبرو ہا را غذای او کند	تا برد آبروی نیک و بد
اسکا فضلہ آبرو ہے عام ہے	کہ سگ شیطان غذا اس سے چکھے	آب تتماجست آبروی عام	کہ سگ شیطان از دیابد طعام
جان اسکی در پہ ہے اس درگاہ کے	کیوں نہ اسکے حکم پر قربان ہے	بر در خرگاہ قدرت جان او	چون نباشد حکم را قربان او
ہر ہر اک عضو مرید و با مرید	چون سگ باسط ذراعیہ بالوصید رکھے ہوئے ہاتھ اپنے آستانہ غار ۱۲	گلہ گلہ از مرید و از مرید	چون سگ باسط ذراعیہ بالوصید
در پہ ہے وہ کہف الوہیت کی ہے	مثل سگ کو ڈھونڈھتا ہر حکم سے	بر در کہف الوہیت چو سگ	ذرہ ذرہ امر جو بر جستہ رگ
اے سگ بر امتحان کر تو کہ تا	رکھتی ہے اس راہ میں جو خلق پا	ای سگ دیو امتحان میکن کہ تا	چون درین رہ می نہند این خلق پا
دیکھ و ایم حملہ کر اور منع کر	صدق میں ہے کون مادہ کون نر	حملہ میکن منع میکن می نگر	تا کہ باشد مادہ اندر صدق و نر
ہے اعوذ اب کس لیے جون سگ کو دو	بس تکبر سے ہوا ہو تیز رو	پس اعوذ از بہر چہ باشد چو سگ	گشتہ باشد از ترفع تیز تگ
ہے اعوذ اب وہ کہ اے ترک خطا	سگ کو دے آواز ہو رہ جدا	این اعوذ آن ست کای ترک خطا	بانگ بر زن بر سگت رہ بر گشا
تا تری درگہ کے اندر آؤں میں	جو دو تیری میں حاجت پاؤں میں	تا بیایم بر در خرگاہ تو	حاجتی خواہم ز جود و جاہ تو

جبکہ ترک عاجز ہے سگ کے خوف سے / یہ اعوذ و شور لیس بیکار ہے
ترک بھی کہوے اعوذ اس سگ سے پر / بھی ہیں سگ سے تمکو ہوں خطر
اندر آنیکی تجھے طاقت نہیں / جانے باہر کی مجھے طاقت نہیں
خاک سر پر ترک اور مہمان کے / کہ یہ غالب ایک سگ دونوں پہ ہے
حاش للہ ترک ہیں آواز دے / سگ سے کیا بس شیر نر خون قی کرے
ایکہ خود کو شیر حق کا تو کہے / ننگ اک سگ سے ہے تو برسوں سے
کب کرے تیرے لیے وہ سگ شکار / جو شکار سگ ہوا تو آشکار

چونکہ ترک از سطوت سگ عاجزست / این اعوذ و این فغان ناجایزست
ترک ہم گوید اعوذ از سگ کہ من / ہم ز سگ درماندہ ام اندر وطن
تو نمی یاری بدین در آمدن / من نمی یارم برون بیرون شدن
خاک اکنون بر سر ترک و وثاق / کہ یکی سگ ہر دو را بندد عنق
حاش للہ ترک بانگی بر زند / سگ چہ باشد شیر نر خون قی کند
ایکہ خود را شیر یزدان خواندہ / سالہا شد با سگے در ماندہ
چون کند آن سگ برای تو شکار / چون شکار سگ شدستی آشکار

جواب مومن سنی کا کافر جبری کو اثبات اختیار بندہ میں اور دلیل کہنا کہ سنت ایک راہ ہے انبیا کی چلی ہوئی اور سیدھی طرف اس راہ کے بیابان جبر کا ہے کہ اپنا اختیار نہیں دیکھتے اور امر و نہی کے منکر ہیں اور تاویل کرتے ہیں اور انکار امر و نہی سے لازم آتا ہے انکار بہشت اور دوزخ کا کہ بہشت جزا مطیعوں کی ہے اور دوزخ سزا مخالفوں کی اور سوا اسکے نہیں کہتا ہوں کہ کیا انجام ہو والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور الٹی طرف اس راہ کے

عاقل وہ ہے

ترک کفایت کرتا ہے اسکو اشارہ ۱۲

جواب مومن سنی کافر جبری را در اثبات اختیار بندہ و دلیل گفتن کہ سنت راہیست کوفتہ اقدام انبیا و بر یمین آن راہ بیابان جبرست کہ خود را اختیار نہ بیند و امر و نہی را منکر شود و تاویل کند از منکر شدن امر و نہی لازم آید انکار بہشت و دوزخ کہ بہشت جزای مطیعان ست و دوزخ سزای مخالفان و دیگر نگویم بچہ انجامد والعاقل تکفیہ الاشارۃ و بر یسار آن راہ

بیابان قدر کا ہو کہ قدرت خالق کو مغلوب قدرت خلق کی جانتے ہیں اور اس سے فساد پیدا ہوتا ہے

بیابان قدریست کہ قدرت خالق را مغلوب قدرت خلق دانند

بولا مومن سن تو ای جبری خطاب ۔ وہ کہا تو نے یہ ہے میرا جواب
تو چلے چال اپنی ای شطرنج باز ۔ چال دشمن کی تو دیکھ اپنی دراز
اپنے نامہ عذر کو تو نے پڑھا ۔ نامہ سنی کو پڑھ عاجز ہے کیا
جبریانہ جو کہا اندر قضا ۔ بھید سن وہ مجھسے اندر ماجرا
اختیار اندر جہان کے ہمکو ہے ۔ منکر اب حس کا ہونا چاہیے
ہست ہاں جبری دیکھ اپنا اختیار ۔ راہ پر آ اور نہ چل ٹیڑھا تو یار
سنگ کو ہرگز نہ کہوے کوئی آ ۔ اور نہ ڈھیلے سے کوئی ڈھونڈھے وفا
آدمی کو کب کوئی کہوے کہ اُڑ ۔ دیکھنے کو یا مجھے اندھے تو مڑ
بولا یزدان ما علی الاعمیٰ حرج ۔ کب رکھے ہم پر حرج رب الفرج
کوئی کہے پتھر کو آیا دیر سے ۔ اور نہ لکڑی کو کہ کیوں مارا مجھے
پس جنید ا ایسے اب مجبور کو ۔ کہوے یا مارے کوئی معذور کو
امر و نہی اور خشم اور لطف و عتاب ۔ ہے بجز مختار کے اور کا میاب
تجھکو ہے ظلم و ستم میں اختیار ۔ نفس و شیطان کی یہ تجھ میں خواستگار
اختیار اندر ہے تیرے جان تو ۔ دیکھا جب یوسف کو کاٹا ہاتھ کو
نفس میں تھا اختیار اور ادعا ۔ اسکا منہ دیکھا تو بس آسیر اُڑا
سو یا سگ اور اختیار اُسکا تھا گم ۔ اور چھڑی دیکھی ہلائی اُسنے دم
اسپ بھی جو جو کرے جو دیکھے جو ۔ گوشت بلی دیکھے جو کرتی ہے میو
دیکھنا ہے جنبش کل اختیار ۔ پھونک اوڑ لے جیسے آتش سے شرار
اختیار آخر ہے مثل ابلیس ۔ ہو دلالہ دے تجھے پیغام ویس
اپنے معشوقہ کو جو ظاہر کیا ۔ اختیار خفتہ بس اٹھنے لگا
وہ فرشتہ خیر کو ظاہر کرے ۔ دیو کے برعکس دل کو جوش دے

گفت مومن بشنو ای جبری خطاب ۔ آن خود گفتی تک آورم جواب
بازی خود دیدی ای شطرنج باز ۔ بازی خصمت ببین پهن و دراز
نامه عذر خودت برخواندی ۔ نامه سنی بخوان چه ماندی
آنچه گفتی جبریانه در قضا ۔ سر آن بشنو ز من در ماجرا
اختیاری هست ما را در جهان ۔ حس را منکر نتانی شد عیان
اختیاری خود ببین جبری مشو ۔ ره رها کردی براه کج مرو
سنگ را هرگز نگوید کس بیا ۔ وز کلوخی کس کجا جوید وفا
آدمی را کس نگوید هین بپر ۔ یا بیا ای کور در من درنگر
گفت یزدان ما علی الاعمیٰ حرج ۔ کی نهد بر ما حرج رب الفرج
کس نگوید سنگ را دیر آمدی ۔ یا که چوبا تو چرا بر من زدی
اینچنین واجستها مجبور را ۔ کس نگوید یا زند معذور را
امر و نهی و خشم و تشریف و عتیب ۔ نیست جز مختار را ای پاک جیب
اختیاری هست در ظلم و ستم ۔ من ازین شیطان و نفس این خواستم
اختیار اندر درونت ساکن است ۔ تا ندید او یوسفی کف را نخست
اختیار و داعیه در نفس بود ۔ روش دید آنگه پر و بالی گشود
سگ بخفته اختیارش گشته گم ۔ چون شکمبه دید جنبان کرد دم
اسپ هم حو حو کند چون دید جو ۔ چون بجنبد گوشت گربه کرد مو
دیدن آمد جنبش آن اختیار ۔ همچو نفخی ز آتش انگیزد شرار
پس بجنبد اختیارت چون بلیس ۔ شد دلاله آردت پیغام ویس
چونکه مطلوبی برین کس عرضه کرد ۔ اختیار خفته بگشاید پر و
وان فرشته خیر ها بر رغم دیو ۔ عرضه دارد میکند در دل غریو

اختیارِ خیر تیرا آتا ہے	دونوں خوخفتہ ہیں قبل اظہار کے
دو فرشتہ و دیو پس ظاہر کرے	اختیاری رگ کے ہلنے کے لیے
ہوئے ہی بس وسوسۂ الہام سے	اختیارِ خیر و شر از بس سمجھے
وقت تحلیل نماز ای نوکرے	وہ سلام اب اس ملک کو چاہیے
کہ دعا الہام تیرے سے ہلا	اختیار اب ان نمازوں کا ترا
پھر گنہ کے بعد تو ابلیس پہ	کہو لعنت اسلیے کہ اس سے ہے
یہ دو ضد کو کھولتی ہی راز سے	غیب کے پردہ میں ظاہر بس کرے
غیب کا پردہ جو آگے سے اُٹھے	دیکھے رخ کو اپنے تو دلال کے
انکی باتوں سے تو پہچانے عیان	کہ سخنگو یہ تھے پردہ میں نہان
دیو کہوے قیدی تن کے کر تو غور	کرتا تھا ظاہر میں نہ کرتا تھا زوس
وہ ملک کہوے میں کہتا تھا تجھے	کہ ہو غم زیادہ تجھے اس عیش سے
فلانے دن تجھے ایسا کہا	کہ ادھر سے راہ جنت کی ہے جیا
ہیں محب ہوں روح تیری کا سوا	ساجد و مخلص ہوئے ہیں تیرے باپ کا
تیری اسلام بھی ہیں خدمت بس کریں	سوئے مخدوم اب تجھے لیجاویں ہوں
یہ گرہ دشمن تھا تیرے باپ کا	اور انکار اسجدوا سے بس کیا
اسکو پکڑا چھوڑا میری ملک کو	حق مری خدمت کا نہ جانا تنکو
اس گھڑی مجھکو اور اسکو تو عیان	دیکھ اور پہچان با قول و بیان
یار کی زاری سنے جو رات کو	صبح باتیں سنکے جانے یہ ہے دو
رات کو دو کس خبر دیویں تجھے	دن کو تو دونوں کو جانے قال سے
بانگ شیر و سگ کی شب کو آئے جو	شکل دونوں کی نہاں ظلمت سے ہو
دن کو پھر آواز انکی جو سنے	دانا پہچانے انھیں آواز سے
الغرض کہ دیو و روح ہوشیار	رکھتے ہیں باقی یہ دونوں اختیار
اختیار اندر ہمارے ہی چھپا	دونوں مطلب دیکھیں تب ہووے سعی ا
بارے لڑکوں کو سب استاد ہیں	وہ ادب سنگ سیہ کو کب کریں
سنگ کو کہتا کبھی ہے کل تو آ	گر نہ آئیگا تو میں دونگا سزا

تا بجنبد اختیار خیر تو	زانکه پیش از عرضه خفته است این دو تو
پس فرشته و دیو گشته عرضه دار	بحر تحریک عروق اختیار
میشود ز الهام‌ها و وسوسه	اختیار خیر و شرت ده کسه
وقت تحلیل نماز ای بانمک	زان سلام آورد باید با ملک
کز الهام و دعای خوبتان	اختیار این نمازم شد روان
باز او بعد گنه لعنت کنی	بر بلیس ایرا ازاولی منحنی
این دو ضد عرضه کننده در سرار	در حجاب غیب آمد عرضه دار
چونکه پرده غیب برخیزد ز پیش	تو ببینی روی دلالان خویش
وز سخنشان واشناسی بیگزند	کان سخنگو در حجاب اینها بدند
دیو گوید ای اسیر طبع و تن	عرضه میکردم نکردم زور من
وان فرشته گویدت من گفتمت	که ازین شادی فزون گردد غمت
این فلان روزت نگفتم من چنان	که از آن سو نیست ره سوی جنان
ما محب روح جان افزای تو	ساجدان و مخلص بابای تو
این زمانت خدمتی هم میکنیم	سوی مخدومی صلایت میزنیم
این گره بابات را بوده عدی	وز خطاب اسجدوا کرده ابا
آن گرفتی دان ما انداختی	حق خدمتهای ما نشناختی
این زمان ما را و ایشان را عیان	در نگر شناسی با لحن و بیان
نیم شب چون بشنوی زاری دوست	چون سخن گوید سحر دانی که اوست
در دو کس در شب خبر آرد ترا	روز از گفتن شناسی هر دو را
بانگ شیر و بانگ سگ شب در رسید	صورت هر دو ز تاری ناپدید
روز شد چون باز در بانگ آمدند	پس شناسد شان ز بانگ آن هوشمند
مخلص آنکه دیو و روح عرضه دار	هر دو هستند از تتمه اختیار
اختیاری هست در ما ناپدید	چون دو مطلب دید آید در مزید
اوستادان کودکان را میزنند	آن ادب سنگ سیه را کی کنند
هیچ گوئی سنگ را فردا بیا	ورنه آئی من دهم بد را سزا

کوئی عاقل مارتا ڈھیلے کو ہی | کوئی پتھر پر عتاب آخر کرے
جبر رسوا تر قدر سے عقل مین | کیونکہ جبری منکر اپنی حس سے ہین
ہی نہ منکر حس سے وہ مرد قدر | فعل حق حسی نہین ہرا ی بشر
منکر فعل خداوند جلیل | رکھتا ہی انکار مدلول و دلیل
وہ کہے کہ ہی دھوان اور نار نے | نور روشن شمع کا بے شمع کے
یہ معین نار کو ہی دیکھتا | واسطے انکار کے کتا ہی لا
بس جلے دامن وہ کہوے نار نی | اور سلے جامہ وہ کہوے تار نی
ہی یہ سوفسطائی پن دعوی جبر | اسلیے بدتر ہی ان دونون سے گبر
گبر کہوے ہی جہان اور نی خدا | کہوے یارب ہی قبول اب کب بھلا
یہ کہیا اور کچھ نہین ہی خود جہان | بیچ مین آیا ہی سوفسطائی بیان
اختیار اندر مقر ہی سب جہان | امر و نہی یہ ہی و توہ کر بیان
وہ یہ کہتا ہی کہ امر و نہی ہی لا | اختیار آیا نہین یہ سب خطا
جسکا حیوان کو ہی اقرار ای رفیق | لیکن ادراک دلیل آئی دقیق
کیونکہ ہی محسوس ہمکو اختیار | خوب آتی اسپے ہی تکلیف کار

هیچ عاقل مر کلوخی را زند | هیچ با سنگی عتابی کس کند
در خرد جبر از قدر رسواتر است | زانکه جبری حس خود را منکر است
منکر حس نیست آن مرد قدر | فعل حق حسی نباشد ای پ[سر]
منکر فعل خداوند جلیل | هست در انکار مدلول و[دلیل]
آن بگوید دود هست و نار نی | نور شمعی بی ز شمع...
وین همی بیند معین نار را | نیست میگوید...
دامنش سوزد بگوید نار نیست | جامه اش دوزد بگ[وید]...
پس تسفسط آمد این دعوی جبر | لاجرم بدتر بود...
گبر گوید هست عالم نیست رب | یاربی گوید که...
این همیگوید جهان خود نیست هیچ | هست سوفسطا...
جمله عالم مقر در اختیار | امر و نهی این...
او همی گوید که امر و نهی لاست | اختیاری...
حس را حیوان مقرست ای رفیق | لیک ادرا...
زانکه محسوس است ما را اختیار | خوب می...

بیان مین اسکے کہ درک وجدانی مثل اختیار و اضطرار و خشم و صبر بجاے حس کے ہی کہ زرد سرخ سے و کڑوا میٹھے سے و لید مشک سے و سخت نرم سے و سرد گرم سے معلوم کرے پس منکر وجدان منکر حس کا ہووے اور وجدان حس سے زیادہ ظاہر ہی کہ حس کو احساس سے

در بیان آنکه درک وجدا[نی] اضطرار و خشم و اصطبار بجا[ی] سرخ و تلخ از شیرین و مشک... از نرم و سرد از گرم... وجدان منکر حس باشد... از حس ظاهر تر...

منع کر سکتا ہو اور بند کرنا راہ آنے وجدان کا ممکن نہو گا

درک وجدانی بجاے حس کے ہے / دونوں جاری جان لے اک نہر سے
نادر آیا ہے کر اسپر یا نہ کر / امر و نہی اندر سخن کے بیشتر
کہ میں کل کو یہ کروں یا وہ کروں / ہے دلیل اختیار اے ذوفنون
وہ پشیمانی بدی سے جو ہوئی / اختیار اپنے سے وہ تونے کری
امر و نہی سے سارا قرآن ہے بھرا / حکم کسنے سنگ مرمر کو کیا
کوئی دانا کوئی عاقل یہ کرے / خشم و کینہ سنگ و ڈھیلے سے رکھے
ایسا کر یا ویسا زمین سے کہا / کیوں نہیں اے عاجزو تمنے کیا
حکم کب دیگی خرد با چوب و سنگ / مرد جنگی کب بجائے نقش جنگ
اے غلام دست و پا ٹوٹے ہوے / نیزہ لے اور آتو جانب جنگ کے
ایسا خالق کہ فلک اختر کرے / جاہلانہ امر و نہی کیونکر کرے
احتمال عجز کو حق پر رکھا / اسکو جاہل اور بیہودہ کہا
تو نہ کہ عجز ہے اور خود وہ ہے / عاجزی سے جاہلی بدتر دکھے
ترک مہمان کو کہے بس لطف سے / بے سگ و بے دلق آ در پر مرے
سطرت آ تو اندر با ادب / باندھے تا سگ میرا تجھے انت و لب
بے تو بر عکس اسکے جاتے ہے / اسلیے زخمی تو سگ سے ہوے ہے
ایسے جا جیسے جاتے ہیں غلام / مہربان ہوتا کہ سگ اسکا مدام
...مکر با خود لے گیا / سگ ہو تو ہر لیک دروازہ پہ جا
غیرحق کے گر نہوتا اختیار / خشم کیوں آتا تجھے مجرم پہ یار
کسلیے دشمن پر چابے انت تو / کسلیے تو اسکے دیکھے جرم کو
گر کوئی ٹوٹے اگر چھت کی ترے / اور گرے وہ تجھ پہ اور زخمی کرے
...کی بر تجھکو غصہ آئیگا / کچھ بھی اس سے دشمنی تو لائیگا
...گری اور توڑا اسپر ہاتھ کو / کیوں کیا زخمی تجھے گرکے کہو

تو ان منع کرد و بستن راہ و مدخل وجدان ممکن نخواہد بود

درک وجدانی بجاے حس بود / هر دو در یک جدول ای عم میرود
نغز می آید بر او کن یا مکن / امر و نهی و ماجراها در سخن
آنکه فردا این کنم یا آن کنم / این دلیل اختیارست ای صنم
وان پشیمانی که خوردی از بدی / ز اختیار خویش گشتی مهتدی
جمله قرآن امر و نهی ست و وعید / امر کردن سنگ مرمر را که دید
هیچ دانا هیچ عاقل این کند / با کلوخ و سنگ خشم و کین کند
که بگفتم که چنین کن یا چنان / چون نکردید ای موات و عاجزان
عقل کی حکمی کند بر چوب و سنگ / مرد جنگی چون زند بر نقش زنگ
کای غلام بسته دست اشکسته پا / نیزه برگیر و بیا سوی وغا
خالقی که اختر و گردون کند / امر و نهی جاهلانه چون کند
احتمال عجز بر حق راندهٔ / جاهل و گیج و سفیهش خوانده
عجز نبود در قدر ور خود شود / جاهلی از عاجزی بدتر بود
ترک میگوید قنق را از کرم / بی سگ و بی دلق آ سوی درم
وز فلان سو اندر آ هین با ادب / تا سگم بندد در تو دندان و لب
تو بعکس آن کنی بر در روی / لاجرم از زخم سگ خسته شوی
آنچنان رو که غلامان رفته اند / تا سگش گردد حلیم و مهرمند
تو سگی با خود بری یا روبهی / سگ بشوراند ازین هر خرگهی
غیر حق را گر نباشد اختیار / خشم چون می آیدت بر جرم دار
چون همی خایی تو دندان بر عدو / چون همی بینی گناه و جرم ازو
گر ز سقف خانه چوبی بشکند / بر تو افتد سخت مجروحت کند
هیچ خشمی آیدت بر چوب سقف / هیچ اندر کین او باشی تو وقف
که چرا بر من زد و دستم شکست / یا چرا بر من فتاد و کرد پست

دشمن جان وہ عدو تن ہوئی ۔ خون کی تشنہ سیر کو قصد آگہ ہوئی

او عدو جان و خصم تن بدست ۔ قاصد او در بند خون من بدست

چھوٹے بچون کو تو کیون ہی مارتا ۔ اور بزرگون کو تو کیون ہی چھوڑتا

کودکان خرد را چون میزنی ۔ چون بزرگان را منزہ میکنی

جو چرانے مال تیرا تو کہے ۔ پکڑو کاٹو دست یا کر قید اسے

آنکہ دزدد مال تو گوئی بگیر ۔ دست و پایش را ببر سازش اسیر

جو کہ قصد عورت کا کرتا ہی ترے ۔ تجھکو غصہ حد سے زیادہ آئے ہی

وانکہ قصد عورت تو میکند ۔ صد ہزاران خشم از تو سر زند

سیل گر اسباب تیرے کو بہائے ۔ سیل سے کینہ تجھے پس کچھ بھی آئے

ور بیاید سیل رخت تو برد ۔ ہیچ با سیل آورد کینی خرد

گر اڑائے تیری پگڑی کو ہوا ۔ کب ہوا سے دل ترا غصہ ہوا

گر بیاید باد و دستارت ربود ۔ کی ترا با باد دل خشمی نمود

غصہ تجھ مین ہی بیان اختیار ۔ جبر یا نہ تا نکہ تو عذر کار

خشم در تو شد بیان اختیار ۔ تا نگوئی جبریانہ اعتذار

اونٹ والا مارتا ہی اونٹ کو ۔ اونٹ دشمن مارنے والے کا ہو

گر شتربان اشتری را میزند ۔ آن شتر قصد زننده میکند

اونٹ کب دیکھے ہی اسکی چوب کو ۔ اونٹ نے پائی ہی مختیاری کی بو

خشم اشتر نیست با آن چوب او ۔ پس ز مختاری شتر بردہ است بو

ایسے ہی گر سنگ کو مارے سنگ تو ۔ ہو رجوع اور سرنگون وہ تیری سو

ہمچنین گر بر سگے سنگی زنی ۔ بر تو آرد زو و گردد منثنی

سنگ کو گر پکڑے غصہ سے ترے ۔ کیونکہ تجھسے دور ہی مغلوب ہی

سنگ را گر گیرد از خشم تو است ۔ چون تو دوری ندارد بر تو دست

عقل حیوانی جو جانے اختیار ۔ مت کہو ای عقل انسان ہوشیار

عقل حیوانی چو دانست اختیار ۔ این مگو ای عقل انسان شرم دار

ہی ہی روشن کھانے سحری کے لیے ۔ کھانے والا چشم باندھے نور سے

روشن ست این لیک از طمع سحور ۔ آن خورنده چشم بر بندد ز نور

کیونکہ کل رغبت اسے کھانے سے ہی ۔ کہ دن ہی منہ سیاہی مین کرے

چونکہ کلی میل آن نان خوردنیست ۔ رو بتاریکی کند کہ روز نیست

حرص جب خورشید کو پنہان کرے ۔ کیا عجب کہ ترک وہ برہان کرے

حرص چون خورشید را پنہان کند ۔ چہ عجب گر پشت بر برہان کند

یہ مثل سن ہو نہ منکر ای جوان ۔ اختیار اپنے کا کر تو امتحان

این مثل بشنو مشو منکر بدان ۔ اختیار خویش را در امتحان

حکایت بھی بیان مین اختیار خلق کے

حکایت در تقدیر و امتحان بنده گوید

بولا اک شحنہ سے چور ای بادشاہ ۔ جو کیا مین نے وہ تھا حکم اِلہ

گفت دزدی شحنہ را کای پادشاہ ۔ آنچہ کردم بود آن حکم اِلہ

بولا شحنہ مین بھی کرتا جو کہ ہون ۔ حکم حق ہی ای شریر سرنگون

گفت شحنہ آنچہ من ہم میکنم ۔ حکم حق ست ای دو چشم روشنم

مولی سے گر کوئی اک نان سے ۔ اور کہے یہ حکم ہی یزدان سے

از دکانی گر کسے ترے برد ۔ کاین ز حکم ایزدست ای باخرد

گھونسے اک دو مارے اسکے سر پہ وہان ۔ حکم حق ہی یہ کہ رکھ مولی کو یہان

بر سرش کوبی دو سہ مشت کرہ ۔ حکم حق ست اینکہ اینجا باز نہ

ایک بھاجی مین جو یہ عذر ای فضول ۔ نہ کرے ہی کو بنجڑہ اسکو قبول

در یکی ترہ چو این عذر ای فضول ۔ می نیاید نزد بقالی قبول

اعتماد اس عذر پے جو تو کرے ۔ گرد مار و اژدہا کے تو پھرے

چون بدین عذر اعتمادی میکنی ۔ گرد مار و اژدہا بر می تنی

اسطرح کے عذر کرکے ای نبیل ۔ مال و خون عورت کرے اپنی سبیل

زانچنین عذر ای سلیم نابنیل ۔ خون و مال و زن ہمہ کردی سبیل

ہر کوئی موچھین تری کھینچے اے یار | عذر سے خود کو کرے بے اختیار
ہر کسی پس سبلت تو بر کند | عذر آرد خویش را مضطر کند

عذر کو گر حکم حق کا ہے تجھے | پس کہا تو اور دے فتویٰ مجھے
حکم حق گر عذر می شاید ترا | پس بیاموز و بده فتوی مرا

کہ مجھے سو آرزو شہوت سے ہے | اور بندھا ہاتھ اب مرا ہیبت سے ہے
کہ مرا صد آرزو و شہوت ست | دست من بستہ ز بیم و ہیبت ست

کر کرم اور عذر کی تعلیم دے | ہاتھ اور پانون کو میرے کھولدے
پس کرم کن عذر را تعلیم ده | بر کشا از دست و پای من گره

تو نے اک پیشہ کیا ہے اختیار | کہ ہین اندیشہ رکھوں اور اختیار
اختیاری کرده تو پیشہ | کاختیاری دارم و اندیشہ

ورنہ تو نے کس لیے پیشہ لیا | سارے پیشون مین سے بس اے کتخدا
ورنہ چون بگزیدهٔ آن پیشہ را | از میان پیشہ ہای کد خدا

جبکہ آئی نفس کی نوبت ملے | اختیار اک بیس مردون کا تجھے
چونکہ آید نوبت نفس و ہوا | بیست مرده اختیار آید ترا

فائدہ اک ذرہ کیوں تجھسے یار | جنگ کا پیدا ہو تجھ مین اختیار
چون برد یک حبہ از تو یار سود | اختیار جنگ در جانت کشود

جبکہ آئے نوبت شکر نعم | ننگ سے نے اختیار اک تجھکو کم
چونکہ آید نوبت شکر نعم | اختیارت نیست در سنگی تو کم

تیری دوزخ کو یقین یہ عذر ہو | تجھکو معذور اس تپش مین جانلو
دوزخت را عذر این باشد یقین | کاندرین سوزش مرا معذور بین

تجھکو معذور اس حجت سے کہا | ہاتھ سے جلاد کے نے تو چھٹا
کس بدین حجت چو معذورت نداشت | وز کف جلاد اینت وا نداشت

جو ہوا عالم کا ایسا انتقام | حال اس عالم کا جانا بس تمام
چون بدین داور جہان منظوم شد | حال آن عالم یقین معلوم شد

ایک کوئی نخل کے اوپر چڑھا | اور چڑھ کے جھاڑتا میوہ کو تھا
آن یکی بر رفت بالای درخت | میفشاند او میوہ را دزدانہ سخت

باغ والے نے کہا اے زشت رو | نے خدا سے ڈرتا کیا کرتا ہے تو
صاحب باغ آمد و گفت ای دنی | از خدا شرمیت کو چہ میکنی

حکایت جواب مین جبری کے اور ثابت کرنے اختیار خلق و صحت امر و نہی کی اور بھی بیان مین اسکے کہ عذر جبری کا کسی مقام مین مقبول نہین ہے

حکایت در جواب جبری و اثبات اختیار خلق و صحت امر و نہی و ہم در بیان آنکہ عذر جبری در ہیچ مقام مقبول نیست

بولا حق کے باغ سے بندہ خدا | کھایا گر خرمہ کیا حق نے عطا
گفت از باغ خدا بندہ خدا | گر خورد خرما کہ حق کردش عطا

جاہلانہ کیا ملامت تو کرے | بخل سے اللہ غنی کے خوان پے
عامیانہ چہ ملامت میکنی | بخل بر خوان خداوند غنی

بولا اک رسی تو لا تو اے غلام | تا کہ دوں اسکو جواب لا کلام
گفت ای ایبک بیاور آن رسن | تا بگویم من جواب بوالحسن

اسکو باندھا اس گھڑی پس نخل سے | لیکے لاٹھی خوب سا مارا اسے
پس ببستش سخت آندم بر درخت | میزدش بر پشت و پہلو چوب سخت

گفت آخر از خدا شرمی بدار — میکشی آن بیگنہ را زار زار
بولا آخر کہ خدا سے شرم تو — مارتا ہی بیگنہ بے جرم کو

گفت کز چوب خدا این بندہ اش — میزند بر پشت دیگر بندہ خوش
بولا حق کا بندہ حق کی چوب سے — دوسرے بندہ کی مارے پشت پے

چوب حق و پشت و پہلو آن او — من غلام و آلت فرمان او
چوب حق کی پشت اُسکی ملک ہی — مین غلام آلہ اُسکے حکم سے

گفت توبہ کردم از جبر ای عیار — اختیارست اختیارست اختیار
بولا توبہ جبر کی ای عیار — اختیار اب اختیار اب اختیار

اختیارش اختیارت هست کرد — اختیارش چون سواری زیر گرد
اختیار اُسکے سے تیرا اختیار — اختیار اُسکا ہی گرد اندر سوار

اختیارش اختیار ما کند — امر شد بر اختیاری مستند
اختیار اُسکا ہمین دے اختیار — اختیارون پر ہوا حکم آشکار

حاکمی بر صورت بی اختیار — هست هر مخلوق را در اقتدار
صورتِ بے اختیارون پر ہوئی — حاکمی قدرت مین ہر مخلوق کی

تا کشد بی اختیاری صید را — تا برد بگرفتہ گوش او زید را
کھینچے تا بے اختیاری صید کو — تا پکڑ کے کان کھینچے زید کو

لیک بی هیچ آلتی صنع صمد — اختیارش را کمند او کند
لیک صنع حق بغیر آلات کے — اختیار اُسکا کمند اُسکی کرے

اختیارش زید را قیدی کند — بی سگ و بی دام چون صید کند
اختیار اُسکا پکڑ لے زید کو — بے سگ و بے دام پھانسے صید کو

آن درودگر حاکم چوبی بود — وان مصور حاکم خوبی بود
حاکمی نجار کی لکڑی پے ہی — حاکمی نقاش کی خوبی پے ہی

هست آهنگر بر آهن قیمتی — هست بنا هم بر آلت حاکمی
حاکمی آہن پے آہن گر کی ہی — حاکمی معمار آلہ پر رکھے

نادرا باشد کہ چندین اختیار — ساجد آید زاختیارش بندہ وار
ہووے نادر کہ یہ اتنے اختیار — اختیار اُسکے کے ساجد بندہ وار

قدرتِ تو بر جمادات آنچنان — نفی نکند اختیاری را از آن
اس جمادات سے قدرت نے تری — جنگ کرکے کب جمادی دور کی

قدرتِ تو بر جمادات از نبرد — کی جمادی را از انہا نفی کرد
ین جمادون سے تری قدرت ای یار — کب کرے نفی اُنھون سے اختیار

خواہشش میگوئی بر وجہ کمال — کہ نباشد نسبت جبر و ضلال
انشاء اللہ تو کہے کامل بھلا — کہ ہووے جبر کی نسبت ذرا

چونکہ گفتی کفر من خواہ ویست — خواہ خود را نیز هم میدان کہ هست
کفر میرا اُسکی خواہش تو کہے — خواہش اپنی کو بھی تو جان ایک ہی

زانکہ بیخواہ تو خود کفر تو نیست — کفر بیخواہش تناقض گفتنیست
کیونکہ بے خواہش نہ تیری کفر ہی — کفر بیخواہش کے کہنا ضد رکھے

امر عاجز را قبیحست و ذمیم — خشم بدتر خاصہ از رب رحیم
حکم کرنا عاجزون پر ہی برا — خشم بدتر خاص کر رحمن کا

گاو گر یوغی نگیرد می زنند — هیچ گاوی کو نپرد شد نژند
گر جوائی بیل لے مارین اُسے — ڈر برا ہو بیل کوئی گر اٹھے

گاو چون معذور نبود در فضول — صاحب گاو از چہ معذورست و دل
جرم مین جو بیل نے معذور ہو — بیل والا کس لیے معذور ہو

چون نہ رنجور سر را بر مبند — اختیارت هست بر سبلت مخند
باندھ مت سر تو نہین بیمار یار — مونچہ پر مت ہنس تجھے ہی اختیار

جہد کن کز جام حق یابی نوی — بیخود و بی اختیار آنگہ شوی
جہد کر تو جام حق سے ہووے تو — بیخود و بے اختیار اُسوقت ہو

آنکہ آن می را بود کل اختیار — تو شوی معذور مطلق مست وار
اُس گھڑی اُس مے کو ہو کل اختیار — تو ہو معذور او مطلق مست وار

هرچہ گوئی گفتہ می باشد آن — هرچہ روبی رفتہ می باشد آن
جو تو کہوے وہ کہا سب مے کا ہو — جو تو جھاڑے وہ جھڑا سب مے کا ہو

کب کرے وہ مست جز عدل و صواب
جادوگر فرعون سے بولے کہ اب
ہی مے وحدت ہمارے دست و پا
جام اسکے سے جو مے سر مین بھرے

جام حق سے اسنے پی ہی جو شراب
دست و پا کی مست کو پروا ہی کب
دست ظاہر اک ہی سایہ اور فنا
خانۂ دل کو وہ بالکل گھیر لے

کی کند آن مست جز عدل و صواب
جادوان فرعون را گفتند نیست
دست و پا ما می آن واحد ست
چون بسر بر شد ز جام او مدام

کز جام حق چشیده ست او شراب
مست را پروای دست و پای نیست
دست ظاهر سایه است و کاسد
خانۂ دل را فرو گیرد تمام

معنی ہین ماشاء اللہ کان یعنی خواہش خواہش
(جو اللہ نے چاہا وہ ہوا ۱۲)
اسکی ہی اور رضا رضا اسکی اور دوسرون کے
غصہ و رد کرنے سے تنگ دل ہو تم کان اگرچہ
لفظ ماضی ہی لیکن فعل خدا مین ماضی و مستقبل
نہین ہوتا ہی پس عند ربنا صباح و مساء
(نہین ہی نزدیک رب ہمارے کے صبح و شام ۱۲)

در معنی ما شاء اللہ کان یعنی خواست خواست
اوست و رضا رضای او وز خشم و رد دیگران
تنگ دل نباشید کان اگرچہ لفظ ماضی ست
لیکن در فعل خدا ماضی و مستقبل نباشد لیس
عند ربنا صباح و مساء

قول بندہ ایش شاء اللہ کان
حرص کی خاطر ہی اور اخلاص کے
گر کہین جو کچھ کہ تو کرتا ہی یاد
ہی رد اکاہل ہو تو گر اس گھڑی
جو کہین کہ ایش شاء اللہ کان
کیلیے مردانہ اسکے کام کو
گر کہین جو کچھ کہ چہتا ہی وزیر
گرد اسکے پھر تو سو مردانہ وار
یا وزیر دو جا سے بھاگے اسکی تو
آگے ان باتون سے اور کاہل تو ہو
حکم اک ہی فلان سردار کا
گرد خواجہ پھر جو اہل حکم ہو

اسلیے کب ہی کہ کامل ہووے جان
خدمتون مین تو بہت کوشش کرے
کام تیرا کام ہی حسب مراد
کہ تو جو کچھ چاہیے ڈھونڈھے ہو وہی
حکم حکم اسکا ہی یہ بس جاودان
گرد اسکے نہ پھرا بندہ سا تو
خواہش اسکی ہلاک ہی یا داد گیر
تا کرے تجھپر وہ احسان و نثار
یہ نہ نصرت اسکی ہوا در جستجو
آلۂ ادراک اور دل ہو جان لو
ہو وہ کیا یعنی نہ بیٹھ اسکے سوا
مارے دشمن کو چھڑا لے دوست کو

قول بندہ ایش شاء اللہ کان
بہر تحریض ست بر اخلاص و جد
گر بگویند انچہ میخواہی تو راد
آنکہ از منبل شوی جائز بود
چون بگویند ایش شاء اللہ کان
پس چرا صد مرہ اندر درد اد
گر بگویند انچہ می خواہد وزیر
گرد او گردان شوی صد مرہ زود
یا گریزی از وزیر و قہر او
باز گونہ زین سخن کاہل شوی
امر امر آن فلان خواجہ ست ہین
گرد خواجہ گرد چون امر آن اوست

بہر آن نبود کہ منبل کن روان
کاندر آن خدمت فزون شو مستعد
کار کار تست بر حسب مراد
کانچہ خواہی وانچہ جوئی آن شود
حکم حکم اوست مطلق جاودان
بر نگردی بندگانہ گرد او
خواست آن اوست اندر دار و گیر
تا بریزد بر تو احسان و جود
این نباشد جستجو و نصر او
منعکس ادراک و خاطر ای غوی
چیست یعنی با جز او کمتر نشین
کو کشد دشمن رہاند جان دوست

جو کہ وہ چاہے وہ چاہے وہ ہی تو — ست ہو گر وہ خدمت اسکی کر نکو
ہرچہ او خواہد ہمان خواہی یقین — یاوہ کم رو خدمت او برگزین

نی جو حاکم وہ ہی گرد اُسکے نہ جا — تا ہو تیرا زرد رو نامہ سیاہ
نی چو حاکم اوست گرد او مگرد — تا نشوی نامہ سیاہ و روی زرد

جو وہ حاکم ہی پکڑ اسکو و بس — غیر کو اُسکے نہ حکم و دسترس
چونکہ حاکم اوست او را گیر و بس — غیر او را نیست حکم و دسترس

سچ ہی وہ تاویل رکھے تجھکو گرم — پر امید اور کردے تجھکو اہل شرم
حق بود تاویل کان گرمت کند — پر امید و چست و با شرمت کند

سٹر و گر تجھکو کرے تو جان لے — ہی وہ تبدیل اور نہین تاویل ہی
ور کند سردت حقیقت این بدان — ہست تبدیل و نہ تاویل ست آن

گرم کرنے کے لیے یہ آئے ہی — لیوے تا اُمید دونون ہاتھ سے
این برای گرم کردن آمدہ است — تا بگیرد نا امید آنرا دو دست

معنی قرآن سن قرآن سے بس — اور اُس سے جسنے چھوڑی ہی ہوس
معنی قرآن ز قرآن پرس و بس — وز کسی کاتش زدہ است اندر ہوس

آگے قرآن کے ہوا قربان خدا — تا وہ عین روح قرآن کا ہوا
پیش قرآن گشت قربانی و پست — تا کہ عین روح آن قرآن شدہ است

جو ہوا روغن فدا گل کا کُل — خواہ دے روغن کی بو اور خواہ گُل
روغنی کو شد فدای گل بگل — خواہ روغن بوی کن خواہی تو گل

قد جف القلم وکتب ان لایستوی الطاعة
خشک ہوئی قلم - اور لکھا یہ کہ برابر نہین ہی - طاعت
والمعصیة ولایستوی الامانة والسرقة جف القلم
اور معصیت اور نہین برابر ہی - امانت اور چوری - خشک ہوئی قلم -
ان لایستوی الشکر والکفران جف القلم ان اللہ
نہین برابر ہی شکر اور کفر - خشک ہوئی قلم - تحقیق اللہ
لا یضیع اجر المحسنین
نہین ضائع کرتا ہی اجر نیکون کا ۱۲ -

معنی جف القلم وکتب ان لایستوی الطاعة
والمعصیة ولایستوی الامانة والسرقة جف القلم
ان لایستوی الشکر والکفران جف القلم ان اللہ
لا یضیع اجر المحسنین

ایسی ہی تاویل قد جف القلم — حرص کامون کے لیے جو ہین اہم
ہمچنین تاویل قد جف القلم — بہر تحریض ست بر شغل اہم

لکھا خامہ نے کہ ہر اک کام سے — لائق اُسکے بس جزا تاثیر ہی
پس قلم بنوشت کہ ہر کار را — لائق آن ہست تاثیر و جزا

کج سے چلے جف القلم کج ہی ترا — اور چلے سیدھا سعادت دے سوا
کژ روی جف القلم کژ آیدت — راستی آری سعادت زایدت

ہاتھ چوری سے کٹے جف القلم — بادہ پیکر مست ہی جف القلم
چون بدزدی دست شد جف القلم — بادہ نوشی مست شد جف القلم

نور وار کھے روا ہو کہ خدا — حکم اوّل کو کرے معزول سا
تو روا داری روا باشد کہ حق — ہمچو معزول آید از حکم سبق

ظلم لائے بد ہو تو جف القلم — عدل لائے ہو نکو جف القلم
ظلم آری مدبری جف القلم — عدل آری برخوری جف القلم

کام قدرت سے اگر میری گیا — اتنا مت رہ میرے آگے اور نہ آ
گر ز دست من برون رفت ست کار — پیش من چندین میا چندین مزار

بلکہ وہ ہی معنی جف القلم — نہ ہو اکسان عدل اُسکو نہ ستم
بلکہ آن معنی بود جف القلم — نیست یکسان نزد او عدل و ستم

خیر اور شر مین رکھا ہی مین نے فرق — بد و بدتر مین رکھا ہی مین نے فرق
فرق بنہادم میان خیر و شر — فرق بنہادم ز بد ہم از بدتر

تجھ میں گر ذرہ زیادہ ہوا ادب ‏‏ یا رک ہو تو وہ جانے فضل رب ‏‏ ذرہ گر در تو افزونی ادب ‏‏ باشد از یارت بداند فضل رب

قدر اس زیادہ کی زیادہ تجھکو دے ‏‏ ذرہ مثل کہ قدم باہر رکھے ‏‏ قدر آن ذرہ ترا افزون دہد ‏‏ ذرہ چون کوہ قدم بیرون نہد

بادشہ کہ آگے اسکے تخت کے ‏‏ فرق نہ ہووے امین و چور کے ‏‏ پادشاہی کہ بہ پیش تخت او ‏‏ فرق نبود از امین و ظلم جو

ایک کا سر اسکے خوف سے ڈرے ‏‏ ایک طعنہ مارے اسکے جد پے ‏‏ آنکہ می لرزد ز بیم رد او ‏‏ و انکہ طعنہ میزند بر جد او

نہ کرے فرق ایک جانے دو کو دو ‏‏ شہ نہیں ہے خاک اسکے سر پہ ہو ‏‏ فرق نکند ہر دو یک باشد برش ‏‏ شاہ نبود خاک تیرہ بر سرش

گر ہو ذرہ زیادہ تیر سے جہد کا ‏‏ وزن سکے یا ترازو سے خدا ‏‏ ذرہ گر جہد تو افزون شود ‏‏ در ترازوی خدا موزون شود

آگے ان شاہوں کے جان کھووے اگر ‏‏ روشنی دعذر سے ہوں بیخبر ‏‏ پیش این شاہان ہمیشہ جان کنی ‏‏ بیخبر ایشان ز عذر و روشنی

تجھکو یہ کہنے سے ایک غماز کے ‏‏ خدمتیں تیری برون کی کرے ‏‏ گفت غمازے کہ بد گوید ترا ‏‏ ضائع آرد خدمت را سالہا

ایسے شہ کو کہ سمیع ہے اور بصیر ‏‏ کہنا غمازوں کا نہ ہو دلپذیر ‏‏ پیش شاہی کو سمیع ست و بصیر ‏‏ گفت غمازان نباشد جایگیر

ہو دیں غماز اس سے ناامید سب ‏‏ پند لیں آویں ہمارے پاس اب ‏‏ جملہ غمازان ازان آیس شدند ‏‏ سوی ما آیند افزایند پند

بدگہیں شہ کو ہمارے پاس آ ‏‏ کم کرے جف القلم اسپر وفا ‏‏ بد ہمی گویند شہ را پیش ما ‏‏ کہ برو جف القلم کم کن وفا

معنی جف القلم یہ ہو کب ‏‏ کہ جفا میں اور وفا یکسان ہوں سب ‏‏ معنی جف القلم کے این بود ‏‏ کہ جفاہا با وفا یکسان شود

بل جفا کو بھی جفا جف القلم ‏‏ اور وفا کو بھی وفا جف القلم ‏‏ بل جفا را ہم جفا جف القلم ‏‏ وان وفا را ہم وفا جف القلم

عفو ہووے پر کہاں فر امید ‏‏ کہ ہو بس تقوی سے بندہ روسپید ‏‏ عفو باشد لیک کو فر امید ‏‏ کہ بود بندہ ز تقوی روسپید

چور کی گر عفو ہووے جان بچے ‏‏ کب وزیر اور گنج کا مالک بنے ‏‏ دزد را اگر عفو باشد جان برد ‏‏ کی وزیر و خازن مخزن شود

ای امین الدین ربانی تو آ ‏‏ امن ہے تیرے آگے تاج و لوا ‏‏ ای امین الدین ربانی بیا ‏‏ کز امانت رست ہر تاج و لوا

شاہزادہ اسکا خاین ہووے گر ‏‏ جسم سے ہووے جدا بس اسکا سر ‏‏ پور سلطان گر بر و خائن شود ‏‏ آن سرش از تن بدان بائن شود

گر غلام ہند اک لاوے وفا ‏‏ اسکی دولت کو ملے طول بقا ‏‏ ور غلام ہندوی آرد وفا ‏‏ دولت او را میزند طال بقا

کیا غلام اک سنگ بھی ہو وفا ‏‏ دل میں خواجہ کے ہو اسکی سو رضا ‏‏ چہ غلام ار بر در سنگ و نجاست ‏‏ در دل سالار او را صد رضاست

اسلیے ہند جو سنے جو کتے کا در ‏‏ بسکہ کیا غلبہ کرے گر شیر ہو ‏‏ زین چو سگ را بوسہ بر پوزش نہد ‏‏ گر بود شیرے چہ پیروزش کند

جو بھی ہو کہ خدمت گر کرے ‏‏ صدق اسکا جبر جفا کی توڑ دے ‏‏ جز مگر دزدے کہ خدمتہا کند ‏‏ صدق او بیخ جفا را بر کند

جو فضیل راہ زن کو رہ ملی ‏‏ کیونکہ تیری راہ مردانہ چلی ‏‏ چون فضیل رہزنے کو راد تافت ‏‏ زانکہ دہ مردہ بسوی توبہ تافت

ساحر ون نے جیسے فرعون سے کہا ‏‏ رو سیہ بس کرے خود صبر و وفا ‏‏ و آنچنان کہ ساحران فرعون را ‏‏ رو سیہ کردند از صبر و وفا

دست و پا اپنے قصاص اندر ‏‏ سو برس میں رہ عبادت کب ‏‏ دست و پا دادند در جرم قود ‏‏ آن بصد سالہ عبادت کی شود

تو کی خدمت پچاس اک سال کی ‏‏ صدق ایسا کب بھلا تجھکو ملے ‏‏ تو کہ پنجہ سالہ خدمت کردہ ‏‏ کی چنین صدقے بدست آوردہ

حکایت اُس درویش کی کہ ہرات مین عمید خراسانی کے غلامون کو آراستہ دیکھا پوچھا کہ کون ہین معلوم ہوا کہ غلام ہین آسمان کیطرف منھ کرکے کہا بندہ پروری عمید سے سیکھ لے

حکایت آن درویش کہ در ہری غلامان عمید خراسانی را آراستہ دید پرسید کیانند چون یافت کہ بندہ اند رو بآسمان کرد گفت بندہ پروری از عمید بیاموز

دیکھا اک گستاخ نے اندر ہرات / جو غلام با وضع اور با صفات
پٹکہ زرین پہنے اطلس کی قبا / سوے قبلہ چرخ اُسنے منھ کیا
اس سخی سے کیلیے ربّ زمین / بندہ رکھنا تونے کیون سکھا نہین
پالنا بندہ کا ای رب سیکھ لے / اس ہمارے شہر کے سردار سے
تھا وہ محتاج اور برہنہ بینوا / اور جاڑون مین ہوا سے کانپتا
اُسنے گستاخی فضولی سے کری / اور جرأت لنترانی سے کری
اعتماد اسکو عطاے حق کی تھا / کہ ندیم حق وعارف مین سے تھا
گر ندیم شاہ گستاخی کرے / تو نگر کہ وہ سند بی تو رکھے
حق نے دی ٹپکے سے ہی بہتر کمر / گر کسی نے تاج بخشا اُسنے سر
تا کہ اک دن شاہ نے اُس خواجہ کا / متہم بس کرکے باندھا دست و پا
تنگ پکڑا اُن غلام خواجہ کو / کہ دفینہ سے نشان خواجہ کے دو
بھید اسکا مجھکو دو تم ای خسو / ورنہ کاٹون مین تمھارے ہاتھ کو
ایک مہ انکو عذاب از بس دیئے / رات دن آفت بلاؤ درد سے
مارا از حد انکو لیکن اک غلام / راز خواجہ سے ہوا نہ ہمکلام
خواب مین ہاتف نے اُس سے بس کہا / بندہ ہونا سیکھ لے تو اور آ
ای درندہ پوستین یوسف کے جو / گرگ پھاڑے تجھکو جان اپنی سے دو
پہن اُس سے جو بنے ہر روز تو / کھا تو اُس سے جو کہ بوے سال بھر
فعل تیرا ہی یہ غصہ ومبدم / ہین یہ ہی معنی قد جف القلم
تحقیق خشک ہوئی قلم ۱۲

آن یکی گستاخ رو اندر ہری / چون بدیده او غلام مہتری
جامہ اطلس کمر زرین روان / روی کرد او سوی قبلہ آسمان
کای خدا زین خواجہ صاحب منن / چون نیاموزی تو بندہ داشتن
بندہ پروردن بیاموز ای خدا / زین رئیس و اختیار شہر ما
بود محتاج و برہنہ بینوا / در زمستان لرزہ لرزان از ہوا
انبساطی کرد آن از خود بری / جرأتی بنمود او از لمتری
اعتمادش بر ہزاران موہبت / کہ ندیم حق شد اہل معرفت
کہ ندیم شاہ گستاخی کند / تو مکن چون تو نداری آن سند
حق میان داد و میان بہ از کمر / گر کسی تاجی دہد او داد سر
تا یکی روزی کہ شاہ آن خواجہ را / متہم کرد و ببستش دست و پا
وان غلامان را شکنجہ می نمود / کہ دفینہ خواجہ بنمائید زود
سر او با من بگوئید ای خسان / ورنہ برّم از شما دست و لسان
مدت یک ماہ شان تعذیب کرد / روز و شب اشکنجہ و فشار و درد
پارہ پارہ کرد لیکن یک غلام / راز خواجہ را نگفت از اہتمام
گفتش اندر خواب ہاتف کای کیا / بندہ بودن ہم بیاموز و بیا
ای درندہ پوستین یوسفان / گر بدرد گرگت آن از خویش دان
زانچہ میبافی ہمہ روزہ بپوش / زانچہ میکاری ہمہ سالہ بنوش
فعل تست این غصہ ہای مبدم / این بود معنی قد جف القلم

ہی پھر سے شتہ ہماری نیک سے
ہی سلیمان زندہ دیوا کام کر
تیغ سے چھوٹا فرشتہ جو ہوا
کچھ سلیمان سے نہ اسکو خوف ہی
دیو پر ہی حکم اسکا نے ملک
چھوڑ تو اس جبر کو خالی یہ ہی
چھوڑ تو یہ جبر جبر کاہلان
چھوڑ معشوقی کو اور کر عاشقی
سب سے ہی خاموش تر معنی میں تو
سر ہلا مین رو برو تیرے لیے
تو کہے مجھکو حسد مین مت پڑے
ہی یہ تعلیم خسان اس طور سے
خود کو کر تعلیم عشق اور کر نظر
نقش تیرا ساتھہ تیرے باوفا
تا کرے دانا او روشن آپ کو
دل ترا اس بحر حق سے جو ملا
امر قل آیا ہی بس اسواسطے
انصتوا یعنی کہ اپنے آپ کو
بات یہ بے انتہا ہی مشتقا
غیرت آتی ہی تجھے آگے ترے
پیچھے پردہ جو دکے عاشق تیرے
عاشقان غیب کے عاشق ہو
تیرے جذبہ کو کھایا کرسے
کیجیے ہنگامہ تو کب تک راہ سے
وقت صحت تیرا ہمدرد اور ہی

نیک کو ہی نیک اور بد کو ہی بد
کاٹے تیغ اسکی تو تا دیو تی شر
اور سلیمان کی تو ہیبت سے بچا
دیو کا دشمن ہو اور امین رہے
خاک مین ہی رنج نے ذوق فلک
بھید جانے جبر کے تو بھید سے
جانے تا اس جبر کو تو مثل جان
اے گمان رکھے کہ ہی بس برتری
ڈھونڈھتے کب تک مشتری فول کو
تو گمان ئے عمر خود انکے لیے
کیا حسد لائے کوئی نا چیز پے
جیسے کرنا النقش خوش ڈھیلے پے کر
کہ وہ ہی کالنقش فی حجر الحجر
غیر فانی ہو کہاں ڈھونڈھے بھلا
خالی و بدخو کرے ہی خود کو تو
خالی ہونے سے نہ ڈر اور کہہ سدا
گم نہ ہوگا کبھو یہ بحر ہی
خشک لب ہی باغ بیہودہ کو
چھوڑ تو یہ بات دیکھ اب انتہا
پیچھے ہنستے ہیں عاشق تیرے
چھپتے تیرے لیے ہیں دیکھ لے
پانچ دن کے عاشقوں سے کم ملو
نفع نے برسوں ملا انسے تجھے
ڈھونڈھ مقصد نے ملا مقصد تجھے
وقت غم جز حق نہ کوئی یار ہی

گر نگردد زشت ما از رشد
کار کن دیوا سلیمان زندہ است
چون فرشتہ گشت از تیغ ایمن است
از سلیمان ہیچ او را خوف نیست
حکم او بر دیو باشد نی ملک
ترک کن این جبر را کہ بس تہیست
ترک کن این جبر جمع منبلان
ترک کن معشوقی و کن عاشقی
ای کہ در معنی ز شب خامش تری
سر بجنبانند پیشت بہر تو
تو مرا گوئی حسد اندر مپیچ
ہست تعلیم خسان ای بار سوخ
خویش را تعلیم کن عشق و نظر
نقش تو باتست شاگرد وفا
تا کنی مر خویش را حبر و سنی
متصل چون شد دلت با آن عدن
امر قل زان آمدہ است ای راستین
انصتوا یعنی کہ آیت را بلاغ
این سخن پایان ندارد ای پدر
غیرتم آید کہ پیشت بیستند
عاشقانت در پس پردہ کرم
عاشق آن عاشقان غیب باش
کہ بخورند از سعت جذبہ
چند ہنگامہ نہی بر راہ عام
وقت صحت جملہ یارند و حریف

نیک نیکی را بود بد راست بد
تا تو دیوی تیغ او برندہ است
وز سلیمان ایمن و از خوف رست
دشمنی دیو ست داند وی ایمنیست
رنج در خاک ست نی فوق فلک
تا بدانی سر سر جبر چیست
تا خبر یابی از ان جبر چو جان
ای گمان بردہ کہ خوب و فائقی
گفت خود را چند جوئی مشتری
رفت در سودای ایشان دہر تو
چہ حسد آرد کسی بر فوت ہیچ
ہمچو نقش خوب کردن بر کلوخ
کان بود کالنقش فی حجر الحجر
غیر شد فانی کجا جوئی کجا
خویش را بدخو و خالی میکنی
ہین بگو مہراس از خالی شدن
گم نخواہد شد بگو دریاست این
ہین تلنگم کن کہ خشک ست باغ
این سخن را ترک کن پایان نگر
بر تو میخندند و عاشق نیستند
بہر تو نعرہ زنان بین دمبدم
عاشقان پنجروزہ کم تراش
سالہا زایشان ندیدی حبہ
کام جستی بر نیاید ہیچ گام
وقت درد و غم بجز حق کو الیف

وقت درد و غم کے تیرا کوئی کس
جز خدا ہرگز نہیں فریاد رس
یاد رکھ اس درد و غم کو با نیاز
اعتبار پوستین کر جون ایاز
پوستین وہ تیرا حال درد ہی
کہ لیا ہے وہ ایاز پاک نے

وقت درد و غم بجز حق ہیچ کس
خود نباشد مر ترا فریاد رس
پس بجان درد و غم فریاد دار
چون ایاز از پوستین کن اعتبار
پوستین آن حالت درد تو است
کہ گرفتہ است آن ایاز آن را بدست

پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سنی کو اور منع کرنا اصرار سے کہ مادہ مشکل کو نہیں کاٹتا ہے الا عشق وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

باز جواب کافر جبری مومن سنی را و منع کردن از اصرار کہ مادہ اشکال را نبرد الا عشق وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

پس جواب آغاز جبری نے کیا
کہ وہ سنی اس سے عاجز بس ہوا
لیک اگر میں وہ جوابات و سوال
سب کہوں وہ جائے تجھ سے یہ مقال
اس سے بہتر کر سکوں میں ہیں بیان
کہ سمجھ بہتر تری پائے نشان
پر ذرا کہتا ہوں میں اس بحث سے
پیدا کل قانون ہو کچھ ترک سے ولے
درمیان جبری و قدری ہے سدا
بحث ایسی حشر تک ہے مشتقا
ہوتے عاجز دفع دشمن سے اگر
مذہب انکا ہوتا باطل بیشتر
جو جواب اندر نہ غالب ہوتے وہ
بھاگتے اس وقت اس مذہب سے وہ
جو رواج اس راہ کا ہے مقتضا
دیتا انکو ہے دلائل سے جلا
مشکل دشمن سے ملزم تا نہو
دور مقبولی دشمن سے ہو وہ
تا ہمیشہ ملتیں رہویں مدام
اس جہان میں تا الی یوم القیام
یہ جہان جو غیب و ظلمت سے ہے
سائے کی خاطر زمین بس چاہیے
گنج کا اعزاز قیمت میں بڑھے
کہ بہت سے قفل ہوں اس گنج پے
تا قیامت رہویں یہ سب ہفتاد و دو
کم نہووے بدعتی کی گفتگو
عزت اس مقصد کی ہو اے ممتحن
پیچ رستہ کا ہو قصد راہزن
عزت اب کعبہ کی اور بطحا کی ہے
چوری اعراب کی ویران دشت ہے
ہر چلن ہر رہ کہ نا محمود ہے
آگے عقبے راہزن اس راہ کے
یہ چلن کینہ عدو اسکا ہوا
تا مقلد دو رہ میں حیران رہا

کافر جبری جواب آغاز کرد
کہ ازان عاجز شد آن بیچارہ مرد
لیک گر من آن جوابات و سوال
جملہ واگویم بمانم زین مقال
زان مہم تر گفتنیہا ہستمان
کہ بدان فہم تو بہ یابد نشان
اندکی گفتیم زان بحث ای عتل
خواند کی پیدا شود قانون کل
در میان جبری و اہل قدر
ہمچنین بحث است تا حشر البشر
گر فرو ماندی ز دفع خصم خویش
مذہب ایشان برافتادی ز پیش
چون برون شوشان نبودی در جواب
پس رمیدندی ازان راہ تباب
چونکہ مقضی بد دوام آن روش
میدہدشان از دلائل پرورش
تا نگردد ملزم از اشکال خصم
تا بود محجوب از اقبال خصم
تا کہ این ہفتاد و دو ملت مدام
در جہان ماند الی یوم القیام
چون جہان ظلمت است و غیب این
از برای سایہ می باید زمین
عزت مخزن بود اندر بہا
کہ برو بسیار باشد قفلہا
تا قیامت ماند این ہفتاد و دو
کم نیاید مبتدع را گفتگو
عزت مقصد بود ای ممتحن
پیچ پیچ راہ قصد راہزن
عزت کعبہ بود و آن ناحیہ
دزدی اعراب و طول بادیہ
ہر روش ہر رہ کہ آن محمود نیست
عقبہ و مانعی و رہزنی ست
این روش خصم و حقود آن شدہ
تا مقلد در دو رہ حیران شدہ

صدق ہر ذرہ کے چلن میں دیکھ کے ۔۔۔ اپنی رہ میں ہر گروہ بس شاد ہی
گر جواب انکو نہو وے تو لڑیں ۔۔۔ اس گھڑی سے تا قیامت زیر کین
کہ مری جانتے ہیں یہ جواب ۔۔۔ گرچہ ہم سے چھپ گئی راہ صواب
وسوسہ کا کرتا ہے سد عشق ہی ۔۔۔ ورنہ کس کے وسوسہ بر گر سکے
عشق کر معشوق خوبی ڈھونڈھ لو ۔۔۔ صید مرغابی کو کر تو جو بجو
آب کب لے وہ تری لے آبرو ۔۔۔ کب وہ سمجھے کوئی تیرے فہم کو
غیر ان معقول کے معقول ہیں ۔۔۔ کر بجز بی پائے تو وہ عشق ہیں
عقل تیری کی ہے غیر عقل خدا ۔۔۔ اس سے جو ہوتا ہی بس سامان ترا
رزق شاہ اس عشق سے جھگڑے ملے ۔۔۔ دوسری سے آسمان بر تو چلے
عشر امثال ان کے جھگڑے دس بات ۔۔۔ عشق ہیں حق جو ہار سے عقل کو
اس گھڑی جو ہوا عقلیں آپ سے ۔۔۔ دو رکھے تو یوسف کے پردہ عشق پے
حق کدھر آنکھیں لے ساقی عمر ۔۔۔ ہو گئیں سیر عشق سے باقی عمر
اس یوسف کی ہے حق کہ جمال ۔۔۔ کم ہوئے زن تو ندا سے ذوالجلال
عشق کشتے بخت کو ایک جان و بس ۔۔۔ کر وہ ہے قال سے فریاد رس
حیرت آئے حق آس نطق کو ۔۔۔ اسکو طاقت ہے کہ ہم قال اس سے ہو
کر وہ ڈرتا ہے اگر دیوے جواب ۔۔۔ نکلے گوہر منھ سے اسکے ہو خراب
خیر و شر سے بند لب کرتا ہے وہ ۔۔۔ تا نگر خارج مبادا منھ سے ہو
جیسے اصحاب نبی نے ہی کہا ۔۔۔ کہ ہدایت ہو کر تے مصطفی
وہ رسول مجتبٰی وقت نثار ۔۔۔ جیسے تھے حضور سو دو قرار
جیسے اک سر پہ تمہارے مرغ ہو ۔۔۔ اسکے جانے سے ہو وحشت جان کو
کچھ نہ جنبش اپنی جاسے تم کرو ۔۔۔ تا کہ اڑ جائے مرغ خوب دو
دم نہ مارو کہ کہیں اڑو گو نہ سدا ۔۔۔ نا گہاں تا کہ نہ اڑ جائے ہما
مرغ و شیریں کوئی کہوے گر جو ۔۔۔ لب پہ انگلی رکھو یعنی چپ رہو
حیرت مرغ کی بس چپ کرے ۔۔۔ دو اس کے سر دیں اگر جوش آ کرے

پوچھنا بادشاہ کا قصد آیاز سے کہ اس قدر غم

صدق ہر ذرہ ببیند در رشش ۔۔۔ ہر فریقی در رہ خود خوش منش
در جوابش نیست می بندد ستیز ۔۔۔ بر ہمانندم تا بر دز بر ستیز
کہ ہمان ما بداند این جواب ۔۔۔ گرچہ از ما شد نہان وجہ صواب
بو زند وسوسہ عشق ست و بس ۔۔۔ ورنہ کی وسواس را بستست کس
عاشق شو شاہد خوبی بجو ۔۔۔ صید مرغابی ہمی کن جو بجو
کی بری زان آب کاب ت را برو ۔۔۔ کی کنی زان فہم کہ فہمت خورد
غیر این معقولہا معقولہا ۔۔۔ یابی اندر عشق با فر و بہا
غیر این عقل تو حق را عقلہاست ۔۔۔ کہ بدان تدبیر اسباب شماست
تا بدین عقل آوری ارزاق را ۔۔۔ زان دگر مفرش کنی اطباق را
عشر امثالت دہد یا ہفت صد ۔۔۔ چون ببازی عقل در عشق صمد
آن زمان چون عقلہا در باختند ۔۔۔ بر رواق عشق یوسف تاختند
عقل شان یکدم شد ساقی عمر ۔۔۔ سیر گشتند از خرد باقی عمر
اصل صد یوسف جمال ذو الجلال ۔۔۔ اکم از زن شو فدای آن جمال
عشق بر وی بخت را یک جان و بس ۔۔۔ کو نگشت و گو شود فریاد رس
حیرتی آید ز عشق آن نطق را ۔۔۔ زہرہ نبود کہ کند او ماجرا
کہ بترسد گر جواب بر دہد ۔۔۔ گوہرے از کام او بیرون جہد
لب بہ بندد سخت او از خیر و شر ۔۔۔ تا مبادا کز دہان افتد گہر
ہمچنانکہ گفت آن یار رسول ۔۔۔ چون نبی بر خواندی بر ما فصول
آن رسول مجتبی وقت نثار ۔۔۔ خواستی از ما حضور و صد وقار
آنچنانکہ بر سرت مرغی بود ۔۔۔ کز فواتش جان تو لرزان شود
پس نیاری ہیچ جنبیدن ز جا ۔۔۔ تا نگیرد مرغ خوب تو ہوا
دم نیاری زد ببندی سرفہ را ۔۔۔ تا نیاید ناگہان پرد ہما
ور کست شیرین بگوید یا ترش ۔۔۔ بر لب انگشتی نہی یعنی خمش
حیرت آن مرغ ست خاموشت کند ۔۔۔ بر بند سر پوش و بر جوشت کند

پرسیدن پادشاہ قصد آیاز را کہ چندین غم

وشادی پوستین اور چلپنی سے کس واسطے ہے اور ایاز کو گفتگو میں لانا

اے ایازان چلیوں سے کس لیے — حب کھے جیسے کہ عاشق بت پہ ہے
جیسے مجنون اپنی لیلی پر فدا — چاروقوں کو تو نے دین اپنا کیا
دو پرانوں سے محبت تو کرے — دونوں اک حجرہ میں لٹکا کر رکھے
باتیں کب تک دو پرانوں سے کرے — اور جمادی میں تو پھونکے بھید راز
جون عرب ٹوٹے گھر سے اے ایاز — عشق سے کرتا ہے قال اپنا دراز
تیری چیلی خانہ کس آصف کا ہے — پوستین کیا پیرہن یوسف کا ہے
جیسے ترسا گنتا ہے پیش کشیش — سال بھر کے کل زنا و جرم خویش
تا کشیش اسکا کرے عفو گناہ — عفو اسکا جانے وہ عفو آلہ
کشیش آگہ ہے جرم وجود سے — اعتقاد و عشق پر جادو میں ہے
وہم میں سو عشق یوسف کا رکھے — سحر وہ ہاروت و ماروتی کرے
پیدا اک صورت کرے اس باد پے — جذب صورت قال میں لائے تجھے
پیش صورت راز تو کہوے ہزار — جسطرح سے یار کہوے پیش یار
زود ہان یہ صورت اور نہ شکل ہے — پیدا اس سے سو الست و سو بلے
جیسے مادر شفقہ بس رنج سے — بچہ نو مردہ کی آکر قبر پے
راز دل کہوے بہ سعی و اجتہاد — کہ اسے زندہ دکھے یہ وہ جماد
جانتی ہے زندہ وہ اس خاک کو — عشق جادو گر کو دیکھ اعجب تو
آگے اسکے ذرے بالکل گور کے — رکھتے گوش در ہوش وقت شور کے
سننے والی جانے وہ اس خاک کو — گوش و دیدہ جانے وہ خاشاک کو
اسطرح وہ تازہ خاک گور پے — دمبدم رو رو کے منھ اپنا ملے
کہ نہ وقت زندگی اسطور سے — اپنے بچہ پر نہ ہرگز منھ ملے
جبکہ اس ماتم کو گذریں چند روز — کم ہو وہ آگ اور وہ عشق اور سوز
بعدہ اس گور سے غافل ہو وہ — بھی جمادی سے جمادی پیش ہو

وشادی با چارق و پوستین چہ است و ایاز را در سخن آوردن

ای ایاز این مہر ہا بر چارقی — چیست آخر ہمچو بر بت عاشقی
ہمچو مجنون بر رخ لیلی خویش — کردہ تو چارقی را دین و کیش
با دو کہنہ مہر جان آمیختہ — ہر دو را در حجرہ آویختہ
چند گوئی با دو کہنہ تو سخن — در جمادی میدمی سر کہن
چون عرب با ربع الاطلال ای ایاز — میکشی از عشق گفت خود دراز
چارقت ربع کدامین آصف است — پوستین گوئی قمیص یوسف است
ہمچو ترسا کہ شمارد با کشیش — جرم یکسالہ زنا و غش خویش
تا بیامرزد کشیش آن گناہ — عفو او را عفو داند از آلہ
نیست آگہ آن کشیش از جرم و داد — لیک در جادو ست عشق و اعتقاد
دوستی و وہم صد یوسف تند — اسحر از ہاروت و ماروتش کند
صورتے پیدا کند بر یاد او — جذب صورت آردت در گفتگو
راز گوئی پیش صورت صد ہزار — آنچنانکہ یار گوید پیش یار
نی بدانجا صورتے نہ ہیکلی — زادہ از وی صد الست و صد بلی
آنچنانکہ مادر دل بردۂ — پیش گور بچۂ نو مردۂ
راز ہا گوید بجد و اجتہاد — مینماید زندہ او را آن جماد
حی و قائم داند او آن خاک را — خوش نگر این عشق ساحر ناک را
پیش او ہر ذرۂ زان خاک گور — گوش دارد ہوش دارد وقت شور
مستمع داند بجد آن خاک را — چشم و گوشی داند او خاشاک را
آنچنان بر خاک گور تازہ او — دمبدم خوش مینہد با اشک رو
کہ بوقت زندگی ہرگز چنان — روی ننہادہ ست بر پور جوان
از عزا چون بگذرد یک چند روز — کم شود آن آتش آن عشق و سوز
بعد ازان زان گور ہم خوابش برد — از جمادی ہم جمادی زایدش

کیونکہ وہ عشق اپنا افسون لیگیا	راکھ ہوئے جیسے آتش ہو فنا	زانکه عشق افسون خود بربود و رفت	ماند خاکستر چو آتش رفت تفت
عشق مُردہ پر ہووے پائدار	زندہ جان بخش پر رکھ عشق یار	عشق بر مرده نباشد پایدار	عشق را بر حی جان افزای دار
عشق صورت پیدا فرقت میں کیے	تا مصوّر وقت ملنے کے ملے	عشق صورتها بسازد در فراق	تا مصوّر سر کشد وقت تلاق
ہیں ہمیں اصل اصل ہوش و مست کا	عکس ہے میرے حسن کا صورت پے تھا	که منم اصل اصول هوش و مست	بر صور عکسی ز حسن ما بدست
ہیں لیے اب پردہ اُٹھایا برملا	حسن کو بیواسطہ ظاہر کیا	پردها را این زمان برداشتیم	حسن را بیواسطه بفراشتیم
کیونکہ میں عکس ہے تو ہی خوشی	پائے قوت بس ہم تجرد ذات کی	زانکه بس با عکس من در یافتی	قوت تجرید ذاتم یافتی
جذبِ میرا جو میان ہے ہو روان	وہ کشش کو پھر نہ دیکھے درمیان	چون ازین سو جذبهٔ من شد روان	او کشش را می نه بیند در میان
مغفرت چاہے ہے خطا و جرم سے	پردہ پوشی کے براہِ لطف کے	مغفرت خواهد ز جرم و از خطا	از پس آن پرده از لطف خدا
ایک چشمہ سنگ سے جاری جو ہو	سنگ پنہان اندر اس چشمہ کے ہو	چون ز سنگی چشمه جاری شود	سنگ اندر چشمه متواری شود
کوئی وہ پتھر نہ چاہے پھر ذرا	کیونکہ پانی جاری پتھر سے ہوا	کس نخواهد بعد از آن آن را حجر	زانکه جاری شد ازان سنگش گهر
جان اِس صورت کو پیالہ در خدا	اسمیں جو ڈالے لیے بلند ہو ترا	کاسها دان این صور را و اندرو	آنچه حق ریزد بدان گیر و علو

کنایہ بیگانون کا مجنون کو کہ حسن لیلی کا ایک شور پر ہی کچھ زیادہ نہیں ہی اُس سے بہتر ہمارے شہر میں بہت ہیں ایک دو و دونا ہم تجھکو بتاتے ہیں تو ہمارا کہنا مان اور اپنے کو بچا اور جواب دینا مجنون کا انکو

گفتن خویشاوندان مجنون را که حسن لیلی باندازه است و چندان نیست از و نغزتر در شهر ما بسیارست یکی و دو و ده بر تو عرضه کنیم اختیار کن سخن ما را و خود را وا رهان و جواب گفتن مجنون ایشان را

جہل سے مجنون کو احمقانے کہا	حسن لیلی ہی نہ اتنا کچھ سوا	ابلهان گفتند مجنون را ز جهل	حسن لیلی نیست چندان هست سهل
بہتر اس سے سیکڑون ہیں دلربا	شہر میں مانند ماہ دلربا	بهتر از وی صد هزاران دلربا	هست همچون ماه در شهر ما یکیا
تا زمین ہیں اور ہزاروں حور وش	کر قبول اک اُن میں سے ہو کے خوش	تا زمین تر ز و هزاران حور وش	هست بگزین زانچه یکبار خوش
بس تجھے لازم خود کو وہ ہو سن لے	اپنی بدنامی کے عشقِ خام سے	وا رهان خود را و ما را زین ستم	از چنین سوداء زشت متهم
بولا صورت کوزہ اور می حسن سے	مے مجھے حق دیوے اُسکے ظرف سے	گفت صورت کوزه است و حسن می	می خدایم میدهد از ظرف وی

تا نباشد عشق اوتان گوش کش / مر شما را سر که داد از کوزه اش
هر یکی را دست حق عز و جل / اندر یکی کوزه دهد زهر و عسل
روی ننماید به چشم ناصواب / کوزه می بینی ولیکن آن شراب
جز بچشم خویش ننماید نشان / قاصرات الطرف باشد ذوق جان
وین حجاب ظرفها مثل خیام / قاصرات الطرف باشد آن مدام
بطه را لیکن کاغلان را ممات / هست دریا خیمه ای دیگر حیات
غیر او را زهر او درد و ورگ / زهر باشد مار را هم قوت و برگ
هست آن را دوزخ این را راحتی / صورت هر نعمتی و محنتی
اندرو قوتست و هم لا یبصرون / پس همه اجسام اشیا تبصرون
اندرو هم قوت و هم دلسوزه / هست هر جسمی چو کاسه و کوزه
طامعش داند کزان چه می خورد / کاسه پیدا و اندران پنهان غذا
زان پدر میخورد صد باده طرب / صورت یوسف چو جامی بود خوب
کاندر ایشان زهر کینه می فزود / باز اخوان را ازان زهر آب بود
میکشید از عشق او افیون دگر / باز از وی مر زلیخا را شکر
بود از یوسف غذا آن خوب را / غیر آن چه بود مر یعقوب را
تا نماند در می غیبت شکی / گونه گونه شربت و کوزه یکی
کوزه پیدا باده از وی بس نهان / باده از غیبست و کوزه زین جهان
لیک بر محرم هویدا و عیان / بس نهان از دیدهٔ نامحرمان
فاعف عنا اثقلت اوزارنا / یا الهی سکرت ابصارنا
قد علوت فوق نور المشرقین / یا خفیا قد ملأت الخافقین
انت فجر مفجر انهارنا / انت سر کاشف اسرارنا
انت کالماء و نحن کالرحی / یا خفی الذات محسوس العطا

تا نہ کھینچے کان عشق اس یار کا / بھید اس کوزہ سے تمکو کب دیا
ہر کسیکو دست حق عز و جل / دیتا اک کوزہ سے ہے زہر و عسل
کب دکھائے منہ بہ چشم ناصواب / کوزہ تو رکھتے ہو لیکن وہ شراب
اپنے ہمسر کے سوا کب دے نشان / قاصرات الطرف ہو کے ذوق جان
(عورتین کہ چشم انکی غیر سے بند ہے ۱۲)
مثل خیمہ ہین یہ ظرفون کے حجاب / قاصرات الطرف ہو کے یہ شراب
بط کو ہے لیکن ہے کوے کو ممات / ہے یہ دریا خیمہ اور اسمین حیات
زہر اسکا غیر کو ہے درد و ورگ / زہر ہو سانپ کو قوت اور برگ
اسکو دوزخ اور راحت اسکو ہے / صورت ہے نعمت و محنت کی وہ لے
ہے غذا اسمین و ہم لا یبصرون / جسم کل اشیا کے ہین بس تبصرون
(اور دیکھتے نہین ہین) (دیکھنے والے)
بھی غذا سے پر ہے وہ بھی ہر سے / مثل کوزہ و جام ہر اک جسم سے
کھانیوالا جانے ہین کھاتا ہون کیا / جام ظاہر اسمین ہے پنہان ہے غذا
باپ کھائے اس سے بادہ جان فزا / شکل یوسف مثل جام خوشنما
کہ انھون مین زہر کینہ کا بڑھا / بھائیون کو اس سے پھر زہر آب تھا
نوش کرتی تھی وافیون دوسرے / پھر زلیخا شکر انکے عشق سے
اسکو بھی یوسف سے تھی از بس غذا / اور سوا یعقوب کے جو کوئی تھا
غیب کے بادہ مین تا نہ شک رہے / شربت انواع اور کوزہ ایک ہی
کوزہ ظاہر بادہ اسمین ہے نہان / غیب سے بادہ ہے کوزہ یہ جہان
لیک محرم پر ہے ظاہر اور عیان / دیدۂ نامحرمون سے ہے نہان
فاعف عنا اثقلت اوزارنا / یا الہی سکرت ابصارنا
(پس عفو فرما مجھکو کہ گران ہوا ہے بوجھ میرے گناہ کا ۱۲) (اے اللہ میرے بند کی گئی بینائی چشم میری کی ۱۲)
قد علوت فوق نور المشرقین / یا خفیا قد ملأت الخافقین
(تحقیق بلند ہوا تو اوپر نور دو مشرقین کے ۱۲) (اے وہ کہ پوشیدہ ہے تو تحقیق پر کیا تو نے مشرق و مغرب کو ۱۲)
انت فجر مفجر انہارنا / انت سر کاشف اسرارنا
(تو فجر ہے فجر کرنے والا دن ہمارے کا ۱۲) (تو بھید ہے کھولنے والا بھید دن ہمارے کا ۱۲)
انت کالماء و نحن کالرحی / یا خفی الذات محسوس العطا
(تو مثال پانی کے اور ہم مثال چکی کے ۱۲) (ای پوشیدہ ذات تیری اور عطا ظاہر ۱۲)

انت کالریح ونحن کالغبار
یختفی الریح وغبراه جهار

توشال ہوا کے اور ہم مثال غبار کے
پوشیدہ ہے ہوا اور ظاہر ہے غبار
ہیں ہم ان باغ سبز تو مثل بہار
وہ نہاں اسکی ہے بخشش آشکار
تو ہے مثل جان ہم ہیں جون دست و پا
جان سے کھلنا بند ہونا ہاتھوں کا روا
تو مثال عقل ہم مثل زبان
عقل سے پاتی زبان ہے بس بیان
تو مثال شادی ہم مثل ہنسی
ہم ہیں شادی کے نتیجہ سے خوشی
ہے ہماری جنبش ہر دم خود گوا
ہے گواہ وہ ایک ذات کبریا
سنگ چکی کی گردش ہے گوا
نہر کے پانی کے ہونے پر سدا
اے تو باہر میرے قال و وہم سے
خاک مجھ پے اور مری تمثیل پے
صابر عاشق کب تری تصویر سے
ہر گھڑی کہوے کہ جان بیچین ہے
جیسے وہ چوپان کہ کہتا اے خدا
اپنے چوپان یار کے تو پاس آ
تا جوئیں بینوں میں کپڑوں سے ترے
جوتیاں سیون ہیں تیرے واسطے
عشق میں کوئی ہمراہ اسکے تھا
پردہ قاصر پڑھنے تسبیحوں سے تھا
خیمہ گردون پر کیا اس عشق نے
جان سگ عاشق بس اس چوپان کی ہے
جوش بحر عشق حق نے جو کیا
اسکے دل پر کان پر تیرے پڑا

انت کالریح ونحن کالغبار
یختفی الریح وغبراه جهار

تو بہاری ما چو باغ سبز و خوش
او نہان و آشکارا بخششش
تو چو جانی ما مثال دست و پا
قبض و بسط دست از جان شد روا
تو چو عقلی ما مثال این زبان
این زبان از عقل یابد بیان
تو مثال شادی و ما خندہ ایم
کہ نتیجہ شادی فرخندہ ایم
جنبش ما ہر دمی خود اشہدست
کو گواہ ذو الجلال سرمدست
گردش سنگ آسیا در اضطراب
اشہد آمد بر وجود جوی آب
ای برون از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من
بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت
ہر دمی گوید کہ جانم مفرشت
ہمچو آن چوپان کہ می‌گفت ای خدا
پیش چوپان و محب خود بیا
تا سپس جویم من از پیراہنت
چارقت دوزم ببوسم دامنت
کس نبودش در ہوای عشق جفت
لیک قاصر بود از تسبیح و گفت
عشق او خرگاہ بر گردون زدہ
چون سگ خرگاہ آن چوپان شدہ
چونکہ بحر عشق یزدان جوش زد
بر دل او زد ترا بر گوش زد

حکایت جوجی کی کہ چادر اوڑھکر عورتوں میں بیٹھا اور ایک حرکت کی کہ ایک عورت نے اسکو پہچانا اور چیخ ماری

حکایت جوحی کہ چادر پوشیدہ در میان زنان نشستہ و حرکتی کرد کہ زنی او را بشناخت و نعرہ کشید

ایک واعظ کر رہا تھا خوش بیان
زیر منبر جمع تھے مرد و زنان
منہ چھپا کر جوجی چادر سے گیا
ہو کے پنہان عورتوں میں ملگیا
پوچھا اک سائل نے واعظ سے یہ راز
بال پشمون کے ہیں نقصان نماز
بولا واعظ جو کہ ہوں پشمین دراز
بس کراہت اس سے ہو اندر نماز
استرہ سے مونڈ یا نورہ سے تو
تا نماز ہو تیری کامل نیک خو

واعظی بد بس گزیدہ در بیان
زیر منبر جمع مردان و زنان
رفت جوحی چادری در بند ساخت
در میان آن زنان شد ناشناخت
سائلی پرسید واعظ را براز
موی عانہ ہست نقصان نماز
گفت واعظ چون شود عانہ دراز
پس کراہت باشد او را در نماز
یا بنورہ یا بہ سترہ بسترش
تا نمازت کامل آید خوب و خوش

بولا سائل کسقدر ہوں وہ دراز | شرط کیا ہی تا کہ کامل ہو نماز
گفت سائل آن درازی تا چہ حد | شرط باشد تا نماز اکمل بود

بولا جو کی قدر طولانی جو ہو | مونڈنا ہی فرض اُسکا جان لو
گفت چون قدر جوی گردد طول | پس ستردن فرض باشد ای سئول

بیٹھی اک عورت تھی ان جوحی کے پاس | وعظ کی جانب وہ رکھتی تھی حواس
پیش جوحی یک زنی بنشستہ بود | ہوش را بر وعظ و عظ بستہ بود

بولا جوحی اُس سے دیکھ اے بہن تو | پشم میری چاہئیں اتنی نکو
گفت او را جوحی ای خواہر ببین | عانۂ من باشد اکنون انچنین

حق کی خوشنودی کو آگے ہاتھ لا | کر کراہت اسقدر سے ہی روا
بہر خوشنودی حق پیش آر دست | کان بمقدار کراہت آمدست

ہاتھ پاجامہ مین زن نے مرد کے | ڈالا اور آلت چھوا بس ہاتھ سے
دست زن در کرد در شلوار مرد | حزرہ اش بر دست زن آسیب کرد

چیخ ماری زن نے اُسدم سخت تر | بولا واعظ اب ہوا دل پہ اثر
نعرۂ زد سخت اندر حال زن | گفت واعظ بر دلش زد گفت من

صدق اس عورت سے سیکھو وعظ کا | دل پر اسکے جو اثر پیدا ہوا
صدق ازین زن بیاموزید ہین | چونکہ بر دل زد و را گفت چنین

بولا دل پر کیا اثر ہوگا تھا پر | ہاے گر ہوتا یہی دل پر اثر
گفت نی بر دل نزد بر دست زد | وای اگر بر دل زدی ای پر خرد

ساحرون کے تھا اثر دل پر ذرا | کہ عصا و دست اُنھیں یکسان ہوا
بر دل آن ساحران زد اندکی | شد عصا و دست ایشان را یکی

گر عصا بوڑھے سے چھینے ہو خفا | بس ہوا کہ نہ تھے وہ بے دست و پا
گر ز پیرے در ربائی تو عصا | پیش رنجد کان گروہ از دست و پا

نعرۂ لاضیر گردون پر گیا | کاٹ کہ ہو جانکنی سے جان رہا
نعرۂ لاضیر بر گردون رسید | ہین ببر جون جان ز جان کندن رہید

ہمنے جانا کہ نہ ہم یہ جسم ہین | ہم سوا اس جسم کے حق سے جئین
ما بدانستیم کہ این تن نہ ایم | از ورای تن بیزدان میزیم

اے ہو وہ اچھا جانے اپنی ذات کو | امن دائم ہین بنا لے محل رو
ای خنک آن را کہ ذات خود شناخت | اندر امن سرمدی قصر ساخت

روئے گر بچہ لیے جوز و مویز | آگے عاقل کے وہ ہو سہل چیز
کودکی گرید پے جوز و مویز | پیش عاقل باشد آن بس سہل چیز

دل کے آگے تن مویز و جوز ہے | عقل کب بچون کی مردون سے ملے
پیش دل جوز و مویز آمد جسد | طفل کی در دانش مردان رسد

ہے وہ بچہ جو کہ خود محجوب ہے | مرد وہ ہے جو کہ شک کو نہ رکھے
ہر کہ محجوب است او خود کودکیست | مرد آن باشد کہ بیرون از شکیست

ریش و خایہ سے کوئی گر مرد ہے | داڑھی بکرون کے بھی ہوتی ہے دلے
گر بہ ریش و خایہ مردستی کسے | ہر بزی را ریش و مو باشد بسے

پیشوا بد ہے وہ بکرا کہ شتاب | بکرون کو لیجائے سوئے قصاب
پیشوای بد بود آن بز شتاب | میبرد اصحاب را سوی قصاب

ہون ہین رہبر شانہ داڑھی مین کیے | ہے وہ رہبر پر ہی جانب رنج کے
ریش را شانہ زدی کہ سابقم | سابقی لیکن بسوی درد و غم

یہ طریقہ لے و ترک اب ریش کر | ترک آرایش تو اور تشویش کر
ہین روش بگزین و ترک ریش کن | ترک این ما و من و تشویش کن

مست کر داڑھی لیے اپنی تو ہنسی | تا زکم کر اب تو داڑھی آگئی
ریش خود را خندہ زاری کردہ | تا زکم کن چونکہ ریش آوردہ

تا ہو شامل بوئے گل عشاق پر | گلستان کا پیشوا اور راہبر
تا شوی چون بوی گل با عاشقان | پیشوا و رہنمای گلستان

کیا ہے بوئے گل دم عقل و خرد | راہبر ہو وے رہ باغ ابد
چیست بوی گل دم عقل و خرد | شد قلاوز رہ باغ ابد

فرمانا بادشاہ کا مکرر ایاز کو کہ شرح چپلی و … | فرمودن شاه دیگر باره ایاز را که شرح چارق و …

پوستین کی کہو

بھید چیلی کا بیاں کر اے ایاز / اتنا چیلی سے تو کیوں رکھے نیاز
تاکہ سنقر اور بگیارق سنے / بھید چیلی پوستین کا بس ترسے
تجھسے رونق ہے غلامی کو ایاز / نور تیرا آسمان سے ہے فراز
ہوتی ہے آزادوں کی حسرت بندگی / بندگی کو تو نے دی ہے زندگی
ہووے وہ مومن کہ اندر رنج کے / کافر ایمان اسکے سے حسرت کھے

پوستین بگو

شرح چارق را بیان کن ای ایاز / پیش چارق چیست چندین نیاز
تا بنیود سنقر و بکیارقت / سر سر پوستین و چارقت
ای ایازا از تو غلامی نور یافت / نورت از گردون بالا برشتافت
حسرت آزادگان شد بندگی / بندگی را خود تو دادی زندگی
مومن آن باشد که اندر جزر و مد / کافر از ایمان او حسرت خورد

دعوت اسلام کرنا مسلمان کی گبر کو بایزید کے عہد میں

گبر تھا اندر زمانہ بایزید / بولا اس سے اک مسلمان سعید
ہو تو کیا اچھا مسلمان گر تو ہو / تا تو پاوے سو نجات دیکھ تو
بولا گر اسلام یہ ہے اے مرید / جو کہ رکھے شیخ عالم بایزید
تاب و طاقت ہے نہیں اسکی مجھے / کہ وہ افزون جان کی کوشش سے ہے
بیقینی ہوں اگرچہ میں ایمان میں / لیکن ایمان میں بہت من اسکے میں
رکھتا ہوں ایمان کہ سب سے ہے سوا / بس لطیف ہے اور رونق میں بڑا
مومن ایمان کا ہوں اسکے میں ولے / مہر محکم گرچہ منہ پر ہے ترے
بعد ایمان اسکے ہو ایمان ترا / نہ مجھے رغبت ہے اس سے کچھ ذرا
جو کہ سو خواہش تھی اس ایمان کی / تجھکو جو دیکھا وہ باطل ہو گئی
کیونکہ دیکھیں نام ہی معنی نہیں / جیسے جنگل کو مفازہ بس کہیں
جو کوئی کہ دیکھے ایمان کو ترے / اسکا افسردہ ہو عشق ایمان سے
یہ حکایت یاد رکھو تو ہوش سے / صورت اسکی چھوڑ اور معنی کو لے

دعوت کردن مسلمانی گبری را باسلام در عهد بایزید

بود گبری در زمان بایزید / گفت او را یک مسلمان سعید
که چه باشد گر تو اسلام آوری / تا بیابی صد نجات و سروری
گفت این ایمان اگر هست ای مرید / آنکه دارد شیخ عالم بایزید
من ندارم طاقت آن تاب آن / کان فزون آمد ز کوششهای جان
گرچه در ایمان و دین ناموقنم / لیک در ایمان او بس موقنم
دارم ایمان کو ز جمله برترست / بس لطیف و با فروغ و با فرست
مومن ایمان اویم در نهان / گرچه مهرم هست محکم بر دهان
باز ایمان گر خود ایمان شماست / نی بدان میلستم و نی مشتهاست
آنکه صد میلش سوی ایمان بود / چون شما را دید آن باطل شود
زانکه نامی بیند و معنیش نه / چون بیابان را مفازه گفتنی
چون بایمان شما او بنگرد / عشق او ز آورد ایمان بفسرد
این حکایت یادگیر ای تیز هوش / صورتش بگذار و معنی را بکوش

حکایت اس موذن بد آواز کی کہ کفرستان میں بانگ نماز کی واسطے نماز کے دی اور کافروں نے

حکایت آن موذن زشت آواز که در کافرستان بانگ نماز زد برای نماز و مرد کافر

اُسکو تحفہ دیا

اک مؤذن رکھتا بس آواز بد · بچیاڑتا تھا رات بھر وہ حلق خود
خواب خوش مردم پہ کرتا تھا حرام · درد سر رکھتے تھے اُس سے خاص و عام
خواب میں بچے تھے اُس سے چونکتے · مرد و زن تکلیف مین بس اُس سے تھے
چند وکر نے کو وہ سب جمع ہوے · دفع تکلیف اُس سے کرنے کے لیے
پس طلب اُسکو کیا اُس دم وہان · تھیلیان دین زر کی بولے اے فلان
ہم ہین آسودہ اذان سے تیری سب · بس کرم تو نے کیا ہی روز و شب
پہونچی دولت تجھسے جو ہر ایک کو · خواب اک مدت نہ آئی ہمکو تو
کر زبان کوتاہ راحت کے لیے · اور عوض اُسکے ہمین ہمت تو دے
قافلہ جاتا تھا اک کعبہ کو جو · تھیلی زر کی لے ہوا ہمراہ وہ
شب کو اہلِ قافلہ جا کر رہے · ایک منزل مین تھا کفرستان سے
اُس مؤذن عاشق آواز نے · دی اذان اُس کافرستان مین و لے
بس کہا اُسکو نہ دے بانگِ نماز · کہ لڑائی ہو وے بس قصہ دراز
وہ لگا لڑنے نہ آیا اُس سے باز · پس دی کفرستان مین بانگِ نماز
ڈر گئے وہ جملہ فتنہ عام سے · آیا کافر جامہ خلعت کو لے
شمع و حلوا اور اک خلعت بڑا · تحفہ لایا آیا بس الفت بھرا
پوچھتا آیا مؤذن ہے کہان · کہ اذان سے جسکی راحت ہے عیان
کیا ہی راحت اُس بری آواز سے · کہ وہ بتخانہ مین ناگہ آئی ہے
میری اک لڑکی ہے بہتر اور نکو · ہونے مؤمن کی تھی اُسکو آرزو
دور یہ سودا نہوتا اُس سے تھا · پند کرتا تھا ہر اک کافر سدا
مہر ایمان اُسکے دل مین تھا بھرا · اُسکا غم مجمر تھا اور مین عود تھا
مین عذاب و درد و آفت مین تھا · کہ جلے زنجیر اُسکی ہے سوا
کچھ علاج اُسکا نہ مجھسے بس سوا · تا مؤذن نے اذان دی بر ملا
بولی لڑکی کیا یہ مکروہ ہے صدا · کہ یہ دو اک بار مین نے اب سنا

اورا ہدیہا داد

یک مؤذن داشت بس آواز بد · شب ہمہ شب میدریدی حلق خود
خواب خوش بر مردمان کردی حرام · در صداع افتادہ از وی خاص و عام
کودکان ترسان از و در جامہ خواب · مرد و زن زآواز او اندر عذاب
مجتمع گشتند مر توریع را · بہر دفع زحمت و تصدیع را
پس طلب کردند او را در زمان · اقچہا دادند و گفتند ای فلان
از اذانت جملہ آسودیم ما · بس کرم کردی شب و روز ای کیا
چون رسید از تو بہر یک دولتی · خواب رفت از ما کنون ہم مدتی
بہر آسایش زبان کوتاہ کن · در عوض ما ہمتی ہمراہ کن
قافلہ میشد بہ کعبہ از دلہ · آنچہ بستد شد روان با قافلہ
شبگہی کردند اہلِ کاروان · منزل اندر موضع کافرستان
وان مؤذن عاشق آواز خود · درمیانِ کافرستان بانگ زد
چند گفتندش مگو بانگِ نماز · کہ شود جنگ و عداوتہا دراز
او ستیزہ کرد و کج بی احتراز · گفت در کافرستان بانگِ نماز
جملگان خائف ز فتنہ عامہ · خود بیامد کافری با جامہ
شمع و حلوا و یکی جامہ لطیف · ہدیہ آورد و بیامد شد الیف
پرس پرسان کاین مؤذن کو کجاست · کہ صدای بانگ او راحت فزاست
ہین چہ راحت بود زان آواز زشت · کو فتاد از وی بناگہ در کنشت
دختری دارم لطیف و بس سنی · آرزو می بود او را مؤمنی
ہیچ این سودا نمیرفت از سرش · پندہا میداد چندین کافرش
در دلِ او مہر ایمان رستہ بود · ہمچو مجمر بود این غم من چو عود
در عذاب و درد و اشکنجہ بدم · کہ بجنبد سلسلۂ او دم بدم
ہیچ چارہ می ندانستم در آن · تا فرو خواند این مؤذن آن اذان
گفت دختر چیست این مکروہ بانگ · کہ بگوشم آمد این دو چار دانگ

کہ تمام عمر ایسی آواز اب بری / میں نے بتخانہ میں بھی ہرگز سنی

بہن نے اسکی کہا کہ یہ اذان / ہے یہ اعلام اک طریقہ مومنان

تو یقین آیا تو پوچھا اور سے / دوسرا بولا کہ سچ کہتی ہے یہ

جو یقین آیا ہوئی رو زرد وہ / اور مسلمانی سے بس دل سرد وہ

پھر میں چھوٹا رنج اور آلام سے / کل کی شب سویا میں بس آرام سے

یہ ہوئی راحت ہے اس آواز سے / شکریہ میں تحفہ لایا کان وہ ہے

جب وہ آئے دیکھا کہا یہ تحفہ لے / جو ہوا تو جا پناہ میرے لیے

جو کیا احسان میرے ساتھ ہے / بندہ تیرا ہوں ہمیشہ کے لیے

ہوتا گر میں میر ملک مال سے / منہ ترا بھرتا میں زر سے جان لے

من همه عمر این چنین آواز زشت / هیچ نشنیدم درین دیر و کنشت

خواهرش گفته که این بانگ اذان / هست اعلام و شعار مومنان

باورش نامد بپرسید از دگر / آن دگر هم گفت آری ای قمر

چون یقین گشتش رخ او زرد شد / وز مسلمانی دل او سرد شد

باز رستم من ز تشویش و عذاب / دوش خوش خفتم دران بی‌خوف خواب

راحتم این بود از آواز او / هدیه آوردم بشکر آن مرد کو

چون بدیدش گفت این هدیه پذیر / چون مرا گشتی مجیر و دستگیر

آنچه کردی با من از احسان و بر / بندهٔ تو گشته‌ام من مستمر

گر بمال و ملک و ثروت فردمی / من دهانت را پر از زر کردمی

رجوع طرف حکایت گبر کے مسلمان سے بایزید کے ایمان میں

رجوع به حکایت گبر با مسلمان در ایمان بایزید

ہے ترا ایمان سب مکر و مجاز / راہزن جیسے کہ وہ بانگ نماز

لیکن ایمان اور صدق بایزید / میری جان و دل پہ رکھے حسرت مزید

زن نے دیکھا جوں جماع خر کا عیاں / بولی افسوس اس گدھے نے یہاں

گر جماع یہ ہے کہ ہوتا خر سے ہے / ہگتے ہیں شوہر یہ بس کس میں مرے

بخشی دی ہے داد ایمان بایزید / آفریں ہو کہ وہ ہے شاہ فرید

بحر میں گر قطرہ ایمان گرے / اسکا غرق ہو بحر قطرہ میں ولے

دشت میں جیسے کہ ذرہ آگ کا / جو پڑے کل دشت ہو اس میں فنا

جیسے شہ یا فوج کی اک فکر نے / کر دیا انکو تباہ بس جنگ سے

اک ستارہ جو محمد میں کھلا / کفر فانی گبر ترسا کا ہوا

اک ستارہ شرق احمد میں ہوا / تا ہوا کل کفر عالم کا فنا

پایا ایمان وہ گیا آ در اماں / کفر باقی کا ہوا اندر گماں

کفر اول بار میں کچھ رہا / یا مسلمان یا کہ دہشت میں پڑا

میں پائی کرنا یہ ہر کر سے / کف و ذرہ کی شکل بے نور ہے

هست ایمان شما زرق و مجاز / راهزن همچونکه آن بانگ نماز

لیک از ایمان و صدق بایزید / چند حسرت بر دل و جانم رسید

همچو آن زن کو جماع خر بدید / گفت آوه زان خر فحل فرید

گر جماع این ست کاید از خران / بر کس ما میرینند این شوهران

داد جمله داد ایمان بایزید / آفرینها بر چنان شاه فرید

قطرهٔ ایمانش در بحر ار رود / بحر اندر قطره‌اش غرقه شود

همچو آتش ذره‌ای در بیشه‌ها / کاندران بیشه شود یکسر فنا

چون خیال در دل شه یا سپاه / کرد در جالش ایشان را تباه

یک ستاره در محمد رو نمود / تا فنا شد گبر هر گبر وجود

یک ستاره در محمد شد سطرب / تا فنا شد کفر جمله شرق و غرب

آنکه ایمان یافت اندر امان / کفرهای باقیان شد در گمان

کفر صرف اولین باری نماند / یا مسلمانی و یا بیمی نشاند

این بحیلت آب و روغن کردنیست / این مثلها کف و ذره نور نیست

کیا ہے ذرّہ ایک جسمی چیز ہے	روشنی ذرّہ کی نے قسمت رکھے	ذرّہ نبود جز جزء منقسم	ذرہ نبود شارق لاینقسم
ہے مراد اب معنی ذرّہ سے مجھے	بحر کا محرم نہیں ہے کف تو ہے	گفتن ذرّہ مرادم دان خفی	محرم دریا نۂ این دم کفی
شیخ کے ایمان کا جو خورشید ہے	گر طلوع ہو شرق جان شیخ سے	آفتاب نیّر ایمانِ شیخ	در نماند رخ ز شرق جانِ شیخ
پستی کل ہو نور تا تحت الثریٰ	خلد ہو سب عالم بالا سما	جملہ پستی نور گیرد تا ثری	جملہ بالا خلد گردد اخضرے
ایک جان رکھے وہ نور پاک سے	ایک تن رکھے وہ عاجز خاک سے	او یکے جان دارد از نور منیر	او یکی تن دارد از خاکِ حقیر
اے عجب وہ یہ ہے یا وہ ہے کہو	کہ ہے اس مشکل میں مجھکو جستجو	اے عجب اینست او یا آن بگو	کہ بماندم در اشکال جست وجو
وہ اگر یہ ہے تو وہ کیا اے جوان	پر ہے جسکے نور سے سات آسمان	گر وی اینست اے برادر چیست آن	پر شدہ از نور او ہفت آسمان
وہ اگر وہ ہے تو یہ ہے جسم کیا	اے عجب ان دو سے ہے اب کون سا	ور وی آنست این بدن اے دوست چیست	اے عجب زین دو کدامین کیست

حکایت اُس عورت کی کہ شوہر سے کہا گوشت بلّی کھا گئی	**حکایت آن زن کہ شوہر را گفت گوشت گربہ خورد**

ایک عورت مرد گھر والے کی تھی	دانا اور بدکار اور راہزن تھی	بود مردی کدخدا او را زنے	سخت دانا و پلید و رہزنے
جو وہ لاتا صرف کر دیتی اُسے	مرد حیران ہوتا بس تکلیف سے	ہرچہ آوردی تلف کردیش زن	مرد مضطر گشتہ اندر تن زدن
گوشت لایا مرد مہمان کے لیے	اپنے گھر میں کر کے دو سو جہد سے	بہر مہمان گوشت آورد آن معیل	سوی خانہ با دو صد جہد طویل
کھایا زن نے با شراب و با کباب	مرد آیا تو بنایا اک جواب	زن بخوردش با شراب و با کباب	مرد آمد گفت دفع ناصواب
مرد بولا آیا مہمان گوشت لا	چاہیے مہمان کو کھانا کھلا	مرد گفتش گوشت کو مہمان رسید	پیش مہمان لوت میباید کشید
بولی زن وہ گوشت بلّی کھا گئی	گوشت جلدی دوسرا لا تو ابھی	گفت زن کاین گربہ خورد آن گوشت را	گوشت دیگر خر اگر باید ہلا
بولا اے بی بی ترازو کو تو لا	تا کہ بلّی تولوں اور پاؤں کھرا	گفت اے ایبک ترازو را بیار	تا کہ گربہ برکشم گیرم عیار
تولی بلّی تو ہوئی وہ آدھ سیر	مرد نے اُس سے کہا اے زن دلیر	برکشیدش بود گربہ نیم من	پس بگفتش مرد کای محتال زن
گوشت تو زیادہ تھا آدھے سیر سے	اور یہ بلّی بھی آدھے سیر ہے	گوشت افزون نیم من بد یک ستیر	ہست گربہ نیم من ہم اے ستیر
ہے کہاں وہ گوشت گر بلّی یہ ہے	گوشت گر یہ ہے بتا بلّی مجھے	این اگر گربہ است پس آن گوشت کو	ور بود این گوشت گربہ تو
بایزید اب گر یہ ہے وہ روح ہے کیا	گر وہ روح ہے کسکی یہ صورت بتا	بایزید ار این بود آن روح چیست	ور وی آن روح است این تصویر کیست
حیرت اندر حیرت اب ہے اے غلام	یہ نہ تیرا کام ہے نے میرا کام	حیرت اندر حیرت است اے یار من	این نہ کار تست نی ہم کار من
وہ ہی ہے دونوں ولیکن دانہ کشت سے	اصل دانہ کاہ اسکی شاخ ہے	ہر دو او باشد ولیک از ریع و زرع	دانہ باشد اصل و کاہ است فرع
یہ دو ضد باہم کری حکمت نے ہے	اے قصاب اب یہ گردن سے ہے	حکمت این اضداد را برہم ببست	اے قصاب این گردران با گردنست

روح بے قالب نہ کرسکتی ہے کام ۔ قالب بے جان ہے بے کار تمام
قالب بیجان ہے کم مٹی سے دوست ۔ روح مثل مغز قالب مثل پوست
تیرا قالب ظاہر اور جان ہے نہان ۔ ہوتا دونون سے ہے اسباب جہان
خاک مارے سے تو نہ ٹوٹے سر ۔ آب برسے مارے نہ ٹوٹے وہ بر
گر تو چاہے توڑنا سر کا نکو ۔ خاک و پانی کو ملا کر مار تو
ٹوٹے جو سر پانی جائے سوئے اصل ۔ خاک سوئے خاک آئے روز فصل
حق نے حکمت جو کری جوڑے سے ہے ۔ ہوئی ہے حاصل بس نیاز و ناز سے
دور سکو جوڑے سے بس ان پر کھلے ۔ نہ سنا کان اور نہ دیکھا آنکھ نے
کان گر سنتے تو رہتے کان کب ۔ یا نہ سنتے دوسرے کی بات سب
دیکھتا گر برف و یخ خورشید کو ۔ چھوڑتا مرنے سے یخ امید کو
آب ہوتا بے رگون اور بے گرہ ۔ کہ ہوا کے لطف سے جیتا و درہ
بس علاج ہوتا وہ جان ہر درخت ۔ ہر درخت آنے سے اسکے نیکبخت
جو کیا دہ یخ و خود حاجز رہا ۔ نی درختوں پر ہے مسیحا در کیا
لیس یألف لیس یعلف جسمہ ۔ لیس الا شیخ نفس قسمہ
نہیں ہے سازگار کیسا اور کوئی ہم اسکے ترشتہ ۔ نہیں ہے مگر نفس بدبخت قسم اسکا ۱۲
نہیں ضائع اس سے ہو تازہ جگر ۔ شاد سبزہ کا نہ تا صدر ہو مگر

روح بے قالب نتاند کار کرد ۔ قالب بیجان بود بیکار و سرد
قالب بیجان کم از خاک ست دو ۔ روح چون مغزست قالب ہمچو پوست
قالبت پیدا و آن جان بس نہان ۔ راست شد زین ہر دو اسباب جہان
خاک را بر سر زنی نشکند سر ۔ آب را بر سر زنی بر نشکند
گر تو میخواہی کہ سر را بشکنی ۔ خاک را و آب را برہم زنی
چون شکستی سر رود آبش بہ اصل ۔ خاک سوی خاک آید روز فصل
حکمتی کہ حق نمود از ازدواج ۔ گشت حاصل از نیاز و از لجاج
باشد آنگہ ازدواجات دگر ۔ لا سمع اذن ولا عین بصر
گر شنیدی اذن کی ماندی باذن ۔ تا کجا کردی وگر ضبط سخن
گر بدیدی برف و یخ خورشید را ۔ از یخی برداشتی امید را
آب گشتی بعروق و بی گرہ ۔ ز لطف از باد گشتی زرہ
پس شدی درمان جان ہر درخت ۔ ہر درختی از قدومش نیکبخت
وان یخی بفسردہ در خود ماندہ ۔ لامساسی بر درختان ماندہ
لیس یألف لیس یولف جسمہ ۔ لیس الا شیخ نفس قسمہ
نیست ضائع زو شود تازہ جگر ۔ لیک نبود پیک سلطان خضر

حکایت اُس امیر کی کہ غلام کو کہا شراب لا

غلام گیا اور گھڑا شراب کا لایا راہ مین ایک زاہد تھا کہ امر معروف کرتا تھا اُسکے گھڑے کو توڑ ڈالا امیر نے سنکر اُسکی گوشمالی کا ارادہ کیا زاہد بھاگ گیا یہ قصہ عیسیٰ عم کے عہد مین تھا

حکایت آن امیر کہ غلام را گفت می بیار

غلام رفت و سبوی می آورد در راہ زاہدے بود کہ امر معروف میکرد سبوی او را اشکست امیر بشنیدہ قصد گوشمال زاہد کرد زاہد گریخت این قصہ در عہد عیسیٰ بود

کہ ہنوز شراب حرام نہیں ہوئی تھی لیکن زاہد منع لذت وعیش کو کرتا تھا

اٹھ ایاز اب تیرا اختر ہے بلند ۔ سیر کو ہر برج نے تیری پسند
کب پسند ہمت کو تیری ہر وفا ۔ کب صفائی تیری لیوے ہر صفا
پس امیر اک خوشدل و مے خوار تھا ۔ حامی ہر عاجز و ہر مخمور کا
مہربان و مشفق و عادل وہ تھا ۔ اور سخی زر بخش دریا دل تھا
شاہ مردان و امیر المومنین ۔ رازدان و راہب رس دوربین
وہ عیسیٰ کا تھا اور عہد مسیح ۔ راحت خلق و کم آزار و ملیح
آیا اک مہمان اُسکے رات کو ۔ ہم امیر جنس و ہم مشرب تھا وہ
چاہیے مے تھی تکلف کے لیے ۔ کہ حلال اور تھی روا اُسوقت مے
بادہ کم تھی اپنے چاکر سے کہا ۔ کہ گھڑا بھر کے شراب اب جلد لا
اُس فلان راہب کی جو ہے خمر خاص ۔ پائے خاص و عام سے تا جان خلاص
جام راہب سے وہ اک جرعہ کرے ۔ جو ہزاروں خم و خمخانہ کرے
اندر اُس مے کے ہے اک مایہ نہان ۔ جیسے سلطان اک قبا کے درمیان
پارہ پارہ دلق پر کم کر نظر ۔ کہ سیہ کرتے ہیں جو اوپر سے زر
چشم بد کو وہ ہوا مردود ہے ۔ لعل باہر سے ہوا گردودہ ہے
گنج و گوہر رکھتے کب خانہ میں ہیں ۔ گنج دائم رکھتے ویرانہ میں ہیں
گنج آدم تھا بویرانہ دفین ۔ خاک ہوئی اُسکی نظر بند لعین
دیکھتا وہ خاک کو تھا سرسری ۔ جان کہے خاک ہے میری پردہ دری
دو سبو بھر کے وہ چاکر لے چلا ۔ بتکدہ رہبان تک اُس دم گیا
مثل زر مے اُسنے لی اور زر دیا ۔ سنگ عوض میں دے کے اک گوہر لیا
ایسی مے کہ سر پہ شاہوں کے چڑھے ۔ تاج زر کا سر پہ ساقی کے رکھے
شور و شر اور فتنے از بس کہ اُٹھے ۔ بادشاہ اور بندے باہم مل گئے
ہڈیاں گل کر کے جملہ جان ہوئی ۔ تخت و تختہ ہو گیا یکسان بھی

که هنوز می حرام نشده بود ولیکن زاهد منع لذت وتنعم میکرد

ای ایاز استارهٔ تو بس بلند ۔ نیست هر برجی عبورت را پسند
هر صفا را کی پسندد همتت ۔ هر صفا را کی گزیند صفوتت
بود امیری خوشدلی میخوارهٔ ۔ کهف هر مجبور و هر بیچارهٔ
مشفقی مسکین نوازی عادلی ۔ گوهری زربخشی دریا دلی
شاه مردان و امیر المؤمنین ۔ راهبان راز دان و دوربین
دور عیسی بود و ایام مسیح ۔ خلق دلدار و کم آزار و ملیح
آمدش مهمان بناگاهان شبی ۔ هم امیری جنس او خوش مذهبی
باده میبایست شان در نظم حال ۔ باده بود آن وقت ماذون و حلال
باده کم بود و گفت او از غلام ۔ رو سبو پر کن بیاور مدام
از فلان راهب که دارد خمر خاص ۔ تا ز خاص و عام جان یابد خلاص
جرعهٔ زان جام راهب آن کند ۔ که هزاران جره و خمدان کند
اندر آن می مایهٔ پنهانی است ۔ آنچنان کاندر عبا سلطانی است
تو بدلق پاره پاره کم نگر ۔ که سیه کردند از بیرون زر
از برای چشم بد مردود شد ۔ وز برون آن لعل دودآلود شد
گنج و گوهر کی میان خانهاست ۔ گنجها پیوسته در ویرانهاست
گنج آدم چون بویران بد دفین ۔ گشت طینش چشم بند آن لعین
او نظر میکرد در طین سست سست ۔ جان همی گفتش که طینم سد تست
دو سبو بستد غلام و خوش دوید ۔ در زمان تا دیر رهبانان رسید
زر بداد و باده چون زر خرید ۔ سنگ داد و در عوض گوهر خرید
بادهٔ کان بر سر شاهان جهد ۔ تاج زر بر تارک ساقی نهد
فتنهها و شورها انگیخته ۔ بندگان و خسروان آمیخته
استخوانها رفته جمله جان شده ۔ تخت و تخته آن زمان یکسان شده

تیل و پانی سا ہے ہشیاری کے وقت ۔ مثل جان ہے جسم میں مستی کے وقت
جون ہریسہ گوشت گندم غرق ہے ۔ آئینہ میں نی غالب کوئی نہ فرق ہے
جون ہریسہ ہوئی نہ فرق وان ۔ نہ سرا ایسا کوئی کہ نہ غرق یان
ایسے بادہ بین و جا کر بیچلا ۔ میر لیتے کے سوئے دولتسرا
ایک زاہد آگے آیا غم بھرا ۔ خشک مغز اندر بلا کے مبتلا
آتش دل سے بھا تن اسکا گلا ۔ غیر حق سے خانہ خالی اسکا تھا
محنتون سے رنج پائے بیشمار ۔ داغ پر تھے داغ لاکھوں اور ہزار
جہد میں ہر دم غلش دیکھا ہوا ۔ جہد پر وہ رات دن جیکا ہوا
سال و مہ وہ خاک و خون میں مبتلا ۔ نیم شب کو صبر و حلم اسکا گیا
بولا زاہد اس سبو میں کیا ہے شی ۔ بولا بادہ بولا کسکے واسطے
بولا ملک ہے یہ غلا نے میر کی ۔ بولا طالب کرتے ہیں یہ کام بھی
طالب حق اور سدم عیش و نوش ۔ بادۂ شیطان اسدم تیز ہوش
ہوش ہے مردہ تراپے مے کے ہے ۔ ہوش کسنا چاہیے اس ہوش سے
جھکو ہو کیسے ہوش کیا ہنگام سکر ۔ تو ہوا جون مرغ صید دام سکر

وقت هشیاری بود آب و عقلمند ۔ وقت مستی همچو جان اندر تنند
چون هریسه لحم و گندم غرق هم ۔ هیچ سبقی نی در ایشان فرق هم
چون هریسه گشته آنجا فرق نی ۔ نیست فرقی کاندرینجا غرق نی
اینچنین باده همی برد آن غلام ۔ سوی قصر آن امیر نیکنام
پیش آمد زاهدی غمدیده ۔ خشک مغزی در بلا پیچیده
تن ز آتشهای دل بگداخته ۔ خانه از غیر خدا پرداخته
گوشمال محنت بی زینهار ۔ داغها بر داغها چندین هزار
دیده هر ساعت خلش را اجتهاد ۔ روز و شب پیچیده او را اجتهاد
سال و مه در خاک و خون آمیخته ۔ صبر و حلمش نیم شب بگریخته
گفت زاهد در سبوها چیست آن ۔ گفت باده گفت آن کیست آن
گفت این آن فلان میر اجل ۔ گفت طالب را چنین باشد عمل
طالب یزدان و انگه عیش و نوش ۔ بادهٔ شیطان و انگه تیز هوش
هوش تو بی می چنین پژمرده است ۔ هوشها باید بر آن هوش تو بست
تا چه باشد هوش تو هنگام سکر ۔ ای چو مرغی گشته صید دام سکر

حکایت ضیای بلخ و تاج الاسلام اور لطیفہ کہنا ضیاء کا

وہ ضیاء بلخ خوش الہام تھا ۔ بھائی اسکا تاج شیخ اسلام تھا
خلق آگے اسکے پڑھنے کے لیے ۔ جمع ہوتی علم کے بس واسطے
تاج شیخ اسلام شہر تھا بلخ کا ۔ مثل چرچہ کوتہ قد چھوٹا سا تھا
گرچہ فاضل تھا و دانا و ذوفنون ۔ پر ظرافت میں ضیا تھا بس فزون
وہ تھا کوتہ پر ضیا تھا بس دراز ۔ اور تھا شیخ اسلام کو سو کبر و ناز
ننگ و عار آتا تھا اسکو بھائی سے ۔ اور ضیاء عزا تھا آگے خلق کے
ایکدن مجلس میں آیا وہ ضیا ۔ مجتمع تھے قاضی اور اہل صفا
تاج شیخ اسلام از بس کبر سے ۔ نصف اٹھا واسطے تعظیم کے

حکایت ضیای بلخ و تاج الاسلام و لطیفه گفتن ضیای

آن ضیای بلخ خوش الهام بود ۔ دادر آن تاج شیخ اسلام بود
از برای علم خلقی پیش او ۔ گشته دائم در ملازم درس جو
تاج شیخ اسلام دار الملک بلخ ۔ بود کوته قد و کرجک همچو فرخ
گرچه فاضل بود و مختل و ذوفنون ۔ این ضیا اندر ظرافت بد فزون
او بسی کوته ضیا از حد دراز ۔ بود شیخ اسلام را صد کبر و ناز
زین برادر ننگ و عارش آمدی ۔ وین ضیا هم واعظی بد با هدی
روز مجلس اندر آمد آن ضیا ۔ بارگه پر قاضیان و اصفیا
کرد تاج اسلام از کبر تمام ۔ مر برادر را ضیا نصف القیام

پُرغرور اسکو ضیا نے دیکھا جو ۔ پس کیا شرمندہ اُسدم بھائی کو
بولا مزدوری کو تو ہے بس بڑا ۔ سرو قد لینے سے بھی تھوڑا لیا

پس ضیا چون دید کبر اندر سرش ۔ انفعالی داد حالی درخورش
گفت آری پس ازی بہر فرد ۔ اندکی از قد سروت ہم بدزد

رجوع طرف حکایت زاہد اور غلام امیر کے

رجوع بہ حکایت زاہد با غلام امیر

تجھکو عقل و ہوش دے اک جہان ۔ تا پیے مے تو اے نادانِ زمان
رخ ہے زیبا نیل کا ٹیکا لگا ۔ نیل خندان ہو کہ جیسی ہے بدا
نور چمکے تیرے اندر کب غبی ۔ مے پیے جب تک وجا ہے تیرگی
ڈھونڈھتے ہیں دن میں اکثر سایہ کو ۔ ابر کی شب میں ہے اب تو سایہ جو
گر حلال آئی ہے مے بہر عوام ۔ طالبانِ دوست کو آئی حرام
عاشقوں کو خونِ دل بادہ ہے ۔ آنکھ انکی راہ اور منزل لیے ہے
اندر ایسی راہ پُر آفات کے ۔ اے خرد کے رہنما ظلمت بھرے
رہبرون کی آنکھ میں ڈالے تو خاک ۔ کاروان کرتا ہے گمراہ اور ہلاک
جَو کی روٹی ہے حرام الحق اُسے ۔ نفس کو بھوسی کی روٹی بس تو دے
دشمنِ راہِ خدا کو خوار رکھ ۔ چور کو منبر نہ دے اور دار دے
چور کے ہاتھون کو تو اب کاٹ دے ۔ کاٹنے سے ہے تو عاجز باندھ دے
تو نہ باندھے ہاتھ تیرے باندھے وہ ۔ تو نہ توڑے پاؤں تیرے توڑے وہ
نیشکر تو دیتا دشمن کو ہے تو تو ۔ کیلیے کیا کھا تو زہر و خاک کو
مارا پتھر تنگ سے توڑا اسبو ۔ بھاگا وہ زاہد سے اور پھینکا سبو

پس ترا خود عشق گویا ہوش کو ۔ تا خوری می اے تو دانش را جدو
روت بس زیباست نیلی ہم بکش ۔ ضحکہ باشد نیل بر روے حبش
در تو نورے کے در آمد اے غوی ۔ تا تو می نوشی و ظلمت جو شوی
سایہ در روز است جستن قاعدہ ۔ در شب ابری تو سایہ جو شدہ
گر حلال آمد پئے قوتِ عوام ۔ طالبانِ دوست را آمد حرام
عاشقان را بادہ خونِ دل بود ۔ چشمِ شان بر راہ و بر منزل بود
در چنین راہِ بیابانِ مخوف ۔ ایں قلاوز خرد با صد کسوف
خاک در چشمِ قلاوزان زنی ۔ کاروان را گمرہ و ہالک کنی
نان جو حقا حرامست و فسوس ۔ نفس را در پیش نہ نانِ سبوس
دشمنِ راہِ خدا را خوار دار ۔ دزد را منبر منہ بر دار دار
دزد را تو دست ببریدن بسعد ۔ از بریدن عاجزی دستش ببند
ورنہ بندی دستِ او دستِ تو بست ۔ ورتو پایش نشکنی پایت شکست
تو عدو را می دہی و نیشکر ۔ ہر چہ کو زہر نوشش و خاک خور
زود غیرت بر سبو سنگ و شکست ۔ او سبو انداخت از زاہد بجست

خبر دار ہونا امیر کا اور پُرغصہ ہو کر جانا پاس زاہد کے

خبر یافتن امیر و خشم آلودہ رفتن بسر زاہد

میر پاس آیا پوچھا مے کہاں ۔ ماجرا اُس سے کیا بالکل بیان
غصّہ سے میر آگ ہو کر کے اٹھا ۔ بولا کہ جا گھر ہے زاہد کا بتا
تاکہ توڑوں اسکا سر اس گرز سے ۔ قحبہ زادہ کا کہ سر نے عقل ہے
امر معروفی وہ کتا جانے کیا ۔ وہ ہے طالب شہرت و مشہور کا

رفت پیش میر و گفتش بادہ کو ۔ ماجرا را گفت یک یک پیش او
میر چون آتش شد و برجست راست ۔ گفت بنما خانۂ زاہد کجاست
تا بدین گرز گران کوبم سرش ۔ آن سر بیدانش مادر غرش
او چہ داند امر معروف از سگی ۔ طالب معروفیست و شہرگی

تا کرے اس مکر سے اپنی جگہ | تا وہ کچھ اپنے لیے پیدا کرے
وہ نہیں تحقیق رکھے کچھ ہنر | دھوکا مردوں کو وہ دے ہر جان کر
وہ اگر دیوانہ ہے اور فتنہ گر | دار و دیوانہ کی کیا ہے کیر خر
تاکہ شیطان بھاگے چھوڑ کے اس کا سر | کب چلے بے مارے خر والے کے خر
میر نکلا گرز لیکر ہاتھ میں | زاہد بیخود بے آدھی رات میں
مارنا زاہد کو چاہا خشم سے | چھپ گیا زاہد بس اندر پشم کے
سنتا وہ تھا مرد زاہد میر سے | رسی والا پنہان اندر پشم کے
بولا منھ پر مرد کے کہنا بدی | آئنہ سکتا کر رکھے سختگی
آئنہ ساخت، اب منھ چاہیے | تا لگے تو اپنا بد رو دیکھ لے

تا بدین سالوس خود را جا کند | تا بچیزی خویش را پیدا کند
او ندارد خود هنر الا همان | کو تناسب میکند با مردمان
او اگر دیوانه است و فتنه گاو | چارهٔ دیوانه چه بود کیر گاو
تا که شیطان از سرش بیرون رود | بی لت خربندگان خر چون رود
میر بیرون جست و دبوسی بدست | نیمشب آمد بزاهد نیم مست
خواست کشتن مرد زاهد را ز خشم | مرد زاهد گشت پنهان زیر پشم
مرد زاهد می شنید از میر آن | زیر پشم آن رسن تابان نهان
گفت در رو گفتن زشتی مرد | آینه تاند که رو را سخت کرد
روی باید آینه وار آهنین | تات گوید روی زشت خود ببین

حکایت مات کرنا دلقک کا سید شاہ ترمد کو

کھیلتا دلقک سے شہ شطرنج تھا | جو کیا مات اس نے شہ غصہ ہوا
بولا شہ شہ اور شہ پر خشم نے | مارے سر پر مہرے سب شطرنج کے
کہ یہ لے تو اپنی شہ اے قلتبان | صبر کر کے بولا دلقک الامان
پھر لگا دو میر اس سے کھیلنے | وہ تھا لرزان جیسے ننگا برف سے
مات شہ کو پھر دوبارہ بھی ہوا | اور آیا وقت شہ کا شہ کہا
بھاگا دلقک اور کونے میں چھپا | ڈر سے چھ نمدے کو اپنے پر رکھا
نیچے چھ نمدے و گدے کے تلے | لیٹا مخفی خشم شہ سے تا نہ کچھ
بولا شہ میں ہیں یہ کیا اے جان کر | بولا شہ شہ شہا اے تو شاہ تو
کب کوئی حق کہہ سکے جز زیر لحاف | آگے غصہ ناک تجھ جیسے کے صاف
اے تو مات اور زخم شہ سے میں ہوں مات | زیر سامان کردن شہ شہ کی بات
پھر گیا غل سے محلہ اس کے | توڑتے در اور دار و گیر سے

حکایت مات دلقک سید شاہ ترمد را

شاه با دلقک همی شطرنج باخت | مات کردش زود خشم شه بتاخت
گفت شه شه وان شه کبر آورش | یک یک آن شطرنج میزد بر سرش
که بگیر اینک شهت ای قلتبان | صبر کرد و گفت دلقک الامان
دست دیگر باختن فرمود میر | او چنان لرزان که عور از زمهریر
باخت دست دیگر و شه مات شد | وقت شه شه گفتن و میقات شد
بر جهید آن دلقک و در کنج رفت | شش نمد بر خود فگند از بیم تفت
زیر بالشها و زیر شش نمد | خفت پنهان تا ز خشم شه رهد
گفت شه هی هی چه کردی چیست این | گفت شه شه شه شه ای شاه گزین
کی توان حق گفت جز زیر لحاف | با چو تو خشم آور آتش سجاف
ای تو مات و من ز زخم شاه مات | میزنم شه شه ز زیر رختهات
چون محله پر شد از هیهای میر | در لگد بر در زدن و زدار و گیر

پھر رجوع طرف حکایت امیر و زاہد و جمع ہونے مخلوق کے

باز رجوع بہ حکایت امیر و زاہد و اجتماع خلق

خلق داین بائین سے جمع ہوئی ۔ کہ تجھے لازم ہو اب عفو و خوشی
مغز اسکا خشک ہے اور عقل بھی ۔ کم ہے بچون سے خرد فہمیدگی
زہد و پیری ضعف ہے اک ضعف پر ۔ زہد مین آسودگی بس چاہیے
رنج دیکھا اور نہ دیکھا گنج یار ۔ نی ملی اجرت ہوا خستگزار
یا نہین ہے اسکی خدمت کا ثمر ۔ یا نہ آیا وقت عوض کا بیشتر
یا تھی سعی اسکی جون سعی کفار کی ۔ یا جزا وہ وقت پر موقوف تھی
مرد کو درد مصیبت چاہیے ۔ کہ یہ بیکس دشت خونی مین رہے
چشم پر درد اور ہے گوشہ نشین ۔ ترش رو لٹکائے منہ اور غم گزین
نہ کوئی کحال کہ غم اسکا لے ۔ عقل نی سرمہ سے وہ رستہ چلے
جہد کرتا ہے گمان و وہم سے ۔ تا ہو پورا کام اندر شک کے ہر
اسلیے رہ دور تا دیدار دوست ۔ کہ نہ مغز اسکا رہا با عشق پوست
حق سے اک ساعت وہ غصہ مین رہے ۔ ہے نصیب اب رنج مجھکو یار سے
ایکساعت کرتا قسمت سے ہے شر ۔ کہ اڑے سب اور گئے ہین سیر پر
جو مقید ہے بس اندر لون و رنگ ۔ گرچہ زاہد ہے ولے خود ہے وہ تنگ
جبتلک باہر نہ اس تنگ گھر سے ہو ۔ کب کھلے دل اور ہو وے نیک خو
پہلے تنگی مین فراخی سے دلا ۔ زاہدون کو تیغ دینا نے روا
اپنا پھاڑین بیقراری سے شکم ۔ بیمرادی سے ہے غصہ اور غم
بیمرادی خوب اس دنیا کی ہے ۔ بامرادی سرکشی بدخوئی ہے

خلق بیرون جست زد وار چپ و راست ۔ کای مقدم وقت عفوست و رضاست
مغز او خشکست و عقلش این زمان ۔ کمترست از عقل و فهم کودکان
زهد و پیری ضعف بر ضعف آمدش ۔ واندران زهدش گشادی با یدش
رنج دیده گنج نادیده ز یار ۔ کارها کرده ندیده مزد کار
یا نبوده کار او را خود گهر ۔ یا نیامد وقت پاداش از قدر
یا که بود آن سعی چون سعی جهود ۔ یا جزا وابسته میقات بود
مرد را درد و مصیبت این بس است ۔ کاندرین وادی پرخون بیکس است
چشم پر درد و نشسته او بکنج ۔ رو ترش کرده فرو افگنده لنج
نی یکی کحال کاو را غم خورد ۔ عقل هم نی کو به کحل ره برد
اجتهادی میکند با وهم و ظن ۔ کار در بوکست تا نیکو شدن
زان رهش دورست تا دیدار دوست ۔ که نماندش مغز سر از عشق پوست
ساعتی او با خدا اندر عتاب ۔ که نصیبم رنج آمد زین جناب
ساعتی با بخت خود اندر جدال ۔ که همه پران و ما ببریده بال
هر که محبوس است اندر بو و رنگ ۔ گرچه در زهدست خود باشد به تنگ
تا برون ناید ازین تنگین مناخ ۔ کی شود خویش خوش و صدرش فراخ
زاهدان را در خلایش از گشاد ۔ تیغ و استره نشاید هیچ داد
کز ضجر خود را بدراند شکم ۔ غصه آن بیمرادیها و غم
بیمرادیهای این دنیا خوشست ۔ بامرادی تندخوی و سرکشست

بیان مین بیطاقت ہونے سالکون کے پہلے بسط سے اور قصد کرنا مصطفےٰ صلعم کا گرانے خود کو کوہ حرا سے بسبب وحشت حجاب کے اور انھین دکھانا جبرائیل کا

در بیان بیطاقتی سالکان پیش از گشاد و قصد کردن مصطفیٰ افگندن خود را از کوه حرا از وحشت حجاب و نمودن جبرئیل

خود کو اور منع کرنا اور بشارت دینا

مصطفے اک ہجر پڑھتے جبکہ تھے ‖ خود کو تھے وہ کوہ پر سے ڈالتے

تاکہ جبریل انکو کہتا یہ نہ کر ‖ کہ تجھے دولت ہی با حکم قدر

ٹھیر جاتے پھینکنے سے مصطفےٰ ‖ ہجر کا پھر انکو ہوتا ولولا

سرنگون پھر کوہ پر سے آپ کو ‖ ڈالتے اندوہ سے اور غم سے وہ

ہوتے پیدا اور پھر جبرئیل ‖ کہ نہ کر ای شاہ تو ہی بے بدیل

پردہ کھلنے تک یہی وہ کرتے تھے ‖ تاکہ پایا اس گہر کو جیب سے

بار تا ہی خود کو محنت کے لیے ‖ جڑ ہی یہ محنت کی اسکو کیوں نہ لے

بس فدا سے حیرت انسانوں لیے ہی ‖ اور فدا سیرت ہر اک ہم میں ہی ہر

ای وہ اچھا ہی فدا تن کو کرے ‖ ہو ذرا وہ واسطے اس کام کے

اسلیے عاشق ذرا اس فن کا ہی ‖ کہ اسے سو زندگی ہی مرگ سے

عاشق معشوق و عشق اسکا مدام ‖ دونوں عالم میں معزز نیکنام

جو کوئی جان سے فدا اس فن کا ہی ‖ جان کو وہ صرف اس میں کرے

ابتدا یا انتہا میں تو مرے ‖ عاشق و معشوق کی اس جا رہے

یا کرامی ارحموا اہل الہوے ‖ شانہم ردوا التوی بعد التوی

ای کریمو رحم کرو اوپر عاشقوں کے ‖ کردو اونکا خلل تا ہی بلا سے صرف

عفو کر ای میر سختی اسکی کو ‖ دیکھ تو درد اور زشتی اسکی کو

تاکہ تیرا جرم بخشے کبریا ‖ عفو کردے تیری زلت کو خدا

تو نے غفلت سے سبو توڑے بھلا ‖ عفو کی امید پر دل کو رکھا

عفو کر کے عفو کی پائے جزا ‖ ذرہ ذرہ سے قدر تجھکو سزا

رال داران قدر کا ہوش رکھ ‖ قصہ پر میر کے تو نیکو گوش رکھ

سن تو قصہ میر کا پھیرا ای پسر ‖ تا تو اس قصے سے پائے سو خبر

خود را بوی و منع کردن و بشارت دادن

مصطفی را هجر چون بفراختی ‖ خویش را از کوه می انداختی

تا بگفتی جبرئیلش هین مکن ‖ که ترا بس دولتست از امر کن

مصطفی ساکن شدی ز انداختن ‖ باز هجران آوریدی تاختن

باز خود را سرنگون از کوه او ‖ می فکندی از غم و اندوه او

باز گشتی پیش پیدا جبرئیل ‖ که مکن این که تو شاهی بی بدیل

همچنین می بود تا کشف حجاب ‖ تا بیابید آن گهر را او ز جیب

بهر هر محنت چو خود را می کشند ‖ اصل محنتهاست این چونش کشند

از فدائی مردمان را حیرتیست ‖ هر یکی از ما فدائی سیرتیست

ای خنک آنکو فدا کردست تن ‖ بهر آن کارزد فدای او شدن

یار می آن مقبل فدای این فن است ‖ کاندر آن صد زندگی در کشتن است

عاشق و معشوق و عشقش بر دوام ‖ در دو عالم بهره مند و نیکنام

هر یکی چونکه فدای این شی است ‖ کاندر آن ده صرف عمر گشتنی است

گشتنی اندر غروبی یا شروق ‖ که نه شائق ماند آنجا نه معشوق

یا کرامی ارحموا اهل الهوی ‖ شانهم ورد النوی بعد النوی

عفو کن ای میر بر سختی او ‖ در نگر در درد و بدبختی او

تا ز جرمت هم خدا عفوی کند ‖ زلتت را مغفرت در آکند

تو ز غفلت بس سبو بشکسته ‖ بر امید عفو دل بربسته

عفو کن تا عفو یابی در جزا ‖ میشگافد مو قدر اندر سزا

موشگافان قدر را هوش دار ‖ قصه ما را تو نیکو گوش دار

باز بشنو قصه میران دگر ‖ تا بیابی زین حکایت صد خبر

جواب دینا امیر کا سفارشیوں کو اور قبول

جواب گفتن امیر مر شفیعان را و قبول

نہ کرنا سفارش کا بسبب گستاخی کے

شیر ہوا کون ہو وہ جیسے سنگ — مار کر توڑا سبو کو بیدرنگ
جنگلی شیری مین نکلے شیر نر — ڈرتا ڈرتا گذرے وہ با صد خطر
بلکہ ہیبت سے وہ بچہ چھوڑ دے — مار ہو وے مور میرے قہر سے
کیون کیا بندہ مرا آزردہ دل — آگے مہمان کے کیا مجھکو خجل
پھینکا شربت اسکے خون سے خوب جو ہے — مثل زن کے بھاگا ہے خوف سے
جان بچائے کیسے میرے ہاتھ سے — گر مثال مرغ گردون پر اڑے
اسکے پر سے تیر ماردون قہر کا — توڑ دون پر اسکا جو ہی مانگا ہوا
مثل ماہی آب مین جا سے اگر — میری ہیبت سے وہ ہو زیروزبر
سنگ مین گر میری کوشش سے گھسے — لاؤن باہر سنگ کے دل سے اسے
جان بچائے کب میری تلوار سے — گر وہ سو حیلے و تدبیرین کرے
مین ہون اسپر تن کو اسکے دون سزا — تا کہ عبرت دوسرونکو ہو سدا
کام اسکا مکر و حیلہ ہے عیان — پر یہی مقصد اسکا شہرت کا بیان
سب سے کرتا مکر اور بھی مجھسے دو — دون سزا مین اسکے سو مانند کو
اتنے ماردون گرز اسکے سر مین — گنج جان رہے نہ باقی جسم مین
خشم خونخوار اسکا سرکش بس ہوا — آگ اسکے منہ سے بھڑکتی ظاہرا

نا کردن شفاعت بجہت گستاخی

میر گفت آن کیست تا سنگی زند — بر سبوی ما سبو را بشکند
چون گذر سازد بکویم شیر نر — ترس ترسان بگذرد با صد حذر
بلکہ بگذارد ز ہیبت بچہ را — سو رگردد پیش قہرم اژدہا
بندۂ ما را چرا آزرد دل — کرد ما را پیش مہمانان خجل
شربتی کان بہ ز خون او بریخت — این زمان ہمچون زنان از ما گریخت
لیک جان از دست من او کی برد — گر شود چون مرغ بر بالا پرد
تیر قہر خویش بر پرش زنم — پر و بال مردہ ریگش بشکنم
ور شود چون ماہی اندر آب در — از نہیب من شود زیر و زبر
ور رود در سنگ سخت از کوششم — از دل سنگش کنون بیرون کشم
جان نخواہد برد از شمشیر من — ور کند صد حیلہ و تدبیر و فن
من برانم بر تن او عبرتی — تا بود مر دیگران را عبرتی
کار او سالوس و زرق و حیلتست — لیک مقصودش بیان شہرتست
با ہمہ سالوس و با ما نیز ہم — داد او و صد چو او اینم دہم
بر سرش چندان زنم گرز گران — کز تنش بیرون رود گنج روان
خشم خونخوارش شدہ بد سرکشی — از دہانش میدرخشد آتشی

ہاتھ پاؤن چومنا اور دوبارہ سفارش کرنا ہمسایون و شفیعون زاہد کا امیر سے

آن شفیعون نے اٹھا غل اور شور سے — ہاتھ پاؤن چومے از بس میر کے
ای امیر اتنا نہ کینہ چاہیے — گر گئی ہے مے تو خوش بے مے کے ہے
بادہ کیو مایہ تیرے لطف سے — آب حسرت لطف سے تیرے رکھے

دست و پای امیر بوسیدن و دوم بار لابہ کردن شفیعان و ہمسایگان زاہد آن امیر را

آن شفیعان از دم ہیہای او — چند بوسیدند دست و پای او
کای امیر از تو نشاید کین کشی — گر بشد بادہ تو بی بادہ خوشی
بادہ سرمایہ ز لطف تو برد — لطف آب از لطف تو حسرت خورد

بادشاہی کر کرم سے اے رحیم
اے کریم ابن الکریم ابن الکریم

بندہ ہر شی ہے تجھ خدا کی تے
جملہ مستوں کو حسد بس تجھ سے ہے

تو نہ کر گلگونہ کی حاجت رکھے
چھوڑ گلگونہ کہ گلگونہ تو ہے

اے ترا گلگونہ رخ شمس الضحیٰ
رنگ کا اے تیرے گلگونہ گدا

جوش خم میں کرتی ہے بادہ نہاں
شوق رو تیرے سے جوش اسکو کہاں

اے تو کل دریا ہے کیا تو چاہیے کم
اے تو کل ہستی ہے کیا ڈھونڈھے عدم

اے مہ تابان کہ کہیگا کیا تو گرد
اے کہ خورشید آگے تیرے رو ہے زرد

تو خوشی اور ہر خوشی کی کان ہے
کیلئے جان تو بادہ کا لے

تاج کرمنا کا ترے سر پہ ہے
طوق اعطیناک گردن میں ترے

جوہر انسان ہے چرخ اسکا عرض
سب ہیں شاخ اور سایہ ہے تو ہے غرض

علم ڈھونڈھے یا کتبہائے فسوس
ذوق تو ڈھونڈھے ہے حلوائے سبوس

اے ترا چاکر یہ عقل و ہوش ہے
کیوں تو ارزاں بیچے ہے اپنی شے

تیری خدمت فرض سب عالم پہ ہے
جوہر ہے عاجز عرض سے کیلیے

علم اک بحر قطرہ میں چھپا
تین گز تن میں نہاں عالم سوا

مے ہے کیا یا ہے جماع یا ہے سماع
تا تو ڈھونڈھے اس سے خوشی و انتفاع

قرض کب ذرہ سے چاہے آفتاب
کب سبو سے زہرہ لے جام شراب

جان بے حد حد کی قیدی ہو گئی
ہو گرہ میں بند گیا حیف اے اخی

بادشاهی کن ز بخشش ای رحیم
ای کریم ابن الکریم ابن الکریم

هر شرابی بندهٔ این قد و خد
جمله مستان را بود بر تو حسد

هیچ محتاج می گلگون نه
ترک کن گلگونه تو گلگونه‌ای

ای رخ گلگونه‌ات شمس الضحی
ای گدای رنگ تو گلگونها

باده کاندر خم همی جوشد نهان
ز اشتیاق روی تو جوشد چنان

ای همه دریا چه خواهی کرد نم
وی همه هستی چه میجوئی عدم

ای مه تابان چه خواهی کرد گرد
ای که خور در پیش روی تو زرد

تو خوشی و خوب و کان هر خوشی
تو چرا خود منت باده کشی

تاج کرمناست بر فرق سرت
طوق اعطیناک آویز برت

جوهرست انسان و چرخ او را عرض
جمله فرع و سایه اند و تو غرض

علم جوئی از کتبهای فسوس
ذوق جوئی تو ز حلوای سبوس

ای غلامت عقل و تدبیرات و هوش
چون چنینی خویش را ارزان فروش

خدمتت بر جمله هستی مفترض
جوهری چون عجز دارد با عرض

بحر علمی در نمی پنهان شده
در سه گز تن عالمی پنهان شده

می چه باشد یا جماع یا سماع
تا تو جوئی زان نشاط و انتفاع

آفتاب از ذره کی شد وام خواه
زهره از خمره کی شد جام خواه

جان بی کیفی شده محبوس کیف
آفتابی حبس عقده اینت حیف

پھر رد جواب کہنا امیر کا شفیعوں کو

باز جواب و دفع گفتن امیر مر شفیعان را

بولا نہیں میں حریف اس مے کا ہوں
قانع اس ذوق خوشی پر ہے میں نوں

میں نہیں رکھتا غم خوف و امید
ہر طرف ہوتا ہوں جیسے شاخ بید

ایسا میں چاہوں کہ مثل یاسمین
ہوں کبھی گاہے یہاں گاہے چنین

مثل شاخ بید کے ہیں سب یار
کہ ہوا سے رقص کرتے ہیں ہزار

جو خوشی سے مے کی عادت رکھے
اس خوشی کو کب پسند آقا کرے

اس خوشی سے انبیا باہر ہوئے
کہ خوشی میں حق کے مشغول تھے

گفت نی نی من حریف آن میم
من بذوق این خوشی قانع نیم

وا رهیده از غم خوف و امید
گز همیگردم بهر سو همچو بید

من چنان خواهم که همچون یاسمین
گه شوم گاهی چنان گاهی چنین

همچو شاخ بید یاران چپ و راست
که بادش گه نه گو به رقصهاست

آنکه خو کرده است با شادی می
این خوشی را کی پسندد خواجه کی

انبیا زان این خوشی بیرون شدند
که سرشته در خوشی حق بدند

کیونکہ جانان نے اُنکی وہ دیکھی خوشی — آگے اُنکے جو خوشی اِک کھیل تھی
جسکو وہ نورِ حقیقی کھل گیا — کب وہ ہوین ظلمت سے وہ قانع ہوا
جسنے کھائی بھوک مین حق کی غذا — اُسکو کب حسرت سے دینے نان شوربا
جو کہ سویا ہووے اندر گلستان — راغب گھورہ ہو کب جون ابلہان
آب سے مستقی بھاگے کس طرح — دور ہو مخمور مَے سے کس طرح
کوئی عاشق یار سے نے سیر ہو — نے دوا سے صبر ہو بیمار کو
بھاگے عاشق کب بھلا معشوق سے — دیکھے جو کون و مکان پر اُس سے ہی
غیرِ حق پر نے کوئی عاشق ہوا — واقف اُس سے بجز خالق ہوا
یار بت زندہ کا جو کوئی ہوا — کب بغل مین لے وہ مردہ کو بھلا
لے بغل مین وہ کوئی مردہ مگر — کہ جہانِ جان سے نے رکھے خبر

وانکہ جان شان این خوشیہا دیدہ بود — این خوشیہا پیش شان بازی نمود
ہر کرا نورِ حقیقی رو نمود — کی شود قانع بتاریکی وجود
وانکہ در جوع او طعام اللہ خورد — کی ز نان و شوربا حسرت برد
وانکہ باشد خفتہ اندر گلستان — میل گلخن کی کند چون ابلہان
چون کند مستسقی از آب اجتناب — چون کند مخمور دوری از شراب
سیر نبود ہیچ عاشق از حبیب — صبر نکند ہیچ رنجور از طبیب
عاشق از معشوق کی باشد جہان — چون باو بیند ہمہ کون و مکان
ہیچکس بر غیرِ حق عاشق نشد — واقفِ آن سر بجز خالق نشد
یا بتِ زندہ کسی گشت یار — مردہ را کی در کشد اندر کنار
مردہ را کس در کنار آرد مگر — کو ندارد از جہانِ جان خبر

تفسیر اِس آیۃ کی اِنَّ الدَّارَ الْآخِرَۃَ لَہِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ - الدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُہَا کِلَابٌ

تحقیق گھر دوسرا اُسکی حیات ابدی ہی اگر ہوتے جاننے والے ۱۲ — صرز ورکر دنیا مردار ہی — اور طالب اُسکے کتّے ہین ۱۲

در معنی آیۃ وَاِنَّ الدَّارَ الْآخِرَۃَ لَہِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ جناب مصطفیٰ فرمود الدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُہَا کِلَابٌ

ذرّے ذرّے زندہ اُس عالم کے ہین — نکتے جانین اور یہ باتین کرین
عالمِ مردہ مین کب چین اُنکو ہی — کھانس یہ لائق بجز حیوان کے
جسکی گلشن ہو وہ بزم و عیش جا — کب پیے بادہ کو وہ گھورے پہ جا
جائے روحِ پاک علیّین ہی — اور نجس روح کی جگہ سجّین ہی
جائے بلبل کی گل و نسرین ہی — اور کیڑے کا وطن سرگین ہی
حق کے مخمورونکو ہی جامِ طہور — منکرون کیواسطے ہی آبِ شور
جسکو نے عدلِ عمر حاصل ہوا — خونی حجاج اُسکو بس عادل ہوا
دختروں کو لعبتانِ مردہ ہین — کہ نہ آگہ کھیل سے زندون کے ہین
زورِ بازو نے مروّت سے رکھین — تیغ چوبین خوب سارے لڑکونکو ہین
قانع کافر ابنیا کے نقش سے — کہ منقش اُنسے بتخانہ کیے

آنجہان چون ذرّہ ذرّہ زندہ اند — نکتہ دانند و سخن گوینده اند
در جہانِ مردہ شان آرام نیست — کاین علف جز لائقِ انعام نیست
ہر کرا گلشن بود بزم و وطن — کی خورد او بادہ اندر گولخن
جای روح پاک علیّین بود — جای روحِ ہر نجس سجّین بود
جای بلبل گلبن و نسرین بود — کرم باشد کش وطن سرگین بود
بہر مخمور خدا جامِ طہور — بہر منکر آبِ شور و دیگ نفور
ہر کرا عدلِ عمر ننمود دست — پیش او حجاج خونی عادل است
دختران را لعبتِ مردہ دہند — کہ ز لعبِ زندگان نا آگہند
چون ندارند از فتوّت زور و دست — کودکان را تیغ چوبین بہتر است
کافران قانع بنقشِ انبیا — کان نگاریدست اندر دیرہا

وہ جہاں میں ذرہ روشن ہیں جو ہی / ہمکو نی پروا ہی نقش و سایہ سے
وان جہان را چو ذرہ روشن نیست / ہیچ آن بی پروای نقش و سایہ نیست

ایک نقش اندر جہان انکا رکھا / دوسرا نقش انکا بالا سے سما
آن یکی نقشش نشستہ در جہان / وان دگر نقشش چو مہ بر آسمان

یہ دہن گویا ہی انکا با جلیس / دوسرا حق سے ہی گویا اور انیس
این دہانش نکتہ گویان با جلیس / وان دگر با حق بگفتار و انیس

گوش ظاہر انکا افسانہ سُنے / گوش باطن بھید امر کن جانے
گوش ظاہر ضبط این افسانہ کن / گوش باطن جاذب اسرار کن

چشم ظاہر دیکھتی حلیہ بشر / چشم دل حیران ما زاغ البصر
چشم ظاہر ضابطہ حلیہ بشر / چشم سر حیران ما زاغ البصر

دست ظاہر لیتا اور دیا کرے / دست باطن در پئے ہی اللہ کے
دست ظاہر میکند داد و ستد / دست باطن بر در فرد و صمد

پاؤں ظاہر کا صف مسجد میں ہی / پاؤں باطن کا پھرے افلاک پے
پای ظاہر در صف مسجد صواف / پای معنی فوق گردون در طواف

انکا جز ایسے ہی تو جان لے / یہ ہی اندر وقت کے باہر وہ ہی
جزو جزوش را تو بشمر ہمچنین / این درون وقت و آن بیرون حین

وقت میں جو یہ ہی رہے گا تا اجل / دوسرا یار ابد ہی اور ازل
اینکہ در وقت است باشد تا اجل / وان دگر یار ابد قرن ازل

ایک نام اسکا ولی القبلتین / دوسرا نام انکا امام الدولتین
ہست یکنامش ولی القبلتین / وان دگر نامش امام الدولتین

خلوت و جلوت نہیں لازم ہمیں / عزم انپر کوئی بھی عازم نہیں
خلوت و چلہ برو لازم نماند / ہیچ غزمی مرد را حازم نماند

ہو مرض پر منیر کب بحران رہے / کفر ہوا ایمان کب کفران رہے
علت او پیش شد بحران نماند / کفر او ایمان شد و کفران نماند

جیوں الف وہ استقامت سے اٹھا / نی رکھے اوصاف کچھ اپنا ذرا
چون الف از استقامت شد بہ پیش / او ندارد ہیچ از اوصاف خویش

اپنے جامہ خو سے وہ تنہا ہوا / جان جان اجزا سے وہ ننگا ہوا
گشت فرد از کسوت خوہای خویش / شد برہنہ جان بجان افزای خویش

جو گیا ننگا وہ آگے شاہ کے / وصف قدسی سے دیا جامہ اسے
چون برہنہ رفت پیش شاہ فرد / شاہش از اوصاف قدسی جامہ کرد

پہنا خلعت اسنے وصف شاہ سے / جاہ سے وہ پہونچا بام جاہ پے
خلعتی پوشید از اوصاف شاہ / بر پرید از چاہ بر ایوان جاہ

دُرد وصاف ایسا ہوا جو تحت سے / طشت پر آیا وہ زیر طشت سے
ہمچنین باشد چو دُردی صاف گشت / از بن طشت آمد او بالای طشت

طشت کے نیچے وہ کیوں تھا دردناک / بدلتے شومی اسمیں تھے اجزائے خاک
در بن طشت از چہ بود او درد ناک / شومی آمیزش اجزای خاک

یار ناخوش تھے بندھے اسکے پر / ورنہ تھا در اصل پران بیشتر
یار ناخوش پر و بالش بستہ بود / ورنہ او در اصل بس برجستہ بود

جو عتاب اہبطوا اسپر ہوا / اُلٹا لٹکایا اسے ہاروت سا
چون عتاب اہبطوا انگیختند / ہمچو ہاروتش نگون آویختند

اک فرشتہ بیگمان ہاروت تھا / پر معلق ایسا خفگی سے ہوا
بود ہاروت از ملائک بیگمان / از عتابی شد معلق ہمچنان

سرنگون ہے راز دانی سے ہوا / اسلیے کہ مقتدا خود کو کیا
سرنگون زان شد کہ از سر دور ماند / خویش را سر ساخت تنہا پیش راند

ٹوکرے نے دیکھا پر آب کو / ہوکے مستغنی چھپا دریا سے وہ
آن سبد خود را چو پر از آب دید / کرد استغنا و از دریا برید

جو نہ دل میں قطرہ آب اسکے رہا / پھر طلب دریا نے رحمت سے کیا
در جگر چون قطرہ آبش نماند / بحر رحمت کرد و او را باز خواند

رحمت ایسے علت اور بے جا کری / آئی دریا سے بوقت بہتری
رحمت بی علتی بی خدمتی / آید از دریا مبارک ساعتی

اللہ اللہ سجدے کے پھیر گرد تو ۔ گرچہ ہوویں اہل دریا زرد رو
تا کہ آئے لطف اور بخشش نکو ۔ گوہری سے سرخ ہووے زرد رو
منہ کی زردی فوق ہو گلرنگ سے ۔ انتظاری ہیں ہر اک نگہ یار کے
لیک سرخی رخ پہ جو تابش رکھے ۔ اسلیئے کہ خاتم اسکی جان ہو
کہ طمع روز زرد اور لاغر کرے ۔ نہ مرض نہ علت اور نہ درد سے
بے مرض سکے دیکھے جو تو زرد رو ۔ ہووے حیرت عقل جالینوس کو
جو طمع تو رکھے اندر نور ہو ۔ مصطفے کہوں کہ ذلت نفسہ
نور بے سایہ لطیف و پاک ہے ۔ و مشبک سایہ غربالی رکھے
جتنے عاشق ہیں برہنہ اپنا تن ۔ آگے کیا انکو کے جامہ کیا بدن
روزہ دارون کے لیے نان و غذا ۔ خرگس کو اک ہے چولا شوربا
بات یہ حد سے زیادہ بس ہے جہ ۔ ای ایاز اب حال اپنا تو کہو

اللہ اللہ گرد دریا باز گرد ۔ گرچہ باشند اہل دریا روی زرد
تا کہ آید لطف و بخشایشگری ۔ سرخ گردد روی زرد از گوہری
زردی رو بہترین رنگہاست ۔ زانکہ اندر انتظار آن لقاست
لیک سرخی بر رخ کو لامع است ۔ بہر آن آمد کہ جانش قانع است
کہ طمع لاغر کند زرد و ذلیل ۔ نی ز رنج و علت آید و علیل
چون بہ بیند روی زرد بی سقم ۔ خیرہ گردد عقل جالینوس ہم
چون طمع بستی تو در انوار ہو ۔ مصطفی گوید کہ ذلت نفسہ
نور بی سایہ لطیف و عالی است ۔ آن مشبک سایہ غربالی است
عاشقان عریان ہمی خواہند تن ۔ پیش عریانان چہ جامہ چہ بدن
روزہ داران را بود آن نان خوان ۔ خرگس را چہ ابا چہ دیگدان
این سخن از حد و اندازہ است بیش ۔ ای ایاز اکنون بگو احوال خویش

دوسری بار خطاب کرنا بادشاہ کا ایاز کو

دیگر بارہ خطاب شاہ مر ایاز را

اب کہو احوال اپنا اے ایاز ۔ گرچہ تصویر حکایت ہوئی دراز
ہر ترا احوال اک نئی طرز پے ۔ راضی کب تو ہو کے اس احوال سے
قصہ اس احوال اپنے کا کہو ۔ خاک سر پر حال اس دنیا کے ہو
حال باطن گر نہ آئے قال میں ۔ حال ظاہر میں کہوں فرحت میں
موت کی تلخی ہو لطف یار سے ۔ قید سے خوشتر و بہتر جان ہے
گر پڑے دریا میں گرد اس قند سے ۔ تلخی اس دریا کی کل شیریں بنے
سیکڑوں احوال آئے غیب سے ۔ اسطرح سے غیب کی جانب گئے
آج کا احوال مثل کل نہیں ۔ مثل جو جاری ہے وہ کر تو یقین
شادی ہر دن آتی ہے نئی رنگ کی ۔ فکر ہر دن کا نیا اک ڈھنگ ہے

ہین بگو احوال خود را ای ایاز ۔ گرچہ تصویر حکایت شد دراز
ہست احوال تو از کان نوی ۔ تو بدین احوال کی راضی شوی
ہین حکایت کن از این احوال خوش ۔ خاک بر احوال درس پنج و شش
حال باطن گر نمی آید بگفت ۔ حال ظاہر گویمت در طاق و جفت
کہ ز لطف یار تلخیہای مات ۔ گشت بر جان خوشتر از قند و نبات
زان نبات ار گرد در دریا رود ۔ تلخی دریا ہمہ شیرین شود
صد ہزار احوال آمد ہمچنین ۔ باز سوی غیب رفتند ای امین
حال ہر روزی بدی مانند نی ۔ ہمچو جو اندر روش کش بند نی
شادی ہر روز از نوعی دگر ۔ فکرت ہر روز را دیگر اثر

تمثیل جسم آدمی کی مہمان سرائے اور تمثیل مختلف اندیشوں کی مہمانوں سے اور عارف

تمثیل تن آدمی بہ مہمانخانہ و تمثیل اندیشہای مختلف بہ مہمانان و عارف

صابر اندیشون مین باشد مرد مہمان دوست کے

صابر در ان اندیشہا چون مرد مہمان دوست

جسم انسان خانۂ مہمان ہے / ہر سحر مہمان نو آتین رہے
ز غلط کہتا ہوں بلکہ صبحدم / آئے مہمان فکرتِ شادی و غم
میزبان رہ خوش ہوا ای خلیل / منتظر رہ پر رہو سوے سبیل
آئے جو دل مین جہانِ غیب سے / اسکو خوش رکھ وہ ترا مہمان ہے
مت کہو کہ میری گردن پر رہے / کہ ابھی سوے عدم پھر وہ اُڑے

ہست مہمانخانہ این تن ای جوان / ہر صباحی ضیف نو آید دوان
ز غلط گفتم کہ آید صبحدم / ضیف تازہ فکرت شادی و غم
میزبان تازہ رو شو ای خلیل / در مبند و منتظر شو در سبیل
ہرچہ آید از جہانِ غیب وش / در دلت ضیفست او را دار خوش
ہین مگو کہ ماند اندر گردنم / کہ ہم اکنون باز پرد در عدم

حکایت اُس مہمان کی کہ میزبان کی عورت نے کہا کہ افسوس بارش ہونے لگی اور مہمان ہم پر پڑا

حکایت آن مہمان کہ زن خداوند خانہ گفت کہ آہ باران گرفت و مہمان بر ما بماند الغیاث

ایک شب وقت اک کے مہمان ہوا / اسکو مثلِ طوق گردن پر رکھا
کھانا مہمان کو کھلایا شاد ہو / اُس محلہ مین تھی شادی رات کو
مرد نے عورت سے پوشیدہ کہا / دو بچھونے آج شب کو تو بچھا
میرا بستر در کی جانب تو بچھا / واسطے مہمان کے تو اُس سو بچھا
بولی عورت خدمت اور طاعت کرون / چشم روشن اب اطاعت سے رکھون
دونون بستر کرکے وہ عورت گئی / شادی والون کے یہان جا کر ملی
اُسکا شوہر اور وہ مہمان رہا / اُسکے آگے کھانا خشک و تر رکھا
قصۂ ابنادہ بیان کرتے رہے / نصف شب تک ماجرا کہتے رہے
بعدہ مہمان قصہ و خواب سے / لیٹا جا بستر پہ در کے پاس کے
ز خجلت سے شوہر نے اُسے / کہ یہ بستر میرے بس سونے کا ہے
اے کرم تیرے سونے کے لیے / اُس طرف بستر کیا ہے مین نے ہے
جو قرار اُس نے کیا عورت سے تھا / اُسطرف مہمان بدل کر سو گیا
خوب بیانی اُس شب کو وہان / کڑکڑی وہ ابر سے بس آسمان

آن یکی را بیگہان آمد قنق / ساخت او را ہمچو طوق اندر عنق
خوان کشید آنرا کرامتہا نمود / آن شب اندر کوی ایشان سور بود
مرد زن را گفت پنہانی سخن / کامشب ای خاتون دو جامہ خواب کن
بستر ما را بگستر سوے در / بہر مہمان گستر آن سوے دگر
گفت زن خدمت کنم فرمانبرم / سمع و طاعت ای دو چشم روشنم
ہر دو بستر گسترید و رفت زن / سوی ختنہ سور کرد آنجا وطن
ماند مہمانِ عزیز و شوہرش / نقل بنہادند از خشک و ترش
در سمر گفتند ہر دو منتجب / سرگذشت نیک و بد تا نیم شب
بعد از ان مہمان ز خواب و از سمر / شد در ان بستر کہ بد آن سوی در
شوہر از خجلت بدو چیزی نگفت / کہ ترا این سوست ای جان جای خفت
کہ برای خواب تو ای بو الکرم / بستر آن سوے دگر افکندہ ام
آن قراری کہ بزن او کردہ بود / گشت مبدل آنطرف مہمان غنود
آن شب آنجا سخت باران در گرفت / کز شکوہ ابرشان آمد شگفت

آئی عورت تھا قرار اور بےگمان — سوی در شوہر ہے اُس سو مہمان
زن لحاف اندر برہنہ گھس گئی — اور دئے مہمان کو بوسے کئی
بولی مین ڈرتی تھی اے مرد اہل عیش — جو کہ مین ڈرتی تھی آیا وہی پیش
پانی کیچڑ نے رکھا مہمان کو — مثل دستک تجھے سلطانی کے ہو
پانی کیچڑ مین وہ کب ہے جا سکے — تیری جان و سر پہ وہ تاوان رہے
جلد اُٹھا مہمان کہا زن چھوڑ دے — موزہ رکھتا ہون نہ غم کیچڑ سے ہے
مین چلا اور تم یہان پر خوش رہو — جان سفر مین خوش نہ اکدم ہو جیو
تا کہ جلدی جائے اپنی اصل کو — یہ خوشی رہزن سفر مین بسکہ ہو
زن پشیمان ہو گئی اس بات سے — چلدیا مہمان جبکہ رات سے
آخر از بسکہ کہا زن نے لیئے — گر ہنسی کی تو مسخر جان لے
نفع نہ زن کی خوشامد نے کیا — چلدیا اور اُسکو حسرت مین رکھا
تھے سیہ پوشی مین غم سے مرد و زن — صورت اُسکی دیکھی شمع بے لگن
جاتا وہ دشت اُسکی نور شمع سے — ظلمت شب مین تھا مثل خلد کے
اپنے گھر کو کر دیا مہمان سرا — خجلت و غم سے جو دیکھا ماجرا
پیرہ دل مین دونون از راہ نہان — ہر گھڑی کرتے خیال مہمان
کہ ہوا تھا خضر یار از رہ سخا — گنج دیتا ہے کہ ہر روزی نہ تھا

زن بیامد بر قرار آنکه شو — سوی در خفته است و آنسو آن عمو
رفت عریان در لحاف آن دم عروس — داد مهمان را برغبت چند بوس
گفت میترسیدم ای مرد کلان — زانچه میترسیدم آمد خود همان
مرد مهمان را گل و باران نشاند — بر تو چون صابون سلطانی بماند
اندرین باران و گل او کی رود — بر سر و جان تو او تاوان شود
زود مهمان جست و گفت ای زن بهل — موزه دارم من ندارم غم ز گل
من روان گشتم شما را خیر باد — در سفر یکدم مبادا روح شاد
تا که زوتر جانب معدن رود — کاین خوشی اندر سفر رهزن شود
زن پشیمان شد ازین گفتار سرد — چون رمید و رفت آن مهمان فرد
زن بسی گفتش که آخر ای امیر — گر مزاحی کردم از طیبت بگیر
لابه و زاری زن سودی نداشت — رفت و ایشان را دران حسرت گذاشت
جامه ازرق کرد از غم مرد و زن — صورتش دیدند شمع بی لگن
میشد و صحرا ز نور شمع مرد — چون بهشت از ظلمت شب گشت فرد
کرد مهمانخانه خانه خویش را — از غم و از خجلت این ماجرا
در درون هر دو از راه نهان — هر زمان گفتی خیال میهمان
که منم یار خضر صد گنج جود — میفشاندم لیک روزی تان نبود

تمثیل فکر ہر روزہ کی کہ دل مین آتی ہے ساتھ اُس مہمان نو کے کہ پہلے روز گھر مین آکر ٹھہرتا ہے اور فضیلت مہمانداری و نازبرداری مہمانون کی

تمثیل فکر هر روزینه که در دل آید بمهمان نو که از اول روز در خانه فرود آید و فضیلت مهمانداری و ناز مهمان کشیدن

فکر ہر دم مثل مہمان عزیز — آتی سینہ مین ہے جون جان عزیز
فکر کو ای جان بجا خود کی جان — فکر سے ہوتی ہے قدر مردمان

هر زمان فکری چو مهمان عزیز — آید اندر سینه چون جان عزیز
فکر را ای جان بجای شخص دان — زانکه شخص از فکر دارد قدر جان

فکر غم شادی کی رہ روکے ہے گر / کام شادی کا بناتی ہے مگر
فکر غم گر راه شادی میزند / کارسازیهای شادی میکند

جھاڑتی ہے جلد گھر وہ غیر سے / آئے تا کہ نو شادی اصل خیر سے
خانه میروبد بتندی او ز غیر / تا درآید شادی نواز اصل خیر

جھاڑتے ہیں زرد دل کی شاخ سے / سبز پتا شاخ میں تا کہ اگے
میفشاند برگ زرد از شاخ دل / تا بروید برگ سبز متصل

کاٹتے ہیں جڑ پرانے سرو سے / تا سوا اسکے نیا سرو اک اگے
میکند از بیخ سرو کهنه را / تا خرامد ذوق نواز ماورا

کاٹتے ہیں غم پرانی بیخ کو / تا دکھا دے بیخ وہ پوشیدہ رو
غم کند بیخ کژ پوسیده را / تا نماید بیخ رو پوشیده را

غم بڑھے یا کہ کاٹے دل سے جو / بیش عوض ہیں اسکے بہتر لا دو
غم ز دل هرچه بریزد یا برد / در عوض حقا که بهتر آورد

خاص کر اسکو کہ یہ ہووے یقین / کہ یہ غم ہے بندۂ اہل الیقین
خاصه آنرا که یقینش باشد این / که بود غم بندهٔ اهل الیقین

ابر و بجلی گر ترش رو نہ کرے / پس جلے انگور تاب شمس سے
گر ترشروئی نیارد ابر و برق / رز بسوزد از تبسمهای شرق

سعد و نحس اک دل میں جہان تیرے رہے / جون ستارہ خانہ خانہ جائے وہ
سعد و نحس اندر دلت مهمان شود / چون ستاره خانه خانه میرود

جبکہ تیرے برج میں وہ رہیں مقیم / مثل طالع اسکے تو شیریں رہو
آن زمان که او مقیم برج تست / باش همچون طالعش شیرین و چست

متصل وہ جبکہ ہووے ماہ کے / شکر کرے تیرا دل کے شاہ سے
تا که چون با مه شود او متصل / شکر گوید از تو با سلطان دل

سات سال ایوب با مہمان رب / تھے بلا میں راضی و صابر وہ سب
هفت سال ایوب با ضیف خدا / در بلا خوش بود با صبر و رضا

لوٹ کر کے جائے جب وہ بلا / شکر سو اسکا کرے پیش خدا
تا چو واگردد بلای سخت رو / پیش حق گوید بصدگون شکر او

مجھ محب کش کی محبت سے ہو ترش / نہ ہوا ایوب کچھ بھی رو ترش
کز محبت با من محبوب کش / رو نکرد ایوب یک لحظه ترش

وہ وفا و خجل حکم رب سے تھا / بسکہ جون شیر و شکر اندر بلا
از وفا و خجلت حلم خدا / بود چون شیر و عسل او در بلا

نو بنو سینہ میں آتی فکر ہے / جا تو خیر مقدم اسکے خوش خوش سامنے
فکر در سینه درآید نو بنو / خندخندان پیش او تو باز رو

کہ اعذنی خالقی من شرہ / لا تحرمنی انل من برہ
که اعذنی خالقی من شره / لا تحرمنی انل من بره

رب اوزعنی لشکر ما اری / لا تعقب حسرة لی ان مضی
رب اوزعنی لشکر ما اری / لا تعقب حسرة لی ان مضی

اس ضمیر رو ترش کا رکھ تو دھیان / اس ترش کو جون شکر شیریں جان
آن ضمیر رو ترش را پاس دار / آن ترش را چون شکر شیرین شمار

ابر گرچہ ہے ترش رو ظاہرا / پیدا گلشن کو کرے ابر سیا
ابر اگر هست ظاهر رو ترش / گلشن آرنده است ابر و شوره کش

فکر غم کو ابر کے مانند جان / ست ترش سے ہو ترش رو بے چنان
فکر غم را تو مثال ابر دان / با ترش تو رو ترش کم کن بدان

ہے توقع وہ گہر پاس اسکے ہو / جہد کر راضی ہو تجھسے تاکہ وہ
بو که آن گوهر بدست او بود / جهد کن تا از تو راضی او شود

گر نہ گوہر رکھے اور نہ ہو غنی / شیریں عادت اپنی زیادہ کر ابھی
ور ندارد گوهر و نبود غنی / عادت شیرین خود افزون کنی

دوسری جا نفع دے عادت تری / تاکہ اک دن پوری ہو حاجت تری
جای دیگر سود دارد عادتت / ناگهان روزی برآید حاجتت

فکر مانع ہووے شادی کی تری — حکم حکمت سے ہو مانع کے وہ بھی
تو نہ جان اسکو حقیر اب اے جوان — ہے امید خیر ہووے صاحبقران
تو نہ کہ ہے شاخ اسکو اصل جان — تا سدا مقصد لیے ہو غالب یہان
گر تو اسکو شاخ جانے اور مضر — چشم تیری اصل میں ہو منتظر
انتظاری زہر بس مذہب میں ہے — اس روش سے مرگ میں دائم رہے
اصل جان اسکو بغل میں اسکو لا — مرگ منتظری سے دائم چھوٹ جا

فکرتت گر شادیت مانع شود — آن بامر و حکمت صانع شود
تو مخوان دو چار انگش ای جوان — بو کہ بختی باشد و صاحبقران
تو مگو فرعیست او را اصل گیر — تا شوی پیوستہ بر مقصود چیر
ور تو او را فرع گیری و مضر — چشم تو در اصل باشد منتظر
زہر آمد انتظار اندر چشش — دائما در مرگ باشی زان روش
اصل دان آن را بگیرش در کنار — باز رہ دائم ز مرگ انتظار

دوسری بار خطاب کرنا شاہ کا ایاز سے اور نوازنا اسکا ایاز کو

دیگر بار خطاب شاہ با ایاز و نواختن او ایاز را

اے ایاز نیک با صدق و صفا — صدق تیرا بحر و کوہ سے ہے سوا
وقت شہوت کے نہ تجھکو ہو خوشی — مثل کہ جاسے نہ عقل کہ تری
صبر تیرا وقت کینہ و خشم کے — سست ہووے نے قرار آخر رہے
یہ ہے مردی اور نہ داڑھی و ذکر — ورنہ میر مصر ہوتا کیر خسر
مرد کسکو حق نے قرآن میں کہا — کب مجال اس تن کو ہووے اس جگہ
روح حیوانی کو کیا ہے مرتبا — تو نکل بازار قصابوں سے جا
سیکڑوں انسان ہیں بندہ شکم — انکی قیمت گوشت و دنبے سے ہے کم
بندہ شہوت کا نہو جبتک سکے — پیچھے شہوت کے تو ہرگز مت پھرے
ورنہ شہوت تجھکو آوارہ کرے — پھانسے زندہ گور تیرہ میں تجھے
ہے وہ قحبہ کیر کی تندی سے جو — عقل اسکی ہوش شہوت شیر ہے
اک حکایت کہتا اس معنی میں ہوں — دل ترا شہوت سے کل دھوتا میں ہوں

ای ایاز پر نیاز صدق کیش — صدق تو از بحر و از کوہ است بیش
نی بوقت شہوتت باشد عثار — نی ز رو عقل چو کوہت کاہ وار
نی بوقت خشم و کینہ صبرہات — سست گردد در قرار و در ثبات
ہست مردی این نہ آن ریش و ذکر — ورنہ بودی میر میران کر و خر
حق کرا خواندہ است در قرآن رجال — کی بود این جسم را آنجا مجال
روح حیوان را چہ قدرست ای پدر — آخر از بازار قصابان گذر
صد ہزاران سر نہادہ بر شکم — ارزشان از دنبہ و از گوشت کم
تا توانی بندۂ شہوت مشو — در پی شہوت مکن جان را گرو
ورنہ شہوت خانمانت بر کند — زندہ ات در گور تاریک افکند
روسپی باشد کہ از جولان کیر — عقل او موشی شود شہوت چو شیر
اندرین معنی حکایت گومیت — تا دل از شہوت بکلی شوییت

وصیت کرنا باپ کا اپنی لڑکی کو کہ تو خاوند سے اپنے کو بچانا تا تو حاملہ نہووے

وصیت کردن آن پدر دختر خود را کہ خود را ازین شوہر کہ تراست نگاہدار تا حاملہ نشوی

ایک خواجہ تھا و دختر اسکی تھی — زہرہ صورت ماہ رخ مثل پری
جبکہ وہ بالغ ہوئی شادی کری — شوہر اسکا تھا نہ اسکے کفو سے بھی

خواجہ بود و مر او را دختری — زہرہ خدی مہ رخی سیمین بری
گشت بالغ داد دختر را بشوی — شو نبود اندر کفایت کفو اوی

جب کہ خربوزہ دار ہو وے پر آب — گر نہ کاٹیں اسکو وہ ہو وے خراب
جو ضرورت بس تھی لڑکی کو دیا — خوف سے فتنہ کے ناکفو ہی کو لا
اور کہا لڑکی کو اس داماد سے — بچنا تا کہ حمل نہ ہو وے تجھے
کہ ضرورت سے گدا کو ہی دیا — اس غریب خوار کو کب ہو وفا
ناگہاں وہ جا سب کو چھوڑ کے — تجھ سے اولاد اسکی بس آفت ہے
بولی لڑکی میں کروں اے پیر عمل — ہے نصیحت تیری بہتر بے خلل
دو سے دن تیسرے دن وہ پدر — کہتا لڑکی کو کہ بچنا بیشتر
اس طرح کی قوم بھی عالم میں ہے — کہ نصیحت اس طرح کی وہ کرے
لڑکی ناگہ حاملہ اس سے ہوئی — جو کہ تھے دونوں جوان پر شہوتی
باپ نے پوشیدہ رکھی تھی اسے — پانچ چھ مہ گذرے آخر حمل کے
ہو گیا ظاہر پدر بولا یہ کیا — میں تو کہتا تھا کہ تو بچنا بھلا
وہ وصیت میری گویا تھی ہوا — کہ نہ تجھ میں کچھ اثر اس نے کیا
بولی کیسے کرتی پرہیز اے پدر — مرد و زن ہیں پنبہ آتش بیشتر
پنبہ کو پرہیز کب ہے آگ سے — با حفاظت آگ میں کب بچ سکے
بولا میں نے تجھکو کہا کہ مل نہیں — بلکہ اسکی منی کی ہوا میں
جس گھڑی اسکو ہو انزال ہو — چاہیے اس سے تو کھینچے آپکو
بولی کیونکر جانوں کب انزال ہو — کہ یہ پوشیدہ ہے اور مشکل ہے جو
بولا جس دم آنکھ اسکی بس چڑھے — جان وقت انزال کا آیا اسے
بولی جبکہ آنکھ چڑھتی اسکی ہے — پہلے اندھے ہوتے ہیں دیدہ مرے
نہ ہر اک ہر عقل حاضر پایدار — حرص کے وقت اور وقت کارزار

خربوزه چون در رسید شد آبناک — گر نه بشکافی تبه گشت و هلاک
چون ضرورت بود دختر را بداد — او بنا کفویش از خوف فساد
گفت دختر را کزین داماد نو — خویش را پرهیز کن حامل مشو
کز ضرورت بود عقد این گدا — این غریب خوار را نبود وفا
ناگهان بجهد کند ترک همه — بر تو طفل او بماند مظلمه
گفت دختر ای پدر خدمت کنم — هست پندت دلپذیر و مغتنم
هر دو روز و سه روزی آن پدر — دختر خود را الغرض بودی حذر
اینچنین قومی بعالم هم بدند — گر چنین نوعی نصیحت گر شدند
حامله شد ناگهان دختر از او — چونکه بد هر دو جوان خاتون و شو
از پدر آنرا نهان میداشتش — پنجماهه گشت کودک یا که شش
گشت پیدا گفت بابا چیست این — من ترا گفتم که دور از وی گزین
آن وصیتها که من خود با تو بود — چون نکردت وعظ و پندم هیچ سود
گفت بابا چون کنم پرهیز من — آتش و پنبه است بیشک مرد و زن
پنبه را پرهیز از آتش کجاست — یا در آتش کی حفاظت و تقاست
گفت من گفتم که سوی او مرو — تو پذیرای منی او مشو
در زمان حال انزال و خوشی — خویش را باید که از وی در کشی
گفت چون دانم که انزالش کی است — این نهانست و بغایت دور دست
گفت چون چشمش کلابیسه شود — فهم کن کان وقت انزالش بود
گفت تا چشمش کلابیسه شدن — کور گشته است این دو چشم شوخ من
نیست هر عقل حقیری پایدار — وقت حرص و وقت جنگ و کارزار

وصف ضعف دل و سستی اس صوفی

آرام طلب بے مجاہدہ کیے بے داغ عشق
کھائے کا کہ سبب سجدہ و دست بوسی مخلوق

وصف ضعف دل و سستی آن صوفی

سایه پرورده مجاهده ناکرده داغ عشق
ناکشیده و به سجده و دست بوس عام

و عزت کرنے و انگشت نمائی آنکی سے کہ
آج زمانہ مین صوفی وہی ہے مغرور ہونا اور
بسبب وہم کے مانند معلم لڑکون کے بیمار ہونا
اور اس وہم سے کہ مین مجاہد ہون اس راہ
مین مجھکو پہلوان جانتے ہین ہمراہ غازیون کے
غزا مین گیا کہ ظاہر مین بھی جہاد کرون اگرچہ
جہاد اکبر مین یکتا ہون جہاد اصغر کی کیا اصل ہے

و بحرمت نظر کردن و بانگشت نمودن
ایشان کہ امروز در زمانہ صوفی اوست غرہ
شدن و بوہم چون معلم کودکان رنجور
شدن و بآن وہم کہ من مجاہدم ہمراہ درین
راہ پہلوان میدانند باغازیان
بغزا رفتہ کہ بظاہر نیز بنمایم جہاد را اگرچہ
در جہاد اکبر مستثنی ام جہاد اصغر چہ محل دارد

اک غزا کو صوفی لشکر مین گیا
خیمہ کے پیچھے مین وہ صوفی رہا
خاک کے تو دے تھے جو جا پر رہے
پس لڑائی فتح کرکے آئے وہ
بھی انھون نے تحفہ صوفی کو دیا
بولے وہ اس سے کہ تو کیون ہے خفا
آہ غزا سے رہ گئے خوش صوفی ہوا
لے گئے آہی مین قیدی باندھکر
کاٹ سر اسکا تا غازی ہو تو
کرتے وضو پانی سے روشن ہووا
لیگیا پس صوفی وہ قیدی بندھا
دیر صوفی کو ہوئی قیدی کے ساتھ

ناگہان غل جنگ لڑنے کا سنا
اور لڑنے کو سوار اک اک گیا
سابقون السابقون آگے بڑھے
اور بہت مال غنیمت لائے وہ
لیا کچھ اسنے اور واپس کیا
بولا مین محروم لڑنے سے رہا
کہ غزا مین اسکا خنجر چلا
مارنے کو ایک تو انہین سے لے
کچھ ہوا وہ صوفی رہی جنگ کو
جو نہ پانی ہو تیمم ہے روا
پیچھے خیمے کے کری اسیر غزا
قوم بولی اے عجب کیا ہے یہ بات

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا
ماند صوفی با بنہ و خیمہ و ضعاف
مثقلان خاک بر جا ماند ثم
جنگہا کردہ مظفر آمدند
ارمغان دادند کای صوفی تو نیز
پس بگفتندش کہ خشمینی چرا
زان تلطف ہیچ صوفی خوش نشد
پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر
سر ببرش تا تو ہم غازی شوی
کاب را گر در وضو صد رونقیست
بردان صوفی اسیر بستہ را
ماند آنجا دیر صوفی با اسیر

ناگہان آمد قطار بی وغا
فارسان راندند تا صف قتال
سابقون السابقون در راندند
بازگشتند باغنایم سودمند
او برون انداخت نستد ہیچ چیز
گفت من محروم ماندم از غزا
کاو میان غزو خنجر کش نشد
آن یکی را بہر کشتن تو بگیر
اندکی خوش گشت صوفی دل قوی
چونکہ آن نبود تیمم لازمیست
در پس خرگاہ تا آرد غزا
قوم گفتند ای عجب چون ماند فقیر

قتل آسان ہاتھ کافر کے بندھے ... مارنے میں اسکے کیا تاخیر ہو
دیکھنے کو اسکے پیچھے اک گیا ... دیکھا صوفی نیچے گبر اسیر پڑا
جیسے نر مادہ کے اوپر وہ اسیر ... لیٹا مثل شیر بالاے فقیر
کہ بندھے ہاتھوں سے وہ ہی چباتا ... از رہ کشتی وہ صوفی کا گلا
گبر جاے اسکا دانتوں سے گلا ... صوفی بیہوش اسکے نیچے تھا پڑا
مثل بلی کے بندھے ہاتھوں سے جو ... کر دیا زخمی بس اسکے حلق کو
اودھر دانتوں سے قیدی نے کیا ... اور خون سے اسکی داڑھی کو رنگا
جیسے تو اب بستہ نفس سے ... مثل اس صوفی کے عاجز پست ہے
اے ہوا عاجز تو ٹیلے دین سے ... سیکڑوں ہیں کوہ تیرے سامنے
تو مرا عظمت سے اس ٹیلے کی ہے ... کیسے جاے عقبہ کہ مثل ہے
غازیوں نے مارا کافر تیغ سے ... بیدریغ اُس دم حمیت کے لیے
رخ پہ اس صوفی کے بس چھڑکا گلاب ... آیا بیہوشی سے تب با ہوش و تاب
ہوش میں جب آیا دیکھا قوم کو ... پوچھا کیا ہے ماجرا کچھ تو کہو
اللہ اللہ کیا ترا یہ حال ہے ... تو ہوا بیہوش ایسا کس لیے
اک اسیر قیدی و بستہ دست سے ... ایسا عاجز اور ہوا مدہوش ہے
بولا قصد اسکا کیا جب خشم سے ... دیکھا اسنے تیز مجھکو چشم سے
اسنے بس آنکھیں نکالیں میری سمت ... آنکھیں بدلیں مجھکو یا میرے ہوش کو
گردش چشم اسکی اک لشکر دکھا ... میں نہیں کہہ سکتا جو اک ہول تھا
قصہ کوتہ کر کہ اسکی آنکھ سے ... گر پڑا بیہوش ہو میں خاک پے

کافر بسته دو دست او کشتنی است ... بسملش را موجب تاخیر چیست
شخص آمد در تفحص از پسش ... دید صوفی خفته زیر گبر خوش
همچو نر بالای ماده آن اسیر ... خفته همچون شیر بالای فقیر
دستها بسته همی خائید او ... از سر شیره صوفی را گلو
گبر میخائید با دندان گلوش ... صوفی افتاده به زیرش خفته هوش
دست بسته گبر همچون گربه ... خسته کرده حلق او بی حربه
نیم کشتش کرده از دندان اسیر ... ریش او پر خون ز حلق آن فقیر
همچو تو کز دست نفس بسته دست ... همچو آن صوفی زبون گشتی و پست
ای شده عاجز ز تل کیش تو ... صد هزاران کوه ها در پیش تو
زین یکی پشته بمردی از شکوه ... چون روی عقبهای همچو کوه
غازیان کشتند کافر را به تیغ ... هم در آن ساعت ز غیرت بی دریغ
بر رخ صوفی زدند آب و گلاب ... تا بهوش آمد ز بیهوشی و تاب
چون بهوش آمد بدید آن قوم را ... پس بپرسیدند چون شد ماجرا
الله الله این چه حال است ای عزیز ... اینچنین بیهوش گشتی از چه چیز
از اسیر نیم کشته بسته دست ... اینچنین مدهوش افتادی و پست
گفت چون قصد سرش کردم بخشم ... طرفه در من بنگرید آن شوخ چشم
چشم را وا کرد بر من او سوی من ... چشم گردانید و شد هوشم ز تن
گردش چشمش مرا لشکر نمود ... می نیارم گفت چون پر هول بود
قصه کوته کن کزان چشم اینچنین ... رفتم از خود اوفتادم بر زمین

نصیحت کرنا لڑنے والوں کی اُسکو کہ ایسی جرأت رکھتا ہے تو کہ کافر کی آنکھ بدلنے سے تو بیہوش ہوا خانقاہ میں روٹی کھا وہ ہرگز لڑنے کو نہ جا

نصیحت مبارزان او را که با این زهرهٔ که تو داری که بکلابیسه چشم کافر بیهوش شدی زنهار که ملازم مطبخ خانقاه باش و سوی پیکار و حربگاه مرو

قوم نے اُس سے کہا کہ جنگ کو | ایسی جرأت سے نہ ہرگز جا تو
گر دم مطبخ پھر تو اندر خانقاہ | اور نہ جانا پھر تو ہمراہ سپاہ
جبکہ اُس قیدی بندھے کے خشم سے | تھی تری نزدیک کشتی غرق کے
کب ہو اندر حملۂ شیران نر | ساتھ تیغ انکی کے مثل گو سر
کہ شقاشق چلنے سے تلوار کے | دھوہون کی بس بچھا پھٹ خوار ہے
اور فشافش تیر سے گہ بیگمان | ابر آذر لپیٹ اندر امتحان
خون کے اندر تیر کب سکتا ہی تو | آشنائی جنگ سے مردون کے تو
جسم بے سر کہ رکھے ہی اضطراب | خون پر بے جسم سر مثل حباب
پانون مین گھوڑون کے بس اندر غزا | سو فنا کہ غرق ہے اندر فنا
ہوش ایسا کہ جو ہے سے بس اڑا | معرکہ مین تیغ زن ہو کب بھلا
معرکہ ہی کھانا کھانا یہ نہین | تا تو کھانے کو چڑھالے آستین
چٹنی کھانا نہین یان تیغ ہی | حمزہ ہو معرکہ مین چاہیے
نہ ہی کھانا چرب خنجر تیغ ہی | سر ہی کیا یہان جان دینا چاہیے
ہر دل نازک سے نہ ہووے قتال | جون خیالون سے گریزان ہی خیال
کام مردون کا ہی نہ عورت کا ہی | عورتون کو گھر مین رہنا چاہیے
کب غزا تو کر سکے کہ آنکھ سے | گر پڑا بیہوش ہو کر خاک پے

قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد | با چنین زہرہ کہ تو داری مگرد
گرد مطبخ گرد اندر خانقاہ | تا دگر رسوا نگردی در سپاہ
چون ز خشم آن اسیر بستہ دست | غرقہ گشتی کشتی تو در شکست
پس میان حملۂ شیران نر | کہ بود با تیغشان چون گوی سر
کہ زہا قاطاق گرد نباز دن | طاق طاق جامہ کوبان ممتحن
گر فشافش تیر جانستان | ابر آذاری مجل در امتحان
کی توانی کرد در خون آشنا | چونکہ با جنگ مردان آشنا
بس تن بی سر کہ دارد اضطراب | بس سر بی تن بخون بر چون حباب
زیر دست و پای اسپان در غزا | صد فنا کان غرقہ گشتہ در فنا
اینچنین ہوشی کہ از موشی پرید | اندران صف تیغ چون خواہد کشید
چالش ست این نیست خوردن این | تا تو بر مالی بخوردن آستین
نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ بین | حمزہ باید درین صف آہنین
نیست لوتہ چرب تیغ و خنجرست | جان بباید باخت چہ جای سرست
کار ہر نازک دلی نبود قتال | کہ گریزد از خیالی چون خیال
کار ترکانست نی ترکان برو | جای ترکان خانہ باشد خانہ شو
تخرد کی تانی گران چشم آہنین | رفتی از دست و فتادی بر زمین

حکایت عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کہ ستر بار

غزا مین بامید شہادت گئے تھے اور جب جہاد اصغر سے طرف جہاد اکبر کے خلوت مین گئے اور آواز طبل غازیون کی سنی نفس انکو تکلیف دیتا واسطے غزا کے اور وہ نفس کو الزام دیتے اس دعوت مین

حکایت عیاضی رحمۃ اللہ کہ ہفتاد بار بغزو

رفتہ بود بامید شہادت و چون از جہاد اصغر بہ جہاد اکبر شتافت و خلوت گزید آواز طبل غازیان شنید نفس او را رنجہ داشتی بجہت غزا کردن و او نفس را متہم نمودی درین دعوت

ہے عیاضی اب کہتا نوّے بار مین / آیا ننگا زخم کی امید مین
بے زرہ تیر و تبر مین مین گھسا / تا کہ کھاؤن تیر کاری ظاہرا
تیر کاری کون کھاوے حلق پے / جز شہید پاک اور مقبول کے
کوئی جا تن پر نہین بے زخم کے / مثل چلنی ہو گیا تن تیر سے
پر نہ آیا تیر اک کاری مرے / کام قسمت سے ہے نہ تدبیر سے
جو شہادت مجھکو نہ روزی ہوئی / مین گیا خلوت مین کی چلہ کشی
پس جہاد اکبر مین رکھا جسم کو / تا کہ بس لاغر ریاضت سے وہ ہو
غازیون کے طبل کی آئی صدا / کہ غزا کو لشکر غازی چلا
نفس نے باطن سے بس مجھکو کہا / گوش حس نے صبح کو میرے سنا
اُٹھ غزا کا وقت آیا اور جا / اور غزا مین کر تو خود کو مبتلا
بولا مین ای نفس بد اور بیوفا / تجھکو کیون رغبت غزا کی ہے بتا
نفس تو سچ کہہ یہ تیرا مکر ہے / ورنہ طاعت نفس و شہوت کو برے
گر نہ سچ کہوے تو مین ماردن تجھے / اور ریاضت مین بہت لتاڑن تجھے
نفس تب اندر سے بولا اُس زمان / با فصاحت بے زبان و بے دہان
کہ مجھے ہر روز تو مارے یہان / جان کھینچے مثل جان کافران
نہ کسیکو حال سے میرے خبر / کہ مجھے مارے ہے تو بے خواب و خور
مین غزا مین چھوٹون بس اک زخم سے / خلق پر مردانگی میری کھلے
بولا ای سگ کیون منافق سا جیے / بھی منافق کیطرح تو جان دے
خوار و رسوا اور ریاکار اک تو ہے / دونون عالم مین تو بیہودہ رہے
نذر کی مین کہ خلوت سے کبھی / سر نہ باہر لاؤن مین تا زندگی
کیونکہ خلوت مین بدن جو کچھ کرے / مرد و زن کی نہ دکھاوٹ کے لیے
جنبش و آرام خلوت مین اُسے / ہو نہ نیت اُسکی جز اللہ کے
یہ جہاد اکبر ہو اور اصغر ہے وہ / رستم و حیدر کے ہین یہ کار دو
کام نہ اُسکا ہے یہ سودا و جوش / موش کی جنبش سے جو کھوتا ہے ہوش
ایسے کس کو مثل زن کے چاہیے / دور رہنا جنگ اور پیکار سے

گفت عیاضی نود بار آمدم / تن برہنہ بو کہ زخمی آیدم
بی زرہ رفتم میان تیغ و تیر / تا یکی تیری خورم من جایگیر
تیر خوردن بر گلو یا مقتلی / در نیابد جز شہید مقبلی
در تنم یک جایگہ بی زخم نیست / این تنم از تیر چون پرویزنیست
لیک بر مقتل نیامد تیرہا / کار بخت است این نہ چالاکی و دہا
چون شہادت روزی جانم نبود / رفتم اندر خلوت و در چلہ زود
در جہاد اکبر افگندم بدن / در ریاضت کردن و لاغر شدن
بانگ طبل غازیان آمد بگوش / کہ خرامیدند جیش غزو کوش
نفس از باطن مرا آواز داد / کہ بگوش حس شنیدم بامداد
خیز ہنگام غزا آمد برو / خویش را در غزو کردن کن گرو
گفتم ای نفس خبیث بی وفا / از کجا میل غزا تو از کجا
راست گو ای نفس کاین حیلتگریست / ورنہ نفس شہوت از طاعت بریست
ورنہ گوئی راست حملہ آرمت / در ریاضت سخت تر افشارمت
نفس بانگ آورد آنگہ از درون / با فصاحت بی دہان اندر فسون
کہ مرا ہر روز اینجا می کشی / جان من چون جان گبران میکشی
ہیچکس را نیست از حالم خبر / کہ مرا تو میکشی بی خواب و خور
در غزا بجہم بیک زخم از بدن / خلق بیند مردی و ایثار من
گفت ای سگ چون منافق زیستی / ہم منافق میمری تو چیستی
خوار و خود روی و مرائی بودہ / در دو عالم اینچنین بیہودہ
نذر کردم کہ ز خلوت ہیچ من / سر برون نارم چو زندہ ست این بدن
زانکہ در خلوت ہر آنچہ تن کند / نہ برای روی مرد و زن کند
جنبش و آرامش اندر خلوتش / جز برای حق نباشد نیتش
این جہاد اکبرست آن اصغرست / ہر دو کار رستمست و حیدرست
کار آنکس نیست این سودا و جوش / کز سموش و جنبش گم کرد ہوش
آن چنان کس را بباید چون زنان / دور بودن از مصاف و از سنان

ایک وہ صوفی و اک صوفی یہ ہے — تیغ یہ چھپکے ہے وہ سوئی سے
نقش صوفی ہے نہ اسکو جان ہے — صوفی مطعون ایسے صوفی سے ہوے
جسم گل کے بیچ در و دیوار پے — نقش سو صوفی کے اللہ نے لکھے
نقش وہ حرکت کریں اس سحر سے — تا عصا کے موسوے پنہان رہے
کھاتا جملہ نقش ہے صدق عصا — چشم فرعون کی ہے پُر گرد سیا

صوفی آن صوفی این اینت حیف — آن ز سوزن مرده این از طعمه سیف
نقش صوفی باشد او را نیست جان — صوفیان بدنام هم زین صوفیان
بر در و دیوار جسم گل سرشت — حق ز غیرت نقش صد صوفی نوشت
تا ز سحر آن نقشها جنبان شود — تا عصای موسوی پنهان شود
نقشها را میخورد صدق عصا — چشم فرعونست پر گرد و حصا

حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانبازی اسکی غزا میں

حکایت مجاهدی دیگر و جانبازی او در غزا

معرکہ میں دوسرا صوفی گیا — چند بار اس معرکہ میں گھس گیا
کافروں سے بیس زخم اسکے لگے — اسنے حملہ پر کیا کفار سے
زخم کاری سے نہ جبتک تن گرے — کھانے اسنے بیس زخم اور پیٹ تلے
با مسلمان کافروں پر وہ گیا — پھر نہ انکے ساتھ وہ واپس پھرا
حیف آیا زخم سے وہ جان دے — جان دے آسان وہ دست صدق سے

صوفیی دیگر میان صف حرب — اندر آمد چند بار از بهر ضرب
بیست زخم از دست کافر خورد و — باز دیگر حمله آورد و نبرد
تا نمیرد تن بیک زخم از گزاف — تا بخورد او بیست زخم اندر مصاف
با مسلمانان به کافر وقت کر — وا نگشت او با مسلمانان بفر
حیفش آمد کو بزخمی جان دهد — جان ز دست صدق او آسان دهد

حکایت اس مجاہد کی کہ ہر روز ہمیانی سے ایک ایک درم خندق میں جدا جدا ڈالتا

حکایت آن مجاهد که هر روز از همیان یکدرهم در خندق انداختی بتفاریق

تھے درم چالیس اک کے ہاتھ میں — آب میں اک پھینکتا ہر رات میں
نفس امارہ پے تا دشوار ہو — جانکنی اس دیر میں ہر بار ہو
نفس ہر شب کرتا فریاد و فغان — رنج و خواری و بلا کے درمیان
کسلیے اکبار نہ پھینکے ہے تو — مجھکو عاجز کرکے کیوں مارے ہے تو
بہر حق کردے ادا اکبار دین — نفس کا لیاس واحدی الراحتین
وہ نہوتا ملتفت بس نفس کا — رنج میں ایسی ہی اسکو مارتا

آن یکی بودش بکف در چل درم — هر شب افگندی یکی در آب یم
تا که گردد سخت بر نفس مجاز — در تانی درد جان کندن دراز
نفس او فریاد کردی هر شبی — در قنادی زار در تاب و تبی
که چرا می‌نفگنی یکبارگی — کشتیم در غصه و بیچارگی
بهر حق یکباره کی بگذاردین — نفس را کالیاس احدی الراحتین
او نگشتی ملتفت مر نفس را — همچنین کشتی مر او را در عنا

رجوع طرف حکایت اس مجاہد اندر قتال کے

رجوع به حکایت آن مجاهد در قتال

ایسے ہی وہ صوفی اندر وقت جنگ — نفس کو حق کے لیے پکڑے تھا تنگ

همچنین آن صوفی اندر وقت جنگ — بهر حق بگرفته بد بر نفس تنگ

باسلمان جنگ مین آگے بڑھا
وقت واپس وہ نہ دشمن سے ہٹا

باسلمانان مگر درپیش رفت
وقت فرار ولگشت ازخصم تفت

اور کھایا زخم باندھا اسکو بھی
بس بار اُس سے شکستہ تیغ تھی

زخم دیگر خورد آنرا ہم ببست
بلست گرت تیغ ورمح اودبی شکست

پس گر طاقت رہی جو نہ اُسے
مقعد صدق مین صدق عشق سے

بعد ازان قوت نماند افتاد پیش
مقعد صدق از صدق عشق خویش

صدق جان دینے مین ہی آگے ہو تو
پڑھ تو قرآن سے رجال صدقوا

صدق جان دادن بود ہین سابقوا
از نبی برخوان رجال صدقوا

یہ مرنا مرگ صورت کا ہی نہ
روح کو یہ تن مثال آلے کے ہی

اینہمہ مردن نہ مرگ صورتست
این بدن مر روح را چون آلتست

خود کو خاموں نے بہت لاغر کیا
نفس زندہ اُنکا اُس جانب گیا

ای بسا خامی کہ ظاہر خویش ریخت
لیک نفس زندہ آن جانب گریخت

ٹوٹا آلہ رہزن زندہ رہا
نفس زندہ گرچہ مرکب ہی مرا

آلتش اشکست ورہزن زندہ ماند
نفس زندہ ست ارچہ مرکب چون فشاند

مرگیا گھوڑا نہ رہ پوری ہوئی
جز برائی اور نہ خامی سے ملی

اسپ کشت و راہ او رفتہ نشد
جز کہ خام و زشت و آشفتہ نشد

ہر لڑائی مین اگر ہوتا شہید
کافر کشتہ بھی ہوتا بو سعید

گر بہر خونریزی گشتی شہید
کافر کشتہ بُدی ہم بوسعید

اے بہت نفس شہید اس وار مین
مثل مردہ ہین لیکے و زندہ پھرین

ای بسا نفس شہید معتمد
مردہ در دنیا چہ زندہ میرود

نفس رہزن فانی تن جو تیغ ہی
ہاتھ مین باقی غزا جو کے رہے

نفس رہزن مرد تن کہ تیغ اوست
ہست باقی در کف آن غزوہ جوست

تیغ ہر وہ تیغ زن وہ مرد مرد
پر کرے حیران تجھے وہ شکل فرد

تیغ آن تیغست مرد آن مرد نیست
لیک آن صورت ترا حیران کنیست

نفس جو تبدیل ہو یہ تیغ زن
ہووے اندر دست صنع ذو المنن

نفس چون مبدل شود این تیغ تن
باشد اندر دست صنع ذو المنن

ایک وہ ہی مرد قوت اُسکا ہی درد
دوسرا یہ مرد جان خالی جون گرد

آن یکی مردیست قوتش جملہ درد
وان دگر مردی تہی جان ہیچو گرد

حکایت خلیفۂ مصر و شاہ موصل کی اور بھیجنا لشکر کا واسطے طلب لونڈی کے اور تعریف کرنا غمازون کی اور تصویر اُسکی کھینچنا کاغذ پہ

حکایت خلیفۂ مصر و شاہ موصل و فرستادن لشکر بطلب کنیزک وصفت کردن غمازان ونقش او بر کاغذ بستن

بولا غماز اک خلیفہ مصر کو
کہ شہ موصل رکھے اک ماہ رو

مر خلیفہ مصر را غماز گفت
کہ شہ موصل بحوری گشت جفت

رکھتا اک لونڈی ہے وہ اندر کنار
کہ نہین عالم مین مثل اُسکے نگار

یک کنیزک دارد او اندر کنار
کہ بعالم نیست مانندش نگار

حسن بیحد اُسکا نہ ہووے بیان
ہے یہ تصویر اُسکی کاغذ پہ عیان

در بیان ناید کہ حسنش بیحدست
نقش او این ست کاندر کاغذست

دیکھی جو تصویر اُسکی شاہ نے
ہو گیا حیران گری پی ہاتھ سے

نقش بر کاغذ چو دید آن کیقباد
خیرہ گشت و جام از دستش فتاد

بھیجا اُسنے اُس گھڑی اک پہلوان
پاس موصل کے مع فوج گران

پہلوانی را فرستاد آن زمان
سوی موصل با سپاہی بس گران

کہ اگر تجھکو نہ دے اُس ماہ کا
کر تباہ اُسکی در و درگاہ کو

کہ اگر ندہد بتو آن ماہ را
برکن از بن آن در و درگاہ را

گر وہ دے چھوڑا اسکو اور لا ماہ کو
پہلوان با فر سوے موصل گیا
مثل ٹیڑی دشت کو تیر کر دیا
منجنیق ہر سمت لڑنے کے لیے
سنگسار منجنیق اور زخم تیر
ایکہفتہ یون ہی رکھی جنگ گرم
دیکھا شہ موصل نے جو جنگ گران
مومنون کے خون سے کیا چہتا ہی تو
گر تو شہر و ملک موصل خواہ ہی
جاتا ہون شہر سے اب لے تو آ
سیم و زر گوہر اگر چہتا ہی تو
تجھکو جو کچھ چاہیے اب سیم و زر

تا زمین پر لون بغل مین ماہ دو
سیکڑون رستم وہ ہمرہ لیگیا
چاہا اہل شہر کو بس مارنا
مثل کہ قاف اُسنے بس قائم کیے
اور نکالین تیغ جون برق منیر
برج سنگین ہوگیے جون موم نرم
ایلچی کو بھیجا پیش پہلوان
مرتے ہین اس جنگ سے ای نیکخو
بے کیے خونریزی تجھکو بس ملے
خون مظلومون مین مت ہو مبتلا
سہل ہی اس ملک سے لے آ میرے
بھیجون مین سب کیلیے ہی شور و شر

ورد ہد ترکش کن و مہ را بیار
پہلوان شد سوے موصل با حشم
چون ملخہا بیعدد بر گرد دشت
ہر نواحی منجنیقے از نبرد
زخم تیر و سنگہاے منجنیق
ہفتہ کرد و اینچنین خونریز گرم
شاہ موصل دید پیکار مہول
کہ چہ میخواہی ز خون مومنان
گر مرادت ملک و شہر موصل ست
من روم بیرون ز شہر اینک درآ
در مرادت گوہر و سیم و زر ست
ہر چہ ملیا یدترا از سیم و زر

تا کشم من بر زمین مہ در کنار
با ہزاران رستم صاحب علم
قاصد اہلاک اہل شہر گشت
ہمچو کوہ قاف او بر کار کرد
تیغہا بر کرد چون برق بریق
برج سنگین سست شد چون موم نرم
پس فرستاد از درون پیش رسول
کشتہ میگردند زین حرب گران
بی چنین خونریز اینت حاصل ستا
تا نگیرد خون مظلومان ترا
این ملک و شہر خود آسان ترست
میفرستم چیست این آشوب و شر

بخشنا شاہ موصل کا خلیفہ کو وہ لونڈی تا خونریزی مسلمانون کی زیادہ نہو

ایثار کردن صاحب موصل آن کنیزک را بخلیفہ تا خونریزی مسلمانان زیادہ نشود

ایلچی جو آیا پیش پہلوان
بولا نہ مین ملک چاہون اور نہ مال
پس اُسے تصویر کا کاغذ دیا
دیکھ کاغذ کسکی یہ صورت رکھے
لونڈی یہ چہتا ہون اور طالب ہون مین
ایلچی کہا سب اُسنے حال
جو ہوا واقف تعجب سے کہا
عہد ایمان مین ہون مین بُت پرست
لونڈی با ساز و سامان دی وہ لیکر گیا
پہلوان نے دیکھا اُس لونڈی کو جو

اور کہا پیغام شہ کا اُس زمان
لیک مین چہتا ہون اک صاحب جمال
بولا ایلچی اور اُسکو یہ کہا
بھیج اُسکو ملک تیرا تا بچے
بھیجدے ورنہ مین یار اغب ہون مین
اور دیا کاغذ دکھائی وہ مثال
ٹھیک مت صورت پہ جلدی لیکے جا
چاہیے بُت اُسکو وہ ہی بُت پرست
سوے لشکر اور سپرد اُسکے کیا
ہوگیا عاشق جمال اُسکے کا وہ

چون رسول آمد بہ پیش پہلوان
گفت من نہ ملک میخواہم نہ مال
داد کاغذ کاندرو نقش و نشان
کاندرین کاغذ نگر چہ صورت ست
این کنیزک خواہم او را طالبم
چون رسولش باز گشت گفت حال
گفت معشوقم چہ گفت آن شاہ نر
من ہم اندر عہد ایشان بُت پرست
با ترک داد دختر را او بردو
روی دختر چون بدید آن پہلوان

گفت پیغام ملک اندر زمان
لیک میخواہم یکی صاحب جمال
گفت پیشش برگو اورا عیان
زود بفرستش کہ ملک و مال تست
ہین بدہ ورنہ ہم اکنون را غبم
داد کاغذ را و بنمود آن مثال
صورتش کم گیر و زود او را ببر
بُت بران بُت پرست اولیتر است
سوی لشکرگاہ و در ساحت سپرد
گفت عاشق بر جمالش در زمان

عشق دریا آسمان کف اس پے ہے ‌ ‌ جون زلیخا عشق یوسف کا رکھے
عشق بحری آسمان بر وی کفی ‌ ‌ چون زلیخا در هوای یوسفی

دور چرخ اک عشق کی موجون سے جان ‌ ‌ عشق نہ ہوتا تو ابتر تھا جہان
دور گردون را ز موج عشق دان ‌ ‌ گر نبودی عشق بفسردی جهان

کب جماد اندر نبات ہوتا فنا ‌ ‌ روح پر کب نامیہ ہوتی فدا
کی جمادی محو گشتی در نبات ‌ ‌ کی فدای روح گشتی نامیات

آدمی پر روح کب ہوتی فدا ‌ ‌ کب ہوا سے ہوتی مریم حاملا
روح کی گشتی فدای آدمی ‌ ‌ کز نسیمش حامله شد مریمی

مثل یخ جمتا ہر اک جا آپ پے ‌ ‌ مثل ٹڈی اڑتا کوئی کسلیے
هر یکی بر جا فسرده همچو یخ ‌ ‌ کی بدی پران و جویان چون ملخ

ذرہ ذرہ رکھتا ہے عشق جمال ‌ ‌ دوڑتا عالی پے ہے مثل نہال
ذره ذره عاشقان آن جمال ‌ ‌ می شتابد در علو همچون نهال

سبح لله ہے اُنکا دوڑنا ‌ ‌ جان کی خاطر کرتے ہیں تن کو صفا
سبح لله هست اشتابشان ‌ ‌ تنقیه تن میکنند از بهر جان

پہلوان نے راہ جانی چاہ کو ‌ ‌ بیج بویا خاک شورہ میں نکو
پهلوان چه را چو ره پنداشته ‌ ‌ شوره اش خوش آمده حب کاشته

جیسے دیکھے خواب میں کوئی خیال ‌ ‌ احتلام اسکو ہوا صاحب جمال
چون خیالی دید آن خفته بخواب ‌ ‌ جمع شد با او و از وی رفت آب

جو اٹھے وہ خواب سے بیدار ہو ‌ ‌ دیکھے بیداری میں پھر صورت نہ دو
چون بجست از خواب شد بیدار زود ‌ ‌ دید کان لعبت به بیداری نبود

بولے اب پانی پے کیوں کھویا دریغ ‌ ‌ دھوکا اس مکار کا کھایا دریغ
گفت بر هیچ آب خود بردم دریغ ‌ ‌ عشوه آن عشوه ده خوردم دریغ

پہلوان تن تھا نہ مردی تھی اُسے ‌ ‌ تخم مردی بویا اندر ریگ کے
پهلوان تن بد او مردی نداشت ‌ ‌ تخم مردی در زمین ریگ کاشت

اُسکے اسپ عشق نے توڑی لگام ‌ ‌ چیخا بیہودہ مثال مرغ دام
مرکب عشقش دریده صد لگام ‌ ‌ نعره میزد لا ابالی کالحمام

ایش ابالی بالخلیفه فی الهوی ‌ ‌ فاستوی عندی وجودی والتوی
ایش ابالی بالخلیفه فی الهوی ‌ ‌ فاستوی عندی وجودی والتوی

ایسا سوزان گرم تو آخر نہ ہو ‌ ‌ مشورہ جو ایک دانستہ سے ہو
اینچنین سوزان و گرم آخر مکار ‌ ‌ مشورت کن با یکی دانسته کار

مشورہ کرنا ہے کہ سیل حرص نے ‌ ‌ بس خرابی میں کیئے ناخن بڑے
مشورت کو عشق کو سیلاب آز ‌ ‌ در خرابی کرد ناخنها دراز

بین ایدی سد سوی خلف سد ‌ ‌ آگے پیچھے دیکھے کب عشاق خد
بین ایدی سد و سوی خلف سد ‌ ‌ پیش و پس کی بیند آن مفتون خد

آیا جان لینے کو بس سیل سیاه ‌ ‌ تا کہ روبہ شیر کو ڈالے بچاہ
آمده در قصد جان سیل سیاه ‌ ‌ تا که روبه افکند شیری بچاه

چاہ سے دکھلایا معدوم اک خیال ‌ ‌ ڈالا چہ میں شیر کو تھا چون جبال
از چهی بنمود معدومی خیال ‌ ‌ در چه انداز د اسدکا لجبال

رکھیو نہ عورت سے کسیکو راز دار ‌ ‌ کہ مثال اسکی ہے جون پنبہ و شرار
هیچکس را با زنان محرم مدار ‌ ‌ که مثال آن چو پنبه است و شرار

آگ ٹھنڈی آب حق سے چاہیے ‌ ‌ جیسے یوسف بچگیا ہے بھاگ کے
آتشی باید بشسته ز آب حق ‌ ‌ همچو یوسف معتصم اندر زهق

کہ زلیخا سے کہ تھی وہ دلربا ‌ ‌ مثل شیرون کے کیا خود کو جدا
کز زلیخای لطیف سرو قد ‌ ‌ همچو شیران خویش را وا کند

خود اپنے نفس کو کب کر سکے ‌ ‌ زیرک عقلون کے سوا امداد کے
نفس خود را کی توان کردن زبون ‌ ‌ جز بامداد عقول ذوفنون

ختم قصہ کیجئے اب لوٹ تو ‌ ‌ انتہائے پہلوان کی بات کو
جانب اتمام قصه باز ران ‌ ‌ کاین سخن پایان ندارد پهلوان

لوٹنا پہلوان کا شاہ موصل سے اور صحبت کرنا اُسکا لونڈی سے

پاس سے موصل کے لوٹا اور چلا | تا کہ خیمہ زن ہو صحرا میں وہ جا
ایسی بھڑکی آگ اُسکے عشق کی | نے خبر چرخ و زمین کی کچھ رہی
قصد خیمہ میں کیا مہ کا نہان | عقل کان اور ڈر خلیفہ کا کہان
ڈھول کوٹے شہوت اِس صحرا میں ہے | کیا تری یہ عقل ہے اے مسخرے
سو خلیفے کم مگس سے بس ہوئے | اُسکے چشم آتشین کے سامنے
جو اُتارا پاجامہ اُس زمان | بیٹھا زن کے پانون کے درمیان
جب ذکر اُسکی طرف سیدھا کیا | شور و غوغا ایک لشکر میں اُٹھا
بھاگا ننگی گانڑ وہ بس سوے صف | مثل آتش کے وہ شمشیر بکف
دیکھا جنگل میں سے اک شیر سیا | قلب لشکر پر وہ ناگہ آ پڑا
جوش میں گھوڑے ہیں مثل دیو کے | سو طویلون کے ہیں خیمے توڑتے
جست کی اندر ہوا اُس شیر نے | بیس گز مانند موجون بحر کے
پہلوان مردانہ اور بیخوف تھا | شیر نر سا شیر کے آگے گیا
تیغ ماری اور کاٹا اُسکا سر | پاس مہرو کے گیا وہ جلد تر
جبکہ وہ واپس گیا پیش پری | اُسکی مردی ویسی ہی موجود تھی
چت لٹا اُس شیر سے ایسی کری | اُسکی مردی ڈر گئی ویسی رہی
وہ بت شیرین لقا حور و پری | اُسکی مردی سے تعجب میں رہی
ازرہ شہوت ملا اُس سے اُس آن | ہوگئے اُسوقت واصل نفس و جان
وصل باہم ہونے اِن دو جان سے | دوسری جان غیب سے آنکے ملے
منھ دکھاکے زادنی کی راہ سے | گر نہ رہزن کوئی علقہ ہو اُسے
مہر یا کینہ سے دو کس جس جگہے | جمع ہون تو تیسرا اُنسے جنے
غیب میں پیدا ہو وہ صورتیں ولے | جو اُدھر تو جاے تو دیکھے اُسے
قربت تیرے سے وہ ثمرہ جنا | مت ہو خوش ہر قربت سے تو بھلا

مراجعت نمودن پہلوان از موصل و صحبت او با کنیزک

بازگشت از موصل و میشد براہ | تا فرود آید بہ بیشہ و مرج گاہ
آتش عشقش فروزان آنچنان | کہ ندانست او زمین از آسمان
قصد آن مہ کرد اندر خیمہ او | عقل کو و از خلیفہ خوف کو
چون زند شہوت درین وادی دہل | چیست عقل تو فجل ابن الفجل
صد خلیفہ گشتہ کمتر از مگس | پیش چشم آتشینش آن نفس
چون برون انداخت شلوار و نشست | درمیان پای زن آن زن‌پرست
چون ذکر سوی مقر میرفت راست | رستخیز و غلغل از لشکر بخاست
برجہید او کون برہنہ سوی صف | ذوالفقاری ہمچو آتش او بکف
دید شیر نر سیہ از نیستان | برزدہ بر قلب لشکر ناگہان
تازیان چون دیو در جوش آمدہ | صد طویلہ و خیمہ را برہم زدہ
شیر نر گنبد ہمی کرد از نغز | در ہوا چون موج دریا بیست گز
پہلوان مردانہ بود و بی حذر | پیش شیر آمد چو شیر مست نر
زد بشمشیر و سرش را بر شکافت | زود سوی خیمہ مہرو شتافت
چونکہ خود را او بدان حورا نمود | مردی او ہمچنان برپای بود
با چنان شیری بجالش گشتہ جفت | مردی او ماند برپای و نخفت
آن بت شیرین لقای ماہرو | در تعجب ماند از مردی او
جفت شد با او بشہوت آن زمان | متحد گشتند حالی نفس و جان
ز اتصال این دو جان با یکدگر | میرسد از غیبشان جانی دگر
رو نماید از طریق زادنی | گر نباشد از علوقش رہزنی
ہر کجا دو کس بمہری یا بکین | جمع آید ثالثی زاید یقین
لیک اندر غیب زاید آن صور | چون روی آن سو ببینی از نظر
آن نتایج کز قرانات تو زاد | ہین مگرد از ہر قرینی زود شاد

منتظر اسوقت کا رہ تو سدا — جان سچا پانا ذریات کا
کہ عمل سے پیدا اور علت سے ہیں — بس ہر اک گویا و گونگی صورتیں
آتی ہر ان عرش صالون سے صدا — کیا ہی غافل بس گھڑی جلدی تو آ
غیب میں جان منتظر ہر ایک ہے — جلد آ تو دیر ہو اب کس لیے
بس وہ گم گردہ صبح کاذب سے ہوا — مثل مکھی کے دہی میں پھنس گیا
کچھ دنوں یون ہی رہا اس راہ سے — پھر پشیمان وہ ہوا اس جرم سے

منتظر میباش آن میقات را — صدق دان الحاق ذریات را
کز عمل زاییده اند و از علل — هر یکی را صورت و نطق و طلل
بانگ شان در میرسد زان خوش خصال — کای زما غافل هلا زوتر تعال
منتظر در غیب جان مرد و زن — مول مولت چیست زوتر کام زن
راه گم کرد آن از آن صبح دروغ — چون مگس افتاد اندر دیگ دوغ
چند روزی هم برین بد بعد از آن — شد پشیمان از چنان جرم گران

وصیت کرنا لونڈی کو واسطے چھپانے اس بھید کے کہ جو درمیان مین گذرا

وصیت کردن کنیزک را در کتمان سری که در میان رفت

دی قسم اسکو کہ ای بدر منیر — بس خبردار اس سے تو شہ ہو خبیر
اور بچلنے کو کہا کہ جو ہوا — تو خلیفہ سے نہ کچھ کہنا ذرا
مختصر کہتا ہون میں وہ پہلوان — لیگیا لونڈی کو سوے شہ جہان
دیکھا لونڈی کو ہوا دل سے مست — بام سے اسکا گرا ابھی زیر طشت
جو سنا تھا اس سے بس دیکھا سوا — کب ہو سنتا دیکھا بس ایک سا
وصف تصویر آنکھ کے ہے واسطے — صورت آنکھون کے لیے نہ کان کے
کان رکھو تو اک مثل کے واسطے — سن مثل اور جان معنی اسکے لے

داد سوگندش که ای بدر منیر — کن حذر تا شه نگردد زین خبیر
در شفاعت گفت کای خورشید رو — با خلیفه زانچه شد چیزی مگو
مختصر گویم بر آن پهلوان — مر کنیزک را سوی شاه جهان
چونکه دید او آن کنیزک مست گشت — بس ز بام افتاد او را نیز طشت
دید صد چندان که وصفش شنیده بود — کی بود خود دیده مانند شنود
وصف تصویر است بهر چشم هوش — صورت آن چشم دان نی آن گوش
یک مثالی گویم اکنون گوش دار — فهم کن امثال و معنی هوش دار

پوچھنا ایک شخص کا ایک بزرگ سے فرق درمیان حق و باطل کے

پرسیدن شخصی از بزرگی فرق میان حق و باطل را

اک سخندان سے کیا اک نے سوال — حق و باطل کیا ہے اے نیکو مقال
کان پکڑا اور کہا باطل یہ ہے — آنکھ حق ہے کہ یقین حاصل اسے
اسکی نسبت آیا وہ باطل اخی — ورنہ حاصل ہے یہی نسبت بات کی
مہر سے خفاش گر محجوب ہے — پر خیال مہر سے محجوب نئی
خوف دیتا ہے اسے خود جو خیال — سوے ظلمت کھینچتا ہے وہ خیال
وہ خیال نور دہشت دے اسے — رات کی ظلمت پہ رغبت دے اسے

کرد مردی از سخندانی سوال — حق و باطل چیست ای نیکو مقال
گوش را بگرفت و گفت این باطل است — چشم حق است و یقینش حاصل است
آن بنسبت باطل آمد پیش این — نسبت است اغلب سخنها ای امین
ز آفتاب ار کرد خفاش احتجاب — نیست محجوب از خیال آفتاب
خوف او را خود خیالش میدهد — وان خیالش سوی ظلمت میبرد
آن خیال نور میترساندش — بر شب ظلمات می چفساندش

جو کہ رغبت دوستوں سے تو رکھے ۔ ہی خیال اور فکر دشمن کا سبھے
کہ تو بر پیچیدہ بر یار و دوست ۔ از خیال دشمن و تصویر اوست

وہ تخیل رکھتا تحقیق سے ۔ دیکھی موسیٰ نے تجلی کوہ سے
آن تخیل تاب تحقیقت نداشت ۔ ہمچو موسیٰ کشف لمع بر کہ فراشت

اسکا راہ فکر سے واصل ہی تو ۔ تو نہو مغرور کہ قابل ہی تو
مر خیالش را و زین رہ واصلی ۔ کہ مشو غرہ بدان کہ قابلی

نی شجاعت پہلے کرنے سے بھلا ۔ ز خیال جنگ سے کوئی ڈرا
لا شجاعت قبل حرب یا جان لیس ۔ ور خیال حرب نہراسید کس

مثل رستم کے کرے سو کر و فر ۔ جز خیال جنگ پر اندر فکر
میکند چون رستمان صد کر و فر ۔ بر خیال حرب جز اندر فکر

فکر ہر خام اسپی پس حملہ کرے ۔ نقش جو حمام میں رستم کا ہی
قرن حملہ فکر ہر خامے بود ۔ نقش رستم کو بحمامے بود

خیر کیا رستم بھی ہو مضطر ہوا ۔ ہی سنا خیال یہ جو ہو دیکھا ہوا
خیر چہ بود رستمی مضطر شود ۔ این خیال سمع چون مبصر شود

جو کہ باطل تھا تجھے وہ حق رکھے ۔ جہد کر آنکھوں میں جا کان سے
انچہ باطل مینمود تا حق شود ۔ جہد کن کز گوش در چشمت رود

دونوں گوش اک ہوں گہر مانند چشم ۔ پہر وہ تیرا گوش ہو ہم طبع چشم
گوہری گردد دو گوش ہمچو چشم ۔ زان پس گوشت شود ہم طبع چشم

جملہ چشم و گوہر و سینہ بنے ۔ بلکہ جملہ تن جون آئینہ بنے
جملہ چشم و گوہرش سینہ شود ۔ بلکہ جملہ تن چو آئینہ شود

ہی جمال حق کا دلالہ وصال ۔ گوش اٹھاتا ہی خیال ور وہ خیال
ہست دلالہ وصال آن جمال ۔ گوش انگیزد خیال و آن خیال

تا دلالہ رہبر مجنون بنے ۔ جہد کر تا وہ خیال افزون بنے
تا دلالہ رہبر مجنون شود ۔ جہد کن تا آن خیال افزون شود

احمقی کو خوش کیا لونڈی کے ساتھ ۔ اس خلیفہ نے بھی کی اک دن رات
ریش گاوی کرد خوش با آن کنیز ۔ آن خلیفہ گول ہم یک چند نیز

جو نہ رہیگا اسکو تو اک برق جان ۔ ملک اپنی ملک غرب و شرق جان
چون نمی ماند تو آن را برق گیر ۔ ملک را تو ملک غرب و شرق گیر

ای دل خفتہ تو اسکو خواب جان ۔ ملک ایسا جو نہ رہیگا جاودان
ای دل خفتہ تو آن را خواب دان ۔ مملکت کان می نماند جاودان

مثل جلادوں کے پکڑیگا گلا ۔ کیا کریگا تو کہ وہ نخوت ترا
کہ بگیرد ہمچو جلادان گلوت ۔ تا چہ خواہی کرد آن با و بروت

اور منافق کی نہ سن کہوے کہ لا ۔ جان عالم میں کہ ہی اک امن جا
از منافق کم شنو کہ گفتنی ست ۔ ہم درین عالم بدان کہ مامنی ست

حجت آخرت کے منکروں کی اور بیان صفت اس حجت کا

در بیان ضعف عقل منکران بعث

ہو گئی کوئی چیز گر ہم دیکھتے ۔ حجت اسکی یہ ہی اور ہر دم کہے
گر بدی چیزی دگر من دیدمی ۔ حجتش این ست و گوید ہر دمی

عقل سے عاقل کرے نہ ہرگز نقل ۔ گر نہ دیکھے لڑکا اک احوال عقل
عاقلی ہرگز کند از عقل نقل ۔ گر نہ بیند کودکی احوال عقل

کم نہو وے ماہ نیکو فال عشق ۔ اور نہ عاقل دیکھے گر احوال عشق
کم نگردد ماہ نیکو فال عشق ۔ ور نہ بیند عاقلی احوال عشق

ڈھونڈے نہ یعقوب کے دل سے ہوا ۔ حسن یوسف بھائیوں کو نہ دکھا
از دل یعقوب کے شد ناپدید ۔ حسن یوسف دیدہ اخوان ندید

چشم باطن کو وہ اک افعی دکھا ۔ چشم موسیٰ کو عصا لاٹھی دکھا
چشم غیبی افعی و آشوب دید ۔ مر عصا را چشم موسیٰ چوب دید

چشم سے چشمہ سر سنگ کی
دست اپنا دست موسیٰ کو دکھا
بات یہ ہے حد رکھے اندر کمال
جو حقیقت اسکو ہے فرج و غذا
ہمکو ہے فرج و غذا بس اک خیال
جو غذا اور فرج کی عادت رکھے
بات کوتہ کر تو اس انکار سے

غالب آئی چشم سر حجت کری
آگے چشم غیب کے نور اک کھلا
آگے ہر محروم کے ہے یہ خیال
کم بیان کر اس سے تو راز خدا
اسکے ہر دم دکھے جان کو جمال
ان لکم دینکم ولی دین اسکو ہے
احمد الکم کہہ تو اب کفار سے

چشم سر با چشم سر در جنگ بود
چشم موسیٰ دست خود را دست دید
این سخن پایان ندارد در کمال
چون حقیقت پیش او فرج و گلوست
پیش ما فرج و گلو باشد خیال
هر که را فرج و گلو آیین و خوست
با چنان انکار کوته کن سخن

غالب آمد چشم سر حجت نمود
پیش چشم غیب نور شد پدید
پیش هر محروم باشد این خیال
کم بیان کن پیش او اسرار دوست
لاجرم هر دم نماید جان جمال
ان لکم دین ولی دین بهر اوست
احمدا الکم گوی با کبر کهن

آنا خلیفہ کا نزدیک اُس عورت کے واسطے صحبت و جماع کرنے کے

آمدن خلیفه نزد آن زن بجهت شهوت رانی و جماع

جو خلیفہ نے کری فکر اجتماع
جو کیا ذکر اور ذکر اسکا اٹھا
پائو میں زن کے بیٹھا جبکہ وہ
خشت خشت آواز جیسے کا سنا
وہم اسکو سانپ کا شاید ہوا
زن نے سستی دیکھی او حیران ہوئی
پہلوان کی مردی یاد اسکو ہوئی
غالب آئی اور ہنسی زن کی بڑھی
سخت تر مثل بھنگ کے ہنسی
روکتی تھی جتنی بڑھتی تھی ہنسی
رونا ہنسنا اور غم و شادی دل
مخزن و مفتاح ہر اک کا جان
کچھ نہیں ہوتی تھی جب خندہ روا
مثل آتش تیغ جلدی کھینچ کے
اس کی سنگ سے سر دل میں پڑا

جانب عورت گیا کرنے جماع
قصد اُس مہر و صحبت کا کیا
پس قضا نے روکا اسکے عیش کو
بھاگی شہوت اسکی مردی گیا
کہ بریر بوریا ہلتا ہے کیا
مارا قہقہہ اُسنے اور ہنسنے لگی
شیر مارا دیسی ہی مردی رہی
لب بند ہوتا تھا جو کوشش کری
نفع و نقصان پر ہنسی غالب ہوئی
جیسے اُٹھا پور کا پل ہے اچھی
جان اک معدن ہر اک کا مستقل
ہاتھ میں فتاح کے اے مہربان
کہ ہوا ناخوش خلیفہ تند خو
بولا ہنسنے کا سبب کہہ تو مجھے
سچ کہو مانوں چلتر نے ترا

چون خلیفه کرد رای اجتماع
ذکر او کرد و ذکر بر پای کرد
چون میان پای آن خاتون نشست
خشت خشت موش در گوشش رسید
وهم آن کز مار باشد آن صریر
زن چو دید آن سستی او از شگفت
یادش آمد مردی آن پهلوان
غالب آمد خنده زن شد دراز
سخت میخندید همچون بنگیان
هرچه اندیشید خنده می فزود
گریه و خنده غم و شادی دل
هر یکی را مخزن و مفتاح آن
هیچ ساکن می نشد آن خنده رو
زود شمشیر چو آتش بر کشید
در دلم زین خنده ظنی اوفتاد

سوی آن زن رفت از بهر جماع
قصد خفت و خیز مهر افزای کرد
پس قضا آمد ره عیشش ببست
خفت مردی شهوتش کلی رمید
که همی جنبد به تندی از حصیر
آمد اندر قهقهه خنده اش گرفت
کو بکشت آن شیر و اندامش چنان
جهد میکرد و نمی شد لب فراز
غالب آمد خنده بر سود و زیان
همچو بند سیل ناگاهان گشود
هر یکی را معدنی دان مستقل
ای برادر در کف فتاح دان
پس خلیفه تیره گشت و تند خو
گفت سر خنده را گو ای پلید
راستی گو عشوه نتوانیم داد

گر فریب اب جھوٹا دیوے تو مجھے
جانوں ہیں دل میں ہی میرے روشنی
دل میں شاہوں کے تو جان اک مہ بڑا
ہی چراغ اک دل میں آنکے وقت گشت
وہ فراست اس گھڑی ہی میرے یار
کاٹوں اس شمشیر سے گردن تیری
اس گھڑی کشتہ کروں بیشک تجھے
چھوڑدوں تجھکو اگر تو سچ کہے
سات قرآن اس گھڑی اسنے رکھے
زن ہوئی حاجز کہا احوال کو
پہلوان کی شرح جو کہ رہ میں تھی
مارنا شیر اور آنا جاے پر
اسکو وہ قوت شکار شیر سے
تجھکو یہ سستی کہ جو تونے سنا
دیکھا میں نے تجھسے یہ اور اس سے دو
راز کرنا فاش حق ہے اے اخی
یہ بہار نو خزاں کے بعد ہی
آگ و پانی ابر و باد و خور سے
ہو بہار اندر وہ پیدا راز سے
اسکے رب سے اور دہاں وہ اگے
ہر شجر کا کھانا اور بھید اصل کا
رنج ایسا جو کہ ناخوش دل رکھے
لیک کب جانے کہ وہ رنج خمار
یہ خمار اس تخم کا ہی اک ثمر
کب ثمر اور شاخ دانہ کی مثال

یا مجھے دم دے بہانہ تو کرے
چاہیے اب کہنا تجھکو واجبی
ابر میں گہ گہ جو غفلت سے چھپا
وقت حرص اور خشم کے ہی زیر پشت
گر نہ کہوے جو کہ سچ ہی آشکار
نہ تجھے دے فائدہ حیلہ گری
تیغ دکھلائی کہا یہ تیغ ہی
ہی قسم حق کی نہیں ماروں تجھے
اور قسم کھائی کہا اس طور سے
مردی اس رستم صد زال کو
ایک ایک اسنے خلیفہ سے کہی
سینگ کی صورت کھڑا رہنا ذکر
نے تغیر بس تھا اپنی جاے سے
خفت خفت موش کی جنبش ہوا
اس سبب آئی ہنسی اے نیک خو
چاہیے جو چھپا نہ ہو تخم بدی
ہی دلیل اک یہ وجود حشر پے
کرتے پیدا راز ہیں یہ خاک سے
ہوئے رسوا کھایا جو ہی خاک نے
تا ضمیر اور مذہب اسکا بس کھلے
سر سے پیدا اسکے ہو بس خفا ہرا
ہی خمار اس مے کا جو کہ کھائی ہی
کونسی مے کا ہوا ہی آشکار
اسکو وہ جانے کہ جو ہی باخبر
مرد کا کب جسم نطفہ کی مثال

ور خلاف راستی بفریبیم
من بدانم در دل من روشنی ست
در دل شاہان تو ماہی دان سطبر
یک چراغی ہست در دل وقت گشت
آن فراست این زمان یار من ست
من بدین شمشیر برم گردنت
این زمان بکشم ترا لی ہیچ شک
ور بگوئی راست آزادت کنم
ہفت مصحف در زمان بر ہم نہاد
زن چو عاجز گشت گفت احوال را
شرح آن کرگ کہ اندر راہ بود
شیر کشتن سوے خیمہ آمدن
او بدان قوت کہ از شیر شکار
تو بدین سستی کہ چون کردی ہوس
من چو دیدم از تو این با زوی آن
رازہا را می کند حق آشکار
این بہار نوز بعد برگ ریز
آتش و باد ابر و آب آفتاب
در بہار آن سرہا پیدا شود
بر دمد آن از دہان و از لبش
سر بیخ ہر درختی و خورش
ہر غمی کز وے تو دل آزردہ
لیک کی دانی کہ آن رنج خمار
این خمار اشگوفہ آن دانہ است
شاخ اشگوفہ نماند دانہ را

یا بہانہ چرب می آری و دم
بایدت گفتن ہر انچہ گفتنی ست
گرچہ گہ گہ شد ز غفلت زیر ابر
وقت خشم و حرص اندر زیر پشت
گر نگوئی انچہ حق گفتنی ست
سود می ندہد بہانہ کردنت
تیغ را کرد ار حوالہ گفت تک
حق یزدان نکشمت قادرت کنم
خورد سوگند و چنین تقریر داد
مردی آن رستم صد زال را
یک بیک با آن خلیفہ وا نمود
وان ذکر قائم چو شاخ کرگدن
ہیچ تغییرش نشد بر قرار
خفت خفت موش کی رفتی ز ہوش
زان سبب خندید بدم ای شاہ جہان
چون بخواہد رست تخم بدمکار
ہست برہان بر وجود رستخیز
رازہا را می بر آرند از تراب
ہر چہ خوردست این زمین رسوا شود
تا پدید آید ضمیر و مذہبش
جملگی پیدا شود آن بر سرش
از خمار می بود کان خوردہ
از کدامی می بر آمد آشکار
آن شناسد کاگہ و فرزانہ است
نطفہ کی ماند تن مردانہ را

ظاہر کرنا ایسید کو خلیفہ پر بسبب دہشت زخم شمشیر کے

کب شے ہیولا ہوتا ہے شکلِ اثر — دانہ کب ہوتا ہے مانندِ شجر
نان سے نطفہ ہے کب مانند نان — ہے بشر نطفہ سے کب ہے اسکی شان
نار سے جن ہے کب مثلِ نار — ہے بخار اک ابر اس نے بخار
اور دمِ جبریل سے عیسیٰ بنا — مثل صورت اسکی کب پنہان رہا
خاک سے آدم ہے کب مانند خاک — اور نہین انگور ہے مانند تاک
مثل جنت کب ہے طاعت پایدار — مثل چوری کے ہے کب پیشکل دار
اصل ذکونی ہے مانندِ اثر — جانے کب تو اصل رنج و درد سر
پر نہین بے اصل ہوے یہ جزا — بیگنہ کو کب خدا دیوے سزا
اصل ہر شئی سے کہنچے اپنی شئی کو ہر — گرنہ مثل اسکے ہے اس سے د ہر
ہے نتیجہ ذلت اس غم کا ترے — تیری اضطرون کی بنا شہوت سے ہے
گر نجانے اس گنہ کو تو بھلا — مغفرت چہ چکر ر در وکر سدا
سجدہ کر سو بار اور کہ ای خدا — نہ یہ غم ہے جز سزا اور ا سزا
ای تو سبحان پاک از ظلم و ستم — کب تو دے بےجرم جان کو درد و غم
مین نہین تحقیق جانون جرم کو — لیک غم کو چاہیے جرم ای نکو
اعتبار دین سبب پنہان کیا — جرم کو بھی رکھ تو پوشیدہ سدا
اس جزا سے جرم ظاہر ہو ترا — اور سیاست سے میری چوری ہوا
دوستا پھر توبہ کی سوای شاہ باز — تا کہ ہو معلوم اسرار نیاز

فاش کردن راز را با خلیفه از بیم زخم شمشیر

نیست مانند هیولا با اثر — دانه کی مانند باشد با شجر
نطفه از نان ست کی باشد نان — مردم از نطفه است کی مانند آن
جنی از نار است کی مانند نار — از بخار است ابر کی باشد بخار
از دم جبریل عیسی شد پدید — کی بصورت همچو او شد ناپدید
آدم از خاک است کی ماند بخاک — هیچ انگوری نمی ماند بتاک
کی بود طاعت چو خلد پایدار — کی بود دزدی بشکل پای دار
هیچ اصلی نیست مانند اثر — پس ندانی اصل رنج و درد سر
لیک بی اصلی نباشد این جزا — بی گناهی کی برنجاند خدا
آنچه اصل است کشنده شئ ست — گر نمی ماند بدو هم از وی است
پس بدان رنجت نتیجهٔ زلتیست — آفت این ضربت از شهوتیست
گر ندانی آن گنه را ز اعتبار — زود زاری کن طلب کن اغتفار
سجده کن صد بار میگو ای خدا — نیست این غم غیر در خورد سزا
ای تو سبحان پاک از ظلم و ستم — کی دهی بیجرم جان را درد و غم
من معین می ندانم جرم را — لیک هم جرمی بباید گرم را
چون بپوشیدی سبب را ز اعتبار — دائما آن جرم را پوشیده دار
که جزا اظهار جرم من بود — در سیاست دزدیم ظاهر شود
باز گردی سوی توبه شاه باز — تا شود معلوم اسرار نیاز

ارادہ کرنا شاہ کا کہ جو اس خیانت سے واقف ہوا چھپاوے اور عفو کرے اور دے اسکو دے اور جانا کہ وہ فتنہ جزا تھی اس قصد و ظلم کی

عزم کردن شاه چون واقف بران خیانت شد که بپوشد و عفو کند و او را بوی دهد و دانست که آن فتنه جزای قصد او بود و ظلم او

کہ شاہ موصل نے کیا۔ کہ من اسای فعلیہا و ان
جس کسی نے گناہ ایں رہ اسیر ہوا اور تحقیق
ربک لبالمرصاد
پروردگار تیرا صاحب گذرگاہ کا ہے ۱۲

بر صاحب موصل کہ من اسای فعلیہا و ان
ربک لبالمرصاد

ہوش میں شہ آیا استغفار کی / یاد جرم و ذلت و ہٹ کی کری
شاہ با خود آمد استغفار کرد / یاد جرم و زلت و اصرار کرد

سوچا خود میں نے کسی سے جو کیا / سو جی میری جان کو اسکی جزا
گفت با خود آنچہ کردم با کسان / شد جزای آن بجان من رسان

دوسرے کے قصد جوڑے کا کیا / آیا وہ مجھ پر دیں میں گرا
قصد جفت دیگران کردم بجاه / بر من آمد آن و افتادم بچاه

دوسرے کے در کو مارا میں نے جو / دوسرے در کو مارا اُسنے جان کو
من در خانہ کسی دیگر زدم / او در خانہ مرا زد لاجرم

جو کسی کی اہل سے ہو فسق جو / جان اپنی اہل کا دیوث ہو
ہر کہ با اہل کسان شد فسق جو / اہل خود را دان کہ قوادست او

کیونکہ مثل اسکے جزا اسکی ملے / جون جزا ہے جرم مثل جرم ہے
زانکہ مثل آن جزای او شود / چون جزای سیئہ مثلش بود

جو سبب کرکے بلا لایا اپنی سو / جیسے تجھ دیوث نے مثل اسکی کو
چون سبب کردی کشیدی سوی خویش / مثل آن را پس تو دیوثی بہ پیش

میں نے موصل سے غصب لونڈی کری / کی غصب لونڈی کو جلدی مجھ سے
غصب کردم از شہ موصل کنیز / غصب کرد از من آنرا زود نیز

وہ امین میرا تھا اور خادم ہوا / کی خیانت میری اور خائن ہوا
او امین من بدی لالای من / خائنش کرد آن خیانتہای من

وقت کینہ کا نہ بدلے کا رہا / میں نے اپنا آپ کا ہم ابتر کیا
نیست وقت کین گزاری و انتقام / من بدست خویش کردم کار خام

گر حرم اور سے بدلا میں لوں / وہ ستم بھی لینے اوپر میں رکھوں
گر کشم کینہ از آن میر و حرم / آن تعدی ہم بیاید بر سرم

جیسے یہ ظلم آیا بدلے میں مجھے / آزمایا آزماؤں پھر اُسے
ہمچنان کین ظلم آمد در جزا / آزمودم باز نزمایم ورا

توڑی گردن در موصل نے مری / میں پھر بھی لاؤں اپنی خستگی
درد صاحب موصلم گردن شکست / من دگر آن را نیازارم ز جست

دی جزا سے حق نے مجھکو آگہی / بولا ان عہد تم پہ ہے عہد تا ہیم
داد حق از مکافات آگہی / گفت آن عہدت بہ عہد تا ہیم

ہر تسلی کرنا یہاں پر سود نہ / صبر و رحمت سے سوا محمود کی
ہر فزونی کردن اینجا سود نیست / غیر صبر و رحمت محمود نیست

ربنا انا ظلمنا سہو تھا / رحم کر تیری رحمی ہے سوا
ربنا انا ظلمنا سہو رفت / رحمتی کن ای رحیمیہات رفت

میں نے بخشا تو بھی مجھکو بخش دے / جرم تو سے اور بڑے جرم سے
عفو کردم تو ہم از من عفو کن / از گناہان نو و جرم کہن

بولا لا لونڈی تو تا راست کے / بات یہ میں نے سنی جو تجھ سے ہی
گفت اکنون ای کنیزک وا مگو / این سخن را کہ شنیدم من ز تو

رکھ خیال اور سے کہ ذرا / بات یہ مجھ سے کہی جو تھا ہرا
پاس دار و بر کسی عرضہ مکن / آنچہ گفتی ای کنیزک زین سخن

پہلوان میں کرونگا تری / اللہ اللہ مت کر اس میں دم زنی
با امیرت جفت خواہم کرد من / اللہ اللہ زین حکایت دم مزن

تا نہ اسکو مجھ سے ہو شرمندگی / گو بدی کی ایک و نیکی لاکھ کی
تا نگردد او ز روی شرمسار / کو یکی بد کرد و نیکی صد ہزار

آزمایا اسکو میں نے بارہا / تجھ سے بہتر کو سپرد اُسکے کیا
بارہا من امتحانش کردہ ام / خوبتر از تو بدو بسپردہ ام

۲۱۰

بس امانت میں اُسے پایا تمام ۔ یہ قضا تھی جو کہ نہ پا وہ والسلام

در امانت یافتم او را تمام ۔ این قضای بود کامد والسلام

بلانا خلیفہ کا پہلوان کو اور لونڈی کا اُس کے ساتھ نکاح کرنا

پس بلایا پاس اپنے پہلوان ۔ اور مارا غصہ اپنے میں نہان
اک کیا اُس سے بہانہ خوش نما ۔ کہ ہوا لونڈی سے میرا دل برا
اسلیئے کہ اس حرم کے رشک سے ۔ مادر و فرزند نالاں ہیں مرے
مادر و فرزند کا حق ہی سوا ۔ نہ روا ہی اُنپے یہ جور و جفا
خون کھاتے ہیں وہ غیرت رشک سے ۔ اس کنیزک سے انھیں بس رنج ہی
جبکہ کسی کو دینا چاہوں یہ کنیز ۔ تجھ سوا بہتر نہیں ہو وہ عزیز
کیونکہ محنت تو نے کی اُسکے لیے ۔ تجھ سوا دینا اُسے نہ زیبا ہے
پہلوان سے بس نکاح اُسکا کیا ۔ حرص اور غصہ کو اک جانب رکھا
اسکو سستی تھی یہ نری خران ۔ پر تھی اُسکو مردی پیغمبران
ترک کرنا خشم و شہوت اور خودی ۔ ہی یہ مردی و رگ پیغمبری

خواندن خلیفہ پہلوان را و کنیزک را با او عقد کردن

پس بخود خواند آن امیر خویش را ۔ گشت در خود ختم و قہر اندیش را
کرد با او یک بہانۂ دلپذیر ۔ کہ شدستم زین کنیزک بس نفیر
زان سبب کز غیرت و رشک این کنیز ۔ مادر و فرزند دارد صد ستیز
مادر و فرزند را صد حقہاست ۔ او نہ خورد چنین جور و جفاست
رشک و غیرت میبرد خون میخورد ۔ زین کنیزک سخت تلخی میبرد
چون کسی را داد خواہم این کنیز ۔ پس ترا اولی ترست این ای عزیز
جو تو جانبازی نمودی بہر او ۔ خوش نباشد دادن او را جز بتو
عقد کردش با امیر او را و داد ۔ خشم را و حرص را یکسو نہاد
گر بدش سستی ز نری خران ۔ بود او را مردی پیغمبران
ترک خشم و شہوت و حرص آوری ۔ ہست مردی و رگ پیغمبری

بیان میں سخن قسمنا کے کہ ایک کو قوت و شہوت خروں کی دیتا ہی اور ایک کو صفا و صفت فرشتوں کی

تخم نبیا کا نہ ہو شہوت سے ۔ پھل نہو اسکا بجز قیامت سے
حرص کے کسپیر نہ ہی سروری ۔ حرص کی رو قوت پیغمبری
نری مردی اسکی رگ میں کو نہو ۔ حق اُسے جانے امیر نیک خو
حق مجھے دیکھے میں مردہ رہوں ۔ بہتر اُس سے دور ہو زندہ رہوں
عزرا میں مردی کہ جان رہے دم ۔ دہ ہی دوزخ میں یہ جنت میں
جنت الجنۃ مکارہ آئی ہی ۔ جنت النار آئی ظاہر حرص سے

در بیان سخن قسمنا کہ یکی را قوت و شہوت خران دہد و یکی را صفا و صفوت فرشتگان

تخمہای کہ شہوتی نبود ۔ بر او جز قیامتی نبود
سر زہوا تافتن از سروریست ۔ ترک ہوا قوت پیغمبریست
مردی خر کو مباش اندر گرش ۔ حق ہمی واند الخ نگذار بس
مردہ باشم بہ من حق بنگرد ۔ بہ از آن کہ زندہ باشم دور و رد
منتہر مردی این است بس ۔ آن بود در دوزخ و این در جہان
حفت الجنۃ مکارہ را رسید ۔ حفت النار از ہوا آمد پدید

ای ایاز شیر نر اور دیو کش	خر کی مردی کہ تری مردی بیش	ای ایاز شیرنر دیو کش	مردی خر کم فزون مردیش

دینا بادشاہ کا ایک گوہر وزیر کے ہاتھ مین کہ یہ کس قیمت کا ہے اور تعریف کرنا وزیر کا زیادتی قیمت مین اور فرمانا بادشاہ کا وزیر کو کہ اسکو توڑ ڈال اور کہنا وزیر کا کہ اس گوہر کو کیونکر توڑون مین

دادن شاه گوهر را در بزم بدست وزیر که این بچند ارزد و مبالغه کردن وزیر در قیمت و فرمودن شاه وزیر را که این را بشکن و گفتن وزیر که این گوهر نفیس چگونه بشکنم

اتنے اُمرا نے نہین جانا اُسے	تو نے جانا کھیل ہے تو مرد ہے
دیکھی لذت تو نے میرے حکم کی	اور وفا حکم مین بس جان دی
حکم کی تعظیم جانے اُسکی تو	یہ حکایت سن اگر عاشق ہے تو
داستان حکم و ذوقِ چاشنی	سن تو اب اُسکا بیان معنوی
بولا اک دن شاہ محمود و غنی	وہ شہ غزنین سلطانِ سخی
صبح کو اک دن گیا دربار مین	پایا اُمرا کو کھڑا اور بار مین
پس نکالا اُسنے اک روشن گہر	اور وزیر لینے کے رکھا ہاتھ پر
بولا کیا قیمت رکھے ہے یہ گہر	بولا ارزان ہے بصد خروار زر
بولا توڑ اسکو کہا توڑون مین کیون	خیر خواہ گنج و دولت خواہ ہون
کب روا رکھون کہ مثل اُسکے گہر	ذی رکھے قیمت ہو یہ ضائع مگر
بولا شاباش اور دیا خلعت اُسے	گوہر اُس سے لے لیا اُس شاہ نے
اُس وزیر اپنے کو شہ نے پس بہا	زیور و ملبوس پہنے جو کہ تھا
اک گھڑی مشغول باتون مین کیا	اُنکو کہکر قصۂ کہنہ نیا
بعدہ حاجب کے رکھا ہاتھ پے	کہ یہ طالب پاس کیا قیمت رکھے
بولا قیمت اسکی آدھا ملک ہے	رکھے محفوظ آفتون سے حق اُسے

آنچه چندین صدر را در کش نکرد	لعب کودک بود پیشت این مرد
ای ندیده لذت امر مرا	جان نبرده بهر امر در وفا
ایکه از تعظیم امرش آگهی	این حکایت گوش کن گر والهی
داستان امر و ذوق چاشنیش	بشنو اکنون در بیان معنویش
گفت روزی شاه محمود غنی	آن شه غزنین سلطان سنی
یک صباحی جانب دیوان شتافت	جمله ارکان را در آن دیوان بیافت
گوهری بیرون کشید او مستنیر	پس نهاد آن زود بر کف وزیر
گفت چون است و چه ارزد این گهر	گفت بیش ارزد ز صد خروار زر
گفت بشکن گفت چونش بشکنم	نیکخواه مخزن و مالت منم
چون روا دارم که مثل این گهر	که نیاید در بها گردد هدر
گفت شاباش و بدادش خلعتی	گوهر از وی بستد آن شاه و فتی
کرد ایثار وزیر آن شه ز جود	هر لباس و حله کو پوشیده بود
ساعتی شان کرد مشغول سخن	از قضیه تازه و سر کهن
بعد از آن دادش بدست حاجبی	گرچه ارزد این بدست طالبی
گفت ارزد این به نیمه مملکت	حافظش بادا خدا از مهلکت

بولا توڑ اسکو کہا ای مہر تیغ
چھوڑ قیمت دیکھ اسکی تاب کو
ہاتھ اُٹھے کب توڑنے پر بس مرا
شہ نے خلعت دی کری تنخواہ سوا
بعدہٗ دُرّ رکھا دستِ میر پر
اُسنے اور میر دن نے سب وہی کہا
اُنکی تنخواہ کی زیادہ شاہ نے
ایسے ہی لوٹے پچاس اور ساٹھ میر
گرچہ ہے تقلید اک ستون اندر جہان
امتحان جو شاہ نے سب کا کیا
دور وہ گوہر لیا یہین کرتا ہوا
ہاتھ پر رکھا ایاز پاک کے
دیکھا ہر اک نے و توبھی یہ گہر

توڑنا اسکا دریغ اور بس دریغ
نور دن تابع ہی اسکا ای نکو
مین ہون دشمن ہون خزانہ شاہ کا
عقل کی اُسکی کری مدح و ثنا
کہ تو اسکا امتحان کر بیشتر
قیمتی خلعت ہراک کو بس دیا
جاہ مین ڈالا انھین بس راہ سے
اور کری ہراک نے تقلید وزیر
ہی مقلد طعنہ خور ار امتحان
مال و خلعت خوب ہراک نے لیا
آخر آیا تا ایاز باوفا
اور کہا اُسکو کر ای جانی مرے
دیکھ اور اسکی شعاع پر کر نظر

گفت بشکن گفت ای خورشید تیغ
قیمتش بگذار بین تاب و لمع
دست کی جنبد مرا در کسر او
شاہ خلعت داد و ادرارش فزود
بعد یکساعت بدستِ میر داد
او ہمہ گفت و ہمہ میران ہمین
جامگیہا شان ہمی افزود شاہ
ہمچنین گفتند پنجہ شصت میر
گرچہ تقلید است استون جہان
شاہ چون کرد امتحان جملگان
ہمچنان در دور گردان شد گہر
آخرین بنہاد در کف ایاز
یک بیک دیدند این گوہر تو ہم

بس دریغست این شکستن بس دریغ
کہ شدہ است این نور رزوار اتبع
کی خزانہ شاہ را باشم عدو
پس زبان در مدح عقل او کشود
دُرّ را کاین امتحان کن باز و یاد
ہر یکی را خلعتے داد ہ ثمین
آن خسیسان را ببرد از رہ بجاہ
جملگان یک یک بتقلید وزیر
ہست رسوا ہر مقلد ز امتحان
مال و خلعت برد ہر یک بیکران
تا بدست آن ایاز دیدہ ور
گفت او را کای حریف دیدہ باز
در شعاعش در نگر ای محترم

آنا اُس گوہر کا آخر دور مین بدست ایاز اور
ہوشیاری ایاز کی اور نہ اُن سب کا مقلد
ہونا اُسکا اور نہ مغرور ہونا اُسکا مال
و خلعت و ترقی تنخواہ کرنے و مدح عقل
اُنکی پر کہ نہ چاہیے مقلد کو مسلمان جاننا
اگر مسلمان ہووے و نادر ہو کہ مقلد ثابت
رہے اُس اعتقاد پر اور مقلد امتحانون سے

رسیدن آن گوہر آخر دور بدست ایاز
وکیاست ایاز و مقلد ناشدن او
ایشان را و مغرور ناشدن او بہ مال و
خلعت و جامگی افزون کردن و مدح عقل
ایشان کردن کہ نشاید مقلد را مسلمان دانستن
اگر مسلمان باشد و نادر باشد کہ مقلد ثبات
کند بران اعتقاد و مقلد از امتحانہا

سلامت نہین نکلتا ہی کسواسطے کہ مضبوطی بنیاد کی نہین رکھتا ہی

ای ایاز ابتو کہو کہ یہ گہر — کیا رکھے قیمت تری مدِ نظر
بولا یہ زیادہ ہی اُس سے جو کہون — بولا اُسکو توڑ جلدی ذوفنون
آستین مین سنگ تھے اُسکے شتاب — توڑا آگے اُسکے تھا یہ ہی صواب
اتفاقًا طالع بیدار سے — حاصل اُسدم وہ ہوئی حکمت اُسے
یا کہ دیکھا خواب مین یہ اُسنے تھا — سنگ وہ رکھتا بغل مین اپنے تھا
جیسے یوسف کو کہ اندر چاہ کے — کھل گیا انجام کار اللہ سے
بس جسے فتح و ظفر پیغام دے — ہی مراد و نامراد اُکسان اُسے
فضل جسکو یار کا پابند ہی — اسکو کیا غم ہی شکست جنگ سے
جو یقین ہو کہ کریگا مات وہ — مرنا پیل و اسپ کا نا چیز ہو
ہارے گر وہ اسپ جو ہی اسپ جو — اسپ وہ ہی جو کہ اُسکو قصد ہو
درد کیا خویشی رکھے ہی اسپ سے — اسپ کا عشق اُسکا خود مقصود ہی
مت اُٹھا تو رنج صورت کے لیے — چھوڑ صورت کو تو اور معنی کو لے
بس ہی زاہد کو غم انجام کار — ہو گے کیا حال اُسکا تا روز شمار
عارف اوّل سے ہو گئے ہین ہوشیار — غم سے فارغ ہین آخر کے ای یار
غم رجا و خوف کے عارف کو تھے — عاقبت بینی نے دونون کھا لیے
دیکھی جو تھی کھیتی اول ماش کی — وہ ہی جانے کہ کیا کل ہوئیگی
وہ ہی عارف چھوٹا پھر وہ خوف سے — کاٹا ہاے ہو کو حق کی تیغ نے
اُسکو تھا بس خوف و اُمید خدا — بس گیا خوف اور رہی اُسکو رجا
طی ہوا خوف اور رہی اُمید سب — نور ہو تابع ہوا خور کا وہ اب
امتحان شہ سے تھا آگہ ایاز — مکر شہ سے نہ ہوا گمرہ ایاز
مال و خلعت نے نہین جو کا دیا — حکم شہ سے ٹکڑے گوہر کر دیا

بہ سلامت بیرون نیاید کہ ثبات بنیان ندارد

ای ایاز اکنون بگوئی کاین گہر — چند می ارزد بدین تاب و ہنر
گفت افزون زانچہ تانم گفت من — گفت اکنون زود خردش در شکن
سنگہا در آستین بودش شتاب — خرد کردش پیش او بود این صواب
زاتفاق طالع با دولتش — دست داد آن لحظہ نادر حکمتش
یا بخواب این دیدہ بود آن با صفا — کردہ بود اندر بغل دو سنگ را
ہمچو یوسف کاندرون قعر چاہ — کشف شد پایان کارش زالہ
ہر کرا فتح و ظفر پیغام داد — پیش او یک شد مراد و نامراد
ہر کہ پایند آن وی شد فضل یار — او چہ ترسد از شکست کارزار
چون یقین گشتش کہ خواہد کرد مات — فوت اسپ و پیل باشد زہات
گر برد اسپش ہر آنکہ اسپ جوست — اسپ گو کہ پیش آہنگ اوست
مرد را با اسپ کی خویشی بود — عشق پیشش از پی بیشی بود
بہر صورتہا مکش چندین زحیر — بی صداع صورتی معنی بگیر
ہست زاہد را غم پایان کار — تا چہ باشد حال او روز شمار
عارفان ز آغاز گشتہ ہوشمند — از غم و احوال آخر فارغ اند
بود عارف را غم خوف و رجا — سابقہ دانش خورد آن ہر دو را
دید کو سابق زراعت بود ماش — او ہمیداند چہ خواہد بود چاش
عارف ست و باز رست از خوف و بیم — ہای ہو را کرد تیغ حق دو نیم
بود او را بیم و امید از خدا — خوف فانی شد عیان شد آن رجا
خوف طی شد جملگی امید شد — نور گشت و تابع خورشید شد
ز امتحان شاہ بود آگہ ایاز — ور فریب شہ نشد گمرہ ایاز
خلعت و ادرار رہ راہش نبرد — کرد گوہر را بامر شاہ خرد

جو کہ توڑا اُسنے گوہر اُس زمان — سب امیرون نے کیا شور و فغان
کہ عجب بیباک اک کافر ہے یہ — جو شکستہ ایسے گوہر کو کرے
اُن جماعت نے نفاق و جہل سے — توڑے گوہر حکم شاہنشاہ کے
قیمتِ گوہر نتیجہ حب کا ہی — ایسے دل پر کیسے پوشیدہ رہے

چون شکست او گوهر خاص آن زمان — زان امیران خاست صد بانگ و فغان
کاین چه بیباکیست والله کافرست — هر کاین پرنور گوهر را شکست
وان جماعت جمله از جهل و عمی — در شکسته در امر شاه را
قیمتِ گوهر نتیجه مهر و ود — بر چنان خاطر چرا پوشیده شد

ملامت کرنا امیرون کا ایاز کو کہ کیسلیے ایسے گوہر کو توڑا الوسلے اور جواب اُسکا

تشنیع امیران ایاز را که چرا چنین گوهر شکستی و جواب او

بولا سب سے وہ ایازِ نامور — حکمِ شہ ہی بیش یا گوہر
حکمِ شہ کو تم سبھو بہتر جانتے — یا کہ اُس گوہر کو حق کیواسطے
آنکھ تم ذرّیرکھو نی شاہ پے — غول قبلہ ہی تمھارا راہ سے
پھیرتا ہون مین نہین شہ سے نظر — مثلِ مشرک بن نہین بوجون حجر
لے گہر وہ جان کہ سنگِ راہ کو — لیوے اور چھوڑے وہ حکمِ شاہ کو
پشت جانب لعبتِ گلرنگ کر — عقلِ صاحب رنگ سے تو ڈنگ کر
شہر مین آ پھوڑ مٹکا شک لیے — آگ دے اندر تو بو دِ رنگ کے
گر رہِ دین مین رہزن ہی تو یان — رنگ بو مت لیجیے مانندِ زنان
حکمِ شہ تھا اک گہر ہی ناکسان — سب نے اُس گوہر کو توڑا ابس عیان
راز جو کھولا ایازِ پاک نے — کل امیر اِس بات سے غمگین ہوئے
سرنگون وہ رکنِ دولت ہوگئے — عذر اِس نسیان کا کرتے جان سے
دل سے دو سو آہ ہر اک کے وہان — آسمان پر پہونچی مثلِ دھوان
شہ نے اک جلاد کو ایما کیا — کہ کرانِ ناپاک کو یان سے صفا

گفت ایاز ای مهتران نامور — امر شه بهتر به قیمت یا گهر
امر سلطان به بود پیش شما — یا که این نیکو گهر بهر خدا
ای نظرتان بر گهر بر شاه نی — قبله‌تان غول است جاده راه نی
من ز شه بر می نگردانم نظر — من چو مشرک روی نارم در حجر
بی گهر جانی که رنگین سنگ را — برگزیند پس نهد امر شاه را
پشت سوی لعبت گلرنگ کن — عقل در رنگ آورنده دنگ کن
اندر آ در جو سبو بر سنگ زن — آتش اندر بو و اندر رنگ زن
گر نه در راه دین از رهزنان — رنگ و بو مپرست مانند زنان
گوهر امر شه بود ای ناکسان — جمله بشکستند گوهر را عیان
چون ایاز این راز بر صحرا فکند — جمله ارکان خوار گشتند و نژند
سر فرو انداختند آن سروران — عذر گویان گشته زین نسیان بجان
از دل هر یک دو صد آه آن زمان — همچو دود میشد سوی آسمان
کرد اشارت شه به جلاد کهن — که ز صدرم این خسان را پاک کن

ارادہ کرنا بادشاہ کا واسطے قتل امیرون کے اور سفارش کرنا ایاز کا

قصد کردن شاه به قتل امیران و شفاعت کردن ایاز

یہ نہ لائق خس ہیں سر دربار کے — توڑا ہے حکم پتھر کے لیے
میر الحکم اِن مفسدون کے سامنے — بیچ ہی اک سنگِ رنگین کے لیے

این خسان چه لایق صدر منند — کز پی سنگ امر ما را بشکنند
امر ما پیش چنین اهل فساد — بهر رنگین سنگ شد خوار و کساد

پس ایاز مہربان اُسدم اُٹھا | اور آگے تخت سلطان کے گیا | پس ایاز مہر افزا بر جہید | پیش تخت آن الغ سلطان دوید

سجدہ کرکے پکڑا اپنا بس گلو | کہ ای شہ حیرت ہے تجھسے چرخ کو | سجدہ کرد و پس گلوی خود گرفت | کای قبادی کز تو چرخ آرد شگفت

ای ہما کہ تو ہمایون اور سخی | رکھتا ہے تجھسے سخاوت ہر سخی | ای ہمائی کہ ہمایون فرخی | از تو دارند و سخاوت ہر سخی

ای کریم اب کُل یہ اکرام جہان | جود کے آگے تیری محو و نہان | ای کریمی کہ کرمہای جہان | محو گردد پیش ایثارت نہان

ای لطیفا دیکھا گُل نے جب تجھے | پیرہن کو اپنے پھاڑا اس شرم سے | ای لطیفی کہ گل سرخت چو دید | از خجالت پیرہن را بر درید

مغفرت تیری غفوری سے ہے سیر | روبہ تیرے عدل سے بالا شیر | از غفوری تو غفران چشم سیر | روبہان بر شیر از عدل تو چیر

عفو تیری کے سوا طاقت کسے | کہ کرے بیباکی تیرے حکم سے | جز کہ عفو تو کرا دارد سند | ہر کہ با امر تو بیباکی کند

غفلت و گستاخی ان مجرم کی سب | ہے زیادہ عفو تیری کے سبب | غفلت و گستاخی این مجرمان | از وفور عفو تست ای عفوران

دائما گستاخی اک غفلت سے ہے | چشم پر آشوب سے تعظیم کی | دائما غفلت ز گستاخی دمد | کو برد تعظیم از دیدہ رمد

غفلت و نسیان بد سیکھا ہوا | آتش تعظیم سے ہو سوختہ | غفلت و نسیان بد آموختہ | ز آتش تعظیم گردد سوختہ

عقل و بیداری اک ہیبت اُسکی دے | سہو و نسیان کو دور تجھسے وہ کرے | ہیبتش بیداری و فطنت دہد | سہو و نسیان از دلش بیرون جہد

خواب وقت لوٹ کب ہو خلق کو | کہ نہ چھینے کوئی اس سے دلق کو | وقت غارت خواب نیاید خلق را | تا نبرباید کسی زو دلق را

بھاگتی ہے خواب خوف دلق سے | خواب و نسیان کب ہو خوف خلق سے | خواب چون در میرمد از بیم دلق | خواب و نسیان کی بجا بیم خلق

لا تواخذنا ان نسینا ہے گواہ | کہ ہو نسیان اک وجہ سے بھی گناہ | لا تواخذنا ان نسینا شد گواہ | کہ بود نسیان بوجہی ہم گناہ

کیونکہ کامل اُسنے کی تعظیم کی | ورنہ نسیان لاتا کب افسردگی | زانکہ استکمال تعظیم او نکرد | ورنہ نسیان در نیاوردی نبرد

گرچہ نسیان لابد و ناچار تھا | پر سبب لینے میں وہ مختار تھا | گرچہ نسیان لابد و ناچار بود | در سبب ورزیدن او مختار بود

سُستی کی تعظیم میں اُسنے سوا | تاکہ نسیان سے ہوا سہو و خطا | کو تہاون کرد در تعظیمہا | تا کہ زان نسیان شد و سہو و خطا

جیسے مست اک کہ خرابی وہ کرے | وہ کہے معذور ہوں میں آپ سے | ہمچو مستی کو خرابیہا کند | گوید او معذور بودم من ز خود

کہوں اسکو سبب ای زشت کار | تجھسے تھا کہ تو رکھے وہ اختیار | گویدش لیکن سبب ای زشت کار | از تو بُد در رفتن آن اختیار

بیخودی کب آئی بلایا تو نے خود | اختیار لینے کو کھویا تو نے خود | بیخودی ناید بخود توش خواندہ | اختیار از خود شد و توش راندہ

پہونچتی گر مستی بے کوشش ترے | ساقی جان رکھتا محفوظ اب تجھے | گر رسیدی مستی بی جہد تو | حفظ کردی ساقی جان عہد تو

تیرا حامی ہوتا وہ اور عذر خواہ | میں ہوں بندہ ذلت مست اللہ | پشت دار و جُرمی و عذر خواہ | من غلام زلت مست الہ

عفو کل عالم کا ذرہ ایک ہے | تیرے عکس عفو کا تو نفع دے | عفوہای جملہ عالم ذرہ | عکس عفوت ای ز تو ہر بہرہ

عفو تیرے عفو کے ہیں مدح جو | اُسکی نی کفوا ایہا الناس اتقو | عفوہا گفتہ ثنای عفو تو | نیست کفوش ایہا الناس اتقو

جان بخش انکو نہ کر خود سے جدا | تجھسے شیرین کام ہیں ای مشفقا | جان شان بخش و ز خودشان ہم مران | کام شیرین تو اند ای کامران

ظلم کر اتنا کہ دیکھا تجھکو ہے / تلخی فرقت چکھیں کس طور سے
رحم کن بر آنکه آوردی تو دید / فرقت تلخ تو چون خواهد چشید

تو فراقِ تلخ سے دیوے خبر / تو جو چاہے کرو لیکن یہ نہ کر
از فراق تلخ میگوئی سخن / هرچه خواهی کن ولیکن این مکن

نزسے عالم مین ہجر یار سے / بات یہ حسن اپنے عاشق کے لیے
در جهان نبود ترا از هجر یار / این سخن با عاشق خود گوش دار

مرگ تلخ ہین ہاتھ سے تیرے ہزار / پر نہ کوئی مثل فرقت کے ای یار
صد هزاران مرگ تلخ از دست تو / نیست مانند فراق شست تو

مرد و زن سے تلخی فرقت کو بس / دور رکھ ای ہجر مون کے دادرس
تلخی هجر از ذکور و از اناث / دور دار ای مجیر مان را مستغاث

وصل کی امید پر مرنا خوش ہے / ہجر کی تلخی تری فوق آگ سے
بر امید وصل تو مردن خوش است / تلخی هجر تو فوق آتش است

گبر کافر کہتا ہے اندر سقر / ہوتا کیا غم مجھے گر ہوتی نظر
گبر میگوید میان آن سقر / چه غمم بودی گرم بودی نظر

دو نظر شیرین کرے رنج و بلا / ساحرون کا خون بہا ہے دست و پا
کان نظر شیرین کننده رنجهاست / ساحران را خونبهای دست و پاست

بمعنی لاضیر اور خطاب کرنا فرعون کے ساحروں کا فرعون سے بوقت سیاست کے کہ لاضیر (خوف نہین ١٢) انا الی ربنا منقلبون

تحقیق ہم طرف پروردگار اپنے کے پھرنے والے ہین ١٢

در معنی لاضیر و خطاب سحرهٔ فرعون با فرعون در وقت سیاست که لاضیر انا الی ربنا منقلبون

نعرۂ لاضیر (خوف نہین ١٢) گردون نے سنا / چرخ اس چوگان کی خاطر گو بنا
نعرهٔ لاضیر بشنید آسمان / چرخ گوئی شد پی آن صولجان

ضرب فرعون سے ضرر کیا ہمکو ہے / لطفِ حق غالب ہے قہر غیر پے
ضربت فرعون مارا نیست ضیر / لطف حق غالب بود بر قهر غیر

بھید گر جانے ہمارا ای مضل / چھوڑ دے ہمکو رنج سے ای کور دل
گر بدانی سر مارا ای مضل / میرهانی مان ز رنج ای کوردل

آسمان پر دیکھ کہ وہ ارغنون / کہتا ہے یالیت قومی یعلمون (ای کاش قوم میری جانتے ہیں ١٢)
هین بیا اینسو ببین کارغنون / میزند یا لیت قومی یعلمون

فضل حق نے ہمکو فرعونی ہے دی / ورنہ فرعون کہ بے بختی کے تھی
داد مارا فضل حق فرعونیی / نی چنین فرعونیی بی عونیی

ملک زندہ پر اٹھا کر سر نظر / کر نہ غرہ ملک مصر و نیل پر
سر برآر و ملک بین زنده جلیل / ای شده غره به ملک مصر و نیل

پر تو ای خرقہ نجس کو چھوڑ دے / نیل جان ہین نیل کو غوطہ تو دے
گر تو ترک این نجس خرقه کنی / نیل جان در نیل جان غرقه کنی

مصر سے تو ہاتھ ای فرعون اٹھا / مصر جان ہین مصر سو ہین باطنا
هین بدار از مصر ای فرعون دست / در میان مصر جان صد مصر هست

جو انا رب سدا کہتا ہے تو (مین رب ہون ١٢) / بھید دونون نام سے غافل ہے تو
تو انا رب همی گوئی مدام / غافل از ماهیت این هر دو نام

پاس رب مربوب کے لرزان ہوئے / اور انادان قید جسم و جان کب
رب بر مربوب کی لرزان بود / کی انادان بند جسم و جان بود

ہم انا ہین در انا سے کب چھٹے / اس انا سے پر بلا پر رنج سے
نک انا ماییم رسته از انا / از انای پربلای پرعنا

وہ انا ای کتے تجھپر شوم تھا / حق ہمارے مین زر مختوم تھا
آن انای بر تو ای سگ شوم بود / در حق ما دولت مختوم بود

کینہ کش گر یہ انا ہوتا نہین / ایسا بس اقبال خوش ملتا کہین
شکر ہم چھٹتے ہین فانی دام سے / دار پر یہ پند دیتے ہین تجھے
ہی براق رحلت اپنا دار قتل / تیرا دار ملک غفلت اور فضل
مُردگی کے نقش ہین یہ زندگی / زندگی کے پوست ہین وہ مُردگی
دکھتا ہی بس نور نار اور نار نور / ورنہ دنیا ہوتی کب دار الغرور
مٹ کرے جلدی تو اول نیست ہو / جو فنا ہو تو طلوع کر نور کو
اُس انا سے دل ازل مین تنگ تھا / اس انا سے جان اور دل تنگ تھا
اُس انائے بے عنا سے خوش ہی جان / اس جہان کی ہی انا سے وہ دوان
اُس انا سے چھوٹی اب جو یہ انا / ہو انائے بے عنا پر مرحبا
بھاگے وہ اور پیچھے اُسکے یہ انا / دوڑے جو دیکھے اُسے ویران ہوا
طالب اُسکا تو نہ وہ طالب ترا / تو مرا طالب ترا مطلب ہوا
زندہ تو کب مُردہ شو ڈھونڈے تجھے / تو ہی طالب خواہان کب مطلب بنے
عقل ہوتی بحث سے گر رہ شمار / فخر رازی ہوتا دین کا رازدار
لیک وہ اِن ذوق سے واقف نہ تھا / عقل و تخییل اُسکا حیرت مین پڑا
فکر سے کب ہووے ظاہر یہ انا / یہ انا ظاہر ہو بس بعد الفنا
گرتی ہین یہ عقلین اندر غار کے / جو حلول و اتحادی غار ہی
ای ایاز اب تو ہی فانی قرب سے / جیسے تارہ ہو شعاع مین شمس کے
بلکہ جون نقطہ تو بدلا تن سے ہی / نہ حلول و اتحاد فتن سے
بخش تو بخشش رکھے صندوق مین / تو ہی اول لطف وہم مسبوق ہین

گر نبودی این انای کینه کش / کی زدی بر ما چنین اقبال خوش
شکر آن کز دام فانی میرهیم / بر سر این دار پندت میدهیم
دار قتل ما براق رحلتست / دار ملک تو غرور و غفلتست
این حیات خفیه در نقش ممات / وان مماتی خفیه در قشر حیات
می نماید نور نار و نار نور / ورنه دنیا کی بدی دار الغرور
هین مکن تعجیل اول نیست شو / چون غروب آری بر آر از شرق ضو
زان انائی در ازل دل تنگ بود / زین انا دل بخیرد و جان دنگ بود
زان انای بی عنا خوش گشت جان / شد جهان او زان انا این جهان
از انا چون رست شد اکنون انا / آفرین بر آن انای بی عنا
او گریزان و انا اندر پیش / میدود چون دید ویرا بی ویش
طالب او نی نگردد طالبت / چون بمردی طالبت شد مطلبت
زنده کی مرده شو شوید ترا / طالبی کی مطلبت جوید ترا
اندرین بحث ار خرد ره بین بدی / فخر رازی راز دار دین بدی
لیک چون من لم یذق لم یدر بود / عقل و تخییلات او حیرت فزود
کی شود کشف از تفکر این انا / این انا مکشوف شد بعد الفنا
می فتد این عقلها در افتقاد / در مغاک حلول و اتحاد
ای ایاز گشته فانی ز اقتراب / همچو اختر در شعاع آفتاب
بلکه چون نطفه مبدل تو به تن / نز حلول و اتحاد مفتتن
عفو کن ای عفو در صندوق تو / سابق لطفی و ما مسبوق تو

مجرم جاننا ایاز کا اس سفارش مین خود کو اور عذر چاہنا اس جرم کا اور اُس عذر چاہنے مین خود کو مجرم رکھنا اور یہ شکستگی معرفت عظمت

مجرم دانستن ایاز درین شفاعتگری خود را و عذر این جرم خواستن و دران عذرخواهی خود را مجرم داشتن و این شکستگی از معرفت عظمت

شاہ سے اُٹھتی ہی اور پہچان اُسکی ہے کہ انا اعلمکم و اخشاکم باللہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ای (من زیادہ تم سے) تمھاری نسبت زیادہ ڈرتا ہوں اللہ سے سوائے اسکے نہیں کہ خوف کرتے ہیں اللہ کا بندے عالموں سے ۱۲	شاه خیزد وز شناخت او انا اعلمکم بالله اخشاکم من الله انما یخشی الله من عبادة العلماء

کون ہوں میں کہ کہوں تو عفو کر	ای تو شہ اور امرِ کن کا ہر گہر	من که باشم که بگویم عفو کن	ای تو سلطان و خلاصهٔ امر کن
کون ہوں ہمرہ میں ہوں میں کہ ترے	جامہ میں پکڑے دامن ای ترے	من که باشم که بوم من با منت	ای گرفته جمله منها دامنت
لاؤں کب میں رحم خشم آلود کو	رہ بتاؤں علم حلم اندود کو	من که آرم رحم حلم آلود را	ره نمایم حلم علم اندود را
سیکڑوں تسخیر کے لائق ہوں میں	سو طرح کر بُرائی لاؤں میں	صد هزاران صفع را ارزانیم	گر زبون صفعها گردانیم
کون ہوں ظاہر کروں آگے ترے	یا کرم کی یاد ظاہر دوں تجھے	من کیم تا پیشت اعلامی کنم	یا که وا یادت دهم شرط کرم
جو نہیں معلوم تجھکو کیا ہی وہ	جو نہ تجھکو یاد وہ کیا ہی کہو	آنکه معلوم تو نبود چه بود آن	وانکه یادت نیست چیست اندر جهان
جہل سے تو پاک و تیرا علم بھی	کب فراموشی کرے اسکو خفی	ای تو پاک از جهل و علمت پاک از آن	که فراموشی کند وی را نهان
تو نے جسے ادنی کو اک اعلی کیا	مثل خورشید اسکو نور افزا کیا	هیچکس را تو کسی انگاشتی	همچو خورشیدش بنور افراشتی
جو کیا اعلی مجھے اشتقاق سے	گر خوشامد میں کروں تو سن اسے	چون کسم کردی اگر لابه کنم	مستمع شو لابه ام را از کرم
تو نے صورت سے چھڑایا جو مجھے	وہ شفاعت کی بھی تو نے خود کو ہے	زانکه از نقشم چو بیرون برده	آن شفاعت هم تو خود را کرده
جو خودی سے گھر مرا خالی ہوا	نیک و بد گھر کا نہ ملک اپنا رہا	چون ز رخت من تهی گشت این وطن	تر و خشک خانه نبود آن من
بھی رواں جیسے رواں کی مثل آب	بھی تو رکھ قائم اسے کر مستجاب	هم دعا از من روان کردی چو آب	هم ثباتش بخش و گردان مستجاب
لانے والا تو ہی تھا اول دعا	تو ہی رہ آخر اجابت کی رجا	هم تو بودی اول آرنده دعا	هم تو باش آخر اجابت را رجا
تا کروں میں فخر کہ اُس شاہ نے	مجرموں کو بخشا بندہ کے لیے	تا زنم من لاف کان شاه جهان	بهر بنده عفو کرد از مجرمان
تھے سراپا تک درد تھا میں خود نما	شہ نے کی ہر درد کی میری دوا	درد بودم سر بسر من خود پسند	کرد شاهم داروی هر دردمند
دوزخی تھا شور و شر سے میں بھرا	مجھکو اُسکے فضل نے کوثر کیا	دوزخی بودم پر از شور و شری	کرد دست فضل اویم کوثری
جسکو دوزخ نے جلایا یا جزا	پھر اگاؤں میں اُسے تن سے بھلا	هر کرا سوزید دوزخ در قود	من برویانم دگر بار از جسد
کام کوثر کا ہی کیا کہ ہر جلا	بس لگے اُس سے و روشن ہو سوا	کار کوثر چیست که هر سوخته	گردد از وی نابت و افروخته
اُسکا ہر قطرہ کرم کی دے ندا	کہ جلے دوزخ میں جو ہیں دوں بجا	قطره قطره او منادی کرم	کانچه دوزخ سوخت من باز آورم
جیسے مرہم زخم پر کہ ہو سڑا	گوشت اک پیدا کرے خالص نیا	همچو مرهم بر سر زخم عفن	نیبت لحما جدیدا خالصاً
ہے یہ دوزخ مثل زردی خزان	اور ہے کوثر جوں بہارِ گلستان	هست دوزخ همچو سرمای خزان	هست کوثر چون بهارِ گلستان
ہے یہ دوزخ مثل مرگ و خاک گور	اور ہے کوثر مثالِ نفخ صور	هست دوزخ همچو مرگ و خاک گور	هست کوثر بر مثالِ نفخ صور

اور دوزخی کو کوثر بنا دیا باقی حال اسکے آگے پڑھنا انشاء اللہ ۱۲

ای ز دوزخ سوخته اجسامتان — سوی کوثر میکشد اکرامتان
چون خلقت الخلق کی یربح علی — لطف تو فرمود ای قیوم حی
لا لان اربح علیهم جود تست — که شود زو جمله ناقصها درست
عفو کن زین ناقصان تن پرست — عفو از دریای عفو اولیٰ ترست
عفو خلقان همچو جوی و همچو سیل — هم بدان دریا همی تازید خیل
عفو با هر شب ازین دل پارها — چون کبوتر سوی تو آید شها
بازشان وقت سحر پران کنی — تا به شب محبوس این ابدان کنی
پرزنان بار دگر در وقت شام — میپرند از عشق آن ایوان و بام
تا که از تن تار وصلت بگسلند — پیش تو آیند کز تو مقبلند
پرزنان ایمن ز رجع سرنگون — در هوا کانا الیه راجعون
بانگ می آید تعالوا از کرم — بعد ازین رجعت نماند درد و غم
بس غریبیها کشیدید از جهان — قدر من دانسته باشید ای جهان
زیر سایه این درختم مست ناز — هین بنهید از بید پاها را دراز
پایهای پر عنا از بهر دین — بر کنار دوست حوران خالدین
حوریان گشته مغمز مهربان — کز سفر باز آمدند این صوفیان
صوفیان صافیان چون نور خور — مدتی افتاده بر خاک و قذر
بی اثر پاک از قذر باز آمدند — همچو نور خور سوی قرص بلند
این گروه مجرمان هم ای مجید — جمله سرهاشان بدیواری رسید
بر خطا و جرم خود واقف شدند — گرچه مات کعبتین حق بدند
رو بتو کردند اکنون آه کنان — ای که لطفت مجرمان را ره کنان
راه ده آلودگان را العجل — در فرات عفو و عین مغتسل
تا که غسل آرند زان جرم دراز — در صف پاکان روند اندر نماز
اندرین صفها ز اندازه برون — غرقگان نور نحن الصافون
چون سخن در وصف آن حالت رسید — هم قلم بشکست و هم کاغذ درید
بحر را پیموده هیچ اسکره — شیر را بر داشت هرگز بره

ای تمھارا جسم دوزخ سے جلا — تمکو کھینچے ہے سوئے کوثر سخا
خلقت الخلق کی یربح علی (جو پیدا کیا خلقوں کو تا مجھے نفع ہیں) — تو نے فرمایا ہے ای قیوم حی
لا لان اربح علیهم تیری جود (نہ کہ میں ان سے نفع لوں) — کہ درست ہوں اس سے ناقص پائیں سعد
عفو کر ان ناقصوں تن دوست سے — عفو دریاے عفو سے خوب ہے
عفو مخلوقات مثل جوے و سیل — بھی اُسی دریا کو جائیں خیل خیل
عفو ہر شب اس دل پارہ سے جو — آئے ہے مثل کبوتر تیری سو
پھر اڑاتا ہے انھیں تو صبح کو — شام تک تن میں کرے قید انکو تو
اڑکے پھر جاتے ہیں وقت شام کے — عشق سے اس سو قصر و بام کے
تا کہ تن سے توڑیں تار وصل کو — تیرے پاس آئیں تیرے مقبل ہیں جو
اڑتے ہیں ایمن ز رجع سرنگون — پا ہوا کہ انا الیہ راجعون
آتی ہے بانگ تعالوا از کرم (آؤ تم) — بعد اس رجعت کے نہ ہو درد و غم
بس سفر تمنے کیے دنیا سے ہیں — میری قدر یں جانیو اب تمنے ہیں
زیر سایہ اس شجر کے میرے تم — پانوں لانبے کرکے سو راستا ہو تم
جو تھکے ہیں پا تمھارے بہر دین — رکھو حوروں کی بغل میں خالدین
حوریں عشوہ گر ہوئیں اور مہربان — کہ سفر سے آگئے ہیں یہ صوفیان
صوفیان صافی مثل نور خور — جو پڑے مدت سے گھور سے خاک پر
پاک آگئے بے اثر خاشاک سے — جیسے نور خور طرف افلاک کے
مجرموں کا یہ گروہ بھی ای خدا — بھید انکا عرش تک جو کہ گیا
اپنے عصیان جرم پر واقف ہوئے — کعبتین حق سے گرچہ مات تھے
آہ کرتے تیری جانب اب جھکے — رہنما مجرم کا تیرا لطف ہے
راہ ان آلودگوں کو جلد دے — سوئے چشمہ غسل و بحر عفو کے
تا کریں غسل اس گنہ سے با نیاز — اور پڑھیں پاکوں کی صف میں نماز
ان صفوں میں جو کہ ہیں حد سے برون — وہ ہیں غرق نور نحن الصافون
جب کلام اس وصف حالت میں کیا — بھی قلم ٹوٹا بھی کاغذ پھٹا
بحر کو ناپا کسی نے جام سے — شیر کو پکڑا نہ بچہ بھیڑ نے

گر حجابست برون رو ز حجاب / تا به بینی بادشاهی عجاب
گرچه مستند این جماعت قوم مست / آنکه مست از تو بود عذریش هست
مستی ایشان به اقبال و بمال / نه ز باده‌ست ای نکو خصال
ای شهنشه مست تخصیص تو اند / عفو کن از مست خود ای عفومند
لذت تخصیص تو وقت شراب / آن کند که ناید از صد خم شراب
چونکه مستم کرده‌ای حدم مزن / شرع مستان را نیارد حد زدن
چون شوم هشیار آنگاهم بزن / که نخواهم گشت خود هشیار من
هر که از جام تو خورد ای ذو المنن / تا ابد رست از هش و از حد زدن
خالدین فی فناء السکر هم / من تفانی فی هواکم لم یقم

فضل تو گوید دل ما را که رو / ای شده در دوغ عشق ما گرو
چون مگس در دوغ ما افتاده / تو نه مستی ای مگس تو ماده
کرکسان مست از تو گردند ای مگس / چونکه بر بحر عسل رانی فرس
کوه‌ها چون ذره‌ها سرمست تو / نقطه و پرگار و خط در دست تو
فتنه که لرزند از آن لرزان تست / هر گران قیمت گهر ارزان تست
گر خدا دادی مرا پانصد دهان / گفتمی شرح تو ای جان جهان
یک دهان دارم من آن هم منکسر / در خجالت از تو ای دانای سر
منکسرتر خود نباشم از عدم / کز دهانش آمدستند این امم
صد هزار آثار غیبی منتظر / کز عدم بیرون جهد با لطف و بر
از تقاضای تو میگردد سرم / ای بمرده من بپای آن کرم
رغبت ما از تقاضای تو است / جذبهٔ حق است هر جا رهرو است
خاک بی بادی به بالا کی جهد / کشتی بی بحر در ره نهد
پیش آب زندگانی کس نمرد / پیش آب آب حیوان ست درد
آب حیوان قبلهٔ جان دوستان / ز آب باشد سبز و خندان بوستان
مرگ آشامان ز عشقت زنده‌اند / دل ز جان و آب جان بر کنده‌اند

گر تو ہی محجوب چھوڑ پردہ تو اسے / تا عجائب بادشاہی اک دیکھے
گرچہ تو ہاں کہ قوم مست ہے / جو کہ مست ہیں تیرا انکو عذر ہے
مستی انکی نہ زر و مال اقبال سے ہے / تیری بادہ سے ہے اے نیکو فال ہے
اے شہنشہ مست تیرے خاص ہیں / عفو کر مستوں کو تا کہ خوش رہیں
خاص لذت تیری بوقت شراب / وہ کرے کہ نہ کرے خم شراب
جو کیا ہے مست مجھکو حد نہ مار / شرع مستوں کو نہ مارے حد اے یار
ہوؤں جب ہشیار اسدم مار تو / اور نہ ہوؤں میں کبھی ہشیار خو
جسنے کھایا تیری مے سے اے خدا / تا ابد وہ ہوش و حد سے بس چھٹا
خالدین فی فناء السکر ہم / من تفانی فی هواکم لم یقم
ہمیشہ ہیں فنائے مستی میں وہ ۱۲ / وہ وہ کوئی ہو کہ فانی ہوا خواہش تمہاری میں

فضل تیرا کہے میرے دل کو جا / اے رہی میں عشق کے میرے پھنسا
جوں مگس کے دہی میں لٹ پھنسا / اے مگس نہ مست تو ہی ہے مرا
مست تجھسے جو کوئی ہوا مگس / شہد کی سی دوڑائے فرس
کوہ مثل ذرہ تیرے مست ہیں / نقطہ خط پرکار تیرے دست میں
تھنے ڈرتے ہیں تیرے خوف سے / در گران ارزان جو ہے تجھسے ہے
پانسو گر دیتا حق مجھکو دہان / کہتا تیری شرح اے جان جہان
اک زبان رکھتا ہوں وہ بھی منکسر / تجھسے شرمندہ ہوں اے دانا سر
خود عدم سے منکسر تر نہیں ہوں میں / منہ سے اسکے آئی ہیں یہ امتیں
سیکڑوں آثار غیبی منتظر / کہ عدم سے لطف کے ساتھ آئیں پھر
اس تقاضا سے ترے یہ میرا سر / ہو کے قربان اس کرم کے پاؤں پر
میری رغبت ہے تقاضا سے ترے / جذبۂ حق راہبر ہے ہر چلے
بے ہوا خاک آسمان پر کب چڑھے / کشتی بے دریا کے رستہ کب چلے
آب حیوان سے نہیں کوئی مرا / حیوان پیش تیرے ہے بے صفا
آب حیوان جیتے ہیں یاران جان / آب سے ہو سبز و خندان بوستان
مرگ خواہان زندہ تیرے عشق سے / دل اٹھایا جان و آب جان سے ہے

ہر بلا آب عشق جو مجھ کو ملا	آب حیوان کھوٹا بس مجھکو دکھا	آب عشق تو چو ما را دست داد	آب حیوان شد بہ پیش ما کساد
آب حیوان ہے ہی جان کو زندگی	آب حیوان کی ولے رونق تو کی	ز آب حیوان ہست ہر جان را توی	لیک آب آب حیوانی توئی
حشر و مرگ ہر دم مجھے تو نے دیا	اُس کرم کا غلبہ تا مجھکو دکھا	ہر دمی مرگی و حشری دادیم	تا بدیدم دستبرد آن کرم
مثل سونے کے ہوا مرنا مرا	بعث کے سو ہے یقین اے خدا	ہمچو خفتن گشت این مردن مرا	ز اعتماد بعث کردن ای خدا
ساتون دریا ہووین گر ہر دم سراب	کان پکڑے اُسکا لا وے کھینچ آب	ہفت دریا ہر دم ار گردد سراب	گوش گیری آوریش ای آب آب
عشق ہے ڈر موت سے اور عقل تنگ	مثل ڈھیلا کے ڈرے بار آن سنگ	عقل ترسان ز اجل و ان عشق شوخ	سنگ کی ترسد ز باران چون کلوخ
مثنوی کا پانچوان دفتر یہ ہے	برج چرخ جان ہیں جون اختر یہی	از صحاف مثنوی این پنجم است	در بروج چرخ جان چون انجم است
رہ ستارہ سے نہ پائے ہر حواس	جز کہ کشتیبان اور انجم شناس	رہ نیابد از ستارہ ہر حواس	جز کہ کشتیبان و ستارہ شناس
جز نظارہ حصہ اور ون کو کہان	اُنکا نی جائین سعود اور نی قران	جز نظارہ نیست قسم دیگران	از سعودش غافلند و از قران
آشنائی کر شبون میں تا بروز	ایسے انجم سے کہ ہووین دیوسوز	آشنائی گیر شبہا تا بروز	با چنین استارہای دیوسوز
دفع کرنے دیو میں ہر اک عیان	قلعہ گردون ہے ہر آتش فشان	ہر یکی در دفع دیو بدگمان	ہست نفط انداز قلعہ آسمان
مثل عقرب دیو کو گرہین نجوم	مشتری پر وہ رکھیں از بس ہجوم	اختر ار با دیو ہمچون عقرب است	مشتری را او ولی الاقرب است
دیو کو گر تیر سے مارے قوس ہے	دلو ہے پر آب کھیتی کے لیے	قوس گر از تیر دوزد دیو را	دلو پر آب است زرع و میوہ را
کشتی دے توڑے گر حوت ایکبار	دوست کو جون ثور کے دیوے بہار	حوت اگرچہ کشتی غی بشکند	دوست را چون ثور کشتی میکند
جون اسد گر شمس پھاڑے رات کو	لعل کو دے خلعت اک اطلس کا وو	شمس اگر شب را بدرد چون اسد	لعل را ز خلعت اطلس رسد
صورت سرطان کجرو گرچہ ہے	رستی وہ ہیئت میزان کو دے	صورت خرچنگ اگرچہ کجرو است	ہیئت میزان ز و بیرون خوست
پیشہ خونریزی ہے گر مریخ کا	دشمن تیزی سے وہ عاجز ہوا	پیشہ مریخ اگر خونریزی است	او ز دون سارق تیز زیست
نحس ہے تاثیر میں گرچہ زحل	فکر باریک اُس سے ہوا اندر عمل	گرچہ در تاثیر نحس آمد زحل	وقت فکر آید از وی در عمل
ہر وجود آیا عدم سے جلوہ گر	زہر اک کو دوسرے کو ہے شکر	ہر وجودی کز عدم بنمود سر	بر یکی زہر است و بر دیگر شکر
مہ بجائے مہر سے گرتا لیان	زہرہ فی زہرہ کو دم مارے وہان	ما ہم از مہر ار دو کف بر ہم زند	زہرہ نبود زہرہ را تا دم زند
بل عطارد گھر فراموش اپنا ہو	اُس جنون سے جوزا تو ٹوٹے جور کو	بل عطارد خانہ خود گم کند	ور جنون آرد جوزا بشکند
ہاتھ کانپے مشتری کا تاپے دل	ماہ پانی پر گرے ہو یا بہ گل	مشتری را دست لرزد دل طپید	بر سر آب افتد مہ چون سپید
اور جھڑین پر نسر طائر کے بہ شرم	طمع سے تنین ہو جون موم نرم	نسر طائر را بریزد پر ز شرم	ور ز طمع تنین شود چون موم نرم
اور بنات النعش ہووین حاملہ	مجتمع ہو کر کے ہوں ستک زند	دختران نعش آبستن شوند	مجتمع گشتہ و سنگسار شوند
چھوڑ تو اس رہ کو بیگہ ہوا	سنبلہ سے کہکشان پرکہ ہوا	در گذر زین رہ کہ بیگاہ شد	کہکشان از سنبلہ پرکاہ شد

اب کیا خورنے ہی جلوہ التوا
تو عدو ہوا اور عدو شہد و شیر
دوست ہوا اور خوبا کو چھوڑ دے
زہر سے فاروق کو تھا گزند
ڈھونڈ تو تریاق فاروق ای غلام

لیک تلخ آئی تجھے گفت گو
بے تکلف زہر ہو تجھ میں ای پسر
تا تو حلوا کھائے خم سے زہر کے
کر اشین تریاق فاروقی تھا قند
تا ہو فاروقِ زمان تو والسلام

آفتاب از کوہ سر زد القوا
تو عدوی وز عدو شہد و لبن
دوست شو وز خو نا خوش خو بریکے
زان شدہ فاروق راز ہری گزند
ہین بجو تریاق فاروق ای غلام

لیک تلخ آمد ترا این گفتگو
بی تکلف زہر گرد و در دہن
تا ز حمزہ زہر ہم حلوا خورے
کہ بداز تریاق فاروقیش قند
تا شوی فاروق دوران والسلام

تتمہ مترجم

شہ خاصہ کی روک اب تو لگام
جانا چاہتے ہین وہ معقولات کو
تاکہ پورے شش جہت کی سیر ہو
ہیں جھٹے اب تو جہت کو کر رقم
پانچوین دفتر کو اب کر تو تمام

کہ کیا ہی تیرے راکب نے مقام
شش جہت کا تاکہ اظہار ہو
پنجتن سے سو تجھے نفس ذات کو
شش جہت میں تا نہ ہو کچھ بیش و کم
تا چھٹے دفتر کا ہو آغاز کام

یعنی تجھ پنجتن جو ہین سوار
سیر کی پانچوں حواسوں کی تمام
کیونکہ اصلِ پنجتن کل ذات ہی
مثنوی سے لے مدد تو یوسفی
پڑھ درود اب مصطفی پر تو سدا

سیر محسوس انکو ہے اب ناگوار
تا چھٹے معقول ہین رکھیں مقام
ذات سے اب ملنا تجھکو چاہیے
تاکہ ظاہر تجھے ہو وے مثنوی
اور انکی آل پر بہر خدا

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد بارک و سلم

تمام شد

فہرست حقائق و تعلیم دفتر ششم براہین یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی

صفحہ	داستان	حقائق بمقام فقر و فنا	تعلیم
60	بیان مین	خواب سے اٹھے خود کو کامل پائے	بے پاکی اولیا تک آنا
61	الیضاً	قصہ ہلال کا داستان بدر رکھ	ہلال بدر مین آجاوے
״	الیضاً	ادل مقبول آخر کو مردود ریا کار	پیری مین حسن ہو جوان
62	**حکایت پنجم خرابی دنیا و حصول معنی مین**		
״	حکایت گورکن	دعاے ترقی عمر کی بددعا ہے	کلام عارف کھٹتا ہے
63	وصف پیرزن	پیر حریص دنیا مرد راہ نہین	دنیا پاخانہ
64	الیضاً	بجھے کمال نہین کوئی خواہ ہو	سوے فضل خدا جا
״	رخ پر چمکانا	کلام غیر حق اگر رونق کرے رسوا ہے	تجھ سے دوسروں کو نفع ہو
65	حکایت بیمار	حال دل حبیب سے معلوم کر	نعمت کی کوشش ملے
66	الیضاً	آثار دنیا سے حق کو معلوم کر	مشاہدہ
67	رجوع بقصہ پیرزن	انجام مین بہتر کہ پتھر سے آخر کو دکھے	انجام بینی بہتر
68	الیضاً	ہستی چھوڑ نیستی طلب کر	حصول نیستی
69	الیضاً	ہر دم عدم کو جاتا ہو عدم سے کیون بھاگتا ہے	مرگ دنیا زندگی
״	تخت پر بیٹھنا	طمع محمود فقر سے ڈراتی ہے	فقر بہتر ہے
[illegible]	الیضاً	صبر سے ترقی نور باطن کی	عادت اولیا حق کی
[illegible]	الیضاً	جاہل خشتی ہے	دوستی جاہل گمراہی
[illegible]	الیضاً	جبر کامل کو پر و جاہل کو قید	اولیا کو حسرت فوت وقت
[illegible]	قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	یہ صورت جون کف بحر سے حرکت	حرکت جسم کو جان کو دیکھ
[illegible]	الیضاً	مرشد پیدا کر تا دید حاصل ہو	نیستی طلب کر
[illegible]	الیضاً	حصول نیستی مین اول ذکر و فکر بعد جذب	جو تن گلا سے سائل
[illegible]	الیضاً	جذب امر و نہی ترک کر	علما راز دار حق کے
[illegible]	لوٹنا طرف حکایت	تجلی بہ جمال حق کا نمونہ	بدلی ظلم سے غافل نہ
[illegible]	جانا صوفی کا	وصیت بجا تلہ یہ ہے	مواخذہ بیخودی خدا سے
[illegible]	الیضاً	مثنوی دکان وحدت کی	غرائب الحلے
[illegible]	الیضاً	صوفی ہزار بار مر کے زندہ ہو	تیغ ہر روز پرقتل حسن
[illegible]	الیضاً	زندہ کا مارنا عیسیٰ خدا کا ہے	حلیم ہو جو تیغ صبر

صفحہ	داستان	حقائق بمقام فقر و فنا	تعلیم
77	چیت مارنا	جو بدی کرے وہ آخر آپ ملے	ہنسنے سے رونا بہتر
78	جواب یار الصدر	خندہ کی جا دیدہ گریہ مین ہے	مرشد کے ساتھ رہ جو
״	الیضاً	بات مین بات بد نکلتی ہے	ایک سے اچھا اور ایکن
79	سوال کرنا	وحدت کثرت مین کثرت وحدت مین	جگون بحر سے موج آئے
80	جواب دینا	ذات مین ضد و ند نہین ہے	تن کو معنی سے علم ہو تسیر
81	الیضاً	بعد رنج کے راحت ہے	پھر حق سے سربلندی
82	تفسیر قول	لذت دنیوی مانع عشق خدا	نفس کو سیر نہ کر
84	ظرافت	حق عیب پوشیدہ کرکے رسوا کرتا ہے	تو خود اعانہ ہے
86	بیان اسباب کا	ابراہیم خلیل اللہ بچا ابراہیم زبردست مرا	جسکو اچھا کری
״	پھر دوبارہ سوال	بڑا بھلا انہوں نے حق کس نام سے پکارتا	رنج دنیا سہل فراق یار سے
87	بیان مین سکے	ترک ہوس تلخ فراق یار تلخ سوا	اولیا پیام حق کا علاج ہین
88	پوچھنا	ہر ایک جز تیرا عدم کی خبر دار ہے	ہر ایک اصل سے خبر دیتا ہے
89	الیضاً	تجلی حالی و قالی نظر سے پوشیدہ	حال و قال دونون گواہ
90	الیضاً	حال گیا تو خود مین شمار کر	عاقل آثار سے حق کو پاتا ہین
91	**قصہ ششم پانا یار کو اپنے آپ مین**		
״	قصہ فقیر	وہ طالب جز کو پھر شوق دیتا ہے	وہ جہان کی رنگ
״	الیضاً	سب سایہ ہے تو شمس مین ایک سا ہے	وقت زنگار رنگ
92	الیضاً	بروز حشر یک رنگی سب پر کھلے	جو جسکے لائق وہ ملے
93	الیضاً	جو بیان کریگا پائیگا	طالب وہ خیر قبلہ
״	الیضاً	جسکی جو لائق وہ ہے اسکو دیا	جو اچھا دکھے وہ حاصل کر
94	خواب دیکھنا	جو اس گذشتہ حجاب کو دیدار و خطاب حاصل کر	بے حکم خداوند نہ سکے
95	الیضاً	جسکو موسی کا کہ حق تھا حبیب مین ملا	ضرب لا الٰہ
96	نا امید ہونا	بہ نسبت عقل عشق راہ وصال جلد چلتا ہے	عشق کا راز دار نہین
97	سو نیا بچیک کا	کلام عاشق جس مین کلام حق ہے	خدا کے دوست حق کے ساتھ ہین
98	الیضاً	اولیا آئندہ سو برس کو دیکھتے ہین	ذات بحر وحدت
99	الیضاً	محرم سے راز حق کہ نا محرم سے نہین	صبر دل صفا کری

صفحہ	داستان	حقائق بمقام فقر و فنا	تعلیم
101	جواب دینا مرید کا	اس نور معنی سے بت قبلہ ہے	بدگوئی کمال کو زائل کرے
102	الیضاً	عارف شرع و تقوی کی جان ہے	جسم سے جان بہتر
103	الیضاً	انا لا ہوا تو پھر کیا رہا بجز اللہ کے	بنی ہوتے دنیا ہوتی
״	الیضاً	جہان الم خدا کو ذکر کا دے	شبہہ نفس
104	پانا مرید کا	کو نفث خلق سے سواری شیر حاصل ہو وے	جبر مخلوق
״	الیضاً	انتہا مقام فقر حجاب تک راہ خدا	وصال حق
105	الیضاً	ضد خدا انسان خلیفۃ اللہ ہے	انی جاعل
״	حکمت اس آیت	ایک دوسری کی ضد معرفت حق ہے	ملتین
106	الیضاً	جان معنی کو جا کہ وہ روا ہے	طوفان کشتیان بہت
107	بیان معجزہ	ہر ایک اپنے نفع کو کرے نہ غیر کے	محسوس پوشیدہ اہل حس تھے
108	الیضاً	خدا کو آثار سے خود مین دیکھے	آثار خدا عالم مین
״	الیضاً	خوف وہم سے وہ وہم ہو حقیقت کے نہین	رواج حبیب کو ہیچ
109	الیضاً	آتش عشق جان و دل کو پر نور کرے	بجز ذات سب فنا کر
״	الیضاً	توحید مین مثل الف بسم مین ہے	مجاز سے حقیقت ملے
110	رجوع طرف قصہ	خود کو لا کیا تو اللہ ثابت ہے	کار اہل دنیا برعکس
״	الیضاً	خدا بُرون کو بھلا کر دیتا ہے	تارک کو خدا دیتا ہے
111	دعا مانگنا	خواب شب مین عقل باقی ہے	روح اس عالم کو جاتے
״	الیضاً	اہل اسباب یار حق کا نہین	دعا مجکو سکھائی
112	الیضاً	خواب شب نے کمال کو پہنچایا	خواب کشف راز
113	الیضاً	الف مست تا میم دل اللہ محمد ہے	گریہ سے سرسبز کر
114	الہام ہونا	خدا تیرے نزدیک تو خدا کو ڈھونڈتا ہے	اہل دل نے حق کو خود مین پایا
״	الیضاً	حق نے خود مین کوشش کرائی	علم و ہنر سالک کا نہین
115	**داستان ہفتم صنعت سے صانع کو پہچانے مین**		
״	داستان مین مسافر	عقل ہمراہ نفس شیطان کے	مرغ روح قفس تن سے اڑے
116	الیضاً	طلوع شمس اجل برف وجود	اہل اللہ کو نعمت علم و ادب
117	الیضاً	وہ قاسم اہل دوزخ خود کو خود اس میں پاتے	قاسم دوزخی

تمام شد فہرست حقایق و تعلیم دفتر ششم

پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی

بعون صناع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان نسخہ

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے گنجی | جو تھا سارے عالم کو ہر دم الہام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی مالوہ

مطبع نامی منشی نولکشور میں حسن زیبائی مطبوع ہوا

دفتر ششم تمہید اول بمقام فقر و فنا

پیراہن یوسفی — مثنوی معنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای حیات دل حسام الدین بسی — میل می‌جوشد بہ قسم سادسی
گشت از جذب چو تو علامۂ — در جہان گردان حسامی نامۂ
پیشکش می‌آرمت ای معنوی — قسم سادس در تمام مثنوی
شش جہت را نور دہ زین شش صحف — کی یطوف حولہ من لم یطف
عشق را با پنج و با شش کار نیست — مقصد او جز کہ جذب یار نیست
بوک فیما بعد دستوری رسد — رازہای گفتنی گفتہ شود
با بیانی کان بود نزدیکتر — زین کنایات دقیق مستتر
راز جز با رازدان انباز نیست — راز اندر گوش منکر راز نیست
لیک دعوت وارد است از کردگار — با قبول و ناقبول او را چہ کار
نوح نہصد سال دعوت می‌نمود — دمبدم انکار قومش می‌فزود

ای حیات دل حسام الدین سو — جوش اٹھتا ہے لکھوں حصہ چھٹا
مجھے علامہ کی خواہش سے ہوا — یہ حسامی نامہ عالم میں پھرا
نذر کرتا ہون تری مہر رضا — مثنوی کا لیجیے یہ حصہ چھٹا
نذر کرتا ہون تری اے معنوی — یہ چھٹا حصہ جو رکھی مثنوی
شش جہت کو نور چھ دفتر سے دے — کہ پھرین گرد اسکے جو ہین بے پھرے
پانچ چھ سے عشق کو نے کار ہے — مقصد اوسکا ہے تو جذب یار ہے
بعد ہو مجھے اجازت ہے امید — کہوں جو لائق ہین بس کہنے کے بھید
اُس بیان سے ہو کہ جو نزدیک ہو — ان کنایاتوں اشاراتوں سے دو
راز اثر کرتا نہین جز رازدان — گوش منکر مین ہے راز بے اثر
لیک دعوت آئی ہے اللہ سے — مانے نے مانے اسے کیا کام ہے
نوح نے نو سو برس دعوت کری — قوم انکار انکی بس کرتی رہی

هیچ از توسن عنان واپس کشید ... هیچ اندر غار خاموشی خزید
زانکه از بانگ و علالای سگان ... هیچ وا گردد ز راهی کاروان
یا شب مهتاب از غوغای سگ ... سست گردد بدر را در سیر تگ
مه فشاند نور و سگ عوعو کند ... هر کسی بر خلقت خود می تند
هر کسی را خدمتی داده قضا ... در خور آن گوهرش در ابتلا
چونکه نگذارد سگ آن بانگ سقم ... من مهم سیران خود را کی هلم
چونکه سرکه سرکگی افزون کند ... پس شکر را واجب افزونی بود
قهر سرکه لطف همچون انگبین ... کاین دو باشد اصل هر اسکنجبین
انگبین گر پای کم آرد ز خل ... اندر آن اسکنجبین آید خلل
قوم بر وی سرکه ها میریختند ... نوح را دریا فزون میریخت قند
قند او را امد داد از بحر جود ... پس ز سرکه اهل عالم می فزود
واحد کالالف که بود آن ولی ... بلکه صد قرن است آن عبد العلی
خم که از دریا در او راهی بود ... پیش او جیحونها زانو زند
خاصه آن دریا که دریاها همه ... چون شنیدند آن مثال و دمدمه
شد دهانشان تلخ زین شرم و خجل ... که قرین شد نام اعظم با اقل
در قران این جهان با آن جهان ... این جهان از شرم میگردد جهان
این عبارت تنگ و قاصر رتبت است ... ورنه خس را با اخص چه نسبت است
زاغ در رز نعرهٔ زاغان زند ... بلبل از آواز خوش کم کند
پس خریدارست هر یک را جدا ... اندر این بازار یفعل ما یشا
نقل خارستان غذای آتش است ... بوی گل قوت دماغ سرخوش است
گر پلیدی پیش ما رسوا بود ... خوک و سگ را شکر و حلوا بود
گر پلیدان این پلیدیها کنند ... ابرها را پاک کردن می تنند
در جهان پر شود اگر خار و خس ... آتشی محوش کند در یک نفس
گرچه ما را زهر افشان میکنند ... ور چه تلخان مان پریشان میکنند
نحلها بر کوه و کندو و شجر ... می نهند از شهد انبار شکر

کوئی بھی اس قوم سے واپس پھرا ... غار خاموشی میں کوئی بھی گھسا
کیونکہ شور اور غل سے کتونکے کوئی ... کاروان واپس پھرے کوئی
یا شب مہتاب سگ کے شور سے ... آسمان پر بدر گردش کم کرے
نور چھڑکے ماہ سگ غوغو کرے ... اپنی خلقت پر ہراک رغبت رکھے
خدمت ہراک کو قضا نے کی عطا ... اُسکے لایق امتحان اُسکا کیا
جو نہ باز آئے کو سگ چھوڑے ہر آہ ... میں ہون ہمین سیر چھوڑون اپنی
جو کہ سرکہ پن زیادہ کرے ... پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے
جیسے قہر کہ لطف انگبین ... کہ یہ دونون رکن ہر اسکنجبین
گر ہو سرکہ سے زیادہ انگبین ... پرخلل ہوجائے وہ اسکنجبین
سرکہ اہل قوم اسپر ڈالتی ... قند زیادہ کرتا بحر نوح بھی
تھی مدد قند اسکی بحر جود سے ... قوم کا بڑھتا تھا سرکہ پن سے وہ
ایک ہر مثل ہزار اب دو ولی ... بلکہ سو سو قرن وہ عبد العلی
ایسا خم کہ بحر سے رہ آئین ہے ... جیحون آگے اوسکے زانو ٹیکے کہ
خاص وہ دریا کہ سب دریا لئے جو ... خود بنا پس اس مثل تمثیل کو
تلخ منہ اس شرم سے آنکاہوا ... کہ معظم نام اصغر سے ملا
اس جہان کیا جہان باہم ملے ... یہ جہان بس بھاگ جائے شرم سے
یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھے ... ورنہ نسبت کیا اخص خس کو ہے
زاغ انگور میں بس قیق قیق کرے ... خوش نوا سے باز بلبل کب رہے
پس ہراک کا ہے خریدار اک جدا ... حسب خواہش یفعل اللہ ما یشاء
نقل خارستان غذا آتش کی ہے ... قوت بو گل دماغ خوش کی ہے
ہم پلیدی کو بڑا جانتے ہیں گر ... خوک اور سگ کو ہے حلوا و شکر
گر پلید اب یہ پلیدی بس کریں ... ابر رغبت پاک کرنے پر رکھیں
گر جہان پر ہو سے خس اور خار سے ... محو اکدم میں کرے آتش اسے
سانپ گرچہ زہر افشان بس کرینگے ... گرچہ تلخ ہمکو پریشان بس کرین
مکھیان کو ٹھی و نخل و کوہ پے ... جمع کرتی ہین شکر اور شہد سے

زہرہا ہر چند زہری میکنند / زود تریاقات شان بر میکنند

کرتے ہین ہر چند زہر اپنے اثر / جلد تریاق انکو کردین زود تر

این جہان جنگ ست چون کل بنگری / ذرہ ذرہ ہمچو دین با کافری

جو تو دیکھے یہ جہان کل جنگ ہے / ذرہ ذرہ مثل کفر و دین کے

آن یکی ذرہ ہمی پرد بچپ / وان دگر سوی یمین اندر طلب

ذرہ اک اڑتا ہے جو بائین طرف / دوسرا اندر طلب دائین طرف

ذرہ بالا و آن دیگر نگون / جنگ فعلی شان ببین اندر رکون

ایک ذرہ اعلی اسفل دوسرا / جنگ فعلی دیکھ خواہش مین ذرا

جنگ فعلی ہست از جنگ نہان / زین تخالف آن تخالف را بدان

جنگ فعلی ہے بس اک جنگ نہان / اس تخالف سے تخالف وہ عیان

ذرہ کو محو شد در آفتاب / جنگ او بیرون شد از وصف و حساب

جو ہوا وہ ذرہ محو آفتاب / جنگ اسکا فنے رکھے وصف و حساب

چون ز ذرہ محو شد نفس و نفس / جنگش اکنون جنگ خورشیدست و بس

محو ذرہ کا ہوا نفس و نفس / جنگ اسکا جنگ خورشید اب ہے بس

رفت از وی جنبش طبع و سکون / از چہ از انا الیہ راجعون

بس گئی اوس سے وہ جنبش اور سکون / باعث انا الیہ راجعون

ما بہ بحر تو ز خود راجع شدیم / در رضاع اصل مسترضع شدیم

ہم ہوئے راجع بہ بحر لو ز یار / شیر اصلی سے ہوئے ہم شیر خوار

در فروع راہ ای ماندہ ز غول / لاف کم زن از اصول ای بی اصول

شاخ رہ مین تو رہا باکر و غول / شیخی مت کر با اصول ای بے اصول

جنگ ما و صلح ما در نور عین / نیست از ما ہست بین الاصبعین

صلح جنگ اپنی ہے اندر نور عین / ہم سے نے اور ہے وہ بین الاصبعین

جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول / در میان جزوہا حربیست ہول

جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول / ہے جزون کی درمیان بس جنگ ہول

این جہان زین جنگ قایم میبود / در عناصر در نگر تا حل شود

یہ جہان قایم ہے بس اس جنگ سے / دیکھ عناصر مین کہ تا حل ہو سکے

چار عنصر چار استون قویست / کہ بر ایشان سقف دنیا مستویست

چار تھم ہین چار عنصر کے کھڑے / کہ تھمی انپر یہ چھت دنیا کی ہے

ہر ستون اشکنندہ آن دگر / استن آب اشکنندہ ہر شرر

ایک تھم ہے دوسرے کو توڑتا / آب کا تھم توڑتا ہے آگ کا

پس بنای خلق بر اضداد بود / لاجرم جنگی شدند از ضر و سود

پس بنا تھی خلق کی اضداد پے / جنگ کرتے نفع نقصان کے لیے

ہست احوالت خلاف یکدگر / ہر یکی با ہم مخالف در اثر

حال تیرے ہین خلاف یکدگر / ہر اک باہم مخالف با اثر

چونکہ ہر دم راہ خود را میزنی / با دگر کس سازگاری میکنی

جو تو ہر دم مارے اپنی راہ کو / دوسرون کا کب بنے تو چارہ جو

فوج لشکرہای احوالت ببین / ہر یکی با دیگری در جنگ و کین

فوج لشکر حال خود کے دیکھ تو / کہ ہر اک دوسرے سے جنگ جو

می‌نگر در خود چنین جنگ گران / پس چہ مشغولی بجنگ دیگران

دیکھ خود مین ایسی بھاری جنگ مین / دوسرونکی کیون ہے شاغل جنگ مین

تا مگر زین جنگ حقت واخرد / در جہان صلح یکرنگت برد

تا چھڑا دے تجھکو حق اس جنگ سے / صلح یکرنگی مین لیجائے تجھے

آن جہان جز باقی و آباد نیست / زانکہ ترکیب وی از اضداد نیست

وہ جہان باقی ہے اور آباد ہے / کیونکہ ترکیب اسکی نے اضداد سے

این تفانی از ضد آید ضد را / چون نباشد ضد نبود جز بقا

یہ ہے فانی ضد سے آئی ضد سدا / جو نہووے ضد نہووے جز بقا

نفی ضد کرد از بہشت آن بی‌نظیر / کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر

نفی ضد کی خلد سے کی اوس ایسر / کہ شمس ہوئے نہ ضد اسکی زمہریر

ہست بیرنگی اصول رنگہا / صلحہا باشد اصول جنگہا

کیونکہ بیرنگی اصول رنگ ہے / اور صلح کل ہا اصول جنگ ہو

آن جهان ست اصل این پرغم وثاق — وصل باشد اصل هر هجر و فراق
وہ جہان ہے اصل یہ غم سے بھرا — اصل ہے وصل ہجر ہو جو جدا

این تخالف از چه آید در کجا — و ز چه زاید وحدت این اضداد را
یہ تخالف کان سے آیا کس لیے — وحدت ان اضداد مین کس راہ سے

زانکه فرعیم و چار اضداد اصل — خوی خود در فرع کرد ایجاد اصل
کیونکہ ہم مین شاخ و چار اضداد اصل — اصل کی شاخ مین خو اپنی وصل

گوهر جان چون ورای فصلهاست — خوی آن این نیست خوی کبریاست
گوہر جان فصل سے ہے جو سوا — یہ نہ خو اسکی ہے خوے کبریا

جنگها بین کان اصول صلحهاست — چون نبی که جنگ او بهر خداست
دیکھ جنگ ہے وہ کہ اصل صلح ہے — جون نبی کہ وہ لڑین حق کے لیے

طرفه آن جنگی که اصل صلحهاست — شاه آن کاین جنگ او بهر خداست
جنگ عجیب وہ ہے کہ اصل صلح ہے — وہ مین خوش جنگ انکی حق کے واسطے

غالب است و چیر بر هر دو جهان — شرح این غالب نگنجد در دهان
دونون عالم پر ہین غالب اور زبر — شرح اس غالب کی نے ہووے اگر

آب جیحون را اگر نتوان کشید — هم ز قدر تشنگی نتوان برید
آب جیحون کا اگر پی نے سکے — چھوڑ قدر تشنگی بھی نے سکے

گر شدی عطشان بحر معنوی — فرجه کن در تمام مثنوی
تشنہ بحر معنوی کا تو ہے اگر — پس تمام مثنوی مین سیر کر

فرجه کن چندانکه اندر هر نفس — مثنوی را معنوی دانی و بس
سیر کر اتنی کہ اندر ہر نفس — مثنوی کو معنوی جانے تو بس

باد که را ز آب جو چون وا کند — آب یکرنگی خود پیدا کند
باد خس سے آبجو صافی کرے — آب پیدا اپنی اک رنگی کرے

شاخهای تازهٔ مرجان ببین — میوه‌های رستهٔ ز آب جان ببین
شاخ سرخ و تازہ مرجان کو دیکھ — میوہ پیدا سے آب جان کو دیکھ

چون ز حرف و صوت و دم یکتا شود — آن همه بگذارد و دریا شود
دم جو حرف و صوت سے ہووے جدا — چھوڑ دے وہ سب کچھ ہو اک دریا

حرف گوی و حرف نوش و حرفها — هر سه جان گردند اندر انتها
حرف گو اور حرف شنوا حرفہا — تینون اک جا ہووین اندر انتہا

نان دهنده و نان ستان و نان پاک — ساده گردند از صور گردند خاک
نان دہ اور نان ستان اور نان پاک — صاف بس صورت سے ہو کر ہوئین خاک

لیک معنیشان بود در سه مقام — در مراتب هم ممیز هم مدام
لیک انکا معنی تینون جا پہ ہو — ہم مراتب ہم ممیز اندر ہو دو

خاک شد صورت ولی معنی نشد — هر که گوید شد تو گویش نی نشد
خاک ہو لی صورت ہے پر معنی نہین — جو کہے کہ ہو گیا کہ یعنی نہین

در جهان روح هر سه منتظر — گه ز صورت هارب و گه مستقر
روح کے عالم مین تینون منتظر — حکم کیا کرتا ہے وہ دانا مگر

امر آید در صور رو در رود — باز هم ز امر حق مجرد می شود
حکم ہو صورت مین جا جاتا ہر دو — پھر مجرد حکم سے ہوتا ہے وہ

پس له الخلق و له الامرش بدان — خلق صورت امر جان راکب بر آن
پس له الخلق له الامر اسکا جان — خلق صورت ہے اور راکب امر جان

راکب و مرکوب در فرمان شاه — جسم بر درگاه و جان در بارگاه
راکب و مرکب ہے حکم شاہ مین — جسم دروازہ پہ جان درگاہ مین

چونکه خواهد کاب آید در سبو — شاه گوید جیش جان را که ارکبوا
چاہے جو کہ آوے آب اندر سبو — لشکر جان کو کہے شہ کارکبوا

باز جانها را چو خواهد بر علو — بانگ آید از نقیبان کانزلوا
پھر چاہے جان کو سوے علو — دے نقیب آواز اسکو کانزلوا

بعد ازین باریک خواهد شد سخن — کم کن آتش هیزمش افزون مکن
بعد باریک بات ہو جائیگی — آگ کم کر مت بڑھا ایندھن ابھی

تا نجوشد دیگهای خرد زود — دیگ ادراکات خردست و فرود
تا ابل جائے نہ جلدی خرد دیگ — کہ ہوا دراکون کی تیری خرد دیگ

جان کا مالک کہ سیبستان کرے | انکو ہر حرف میں پنہان کرے | پاک سبحانی کہ سیبستان کند | در غمام حرف شان پیدا کند

ابر حرف وصوت سے پردہ رکھے | کہ سوا اے بو نہ آئے سیب کے | زین غمام وصوت حرف گفتگو | پردۂ کز سیب نابد غیر بو

سونگھ تو اس بو کو زیادہ ہوش سے | تا وہ سونے وصل لیجائے تجھے | باری افزون کش تو این بو را بہوش | تا سوی اصلت برد بگرفتہ گوش

بو نگہ رکھ اور زکام آنے نہ دے | تن چھپا ہستی کی باد سرد سے | بو نگہدار و بپرہیز از زکام | تن بپوش از باد و بود سرد عام

تا دماغ اندر نہ تیرے ہو اثر | اے ہوا جاڑے سے انکے سرد تر | تا کہ نیاید آید مشامت از اثر | اے ہوا شان از زمستان سرد تر

تن ہین مانند جماد اور ہین سبھے | سانس نکلے انکے جیسے برف سے | چون جماد و بند و افسردہ تن شگرف | می جہد انفاس شان از تل برف

جو کفن پہنے زمین برف وار | تیغ خورشید حسام الدین کی مار | چون زمین زین برف در پوشد کفن | تیغ خورشید حسام الدین بزن

کر عیان مشرق سے سیف اللہ کو | گرم کر اس شرق سے درگاہ کو | ہین برآ از شرق سیف اللہ را | گرم کن زان شرق این درگاہ را

مارے خنجر برف کو وہ آفتاب | خاک پر جاری کرے کوہون سے آب | برف را خنجر زند آن آفتاب | سیلہا ریزد کہ بر آفتاب

کیونکہ لا شرقی و لا غربی ہے وہ | رات دن لڑتا نجومیون سے وہ | زانکہ لا شرقی و لا غربیست او | با منجم روز و شب حربیست او

کیونکہ النجم ہدی کو مجھ سوا | قبلہ جانا از رہ مکر و دغا | کہ چرا جز من نجوم بی ہدی | قبلہ کردی از لئیمی و دغا

ہم کو نا خوش آئے وہ قول امین | وبح قرآن لا احب الآفلین | ناخوشت آید مقال آن امین | در نبی کہ لا احب الآفلین

پس قزح سے پیش مہ باندھے کمر | کیونکہ تو ڈرتا ہی یا انشق القمر | از قزح در پیش مہ بستی کمر | زان ہمہ ترسی کہ انشق القمر

منکر اسکا تو کہ شمس کورت | شمس تیرے آگے عالی مرتبت | منکری این را کہ شمس کورت | شمس پیشت عالی مرتبت

دیکھا النجم سے بے تعریف ہوا | تجکو نا خوش ہوا اذا النجم ہوا | از ستارہ دیدہ تعریف ہوا | ناخوشت آید اذا النجم ہوا

خود موثر تر نہو مہ نان سے | ای بہت نان غرق والے جان سے | خود موثر تر نباشد مہ ز نان | ای بسا نانی کہ ریزد عرق جان

نے موثر تر ہو زہرہ آب سے | ای بہت پانی کہ تن ویران کرے | خود موثر تر نباشد زہرہ ز آب | ای بسا آبا کہ کرد او تن خراب

مہر اسکی جان کے اندر رکھے | دوستون کی پند رکھے کان بیچ | مہر او در جان تست و پند دوست | مینہد بر گوش تو بیرون پوست

نے ہماری پند اثر تجھ مین کرے | پند تیری کب افہم مین رکھے | پند ما در تو نگیرد اے فلان | پند تو تا در نگیرد این بدان

شاید آئے خاص کنجی دوست سے | کہ مقالید السموات اسکی ہے | جز مگر مفتاح خاص آید ز دوست | کہ مقالید السموات آن اوست

یہ سخن ہے مثل النجم اور قمر | لیک بے حکم خدا کب دے اثر | این سخن ہمچون ستارہ است و قمر | لیک بی فرمان حق ندہد اثر

یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو | وحی جو کے کان پہ مارے ہے وہ | این ستارہ بی جہت تاثیر او | میزند بر گوشہای وحی جو

کہ جہت سے آؤ سوے بے جہات | تا تمہارے کو نہ پھاڑے گرگ ہات | کہ بیاید از جہت تا بیجہات | تا بدراند شما را گرگ مات

وہ چمک مین اسطرح دریاش ہے | شمس دنیا وصف مین خفاش ہے | آن چنان کہ لمعہ دریاش اوست | شمس دنیا در صفت خفاش اوست

چرخ ساتون اسکے تابعدار ہین | مہ کا قاصد اوسکی دوڑ دھوپ مین | ہفت چرخ ازرقی در رق اوست | پیک ماہ اندر تب و در دق اوست

زہرہ کرتا اس سے ہے بس التجا
مشتری بالنقد جان آگے بڑھا

خواہش پابوس میں اسکے زحل
لیک اسنے دیکھا نہ اپنا محل

نفع دستو تھا اس سے بس مریخ بھی
سو قلم ٹوٹے دبیر چرخ کے

رشتے میں انجم منجم سے یہ سب
جان چھوڑی اور رہا صورت پہ

جان ہے وہ اور ہم ہیں سب نقش و توہم
اسکے کوکب فکر کا جان نجوم

کان ہے فکر اس جا ہے بالکل نور پاک
فکر ہے تیرے لیے اے فکرناک

ہر ستارہ رکھے خانہ چرخ پے
بے سما تا گھر میں میرا انجم ہے

بے جہت جان بے مکان میں جا کرے
نور نامحدود کی کب ہو سکے حد

لیک تشبیہ اور تمثیلیں کریں
تا ضعیف العقل اسکو پا سکین

مثل نہ ہو لیک ہووے وہ مثال
تا کہ عقل منجمد ہووے فعال

عقل ہے سر تیز لیکن پا ہے سست
کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست

عقل انکی پیچ دنیا کے ہے پیچ
فکر انکی ترک شہوت میں ہے ہیچ

وقت دعوی سینہ انکا مثل شرق
وقت تقوی صبر انکا مثل برق

اک ہنر میں ایک عالم خودنما
مثل عالم بیوفا وقت وفا

بے خودی سے اسکے اندر جہان
حلق و معدہ میں ہوا گم مثل نان

یہ تمام اوصاف ڈھنگ نیک ہون
بد نہ ہو وین جو کہ خو سے نیک ہون

گندہ نطفہ گرچہ ہے مثل منی
جو ملے وہ جان سے ہووے روشنی

جو جمادی کر ملے اندر نبات
نخل قسمت سے لگے اسکی حیات

جو نباتی کر ملے وہ جان سے
خضر سان وہ آب حیوان سے چکھے

جو کہ پھر وہ جان جانان سے ملے
عمر بے پایان میں وہ سامان رکھے

زهره چنگ مسئلت بر وی زده
مشتری با نقد جان پیش شده

در هوای پای بوس او زحل
لیک خود را می نبیند آن محل

دست و پا مریخ چندین خسته از او
وان عطارد صد قلم بشکسته از او

با منجم این همه انجم بجنگ
کای رها کرده تو جان بگزیده رنگ

جان تو نیست و ما همه نقش و توهم
کوکب هر فکر او جان نجوم

فکر کآنجا همه نورست پاک
بهر تست این لفظ و فکر ای فکرناک

هر ستاره خانه دارد در علا
هیچ خانه در نگنجد نجم ما

جان که بی سو در مکان کی در رود
نور نامحدود را حد کی بود

لیک تمثیلی و تصویری کنند
تا که دریابد ضعیفی دردمند

مثل نبود لیک آن باشد مثیل
تا کند عقل مجمد را گسیل

عقل سر تیزست لیکن پای سست
زانکه دل ویران شدست و تن درست

عقلشان در نقل دنیا پیچ پیچ
فکرشان در ترک شهوت هیچ هیچ

صدرشان در وقت دعوی همچو شرق
صبرشان در وقت تقوی همچو برق

عالمی اندر هنرها خودنماست
همچو عالم بیوفا وقت وفاست

وقت خودبینی نگنجد در جهان
در گلو و معده گم گشته چو نان

این همه اوصافشان نیکو شود
بد نماند چونکه نیکو جو شود

گر منی گنده بود همچون منی
چون بجان پیوست گردد روشنی

هر جمادی کو کند رو در نبات
از درخت بخت او روید حیات

هر نباتی کو بجان رو آورد
خضروار از چشمهٔ حیوان خورد

باز چون جان رو سوی جانان نهد
رخت را در عمر بی پایان نهد

سوال کرنا ایک سائل کا واعظ سے کہ ایک مرغ جو فصیل شہر پر بیٹھا تھا سر اسکا بہتر ہے یا دم اسکی

سوال کردن سائلی از واعظی که مرغی بر سر باره نشست از سر و دم او کدام فاضلتر است

ایک دن واعظ سے سائل نے کہا
اے کہ تو قابل ترے منبر کے سدا

ہے سوال ایک میرا اب لے کا جواب
دے اسی مجلس میں تو اسکا جواب

واعظی را گفت روزی سائلی
کای تو منبر را سنی تر قابلی

یک سؤالستم بگو ای ذو لباب
اندرین مجلس سؤالم را جواب

مرغ بیٹھا ہے فصیل شہر پے — سر و دم سے اسکے بہتر کون ہے
هر سر بارو یکی مرغی نشست — از سر و دمش که این بهتر است

بولا گر منہ سوے شہر اور دم بدر — منہ کو دم سے جانتا بہتر تو ہے
گفت اگر رو پیش شهر و دم بدر — بد بدی او از دم او سیدان گہر

شہر کی جانب اگر دم اسکی ہے — بہتر اسکی دم ہے اسکے منہ سے
ور بسوی شهر هست دم رو پیش بدر — خاک به آن دم باش و زر وریش هم

آشیان تک مرغ کو پہونچانے پر — آدمی کا پر ہے ہمت اے بشر
مرغ را پر می برد تا آشیان — پر مردم همت است ای مردمان

خیر و شر مین جو ہے عاشق مبتلا — خیر و شر مست دیکھ دیکھ ہمت اسے
عاشقی کالوده شد در خیر و شر — خیر و شر منگر تو در همت نگر

باز گر ہووے سفید و بے نظیر — اور جو ہے مارسے تو ہو وہ حقیر
باز اگر باشد سپید و بی نظیر — چونکه صیدش موش باشد شد حقیر

گر ہے الو اور ہے خواہان شاہ — سر باز لگا ہے وہ نہ کچھ اسکی کلاہ
ور بود جغدی و میل او بشاه — او سر باز است منگر در کلاه

ایسے ہی گر شیر کھاے مردہ خر — سب وہ کتا اور نہیں ہے شیر نر
ور همی شیری خورد از مرده خر — سگ بود او شکل شیری کم نگر

گرگ و چیتے کو اگر مارے وہ سگ — شیر جانو اسکو بے شبہ و شک
در پلنگ و گرگ را افگند سگ — شیر میدان هر و را بی ریب و شک

سرشت گل سے آدمی پیدا ہوا — دل کی رہ سے نجم و گردون پر گیا
آدمی سر رشته از یک مشت گل — بر گذشته از چرخ و از کوکب بدل

طشت آٹے کی بمقدار آدمی — کرہ گردون سے رکھے برتری
آدمی بر قدر یک طشت خمیر — بر فزود از آسمان و از اثیر

اور کبھی گردون نے کرمنا سنا — کہ سنا اس آدمی نے بر ملا
هیچ کرمنا شنید این آسمان — که شنید این آدمی پر غمان

اور زمین و چرخ پر ظاہر کیا — بس کسی نے خوبی عقل و ہوا
بر زمین و چرخ عرضه کرد کس — خوبی عقل و عبارات و هوس

جلوہ گردون پر کیا ہے تجھ سوا — خوبی رو فکر محکم نے بھلا
جلوه کردی هیچ تو بر آسمان — خوبی روی و اصابت در گمان

صورتون حمام کے آگے سیمبر — خود کو ظاہر کرتا کوئی سیمبر
پیش صورتهای حمام ای ولد — عرضه کردی هیچ سیم اندام خود

نقش مثل حور سے گذرا تو ہر — زال ما صورت سے تو صحبت رکھے
بگذری زان نقشهای همچو حور — خلوت آری با عجوزی نیم کور

زال مین کیا ہے کہ جو انمین نتھا — کرلیا ان نقشون سے تجکو لبھا
در عجوزی چیست کانبتان ربود — کو ترا زان نقشها با خود ربود

مت کہے تو مین ہی کرتا ہون بیان — عقل و تدبیر اسمین ہے اور حس و جان
تا نگوئی من بگویم در بیان — عقل و حس و درک و تدبیر است جان

جان آمیزش رکھے ہے زال سے — صورت حمام مین نے روح ہے
در عجوزی جان آمیزش کنی ست — صورت گرمابها را روح نیست

صورت حمام گر حرکت کرے — تجکو اسدم چھین لے سو زال سے
صورت گرمابه گر جنبش کند — در زمان از صد عجوزت بر کند

خیر و شر سے جان جو ہووے باخبر — شاد احسان سے ضرر سے نوحہ گر
جان چو باشد با خبر از خیر و شر — شاد از احسان و گریان از ضرر

جان کی ماہیت جو دیتی ہے خبر — اس سے جو آگاہ تر با جان تر
چون سر و ماهیت جان مخبر است — هر که او آگاه تر با جان تر است

جان کی خواہش ہے جو اے دل آگہی — جو کہ آگہ تر ہے جان اسکی قوی
اقتضای جان چو ای دل آگهی ست — هر که آگه تر بود جانش قوی ست

روح کی تاثیر ہے بس آگہی — جسکو اس سے زیادہ وہ ہے اللہی
روح را تاثیر آگاهی بود — هر که را این بیش اللهی بود

خود جہان جان ہے بالکل آگہی — جو کہ بیجان ہے وہ دانش سے تہی
خود جهان جان سراسر آگهی ست — هر که بیجان است از دانش تهی ست

جو کہ خبریں باہر ان جسموں سے ہیں / سو جہاد اک جان اس میدان میں
چون خبرہا ہست بیرون زین نہاد / باشد این جا شاد ران میدان جہاد

جان اول مظہر درگاہ ہوئی / جان کی جان خود مظہر اللہ ہوئی
جان اول مظہر درگاہ شد / جان جان خود مظہر اللہ شد

وہ ملائک جملہ عقل و جان تھے / تیری جان آئی وہ جسم انکے بنے
آن ملائک جملہ عقل و جان بدند / جان نو آمد کہ جسم جان شدند

باسعادت جو وہ اس جان سے ملی / مثل تن اس روح کی خادم ہوئی
از سعادت چون بران جان بر زدند / ہمچو تن آن روح را خادم شدند

جان سے محجوب اس سبب شیطان ہوا / نے ملا جان سے کہ مردہ عضو تھا
آن بلیس از جان از آن سر برکشید / یک نشد با جان کہ عضو مردہ بود

جو نہیں تھی جان سے نہ ہوا اسکا فدا / ہاتھ ٹوٹا نے مطیع جان کا ہوا
چون نبودش آن فدای آن نشد / دست بشکستہ مطیع جان نشد

عضو گر ٹوٹا نہ ناقص جان ہوئی / دست حق میں ہر دو دیکھو ہاتھی
جان نشد ناقص گران عضوش شکست / کان بدست اوست تا نادر کند رست

دوسر کھیدون کا او ہی کان ہے / ایسی طوطی کان ہے وہ شکر چکھے
سر دیگر ہست کو گوش دگر / طوطی کو مستعد آن شکر

قند افزون طوطیان خاص کو / طوطیان عام جو ولس سے جدا
طوطیان خاص را قندیست ژرف / طوطیان عام ازین خور بستہ طرف

پائیں کب درویش صورت وہ زکات / وہ جو معنی سے فعولن فاعلات
کی چشد درویش صورت زان زکات / معنی ست آن نے فعولن فاعلات

نے دریغ اسکو خر عیسی سے قند / ہر دلیکن خر کی خلقت کی پسند
آن خر عیسی دریغش نیست قند / لیک خر آمد بخلقت کہ پسند

ہوئی گر فرحت گدھے کو قند سے / رکھتے بار قند خر کے سامنے
قند خر را گر طرب انگیختی / پیش خر قنطار شکر ریختی

معنی نختم علی افواہہم / اسلیے آگاہی سالک کو مہم
معنی نختم علی افواہہم / این شناس این ست رہرو را مہم

خاتم پیغمبران کی راہ سے / ہر توقع ختم لب پر سے اٹھے
تا ز راہ خاتم پیغمبران / تو کہ بر خیزد ز لب ختم گران

انبیاء سے ختمیں جو باقی رہیں / دین احمد میں وہ بالکل اٹھ گئیں
ختمہای کانبیا بگذاشتند / آن بدین احمدی برداشتند

بے فتح کے رہ گئے تھے جو قفل / وہ دم انا فتحنا سے کھلے
قفلہای ناگشادہ ماندہ بود / از دم انا فتحنا بر گشود

وہ شفیع اس عالم اس عالم کے ہیں / دین میں یاں اور وہاں بخشش میں
او شفیع ست این جہان و آن جہان / این جہان در دین و آنجا در جنان

یہ جہان کہوے تو رہ انکی بتا / وہ جہان کہوے تو مہ اونکا دکھا
این جہان گوید کہ تو رہشان نما / آن جہان گوید کہ تو مہشان نما

ظاہر و باطن میں پیشہ ذو فنون / اہد قومی انہم لا یعلمون
پیشہ اش اندر ظہور و در کمون / اہد قومی انہم لا یعلمون

دم سے اوسکے کھل گئے دونوں در / دونوں عالم میں دعوت مستجاب
باز گشتہ از دم او ہر دو باب / در دو عالم دعوت او مستجاب

ایسے خاتم ہر دو کر با سخا / مثل اسکے نے تھا اور نے ہوئیگا
بہر این خاتم شدست او کہ بجود / مثل او نے بود و نے خواہند بود

اوستا صنعت میں جو غلبہ رکھے / نے کہے تو ختم صنعت تجھ سے ہی
چونکہ در صنعت برد استاد دست / نے تو گویی ختم صنعت بر توست

کھولنے میں ختم کے خاتم ہے تو / عالم جان بخش میں حاتم ہے تو
در گشاد ختمہا تو خاتمی / در جہان روح بخشان حاتمی

ہے مراد احمد اشاروں سے ملا / کھل گیا سب کھل گیا سب کھل گیا
ہست اشارات محمد المراد / کل گشاد اندر گشاد اندر گشاد

آفرین صد ہا ہوں انکی جان پر / انپر اونکے دور فرزندان پر
صد ہزاران آفرین بر جان او / بر قدوم و دور فرزندان او

وہ خلیفہ زادے مقبل اسکے ہین | پیدا اسکے عنصر و دل جان سے ہین
آن خلیفہ زادگان مقبلش | زادہ اند از عنصر جان و دلش

گر ہین بغداد و ہری یا کہ رے | بے مزاج آب و گل نسل اسکی ہے
گر ز بغداد و ہری یا از ری اند | بے مزاج آب و گل نسل وی اند

شاخ گل جس جا اگے ہو وہ گل | تخم مل جس جا کرے ہو جوش مل
شاخ گل ہر جا کہ میروید گل ست | خم مل ہر جا کہ میجوشد مل ست

گر طلوع خورشید ہووے غرب سے | عین ہے خورشید نے چیز اور ہے
گر ز مغرب بر زند خورشید سر | عین خورشیدست نے چیزی دگر

عیب جو کو کور رکھا اسدم مین تو | اپنی ستاری سے بھی او رب نکو
عیب جویان را ازین دم کور دار | ہم بہ ستاری خود اے کردگار

بولا حق کہ دیدے بد خفاش کے | باندھے مین نے شمس سے بانمد کے
گفت حق چشم خفاش بد سگال | بستہ ام من ز آفتاب بے مثال

دید خفاش کم اور کاست سے | انجم و خورشید بھی مخفی رہے
از نظرہاے خفاش کم و کاست | انجم و آن شمس نیز اندر خفاست

انجم آیا جون مرید و شمس پیر | شمس آیا یا یقین بدر منیر
انجم آمد چون مرید و شمس پیر | شمس آیا در یقین بدر منیر

طعنہ مار نا شرمہای پوشیدہ مین کہ مانع ذوق ایمان اور دلیل ضعف صدق کے ہین اور رہزن ہین لاکھون احمق نادانون کے
نکوہیدن ناموسہای پوشیدہ کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق اند و راہزن صد ہزاران ابلہ نادان

ای ضیاء الحق حسام الدین آ | ای جلاے روح و سلطان ہدا
ای ضیاء الحق حسام الدین بیا | ای صقال روح و سلطان ہدا

مثنوی کو نعمت مشروح دے | اسکی شکل پیکری کو روح دے
مثنوی را مسرح و مشروح دہ | صورت امثال او را روح دہ

تا حروف اسکے سب عقل و جان ہون | سوی جنت جملہ جان پران ہون
تا حروفش جملہ عقل و جان شوند | سوی خلدستان جان پران شوند

عالم ارواح سے حاضر ہوئی | تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسی
ہم بسعی تو ز ارواح آمدند | سوی دام حرف مستحضر شدند

عمر تیری جون خضر یان ہو جیو | جان فزا او دستگیر و مستمر
باد عمرت در جہان ہمچون خضر | جانفزا و دستگیر و مستمر

جون خضر الیاس تو رہوے سدا | تا زمین ہو لطف سے تیرے سما
چون خضر الیاس مستی جاودان | تا زمین گردد ز لطفت آسمان

لطف سے تیرے مین کہتا مختصر | گر ہوتا چشم بد کا خوف و خطر
گفتمی از لطف تو جزوی ز صد | گر نبودی طمطراق چشم بد

لیک چشم تیز پر آشوب سے | ہو پہنچے زخم جان گزا اکثر مجھے
لیک از چشم بد زہراب دم | زخمہاے روح فرسا خوردہ ام

بس سوائے رمز حال غیر کے | شرح تیرے حال کی کب ہو سکے
جز برمز ذکر حال دیگران | شرح حالت می نیارم در بیان

یہ بہانہ بھی ہے دل کے کر سے | گر میرا دل اسکا بس پابند ہے
این بہانہ ہم ز دستان دلیست | کہ ازو پاہای دل اندر گلیست

سو دل و جان عاشق صانع ہوئے | چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے
صد دل و جان عاشق صانع شدہ | چشم بد یا گوش بد مانع شدہ

خود وہ بوطالب پیمبر کے چچا | دیکھتے عربون کا طعنہ ظاہرا
خود یکی بوطالب آن عم رسول | می نمودش شنعت عربان مہول

کہ کہین مجھکو عرب اک طفل سے | پھر گیا وہ دین اپنا چھوڑ کے
کہ چہ گویندم عرب کز طفل خود | او بگردانید دین معتمد

باپ اور دادا کے منصب سے رہا | ایسا بے رہ پیچھے احمد کے گیا
منصب اجداد و آبا را بماند | در پے احمد چنین بے رہ براند

وہ رسول پاک باز سے مجتبے | اسکے در پے بیچے کرین اسکو بلا
آن رسول پاکباز مجتبے | از پے آن تار ہاند مرد را

بولے کہ تو اک شہادت ای چچا / تا کہ حق سے ہوؤن میں شافع ترا
گفتش ای عم یک شہادت تو بگو / تا کنم با حق شفاعت بہر تو

بولا لیکن فاش ہوا مر سماع / کل سرجاوز الاثنین شاع
گفت لیکن فاش گردد از سماع / کل سر جاوز الاثنین شاع

سنکے میں ان عربوں کے میں پڑ جاؤن گا / اس سبب خوار انکے آگے ہوؤنگا
می بمانم در زبان این عرب / پیش ایشان خوار گردم زین سبب

لیک ہوتا اسکو لطف حق سبق / کرتا کب یہ بدولی با جذب حق
لیک اگر بودیش لطف ما سبق / کی بدی این بددلی با جذب حق

الغیاث ای تو غیاث المستغاث / این دو شاخہ سے اختیار و شکر امانات
ای غیاث ای تو غیاث المستغیث / زین دو شاخہ اختیارات خبیث

مین رہا اور مکر ول سے اسقدر / ہو کر بے نشان ہون سربسر
من ز دستان و ز مکر دل چنان / مات گشتم کہ بماندم از فغان

کون ہون مین چرخ باصد کر و فر / اختیار او نا سے ہے بس نوحہ گر
زین کمین فریاد کرد از اختیار / من کہ باشم چرخ با صد کاروبار

کا اے خدا وند کریم و دو جہان / رہے دو شاخہ اختیار و سے امان
کای خداوند کریم و بردبار / ده امانم زین دو شاخہ اختیار

جذب اک راہ صراط المستقیم / ہے تردد کی دو راہ سے سلیم
جذب یک راہہ صراط المستقیم / بہ ز دو راہہ تردد ای کریم

اس دو رہ سے گرچہ کل مقصد تو ہی / لیک آی جان کنی خود یہ دوئی
زین دو رہ گرچہ ہمہ مقصد توئی / لیک خود جان کندن آمد این دوئی

اس دو رہ سے گرچہ تو ہی عزم ہے / لیک رزم ہرگز نہ مثل رزم ہے
زین دو رہ گرچہ بجز تو عزم نیست / لیک ہرگز رزم ہمچون بزم نیست

سن تو قرآن مین کہ کہتا ہے خدا / آیۂ اشفقن ان یحملنہا
نو ببین بشنو بیانش از خدا / آیۂ اشفقن ان یحملنہا

یہ تردد دل مین مثل جنگ ہے / کہ یہ بہتر حال یا وہ ہے مجھے
این تردد ہست در دل چون وغا / کاین بود بہ یا کہ آن حالت مرا

ہارے تاہم تردد مین سبھی / گرو فر مین خوف و امید بھی
در تردد میزند بر ہمد گر / خوف و امید بہی در کر و فر

اس تردد سے مری آخر ہو خیر / ای خدا کر جان کو میری تو سیر
زین تردد ہا مجت مان خیر باد / ای خدا مر جان ما را کن تو شاد

مناجات اور پناہ چاہنا ساتھ خدا کے فتنۂ اختیار و اسباب اسکے سے اور بیان ڈرنا و خوف کرنا زمین و آسمان کا اختیار سے

مناجات و پناہ جستن بحق از فتنۂ اختیار و اسباب آن و بیان شکوہیدن و ترسیدن آسمان و زمین از اختیار

ای کریم ذو الجلال مہربان / ہو سدا معروف وارلے جہان
ای کریم ذو الجلال مہربان / دائم المعروف دارای جہان

یا کریم العفو حی لم یزل / یا کثیر الخیر شاہ بے بدل
یا کریم العفو حی لم یزل / یا کثیر الخیر شاہ بے بدل

گفتا رضا تجھسے اول یہ ملا / بدر نہ ساکن تھا یہ دریا ای خدا
اول این جنبش رود از تو رسید / ورنہ ساکن بود این بحر ای مجید

بھی وہاں سے کہ تردد یہ دیا / سے تردد کر سے مجھے از رو سخا
ہم از آنجا کاین تردد دادیم / بے تردد کن مرا ہم از کرم

میرا کرتا ہے تو افسوس امتحان / مرد و زن سے امتحان جیسے بتان
ابتلایم میکنی آہ الغیاث / ای ذکور از ابتلایت چون اناث

امتحان یہ کب تلک یا رب نکر / مذہب اک دے مجھکو دین و مذہب نکر
تا بکی این ابتلا یا رب مکن / مذہبی ام بخش و دہ مذہب مکن

اونٹ لاغر میرا ز حمی پیٹھ ہے / اختیار اپنی جون پالان شکل سے
اشتری ام لاغر و ہم پشت ریش / ز اختیار ہمچو پالان شکل خویش

یہ کجاوہ اسطرف گاہے جھکے / وہ کجاوہ اسطرف گاہے کھچے
این کژاوہ گہ شود این سو گران / آن کژاوہ گہ شود آن سو کشان

چھینک مجھسے بوجھ ناہموار کو / تا مین دیکھون گلشن انوار کو
جون صحاب کہف مین از راہ جو / کھاتا ہون ایقاظ سے ذیل رقود
سوتا ہون مین اور ہین یا کہ یسار / لوٹتا ہون مثل گو بے اختیار
تیرے پلٹنے سے تا ذات الیمین / یا سو ذات الشمال اور بہ دین
تھا مین اڑنے مین برس لاکھون تک / مثل ذرات ہو لیے بے اختیار
گر فراموش ہے تجھے وہ قال و حال / خواب مین ہے یاد مجکو ارتحال
چار پینچ عنصر سے مین ہون چھوٹتا / عالم جان کی طرف ہون بھاگتا
شیر اپنے گذرے اُس ایام کا / خواب کی دایہ سے پیتا ہون سدا
سارا عالم اختیار و ہست سے / بھاگے سو سے بیخودی و مست کے
ہوشیاری سے کوئی دم تا بچین / خود سے پہنگ و مرکی بدنامی کہین
سب بیجا تا کہ یہ ہستی دام ہے / اختیاری فکر وہ دوزخ عام ہے
پس خودی سے بیخودی مین جا تا ہین / یا کہ ہستی مین د ریا کہ شغل مین
نفس کو اُس نیستی سے پھیر لے / بیہشتی مین کیون گیا بے حکم کے
نیستی وہ چاہیے کہ حق سے ہو / تا کہ دیکھے اُسمین حق کے حسن کو
لیس للجن و لا للانس ان / ینفذوا من حبس اقطار الزمن
لا النفوذ الا بسلطان الہدی / من تجاوید السموات العلی
لا ہدی الا بسلطان یتقے / من حراس الشہب روح المتقی
جب تلک نہ ہو کسی کو وہ فنا / نہ ہو درگاہ خدا مین وہ ربا
پس ہے معراج فلک اب نیستی / عاشقون کا دین و مذہب نیستی
پوستین چپلی ہوئی از رہ نیاز / عشق کے مسلک مین محراب ایاز
گرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا / ظاہر و باطن لطیف و خوب تھا
بے ریا بے کبر بے کینہ وہ تھا / حسن شہ کو بس رخ آئینہ وہ تھا
اپنی ہستی سے کہ جو مفقود ہو / کام اُسکا انتہا محمود ہو
اسلیے بہتر تھا تمکین ایاز / کبر سے با خوف کرتا احتراز
نیک خصلت ہو کہ بس آیا تھا / قتل کرے کبر کو اور نفس کو

لیکن از من حمل ناہموار را / تا ببینم روضۂ انوار را
ہمچو آن اصحاب کہف از راہ جود / میچرم زا ایقاظ نے بل ہم رقود
خفتہ باشم بر یمین یا بر یسار / برنگردم جز چو گو بے اختیار
ہم بہ تقلیب تو تا ذات الیمین / یا سو ذات الشمال ای رب دین
صد ہزاران سال بودم در مطار / ہمچو ذرات ہوا بے اختیار
گر فراموشم شدہ است آن گشت و حال / یادگارم ہست در خواب ارتحال
میرہم زین چار میخ چار شاخ / می جہیم در مسرح جان زین مناخ
شیر آن ایام ماضیہای خود / می چشیم از دایۂ خواب ای صمد
جملہ عالم ز اختیار و ہست خود / میگریزد در سر سرمست خود
تا دمی از ہوشیاری وار ہند / ننگ خمر و بنگ بر خود می نہند
جملہ دانستہ کہ این ہستی فخ است / ذکر و فکر و اختیاری دوزخ است
میگریزند از خودی در بیخودی / یا بہ مستی یا بہ شغل ای مہتدی
نفس را زان نیستی وا می کشی / زانکہ بے فرمان شد اندر بیہشی
نیستی باید کہ او از حق بود / تا کہ بیند اندران حسن احد
لیس للجن و لا للانس ان / ینفذوا من حبس اقطار الزمن
لا النفوذ الا بسلطان الہدی / من تجاوید السموات العلی
لا ہدی الا بسلطان یقے / من حراس الشہب روح المتقی
ہیچکس را تا نگردد او فنا / نیست رہ در بارگاہ کبریا
ہست معراج فلک این نیستی / عاشقان را مذہب و دین نیستی
پوستین و چارق آمد از نیاز / در طریق عشق محراب ایاز
گرچہ او خود شاہ را محبوب بود / ظاہر و باطن لطیف و خوب بود
گشتہ بے کبر و ریا و کینہ / حسن سلطان را رخش آئینہ
چونکہ از ہستی خود مفقود شد / منتہای کار او محمود شد
زان فوتی تر بود تمکین ایاز / کاو ز خوف از کبر کردی احتراز
اور مہذب گشتہ بود و آمدہ / کبر را و نفس را گردن زدہ

یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کو
یا اس حکمت کو کہ تا امید ہو
یا ہوئی دید اسکو عیبلی کی پسند
نیستی کی باد سے ہستی ہے بند
تاکہ کھلے دخمہ کہ رکھے نیستی
تا ملے عیش و نسیم زندگی
تا نہ دخمہ باندھے ان دونوں پہ او
پلٹے اس عالم کی اری عیش جاود
اس جہان کا ملک و مال اور ریشم و زر
ایک سبک زنجیر جان ہے پاؤں پر
غرہ ہو زنجیر زریں دیکھ کے
جان رہی سوراخ چہ میں دشت سے
صورت اسکی خلد دوزخ باطنا
نقش گلرو زہر باطن سانپ کا
گرچہ مومن کو نہ دوزخ سے ضرر
لیک بہتر ہووے اس جگہ سے گذر
گرچہ دوزخ دور آفت سے رکھے
لیک بہتر خلد ہر حالت میں ہے
بچنا اس گلرو سے تم اے ناقصو
وقت صحبت اسکو دوزخ جان لو
بھاگو اس گلشن سے تم اے غافلو
کہ حقیقت میں بتر گلخن سے ہے
تم بچو اس گلشکر سے جاہلو
کہ جلاوے مثل آتش منہ کو وہ
گو تمہیں کہتا ہوں کہ یہ عسل
زہر قاتل ہے تو اس سے بچیے جلد
پر تجھے کڑوا ہوا کہنا مرا
نیند سے میرے تو سوتا ہے سوا
خواجہ آخر ایک دم بیدار ہو
اور حیات اپنی سے برخوردار ہو
اس روش پر چل اور ہنسی چھوڑ تو
کر فنا و نیستی میں جستجو

یا پی تعلیم میکرد آن حیل
یا برای حکمتی دور از اهل
راکه دید چار نقش زان شد پسند
کو نسیم نیستی هستی ست بند
تا گشاید دخمه کان بربسته ست
تا بیابد آن نسیم عیش و زیست
تا نه بندد دخمه بر این مردگان
تا بیابد بوی عیش آن جهان
ملک و مال و اطلس این مرحله
هست بر جان سبکرو سلسله
سلسلهٔ زرین بدید و غره گشت
مانده در سوراخ چاهی جان ز دشت
صورتش جنت بمعنی دوزخی
افعی پر زهر و نقشش گلرخی
گرچه مومن را سقر ندهد ضرر
لیک هم بهتر بود زانجا گذر
گرچه دوزخ دور دارد زان نکال
لیک جنت به ورای کل حال
الحذر ای ناقصان زین گلرخی
کو بگاه صحبت آمد دوزخی
الفرار ای غافلان زین گلشنی
کو حقیقت بدترست از گلخنی
زینهار ای جاهلان زان گلشکر
که بسوزاند دهان را چون شرر
خشند گویم من ترا کاین انگبین
زهر قتال است از وی دوری گزین
لیک تلخ آمد ترا گفتار من
خواب میگیرد ترا اندر زمن
خواجه آخر یک زمان بیدار شو
وز حیات خویش برخوردار شو
بیره از دنش برگیر و ترک ریشخند کن
وز فنا و نیستی تفتیش کن

حکایت اس غلام ہندو کی کہ اپنی خواجہ زادی پر پوشیدہ عشق رکھتا تھا جب اس دختر کی شادی ساتھ ایک امیرزادہ کے ہو گئی غلام بیمار ہو کر دبلا ہونے لگا اور کسی نے مرض اسکا نہ جانا اور وہ مجال کہنے کی نہ رکھتا تھا

حکایت غلام هندو که بر خواجه زادهٔ خود پنهان هوس داشت چون دختر را با مهتر زاده عقد کردند غلام رنجور شد و می گداخت کس علت او ندانست و او زهره گفتن نداشت

ایک خواجہ کا تھا اک ہندو غلام
پالا خواجہ نے اسے با عیش تام
وہ ہوا علم و ادب سے باخبر
دل میں روشن اسکی ہوئی شمع ہنر
بچپن سے ناز کے اندر پلا
اور کنار لطف میں اسکے رہا

خواجه را بود هندو بنده‌ای
پروریده کرده او را زنده‌ای
علم و آدابش تمام آموخته
در دلش شمع هنر افروخته
پروریده از طفولیت بناز
در کنار لطفش آن اکرام ساز

اور اک لڑکی بھی اُس خواجہ کی تھی — رشک سیم اندام اور خوش گوہری
لڑکی جب گدرائی تو طالب ہوئی — مہر زیادہ اُسکا بس دینے لگے
آئے سرداروں کے جانب سے پیام — واسطے لڑکی کے ہر دن صبح و شام
بولا خواجہ مال کو لغزش ہے قرار — دن کو آئے رات کو جائے ہزار
حسن صورت کا نہ رکھے اعتبار — زرد چہرہ ہو جو پائے زخم مار
بھی امیری بہتری آسان ہے — احمقی سے مال پر غرہ کرے
شور و شر سے اسے بہت تھے پسر — فعل بد سے خو و بہو ننگ پدر
پر ہنر گرچہ پسند اُسکو کرے — کم تو ان عبرت پکڑ ابلیس سے
علم تھا اُسکو نہ دین کا عشق تھا — دیکھا آدم کو نہ نقش گل سوا
گرچہ نکتہ علم کا جانے امین — نہ کھلے پر اُس سے چشم غیب بین
وہ نہ دیکھے داڑھی پگڑی کے سوا — پوچھے عارف سے کم و بیشی سوا
عارفا فارغ ہے تو عرفان سے — خود تو دیکھے نور اک روشن تو ہو
کام تقوی رکھے اور دین و صلاح — کہ ہو اُس سے دونوں عالم میں فلاح
اک کیا داماد صالح اختیار — کہ وہ فخر خاندان تھا مرد کار
عورتیں کہتیں کہ وہ بے مال ہے — حسن سرداری نہ استقلال ہے
بولا یہ تابع ہیں زہد و دین کے — گنج بے زر ہے وہ فرش خاک پے
ظاہر لڑکی کی نسبت جب ہوئی — اور انگوٹھی اک نشانی کی چڑھی
پس غلام خواجہ جو کہ گھر میں تھا — زار و بیمار و ضعیف اس سے ہوا
مثل دق وا لڑکے بس گھلتا تھا وہ — جانتے تھے کم طبیب اُس رنج کو
عقل کہتی رنج دل اُسکو ہوا — تن کی دارو رنج دل میں ناروا
کچھ نہ اُس چاکر نے حال اپنا کہا — گرچہ زخمی اُس سے دل اُسکا ہوا
بولا خواجہ اپنی عورت سے کہ تو — پوچھ خلوت میں بس اُسکی حال کو
جو تو اُس چاکر کی ہے ماں کی جگہ — کہ وہ تجھ سے حال غم اپنا کہے
جب یہ خاتون نے سنا اُس سے کلام — دوسرے دن آئی نزدیک غلام
مثل مادر مشفقہ کے نرم سے — بس کیا تا حال اپنا وہ کہے

بود هم این خواجه را یک دختری — سیم اندام کشی خوش گوهری
چون مراهق گشته دختر طالبان — بدل میکردند کابین گران
میرسید از جانب هر مهتری — بهر خطبه میدویدم خواهشگری
گفت خواجه مال را نبود قرار — روز آید شب برود اندر جهات
حسن صورت هم ندارد اعتبار — که شود رخ زرد از یک زخم مار
سهل باشد نیز مهتر زادگی — کو بود غره بمال و بارگی
ای بسا مهتر پسر کز شور و شر — شد ز فعل زشت خود ننگ پدر
پر هنر را نیز اگر چه شد نفیس — کم پرست و عبرتی گیر از ابلیس
علم بودش چون نبودش عشق دین — او ندید از آدم الا نقش طین
گرچه دانی دقت علم ای امین — ز انت نگشاید دو دیده غیب بین
او نبیند غیر دستاری و ریش — از معرف پرسد از بیش و کمیش
عارفا تو از معرف فارغی — خود همی بینی که نور بازغی
کار تقوی دارد و دین و صلاح — که ازو باشد بدو عالم فلاح
کرد یک داماد صالح اختیار — که بد او فخر همه خیل و تبار
پس زنان گفتند کاو را مال نیست — مهتری و حسن و استقلال نیست
گفت اینها تابع زهدند و دین — بی زر او گنجی است بر روی زمین
چون بجد تزویج دختر گشت فاش — دست پیمان و نشانی و قماش
پس غلام خواجه کاندر خانه بود — گشت بیمار و ضعیف و زار زود
همچو بیمار دقی او می گداخت — علت او را طبیبی کم شناخت
عقل میگفتی که رنجش از دلست — دارو تن در غم دل باطلست
آن غلامک دم نزد از حال خویش — گرچه می آمد ازو در سینه ریش
گفت خاتون را شبی شوهر که تو — باز پرس اندر خلا احوال او
تو بجای مادری او را بود — کو غم خود پیش تو پیدا کند
چونکه خاتون کرد در گوش این کلام — روز دیگر رفت نزد آن غلام
آن چنان که مادران مهربان — نرم کردش تا در آمد در بیان

سر میں کنگھی اسکے بس کرتی تھی ور
بولا نے امید مجکو تھے حتی
خواجہ زادی میری میں خستہ جگر
چاہا خاتون نے جو خشم آیا اسے
کہ وہ مادر چود اور ہندو غلام
سوچی بستہ صبر تھا آپ کو
دیکھ ایسا مالی خائن بالیقین
حال اپنا یہ کہا اسنے سمجھے

ساتھ دو سو مہر کے وہ نیک خو
کہ یہ لڑکی غیر کو تم دیوگی
کیون نہ حیف آئے کہ جائے غیر گھر
کہ میں مارون یا گراون بام سے
لیتا ہے از رہ طمع لڑکی کا نام
بولی خواجہ سے نئی بات اک سنو
تھا گمان ہمکو کہ دیہر دیو امین
میں نے چاہا مارون غصہ ہوئے

ہم سرش را شانہ میکرد آن ستی
گفت امیدم از تو این نبود
خواجہ زادہ ما و ما خستہ جگر
خواست آن خاتون ز خشمی کاندرش
کو کہ باشد ہندو مادر غری
گفت صبر اولی بود خود را گرفت
این چنین گدای خائن را ببین
حال خود را این چنین گفت او مرا

با دو صد مہر و دلال و دوستی
کہ دہی دختر بہ بیگانہ عنود
حیف نبود کو رود جای دگر
کہ زند و ز بام زیر اندازدش
کہ طمع دارد ز خواجہ دختری
گفت با خواجہ کہ بشنو این شگفت
ما گمان بردہ کہ او باشد امین
خواستم کز خشم با کشم مرورا

صبر فرمانا خواجہ کا مادر دختر کو کہ غلام کو مت دھمکا کہ میں اسکو بے دھمکائے ساتھ ایک تدبیر کے اس طمع سے باز رکھون گا

صبر فرمودن خواجہ مادر دختر را کہ غلام را زجر مکن کہ من او را بے زجر بہ تدبیر ازین طمع باز دارم

بولا خواجہ صبر کر اسکو کہو
تاکہ چھوڑ دے یہ اس سے کرون
کر دل اسکا خوش و کہہ سچ جان لے
ہم نہیں تجھے جانتے اے مشتری
آگ اپنی تھی اپنی مین رہے
تا خیال اور نشہ چوڑ اسے
جانور فربہ ہو کھانے کا دے
آدمی فربہ ہوا از رہ گوش سے
بولی خاتون کہ یہ بدتر شرم ہے
ایسی بیہودہ بکون اسکے لیے
بولا خواجہ مت ڈر کہ دم دو اسے
فرع میں اسکے تو جہان مجھکو
جو کہا نست سے یہ خاتون نے

کہ چھڑا دون اس سے اور دین کا دو
دیکھ اسکو دفع کرنا کیسے ہو
کہ یہ لڑکی میری تیری ملک ہے
جب کہ جانا تجکو ہوا اولی تری
لیلی ملک اپنی ہوا اپنا قیس ہے
شکر شیرین مرد کو فربہ کرے
آدمی فربہ ہو عز و جاہ سے
جانور فربہ ہو حلق و نوش سے
خود زبان میری نہ ایسا کہ سکے
کہ وہ خائن از شیطان خو ہے
تا رہے علت اسکی جائے لطف سے
چھوڑ صحت پائے یہ نادان ...
ز خوشی سے وہ سما جا کے ...

گفت خواجہ صبر کن او را بگو
تا بکر این از دلش بیرون کنم
تو دلش خوش کن بگو بپذیر آن درست
ما ندانستیم ای خوش مشتری
آتش ما ہم درین کانون ما
تا خیال و فکر خوب بردی زہد
جانور فربہ شود لیک از علف
آدمی فربہ شود از راہ گوش
گفت آن خاتون کزین ننگ ہین
این چنین ترا زشی بکجا بنہاد
گفت خواجہ نی مترس دم دہش
فرع او را دلبرا بس نوش
چون بگفت آن خستہ را خاتون چنین

کہ از و بر کنم و ہم آن بحیث بتو
تو تماشا کن کہ دفعش چون کنم
کہ حقیقت دختر ما آن تست
چونکہ دانستیم تو اولی تری
لیلی آن و ہم مجنون ما
شکر شیرین مرد را فربہ کند
آدمی فربہ ز عزت و شرف
جانور فربہ شود از حلق و نوش
خود زبانم می نجنبد این چنین
کو ببیر این خائن ابلیس خو
تا رود علت ازو زین لطف خوش
ہل کہ صحت یابد این بار یک ریس
می نگنجد از تخت بر زمین

فربہ اور موٹا ہوا اور سرخ رو ۔۔ اور کھلا جون گل ہوا سو شکر گو
گاہ گاہی کہتا ای خاتون حری ۔۔ کہ مبادا یہ نہو افسون گری
لیک خاتون کہتی تھی مضبوط ہو ۔۔ کہ مین ہون اس فکر مین ہنجیم رہو
دیکھا خواجہ نے کہ وہ فربہ ہوا ۔۔ اور مرض اس سے گیا پھرنے لگا
وہ تسلی دیتا اسکو مکر سے ۔۔ ہو نا خوش زیادہ وہ مثل مریض کے
خواجہ نے تسکین دی دعوت کری ۔۔ کہ کرون شادی فرج کی ور خوشی
اک جماعت مژدہ دیتی مکر سے ۔۔ کہ مبارک ہو فرج شادی تجھے
تا فرج کو بس ہوا اس سے یقین ۔۔ کچھ مرض اسکو رہا باقی نہین
بعدہ شادی کی شب حیلہ کیا ۔۔ باندھی اک امرد کو مثل زن حنا
مثل دلہن اسکے ہاتھون کو لگا ۔۔ مرغی بتلائی اسے مرغا دیا
چادر و زیور عروسانہ تھا ۔۔ اک قوی امرد کا بس گھونگھٹ کیا
وقت خلوت جلد شمع گل کری ۔۔ وہ رہا ہندو ہی ہمراہ قدی
ہندو بس کرتا تھا فریاد و فغان ۔۔ سنتے سے باہر بجا کر تالیان
مرد و زن نے دف بجا اور تالیان ۔۔ شور سے نعرہ کیا اسکا نہان
صبح تک ہندو کی وہ تھا پھاڑتا ۔۔ تھیلا اسکے کا ہو جون سنگ چھترا
ڈھول و تاشے لائے ونکوا در گیا ۔۔ وہ فرج حمام کو دامادسا
بس گیا حمام مین رنجور جان ۔۔ کون دریدہ مثل دلق رہزنان
آیا خلوت گہ مین وہ حمام سے ۔۔ مثل دلہن بیٹھی لڑکی سامنے
اسکی مان بیٹھی وہان ہو پاسبان ۔۔ کہ کرے دن ہین مبادا امتحان
دشمنی سی اسکو دیکھا اک گھڑی ۔۔ اور اسے دم اُس سے بس نفرت کری
بولا خود سے نہ کوئی ہرگز ملے ۔۔ تجھی دلہن ناخوش و بد فعل سے
دن کو زیبا جون نگار سیمبر ۔۔ کیر خر سے کیر تیرا شب بتر
اس جہان کی ایسی ہی سب نعمتین ۔۔ امتحان سے پہلے بہتر ہین ولیکن
بس نظر مین دور سے دکھتا ہے آب ۔۔ جاسے جو نزدیک تو وہ ہو سراب

فربہ و زفت آمد و سرخ و شگفت ۔۔ چون گل سرخ و ہزاران شکر گفت
گہ گہی میگفت کان خان من ۔۔ کہ مبادا باشد این افسون و فن
لیک خاتون حزم میگفتش کہ با ۔۔ ور بپے آنیم فارغ باش با
خواجہ چون دیدش کہ سرخ و زفت گشت ۔۔ رفت از وی علت و آمد بہ گشت
او دلش دادی کہ تیز و دیر و فسوس ۔۔ تا فزون میشد نشاطش چون وثن
خواجہ جمعیت بکرد و دعوتی ۔۔ کہ ہمی سازم فرج را وصلتی
تا جماعت مژدہ میدادند کان ۔۔ کای فرج بادت مبارک اتصال
تا یقین شد مر فرج را این سخن ۔۔ علت از وی رفت کل از بیخ و بن
بعد از ان اندر شب عشرت بفن ۔۔ امردی را بست حنا چون زنان
پر نگارش کرد ساعد چون عروس ۔۔ با کیان بنمودش و دادش خروس
مقنعہ و حلہ عروسانہ نکو ۔۔ کنگ امرد را بپوشانید رو
شمع را ہنگام خلوت زود کشت ۔۔ ماند ہندو و با چنان کنگ درشت
ہندوک فریاد میکرد و فغان ۔۔ وز برون نشنید کس از دف زنان
ضرب کف و دف و نعرہ مرد و زن ۔۔ کرد پنہان نعرہ آن نعرہ زن
تا بروز آن ہندوک را می فشارد ۔۔ چون بود در پیش سگ انبان آرد
روز آوردند طاس و بوق و رفت ۔۔ رسم داماد آن فرج حمام رفت
رفت در حمام پس رنجور جان ۔۔ کون دریدہ ہمچو دلق تونیان
آمد از حمام در گردک فسوس ۔۔ پیش او بنشست دختر چون عروس
مادرش آنجا نشستہ پاسبان ۔۔ کہ مبادا او کند روز امتحان
ساعتی در وی نظر کرد از عناد ۔۔ وانگہان بر ہر دو دستش دہ بداد
گفت خود را کس مبادا اتصال ۔۔ با چو تو ناخوش عروس بدخصال
روز زیبا چون نکویان تتر ۔۔ کیر زشتت شب بتر از کیر خر
ہمچنین جملہ نعیم این جہان ۔۔ بس خوش است از دور پیش امتحان
می نماید در نظر از دور آب ۔۔ چون روی نزدیک آن باشد سراب

حقیقت مین حکایت کی اور بیان اُسکا کہ ہر نفس

در حقیقت حکایت و بیان آنکہ ہر نفسے

مانند اس ہندو کے مبتلا ہے

ایک بڑھیا بد نما مکار ہے — مثل دلہن آپ کو زیبا رکھے
اسکے گلگونہ پہ مت مغرور ہو — مت چکھے نوش اسکے نیش آلود کو
جون فرج سے تو پڑے اندر حرج — صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
دانہ ظاہر دام اسکا ہے ستر — پہلے انعام اسکا خوش آئے نظر
دام مین اسکے پھنسے جو ہوشیار — پس ندامت سے وہ روئے زار زار
نام میری و وزیری اور شہی — نہ ہے پر ہے درد و مرگ و جاندہی
بندہ ہو اور چل زمین پر اسپ وار — جون جنازہ مت ہو گردن پہ بار
سب کو حمال اپنا چاہین کافران — بار مردم ہو وین مثل مردگان
خواب مین جسکا جنازہ دیکھے تو — منصب عالی پہ پہونچے وہ نکو
وہ جنازہ خلق پر ہے کیونکہ بار — بار رکھتے خلق پر ہین یہ کبار
بار اپنے بے تو رکھ نہ غیر پہ — سروری مت چاہ درویشی تو لے
گردن مردم کو مت گھوڑا بنا — دونون پاؤن مین ہو نہ نقرس تیرے تا
ایسا گھوڑا کہ تو چھوڑیگا اسے — کر دیگا شہر ویران گانون ہو
چھوڑ اسکو شہر جو تجکو دکھا — سامان ویرانے مین نہ رکھنا روا
چھوڑ اسکو سو گلستان ہین تجھے — تا نہ عاجز اور ویران تو رہے
بولے پیغمبر کہ جنت از اله — گر تو چاہے کسی سے کچھ نچاہ
جو نہ چاہے تو کفیل ہون مین ترا — جنت المادی و دیدار خدا
اک صحابی اس کفالت سے ہوا — متحمل اک دن سوار اسپ تھا
کوڑا اسکے ہاتھ سے جو گر پڑا — اترا خود نہ کی کسی سے التجا
داد سے اسکے نہ آئے کچھ برا — جانے وہ بے مانگے دیتا ہے خدا
گر تو چاہے حکم حق سے ہے روا — جیسے خواہش ہے طریق انبیا
بد نہ ہو جو ہوا اشارہ یار سے — کفر ایمان ہو جو ہو اسکے لیے
جو بدی کہ حکم سے اسکے کرے — وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھے
وہ صدف ٹوٹے اگر پوست ہو — چھوڑ مت اسکو وہ لاکھون در رکھے

همچو آن هندو و مبتلاست

گنده پیرست او وزاس چاپلوس — خویش را جلوه دهد چون نو عروس
هین مشو مغرور این گلگونه اش — نیش نوش آلوده او را مچش
تا نیفتی چون فرج اندر حرج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
آشکارا دانه پنهان دام او — خوش نماید ز اولت انعام او
چون به پیوستی بدام ای هوشیار — چند نالی در ندامت زار زار
نام میری و وزیری و شهی — نیست الا درد و مرگ و جاندهی
بنده باش و بر زمین رو چون سمند — چون جنازه نی که بر گردن برند
جمله را حمال خود خواهد کفور — بار مردم گشته چون اهل قبور
بر جنازه هر کرا بینی بخواب — فارس منصب بود عالی رکاب
زانکه آن تابوت بر خلق است بار — بار بر خلقان نهادند این کبار
بار خود بر کس منه بر خویش نه — سروری را کم طلب درویش به
مرکب اعناق مردم را مپای — تا نیاید نقرست اندر دو پای
مرکبی را کاخرش تو ده دهی — که به شهری مانی و ویران دهی
ده دهش اکنون که چون شهرت نمود — تا نباید رخت در ویران گشود
ده دهش اکنون که صد بستانت هست — تا نمانی عاجز و ویران پرست
گفت پیغمبر که جنت از اله — گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه
چون نخواهی من کفیلم مر ترا — جنة المأوی و دیدار خدا
آن صحابی زان کفالت شد عیار — تا یکی روزی که گشته بد سوار
تازیانه از کفش افتاد راست — خود فرود آمد ز کس چیزی نخواست
آن کراز دادش نیاید هیچ بد — داند او بی خواهشی خود میدهد
ور بامر حق بخواهی هم رواست — آن چنان خواهش طریق انبیاست
بد نماند چون اشارت کرد دوست — کفر ایمان شد چو کفر از بهر اوست
هر بدی که امر او پیش آورد — آن ز نیکیهای عالم بگذرد
زان صدف گر خسته گردد نیز پوست — ده مده که صد هزاران دُر دروست

بات یہ بے انتہا ہے لوٹ تو / ہم فراج باز ہو جا شہ کے سو
پھر جا خالص زر سا اندر کان کے / چھوٹنے سے مگر تیرا تا چھٹے
صورت بد کو جو دل میں راہ دیں / بھی ندامت ہو اُسے بس جھپ پڑیں
چور کو جو رنج کٹنے کا بڑھے / ذوق دزدی مثل زن کر چھوڑ دے
دست غمگیں ہے دکھائے چھوڑنا / دیکھ دست قطع سے نے چھوڑنا
ایسے ہی مکار و خونی عیب جو / وقت سختی چھوڑ دیں عیش کو
مثل پروانہ کے بس توبہ کریں / بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں
دور سے پروانہ وار اُس نار کو / نور دیکھیں اور جائیں اُسکے سو
جو جلا پر اسکا تو واپس پھرے / مثل طفلان پھر پھریں ژاژ ہو لیے
پھر دوبارہ فائدہ کی طمع ہے / جلد ڈالیں خود کو شعلہ شمع پے
پھر دوبارہ پر جلے واپس پھرے / حرص سے پھر ست اور غافل بنے
جبکہ جلنے سے ہیں واپس بھاگتے / مثل ہندو شمع کو ہیں چھوڑتے
اے ترا رخ مثل شمع دل فروز / اے تو صحبت میں ہے کاذب جانسوز
یاد میں اُسکی نہ رہ توبہ و یقین / کا وہن الرحمٰن کید الکاذبین

این سخن پایان ندارد بازگرد / سوی شاه و هم فراج بازگرد
باز رو در کان چو زر ده دهی / تا رهد و دستان تو از ده دهی
صورتی بد را چو در دل ره دهند / از ندامت آخرش هم ره دهند
دزد را چون قطع تلخی میرسد / ذوق دزدی را چو زن ره میدهد
دیده ده وا دادن از دست خزینه / ده بدادن زین بهر دیده ده ببین
همچنین قلاب و خونی و دونهد / وقت تلخی عیش را ده میدهند
توبه آرند هم پروانه وار / باز نسیان میکشد شان سوی کار
همچو پروانه ز دور آن نار را / نور دیده بسته آن سو بار را
چون بیاید سوخت پرش وا گریخت / باز چون طفلان فتاد و تلخ ریخت
بار دیگر بر گمان و طمع سود / خویش را از دور بر لهیب شمع زود
بار دیگر سوخت پروایس گسست / باز گردش حرص دل ناسی دست
آن زمان کو سوختن وا می جهد / همچو هندو شمع را ده میدهد
کای رخت تابان چو شمع دل فروز / وی به صحبت کاذب و مغرور سوز
باز از یادش رود توبه و یقین / کاوهن الرحمٰن کید الکاذبین

بیان میں عام تاویل آیہ کے کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ

کلما ہم اوقدوا نارا للوغی / اطفاہا اللہ نار ہم حتی لطفا
جو کیا عزم اس جگہ مت ٹھہر دلا / مٹ گیا وہ عزم صاحب عزم کا
تخم صدق اسکا نہ تھا بویا ہوا / اُس لیے حق نے بھولنا غالب کیا
گرچہ دل چقماق سے اوپر رکھے / خاک وہ اُسکے ستارہ پر دھرے

در بیان عموم آیہ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ

کلما ہم اوقدوا نارا للوغی / اطفاہا اللہ نار ہم حتی لطفا
عزم کردہ کہ دلا اینجا بایست / گشتہ ناسی عزم زاہل عزم نیست
چون نبودش تخم صدق کاشتہ / حق بر آن نسیان او بگماشتہ
گرچہ بر آتش زند دل میزند / آن ستارہ اش را بکف گل میزند

آگ جھاڑنا شب میں اور بجھانا چور کا اُس آگ کو اور غفلت اُس مرد کی

پارسا کے گھر میں چور اک شب گیا / گرگ کے مانند پوشیدہ گھسا
کھانسی اُسکی رات کو اُسنے سنی / جھاڑنے کو آگ کے چقماق لی
شمع روشن کرنے آتش جھاڑتا / دیکھے جب آواز کا تاخا ہرا
چور آ بیٹھا اُسکے پاس آ / ہو تا جب روشن بجھاتا سوختہ
اُس جگہ رکھتا وہ انگلی کا سرا / تا ستارہ ہو وے آتش کا فنا

آتش زدن در شب و کشتن دزد آتش را و غفلت آن مرد

رفت دزدی شب بخانہ یک بزرگ / از رہ پنہان در آمد ہمچو گرگ
صرفہ کشنید شب آن معتمد / بر گرفت آتش زنہ کاتش زند
میزد آتش بہر شمع افروختن / تا رسد آواز را بیند علن
دزد آمد در زمان پیشش نشست / چون گرفتی سوختہ کردیش پست
مے نہاد آنجا سر انگشت را / تا شود ستارہ آتش فنا

تر وه کرتا اپنی ار نگلی کا ہرا — گر تا اس ستاره کو انگلی سو فنا
ترسیه کرد او سر انگشت را — تا صبح آن استاره را کردی فنا

خود یہ کہتا ہے یہ خواجہ جانتا — اور بجھاتا چور کاٹے دیکھتا
خواجه می پنداشت کو خود می مرد — این نمی دید آن که دزدش می برد

خواجہ کہتا سوختہ نم بس رکھے — گر تری اسکی سے یہ تارہ بجھے
خواجه گفت این سوخته نمناک بود — میمرد استاره از تریش زود

ظلمت و تاریکی بس تھی سامنے — یا مر آتش کش نہ دکھتا تھا اسے
بسکه ظلمت بود و تاریکی به پیش — می ندید آتش کشی را نزد خویش

ایسی ہی دل میں وہ آتش کش بھی ہے — اندھے میں سے دیکھنے کا نہ ہے
این چنین آتش کشی اندر دلش — دیده کافر نه بیند از عمش

کیون نہیں آگاه دل جانے یہ بات — کہ ہر گردانندہ گردندہ کے ساتھ
چون نمی داند دل داننده را — هست با گردنده گرداننده

کیون نہیں کہتا کہ دن رات آپسے — ای خدا کب آئے اور کب جا رہے ہے
چون نمی گویی که روز و شب بخود — بی خداوندی کی آید کی رود

گرد معقولات کے پھرتا ہے تو — ایسی بے عقلی کو دیکھ اپنی ای تو
گرد معقولات میگردی ببین — این چنین بی عقلی خود ای مهین

ہو وے گھر معمار سے معقول تر — یا کہ بے معمار کے کہہ بے ہنر
خانه با بنا بود معقول تر — یا که بی بنا بگو ای بی هنر

با وجود اس برتری کے گھر ترا — کب بغیر استاد کے ہو خوشنما
خانه با این بزرگی و وقار — کی بود بی اوستادی خوبکار

ہو وے خط کاتب سے بس معقول تر — یا کہ بے کاتب کے تو سوچ اے پسر
خط با کاتب بود معقول تر — یا که بی کاتب بیندیش ای پسر

جیم منہ اور عین چشم اور میم کو — کیسے بے کاتب کے ہو دیکھا اسکو جان
جیم گوش و عین چشم و میم فم — چون بود بی کاتبی ای متهم

شمع روشن ہو وے گلگیر سے — یا کہ ہو گلگیر سے تو جان لے
شمع روشن بی ز گیراننده — یا بگیراننده داننده

لو کے اندھے سے ہو صنعت خوبتر — یا کہ اہل دست بینا سے پسر
صنعت خوب از کف شل ضریر — باشد اولی یا بگیرای بصیر

جب کہ جانا قہر کرتے تجھے ہیں — گر ز محنت سر پہ رکھتے تیر کمین
پس چو دانستی که قهرت میکنند — بر سرت بس محبت می زنند

مثل مرد اسکو دفع کر تو جنگ — اسکی جانب مار تو تیر خدنگ
پس بکن دفعش چو مردی بجنگ — سوی او کش در هوا تیر خدنگ

مثل اس قوم مغل کے چرخ پے — تیر مار اب نزع جان کے واسطے
همچو آن قوم مغل بر آسمان — تیر می انداز بهر نزع جان

یا کہ بھاگ اس سے اگر سکتا ہے تو — کیسے جائے ہاتھ میں ہے اسکے تو
یا گریز از وی اگر تانی برو — چون روی چون در کف اوی گرو

تو عدم میں چھپتا تھا اسکے سے تو — کیسے ہاتھ اسکے سے چھوٹو اب بگو
در عدم بودی نرستی از کفش — از کف او چون رهی ای دست خوش

آرزو چھتا ہے اس سے بھاگنا — آگے عدل اسکے کے تقوی رنا
آرزو جستن بود بگریختن — پیش عدلش خون تقوی ریختن

یہ جہان دام اس کا دانہ آرزو — حرص کے دانہ سے جلدی بھاگ تو
این جهان دام است و دانه آرزو — در گریز از دامهای آرزو

جو گیا تو ایسا دیکھے سو خوشی — جو گیا تو ضد میں دو آفت دیکھی
چون چنین رفتی بدیدی صد گشاد — چون شدی در ضد آن دیدی فساد

جو گیا تو ضد میں اسکی ضد تو جان — ضد سے تو پہچان ضد کو ای جوان
چون شدی در ضد بدانی ضد آن — ضد را از ضد شناس ای جوان

پس پیمبر بولے استفت القلوب — گرچہ مفتی دیوے باہر بس خطوب
پس پیمبر گفت استفت القلوب — گرچه مفتی تان برون گوید خطوب

حدیث کے بیان میں استفت قلبک ولو افتاک المفتون

در بیان حدیث استفت قلبک ولو افتاک المفتون

کہتے ہیں شفقت قلبکو وہ رسول
آرزو تو چھوڑ رحم آئے اُسے
گر تو خدمت ڈھونڈھ سکتا جو نہیں
جو مراقب و مبدم ہوتا ہے تو
گر حجابون سے تو بند آنکھیں کرے
لوٹ تو سوے ایاز نیک خو

اگرچہ مفتی بھی کہے باہر فضول
آزمایا میں نے ایسا چاہیے
قید سے جانے سوے باغ یقین
دیکھتا ہے بخششیں جو اور ہے تو
کام اپنا شمس کیونکر چھوڑ دے
اور فضیلت اُسکی اور رتبہ کی سو

گفتہ است شفقت قلبکان رسول
آرزو بگذار تا رحم آیدش
چون نتانی جست پس خدمت کنش
وسبدم چون تو مراقب میشوی
ور بہ بندی چشم خود را از حجاب
بار ران سوی ایاز و تفتیش

گرچہ مفتی برون گوید فضول
آزمودم کاین چنین میبایدش
تا رہی از حبس و در گلشنش
وادمی بینی ز داور رای غوی
کار خود را کی گذارد آفتاب
وان فضیلت و کمال فعتش

حسد لیجانا امیرون کا ایاز پر اور بتانا سلطان کا دانائی اُسکی کو

جو حسد سے جوش امیرون کو ہوا
تیں عقلین نے ایاز آخر رکھے
تیس امیرون ساتھ شہ ہو کر سوار
کاروان اک دیکھا شہ نے دور سے
پوچھ تو اوس کاروان سے راہ پے
پوچھ کر آیا کرے کے شہر سے
دوسرے سے شاہ بولا کہ تو جا
پوچھ کر آیا میں تاک جائے گا
وہ ہوا حیران کہا اور میرے
لوٹ کر آیا کہا ہر جنس ہے
بولا کب رو سے رد اہنوہ ہوے
اور سے فرمایا جا کر پوچھ ہاں
پس کہا اگر جب کی سات ہین
جو نہین واقف تھا بس خاموش ہا
ایسی ہی وہ تیس میرون تک گئے
پس گیا ہر ایک کہیں اک سوال
بولا میرون سے کیا مین نے جدا
کہ تو پوچھ اُس کاروان سے کون ہر

اپنے شہ پر طعنہ حسد کو کیا
کیسے تنخواہ تیس میرون کی وہ لے
کوہ و صحرا کو گیا بہر شکار
میر سے بولا کہ جا اے شکار پر سے
کہ یہان پر آئے تم کس شہر سے
بولا کان جا سی خوشی تھی اُسے
کاروان سے پوچھ کہ تا تک جائیگا
بولا کیا اسباب ہیں یہ کہا
کہ تو جا کر پوچھ کیا اسباب ہو
جامہ رازی اکثر اسمین ہین بحر کی
بس ہوا حیران امیر اس بات سے
کہ روانہ کب ہوا یہ کاروان
بولا رے مین کیا ہی شہ مشہور تک گئین
شہ نے اُن میرون سے کہا وہ سمرا
سست رای ورنہ ناقص عقل کہ
ناقص آیا پورا پوچھا کچھ نہ حال
امتحان اک دن ایاز پاک کا
اُسنے پوچھا جا کے سچ ہر ایک سے

چون امیران از حسد جوشان شدند
کاین ایاز تو ندارد سی خرد
شاہ بیرون رفت با آن سی امیر
کاروانی دید از دور آن ملک
رو بپرس آن کاروان را بر رصد
رفت و پرسید و بیامد کہ ز ری
دیگری را گفت رو ای بو العلا
رفت و آمد گفت تا سوی یمن
ماند حیران گفت با میری کہ
باز آمد گفت از ہر جنس ہست
گفت کی بیرون شدند از شہر ری
آن دگر را گفت رو واپرس آن
باز گشت و گفت ہفتم از رجب
چون نمی دانست دیگر دم نزد
ہمچنین تا سی امیر و بیشتر
ہر یکی رفتند ہر یک سوال
گفت امیران را کہ من روزی جدا
کہ بپرس آن کاروان را کز کجا است

عاقبت بر شاہ خود طعنہ زدند
جامگی سی امیر او چون برد
سوی صحرا و کہستان صید گیر
گفت میری را کہ رو ای مؤتفک
کہ کدامین شہر اید ز رصد
گفت عزمش تا کجا در ماند وی
باز پرس از کاروان کہ تا کجا
گفت رختش چیست ہان ای مؤتمن
کہ برو واپرس رخت آن نفر
اغلبش آن کاسہ ہای رازیست
ماند حیران آن امیر سست پی
تا کہ کی بودست نقل کاروان
گفت دررای چیست تاسیر لجب
شد فرشتا و آن دگر را زان عدد
سست رای ناقص اندر کر و فر
ناقص و عاجز ز ادراک کمال
امتحان کردم ایاز خویش را
او برفت و جملہ را پرسید راست

[illegible]

لیے گئے اور بے اشارہ حال سب	اُنسے پوچھا ہے ریاضت سبب	ای وصیت ہا بے اشارت یک بیک	حال شان دریافت ای ربی مشناس
پس یاران ہمیں پیرون سی ہوا	جو کہ تھا ہر اُس سے آکے ہیں گنا	ہر چہ زین سی پیر اندر سی مقام	کشف شد زان بر ملیم شد تمام

بڑھانا امیروں کا محبت کو بادشاہ سے جبریوں کی مانند اور جواب شاہ محمود کا انکو		مرافقت کردن امیران آن محبت را به شه جبریانه و جواب شاه محمود ایشان را	
پس کہا میرون نے اس سے کہ یہ کام	ہر عنایت سے نہ کوشش سے تمام	پس بگفتندش امیران کاین نبی ست	از عنایت هاست کار جهد نیست
حق کی بخشش ماہ کو ہر دم ہے جیسا	وادِ قسمت کی ہر گل کو بوی خوب	قسمت حق ست مه را روی نغز	داد بخت ست گل را بوی نغز
بلکہ شہ جیسے عنایت بس کرے	فخر سے وہ ماہ پر خیمہ رکھے	بلکه سلطان چون عنایت میکند	از تفاخر خیمه بر مه می زند
بولا شہ جو نفس سے پیدا کرے	حاصل تقصیر وہ یہ جہد سے	گفت سلطان بلکه آنچه از نفس او	ریع تقصیرست و دخل اجتهاد
ورنہ کیسے آدم یہ کہتا با خدا	ربنا انا ظلمنا انفسنا	ورنه آدم کی بگفتی با خدا	ربنا انا ظلمنا انفسنا
خود وہ کہتا نفس کا یہ جرم تھا	جو قضا یا تھی تو میرا جرم کیا	خود بگفتی کاین گناه از نفس بود	چون قضا این بود جرم ما چه بود
جیسے شیطان نے کہا اغویتنی	تو نے توڑا جام مجھے ناخوشی	همچو ابلیسی که گفت اغویتنی	تو شکستی جام و ما را میزنی
بل قضا حق ہر جہد بندہ حق	مت ہوا احول مثل ابلیس خلق	بل قضا حق ست و جهد بنده حق	هین مباش اعور چو ابلیس خلق
ہم تردد میں رہتے اندر دو کار	یہ تردد ہووے کب بے اختیار	در تردد مانده ایم اندر دو کار	این تردد کی بود بی اختیار
کردن یا وہ کرون خود ہووے کب	جو بندھے ہوں دونوں ہاتھ دیا پاؤں	این کنم یا آن کنم خود کی شود	چون دو دست و پای او بسته بود
تردد کیسے ہو اگر میں چلوں	بحر کے اندر دیا اوپر اوڑون	هیچ باشد این تردد در سرم	که روم در بحر یا بالا پرم
یہ تردد ہے کہ موصل جاؤں میں یا	واسطے جادو کے بابل جاؤں میں یا	که این تردد هست که موصل روم	یا برای سحر تا بابل روم
چاہیے قدرت تردد کے لیے	ورنہ ہو کچھ یہ ہنسی ہووہ مونچھ پر	پس تردد را بباید قدرتی	ورنه آن خنده بود بر سبلتی
مت قضا پر رکھ بہانہ کس لیے	جرم رکھتا اپنا تو ہے غیر پے	بر قضا کم نه بهانه ای جوان	جرم خود را چه نهی بر دیگران
خون کرے زید اور قصاص ہو عمر پر	حد ہوا احمد پر دکھائے عمرو سے	خون کند زید و قصاص او به عمر	می خورد عمرو و بر احمد حد خمر
گرد اپنے پھر گنہ کو اپنے جان	خود سے حرکت جان تو سایہ سی جان	گرد خود برگرد و جرم خود ببین	جنبش از خود بین و از سایه مبین
کہ نہ ہوگی غلط یا داش میر	جانتا دشمن کو تو ہے میر بصیر	که نخواهد شد غلط پاداش میر	خصم را میداند آن میر بصیر
تو نے کھایا شہد سے ہو تب بغیر	تیرے دن کی مزدوری شب بغیر	تو عسل خوردی نیامد تب بغیر	مزد روز تو نیامد شب بغیر
تو نے کیا سعی کی کہ نہ ثمرہ ملا	تو نے کیا بویا کہ نے آخر اگا	تو چه کردی جهد کان با تو نگشت	تو چه کاریدی که نامد ریع کشت
فعل پیدا جان و تن تیرے سے ہو	پکڑتے دامن تیرا جون فرزند	فعل تو کان زاید از جان و تنت	همچو فرزندی بگیرد دامنت
فعل کی کرتے ہیں صورت غیب میں	فعل کو چوری سے کہ کرتے دار میں	فعل را در غیب صورت میکنند	فعل دزدی را نه داری میزنند

[illegible]

دارکب مانند چوری کے دکھے | ہے وہ تصویر خدای غیب سے
دل مین بس شحنہ کے حق الہام دے | ایسی کہ صورت سزا کے واسطے
تو ہے جبتک عالم اور عادل قضا | نامناسب کیونکہ دیوے دار و سزا
جو کہ مقبولی سے یہ حاکم کرے | حکم کیون کہ احکم الحاکم کرے
جو تو جو بوے آگے نے غیر جو | تو کرے قرض اور سے چاہے گرو
جرم اپنا غیر پر مت تو رکھے | گوش ہوش اپنا رکھ اس پاداش کو
جرم خود پر رکھ کہ بویا تو نے ہے | آشتی کر عدل سے اللہ کے
جو بدی کے باعث آتا رنج ہے | جان خود سے فعل بد نے بخت سے
بخت پر رکھنا نظر احول کرے | کاہ دے تو سگ کو اور کاہل کرے
متہم کر نفس اپنے کو اے تو | متہم مت کر جزاے عدل کو
توبہ کر اور آ تو مردانہ برہ | کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
نفس کے افسون سے مت غرہ کر | شمس حق کوکب نہان ذرہ کر
جملہ وہ ذرات جسمی خلق مین | روبرو خورشید جسمانی کے ہین
اور ہین ذری فکر و خطرون کے نہان | آگے خورشید حقایق کے عیان
حق سے ظاہر اور تجھسے ہے چھپا | فکر مت کر بھید ہے یہ غیب کا

دار کی ماند بدزدی لیک آن | ہست تصویر خدای غیب دان
در دل شحنہ چو حق الہام داد | کاین چنین صورت بساز از بہر داد
تا تو عالم باشی و عادل قضا | نامناسب چون دہد داد و سزا
چونکہ حاکم این کند اندر گزین | چون کند حکم احکم این حاکمین
چون بکاری جو نروید غیر جو | قرض تو کردی زکہ خواہی گرو
جرم خود را بر کسے دیگر منہ | گوش ہوش خود برین پاداش دہ
جرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی | با جزا و عدل حق کن آشتی
رنج را باشد سبب بد کردنی | بد ز فعل خود شناس از بخت نی
آن نظر بر بخت چشم احول کند | کلب را کہدانی و کاہل کند
متہم کن نفس خود را ای فتی | متہم کم کن جزاے عدل را
توبہ کن مردانہ سر آور بہ رہ | کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
در فسون نفس کم شو غرہ | کآفتاب حق نپوشد ذرہ
ہست آن ذرات جسمی ای مفید | پیش این خورشید جسمانی پدید
ہست ذرات خواطر و افتکار | پیش خورشید حقایق آشکار
پیش حق پیدا و پیش تو نہان | ہم ز غیب است این مکن فکری در آن

حکایت اُس صیاد کی کہ خود پتون مین لپٹا تھا اور گلدستہ سر پر رکھا تھا تا مرغ اسکو گھانس جانین ایک مرغ کو معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی ہے بشکل گھانس دکھلائی دیتا ہے لیکن بالکل معلوم نہ تھا اور وہ افسون پر مغرور ہوا کس واسطے کہ اول دفع قطعی نہ جانا دوسری دفع قطعی جانا وہو الحرص والطمع ولاسیما عند الحاجۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاد الفقر ان

حکایت صیادی کہ خویشتن بر گیاہی پیچیدہ بود و دستہ گل و لالہ کلہ دار بر سر نہادہ تا مرغان آنرا گیاہ پندارند و آن مرغ زیرک کہ بوی برد کہ آدمی است بر شکل گیاہ می نماید اما ہم تمام بوی نبرد و بہ افسون او مغرور شد زیرا کہ در ادراک اول قاطعی ندانست و در ادراک دوم قاطعی دانست وہو الحرص والطمع ولاسیما عند الحاجۃ والفقر قال النبی

ان یکون کفرا صدق رسول اللہ صلعم | صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا

جو گیا اک مرغ اندر لالہ زار	تھا وہاں پر دام اک بہر شکار
چند دانے تھے زمین پر وان پڑے	گھات مین صیاد بیٹھا تھا وہاں
باندھے اپنے جسم پر برگ و گیاہ	اور رکھی سر پہ پھولون کی کلاہ
دیکھتا تھا وہ کمین مین بیٹھ کے	دام مین تا صید آکر کے پھنسے
مرغ آیا اسکی سو نا آشنا	گھوم کر اس مرد کی جانب گیا
بولا اس سے کون ہے تو سبز پوش	جو کہ صحرا مین ہے تو اندر وحوش
بولا مین زاہد ہون اک تارک ہون	یا نیہ قانع مین ہون ہر گیاہ
زہد و تقوی کو لیا اور دین کو	مین اجل کو دیکھتا ہون دیر تک
مرگ ہمسایہ مرا واعظ ہوا	کسب و دکان میرا ابتر ہو گیا
جو کہ آخر کو مین تنہا ہوونگا	مرد و زن سے چاہیے رہنا جدا
قبر مین آخر کو مین تو جاؤنگا	دہے بہتر کہ کرون خوبی خدا
مرتے دم ہو جو زنخ کی بستگی	وہے بہتر نے کہون ہووے گی
ہنگے اور زر لفت کا عادی ہے تو	پے سالن کشتی تجھے آخر ملے
خاک سے پیدا ہم اسمین جاینگے	بے وفا سے دل لگانا کسلیے
ہین قدیمی جد ہمارے چار طبع	انکی خویشی عاریت ہمکو ہے طمع
برسون صحبت رکھتا تھا اور بہم	ساختہ عناصر کے یہ جسم آدمی
روح اسکی ہے نفوس و عقل سے	روح گمرہ ہولی ہے اپنی اصل سے
پس نفوس و پس عقول باصفا	نامہ بھیجین جان کو کای بیوفا
پانچ دن کو دوستون ہی تو ملے	اور قدیمی دوستون سے تو پھرے
گر چہ لڑکے خوش ہین اپنی بس کھیل سے	گھر کو آتے ہین وہ شب کو دور کر
کھیلنے مین لڑکا جو ننگا ہوا	چور ناگہ لے گیا کفش و قبا
کھیل مین وہ اس طرح شامل ہوا	لے گیا بھولا اپنی وہ کفش و قبا
رات آئی کھیل اسکا ہو چکا	منہ نہین کہ گھر کو جائے وہ ڈرا
سنا کر انما الدنیا لعب	کھو یا سامان اور لیا رنج و تعب

رفت مرغی در میان لالہ زار	بود آن جا دام از بہر شکار
دانہ چندی نہادہ بر زمین	وان صیاد آنجا نشستہ در کمین
خویش را پیچیدہ در برگ و گیاہ	وز گل و لالہ ورا بر سر کلاہ
در کمین بنشستہ و کردہ نگاہ	تا در افتد صید بیچارہ ز راہ
مرغک آمد سوی او از ناشناخت	پس طوافی کرد و سوی مرد تاخت
گفت او را کیستی ای سبز پوش	در بیابان در میان این وحوش
گفت مردی زاہدم من منقطع	با گیاہ و برگ این جا منقطع
زہد و تقوی را گزیدہ دین و کیش	زانکہ می بینم اجل را پیش خویش
مرگ ہمسایہ مرا واعظ شدہ	کسب و دکان مرا برہم زدہ
چون بآخر فرد خواہم ماندن	خو نباید کرد با ہر مرد و زن
رو بخواہم کرد آخر در لحد	آن بہ آید کہ کنم خو با احد
چون زنخ را بست خواہید ای صنم	آن بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
ای بہ زر لفت و کمر آموختہ	آخر ستت جامہ نا دوختہ
رو بخاک آریم کز وی رستہ ایم	دل چرا در بیوفایان بستہ ایم
جد و خویشان مان قدیمی چار طبع	ما بہ خویش عاریت بستیم طمع
سالہا ہم صحبتی و ہمدمی	با عناصر داشت جسم آدمی
روح او خود از نفوس و از عقول	روح اصل خویش را کردہ نکول
از نفوس و از عقول باصفا	نامہ می آید بجان کای بیوفا
یارگان پنج روزہ یافتی	رو ز یاران کہن بر تافتی
کودکان گرچہ کہ در بازی خوش اند	شبکشان شان سوی خانہ میکشند
شد برہنہ وقت بازی طفل خرد	دزد ناگاہش قبا و کفش برد
آن چنان گرم او ببازی در فتاد	کان کلاہ و پیرہن رفتش ز یاد
شب شد و بازی او شد بی مدد	رو ندارد کہ سوی خانہ رود
نی شنیدی انما الدنیا لعب	باد دادی رخت و گشتی در تعب

شب ہو پہلا اس سی جامہ ڈھونڈھ لو — دن کو مت کر ضایع کرکے گفتگو
مین نے بس خلوت کو صحرا مین لیا — مین نے دیکھا خلق کو دزد قبا
عمر آدھی خواہش تن مین گئی — عمر آدھی خشم دشمن مین گئی
اسنے ٹوپی لی و جبہ لے گیا — کھیل مین مین مثل بچون کے رہا
شب اجل کی آئی اب نزدیک تر — چھوڑ تو یہ کھیل اور جا اپنے گھر
ہو سوار توبہ پکڑ چور کو — اور کپڑے چور سے تم چھین لو
اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے — کہ زمین سے سما جاتی دم مین کھینچ لی
پر حفاظت اسپ کی کر اسلیے — کہ قبا تیری چرائی اسنے ہے
تا چرا لے اسپ نہ ناگہ ترا — تو خیال اس اسپ کا رکھو گا

پیش ازان کز شب شود جامہ بجو — روز را ضایع مکن در گفتگو
من بصحرا خلوتی بگزیدہ ام — خلق را من دزد جامہ دیدہ ام
نیم عمر از آرزوی دلستان — نیم عمر از غصہ ہای دشمنان
جبہ را برد آن کلہ را این برد — غرق بازی گشتہ ما چون طفل خرد
تک شبانگاہ اجل نزدیک شد — خل ہذا اللعب بسک لا تعد
ہین سوار توبہ شو و دزد در — جامہا از دزدستان باز ہین
مرکب توبہ عجائب مرکبست — بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
لیک مرکب را نگہ میدار ازان — کو بدزدید آن قبایت ناگہان
تا ندزدد مرکبت را نیز ہم — پاس دار این مرکبت را دمبدم

لیجانا چور کا دنبہ کو اس مرد سے اور قناعت نکرنا اور لباس اوسکا لیجانا

بردن دزد قچ را ازان مرد و قناعت ناکردن و رخت او را ربودن

ایک کا دنبہ تھا پیچھے دوڑتا — چور رسی کاٹ دنبہ لے گیا
ڈھونڈھنے نکلا وہ جب پائی خبر — تا ہین پاؤن سے گیا دنبہ کدھر
چاہ پر بس دیکھا اسنے چور کو — کہ بہت شور و فغان کرتا ہو وہ
پوچھا کیون روتا ہے تو اے اجنبی — بولا ہمیانی گری چہ مین مری
گر تو لا سکتا ہے اندر چہ کر جا — خمس دونگا تجکو حسب مدعا
پانسو ہین میری ہمیان مین درم — گر کرے مجھپر تو یہ لطف و کرم
سو درم دونگا ابھی مین بس تجھے — سو جا خو قیمت یہ دس دنبونکی ہے
بند گر اک دربوا سو در کھلے — گر گیا دنبہ عوض مین اونٹ ہے
پس اتارے کپڑے اور چہ مین گھسا — چور وہ کپڑے بھی لیکر چل دیا
ہوشیاری چاہیے کہ رہ چلے — ہوشیاری نے ہو طمع جان لی
چور ہے وہ فتنہ سیرت پر وبال — اسکی اک صورت ہے ہر دم جون خیال
مکر انکا کون جانے جز خدا — تو خدا مین بھاگ دستا یہ دغا

آن یکی قچ داشت از پس میکشید — دزد قچ را برد حبلش را برید
چونکہ آگہ شد دوان شد چپ و راست — تا بیابد کان قچ بردہ کجاست
بر سر چاہی بدید آن دزد را — کہ فغان میکرد کای وا ویلتا
گفت نالان از چہ ای اوستاد — گفت ہمیان زرم در چہ فتاد
گر توانی در روی بیرون کشی — خمس بدہم مر ترا با دل خوشی
ہست در ہمیان من پانصد درم — گر کنی با من چنین لطف و کرم
صد درم بدہم ترا حالی بدست — گفت با خود کاین بہای دہ قچ است
گر دری بربستہ شد صد در گشاد — گر قچی شد در عوض اشتر بداد
جامہ ہا بر کند و اندر چاہ رفت — جامہ ہا را ہم ببرد آن دزد تفت
حازمی باید کہ رہ تا دہ برد — حزم نبود طمع طاعون آورد
آن یکی دزدیست فتنہ سیرتی — چون خیال او را بہر دم صورتی
کس نداند مکر او را لا خدا — در خدا بگریز و وارہ زان دغا

مناظرہ مرغ کا صیاد سے رہبانیت میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا رہبانیۃ فی الاسلام

مرغ بولا خواجہ خلوت میں نہ رہ / دین احمد میں ترہب نہی ہے یہ
نہی ترہب کی پیغمبر نے کی / اختیار اب تو نے کیون بدعت یہ کی
جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز / امر معروف اور نہی سے احتراز
رنج بدخویون کا لینا کرکے صبر / منفعت اورون کو دینا مثل ابر
خیر ناس ان ینفع الناس ای اخی / سنگ اگر تو نہیں ہے پتھر سا کیا
داخل اندر امت مرحوم رہ / سنت احمد کا تو محکوم رہ
جو جماعت رحمت آئی اے پسر / جہد کر رحمت سے لا تو گنج سر
پس جواب اسکو دیا صیاد نے / یہ نہ مطلق ہے کہ جو کہتا تو ہے
یار بد سے بہتر اب تنہائی ہے / نیک صحبت بد کی بیٹھے بد بنے
کیونکہ جو رنگین ہووے عقل سر / آنگہ عاقل کے وہ مثل سنگ ہے
مثل خر ہے جو نہ روحیت کرے / اسکی صحبت عین رہبانی رکھے
ہوش اسکا سوی کے ہو مثل خر / بچنا گر اس سے تا ہو تو بلی ہنر
کیونکہ ہووے ماسوی اللہ جملہ آت / کل آت بعد حین شہوات
جو سوا ہو وجہ کے ہالک رہے / ہالک و مال عکس اس ہالک کا ہے
گرچہ سایہ عکس تن ہے اے پسر / کھا سکے کوئی نہ سایے سے ثمر
کوئی بے تن کے نہ سایہ ہو روا / اصل سایہ ڈھونڈھ تو اے کاروان
شخص کو سایہ سے اب کر تو طلب / جا مسبب میں چھوڑ اب تو سبب
یار جسمانی کا منہ جو سوی مرگ / صحبت اسکی بد ہے کر تو اسکو ترک
جیسا وہ ویسا ہی قبلہ وہ ہے / جو کہ مردہ ڈھونڈھے مردہ جانیے
جو ہو ساتھ اس قوم کے راہب ہو / سنگ سا و ڈھیلا اسکا صاحب ہو
سنگ و ڈھیلا راہ ان کے کا ہے / آفتیں ڈھیلون سے پس صد ہا ملی

مناظرہ مرغ با صیاد در رہبانیت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است لا رہبانیۃ فی الاسلام

مرغ گفتش خواجه در خلوت مایست / دین احمد را ترهب نیک نیست
از ترهب نهی فرمود آن رسول / بدعتی چون گرفتی ای فضول
جمعه شرطست و جماعت و نماز / امر معروف و ز منکر احتراز
رنج بدخویان کشیدن زیر صبر / منفعت دادن بخلقان همچو ابر
خیر ناس ان ینفع الناس ای پدر / گر نه سنگی چه حریفی با مدر
در میان امت مرحوم باش / سنت احمد مهل محکوم باش
چون جماعت رحمت آمد ای پسر / جهد کن کز رحمت آری تاج سر
در جوابش گفت صیاد عیار / نیست مطلق اینکه گفتی هوشدار
هست تنهائی به از یاران بد / نیک چون با بد نشیند بد شود
زان که عقل هر که را نبود رسوخ / پیش عاقل همچو سنگست و کلوخ
چون حمارست آنکه نانش امنیتست / صحبت او عین رهبانیتست
هوش او سوی علف باشد چو خر / بگذر از وی تا نمائی بی هنر
زان که غیر حق همه گردد رفات / کل آت بعد حین فهو آت
هر چه جز آن وجه باشد هالکست / هالک و مال عکس آن یک هالکست
گرچه سایه عکس شخصست ای پسر / هیچ از سایه نتانی خورد بر
هیچ سایه نیست بی شخصی روان / اصل سایه رو بجوی ای کاروان
همچو سایه شخص را میکن طلب / در مسبب رو گذر کن از سبب
یار جسمانی بود رویش بمرگ / صحبتش شومست باید کرد ترک
حکم او هم حکم قبله او بود / مرده اش دان چونکه مرده جو بود
هر که با این قوم باشد راهبست / که کلوخ و سنگ او را صاحبست
خود کلوخ و سنگ کس را ره نزد / زین کلوخان صد هزار آفت رسد

مرغ بولا یہ جہاد اس وقت ہو — راہ زن ایسا میان دشت ہو
گفت مرغش پس جہاد آنگہ بود — کاین چنین رہزن میان رہ بود

حفظ یاری و اڑائی کے لیے — شیر مرد آئے رہ نا امن پیے
از برای حفظ یاری و نبرد — بر رہ نا امن آید شیر مرد

جوش مردی پیدا اسدم ہوتی ہے — کہ مسافر ساتھ دشمن کے چلے
عرق مردی آنگہی پیدا شود — کہ مسافر ہمرہ اعدا شود

جو نبی السیف ذو احمد ہوئے — امت انکی پہلوان اور صفدر ہو
چون نبی السیف بودہ است آن رسول — امت او صفدرانند و فحول

مصلحت دین اپنی میں جنگ و شکوہ — مصلحت دین مسیحی میں غار و کوہ
مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ — مصلحت در دین عیسی غار و کوہ

مصلحت وہ ہے ہر اک کو اک جدا — مصلحت جو گر ہے تو مرد خدا
مصلحت دادہ است ہر یک را جدا — مصلحت جو گر توئی مرد خدا

بولا سچ ہے گر ہو یاری اور زور — تا کرے قوت سے ہر پا شر و شور
گفت آری گر بود یاری و زور — تا بہ قوت بر زند بر شر و شور

چاہیے اس رہ میں قوت مرد وار — چاہیے اک یار یہاں پر فرد وار
قوتی باید درین رہ مرد وار — یار می باید درینجا فرد وار

بھاگنا بہتر ہے جو نہ قوت رکھے — بس فرار از لایطاق آسان ہے
چون نباشد قوتی پرہیز بہ — در فرار از لایطاق آسان بہ

بولا اک صنعت ہے یار نامدار — فکر کر اور دیکھ تو انجام کار
صنعت این ست ای عزیز نامدار — فکرتی کن در نگر انجام کار

یار ڈھونڈھ اک تا تو پائے راہ کو — ورنہ کب جانے تو راہ و چاہ کو
یار سے جو تا بیابی راہ را — ورنہ کی دانی تو راہ و چاہ را

بولا صدق دل ہے لازم کار کو — ورنہ یار اب کم نہیں ہیں یار کو
گفت صدق دل بباید کار را — ورنہ یاران کم نباید یار را

یار ہو تا یار پائے بے عدد — کیونکہ بے یاروں کے تو ہے بے مدد
یار شو تا یار بینی بی عدد — زانکہ بی یاران بمانی بی مدد

دیو گرگ اور تو ہے مثل یوسفی — دامن یعقوب مت چھوڑ اے صفی
دیو گرگ ست و تو ہمچون یوسفی — دامن یعقوب مگذار ای صفی

گرگ اغلب اس گھڑی کھا جائیگا — جب کہ گلہ سے ہو بزغالہ جدا
گرگ اغلب آن زمان گیرا بود — کز رمہ شیشک بخود تنہا بود

جسنے سنت با جماعت ترک کی — ایسے مقتل میں کی اسنے خود کشی
آن کہ سنت با جماعت ترک کرد — در چنین مسبع نہ خون خویش خورد

رہ جماعت کی ہے سنت جون رفیق — بے رہ و بے یار کے تو پائے ضیق
ہست سنت رہ جماعت چون رفیق — بی رہ و بی یار افتی در مضیق

راہ سنت با جماعت خوب ہے — اسپ بہتر ساتھ اسپوں کے چلے
راہ سنت با جماعت بہ بود — اسپ با اسپان یقین خوشتر رود

لیک ہر گمراہ کو ہمرہ نہ جان — غافل خفتہ کو تو آگہ نہ جان
لیک ہر گمراہ را ہمرہ مدان — غافلان خفتہ را آگہ مدان

ڈھونڈھ ہمراہی کہ اس سے ہو مدد — ہمدل و ہمدرد و خواہان صمد
ہمرہی را جو کہ او باشد مدد — ہمدل و ہمدرد و جویان صمد

نزد ہمرہ کہ ہو دشمن عقل کا — پائے فرصت اور لے جامہ ترا
ہمرہی کو بود خصم خرد — فرصتی جوید کہ جامہ تو برد

تیرے ہمرہ جائے جب گھاٹا ملے — بس تجھے اس جا سے پردہ لوٹ لے
میرود با تو کہ یابد عقبہ — کہ تواند کردت آنجا نہیبہ

تیرے ہمراہ جائے اپنے نفع کو — اسکا مت کھا نوش ہے نیش ہے وہ
میرود با تو برای سود خویش — ہین منوش از نوش او کان نیش ست نیش

یا ہو بزدل جو کہ دیکھے خوف سے — رہ کی باتیں کر رجوع تجکو کرے
یا بود اشتر دلی چون دید ترس — گویدت بہر رجوع از راہ درس

بزدلی سے جو ڈرائے یار کو — ایسے نامرد ہمرہی کو جان عدو
یار را ترسان کند ز اشتر دلی — این چنین ہمرہ عدو دان نی ولی

یار بد مارست هین بگریز ازو / تا نریزد بر تو زهر آن زشت خو
یار را از ره برد آن راه زن / مرد را نبود آنکه افتد زیر زن
راه جانبازی ست در هر غیشه / آفتی در دفع هر دل شیشه
راه دین هر گمرهی خود کی رود / حازمی باید که مرد ره بود
راه دین زان رو پر از شور و شرست / که نه هر راه مخنث گوهرست
در ره این ترس امتحانهای نفوس / همچو پرویزن که تمییز سبوس
راه چه بود پر نشان پایها / یار چه بود نردبان رایها
گیرم آن گرگت نیابد ز احتیاط / لی ز جمعیت بمانی در نشاط
آن که او تنها براه خوش رود / با رفیقان سیر او صد تو بود
یا غلیظی خر ز یاران فقیر / در نشاط آید شود قوت پذیر
هر خری کز کاروان تنها رود / بر دی آن راه از تعب صد تو شود
چند زخم چوب بیخ افزون خورد / تا که تنها آن بیابان را برد
مر ترا میگوید آن خر خوش شنو / گر نه خر همچنین تنها مرو
آن که تنها خوش رود اندر رصد / با رفیقان همگنان خوشتر رود
هر نبی اندرین راه درست / معجزه بنمود و یاران را بجست
گر نباشد یاری دیوارها / کی برآید خانها و انبارها
هر یکی دیوار اگر باشد جدا / سقف چون باشد معلق بر هوا
گر نباشد یاری حبر و قلم / کی فتد بر روی کاغذها رقم
آن حصیری که کسی می گسترد / گر نپیوندد بهم بادش برد
حق ز هر جنسی چو زوجین آفرید / پس نتایج شد ز جمعیت پدید
در میان مرغ و صیاد ای عجب / بس شکال افتاد و شد نزدیک شب
این بگفت و آن بگفت از اهتزاز / بحث شان شد اندرین معنی برا
مثنوی را چابک و دلخواه کن / ماجرا را موجز و کوتاه کن
مرغ را چون دیده بر گندم فتاد / نفس او بی طاقت آمد در گشاد
بعد از آن گفتش که گندم زان کیست / گفت امانت از یتیم بی وصی است

یار بد ہے مار اس سے بھاگ تو / تا نہ ڈالے زہر تجھ پر زشت خو
یار کو گمرہ کرے وہ راہزن / وہ نہ مرد ہے جو کہ ہو مغلوب زن
راہ جانبازی کی ہے ہر نفع میں / آفتیں ہر نازک کو اسکی دفع میں
راہ دین ہر ایک گمرہ کب چلے / مرد رہ کو ہوشیاری چاہیے
ایسے ہے راہ دین میں شور و شر / کہ نہ رہ ہے ہر مخنث کی گھر
امتحان اس دین میں ہے ڈر نفس کا / جیسے چھلنی کردے بھوسی کو جدا
راہ کیا ہے نقش پا ہے پر نشان / یار کیا ہے رایکا ہو نردبان
نا گہ آتا نہ بھیڑیا پاس ہے / پر نہ جمعیت سے ہو فرحت تجھے
راہ میں خوش جو کوئی تنہا چلے / سیر تر وہ ساتھ رفقا کے کرے
خر بجوم جنس کے ہمرہ کر چلے / بس خوشی میں آ اور قوت پکڑے
کاروان سے جو کہ خر تنہا چلے / اسپہ سو درجہ ہو رنج و تکلیف ہی
کھائے از بس زخم لاٹھی آر کے / تب بیابان کو وہ تنہا طے کرے
تجھکو کہتا ہے وہ خر تو سن اسے / گر نہ تو خر ہے تو تنہا مت چلے
جو کہ تنہا جائے خوش امید سے / وہ رفیقوں ساتھ بس خوشتر چلے
ہر نبی نے اس رہ نایاب میں / معجزے بتلا کے ڈھونڈھے یار ہیں
ہوتی دیواروں کی نہ یاری اگر / کب بلند ہوتے یہ انبار اور گھر
ہوویں دیواریں اگر ہر اک جدا / کیسے چھت رہوے معلق با ہوا
نے قلم سیاہی کی یاری ہو اگر / کب رقم کاغذ پہ ہووے جلوہ گر
جو بناتا ہے ہر اک وہ بوریا / گر نہ ہو باہم اڑا دیوے ہوا
حق نے جفت ہر جنس سے پیدا کیا / پس نتیجہ اسکے ملنے سے کھلا
مرغ اور صیاد کے بس درمیان / شام تک تھیں شکلیں اندر بیان
بیہودہ کشادہ یہ کہتا باخوشی / بحث اس میں انکی تھی از بس بڑی
مثنوی کو چست اور دلخواہ کر / مختصر کر قصہ اور کوتاہ کر
مرغ کی جو آنکھ گندم پر پڑی / نفس ہوا لی چین اسکا اس گھڑی
بولا گندم کسکی ملک ہے ای کریم / یہ امانت ہے کہا مال یتیم

اور دام میں پھنس گیا اور پڑھا سورۂ یس والانعام کو آگے اسکا حال آتا ہے ۱۲

مین امانت رکھتا ہون مال یتیم / کہ مجھے جانین امین ہین و سلیم
مال الیتیم است امانت پیش من / زان کہ میپندار بر ما مؤتمن

بولا مین مضطر ہون اور مجروح حال / ہے مجھے مردار اس دم بھی حلال
گفت من مضطرم و مجروح حال / ہست مردار این زمان بر من حلال

ہو اجازت کھاؤن اس گندم سے مین / اے امین و پارسا اس وقت مین
ہست دستوری کہ زین گندم خورم / ای امین و پارسا و محترم

بولا مفتی ضرورت تو ہی ہے / بے ضرورت کھائے گر مجرم بنے
گفت مفتی ضرورت ہم توئی / بی ضرورت گر خوری مجرم شوی

بل ضرورت مین بھی بچنا خوب ہے / اور اگر تو کھائے ضامن اس کا ہو
ور ضرورت ہست ہم پرہیز بہ / ور خوری باری ضمان او بدہ

رخ متامل ہوا اس بات سے / اسپ کھینچے باگ کو بھٹ زور سے
رخ بس بدرخو فرو رفت آن زمان / توسنش سر بست بد از جذب عنان

کھایا گندم پھنس گیا پھندے مین وہ / پس پڑھا یٰس والانعام کو
پس بخورد آن گندم و در فخ بماند / چند او یٰس و الانعام خواند

بعد پھنس جانے کے کیا افسون ہے / یہ تردد پہلے اس سے چاہیے
بعد درماندن چہ افسون و چہ دہ / پیش ازین بایست این دود سیاہ

جس گھڑی کہ پیدا ہو حرص و ہوس / دمبدم کہہ تو کہ اے فریاد رس
آن زمان کہ حرص جنبید و ہوس / دمبدم میگو کہ ای فریادرس

پہلے اس سے کہ یہ دانہ دام ہو / گرمی حرص ہو تیری جون رخ نکو
پیش ازان کاین فخ زیر تو فخ شود / گرمی حرص تو ہمچون رخ شود

آہ و نالہ کا ہو یا ہند اس گھڑی / حرص کو آوارہ کر تو ای اخی
آہ و دود و نالہ آندم کار بند / حرص را آوارہ کن ای ہوشمند

وقت ہے پہلے خرابی شہر سے / ہے لٹ رہا شہر آفت سو بچے
کان زمان پیش از خرابی بصرہ است / بو کہ بصرہ دارد ہم زان شکست

ایک لی یا باکی یا تا کلی / قبل ہدم البصرۃ والموصل
ایک لی یا باکی یا تا کلی / قبل ہدم البصرۃ والموصل

نخ علی قبل موتی و اغتفر / لا تنخ لی بعد موتی فاصطبر
نخ علی قبل موتی و اغتفر / لا تنخ لی بعد موتی و اصطبر

ابک لی قبل ثبوری فی النوی / بعد طوفان النوی خل البکا
ابک لی قبل ثبوری فی النوی / بعد طوفان النوی خل البکا

جس گھڑی کہ دیو یہ رہزن بنے / اس گھڑی یٰس پڑھنا چاہیے
آن زمان کہ دیو میشد راہزن / آن زمان بایست یٰس خواندن

اس سے پہلے کہ لٹے یہ کاروان / ہوشیاری چاہیے ای پاسبان
پیش ازان کاشکستہ گردد کاروان / آن زمان چوبک بزن ای پاسبان

ہا ہو کرنا پاسبان کا بعد اسباب لیجانے چورون کے کاروان سے

ہای ہوی کردن پاسبان بعد از بردن دزدان اسباب کاروان را

کاروان میں ایک تھا بس پاسبان / مال اور سامان کا تھا وہ نگہبان
پاسبانی بود در یک کاروان / حارس مال و قماش آن جہان

سو گیا حارس چور سامان لیگیا / خاک کے نیچے رکھا سامان چھپا
پاسبان بنشست و خفت و دزد برد / رخت ہا را زیر ہر خاکی فشرد

جو ہوا بیدار دن کو قافلہ / دیکھا مال اسپ و شتر چوری گیا
روز شد بیدار گشت آن کاروان / رفتہ دید اسپ و سیم و اشتران

پاسبان نے شور و داویلا کیا / کیونکہ خود بھی راہزن وہ ایک تھا
پس کہا اُس سے کہ ای حارس کہو / کیا ہوا ساماں کہاں اسباب و
بولا ہو کر آئے نقاب اندر رہے / میرے آگے سے وہ ساماں لیگئے
قوم بولی کہ اے ٹیلے ریت کے / کیا تو کرتا تھا و تو بے کس لیے
بولا میں تنہا تھا وہ اک تھا گروہ / اور مسلح اور شجاعت باشکوہ
بولے گر امید لڑنے کی نہ تھی / چیختا ہوتا کہ اُٹھو جلدی سبھی
بولا دکھلائی مجھے تیغ و چھری / کہ تو چپ رہ ورنہ مارینگے ابھی
میرا بند اُسدم ہوا ڈر سے وہاں / کرتا ہوں اسدم میں فریاد و فغاں
اُس گھڑی دم بند میرا اور زبوں / اس گھڑی جو کچھ کہ تم چاہو کروں
جو کہ تیری عمر لے دیو سیہ / بے نمک ہووے اعوذ و فاتحہ
گرچہ رونا بے نمک اب ہے مگر / کہ یقیں ہے بے نمک غفلت بتر
ایسے ہی بے نمک روتا رہو / کہ ذلیلوں کو نظر کر ای نکو
تجھ سے تا در وقت کیا بے وقت کیا / فوت کب تجھ سے ہوئی شے اے خدا
بولا لا تاسوا علی ما فاتکم / اسکی کب قدرت سے ہو مطلوب گم

پاسبان در بهی وچه بانگ زن / گرم گشته خود هم او بُد راهزن
پس بدو گفتند کای حارس بگو / تا چه شد این رخت و این اسباب کو
گفت دزدان آمدند اندر نقاب / رختها بردند پیشم شتاب
قوم گفتندش که ای چون تل ریگ / پس چه میکردی چه ای تو مرده ریگ
گفت من یک کس بُدم ایشان گروه / با سلاح و با شجاعت باشکوه
گفت اگر در جنگ کم بودت امید / نعره با سستی زدن کو بر جهید
گفت آندم کارد بنمودند و تیغ / که خمش ورنه کشیمت بی دریغ
آن زمان از ترس بستم من دهان / این زمان فریاد و هیهای و فغان
آن زمان بسته دهم کردم ز کم / این زمان چندانکه خواهی میکنم
چونکه عمرت برد دیو فاضحه / بی نمک باشد اعوذ و فاتحه
گرچه باشد بی نمک اکنون چنین / هست غفلت بی نمکتر زان یقین
این چنین هم بی نمک مینال نیز / که ذلیلان را نظر کن ای عزیز
قادری بیگاه چه بود یا که گاه / از تو چیزی فوت کی شد ای اله
گفت لا تاسوا علی ما فاتکم / کی شدی از قدرتش مطلوب گم

حوالہ کرنا مرغ کا گرفتاری اپنی کو مکر صیاد سے اور صیاد کا حرص سے

حواله کردن مرغ گرفتاری خود را به مکر صیاد و صیاد بحرص

مرغ بولا وہ سزا اسکی ہے / زاہدوں کی جو کرے بازی سنے
بولا زاہد نے سزا واجب کی ہے / کھائے جو مال یتیماں کرے
بعد ازاں وہ آہ سرد سے / دام اور صیاد کانپا درد سے
شکستہ دل تو قفسوں سے مرا / ہاتھ رکھ سر پر مرے جاناں ارے
سر کو راحت ہے ترے ہاتھ سے / ہاتھ تیرا شکر بخشے جو سکھے
سایہ اپنا سر سے مت اُٹھا / بیقرار و بیقرار اب جان ہوا
خواب میری چشم سے بیزار ہے / اے گل رشک چمن غم میں ترے
گر میں لائق ہوں کیا ہو یکدم / گر تو نالائق کو پوچھے اب بہ غم
کیا عدم کا خاص استحقاق تھا / کہ کھلا در اسپہ تیرے لطف کا

گفت آن مرغ این سزای آن بود / که فسون زاهدان را بشنود
گفت زاهد نی سزای آن ناشناس / که خورد مال یتیمان از گزاف
بعد ازان نوحه گری آغاز کرد / که فخ و صیاد لرزان شد ز درد
کز تناقضهای دل پشتم شکست / بر سرم جانا بیا میمال دست
زیر دست تو سرم را راحتست / دست تو در شکر بخشی آیتست
سایه خویش از سر من برمدار / بیقرار و بیقرارم بیقرار
خوابها بیزار شد از چشم من / در غمت ای رشک سرو و یاسمن
گر نیم لایق چه باشد گر دمی / ناسزایی را بپرسی در غمی
مر عدم را خود چه استحقاق بود / که بر او لطفت چنین درها گشود

اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ... مت افسوس کرو اُس چیز پر کہ جو تمسے فوت ہوئی ۱۲

ع حالت میں جو اثر دیکھے وہ سب ذات حق سے ہے پس جو بندہ کو غافل ہونا عجب ہے چنانچہ اسکی مثال میں ایک بت عاشق کی آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

خاک عاجز کو کیا اسباب جود	نور حس کر دس گہر کی دی نمود	خاک را گر کین را گرم آسیب کرد	ده گہر از نور حس در جیب کرد
پانچ ظاہر پانچ باطن سے گہر	کہ ہوا اک مردہ لطفے سے بشر	پنج حس ظاہر پنج نہان	کہ بشر شد نطفہ مردہ بدان
توبہ بے توفیق تیری ناپسند	ریش توبہ پر نہ ہو جز ریشخند	توبہ بی توفیقت ای نور بلند	جز بریش توبہ نبود ریشخند
مونچھ توبہ کی اکھیڑا اک سبھی	توبہ سایہ ہے تو ماہ روشنی	سبلتان توبہ یک یک بر کنی	توبہ سایہ است و ماہ روشنی
ای مری دکان ویران تجھسے ہی	کیون نہ روؤں جو بگڑے تو مجھے	ای ز تو ویران دکان و منزلم	چون ننالم چون بیفشاندی دلم
بے ترے نے کام کو میرے نظام	بے ترے نے کام ہرگز ہو تمام	چونکہ بی تو نیست کارم را نظام	بی تو ہرگز کار کے گردد تمام
کیسے بھاگوں بے ترے زندہ نہیں	بے خداوندی ترے بندہ نہیں	چون گریزم زانکہ بی تو زندہ نیست	بی خداوندیت بود بندہ نیست
جان میری لی تو ہی جان کا اصول	کیونکہ بن تیرے میں ہوں جان سے ملول	جان من بستان تو ای جان را اصول	زانکہ بی تو گشتہ ام از جان ملول
عاشق اب دیوانگی کے فن پہ ہوں	سیر میں فرہنگ و دانش سے ہوں	عاشقستم من بر فن دیوانگی	سیرم از فرہنگ و از فرزانگی
شرم جو ٹوٹے کہوں میں راز فاش	کب تلک اس سے صبر ہو اندر معاش	چون بدرد شرم گویم راز فاش	چند ازین صبر و زحیر و ارتعاش
میں حیا میں ہوں نہاں سنجاف سا	کود دوں باہر ناگہاں پردہ اٹھا	در حیا پنہان شدم ہمچو سجاف	ناگہان بجہم ز زیر این لحاف
اے رفیقوں بند رکھے راہ یار	آہو لنگڑا میں وہ شیر شکار	ای رفیقان راہہا را بست یار	آہوی لنگیم و او شیر شکار
غیر تسلیم و رضا چارہ کسے	ہاتھ میں اس شیر خونخوار کے	غیر تسلیم و رضا کو چارہ	در کف شیر نری خونخوارہ
وہ نہ رکھے خواب و خور چون آفتاب	روح کو کرتا ہے بے خورد اور خواب	او ندارد خواب و خور چون آفتاب	روحہا را میکند بی خورد و خواب
کہ تو آ میں ہو و یا ہو میری خو	تا تجلی میں تو دیکھے میرا رو	کہ بیا من باش یا ہم خوی من	تا ببینی در تجلی روی من
گر نہ دیکھا ایسا کیوں شیدا ہوا	خاک تھا تو طالب ایسا ہوا	ور ندیدی چون چنین شیدا شدی	خاک بودی طالب احیا شدی
بے جہت سے گر نہ دی تجکو غذا	اس طرف کیوں چشم جان تیری سدا	گر ز بی سویت ندادستی علف	چشم جانت چون بماندست آن طرف
اس لیے سوراخ پہ بلی جمی	کہ غذا اس سوراخ سے اسکو ملی	گربہ در سوراخ ازان شد معتکف	کہ ازان سوراخ او شد معتلف
دوسری بلی پھرے ہے بام پے	کہ غذا پاوے شکار مرغ سے	گربہ دیگر ہمی گردد ببام	کز شکار مرغ یابد او طعام
ایک کا قبلہ ہوا جولاہگی	اک کرے تنخواہ کی خاطر نوکری	آن یکی را قبلہ شد جولاہگی	وان دگر حارس برای جامگی
ایک ہے بیکار و دیکھے لامکان	کہ اُدھر سے قوت اسکا ہو روان	آن یکی بیکار و رو در لامکان	کہ ازان سو دادیش قوت روان
کام ہے کہ مرید حق کا بنے	کام چھوڑے کام حق کے واسطے	کار آن دارد کہ حق را شد مرید	بہر کار او ز ہر کاری برید
چند دن مانند طفلان دوسرے	کھیلتے ہیں رات تک بس خاک پے	دیگران چون کودکان این روز چند	تا بشب بر خاک بازی میکنند
بھاگے بیداری سے خواب آلودگان	دایہ وسواس عشوہ کا دے نہان	خواب ناکی کو ز یقظہ می جہد	دایہ وسواس عشوہ اش میدہد
جا تو ای سو جان نہ آ دوں کسی	کر اٹھاتے خواب سے کوئی مجھے	رو بخسپ ای جان کہ نگذاریم ما	کہ کسے از خواب بجہاند ترا

ہمچو تشنہ کہ شنود او بانگ آب	ہم تو خود را بر کنی از بیخ خواب	جیسے تشنہ کو سنے بانگ آب سے	کھود تو اپنے کو جو پڑے خواب سے
ہمچو باران میرسم از آسمان	بانگ آبم من بگوش تشنگان	جیسے مینہ آون جون آب سحاب	کان مین تشنہ کی مین ہون بانگ آب
بانگ آب و تشنہ و آنگاہ خواب	برجہ ای عاشق بر آور اضطراب	بانگ آب یا در تشنہ اور اسوقت خواب	اٹھ تو اے عاشق و کر تو اضطراب

حکایت اُس عاشق کی کہ رات کو بامید وعدہ معشوق اُس مکان پر آیا کہ جہان اوسنے پتا دیا تھا اور تھوڑی رات تک منتظر رہا تا سو گیا معشوق آیا اور اوس کی جیب مین اخروٹ ڈال کر چلا گیا

حکایت آن عاشق کہ شب برامید وعدہ معشوق بیامد بدان وثاق کہ اشارت کردہ بود و بعضے از شب را منتظر بود تا خوابش ربود معشوق آمد و جیبش پُر از گردگان نمود و برفت

عاشق اک اگلے زمانہ مین تھا
وصل کا وہ تھا برسون یار کے
ڈھونڈھتا تھا جو وہ آخر پا گیا
یار اک دن بولا شب کو آج آ
تو فلانے گھر مین رہ تا نیم شب
مرد نے خیرات کی صدقہ دیا
اُس مکان مین تھا وہ شب کو منتظر
بیٹھے بیٹھے منتظر وہ سو گیا
اک گھڑی جگتا رہا اور سو گیا
بعد آدھی رات کے آیا وہ یار
دیکھا عاشق اپنے کو سویا ہوا
جیب مین اخروٹ تھوڑے رکھ گئے
صبح کو جو خواب سے عاشق اٹھا
بولا میرا شہ ہے کل صدق و صفا

عہد اپنے عہد مین کرتا وفا
شاہ مات اور مات اپنا شاہ ہے
کہ فتحمندی ہے تابان صبر سے
کہ بکا یا تیرے خاطر تو بیا
آ کہ تا مین نیمشب کو لی طلب
گرد سے مہ اُسکا جو ظاہر ہوا
یار کے اقرار کے امید پر
لیٹا اور بیخود ہوا وہ آنکھ
عاشق بیدل کو کب سزاوار
اپنے وعدہ کا تھا سچا وہ نگار
آستین کو چاک تھوڑا سا کیا
کہ ابھی کھیل اسکا تو اک طفل ہے
آستین اخروٹ دیکھے ظاہرا
میری جانب سے ہے جو مجکو ملا

عاشقی بودہ است در ایام پیش
سالہا در بند وصل ماہ خود
عاقبت جوینده یابنده بود
گفت روزی یار او کامشب بیا
در فلان حجرہ نشین تا نیم شب
مرد قربان کرد و نانہا بخش کرد
شب در آن حجرہ نہی کرد انتظار
منتظر بنشست و خوابش در ربود
ساعتی بیدار بد خوابش گرفت
بعد نصف اللیل آمد یار او
عاشق خود را فتادہ خفتہ دید
گردگان چند اندر جیب کرد
چون سحر از خواب عاشق بر جہید
گفت شاہ ما ہمہ صدق و صفاست

پاسبان عہد اندر عہد خویش
شاہ مات و مات شاہنشاہ خود
کہ فرج از صبر زایندہ بود
کہ بہ بخشم از پے تو بو بیا
تا بیایم نیمشب من بی طلب
چون پدید آمد مہش از زیر گرد
بر امید وعدۂ آن یار غار
او فتاد و گشت بیخویش آن غنود
عاشق دلدادہ را خواب ای شگفت
صادق الوعدہ از آن دلدار او
اندکے از آستین او درید
کہ تو طفلی گیر این میباز نرد
آستین و گردگان ہا را بدید
آنچہ بر ما میرسد آنہم ز ماست

ای دل بخواب اینن اس سے ہون
لوٹے جکی ہین مرے اخروٹ سب
ای ملامت گر یہ کب تک ماجرے
ہجر کا عشوہ سنون کب مین بک
جو کہ ہے جز شورش و دیوانگی
ڈال ہت پا مین مرے زنجیر کو
بس سوا ای زلف اس دلدار کے
عشق و ناموس ای برادر کب ملے
وقت وہ آیا کہ عریان ہووں مین
شرم و اندیشے کے سارے دشمن تو آ
ایکہ باندھا خواب جان کو ہے سے
صبر کی گردن پکڑ تو اور دبا
نہ جلون تا دل نہ ٹھنڈا اسکا ہو
گر جلا تا اپنا گھر ہے تو جلا
ای جلا اس گھر کو جیسے طور ہے
بعدہ قبلہ کرون مین سوز کو
آج کی شب چھوڑ خواب ای شفق
دیکھ لو انکو کہ وہ مجنون ہوی
خلق کی کشتی کو دیکھ ہے غرق عشق
اژدہا ظاہر نہین اسے دلربا
عقل عطار اس سے ہو آگہ ہوئی
جو کہ اندر چاہ سے نکلے تا ابد
ای فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو
رزق کی آفت و محرومی سو آج
تجکو تا تا دیکھنا ہو دیکھنا

جون نگہبان بام پر بیراہن و ن
غم ہو جو کتا ہو تو تو بھی راہ ہے
بعدہ مجنون کو مت پند دے
آزمایا آزماؤن کب تلک
رکھتا ہی اس راہ مین بیگانگی
مین نے توڑا سلسلہ تدبیر کو
توڑون گر زنجیر دو سو دی مجھے
ٹھہرنت عاشق و ناموس ہے
نقش چھوڑو در سر بجان ہووں مین
مین نے پھاڑا پردہ شرم و حیا
سخت دل ای یار تو عالم مین ہو
تا کہ دل ٹھنڈا ہو آخر عشق کا
ای مرا دل گھر ہے اسکا جان لو
کون ہے کہ کھوے کوئی ناروا
ایسا گھر عاشق کا ہو تا خوب ہو
شمع روشن میری ہو سوزش سے جو
ایک شب کچھ مین نخواون کی جا
وصل مین مانند پروانہ جلے
اژدہا گویا ہوا ہی حلق عشق
عقل مثل کوہ کو دہ کہربا
عطر چھینکا آگ مین اس سے ہی
لم یکن حقا لہ کفوا احد
کھول کو کھتا ہے مین نخواون ہو و
اور جہان حی قیومی مین جا
تجکو یہ تا جاننا ہو جاننا

ای دل بخواب یاران انیم
گردگان ما درین مطبخ شکست
عاذلا چند این صداع و ماجرا
من نخواهم عشوهٔ هجران شنود
هر چه غیر شورش و دیوانگی ست
هین منه بر پایم آن زنجیر را
غیر آن جعد نگار مقبلم
عشق و ناموس ای برادر راست نیست
وقت آن آمد که من عریان شوم
ای عدو شرم و اندیشه بیا
ای ببسته خواب جان از جادوی
هین گلوی صبر گیر و می فشار
تا نه سوزم کی خنک گردد دلش
خانهٔ خود را همی سوزی بسوز
خوش بسوز این خانه را ای شیر مست
بعد ازین من سوز را قبله کنم
خواب را بگذار امشب ای پدر
بنگر آنها را که مجنون گشته اند
بنگر این کشتی خلقان غرق عشق
اژدهاست نا پدید دلربا
عقل هر عطار کاگه شد ازو
ره گزین جو بر ینایی تا ابد
ای فرو رخشم بگشا و ببین
از وفائی رزق و محرومی برآ
تا نمی بینم ترا بینم شود

چون جرس بر بام چوبک میزنیم
هر چه گوییم از غم خود اندکست
بعد ازین پندی منه دیوانه را
آزمودم چند خواهم آزمود
اندرین ره روی در بیگانگی ست
که دریدم سلسلهٔ تدبیر را
گر دو صد زنجیر آری بگسلم
بر در ناموس ای عاشق مایست
نقش بگذارم سر عریان شوم
که دریدیم پردهٔ شرم و حیا
سخت دل یارا که در عالم توی
تا خنک گردد دل عشق ای سوار
ای ما خاندان و منزلش
کیستان کس کو بگوید لا یجوز
خانه عاشق چنین اولی ترست
زانکه شمعم من بسوزش روشنم
یک شبی در کوی بی خوابان گذر
همچو پروانه بوصلت کشته اند
اژدهای گشته گوی حلق عشق
عقل همچون کوه را او کهربا
طلبها را اربحیث اندر ا
لم یکن حقا له کفوا احد
چند گوئی من ندانم آن و این
در جهان حی قیومی در آ
وین ندانمهات میدانم شود

بگذر از مستی و مستی بخش باش ‏/ زین تلون نقل کن در استواش
چند نازی تو بدین مستی بس است ‏/ بر سر هر کوی چندین مست هست
گر دو عالم پر شود سرمست یار ‏/ جمله یک باشند آن یک نیست خوار
این ز بسیاری نیاید خواریی ‏/ خوار کی بود تن پرستی زاریی
گر جهان پر شد ز تاب نور مه ‏/ کی کشاد آید بر صاحب وله
گر جهان پر شد ز نور آفتاب ‏/ کی بود خواران تف خوش التهاب
لیک با این جمله بالاتر خرام ‏/ چونکه ارض الله واسع بود رام
گرچه این مستی چو باز اشهب است ‏/ برتر از وی در زمین قدس هست
مست زابرار و مقربان هست ‏/ بر مقرب شیر او چون روبه است
رو سرافیل شو اندر امتیاز ‏/ در دمنده روح و مست مست ساز
مست را چون دل مزاح اندیشه شد ‏/ این ندانم وان ندانم پیشه شد
این ندانم وان ندانم بهر چیست ‏/ تا ندانی آنکه سیدانیم کیست
نفی بهر ثبت باشد در سخن ‏/ نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن
نیست این و نیست آن هین بگذار ‏/ آنکه آن هست است آن را پیش آر
نفی بگذار و در آن هستی پرست ‏/ این بیاموز ای پدر زان ترک مست
بگذر از نفی ای که هستی طلب ‏/ این بیاموز ای پسر زان ترک ذهب

ہو تو مستی بخش وگر مستی رہا ‏/ اور مساوی میں تلون سے تو جا
تا شان کب تک مستی ناچیز میں ‏/ مست اکثر ہر گلی کوچہ میں ہیں
گر دو عالم پر ہو مست یار سے ‏/ جملہ اک ہوں وہ نہیں اک خوار ہے
یہ بہت ہونے سے خواری ہو کب ‏/ خوار ہیں تو تن پرست اور بے ادب
گر جہان پر ہووے نور ماہ سے ‏/ کب برائی آئے اہل عشق پے
گر جہان پر ہووے نور شمس سے ‏/ عشق کی گرمی کو کب نقصان ہے
لیک یہ سب کچھ ہے آگے چل ذرا ‏/ کیونکہ ارض اللہ واسع ہے بڑا
گرچہ مستی ہے جون باز سفید ‏/ پر زمین قدس پہ برتر اس سے دید
ہے مقرب مست ابرار سے ‏/ ہے مقرب پر جون روبہ اسکا شیر
جا تو اسرافیل ہو با امتیاز ‏/ روح بخش اور مست کا ہو مست ساز
مست کا جو دل ظرافت گر رکھو ‏/ یہ نجانوں وہ نجانوں بس کہے
یہ نجانوں وہ نجانوں کس لیے ‏/ تا تو جانے جانتا ہوں کون ہے
نفی ہاں ہوں میں ثابت کے لیے ‏/ گر شروع ثابت تو نفی چھوڑ دے
نہ یہ ہے یہ اور نہ ہے وہ یہ چھوڑ دے ‏/ جو کہ ہست ہے اسکو پس حاضر کرے
چھوڑ نفی اور وہ ہستی پوج تو ‏/ سیکھ ترک مست سے یہ ای نکو
چھوڑ نفی اے پسر ہستی کو لے ‏/ اے پسر یہ سیکھ ترک مست سے

طلب کرنا امیر ترک مخمور کا قوال کو بوقت صبح کے

استدعای امیر ترک مخمور مطرب را بوقت صبوح

و معنی حدیث ان الله تعالی شرابا اعدت اولیاء اذا شربوا سکروا و اذا سکروا طربوا و قوله تعالی ان الابرار یشربون من کاس الی آخره

این می که تو می خوری حرام است ‏/ ما می نه خوریم جز حلالی
جهد کن تا ز نیست هست شوی ‏/ وز شراب خدای مست شوی
اعجمی ترکی سحر آگاه شد ‏/ در خمار خمر مطرب خواه شد

پیتا ہے جو کہ خدا سے ہے ‏/ ہم پیئے نہ جز حلال مے کے
جہد کر تا تو نیست سے ہو ہست ‏/ اور شراب خدا سے ہو تو مست
صبح آئی کہ ایک عجمی ترک نے ‏/ چاہا مطرب کو خمار خمر سے

اور وہ شراب عشق الٰہی جیسا ہے پس اسکو خدا تعالیٰ ہی اور اسکو ندا روحانی سے یہی تعبیر آگے اسکے بیان ہوگا فہیم ۱۲

مطرب جان مونس مستان بود | نقل و قوت و قوت مستان بود
مطرب ایشان را سوی مستی کشد | باز مستی از دم مطرب کشد
آن شراب حق بدان مطرب برد | وین شراب تن ازین مطرب خورد
هر دو گر یکسان نام دارد در سخن | لیک فرقست این حسن تا آن حسن
اشتباهی هست لفظی در بیان | لیک خود کو آسمان تا ریسمان
اشتراک لفظ دایم رهزن است | اشتراک گبر و مومن در تن است
جسمها چون کوزه‌های بسته سر | تا که در هر کوزه چه بود در نگر
کوزهٔ این تن پر از آب حیات | کوزهٔ آن تن پر از زهر ممات
گر به مظروفش نظر داری شهی | ور به ظرفش بنگری تو گمرهی
لفظ را ماننده این جسم دان | معنیش را در درون مانند جان
دیدهٔ تن دائما تن بین بود | دیدهٔ جان جان پرفن بین بود
پس ز لفظ نقش‌های مثنوی | صورتی ضال است هادی معنوی
در نبی فرمود کاین قرآن ز دل | هادی بعضی و بعضی را مضل
الله الله چونک عارف گفت می | پیش عارف کی بود معدوم شی
فهم تو چون بادهٔ شیطان بود | کی ترا وهم می رحمان بود
این دو انباز اند مطرب با شراب | این بدان آن زین رساند در خراب
پر خماران از دم مطرب چرند | مطرب آن شان سوی میخانه برند
آن سر میدان و این پایان اوست | ول شده چون گوی در چوگان اوست
در سر آنچه هست گوش آنجا رود | در سر ار صفراست آن سودا شود
بعد از ان این دو به بیهوشی روند | والد و مولود آنجا یک شوند
چونکه گردند آشتی شادی و غم | مطربان را ترک ما حیدر کرد
مطرب آغازید بیتی خوابناک | که انلنی الکاس یا من لا اراک
انت وجهی لا عجب ان لا اراک | غایة القرب حجاب الاشتباه
انت عقلی لا عجب ان لم اراک | من وفور الالتباس المشترک

جان کا مطرب ہی مونس مست کا | قوت و قوت مست کا ہم اور غذا
سوی مستی لائے ہے مطرب انکھین | پھر دم مطرب سے مستی وہ کھینچین
حق کی می پیتا وہ اُس مطرب سے ہے | پیتا اس مطرب سے ہے یہ تن کی مے
دونون رکھیں نام اک اندر سخن | پر جدا ہے اس حسن سے وہ حسن
اشتباہ ہے ایک لفظی درمیان | پر کہاں ہے آسمان اور ریسمان
لفظ کی شرکت ہے دایم راہزن | رکھے شرکت گبر او مومن میں تن
جسم ہین مانند کوزے منھ بند ہے | تا کہ ہر کوزے مین کیا ہے دیکھ لے
کوزہ این تن کا رکھے آب حیات | کوزہ اُس تن کا رکھے زہر ممات
گر نظر مظروف پر ہے شاہ ہے | گر ہے عاشق ظرف کا گمراہ ہے
لفظ کو مانند اس تن کے تو جان | معنی اُسکے درمیان مانند جان
چشم تن کے جسم دیکھے دائما | چشم جان کی دیکھے جان خوش نما
لفظ سے پس نقش ہای مثنوی | ہے مضل صورت، ہادی معنوی
پس کہا قرآن مین یہ قرآن بدل | ہادی بعضون کو و بعضون کو مضل
الله الله جو کہا عارف نے مے | آگے عارف کے ہو کب معدوم شے
جو تو سمجھے بادہ شیطان کو | کب تو سمجھے بادہ رحمان کو
بادہ و مطرب دونون باہم ہین ملے | کھینچتا ہے یہ اسے اور وہ اسے
دم سے مطرب کے خماری کھاتی ہین | سوی خمار ان کو مطرب لے ہین
وہ سر میدان یہ ہین پایان ہین جو | اسکے چوگان مین ہین عاشق مثل گو
جو ہے سر مین کان جائے اُس جگہ | سر مین گر صفرا ہے وہ سودا ہی
بعد بیہوش دونون خود ہی ہون | باپ بیٹے ایک بس اُس جا پہ ہون
جب موافق درد وار ہے ہوا | ترک سے جدا ہے مطرب کو کیا
کی شروع مطرب نے بیتا کہ خوابناک | کہ انلنی الکاس یا من لا اراک
انت وجهی لا عجب ان لا اراک | غایة القرب حجاب الاشتباه
تو میرا ہی منھ ہے تعجب نہین اگر نہ دیکھون مین تجھکو | کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے
انت عقلی لا عجب ان لم ارک | من وفور الالتباس المشترک
تو عقل میری ہے نہین تعجب ہی اگر نہ دیکھین تجھکو | زیادہ آمیختگی اشتراک سے

حیث اقربانت من حبل الورید / لم اقل یا یا ندا للبعید
تو نزدیک تر ہے شہ رگ سے ... / نہیں کہی ... واسطے بعید کے
بل اغالطهم ینادی فی القفار / کی لاکتم من معی ممن اغار
بلکہ غلطی میں ڈالتا ہوں میں تم کو / ... اسکو ... غیرت
بات یہ بے انتہا ہے اے عزیز / ایک نکتہ سن تو اے صاحب تمیز

حیث اقربانت من حبل الورید / لم اقل یا یا ندا للبعید
بل اغالطهم ینادی فی القفار / کی لاکتم من معی ممن اغار
این سخن پایان ندارد ای عزیز / بشنو اکنون نکتهٔ ای صاحب تمیز

آنا اندھے کا گھر میں پیغمبر علیہ السلام کے اور بھاگنا عایشہ صدیقہ کا اور پردہ ہونا

آمدن ضریر بخانهٔ پیغمبر و گریختن عایشه و پنهان شدن

اندھا اندر آیا پیش مصطفا / کہ تو ہر تنور کو بخشے غذا
ای تو میر آب و مستقی ہوں میں / ای تو ساقی میرا فریادی ہوں میں
گھر میں جلدی سے وہ اندھا آگیا / عایشہ نے بھاگ کر پردہ کیا
کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھی / پس غیوری سے رسول پاک کی
جو کہ زیبا تر ہو رشک اسکو سوا / کیونکہ رشک ہوتا ہے نازو ادا
پیرزن شوہر کو بس معجون ہیں / پیری و زشتی سے جو آگاہ ہی نہیں
جون جمال احمدی کونین میں / کب مدد فر خدا سے ہے بس رکھین
دونون عالم کے ہیں نازو کو روا / غیرت اس خورشید کو ہے سوا
ہیں زکیوان سے ہے کھیلے گیند کو / پھیر لو تم اس سے منہ اے اخترو
ہو شعاع بے مثل میری ہیں لا / ورنہ رسوا ہوگے تم مجھ سے سدا
ہیں کرم سے غایب ہر شب ہو میں / جاؤں کب پردہ میں چھپتا ہوں میں
ہے مرے خفاش سان تا رات کو / گرد اس اڑنے کے جاکے تم اڑو
مثل طاوسون کر پر ظاہر کرو / پھر ہو خود بین اور منکر ست ہو
دیکھو پا زشت اپنا از رہ امتیاز / مثل چیلی کو دیے شمع ایاز
صبح کو ہیں نکلوں بہر گوشمال / تا نہ عزت سے ہو تم اہل شمال
چھوڑ پیچھے دراز اب ہے سخن / تھی درازی کی گرے ہے امر کن

اندر آمد پیش پیغمبر ضریر / کای نوابخش تنور از هر خمیر
ای تو میر آب و من مستسقیم / مستغاث المستغاث ای ساقیم
چون درآمد آن ضریر از در شتاب / عایشه بگریخت بهر احتجاب
زانکه واقف بود آن خاتون پاک / از غیوری رسول رشکناک
هرکه زیباتر بود رشکش فزون / زانکه رشک از ناز خیزد یا بنون
گنده پیران شوی را قیماز دهند / چونکه از پیری و زشتی آگهند
چون جمال احمدی در هر دو کون / کی بدست ای فر یزدانیش عون
نازهای هر دو کون او را رسد / غیرت آن خورشید صد تو را رسد
که درافکندم بکیوان گوی را / درکشید ای اختران زو روی را
در شعاع بی‌نظیرم لا شوید / ورنه پیش نور من رسوا شوید
از کرم من هر شبی غایب شوم / کی روم الا نمایم که روم
تا شما بی من شبی خفاش‌وار / پر زنان پرید گرد این مطار
همچو طاوسان پری عرضه کنید / باز مست و منکر و معجب شوید
بنگرید آن پای زشت از امتیاز / همچو چارق کو بود شمع ایاز
رو نمایم صبح بهر گوشمال / تا نگردید از منی ز اهل شمال
ترک کن زیرا درازست این سخن / نهی کردست از درازی امر کن

امتحان کرنا جناب رسول مقبول صلعم کا بی بی عایشہ کو کہ کس واسطے تم چھپتی ہو وہ تم کو نہیں دیکھتا ہے

امتحان کردن رسول مقبول صلعم بی عایشه را که چرا پنهان می شوی او ترا نمی‌بیند

بولے پیغمبر براہِ امتحان / وہ نہ دیکھے تم کو بت ہو تم نہان
خود دکھایا شہ کو اشارہ ہاتھ سے / وہ نہ دیکھے پر مین دیکھون ہون آہ
روح کی خوبی پہ غیرت عقل کو / پر ہے تشبیہ اور تمثیلون سے دور
ایسی پنہانی ہے حاصل روح کو / عقل کو پھر رشک اس پر کیونکہ ہو
کس سے پنہان کرتی ہو اے رشک خو / کہ چھپائے نور اسکا اسکا رو
بے چھپے منہ پھرتا ہو یہ آفتاب / اسکا زیادہ نور ہے اسکا نقاب
کس سے پنہان کرتی ہو اے رشکِ قمر / کہ آفتاب اسکا نہین دیکھے اثر
رشک زیادہ اسلیے تن مین مجھے / کہ کرون اپنے کو پنہان آپ سے
قصد میرا رشک کی بس آگ سے / ساتھ چشم و گوش کے مجھ سے لڑے
ایسا رشک اے جان و دل جو ہے تجھے / بند کر منہ اور کہنا چھوڑ دے
ڈرتی ہون گر چھپا کر دون وہ آفتاب / کھاڑ ڈالے دوسری جا سے حجاب
کہنا خاموشی مین اظہر ہو مرا / کہ ہو رغبت منع سے از بس سوا
جوش کف ہووے جو جوش بحر کا / جوش احببت لان اعرف سنو
حرف کہنا اسکے در کی بستگی / عین اظہار سخن پوشیدگی
مثل بلبل روی گل پر شور کر / آنکہ بوی گل سے کر مشغول تر
قول سے مشغول تا ہو انکا گوش / روی گل کی سو نجاسکے انکا ہوش
آگے اس خورشید کے کہ ہے جمیل / در حقیقت راہزن ہے ہر دلیل

گفت پیغمبر برای امتحان / او نمی بیند ترا کم شو نهان
کرد اشارت عایشه با دستها / او نه بیند لیک من بینم ورا
غیرت عقل ست بر خوبی روح / پر ز تمثیلات و تشبیهای نصوح
با چنین پنهانی کین روح راست / عقل بردی اینچنین رشکین چراست
از که پنهان می کنی ای رشک خو / آنکه پوشیده ست نورش روی او
میرود بی روی پوش این آفتاب / فرط نور اوست رویش را نقاب
از که پنهان می کنی ای رشک در / کافتاب او را نمی بیند اثر
رشک از آن افزون ترست اندر تنم / کز خودش خواهم که پنهانش کنم
ز آتش رشک گران آهنگ من / با دو چشم و گوش خود در جنگ من
چون چنین رشکیستت ای جان و دل / پس دهان بر بند و گفتن را بهل
ترسم ار خامش کنم آن آفتاب / از سوی دیگر بدراند حجاب
در خموشی گفت ما اظهر شود / که ز منع آن میل افزون تر شود
گر بغرد بحر غره‌ش کف شود / جوش احببت لان اعرف شود
حرف گفتن بستن آن روزنست / عین اظهار سخن پوشیدنست
بلبلانه نعره زن بر روی گل / تا کنی مشغولشان از بوی گل
تا بقل مشغول گردد گوششان / سوی روی گل نپرد هوششان
پیش آن خورشید کو بس روشنست / در حقیقت هر دلیلی رهزنست

شروع کرنا مطرب کا اس غزل کو محفل مین امیر ترک کی

تو گل یا سرو یا سوسن دیا مہ ہے نہین جانون
کہ اس آشفتہ بیدل سے تو کیا چاہے نہین جانون

اور خطاب کرنا ترک کا کہ اے بے حیا جو تو جانتا ہے وہ گا

آغاز کردن مطرب این غزل را در بزم امیر ترک

گلی یا سوسنی یا سرو یا ماهی نمیدانم
ازین آشفتهٔ بیدل چه می خواهی نمیدانم

و خطاب کردن ترک که ای قلتبان آنچه میدانی بخوان

بس وہ مطرب گا یا پیش ترک مست / پردہ نغمہ مین اسرار الست
مین نہ جانون کہ تو بت یا ماہ ہے / مین نجانون مجھ سے کیا خواہش کہے

مطرب آغازید پیش ترک مست / در حجاب نغمه اسرار الست
می ندانم که تو ماهی یا وثن / می ندانم که چه می خواهی ز من

می ندانم تا چه خدمت آرمت / تن زنم یا در عبادت آرمت
مین نہ جانون تیری کیا خدمت کرون / چپکا ہون یا چال تیرا مین کہون

ای عجب گر نیستی از من جدا / من ندانم من کجایم تو کجا
ای عجب گر تو نہین مجھسے نہان / مین نہ جانون مین کہان اور تو کہان

می ندانم که مرا چون می کشی / گاه بر در گاه در خون می کشی
مین نہ جانون کہ تو کیون کھینچے مجھے / گاہ در پہ گاہ خون مین تو رکھے

همچنین لب در ندانم باز کرد / می ندانم می ندانم ساز کرد
مین نہ جانون ایسے ہی وہ کہتا تھا / مین بجاؤن مین نہ جانون کرتا تھا

چون ز حد شد می ندانم از شگفت / ترک ما را زین حرارت دل گرفت
حد سے گذرا مین نہ جانون جب بھلا / ترک دل تنگ اس حرارت سے ہوا

بر جهید آن ترک و دبوسی کشید / یا علیها بر سر مطرب دوید
کود اوٹھا ترک اور گرز اسنے لیا / یا علی کہکر کے مطرب پہ چلا

گرز را بگرفت سرهنگی بدست / گفت نی مطرب کشی امیدم بدست
گرز پکڑا اک جوان نے ہاتھ سے / بولا نے مطرب کشی بد بات ہے

گفت این تکرار بی حد و مرش / کوفت طبعم را بکوبم بر سرش
بولا بد تکرار اوسکے نے پسر / طبع میری توڑی توڑون اوسکا سر

قلتبانا می ندانی گه مخور / زانچه میدانی بگو مقصود بر
بے حیا تو جو نہ جانے گو نہ کھا / جانتا جو کچھ ہے کہہ مقصود یا

آن بگو ای گیج که میدانیش / می ندانم می ندانم در مکش
تو وہ کہو اسے بد کہ جو تو جانے ہے / مین نجانون مین نجانون مت کہے

چون بگویم از کجایی ای مری / تو بگویی نی ز بلخم نی هری
جو کہون مین تو کہان کا ہے بلا / تو کہے مین نہ ہری نے بلخ کا

نه ز هند و نه ز روم و نه ز چین / نه ز شام و نه عراق و بار دین
نے مین ہند اور روم کا اور نے مین چین / نے عراق و شام کا نے بار دین

نه ز بغداد و نه موصل نی طراز / در کشی در لای و نی راه دراز
نے طراز و موصل و بغداد کا / نے ونے کا راستہ مت توڑتا

خود بگو تا از کجایی باز ره / هست تنقیح مناط اینجا بگه
خود کہو تا آیا تو کس جا سے ہے / کہ منقح ہووے مقصد اس جگہ

یا بپرسم که چه خوردی ناشتاب / تا بگویی نی شراب و نی کباب
یا مین پوچھون تونے کیا کھایا ناشتا / تا تو کہوے نے شراب نے کباب

نه بقول و نی پنیر و نی بصل / نه ز شیر و نی ز شکر و نی عسل
نے پیاز اور نے بقول و نے پنیر / اور نہین شہد اور نہ شکر اور نہ شیر

نه قدید و نی ثرید و نی عدس / آنچه خوردی آن بگو تنها و بس
اور نہ روٹی گوشت اور نے دال کو / کھایا جو کچھ تونے وہ تنہا کہو

این سخن خواهی دراز از بهر چیست / گفت مطرب زانکه مقصودم خفیست
تو بڑھاتا بات کو ہے کس لیے / بولا مطرب ہے خفی مقصد مجھے

میرمد اثبات پیش از نفی تو / نفی کردم تا بری ز اثبات بو
بھاگتا اثبات پہلے نفی سے / نفی کی اثبات تا تجکو ملے

در معنی حدیث موتوا قبل ان تموتوا و تفسیر بیت حکیم سنائی رح

معنی حدیث مین موتوا قبل آن تموتوا اور تفسیر بیت حکیم سنائی کی

بمیر ای دوست پیش از مرگ اگر می زندگی خواهی / که ادریس از چنین مردن بهشتی گشت پیش از ما
تو مر مرنے سے پہلے دوست اے گر زندگی چاہے / کہ ادریس ایسے مرنے سے بہشتی ہے پہلے ہے

در نوا آرم به نفی این ساز را / چون بمیری مرگ گوید راز را
مین بجاؤن نفی سے اس ساز کو / جو مرے تو مرگ کہوے راز کو

جان بسی کندی و اندر پرده‌ای / زان که مردن اصل بد ناورده‌ای
جان بہت ماری پہ پردہ مین رہا / جو ہے مرنا اصل نہ حاصل کیا

نے مرے تا جان کنی پوری نہو
کم ہون دو پائے اگر سو پائے سے
ایک گز سو گز سے رسی کم رہے
غرق یہ کشتی نہووے اے امیر
بوجھ جز اصل ہے صدمہ بڑا
آفتاب گنبد ازرق ہو لو
نے مرے تو جانکنی ہووے دراز
نے ہووے اختر ہمارے تا نہان
توڑ غرہ گرز کو مار آپ پر
گرز مار اپنے لیے تو اے مشفقا
دیکھا مجھ مین تو نے اپنی عکس کو
جیسے ڈوبا چہ کے اندر شیر وہ
نفی ضد ہے ہست کی بیشک بھلا
اس زمان جز نفی ضد اعلام کب
چاہیے بے پردہ ہو اس مرگ کو
مرگ نے ایسی کہ مرقد مین پڑے
مرد جو بالغ ہوا طفلی مری
خاک زر ہو شکل نے خاکی رہے
اس لیے بولے نبی اے راز جو
مثل زندون کے چلے ہو خاک پر
جان اسکی رہو کر اسد م چرخ پہ
کیونکہ کی نقل اسنے پہلے مرگ سے
نقل نہ جون نقل جان مردمان
جو کوئی چاہے زمین پر مردہ کو
دیکھے بو بکر تقی صدق کو

ہو پہنچے کب بے سیڑھی کام بام کو
چڑھنے والا بام سے عاجز رہے
ڈول مین پانی کنوئین سے کب بھرے
جب تک اس مین نہ رکھے بوجھا اخیر
کشتی وسواس کو دل ہو ڈبا
غرق کر خود ہوش کی کشتی کو تو
صبح کو ہو مات اے شمع نیاز
جان تو پنہان ہی خورشید جہان
کیونکہ پنبہ گوش آئے چشم تر
غرہ میرے فعل مین عکس ہے ترا
قتل کرنے خود کو آمادہ ہے تو
جانا دشمن اوسنے اپنے عکس کو
تا کہ ضد سے ضد کو جانے تو ذرا
اس جہان مین آدمی ہیدا کب
کر قبول اور پھاڑ اُس پردہ کو تو
مرگ تبدیلی کو فرحت ہو تجھے
جو ہوا رومی تو زنگینی چھٹی
غم خوشی ہو پس نہ غمناکی رہے
چاہیے مردہ کو کہ زندہ دیکھو تو
مردہ ہے اور جان گئی افلاک پر
کہ مرے نے جان کو اسکی نقل ہے
فہم مین کب آئے یہ مرگ عقل کے
جیسے نقل اک ہو مکان سے تا مکان
دیکھے بس چلتا ہوا ظاہر مین وہ
صدق ہی ہے میر صدیقون کا جو

تا نمیری نیست جانکندن تمام
چون ز صد پایہ دو پایہ کم بود
چون رسن یک گز ز صد گز کم بود
غرق این کشتی نیابی ای امیر
من آخر اصل دان کان طارق ست
آفتاب گنبد ازرق شود
چون نمردی گشت جانکندن دراز
تا نه گشتند اختران با نهان
گرز بر خود زن منی بر خود شکن
گرز بر خود میزنی هم ای ولی
عکس خود در صورت من دیده
همچو آن شیری که در چه شد فرو
نفی ضد هست باشد بی شکی
این زمان جز نفی ضد اعلام نیست
بی حجابت باید آن ای ذو لباب
نی چنان مرگی که در گوری روی
مرد چون بالغ شد آن طفلی بمرد
خاک زر شد هیئت خاکی نماند
مصطفی زین گفت کای اسرار جو
مرده را خواهی که بینی زنده تو
جانش را اندر بیالا مسکنیست
زانکه پیش از مرگ او کردست نقل
نقل باشد نی چو نقل جان عام
هر که خواهد کو ببیند بر زمین
مر ابوبکر تقی را گو ببین

بی کمال نردبان نائی به بام
بام را کو شنده نا محرم بود
آب اندر دلو از چه کی رود
تا که نهی اندرو من الاخیر
کشتی وسواس و غی الغارق ست
کشتی هش چونکه مستغرق شود
مات شو در صبح ای شمع طراز
دانکه پنهان ست خورشید جهان
زان که پنبه گوش آمد چشم تن
عکس تست اندر فعالم این منی
در قتال خویش در پیچیده
عکس خود را خصم می پنداشت او
تا ز ضد ضد را بدانی اندکی
اندرین نشاه دمی بیدام نیست
مرگ را بگزین و بر دران حجاب
مرگ تبدیلی که در نوری روی
رومی شد صبغه زنگی سترد
غم فرح شد خار غمناکی نماند
مرده را خواهی که بینی زنده تو
مرده و جانش شده بر آسمان
گر بمیرد روح او را نقل نیست
این بمردن فهم آید بی عقل
همچو نقلی از مقامی تا مقام
مرده را کو میرود ظاهر یقین
شد ز صدیقی امیر الصادقین

اس جہان میں دیکھ تو صدیق کو / حشر میں کامل کرے تصدیق کو
اندرین نشاه نگر صدیق را / تا بمحشر افزون کنی تصدیق را

پس محمد سو قیامت نقد تھے / کہ فنا میں انکے عقدہ حل ہوئے
پس محمد صد قیامت بود نقد / زانکه حل شد در فنایش حل و عقد

پیدا ثانی تھے جہان میں مصطفے / سو قیامت تھے محمد ظاہرا
زاده ثانی ست احمد در جہان / صد قیامت بود او اندر عیان

آپ سے پوچھا قیامت کو جو جا / کای قیامت تا قیامت بعد کیا
زو قیامت را ہمی پرسیده اند / کای قیامت تا قیامت راه چند

آپ فرماتے تو زبان حال سے / کر کوئی محشر سے پوچھے حشر کو
بازبان حال می گفتی بسے / کز محشر حشر را پرسد کسے

اس لیے فرمایا احمد نے بیان / رمز موتوا قبل موتوا کا عیان
بہر این گفت آن رسول خوش پیام / رمز موتوا قبل موتوا یا کرام

جس طرح سے میں مرا ہون قبل موت / اس طرح سے لایا ہون یہ راز و صوت
ہمچنانکہ مرده ام من قبل موت / زان طرف آورده ام من صیت و صوت

پس قیامت ہو قیامت دیکھ تو / شرط ہے دیکھنے ہر چیز کو
پس قیامت شو قیامت را ببین / دیدن ہر چیز را شرط است این

کیا جب تک یہ جانے نے تمام / خواه وه آزاد ہو یا ہو غلام
تا نگردی این ندانیش تمام / خواه کان انوار باشد یا ظلام

عقل ہو تو عقل کا جانے کمال / عشق ہو تو عشق کا دیکھے جمال
عقل گردی عقل را دانی کمال / عشق گردی عشق را بینی جمال

نار ہو جانے یقیناً نار تو / نور ہو تو جانے نار اور نور کو
نار گردی نار را دانی یقین / نور گردی ہم بدانی آن و این

کہتا برہان ایک اس دعوے پہ مین / ہو تا گر ادراک اس لائق تمہیں
گفتمی برہان برین دعوی مبین / گر بدی ادراک اندر خور دین

یہیں بہان انجیر ارزان بیشمار / مرغ مہمان آئے گر انجیر خوار
ہست انجیر این طرف بسیار خوار / گر رسد مرغی فتق انجیر خوار

مرد اور زن ساری عالم میں ہیں / دمبدم مرنے میں ہیں و نزع میں
در ہمہ عالم اگر مرد و زن اند / دمبدم در نزع و اندر مردن اند

پس وصیت جان ان باتون کو تو / کہ پدر اس دم کہے فرزند کو
این سخن ہا را وصیت ہا شمر / کہ پدر گوید در آن دم با پسر

تا اگے رحمت و عبرت اس سے بھی / تا کہ تخم بغض و کینہ و رشک کی
تا بروید رحمت و عبرت بدین / تا ببر بیخ بغض و رشک و کین

اس نیت سے دیکھ سوی اقربا / تا دکھے دل نزع سے انکی ترا
تو بدان نیت نگر در اقربا / تا ز نزع او بسوزد دل ترا

آنے والے ہیں انکو نقد جان / دوستون کو جان تم اور لب بجان
کل آت آنرا نقد دان / دوست را در نزع و اندر فقد دان

اس نظر ہی پردہ جو غرضون میں / اس نظر سے دور رکھ تو آپکو
ور غرضہا زین نظر گردد حجیب / این نظر ہا را برون افگن ز جیب

ظہرت عجز دنیا زخشک ہے / کیونکہ بس عاجز کے عجز ساتھ ہے
در نیاز خشک و بر عجزی مایست / زانکه با عاجز گزیده معجزی ست

عجز زنجیر اور رکھے زنجیر کو / دیکھ رکھنے والا تو زنجیر کو
عجز زنجیری ست زنجیرت نہاد / چشم در زنجیر نہ باید گشاد

پس تو زاری کر کہ ای ہادی حق / باز تھا مچھر ہوا میں کسلیے
پس تضرع کن کہ ای ہادی زیست / باز بودم پشہ گشتم این ز چیست

سخت گاہ این زیان تشریں ہی / کہ لغی خسر سے ہر دم قہر سے
سخت تر افشرده ام در سر قدم / کہ لفی خسر ز قہرت دمبدم

میں نصیحت سے تری بہرا ہوا / بت شکن دعوی میں اور بت گر بنا
از نصیحت ہای تو کر بوده ام / بت شکن دعوی و بتگر بوده ام

یاد صنعت فرض یا یاد مرگ / مرگ ہے مثل خزان تو اصل برگ
یاد صنعت فرض تر یا یاد مرگ / مرگ مانند خزان تو اصل برگ

ہسکا مرگ کی یاد سے کیا فائدہ ہے آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

کوٹتی یہ مرگ برسوں ڈھول ہے	کان بیوقت اب ترا حرکت کرے	سالها این مرگ طبلک میزند	گوش تو بی گاه جنبش می کند

تشبیہ ایسے غافل کی کہ عمر ضائع کرے اور نزع کے وقت بیدار ہووے مثل ماتم اہل حلب کے

تشبیہ مغفلے کہ عمر ضائع کند و در نزع بیدار شود بہ ماتم اہل حلب

کہوے اندر نزع جان سے آہ مرگ	تو لے اب خود سے کیا آگاہ مرگ	گوییا اندر نزع از جان آہ مرگ	این زمان کردت ز خود آگاہ مرگ
وا ای گردن مرگ کی خود چیخ کے	اور پھٹا طبل اسکا اسکی ضرب سے	این گلوی مرگ از نعرہ گرفت	طبل را بشکاف از مرگ ای شگفت
نکتہ فہمی مین ہوا اشہور تو	پائی اب مرنے کی تو نے رمز کو	در دقایق خویش را درتافتی	رمز مردن این زمان دریافتی
روز عاشورے کے سب اہل حلب	شہر انطاکیہ کے در پر شب	روز عاشورہ ہمہ اہل حلب	باب انطاکیہ اندر تا بشب
جمع ہو کر مرد و زن جم غفیر	ماتم حسنین مین کرتے نفیر	گرد آید مرد و زن جمعی عظیم	ماتم آن خاندان دارد مقیم
رات تک نوحہ کرین اندر بکا	شیعہ عاشورہ کو بہر کربلا	تا بشب نوحہ کنند اندر بکا	شیعہ عاشورہ برای کربلا
گنتے ہین ایک ایک وہ ظلم و بلا	جو یزید و شمر نے انپر کیا	بشمرند آن ظلمہا و امتحان	کز یزید و شمر دید آن خاندان
شور و غوغا اسقدر حد سے ہوا	دشت و صحرا بالکل اس سے بھر گیا	از غریو و نعرہا در سر گذشت	پر ہمی گردد ہمہ صحرا و دشت

آنا ایک شاعر کا حلب مین عاشورہ کے روز اور حال معلوم کرنا اور نکتہ کہنا اور حال بیان کرنا

رسیدن شاعر بحلب روز عاشورہ و حال معلوم نمودن و نکتہ گفتن و بیان حال کردن

اک مسافر شاعر اس جا آ گیا	روز عاشورہ کے اور افغان سنا	یک غریبی شاعری از رہ رسید	روز عاشورہ و آن افغان شنید
شہر کو چھوڑا وہ اس جانب گیا	جست و جو کی ہای ہو مین وہ پڑا	شہر را بگذاشت و آنسو رای کرد	قصد جستجوی آن ہیہای کرد
پوچھتا پھرتا تھا ہر اک سے چلا	کیا ہے یہ غم کس کا یہ ماتم پڑا	پرس پرسان می شد اندر افتقاد	چیست این غم بر کہ این ماتم فتاد
مر گیا کوئی رئیس اک ہے بڑا	ایسا مجمع کام ادنی کب ہوا	این رئیسی زفت باشد کو بمرد	این چنین مجمع نباشد کار خرد
نام و القاب اسکا بتلاؤ مجھے	مین مسافر ہون و تم اس گانون کے	نام او و القاب او شرحم دہید	کہ غریبم من شما اہل دہید
کیا ہے نام و پیشہ وصف اس شخص کا	لطف کا اسکے کہون تا مرثیا	چیست نام و پیشہ و اوصاف او	تا بگویم مرثیہ الطاف او
مرثیہ لکھون کہ اک شاعر ہون مین	ردی کیڑا این سی تا لیجاؤن مین	مرثیہ سازم کہ مرد شاعرم	تا ازینجا برگ و لالنگی برم
ایک بولا اس سے دیوانہ ہے تو	نی تو شیعہ تو ہے اس گھر کا عدو	آن یکی گفتش کہ تو دیوانہ	تو نہ شیعہ عدو خانہ
روز عاشورہ نہ جانے تو کہ ہے	ماتم اس جان کا کہ بہتر قرن سے	روز عاشورہ نمیدانی کہ ہست	ماتم جانی کہ از قرنی بہ است
آگے مومن کے یہ کب قصہ ہے خوار	عشق کے مقدار کوشش کر ای یار	پیش مومن کی بود این قصہ خوار	قدر عشق گوش عشق گوشوار

ماتم انکا آگے مومن کے لئے بد	نوح کے طوفان سے مشہور

پیش مومن ماتم آن پاک روح	شهره‌تر باشد ز صد طوفان نوح

نکتہ کہنا شاعر کا واسطے شیعہ حلب کے

بولا ہیچ و و دریزیدی ہی کہاں	کب ہوا وہ غم ہی اب آیا بیان
آنکھ سے اندھوں کی وہ دیکھی بلا	کان سے بہروں کے یہ قصہ سنا
آجتک سوتے تھے تم ای خود سے گم	پھاڑتے کپڑے ہو اب ماتم سے تم
اپنا تم ماتم کرو اے غافلو	کیونکہ غفلت مرگ بد ہی جانلو
روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی	پھاڑیں ہم کیوں کپڑے جا میں تھی خوشی
جو کہ شاہنشاہ وہ تھے دین کے	ہر خوشی کا وقت چھوٹے قید سے
قصر سلطانی کی جانب وہ گئے	بیڑی اور کندہ کو پھینکا پانوں سے
دور ملک اور رونق سلطانی کا ہے	آگہی گر ذرہ اُن سے تو رکھے
گر نہ آگہ ہے تو جا رو آپ پہ	کیونکہ انکار یہی ہے حشر کے
تو دل و دین خراب اپنے پہ رو	تو نہ جز اس خاک کے دیکھے ہے جو
پر تو دیکھے کیوں نہیں ہو دیدہ دلیر	جان نثار اہل مدد اور چشم سیر
نہ رہے منہ پر دین کی کان پہ خوشی	دیکھتا گر بحر کان دست تہی
لے دریغ ہو آب سے جو دیکھو تو	خاص وہ کوئی جو دیکھے بحر کو

نکتہ گفتن شاعر جہت شیعہ حلب

گفت آری لیک کو دور یزید	کی بدست آن غم چه دیر این جا رسید
چشم کوران آن خسارت را بدید	گوش کران این حکایت‌ها شنید
خفته بودستید تا اکنون شما	تا کنون جامه درید از عزا
پس عزا بر خود کنید ای خفتگان	زانکه بد مرگی ست این خواب گران
روح سلطانی ز زندانی بجست	جامه چون دریم و چون خاییم دست
چونکه ایشان خسرو دین بوده اند	وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوی شادروان دولت تاختند	کنده و زنجیر را انداختند
روز ملک است و گه شاهنشهی	گر تو یک ذره از ایشان آگهی
ور نه آگه رو بر خود گری	زانکه در انکار نقل و محشری
بر دل و دین خرابت نوحه کن	چون نمی بیند جز این خاک کهن
ور همی بیند چرا نبود دلیر	پشت دار و جان سپار و چشم سیر
در رخت کو از می دین فرخی	گر بدیدی بحر کو کف سخی
آن که جو دید آب را نکند دریغ	خاصه آن کو دید دریا را و میغ

مثال حریص دنیا کی چیونٹی سے کہ ایک دانے پر خرمن سے قانع ہوئے

چیونٹی دانہ پہ ہے پر خوف اسلیے	اپنے خرمن سے نہ بینائی رکھے
لیتی اک دانہ ہے حرص و خوف سے	جو نہیں خرمن بڑا دیکھتا اسے
صاحب خرمن کہے افسوس ہے	اندھے پن سے جانے تو معدوم شے
تو نے وہ دیکھا ہے خرمن سے مرے	ایک دانہ ساتھ جان کے تو رکھے
اے بشکل ذرہ کیوان کو تو دیکھ	چیونٹی لنگڑی جا سلیمان کو تو دیکھ
تو نہیں یہ جسم بل وہ چشم ہے	دیکھو گر جان کو تو چھوٹی جسم سے

تمثیل حریص دنیا بموری که بدانه از خرمن قانع شود

مور بر دانه از آن لرزان بود	که ز خرمنگاه خود عمیان بود
میکشد یک دانه را از حرص و بیم	چون نمی بیند چنان چاش عظیم
صاحب خرمن همی گوید که هی	ای ز کوری پیش تو معدوم شی
تو ز خرمن های ما آن دیده	کاندران دانه به جان پیچیده
ای بصورت ذره کیوان را ببین	مور لنگی رو سلیمان را ببین
تو نه این جسمی بل آن دیده	وا رهی از جسم گر جان دیده

آدمی دیدست باقی لحم و پوست ۔ ہرچہ چشمش دیدہ است آن چیز اوست
آدمی ہو دید باقی پوست ہے ۔ آنکھ نے جو دیکھا وہ سب دوست ہی

کوہ را غرقہ کند یک خم ز نم ۔ منفذش گر باز باشد سوی یم
خم سے ڈباوے کوہ کو از راہ نم ۔ ہے اک کھلا جای جبکہ سوی یم

چون بدریا راہ شد از جان خم ۔ خم با جیحون بر آرد اشتلم
جان خم سے رہ جو دریا میں ہوئی ۔ خم رکھے جیحون کے اوپر برتری

زین سبب قل گفتۂ دریا بود ۔ گرچہ نطق احمدی گویا بود
قول دریا اس سبب سے قل ہوا ۔ گرچہ نطق احمدی نے ہے کہا

گفتۂ او جملہ در بحر بود ۔ کہ دلش را راہ در دریا نفوذ
قول انکے سب تھے دریا کے گہر ۔ جو تھا انکے دل کو دریا میں گذر

داد دریا چون ز خم ما بود ۔ چہ عجب گر ماہی دریا بود
جود دریا جو ہمارے خم سے ہو ۔ کیا عجب ہو ماہی دریا سے ہو جو

چشم حس افسردہ بر نقش ممر ۔ تو ز تعظیمی بینی و او مستقر
جسم کی نقش قمر ہے چشم سر ۔ دیکھے تو جاری وہ قایم جای بر

این دوئی اوصاف دید احول است ۔ ورنہ اول آخر آخر اول است
چشم احول کی دوئی اوصاف ہی ۔ اول آخر آخر اول ہو وہ لے

ہین گذر از نقش خم و خم نگر ۔ کاندرو بحریست بی پایان دگر
نقش خم کو چھوڑ خم میں دیکھ تو ۔ اس میں اک دریا ہے بیحد اس کو

پاک از آغاز و آخر آن شراب ۔ ماندہ محروم ان ز قہرش در عذاب
اول آخر سے بری شیرین وہ آب ۔ قہر سے محروم ہیں اندر عذاب

این چنین خم را تو دریا دان یقین ۔ زندہ از وی آسمان و ہم زمین
ایسے خم کو جان دریا بالیقین ۔ اس سے زندہ آسمان ہو اور زمین

گشتہ دریای دوئی در عین وصل ۔ شد ز سود ہیولی در عین وصل
ٹوٹا دریای دوئی با عین وصل ۔ سوے ہیولی گیا با عین وصل

بلکہ وحدت گشتہ او بود اتصال ۔ شد خطابش خطاب ذو الجلال
بلکہ ہوئی وحدت اسے اندر وصال ۔ اور رہا قول اسکا قول ذو الجلال

بعد ازان گویم چو منصور دار ۔ تا شود بر دار مشہور و سوار
پھر انا الحق کہو مع منصور دار ۔ دار پر مشہور کو ہو وے تا سوار

تا چنین ہر جہان ظاہر شود ۔ مقبلان اندر جستجو ظاہر شود
ہو ظاہر ایسا تا عالم میں ہو ۔ ہو ہر اک مقبول اندر جستجو

تا فزاید در جہاد و کوشش او ۔ تا میسر گردش دیدار ہو
تا فزون ہو اسکا جہد و جستجو ۔ تا میسر ہو اسے دیدار ہو

اہل دل ہیچون کہ جو در روان ۔ بی دوئی یا گشتہ در دریای جان
اہل دل اس میں ہیں جیسے جو روان ۔ اک ہوئی ہے دوئی اندر بحر جان

ہی ز چہ معلوم گردد این ز بعث ۔ بعث را کم جو کن اندر بعث بحث
کس سے ہو معلوم ہے ہو بعث سی ۔ بعث کم جو ستی کر اندر بعث کے

شرط روز بعث اول مردنست ۔ زانکہ بعث از مردہ زندہ کردنست
پہلے مرنا بعث کے کس شرط ہی ۔ کیونکہ بعث ہو زندہ کرنا مرگ سے

جملہ عالم زین غلط کردند راہ ۔ کز عدم ترسند و آن آمد پناہ
سارا عالم اس سبب بھولا ہے راہ ۔ کہ عدم سے ڈرتے اور وہ ہے پناہ

از کجا جوئیم علم از ترک علم ۔ از کجا جوئیم سلم از ترک سلم
کان سے ہم بولوں علم ترک علم سے ۔ کان سے ڈھونڈھوں حلم ترک حلم سے

از کجا جوئیم حال از ترک حال ۔ از کجا جوئیم قال از ترک قال
کان سے ڈھونڈھوں حال ترک حال ہی ۔ کان سے ڈھونڈھوں قال ترک قال ہی

از کجا جوئیم ہست از ترک ہست ۔ از کجا جوئیم دست از ترک دست
کان سے ڈھونڈھوں ہست ترک ہست سی ۔ کان سے ڈھونڈھوں دست ترک دست سے

ہم تو تانی کرد یا نعم المعین ۔ دیدہ معدوم بین را ہست بین
بھی تو کرسکتا ہے اے نعم المعین ۔ دیدہ معدوم میں کو ہست بین

دیدہ کو از عدم آمد پدید ۔ ذات ہستی را ہمہ معدوم دید
آنکھ یہ پیدا عدم سے ہوئی ہے جو ۔ دیکھا کل معدوم ذات ہست کو

فارسی		اردو	
گر دو دیدہ مبدل و انور شود	این جہان منتظم محشر بود	گر یہ دیدہ بدلے اور انور بنے	یہ جہان منتظم محشر بنے
کہ برین خامان بود فہمش حرام	زان نبیند آن حقایق را تمام	کہ سمجھ خامون پہ اسکی ہے حرام	کی حقایق دیکھی اس باعث تمام
شد محرم گرچہ حق آمد سخی	نعمت جنات خوش بر دوزخی	دوزخی پر گرچہ حق آیا سخی	ہوئی حرام اب نعمت جنت زخی
چون نبود از وفایان عہد خلد	در دہانش تلخ گردد شہد خلد	جو وفا کرتے نہ تھے وہ عہد خلد	آنکے منہ میں تلخ ہووے شہد خلد
دست کی جنبد چو نبود مشتری	مر شما را نیز در سوداگری	کبھی تھا را جو نہ ہووے مشتری	ہاتھ کر سکتا ہے کب سوداگری
آن نظارہ گول گردیدن بود	کی نظارہ اہل بخریدن بود	دیکھنا وہ سیر بازاری کا ہے	دیکھنا وہ کب خریداری کا ہے
از پی تعبیر وقت و ریشخند	پرس پرسان کین بچند و آن بچند	وقت کھونے اور تمسخر کے لیے	پوچھیں یہ کتنے میں وہ کتنے میں ہے
نیست آن کس مشتری و کالہ جو	از ملولی کالہ می خواہد ز تو	نہ خریدار اور نہ وہ سامان لی	تا خوشی سے سامان چھتا کہ ہے
جامہ کی پیمود او پیمود باد	کالہ را صد بار دید و باز داد	اسنے نا پایا کپڑا ایک ناپے ہوا	سامان سو بار اسنے لے واپس کیا
کو مزاح گنگلی و مسخری	کو قدوم و کر و فر مشتری	کان مذاق اور مسخرا پن وہ ضد	کان وہ آنا مشتری کا مستعد
جز پی گنگل چہ جوید حبہ	چونکہ در ملکش نباشد حبہ	ڈھونڈھتے کیا حبہ تمسخر کے سوا	جو نہ حبہ ملک میں اسکے ذرا
پس چہ شخص زشت او چون سایہ	در تجارت نیستش سرمایہ	کیا ہے وہ اک شخص بد جو ں سایہ سکے	وہ تجارت میں نہیں پونجی رکھی
مایہ آنجا عشق و دو چشم ترست	مایہ در بازار این دنیا زرست	اور وہاں پونجی ہے عشق اور چشم تر	پونجی اس بازار دنیا میں ہے زر
عمر رفت و بازگشت او خام تفت	ہر کہ او بی مایہ در بازار رفت	عمر کھوئی واپس آئے خام ہیں	جو کہ بے پونجی گئے بازار میں
ہی چہ پختی بہر خوردن شوربا	ہی کجا بودی برادر ہیچ جا	ہیں لیکا یا کھانے کو کیا شوربا	ہیں کہاں تھا تو اے بھائی کس جگہ
لطف زاید معدن آبستن	مشتری شو تا بجنبد دست من	تا ہو لڑکا پیدا ہے حمل سے	مشتری ہو تا تیرا اللہ ہے
دعوت دین کن کہ دعوت وارد است	مشتری گرچہ کہ سست و بارد است	دین کی دعوت کر کہ حکم شرع ہے	مشتری گر جہ کہ جھولی رکھے
در رہ دعوت طریق نوح گیر	باز پران کن حمام روح گیر	قوم کی دعوت کا رستہ تو پکڑ	باز اوڑا جان کے کبوتر کو پکڑ
با قبول و رد خلقانت چہ کار	خدمتی می کن برای کردگار	کیا قبول و رد کام اہل خلق کے	خدمتیں کرتا رہو حق کے لیے
امر را و نہی را می بین مدام	نی قبول اندیش نی رد ای غلام	امر و نہی کو دیکھتا تو رہ مدام	نے قبول و رد کر فکر اے غلام

سحوری زدن شخصے بر در سرای خالی نیم شب و اعتراض معترض وجواب او

سحری کے واسطے ڈھول بجانا ایک شخص کا خالی گھر کے دروازے پر آدھی رات کو اور اعتراض کرنا ایک معترض کا اور جواب دینا اسکا

فارسی		اردو	
درگہی بود و رواق مہتری	آن یکی می زد سحوری بر دری	محل کے در پہ وہ اک سردار کے	اک بجاتا ڈھول سحری کے لیے

تھا بجاتا سحری آدھی رات کو — ایک قایل بولا اس سے ازکو
پہلے تو وقت سحر سحری بجا — نیم شب کو شور یہ کب ہے روا
دوسرے یہ تو سمجھ ای بوالہوس — کہ کوئی اس خالی گھر مین بھی ہو کس
کہ کوئی یان پر سے جز دیو و پری — کیون زمانہ گھر وہ اندر ابتری
ڈھول کوئی پھر گوش ادر گوش کان — چاہیے ہوش اب کہ جانے ہوش کان
کہ چکا تو اب تو سن مجھسے جواب — تا نہ وہ تجکو بجنب اضطراب
گرچہ ہے نزدیک تیرے نیمشب — پر مرے نزدیک ہے صبح طرب
ہر شکست ہوئی فتح میرے سامنے — را آئین ہو مین ون میرے آگے انکے
تیرے آگے خون ہے پانی نیل کا — میرے آگے آب ہے نے خون ہوا
تیرے حق مین لوہا وہ سختی رکھے — آگے داؤد نبی وہ موم ہے
آگے تیرے کہ ہے بھاری اور جماد — پیش داؤد ایک مطرب ارشاد
سنگریزہ چپ ہے تیرے سامنے — آگے احمد کے فصیح باتین کرے
تیرے آگے مردہ مسجد کا ستون — آگے احمد کے ہے عاشق پر جنون
کل جہان کے جزو آگے عام کے — مردہ آگے حق کے زندہ ہین سبے
تو جو کہتا ہے کہ اندر قصر کے — کہ کوئی ہے کیون بجاتا ڈھول ہے
خلق زر دیتی ہے حق کے واسطے — خیر اور مسجد کی بنیاد مین رکھے
اور سفر مین حج کے مال و جسم کو — صرف بس کرتی ہے جون عشاق وہ
کوئی کہتا ہے کہ خالی گھر ہے دوا — کب کہے یہ بات وہ آگہ ہے جو
دیکھتا ہے بس بھرا گھر دوست کا — جو کہ نور حق سے رکھتا ہے ضیا
گھر بہت ہین پر ہجوم و جمع سے — خالی آخر مین کے ہین پر سامنے
ڈھونڈھ تو کعبہ میں چھپتا جب کوئی — تا او سے ہیں تجکو وہ آخر ملے
ایسی صورت کہ بزرگ عالی ہو بس — کب وہ بیت اللہ سے خالی ہے بس
او سکو آنے کی صدر پروانگی — وقت حاجت آئین باقی آدمی
کوئی کہتا ہے کہ اس لبیک کو — پہ ندا کیون کرتا ہین ہون جان تو
کان ندا لبیک تو کرتا اخی — کیون ندا ہے خالی لبیک ہے تری

نیم شب میزد سحوری را بجد — گفت او را قایلی کای مستمند
اولا وقت سحر زن این سحور — نیم شب نبود گه این شر و شور
دیگر آنکه فهم کن ای بوالهوس — کاندرین خانه درون خود هست کس
کس درینجا نیست جز دیو و پری — روز و شب خود چه یاوه می بری
بهر گوشی می زنی دف گوش کو — هوش باید تا بداند هوش کو
گفت گفتی بشنو از چاکر جواب — تا نمانی در تحیر و اضطراب
گرچه هست این دم بر تو نیم شب — نزد من نزدیک شد صبح طرب
هر شکستی نزد من فیروز شد — جمله شبها پیش چشمم روز شد
پیش تو خون است آب رود نیل — پیش من آب است از خون ای نبیل
در حق تو آهن است آن رخام — پیش داود نبی موم است و رام
پیش تو که بس گران است و جماد — مطرب است او پیش داود اوستاد
پیش تو سنگریزه ساکت است — پیش احمد بس فصیح و قائل است
پیش تو استون مسجد مرده است — پیش احمد عاشق دل برده است
جمله اجزای جهان پیش عوام — مرده و پیش خدا دانا و رام
وانچه گفتی کاندرین قصر و سرا — نیست کس چون میزنی این سنگ را
بهر حق این خلق این مید نهاد — صد اساس خیر و مسجد می نهند
مال و تن در راه حج دور دست — خوش همی بازند چون عشاق مست
هیچ میگویند کان خانه تهی ست — این سخن کرده آنکس گو بست
پر همی بیند سرای دوست را — آن که از نور اله هستش ضیا
بس سرا پر ز جمع و انبهی — پیش چشم عاقبت بینا تهی
هر کرا خواهی تو در کعبه بجو — تا بر دید و بزرگان پیش تو او
صورتی کو فاخر و عالی بود — او ز بیت الله کی خالی بود
او برون از خانه منزه از رتاج — باقی مردم برای احتیاج
هیچ میگویند کاین لبیک ها — سے ندا اسے کنم آخر چرا
کو ندا تا خود تو لبیک ی دهی — از ندا لبیک تو چون شد تهی

بلکہ ہے توفیق اک لبیک کی	ہے ندا آتی خدا سے ہر گھڑی	بلکه توفیقی که لبیک آورد	هست هر لحظه ندائی از احد
بو سے مین جانون کہ یہ قصر و سرا	بزم جان ہے خاک اُسکی کیمیا	من بود انم کز این قصر و سرا	بزم جان افتاد در خاکش کیمیا
زیر و بم کی مثل کی تا بنے اپنے کو	کیمیا پر اسکی مارون اپنے کو	مس خود را بر طریق زیر و بم	تا ابد بر کیمیا اش میزنم
ضربے سحری کے تا پر جوش ہو	جود دریا سے گہر افشان ہو وو	تا بجوشد زین چنین ضرب سحور	در دُر افشانی و بخشایش بحور
قتل صف مین جنگ کا اور قتل کے	جان دیتے ہین خدا کے واسطے	خلق در صف قتال و کارزار	جان همی بازند بهر کردگار
ایک ہے اندر بلا ایوب وار	دوسرا ہے صبر مین یعقوب وار	آن یکی اندر بلا ایوب وار	وان دگر در صابری یعقوب وار
ایک ہے جون نوح رنج و کرب مین	دوسرا احمد سا صف حرب مین	آن یکی چون نوح در اندوه و کرب	وان دگر چون احمد اندر صف حرب
جون ابوذر ایک کو دنیا سے حذر	استقامت دوسرے کو جون عمر	این ز دنیا چون ابوذر بر حذر	وان دگر در استقامت چون عمر
تشنہ اور خواہان ہزارون خلق ہین	طمع سے کوشش کرے حق کے لیے	صد هزاران خلق تشنه و مستمند	بهر حق از طمع جهدی میکنند
واسطے حق کے مین اس درگاہ پر	بھی بجاتا سحری ہون امید سے	من هم از بهر خدا و ز بهر غفور	می زنم بر در با میدش سحور
واسطے زر کے تو چاہے مشتری	بہتر اے جان کب ہے حق سی مشتری	مشتری خواهی که از وی زر بری	به ز حق کی باشد ای جان مشتری
لیتا ہے تجھسے نجس چمڑے کو وہ	دیتا ہے نایاب دل کے نور کو	می خرد از مالت انبانی نجس	می دهد نور ضمیر مقتبس
لیتا ہے وہ یہ نجس جسم فنا	دیتا ہے برتر وہ اک ملک بقا	می ستاند این نجس جسم فنا	می دهد ملکی برون از وهم ما
لیتا ہے دو چند قطرے اشک کے	دیتا ہے کوثر جو رشک قند ہے	می ستاند قطرهٔ چندی ز اشک	می دهد کوثر که آرد قند رشک
لیتا ہے وہ آہ پر افسوس کو	دیتا ہے ہر آہ کو سو جاہ وو	می ستاند آه پر سودا و درد	می دهد هر آه را صد جاه و سود
نقد لا تو سودا اسکے تا کرے	چھوڑ ادھار اب نہین نقصان ہے	نقد آور تا کنی سودا ازان	نسیه را بگذار تا نه کنی زیان
اشک ابر و باد آہ جاری کیا	اس سے ابراہیم کو اواہ کہا	بادشاهی کابر اشک چشم راند	مر خلیلی را بدان اواه خواند
اندر اس بازار زیبا گرم کے	بیچ کہنہ او دنیا تو ملک سے	هین درین بازار گرم بی نظیر	کهنه ها بفروش و ملک نو بگیر
گر تجھے شک ہو دھوکا ای بندہ صمد	تاجران انبیا کو کر سند	ور ترا شکی و ریبی ره زند	تاجران انبیا را کن سند
اس شہنشہ نے انھین بالا کیا	کہ وہ بار اُنکا نہ سکتا ہو اٹھا	بسکه افزود آن شهنشه بخت شان	می نتاند کشیدن رخت شان

قصہ بلال حبشی کا اور شوق اُسکا اور رنجیدہ کرنا اُسکو خواجہ کا اور معلوم کرنا صدیق اکبر کا اُسکے احوال کو

قصه بلال حبشی و شوق او و رنجانیدن خواجه او را و معلوم کردن صدیق حال او را

تن فدای خار کرتا وہ بلال	جو کہ خواجہ دیتا اسکو گوشمال	تن فدای خار میکرد آن بلال	خواجه اش میزد برای گوشمال
یاد احمد کرتا ہی کس لیے	بندہ بد میرے منکر دین ہے	کو چرا تو یاد احمد می کنی	بنده بد منکر دین منی

دھوپ مین وہ مارتا تھا خار سے / وہ احد کہتا تھا شوق یار سے
تاکہ صدیق اُس طرف آکر گئے / وہ احد کہنا سنا خود کان سے
چشم ہوئی پر آب اور دل پُر صفا / اُس احد سے پائی بوی آشنا
بعدہ خلوت مین سمجھایا اُسے / کہ جہودون سے عقیدہ مت کہے
ہے مقام راز مطلب مت کہو / بولا توبہ کی تمھارے سامنے
دوسرے دن صبح سے صدیق ہو / اُس طرف جاتے تھے خود اک کام کو
پھر احد کہنا سُنا اور مارنا / اُسکے دل مین شور و شر پیدا ہوا
پھر نصیحت کی پھر توبہ کری / عشق آیا توبہ اوسکی توڑ دی
اس طرح توبہ بہت اُسنے کری / آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی
کرکے ظاہر سونپا تن اندر بلا / اے محمد ای عدو توبہ ہا
اے مری رگ رگ و تن پر تجھسے ہے / اُس مین گنجایش کہان توبہ رکھو
دل سی خارج اب مین توبہ کو کرون / کیون حیات خلد سے توبہ رکھون
عشق قاہر اور رہین مقہور عشق / جون شکر شیرین مین ہون از شور عشق
کہون تیرے آگے مین ای تند ہوا / جانون کیا ڈالے مجھے تو کس جگہا
گر ہلال تھا یا بلال اک ہون چلون / مقتدی خورشید کا تیری ہو نہین
تا کہ کو زاری سے بس کیا کام ہو / مثل سایہ دوڑتے پیچھے ہیں جسکے
جو مقابل مین قضا کے آتے ہو / اپنی داڑھی مونچھ پر وہ خود ہنسی
برگ کہ اسد دم ہوا کا سامنا / خشہ اور اسد دم تفکر کا نہ کام
بیقرار اب مین ہون اندر دست عشق / ایک دم بالا اک دم پست عشق
وہ پھراتا ہے مجھے از راہ سر / لے ہے زیر آرام مجکو نے وہ زبر
ہیں پڑے عشاق مین سیل تند مین / اور قضای عشق پر دل کو کہین
مثل سنگ آسیا گردش کرے / رات دن گریان وہ اور پھرتا رہے
گردش اُسکی جو ہے بے شک گواہ / تا نہ کہہ کوئی کہ وہ جو ہے جدا
گر کہین مین جو نہین تجکو دکھے / گردش دولاب گردون دیکھ لے
جو قرار اُس کو نہین گردون کو ہو / ای دل اختروار آرام لے

میزد اندر آفتابش او بہ خار / او احد می گفت بہر افتخار
تا کہ صدیق آنطرف میگشت تفت / آن احد گفتن بگوش او برفت
چشم او پر آب شد دل پر عنا / زان احد می یافت بوی آشنا
بعد از آن خلوت بدیدش پند داد / کز جہودان خفیہ میدار اعتقاد
عالم السر است پنہان دار کام / گفت کردم توبہ پیشت ای ہمام
روز دیگر از پگہ صدیق تفت / آن طرف از بہر کاری می برفت
باز احد بشنید و ضرب زخم خار / بر فروزید از دلش شور و شرار
باز پندش داد باز او توبہ کرد / عشق آمد توبہ او را بخورد
توبہ کردن زین نمط بسیار شد / عاقبت از توبہ او بیزار شد
فاش کرد اسپرد تن را در بلا / کای محمد ای عدو توبہ ہا
ای تن من ای رگ من پر ز تو / توبہ را گنجا کجا باشد درو
توبہ از این پس ز دل بیرون کنم / از حیات خلد توبہ چون کنم
عشق قہارست و من مقہور عشق / چون شکر شیرین شدم از شور عشق
برگ کاہم پیش تو ای تند باد / من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
گر ہلالم گر بلالم میدوم / مقتدی بر آفتابت میشوم
ماہ را با زفتی و زاری چہ کار / در پی خورشید پوید سایہ وار
با قضا ہر کو قراری میدہد / ریشخند سبلت خود میکند
کاہ برگی پیش باد آنگہ قرار / رستخیزی وانگہانی عزم کار
گربہ در انبانم اندر دست عشق / یکدمی بالا و یکدم پست عشق
او ہمی گرداندم برگرد سر / نی بزیر آرام دارم نی زبر
عاشقان در سیل تند افتادہ اند / بر قضای عشق دل بنہادہ اند
ہمچو سنگ آسیا اندر مدار / روز و شب گردان و نالان بیقرار
گردشش بر جوی جویان شاہدست / تا نگوید کس کہ آن جو راکدست
گر ہمی بینی تو جو را در کمین / گردش دولاب گردونی ببین
چون قراری نیست گردون را ازو / ای دل اختروار آرامی مجو

گر زنی در شاخ دستی کی هلد — هر کجا پیوند سازی بگسلد
گر نبینی تو تدبیر قدر — در عناصر گردش و جوشش نگر
زانکه گردشهای آن خاشاک و کف — باشد از غلیان دریا با شرف
باد سرگردان ببین اندر خروش — پیش امرش موج دریا بین بجوش
آفتاب و ماه دو گاو خراس — گرد میگردند و میدارند پاس
اختران هم خانه خانه میروند — مرکب هر نحس و سعدی می شوند
اختران چرخ گر دورند هی — وین حواست کاهلند و سست پی
اختران چشم و گوش و هوش ما — شب کجا بند و به بیداری کجا
گاه در سعد و وصال و خوشی — گاه در نحس و فراق و بیهشی
ماه گردون چون درین گردش گذشت — گاه تاریک و زمانی روشن است
گه بهار و صیف همچون شهد و شیر — گه سیاستهای برف و زمهریر
چونکه کلیات پیش او چو گوست — مسخره و سجده کن تسخیر اوست
تو که یک جزوی دلا زین صد هزار — پیش حکمش چون نباشی بیقرار
چون ستوری باش در حکم امیر — گه در آخور حبس و گاهی در مسیر
چونکه بر میخت ببندد بسته باش — چون گشاید چابک و برجسته باش
آفتابی را از آن کرشمه جهد — در سیه روی کسوفش میدهد
کز ذنب پرهیز کن این هوش دار — تا نگردی تو سیه رو دیگ وار
ابر را هم تازیانه آتشین — میزند کان چنان رو این چنین
بر فلان وادی ببار این سو مبار — گوشمالش میدهد که گوش دار
عقل تو از آفتابی بیش نیست — اندر آن فکری که نهی آمد مایست
کز منه ای عقل تو هم گام خویش — تا نیاید آن کسوفت رو به پیش
چون گنه کمتر بود از آفتاب — منکسف نیمی و نیمی نور تاب
که بقدر جرم می بینیم ترا — این بود تقدیر و داد و جزا
خواه نیک و خواه بد فاش و ستیر — بر همه اشیا سمیع و بصیر
زین گذر کن ای پدر نو روز شد — خلق از اخلاق خوش بر فورشد

ہاتھ سے گر شاخ پکڑے کب چھٹے — ٹوٹ جائے جس جگہ جا کر ملے
گر نہیں دیکھے تو تدبیر قضا — جوش و گردش دیکھ عناصر کی ذرا
کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی — بحر کے غلبہ سے ہوتی ہے اخی
باد سرگردان کو دیکھ اندر خروش — دیکھ اسکے حکم سے دریا کا جوش
مہر و مہ دو بیل اک کولھو کے ہیں — گرد پھرتے ہیں خیال اک رکھتے ہیں
اور اختر خانہ خانہ بس پھریں — سعد اور نحسی کے خود مرکب یہیں
چرخ کے اختر تو بس گردش کریں — اور حواس اپنے بس کاہل ہیں
اپنی چشم و گوش کے اختر یہاں — شب کہاں ہیں اور جگنو میں کہاں
گاہ مسعد و وصل کے اندر خوشی — گاہ نحس و ہجر کے اندر غمی
ماہ گردون جو کہ اس گردش میں ہے — گاہ تاریکی میں گہ روشن رہے
گہہ بہار و صیف مثل شہد و شیر — گہ سیاست ظلم برف و زمہریر
کلیات آگے ہے اسکے مثل گو — سجدہ کرتے اسکی ہیں تسخیر کو
تو ہے اک جزو اور ایسے سو ہزار — پیش حکم اسکے ہوں کیونہ بیقرار
رہ تو مثل گاو اندر حکم میر — سیر میں گہ گہ طویلے میں اسیر
میخ سے جو باندھیں تو بستہ رہو — جو کہ کھولیں چلتا اور پھرتا رہو
شمس تک چلتا ہے جو ہر ٹھیکا چرخ پہ — گہن اسکو روسیہ دم ہیں کرکے
کر تو پرہیز اس فنی سے ہوشیار — تا سیہ رو تو نہ ہووے دیگ وار
ابر کو بھی تازیانہ آگ کا — مارتے ہیں ایسا جا و ویسا نہ جا
اس جگہ جا کر برس یاں مت برس — گوشمالی اسکو دیتے ہیں و بس
شمس سے زیادہ نہیں تیری عقل ہے — ٹھہر مت جس فکر میں نہی ہو تجھے
کام میں حجامت کر ای عقل بنیا تو — تا نہ آئے گہن تجھکو ای نکو
اگر گنہ خورشید سے کمتر ہو جب — گہن آدھا ہو و آدھا نور ہو
جرم کے مقدار دیکھوں ہیں تجھے — یہ جزا انصاف میں تقدیر ہے
خواہ نیک و بد ہو خواہ ظاہر ستیر — جملہ شی پر ہیں سمیع ہوں و بصیر
ای پدر اس سے گذر نو روز ہے — خلق مقصد پا نہیں بس خلق سے

آیا شاہنشہ ہمارے کوہین پھر	آب جان آیا ہمارے جوہین پھر	باز آمد شاه ما در کوی ما	باز آمد آب جان در جوی ما
بخت چلتا اور ہے دامن کھینچتا	تو سنے توبہ کی نوبت ہے ولا	می خرامد بخت و دامن میکشد	نوبت توبه شکستن میرسد
سیل توبہ کو دوبارہ لے گیا	آئی فرصت اور نگہبان سو گیا	توبه را بار دگر سیلاب برد	فرصت آمد پاسبان را خواب برد
ہر خماری مست ہی پی کر ہے جو	آج شب گروی رکھون ہم رخت کو	هر خماری مست گشت و باده خورد	رخت را امشب گرو خواهیم کرد
اس شراب لعل و لعل جانفزا	لعل اندر لعل اندر لعل ہے	زان شراب لعل و لعل جانفزا	لعل اندر لعل اندر لعل ما
پھر ہوئی محفل ہے خوش اور جانفزا	اٹھ نظر بد کو سپند اب تو جلا	باز خرم گشت مجلس دلفروز	خیز و دفع چشم بد اسپند سوز
نعرہ مستانہ خوش آئے مجھے	تا ابد اے جان یونہین چاہیے	نعره مستانه خوش می آیدم	تا ابد جانا چنین می بایدم
وہ ہلال اب ہو گیا یار بلال	گل ہوا ہے وہ خار کا زخم لال	نک هلالی با بلالی یار شد	زخم خارا و گل گلزار شد
تن جو زخم خار سے چھلنی ہوا	جان و تن گلزار اقبالی ہوا	گر ز زخم خار تن غربال شد	جان و جسم گلشن اقبال شد
جسم رکھتا زخم ہر پیش جہود	جان خراب اسی ہوا مست ودود	تن بپیش زخم خاران جهود	جان من مست خراب آن ودود
بوی جانی جان کو آئی میری ہے	بوئے یار مہربان آئی مجھے	بوی جانی سوی جانم میرسد	بوی یار مهربانم میرسد
مصطفے سوے بلال آئے دلا	سمت سے معراج کے اے حبذا	از سوی معراج آمد مصطفا	بر بلالش حبذا آن حبذا

پھر کہنا صدیق کا صورت حال بلال کو آگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

باز گفتن صدیق صورت حال بلال را نزد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو بلال ایل سے صدیق نے	دھویا توبہ سے سنا کہ ہاتھ ہے	چونکه صدیق از بلال دم درست	این شنید از توبه او دست شست
مصطفی سے جا کہا صدیق نے	اس بلال باصفا کے حال سے	بعد از آن صدیق نزد مصطفا	گفت حال آن بلال باوفا
کہ وہ میمون فال صادق عشق ہے	دام میں اس دم پھنسا ہے آپ کے	کان فلک پیمای میمون فال چست	این زمان از عشق اندر دام تست
باز شہ کو الوؤں سے رنج ہے	گندگی میں دفن بھاری گنج ہے	باز سلطان است زان جغدان برنج	در حدث مدفون شدست آن وقت گنج
ظلم کرتے ہیں وہ اکو بازپر	نوچتے ہیں بیگنہ کے بال و پر	جغد را این باز را ستم می کنند	پر و بالش بی گناهی میکنند
یہ ہے جرم اسکا کہ وہ اک باز ہے	غیر خوبی جرم یوسف کیا رکھے	جرم او اینست کو باز است و بس	غیر خوبی جرم یوسف چیست پس
بود و باش الو کا ویرانہ جو ہے	باز پر غصہ ہے وہ اسواسطے	جغد را ویرانه باشد زاد و بوم	هستشان بر باز ازان خشم و هجوم
کہ کرے تو کس لیے یاد اسکی یاں	لالہ زار و جوبار و گلستان	که چرا می یاد داری تو از آن	لاله زار و جوبار و گلستان
یا تجھے یاد اس وطن کی کس لیے	یاد قصر دوست شاہنشاہ سے	یا چرا یاد است بود از آن دیار	باز قصر و ساعدان شهریار
اکوؤں کی گاؤں میں شیخی کرے	فتنہ اور شورش کو ڈالے کس لیے	در ده جغدان فضولی میکنی	فتنه و تشویش در می افکنی

جو کہ مسکن ہے ہمارا رشک نار ۔ تو خرابہ جانئے اسکو اور خوار
مکر کرتا ہے کہ تا آ تو بھی ۔ بادشاہ اور پیشوا اپنا کرے
وہم سودا ڈالتا اُن میں تو ہر ۔ تا مرا اس جنت کا ویرانہ کہے
تیرے سر پر ماریں ہم اب اسقدر ۔ تاکہے تو چھوڑا میں نے مکر و شر
تنگ کرکے دھوپ میں ہیں باندھتے ۔ اسکو شاخ خار سے ہیں مارتے
اُسکے تن سے خون ٹپکے سو جگہ ۔ وہ احد کہتا ہے اور سجدہ کرے
کی نصیحت میں نے مخفی دین کو کر ۔ [illegible]
وہ ہے عاشق حشر آیا ہے اُسے ۔ تا در توبہ ہوا بند اُسپہ ہر
عاشق اور توبہ ہو ممکن صبر ہے ۔ یہ محال اک ہے بڑا اے شہ مہر
توبہ کیڑا عشق ہے جوں اژدہا ۔ توبہ وصف خلق وہ وصف خدا
عشق ہے وصف خدای بے نیاز ۔ عاشقی ہے غیر پر اسکی مجاز
کیونکہ وہ تھا نسبا طبع دار ہے ۔ نور ظاہر اور دھواں باطن کہے
نور جب جائے تو پیدا ہو دھواں ۔ عشق ٹھنڈا ہو مجازی اُس زماں
جبکہ پیدا ہو دھواں وہ غم فزا ۔ سرد ہو لے عشق رہو بے ہوا
لوٹ جائے حسن ہو سوی اصل خود ۔ گندہ تن رہجائے رسوا اور بد
لوٹ جائے نور مہ کا سوی ماہ ۔ عکس لوٹے رہوی دیوار سیاہ
نے ہو اُس میں نور نے ہو زندگی ۔ نی جمال اور نی رہی فرخندگی
پس رہے وہ پانی مٹی بے نگار ۔ ہو رہے وہ دیوار بے مہ دیو دار
قلب کا کہ زر رخ اُسکے سے اڑا ۔ لوٹ کر زر کان اپنی میں گیا
اُس دھو میں [illegible] رسوا اُس کا ۔ روسیہ تر عاشق اُسکا بس رہا
عشق ہے بینا کی زر کی کان پر ۔ اس لیے ہر دم ہوا ہے بیشتر
کیونکہ زر کے کان میں نہی ہے شریک ۔ مرحبا ای کان زر لاشک فیک
جو شریک کان کوئی کھوٹا کرے ۔ جائے وہ زر کان تک بے محل سے
عاشق و معشوق مردہ رہگئے ۔ اور گئی بس ماہی تالاب سے
عشق ربانی ہو خورشید کمال ۔ امر نور اور خلق ہو سایہ زوال

مسکن ما را که شد رشک اثیر ۔ تو خرابه دانی و خواری حقیر
شید آوری که تا چیغدان ها ۔ مر ترا سازند شاه و پیشوا
وهم و سودائی در ایشان می نهی ۔ تا مر این فردوس ویران میکنی
بر سرت چندان زنیم ای مه صفات ۔ تا بگوئی ترک شید و ترهات
پیش مشرق چار میخش می کنند ۔ تن برهنه شاخ خارش میزنند
از تنش صد جای خون بر جهید ۔ او احد می گوید و سر می نهاد
پندها دادم که پنهان دار دین ۔ سر بپوشان از جهودان لعین
عاشق است و در قیامت آمده است ۔ تا در توبه برو بسته شده است
عاشقی و توبه یا امکان صبر ۔ این محالی باشد ای جان بس سطبر
توبه کرم و عشق همچون اژدها ۔ توبه وصف خلق آن وصف خدا
عشق ز اوصاف خدای بی نیاز ۔ عاشقی بر غیر او باشد مجاز
زانکه آن حسن زراندود آمده است ۔ ظاهرش نور اندرون دود آمده است
چون شود نور و شود پیدا دخان ۔ بفسرد عشق مجازی آن زمان
چون شود پیدا دخان غم فزا ۔ بفسرد رونے عشق ماند بی هوا
وا رود آن حسن سوی اصل خود ۔ جسم ماند گنده و رسوا و بد
نور مه راجع شود هم سوی ماه ۔ وا رود عکسش ز دیوار سیاه
نی وران نوری بود نی زندگی ۔ نی جمالش ماند و نی فرخندگی
پس بماند آب و گل بی آن نگار ۔ گرد آن دیوار بی مه دیو دار
قلب را کان زر ز روی او بجست ۔ بازگشت آن زر بکان خود نشست
پس مس رسوا بماند دود وش ۔ رو سیه تر زو بماند عاشقش
عشق بینایان بود بر کان زر ۔ هر زمانی لاجرم شد بیشتر
زانکه کان را در زری نبود شریک ۔ مرحبا ای کان زر لاشک فیک
هر که قلبی را کند انباز کان ۔ وا رود زر تا بکان از لامکان
عاشق و معشوق مرده ز اضطراب ۔ مانده ماهی رفته زان گرداب آب
عشق ربانیست خورشید کمال ۔ امر نور اوست خلقان چون ظلال

وکیل کرنا مصطفیٰ صلعم کا ابوبکر کو واسطے خریدنے بلال رضی اللہ عنہ کے

احمدؐ اس قصہ سے مثل گل کھلے | رغبت افزون ہوئی لیکن جب پڑا
پایا جو سامع مثال مصطفیٰ | بال بال انکا زبان اک بن گیا
مصطفیٰ بولے کہ اب چارہ ہو کیا | بولا میں لیتا ہوں مول اسکو بھلا
جو کچھ قیمت خرید ون اسکو میں | ظاہر انقصان نہ دیکھوں اسمیں
کہ اسیر اللہ وہ آیا خاک پے | اور عدو اللہ نے پھانسا ہے آکر
مصطفیٰ بولے کہ اے اقبال پے | میں شریک ہوتا ہوں اب اسمیں مگر
ہو وکیل آدھا تو میرے واسطے | کہ خریدا اور قیمت اسکی مجھسے لے
بولا سو خدمت کرون گی اس گھڑی | سوی خانہ اس جہودی کے خود ہی
سوچو دل میں ذرا کو دست طفل کو | مول لینا بس بہت آسان ہے
عقل اور ایمان کو جاہل قوم سے | دیو و یکر مال دنیا مول لے
زینت ایسی دیتا ہے مردار کو | کہ خریدے اسنے سو گلزار کو
ایسے ناپے چاندنی کو سحر سے | لیوے سو ہمیان زر و سحر سے
پس سکھائی انبیا نے تاجری | آگے انکے شمع دین روشن کری
دیو دغول و ساحرون اس سحر سے | انبیا دکھلاتے انکو بس برے
زشت کرو زنا عدو نے سحر سے | تا طلاق اک زن و شوہر میں پڑے
آنکھ کوا ونکی سحر سے سیدہا | تا عوض خس کے گہر لیا وہ
دونوں عالم سے یہ گوہر ہے سوا | کہ خریدا اس طفل خر سے اے دلا
پیش خر خر مہرہ گوہر ایک ہے | در و دریا میں وہ خر بس شک رکھی
خر کے دیکھا ہے کبھی کبھی گوشوار | گوش ہوش اب خر کا کیا ہو سبزہ زار
حسن التقویم والتین میں ہے پڑھو | کہ عجب گوہر ہے یہ اے دوستو
احسن التقویم برتر فکر سے | احسن التقویم بالا عرش سے
گر کہوں میں قیمت اس نایاب کی | میں جلوں اور سامع بس جل جائے بھی

توکیل کردن مصطفیٰ صلعم ابوبکر را جہت بیع بلال

مصطفیٰ زین قصہ چون گل بر شگفت | رغبت افزون گشت او را ہم بگفت
مستمع چون یافت ہمچون مصطفیٰ | ہر سر مویش زبانی شد جدا
مصطفیٰ فرمود کاکنون چارہ چیست | گفت این بندہ مر او را مشتریست
ہر بہا کہ گوید او را می خرم | در زیان و حیف ظاہر ننگرم
کو اسیر اللہ فی الارض آمدہ | سخرۂ خشم عدو اللہ شدہ
مصطفیٰ فرمود کای اقبال جو | اندرین من می شوم انباز تو
تو وکیلم باش و نیمی بہر من | مشتری شو قبض کن از من ثمن
گفت صد خدمت کنم رفت آن زمان | سوی خانۂ آن جہود بی امان
گفت با خود کز کف طفلان گہر | پس توان آسان خریدن ای پسر
عقل و ایمان را ازین قوم جہود | می خرد با ملک دنیا دیو غول
آن چنان زینت دہد مردار را | کہ خرد زایشان دو صد گلزار را
آن چنان مہتاب بنماید بسحر | کہ خسان صد کیسہ بربایند ز سحر
انبیاشان تاجری آموختند | پیششان شمع دین افروختند
دیو غول و ساحر از سحر و نبرد | انبیا را در نظرشان زشت کرد
زشت گرداند بجادو ولی عدو | تا طلاق افتد میان جفت و شو
دیدہ ہاشان را بسحری دوختند | تا چنین گوہر بخس بفروختند
این گہر از ہر دو عالم برترست | ہین بخر زین طفل نادان کو خرست
نزد خر خر مہرہ و گوہر یکیست | آن اشک را در و دریا شکیست
مر خران را ہیچ دیدی گوشوار | گوش ہوش خر چہ باشد سبزہ زار
احسن التقویم در والتین بخوان | کہ گرامی گوہرست ای دوستان
احسن التقویم از فکرت برون | احسن التقویم از عرشش فزون
گر بگویم قیمت آن ممتنع | ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع

اس جگہ پہ پردہ نہ آگے بڑھ وہاں — وہ گئے صدیق پس سوی خران
در پہ جا پایا و سنے کھولا جب کہ در — بس گئے بیخود و بیہوش ہکے و دکھ
مست و بیخود بیٹھے وہ آتش بھری — اور کلام سخت انھوں نے بس کہے
کیوں ستاتے تو مارے اس ولی اللہ کو — کینہ یہ کیا رستی ہے اے عدو
دین میں اپنے اگر صادق ہے تو — ظلم کیوں کرتا ہے صادق پر اے تو
ہاں وہ اگر صدق جہودی ہے تجھ تو — یہ گمان رکھتا ہے شہزادہ پہ تو
اپنے مست دیکھ آئینے کج میں کر — سہا کہ اے مردود نفرین خلق کر
اس گھڑی صدیق نے جو کچھ کہا — گر کہوں میں ہوش اڑ جائے ترا
وہ بنا ینابیع الحکم مثل فرات — اسکے منہ سے جاری از رہ جہات
جیسے اک پتھر سے پانی ہو رواں — نہ رکھے پہلو میں مایہ نے میان
از حق سے اپنی کی اس سنگ کو — اور کھولا آب مینا رنگ کو
جیسے چشمہ چشم سے اے تیرے نور — کرتا وہ جاری ہے بے بخل و فتور
سے نہ رکھے پیہ لی وہ مایہ اور پوست — آز مر کہتا ہے آسے ایجاد و دست
ہے خلاء گوش میں جاذب ہوا — ہے وہ مدرک جو لی سمجھی بات کا
یہ ہوا کیا اس میں جو جز استخوان — کہ سنے آواز و حرف قصہ خوان
یہ ہوا اور استخوان پیہ وہ ہے کہ بس — غیر یزدان دونو عالم میں نہ کس
کہتا وہ ہے سنتا وہ ہے بے حجاب — کیونکہ الاذنان من الراس ہے جناب
بر لا رحم آتا ہے اسپر گر تجھے — لا تو قیمت اسکی دی اور اسکو لے
تیرا دل جلتا ہے گر تو مول لے — بیچ مدد حل ہو نہ یہ مشکل تجھے
پہلے بہتر ہے کرون صد ہا جہود — نیک رکھتا ہوں غلام اک میں ہو
تن سفید اور دل سیہ اسکو تو لا — دل سفید اور تن سیہ بدلے میں کر
لکے جوان بھیجا کہ لا یا تیز گام — سخت زیبا تھا الحق وہ غلام
اس طرح کہ وہ جہود حیران ہوا — سنگ دل ہے پیش اسکا بگیا
حال ایس صورت پرستوں کا یہ ہے — سنگ دل صورت سے موم اسکا ہے
پھر کیا جھگڑا نہ وہ راضی ہوا — کہ سمجھے وسے اسکے اور دیا اور بڑھا

لب ببند آن جا و آن سوتر مران — رفت آن صدیق سوی آن خران
حلقه بر در زد چو در را واگشاد — رفت بیخود در سرای آن جهود
بیخود و سرمست و پر آتش نشست — از دهانش بس کلام سخت جست
کاین ولی الله را چون میزنی — این چه حقد است ای عدو روشنی
گر ترا صدقیست اندر دین خود — ظلم بر صادق دلت چون میدهد
ای تو در صدق جهودی ماده کد — کاین گمان داری تو بر شهزاده
در همه در آینه کژ ساز خود — سنگ کای مردود نفرین ابد
آنچه آمد از لب صدیق هست — گر بگویم گم کنی تو پا و دست
آن ینابیع الحکم همچون فرات — از دهان او روان از بحر جات
همچو از سنگی که آبی شد روان — نی ز پهلو مایه دارد نی میان
اسپر خود کرده حق آن سنگ را — بر گشاده آب مینا رنگ را
همچنان کز چشمه چشم تو نور — او روان کردست بی بخل و فتور
نی ز پیه آن مایه دارد نی ز پوست — روپوشی کرده در ایجاد دوست
در خلای گوش باد جاذبی — مدرک صدق کلام و ذنبشی
این چه باد است اندر آن خرد استخوان — که پذیرد صوت و حرف قصه خوان
استخوان و باد روپوش است و بس — در دو عالم غیر یزدان نیست کس
مستمع او قائل او بی احتجاب — زانکه الاذنان من الراس ای مثاب
گفت گر رحمت همی آید بر او — زر بده بستانش ای اکرام خو
از منش واخر همی سوزد دلت — بی مؤنت حل نگردد مشکلت
گفت صد خدمت کنم پانصد سجود — بنده دارم نکو لیکن جهود
تن سفید و دل سیاه او را بگیر — در عوض ده تن سیاه و دل منیر
پس فرستاد و بیاورد آن همام — بود الحق سخت زیبا آن غلام
آنچنانکه ماند حیران آن جهود — آن دلش چون سنگ از جا رفت زود
حالت صورت پرستان این بود — سنگشان از صورتی موم می‌شود
باز کرد استیزه و راضی نشد — که بده افزون بده بی هیچ باد

اک قصاب اُسپر کری چاندی سوا / وہ جہود طامع تب راضی ہوا
کر دیا بیع اور اسے بے غرض / دیکے گوہر سنگ لیتا ہو عوض
یہ سمجھ کر کہ مجھے نفع ہوا / دے کے بدر و غوبر و مین لیا
ہو گئی جب بیع مقرر درمیان / لینا دینا ٹھہرا دونون مین ہان

یک نصاب نقرہ ہم بر وی فزود / تا کہ راضی گشت حرص آن جہود
بیع کردہ داد و بستد بی غرض / داد گوہر سنگ بستد در عوض
بر خیال آن کہ سودی کردہ ام / زاد اسود ابیضی آوردہ ام
منعقد چون گشت بیع اندر میان / یافت ایجاب و قبول ہر دو آن

ہنسنا یہودی کا اور سمجھنا اس بات کا کہ صدیق کو نقصان ہوا اور قیمت بلال کی نہ جاننا

خندیدن یہودی و پنداشتن آن کہ صدیق مغبون ست و ندانستن بہای بلال را

اُس یہودی نے لگایا قہقہا / از رہ تسخر و تمسخر داد وا
بولا صدیق اس سے تو ہنستا ہے کیون / در جواب اسکے ہنسا وہ اور زبون
بولا اگر کوشش نہیں ہوتی یقین / مول لینے اس غلام حبشی مین
مین نہیں جھگڑے سے کچھ ہوتا خفا / خود اسے مین دس روپیہ کو بیچتا
مین لالچ یا نون آدھے دانگ کو / ششتہ قیمت کو بڑھایا آپ سے
در جواب اسکے کہا صدیق نے / جو عوض گوہر دیا جون طفل کے
جانون مین ارزان اسی کو مین کر / جان و زمین دیکھون نہ رنگت سو اسے
ہے زر سرخ اور سیہ تابی رکھو / رشک دینے آیا احمق کے لیے
ہفت رنگی چشم جسمانی ہو سب / روح کو پائی لباس پردہ مین کب
گر مصر ہوتا تو اندر بیع کے / دیتا جملہ ملک و مال اپنا تجھے
اور مصر ہوتا زیادہ تو اگر / قرض لے کر غیر سے دیتا مین زر
بیچا ارزان کیونکہ ارزان تھا لیا / دُر نہ دیکھا اور ڈبہ وا کیا
بند ڈبا جہل تیری نے دیا / جلد دیکھے تو کہ کیا نقصان پڑا
سفت ڈبا تو نے پر لعل اب دیا / خوش سیہ روئی سے جون زنگی ہوا
تو بہت واحسرتا آخر کہے / بخت و دولت جیسے کوئی بیچ دے
بخت آیا بالباس خادمی / دیکھا ظاہر چشم بد بین نے تری
بندگی دکھلائی اپنی بس تجھے / مکر کھاتا تیری خوبی رشتہ سے

قہقہہ زد آن جہود سنگدل / از سر افسوس و طنز و غش و غل
گفت صدیقش کہ این خندہ چہ بود / در جواب پرسشش او خندہ فزود
گفت اگر جدت نبودی اہتمام / در خریداری این اسود غلام
من ز استیزہ نمی آشفتمی / خود بعشر آنیش می بفروختم
کو بنزد من نیرزد نیم دانگ / تو گران کردی بہایش را بیانگ
پس جوابش داد صدیق ای غبی / گوہری دادی بجوزی چون صبی
او بنزد من ہمی ارزد دو کون / من بجانش ناظرستم تو بلون
زر سرخ ست و سیہ تاب آمدہ / از برای رشک این احمق کدہ
دیدہ این ہفت رنگ جسمہا / در نیابد زین نقاب آن روح را
گر مکیسی کردہ در بیع بیش / دادمی من جملہ ملک و مال خویش
ور مکیس افزودمی من ز اہتمام / دامن زر کردمی از غیر وام
سہل دادی زانکہ ارزان یافتی / دُر ندیدی حقہ را نشکافتی
حقہ سربستہ جہل تو بداد / زود بینی کہ چہ غبنت اوفتاد
حقہ پر لعل را دادی بباد / ہمچو زنگی در سیہ رویی تو شاد
عاقبت واحسرتا گویی بسی / بخت و دولت چون فروشد خود کسی
بخت با جامہ غلامانہ رسید / چشم بد بختت بجز ظاہر ندید
او نمودت بندگی خویشتن / خوی زشتت کرد با او مکر و فن

اس سپید دل تن سنید و تست گے
یہ سمجھے اور وہ سمجھے بس ہو گو
بت پرستون کی سزا خود یہی ہے
گور کافر کی طرح پر دود و نار
مال ظالم کیطرح باہر جمال
جون منافق ظاہرا صوم و صلوۃ
ابر بے نم پر قراقر کی مثال
مثل وعدہ مکر اور قول دروغ
بعد اسکے پکڑا لیں دست بلال
رد ملی منہ مین خلال پاک کو
اسکو پھر لائے وہ پیش رسول
دیکھا جو حسن تن روے مصطفےٰ
لیس بلال نیک نے جب یہ سنا
دیر تک بیہوش اور بیخود رہا
مصطفےٰ نے اسکو خود چپٹا لیا
ہو وے کچھ کچھ مس لگے اکسیر سے
اوسمری اک ماہی دریا مین سے
وہ خطاب اوسدم جو احمد نے کہے
روز روشن ہو وے شب جون صباح
جان سے تو خود کہ شمس اندر حمل
جان سے تو خود کہ وہ آب زلال
صنع حق عالم کی جملہ جزو سے
جذب حق کا با اثر اور با سبب
نے کہ تاثیر قدر جاری نہین
جو مقلد عقل سے اندر اصول

بت پرستون کیطرح سے ای محمد
کر لکم دین ولی دین ای کہ جہود
اسپ جو ہین اسکا جھول اطلس کا
اور باہر سے کیے نقش و نگار
اندر اوسکے خون مظلوم و بال
یا طنا خاک سیاہ بے ثبات
نے زمین کو نفع نے ہو وے نہال
رسوا آخر اسکا اول با فروغ
دست محنت سے تھا وہ مثل خلال
جانب شیرین زبانی جای دو
کر کیا تھا جان سے وہ اسنے قبول
بولے طبتم فادخلوا با بہا
مصطفےٰ نے اسکے ہو گئے بیخود
ہوش مین آیا خوشی سے رو دیا
کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا دیا
اور مفلس پر خزانہ پڑ پڑے
اور بھولے کاروان کو رہ ملی
گر کہین شب سے تو شب یہ جو کہے
مین نہین کہ سکتا ہون وہ اصطلاح
کہتا کیا ہے با نبات و بھول پھل
کہتا کیا ہے یا ریاحین و نہال
مثل افسون گر کے دم اور حرف سے
باتین سو پنہان کرے بیحرف لب
لیک تاثیر اسکی معقولی نہین
فرع مین بھی ہے مقلد ای فضول

این سیاه و اسرار تن اسپید را
این ترا و آن مرا بردیم سود
خود سزا است بت پرستان این بود
همچو گور کافران پر دود و نار
همچو مال ظالمان بیرون جمال
چون منافق از برون صوم و صلوة
همچو ابر بی نم و برق و قر
همچو وعده مکر و گفتار دروغ
بعد از ان بگرفت آن دست بلال
شد خلالی در دهانی راه یافت
آوریدش تا بنزد آن رسول
چون بدید آن حسن روی مصطفےٰ
چون بلال این را شنید از مصطفےٰ
تا بدیری بیخود و بیهوش ماند
مصطفےٰ اش در کنار خود کشید
چون لو مسی که بر اکسیر زد
ماهی پژمرده در بحر اوفتاد
آن خطابی که گفت اندر نبی
روز روشن گردد آن شب چون صباح
خود تو دانی که آفتاب اندر حمل
خود تو میدانی که آن آب زلال
صنع حق با جمله اجزای جهان
جذب یزدان با اثرها و سبب
نی که تاثیر از قدر معمول نیست
چون مقلد بود عقل اندر اصول

بت پرستانه بگیر ای ترا افتخار
کر لکم دین ولی دین ای جهود
جلش اطلس اسپ او چوبین بود
و ز برون بربسته صد نقش و نگار
وز درونش خون مظلوم و دبال
وز درون خاک سیاه بی ثبات
نی در ان نفع زمین نی قوت بر
آخرش رسوا اول با فروغ
آن ز دست زخم محنت چون خلال
جانب شیرین زبانی می شتافت
که بجان او کرده بد دیش قبول
گفت طبتم فادخلوا با بها
حرمن شیافت و ادر قفا
چون بهوش آمد ز شادی شکر از آن
کس چه داند بخششی کو را رسید
مفلسی بر گنج پر نور فیر زد
کاروان گم شده زد بر رشاد
گر ز عذر شب بر آید از شبی
من نتانم باز گفت آن اصطلاح
تا چه گویم با نبات و با وقل
می چه گوید با ریاحین و نهال
چون دم و حرفست از افسون گران
صد سخن گوید نهان بی حرف و لب
لیک تاثیرش از و معقول نیست
وان مقلد در فروعش ای فضول

عقل گر پوچھے کہ کیونکر ہووے کام | کہہ دے ایسا تو سمجھانے والسلام
گر بپرسد عقل چون باشد مرام | گو چنانکہ تو ندانی والسلام

عتاب کرنا مصطفےٰ علیہ السلام کا صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمکو مین نے وصیت کردی تھی کہ میری شراکت سے خریدنا تمنے تنہا خرید کیا اور جواب مین عرض کرنا صدیق رضی اللہ عنہ کا

سید کونین سلطان جہان | بعدہ غصہ مین آئے اک زمان
بولے ای صدیق تمکو تھا کہا | کہ شریک اسمین مجھے کرنا بھلا
تمنے کیون تنہا کیا اپنے لیے | پھر کہو احوال اسکا تم مجھے
بولے ہم دونون تمھارے ہین غلام | کردیا آزاد اسے تم پر تمام
تم مجھے بندہ رکھو اور یار تم | کچھ نہ آزادی مین چاہون زینہار
مجھکو کب آزادی تیری چاہیے | بے ترے ہے ظلم اور محنت مجھے
اصطفا سے زندہ عالم کو کیا | خاص جانون کو کیا مجھکو سوا
دیکھتا تھا خواب مین اندر شباب | کہ عجب مجھے کرتا سلام آکر آفتاب
لیگیا مجھکو زمین سے تا سما | برتری مین اسکے مین ہمراہ تھا
سوچا مین ماخولیا ہے یہ محال | کب محال آخر ہوا ہے وصف حال
جو تجھین دیکھا تو دیکھا آپ کو | آفرین اس آئنہ میرے پہ ہو
جو تجھین دیکھا ہوا حال اب محال | غرق جان میری ہوئی اندر جلال
مین نے دیکھا جو تجھین ای روح جہان | مہر و خورشید اب دکھے ہے مجھکو خوار
عالی ہمت چشم میری تجسے ہے | جز خواری سے زمانہ مین دکھے
نور ڈھونڈھا دیکھا مین نے نور نور | حور ڈھونڈھی دیکھا مین رشک حور
ڈھونڈھا یوسف اک لطیف و لقا | یوسفستان تم مین دیکھا ظاہرا

معاتبت کردن پیغمبر علیہ السلام با صدیق کہ ترا وصیت کردم بشرکت من بخر خود تنہا خریدی و جواب عرض نمودن صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین سلطان جہان | در عتاب آمد زمانی بعد از آن
گفت ای صدیق آخر گفتمت | کہ مرا انباز کن در مکرمت
تو چرا تنہا خریدی بہر خویش | باز گو احوال ای پاکیزہ کیش
گفت ما دو بندگان کوی تو | کردمش آزاد من بر روی تو
تو مرا میدار بندہ و یار غار | ہیچ آزادی نخواہم زینہار
کہ مرا از بندگیت آزادیست | بی تو بر من محنت و بیدادیست
ای جہان را زندہ کردہ ز اصطفا | خاص کردہ عام را خاصہ مرا
خوابہا میدید جانم در شباب | کہ سلامم کرد قرص آفتاب
از زمینم بر کشید او تا سما | ہمرہ او گشتہ بودم ز ارتقا
گفتم این ماخولیا بود و محال | ہیچ گردد مستحیل وصف حال
چون ترا دیدم بدیدم خویش را | آفرین این آینہ خوش کیش را
چون ترا دیدم محالم حال شد | جان من مستغرق اجلال شد
چون ترا دیدم من ای روح البلاد | مہر این خورشید از چشمم فتاد
گشت عالی ہمت از تو چشم من | جز بخواری ننگرم اندر زمن
نور جستم خود بدیدم نور نور | حور جستم خود بدیدم رشک حور
یوسفی جستم لطیف و سیم تن | یوسفستانی بدیدم در تو من

ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنت کے لیے / دیکھی جنت ہر تمہارے جزو سے
ہے یہ نسبت میری اک مدح و ثنا / ہے تمہاری نسبت ہجو ناروا
جیسے مدح کرتا چوپان سلیم / خاص حق کی پیش موسیٰ کلیم
کہ جوئیں ڈھونڈوں تجھے میں شیر دوں / جوتیاں سیئوں ترے آگے رکھوں
ہجو اسکی حق نے لی جاے ثنا / کیا عجب رحمت رکھے گر تو روا
رحم فرما تو قصور فہم پہ / اے سوا ہر فہم سے تو وہم سے
ایہا العشاق اقبال جدید / عالم کہنہ سے آیا تو پدید
اس جہان سے ہے کہ چارہ عاجزان / سیکڑوں نادر ہیں عالم کی وہان
ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج / افرحوا یا قوم قد زال الحرج
نور گیا اندر میان ہلال / تھے تقاضا ارحنا یا بلال
تھے کہے پنہان عدو کے خوف سے / وہ ہے اندھا کہ تو [illegible] پہ
کان میں غمگین کے پھونکے ہے بشیر / اٹھ اے مدبر لے رہ اقبال گیر
اندر اس گلخن کو جئے میں رہ / تو کوئی زشتی سے خاموش رہ
کسطرح خاموش ہوں میں مشتاق / ہر بن مو سے جو نکلے ہے صدا
ایسا بہرا ہے عدو رشک خود / کان صدا ہے کوٹ اپنی ڈھول کو
مارین اسکے منہ پہ ریحان بر ملا / اندھے پن سے کہوے یہ آسیب کیا

در پی جنت بدم در جستجو / جلوتی نمود از ہر جز و تو
نسبت این نسبت بمن مدح و ثنا / نسبت این نسبت بتو قدح و ہجا
ہمچو مدح مرد چوپان سلیم / مر خدا را پیش موسیٰ کلیم
کہ بجویم اشپشت شیرت دہم / چارقت دوزم و حشیت نہم
قدح او را حق بمدح بر گرفت / گر تو ہم رحمت کنی نبود شگفت
رحم فرما بر قصور فہمہا / ای ورای فہمہا و وہمہا
ایہا العشاق اقبال جدید / از جہان کہنہ نو در رسید
زین جہان کو چارہ بیچارہ جوست / صد ہزاران نادرہ عالم دروست
ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج / افرحوا یا قوم قد زال الحرج
آفتابی رفت در کازہ ہلال / در تقاضا کہ ارحنا یا بلال
زیر لب میگفتی از بیم عدو / کوری او بر منارہ رو بگو
میدمد در گوش ہر غمگین بشیر / خیز ای مدبر رہ اقبال گیر
ای درین حبس و درین گند و شپش / ہین کہ تا کس نشنود رستی خمش
چون کنی خامش کنون ای یار من / کز بن ہر مو برآمد طبل زن
آنچنان کر شد عدو در رشک خود / گوید این چندین دہل را بانگ کو
میزند بر روش ریحان کہ طری / او ز کوری گوید این آسیب چیست

تمہید قصہ ہلال کا کہ خدا کا بندہ مخلص تھا صاحب بصیرت بغیر تقلید کے بندگی مخلوق میں پوشیدہ ہوا واسطے مصلحت کے نہ کہ عاجزی سے جیسے کہ لقمان و یوسف علیہما السلام از روے ظاہر کے اور سوا انکے اور یہ ہلال ایک بندہ سائیس تھا ایک امیر مسلمان کا

قصہ ہلال کہ بندہ مخلص بود مر خدای را و صاحب بصیرت بے تقلید پنہان شدہ بود بندگی مخلوق جہت مصلحت نہ کہ از عجز چنانکہ لقمان و یوسف علیہما السلام از روی ظاہر و غیر ایشان و این ہلال بندہ سائیس بود مر امیری را و آن امیر مسلمان بود

۵۵

لیکن وہ چشم باطن رکھتا تھا

اما چشم بستہ

جانے اندھا کہ ماں کو رکھتا ہے لیک جوتن ہے وہم مین لائے
اگر ساتھ اس دانش کے تعظیم ماں کی کرے
ممکن ہے کہ اندھے پن سے نجات پائے
کہ اذا اراد اللہ بعبد خیرا فتح عین قلبہ لیبصر بہا الغیب
جسوقت کہ ارادہ کرتے ہین اللہ تعالے طرف بندہ کے نیکی کا کھلجاتی ہین آنکھین دل اسکے کی تا کہ دیکھے اس سے غیب کو
+ زندگی دل سے یہ رہ حاصل کر
یہ زندگی تن صفت حیوان کی ہے

وانداعمی کہ مادری دارد لیک چون تن بوہم درنارد
اگر باین دانش تعظیم مادر کند ممکن بود
کہ از اعمی خلاصی یابد کہ اذا اراد اللہ تعالے
بعبد خیرا فتح عین قلبہ لیبصر بہا الغیب
این راہ ز زندگی دل حاصل کن
کین زندگی تن صفت حیوان است

ہاتھ پکڑے جو اور کھینچے اُسے	اندھیران کھینچے ہے کہیں در بدر	ہی شکنجد جور دستش می کشند	کور حیران کز چہ دم میکشند
یہ کشاکش ہاتھ و تن پر کس لیے	سوتا ہون تو چھوڑ خواب آئے مجھے	این کشاکش چیست بر دست و تنم	خفتہ ام بگذار تا خوابی کنم
خواب مین تو جسکو ڈھونڈھے وہ یہی ہے	کھول آنکھین کہ دمہ ہی نیک ہے	آنکہ در خوابش ہمی جوئی وی است	چشم بکشا کان مہ نیکو پی است
اس سبب آئی عزیزون پر بلا	یار نے جو جلوہ خوبون سے کیا	زان بلاہا بر عزیزان بیش بود	کان تجسس یار با خوبان بود
کرتا خوبون سے ہے شوخی ہر گھڑی	بھی پریشان کر دے اندھون کو کبھی	لاغ با خوبان کند در ہر دمے	نیز کور انرا بسو راند گہے
آپ کو اکدم وہ ان اندھون کو دے	شور تا اندھون کے کوچہ سے اٹھے	خویش را یکدم بدین کوران دہد	تا غریو از کوی کوران بر جہد

قصہ ہلال کا اور شوق اسکا ساتھ ایمان کے اور صفت ضعف و خواجہ اُسکے کی

قصہ ہلال و شوق او بہ ایمان و صفت ضعف و خواجہ او

تمنے بعضے تو سنے قصہ ہلال	اب سنو تم قصہ ضعف ہلال	چون شنیدی بعضی از قصہ بلال	بشنو اکنون قصہ ضعف ہلال
خوش چلن وہ تھا ہلال پاک ہے	دفع کی تھی جو سے بد راسو ہٹے	از بلال او بیش بود اندر روش	خوی بد را بیش کرده بد کُشش
پھسا کی پس رہ کہ پس وہ کی کر	ہر گھڑی گوہر ہے جانب سنگ کے	نی چو تو پس رو کہ ہر دم پستری	سوی سنگی میروی از گوہری

تقریر مین اسی معنی سے کہتا ہے

در تقریر ہمین معنی گوید

جیسے مہمان آیا اک خواجہ کے پاس	پوچھا سال عمر کر اپنی بیان	ہمچنان کان خواجہ را مہمان رسید	خواجہ از ایام سالش بر رسید

بولا تیری عمر کتنے سال کی
ست چھپا اور گن تو سال اپنے سبھی

بولا اٹھارہ و سترہ سال کی
یا کہ سولہ اور پندرہ سال کی

بولا پیچھے پیچھے ہٹتا ہے تو
کش تلک جائیگا شکر ماں کی تو

گفت عمرت چند سال است ای پسر
باز گوی و در مدزد و برشمر

گفت هجده هفده یا شانزده
ای برادر خوانده یا که پانزده

گفت واپس واپس ای خیره سرت
باز میرو تا بکس مادرت

تقریر میں اسی معنی کے کہتا ہے | در تقریر همین معنی گوید

ایک نے اک گھوڑا مانگا میر سے
بولا جا اس گھوڑے اشہب کو تو لے

بولا میں اسکو نہیں لوں بولا کیوں
بولا وہ ہٹتا ہے پیچھے بس فزون

پیچھے پیچھے ہٹتا جائے جبر کی سو
بولا کر دے گھر کی سو دم اسکی تو

تیرے گھوڑے نفس کی خواہش کی دم
اس سبب پیچھے ہٹے ہے جان تو تم

اسکی خواہش کہ دم آئی اصل سے
ای عقب کی اسکی خواہش لوٹ دے

شہوت کی خواہش جو اسکی ناں سے
عقل سے خواہش کو وہ جاری کیے

جیسے شاخوں کو تو کاٹے نخل کی
شاخ سے پیدا ہو قوت جان لے

اسکی دم اس سو جو کردی تو زیان
گر چلے واپس چلے تا لامکان

حبذا اسپ بطبع جیسے رو
نے چلے واپس نہ سرکش ہو و...

جسم موسی کی طرح وہ تیز رو
کر گئے طے جلد وہ بحرین کو

ہنات سو ہو سال کی وہ رہ بڑی
کہ محبت میں بس اُسنے سیر کی

سیر تن کی ہمت اسکی جیب ہو
سیر علیین تلک ہو جان کو

شہسوار آخر کو آگے بڑھ گئے
اور گدھے لو چل طبلے میں ہے

آن یکی اسپی طلب کرد از امیر
گفت رو آن اسپ اشهب را بگیر

گفت آن را من نخواهم گفت چون
گفت او واپس رو است و پس حرون

سخت پس پس میرود او سوی بن
گفت دمش را بسوی خانه کن

دم این استور نفست شهوت است
زان سبب پس پس رود آن خودپرست

شهوت او را که دم آمد ز بن
ای مبدل شهوت عقبیش کن

چون ببندی شهوتش را از رغیب
سر کند آن شهوت از عقل شریف

همچو شاخی که ببری از درخت
سر کند قوت ز شاخ ای نیکبخت

چون که کردی دم او را آن طرف
گر رود واپس رود تا مکتنف

حبذا اسپان رام پیش رو
نی سپس رو نی حرونی راکرو

گرم رو چون جسم موسی کلیم
تا بحرینش چه پهنای گلیم

هست هفصد ساله راه آن حقب
که بکرد او عزم در سیران حب

همت سیرش چو این بود
سیر جانش تا به علیین بود

شهسواران در سبق تاختند
خربطان در پایگاه انداختند

حکایت تقریر میں اسی معنی کے کہی | حکایت در تقریر همین معنی گوید

جیسے آیا گانوں میں اک قافلہ
دیکھا دروازہ کھلا اس گاؤں کا

ایک بولا ایسی سردی سخت میں
چند روز اس جا میں ہم ٹھہریں یہیں

آئی اک آواز بھیکو تم برون
اندر اسباب تم آؤ تم بس اندرون

پھینک باہر جو ہو قابل ترک کے
ست ہو داندر لا محفل پاک ہے

آن چنانکه کاروانی در رسید
در دهی آمد دری را باز دید

آن یکی گفت اندرین برد سخت
چند روزی اینجا بنهیم رخت

بانگ آمد نی بنه از برون
وانگهانی اندر آ تو اندرون

هم برون افکن هر آنچه افکندنی است
در میا با آن که این مجلس سنی است

رجوع طرف قصہ بلال رضی اللہ عنہ کے | رجوع بقصه بلال رضی الله عنه

تھا بلال استاد جان و دل صفا
کرتا سائیسی طویلے مین غلام
اسپ کا سائیس و اپنے نفس کا
حال سے وہ میر اُسکے بےخبر
دیکھتا تھا آب و گل اُنمین گنج
رنگ گل بیدا او نور وین نہان
ایک نے دیکھا منارہ مرغ نے
دوسرے نے مرغ دیکھا پر کھلا
جو کوئی تھے منتظر بنور اللہ تھا
بولا آخر چشم رکھ تو سوے بال
ایک نے بر نقش گل دیکھا بگل
تن منارہ علم و طاعت مرغ ہے
مرد اوسط مرغ بین ہے وہ ولے
بال وہ ہے نور اک پنہان مرغ
مرغ کہ بال اُسکی ہے منقار مین
علم اُسکی جان سے اُبلے مدام

بندہ و سائیس مومن میر کا
لیک شاہ اُنکا تھا شہ او بندہ نام
اور بہت مردم سے حالی مرتبا
کہ مثال ابلیس تھی اُسکی نظر
دیکھتا تھا پنج شش یعنے اصل پنج
ہر نبی یون ہی ہوا اندر جہان
کہ منارہ پر جو اک شہباز ہے
لیک تھا بے بال مُنھ اس مرغ کا
مرغ سے بھی بال سے آگاہ تھا
تا نہ دیکھے بال سے ظاہر ہو حال
دوسرے نے دیکھا پر علم ایکدل
مثل سولے مرغ یا دو مرغ لے
آگے پیچھے دیکھے نہیں جز مرغ کے
کہ سدا ہو ساتھ اُسکے جان مرغ
کوئی عاریت نہین کام اُسکے مین
عاریت نے اُسکے آگے او نہ دوام

بد بلال استاد دل جان و تنی
سائسی کردی ور آخر آن غلام
سائس اسپان و نفس خویش ہم
آن امیر از حال بندہ بےخبر
آب و گل میدید در وے گنج نے
رنگ طین میدید و در دین نہان
آن منارہ دید و بر وے مرغ نے
وان دگر میدید مرغ پرزنے
آنکہ او منظر بنور اللہ بود
گفت آخر چشم سوی موی نہ
آن یکی گل دید نقشین پر دل
تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ
مرد اوسط مرغ بین است او و بس
موی آن نوری است پنہان آن مرغ
مرغ کان موئیست در منقار او
علم او از جان او جوشد مدام

سائس و بندہ امیر مومنی
لیک سلطان سلاطین بندہ نام
از فراوان کس شدہ در پیش ہم
کہ نبودش جز بلیسانہ نظر
پنج و شش میدید و اصل پنج نے
ہر پیمبر این چنین بد در جہان
بر منارہ شاہبازی پر فنی
لیک موئی بر دہان مرغ نے
ہم ز مرغ و ہم ز موی آگہ بود
تا نہ بینی مو نہ بکشاید گرہ
وان دگر دل دید پر علم و عمل
خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
جز مرغی می نہ بیند پیش و پس
کہ بد و پایندہ باشد جان مرغ
ہیچ عاریت نباشد کار او
پیش او نی عاریت باشد نہ وام

بیمار ہونا بلال کا اور بےخبر رہنا خواجہ کا بہ سبب حقیر ہونے نظر اُسکی مین اور واقف ہونا مصطفے صلعم کا اور جانا اُسکی عیادت کو

رنجور شدن بلال و بیخبری خواجہ از وے بسبب حقارت او در نظر وی و واقف شدن مصطفے صلعم و رفتن بہ عیادت او

ہو گیا بیمار اک دن وہ بلال
خواجہ بیماری سے اوسکی بےخبر
ہو تا نو دن تک طویلہ مین پڑا
جو کہ تھا مرد اور شاہ مرد مان
آن وحی غمخوار رحم حق ہوا

مصطفے کو وحی ہوئی غماز حال
کہ اوسے جانے تھا کھوٹا بےخطر
حال سے آگہ نہ اُسکے کوئی تھا
عقل جیون سو قلزم اُنکی تھے روان
کہ فلان مشتاق ہے بیمار آپ کا

از قضا رنجور شد روزی بلال
بد ز رنجورش خواجہ بیخبر
خفتہ نہ روز آخر اندر محنی
آنکہ کس بود و شہنشاہ کسان
وحیش آمد رحم حق غمخوار شد

مصطفے را وحی شد غماز حال
کہ برا و بد کسا و بےخطر
ہیچکس از حال او آگاہ نے
عقل چون صد قلزمش ہر جا روان
کہ فلان مشتاق تو بیمار شد

مصطفے بہر ہلال پاک کے — اسکی جانب بس عیادت ہو گئی
پیچھے شمس وحی ہوئے وہ سروران — تب پیچھے اصحاب اونکے مثل اختران
ماہ کہتا ہے کہ اصحابی نجوم — للسری قدوہ وللطاعی رجوم
میر کو اک نے کہا وہ آئے شاہ — وہ خوشی سے دوڑا بیدل [illegible]
تا لی یہی خوش سوا اس وہم سے — کہ شہنشہ آئے میرے واسطے
نیچے اترا بام سے بس وہ امیر — جان فدا کرتا با قدام بشیر
پس زمین چومی سلام انکو کیا — اور خوشی سے مثل گل چہرہ کھلا
بولا بسم اللہ مشرف کیجے گھر — تا کہ جنت ہووے یہ دیوار و در
چرخ سے برتر ہو تا میرا مکان — تا کہ دیکھا میں نے بس قطب زمان
غصہ ہو فرمایا اس سے آپ نے — میں نہیں آیا ہوں تیرے واسطے
بولا تم جان ہو میری جان کیا ہے شکر — پھر کہو تکلیف یہ کس کے لیے
اس کسی کا خاک پا تا ہوؤں میں — جسکا تھالہ ہے تمہارے باغ میں
یہ کہا بس اسنے نخوت چھوڑ کے — مصطفے راضی ہوئے بس بات سے
بولے اسکو وہ ہلال عرش کان — چاندنی سا عاجزی سے فرش کران
بندگی میں شاد وہ پنہان ہوا — آیا جاسوسی کو دنیا میں ذرا
تو نہ کہ سائیس و بندہ ہے مرا — جان ویرانہ میں ہر گنج اک پڑا
اے مرض سے کسطرح ہے وہ ہلال — کہ ہزاروں بدر اسکے پایمال
بولا رنج اسکے سے میں آگہ نہیں — چند دن سے گھر پہ وہ آیا نہیں
بیل اور خچر سے وہ صحبت رکھے — ہے وہ سائیس اور طویلہ میں رہے

مصطفی بهر هلال با شرف — رفت از بهر عیادت آن طرف
در پی خورشید وحی آن سروران — وان صحابه در پیش چون اختران
ماه میگوید که اصحابی نجوم — للسری قدوة وللطاعی رجوم
میر را گفتند کان سلطان رسید — او ز شادی بیدل و جان برجهید
بر گمان آن ز شادی زد دو دست — کان شهنشه بهر میر آمده ست
چون فرود آمد ز غرفه آن امیر — جان همی افشاند پامزده بشیر
پس زمین بوس و سلام آورد او — کرد رخ را از طرب چون ورد او
گفت بسم الله مشرف کن وطن — تا که فردوسی شود این انجمن
تا فزاید قصر من بر آسمان — تا که دیدم قطب دوران زمان
گفتش از بهر عتاب آن محترم — من برای دیدن تو نامدم
گفت روحم آن تو خود روح چیست — هین بفرما کین تجشم بهر کیست
تا شوم من خاک پای آن کسی — کو بباغ لطف تست مغرسی
چون چنین گفت او و نخوت را براند — مصطفی ترک عتاب او بخواند
پس بگفتش کان هلال عرش کو — همچو مهتاب از تواضع فرش کو
آن شهی در بندگی پنهان شده — بهر جاسوسی بدنیا آمده
تو مگو کان بنده و آخرجی ماست — این بدانکه گنج در ویرانهاست
ای عجب چونست از سقم آن هلال — که هزاران بدر هستش پایمال
گفت از رنجش مرا آگاه نیست — لیک روزی چند بر درگاه نیست
صحبت او با ستور و استر است — سایس است و منزل او آخر است

آنا پیغمبر علیہ السلام کا واسطے عیادت ہلال کے اصطبل میں اس امیر کے اور نوازنا ہلال رضی اللہ عنہ کو

آمدن پیغمبر علیہ السلام از بہر عیادت ہلال در ستورگاہ آن امیر و نواختن ہلال رضی اللہ عنہ را

مصطفے غیبت سی گئے اسکے لیے — ڈھونڈھنے بس دربان اصطبل کے
رفت پیغمبر بغیبت بہر او — اندر آخر آمد اندر جستجو

تھا طویلہ پر نجس اور زشت سے | بہ ہوا سب دفع جب مسجد گئے
لیگیا بوسے نبی وہ شیر نر | جسطرح سے بوے یوسف کو پدر
باعث ایمان کے ہوویں معجزات | بوے جنسیت کرے جذب صفات
معجزے ہیں قہر دشمن کے لیے | بوے جنسیت لبسوے دل کھینچے
قہر سے دشمن ہو لیکن دوست نے | دوست کب ہو تا ز بر دستی سے ہے
خواب سے جو لگا جو اسکو آئی بو | سوچا کو بر کی جگہ میں ایسی بو
جوا سے بیلوں کے پامیں سے دیکھا | دامن پاک اس رسول پاک کا
وہ گشتا گوشہ اصطبل سے | آیا اور منہ رکھا پا پر آپ کے
اسکے منہ پر منہ پیمبر نے رکھا | سر و رو اور چشم پر بوسہ دیا
بولے یارا کیا تو پنہان لعل ہے | ای مسافر عرش کے کیا حال ہے
بولا کیا حالت رکھے شوریدہ خواب | کہ وہ جسمین آسکے آئے آفتاب

بود آخر مظلم و زشت و پلید | این همه برخاست چون مسجد رسید
بوے پیغمبر ببرد آن شیر نر | همچنان که بوے یوسف را پدر
موجب ایمان نباشد معجزات | بوی جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بهر قهر دشمن است | بوی جنسیت سوی دل بردن است
قهر گردد دشمن اما دوست نی | دوست کی گردد ببسته گردنی
اندر آمد او ز خواب از بوی او | گفت سرگین دان درو این گوی بو
از میان پای استوران بدید | دامن پاک رسول بی ندید
پس ز کنج آخر آمد غژغژان | روی پا پیش نهاد آن پهلوان
پس پیمبر روی بر رویش نهاد | بر سر و چشم و رویش بوسه داد
گفت یارا تو چه پنهان گوهری | ای غریب عرش چونی خوشتری
گفت چون باشد خود آن شوریده خواب | که درآید در دهانش آفتاب

بیان میں اسکے کہ مصطفیٰ علیہ السلام نے جو سنا کہ عیسیٰ پانی پر چلے فرمایا کہ

لو زاد یقینہ لمشی علی الہوا

اگر زیادہ ہوتا یقین انکا البتہ چلتا وہ ہوا پر ۱۲

در بیان آنکہ مصطفیٰ علیہ السلام چون شنید کہ عیسیٰ بر روی آب رفت فرمود کہ

لو زاد یقینہ لمشی علی الہواء

جون مسیح سر پہ فرات اسکو رکھے | آب حیوان میں ہوا مینج کے سے
بولے احمد گر یقین ہوتا سوا | دہشت مرکب اسکی ہوتی خود ہوا
میں ہوا پر جسطرح راکب ہوا | وصل کا معراج میں طالب ہوا
بولا کیا کچھ ہووے سگ اندھا اسیر | خواب سے اٹھا اور دیکھا خود کو شیر
شیر نے ایسا کہ مارین اسکو تیر | بلکہ ٹوٹے اسکے ڈر سے تیغ و تیر
اندھا جائے پیٹ کے بل مثل مار | دیکھیں آنکھیں کھولکر باغ و بہار
ہووے کیا وہ چون کہ چونی سے چھٹے | اور حیات انسان بیچونی کو نے
ہووے چونی بخش اندر لامکان | شیر ہو ان اسکے خوان پہ چون سگان
دے وہ بیچونی سے انکو استخوان | تو جنابت میں نہ پڑھ سورہ قرآن

همچو عیسی بر سرش گیرد فرات | کاین منی از غرقه در آب حیات
گفت احمد گر یقینش افزون بدی | خود هواش مرکب استی بودی
همچو من که بر هوا راکب شدم | در شب معراج مستصحب شدم
گفت چون باشد سگی کور و پلید | جست او از خواب خود را شیر دید
نی چنان شیری که کس تیرش زند | بل ز همیش تیغ و پیکان بشکند
کور بر اشکم رونده همچو مار | چشمها بگشاد در باغ و بهار
چون بود آن چون که از چونی رهد | در حیاتستان بیچونی رسد
گشت چونی بخش اندر لامکان | گرد خوانش جمله شیران ای فلان
او ز بیچونی دهدشان استخوان | در جنابت تن زن این

ذکر سے تا غسل چونی سے تمام	اس قرآن کو مت لگا ہاتھ ای غلام	تا ز چونی غسل ناری تو تمام	این برین مصحف منه کف ای غلام
گر پلید ہوں یا کہ ہوں پاک ای شہان	نہ پڑھوں تو کیا پڑھوں اندر جہان	گر پلیدم ور نظیفم ای شهان	این نخوانم پس چه خوانم در جهان
تو کہے مجکو کہ از راہ ثواب	تو نہ جانے غسل اندر حوض آب	تو مرا گوئی که از بهر ثواب	غسل ناکرده مرو در حوض آب
جو نہ آئے حوض میں ناپاک ہے	حوض سے باہر سوائی خاک ہے	هر که اندر حوض ناید پاک نیست	وز برون حوض غیر خاک نیست
گر نہیں پانی کو ہوتا یہ کرم	کب پلیدی کو وہ دھوتا ندیم	گر نباشد آبها را این کرم	کی پذیرد مر خبث را دمبدم
حیف آب کے شایق و امید پر	حسرت اسکی حسرت جاوید پر	وای بر مشتاق و بر امید او	حسرتا بر حسرت جاوید او
آپ رکھے سو کرم سو احترام	کہ پلیدوں کو وہ دھو دے والسلام	آب دارد صد کرم صد احترام	کی پلیدان را پذیرد والسلام
ای ضیاء الحق حسام الدین کہ تو	تجھ تلک آنے نہ دے شر طیور	ای ضیاء الحق حسام الدین که تو	پاسبان تست از شر الطیور
پاسبان تیرا اعلوا در نور ہے	ای تو خورشید نہان خفاش سے	پاسبان تست نور ارتقاش	ای تو خورشید مستر از خفاش
آگے اس خورشید کے پردہ ہے کیا	روشنی تیری چمک کی بس ہوا	چیست پرده پیش روی آفتاب	جز فروغ و شعشع و تیزی و تاب
پردہ اس خورشید کا رب کا ہے نور	رات اور خفاش اس سے بس ہو دور	حجب این خورشید هم نور ربست	بی نصیب از وی خفاش است و شب است
دونوں اس سی دور و پردہ میں رہے	اور سیہ دل سے افسردہ بنے	هر دو چون در بُعد و پرده مانده‌اند	یا سیه رویان فسرده مانده‌اند
تو نے بعضے لکھا جو قصہ ہلال	داستان بدر کو کر تو مقال	چون نوشتی بعضی از قصه هلال	داستان بدر آر اندر مقال
دو ہلال بدر رکھیں اتحاد	ہیں دوئی سے دور نقص و فساد	آن هلال و بدر دارند اتحاد	از دوئی دورند و از نقص و فساد
نقص باطن سے ہلال سے پاک ہے	نقص تدریج اک ظاہر میں رکھے	آن هلال از نقص در باطن بریست	آن بظاهر نقص تدریج آورست
پڑھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا	ڈھیل میں فرحت کا ثمرہ دے گا	در سبق گوید شب بشب تدریج را	در تانی بر دهد تفریج را
ڈھیل میں کہو کہ ای جلدی باز خام	پایہ پایہ چاہیے چڑھنا بام	در تانی گوید ای عجول خام	پایه پایه بر توان رفتن ببام
جوش ہوتا دیگ کو تدریج سے	جوش بے موقع سے کب قلیہ پکے	دیگ را تدریج و استاد است جوش	کار ناید قلیه دیوانه جوش
حق نہیں قادر تھا خلق چرخ پر	اک گھڑی میں کرتا کن سے جلوہ گر	حق نه قادر بود بر خلق فلک	در یکی لحظه به کن بی هیچ شک
کس لیے چھ روز میں پیدا کیا	تھا ہر اک دن وہ ہزار اک سال کا	پس چرا شش روز آن را برکشید	کل یوم الف عام ای مستفید
کیوں بنایا چالیس دن میں ابو البشر	تھوڑا تھوڑا گل میں تر کرتا وہ	خلقت آدم چرا چل صبح بود	اندر آن گل اندک اندک می‌فزود
صبح سے اس صبح تک سال ہزار	تا باخر پایا صورت نے قرار	زین سحر تا آن سحر سال هزار	تا باخر یافت این صورت قرار
کس لیے بچہ سے نو ماہ میں	کیونکہ ہے تدریج شہ کی سنتین	خلقت طفل از چه اندر نه مه است	زانکه تدریج از سنتهای شه است
ذرے مانند ای خام اب پھر	طفل تو اور شیخ اپنے کو کرے	نی چو تو ای خام کاکنون تاختی	طفلی و خود را تو شیخی ساختی
سب کے اوپر تو چڑھا مثل کدو	کان تیرا یا نون ہے گوش کان کر	بر دویدی چون کدو فوق همه	کو ترا پای جهاد و ملحمه

اردو		فارسی	
تو کرے مسکن شجر دیوار کو	اے خرچسے تو تونڑی مثل کدو	تکیہ کردی بر درختان و جدار	بر شدی ای قرعک هم قرعه دار
پہلے مرکب گر ہوا سرو سہی	پر ہوا آخر تو بے مغز و تہی	اول ار شد مرکبت سرو سهی	لیک آخر گشت بی‌مغز و تهی
سبز رنگت کا گر زرد اب ہوا	کیونکہ گلگونہ سے تھا اصلی نہ تھا	رنگ سبزت زرد شد ای قرع زود	زانکه از گلگونه بود اصلی نبود

حکایت نوّے برس کی پیر زال کی کہ روی زشت کو گلگونہ ملتی تھی

حکایت کمپیر نود ساله که روی زشت را گلگونه می اندود

اردو		فارسی	
نوّے سالہ زال تھی اندر زمان	جھُرّیاں تھیں پر رنگ اُسکا زعفران	بود کمپیر نود ساله کلان	پر تشنج روی و رنگش زعفران
مثل مقعد اُسکا منھ سمٹا ہوا	لیکن اُسکو شوق تھا خاوند کا	چون سر سفره رخ او تو بتو	لیک در وی بود مانده عشق شو
مو سفید اور دانت اُسکے گر گئے	قد کمان ہر حس تغیر اصل سے	ریخته دندانها و مو چون شیر شد	قد کمان و هر حسش تغییر شد
عشق شوہر شہوت و حرص اُسکو تام	صید ڈھونڈھے اور ٹوٹا تھا اُسکا دام	عشق شو و شهوت و حرصش تمام	صید خواه و پاره پاره گشته دام
مرغ بے ہنگام ورد سے گمرہی	دیگ خالی آگ چولھے میں بھری	مرغ بی هنگام و راه بی رهی	آتشی پر درین دیگ تهی
عاشق میدان اسپ و پا نہیں	عاشق نے اور لب و نا نہیں	عاشق میدان و اسپ و پای نه	عاشق زمر و لب و سرنای نه
حرص پیری میں نہ اعدا کو بھی ہو	جو خدا نے حرص دی اُس زال کو	حرص در پیری جهودان را سزا	ای شقی کش داد خدا این حرص داد
دانت ٹوٹے سگ کے جو بوڑھا ہوا	چھوڑی مردم گندگی کھانے لگا	ریخته دندانهای سگ چون پیر شد	ترک مردم کرد و سرگین گیر شد
گر سگان ساٹھ سالہ پر نظر	مثل سگ کے دانت ہر دم تیز تر	این سگان شصت ساله را نگر	هر دمی دندان سگشان تیزتر
بوڑھے سگ کے بال تن سے جھڑ گئے	ہیں یہ کتے بوڑھے اطلس پہنتے	پیر سگ را ریخته پشم از پوستین	این سگان پیر اطلس پوش بین
نرخ زرّین اُنکے عشق و حرص کو	دمبدم جون نسل سگ بن کے تو	عشقشان و حرصشان در فرج و زر	دمبدم چون نسل سگ بین بیشتر
عمر ایسی کہ ہی دوزخ کے لیے	خشم کے قصاب کی مسلخ بنے	زین چنین عمری که مایه دوزخ است	مر قصابان غضب را مسلخ است
جو کہے کہ عمر زیادہ ہو تری	ہووے خوشدل اور آئے اسے ہنسی	چون بگویندش که عمرت تو دراز	میشود دل خوش و دهانش از خنده باز
ایسی نفرین کو دعا بس جانے وہ	نہ اٹھائے سر نہ آنکھیں کھولے وہ	این چنین نفرین دعا پندارد او	چشم نگشاید سری بر نارد او
گر سنا اک بال بھر وہ دیکھتا	کہتا وہ یہ عمر ہو تجھکو روا	گر بدیدی یک سر مو از معاد	او بگفتی کاین چنین عمرت مباد

دعا دینا درویش کا خواجۂ گیلانی کو اور رد کرنا اُسکا

دعا کردن درویش خواجۂ گیلانی را و رد کردن او

اردو		فارسی	
خواجۂ گیلان کو اک دن کہا	نان پرست اک گداے نے ظاہرا	گفت یکروزی بخواجه گیلیی	نان پرستی نرگدا زنبیلیی

نان مجکو چاہیے تو نان دے — تا کروں میں اک دعا تیرے لیے
جبکہ روٹی پائی کی اُسنے دعا — خوش الہی گھر اپنے پہونچا ای خدا
بولا ذرہ گھر ہی جو مجکو دکھا — حق تجھے لیجائے اُسجا ای گدا
گرتے ہر عارف کو ناکس ہیں خفا — حرف گر عالی ہو انکا دین گھٹا
کیونکہ قدر سماع آئی ہے خبر — کاش تا درزی قبا ہو جسم پر
جو کہ بے طعنہ زنی مجلس نہیں — بات گھٹ جاتی ہے ہی چارہ نہیں
رہن سے اس بات کو تو اب چھڑا — پیرزن کے سوے قصہ پھر تو جا

نان همی باید مرا نان ده مرا — تا بگویم مر ترا این یک دعا
چون ستد زو نان بگفت ای مستعان — خوش بخان و مان خود بازش رسان
گفت اگر آنست خان کہ دیده‌ام — حق ترا آنجا رساند ای دژم
هر محدث را خسان بدل کنند — حرفش ار عالی بود نازل کنند
زانکه قدر مستمع آید نبا — بر قد خواجه برد درزی قبا
چونکه مجلس بی چنین بیغاره نیست — از حدیث پست نازل چاره نیست
داستان هین این سخن را باز گرد — سوی دستان عجوزه باز گرد

وصف اُس پیرزن حریص کا اور رجوع کرنا طرف حکایت اُسکی کے

وصف آن عجوزهٔ حریص و رجوع نمودن به حکایت او

جو ہوا اس راہ میں بڈھا ہو مرد — رکھ تو اسکا نام بڈھیا سال خورد
نا ہو سچا مال اور پونجی اُسے — نا ہو پانے والا سود و نفع سے
نا خوشی کو دیتا نا لیتا ہو وہ — نا رکھے معنی نہ معنی لیوے وہ
نا زبان نا کان نا عقل و بصر — نا ہش و نا بیہشی اور نا فکر
نا نیاز و نا جمال عشوہ ناز — تہ بہ تہ گندہ وہ مانند پیاز
نا ہو رہ چلنے کی اور نا پا ہو راہ — نا ترپ تجربہ کو اور نا سوز و آہ
نا تعصب نا ندامت کچھ اُسے — نا سلامت کا ارادہ دل میں ہی

چون مسن گشت و درین ره نیست مرد — تو بنه نامش عجوز سال خورد
نی مر او را راس مال و مایه‌ای — نی پذیرای قبول و پایه‌ای
نی دهنده نی پذیرنده خوشی — نی درو معنی و نی معنی‌کشی
نی زبان نی گوش نی عقل و بصر — نی هش و نی بیهشی و نی فکر
نی نیاز و نی جمال بهر ناز — تو به تو گنده مانند پیاز
نی رهی ببریده و نی پای راه — نی تبش آن مجمره را نی سوز و آه
نی تعصب نی ندامت مر ورا — نی بدل عزم سلامت مر ورا

سوال کرنا سائل کا صاحب خانہ سے اور جواب دینا اسکا از راہ طنز کے

سوال سائل از صاحب خانه و جواب او را بر سبیل طنز

گھر پہ سائل اک کے آیا ناگہان — نان تازہ مانگتا یا خشک نان
بولا صاحب خانہ روٹی ہے کہان — نانبائی کی یہ احمق نا دکان
بولا آخر ٹکڑا اک چربی دے — بولا قصاب کی دکان ہے
بولا مٹھی آٹا گھر والے تو دے — بولا تو جانے کہ چکی یہ ہے
بولا آخر پانی تو دے مشک سے — بولا نا یہ پان نہ مشک نہر ہی

سائلی آمد بسوی خانه‌ای — خشک نانی خواست یا تر نانه‌ای
گفت صاحب خانه نان اینجا کجاست — خیره‌ای این نه دکان نانواست
گفت آخر پاره‌ای پیهم بیاب — گفت آخر نیست دکان قصاب
گفت مشتی آرد ده ای کدخدا — گفت پنداری که هست این آسیا
گفت باری آب ده از مکرعه — گفت نه نیست جوی یا مشرعه

تان وجوسی سے جو وہ تھا مانگتا — ہنسنے کرتے اسکو شرمندہ ہوا

وہ گدا اس سمیٹ اندر گیا — گھر میں اسکے چاہا ہگنا برملا

بولا ہیں ہیں بولا چپ رہ احمقا — ہوؤں فارغ ایسے ویرانہ میں جا

خود نہیں یاں پر وجہ جینے کی ہے — ایسے گھر میں ہگنا آخر چاہیے

جو نہیں ہے باز تو پکڑے شکار — ہاتھ پر سیکھا شکار شہریار

تو نہیں طاؤس با نقش و نگار — نقش سے تا چشم ہووے نوردار

بھی نہیں طوطی کہ شکر تجکو دیں — اور باتیں تیری شیرین بس سنیں

بھی نہیں بلبل کہ تو عشاق وار — بس کرے خوش نالہ اندر لالہ زار

بھی نہیں ہدہد کہ قاصد تو بنے — ذ مثل لکلک کے گھر بالا کرے

جائے تو سری میں ہندستان کو — جائے فصل گل میں ترکستان کو

کیا تو بازاری خریدیں کیوں تجھے — مرغ کیا ہے تجکو کھائیں کسلیے

اس دکان مکر سے تو ہو جدا — فضل کی دکان تک اللہ اشترٰی

ایسا سامان کہ نہ لیوے خلق جسے — کھنگی سے وہ خدا مول اسکو لے

کوئی کھوٹا اسکے آگے ذی برا — کیونکہ لینے سے نہ چاہے فائدا

لینا دینا یار کا ہے بس نکو — کہ وہ خلق نیک ہے اور نیک خو

ہیچ اسکا فضل مت مایوس ہو — پھر بیان کر پیر زن کے مکر کو

سوی قصہ پیر زن جاتا ہوں میں — کیونکہ ذی حد یہ ہوئیں بس کہیں

هر چه او درخواست از زن و شوی — بر یکی میگفت و میکردش فسوس

آن گدا در رفت و دامن درکشید — و اندران خانه بجست و خواست رید

گفت هی هی گفت تن زن ای نزم — تا درین ویرانه خود فارغ کنم

خود درینجا نیست وه زیستن — در چنین خانه بباید ریستن

چون نه بازی که گیری تو شکار — دست آموز شکار شهریار

نیستی طاؤس با صد نقش بند — که بنقشت چشمها روشن کنند

هم نه طوطی که چون قندت دهند — گوش سوی نطق شیرینت نهند

هم نه بلبل که عاشق وار زار — خوش بنالی در چمن یا لاله زار

هم نه هدهد که پیکیها کنی — نی چو لکلک که وطن بالا کنی

در زمستان سوی هندستان روی — در بهاران سوی ترکستان شوی

در چه بازاری و بهر چیست خوش — تو چه مرغی و ترا با چه خورند

زین دکان با مکیسان بر تر آ — تا دکان فضل الله اشتری

کالۀ که هیچ خلقش ننگرید — از خلافت آن کریم آنرا خرید

هیچ قلبی پیش او مردود نیست — زانکه قصدش از خریدن سود نیست

سود او و بیع آن یار نکو — گوش نیکو خلق و هم نیکوش خو

هین مبادا افضال آن دلکش شو — سوی داستان عجوزه باز رو

باز میگردم سوی قصه عجوز — زانکه پایانی ندارد این رموز

رخ پر چپکانا پیر زن کا عشر قرآن کو واسطے آرایش کے

شادی ہمسایہ میں اسکے تھی عجب — اتفاقاً بس کیا اسکو طلب

اسکو شادی کا بلاوا جو گیا — آگے منہ کے اسنے آئینہ رکھا

بال ابرو کو وہ کرتی صاف تھی — تا ہو آرایش سے رخ کی روشنی

بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا — مقصد رو اسکا ذی نہان ہوا

عشر قرآن ہر جگہ سے کاٹ کر — رخ پہ چپکاتی تھی اپنے بیشتر

بر رو چسپانیدن عجوزه عشرهای قرآن را جهت آرایش

بود در همسایه اش سور عجب — کرده بود او از قضا او را طلب

چون عروسی خواست رفتن آن خریف — پیش رو آئینه بگرفت آن حریف

سوی ابرو پاک میکرد آن عجوز — تا بیاراید رخ و رخسار و پوز

چند گلگونه بمالید از بطر — سفرۀ رویش نشد پوشیده تر

عشرهای مصحف از جا میبرید — می بچسپانید بر روی آن پلید

سقدر وا اسکا پنہان تاکہ ہو ۔۔۔ تا نگین حلقۂ خوبان ہو وہ

عشر ہر جا رخ پہ چپکاتی تھی وہ ۔۔۔ پس وہ گرتے اوڑھتی چادر وہ جو

پھر وہ ان عشروں کو اپنے تھوک سے ۔۔۔ رخ پہ چپکاتی تھی اپنے ہر جگہے

پھر وہ چادر سیدھی کرتی ناز سے ۔۔۔ عشر گرتے اسکے رخ سے خاک پہ

جو بہت تدبیر کرتی گرتے وہ ۔۔۔ بولی سو شیطان پہ لعنت ہو جو

پس ہوا ابلیس متشکل وہان ۔۔۔ بولا ای قحبہ و مکار جہان

مین نے ساری عمر یہ سوچا بہت ۔۔۔ تجھ سوا قحبہ کے یہ دیکھا نہین

تو نے رسوائی مین بویا تخم عجب ۔۔۔ ذ جہان مین چھوڑا قرآن کو بھی اب

تیرے سوا ابلیس مین عشر غیر ۔۔۔ چھوڑ مجکو تو ای زالو نگی امیر

چوری کب تک عشر کی قرآن سے ۔۔۔ تا ہو رنگین رخ ترا جون سیب کے

چوری کب تک حرف مردان خدا ۔۔۔ تا تو بیچے اور لیوے مرحبا

رنگ بستہ سے نہ تو گلگون ہوا ۔۔۔ شاخ بستہ فن کو نہ نشو نما

آئے آخر مرگ کی چادر تجھے ۔۔۔ پھینک دے یہ عشر سب رخ سے

جو کرانے والا آئے کوچ کا ۔۔۔ گم ہو اس سے قیل و قال بردنما

عالم خاموشی آگے آئے جو ۔۔۔ حیف ہے ذ انس اسکا دل مین جو

ایک دو دن صیقل اس سینہ کو کر ۔۔۔ دفتر اس آئینہ کو اپنا تو کر

کہ ہوئی سایہ سے یوسف کی عیان ۔۔۔ وہ زلیخا پیرزن اک نوجوان

بدلے ہے خورشید گرمی سے مزاج ۔۔۔ بارد اس بڑھیا کا جو سرد ہے مزاج

سوز مریم سے بدل جاتی ہے اب ۔۔۔ نخل خرم سے وہ شاخ خشک لب

پیرزن کب تک تقضا سے تو کرے ۔۔۔ چھوڑ تو مالمضی کو اور اب نقد لے

رخ کو نا امید خوبی جو ترے ۔۔۔ خواہ گلگونہ و خواہ سیاہی رکھے

تا که سفره روی او پنهان شود ۔۔۔ تا نگین حلقهٔ خوبان شود

عشرها بر رو هر جا مے نهاد ۔۔۔ چونکه بر می بست چادر سیقباد

باز او آن عشرها با آن خدو ۔۔۔ می بچسپانید بر اطراف رو

باز چادر راست کردی از کمین ۔۔۔ عشرها افتادی از رو بر زمین

چون بسی میکرد فن آن سیقباد ۔۔۔ گفت صد لعنت بر آن ابلیس باد

شد مصور در زمان ابلیس زود ۔۔۔ گفت ای قحبه قدید پلی ورود

من همه عمر این نه بشنیده ام ۔۔۔ نی ز جز تو قحبه این دیده ام

تخم با در در فضیحت کاشتی ۔۔۔ در جهان تو مصحفی نگذاشتی

صد بلیسی تو خمیس اندر خمیس ۔۔۔ ترک من گو ای عجوز دردبلیس

چند دزدی عشر از ام الکتیب ۔۔۔ تا شود رویت ملون همچو سیب

چند دزدی حرف مردان خدا ۔۔۔ تا فروشی و ستانی مرحبا

رنگ هر بسته تر اگلگون نکرد ۔۔۔ شاخ بربسته فن عمر چون نکرد

عاقبت چون چادر مرگت رسد ۔۔۔ از رخت این عشرها اندر فتد

چونکه آید خیز خیز آن رحیل ۔۔۔ گم شود زان پس فنون قال و قیل

عالم خاموشی آید پیش بیست ۔۔۔ وای آنکه در درون انسیش نیست

صیقلی یک دو روزے سینه را ۔۔۔ دفتر خود ساز آن آئینه را

کز رسائید یوسف صاحبقران ۔۔۔ شد زلیخای عجوز از نوجوان

میشود مبدل بخورشید تموز ۔۔۔ آن مزاج بارد برد العجوز

میشود مبدل ز سوز مریمی ۔۔۔ شاخ لب خشکی به نخل خرمی

ای عجوزه چند کوشی با قضا ۔۔۔ نقد جو اکنون رها کن ما مضی

چون رخت را نیست در خوبی امید ۔۔۔ خواه گلگونه و خواهی مدید

حکایت اس بیمار کی کہ طبیب کو اسکی امید نہ تھی کہا جو کچھ تو چاہے کر

حکایت رنجوری که طبیب در وی امیدی نداشت گفت هر چه خواهے کن

وہ گیا بیمار اک پاس طبیب ۔۔۔ بولا میری نبض کو دیکھ ای لبیب

آن یکی رنجور شد نزد طبیب ۔۔۔ گفت نبضم را نگهدار ای لبیب

تا کہ جانے نبض سے تو حال دل ۔ کہ ہے دل سے ہاتھ کی رگ متصل
دل ہی غائب اُس سے جو چاہے مثال ۔ ڈھونڈ اُس سے جسکو دل سے اتصال
ہی ہوا پوشیدہ آنکھوں سے ای یار ۔ دیکھ اُسمیں پتے اُڑتے اور غبار
کہ یمن کو جائے یا سوئے شمال ۔ برگ کی جنبش تجھے کہ وصف حال
دل کی مستی کو تو جانے کان سے ہی ۔ وصف اُسکا یا تو چشم مست سے
دور ہے جو ذات حق سے صفت و ذات ۔ جان تو پھر یار رسول و معجزات
معجزات اور بس کرامات نہان ۔ پیر صافی سے کرے دل پر عیان
اُنکے اندر سو قیامت نقد ہی ۔ کمتر اُنکا مست ہمسایہ رہے
ہیں جلیس اللہ ہوا وہ نیک بخت ۔ لیگیا پہلو میں نیکوں کے جو رخت
معجزہ کہ وے جمادی کو اثر ۔ یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر جان پر کرے بیواسطہ ۔ ہووے پنہان متصل اک رابطہ
عاریت ہی وہ جمادی پر اثر ۔ روح خوش کے واسطے پوشیدہ
تا کہ اُس جامد سے دل لیوے اثر ۔ حبذا یکی یکائی نان تر
حبذا خوان مسیحا بے ضرر ۔ حبذا لے باغ مریم کا ثمر
جان سے کامل کے ڈرائے معجزات ۔ طالبوں کی جان کے اندر جون حیات
معجزہ ہی بحر و ناقص مرغ خاک ۔ مرغ خاکی بحر میں ہووے ہلاک
مرغ آبی بحر میں سے ہی ہلاک ۔ ماہیوں کو مرگ سے لے دریا ہو خاک
عجز بخشے جان کو نامحرم کی ہی ۔ بخشے قدرت جان کو ہمدم کی ہی
جو نپائے یہ سعادت دل میں تو ۔ لے تو ہر دم ظاہر استدلال کو
راہ میں اکثر میں ظاہر بس اثر ۔ اور اثر دے سے ہی مؤثر کی خبر
وہ ہی نہان اُس سے اک معنی کو لے ۔ سامری کا جیسے صنعت سحر ہی
جو نظر آثار میں اُسکے کرے ۔ گرچہ پنہان تو کرے ظاہر اُسے
اُسکے باطن میں ہی جو قوت نہان ۔ فعل میں آگے گو وہ ہووے عیان
جو یہ سب آثار سے پیدا ہوا ۔ کیوں نہ آثار سے ظاہر خدا
یہ سبب اور کل اثر ہیں مغز و پوست ۔ جو تو ڈھونڈے کل ہیں یہ آثار دوست

تا ز نبض آگہ شوی بر حال دل ۔ کہ رگ دست ست با دل متصل
چونکہ دل غیب ست خواہی زو مثال ۔ ز آن بجو کہ باد ہستش اتصال
باد پنہان ست از چشم ای امین ۔ در غبار و جنبش برگش ببین
کز یمینست آن وزان یا از شمال ۔ جنبش برگت بگوید وصف حال
مستی دل را نمیدانی کہ کو ۔ وصف آن از نرگس خمار جو
چون ز ذات حق بعیدی وصف ذات ۔ باز دانی از رسول و معجزات
معجزات و کراماتے خفی ۔ بر زند بر دل ز پیران صفی
کاندرون شان صد قیامت نقد ہست ۔ کمترین آنکہ شود ہمسایہ مست
پس جلیس اللہ گشت آن نیکبخت ۔ کہ بپہلوی سعیدی برد رخت
معجزہ کان بر جمادی کرد اثر ۔ یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر بر جان زند بیواسطہ ۔ متصل گردد بپنہان رابطہ
بر جمادات آن اثرہا عاریہ است ۔ آن پی روح خوش متواریہ است
تا از آن جامد اثر گیرد ضمیر ۔ حبذا نان بی ہیولای خمیر
حبذا خوان مسیحی بے کمی ۔ حبذا بی باغ میوہ مریمی
بر زند از جان کامل معجزات ۔ بر ضمیر جان طالب چون حیات
معجزہ بحر ست و ناقص مرغ خاک ۔ مرغ خاکی رفت در یم شد ہلاک
مرغ آبی در وی ایمن از ہلاک ۔ ماہیان را مرگ بی دریا ست خاک
عجز بخش جان ہر نامحرمے ۔ لیک قدرت بخش جان ہمدمے
چون نیابی این سعادت در ضمیر ۔ پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر
کہ اثرہا بر مشاعر ظاہر ست ۔ وین اثرہا از مؤثر مخبر ست
ہست پنہان معنی ہر داوری ۔ ہمچو سحر و صنعت آن سامری
چون نظر در فکر و آثارش کنی ۔ گرچہ پنہان ست اظہارش کنی
قوتی کان در درونش مضمر ست ۔ چون بفعل آید گواہ و مظہر ست
چون ز آثار اینہمہ پیدا شد ست ۔ چون نشد ظاہر با آثار ایزد ست
این سببہا و اثرہا مغز و پوست ۔ چون بجوئی سر بسر آثار اوست

اردو	اردو	فارسی	فارسی
دوست رکھے خیر کو از راہ اثر	کیون نہ تو رکھے سے جواب تو بخبر	دوست گیری خیرہا را از اثر	پس چرا آثار بخشے بخبر
دوست رکھے خیال سے تو خلق کو	کیون نہ رکھے شاہ غرب و شرق کو	از خیال دوست گیری خلق را	چون نگیری شاہ غرب و شرق را
بات یہ بے انتہا ہے حرص کو	میری اسمین انتہا مت ہو جیو	این سخن پایان ندارد ای قباد	حرص ما را اندرین پایان مباد
لوٹ تو اور قصۂ بیمار کو	با طبیب دانا بینا سے کہو	باز گرد و قصۂ رنجور خوان	با طبیب آگہ بیماردان
رجوع طرف قصۂ رنجور کے		**رجوع بقصۂ رنجور**	
نبض دیکھی اور جانا اسکا حال	کہ اُسے امید صحت تھی محال	نبض او بگرفت و آگہ شد ز حال	کہ امید صحت او بد محال
بولا جو کچھ تیرا دل چاہے وہ کر	دور ہو تن سے ترے تا وہ ضرر	گفت ہر چیت دل بخواہد آن مکن	تا رود از جسمت آن رنج کہن
جو ترا دل چاہے تو وہ کر نہ دیر	تا نہو پرہیز سے تو بس زحیر	ہر چہ خواہد خاطر تو وا مگیر	تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر
صبر و پرہیز اس مرض میں ہے زیان	جو ترا دل چاہے وہ لا در میان	صبر و پرہیز این مرض را دان زیان	ہر چہ خواہد دل درآرش در میان
ایسے ہی فرمایا ہے رنجور کو	بس خدا نے اعملوا ما شئتم	این چنین رنجور را گفت ای عمو	حق تعالی اعملوا ما شئتم
بولا جا اب خیر تجھکو ہو جیو	مین لب جو کی ہون جاتا سیر کو	گفت رو ہین خیر بادت جان عم	من تماشای لب جو میروم
دل کی خواہش پر وہ جاتا تھا تمام	تا کہ وہ صحت کا پاسکے فتح باب	بر مراد دل ہمی رفت او شتاب	تا کہ صحت را بیابد فتح باب
نہر پر صوفی تھا اک بیٹھا ہوا	ہاتھ منہ دھوتا تھا اور کرتا پاک تھا	بر لب جو صوفی بنشستہ بود	دست و رو می شست و پاکی می فزود
دیکھی گردن اسکی جون مجنون کے	آرزو کی کہ چپت مارون اسے	او قفایش دید چون تخییلی	کرد او را آرزوے سیلی
پیچھے اس صوفی کے وہ حیرت پرست	بس چپت کے واسطے تانے تھا دست	بر قفای صوفی آن حیرت پرست	راست میکرد از برای صفع دست
گر نہ پوری آرزو ہو جائے دل	ہے معالج نے کہا علت وہ ہو	کار زور را گر نرانم تا رود	کی طبیبم گفت کان علت شود
اُسکے تھپڑ سے ہو جسمیں معرکہ	کیونکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ	سیلیش اندر برم در معرکہ	زانکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ہے صبر پرہیز ای فلان	مار اسے اور چپت رہ جون کاہلان	تہلکہ است این صبر و پرہیز ای فلان	خوش بگوییش تن مزن چون کاہلان
جو چپت اُسکے لگائی اک ترق	بولا صوفی ہین ہے کیا اے قرد و عاق	چون زدش یک سیلی آمد طراق	گفت صوفی ہی ہای ای قواد عاق
چاہا صوفی ڈکہ مین گھونسے جڑ دے	اور پھر داڑھی مونچھ اُسکی نوچ لون	خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند	سبلت و ریشش یکایک بر کند
لیک اک بیمار تر دیکھا اُسے	دیکھا عاجز ناتوان ننگا اُسے	لیک او را خستہ و رنجور دید	پس ضعیف و زار و زرد و عور دید
پھر وہ سوچا ضعف اسکو ہے سوا	گر مین مارون گھونسا ہووے فنا	باز اندیشید او ضعف ورا	گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
رنج دق سے تھی ہلاکت اسکا کار	دیکھا اُسکو سخت بیمار و نزار	رنج دق از وی برآوردہ دمار	دیدہ او را سخت رنجور و نزار
خلق سب رنجور دق ناچار ہے	کھاتی تھپڑ دیو اک مکار سے	خلق رنجور دق و بیچارہ اند	وز خداع دیو سیلی بارہ اند

ہم سب خلق بیمار دق و ناچار ہیں کہ دیو مکار سے تھپڑ کھاتی ہے یعنی مخلوق مریض ہے اور لیے سے چپت کھاتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

جملہ در راندای بیجرمان حریص | در قفای یکدیگر جویان قصیص
سب حریص ایذا مین ہین بیجرم کے | پیچھے اک کے دوسرا القصاص کے

ای زننده بیگناہان را قفا | در قفای خود نمی بینی چرا
ای چپت مارے ہو تو بیجرم کو | پیچھے اپنے کیون نہین دیکھے ہو تو

ای ہوا را طب خود بنداشتہ | بر ضعیفان صفع را بگماشتہ
ای ہوا کو اپنی طب ہو جانتا | اور ضعیفون پر چپت ہو مارتا

بر تو خندید آنکہ گفت کین دواست | اوست کادم را بگندم رہنماست
کی ہنسی جسنے بتائی یہ دوا | کہ وہی آدم کا ہو گندم نما

کہ بخور این دانہ را ای مستعین | بہر دارو تا تکو تا خالدین
کہ تو اس دانہ کو کھا ای مستعین | بہر دارو تا تکو تا خالدین

اوش لغزانید وزد او را قفا | آن قفا وا گشت و او را جزا
اسنے لغزش دی چپت اسکو جڑی | وہ چپت بولی جزا اسکی ہوئی

اوش لغزانید سخت اندر زلق | لیک پشت و دستگیرش بود حق
اسنے لغزش اسکو دی تھی سخت تر | پر مددگار اسکا حق تھا بیشتر

کوہ بود آدم اگر پر مار شد | کان تریاقست و بی اضرار شد
کوہ تھا آدم ہوا پر مار گر | کان تریاقی ہو نہ اسکو ضرر

تو کہ تریاقی نداری ذرہ | از خلاصی خود چرا ای غرہ
تو نہین تریاق ذرہ بھر رکھے | کیون نجات اپنی سے تو غرہ کرے

آن خلیلانہ توکل کو ترا | وان کرامت چون کلیمت از کجا
وہ خلیلانہ توکل تجکو کان | تجکو جون موسی کرامت وہ کہان

تا نبرد تیغت اسمعیل را | تا کنی شہراہ قعر نیل را
تا نہ کاٹے تیغ اسمعیل کو | تا کرے شہراہ قعر نیل کو

گر سعیدی از منارہ اوفتید | بادش اندر جامہ افتاد و رہید
گر منارہ سے سعید اک کودتا | گھستی جامہ مین ہوا اور چھوٹتا

چون یقینت نیست آن بادای حسن | تو چرا بر باد دادی خویشتن
گر یقین تجکو نہین اس باد کا | آپکو برباد کیون تو نے کیا

زین منارہ صد ہزاران ہمچو عاد | در فتادند و سر و تن باد داد
اس منارہ سے ہزارون مثل عاد | گر پڑے وہ اور دیا سر تن بباد

سرنگون افتادگان زیر منار | در نگر تو صد ہزار اندر ہزار
گر پڑون کو سرنگون زیر منار | دیکھا تو سو ہزار اندر ہزار

تو رسن بازی نمیدانی یقین | شکر پا بارا گو و میرو بر زمین
چڑھنا رسی کا نہ جانے تو نکو | چل زمین پر شکر پاؤن کا تو

پر مساز از کاغذ و از کہ مپر | کاندرین سودا بسی رفتست سر
کرکے پر کاغذ سے مت اڑ کوہ پر | ایسے سودا مین بہت نے کھوے سر

گرچہ آن صوفی پر آتش شد ز خشم | لیک ہم بر عاقبت انداخت چشم
گرچہ صوفی آگ غصہ سے ہوا | پر نظر انجام پر رکھا وہ تھا

اول صف بر کسی ماند بکام | کو نگیرد دانہ بیند بند دام
پہلا تھپڑ اس کسی پر ہو بکام | کہ نہ لے دانہ وہ دیکھے بند دام

حبذا دو چشم پایان بین راد | کہ نگہدارند تن را از فساد
حبذا انجام بین ہین چشم وہ | کہ نگہ فتنہ سے رکھے جسم کو

آنکہ پایان دید احمد بود کو | دید دوزخ را ہم اینجا تو بتو
جسنے آخر دیکھا وہ تھے مصطفی | کہ انھون نے دیکھی دوزخ اس جگہا

دید عرش و کرسی و جنات را | بر درید او پردہ غفلات را
دیکھا عرش و کرسی و جنات کو | اور پھاڑے پردہ غفلات کو

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر | چشم ز اول بند و پایان را نگر
تو سلامت کو ضرر سے چاہے گر | دیکھ آخر چشم اول بند کر

تا عدمہا را ببینی جملہ ہست | ہستہا را بنگری محبوس و پست
تا کہ تو معدوم کو دیکھے جملہ ہست | اور مقید دیکھے ہستون کو وہ پست

این ببین باری کہ ہر کش عقل ہست | روز و شب در جستجوی نیستست
دیکھ یہ کہ جس کسی کو عقل ہے | جستجو مین رات دن ہی نیست کے

کیون تنگی مین بیٹھا ہے جود کو	کون دکان مین بیٹھا ہے سود کو	در گدائی طالب جودیکه نیست	بر دکانها طالب سودیکه نیست
کون کھیتی مین بیٹھا ہے دخل کو	کون تھالا مین بیٹھا ہے نخل کو	در مزارع طالب دخلی که نیست	در مغارس طالب نخلی که نیست
کون مکتب مین بیٹھا ہے علم کو	کون صومع مین بیٹھا ہے حلم کو	در مدارس طالب علمی که نیست	در صوامع طالب حلمی که نیست
ڈالا ہستونکو پیچھے پیٹھ کے	نیستون کے طالب اور بندہ ہوے	هستها را سوی پس افگنده اند	نیستها را طالبند و بنده اند
کیونکہ کان و مخزن صنع خدا	ہے سوای نیستی کے ظاہرا	زانکه کان و مخزن صنع خدا	نیست غیر نیستی در انجلا
اس سے پہلے رمز اک اسکی کہی	یہ ودہ کو ایک دیکھ اور نہ دوئی	پیش ازین رمزی بگفتستیم ازین	این و آن را تو یکی بین دو مبین
یہ کہا ہے ایک کاریگر کہ ہر	ڈھونڈا صنعت مین جا نیست کے	گفته شد که هر صناعت گر که رست	در صناعت جایگاه نیست جست
ڈھونڈا معمار اک بجائے بے بنا	کہ ہوئی ویران چھت اسکی گری	جست بنا موضعی نا ساخته	گشته ویران سقفها اندر خته
ڈھونڈا سقا کوزہ جو نہ لے آب ہے	اور نجار اک جو گھر نے باب ہے	جست سقا کوزهٔ کش آب نیست	وان در و گر خانهٔ کش باب نیست
دیکھ عدم مین حملہ انکا وقت صید	اور عدم سے بھاگیں سب وہ نا امید	وقت صید اندر عدم بین حمله شان	وز عدم آنگه گریزان جمله شان
جو ہی لا امید ہے کے اس سے کیون	اور انیس اپنے سے توڑتا ہی کیون	چون امید است لاست و پرهیز چیست	با انیس خویشتن استیز چیست
جو انیس طبع جانے نیست کو	کیون فنا و نیست سے بھاگے ہے تو	چون انیس طبع تو آن نیستی ست	از فنا و نیست این پرهیز چیست
گر انیس لا نہین تو ای پسر	تو کمین مین لا کے کیون ہے منتظر	گر انیس لا نهٔ ای جان پسر	در کمین لا چرا ای منتظر
کسلیے برداشتہ خاطر رکھے	شست دل کی ڈالی بحر لا مین	زانچه داری جمله دل برکنده	شست دل در بحر لا افکنده
پھر مقصد سے تو بھاگے کسلیے	شست کو وہ صید سو صد ہا آئے	پس گریز چیست زین بحر مراد	کو بشست صد هزاران صید داد
برگ کا کیون نام رکھا تو نے مرگ	شعبدہ ہی تو جو دیکھے مرگ برگ	از چه نام برگ گردستی تو مرگ	جاودی دان که نمود مرگ برگ
اسکے صنعت کی ہیں آنکھیں تیری بند	چاہ تیری جان کو تا ہو پسند	هر دو چشمت بست صنع صنعتش	تا که جان را در چه آمد رغبتش
مکر اللہ سے خیال اسکے مین ہے	دشت پر مار اک فزون ہی چاہ سے	در خیال او ز مکر کردگار	جمله صحرا فوق چه زهرست و مار
اسلیے چاہے پناہ چہ کو کیا	مرگ نے تا چاہ مین اسکو کھا	لاجرم چه را پناهی ساخته است	تا که مرگ او را بچاه انداخته است
اسکی غلطی سے کہ جو مین نے کہا	ایسی ہی عطار سے مین نے سنا	آنچه گفتم از غلطهاش ای عزیز	همچنین بشنیدم از عطار نیز
رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا	ذکر شہ محمود غازی کا کیا	رحمة الله علیه گفته است	ذکر شه محمود غازی سفته است

تخت پر بٹھانا سلطان محمود کا غلام ہندو کو اور رونا غلام کا

بر تخت نشاندن سلطان محمود غلام هندو را و گریستن او

کہ غزا سے ہند سے وہ نیکنام	لایا اک مال غنیمت مین غلام	کز غزای هندیش آن همام	در غنیمت اوفتادش یک غلام

اردو	اردو	فارسی	فارسی
پس خلیفہ کر بٹھایا تخت پر	سب پہ بالا جانا گر دانا پسر	پس خلیفه اش کرد و در کرسی نشاند	بر سرید بگو مرش فرزند خواند
قصہ کا تو طول و عرض وصف سے	ڈھونڈھ تو اندر کلام اس ناک کے	طول و عرض وصف قصه تو بتو	در کلام آن بزرگ دین بجو
الغرض وہ طفل تخت شاہ پر	شہ کے پہلو میں ہوا بس جلوہ گر	حاصل آن کودک بران تخت قضا	نشسته پهلوی قباد شهریار
گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز	بولا شہ اسکو کہ ای فیروز روز	گریه میکرد اشک میراند او بسوز	گفت شاه او را که ای فیروز روز
روتا کیوں ہے ہوئی ہے دولت ناگوار	چرخ سے بالا قریب شہریار	از چه گریی دولتت شد ناگوار	فوق افلاکی قرین شهریار
تخت پر تو کل وزیر اور کل سپاہ	تیرے آگے ہیں کھڑے جوں مہر و ماہ	تو برین تخت و وزیران و سپاه	پیش تخت صف زده چون مهر و ماه
طفل بولا اسلیے روتا ہوں میں	کہ مری ماں تھی بلاد ہند میں	گفت کودک گریه ام زانست زار	که مرا مادر دران شهر و دیار
تجھسے ہر دم وہ ڈراتی تھی مجھے	تجھکو دیکھوں ہاتھ میں محمود کے	از توام تهدید کردی هر زمان	بینمت در دست محمود ارسلان
پس پدر بان سے مری اندر جواب	لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا ہے عذاب	پس پدر مر مادرم را در جواب	جنگ کردی کاین چه خشمست و عتاب
اور برا کہتا نہیں پاتی ہے تو	ایسے مہلک بلا کو آسان جانے تو	می نیابی هیچ نفرینی دگر	زین چنین نفرین مهلک سهل تر
سنگدل بیرحم تو از بسکہ ہے	کہ کرے قتل اسکو شمشیر سے	سخت بیرحمی دلش سنگین دلی	که بصد شمشیر او را بسملی
سنکے ان دونوں سے میں حیران تھا	میرے دل میں خوف ہوتا تھا سوا	من ز گفت هر دو حیران گشتمی	در دل افتادی مرا بیم و غمی
ای عجب محمود دوزخ خو ہے کیا	کہ ہوا ہے وہ مثل میں اک بلا	ما چه دوزخ خوست محمود ای عجب	کز مثل گشتست در ویل و کرب
میں لرزتا تیرے خوف و بیم سے	تھا نہیں غافل تجشش و تعظیم سے	من همی لرزیدمی از بیم تو	غافل از اکرام و از تعظیم تو
کان ہے ہاں میری کہ دیکھے اس ماں	مجکو تخت شہ پہ ای شاہ جہان	مادرم کو تا ببیند این زمان	مر مرا بر تخت ای شاه جهان
فقر یہ تیرا وہ ہی محمود ہے	طبع جس سے بس ڈراتی تھی مجھے	فقر آن محمود تست ای بی سعت	طبع از و دائم همی ترساندت
گر تو جانے رحم محمود نکو	خوش کہے تو عاقبت محمود ہو	گر بدانی رحم این محمود راد	خوش بگوئی عاقبت محمود باد
فقر ہے محمود تیرا ای سنو	طبع کی گمراہ ماں سے مت سنو	فقر آن محمود تست ای بیخرد	کم شنو زین مادر طبع مضل
گر شکار فقر ہو تو بالیقین	مثل کودک رو کے تو تا یوم دین	چون شکار فقر گردی تو یقین	همچو کودک اشک باری یوم دین
گرچہ اندر پرورش کے تن ہے ماں	لیک سو دشمن کا دشمن ہے نہان	گرچه اندر پرورش تن مادرست	لیک از صد دشمنت دشمن ترست
تن جو ہو بیمار دارو جو بنے	اور قوی ہو تجکو اک باغی کرے	تن چو شد بیمار دارو جوت کرد	ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد
اس نجس تن کو رہ کی مثل جان	نہ ہے لائق سردی گرمی یہاں	چون ره دان این تن خبیث را	نه شتا را شاید و نی صیف را
صبر کی خاطر ہے یار بد نکو	صبر کرنا کھولتا ہے صدر کو	یار بد نیکوست بهر صبر را	که گشاید صبر کردن صدر را
صبر مہ کو رات سے روشن رکھے	صبر گل کو خار سے پر بو کرے	صبر مه با شب منور دارد ش	صبر گل با خار اذفر دارد ش
صبر میں فرث و خون کے شیر کو	دایہ بچوں کا کرے ہے ای نکو	صبر شیر اندر میان فرث و خون	کرد او را ناعش ابن اللبون

منکروں سے انبیا کو صبر ہے / خاص حق کا کر دیا ہی جانئے
جس کسی کو دیکھے تو جامہ صفا / جان اسکو صبر سے جامہ بلا
جسکو دیکھے تو برہنہ و بینوا / اسکی بیصبری ہے ہی بس وہ گوا
جو کوئی وحشت زدہ پر خشم ہو / اسنے پایا ہی دغا تم جانلو
گر تا صبر الفت سے گروہ بیوفا / یہ حیت فرقت کی کہہ گیا ماجرا
حق سے عادت کرتا جیسے انگبین / شیر سے کہ لا احب الآفلین
پھر نہیں تنہا تو رہتا بس یہاں / جیسے رہ گئے گرگ رہ کاروان
تیرے بیصبر ہو کر جو بلا / اسکی فرقت میں تو بس غمگین ہوا
زر خالص کی تجھے صحبت جو ہے / کیوں امانت آگے خائن کے رکھے
عادت اس سے کر امانت تا رہے / نقص سے آمین ہوئی سو ابتری
عادت اس سے کر کہ عادت تجھے دی / پرورش نبیوں کی عادت کی کری
دے تو بزغالہ کہ گلہ تجھکو دے / ہر صفت کا پرورندہ رب ہے
گرگ کو بز دے امانت تو نہ دے / گرگ یوسف کو تو ہمرہ مت کرے
گرگ گر تجھکو دکھائے عاجزی / ست یقین کر اس سے نہ ہو بہتری
تجھکو گر جاہل دکھائے ہمدلی / رنج آخر دیوے اسکی جاہلی
ہے وہ خنثی اور دو آلت رکھے / بیگمان وہ فعل دونوں ہی کرے
عورتوں سے وہ ذکر پنہاں کرے / تا کہ انکی بہن خود جا کرے
فرج اپنی کو چھپائے ہاتھ سے / تا کہ بس مردوں کا خود دھائی بنے
بولا یزدان فرج خنثی اس سے ہے / فرج اسکی میں کردوں خرطوم پر
رد دلیلوں سے کہ تا بینا مرے / ذریعیں دھوکے میں اسکو کرے
الغرض ذ ہر ذکرے ہو نری / جاہلوں سے ڈر جو ہو دانشوری
جاہل شیرین سخن کی دوستی / مت سنے کر ہی مثال کہ زہر کی
جان مادر چشم روشن کر تجھے / اس سے خیر حسرت کے نہ تجھکو ملے
باپ کو مادر کہے بس ظاہرا / میرا بچہ ڈر گیا مکتب سے ہوا
دوسری عورت کا بچہ لاتا تو / آپ سے یہ جور و جفا کم کرتا تو

صبر جملهٔ انبیا با منکران / گرد شان خاص حق و صاحب قران
هر کرا بینی یکی جامه درست / دانکه او آنرا بکسب و صحبت است
هر کرا دیدی برهنه و بینوا / هست بر بیصبری او آن گوا
هر که مستوحش بود پر غصه جان / کرده با دغاے اقتران
صبر اگر کردی ز الف آن بیوفا / از فراق او نخوردی این قفا
خوی با حق ساختی چون انگبین / با لبن که لا احب الآفلین
لاجرم تنها نماندی همچنان / کالتی مانده برا ه از کاروان
چون ز بیصبری قرین غیر شد / در فراقش پر غم و بی خیر شد
صحبتت چون هست زر ده دهی / پیش خائن چون امانت می نهی
خوی با او کن کامانتهای تو / ایمن آید از قول و از غلو
خوی با او کن که خو را آفرید / خوبهای انبیا را پرورید
بره بدهی رمه بازت دهد / پرورنده هر صفت خود رب بود
بره پیش گرگ امانت می نهی / گرگ و یوسف را مفرما همرهی
گرگ اگر با تو نماید روبهی / هین مکن باور که ناید زو بهی
جاهل ار با تو نماید همدلی / عاقبت زخمت زند از جاهلی
او دو آلت دارد و خنثی بود / فعل هر دو بیگمان پیدا شود
مر ذکر را از زنان پنهان کند / تا که خود را خواهر ایشان کند
شله از مردان بکف پنهان کند / تا که خود را از ایشان کند
گفت یزدان از کس مختوم او / شکل سازیم در خرطوم او
تا که بینایان ما زین دو دلال / در نیفتند از فن او در جوال
حاصل آن که هر ذکر ناید ز نری / هین ز جاهل ترس اگر دانشوری
دوستی جاهل شیرین سخن / کم شنو کان هست چون سم کهن
جان مادر چشم روشن گویدت / جز غم و حسرت از آن نفزویدت
مر پدر را گوید آن مادر جهار / که ز مکتب بچه ام شد بس نزار
از زن دیگر اگر آورده / بر وی این جور و جفا کم کرده

سیر اپنا ہوتا گر جبر سے ترے | کتنی عورت بھی ہی تکلیف سے
چاپلوسی ماں کی اب تو چھوڑ دے | باپ کا خوش جبر طفل اسکے قبضے سے
نفس ماں اور عقل تیری باپ ہے | پہلے رنج اور بعد راحت وہ رکھے
ای خرد بخش اے مرے فریاد رس | تا نچاہے تو نچاہے کوئی کس
بھی طلب تجھسے دیکھی وہ نیکوئی | ہم ہیں کون اول توئی آخر توئی
بھی کہے تو بھی سنے تو بھی رہے | ہم ہیں لاشی باوجود اس شکل کے
اس حوالہ سے سوا دے بندگی | جبر و سستی مت دے اور شرمندگی
جبر ہووے پر و بال کاملان | جبر ہووے قید و بند کاہلان
مثل آب نیل جان اس جبر کو | آب مومن کو اور خون ہے گبر کو
باز کو لیجائے پر سلطان کی سو | زاغ کو لیجائے گورستان کی سو
لوٹ اب تو جانب شرح عدم | زہر ہے پندار تو جانے ہے سم
ہندو بچہ کی طرح اے نیک پر | جا د محمود عدم سے مت ڈرے
ڈر وجود اپنے سے تو ای اہل فال | تو ہی لاشی تیرا لاشی ہے خیال
تو ہے لاشی عاشق لاشی ہے تو | ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو

از جدا از تو گر جدی این بچه ام | این فشار آن زن بگفتی نیز هم
این بچه زین درد تیابی او | حیلی را باید از حلوا اسے او
هست مادر نفس و بابا عقل را | اولش تنگی و آخر بس کشاد
ای دهنده عقلها فریاد رس | تا نخواهی تو نخواهد هیچ کس
هم طلب از تست و هم آن نیکوئی | ما کییم اول توی آخر توی
هم تو گوئی و هم تو بشنو هم تو باش | ما همه لاشیم با چندین تراش
زین حوالت رغبت افزا در سجود | کاهلی جبر مفرست و خمود
جبر باشد پر و بال کاملان | جبر هم زندان و بند کاهلان
همچو آب نیل دان این جبر را | آب مومن را و خون مر گبر را
بال بازان را سوی سلطان برد | بال زاغان را بگورستان برد
بازگرد اکنون تو در شرح عدم | که چو پازهرست و پندارش چو سم
همچو هندو بچه هان ای خواجه تاش | رو ز محمود عدم ترسان مباش
از وجودی ترس کاکنون در وی ای | آن خیالت لاشی و تو لاشیی
لاشیی بر لاشیی عاشق شده است | هیچ نی مر هیچ نی را ره زده است

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس للماضین هم الموت انما لهم حسرة الفوت

قوله علیه السلام لیس للماضین هم الموت انما لهم حسرت الفوت

اس سپہدار بشر نے سچ کہا | کہ گذرتے ہی جو کہ دنیا سے گیا
یہ خیالات اس سے جو خارج ہوے | اور نامعقول اسپر کھل گئے
اسکو نہ افسوس و حسرت موت کے | بلکہ حسرت وقت نکلے ہو فوت کے
لیس للماضین هم الموت ہے | لیکن انکو حسرتیں ہیں فوت سے
کر کیا اس کیوں نہ قبلہ مرگ کو | اور خزانہ دولت و ہر برگ کو
انھوں سے عمر بھر قبلہ کیا | ان خیالوں کو اجل سے جو فنا
حسرت ان مردوں کو نہیں موت کے | اسسے ہے کہ صورتوں میں ہم رکے
کف ہے یہ صورت ہمیں یہ دکھلا | کف ہلا دریا سے اور پائی غذا

راست گفته است آن سپهدار بشر | که هر آن کو کرد از دنیا گذر
چون که دان این خیالات میان | گشت نامعقول او بر داعیان
نیستش درد و دریغ و غبن موت | بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت
لیس للماضین هم الموت گفت | لیک شان با حسرت فوتند جفت
که چرا قبله نکردم مرگ را | مخزن هر دولت و هر برگ را
قبله کردم من همه عمر از حول | آن خیالاتی که گم شد در اجل
حسرت آن مردگان از مرگ نیست | زانست کاندر نقشها کردیم ایست
ما ندیدیم آنکه این نقش است و کف | کف ز دریا جنبد و یابد علف

چونکہ بحر افگند کفہا را بہ بر / رو بگورستان و کفہا را نگر
کف کو جو صحرا مین ڈالا بحر نے / جا کے گورستان مین کف کو دیکھ لے

پس بگو کہ جنبش و جولان تان / بحر افگندست در بحران تان
پس کہو کہ کہان ہین تمھاری جنبشین / بحر نے بحران مین ڈالا ہی تمھین

تا بگویندت بلب نی بل بحال / کہ ز دریا کن نہ از ما این سؤال
تا کہین تجکو زبان حال سے / بحر سے کہہ تو یہ ہم سے مت کہے

نقش چون کف کی بجنبد بی ز موج / خاک بی بادی کجا آید باوج
شکل جون کف کب ہلے بی موج کے / بی ہوا کب خاک جائے اوج پے

چون غبار نقش دیدی باد بین / کف چو دیدی قلزم ایجاد بین
شکل دیکھے جون غبار اب باد دیکھ / کف کو دیکھا قلزم ایجاد دیکھ

ہین ببین کز تو نظر آید بکار / یافتہ شحمی و لحمی پود و تار
دیکھ تیرے کام مین آئے نظر / باقی تجھ مین گوشت چربی ہی بشر

شحم تو در شمعہا نفروخت تاب / لحم تو مخمور انا مر کباب
شمع مین چربی سی تیری نہ ہوئی تاب / گوشت سے تیرے نہ سستون گو کباب

در گذر این جملہ تن را در بصر / در نظر رو در نظر رو در نظر
سارے تن کو تو گلا اندر بصر / جا نظر مین جا نظر مین ہی بشر

یک نظر دو گز ہمی بیند ز راہ / یک نظر دو کون دید و روی شاہ
اک نظر دیکھے ہی دو گز راہ کو / اک نظر دیکھے ہی روے شاہ کو

در میان این دو فرقی بیشمار / سرمہ جو واللہ اعلم بالسرار
فرق ان دونون کے اندر بیشمار / سرمہ لا واللہ اعلم بالسرار

چون شنیدی شرح بحر نیستی / کوش تا دائم بدین بحر ایستی
شرح بحر نیستی کی جو سنی / سعی کر تا بحر مین ہو قائمی

چونکہ اصل کارگاہ آن نیستیست / کو خلا و بی نشان ست و تہی ست
جو کہ جڑ کامون کی ہی یہ نیستی / بے نشان اور خالی کب ہی اور تہی

جملہ استادان پی اظہار کار / نیستی جویند و جاے انکسار
کام کے اظہار کرنے کے لیے / نیستی استاد سب ہین ڈھونڈتے

لاجرم استاد استادان صمد / کارگاہش نیستی و لا بود
اسلیے استاد استادون کا رب / کارخانہ نیستی ہی اسکا اب

ہر کجا این نیستی افزون ترست / کار حق و کارگاہش آن سرست
جس جگہ یہ نیستی ہووے سوا / کارخانہ اسکا ہووے وہ سرا

نیستی چون ہست بالایین طبق / از ہمہ بردند درویشان سبق
نیستی جو کہ طبق بالائی ہی / سب سے بس درویش سبقت لیگئے

خاصہ درویشی کہ شد بی جسم و مال / کار فقر جسم دارد نی سوال
خاص جو درویش ہی بی جسم و مال / جسم کا ہی کام فقر اور نہ سوال

سائل آن باشد کہ جسم او گداخت / قانع آن باشد کہ مال خویش باخت
وہ ہی سائل جسم جو اسکا گلا / وہ ہی قانع مال اپنا جو دیا

پس ز درد اکنون شکایت بر مدار / کوست سوے نیست اسپی راہوار
پس شکایت درد سے اب مت کرے / کان ہی گھوڑا نیست کی جانب چلے

این قدر گفتیم باقی فکر کن / فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
یہ کہا مین نے تو باقی فکر کر / فکر گر جامد ہی جا تو ذکر کر

ذکر آرد فکر را در اہتزاز / ذکر را خورشید این افسردہ ساز
ذکر تا کر دیوے جاری فکر کو / آفتاب اس فکر کا کر ذکر کو

اصل خود جذبہ است لیک ای خواجہ تاش / کار کن موقوف آن جذبہ مباش
اصل جذبہ ہی ولیکن ای نکو / کام کر جذبہ پے قانع مت رہو

زانکہ ترک کار چون نازی بود / ناز کی درخورد جانبازی بود
ترک کرنا کام کا جو ناز ہی / ناز بس کب لائق جانباز ہی

نہ قبول اندیش نی رد ای غلام / امر را و نہی را می بین مدام
نہ قبول و رد کی کر فکر ای غلام / امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام

مرغ جذبہ ناگہان پرد ز عش / چونکہ دیدی صبح شمع آنگہ بکش
مرغ جذبہ آشیان سے بس اڑے / صبح دیکھے شمع کو تو پھونک دے

ترجمہ		مثنوی	
جب گذر گہ نور کا دیدہ بنے	مغز دیکھے بین اندر پوست کے	چشمہا چون شد گذارہ نور او	مغزہا می بیند او در عین پوست
دیکھے ذرہ مین تو خورشید لقا	دیکھے قطرہ مین تو کل دریا بھرا	بیند اندر ذرہ خورشید لقا	بیند اندر قطرۂ کل بحر را

لوٹنا طرف حکایت صوفی کے لب جو پر — بازگشتن بحکایت صوفی بر لب جوے

ترجمہ		مثنوی	
بولا صوفی اک چپت کے واسطے	اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیے	گفت صوفی در قصاص یک قفا	سر نشاید باد دادن از عمی
میرے تن مین جامہ تسلیم نے	اک چپت کھانا کیا آسان مجھے	خرقۂ تسلیم اندر کردنم	بر من آسان کرد سیلی زخم را
سخت لاغر دیکھا صوفی نے عدو	بولا گھونسا ماروں گر اس شخص کو	دید صوفی خصم خود را سخت زار	گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
جون کنیھر اک میرے گھونسے سے گلے	شہ قصاص اور زجر فرمائے مجھے	او بیک مشتم بریزد چون رصاص	شاہ فرماید مرا زجر و قصاص
وہ پرانا خیمہ ڈولی میخ ہے	ڈھونڈھتا حیلہ ہے تاکہ گر پڑے	خیمہ ویران ست و بشکستہ وتد	او بہانہ میکند تا در فتد
حیف اس مردہ پہ آتا ہے مجھے	کہ قصاص ہو میرا ایسے تیغ کے	بہر این مردہ دریغ آید دریغ	کہ قصاص افتد اندر زیر تیغ
جو عدو کو مارنے سکتا ہوں مین	پاس قاضی کے اُسی لیجاؤن مین	چون نمی تانست کف بر خصم زد	عزمش آمد کش بر قاضی برد
کہ وہ پیمانہ ترازو حق کا ہے	کیونکہ سوے حق سند از غبت رکھے	کہ ترازوی حق ست و کیال او	زان سو حق ست دام میل او
مکر سے ہے دیو کے چھوٹا ہوا	قید سے دیوؤن کی وہ امین ہا	مخلص ست از مکر و دیو و حیلہ اش	آمن ست از قید دیو و حیلہ اش
ہے وہ قینچی کینہ و پیکار کا	قاطع وہ دشمن کی ہے تکرار کا	ہست او مقراض احقاد و جدال	قاطع جنگ دو خصم و قیل و قال
اسکا افسون دیو شیشہ مین رکھے	اسکا قانون فتنہ بس ساکن رکھے	دیو در شیشہ کند افسون او	فتنہ ہا ساکن کند قانون او
جو ترازو دیکھے دشمن نے کیا	سرکشی کو ترک اور تابع ہوا	چون ترازو دید خصم پر طمع	سرکشی بگذارد و گردد تبع
گر ترازو مین نہین ہے منصفی	ذو قسم سے ہووے راضی الہی	ور ترازو نیست گر افزون دہیش	از قسم راضی نگردد ابلہیش
کب ہو راضی وہ تو ہے طبع تہی	باعث اسکی دانشی و ابلہی	کی شود راضی ز تو طبع تہیش	از پی بی دانشی و ابلہیش
قاضی رحمت اور دافع جنگ ہے	ایک قطرہ بحر عدل حسن سے	ہست قاضی رحمت و دفع ستیز	قطرۂ از بحر عدل رستخیز
قطرہ گرچہ چھوٹا اور کوتہ دیکھے	لطف آب بحر پیدا اس سے ہے	قطرہ گرچہ خرد و کوتہ پا بود	لطف آب بحر ازو پیدا بود
خیمہ گر ظلمت سے رکھے پاک تو	ایک قطرہ سے تو دیکھے بحر کو	از غبار ار پاک داری کلہ را	تو ز یک قطرہ ببینی دجلہ را
جزو ہر اک حال کل ہے گویا	جون شفق غماز خور ہے ظاہرا	جزو ہا بر حال کلہا شاہدست	چون شفق غماز خورشید آمدست
جسم احمد کی قسم کھاتا ہے حق	جو کہ فرمایا ہے کلا و الشفق	آن قسم بر جسم احمد راند حق	آنچہ فرمودست کلا و الشفق
کسلیے دانہ پہ چونٹی کانپتی	گر وہ اک دانہ سے خرمن جانتی	مور بر دانہ چرا لرزان بدی	گر ازان یکدانہ خرمن دان بدی
قصہ پر آ بیدلی صوفی رکھے	اور جزا لینے مین وہ جلدی کرے	بر سر حرف آ کہ صوفی بیدل ست	در مکافات جزا مستعجل ست

ٹالا اس ظلم سے خوشدلی ہے کیون / اور عوض سے اسکے تو غافل ہے کیون
یا تو بھولا اس کیے اپنے کو ہے / ڈالا ہے پردہ تجھے غفلت نے جو
تیری شک ہو با صفا سے چرخ کو / گر حیت مین دشمنی رکھتا نہ تو
قید ہے تو ان حقوقون کے لیے / تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عمات سے
دفعۃً تجکو نہ پکڑے محتسب / روشن اب کر آپ اپنا یا صب

ای تو کردہ ظلمہا چون خوشدلی / از تقاضای مکافا غافلی
یا فراموشت شدست آن کردہات / کہ فرو آویخت غفلت پردہات
جرم گردون رشک بردی بر صفات / گر نہ خصمیہاستی اندر قفات
لیک مجبوسی برای آن حقوق / اندک اندک عذر میخواہ از عقوق
تا بیکبارت نگیرد محتسب / آب خود روشن اکنون محتجب

جانا صوفی کا طرف اُس چپت مارنے والے کے اور اُسکو لیجانا پاس قاضی کے

رفتن صوفی سوی آن سیلی زن و بردن اورا به قاضی

اُس چپت زن پاس وہ صوفی گیا / پکڑا دامن مدعی کی مثل جا
لایا اسکو پیش قاضی کھینچکر / کہ تو اس خر کو بٹھا پالشت خر
یا دے زخم درہ سے اسکو جزا / برائے تیری جسطرح دیکھے سزا
کہ ترے جو کوئی زخموں سے مرے / تجھے تاوان وہ سختی کرے
حق کا نائب ہے تو سایہ عدل حق / حق کا آئینہ ہے اور ہے مستحق
کہ ادب بہ مظلوم کی خاطر وہ دے / ز غرض اور خشم و نفع کے لیے
جو ہے حق کے اور محنت کے لیے / گر خطا ہو دیت عاقل پہ ہے
اسکا عاقل کون تو جانے ہے حق / لوٹے بیت المال کی جانب ورق
وہ امین ہے مار جو حق کے لیے / وہ ہے ضامن مار جو اپنے لیے
گر پسر کو باپ مارے وہ مرے / اُس پسر کو خون بہا دینا پڑے
کیونکہ اسکو مارے اپنے واسطے / خدمت اسکی واجب آئی پورے
گر معلم مارے لڑکے کو مرے / اُس معلم پر نہین کچھ خوف ہے
کہ امین آیا معلم وہ ولے / جو امین ہے اسکو یہی حکم ہے
نہ ہے واجب خدمت استاد کی / ذرا سے دھمکا کے استا کام سے
باپ نے مارا اسے اپنے لیے / خونبہا دینا پڑا اسواسطے
پس خودی کا تیغ سے سر کاٹ تو / اور کر بیخود و فانی آپ کو
جب ہوا بیخود ہے تو جو چاہے کر / مارست اذ رمیت ہے نظر

رفت صوفی سوی آن سیلی زنش / دست زد چون مدعی بر دامنش
اندر آوردش بر قاضی کشان / کاین خر ادبار را بر خر نشان
یا بزن چوب درہ او را جزا / آنچنانکہ رای تو بیند سزا
کانکہ از زخم تو میرد در دمار / بر تو تاوان نیست باشد آن جبار
نائب حق ست و سایہ عدل حق / آینہ حق ست و باشد مستحق
کو ادب از بہر مظلومی کند / نز برای عرض و خشم و دخل خود
چون برای حق و روز آجل ست / گر خطای شد دیت بر عاقل ست
عاقلہ او کیست دانی ہست حق / سوی بیت المال بر گرداں ورق
آنکہ از بہر حق زند او آمن ست / وانکہ بہر خود زند او ضامن ست
گر بزد والد پسر را او بمرد / آن پدر را خون بہا باید شمرد
زانکہ او را بہر کار خویش زد / خدمت او واجب آمد بر ولد
چون معلم زد صبی را شد تلف / بر معلم نیست چیزی لاتخف
کان معلم نائب افتاد و امین / ہر امینی ہست حکمش ہمچنین
نیست واجب خدمت استا برو / پس بزجر استا نبودش کار جو
در پدر زد او برای خود زدہ است / لاجرم از خونبہا دادن نجست
پس خودی را سر ببر یا ذو الفقار / بیخودی شو فانی و درویش وار
چون شدی بیخود ہر آنچہ تو کنی / مارمیت اذ رمیت ایمنی

Urdu		Persian	
گو امین پر وہ ضمانت حق ہے پر	اسکی ہو تفصیل اندر فقہ کے	آن ضمان برحق بودنی برامین	ہست تفصیلش بفقہ اندر ببین
ہر دکان کا اور ہی بازار ہے	مثنوی دکان فقر ای یار ہے	ہر دکانی راست بازار دگر	مثنوی دکان فقر است ای پسر
کفشگر کی ہر دکان مین چرم خوب	کفش کا قالب ہے گر دیکھے تو چوب	در دکان کفشگر چرمست خوب	قالب کفش ست اگر بینی تو چوب
مخمل اطلس پاس بزازون کی ہے	گر ہو آہن تو ہے گز کے واسطے	پیش بزازان خز و اکسون بود	بہر گز باشد اگر آہن بود
مثنوی میری دکان وحدت کی ہے	غیر واحد جو دکھے بت جانیے	مثنوی ما دکان وحدت ست	غیر واحد ہر چہ بینی آن بت ست
غیر واحد دیکھے جو کچھ اسمین تو	بیگمان بت جان اُس سب چیز کو	غیر واحد ہر چہ بینی اندرین	بیگمانے جملہ را بت دان یقین
پھانسنے کو عام کے تب کی ثنا	جیسا جیسے کالغرانیق العلی	بت ستودن بہر دام عامہ را	ہمچنان دان کالغرانیق العلی
سورۂ والنجم مین اسکو پڑھا	لیک وہ فتنہ تھا سورۃ سے جدا	خواندش اندر سورۂ والنجم زود	لیک آن فتنہ بد از سورہ نبود
کافرون نے اُس گھڑی سجدہ کیا	بھید تھا وہ جو کہ سر پر رکھا	جملہ کفار آن زمان ساجد شدند	ہمسری بود آنکہ سر بر در زدند
بعد اسکے حرف ہے اک بیحد ار	چھوڑ دیوون کو سلیمان کا ہو تو	بعد ازین حرفیست پیچاپیچ و دور	با سلیمان باش و دیوان را مشور
بات اب صوفی کی و قاضی کی کر	اور اُس آزار رس عاصی کی کر	ہین حدیث صوفی و قاضی بیار	وان ستمگار ضعیف زار زار

بھی تقریر مین قاضی وصوفی کے

ہم در تقریر قصۂ قاضی وصوفی

Urdu		Persian	
بولا قاضی تختی قائم کر لیسر	تاکہ کھونین اُسپہ نقش خیر و شر	گفت قاضی ثبت العرش ای پسر	تا برو نقشی کنم از خیر و شر
کسنے مارا اور کہان جائے جزا	کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا	کو زنندہ کو محل انتقام	کاین خیالی گشتہ است اندر سقام
شرع ہے زندون غنی کے واسطے	شرع کب ہے اہل گورستان پہ	شرع بہر زندگان و اغنیاست	شرع بر اصحاب گورستان کجاست
وہ گروہ کہ فقر سے آگاہ ہے	فانی مردون سو اسود وہ ہے	آن گروہی کز فقیری بی سرند	صد جہت زان مردگان فانی ترند
اک جہت سے مردہ صد مین فنا	جملہ صوفی سو جہت سے ہین فنا	مردہ از یک روست فانی در گزند	صوفیان از صد جہت فانی شدند
مرگ ہے اک قتل یہ لاکھون ہزار	خونبہا ہر ایک کا ہے بے شمار	مرگ یک قتلست این یہ صد ہزار	ہر یکی را خونبہایی بیشمار
حق نے کشتہ قوم یہ کی بارہا	اور ذخیرہ رکھا ہر خونبہا	گرچہ کشت این قوم را حق بارہا	ریخت بہر خونبہا انبارہا
نسل جرجیس ہین یہ ہر اک رازدار	کشتہ اور زندہ ہوئے ہین چندبار	ہمچو جرجیس اند ہر یک در سرار	کشتہ و زندہ گشتہ شصت بار
کشتہ ہین ذوق سنان یار سے	آرزو رکھین کہ اک زخم اور دے	کشتہ از ذوق سنان دادگر	می بزارد کہ بزن زخمی دگر
واللہ جان پرور تن کے عشق سے	کشتہ عاشق تر دوبارہ قتل پہ	واللہ از عشق وجود جانپرست	کشتہ بر مقتول دوم عاشق ست
بولا قاضی میرے زندون پر قضا	کب ہو حاکم اہل گورستان کا	گفت قاضی من قضا دار حیم	حاکم اصحاب گورستان کیم
یہ بظاہر گر نہین در گور ہی	اسکے جسم اعضا کے اندر گور ہی	این بصورت گر نہ در گورست پست	گورہا در دودمانش آمدہ ست

دیکھ لے تو مردے اندر گور کے / گور مردہ میں تو اندھے دیکھ لے
گور سے گر اینٹ اک تجھ پر گرے / چاہیے کب انتقام عاقل گور سے
خشم مت کر اتنا مردہ جسم پے / جنگ مت کر نقش سے حمام کے
شکر کر زندہ نے مارا نے تجھے / رد کیا حق نے جو زندہ رد کرے
خشم زندہ کا خدا کا خشم ہے / کہ وہ حق کے ساتھ زندہ جان ہے
حق نے مارا ہی ہو نکا اندر پوست کے / مثل قصاب اسکو کھینچا جلد سے
نفخ اوسکے درمیان باقی رہے / نفخ حق نے نفخ جون قصاب کے
دونوں نفخوں میں بہت سا فرق ہے / کلیہ زینت باقی سب زشتی رہے
یہ حیات اس سے کٹے ہو نا روا / وہ حیات ہو نفخ حق سے دائما
یہ دم اُس دم سا نہیں کہ ہو بیان / تعبیہ سے تو نکل تا آسمان
اسکو نے خر پر بٹھانا جہد ہے / نقش ہیزم کو لئے بھی خر پر رکھے
لائق اسکے بیٹھنے کے کب ہے خر / پشت تابوت اسکے لائق خوب تر
ظلم کیا ہے خرچ کرنا غیر جا / ضائع مت کر غیر جا میں تو بھلا
بولا صوفی تو روا رکھے کہ دو / مار کے تھپڑ او قصاص اس سے نہو
کب روا ہو کہ ہر اک اوباش خر / صوفیوں کو مارے تھپڑ دے ضرر
بولا قاضی کیا چپت سے خوف ہے / جھگڑا مت کر ایسے تو بیمار سے
صوفیا رکھتا ہے کیا تو بیش و کم / بولا رکھوں اس جہان سے چھ درم
بولا قاضی تین تو خود خرچ کر / اور درم تین اسکو دے بے تخیر
عاجز و بیمار اور درویش ہے / نان کو بھاجی کو درم تو تین دے
قاضی اور صوفی بہم کرتے تھے قال / لیکن اس رنجور کا تھا سخت حال
گردن قاضی کی سو جو کی نظر / گردن صوفی سے پائی خوب تر
ہاتھ اٹھایا اس چپت کے واسطے / کہ قصاص ارزان چپت سر کا ہے
کان میں کچھ کہنے قاضی کو جھکا / اک چپت قاضی کے اسنے بس جڑا

پس بدیدی مرده اندر گور تو / گور را در مرده بین ای کور تو
گر ز گوری بر تو خشتی افتاد / عاقلان از گور کی خواهند داد
گرد خشم و کینهٔ مرده مگرد / هین مکن با نقش گرمابه نبرد
شکر کن که زنده بر تو نزد / کانکه زنده رد کند حق کرد رد
خشم احیا خشم حق و زخم اوست / که بحق زنده ست آن پاکیزه پوست
حق بکشت او را و در پاچه اش دمید / زد قصابانه جلد از وی کشید
نفخ در وی باقی آمد تا مآب / نفخ حق نبود چو نفخهٔ آن قصاب
فرق بسیارست بین النفختین / اینهمه زینست باقی جمله شین
این حیات از وی برید و شد مضر / وان حیات از نفخ حق شد مستمر
این دم آن دم نیست کاید آن بشرح / هین برآ زین قعر چه بالای صرح
نیستش بر خر نشاندن مجتهد / نقش هیزم را کسی بر خر نهد
بر نشست او نه پشت خر سزد / پشت تابوتش اولی تر سزد
ظلم چه بود وضع غیر موضعش / هین مکن در غیر موضع ضایعش
گفت صوفی پس روا داری که او / سیلیم زد بی قصاص و بی تسو
کی روا باشد که خر سی قلاش / صوفیان را صفع اندازد بلاش
گفت صوفی را چه باک از صفع خس / با چنین بیمار کمتر کن ستیز
هین چه داری صوفیا از بیش و کم / گفت دارم در جهان من شش درم
گفت قاضی سه درم تو خرج کن / وان سه دیگر را بدو ده بی سخن
زار و رنجورست و درویش و ضعیف / سه درم بیایدش تره و رغیف
قاضی و صوفی بهم در قیل و قال / لیک رنجور زار و سخت حال
بر قفای قاضی افتادش نظر / از قفای صوفی آمد خوب تر
راست میکرد از پی سیلیش دست / که قصاص سیلیم ارزان شده است
سوی گوش قاضی آمد بهر راز / سیلی آورد و قاضی را فراز

چپت مارنا رنجور کا قاضی کو اور طعن کرنا صوفی کا اسکو

سیلی زدن رنجور قاضی را و سرزنش کردن صوفی او را

بولا اُس درم دو تو ن عدو — جاؤن تا آزاد مین نے عیب جو
سُن ہوا قاضی تو فی نے کہا — حکم تیرا عدل بیشک ہے بُرا
جو پسند اپنے پہ تو نے کیا — کیون پسند اب بھائی پہ تو نے کیا
یہ نہ جانے کھودے جو میرے لیے — بھی اُسی چہ مین تو آخر خود گرے
من حضر بیراً جو پڑھا — گر پڑھا ہے کر عمل اُسپر سدا
تیرا احکام ایسا تھا اک اندر قضا — کہ چپت وہ تجھے لایا بر ملا
دیکھیے اب حکم تیرے دوسرے — کیا بلا لاتے ہین تیری جان پے
رحم ظالم پر تو کر از رہ کرم — کہ اُسے دے تین کھانیکو درم
دست ظالم کاٹ تو یہ کیا ہے — حکم رکھے ہاتھ پر اُسکے روا
تو ہے مثل اُس بز کے ای مجہول عدل — کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل

گفت ہر شش را بیاریدای دو چشم — تا روم آزاد سے خرخاش دوم
گشت قاضی تیز صوفی گفت ای — حکم تو عدل ست لاشک نیست
انچہ نہ پسندی بخود ای شیخ دین — چون پسندی بر برادر ای امین
این ندانی کز پی من چہ کنی — ہم دران چہ عاقبت خود افگنی
من حضر بیرا انچہ خواندی از خبر — انچہ خواندی کن عمل جان پدر
آن یکی حکمت چنین بد در قضا — کان ترا آورد سیلی در قفا
وای بر احکام دیگر ہای تو — تا چہ آورد بر سر و بر پای تو
ظالمے را رحم آری از کرم — کز برای نفقہ بدہش سہ درم
دست ظالم را ببر چہ جای آن — کہ بدست او نہی حکم و عنان
آن بزی را مانی ای مجہول داد — کہ نژاد گرگ را او شیر داد

جواب باصواب دینا قاضی کا صوفی کو اس معاملہ مین

بولا قاضی واجب اُن ہے رضا — ہر جفا و ہر بلا سے با قضا
راضی ہون حکم قضا سے مثل دُر — ترش وہون گرچہ مین کا حق ہو
دل مرا باغ انکھ میری ابر ہے — ابر روئے باغ خوش خندان رہے
قحط سالی مین ہنسی سے شمس کے — جانکنی اور مرگ باغون کو ملے
حکم حق وا ابکو کیشرا کو پڑھا — کیون کھنے سر کی طرح ہنستا رہا
دل روشنی گھر مین ہو مثل شمع کے — گرشال شمع تو رونا رہے
دیکھا ذوق ہنسنے کا اب ای خیرہ خند — دیکھ ذوق گریہ کہ ہے کان قند
وہ ترش رو ہو نا مان یا باپ کا — نگہبان بچون کا آفت سے ہوا
جو جہنم یاد اُسکی سے رلائے — پس جہنم خوش سوا جنت سے آئے
خندہ گریہ مین ہے پوشیدہ نہان — گنج ویرانہ مین ڈھونڈ ای پہلوان
ذوق کو اندر غمون کے گم کیا — آب حیوان کو ہے ظلمت مین چھپا
نعل اُلٹا گانون سے ہی تار باط — کھول آنکھین دیکھ اندر احتیاط

جواب باصواب قاضی صوفی را درین ماجرا

گفت قاضی واجب آید با رضا — ہر جفا و ہر قفا کار و قضا
خوش دلم در باطن از حکم زبر — گرچہ رویم شد ترش کالحق مُر
این دلم باغ ست و چشمم ابر وش — ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
سال قحط از آفتاب خیرہ خند — باغہا در مرگ و جان کندن نژند
ز امر حق وابکوا کثیرا خواندہ — چون سر بریان چہ خندان ماندہ
روشنی خانہ باشی ہمچو شمع — گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع
ذوق خندہ دیدہ ای خیرہ خند — ذوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند
آن ترش روئی مادر یا پدر — حافظ فرزند شد از ہر ضرر
چون جہنم گریہ آرد یاد آن — پس جہنم خوشتر آمد از جنان
خندہا در گریہ ہا پنہان کنیم — گنج در ویرانہا جوای کلیم
ذوق در غمہاست پی گم کردہ اند — آب حیوان را بظلمت بردہ اند
باژگونہ نعل از دہ تا رباط — چشمہا را چار کن در احتیاط

یار کن با چشم خود دو چشم یار — چشم‌ہا را چار کن در اعتبار
کھول آنکھیں دیکھ اندر اعتبار — چشم خود سے یار کر تو چشم یار

یار را باش و مکن از ناز اف — امر ہم شوری بخوان اندر صحف
امر ہم شوری کو پڑھ قرآن نے — ناز ہے مت کر سات رہ تو یار کے

چونکہ نیکو بنگری یار است راہ — یار باشد راہ را پشت و پناہ
یار ہووے راہ کا پشت و پناہ — جو تو دیکھے غور سے ہے یار راہ

اندر آن حلقہ مکن خود را نگین — چونکہ در یاران رسی خامش نشین
بیٹھ چپ یاروں میں جبکہ جا ملو — مت نگین حلقہ میں کر تو آپ کو

جملہ جمعند و یک اندیش و خموش — در نماز جمعہ بنگر خوش بہوش
تو نماز جمعہ میں دیکھ ہوش سے — مجمع کل اک فکر میں خاموش ہے

چون نشان جوئی مکن خود را نشان — رختہا را سوے خاموشی کشان
سوے خاموشی ہو با سامان روان — جو نشان ڈھونڈے نہ کر خود کو نشان

در دلالت دان تو یاران را نجوم — گفت پیغمبر کہ در بحر ہموم
ہوے پیغمبر یہ دریاے غموم — رہبری میں جان یاروں کو نجوم

نطق تشویش نظر باشد مگوی — چشم بر استارگان نہ رہ بجوی
دیکھ اختر کر تو رہ کی جستجو — قال تشویش نظر ہے چپ ہو تو

گفت تیرہ در عقب گردد روان — گر دو حرف صدق گوئی اے فلان
گر دو حرف صدق کہو ای فلان — قول جھوٹا بعد اسکے ہو بیان

فی تشجون حیرہ جبر الکلام — این نخواندی کالکلام ای مستہام
نے پڑھا جبکہ کلام ای نیکنام — فی تشجون حیرہ جبر الکلام

چون سخن بیشک سخن را میکشد — ہین مشو شارع دران حرف رشد
مت نکالے راہ ان حرفوں میں تو — کیونکہ کھینچے بات بیشک بات کو

از پی صافی شود تیرہ روان — نیست در ضبطت چو بکشادی دہان
بند کب ہو جبکہ کھلی سے دہان — صاف پانی بعد گدلا ہو روان

چون ہمہ صافست بکشاید رواست — آنکہ معصوم رہ وحی خداست
جو ہی معصوم اور رکھے وحی خدا — ور صفا کل ہے تو کہوے ہے روا

کی ہوا زاید ز معصوم خدا — زانکہ ما ینطق رسول با ہوای
کیونکہ ما ینطق رسول با ہوای — کب ہواے کہوے معصوم خدا

تا نگردی ہمچو من سخرہ مقال — خویشتن را ساز منطیقی ز حال
پس تو کر اپنے کو اب گویا ز حال — تا نہ جھسا ہو گرفتار مقال

سوال کردن صوفی از قاضی و جواب قاضی مر او را

سوال کرنا صوفی کا قاضی سے اور جواب دینا قاضی کا اسکو

گفت صوفی چون ز یک کانست زر — این چرا نفعست دان دیگر ضرر
بولا صوفی یک کان کے جب ہیں زر — کسلیئے اس سے ہی سود اس سے ضرر

چونکہ جملہ از یکی دست آمدست — این چرا ہشیار آن مست آمدست
جو وجود اک ہاتھ سے جملہ بنے — کیسے یہ ہشیار اور وہ مست ہے

چون ز یک دریاست این جوہا روان — این چرا زہرست آن نوش روان
جو یہ اک دریاے میں نہریں روان — کیسے یہ ہے زہر اور وہ نوش جان

چون ہمہ انوار از شمس بقاست — صبح کاذب صبح صادق از کجاست
نور کل ہیں جو بقا کے شمس سے — صبح کاذب صبح صادق کاں سے ہے

چون ز یک سرمہ است ناظر را کحل — از چہ آمد راست بینی و حول
سرمہ جو ناظر نے کھینچا ایک سا — کیسے اک میں ہے احول دوسرا

چونکہ دار الضرب سلطان خداست — نقدہا چون ضرب نیک و ناروا است
جو ہے دار الضرب سچے شاہ کی — نقد پر کیوں ضرب اچھی اور بری

چون خدا فرمود رہ را راہ من — این خفیر و جیست دان یک راہزن
حق ذرہ کو جو کہا رہ ہے مری — کیسے یہ ہادی وہ رکھے رہزنی

جو کہ ہیں اک بطن سے دانا سفیہ کسنے وحدت دیکھی با کثرت ہزار	کیون یقین ہو کا بولہب ابیہ سیکڑون جنبش رکھے اندر قرار	چون زیک بطن اند این جرو سفیه وحدتی که دید با چندین هزار	چون یقین شد کا بولهب را ابیه صد هزاران جنبش از عین قرار

جواب دینا قاضی کا صوفی کو

بولا قاضی صوفیا حیران نہو	اس بیان میں اک مثال آخر سنو
دیکھ اسکو خوب جان اسکا تو حال	گر نہ دیکھے حال کو کر تو مقال
جس طرح سے بیقراری عاشقان	ہووے حاصل با قرار دلستان
سل کہ وہ ناز پر قائم رہا	اور عاشق مثل گہ لرزان ہوا
اسکے ہنسنے نے رلایا غیر کو	آب رونے اسکی کھولی آبرو
جملہ یہ چون چگون عن کف کے ہیں	بحر بیچون پر ہیں کرتے حرکتیں
ضد و ند ذات و عمل میں سکے نہ	ہستیان پیدا کریں اسواسطے
ضد بھلا کب بود و ہستی ضد کو دے	بلکہ اس سے بھاگے اور پر خوف ہے
ند ہے مثل اک مثل بد او نیک کے	مثل اپنے مثل کو کب کرسکے
جو کہ دو مثل آئی ہے ای نیک پی	خالقی ہے ان سے برتر کیون یہ ہے
بر میں ہیں جون برگ بستان ضد و ند	بحر میں ہیں مثل کف بی ند و ضد
نے چگونہ جان بر دومات بحر	کب چگونہ آئے اندر ذات بحر
لعبت ادنی جان تیری اسکی ہے	کب درست ہو یہ چگونہ جان سے
ایسا دریا ہیں کہ ہر قطرہ میں ہے	اسکی عقل و جان ظاہر جسم سے
کب سمائے بس اندر چند و چون	عقل کل اسجا یہ ہے لا یعلمون
عقل کہوے جسم کو کہ ای جماد	پائی تونے بوے دریائے معاد
جسم کہوے میں ہون اک سایہ ترا	کون ڈھونڈے بو کو سایہ سے بھلا
عقل کہو حیرت اک اسجا یہ ہے	کہ لیاقت شوخ نالائق سے ہے
شیر یان آہو کے آگے سر رکھے	بازیان تیتر کے آگے پر رکھے
اس جگہ پر آفتاب انوری	کرتا ہے ذرہ کی جان سے چاکری
یہ یقین کب تجکو ہو کہ مصطفے	کسلیے تھے چاہتے مسکین سے دعا

جواب گفتن قاضی صوفی را

گفت قاضی صوفیا خیره مشو	یک مثال در بیان این شنو
این بہ بین حال این آنیک دان	ورنہ بینی حال را اینگونه خوان
همچنانکه بیقراری عاشقان	حاصل آمد از قرار دلستان
آن چو کہ بر ناز ثابت آمده	عاشقان چون برگها لرزان شده
خنده او گریها انگیخته	آب رویش آبروها ریخته
این همه چون و چگونه چون زبد	بر سر دریای بیچون می طپد
ضد و ندش نیست در ذات و عمل	زان بپوشیدند هستیها حلل
ضد ضد را بود و هستی کی دهد	بلکه زو بگریزد و بیرون جهد
ند چه بود مثل مثل نیک و بد	مثل مثل خویشتن را کی کند
چونکه دو مثل آمدند ای متقی	این چه اولی تر از آن در خالقی
بر شمار برگ بستان ضد و ند	چون کفی در بحر بی ند است و ضد
بی چگونه بین تو بر د و مات بحر	چون چگونه گنجد اندر ذات بحر
کمترین لعبت او جان تست	اینچگونه و چون ز جان کی شد درست
پس چنان بحری که در هر قطره زان	از بدن ناشی تر آمد عقل و جان
کی بگنجد در مضیق چند و چون	عقل کل اینجاست ز لا یعلمون
عقل گوید مر جسد را کای جماد	بوی بردی هیچ از آن بحر معاد
جسم گوید من یقین سایه توام	بوی از سایه که جوید جان عم
عقل گوید کاین نه آن حیرت سرا است	کہ سر گستاخ تر از تا سر است
شیر این سو پیش آهو سر نهد	باز اینجا نزد تیهو پر نهد
اندر اینجا آفتاب انوری	خدمت ذره کند چون چاکری
این ترا باور نیاید مصطفی	چون ز مسکینان همی گوید دعا

گر تو کہوے واسطے تعلیم کے — آگہی کیسے جہالت اک سے بنے
بلکہ جانے میں گنج بیشمار — رکھتا ویرانہ میں ہی وہ شہریار
بد گمانی فعل معکوس اسکا ہی — گرچہ ہر جزو اسکا جاسوس اسکا ہی
بل حقیقت میں حقیقت غرق کی — اسلیے ستر و بل سو فرقہ ہی
صاف سنتا اب تجھسے کرتا ہوں بیان — صوفیا تو کھول اپنا گوش جان
زخم جو کہ تجکو پہونچے چرخ سے — منتظر رہ خلعت اسکے بعد ہی
جو چپت دیکھی بھی رحمت دیکھ لے — گوشت گردن کا ہی ہمرہ ران کے
ورنہ وہ شہ ہی جیست مار کے تجھے — اور تاج و تخت نہ بخشے تجھے
قیمت اس عالم کی پر تجھ پر کا ہی — رشوت اک تھپڑ کی نئے پایان تجھے
اپنی گردن سے یہ پھینکے طوق زر — حق کا تھپڑ کھانیوالا جلد تر
انبیا نے کھایا تھپڑ جو کہ ہی — سربلند ہیں اس بلا و رنج سے
لیکن اندر اپنے تو حاضر رہ — تاکہ گھر میں پائے تو اسکو نکو
ورنہ خلعت پھیر کر لیجائے بس — کہ نہ پایا میں نے گھر میں کوئی کس

گر تو گوئی از پی تعلیم بود — عین تجهیل از چه رو تفهیم بود
بلکه بسپرد اندر گنج بی شمار — در خرابه نهاد آن شهریار را
بد گمانی فعل معکوس وی است — بلکه هر جزو ویش جاسوس وی است
بل حقیقت در حقیقت غرقه شد — زین سبب هفتاد بل صد فرقه شد
با تو قلماشیت خواهم گفت هان — صوفیا خوش پهن بگشا گوش جان
مر ترا هر زخم کاید ز آسمان — منتظر میباش خلعت بعد از آن
چون قفا دیدی صفا را هم ببین — گر دران با گردن آید این
کان نه آن شاهست کت سیلی زند — که نه تاج و تخت بخشند ستند
جمله دنیا را پر پشه بها — سیلی را رشوت بی منتها
گردنت زین طوق زرین جهان — چست در دزد و ز حق سیلی ستان
آن قفاها کانبیا بر داشتند — زان بلا سرهای خود افراشتند
لیک حاضر باش در خود ای فتی — تا بخانه او بیابد مر ترا
ورنه خلعت را برد او باز پس — که نیابیدم بخانه هیچکس

پھر سوال کرنا اس صوفی کا

بولا صوفی خوب ہوتا کہ جہان — ملتا رحمت کی ابر و جاودان
ہر گھڑی لاتا نہیں اک شور پیش — اور نہ ظاہر کرتا تلوین دو خویش
دکھاتی رات یہ دن کا چراغ — نہ خزان برباد کرتی عیش باغ
جام صحت کو نہوتا جام تپ — اور نہوتا امن کو خوف کرب
خود کمی کیا رکھتی اسکی بخشش میں — گر نہ جھگڑا ہوتا نعمت اسکی میں
ہوتے سب خوشحال خوب اندر جہان — ہوتی کب تاریک جان انس و جان
اور سدا ہوتا حضور ذوق خوش — بھی ہمیشہ ہوتا جان میں شوق خوش

باز سوال کردن آن صوفی

گفت آن صوفی چه بودی کاین جهان — ابر وی رحمت گشادی در جهان
هر دمی شوری نیاوردی به پیش — برنیاوردی ز تلوینهاش نیش
شب ندزدیدی چراغ روزها — وی نبودی باغ عیش اندوزها
جام صحت را نبودی جام تب — ایمنی را خوف ناوردی کرب
خود چه کم گشتی ز جود و رحمتش — گر نبودی خرخشه در نعمتش
حال بودی خوب خوش بر جملگان — تیره کم بودی روان انس و جان
جاودان بودی حضور ذوق خوش — دائما در جان بدی هم شوق خوش

جواب دینا قاضی کا صوفی کو اور حکایت بطریق تمثیل کے

جواب دادن قاضی صوفی را و حکایت بطریق تمثیل

بولا قاضی صوفی نے سنا تو ہی — جیسا خالی کاف کوفی عقل سے
تو نے سنا تو نے کہ بس وہ قصہ گو — درزیوں کا مکر کہتا رات کو
وہ گروہ چوری سے کے اندر خلق کو — قصے اگلوں کے سناتا تھا انکو
قطع میں کپڑا چرانے کے لیے — وہ حکایت کرتا این و آن سے
درزی نامہ پڑھتا تھا اندر سحر — گرد اسکے جمع ہوتے تھے بشر
پایا جاذب جو کہ اہل سمع کو — اسکے کل اجزا ہوئے تھے قصہ گو

گفت قاضی لیس تحت رد صوفیی — خالی از فطنت چو کاف کوفیی
تو نہ بشنیدی کہ آن پر قند لب — غدر خیاطان ہمی گفتی بہ شب
خلق را در دزدی آن طائفہ — می نمود افسانہائے سابقہ
قصہ پارہ ربائی در برین — می حکایت کرد او با آن و این
در سمر میخواند درزی نامہ — گرد او جمع آمدہ ہنگامہ
مستمع چون یافت جاذب آن فرود — جملہ اجزایش حکایت گشتہ بود

تفسیر قول ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

تحقیق اللہ تعالیٰ ملقین کرتا ہے کلام کو اوپر زبان واعظوں کے بقدر شوق سننے والوں کے ۱۲

بیان حدیث ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

جذب سامع ہوگا نے خوش نوا — طفل سے گرمی معلم کی سوا
کان ہی چنگی کے بجاے بیس چار — جو نہووے گوش ہو چنگ دار
نی ترانہ یاد آئے نی غزل — نی ملین دس انگلیاں اندر عمل
اور اگر نہ گوش ہو نہ غیب دان — وحی نہ ہرگز آتی زیر آسمان
اور اگر آنکھیں نہو تین صنع بین — نی فلک پھرتا نہ ہنستی یہ زمین
نہ دم لولاک بس یہ ہی کہ کام — چشم بینا کے لیے ہی نی عوام
عشق زرچہ او ز نعمائے عام کو — عشق صنع حق کی کب پرواہ ہے
پانی دہقان کا نہ بھر کونڈے میں تو — تا بہت کتا نہ پائے طعم کو
جا سگ کہف خداوندی رہو — تا چھڑائے تجکو ہی کونڈے سے وہ

جذب سمعست ار کسی را خوش لبیست — گرمی و جد معلم از صبیست
چنگئی کو در نواز دبیست و چار — چون نیابد گوش گردد چنگ بار
نی حرارت یادش آید نی غزل — نی دہ انگشتش بجنبد در عمل
گر نبودی گوشہائے غیب گیر — وحی ناوردی ز گردون یک بشیر
ور نبودی دیدہائے صنع بین — نی فلک گشتی نہ خندیدی زمین
آن دم لولاک این باشد کہ کار — از برای چشم تیز ست و نظار
عامہ را از عشق ہمخوابہ و طبق — کی بود پروای صنع عشق حق
آب تتماجی نریزی در تغار — تا سگ چندی نباشد طعمہ خوار
رو سگ کہف خداوندیش باش — تا رہاند زین تغارت اصطفاش

پتا پوچھنا درزی سے گھر کا ترک کو

نشان جستن ترک خانہ درزی را

چوری نے رحمانہ اسکی جو کہی — کہ وہ درزی کرتے ہیں از رہ خفی
اک خطائی ترک اس مجمع میں تھا — حال یہ سنکر بہت غصہ ہوا
راز شب کو مثل روز حشر کے — کرتا ظاہر اہل دانش کے لیے
جسجگہ تو آئے اور وان جنگ ہو — دیکھے ابجاد و عدد کو راز گو
اس گلہری کو محشر مذکور جان — راز کے کھلنے کو تو صور جان

چونکہ دزدیہای بیرحمانہ گفت — کہ کنند آن درزیان اندر نہفت
اندر آن ہنگامہ ترکی از خطا — سخت تیرہ گشت ز آن کشف غطا
شب چو روز رستخیز آن راز ہا — کشف میکرد از پی اہل نہی
ہرکجا آئی چو در جنگی فراز — یعنی ابجاد و عدد در کشف راز
آن زبان را محشر مذکور دان — وان گلوی راز گو را صور دان

کہ خدانے خشم کا ساماں کیا / اور اس رسوائی کو ظاہر رکھا
درزیوں کا مکر جو اس نے کہا / حیف آیا ترک کو غصہ ہوا
بولا اب اس شہر میں ای قصہ گو / کوئی چالاک اس ہنر میں ہے کہو

کہ خدا اسباب خشمی ساختہ است / وان فضائح را بکوی انداختہ است
بسکہ مکر درزیان را ذکر کرد / حیف آمد ترک را و خشم و درد
گفت ای قصاص در شہر شما / کیست حیلہ‌گرتر درین فن و دغا

دعوی کرنا و عہد باندھنا ترک کا کہ درزی مجھسے چرا نہ سکیگا

دعوی کردن و گرو بستن ترک کہ درزی دزدی از من نتواند برد

بولا اک درزی ہے پورش نام کا / خلق کش چوری و چستی میں سوا
بولا میں ضامن ہوں کہ سو مکر سے / وہ نہ مجھسے ایک تاگا لے سکے
پس کہا اسکو کہ تجھسے تیز تر / کھاگئے مات اس سے تو دعوی نہ کر
غرہ مت کر ایسا اپنی عقل پے / کہ تو ہو بیہودہ اسکے مکر سے
گرم تر ہو اسنے باندھا شرط کو / کہ نہ مجھسے لے سکے کہنہ نہ نو
گرم تر طامع ہوئی اس سے اس آن / شرط باندھی اسنے اور کھولی زباں
بولا میری شرط اس گھوڑے پے ہے / گر چرائے فن سے کپڑا دوں اسے
گر نہ وہ کپڑے کی چوری کر سکے / اسپ لوں اسکو عوض اس شرط کے
ترک شب بھر سویا اس فکر سے / جنگ کرتا خیال سے اس چور کے
صبح کو اطلس بغل میں اسنے لے / سوے بازار آیا دکان اسکی پے
جلد دزدی سلام اسکو کیا / جاسے اٹھا مرحبا اسکو کہا
ترک کی پرسش کری حد سے سوا / قایم اسکے دل میں کی اپنی وفا
جو سنا اس سے نوائے دلکشا / ڈالا آگے اسکے اطلس روم کا
کہ بنا کر قطع اسکی پیرہنگ / ڈھیلے نیچے سے ہو اور اوپر تنگ
تنگ اوپر کے تن ہو خوشنما / نیچے ڈھیلی ہے نہ الجھے پا مرا
بولا ہو خدمت کروں دل جاں سے / ہاتھ دونوں چشم و سینہ پر رکھے
پس لئے ناپ اور دیکھا اپنا کام / بعدہ جاری کیا اسنے کلام
قصے میران سمر کے حال سے / اور عطا و جود انکے قال سے
اور بخیلوں نے نواؤں انکے / بھی تیے دیتا تھا ہنسنے کے لیے

گفت خیاطیست نامش پورشش / اندرین دزدی و چستی خلق کش
گفت من ضامن کہ با صد اضطرار / او نیارد برد از من رشتہ تار
پس بگفتندش کہ از تو چست تر / مات او گشتند در دعوی مپر
رو بعقل خود چنین غرہ مباش / کہ شوی یاوہ تو در تزویرہاش
گرم تر گشت او و پست آنجا گرو / کہ نیارد برد نہ کہنہ نہ نو
مطمعانش گرم تر کردند زود / او گرو بست و رہان را بر کشود
گفت رہن من مرکب تازی من / بدہم ار دزدد قماش من بفن
ور نتاند برد اسپی از شما / وا ستانم بہر رہن مبتدا
ترک آن شب بر نیامد فکر خواب / با خیال دزد میکرد او حراب
بامدادان اطلسی زد در بغل / شد ببازار و دکان آن دغل
پس سلامش گرم کرد آن اوستاد / جست از جا لب بترحیبش کشاد
گرم پرسیدش ز حد ترک بیش / تا فگند اندر دل او مہر خویش
چون شنید از وی نوای بلبلی / پیشش افگند اطلس استنبلی
کہ ببر این را قبای روز جنگ / زیر دامن واسع و بالاش تنگ
تنگ بالا بہر جسم آرای را / زیر واسع تا نگیرد پای را
گفت صد خدمت کنم ای ذو ودود / دست بر دو چشم و بر سینہ نہاد
پس بپیمود و بدید او روی کار / بعد ازان بگشاد لب را در فشار
از حکایتہای میران دگر / وز کرمہا و عطای آن نفر
وز بخیلان و ز تحسیرات شان / از برای خندہ دادا وہم نشان

اور نکالی قینچی مانند اگ کے ۔ کاٹتا اور دل مین تھے قصے بھر کے

ہمچو آتش کرد در مقراضی برون ۔ می برید و دل بر افسانہ و فسون

ظرافت کہنا اُستاد کا اور ہنسنا ترک مست کا اور اُسکی آنکھین چھپنا اور چُرانا کپڑے کو

مضاحک گفتن اوستاد و خندیدن ترک مست و چشم او بستہ شدن و وصلہ ربودن درزی

اک مذاق اُس اوستاد نے جو کیا ۔ داستان سے اُسکی جو ہنسنے لگا

اک چُرا کر رکھا ٹکڑا زیر ران ۔ حق نے دیکھا ہے وے ستار خو

ذوق افسانہ سے اُسکے ترک کا ۔ کیا ہے اطلس کیا ہے دعوی شرط کیا

کی خوشامد ترک نے بہر خدا ۔ کی ہنسی کی بات اُس مکار نے

پارہ جلد اطلس کا نیفہ مین رکھا ۔ تیسری بار ایسی ہی ترک خطا

کی ہنسی کی بات زیادہ اُس سے بھی ۔ چشم بند اور بے خرد حیرت زدہ

تیسری دفع چرالی اک گلی ۔ جو کہ چوتھی بار پھر اُس ترک نے

رحم او سیر آیا اُس اُستاد کو ۔ بولا ہے اسیر ہوا حارص تو ہے

بس لگا وہ چومنے اُستاد کو ۔ تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو

ذفسانہ تیرے ہنسنے سے سوا

ترک ہنس ہنس کر ہوا مست اور گرا ۔ تنگ چشم اسکی ہوئین بند اور ہوا

بس ہوئے چشم حق سب سے نہان ۔ حد سے گذرے تو وہ ہی غماز

دعوی غلبہ اپنے کا دل سے گیا ۔ ترک مست اُسکے ہزل سے بس ہوا

اک ہزل کہہ تو مرا ہے پیشوا ۔ ترک ہنسنے سے گرا چت خاک پے

ترک غافل بس تھا ٹھٹھے مارتا ۔ بولا کہہ تو اک ہزل بہر خدا

صیدکل اسکا ہوا ترک عجبی ۔ ترک غافل مست اندر قہقہہ

کہ ہنسی سے اُسکے جو فرصت ملی ۔ کی ہزل کی خواہش اُس اُستاد سے

فن کیا باقی ہین اُسنے جان لو ۔ تو ہوا اپنے بیخبر نقصان سے

کہ فسانہ بہر حق مجھسے کہو ۔ آزمانے کب تک افسانہ کو تو

گو ربد ابی پہ تو مست ہو کھڑا

ترک مست از خندہ شد و افتاد ۔ چشم تنگش گشت بستہ آن زمان

غیر چشم حق ز جملہ آن نہان ۔ لیک چون از حد بری غماز اوست

برفت از دل دعوی پیشانہ اش ۔ ترک مست در لاغ ای اچہ

لاغ میگو کہ مرا شد مقتدا ۔ کہ فتاد از خندہ آن ترک از قفا

ترک غافل خوش مضاحک میزد ۔ گفت لاغے گوئی از بہر خدا

کرد او آن ترک را کلی شکار ۔ مست ترک مدعی در قہقہہ

کہ ز خندش یافت میدان فراخ ۔ لاغ از اُستاد میکرد اقتضا

گر زد در باقی فن بیداد را ۔ بیخبر کین چہ خسارست و غبین

کہ مرا بہر خدا افسانہ گو ۔ چند چند افسانہ خواہی آزمود

بر لب گور خراب خود بایست

یک مضاحک گفت آن چست اوستاد ۔ چونکہ خندیدن گرفت از داستان

پارہ زد دید و کرد او زیر ران ۔ حق ہمی دید آن ولی ستار خوست

ترک را از لذت افسانہ اش ۔ اطلس چہ دعوی چہ رہن چہ

لابہ کردش ترک کز بہر خدا ۔ گفت لاغ خندہ انگیز آن دغا

پارہ اطلس در نیفہ زد ۔ ہمچنین بار سوم ترک خطا

گفت لاغی خندمین تر زان دو بار ۔ چشم بستہ عقل جستہ مولہہ

پس سوم بار از قبا زد دیشاخ ۔ چون چہارم بار آن ترک خطا

رحم آمد بر وی آن اُستاد را ۔ گفت مولع گشتہ این مفتون برین

بوسہ افشان گشت بر استاد او ۔ ای فسانہ گشتہ و محو از وجود

خندہ مین تر از تو ہیچ افسانہ نیست

خطاب با ہر نفسے کہ بمثل این بلا مبتلاست

خطاب ہر نفس سے کہ مثل اس بلا کے مبتلا ہے

ای فرو رفتہ بگور جہل و شک / چند جوئی لاغ و دستان فلک

اے تو ظلمت جہل کے گڑ دہوئے / ڈھونڈتے کب تک رہو گے چرخ

تا بکی نوشی تو عشوہ زین جہان / کہ نہ عقلت ماند بر قانون نہ جان

اس جہان سے کب تلک دھوکے / ڈبیا عقل اور جان تیری کا ہے

لاغ این چرخ ندیم کرد و مرد / آبروی صد ہزاران چون تو برد

دھوکے اس افلاک گرد اگرد نے / مثل تیرے آبرو لی لاکھ سے

می دراند میدوزد این درزی عام / جامہ صد سالک و صد طفل خام

پھاڑتا سیتا ہے یہ درزی عام / جامہ سو سالک کا اور سو طفل خام

پیر و طفلان شستہ پیشش بہر کد / تا بہ سعد و نحس او لاغی کند

بوڑھے بچے اُسکے آگے ہیں گدا / سعد و نحس اُسکے سے تا ہوں ہزغ

لاغ او گر باغہا را داد داد / چون دی آمد داد را بر باد داد

باغ کو گر داد دی مگر اُسکے نے / خوش خزان آئی کیا برباد اُسے

گفتن درزی ترک را کہ اگر یکبار دیگر لاغ گویم قبایت تنگ شود

کہنا درزی کا ترک کو کہ اگر ایک بار اور ہزل کہوں قبا تیری تنگ ہو

گفت درزی ترک از این گذر / وای بر تو گر کنم لاغ دگر

بولا درزی ترک سے یہ چھوڑ دے / گر ہزل اک اور کہوں افسوس ہے

بس قبایت تنگ آید باز پس / این کند با خویشتن خود ہیچکس

تنگ ہوجائے قبا تیری وے / ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لیے

خندہ چہ رمز اگر دانستنی / آن ز صد گریہ بتر دانستنی

کیا ہنسی ہی رمز یہ گر جانے تو / وہ ہی سو گریے بدتر جانے تو

ترک خندہ کن ایا ای ترک مست / زانکہ عمرت رفت خواہی گشت پست

اب ہنسی کو ترک کر اے ترک مست / کیونکہ تیری عمر گذری ہووے پست

چونکہ بنہاد آن قبا درزی زرد / اسپ را بر باد داد آن ترک مست

جو قبا درزی نے رکھی ہاتھ سے / اپنا گھوڑا کھویا بس اُس ترک نے

مخلصش بشنو تو ای آن ترک گول / عالم غدار خیاط جہول

مخلص اس کا سن وہ تو ہی ترک گول / عالم غدار درزی مثل غول

اطلسی کز بہر تقوی و صلاح / دوخت باید خرج کردی از مزاح

ایسا اطلس کہ ہو تقوی کے لیے / بس ہنسی سے کھویا سینا چاہیے

اطلس عمر و مضاحک شہوت است / روز و شب مقراض و خندہ غفلت است

عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان / رات دن قینچی ہنسی غفلت کو جان

اسپ ایمان و شیطان در کمین / با خود آ افسانہ را بگذار ہین

گھوڑا ایمان شیطان نے در گھات کے / ہوش میں آ اور فسانہ چھوڑ دے

اطلس عمرت بمقراض شہور / برد پارہ پارہ خیاط غرور

عمر کا اطلس ترا مقراض سے / یوم کے پارہ کیا خیاط نے

تو تمنا می بری کاختر مدام / لاغ کردی سعد بودی بر دوام

آرزو رکھتا ہے تو کا ختر مدام / سعد ہووے خوش طبع رہے دوام

سخت میتولی ز تربیعات آن / وز وبال و کینہ و آفات آن

بھاگے انکی نحوست سے ہی سخت / اور وبال و کینہ و آفت سے پست

سخت میرنجی ز خاموشی آن / وز نحوس و قبض و کین کوشی آن

انکی خاموشی سے رنجیدہ ہو تو / نحس و قبض اُنکے سے زرد ہو تو

مشتری زہرہ چون رقص نیست / چونکہ بہرام زحل را نقص نیست

مشتری زہرہ کو کیوں رقص ہے / جو زحل بہرام کو نقص ہے

رقص مین زہرہ نہ خوش ہی کسلیے / اُسکے سعد رقص پر تو مت رہے
کھڑا مت دیکھ ان تارون کا تو / قلب پر کر عشق اپنے ای نکو

بر سعود رقص و سعد او مایست / که چرا زهره طرب در رقص نیست
عشق خود در قلب بین ای فلان / تو مبین قلابی این اختران

بیان اس بات کا کہ بیکار اس ترک کے گروہ سے ہین مثال تسکین مین فقیرون کے ستم زمانہ سے اور حکایت

بیان آنکه بیکار آن از قبیل آن ترک اند مثل در تسکین فقیران بجور روزگار و حکایت

ایک جاتا راہ مین سوے دکان / سو رہا سے جلد جاتا کرتا آہ
ایک عورت سے کہا ای مہربان / زن مخاطب ہوکے بولی ای جوان
باوجودیکہ ہم اس کثرت سے ہین / کون زنی کرتے ہو قحط زن سے تم
دیکھ مت یہ واقعات روزگار / دیکھ مت روزی معاشون کی کمی
دیکھ کہ تلخی تجھے اُنسے ملے / جان رحمت امتحان تلخ کو
وہ براہیم اُس تلف سے ذی بہا / نو جلاوہ اور جلایہ ای عجب

دیکھا رہ مین جا بجا اک مجمع زنان / تھی ہجوم عورتون سے بند راہ
کسلیے یان جمع ہین یہ لڑکیان / کچھ نہ کثرت کو ہماری دیکھ یان
عیش تنگ آتا ہی تمکو دیر مین / فاعل و مفعول رسوا آئے تم
کہ فلک سے ہوتے ہین یان ناگوار / دیکھ مت یہ قحط و خوف جانکنی
انکا تو گشتہ و خواہشمند ہی / جان رحمت ملک مرد بلخ کو
یہ براہیم اس شرف سے جا بجا / نعل اُلٹا رکھتی ہی راہ طلب

آن یکی میشد بره سوی دکان / پاے او میسوخت از تعجیل در راه
رو بیک زن کرد و گفت ای مستهان / رو بدو کرد آن و گفتا ای مهین
هین که با بسیاری ما بر بساط / در لواطه می فتید از قحط زن
تو مبین این واقعات روزگار / تو مبین تحسیر روزی معاش
بین که با این جمله تلخیهای او / رحمتی دان امتحان تلخ را
آن براهیم از تلف بگریخت مانده / این نسوزد وان بسوزد ای عجب

پیش ره را بسته دید او از زنان / بسته از جوق زنان همچو ماه
هین چه بسیارند این خر حکیان / هیچ بسیاری ما منگر چنین
تنگ می آید شما را انبساط / فاعل و مفعول رسوائی زمن
کز فلک میگردد اینجا ناگوار / تو مبین این قحط و خوف و ارتعاش
مرده او نی و با پرواے او / نقمتی دان ملک مرو بلخ را
و این براهیم از شرف بگریخت ناند / نعل معکوس ست در راه طلب

پھر دوبارہ سوال کرنا صوفی کا اور جواب قاضی کا

باز مکرر کردن صوفی سوال را و جواب قاضی

بولا وہ صوفی ہی قادر وہ خدا / کہ کرے وہ کام میرے کو بھلا
وہ کرے آتش کو گلہا و شجر / بھی وہ کر سکتا ہی اسکو بے ضرر
وہ نکالے گل کو با ہر خار سے / اور بہار اک اس خزان کو کر سکے

گفت صوفی قادرست آن مستعان / که کند سود اے ما را بیزیان
آنکه آتش را کند ورد و شجر / هم تواند کرد این را بے ضرر
آنکه گل آرد برون از عین خار / هم تواند کرد این دی را بهار

وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے / ہے وہ قادر خشم کو شادی کرے
وہ کہ موجود اس سے ہے ہر اک عدم / گر رکھے باقی اسے کیا اسکو غم
وہ کہ جان دے تن کو تا زندہ رہے / گر نہ مارے کب اسے نقصان ہے
ہووے کیا گر وہ کریم اب بخشتا / دے جو بندہ کو مقصد جان کے
اور ضعیفوں سے رکھے بس دور دور / مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو
وقت طالب کو پریشان کم کرے / آئینۂ دل کو جون جام جم کرے
بولا قاضی حکم تلخ ہوتا نہ گر / اور نہ ہوتا نیک و بد سنگ و گہر
گر نہ ہوتا نفس و شیطان و ہوا / گر نہ ہوتا زخم اور جنگ و وغا
پس وہ کس نام و لقب سے بادشا / اپنے بندوں کو بلاتا مشفقا
کیسے کہتا ای صبور و ای حلیم / کب وہ کہتا ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین و منفقین / ہوتے کب بے رہزن و دیو لعین
یعنی صابرین اور صادقین اور نفقہ دینے والے ۱۲
رستم و حمزہ و مخنث ہوتے ایک / علم و حکمت ہوتے سب باطل ای نیک
علم و حکمت واسطے ہیں راہ کے / جو ہوں سب رہرو تو حکمت کسلیے
واسطے رونق دکان طبع کے / دونوں عالم کی خرابی لاے ہے
جانتا ہوں میں تو ہے پختہ نہ خام / تو سوال اب کرتا ہے بہر عوام
ظلم عالم اور جو کچھ رنج ہے / سہل تر ہے دوری اللہ سے
فقر و فاقے درد و رنج اس ملک کے / کب ہیں مشکل جو فراق یار ہے
کیونکہ یہ گذرینگے وہ گذرے نہیں / اہل دولت وہ کہ جان سے ہو یقین

آنکه زو هر سرو آزادی کند / قادرست از غصه را شادی کند
آنکه شد موجود ازوی هر عدم / گر ندارد باقیش او را چه غم
آنکه تن را جان دهد تا حی شود / گر نمیراند زیانش کی شود
خود چه باشد گر ببخشد آن جواد / بنده را مقصود جان اجتهاد
دور دارد از ضعیفان در کمین / مکر نفس و فتنهٔ دیو لعین
وقت طالب را پریشان کم کند / آینهٔ دل را چه جام جم کند
گفت قاضی گر نبودی امر مر / ور نبودی خوب و زشت و سنگ و در
ور نبودی نفس و شیطان و هوا / ور نبودی زخم و چالیش و وغا
پس بچه نام و لقب خواندی ملک / بندگان خویش را ای منتهک
چون بگفتی ای صبور و ای حلیم / کی بگفتی ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین و منفقین / چون بدی بی رهزن و دیو لعین
رستم و حمزه و مخنث یک بدی / علم و حکمت باطل و مندرس شدی
علم و حکمت بهر راه و بی رهی ست / چون همه ره باشد آن حکمت تهی ست
بهر این دکان طبع شوره آب / هر دو عالم را روا داری خراب
من همی دانم که تو پاکی نه خام / وین سوالت هست از بهر عوام
جور دوران و هر آن رنجی که هست / سهلتر از بعد حق و غفلت ست
رنج و درد و جوع و فقر این دیار / صعب نبود چون فراق و بعد یار
زانکه اینها بگذرد آن نگذرد / دولت آن دارد که جان آگه برد

بیان میں اسکے کہ صبر رنج کام کا سہل تر ہے فراق یار سے

در بیان آنکه صبر رنج کار سهل تر از صبر در فراق یار

ایک زن نے اپنے شوہر سے کہا / ای مروت کو کیا تو نے جدا
کچھ نہیں کرتا ہے کھانا کسلیے / کب تلک رکھیگا خواری میں مجھے
بولا شوہر نفقہ کی کردن / گرچہ ننگا ہوں ولے کوشش کروں
نفقہ اور کپڑا ہے واجب ای صنم / تجکو دونوں مجھسے ہے اور ازہ کم

آن یکی زن شوی خود را گفت هی / ای مروت را بیک ره کرده طی
هیچ تیمارم نمیداری چرا / تا بکی داری درین خواری مرا
گفت شو من نفقه چاره میکنم / گرچه عورم دست و پایی میزنم
نفقه و کسوه است واجب ای صنم / از منت این هر دو هست و نیست کم

آستین اس زن نے دکھلائی اسے / کہ ہے سخت اور میلے کپڑے ہیں مرے
بولی تن کھاتے ہیں سختی سے مرا / کوئی یہ کپڑے کسی کو دے بھلا
بولا ای زن تجھسے کرتا ہوں سوال / مرد درویش ہوں یہی ہے میرا حال
یہ پھٹے کپڑے ہیں میلے ناپسند / لیکن اب سوچ ای زن اندیشہ مند
یہ پھٹے کپڑے سوا یا خود طلاق / یہ تجھے مکروہ سوا یا خود فراق
ایسے ہی ای خواجہ شاکی تو جو ہے / امتحان رنج و آفت فقر سے
گرچہ یہ ترک ہوا تلخی رکھے / پر ہے بہتر بُعدِ حق کی تلخ سے
گرچہ روزہ جہد سخت ہے اور کڑا / لیک بُعدِ حق کی تلخی سے بھلا
رنج دم بھر کب رہے کہ ذو الجلال / پوچھے ای بیمار رنج کیا ہے حال
گر نہ پوچھے نہ سمجھ تو وہ سکے / لیک تیرا ذوق پرسش اسکی ہے
وہ ملیحان کہ طبیب اک دل کے ہیں / پرسش بیمار سے رغبت رکھیں
نام و ننگ سے گر کنارہ کرتے ہیں / از رہ پیغام چارہ کرتے ہیں
ورنہ دل میں اُنکے ہوتی فکر ہے / بیخبر معشوق نہ عشاق سے
ڈھونڈھتا ہے ای تو نادر داستان / پڑھ فسانہ عشق بازوں کا کبھی ہاں
گرم جوشی تو کہیں اس عہد میں / ترک جوشی بھی نہ تجھسے ہوئی ہیں
دیکھی تو نے عمر بھر ہے داد کو / جان نادیدوں سے غافل تر ہے تو
اسکا جو شاگرد ہوا استا ہوا / اور تو ہٹتا ہے پیچھے احمقا
نے تجھے عبرت ہوئی ماں باپ سے / بھی نہ عبرت رات دن سے ہی تجھے

آستین پیرہن بنمود زن / کس درشت و پر وسخ بد پیرہن
گفت اگر سختی تنم را می خورد / کس کسی را کسوہ زینسان آورد
گفت ای زن یک سؤالت میکنم / مرد درویشم ہمین آمد فنم
این درشتست و غلیظ و ناپسند / لیک بندیش ای زن اندیشہ مند
کاین درشتست ترا یا خود طلاق / این ترا مکروہ تر یا خود فراق
ہمچنین ای خواجۂ تشنیع زن / از بلا و فقر و رنج ممتحن
بیشک این ترک ہوا تلخی داشت / لیک از تلخی بعد حق بہ است
گر جہاد و صوم سخت است و خشن / لیک این بہتر ز بعد ای ممتحن
رنج کی ماند دمی کان ذو المنن / گویدت چونی تو ای رنجور من
ور نگویدکت نہ آن فہم و فن است / لیک آن ذوق تو پرسش کردنست
آن ملیحان کہ طبیبان دل اند / سوی رنجوران بپرسش مایل اند
ور حذر از ننگ و از نامی کنند / چارہ سازند و پیامی کنند
ورنہ در دل شان بود آن مفتکر / نیست معشوقی ز عاشق بیخبر
ای تو جویای نوادر داستان / ہم فسانۂ عشق بازان را بخوان
بس بجوشیدی درین عہد مدید / ترک جوشی ہم نگشتی ای قدید
دیدہ عمری تو داد و داوری / وانگہ از نادیدگان ناشی تری
ہر کہ شاگردیش کرد استاد شد / تو سپس تر رفتہ ای کور لُد
خود نبود از والدینت اعتبار / ہم نبودت عبرت از لیل و نہار

پوچھنا ایک عارف کا کشیش سے کہ تو عمر میں بڑا ہے یا داڑھی تیری

پوچھا اک عارف نے با پیر کشیش / کہ ای خواجہ تو مسن تر یا کہ ریش
بولا میں پیدا ہوں پہلے ریش سے / دیکھا بس میں نے جہان ریش کے
بولا ہوئی داڑھی سفید حالت پھری / تیری نیکی پر نہ بدعادت پھری
بعد تیرے پیدا ہو کر وہ بڑھی / خشک مغزی میں ہا تو ویسا ہی

پرسیدن عارفی از کشیش کہ تو بسال بزرگتری یا ریش تو

عارفی پرسید از آن پیر کشیش / کہ توی خواجہ مسن تر یا کہ ریش
گفت نی من پیش از آن زائیدہ ام / بی ز ریشی بس جہان را دیدہ ام
گفت ریشت شد سفید از حال گشت / خوی زشت تو نگردیدست دشت
او پس از تو زاد و از تو بگذرید / تو چنین خشکی ز سودای ثرید

تو بران رنگی که اول زاده / یک قدم زان پیشتر ننهاده
در وخ ترشی بجنبان در معدنی / خود نکردی راه مخلص روغنی
هم خمیری خم الطینه دری / گرچه عمری در تنور آزری
چون حشیشی پا بگل در رشته / گرچه از باد هوا سر گشته
همچو قوم موسی اندر حر تیه / ماند چل سال بر جای ای سفیه
میدوی هر روز تا شب در دله / خویش را بینی در اول مرحله
نگذری زین بعد سیصد سال تو / تا که داری عشق این گوساله تو
تا خیال عجل از جان شان نرفت / بد بر ایشان تیه چون گرداب تفت
غیر آن عجلی کزو یابیده / بی نهایت لطف و نعمت دیده
گاو طبعی زان نکوئیهای زفت / از دلت در عشق این گوساله رفت
باری اکنون تو ز هر جزوت بپرس / صد زبان دارند این اجزای خرس
ذکر نعمتهای رزاق جهان / که نهان شد او در اوراق زمان
روز و شب افسانه جوئی تو چست / جزو جزوت تو فسانه گوی تست
جزو جزوت تا برست از عدم / چند شادی دیده است و چند غم
زانکه بی لذت نروید هیچ جزو / بلکه لاغر گردد از هر پیچ جزو
جزو ماند و آن خوشی از یاد رفت / بل نرفت آن خفیه شد از پنج و هفت
همچو تابستان که از وی پنبه زاد / ماند پنبه رفت تابستان ز یاد
یا مثال یخ که زاید از شتا / شد شتا پنهان و آن یخ پیش ما
هست آن یخ زان صعوبت یادگار / یادگار صیف در دی این ثمار
همچنین هر جزو جزوت ای فتی / در تنت از نعمتی گوید ثنا
چون زنی که بیست فرزندش بود / هر یکی حاکی حال خوش بود
حمل نبود بی زمستی و ز لاغ / بی بهاری کی شود زاینده باغ
حاملان و بچگانشان در کنار / شد دلیل عشق بازی بهار
هر درختی در رضاع کودکان / همچو مریم حامل از شاهی نهان
گرچه در آب آتشی پوشیده شد / صد هزاران کف برو جوشیده شد

پہلے تو جس رنگ سے پیدا ہوا / اک قدم اس سے نہ تو آگے بڑھا
ویسا ہی معدن میں کھٹا ہی / نہ ہوا اخلاص کا پیدا تو گھی
تو خمیر اک خم الطینہ میں ہے / گرچہ ہے تنور میں اک عمر سے
مثل گھاس پا تیرا کیچڑ میں پھنسا / گرچہ سر گشتہ ہے با باد ہوا
مثل قوم موسی اندر تیہ کے / تو رہا چالیس سال اک جا سے بے
دوڑے تو دن بھر تا اندر حرص / پہلی منزل پر تو دیکھے خود کو ہر
نہ تو نکلے لاکھ سال اس تیہ سے / عشق اس گوسالہ کا جب تک رکھے
تا خیال عجل نہ ان سے گیا / تیہ جوں گرداب اک آتش رہا
غیر عجل اس سے کہ جو تجھکو ملا / لطف و نعمت بے نہایت تو نے دیکھا
گاؤ طبع نیکیوں سے تو ہوا / عشق گوسالہ کا نہ دل سے گیا
اپنے تو ہر جزو سے اب پوچھ لے / سو زباں رکھیں یہ گونگے جز ترے
تذکرہ رزاق عالم کا بیاں / کہ نہاں ہیں اندر اوراق زماں
رات دن افسانہ تو ڈھونڈے سدا / تیرا جز جز ہی فسانہ گو تیرا
جب سے چھوٹا تیرے جز جز نے عدم / چند دیکھیں شادیاں اور چند غم
کیونکہ بے لذت نہ کوئی آئے جز / بلکہ لاغر ہو ہر اک پیچوں سے جز
جز رہا عشرت گئی وہ یاد سے / نہ گئی بل جسم سے اختفا رہے
جیسے روئی پیدا گرمی سے ہوئی / روئی باقی یاد سے گرمی گئی
یا کہ جیسے پیدا یخ سردی سے ہو / جائے سردی اور یخ باقی رہے
اس صعوبت سے ہے یخ یادگار / یہ پھل خزاں میں گرمیوں کا یادگار
ایسے ہی ہر ایک جز جز مصطفا / کہہ کے نعمت سے ترے تن میں ثنا
جیسے اک عورت کے بیس ہوویں پسر / حال خوش دے ہر اک اپنے خبر
حمل نے مستی کے نہ ہوں آشکار / باغ کے زائیدہ کب ہوں بے بہار
حاملاؤ بچے اسکے آشکار / ہیں دلیل عشق بازی بہار
پرورش میں ہر شجر بچوں کے یاں / مثل مریم حاملہ شہ سے نہاں
گرچہ ہوئی آگ پانی میں نہاں / سیکڑوں کف جوش سے اس پر عیاں

گرچہ ذرہ یا خود کو نہان بس رکھے / کف اشارہ انگلیون سے ہی کرے — گرچہ دریا سخت پنہان می تند / کف بدو انگشت اشارت میکند

ایسے ہی اجزائے مستون وصل کے / حاملہ ہین مشکل حال وقال سے — ہمچنین اجزاے مستان وصال / حامل از تمثالہای حال وقال

منھ چھپا رہو سے جمال حال مین / دیدۂ غائب بنقش عالم سے رہین — در جمال حال وا ماندہ دہان / چشم غائب ماندہ از نقش جہان

وہ موالید اب نہین ان چار سے / اس نظر سے نہ دکھین وہ اسلیے — آن موالید از رہ این چارہ نیست / لاجرم منظور این ابصار نیست

وہ تجلی سے ہین پیدا اسلیے / پردۂ بیرنگ مین پنہان رہے — آن موالید از تجلی زادہ اند / لاجرم مستور پردہ سادہ اند

زادہ کہتا ہون حقیقت زاد نہ / یہ سمجھنے کے لیے ارشاد ہے — زادہ گفتیم و حقیقت زاد نیست / این عبارت جز پی ارشاد نیست

اب تو چپ رہ تا کہے شاہ قل / بلبلے مت کر تو پیش جنس گل — ہین خمش شو تا بگوید شاہ قل / بلبلے مفروش با این جنس گل

خود یہ گل گویا ہے پر جوش و خروش / بند کر بلبل زبان کو ہو تو گوش — این گل گویاست پر جوش و خروش / بلبلا ترک زبان کن باش گوش

شکل ہر دو نوع پاکیزہ مثال / ہین گواہ عدل بار از وصال — ہر دو گون تمثال پاکیزہ مثال / شاہد عدلند بر سر وصال

دونون نوع کے راز پاک مرتضی / فانی اور باقی پے اُنکے ہین گوا — ہر دو گون سر لطیف مرتضی / شاہد احیا و حشر ما مضی

جیسے یخ گرمی کے موسم مین کرے / یاد سردی کے فسانہ لطف سے — ہمچو یخ کاندر تموز مستجد / ہر دم افسانۂ زمستان میکند

ذکر کرتا اُن ہوا دن سرد سے / اندر اُس ایام واس تکلیف کے — ذکر آن اریاح سرد زمہریر / اندر آن ایام و از مان عسیر

یا کہ جیسے میوہ سردی مین کرے / یاد افسانہ صبا کے لطف سے — یا چو آن میوہ کہ در وقت شتا / میکند افسانۂ لطف صبا

قصۂ ایام ہلنے شمس کا / اور عروسان چمن کے لمس کا — قصۂ دور تبسمہای شمس / وان عروسان چمن را لمس

وہ گیا حال اور رہا جز یادگار / یا تو پوچھ اُس سے ویا خود کر شمار — حال رفت و ماند جزوت یادگار / یا از و وا پرس یا خود یاد آر

جبکہ غم گھیرے تجھے جستی سے تو / اُس دم نومید سے کر جستجو — چون فرو گیرد غمت گر چستیی / زان دم نومید کن وا جستیی

بولا وہ اے خستہ منکر حال کے / ہے غذا انعام حق سے جان کے — گفتش ای غصہ منکر بحال / راتبۂ انعام ہا را زان کمال

گر بہار عیش کی ہر دم تجھے / تو وہ گل سا تن یہ کیون انبار ہے — ہر دست گر نی بہار و خرمیست / ہمچو چاش گل تنت انبار چیست

جسم تو وہ گل تری فکر اک گلاب / منکر گل ہو گلاب یہ ہے عجب — چاش گل تن فکر تو ہمچون گلاب / منکر گل شد گلاب اینت عجاب

ان کجی خو سے دریغ افسوس ہے / یا نبی خو سے کہ مہر اُن پر مرے — از کجی خویان کفران کہ دریغ / بر نبی خویان نثار از مہر و میغ

ہے خوشامد کفر قانون کجی / اور سپاس و شکر ہے راہ نبی — آن کجاج و کفر قانون کجیست / وان سپاس و شکر منہاج نبیست

بس تہتک کیا کجی خو سے کیے / بس تفضل کیا نبی رو سے کیے — با کجی خویان تہتکہا چہ کرد / با نبی رویان تنسکہا چہ کرد

سگ ہین آبادی کے اندر شیر ور / اور خرابی مین ہے گنج عز و نور — در عمارتہا سگانند و عقور / در خرابیہاست گنج عز و نور

گر نہ ہوتا یہ فروغ اندر خسوف / ہوتے کب گمراہ لاکھون فیلسوف — گر نبودی این فروغ اندر خسوف / گم نکردی راہ چندین فیلسوف

زیرک و دانا نے از رہ آگہی / دیکھا پیشانی پے داغ ابلہی — زیرکان موشکافان از دہی / دیدہ بر خرطوم داغ ابلہی

قصۂ فقیر روزی طلب بے کسب کا اور مستجاب ہونا اُسکی دعا کا

ایک تھا عاجز بینوا کو درد سے / زخم بیجری سے بس الکھون بلے

عجز سے کرتا نماز اندر دعا / کرامی گلہ کے نگہبان اے خدا

پیدا کرکے کوشش کیا تونے مجھے / اس جہان مین روزی کو بے کسب کر

پانچ گوہر سر کے ڈبہ مین رکھے / پانچ حس پنہان ہے اور دوسرے

لاتعد سہ داد و لاتحصی تری / مین ہون گونگا شرح سے اس جود کی

جو تو خلاقی مین تنہا ہی ہے / رزق بھی مجکو ساوی تب ہو دے

سالہا اسنے یہی کی بس دعا / اسکی زاری نے اثر آخر کیا

جسطرح وہ شخص کہ روزی حلال / چاہتا تھا حق سے بے کسب ملال

گاو سے آخر دین اسکو نیکیان / دور داود نبی تھا اُس زمان

بس کی اس مشتاق نے بھی التجا / گو سے میدان اجابت لیگیا

گاہ وہ بدظن ہوتا وہ اندر دعا / باعث تاخیر پاداش جزا

پھر خداوند جہان کی بس رجا / اُسکے دل مین ہوتی خوشخبری رسا

ہوتا جو کوشش مین نومید و لال / بس جناب حق سے سنتا کہ تعال

زیر و بالا کرنے والا ہے خدا / کام ان ہی دو کے ذی ہو کروا

دیکھ پستی زمین رفع سما / گردش اُسکی کب ہوا ان دگر سوا

زیر و بالا اس زمین کا اور ہی / خشک چھ مہ سبز تر چھ مہ رہے

زیر و بالا ہی زمانہ کا بس اور / آدھا دن اور آدھی شب ہو کر تو غور

زیر و بالا اس مزاج جسم کا / گاہ صحت اور کبھی رنج و بکا

ایسے ہی کل حال اس عالم کا جان / قحط و ارزانی و صلح و جنگ مان

اژدہا ہے ان دونون سے یہ جہان / ساکن خوف و رجا ان دو سے یان

تا جہان لرزان ہے مثل برگ کے / باد سرد و گرم لبث دم مرگ سے

میرے عیسی کا خم یکرنگ تا / توڑتا ہے نرخ خم سو رنگ کا

قصۂ فقیر روزی طلب بے کسب و دعا ے او مستجاب شدن

آن یکی بیچارۂ مفلس ز درد / گو زبیجری بزاران زخم خورد

لابہ کردی در نماز و در دعا / کای خداوند و نگہبان رعا

بی ز جہدی آفریدی مر مرا / بی فن من روزیم دہ زین سرا

پنج گوہر دادیم در درج سر / پنج حس دیگرے ہم مستتر

لاتعد این داد و لاتحصی ز تو / من کلیلم از بیانش شرم رو

چونکہ در خلاقیم تنہا توئی / کار رزاقیم ہم کن مستوی

سالہا زین دعا بسیار شد / عاقبت زاری او بر کار شد

ہمچو آن شخصی کہ روزی حلال / از خدا میخواست بی کسب و کلال

گاو آوردش سعادت عاقبت / در زمان داود نبی معدلت

آن تسیم نیز زاریہا نمود / ہم ز میدان اجابت گو ربود

گاہ بدظن میشدی اندر دعا / از پی تاخیر پاداش و جزا

باز ارجای خداوند کریم / در دلش بشارگشتی و زعیم

چون شدی نومید در جہد کلال / از جناب حق شنیدی کہ تعال

خافض است و رافع است این کردگار / بی ازین دو بر نیاید ہیچ کار

خفض ارضی بین و رفع آسمان / بی ازین دو نیست دورانش ای فلان

خفض و رفع این زمین نوع دگر / نیم سالی خشک و نیمی سبز و تر

خفض و رفع روزگار با کرب / نوع دیگر نیم روز و نیم شب

خفض و رفع این مزاج ممتزج / گاہ صحت گاہ رنجوری مضج

ہمچنین دان جملہ احوال جہان / قحط و جدب و صلح و جنگ و افتنان

این جہان با این دو پر اندر ہواست / زین دو جانہا موطن خوف و رجاست

تا جہان لرزان بود مانند برگ / در شمال و در سموم بعث و مرگ

تا خم یکرنگی عیسی ما / بشکند نرخ خم صد رنگ را

ورد یعنی ان شل خم عیسی غم کے ایک رنگ ہو کر جو ہمیں چاہیئے تلوین رہے آگے اسکی مثال ہوتا فہم ۱۲

وہ جہان کان نمک کی مثل ہے — جو کہ اسمین جائے بے تلوین رہے
دیکھ تو اس خلق رنگارنگ کو — کرتی ہے اک رنگ خاک گور جو
یہ نمکزار بدن ہے ظاہری — ہے نمکزار معانی دوسری
یہ نمکزار معانی معنوی — ہے ازل سے تا ابد طرز نوی
اس نئے کا ہوتا کہنہ ضد ہے — وہ نیا بے ضد اور بے ند ہے
جیسے روح احمدی کے نور سے — ظلمت ہر اک نوع کی پرنور ہے
یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین — سب ہوا اک رنگ اسکے بالیقین
سیکڑوں سائے جو تھے چھوٹے بڑے — اک ہوئے سب نور میں اس شمس کے
نے دراز چھوٹا نہ چوڑا رہے — ہر قسم کا سایہ خور میں رہن ہے
لیکن اک رنگی کہ جو محشر میں ہے — کشف اور ظاہر ہے بد اور نیک پے
کہ معانی اس جہان میں شکل ہے — لائق خصلت ہو صورت شکل وہ
فکر اسدم ہووے نقش نامہا — یہ نمونہ ہووے روے جامہا
راز ہر دل ہیں مثال مرکہا — کاتے مذہب میں ہے تکلا نطق کا
نوبت سو رنگ ہے اور سو دلی — عالم اک رنگ کب ہووے جلی
نوبت زنگی ہے اور رومی چھپا — یہ ہے شب اور شمس پردہ میں گیا
نوبت گرگ اور یوسف زیر چاہ — نوبت قبطی ہے فرعون بادشاہ
تا کہ رزق پہنچے اور منت سے — چند دن کو [illegible] کتون کے ہوے
شیر میں بیشہ کے اندر منتظر — تا کہ حکم آئیگا ہووے منتشر
پس وہ نکلیں باہر اس بیشہ سے شیر — روبرو حق کے تصرف ہوں سبہی
جوہر انسان گھیرے بر و بحر — آگے بیلوں کے کہ کشتہ روز نحر
روز نحر رستخیز ہے خوفناک — مومنوں کو عید بیلوں کو ہلاک
مرغ آبی ہیں وکل دن نحر کے — مثل کشتی کے رواں ہیں بحر پے
تا کہ ہو ہلاک من ہلک عن بینہ — تا کہ بچے من نجا و استیقنہ
باز تا کہ جانب سلطان از ین — زاغ تا کہ سوے گورستان از ین
گندگی خشک و مردار استخوان — ہے نمکزار زاغوں کی اک اندر جہان

کان جہان ہمچون نمکزار آمدست — ہر چہ آنجا رفت بی تلوین شدست
بین کہ خاک این خلق رنگارنگ را — میکند یک رنگ اندر گورہا
این نمکسار جسوم ظاہرست — خود نمکزار معانی دیگرست
این نمکزار معانی معنویست — از ازل تا ابد اندر نویست
این نوی را کہنگی ضدش بود — وان نوی بی ضد و بی ند و عدد
آن چنان کز نور روح مصطفی — صد ہزاران نوع ظلمت شد ضیا
این جہود و مشرک و ترسا و مغ — جملگی یکرنگ شد زان الب الغ
صد ہزاران سایہ کوتاہ و دراز — شد یکی در نور آن خورشید باز
نہ درازی ماند نی کوتہ نہ پہن — گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
لیک یکرنگی کہ اندر محشرست — بر بد و بر نیک کشف و ظاہرست
کہ معانی آنجہان صورت شود — نقشہا اندر خور خصلت شود
گردد آنگہ فکر نقش نامہا — این بطانہ روی کار جامہا
اینزمان سرہا مثال گاو پیس — دوک نطق اندر ملل صد رنگ ریس
نوبت صدرنگیست و صد دلی — عالم یکرنگ کی گردد جلی
نوبت زنگیست رومی شد نہان — این شب ست و آفتاب اندر رہان
نوبت گرگست و یوسف زیر چاہ — نوبت قبطیست فرعونست شاہ
تا کہ رزق بی دریغ خیرہ خند — آن سگان را حصہ باشد روز چند
در درون بیشہ شیران منتظر — تا شود امر تعالوا منتشر
پس برون آیند آن شیران ز مرج — بیحجابی حق نماید دخل و خرج
جوہر انسان بگیرد بر و بحر — پیسہ گاوان بسملان روز نحر
روز نحر رستخیز سہمناک — مومنانرا عید و گاوان را ہلاک
جملہ مرغان آبی روز نحر — ہمچو کشتیہا روان بر روی بحر
تا کہ من ہلک من ہلک عن بینہ — تا کہ ینجو من نجا و استیقنہ
تا کہ بازان جانب سلطان روند — تا کہ زاغان سوی گورستان روند
جیفہ و سرگین خشک و استخوان — نقل زاغان آمدہ است اندر جہان

قدر حکمت کا کہاں اور زاغ کا ن / کیڑے گوبر کا کہاں اور باغ کا ن
قدر حکمت از کجا زاغ از کجا / کرم سرگین از کجا باغ از کجا

جاہ و عزت کے نہ لائق مخنث / مشک و عنبر کے نہ لائق کون خر
نیست لائق غزو نفس و مرد غر / نیست لائق عود و مشک کون خر

جو زنون کو کچھ نہ قدرت دے غزا / جو غزا اکبر ہو وہ کب دے بھلا
چون غزا ندهد زنان را هیچ دست / کی دهد آنکه غزا اکبر ست

عورتون کے تن مین جا در مردی / مثل مریم کے ہوئی ہو مختفی
جز بنادر در تن زن رستمی / گشته باشد خفیه همچون مریمی

ایسی ہی مردون کے جسمون مین زنی / ہے نہان از ضعف دل سے مادگی
آنچنان کاندر تن مردان زنان / خفیه اند و ماده از ضعف جنان

اس جہان مین ہو یہ صورت مادگی / دیکھے جو مردی مین ذی آمادگی
آنجهان صورت شود این مادگی / هر که در مردی ندید آمادگی

عدل لائق حشر کو ہے اے بشر / کفش لائق پا کلاہ لائق سر
روز عدل و عدل داد اندر خورست / کفش از آن پا کلاه آن سرست

پہونچے تا مطلب کو بس طالب ایک / جائے تا غرب آ کے غارب ہر ایک
تا به مطلب در رسد هر طالبی / تا به غرب خود رود هر غاربی

ہر کوئی مطلوب طالب سے جدا / تاب خور کا جفت پانی ابر کا
نیست هر مطلوب از طالب دریغ / جفت تابش شمس و جفت آب میغ

ہے یہ دنیا قہر خانہ کردگار / قہر دیکھ اب جو کیا قہر اختیار
هست دنیا قهر خانه کردگار / قهر بین چون قهر کردی اختیار

بال ٹوٹی ہڈی دیکھ مقہوروں کی اک / بحر و بر مین ڈالا تیغ قہر نے
استخوان و موی مقهوران نگر / تیغ قهر افکنده اندر بحر و بر

بال و پر مرغون کے دیکھو گرد دام / شرح قہر حق کرین ہین بے کلام
پر و بال مرغ بین برگرد دام / شرح قهر حق کننده بی کلام

وہ مرا اور قبر اس پر اک بنی / جب ہوئی کہنہ رہی نہ قبر بھی
مرد او بر جاش خرپشته نشاند / وانکه کهنه گشت خرپشته نماند

عدل حق نے جوڑا ہر اک کا کیا / مچھر اور مچھر کا پیل اور پیل کا
هر کسی را جفت کرده عدل حق / پیل را با پیل و بق را جنس بق

مونس و دلدار احمد چار یار / مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار
مونس احمد به مجلس چار یار / مونس بوجهل عتبه و ذو الخمار

کعبہ جبریل و جان سدرہ ہوا / کعبہ بندہ شکم سفرہ ہوا
کعبه جبریل و جانها سدره‌ای / قبله عبد البطن شد سفره‌ای

قبلہ اس عارف کا ہو نور وصال / فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال
قبله عارف بود نور وصال / قبله عقل مفلسف شد خیال

زاہدون کا قبلہ خلاق بشر / طامعون کا قبلہ اک ہمیان زر
قبله زاهد بود یزدان بر / قبله طامع بود همیان زر

قبلہ مردان خدا کا نیک عمل / قبلہ نا اہلون کا جہل و خلل
قبله مردان حق اعمال نیک / قبله نا اهل جهل مرد ریک

قبلہ اہل معنی اس صبر و درنگ / قبلہ اہل صورتون کا نقش سنگ
قبله معنی وران صبر و درنگ / قبله صورت پرستان نقش سنگ

اہل باطن کا ہے قبلہ ذو المنن / اہل ظاہر کا ہے قبلہ روے زن
قبله باطن نشینان ذو المنن / قبله ظاهر پرستان روی زن

عاشقون کا حق ہے قبلہ اے پسر / باطلون کا قبلہ ابلیس اے پدر
قبله عاشق حق آمد ای پسر / قبله باطل بلیس ست ای پدر

قبلہ فرعون کی ہے دنیا سر بسر / بندہ خر کی ہے قبلہ کون خر
قبله فرعون دنیا سر بسر / قبله خربنده چه بود کون خر

ایسے ہی گن تازہ کہنہ اے بشر / جا تو اندر رنج کے کام اپنا کر
همچنین بر می شمر تازه و کهن / در طولی رو تو کار خویش کن

رزق میرا جام زرین سے ہے کر / پانی دھوون کا ہے کتون کے لیے
رزق ما از کاس زرین شد عقار / وان سگان را آب تتماج و تغار

جسکے لائق جو تھا وہ ہمنے دیا	لائق اُسکے بھی ہمنے رزق تھا	لائق آنکہ بدو خود دادہ ایم	در خور او رزق بفرستادہ ایم
عاشق اُس خواجہ کو روٹی کا کیا	سیر جان سے اسکو ہمنے کر دیا	عاشق نان ساختیم آن خواجہ را	سیر از جان ساختیم این را چرا
کیونکہ اسکو عاشق نان کر دیا	جان کو اسکی مست جانان کر دیا	زانکہ آنرا عاشق نان کردہ ایم	جان این را مست جانان کردہ ایم
خوش و خرم جو نوائی خو سے ہو	رزق دونو سے اپنے بھاگے کیلیے	چون بجوئی خود خوشی و خرمی	پس چرا از خورد و خوبیت میرمی
مادگی خوش آئے تو چادر کو لے	رستمی خوش آئے تو خنجر کو لے	مادگی خوش آیدت چادر بگیر	رستمی خوش آیدت خنجر بگیر
گر غزا خوش آئے جوشن ہین تو	گرد رست ہے زنجیر دے کون کو	نخاریے خوش آیدت جوشن بپوش	در بخیری مائلی رد کون فروش
بات یہ نے انتہا ہے در فقیر	تاب در درویشی سے ہے از بس حقیر	این سخن پایان ندارد آن فقیر	گشتہ است از تاب درویشی عقیر

خواب دیکھنا فقیر کا اور بتانا ہاتف کا اُس کو خزانہ کا بیجک — خواب دیدن فقیر و نشان دادن ہاتف او را بگنج نامہ

دیکھا اک شب خواب میں نے خواب	واقعہ بیخواب تھا درویش کو	دید در خواب او شبی و خواب کو	واقعہ بیخواب صوفی راست خو
اُس سے ہاتف نے کہا ای مبتلا	ایک بیجک ردی والے سے تو لا	ہاتفش گفت ای دیدہ تعب	رقعہ از پیش وراقان طلب
وہ ہے ردی والا ہمسایہ ترا	ڈھونڈ خفیہ کاغذون میں اُسکے جا	خفیہ زان مرد راق کت ہمسایہ است	سوی کاغذ پارہ ہاش آور تو دست
بیجک اُس رنگ اور اُس صورت کا ہے	جاکے خلوت میں تو اسکو دیکھ لے	رقعہ شکلش چنان رنگش چنین	پس بخوان آنرا بخلوتگاہ ای حزین
ردی والے سے چرائے اسکو جو	جلد تر بازار سے باہر تو ہو	چون بدزدی آن ز وراق ای پسر	پس برون رو ز انبہی شور و شر
اور پڑھ خلوت میں اسکو آپ تو	گر نہ پڑھنے میں تو شامل غیر کو	تو بخوان آنرا بخود در خلوتی	ہین مجو در خواندن آن شرکتی
گر وہ ہووے فاش تو غمگین نہو	کہ نہ پائے غیر اُس سے نیم جو	ور شود آن فاش ہین غمگین مشو	کہ نیابد غیر تو زان نیم جو
دیر اُسمین ہووے گر زنہار تو	ورد خود کر دمبدم لا تقنطوا	ور شود آن دیر ہین زنہار تو	ورد خود کن دمبدم لا تقنطوا
یہ کہا اور ہاتھ سینہ پر ملا	تر دہ گوئے کہ تو جا رحمت کو پا	این بگفت و دست خود آن مژدہ ور	بر دل او زد کہ رو زحمت ببر
خود میں آیا غیب سے جو وہ جوان	نے سماتا فرح سے اندر جہان	چون بخویش آمد ز غیبت آن جوان	می نگنجید از فرح اندر جہان
زہرہ اُسکا پھٹتا از راہ قلق	گر نہ دکرتا نہ اسکی لطف حق	زہرہ او بر دریدی از قلق	گر نبودی نرم آن فق و لطف حق
اک خوشی وہ کہ لیں نو سو جواب	کان نے اُسکے سنا حق سے خطاب	یک فرح آن کز پس صد حجاب	گوش او بشنید از حضرت خطاب
اک خوشی وہ کہ سوالون سے چڑھا	اُسنے حاصل ہونا چاہا گنج کا	یک فرح آن کز سوال آمد خلاص	خواہدش حاصل شدن آن گنج خاص
اسکی حس سمع پردہ سے بڑھی	ہوئی سرافراز اور گردون پر گئی	از حجب چون حس سمعش در گذشت	شد سرافراز و ز گردون بر گذشت
کب ہو محسوسات سے حس البصر	غیب کے پردون سے بھی جائے گذر	کی بود حس چشمش ز اعتبار	زان حجاب غیب ہم یابد گذار

اور اگر گذرین حواس از رہ حجاب / اسکو پڑ در پے ہو پیدا اور خطاب
فوج زنگی ہوئی نہان جو پیش روم / خور نے ماری تیغ کھل گئے علوم
اک خوشی وہ رد نہوئی اسکی دعا / اور اجابت آئی آخر برملا
ردی والے کی دکان پر وہ گیا / کاغذون کو لوٹنے ہر سو لگا
سامنے اسکے وہ بیجک آگیا / اس نشان سے جو تھا ہاتف نے کہا
لے بغل مین بولا رخصت ہے مین ہون / پھر ابھی استاد ایسا مین پھرون
گوشۂ خلوت مین جا اسکو پڑھا / مارے حیرت کے وہ بس حیران ہا
کہ یہ بیجک اس طرح کا بے بہا / ردیون مین یہ پڑا کیونکر رہا
پھر خیال اک اسکے دل مین یہ ہوا / کہ محافظ بس ہے ہر شے کا خدا
کب ممی فظ آنے دے اندر بہا / کہ کوئی ہر چیز لے از رہ دغا
گر بیابان پر ہو زر و نقد سے / نے رضائے حق نہ اک جو لے سکے
گر پڑھے قرآن نے سکتہ کے سو / نے قدر کے یاد اک نکتہ نہو
گر کتب خوانی مین وہ کوشش کرے / علم نادر پائے اپنی جیب سے
کف موسی جیب سے ہوئی نور بار / کہ فزون ہر ماہ سے اندر شمار
ڈھونڈتا تھا جو تو موسی چرخ سے / سر نکالا جیب سے اسنے ترے
تا تو جانے کہ یہ چرخ چنبری / عکس ہے اک مدرکات آدمی
ذکہ اول ہاتھ نے اللہ کے / پیدا اول عقل کی کرنین سے
یہ سخن پیدا ہے اور نہان ہے بس / راز دار عنقا کی ذی ہووے مگس
پھر طرف قصہ کے آتو اے پسر / قصۂ گنج و فقیر اتمام کر

چون گذارہ شد حواسش از حجاب / پس پیاپی گرددش پید و خطاب
چون سیاہ زنگ پنہان شد ز روم / تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
یک فرح آنکہ نشد رد شش دعا / عاقبت آمد اجابت مرد را
جانب دکان وراق آمد او / دست در کرد او بہ مشق از سو بسو
پیش چشمش آمد آن مکتوب زود / با علاماتے کہ ہاتف گفتہ بود
در بغل زد گفت خواجہ خیر باد / این زمان وامی رسم ای اوستاد
رفت کنج خلوتی آنرا بخواند / وز تحیر والہ و حیران بماند
کہ بدین سان گنجنامۂ بے بہا / چون فتادہ ماند اندر مشقہا
باز اندر خاطرش این فکر جست / کز پی ہر چیز یزدان حافظ است
کی گذارد حافظ اندر اکتناف / کہ کسی چیزے رباید از گزاف
گر بیابان پر شود زر و نقود / بیرضائے حق جوے نتوان ربود
ور بخوانی صد صحف بے سکتۂ / بے قدر یادت نماند نکتۂ
ور کنی خدمت بخوانی یک کتاب / علمہای نادرہ یابی ز جیب
شد ز جیب آن کف موسی ضو فشان / کان فزون آمد ز ماہ آسمان
کانچہ می جستی ز چرخ با نہیب / سر برآوردہ است اے موسی ز جیب
تا بدانی کآسمانہاے سمی / ہست عکس مدرکات آدمی
نی کہ اول دست یزدان مجید / از دو عالم پیشتر عقل آفرید
این سخن پیدا و پنہان است بس / کہ نباشد محرم عنقا مگس
باز سوے قصہ باز آ اے پسر / قصۂ گنج و فقیر آور بسر

اختتام اُس فقیر کے قصہ کا

تمامی قصۂ آن فقیر

اندر اُس بیجک کے یہ تحریر تھا / کہ خزانہ شہر باہر ہے گڑا
وہ فلان قبہ کہ اسمین قبر ہے / رو بصحرا پشت جانب شہر کے
پشت کر قبہ کو منہ قبلہ کو موڑ / اور کمان سے تیر کو اسدم تو چھوڑ
جو تو ڈالے تیر اپنا قوس سے / کھود وہ جا تیر جس جا پر گڑے

اندر آن رقعہ نوشتہ بود این / کہ برون شہر گنجے دان دفین
آن فلان قبہ کہ در وے مشہد است / پشت او در شہر و رو در فدفد است
پشت کن در قبہ رو در قبلہ آر / وانگہان از قوس تیرے در گذار
چون فگندی تیر از قوس اے سلحشور / برکن آن موضع کہ تیرت وا فتاد

پس کمان اک سخت لایا وہ جوان　　تیر چھوڑا دشت کے پس درمیان
لایا وہ خوش خوش کدال و بیلچا　　کھودی وہ جا تیر جس جا پر گرا
سست ہوا بھی وہ بھی بیل و تبر　　گنج مخفی سے نہ دیکھا کچھ اثر
ایسے ہی ہر روز تیر اک پھینکتا　　لیک جائے گنج نہ پہچانتا
جو ہی پیشہ کیا اُس نے دوام　　پڑ گیا اک شور اندر خاص و عام
ہر کوئی کرنے لگا یہ گفتگو　　کہ بہ شست اندر نہ ایسا کھیل ہو
گفتگو ہر ایک کرتا فاسد ایک　　ہر طرف پیدا ہوا پس حاسد ایک

پس کمان سخت آورد آن فتی　　تیر پرانید در صحن قضا
پس کلند آورد و بیل و شاد شاد　　کند آن موضع که آن تیر اوفتاد
کند شد هم او و هم بیل و تبر　　خود ندید از گنج پنهانی اثر
همچنین هر روز تیر انداختی　　لیک جای گنج می نشناختی
چونکه این را پیشه کرد او دوام　　فجفجی افتاد اندر خاص و عام
هر کسی در گفتگوی او فتاد　　کین چنین بازی بنا شد در نهاد
هر کسی در گفتگوی فاسدی　　هر طرف برخاسته یک حاسدی

ظاہر ہونا خبر بیچک کی اور شاہ کے کان تک پہونچنا اور وہ لینا اُس سے

فاش شدن خبر گنج نامه و بسمع شاه رسیدن و از وی گرفتن او

پس خبر کی شاہ کو اس بات سے　　اُن گروہوں نے جو گھات اُسکی میں تھے
کی عرض پوشیدہ جا اس بات کے　　پایا بیچک اک فلانے شخص نے
جو سنا اُسنے کہ یہ شہ نے سنا　　نہ دیکھا چارہ جز نہ تسلیم و رضا
پہلے اُس سے کہ گرفت ہووے سوا　　بیچک اُسنے شاہ کے آگے رکھا
بولا جب سے مجکو یہ بیچک ملا　　گنج کی جا دیکھا رنج از بس سوا
گنج سے جتہ ہوا نے آشکار　　لیک بل کھائے ہزاروں شل مار
اک مہینے سے ہوں از بس تلخ کام　　بلکہ نقصان اور سود اسکا حرام
ہے توقع تجھسے ہو یہ کان وا　　اے شہ اہل ظفر قلعہ کشا
چھ مہینے تک وہ شہ بلکہ سوا　　پھینکتا تیر اور جاہین کھودتا
جس جگہ بہتر جو تیر انداز تھا　　پھینکتا تیر اور خزانہ ڈھونڈتا
پس سوا تشویش و غم کچھ بات نی　　شل عنقا نام ظاہر ذات نی

پس خبر کردند سلطان را ازین　　آن گروهی کش بدند اندر کمین
عرضه کردند آن سخن را زیر دست　　کان فلانی گنجنامه یافته است
چون شنید آن شخص کین با شه رسید　　جز که تسلیم و رضا چاره ندید
پیش از آن کاشکنجه بیند آن فتاد　　رقعه را آورد و پیش شه نهاد
گفت تا این رقعه را یابیده ام　　گنج نی و رنج بی حد دیده ام
خود نشد یک حبه از گنج آشکار　　لیک پیچیدم بسی مانند مار
رفت ماهی تا چنینم تلخکام　　که زیان و سود این بر من حرام
بوکه بختت بر کند زین کان غطا　　ای شه فیروز جنگ و دژگشا
مدت شش ماه و افزون بادشاه　　تیر می انداخت و می کند چاه
هر کجا سخته کمانی بود چست　　تیر می انداخت هر سو گنج جست
غیر تشویش و غم و طامات نی　　همچو عنقا نام فاش و ذات نی

نا اُمید ہونا بادشاہ کا معلوم کرنے اُس گنج سے اور ملول ہونا اُسکا طلب سے

نومید شدن بادشاه از یافتن آن گنج و ملول شدن او از طلب

جب ہوئی اس پر اندر عرض و طول　　شہ خزانہ سے ہوا سیر اور ملول

چونکه تعویق آمد اندر عرض [illegible]　　[illegible] شد دل سیر ازان گنج د

کھودے جو گر گڑھے اندر دشت کے / جز ہنسی دیکھا نہ کچھ اس گنج سے
پس بلایا وہ فقیر اس شاہ نے / آگے اسکے پھینکا ہیچک خشم سے
بولا لے اسکا تیا ہیچک یہ لے / اسکے تو لائق کہ تو بیکار ہے
یہ نہ اسکا کام جسکا کام ہے / گر جلے گل ہو نہ در پے خار کے
اہل اس ماخولیا کے ہوں برآ / منتظر کہ پیدا آہن سے ہو گیاہ
سخت جان اس فن کو تجھسا چاہیے / سخت جان ہے جو تو اسکو ڈھونڈ لے
گر نہ پائے تو نہ ہو تجھکو ملال / پائے گر تجھکو کیا میں نے حلال
عقل راہ ناامیدی کب چلے / عشق ہے کہ خوب وہ رہ طے کرے
لاابالی عشق ہے نہ عقل ہے / عقل وہ ڈھونڈے کہ نفع اس سے لے
تن گلانے والا وہ اندر بلا / جس طرح سے سنگ زیر آسیا
سخت رو ایسا کہ نہ یار اک رکھے / نفع جو کو آب میں کشتہ کرے
پاک دے جان وہ نہ چاہے مزد کو / جس طرح سے پاک لے جان ہے وہ
ہستی حق دے ہے جو بے علت مگر / سونپتا ہے پھر وہ بے علت اسے
دینا بے علت جو الفت کی ... / پاکبازی خارج ہر علت سے ہے
کیونکہ ملت چاہیے فضل اور خلاص / پاکباز ازبسکہ ہیں قربان خاص
نہ خدا کا امتحان کرتے ہیں وہ / نفع اور نقصان نہیں چاہتے ہیں وہ

جمله صحرا گر گران شه چاه کند / می ندید از گنج او جز ریش خند
پس طلب کرد آن فقیر درد مند / رقعه را از خشم پیش او فگند
گفت گیر این رقعه کش آثار نیست / تو بدین اولی تری کت کار نیست
نیست این کار کسی کش هست کار / گر بسوزد گل نگردد گرد خار
تا در افتد اهل این ماخولیا / منتظر که روید از آهن گیا
سخت جانی باید این فن را چو تو / تو که جانی سخت داری این بجو
گر نیابی نبودت هرگز ملال / ور بیابی رد ترا کردم حلال
عقل راه ناامیدی کی رود / عشق باشد کان طرف بر سر دود
لاابالی عشق باشد نی خرد / عقل آن جوید کزان سودی برد
ترک تاز و تن گداز و بی حیا / در بلا چون سنگ زیر آسیا
سخت رویی که ندارد هیچ پشت / بهره جویی را درون خویش کشت
پاک می‌بازد نجوید مزد او / آنچنانکه پاک می‌گیرد ز هو
می‌دهد حق هستیش بی علتی / می‌سپارد باز بی علت فتی
که فتوت دادن بی علتست / پاکبازی خارج از هر ملتست
زانکه ملت فضل جوید یا خلاص / پاکبازانند قربانان خاص
نی خدا را امتحانی می‌کنند / نی در سود و زیانی می‌زنند

سونپنا ہیچک کا اس فقیر کو کہ ہمنے اسکو چھوڑا۔

تسلیم کردن گنجنامه بآن فقیر که ما ازان بگذشتیم

جب اڑا پر آشوب ہیچک شاہ نے / پھر حوالہ کر دیا درویش کے
پس عدو کے نیش سے ایمن ہوا / لیتے سودا میں وہ پھر جا کر پڑا
رہ ہوا یار عشق دور اندیش کا / زخم اپنا آپ سگ ہی چاٹتا
عشق بیچوں سے نہ رکھے اپنا یار / محرم اسکا ایک نہ اہل دیار
از پر عاشق سے کوئی دیوانہ تر / عقل سودا سے ہے اسکے کور و کر
کیونکہ یہ دیوانگی نے عام ہے / طب کا جاری یاں نہ کچھ احکام ہے

چونکه رقعه گنج پر آشوب را / شه مسلم داشت آن مکروب را
گشت ایمن زخصمان زیش / رفت و می‌پیچید در سودای خویش
یار کرد او عشق دور اندیش را / کلب لیسد خویش ریش خویش را
عشق را در پیچش خود یار نیست / محرمش در ده یکی دیار نیست
نیست از عاشق کسی دیوانه تر / عقل از سودای او کورست و کر
زانکه این دیوانگی عام نیست / طب را ارشاد این احکام نیست

گر طبیبے را رسد زین سان جنون — دفتر طب را خرد شوید بخون

طب جملهٔ عقلها مدہوش اوست — روی جمله دلبران روپوش اوست

روی در رہ کرد خود آرا عشق بیش — نیست ای مفتون ترا جز خویش خویش

قبله از دل ساخت آمد در دعا — لیس للانسان الا ما سعی

پیش ازین که پاسخی نشنیده بود — سالها اندر دعا پیچیده بود

بے اجابت بر دعاها می تنید — از کرم آواز پنهان می شنید

چونکه بیدف رقص میکرد آن علیل — ز اعتماد جود خلاق جلیل

سوی او نی هاتف و نی پیک بود — گوش امیدش پر از لبیک بود

بے زبان میگفت امیدش تعال — از دلش میبرد آن دعوت ملال

آن کبوتر را که بام آموخته است — تو بخوان میرانش که پر دوخته است

ای ضیاء الحق حسام الدین انش — کز ملاقات تو بر رسته است جانش

گر برانی مرغ جان را از گزاف — هم بگرد بام تو آرد طواف

چینه و نقلش همه بر بام تست — پر زنان بر اوج مست دام تست

گر دمی منکر شود دزدانه روح — در ادای شکرت ای گنج فتوح

شحنهٔ عشق مکرر کینه اش — طشت بر آتش نهد بر سینه اش

که بیا سوے مه و بگذر ز گرد — شاه عشقت خواند زوتر باز گرد

گرد این بام و کبوترخانه من — چون کبوتر پر زنم مستانه من

جبرئیل عشقم و سدره ام توئی — من سقیمم عیسی مریم توئی

جوش ده آن بحر گوهر بار را — خوش بپرس امروز این بیمار را

چونکه آن وشد می بحران تست — گرچه این دم نوبت بحران تست

این خود آن ناله است کو کرد آشکار — زانچه پنهانست یا رب زینهار

دو دهان داریم گویا همچو نی — یک دهان پنهانست در لبهای وی

یک دهان نالان شده سوی شما — های هوے در فگنده در هوا

لیک داند هر که او را منظر است — که فغان این سری هم زان سر است

دمدمهٔ این نای از دمهای اوست — های هوے روح از هیهای اوست

اسطرح گر ہو طبیبون کو جنون — دھوین دفتر طب کا وہ باب جون

طب تمام عقلون کی مدہوش اسکے ہے — روے دلبر جملہ روپوش اس کے ہے

اپنی جانب آپ متوجہ تو ہو — اے ترا مفتون بجز تیرے نکو

قبلہ جو دل کو کیا اور کی دعا — لیس للانسان الا ما سعی
(نہین ہے واسطے انسان کے مگر وہ کہ جو کوشش کرے)

پہلے اس سے کہ جواب آیا نہ تھا — برسون اندر تھا دعا کے مبتلا

بے اجابت کے دعا پر ناز تھا — جو دے سنتا تھا نہان جو صدا

جو کہ بے دف رقص کرتا تھا علیل — با امید جود خلاق جلیل

اسکے سوئے ہاتف و نے پیک تھا — گوش امید اسکا پر لبیک تھا

بے زبان کہتی امید اسکو تعال — دل سے کھوتی اسکے وہ دعوت ملال

اس کبوتر کو کہ عادی بام کا — مت بلا ہانک اسکو وہ سیانہ ہوا

اے ضیاء الحق حسام الدین ہنکال — اسکو جان اسکی ہے تجھسے ہو وصال

گر تو ہانکے مرغ جان کو بے گزاف — بھی کرے وہ بام کا تیرے طواف

اسکا دانہ کل ہے تیرے بام پے — اڑتا اوپر تیرا مست دام ہے

جان جو دزدانہ ہو منکر ایک دم — شکر گوئی مین تری ای ذوالکرام

شحنۂ عشق دوبارہ خشم سے — اسکے دل پر طشت پر آتش رکھے

کہ سوے مہ آنکل تو گرد سے — جلد جا بلوایا شاہ عشق نے

گرد اس بام و کبوتر گاہ کے — جون کبوتر پر ہو مستانہ مجھے

جبرئیل عشق مین سدرہ ہے تو — مین ہون بیمار و دم عیسی ہے تو

جوش دے اس بحر گوہر بار کو — اور پوچھ اب آکے اس بیمار کو

توہوان اسکی تری بحران ہے — گرچہ اس دم نوبت بحران ہے

نالہ یہ خود وہ ہے جو ظاہر کیا — کیونکہ پوشیدہ ہے ذات کبریا

دو دہان رکھتا ہوں مین مانند نی — اک دہن پوشیدہ اسکے لب مین ہے

دوسرا تیری طرف نالان ہوا — ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا

پردہ جانے ہے کہ جو بینا ہوا — اس دہن کی اس دہن مین ہے صدا

نائی کے دم کی یہ دمبازی ہے سب — ہاے ہو جان کی یہ ہے ہو جا رب

گر نہوتا ذی کا ناز بار اثر / ذی جہان کو کیسے کرتی پر شکر / گر نبودی با لبش سے راسر / ذی جہان را پر نہ کردی از شکر
ساتھ سویا کسکے پہلو سے اٹھا / کہ ہوا پر جوش ایسا بحر سا / یا کہ خفتی در چہ پہلو خاستی / کہ چنین پر جوش چون دریستی
تا ابیت عند ربی کو پڑھا / دل میں اک دریا کے آتش کو بھرا / تا ابیت عند ربی خواندی / در دل دریای آتش راندی
نعرۂ یا نار کونی بارد ا / تیری جان پاک کو عصمت ہوا / نعرۂ یا نار کونی بارد ا / عصمت جان تو گشت ای مقتدا
ای ضیاء الحق حسام الدین دل / شمس ہو سکتا ہے کب نہان بگل / ای ضیاء الحق حسام الدین دل / کی توان اندود خورشید بگل
گل کے ٹکڑوں نے کیا ہے قصد جو / کہ چھپائیں بس ترے خورشید کو / قصد کردستند این گل پارہا / کہ بپوشانند خورشید ترا
لعل کہ میں بس ترے دلال ہیں / بوستان خندہ سے مالامال ہیں / در دل کہ لعلہا دلال تست / باغہا از خندہ مالامال تست
محرم مردی کو جرأت نے ترے / کہتا سو خرمن سے اک جو میں اسے / محرم مردیت را کو رستمے / تا ز صد خرمن یکی جو گفتمے
چاہوں گر تیرے راز سے آہ کروں / چہ کے اندر جون علی سر کو چھپون / چون بخواہم کز سرت آہی کنم / چون علی سر را فرا چاہے کنم
بھائیوں کا جو کہ دل کینہ سے تھے / قعر چہ بہتر ہے یوسف کو جو تھے / چونکہ اخوان را دل کینہ ور ست / یوسفم را قعر چہ اولی ترست
مست ہو کر شور و غوغا میں کرون / چاہ کیا ہے خیمہ صحرا میں کرون / مست گشتم خویش بر غوغا زنم / چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم
دے شراب آتشیں مجکو ذرا / کر و فر مستانہ دیکھو اسدم مرا / بر کف من نہ شراب آتشین / وانگہ آن کر و فر مستانہ بہ بین
منتظر ہے گنج کو بیہودہ فقیر / کیونکہ میں ہون غرق حق اے بشیر / منتظر گو باش بی گنج آن فقیر / زانکہ ما غرقیم حال در عصیر
ای فقیر اب چاہ حق سے تو پناہ / مجھ نہ مستغرق سے تو کچھ بھی چاہ / از خدا خواہ ای فقیر اینہ دم پناہ / از من غرقہ شدی چیز مخواہ
کہ مجھے پروا انھیں یک کی ہے / یاد ذی خود سے نہ ڈاڑھی تجھے / کہ مرا پروای آن اسناد نیست / از خود از ریش خویشم یاد نیست
کب سمائے یاد مونچھ اور آبرو / ذی شراب اندر سمائے تار مو / یاد سبلت کی بگنجد آب رو / در شرابی کہ نہ گنجد تار مو
بھر دے ای ساقی تو اک ساغر ترا / داڑھی مونچھ سے تو خواجہ کو چھڑا / در دہ ای ساقی یکی رطل گران / خواجہ را از ریش و سبلت وا رہان
مونچھیں نخوت سے چڑھاتا ہم پہ ہے / داڑھی ہم پر رشک سے نوچے وہ / نخوتش بر ما سبالے میزند / لیک ریش از رشک بر ما میکند
اشکامات ہو اسکامات ہو اسکامات / کہ ہم اسکا جانتے ہیں مکر و گھات / مات او شومات او شومات او / کہ ہمی دانیم تزویرات او
سو برس بعد اسے جو کہ آئیگا / دیکھتا ہے پیر اب وہ ظاہرا / از پس صد سال آنچہ آید برو / پیر بیند معین مو بہ مو
آئینہ میں جو کہ دیکھیں مرد عام / کہ نہ دیکھے پیر اندر خشت خام / اندر آئینہ چہ بیند مرد عام / کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام
جو نہ دیکھا گھر میں اہل ریش نے / دفعتہً کوسہ پہ وہ اظہار ہے / آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید / ہست بر کوسہ یکایک آن پدید
گر ہے ماہی زادہ تو دریا میں جا / مثل خس کے ریش میں کیون ہے پھنسا / رو بدریائے کہ ماہی زادۂ / ہمچو خس در ریش چون افتادۂ
تو نخس ہو در رشک گوہری / موج دریا میں تجھے ہے بہتری / خس نہ دور از تو رشک گوہری / در میان موج بحر اولیتری
بحر وحدت ہے نہ فرد و زوج ہے / ماہی و گوہر بغیر موج ہے / بحر وحدانیست جفت و زوج نیست / گوہر و ماہیش غیر موج نیست

اے شریک اسکا محال اور ہے محال / موج و دریا کیونکہ ہو اسکے دو حال
بحر کے اندر نہیں ہے شرک و پیچ / لیکن احول سے کہوں کیا ہیچ ہیچ
احولوں سے جو کہ شرکت ہے دلا / شرک کا نہ کہنا اب لازم ہوا
اک کا اس سو سے ہے وصف و خیال / جز دوئی کرتا نہیں ہے وہ مقال
یا جو احول اس دوئی کو نوش کر / یا دہن کو بھی لب خاموش کر
یا کبھی چپ رہ کبھی کر تو کلام / احولا نہ ڈھول کوٹ اب والسلام
جو تو محرم دیکھے کہ اسرار جان / گل کو دیکھے چیخ مثل بلبلان
جو تو دیکھے مشک پر مکر و دغا / لب کو باندھ اور خود کو مثل خم بنا
خصم آب ہے اسکے آگے ست ہے / سنگ جہل اسکا نہ خم کو توڑ دے
صبر کر جاہل کے ظلم و عدل سے / کر مدارا ان لدن کی عقل سے
صبر نا اہلوں سے اہلوں کو جلا / صبر ہر جا کرتا ہے دل کو صفا
آتش نمرود ابراہیم کے / آئینہ کو بس صفائی بخش دے
صبر نا مردوں سے کرتے مرد حق / سب سے لے ایسے مثل نیکوں کے سبق
نوح کی امت کا ظلم اور صبر نوح / نوح کی ہوئی صیقل آئینہ روح

ای محال و ای محال اشراک او / دور از آن دریا و موج پاک او
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ / لیک با احول چه گویم هیچ هیچ
چونکه جفت احولانیم ای شمن / لازم آمد مشرکانه دم زدن
آن یکی زانسوی وصف است و خیال / جز دوئی ناید به میدان مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن / یا دهان بردوز و لب خاموش کن
یا بنوبت گه سکوت و گه کلام / احولانه طبل میزن والسلام
چون ببینی محرمی گو سر جان / گل ببینی نعره زن چون بلبلان
چون ببینی مشک پر مکر و مجاز / لب ببند و خویش را خنب ساز
دشمن آبست پیش او مجنب / ورنه سنگ جهل بشکست خنب
با سیاستهای جاهل صبر کن / خوش مدارا کن به عقل من لدن
صبر با نا اهل اهلان را جلیست / صبر صافی میکند هر جا دلیست
آتش نمرود ابراهیم را / صفوت آئینه آمد در جلا
صبر با نامرد بد مرد حق / تا چو نیکان بر همه باید سبق
جور کفر نوحیان و صبر نوح / نوح را شد صیقل مرآت روح

آنا ایک مرید شیخ ابو الحسن خرقانی کا واسطے زیارت شیخ رحمہ اللہ کے

آمدن مریدی شیخ ابو الحسن خرقانی بزیارت شیخ رحمہ اللہ

اک گیا درویش از رہ طالقان / بو الحسن کا شہرہ سن تا خارقان
طے کیے بس کوہ اور دشت دراز / دیکھنے کو شیخ کے با صد نیاز
دیکھا جو کچھ راہ سے ظلم و جفا / گرچہ لائق ہے وہ لکھے کو تہ کیا
آیا جو مقصد پہ رہ سے وہ جوان / گھر کا اس سلطان کے ڈھونڈا نشان
بس ادب سے جو بجایا اسکا در / از رہ روزن کسی لا زن نے سر
کہ تو کیا کہتا ہے کہ اے نیک پے / بولا آیا ہوں زیارت کے لیے
وہ ہنسی کہ واہ وا لو ریش دیکھ / یہ سفر کرنا و یہ تشویش دیکھ
خود نہ تھا کچھ کام تجکو اس جگہ / تا کیا بیہودہ تو نے عزم ہے

رفت درویشی ز شهر طالقان / بهر صیت بو الحسن تا خارقان
کوهها ببرید و وادی دراز / بهر دید شیخ با صدق و نیاز
آنچه از ره دید از جور و ستم / گرچه در خورد است کوته میکنم
چون به مقصد آمد از ره آن جوان / خانهٔ آن شاه را جست او نشان
چون بصد حرمت بزد حلقهٔ درش / زن برون کرد از در خانه سرش
که چه میخواهی بگو ای بو الکرم / گفت که بهر زیارت آمدم
خنده ها زد او که خه خه ریش بین / این سفر گیری و این تشویش بین
خود ترا کاری نبود آن جایگاه / تا به بیهوده کنی تو عزم راه

بیہودہ پھرنے کی ہوئی خواہش تجھے
بس برا اور فحش و نالائق کہا
اس تمسخر اور مثل سے وہ مرید
اشک آنکھوں سے بہا بولا اسی آن

یا وطن سے تجکو نفرت ہوگئی ہی
مین نہین کرسکتا اس سب کو ادا
مضطر و غمگین ہوا از بس شدید
با وجود اس سب کے وہ شہ ہی کہان

اشتہای کول کردی آمدت
گفت نافرجام و فحش و دمدمہ
از مثل و زرلیشخند بیحساب
اشکش از دیدہ بجست و گفت او

یا ملولی و طن غالب شدت
من نتانم بازگفتن آن ہمہ
آن مرید افتاد در غم و اضطراب
با ہمہ آن شاہ شیرین نام کو

پوچھنا مرید کا کہ شیخ کہان ہین اور جواب نالائق سننا حرم آنکی سے

پرسیدن مرید کہ شیخ کجاست و جواب نافرجام شنیدن از حرم او

بولی وہ مکار دانش سے تہی
تجھسے صد ہا بیوقوف و نا سزا
تو سلامت رہنائی گر دیکھتا
شیخی خور اور عارض پھکڑا
سبطی گوسالہ پرست اس قوم کے
رات کو مردار وچھوٹا دن کو ہی
چھوڑا بس اس قوم نے علم و کمال
آل موسی اب کہا افسوس ہی
کان ہرزہ پیغمبر و اصحاب کی
شرع و تقوی ہو گیا پیچھے پڑے
یہ اباحت جاری ہوئی اس قوم تیجے

دام احمق اور کمند گمرہی
پڑ گئے ہین اس سے بس اندر بلا
خیر ہوتی اس سے جو تو بہکتا
ہر سو آواز اسکی شہرت کا گیا
پھیرتے ہین ہاتہ لیسے گاو لیے
جو تو غرہ ایسے عارض پر کرے
اور لیا مکرودغا یہ تیرا حال
عابدان عجل کو گشتہ کرے
کان نماز و سجدہ و آداب بھی
کان عمر کان امر معروف اسکو ہی
رخصت ہر مفلس و ہر شرب کو ہی

گفت آن سالوس زراق تہی
صد ہزاران خام ریشان ہمچو تو
گر نہ بلبیش و سلامت واردی
لاف کیشی کاسہ لیس طبل خوار
سبطیان این قوم گوسالہ پرست
جیفۃ اللیل ست و بطال النہار
ہشتہ اند این قوم صد علم و کمال
آل موسی کو در یغا تاکنون
کورہ پیغمبر و اصحاب او
شرع و تقوی را فگندہ سوی پشت
کاین اباحت زین جماعت فاش شد

دام کولان و کمند گمرہی
اوفتادہ از توے اندر صد عتو
خیر تو باشد نہ گردی ز دعوی
بانگ طبلکش رفتہ اطراف دیار
بر چنین گاوی ہمی مالند دست
ہر کرا شد غرۂ این طبل خوار
لکرد تزویرے گرفتہ کانیست حال
عابدان عجل را ریزند خون
کو نماز و سجدہ و آداب او
کو عمر کو امر معروف درشت
رخصت ہر مفلس قلاش شد

جواب دینا مرید کا اور جھڑکنا اس طعنہ زن کو کفر و بیہودہ کہنے سے

جواب گفتن مرید و زجر کردن آن طعانہ را از کفر و بیہودہ گوئی

وہ جوان بولا کہ چپ یہ کیا مقال
نور مردان کے گھر اشرق و غرب
شمس حق نے جلوہ پردہ سے کیا
اے تجھ ابلیس کے طعنہ زنی

روز روشن کہان سے آیا کو نوال
چرخ نے سجدہ کیا از راہ کرب
شمس خجلت سے نقاب اندر گیا
مجھکو کب اس درد سے برگشتگی

بانگ زد بر وے جوان گفت بس
نور مردان مشرق و مغرب گرفت
آفتاب حق بر آمد از حمل
ترہات چون تو ابلیسے مرا

روز روشن از کجا آمد عسس
آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
زیر چادر رفت خورشید از خجل
کے بگرداند ز خاک این سرا

مثل ابر آیا زمین از رہ ہوا
عجل ہو اُس نور سے قبلہ کرم
جو اباحت ہو ہوا سے ہو ضلال
کفر ایمان دیو مسلم ہو گیا
عشق کا مظہر ہو محبوب خدا
سجدہ آدم اُسکی فوقی کا گوا
شمع حق کو پھونکتی ہو تو اے زال
کب نجس دریا دہن سے سگ کے ہو
حکم ظاہر پر اگر کرتی تو ہو
سب ظواہر اُسکے پس پیش ظہور
شمع حق کو جو کہ پھونکے قصد سے
تجھسے خفاشین بہت دیکھین ہین خواب
روح کے دریا کی موجین تیز ہین
چشم کنعان مین دریے بال تھا
لیکہ کنعان جو کہ کو اُس زمان
نور مہ جھاڑے وسگ عو عو کر
شب روا در ہمرہیان ماہ کے
جزو جانب کل کے جاتے مثل تیر
شرع اور تقوی کی عارف جان ہو
زہد کوشش کرنا بونے کے لیے
جسم ہو مثل اس زمین کا جوتنا
امر معروف اور وہی معروف ہو
آج کے دن کل کے دن شہ ہو مرا
شیخ انا الحق بولا اور غالب ہوا
جب انا بندہ کے تن سے لاہوئی

تا تو پھیرے ہو دن اس ابر سے جدا
قبلہ نے اُس نور سے کفر و صنم
جو اباحت ہو خدا سے ہو کمال
اُس طرف جو نور چمکا بس سوا
فوق سب گرو ہوں سے ہو گیا
پوست ساجد مغز کا ہو بس سدا
تو جلے اور تیرا سر اے بدخصال
گل کرے کب پھونکا شمع شمس کو
کیا ہو ظاہر کو جو اس نور سے
نے نہایت کچھ ہیں نقص و قصور
شمع کب گل ہو پر اُسکا منہ جلے
کہ یتیم عالم ہو بے آفتاب
اُس سے زیادہ جو کہ تھیں طوفان میں
چھپ کر دل کشتی نوح کو کہ پر گیا
فہم کہ اک نیم موج امتحان
ہر کوئی خلقت سے اپنی بس تھے
چھوڑیں کب پھر کو سگ کے خوف سے
کب کرے موقوف مہر گسندہ پیر
نخل ہو زہد اور ثمر عرفان ہو
معرفت کھیتی کا اگنا خاک سے
جان ہو اس کھیتی کا اگنا کاٹنا
کاشف اسرار وہی مکشوف ہو
پوست بندہ مغز نادر دہ سدا
پس دو چار سا اندر جون کا گلا
پس ہو گیا سوچ اسمین اے غبی

این بہادی نامہ ہم چون سحاب
عجل با آن نور شد قبلہ کرم
ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال
کفر ایمان گشت و دیو اسلام یافت
مظہر عشق ست و محبوب بحق
سجدہ آدم را بیان سبق اوست
شمع حق را پف کنی تو ای عجوز
کے شود دریا ز پوز سگ نجس
حکم بر ظاہر اگر ہم میکنی
جملہ ظاہرہا بپیش این ظہور
ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو
چون تو خفاشان بسے بینند خواب
موجہاے تیز دریاہای روح
لیک اندر چشم کنعان موے رست
کوہ و کنعان را فرو برد آزمان
مہ فشاند نور و سگ عو عو کند
شب روان و ہمرہان مہ بتگ
جزو سوے کل رود مانند تیر
جان شرع و جان تقوی عارف ست
زہد اندر کاشتن کوشیدن ست
پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد
امر معروف او و ہم معروف اوست
شاہ امروزینہ و فردای ماست
چون انا الحق گفت شیخ و پیش برد
چون انا سے بندہ شد لا از وجود

تا بگردی باز گردم زین جناب
قبلہ بے آن نور شد کفر و صنم
ہست اباحت کز خدا آمد کمال
آن طرف کان نور بے اندازہ تافت
از ہمہ کروبیان بردہ سبق
سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست
ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز
کے شود خورشید از پف منطمس
چیست ظاہر تو بگو زین روشنی
باشد اندر رعایت نقص و قصور
شمع کی میرد بسوزد پوز او
کین جہان ماند یتیم از آفتاب
ہست صد چندانکہ بد طوفان نوح
نوح کشتی را بہشت و کوہ جست
نیم موجے تا بقعر امتحان
ہر کسے بر خلقت خود می تند
ترک رفتن کی کنند از بیم سگ
کے کند وقف از پی ہر گندہ پیر
معرفت محصول زہد سالف ست
معرفت آن کشت را رو ییدن ست
جان این کشتن نبات ست و حصاد
کاشف اسرار و ہم مکشوف اوست
پوست بندہ مغز نغزش دام ماست
پس گلوی جملہ کوران را فشرد
پس چہ ماند مین بندیش ای عنود

گر ہے تیری آنکھ کھول اور دیکھ لے / بعد لا کے اور کیا آخر رہے
ای وہ کاٹا جائے لب حلق و دہان / جو کہ تھوکے سوے ماہ آسمان
سوے گردون تھوک کو زرہ ملے / تھوک اُسکے منہ پہ پھر اُلٹا گرے
تا قیامت حق سے تھوک اُسپر پڑے / مثل تبت ابولہب کی جان پہ
ہے لولاک در طبل ملک شہریار / وہ ہے سگ اُسکو کہے جو طبل خوار
بندہ اُسکے ماہ کا لیس آسمان / شرق و غرب اُس کے ہیں بس خوان بان
کیونکہ لولاک اُسکی ہی توقیع میں / اُسکے سب انعام اور توزیع میں
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتا فلک / گردش اور نور و مکان جاے ملک
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتے بحار / صورت ماہی و در شاہوار
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتی زمین / گنج اندر اور باہر یاسمین
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتے جبال / زر و لعل اور مومیائی بے سوال
گر نہ وہ نہیں پاتا جہان / نے طلب یہ جملہ رزق بیکران
رزق وال رزق بھی کل اسکے ہیں / میوے تشنہ اُسکے کل باران سے ہیں
تکیہ یہ اس امر میں معکوس ہے / اپنے صدقہ بخش کو صدقہ تو دے
گر تجھے درویش سے زر و حریر / دے غنی کو تو زکوۃ اب اے فقیر
جو تو زوجہ ہے اُس اہل روح کی / جسطرح منکوحہ کافر نوح کی
گر ہوئی نسبت اس گھر سے تجھے / ٹکڑے ٹکڑے کرتا میں سدم ترے
تجھے اب اس نوح کو کرنا خلاص / تا مشرف ہوتا میں اندر قصاص
ایک گھر میں ایسے شاہنشاہ کے / ہوے گستاخی مجھ ناچیز سے
یا دعا کر تو سگ اس گھر کی ہو / ورنہ وہ کرتا جو کرنا چاہیے

گر ترا چشم ست بگشا در نگر / بعد لا آخر چه می ماند دگر
ای بریده آن لب و حلق و دهان / که کند تف سوی ماه آسمان
سوی گردون تف نیاید مسلکی / تف برویش بازگردد بیشکی
تا قیامت تف برو بارد ز رب / همچو تبت بر روان بولهب
طبل درایت هست ملک شهریار / سگ کسی که خواند او را طبل خوار
آسمانها بندهٔ ماه وی اند / شرق و غرب چرخ نانخواه وی اند
زانکه لولاک ست بر توقیع او / جمله در انعام و در توزیع او
گر نبودی او نیابیدی فلک / گردش و نور و مکان جای ملک
گر نه او بودی نیابیدی بحار / هیئت ماهی و دُرّ شاهوار
گر نه بودی او نیابیدی زمین / در درون گنج و بیرون یاسمین
گر نبودی او نیابیدی جبال / زر و لعل و مومیائی بی سؤال
گر نبودی او نیابیدی جهان / نی تقاضا ز رقهای بیکران
رزقها هم رزق خواران وی اند / میوه با لب خشک باران وی اند
هین که معکوس ست در امر این گره / صدقه بخش خویش را صدقه بده
از فقیر ستت همه زر و حریر / هین زکوتی ده غنی را ای فقیر
چون تو زنگی جفت آن مقبول روح / چون عیال کافر اندر عقد نوح
گر نبودی نسبت تو زین سرا / پاره پاره کردمی ایندم ترا
دادمی این نوح را از تو خلاص / تا مشرف گشتمی من در قصاص
لیک با خانهٔ شهنشاه زمن / این چنین گستاخی ناید ز من
رد دعا کن که سگ این موطنی / ورنه ایندم کردمی من کردنی

لوٹنا مرید کا مکان شیخ سے اور دریافت کرنا لوگوں سے اور پتا دینا کہ شیخ فلانے جنگل کو گیا ہے

ڈھونڈتا تھا بعد وہ ہر ایک سے / ڈھونڈتا تھا شیخ کو ہر جا پہ لے
کہا کہ لے گرو قطب یار / لکڑیاں لینے گیا تا کوہسار

بازگشتن مرید از وثاق شیخ و پرسیدن از مردم و نشان دادن که شیخ بفلان بیشه رفته است

بعد ازان پرسان شد او از هر کسی / شیخ را می جست از هر سو بسی
پس گفتش که آن قطب یا... / رفته تا هیزم کشد از کوهسار

۱۰۳

وہ مرید تیز فکر با حیا
شیخ کی خواہش میں جنگل کو چلا

دیو لاتا آگے ہوش اُس مرد کے
وسوسہ تا یہ نہاں ہو گرد سے

ایسی زن کو کسلیے وہ شیخ دین
گھر میں رکھے اپنا یار و ہمنشین

ضد کو ضد سے نسبت ہووے کہاں
مقبل رحمٰن کو شیطان سے کہاں

پھر پڑھی لاحول اُسنے آتشین
کا اعتراض ہو میرا اُسپے کہ کین

کون ہوں میں عارف باللہ سے
نفس میں اعتراض و شک کرے

نفس حملہ کرتا پھر ان شبہوں سے
دل پہ اُسکے مثل آگ اور کاہ کے

دیو کو جبریل سے نسبت ہی کیا
کہ رکھے صحبت میں قیال اُس سے روا

کب موافق ہووے آزر کے خلیل
کب موافق ہووے رہزن کے دلیل

آن مرید ذو الفقار اندیش تفت
در ہواے شیخ سوے بیشہ رفت

دیو می آورد پیش ہوش مرد
وسوسہ تا خفیہ گردد مہ زگرد

کاینچنین زن را چرا آن شیخ دین
دارد اندر خانہ یار و ہمنشین

ضد را با ضد ایناس از کجا
با امام الناس نسناس از کجا

بار او لاحول گفت آتشین
کاعتراض من برو کفرست و کین

من کہ باشم با تعرضہاے حق
کہ بر آرد نفس من اشکال و دق

بار نفسش حملہ می آورد زود
زین تعرض بادلش چون کاہ دود

کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل
کہ بود با او بصحبت ہم عقیل

کی تواند ساخت با آزر خلیل
چون تواند ساخت با رہزن دلیل

پانا مرید کا شیخ کو نزدیک جنگل کے ایک شیر پر سوار

یافتن مرید شیخ را نزدیک بیشہ سوار شیرے

اسمیں تھا بس وہ کہ شیخ نامدار
دور سے جب کہا ہی شیر اور پر سوار

شیر پہ ہو بار لکڑی کا لدا
اور خود اُس بار پر بیٹھا ہوا

کوڑا اُسکا سانپ تھا از رہ علا
ہاتھ میں جوں کوڑا سانپ لے لیا

تو یقین سے جان جو کہ شیخ ہی
بھی سواری کرتا ہی وہ شیر پے

گرچہ وہ محسوس و یہ محسوس ہی
لیک وہ پنہاں نہ چشم جان سے

سیکڑوں ہیں شیر اُنکی زیر ران
چشم جان کے آگے ہیں ہیزم کشان

لیک محسوس حق ہی اُسکو کیا
تا اُسے دیکھیں کہ ہی مرد خدا

دیکھا اُسکو دور سے اور وہ ہنسا
بولا مت سُن اُسکی ای دریا

جان لی اُس شیخ نے اُسکی ضمیر
نور دل سے کہ دلیل اک ہی منیر

حال اُسکا شیخ نے اک اک کہا
راہ سے اب تک کا سب گذرا ہوا

بعد مع انکار زن کے راز کو
بس بیان اُسنے کیا ای راز جو

وہ تحمل نہ ہواے نفس سے
یاں نہ ٹھہرا وہ خیال النفس ہی

بار زن رکھتا نہ میرا صبر گر
کب مرا بیگار رکھتا شیر نر

اندرین بود او کہ شیخ نامدار
شد پدید از دور بر شیرے سوار

شیر غران ہیزمش را میکشید
بر سر ہیزم نشستہ آن سعید

تازیانش مار بود او از شرف
مار را بگرفت چون خرزن بکف

تو یقین میدان کہ ہر شیخی کہ ہست
ہم سواری میکند بر شیر مست

گرچہ آن محسوس و این محسوس نیست
لیک آن بر چشم جان ملبوس نیست

صد ہزاران شیر زیر ران شان
پیش دیدہ غیب دان ہیزم کشان

لیک این یک را خدا محسوس کرد
تا ببیند نیز او کہ نیست مرد

دید پیش از دور خندید آن خدیو
گفت آن را مشنو ای مغرور دیو

از ضمیر او بدانست آن جلیل
ہم ز نور دل بلے نعم الدلیل

خواند بروی یک بیک آن ذو فنون
آنچہ در رہ رفت بر وے تاکنون

بعد از ان در مشکل انکار زن
بر گشاد آن خوش سرایندہ دہن

کان تحمل از ہواے نفس نیست
آن خیال نفس تست اینجا مایست

گر نہ صبرم میکشیدی بار زن
کے کشیدی شیر نر بیگار من

نور نور نور نور نور نور

الصبر مفتاح الفرج

حکمت در آیه انی جاعل فی الارض خلیفه

پس جو حکم آتش کو دیکھ اسنے کیا — تاکہ ان دونون کا حل ہووے برا
دور دور قرن قرن آخر گیا — موسی و فرعون تک یہ ماجرا
برسون انکے درمیان جھگڑا رہا — جو تنازع اور رنج از بس بڑھا
آب دریا کو حکم حق نے کیا — پست و غالب کون ہو دونون مین تھا
تاکہ فرعون اور اسکی قوم کو — آب دریا نے کیا غرق انکو
ایسے ہی تا دور عہد مصطفیٰ — ساتھ بوجہل ور اس شہ کے کیا
بھی بلا کے واسطے قوم ثمود — برق کو کہ لیگئی جان انکی زود
یعنی بلا کی ایک بہر قوم عاد — چلنے والی تیز کو یعنی کہ باد
بھی بلا کی کینہ سے قارون پے — تا زمین نے نگلا جون اژدر اسے
تا حلیمی ہوئی زمین کے جملہ قہر — لیگئے قارون و گنج اسکا بقعر
جو کہ لقمہ جسم کو قائم رکھے — دفع تیغ بھوک کو جون ڈھال ہو
قہر جو حق نان مین تیری رکھے — وہ گلے مین جون خناق آکر پھنسے
جامہ سردی نہین کہ جو گرمی کرے — حق مزاج زمہریر اسکو دے
تاکہ ہو تا در قبا تن پر ترے — سرد مثل برف اور تکلیف دے
پوستین سے بھاگے تو ہو کر زحیر — اور لائے اس سوے زمہریر
تو ہی اک نملہ نہین ہے قلتین — قصہ ظلہ سے تو غافل ہے نہین
حکم حق آیا کہ شہر و گانون مین — خانہ و دیوار تا سایہ نہ دین
مانع باران نہو اور آفتاب — تا ادہر امت گئی جلد اور شتاب
کہ مرے ہم ای پیمبر دے امان — باقی قصہ اسکا پڑھ اندر قران
اس عصا کو جو کیا صانع نے مار — گر ہے غافل ایکسا نکتہ بس ہے یار
سنگ سا بس تسبیح اک کرنے لگے — انگلیون مین پر تو خورشید سے
منکرون نے دیکھا اور نہ پرکھا — دشمنی نے انکو بس اندھا کیا
تو نظر سے کچھ ولیکن غور نہ — چشمہ افسردہ خیابان وار ہے
اسلیے کہتا ہے خلاق فکر — کہ گرای بندہ بغور اب تو نظر
وہ نہ کھوے کوٹ لوہے سرد کو — پاس جا اور دے کہ فولاد تو

پس حکم کرد آتشی را او نگر — تا شود حل مشکل آن در نفر
دور دور و قرن قرن این فریق — تا به موسی و به فرعون غریق
سالها اندر میان شان حرب بود — چون ز حد رفت و ملالت میفزود
آب دریا را حکم سازید حق — تا که ماند که برد زین دو سبق
تا که فرعون را با آن فرعونیان — آب دریا غرق شان کرد آن زمان
همچنین تا دور و عهد مصطفیٰ — با ابوجهل آن سپهدار جفا
هم نکوسازید از بهر ثمود — صیحه که جان شان را در ربود
هم نکوسازید بهر قوم عاد — زور زخیر تیز رو یعنی که باد
هم نکوسازید بر قارون ز کین — تا فرو بردش چو اژدرها زمین
تا حلیمی زمین شد جمله قهر — برد قارون را و گنجش را بقعر
لقمه را که ستون این تن است — دفع تیغ جوع نان چون جوشن است
چونکه حق قهری نهد در نان تو — چون خناق آن نان بگیرد در گلو
این لباسی که ز سرما شد مجیر — حق دهد او را مزاج زمهریر
تا شود بر تن ترا جبه شگرف — سرد همچون یخ گزنده همچو برف
تا گریزی از وشق هم از حریر — زو پناه آری بسوی زمهریر
تو و قلۂ عیسی یک قتلۂ — غافل از قصه عذاب ظله
امر حق آمد به شهرستان و ده — خانه و دیوار را سایه مده
مانع باران مباش و آفتاب — تا بدان مرسل شدند امت شتاب
که بمردیم اغلب ای مهتر امان — باقیش از دفتر تفسیر خوان
چون عصا را مار کرد آن چیست د — گر ترا عقلی است یک نکته بس است
سنگ اندر تسبیح آمد بر شتاب — از میان اصبعین زان آفتاب
منکران دید فرزنا در دسر — دشمنی او رکور گردش از نظر
تو نظر داری ولی امعانت نیست — چشمه افسرده است و کرده ایست
نی همی گوید نگارنده فکر — که بکن ای بنده امعان نظر
آن نمیگوید که آهن کو بسرد — لیک ای پولاد بر داود گرد

تن مرے جا جانب اسرافیل کے — دل کے جو جاہل تو اس خورشید سے
تن بمرد ست از سرافیل راں — دل ز خورشید روح خورشید جنان

تو خیال اندر ہوا ہی بس نہاں — ہو بجا سوفسطائی تمک اے بدگمان
در خیال از بسکہ گشتی مکتسی — ہمچو سوفسطائی بدظن رسی

مغز سے وہ عقل کے معزول تھا — حس اور تن سے وہ معزول اب ہوا
او خود از لب خرد معزول بود — شد ز حس معزول و محروم از وجود

مغز سے اور خود سے گر معزول تھا — حس بہ تن سے اب ہوا اپنے جدا
گر ز خود دور لب خود معزول گشت — از وجود حس خود معقول گشت

بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے — گر کہے تو خلق میں رسوا ہے
این سخن جا نوبت لب خائیست — گر بگوئی خلق را رسوائیست

غور کیا ہی چشم کو کر نام دوان — تن سے جان چھوٹے کہیں اسکو روان
چیست معان چشم را کردن روان — چون تن جان رست گویند ش روان

دیکھ تن کو قیدی تن سے جان — اسکی چھوٹی ہوئی روان اندر جنان
آن حکیمی را کہ جان از بند تن — باز رست و شد روان اندر چمن

یا ہوئی دوزخ کی جانب وہ روان — جیسے چوہا کونے کونے میں نہاں
یا روان شد خود بسوی ہاویہ — ہمچو موش از زاویہ در زاویہ

دو لقب ان دو کے رکھے اسنے جو — بہر فرق ای آفرین اس جان پہ ہو
دو لقب را او برین ہر دو نہاد — بہر فرق ای آفرین بر جانش باد

اس بیان میں کہ چلے فرمان پہ جو — گل کو چاہے خار گر دیوے ہو
در بیان آنکہ بر فرمان رود — گر گلے را خار خواہد آن شود

بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا مومنوں کی رہائی کی نسبت وقت نازل ہونے ہوا کے

بیان معجزہ ہود علیہ السلام در تخلیص مومنان از باد عذاب

ہود نے خط کھینچا گرد مومنان — تا ہوا سے قوم کو ہووے امان
ہود گرد مومنان خطے کشید — تا ز باد آن قوم اور بیچے ندید

باد طوفان تھی وہ کشتی امن کی — ہی بہت یہ کشتی اور طوفان بھی
باد طوفان بود او کشتی عطے — بست ازین طوفان نجا این کشتی بسا

مومن اس باد مضر کے ہاتھ سے — دائرہ میں اس سے بیٹھے رہے
مومنان از دست باد ضائرہ — جملہ بنشستند اندرون دائرہ

باد طوفان تھی و کشتی لطف ہو — دو رکھے بس کشتی و طوفان کو
باد طوفان بود و کشتی لطف ہو — بس چنین طوفان و کشتی دارد او

پادشہ کو بس خدا کشتی کرے — تا چلیں سید دوا اپنی حرص سے
پادشاہے را خدا کشتی کند — تا بحرص خویش بر صفہا زند

قصد نہ شہ کا کہ خلق امن سے رہے — قصد اسکا ملک آفت سے بچے
قصد شاہ آن نی کہ خلق ایمن شوند — قصد ہس آنکہ ملک گرد دیگر شد

خر چرے چکی چھٹنے کے لیے — تا نجات اک دم دیا جاوے مار سے
آن خراسی میدود قصد ش خلاص — تا بیابد از خشب یکدم مناص

بیل کا نہ قصد کہ پانی کھینچے — یا کہ کنجد سے جدا روغن کرے
قصد او آن نی کہ آبے بر کشد — یا کہ کنجد را بدان روغن کند

بیل سب چلتے ہیں ڈر سے مار کے — اور نہ گاڑی کھینچنے کے واسطے
گاو بشتابد ز بیم زخم سخت — نی برای بردن گردون و رخت

لیک حق نے خوف انھیں ایسا دیا — اہلیت تا ہو اطاعت میں سدا
لیک حق داد ش چنین خوف وجع — تا مصالح حاصل آید در تبع

ایسے ہی ہر پیشہ ور دکان پہ — بہر خود ساعی نہ نفع عام کے
ہمچنین ہر کاسبے اندر دکان — بہر خود کوشد نہ اصلاح جہان

ہر کوئی ڈھونڈے ہو مرہم درد کا — اس سے کہ عالم اطاعت میں پڑا
ہر یکی بر درد جوید مرہمے — در تبع قائم شدہ زان عالمے

اس جہان کا حق نے ڈر کو تخم کیا
شکر حق کہ ایسے ڈر کو ڈھا ہرا
کیونکہ نیک و بد سے سب کو خوف ہے
پس حقیقت میں وہ جا کہ سب سے ہے ڈر
وہ ہے اندر رگھات کے ای پر ملال
جا سے پوشیدہ میں وہ محسوس ہے
پس وہ حس کہ اس سے حق ظاہر دکھے
دیکھتی گر حس حیوان وہ صور
جسنے تن کو روح کا مظہر کیا
عین کشتی کو اگر چاہے بجو
ہر گھڑی کشتی و طوفان کو ترے
گر نہ دیکھے بحر و کشتی سامنے
اصل ہر بیش کو نہ دیکھے آنکھ جو
مارے گر اندھے کے گھونسا اک شتر
کیونکہ اندھے نے سنا آواز خر
پھر کہے اندھا نہیں سنگ تھا
یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور نہ تھا
خوف اور ہوتا ہے لرزہ غیر سے
وہ حکیم اس ڈر کو کہتا وہم ہے
نے حقیقت سے نہ کوئی وہم ہے
جھوٹ کو بے سچ کے قیمت ملے
سچ کا دیکھا جو رواج اسنے سوا
سچ سے ہے یہ رواج اس جھوٹ کو
فلسفی اور اسکے سودا سے کہوں
بلکہ کشتے سے کہ رغبت دل رکھے

خوف جان سے کام میں ہر اک پڑا
اسنے ستار اس زمین کا کر دیا
کہ کوئی خائف ڈر سے ہے آپ سے
کہ قریب اب وہ ہے گر محسوس تو
تا نہ فارغ شب سے ہو تو کو زوال
حس سے اس گھر کی نہ ہو جو محسوس ہے
ہے نہ یاں کی حس سے وہ تو اور ہے
بایزید وقت ہوئے گاؤ خر
اور فراق نوح کشتی کو رکھا
وہ کہ سے طوفان ترا امن نور جو
متصل شادی و غم سے وہ رکھے
اپنے اجزا میں تو لرزہ دیکھ لے
فکر گوناگون سے کیوں خود نہ کیجو
جانتے اندھا کہ لگد زن ہے شتر
آیت اندھے کا گوش اور نظر
یا کہ شاید گنبد تھی پر از جفا
یہ دیکھا یا جسنے ڈر پیدا کیا
خود سے ہے گر کسی کو خوف ہے
اسنے کی ٹیڑھی سمجھ اس بات سے
نے کھرے کہ کوئی کھوٹا چلے
جھوٹ اک سچ سے دو عالم میں چلے
جھوٹ اس پر اسنے کہا
شکر کر مست سچ سے کر انکار تو
یا کہ کشتی اور دریا سے کہوں
میں کہوں کل سے کہ خبر سب گل میں ہو

خوف ستون این جہان از ترس حق
جمله از بد را که ترسی این چنین
این همه ترسنده اند از نیک و بد
پس حقیقت بر همه حاکم کسیست
هست او اندر کمین ای بوالهوس
هست محسوس اندر مکمنی
زان حسی که حق بدان حس مظهر است
حس حیوان گر بدیدی آن صور
آنکه تن را مظهر بر روح کرد
گر نخواهد عین کشتی را بجو
هم دست طوفان کشتی ای مقل
گر نه بینی کشتی و دریا به پیش
چو نه بیند اصل ترسش را عیون
مشت بر اعمی زند یک جلف مست
زانکه آن دم بانگ اشتر می شنید
باز گوید کور نی این بانگ بود
این نبود و آن نبود و آن نبود
ترس و لرزه باشد از غیری یقین
آن حکیمک وهم خواند ترس را
ہیچ وہمی نے حقیقت کی بود
کی دغلی قیمت آرد بی ز راست
راست را دید او رواجی در فروغ
آن دروغی کز دروغ این نوا ست
از مفلسف گویم و سودای او
بل ز کشتیها است کان بیهوده نیست

هر یکی از ترس جان در کار تا
کرد او ستاره اصلاح زمین
هیچ ترسنده نمی ترسد ز خود
که قریب است او اگر محسوس نیست
تا نگردی فارغ از شب‌های عمر
لیک محسوس حس این خانه نیست
نیست حس این جهان آن دیگرست
بایزید وقت بودی گاو خر
وانکه کشتی را براق نوح کرد
او کند طوفان تو ای نوح جو
با غم و شادیت کرد او متصل
لرزه ها بین در همه اجزای خویش
ترس و لرزه از خیال گوناگون
کور چه داند که لگدزن اشتر است
کور را آیینه گوش آمد نه دید
یا مگر از قبه پر طنگ بود
آنکه او ترس آفرید اینها نمود
هیچکس از خود نترسد ای حزین
فهم کژ کرد است او این ترس را
هیچ وهمی بی حقیقت کی بود
در دو عالم هر دروغ از راست خاست
بر امید او بخواند آن دروغ
شکر نعمت گو ولیک انکار راست
باز گشته او و دریا ها کجا
گویم از کل جز و در کل ناخواست

هر دلی را نوح و کشتیبان شناس ... صحبت این خلق را طوفان شناس
کم گریز از شیر و اژدرهای نر ... ز آشنایان و ز خویشان کن حذر
در تلاقی روزگارت می‌برند ... یادشان روزگارت می‌خورند
چون خر تشنه خیال هر یکی ... از قف تن فکر را شربت مکی
نشف کردست خیال آن شت ... شبنمی که داری از بحر الحیات
پس نشان نشف آب اندر عضون ... آن بود که می نجنبد در سکون
عضو بر شاخ تر و تازه بود ... میکشی هر سو کشیده میشود
گر سبد خواهی توانی کردنش ... هم توانی کرد چنبر گردنش
چون شد آن ناشف ز نشف بیخ خود ... ناید آن سو که کشی میکشد
پس بخوان قاموا کسالی از نبی ... چون نیاید شاخ از کشش طبی
آتشین است این سخن کوته کنم ... بر فقیر و گنج و احوالش زنم
آتشی دیدی که سوزد او نهال ... آتشی جان بین کزو سوزد خیال
ز آتش عشق است زان جان و دل ... لیک تا نوازد آن جان و دل
نی خیال و نی حقیقت را امان ... زین چنین آتش که شعله زد بجان
خصم هر شیر آمد و هر روبه او ... کل شیء هالک الا وجهه
در وجوه وجه او رو خرج شو ... چون الف در بسم در رو درج شو
آن الف در بسم پنهان کرده ایست ... هست اندر بسم و اندر بسم نیست
همچنین جمله حروف گشته مات ... وقت حذف حرف از بهر صلات
او صله ست و بی و سین زو وصل یافت ... وصل بی و سین الف را بر نتافت
چونکه حرفی بر نتابد این وصال ... واجب آید که کنم کوته مقال
چون یکی حرفی فراق سین و بیست ... خامشی اینجا مهمتر واجبیست
چون الف از خود فنا شد مکتنف ... بی و سین بی او همی گویند الف
ما رمیت اذ رمیت از وی است ... همچنین قال الله از صمتش بجست
تا بود دارو ندارد او عمل ... چونکه فانی شد کند دفع علل
گر شود بیشه قلم دریا مدید ... مثنوی را نیست پایانی پدید

ہر دلی کو نوح و کشتیبان جان ... خلق کی صحبت کو تو طوفان جان
اژدہا اور شیر سے بھاگ تو ... اپنے خویشوں آشنا سے بھاگ تو
عمر صحبت سے وہ کھوتے ہیں تری ... عمر ضائع انکی خواہش میں تری
چون خر تشنہ خیال اک ایک کے ... قیف تن سے فکر کا شربت پئے
فکر کی جو ستی ہے تو رکھے ... جو رطوبت زندگی کی بحر سے
پس نشان اسکے چوسنے کا عضو میں ... وہ ہے جو حرکت سے عضوں میں رکے
عضو شاخوں کا تر و تازہ جو ہو ... تو جھکائے جس طرف جھک جائے وہ
تو کرے گر چاہے اسکو ٹوکرے ... حلقہ گردن کا بنائے وہ تجھے
جب ہوئی وہ جذب اپنی اصل سے ... نہ جھکے جس سو جھکانا تو کرے
پس تو پڑھ قاموا کسالی از نبی ... جو نہ پائے شاخ جز سے کچھ تری
آتشیں یہ بات ہے کوتہ کروں ... اس فقیر و گنج سے کچھ کہوں
دیکھی آتش کہ جلائے وہ نہال ... جان کی دیکھ اب آتش جلائے جو خیال
عشق کی آتش جلائے جان و دل ... لیک تا نوار لائے جان و دل
نے حقیقت نے خیال اس سے بچے ... ایسی آتش کہ وہ بھڑکے جان سے
ہے وہ ہر شیر اور روبہ کی عدو ... کل شیء ہالک الا وجہہ
ہر وجود وجہ میں اسکے فنا ... بسم سے اندر الف جیسے چھپا
وہ الف پنہاں کیا ہے بسم میں ... بسم میں ہے اور نہیں ہے بسم میں
مات ہوویں سب حروف اس طور سے ... وقت حذف حرف ملنے کے لیے
وہ صلہ اس سے ملے ہے بے و سین ... وصل بے سین الف کچھ پایا نہیں
جو نہیں کھوتا ہے حرف اک یہ وصال ... واجب آیا گر کروں کوتہ مقال
جو کہ حرف اک ہے فراق سین و بے ... ہاں یہ چپ رہنا ضرور اور فرض ہے
جب الف خود سے فنا ہے غیب میں ... بے و سین کہتے الف اپنے کو ہیں
ما رمیت اذ رمیت اس سے ہے ... ایسے ہی قال اللہ کے ضمن سے
جب تلک دوا رہے نہ رکھے عمل ... جبکہ فانی ہو گئے دفع علل
گر ہو بیشہ قلم دریا بھی بحر ہو ... مثنوی کے پائے کب انجام کو

۱۰۹

خشت سانچہ سے بنا تا خاک ہے ۔ ہاتھ دے ہی تجکو تقطیع شعر سے
جو نہ جنگل رہوے اور ہووے نہاں ۔ عین دریا سے وہ جنگل ہو عیاں
جو نہ رہوے خاک اور فانی بنے ۔ بحر کف سے خاک کو پیدا کرے
اسلیے حق نے کہا کہ تم کلام ۔ میرے دریا سے کرو جب ہو کام
طفل سے بحر اور خشکی میں تو جا ۔ کہ تو لعبت سے ہوں لڑکے خوش سوا
اسکی جان لعبت سے تا اندر ضیا ۔ عقل کے دریا سے ہو کچھ ہو آشنا
عقل اُس بازی سے آئے طفل کو ۔ گرچہ ظاہر عقل سے سرکش ہے وو
کودک دیوانہ بازی کب کرے ۔ چاہیے جز تا پتا وہ کل کا دے

چار چوب خشت زن تا خاک هست ۔ میدهد تقطیع شعرش نیز دست
چون نماند بیشه‌ها سر در کشند ۔ بیشه‌ها از عین دریا سر کشند
چون نماند خاک و بودش جف کند ۔ خاک سازد بحر او چون کف کند
بهر این گفت آن خداوند فرج ۔ حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج
باز گرد از بحر و رو در خشک نه ۔ هم ز لعبت گو که کودک راست به
تا ز لعبت اندک اندک در صبا ۔ جانش گردد با یم عقل آشنا
عقل از آن بازی همی آید صبی ۔ گرچه با عقل است در ظاهر ابی
کودک دیوانه بازی کی کند ۔ جزو باید تا که کل را پی کند

رجوع طرف قصۂ فقیر گنج طلب کے

اُس فقیر بے ریا کے خیال نے ۔ کردیا آواز سے عاجز مجھے
تو سنے تو بانگ اُسکی میں سنوں ۔ کیوں میں اُسکے بھید کا ہمراز ہوں
وہ نہ طالب گنج کا خود گنج وو ۔ دوست کب معنی میں غیر دوست ہو
وہ کرے ہر لحظہ سجدہ آپ کو ۔ سجدہ پیش آئنہ ہی بہر رو
آئنہ سے دیکھتا گر اک پشیز ۔ بے خیال اُسکے نہ رہتی کوئی چیز
بھی وہ ہوتا فانی بھی اسکا خیال ۔ عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال
میری بیعقلی سے عقل اک اور سوا ۔ پیدا ہوتی ظاہر اک انی انا
اسجدوا لآدم ندا آئی یہی ۔ دیکھو خود کو اُسمیں تم ہو آدمی
احولی دور آنکھ سے اُنکی کری ۔ ہوئی زمین تا میں چرخ چنبری
لا الہ کہکر و الا اللہ کہا ۔ ہو کے لا الہ ہوا وحدت کھلا
وہ حبیب اور وہ خلیل باہدا ۔ وقت وہ ہی کان کھینچے ہے مرا
سوے چشمہ کہ دہن تو اُس سے دھو ۔ جو چھپایا میں نے مت کہ خلق کو
گر تو کہوے خود نہ ہووے آشکار ۔ قصد سے اظہار کے ہو جرم دار
لیکن اُس دم میں پریشان کہتا ہوں ۔ میں ہی کہنے سننے والا اسکا ہوں
صورت درویش نقش گنج سے ۔ کہ گروہ پر رنج ہے کہ رنج سے

رجوع بقصه فقیر گنج طلب

یک خیال آن فقیر بی ریا ۔ عاجز آورد از بیا و از بیا
بانگ او تو نشنوی من بشنوم ۔ زانکه در اسرار همراز ویم
طالب گنجش مبین خود گنج اوست ۔ دوست کی باشد بمعنی غیر دوست
سجده خود را میکند هر لحظه او ۔ سجده پیش آینه است از بهر رو
گر بدیدی ز آینه او یک پشیز ۔ بی خیال او نماندی هیچ چیز
هم خیالاتش هم او فانی شدی ۔ دانش او محو نادانی شدی
دانشی دیگر ز نادانی ما ۔ سر بر آوردی عیان کانی انا
اسجدوا لآدم ندا آید همی ۔ کادمید و خویش بینید از دمی
احولی از چشم ایشان دور کرد ۔ تا زمین شد عین چرخ لاجورد
لا اله گفت و الا الله گفت ۔ گشت لا الا الله و وحدت شگفت
آن حبیب و آن خلیل با رشد ۔ وقت آن آمد که گوش ما کشد
سوی چشمه که دهان زینها بشو ۔ آنچه پوشیدیم از خلقان مگو
ور بگویی خود نگردد آشکار ۔ تو به قصد کشف گردی جرم دار
لیک من اینک پریشان میتنم ۔ قابل این سامع اینک منم
صورت درویش و نقش گنج کو ۔ رنج کیشند این گروه از رنج کو

چشمۂ راحت ہوا انپر حرام   زہر قاتل سے ہیں پیتے جام جام
خاک پر دامن کو بس لاتے وہیں   تاکہ خشک ادر بند چشمون کو کرین
چشمۂ دریا مدد یہ کب بھرے   ٹیک بدکی ایک مٹھی خاک سے
بولا باخود سے تیرے ہیں بند ہون   اور بیخود سے ترے شامل رہون
اشتہا میں قوم یہ معکوس ہے   خاک کھاتے اور پانی چھوڑدے
بلکہ ضد طبع انبیا رکھتی ہے خلق   یارا انبیا اژدہا رکھتی ہے خلق
چشم بند خصم جو جانے تو ہے   کچھ بھی جانا چشم بند ہے کس لیے
کس پہ کھولا تونے بدلا دیدکا   بدلا بدتر جان تو اسکو سوا
چمکا خورشید عنایت از خدا   ناامیدوں کو کرم سے پالیا
نرد نادر کھیلی اپنے رحم سے   عین کفران کو کیا امید ہے
بدنصیب خلق سے جوا دنے   دو سو چشمۂ لطف کے جاری کیے
دیتا غنچہ کو ہے رونق خار سے   دیتا مُہرہ کو ہے رونق مار سے
بلکہ ظلمت شب سے عیاں دن کو کرے   تنگدستی سے فراخی بس وہ دے
ریگ کو آٹا کرے بہر خلیل   کوہ کو داؤد سے دے تال و قیل
کوہ وحشت ناک تیرہ ابر میں   بانگ چنگ زیر و بم باہم کرین
اٹھ تو ای داؤد تارک خلق کے   تونے چھوڑا دہ عوض مجھسے کے تو

چشمۂ راحت برایشان شد حرام   میخورند از زهر قاتل جام جام
خاکها پر کرده دامن می‌کشند   تا کنند این چشمها را خشک و بند
کی شود این چشمۂ دریا مدد   منطمس زین مشت خاک نیک و بد
لیک گوید با شما من بسته‌ام   نی شما من تا ابد پیوسته‌ام
قوم معکوسند اندر مشتها   خاک خوار و آب را کرده رها
ضد طبع انبیا دارند خلق   اژدها را اشکا دارند خلق
چشم بند خصم چون دانسته   هیچ دانی از چه دیده بسته
برچه بگشادی بدل آن دیدها   یک بیک بنگر البدل دادان ترا
لیک خورشید عنایت تافته است   آیسان را از کرم دریافته است
نرد بس نادر ز رحمت باخته   عین کفران را انابت ساخته
هم ازین بدبختی خلق آن جواد   منفجر کرده دو صد چشمه وداد
غنچه را از خار سرمایه دهد   مهره را از مار پیرایه دهد
از سواد شب برون آرد نهار   وز کف معسر بر آیاند یسار
آرد سازد ریگ را بهر خلیل   کوه با داؤد سازد هم رسیل
کوه با وحشت در آن ابر ظلم   برکشاید بانگ چنگ زیر و بم
خیز ای داؤد از خلقان نفیر   ترک آن کردی عوض از ما بگیر

دعا مانگنا طالب گنج کا اور پشیمان ہونا اسکا جلدی و بے صبری سے

انابت طالب گنج و پشیمانی او از تعجیل و بیصبری

بولا وہ درویش کا ہی پروردگار   گنج کی خاطر کرون بیہودہ کار
دیو حرص و آز کا ہے تیزرو   نی تامل ڈھونڈے نہ آہستہ ہو
ایک سے اک لقمہ زمین نے کیا   منہ جلایا کف سیہ میں نے کیا
کیا خود بے یقین کیوں میں ہوا   اس گرہ زن سے گرہ یہ حل کرون
قول حق کو حق سے تو معلوم کر   مت گمان ہے کہ تو بیہودہ مگر
وہ گرہ دی جسنے کھولیگا وہی   مُہرہ جسنے ڈالا لیویگا وہی

گفت آن درویش کای دانای راز   از پی این گنج کردم یاوه تاز
دیو حرص و آز مستعجل تگی   نی تامل جست و نی آهستگی
من ز دیگی لقمه نایدوختم   کف سیه کردم دهان را سوختم
خود نه گفتم چون درین نا موقنم   زان گره زن این گره را حل کنم
قول حق را هم ز حق تفسیر جو   هین مخا ژاژ از گمان ای یاوه گو
آن گره کو زد همو بگشایدش   مهره کو انداخت او بربایدش

۱۱۱

اگرچہ آسانت نمود اینسان سخن / کی بود آسان رموز من لدن
گفت یارب توبہ کردم زین شتاب / چون تو در بستی تو کن ہم فتح باب
بر سر حرفہ شدم بار دگر / در دعا کردن بدم ہم بے ہنر
کو ہنر کو من کجا دل مستوی / این ہمہ از عکس تست ای ہم تو لی
ہر شبی تدبیر و فرہنگم بخواب / ہمچو کشتی غرقہ میگردد در آب
خود نہ من میمانم و نی آن ہنر / تن چو مرداری فتادہ بے خبر
تا سحر جملہ شب آن شاہ علا / خود ہمی گوید الست و خود بلا
کو بلی گو جملہ را سیلاب برد / یا نہنگی کرد کل را خورد و مرد
صبحدم چون تیغ گوہربار خود / از نیام ظلمت خود بر کشد
آفتاب شرق شب را طی کند / آن نہنگ آن خوردہا را قی کند
رستہ چون یونس ز جوف آن نہنگ / منتشر گردیم اندر بو و رنگ
خلق چون یونس مسبح آمدند / کاندرین ظلمات پر راحت شدند
ہر یکی گوید بہ ہنگام سحر / چون ز بطن حوت شب آمد بدر
کای کریمی کاندران لیل وحش / گنج رحمت بنہی و چندین چشش
چشم تیز و گوش تازہ و تن سبک / از شب ہمچون نہنگ ذو الحبک
از مقامات وحش روزین پس / ہیچ نگریزیم ما با چون تو کس
موسی آن را نار دیدہ نور بود / زنگی دیدیم شب را حور بود
ما نمی‌خواہیم غیر از دیدہ / دیدۂ تیزی کشی بگزیدہ
بعد ازین ما دیدہ خواہیم از تو بس / تا بپوشد بحر را خاشاک و خس
ساحران را چشم چون رست از عمی / کف زنان بودند بی این دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نیست / ہر کہ لرزد بر سبب ز اصحاب نیست
لیک حق اصحاب نا اصحاب را / در گشاد و برد تا صدر سرا
با کفش نامستحق و مستحق / مستحقان رحمتند از بند رق
در عدم ما مستحقان کے بدیم / کہ برین جان و برین دانش زدیم
در عدم ما را چہ استحقاق بود / تا چنین عقلی و جانی رو نمود

سہل دکھلایا اگرچہ یہ سخن / سہل کب ہووے رموز من لدن
بولا یارب توبہ اس جلدی سے کی / تونے جو در باندھا کھولیگا تو ہی
پھر دوبارہ میں گیا ہوں کسب پر / تھا دعا کرنے میں جو میں بے ہنر
کان ہنر کان دل کہاں ال کی ہے / یہ ترا کل عکس ہے یہ بھی تو لی
عقل تدبیریں مری ہر شب بخواب / مثل کشتی غرق ہوں با قعر آب
نہ رہوں خود میں نہ وہ میرا ہنر / مثل مردہ تن پڑا رہے بے خبر
رات بھر تا صبح وہ شاہ علا / آپ ہی کہوے الست آپ ہی بلا
کان بلی کہ سیل کل کو لیگیا / یا نہنگ اس کل کو باکل کھا گیا
صبحدم خود تیغ گوہربار کو / کھینچے تیرہ نیام اپنے سے جو وہ
آفتاب شرق شب کو طی کرے / وہ نہنگ اس کھائے سب کو قی کرے
چھوٹا جوں یونس نہنگ کے بطن سے / رنگ بو نے کردیا حیران مجھے
خلق تسبیح کو جوں یونس آئی ہے / اندر اس ظلمت کے پس راحت کہے
صبح کے ہنگام میں ہر اک کہے / ماہی شب کے جو چھوٹے بطن سے
کا ہے کریم اس رات وحشت ناک میں / گنج رحمت بخشا اور یہ لذتیں
چشم تیز اور گوش وا اور تن صفا / شب سے کہ ہے جوں نہنگ پر بلا
بعدہ اس جائے وحشت ناک سے / بھاگیں کیوں ہم ساتھ جیسا تجھ سا ہے
نار موسی کو دکھی وہ نور تھا / زنگی شب ہم نے دیکھا حور تھا
ہم نہیں چاہتے سوائے چشم کے / چشم تیری باب قابل جو کہ ہے
بعدہ ہم چشم چاہیں تجھ سے بس / تا نہ دریا کو چھپائے خار و خس
ساحروں کی چشم سے پردہ اٹھا / تھے بجاتے تالیاں بے دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نئ / جو ڈرے اسباب سے اصحاب نے
لیک حق اصحاب نا اصحاب کو / کھولا در کو لیگیا تا صدر رہو
مستحق نامستحق ہاتھ اسکے سے / طاعت اور رحمت سے بس آزاد ہے
ہم عدم میں مستحق ہاں کب تھے / دی ہمیں جو جان و دانش اسنے ہے
کیا عدم میں ہمکو استحقاق تھا / منہ دکھایا ایسی عقل و جان نے تا

ای کیا یار اب ہر اک اغیار کو
خاک کو پھر میری تو پالیز کر
یہ دعا پہلے سکائی تو نے تھی
جو دعا مجکو سکھائی ای عجاب
شب نے توڑی کشتی فہم و حواس
بیگیا تھا بحر حیرت مین مجھے
کردیا اس اک کو پر نور و جلال
ساتھ اپنے راے گر ہوتی مری
شب نہ جاتا ہوش مین میرے کبھے
جانتا مین اپنی منزل کا نجان
جو نہ طاقت حل مشکل مین مجھے
مین نے خود دیدہ کو نادیدہ کنا
جون الف کچھ نہین ای کریم
یہ الف اور میم لب ام ہی مرا
نہ الف کچھ رکھے یہ ہی غافلی
بیہوشی کے وقت نہ کچھ ہون مین
اور مست رکھو ہیچ ایسے ہی پے
کچھ نہ رکھون مین کرے بہتر مجھے
گر نہ رکھون رکھنے والا کر مجھے
آب دیدہ مین ہون مین ننگا کھڑا
بندہ بے دیدہ کو آب دیدہ ہے
گر نہ ہوے آب دے تو آب عین
گرے آب دیدہ ڈھونڈا جو ہے
کیون کاتون اشک سے باریک مین
اشک پر انکھ ایسی جو مفتون ہو

خلعت گل ای دیا ہر خار کو
اور پھر ناچیز کو تو چیز کر
ورنہ کب کرنیکی طالب خاک کی
اس دعا کو اپنی کر تو مستجاب
نہ رہی امید نہ خوف و ہراس
دم کو روکی میرے تا کس تن بے
کردیا اس اک کو پر وہم و خیال
رائے میرے حکم مین ہوتی کبھی
مرغ میرا دام مین رہتا مرے
وقت خواب و بیہشی امتحان
ای عجب یہ کچھ نہین کیون ہین مجھے
پھر اٹھایا مین نے زنبیل دعا
دل سوا کہ تنگ ہے جون چشم میم
میم ام ہے تنگ الف ہے ترگدا
میم دل تنگ در اسدم غافلی
ہوش کے ہون تب بیجا ہیچ مین
نام دولت ہے کہاں ہیچ پے
جو کہ رکھون ہم سے سو ہیچ ہے
ریخ دیکھا رحمت افزا کر مجھے
در پہ تیرے جو نہ مین دیدہ بنا
اس چراگہ سے نبات و سبزہ دے
مثل عینین نبی ہطالتین
حق کی با این جاہ اور اقبال کے
ہون قضا کے چنے والا بھیک مین
اشک میرا مثل سو جیحون ہو

ای بکرده یار هر اغیار را
خاک ما را ثانیا پالیز کن
این دعا تو امر کردی ز ابتدا
چون دعامان امر کردی ای عجاب
شب شکسته کشتی فهم و حواس
برده دریای حیرت ایزدم
آن یکی را کرده پر نور و جلال
گر بجویشم هیچ رای و فن بدی
شب نرفتی هوش بی فرمان من
بودمی آگه ز منزلهای جان
چون کفم زین حل و عقد این تهی ست
دیده را نادیده خود انگاشتم
چون الف چیزی ندارم ای کریم
این الف وین میم ام بود ماست
این الف چیزی ندارد غافلی ست
در زمان بیهشی خود هیچ من
هیچ دیگر بر چنین هیچی منه
خود ندارم هیچ به سازد مرا
ور ندارم هم تو دارائیم کن
هم در آب دیده عریان بیستم
ز آب دیده بندهٔ بی دیده را
در نماند آب آبم ده ز عین
او چو آب دیده جست از جود حق
چون بنالم زشت خود باریک ریس
چون چنان چشم اشک را مفتون بود

ای بداده خلعت گل خار را
هیچ نه را بار دیگر چیز کن
ورنه خاکی را چه زهره این ندا
این دعای خویش را کن مستجاب
نی امیدی مانده نی خوف و نه یاس
تا ز چه فن کند نفر ستدم
وین دگر را کرده پر وهم و خیال
رای و تدبیرم بحکم من بدی
زیر دام من بدی مرغان من
وقت خواب و بیهشی و امتحان
ای عجب این هیچی من زچیست
باز زنبیل دعا برداشتم
جز دلی دان تنگتر از چشم میم
میم ام تنگ ست الف زان نر گداست
میم دل تنگ آن زمان عاقلی ست
در زمان هوش بیجا هیچ من
نام دولت بر چنین پیچی منه
چون ز رهم دار ست این ضد عنا
ریخ دیدم رحمت افزائیم کن
بر در تو چونکه دیده نیستم
سبزه بخش و نبات زین چرا
همچو عینین نبی هطالتین
با چنان اجلال و اقبال و ورق
من تهی دست قضا و کاسه لیس
اشک من باید که صد جیحون بود

۱۱۳

قطره زان زین دو صد جیحون بجست — کم بدان یک قطره جز انس بست
قطرہ بہتر اسکا سو جیحون سے ہے — پیدا اس قطرے سے انس و جن ہوئے

چونکہ باران جست آن روضہ بہشت — چون نجوید آب شورہ خاک زشت
جو کہ باران ڈھونڈے وہ روضۂ بہشت — کیون نہ ڈھونڈے آب شورہ خاک زشت

ای اخی دست از دعا کردن مدار — با اجابت یا رد اویت چہ کار
ای اخی کر نہ دعا سے ہاتھ کے — رد اجابت سے تجھے کیا کام ہے

نان کہ سد و مانع این آب بود — دست از آن نان می بباید شست زود
جو کہ روٹی مانع اس پانی کی ہے — ہاتھ اس روٹی سے دھونا چاہیے

خویش را موزون و چست و سختہ کن — ز آب دیدہ نان خود را پختہ کن
خود کو موزون اور سنجیدہ بنا — روٹی اپنے آب دیدہ سے پکا

اندرین بود او کہ الہام آمدش — کشف شد این مشکلات از ایزدش
اسی مین تھا کہ آگیا الہام اسے — کھل گئین یہ مشکلین اللہ سے

الہام ہونا اس فقیر کو اور کھلنا ان مشکلون کا اسکو

الہام آمدن فقیر را و کشف شدن آن مشکل برو

گفت گفتم بر کمان تیری بنہ — کی بگفتم من کہ اندر کش تو زه
بولا کھینے تیر کو مین نے کہا — کب کمان مین کھینچنے کو ہے کہا

می نہ گفتم کاین کمان را سخت کش — در کمان نہ گفت نی بر کنش
نہ کہا مین نے کمان کو کھینچ تو — رکھ کمان مین نہ کمان کو کھینچ تو

از فضولی تو کمان افراشتی — صنعت قواسی برداشتی
تو نے کی بالافضولی سے کمان — اور کمان داری کی صنعت کی عیان

ترک این سختہ کمانی رو بگو — در کمان نہ تیر و پریدن مجو
جا کمان کے کھینچنے کو چھوڑ تو — پھینک مت اور رکھ کمان مین تیر کو

چون بیفتد تیر آنجا می طلب — زور بگذار و بزاری جو ذہب
گر جا بے وہ تیر جیسا پر گرے — چھوڑ زور اور ڈھونڈ زر کو عجز سے

آنچہ حق ست اقرب از حبل الورید — تو فگندی تیر فکرت را بعید
جیسے حق اقرب ہے از حبل الورید — تو نے پھینکا تیر فکر اپنا بعید

ای کمان و تیرہا بر ساختہ — صید نزدیک و تو دور انداختہ
ای کمان سے تیر تو نے کھینچ کر — دور پھینکا صید ہے نزدیک تر

ہر کہ او دور ست دور از روی او — کازما بد قوت بازوے او
دور جو ہے دور اپنی رو سے ہے — آزما تا قوت بازو سے ہے

ہر کہ دور انداز تر او دور تر — و ز چنین گنجست او مہجور تر
دور تر جو ڈالے وہ ہے دور تر — وہ ہے ایسے گنج سے مہجور تر

فلسفی خود را از اندیشہ بکشت — گو بدو کو راست سوی گنج پشت
فلسفی نے مارا خود کو فکر سے — کہہ دو اسکی گنج کی سو پشت ہے

گو بدو چندانکہ افزون میدود — از مراد دل جدا تر می شود
کہہ دو اس سے جسقدر بڑھ دوڑے ہے تو — دور تر مقصد سے دل کے ہووے تو

جاہدوا فینا بگفت آن شہریار — جاہدوا عنا نگفت ای بیقرار
جاہدوا فینا کہا اس شاہ نے — جاہدوا عنا کہا نہ اسنے ہے

ہمچو کنعان کو ز ننگ نوح رفت — بر فراز قلعۂ آن کوه زفت
جیسے کنعان شرم نوح سے گیا — چوٹی پر اس کوہ کی جو تھا بڑا

ہر چہ افزون تر ہمی جست او مناص — سوی کہ می شد جدا تر از خلاص
جو رہائی ڈھونڈے تھا اسنے بس سوا — سوے کہ آیا خلاصی سے جدا

ہمچو این درویش بہر گنج و کان — ہر صباحی سخت تر جستی کمان
جیسے یہ درویش بہر گنج و کان — ڈھونڈتا تھا ہر سحر سخت اک کمان

ہر کمانی کو گرفتی سخت تر — بودی از گنج و نشان بدبخت تر
جو کمان لیتا تھا وہ بس سخت تر — ہوتا وہ تھا گنج سے بدبخت تر

یہ زمانہ میں مثل مشہور ہے — جان ناداںوں کی ارزاں کنج سے
کیونکہ ناداں کھاتا ہے اُستاد سے — کھولے جاد کان تو کو اسلیے
وہ دکان ہووے بغیر اُستاد کے — پر نجاست اور بچھو سانپ کے
جلد ویران کر دکان اور لوٹ تو — جانب سبزہ و گلستان آب جو
جون کنعان کہ زراہ ناشنا — کشتی میں آنے کہ عاصم کیا
علم تیراندازی پردہ تھا اُسے — وہ مراد اسکی تھی پاس اُسکے والے
ای بہت علم و ذکات زیرکی — غول سان ہر وکے رہبر ہو گئی
صاحب جنت ہیں ابلہ بیشتر — تا نہ ہو پیچے عقل کا کچھ انگوٹھا
کر تو دفع خود سے اب جملہ فضول — چھوڑ خود کو تا کرے رحمت نزول
زیرکی ضد شکست و عاجزی — زیرکی چھوڑ اور رہے تو ابلہی
زیرکی ہے دام بُرد طمع و آز — کیا کرینگے زیرکی کو پاک باز
قانع صنعت پہ ہوئے ہیں زیرکان — صنع سے صانع میں گئے ہیں ابلہان
کیونکہ ماں بچہ کی ذن کو دست و پا — باندھتی گندک میں ہے بس ظاہرا

این مثل اندر زمانہ جانی ست — جان نادانان برنج ارزانی ست
زانکہ نادان تنگ روزی زاوستاد — لاجرم رفت و دکان نو کشاد
آن دکان بالای استادان کار — گندہ و پر گژدم و پر زہر مار
زود ویران کن دکان و باز گرد — سوی سبزہ و گلستان و آبخورد
نی چو کنعان کو ز کبر و ناشناخت — از کہ عاصم سفینہ نوز ساخت
علم تیراندازیش آمد حجیب — وان مراد او بدہ حاضر نجیب
ای بسا علم و ذکاوات و فطن — گشتہ رہرو را چو غول راہزن
بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند — تا ز شر فیلسوفی میرہند
خویش را عریان کن از جملہ فضول — ترک خود کن تا کند رحمت نزول
زیرکی ضد شکستست و نیاز — زیرکی بگذار و با گولی بساز
زیرکی شد دام بُرد طمع و کار — تا چہ خواہد زیرکی را پاکباز
زیرکان با صنعتی قانع شدند — ابلہان از صنع در صانع شدند
زانکہ طفل خورد را مادر نہار — دست و پا باشد نہادہ در کنار

داستان اُن تین مسافر مسلمان و جہود و ترساکی کہ ایک مکان پر گئے اور کھانا پایا ترسا و جہود پیٹ بھرے تھے اور مسلمان روزہ دار

داستان آن سہ مسافر مسلمان و جہود و ترسا کہ بہ منزلے رفتند و لقمۂ یافتند و ترسا و جہود سیر بودند و مسلمان صائم

اک حکایت سن تو اس جا ای پسر — تا نہ ہو تو ممتحن اندر ہنر
مومن و ترسا جہود بے بصر — تینوں ہمرہ بس ہوے اندر سفر
مومن آیا ساتھ دو کافر کو لے — نفس و شیطان جیسے ہمرہ عقل کے
مروزی اور رازی کے وہ اندر سفر — ہمرہ و ہمنوش تھے با ہمدگر
اک قفس میں آنے زاغ و جغد و باز — یکبس گئے باہم تھے پاک اور نماز
شب کو اک موضع میں ٹھہر آن کے — مشرقی و مغربی باہم رہے

یک حکایت بشنو اینجا ای پسر — تا نگردی ممتحن اندر ہنر
آن جہود و مومن و ترسا مگر — ہمرہی کردند با ہم در سفر
با دو گمرہ ہمرہ آمد مومنے — چون خرد با نفس و با اہرمنے
مروزی و رازی افتند در سفر — ہمرہ و ہمسفرہ پیش ہمدگر
در قفس افتند زاغ و جغد و باز — جفت شد در حبس پاک و بے نماز
کردہ منزل شب بیک کنج بہم — مشرقی و مغربی و قانع بہم

ٹھہرے منزل میں کسی سے راہ کے
تا کہ ٹوٹے بند اور رستہ کھلے
جسطرح شاہ خرد توڑے قفس
تولے پر ہر ایک ہی باشوق و باد
تولے پر ہر دم با اشک اور آہ
جب کھلے رہ تو اڑین مانند باد
اسطرف کہ انکو تھا گریہ و آہ
دیکھ اپنے تن میں یہ اجزائے تن
آبی اور خاکی و بادی آتشی
لوٹنے کو مستعد ہر ایک ہی
برف انواع جماد ہر اک سے
جبکہ چمکے تیز وہ خورشید چشم
آئے گلنے مین جمادات گران
تینون ہمرہ پہونچے اک منزل پہ جو
لیگیا تینون کے پاس حلوا ابھی
گرم روٹی اور حلوا شہد کا
الکیاستہ والادب لاہل المدر
الضیافتہ للغریب والقری
کل یوم فی القری ضیف حدیث
کل لیل فی القری وفد جدید
وہ جو دو کس بس مدہضم
جو نماز شام کو حلوا اٹھا
بولے دونون پیٹ اپنا ہی بھرا
ہم کرین صبر آج شب کو بیٹھ مین
بولا مومن آج شب کھائین اسے

چند دن باہم رہے وہ برف سے
چھوٹے ہر اک اور اک جانب چلے
جمع مرغان ہر طرف اڑجائین بس
خود ہوائے جنس مین سوکے نماد
پر نہ طاقت تھی اڑنے کی نہ راہ
اسطرف کہ تولتے پر تھے بیاد
جو ملی فرصت تو لی اس سمت راہ
جمع کس جا سے ہوئے اندر بدن
عرشی و فرشی و رومی و کشی
باہم اس منزل مین خوف برف سے
فصل سردی مین و بعد شمس سے
کوہ ہووے گاہ ریگ اور گاہ شیم
جیسے گلتا تن ہے وقت نقل جان
لایا حلوا تحفہ اک مرد نکو
مطبخ انی قریب سے سخی
لیگیا بہر ثواب اک باخدا
الضیافتہ والقری لاہل الوبر
اودع الرحمن فی اہل القری
مالہ غیر الرحمن مغیث
مالہم ہم سوی اللہ المجید
اور مومن روزہ دار اک تھا سکے
بھوک سے مومن تھا بس عاجز ہوا
کھائینگے کل آج شب رکھین چھپا
واسطے کل کے چھپا اسکو رکھین
اور رکھین بس صبر کل کے واسطے

مانده در منزل زبرد خود و شگرف
چون کشاده شد ره و بکشاد بند
چون قفس را بشکند شاه خرد
پرکشاده هر یکی پرشوق و باد
پرکشاده هر دمے با اشک و آه
چونکه ره واشد پرد مانند باد
آن طرف کش بود اشک و سوز و آه
در تن خود بنگر این اجزائے تن
آبی و خاکی و بادی و آتشی
از امید عود هر یک بسته طرف
برف گوناگون جمود هر جماد
چون بتابد لطف آن خورشید چشم
در گداز آید جمادات گران
چون رسیدند این سه همره منزلے
برد حلوا نزد آن هر سه غریب
نان گرم و صحن حلوائے عسل
الکیاستہ والادب لاہل المدر
الضیافتہ للغریب والقری
کل یوم فی القری ضیف حدیث
کل لیل فی القری وفد جدید
تخمہ بود ندان دو بیگانہ ز خور
چون نماز شام آن حلوا رسید
آن دو کس گفتند ما از خور بریم
صبر گیریم از خود امشب تن زنیم
گفت مومن امشب این خورده شود

روزها باهم زسرما در برف
بگسلند و هر یکے سوے روند
جمع مرغان هر یکی سوے پرد
در هوائے جنس خود سوکے نماد
لیک پریدن ندارد در رو راه
سوی آن کز باد او پر بگشاد
چونکه فرصت یافت آنسو کوفت راه
از کجا جمع آمدند اندر بدن
عرشی و فرشی و رومی کشی
اندرین منزل بهم از بیم برف
در شتا از بعد آن خورشید داد
کوه گردد گاه ریگ و گاه پشم
چون گداز تن بوقت نقل جان
هدیه شان آورد حلوا مقبلے
محسنی از مطبخ انی قریب
برد آنکه در ثوابش بود امل
الضیافتہ والقری لاہل الوبر
اودع الرحمن فی اہل القری
مالہ غیر الہ من مغیث
مالہم ہم سوی اللہ المجید
بود صائم روز آن مومن مگر
بود مومن مانده در جوع شدید
امشبان به نهیم و فردا بخوریم
بهر فردا لوت را پنهان کنیم
صبر را به نهیم تا فردا بود

بولے اسکو کہ ہیں تیری حکمتیں ‌ قصد ہے تجکو کہ تنہا کھاؤں میں
پس بدو گفتند زین حکمت گری ‌ قصد تو آنست تا تنها خوری

بولا ای یارو نہیں ہم تین ہیں ‌ جو تجکو لشکر ہے اسے ہم بانٹ لیں
گفت ای یاران که نه ماسه تنیم ‌ چون خلاف افتاد قسمت میکنیم

جو کہ چاہے حصہ اپنا جان کو دے ‌ جو کہ چاہے حصہ پوشیدہ رکھے
هر که خواهد قسم خود بر جان زند ‌ وانکه خواهد قسم خود پنهان کند

بولے دونوں اس سے مت تقسیم کر ‌ اور سن قسام فی النار از خبر
آن دو گفتندش ز قسمت درگذر ‌ گوش کن قسام فی النار از خبر

بولا وہ قسام ہے کہ آپ کو ‌ پس ہوا پہ بانٹے اور نہ حق پہ گر (بانٹنے والا دوزخ میں ہے)
گفت قسام او بود کو خویش را ‌ گر دقسمت بر هوا نی بر خدا

ملک حق کا اور قسم اسکی ہے سبھی ‌ غیر کو دے قسم ہے اہل دوئی
ملک حق و جمله قسم او ستی ‌ قسم دیگر را دهی دو گوستی

ہوتا کتوں پر یہ غالب شیر نر ‌ ان بزرگوں کا ہوتا غلبہ نہ اگر
این اسد غالب شدی هم بر سگان ‌ گر نبودی نوبت آن مدرگان

ہوتا غالب بیل پر یہ شیر نر ‌ ہوتا ان بیلوں کا غلبہ نہ اگر
این اسد غالب شدی هم بر نقور ‌ گر نبودی نوبت آن گاو زرد

قصد انکا تھا کہ مسلم کھاوے کم ‌ اسپہ شب فاقہ میں گذرے پر ستم
قصد شان آن کان مسلمان کم خورد ‌ شب برو در بینوائی بگذرد

تھا بہ تسلیم و رضا مغلوب وہ ‌ بولا مانا اور سنا جو تم کہو
بود مغلوب او به تسلیم و رضا ‌ گفت سمعا طاعة اصحابنا

پس وہ سوئے رات کو اور صبح اٹھے ‌ صبح کو آراستہ خود ہوئے
پس بخفتند آن شب و برخاستند ‌ بامدادان خویش را آراستند

دھویا اپنا ہاتھ اور منہ ہر ایک نے ‌ ورد اپنے دین کے پڑھنے لگے
رو بهم بنشستند دهان هر یکی ‌ داشت اندر ورد در راه و مسلکی

ورد تک دردوں کے متوجہ ہوئے ‌ اور حق سے چاہنے والے فضل کے
یک زبانی هر یکی آورد روی ‌ سوی ورد خویش از حق فضل جو

مومن و ترسا جہود و مغ سبھی ‌ سب کا منہ تھا جانب اس سلطان کے
مومن و ترسا جهود و گبر و مغ ‌ جمله را رو سوی آن سلطان الغ

مومن و ترسا جہود و نیک و بد ‌ اپنا سب رکھتے ہیں منہ سوے احد
مومن و ترسا جهود و نیک و بد ‌ جملگان راهست رو سوی احد

بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب کا ‌ تو بنا آخر ہے پنہاں با خدا
بلکه سنگ و خاک و کوه و آب را ‌ هست واگشت نهانی با خدا

بات یہ بے انتہا ہے تینوں یار ‌ تب ہوئے باہم مخاطب یار دار
این سخن پایان ندارد هر سه یار ‌ رو بهم کردند آن دم یار دار

ایک بولا اپنی ہر اک خواب کو ‌ کل کی شب جو کچھ کہ دیکھی ہے کہو
آن یکی گفتا که هر یک خواب خویش ‌ آنچه دید او دوش گو آور به پیش

کھاوے حلوا خواب جسکی ہو سوا ‌ لیوے فاضل حصہ ہر مفضول کا
هر که خوابش به بود حلوا خورد ‌ قسم هر مفضول را فاضل برد

عقل کے اندر جو کوئی ہو سوا ‌ اسکا کھانا کھانا ہو ہر ایک کا
آنکه اندر عقل بالاتر رود ‌ خوردن او خوردن جمله بود

جان پر انوار اسکی فوق ہے ‌ باقیوں کو اسکی خدمت چاہیے
فائق آید جان پر انوار او ‌ باقیان را بس بود تیمار او

عاقلوں کو جو بقا آئی مدام ‌ پس بمعنی یہ جہان باقی دوام
عاقلان را چون بقا آمد ابد ‌ پس بمعنی این جهان باقی بود

پس جہودی نے جو دیکھا شب کو تھا ‌ روح کی گردش جہاں تک تھی کیا
پس جهود آورد آنچه دیده بود ‌ تا کجا شب روح او گردیده بود

بولا موسی راہ میں مجکو ملے ‌ دیکھے گی خواب میں جو بندہ گر
گفت در ره موسیم آمد به پیش ‌ گر ببیند دیده اندر خواب خویش

پیچھے موسی کے گیا تا کوہ طور ‌ ہو گئے ہم تینوں تن پنہاں نور
در پی موسی شدم تا کوه طور ‌ هر سه ما گشتیم ناپیدا ز نور

۱۱۷

ہر سر سایہ محو نور سے ہو گیا — بعدہ اُس نور سے اک در کھلا
نور اور اُس نور کے دل میں اُگا — پس بڑھا وہ اور وہ ثانی گھٹا
میں بھی اور پس بھی اور بھی کوہ طور — ہو گئے گم تینوں اندر شرق نور
دیکھا کہ پھر تین شاخ آخر بنا — نور حق نفاخ جو اُسمیں ہوا
وصف ہیبت نے تجلی اُسپے کی — ٹوٹیں آپس سے گئیں ہر سو سبھی
شاخ آئی اُسکی اک دریا کی سو — کردیا پس شیریں آب تلخ کو
دوسری شاخ اک گئی اندر زمین — پیدا چشمہ سے ہوا آب معین
کہ مریضوں کا ہوا شافی وہ آب — باعث الطاف وحی مستطاب
تیسری اک شاخ جلدی سے اُڑی — جانب عرفات کعبہ وہ گئی
ہوش اُس صعقہ سے جو آیا مجھے — طور کو ویسے ہی دیکھا جلوے پے
لیک زیرپاے موسیٰ مثل یخ — گلتی تھی اور ڈرہی وہ شاخ شیخ
کوہ ہموارہ زمین ڈر سے ہوا — ہوئی بلندی پست ڈر سے ظاہرا
ہوش اُس دہشت سے پھر مجکو ہوا — طور اور موسیٰ کو دیکھا اپنی جا
دامن کہ میں بیابان اک تھا پُر — خلق سے ہمشکل موسیٰ مثل ذر
انکا خرقہ اُسکے جون خرقہ و عصا — طور کی سو خوش رواں ہر ایک تھا
اور اُٹھائے سبنے تھے دست دعا — لب پے ارنی کی تھی اُنکے پس صدا
پھر غشی وہ جلد مجھسے جو گئی — صورت ہر اک کی سمجھے اور ہی دکھی
انبیا وہ سب تھے پس اہل ولا — میں نے جانا اتحاد انبیا
پھر ملائک میں نے دیکھے پس شگرف — صورتیں اُنکی تھیں با اجرام برف
دوسرے دیکھے ملائک مستعین — صورتیں اُنکی تھیں جملہ آتشین
وہ جہودی کہتا حال اسطور سے — ہیں جہود اکثر کہ آخر خوش گئے
ست کسی کافر کو دیکھ اب خوار تو — کہ مرے مسلم وہ اور ہووے نکو
تو خبر کیا اُسکی آخر سے رکھے — جو کہ نفرت اس سے بالکل تو کرے
بعدہ ترسا لگا کرنے کلام — کہ مسیح مجکو دکھے اندر منام
چرخ چوتھے پر میں ساتھ اُسکے گیا — شمس عالم کا ہی مرکز اور رجا

هر سر سایه محو شد زان آفتاب — بعد ازان زان نور یک شد فتح باب
نور دیگر زد دل آن نور رست — پس ترقیش آمد آن ثانی درست
هم من و هم موسی و هم کوه طور — هر سه گم گشتیم از اشراق نور
بعد ازان دیدم که که سه شاخ شد — چونکه نور حق درو نفاخ شد
وصف هیبت چون تجلی زد برو — می شکست از هم همی شد سو بسو
زان یکی شاخی که آمد سوی یم — گشت شیرین آب تلخ همچو سم
وان دگر شاخش فرو شد در زمین — چشمه زاد و برون آمد معین
که شفاے جمله رنجوران شد آب — از همایونی وحی مستطاب
وان یکی شاخ دگر پرید زود — تا جوار کعبه کعرفات بود
باز ازان صعقه چو با خود آمدم — طور بر جا بد نه افزون و نه کم
لیک زیر پاے موسی همچو یخ — میگداخت از بیم ماندش شاخ و شیخ
با زمین هموار شد کوه از نهیب — گشت بالایش ازان هیبت نشیب
باز با خود آمدم ازان انتشار — باز دیدم طور و موسی برقرار
وان بیابان سر بسر در ذیل کوه — پر خلائق شکل موسی باشکوه
چون عصا و خرقه او خرقه شان — جمله سوی طور خوش دامن کشان
جمله کفها در دعا افراخته — نعرهٔ ارنی همی در ساخته
باز آن غشیان چو از من رفت زود — صورت هر یک دگرگونه ام نمود
انبیا بودند ایشان اهل ود — اتحاد انبیا ام فهم شد
باز املاکی همی دیدم شگرف — صورت ایشان بد از اجرام برف
حلقهٔ دیگر ملائک مستعین — صورت ایشان همه بد آتشین
زین نمط میگفت احوال آن جهود — پس جهودی کآخرش محمود بود
هیچ کافر را بخواری منگرید — که مسلمان مردنش باشد امید
چه خبر داری ز ختم عمر او — تا بگردانی ازو یکباره رو
بعد ازان ترسا در آمد در کلام — که مسیحم رو نمود اندر منام
من شدم با او بچارم آسمان — مرکز و مثوای خورشید جهان

ہے عجب تحقیق علوِ آسمان / نسبت اسکے کب ہوا آیات جہان
جانتا ہے ہر کوئی اے مشتقا / کہ زمین سے چرخ کے فن ہیں سوا

خود عجبہای قلاع آسمان / نسبتش نبود بہ آیات جہان
ہر کسے داند ای فخر النبین / کہ فزون باشد فن چرخ از زمین

حکایت شتر و گاؤ و مینڈھے کی کہ راہ میں ایک پولہ گھاس کا پایا

حکایت اشتر و گاؤ و قوچ کہ بندے گیاہ در راہ یافتند

اونٹ و مینڈھے بیل کو رہ میں پڑا / چلتے چلتے ایک پولا کاہ کا
بولا مینڈھا حصہ گر اسکا کریں / تو کوئی ہو سیر اک ہم تین میں
لیک ہم میں عمر ہو جسکی سوا / اسکو ہے اس گھاس کا کھانا روا
کہ بزرگوں کو مقدم رکھتے ہیں / مصطفیٰ سے آئی ہیں یہ سنتیں
گرچہ پیرون کو لئیم اس دور میں / دو جگہ میں آگے رکھتے عام میں
یا کہ اس کھانے میں جو سوزان ہو / یا کہ اس پل پر جو نقصان ہو
اور بزرگ و شیخ کی بس خدمتیں / عام منہ آفت کے آگے کب کریں

اشتر و گاو و قچی در پیش راہ / یافتند اندر روش بند گیاہ
گفت قچ بخش ار کنیم این را یقین / ہیچکس از ما نگردد سیر ازین
لیک عمر ہر کہ باشد بیشتر / این علف او راست اولی گو بخور
کہ اکابر را مقدم داشتن / آمدہ است از مصطفیٰ اندر سنن
گرچہ پیران را درین دوران لئام / در دو موضع پیش میدارند عام
یا دران لوتی کہ آن سوزان بود / یا بران پل کز خلل ویران بود
خدمت شیخی بزرگی قائدی / عام نارد بے قرینہ فاسدے

مثل بیان میں صورت پرستوں کے اور شر انکا لباس خیر میں

مثل در بیان صورت پرستان و شر ایشان در لباس خیر

انکا شر کیا کچھ ہو جو ہے خیر تر / فتح انکی جان انکے حسن سے
جاتا اک مسجد کو سو تھا شہریار / مارتے تھے خلق کو بس چوبدار
ایک کا سر پھوڑا لکڑی مارکے / دوسرے کے پھاڑے کپڑے زور سے
کھائی اک بیدل نے ان میں ضرب دس / بیگنہ تھا کہ شور ستہ سے بس
خون ٹپکتا شاہ سے جاکر کہا / ظلم ظاہر دیکھ ست پوچھے چھپا
جاے مسجد کو یہ تیری خیر ہے / شور و شر تا تیرے ہوں کس طور کے
نیک تھے پیر ایک ناکس سے سلام / تا نہ لپٹے آخر اس سے بس تمام
لگ کر پھاڑے وتی کو خوب ہے / نفس بد سے کہ وہ پھاڑے بس آگ
گرچہ ہے گرگ ایک پر ظلم و جفا / ایک نہ عقل اسکو اور مکر و دغا
ورنہ کب پھنستا وہ گرگ از راہ دام / مکر اندر آدمی کے ہے تمام

خیرشان اینست چہ بود شرشان / قہرشان را باز دان از فرشان
سوی جامع می شدی یک شہریار / خلق را میزد نقیب و چوبدار
آن یکی را سر شکستے چوب زن / وان دگر را بر دریدی پیرہن
در میانہ بیدلی دہ چوب خورد / بیگناہے کہ برو از راہ گرد
خون چکان رو کرد با شاہ و بگفت / ظلم ظاہر بین چہ پرسی از نہفت
خیر تو اینست جامع میروی / تا چہ باشد شر و ضرت ای غوی
یک سلامی نشنود پیر از خسے / تا نہ پیچد عاقبت از وی بسے
گرگ دریابد ولی را بہ بود / تا کہ دریابد ورا نفس بد
زانکہ گرگ ارچہ کہ بس استمگری ست / لیکش آن فرہنگ کید و مکر نیست
ورنہ کی اندر فتادی او بدام / مکر اندر آدمی باشد تمام

پر ملک اسکا کہ جو نز کئے غنا	پس سنے آواز و گھوے نے سُنا	لیکہ زان او ست کو دارد کرم	بشنود آواز و گویدش نکرم

لوٹنا طرف حکایت اونٹ و بیل و مینڈھے کے
بازگشتن بہ حکایت اشتر و گاو و قوچ

بولا مینڈھا گاؤ و اشتر سے کہ یار	عمر کی تاریخ ہر اک تم کہو	چون چنین افتاد ما را اتفاق	پیر تر اولیٰست باقی تن زنید
بولا وہ مینڈھا چرا اس عہد مین	ساتھ اسمعیل کے مینڈھے کے مین	گفت قچ مرج من اندر آن عہود	با قچ قربان اسمعیل بود
بیل بولا مین ہون بوڑھا کہ مری	جوڑی آدم نے کری اس بیل کی	گاو گفتا بوده ام من سال خورد	جفت آن گاوم کش آدم جفت کرد
جوڑی ہون اس بیل کا آدم نے جو	ہل مین جوتا تھا زمین پر کشت کو	جفت آن گاوم کہ آدم جد خلق	در زراعت بر زمین میکرد فلق
اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سُنا	سر جھکایا اپنا اور اسکو لیا	چون شنید از گاو و قچ اشتر شگفت	سر فرود آورد و آن را برگرفت
اور اٹھایا اونچا پولا گھاس کو	جلد تر اس اونٹ نے یہ گفتگو	در ہوا برداشت آن بند قصیل	اشتر بختی سبک بے قال و قیل
کہ مجھے حاجت نہین تاریخ کی	کہ بڑا ہی جسم اور گردن مری	کہ مرا خود حاجت تاریخ نیست	کاینچنین جسمے و عالی گردنیست
جانتے ہین سب مجھے خود ای پدر	کہ نہین ہون تم سے مین البتہ تر	خود ہمہ کس داند ای جان پدر	کہ نباشم از شما من خورد تر
اسکو جانتے ہی جو ہین صاحب ذکا	کہ مرا ہی جسم تم سے بس بڑا	داند این را ہر کہ ز اصحاب نہاست	کہ نہاد من فزون تر از شماست
جانتے سب ہین کہ یہ چرخ علا	ہی کئی درجہ زمین سے بس بڑا	جملہ گان دانند کاین چرخ بلند	ہست صد چندانکہ این خاک نژند
پس کہان تلوۂ فلک کا بسیط ہین	اور کہان فرش زمین کا خانہ تن	کو کشاد قلعہا سے آسمان	کو نہاد بقعہا سے خاک دان
پس مسلمان بولا ای یار و مرے	پاس آئے مصطفےٰ نو شیخ مرے	پس مسلمان گفت کای یاران من	پیشم آمد مصطفےٰ سلطان من
سید کونین سلطان زمان	معجز داراین و ہادی جہان	سید سادات سلطان نبیل	معجز کونین و ہادی سبیل

رجوع طرف تقریر ترسا کے اور نوبت پہونچنے سلطان کی
رجوع بہ تقریر ترسا و نوبت رسیدن بہ مسلمان

پس کہا تجکو گیا اک طور پر	اس کلیم حق کے ہمرہ عشق کر	با کلیم حق و نرد عشق باخت	پس ہر آنگفت آن یکی بر طور تاخت
دوسرے کو وہ مسیح با حیا	آسمان چوتھے پہ ہمرہ لیگیا	برد در اوج چہارم آسمان	وان دگر را عیسیٰ صاحب قران
اٹھ تو ای آفت رسیدہ دربلا	شوق سے اس پختہ حلوے کو تو کھا	خیز ای پس ماندہ دیدہ ضرر	بارے این حلوا و یخنی را بخور
وہ ہنرمند اہل ہرفن تو گئے	نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے	آن ہنرمندان ہرفن راندند	نامۂ اقبال و منصب خواندند
فضل اپنا دونون فاضل لے لیا	فضل کو ہمسر ملائک کے گیا	آن دو فاضل فضل خود دریافتند	با ملائک فضل خود دریافتند

ای تو سادہ احمق اب پیچھے رہا ۔ اُٹھ تو اور حلوے کے اوپر بیٹھ جا ۔ ای سلیم گول واپس مانده هین ۔ برجه و بر کاسهٔ حلوا نشین

پس کہا اُسکو ای احمق بھکڑے ۔ ای عجب کیا کھایا حلوا تو نے آج ۔ پس بگفتندش که ای ابله حریص ۔ ای عجب خوردی ز حلوای خبیص

تو جهودی حکم موسیٰ سے پھرے ۔ گر بلائیں خوش دیا ناخوش تجھے ۔ گفت چون فرمود آن شاه مطاع ۔ من باشم تا کنم زان امتناع

تو جهودی حکم موسیٰ سے پھرے ۔ گر بلائیں خوش دیا ناخوش تجھے ۔ تو جهود از امر موسی سر کشی ۔ گر بخواند در خوشی یا ناخوشی

تو مسیحا کے ای ترسا حکم سے ۔ سر کو پھیرے خوب ہے یا زشت ہے ۔ تو مسیحی هیچ از امر مسیح ۔ سر توانی تافت از خوب و قبیح

کیسے فخر انبیا سے میں پھرون ۔ کھایا میں نے حلوا اسدم خوش میں ہون ۔ من ز فخر انبیا چون سر کشم ۔ خورده ام حلوا و این دم سرخوشم

پس کہا واللہ سچی خواب ہے ۔ تیری بہتر سو ہماری خواب سے ۔ پس بگفتندش که والله خواب راست ۔ تو بدیدی و به از صد خواب ماست

خواب و بیداری تری ہے ای بشر ۔ کہ ہے بیداری میں سکا بس اثر ۔ خواب تو بیداری است ای ذو نظر ۔ که به بیداری عیانستش اثر

خواب بیداری تری ای خوش نهاد ۔ کہ ملی ہے خواب میں تجکو مراد ۔ خواب تو بیداریش ای خوش نهاد ۔ که تو در خوابت رسیدی با مراد

خواب بیداری تری ہے ای نکو ۔ کہ ملا اس خواب سے حکم کلوا ۔ خواب تو بیداریست ای نیکخو ۔ که از آن خوابت رسید امر کلوا

خواب بیداری ہے تیری نیکمرد ۔ خواب سے تیری چارا منھ ہے زرد ۔ خواب تو بیداریست ای نیکمرد ۔ که از آن خواب تو رو هست زرد

خواب بیداری تری ای سر جان ۔ کہ انھوں کو دیکھا تو نے بس عیان ۔ خواب تو بیداریست ای سر جان ۔ که همان را ظاهر دیدی عیان

مثل خواب انبیا خواب اب تری ۔ خواب سے بے تعبیر جو سچی ہوئی ۔ خواب تو مانند خواب انبیاست ۔ که شد این خواب تو بی تعبیر راست

فضل سے تو چھوڑ ولا اور فن ۔ کام رکھے خدمت و خلق حسن ۔ درگذار از فضل و از جلدی و فن ۔ کار خدمت دارد و خلق حسن

اسلیے ہمکو خدا لایا بدن ۔ ما خلقت الانس الا لیعبدون ۔ بهر این آورد ما یزدان بدن ۔ ما خلقت الانس الا لیعبدون

سامری کو اس ہنر سے کیا ملا ۔ عز نے مردود اسکو اس فن نے کیا ۔ سامری را آن هنر چه سود کرد ۔ کان فن از باب اللهش مردود کرد

کیمیا سے کیا ملا قارون کو ۔ کہ زمین نے اسکو نگلا جان تو ۔ چه کشید از کیمیا قارون ببین ۔ که فرو بردش به قعر خود زمین

بو الحکم کو کیا ہنر سے بس ملا ۔ سرنگون دوزخ میں کفران سے پڑا ۔ بو الحکم آخر چه بربست از هنر ۔ سرنگون رفت او ز کفران در سقر

وہ ہنر ہے جو عیان دیکھے تو نار ۔ نہ ڈھونڈیں کو لا دلیل نار یار ۔ خود هنر آن دان که دید آتش عیان ۔ نی کپ دل علی النار الدخان

پیش دانا گندہ ہو تیری دلیل ۔ جو مقابل ہو طبیبوں کی دلیل ۔ ای دلیلت گنده تر نزد طبیب ۔ در حقیقت از دلیل آن طبیب

جو دلیل اب تیری ذا اسکے سوا ۔ دیکھ قارورہ میں مت کہ ناروا ۔ چون دلیلت نیست جز این ای پسر ۔ تر ز اثر میخا در کمیزی می نگر

اُس عصا کے مثل تیری ہے دلیل ۔ ہاتھ میں اندھے کے عیبوں کی دلیل ۔ ای دلیل تو مثال آن عصا ۔ در کف دل علی عیب العمی

ہے دلیل اب میری جون فکر دلیل ۔ سیر اغلب آگے دانا کے ذلیل ۔ ای دلیل ما چو فکر ما ذلیل ۔ بیشتی ما پیش دانایان ذلیل

کرو فر اور شہرت مشہور کو ۔ میں نہ دیکھوں کہ مجھے معذور تو ۔ غلغل و طاق و طرم و گیر و دار ۔ که نمی بینم مرا معذور دار

منادی کرنا سید ملک ترمذ کی کہ جو تین روز ۔ منادی کردن سید ملک ترمذ که هر که در سه روز

یا چار روز مین سمرقند کو جاے اسقدر خلعت اور زر دون مین اور سننا دلقک کا اور دوڑ کر آنا شہر کو گانون سے

سید ترمذ کہ وہان کا شاہ تھا ۔ مسخرہ دلقک تھا اک اُس شاہ کا
تھا سمرقند اندر اسکو ایک کام ۔ ڈھونڈا قاصد کو کہ تا وہ ہو تمام
کی منادی پانچ دن کے درمیان ۔ جو جواب اسکا کوئی لادے یہان
اسکو دون مین زر و گنج بیشمار ۔ تا وہ ہو میر و عزیز اندر دیار
گانون مین دلقک تھا جو اُسنے سُنا ۔ ہو سوار اُسدم وہ ترمذ کو چلا
گھوڑے دس اُس دوڑ مین تھکے مرے ۔ تیز دوڑائے جو گھوڑے اسلیے
دوڑتا دیوان مین آیا راہ سے ۔ اور گیا بے وقت آگے شاہ کے
شور سب دیوان مین اُسکا پڑا ۔ وہم مین شہ کے پڑا اک تہلکا
خاص و عام اُس شہر کا دل اُڑگیا ۔ کہ ہوئی کیا پیدا آفت اور بلا
یا کہ دشمن درپے آزار ہے ۔ یا اُٹھی مہلک بلا ہے غیب سے
کہ بہت دوڑا کے دلقک نے کیے ۔ کشتہ گھوڑے چند اندر راہ کے
شاہ کے در پر ہوئی اک جمع خلق ۔ کہ یہ ایسا جلد کیون آیا ہے دلق
اُسکی گھبراہٹ و جلدی سے ہوا ۔ شور و غل ترمذ مین ازبس پڑ گیا
ایک تھا ہاتون سے زانو پیٹتا ۔ وہم سے واویلا کرتا دوسرا
شور و غل اور فتنہ و آفات سے ۔ سو طرح کے خیال ہر اک کو ہوے
مارتا ہر ایک فال از رہ قیاس ۔ تا پڑی کیا آگ ہے اندر پلاس
راہ ڈھونڈی اسکو شہ نے راہ دی ۔ جو زمین چومی کہا کیا بات تھی
پوچھا جو حال اُس سے وہ ترش ۔ ہاتھ رکھتا لب پہ اور کہتا خمش
عقل اُس سے وہم کو کرتی سوا ۔ دنگ ہو تشویش مین ہر اک پڑا
شہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا ۔ چھوڑ دم بھر تا کہ مین دم لون ذرا

یا چهار روز به سمرقند رود چندین خلعت و زر دهم و شنیدن دلقک و از ده تاختن بشهر ترمذ

سید ترمذ که آنجا شاه بود ۔ مسخره او دلقک دلخواه بود
داشت کاری در سمرقند او مهم ۔ جست الاغی تا شود او مستتم
زد منادی کانکه او در پنج روز ۔ آردم پیغام خوب با فروز
بخشم او را از زر و گنج بے شمار ۔ تا شود میر و عزیز اندر دیار
دلقک اندر ده بد و چون آن شنید ۔ بر نشست و تا بترمذ میدوید
مرکبی در اندر آن ره شد سقط ۔ از دوانیدن فرس را زان نمط
پس بدیوان در دوید از گرد راه ۔ وقت ناهنگام ره جست او بشاه
فجفجی در جمله دیوان اوفتاد ۔ شورشی در وهم آن سلطان فتاد
خاص و عام شهر را دل شد ز دست ۔ تا چه تشویش و بلا حادث شده است
یا عدو قاهرے در قصد ماست ۔ یا بلائی مهلکے از غیب خاست
که ز ده دلقک بسیران درشت ۔ چند اسپ قیمتی در راه کشت
جمع گشته بر سرای شاه خلق ۔ تا چرا آمد چنین اشتاب دلق
از شتاب او و جد و اجتهاد ۔ غلغل و تشویش در ترمذ فتاد
آن یکے دو دست بر زانو زنان ۔ وان دگر از وهم واویلا کنان
از نفیر و فتنه و خوف و نکال ۔ هر دلی رفته بصد کوی خیال
هر یکی فالے همی زد از قیاس ۔ تا چه آتش اوفتاد اندر پلاس
راه جست و راه دادش شاه زود ۔ چون زمین بوسید گفتا هین چه بود
هر یکے می پرسید حالی زان ترش ۔ دست بر لب مینهاد یعنی خمش
وهم می افزود آن فرهنگ او ۔ جمله در تشویش گشته دنگ او
کرد اشارت دلقک اے شاه کرم ۔ یک دمی بگذار تا من دم زنم

پھر ایسا اب آئے پھر تش غرور لت
بعد ساعت کے تو کہ سے شاہ کو
اس نے دیکھا ایسا دلقک کو نہ تھا
کہ ظرافت داستان کہتا سدا
بیٹھے بیٹھے وہ ہنساتا بس اسے
تن پسینے میں ہنسی سے ڈوبتا
پھر وہ ایسا آج ہے زرد و ترش
وہم اندر وہم خیال اندر خیال
شہ کے دل کو غم سے اک پیچ تھا
جائے تخت اس کی سمرقند اور تھا
اس طرف کے شاہ کرتے تھے
شاہ ترمد کو جو اس سے وہم تھا
بولا کہ تو جلد بتا کیا حال ہے
بولا سو تنج میں سنا کہ شاہ نے
کہ کوئی بس تیز دن میں جا سکے
تا خراسان دن اسے اندر عوض
پاس تیرے آیا میں ہوں اسلیے
اور نہ ایسا کام مجھ سے ہو سکے
بولا لعنت ایسی جلدی پر تری
تو نے اتنے کے لیے آہ بپا کیا
ایسے ہی یہ خام ہیں باکر دفر
دعوی شیخی کا جہان میں بس کیا
آپ ہی سالک ہوا و اصل ہوا
خانقاہ وا اور ہیں تو شور و شر
شوق پر کہ کام آدھا بن گیا

کہ پڑا میں اک عجب غم میں ہوں
بھی دیں اور بھی گلو گرفتہ ہوا
کہ ندیم اس سا نہیں تھا خوش نوا
اور ہنسانا شاہ کو رکھتا یا غرا
کہ پکڑتا پیٹ کو شہ ہاتھ سے
اس کے بل گرتا ہنسی کرتا جو تھا
رکھتا لب پر ہاتھ کہ ای خمش
شاہ کو کیسے ہیں ہو ملال
کیونکہ خرم شاد بس خونریز تھا
اک وزیر دشمن اس شاہ کا
یا دغا سے یا کہ جنگ زور سے
وہم و دلقک کی حرکت سے بڑھا
یہ پریشانی تری کس خوف سے
بس منادی ہر سر ہر جا کہ ہے
تا سمرقند اب شتابی پیک کی
جو جواب آ سکے سے حاصل ہو غرض
کہوں مجھ میں قوت تیزی کی ہے
بلکہ یہ امید مجھ سے مت رکھے
تجھ سے سارے شہر میں ہیبت پڑی
یہ لگائی آگ جس میں شور کیا
کہ تیرے خوان فقر میں ہم میں بھی
بایزید وقت اپنے کو کیا
جوا سے دعوت میں کی محفل ہر طرا
اور نہیں اس کی کہ اک برچھیر
جو کہ شہر دوطن جانے کی تحسین ہوا

بر کہ باز آید بمن عقلم دمے
بعد یکساعت کہ شاہ از وہم و ظن
گوش مرده بود دلقک را چنین
دائما دستان و لاغ افراشتی
آن چنان خندانش کردی در نشست
ہم ز روز خنده خوی کردی تنش
باز امروز این چنین زرد و ترش
درہم در وہم و خیال اندر خیال
کہ دلش شد باغم و تشویر جفت
جای تخت او سمرقند گزین
پس شہان آن طرف را گشتہ بود
دین شہ ترمد ازو در وہم بود
گفت رو تر باز گو تا حال چیست
گفت من در ره شنیدم آنکہ شاه
کہ کسے خواہم کہ تا زد در سہ روز
گنجہا بر ہم درا اندر عوض
من شتابیدم بر تو بہر آن
اینچنین کارے نیاید خود ز من
گفت لعنت بر چنین زود دست باد
از برای این قدر رای خام رشش
ہمچو این خامان با طبل و علم
لاف شیخی در جہان انداختہ
ہم ز خود و اصل شده سالک شده
خانقاه دادا دیر آشوب و شر
و لوله کہ کار سے رست شد

گر فتادم در عجائب عالمے
تلخک گفتش ہم گلو ہم دہن
کز او خوشتر نبودش ہمنشین
شاہ را بس شاد و خندان داشتی
کہ گرفتی شہ شکم را با دو دست
رو در افتادی ز خنده گردنش
دست بر لب میزدی کاشفتہ جہش
شاہ را آخر چہ آید از کمال
زانکہ خرم شاہ بس خونریز بود
بد وزیری راہی اندر انجمن
یا بحیلت یا بہ سطوت آن عنود
در فن دلقک ہمی فرمش فزود
زینچنین اسوب تو از شر کیست
زد منادی بر سر ہر شاه راه
تا سمرقند او چو پیک یا فروز
چون شود حاصل ز پیغامش غرض
تا بگویم من ندارم آن توان
تا ازین امید را بر من متن
کرد و صد تشویش در شہر او فتاد
آتش افگندی درین مرج و حشیش
کہ لانحن خانیم در فقر و عدم
خویشتن را بایزیدی ساختہ
محفلی را کرده در دعوت کده
قوم دختر را بود زان خبر
شرطہای کان سوی ماست شد

گھر کو جھاڑا اور کیا آراستہ ‏— اس ہوس سے مست ہو خوش خوش چلا
خانہا را رفتہ و آراستہ ‏— زین ہوس سرمست و خوش برخاستہ

اسطرف سے آیا اک پیغام نے ‏— آئی اک چڑیا نہ یان اُس بام سے
زانطرف آمد یکے پیغام نے ‏— مرغی آمد اینطرف زان بام نے

اس سمت پیغام جانے سے وہان ‏— نی ہنسی سے بھی کوئی آیا جوان
زین رسالات مزید اندر مزید ‏— در مضاحک یک جوابی نارسید

نی ولیکن اس سے یار آگاہ ہے ‏— کیونکہ دل تک دل سے پنہان راہ ہے
نی ولیکن یار ما زین آگہست ‏— زانکہ از دل سوی دل پنہان رہست

تجھکو جو امید ہو اُس یار سے ‏— کیون جواب خط سے خالی راہ ہے
پس ازان یاری کہ امید شماست ‏— از جواب نامہ رہ خالی چراست

ظاہر و باطن سے اُسکے سو نشان ‏— لیک بس کر اور نکر پردہ عیان
صد نشان ستاز سرار و از جہار ‏— لیک بس کن پردہ زین ہم برآر

پھر بیان کر قصہ دلق جہول ‏— کہ بلا لایا ہے خود پر وہ فضول
بازرو تا قصہ دلق جہول ‏— کہ بلا آورد بر خویش از فضول

پس وزیر اُس شہ سے بولا ای شہا ‏— بندہ احقر سے سن اک ماجرا
پس وزیرش گفت ای حق را رہی ‏— بشنو از بندہ کمینہ یک سخن

کانون سے دلقک ہی آیا کام کو ‏— را سے جو بدلی پشیمان اُس سے ہو
دلقک از دہ بہر کارے آمدست ‏— رای او گشتہ و پشیمان زان شدست

آب و روغن کہنہ کو بس تو کرے ‏— اور تسخر سے بچا تا خود کو ہے
زاب و روغن کہنہ را نو میکند ‏— او بسخرگی برون شو میکند

تیغ پنہان کی بتایا نیام ہے ‏— اُسکو بیشک دابنا اب چاہیے
غمد را بنمود و پنہان کرد تیغ ‏— باید افشردن مر او را بیدریغ

کی چھری پنہان نیام آئے عیان ‏— چاہیے اُسکو دبانا بے گمان
او میان بنمود و پنہان کرد کارد ‏— بیگمان او را ہمی باید فشارد

توڑتے جبتک نہ تو پستہ جوز کو ‏— نی بتاوے مغز نی روغن سے وہ
پستہ را یا جوز را تا نشکنی ‏— نہ نماید دل نہ بدید روغنی

مت سن اُسکی دفع اور فرہنگ کو ‏— دیکھ لرزہ کو اور اُسکے رنگ کو
مشنو این دفع وی و فرہنگ او ‏— در نگر در ارتعاش و رنگ او

بولا حق سیماہم فی وجہہم ‏— ناصیہ غماز ہے اسرار کا
گفت حق سیماہم فی وجہہم ‏— زانکہ غمازست سیما و نسم

دیکھنا ظاہر میں ہے صد خبر ‏— کہ بنایا سات شر کے ہی بشر
این معاش ہست ضد آن خبر ‏— کہ بشر بر رشتہ آمد آن بشر

کر کے بس اور بولا دلقک نے کہا ‏— میرے خون میں کر نہ کوشش صاحبا
گفت دلقک با فغان با خیروت ‏— صاحبا در خون این مسکین مکوش

دل میں آتا ہے بہت وہم و گمان ‏— کہ نہ دو پیچ ہر دوے اے مہربان
بس گمان و وہم آید در ضمیر ‏— کان نباشد حق و صادق ای امیر

ان بعض الظن اثم ہے ای وزیر ‏— نہ ستم کرتا ہے بہتر با فقیر
ان بعض الظن اثم است ای وزیر ‏— نیست استم راست خاصہ بر فقیر

شہ نہ پکڑے ہے اُسے جو رنج دے ‏— کیسے پکڑے اُسکو جو کہ خوش کرے
شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش ‏— از چہ گیرد آنکہ می خنداندش

قول صاحب نے اثر شہ میں کیا ‏— کھولنے اس مکر کے در پہ ہوا
گفت صاحب پیش شہ جا گیر شد ‏— کاشف این مکر و این تزویر شد

بولا شہ دلقک کو زندان میں کہو ‏— اور خوشامد کر اُسکا مت سنو
گفت دلقک را سوی زندان برید ‏— چاپلوس و زرق او را کم خرید

ڈھول کے مانند کوٹو تم اُسے ‏— آگہی تا دے تمہیں جو ڈھول کے
میزنیدش چون دہل اشکم تہی ‏— تا دہل وار او دہدتان آگہی

کیونکہ پر اور خالی ڈھول ہے ‏— آگہی آواز اُسکی کل سے دے
زانکہ ہم پر ہم تہی باشد دہل ‏— بانگ او آگہ کند یاران ز کل

تا کہے بھید اپنا وہ با اضطرار ‏— اسطرح کہ دل کو آئے بس قرار
تا بگوید سر خود را از اضطرار ‏— آنچنان کہ گیرد این دلہا قرار

جھوٹ سے اطمینان دل کو صدق سے ۔ جھوٹی باتوں سے وہ کب آرام لے
جھوٹ مثل خس ہو دل مثل دہان ۔ خس نہیں ہرگز دہن میں ہے نہان
جب تلک وہ ہو زبان و پیر لگے ۔ عقل اور سکو منہ سے تا باہر کرے
گر ہوا سے آنکھ میں اک خس پڑے ۔ آنکھ بند ہوا اور کھلے پانی بھی پھر
لات ماروں اس خس ناچیز نے ۔ تا دہان و چشم اس خس سے کھلے
بولا لقمان سے ملک اب ٹھہر تو ۔ چھیل مت تو روکے حلم و عفو کو
اتنی جلدی اور تیزی کس لیے ۔ ہیں بھاگوں ہاتھ میں اب ہوں تجھے
وہ ادب ہوتا ہے جو بہر خدا ۔ اوس میں جلدی کرنا ہے ہرگز روا
طبع میں جو عارضی خشم آئے ہے ۔ جلدی کرتا ہے نہ تا جاتا رہے
خشم جاوے آئے جو ترس و رضا ۔ انتقام اور ذوق اوس سے ہو فنا
بھوک جھوٹی جلدی کھانا ہی کرے ۔ جز مرض ہے خوف جانے ذوق سے
بھوک سچی جب ہو تاخیر سے ۔ ہضم ہووے اچھی طرح بے نقص کے
مارے مجھکو تو پے دفع بلا ۔ بند رخنہ کر کہ جو تجھکو دکھا
تا کہ اوس رخنہ سے نے آئے بلا ۔ اوس سوا رخنے بہت کھولے قضا
چارۂ دفع بلا کب ہے ستم ۔ چارہ ہے احسان و عفو و کرم
بولا الصدقة ترد للبلا ۔ داو مرضاک بصدقہ یا فتی
دے صدقہ مار تا درویش کو ۔ اندھا کرتا چشم حلم اندیش کو
شاہ بولا خیر ہے بس نیک تر ۔ پر کرے جو خیر اوس کی جا پر
شہ کی جا پر رخ رکھے ویران ہے ۔ شہ کی جا پر فیل بھی نادان رکھ
شرع میں ہے جود اور تنبیہ جو ۔ تخت شہ کو اور رکھ ہے جا اسپ کو
عدل کیا ہے خرچ کرنا جا پر ۔ ظلم کیا ہے خرچ کرنا بے جگہ
عدل کیا ہے دینا آب اشجار کو ۔ ظلم کیا ہے آب دینا خار کو
ہے نہی باطل حق نے جو پیدا کیا ۔ حلم و غصہ نصیحت و دغا
ہے انھوں سے خیر مطلق کوئی شی ۔ ہے انھوں سے شر مطلق کوئی ہے
نفع و ضرر ہر ایک کا ہے جا پہ ۔ علم واجب ہے و نافع اس لیے

چون طمانین ست صدق با فروغ ۔ دل نیارامد بگفتار دروغ
کذب چون خس باشد و دل چون دهان ۔ خس نگردد در دهان هرگز نهان
تا در او باشد زبانی می‌زند ۔ تا بدانش از دهان بیرون کند
خاصه کاندر چشم افتد خس ز باد ۔ چشم افتد در نم و بند و گشاد
تا پس این خس ازینم اکنون لگد ۔ تا دهان و چشم زین خس وارهد
گفت لقمان کای ملک آهسته باش ۔ روی حلم و مغفرت را کم خراش
تا بدین حد چیست تعجیل نقم ۔ من بپی برم بدست تو درم
آن ادب که باشد از بهر خدا ۔ اندر آن مستعجلی نبود روا
وانچه باشد طبع و خشم عارضی ۔ می‌شتابد تا نگردد منقضی
ترسد ار آید رضا خشمش رود ۔ انتقام و ذوق آن فایت شود
شهوت کاذب شتابد در طعام ۔ خوف فوت ذوق بود آن خود سقام
اشتهای صادق بود تاخیر به ۔ تا گوارنده شود آن بی گره
تو پی دفع بلایم می‌زنی ۔ تا ببینی رخنه‌اش بندش کنی
تا از آن رخنه برون ناید بلا ۔ غیر آن رخنه بسی دارد قضا
چارهٔ دفع بلا نبود ستم ۔ چاره احسان باشد و عفو و کرم
گفت الصدقة ترد للبلا ۔ داو مرضاک بصدقة یا فتی
صدقه نبود سوختن درویش را ۔ کور کردن چشم حلم اندیش را
گفت شه نیکوست خیر و موقعش ۔ لیک چون خیری کنی در موضعش
موضع شه رخ نهی ویرانی است ۔ موضع شه پیل هم نادانی است
در شریعت هم عطا هم زجر هست ۔ شاه را صدر و فرس را درگه است
عدل چه بود وضع اندر موضعش ۔ ظلم چه بود وضع در ناموقعش
عدل چه بود آب ده اشجار را ۔ ظلم چه بود آب دادن خار را
نیست باطل هرچه یزدان آفرید ۔ از غضب وز حلم وز نصح و مکید
خیر مطلق نیست زینها هیچ چیز ۔ شر مطلق نیست زینها هیچ نیز
نفع و ضر هر یکی از موضعی است ۔ علم زین رو واجب است و نافعی است

ای بسا زجری که بر مسکین رود / در ثواب از نان وحلوی به بود
زانکه حلوا گرمی و صفرا کند / سیلیش از خبث مستنقا کند
سیلیش در وقت بر مسکین بزن / کز رهاندیش از گردن زدن
زخم در معنی فتد بر خوی بد / چوب بر گرد او نتندی بر نمد
بزم و زندان است هر بهرام را / بزم مخلص را و زندان خام را
شق باید ریش را مرهم کنی / چرک را اندر ریش مستحکم کنی
تا خورد مر گوشت را در زیر آن / نیم سودی باشد و پنجه زیان
از تف آن اندرون ویران شود / چرک ناگه در میان پنهان شود
گفت لقمان من نمیگویم گدا / لیک میگویم تحری پیش آر
این ره صبر و تانی را مبند / صبر کن اندیشه میکن زر چند
در تانی بر یقینی بر زنی / گوشمال من با لقا نی کنی
در روش بیشی مکن تا خود چرا / چونکه میباید شدن بر استوا
مشورت کن با گروه صالحان / بر پیمبر امر شاورهم بدان
امرهم شوری برای این بود / کز تشاور سهو کژ کمتر شود
کاین خردها چون مصابیح انورست / بیست مصباح از یکی روشن ترست
بو که مصباحی فتد اندر میان / مشتعل گشته ز نور آسمان
غیرت حق پرده انگیخته است / سفلی و علوی بهم آمیخته است
گفت سیروا ای طلب اندر جهان / بحث و روزی اهی کن امتحان
در مجالس مطلب اندر عقول / آن چنان عقلی که بود اندر رسول
زانکه میراث از رسول است این بس / که ببیند عیبها از پیش و پس
در بصرها می طلب هم آن بصر / که نتابد وصف آن این مختصر
بهر آن کردست منع با شکوه / از ترهب زشدن خلوت بکوه
تا نه گردد فوت این نوع التقا / کان نظر بحث است و اکسیر لقا
در میان صالحان یک اصلحی است / بر سر توقیعش از سلطان صحیح است
کان دعا شد با اجابت مقترن / کفو او نبود کبار انس و جن

امر ستم اکثر که ہو مسکین پے / نفع مین بہتر ہے حلوی نان سے
کیونکہ حلوا گرمی اور صفرا کرے / پاکے تھپڑ اوسکو دے ناپاک سے
مار تھپڑ اوس گھڑی مسکین کے / کہ چھڑا دے جان اوسکی قتل سے
خوی بد پر زخم معنی مین پڑے / گرد پے ڈنڈا پڑے نمدے پہ ملے
بزم و زندان رکھے ہر شاہ کو / بزم دے مخلص کو زندان خام کو
زخم کو چیرا اولٹا تو مرہم رکھے / اوسکے اندر پیٹ کم محکم کرے
نیچے اوسکے کھاتے تا وہ گوشت کو / ہو بہت نقصان تو تھوڑا نفع ہو
زخم اندر اوسکے تیزی سے سڑے / پیپ ناگہ درمیان اوسکے چھپے
بولا لقمان نے کہون مین چھوڑ تو / پر مین کہتا ہون کہ تو کر فکر کو
بند مت کر راہ صبر اور ڈھیل کو / تھوڑے دن کر صبر اور کر فکر تو
کہ تامل مین یقین ہووے تجھے / تا یقین سے گوشمالی دے مجھے
راہ مین بیشی مکن کسلیے / جو برابر راہ مین تو چل سکے
مشورہ کر با گروہ صالحان / مصطفے پر امر شاورهم کو جان
امرهم شوری ہوا ہے اسلیے / کہ کبھی او نہ سہو کم شوری سے ہے
جون چراغ روشن اک یہ عقل ہے / بیس روشن ہون چراغ ایک سے
ہے یقین آئے چراغ اک درمیان / ہووے روشن نور شمس آسمان
ڈالا پردہ غیرت اللہ نے / سفلی و علوی بہم شامل ہوے
بولا سیروا کر طلب اندر جہان / بحث اور روزی کو کر تو امتحان
مجلسون مین کر طلب اندر عقول / عقل ایسی جو کہ رکھتے تھے رسول
کیونکہ میراث اب نبی کی وہ ہے بس / کہ وہ دیکھے غیب از رہ پیش و پس
کر بصرہا مین طلب تو وہ بصر / کہ نہ وصف اوسکا کرے یہ مختصر
اسلیے منع کیا اوس شاہ نے / خلوت کہ ترہب کے لیے
تا نہ صحبت ایسی ہو فوت دفنا / کہ نظر ہے بحث و اکسیر لقا
صالحون کے درمیان اصلح ہے اک / صاد شاہی اوسکے ہے فرمان ایک
کہ دعا اوسکی اجابت کو رکھے / کفو اوسکی نے ہے جن و انس سے

حجت اونکی پیش حق داحض ہے | علق ہین اونکے وہ حلوا ترش ہے
گرچہ ہمنے اوسکو خود اعلا کیا | ہند وحجت درمیان سے کھودیا
دست حق نے جو کیا قبلہ عیان | پھر تحرے کو توبس مردود جان
پھر تحرے سے تو سر کو پھیر لے | کہ ہوا ظاہر ہے قبلہ جان لے
دم بھر اس قبلہ سے گر غافل ہو تو | پس مطیع قبلۂ باطل ہو تو
جو تو ہو تمیز دہ کا ناسپاس | تجھسے نکلین خطرۂ قبلہ شناس
گر تو اس انبار سے چاہے ثمر | است ہو ہمراہ ہون دم بھر دور تر
اوس گھڑی کہ تو کرے ترک معین | مبتلا تو ہووے با بلیس القرین

درمری آتش آنکہ حلوا احض است | حجت ایشان برحق داحض است
گرچہ ما ادرا بہ خود افراشتیم | عذر حجت ازمیان برداشتیم
قبلہ را چون کرد دست حق عیان | پس تحرے بعد ازان مردود دان
ہین بگردان از تحرے رو و سر | کہ پدید آمد معاد و مستقر
یکزمان زین قبلہ گر ذاہل شوی | سخرۂ ہر قبلۂ باطل شوی
چون شوی تمیز دہ را ناسپاس | بجہد از تو خطرۂ قبلہ شناس
گر ازین انبار خواہی بر و بر | نیم ساعت روز ہمراہان مبر
کاندران دم کہ ببری از معین | مبتلا گردی تو با بلیس القرین

قصۂ تعلق موش کا ساتھ مینڈک کے اور باندھنا اپنے پاون کو اوسکے پاون سے اور شکار کرنا زاغ کا اونکو

قصۂ تعلق موش با چغز و بستن پای خود بر پای او و صید کردن زاغ ایشان را

اتفاقاً موش مینڈک آب کا | مہر پہ باہم ہوئے تھے آشنا
وقت دونون نے مقرر کر لیا | ہر سحر ہوتے تھے جمع ایک جا
نرد دل کی کھیلتے آپس میں تھے | سینہ خالی کرتے وہ سواس سے
دل ملاقاتون سے دونونکا خوشی | کہتے سنتے قصے آپس میں کبھی
راز کہتے یا زبان بے زبان | الجماعۃ رحمۃ تاویل جان
موش ہوتا اوسکے ملنے سے جو شاد | پنجسالہ قصے بس کرتا وہ یاد
جوش نطق ہے اک نشان دوستی | بند ہونا نطق کا بے الفتی
دل کو دلبر دیکھے کب ہووے ترش | گل کو بلبل دیکھے کب رہے خمش
ماہی بریان خضر کے سایہ سے | زندہ ہو کر بھاگے جانب بحر کے
بیٹھے یار کے خوش پاس جو | سیکڑون اسرار سے آگاہ ہو
لوح محفوظ اک ہے پیشانی یار | راز کونین اوس سے ہووے آشکار
رہ کا ہادی ہے یار اندر قدم | مصطفے بولے کہ اصحابی نجوم

از قضا موشی و چغزی باوفا | بر لب جو گشتہ بودند آشنا
ہر دو تن مربوط میعادی شدند | ہر صباحی جمع یکجا آمدند
نرد دل باہم گہی میباختند | وز وساوس سینہ میپرداختند
ہر دو دل از تلاقی متسع | ہمدگر را قصہ خوان مستمع
راز گویان با زبان و بی زبان | الجماعۃ رحمۃ تاویل آن
آن اشر چون جفت آن شاد آمدی | پنجسالہ قصہ اش یاد آمدی
جوش نطق از دل نشان دوستی است | بستگی نطق از بے الفتی است
دل کہ دلبر دید کے ماند ترش | بلبلی گل دید کے ماند خمش
ماہی بریان ز آسیب خضر | زندہ گشت و شد در یا مستقر
یار چون با یار خوش بنشستہ شد | صد ہزاران لوح سر دانستہ شد
لوح محفوظ است پیشانی یار | راز کونینش نماید آشکار
ہادی راہ است یار اندر قدم | مصطفے زین گفت اصحابی نجوم

بحر و ریگستان میں انجم رہنما ... دیکھ انجم کو کہ وہ ہی مقتدا
آشنا کر آنکھ اوسکے روسے تو ... مت اوٹھا حجت سے گرد راہ کو
کیونکہ پنہان گرد ہو وس نجم سی ... چشم بہتر ہے زبان سے جان لے
تا کہے وہ وحی ہی جسکی شعار ... کہ بٹھائے گرد اوٹھائے ز غبار
پس ہوے آدم جو مظہر وحی کے ... علم الاسما کہا نطق اونکی نے
نام ہر شے کہ وہ ہی جس طور سے ... لب زبان اوی صحیفۂ دل سی ہے
کہتی ظاہر اوسکی رو سے زبان ... سبکی خاصیت ماہیت عیان
نام ایسا کہ وہ لائق شی کے ہو ... ایسا نہ کہ کہوین شیر اک ہیز کو
اور برابر سال نو سو نوح نے ... ذکر اک ہر دن کیا نو طرز سے
تازہ لعل و نکہا یا قوت القلوب ... نہ رسالہ دیکھا نہ قوت القلوب
وعظ نے سیکھا کسی اک شرح سے ... کھل گئے بل چشمے شرح روح کے
کہا نہ اوس سی جو کوئی شخص سے ... آب نطق اک جوش گونگے سے کرے
طفل نوزادہ ہو دانا اور فصیح ... حکمت بالغ کہے مثل مسیح
کوہ سے کہ گویا اوس سی وہ ... سو غزل سیکھی نبی داود نے
چیخنا بس چھوڑا جملہ مرغ نے ... ہمزبان داود مرسل کے ہوے
کیا عجب گر مرغ اوس سے مست ہو ... جو سنی آہن نے بانگ دست کو
باد قوم عاد پر قاتل ہوئی ... اور سلیمان کی وہ اک حامل ہوئی
باد لیجاتی تھی سر پر تخت شاہ ... ہر سحر ہر شام کو اک سال راہ
ہوئی وہ حامل اونکی اور جاسوس بھی ... اور خبر بھی غیب کی محسوس کی
باد جو پاتی خبر بس غیب سے ... کان تک پہونچاتی وہ اوس شاہ کے
کہ کہا ایسا فلان نے اوس زمان ... ای سلیمان شہ صاحب قران
بات یہ بیجا ہے مینڈک کو کہا ... موش نے اک دن کہ ای صاحب ولا

انجم اندر ریگ دریا رہ نماست ... چشم اندر انجم نہ کو مقتداست
چشم را با روی او میدار جفت ... گرد منگیزان ز راہ بحث و گفت
زانکہ گردد نجم پنہان زان غبار ... چشم بہتر از زبان با عثار
تا بگوید آنکہ وحیستش شعار ... کان نشاند گرد و ننگیزد غبار
چون شد آدم مظہر وحی و داد ... ناطقہ او علم الاسما کشاد
نام ہر چیزی چنانکہ ہست آن ... از صحیفۂ دل روی گشتش زبان
فاش میگفتی زبان از رویتش ... جملہ را خاصیت و ماہیتش
آنچنان نامی کہ اشیا را سزد ... نی چنانکہ حیز را خواند اسد
نوح نہ صد سال در راہ سوی ... بود ہر روز ز پیش تذکیر نوی
لعل او تازہ زیا قوت القلوب ... نی رسالہ خواندہ نی قوت القلوب
وعظ را ناموختہ ہیچ از شروح ... بلکہ ینبوع کشوف و شرح روح
زان میی کان می چو نوشیدہ شود ... آب نطق از گنگ جوشیدہ شود
طفل نوزادہ شود حبر فصیح ... حکمت بالغ بخواند چون مسیح
از کہی کہ یافت زان می خوش لبی ... صد غزل آموخت داود نبی
جملہ مرغان ترک کردہ چیک چیک ... ہم زبان و یار داود ملیک
چہ عجب گر مرغ گردد مست او ... چون شنید آہن ندای دست او
صرصری بر عاد قتالی شدہ ... مر سلیمان را چو حمالی شدہ
صرصری میبرد بر سر تخت شاہ ... ہر صباح و ہر مسا یک سالہ راہ
ہم شدہ حمال و ہم جاسوس او ... گشتہ غائب را چو محسوس او
باد چون گفتار غائب یافتی ... سوی گوش آن ملک بشتافتی
کہ فلانی اینچنین گفت آن زمان ... ای سلیمان شہ صاحب قران
این سخن نداردگفت موش ... چغز را روزی کہ ای مصباح ہوش

تدبیر کرنا موش کی ساتھ مینڈک کے کہ ہمارے درمیان مین ایک واسطہ چاہیے کہ وقت حاجت کے مین

تدبیر موش با چغز کہ میان ما وسیلتی باید کہ بہ وقت حاجت نمی توانم بر تو آمدن

۱۲۸

تیرے پاس نہیں آسکتا ہوں نہ بات کہہ سکتا ہوں

راز کہنا تجھسے چاہوں وقت پے | اور تو رہتا ہے اندر آب کے
میں لب جو پر پکاروں ہے ان تجھے | آب میں تو بانگ عاشق نے سنے
اس مقرر وقت میں اے ای دلبر | میں نہ ہوتا ہوں تری ملنے سی سیر
پانچ وقت آئی نماز ای رہنمون | عاشقونکو فی صلوٰۃ دائمون
پانچ پر آرام کب عاشق کو ہے | بھید اسمیں ہے نہ پانصد لاکھ ہے
کب ہے زرغبا طریق عاشقان | سخت مستسقی ہے جان صادقان
کب ہے زرغبا طریق ماہیان | کیونکہ بے دریا نہیں انس جان
آب دریا کہ ذرا آئے سب گویان | پر ہے اک جرعہ خمار ماہیان
ہجر دم بھر عاشقوں کو مثل سال | سال بھر کا وصل اونکو اک خیال
عشق مستسقی ہے مستسقی طلب | اسکے آگے در پے چون روز و شب
شب پہ عاشق روز ہے اور مبتلا | جو تو دیکھے دن پے عاشق شب ہوا
گفتگو سے وہ چاہیں ٹھیرنا | ٹھہرنا اونکو نہ اکدم ہے روا
اوسنے پکڑا پاؤں اسنے اسکا گوش | اوسکو مدہوش اسکا اسکا بیہوش
دلمیں سب معشوق کے عاشق ہے بسا | دلمیں عذرا کے سدا وامق ہے بسا
دل میں عاشق کے بجز معشوق نے | اوسکے اندر فارق و مفروق نے
اک شتر پہ ہیں دو گھنٹے ہیں اب | کیسے زرغبا سمائے دو میں اب
کوئی اپنے سے بھی زرغبا کرے | کوئی خود سے وقت پر یاری کرے
ایسے ایکی سے کہ جانے عقل اوسے | جاننا موقوف اوسکا مرگ پے
جانے وہ کہ پہلے مرنے سے مرا | یار کی سو رخت ہستی لے گیا
ہوتا ممکن جاننا گر عقل سے | ہوتا قہر نفس واجب کس لیے
یا وجہ دامن رحم کے وہ شہریار | بے ضرورت کہتے کیونکہ نفس مار

وسخن گفتن

وقتها خواهم که گویم با تو راز | تو درون آب داری ترکتاز
بر لب جو من ترا نعره زنان | نشنوی در آب بانگ عاشقان
من بدین وقت معین ای دلیر | می نه گردم از ملاقات تو سیر
پنج وقت آمد نماز ای رهنمون | عاشقان را فی صلوٰة دائمون
نی به پنج آرام گیرد آن خمار | کاندرین سرهاست نی پانصد هزار
نیست زرغبا طریق عاشقان | سخت مستسقی ست جان صادقان
نیست زرغبا طریق ماهیان | زانکه بی دریا ندارد انس جان
آب این دریا که هایل بقعه ایست | با خمار ماهیان یک جرعه ایست
یکدم هجران بر عاشق چو سال | وصل سالی متصل پیشش خیال
عشق مستسقی ست مستسقی طلب | در پی هم این و آن چون روز و شب
روز بر شب عاشق ست و مضطرست | چون ببینی شب برو عاشق ترست
نیست شان از گفتگو یکدم ایست | از پی هم شان یکی دم ایست نیست
این گرفته پای آن آن گوش این | این بران مدهوش و آن بیهوش این
در دل معشوق جمله عاشق است | در دل عذرا همیشه وامق است
در دل عاشق بجز معشوق نیست | در میانشان فارق و مفروق نیست
بر یکی اشتر بود این دو درا | پس چه زرغبا بگنجد این دو را
هیچکس با خویش زرغبا نمود | هیچکس با خود به نوبت یار بود
آن یکی نه که عقلش فهم کرد | فهم این موقوف شد بر مرگ مرد
جز مگر مردے که پیش مرگ مرد | رخت هستی را بسوی یار برد
ور به عقل ادراک این ممکن بدی | قهر نفس از بهر چه واجب شدی
با چنان رحمت که دارد شاه هش | بی ضرورت چون بگوید نفس کش

مبالغہ کرنا موش کا خوشامد و زاری وصل میں

مبالغه کردن موش در لابه و زاری در وصلت

بولا اے یار عزیز مہربان | مجکو بے رخ تیرے ز آرام جان
دن کو نور تاب میری تو ہی ہے | شب کو راحت خواب میری تو ہی ہے
اب مروت سے مجھے ارشاد کر | وقت بیوقت اب مجھے تو یاد کر
رات اور دن مین وظیفہ صبح کا | وصل ہے تو نے مقرر کر دیا
مین نہین قانع ہون اس اکبار سے | ہون فنا خواہش مین اپنی بس کے
رکھے مستقی بہت میرا جگر | رکھے استسقا ہر اک جوع البقر
غم سے بے پروا مرے تو ای امیر | دے زکات جاہ دیکھ اندر فقیر
یہ فقیر بے ادب نا اہل ہے | تیرے لطف عام سے برتر دلے
چاہیے مخصوصی تراک لطف عام | گندگی پر بھی پڑے خورشید تام
نور خور نے اوسے زیبائی کمی | گندگی وہ خشک ہو ہیزم ہوئی
گندگی گلخن مین جا روشن ہوئی | تھی وہ در دیوار بے حمام کی
تھی وہ آلائش اب آرائش ہوئی | اوسے خور نے کی تھی جو خوشنگری
گرم معدہ خاک کا خور نے کیا | گندگی باقی کو اوسے کھا لیا
جزو خاکی ہوا گے اوس نبات | **ہکذا یمحو الالہ السیئات**
جزو خاکی وہ ہوئی اور یہ نور | **ہکذا یغفر لمن یخطی الغفور**
گندگی کو یہ کرے بدتر جو ہے | کیا خدا بخشے اوسے اندر جزا
تا مناسک جو کرے نسرین ادا | خوبیان کیا کچھ لطیفون کو وہ دے
ایسے خلعت جو خبیثون کو وہ دے | نے زبان پر آئے ز اندر لغت
وہ جزا دے اونکو لاعین رأت | دن کو روشن جو کرے تو خلق سے
کون ہون مین تو بیان کر اب ادا | کہ ہون پر زہری سے جون مار کوہی
دیکھو مت زشتی و مکروہی مری | کیسے گل ہون خار بویا ہے مجھے
مین زشت ہون میری خصلت زشت ہے | زینت طاؤس دے اس مار کو
نو بہار حسن گل دے خار کو | لطف تیرا فضل و فن مین منتہی
زشتی کا کمال مین ہون مین منتہی | جلد تر اوس منتہی سے بر تو لا
حاجتین اس منتہی کی اے شہا |

گفت ای یار عزیز مہرکار | من ندارم بے رخت یکدم قرار
روز نور و مکسب و تابم توئی | شب قرار و سلوت و خوابم توئی
از مروت باشد ار شادم کنی | وقت بیوقت از کرم یادم کنی
در شبانروزی وظیفہ چاشتگاہ | راتبہ کردی وصال ای نیک خواہ
من بدین یکبار قانع نیستم | در ہوایت طرفہ انسانیستم
پانصد استسقاستم اندر جگر | با ہر استسقا قرین جوع البقر
بے نیازی از غم من ای امیر | دہ زکات جاہ و بنگر در فقیر
این فقیر بے ادب نا درخورست | لیک لطف عام تو زان برترست
مے نجوید لطف عام تو سند | آفتابے بر حدثہا مے زند
نور او را زان زیانے نا بدہ | آن حدث از خشکی ہیزم شدہ
تا حدث در گلخنے شد نور یافت | بر در و دیوار حمامے بتافت
بود آلایش شد آرایش کنون | چون برو بر خواند خورشید آن فسون
شمس ہم معدہ زمین را گرم کرد | تا زمین باقی حدثہا را بخورد
جزو خاکی گشت و رست ازوی نبات | **ہکذا یمحو الالہ السیئات**
جزو خاکی گشت و شد او نیز نور | **ہکذا یغفر لمن یخطی الغفور**
با حدث کان بدترینست این کند | کش نبات و نرگس و نسرین کند
تا بہ نسرین مناسک در وفا | حق چہ بخشد در جزا و در عطا
چون خبیثان را چنین خلعت دہد | طیبین را تا چہ بخشد در رسد
آن دہد حق شان کہ لاعین رأت | کان نگنجد در زبان و در لغت
ما کہ ایم این را بیان کن یار من | روز من روشن کن از خلق حسن
منگر اندر زشتی و مکروہیم | کہ ز پر زہری چو مار کوہیم
ایکہ من زشت و خصالم نیز زشت | چون شوم گل چون مرا او خار کشت
نو بہار حسن گل دہ خار را | زینت طاؤس دہ این مار را
در کمال زشتیم من منتہی | لطف تو در فضل و در فن منتہی
حاجت این منتہی زان منتہی | تو برآر اے غیرت سرو سہی

جو مرون میں فضل تیرا رو پڑیگا
گور پر میری بہت بیٹھے لگا تو
میری محرومی پہ تو بس رو پڑیگا
تھوڑا ان لطفوں سے کر ازراہ جوش
تو کہے جو کچھ کہ میری خاک سے
تھام ہاتھ اس عاجزی میں تو مرا

گرچہ پاک حاجت سے ہے وہ اور جدا
اشک جاری چشم سے کریگا تو
میری مظلومی پر حیران ہوئیگا
اس سخن سے کر مجھے حلقہ بگوش
ڈال میری مدرک غمناک پے
شاد غمخواری میں کر مجکو سدا

چون بمیرم فضل تو خواہد گریست
بر سر گورم بسے خواہد نشست
نوحہ خواہی کرد بر محرومیم
اندکے از لطفہا اکنون بکن
آنچہ خواہی گفت تو با خاک من
دستگیرم در چنین بیچارگی

از کرم گرچہ ز حاجت او بریست
خواہد او چشم لطیفت اشک بست
چشم خواہی بست از مظلومیم
حلقہ در گوش من کن زین سخن
بر فشان بر مدرک غمناک من
شاد گردانم دران غمخوارگے

تو شاد کرنا موش کی مینڈک سے کہ تو بہانہ نکر اور میرے کام میں تاخیر مت روا رکھ کہ تاخیر میں آفت ہے اور تمثیل

لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش و در امر من تاخیر میندا(ز) و فی التاخیر آفات

تمثیل

بولا اک صوفی سے اک خواجہ سخی
اک درم لے آج مجھسے تو اے شہا
بولا اک درہم پر راضی تر ہوں میں
نقد تھپڑ جو دو نسیہ سے بھلا
خاص تھپڑ کہ ہے تیرے دست کے
آ ذرا کو اے شادی جان جہان
مت چرا شیر وسے تو وہ ماہ رو
تا ہنسے لب جو کا باغ و سمین
مست سبزہ جو لب جو پر دیکھے
بولا سیماہم وجوہ کردگار
شب کو گر مے یا نہ دیکھے کوئی کس
تازگی ہر گلستان کی اے عقیل
اے اخی میں خاکی اور آبی ہے تو

زیر پا تیرے ہے فرش اب جان کی
یا کہ کل تو سہ درم لے صبح گاہ
آج دی کہ سو درم کل پاؤن میں
رکھے گردن آگے تیرے نقد لا
بھی ہیت گردن بھی تجھسے مست ہی
خوش غنیمت رکھ تو یہ نقد زمان
مت رکا اے ماہ وان اس سے تو
اور لب جو سے اوگے بس یاسمین
دور سے تو جان یا نہر آب ہے
ہوتا ہے غماز باران سبزہ زار
خواب میں ہو ہر نفس و نفس
ہے رستے آب پر پنہان دلیل
لیک شاہ رحم و پانی ہے تو

صوفی را گفت خواجہ سیم پاش
یکدرم خواہی تو امروز ای شہم
گفت من بر درہمی راضی ترم
سیلی نقد از عطاے نسیہ بہ
خاصہ آن سیلی کہ از دست توست
ہین بیا ای شادی جان جہان
در مدر آن روے ماہ از شیروان
تا لب جو خندد ای یار معین
چون ببینی بر لب جو سبزہ ہست
گفت سیماہم وجوہ کردگار
گر ببارد شب نہ بیند ہیچ کس
تازگی ہر گلستان جمیل
ای اخی من خاکیم تو آب ہے

کای ز دہمای تراجانم فراش
یا کہ فردا چاشتگاہے سہ درم
کہ دہی امروز و فردا صد درم
تک قفا پشت کشیدم نقد درد
ہم قفا ہم سیلیش مست تو ہست
خوش غنیمت دار نقد این زمان
سر مکش زین جوے آب روان
ور لب جو سر برآرد یاسمین
پس از دور کاینجا آب ہست
کہ بود غماز باران سبزہ زار
کہ بود در خواب ہر نفس و نفس
ہست بر باران پنہانی دلیل
لیک شاہ رحمت و وہابیے

رجوع طرف حکایت مینڈک و موش کے ہے

رجوع بحکایت چغز و موش است

ایسا کر ازرہ عطا و جود کے
کہ میں ہر دم آؤن جد مست تیرے

آنچنان کن از عطا و از کرم
کہ گہ و بیگہ بخدمت میرسم

تجکو جو مین بلاتا ہون بجان	مین اجابت سے نہ دیکھون رحم دل	برلب جو من بجان می خواستت	من زنیم اندر اجابت مرحمت
بند آتا آپ پر میرا ہوا	کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا	آمدن بر آب بر من بستہ شد	زانکہ ترکیبم ز خاکی رستہ شد
کر سفر کوئی قاصد یا نشان	تا ندا میری کرے تجکو بیان	یا رسولی یا نشانی کن مدد	تا ترا از بانگ من آگہ کند
اس امر مین بحث کرتے دونون یار	ٹھہرا یہ آخر کو بس باہم قرار	بحث کردند اندرین کار آن دو یار	آخرین بحث آن آمد قرار
کہ ہم پہونچاؤ اک رشتہ دراز	جذب رشتہ سے ہو تا اظہار راز	کہ بدست آرید یک رشتہ دراز	تا ز جذب رشتہ گردد کشف راز
اک سرا یہ بندہ باندھے پانون پر	دوسرا وہ باندھے تیری پانون پر	یک سرے بر پای این بندہ دو تو	بستہ باشد دیگرے بر پای تو
تا ملین اس فن سے ہم تم دونون تن	ہم ملین آپس مین جون جان و بدن	تا بہم آییم زین فن ما دو تن	اندر آمیزیم چون جان با بدن
مثل رشتہ تن ہے جان کے پانون مے	اوسکو کھینچے ہے زمین پر چرخ سے	ہست تن چون ریسمان بر پای جان	میکشاند بر زمین از آسمان
آب غفلت مین ہے مینڈک جان کی	رشتہ موش تن کا ہے اندر خوشی	چغز جان در آب خواب بیہشی	رشتہ از موش تن آمد در خوشی
موش تن رشتہ سے پھر کھینچے اوسے	کشش سے تلخی از بس جان چکھے	موش تن زان ریسمان بازش کشید	چند تلخی زین کشش جان می چشید
گر نہوتی یہ کشش اس موش کی	کرتا مینڈک آب مین از بس خوشی	گر نبودی جذب موش گندہ مغز	عیشہا کردی درون آب چغز
آنکھ دون کو خواب سے تیری کھلے	حال باقی تو نے اوس شمس سے	باقیش چون زو بر خیزی ز خواب	بشنوی از نور بخش آفتاب
اک سرا رشتہ کا میرے پانون پر	دو سرا تو باندھ اپنے پانو پر	یک سر رشتہ گرہ بر پاے من	زان سر دیگر تو بر پا عقدہ زن
تا سکون خشکی مین تجھکو کھینچنا	اب ہوا سر رشتہ پیدا ظاہرا	تا توانم من درین خشکی کشید	مر ترا انک شد سر رشتہ پدید
بات یہ مینڈک کو آئی ناگوار	کہ مجھے پھندے مین پھانسے یار نا	تلخ آمد بر دل چغز این حدیث	کہ مرا در عقدہ آرد این خبیث
جو کراہت دلمین اہل اللہ کے	آئے وہ خالی نہو آفات سے	ہر کراہت در دل مرد بہی	چون در آید ز افتی نبود تہی
وحی حق جان اوس فراست کو نہ وہم	نور دل نے لوح کل سے کی ہے فہم	وحی حق دان آن فراست نہ وہم	نور دل از لوح کل کردست فہم
حملہ کعبہ سے رکنا پیل کا	باوجود پیلبان حدین ہا	امتناع پیل از سیران بیت	با جد آن پیلبان و بانگ ہیت
جانب کعبہ نہ جاتا پاے پیل	منغز گل تھا نہ زیادہ نہ قلیل	جانب کعبہ نہ رفتی پاے پیل	با ہمہ لت نے کثیر و نے قلیل
تو کہے کہ ہوگیا خشک اوسکا پا	یا کہ نکلے جان با ہول و بلا	گفتی کہ خشک شد پاہای او	یا بمرد آن جان صول افزای او
پیل کی حق جان کو آگہ کرے	جب پیلون کو وہ گمرہ کرے	پیل را حق جان آگہ مے کند	وان خسان را گول و گمرہ میکند
جب یمن کی سمت کرتا اوسکا سر	پیل سو گھوڑون سے جاتا تیز تر	چونکہ گرداندے سرش سوے یمن	پیل نر صد اسپہ گشتی گام زن
حس پیل آگہ تھی زخم غیب سے	حس نبی حق کی پھر کیا کچھ کہے	حس پیل از زخم غیب آگاہ بود	چون بود حس ولی با ورد
ذکر یعقوب نبی نے جب کہا	مانگا یوسف بھائیون نے اونسے جا	نی کہ یعقوب نبی گفت آن زبان	کہ از و جستند یوسف را کہان
بھائیون نے جسکہ چاہا باپ سے	سوے صحرا تا کہ لیجائین اوسے	از پدر چون خواستند آن دادران	تا برندش سوے صحرا یک زمان

بولے سب اونسے نہ کر فکر ضرر / اک دو دن کی دی مہلت اے پدر
کیسلیے ہمکو نہین جانے امین / اپنا یوسف سونپ دے با حافظین
تاکہ ہم سب ملکے کھیلین دشت مین / اس طلب مین ہم امانت دار ہین
بولے مین جانون کہ سیر کو پاس سے / جاتا اسکا دل کو صدمہ دے مرے
دل مرا ہرگز نہ کہتا جھوٹ ہے / کہ منور ہے وہ نور عرش سے
وہ دلیل قاطع رکھتی تھی فساد / نہ قضا سے اوسکا رکھا اعتماد
محو اونسے وہ نشان بالکل ہوا / عقل کی پابندی تھی او سدم قضا
یہ عجب ذی جاہ مین اندھا گرے / ہے عجب بینا گرے جو راہ سے
یہ تصرف گونہ گون رکھے قضا / چشم بندی یفعل اللہ ما یشا
اوسکا فن دل سے جانے اور جانے ہے تو / موم آہن ہو محبت کے لیے
گویا دل کہوے کہ خواہش وسکی ہو / کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو
آپ کو بھی اس سے غافل کرتا ہے / جان کو وہ اپنی پاگل کرتا ہے
بات ہو کہ اس مین گردہ پہلوان / وہ ہووے مات ہووے امتحان
سو بلا سے اک بلا مول او سے / ایک ہستی بس علیٰ اوسکو دے
خام شوخ ایسا جھڑایا جو اوسے / سے نے اک صد با خرد خام کے
پختہ اور استاد آخر کو ہوا / اور جہان کی ہنرگی سے وہ چھوٹا
مست بادہ لایزالی سے ہوا / پر تمیز موضع سے بالکل چھوٹا
سست عقیدہ اونکے پر تقلید سے / اور خیال دیدہ بے دید سے
یہ عجب کیا فن کرو کھینچے او سے / آسگے خبر و مد بحر غیب سے کے
اوس بیابان سے عمارت آئی ہے / ملک شاہی اور وزارت آئی ہے
اوس بیابان عدم سے شوق / آتے ہین دنیا کے اندر جوق جوق
کاروان در کاروان اوس دشت سے / آتے ہین ہر وقت صبح و شام کے
آتے ہین اور لیتے ہین وہ گھر مرا / کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا
جیسے آنکھیں عشق کی کھولے پسر / جلد سامان چرخ پر رکھے پدر
یہ ہر کہ شاہی ہے اس سے روان / اور ادھر سے آتے ہین جاتے مہمان

جمله گفتندش میندیش از حذر / یکدو روزش مهلتی ده ای پدر
تو چرا ما را نه پنداری امین / یوسف خود نسپری با حافظین
تا بهم در مرغزار بازی کنیم / ما درین دعوت امین و محسنیم
گفت میدانم که نقلش از برم / سی فروزد در دلم درد و سقم
این دلم هرگز نمیگوید دروغ / که ز نور عرش دل دارد فروغ
آن دلیل قاطعی بد بر فساد / وز قضا آنرا نگرداد اعتداد
درگذشت از وی نشانی آنچنان / که قضا در فلسفه بود آن زمان
این عجب نبود که کور افتد بچاه / بل عجب افتادن بینای راه
کاین قضا را گونه گون تصریفهاست / چشم بندش یفعل الله ما یشاست
هم بداند هم بداند دل فنش / موم گردد پیر آن مهر آهنش
گوییا دل گوید که میل او / چون درین شد هرچه شد باشد گو
خویش را هم زین مغفل می‌کند / در عقالش جان مغفل می‌کند
گر شود مات اندرین آن بوالعلا / آن نباشد مات باشد ابتلا
یک بلا از صد بلایش وا خرد / یک هبوطش بر معارجها برد
خام شوخی که رهانیدش مدام / از خمار صد هزاران زشت خام
عاقبت او پخته و استاد شد / جست از رق جهان آزاد شد
از شراب لایزالی گشت مست / شد ممیز وز خلایق باز رست
زاعتقاد سست پر تقلیدشان / وز خیال دیدهٔ بی دیدشان
ای عجب چه فن زند ادراکشان / پیش جزر و مد بحر بی نشان
زان بیابان این عمارتها رسید / ملکت شاهی و وزارتها رسید
زان بیابان عدم مشتاق شوق / میرسند اندر شهادت جوق جوق
کاروان در کاروان زین بادیه / میرسد در هر مسا و غادیه
آید و گیرد وثاق ما گرو / که رسیدم نوبت ما شد تو رو
چون پسر چشم خرد را برگشاد / زود بابا رخت بر گردون نهاد
جادهٔ شاه است این زین سو روان / وان ازان سو صادران و واردان

خوب دیکھ ہم بیٹھے بیٹھے جاتے ہین
مال کی خاطر نہ تو نے رس آل
پس مسافر وہ ہے ای ز خستہ پی
جیسے پردہ دل سی برنج و ملال
گر خیالات اک نہین معدن ہے ہین
جوق جوق آتی ہین لشکر خیال کے
پر سبو کرتے ہین اور جاتے ہین وہ
جان فکر اختران چرخ سے
سعد دیکھے شکر اور ایثار کر
ہم ہین کون اسکو تو لا ای میر یار
کر نورِ روشن روح نور ماہ سے
اوسکو وہم و خیال و ظن سے پھر چھڑا
تا کہ دل کو دلداری خوش سے ترے
اے عزیزِ مصر میری جان کا
اے عزیز اب جان تیری ملک کی
خواب دیکھا دسکی رہائی مین امین
سات لاغر گاؤ جو ہین رنج مین
سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین
قحط مصر اوسکے سی نکلا اے عزیز
مین ہون یوسف تو قید مین تری ای شہا
ربط رکھنے والا مین تھا عرش سے
پس پھنسا مین اوس کمال قرب سے
روح کو زندان مین لا عرش سے
اول آخر پستی میری زن سے ہے
رنج مین یوسف کے زاری گوش کر

تو نہ دیکھے ہم روان تو جاتے ہین
بل غرض کو جو کہ ہے اندر مآل
کہ سیر وا اوسکا منہ آگے کو ہے
پہونچتی ہے دمبدم فوجِ خیال
آگے پیچھے سے جان کیون آتی ہین
تشنہ جاتے چشمۂ دل کے مرے
اور سدا پیدا نہان ہوتے ہین وہ
کرتے ہین گردش وہ اور ہی چرخ پے
نحس دیکھے صدقہ استغفار کر
طالع مقبل کر مرا لوٹ ایک بار
دل ہے سیہ صدمہ ذنب سی جو کہ ہی
اور چہ و جور رسن سے پھر چھڑا
پر نکالے آب و گل سے اور اوڑتے
عذر حسن قیدی کو اپنے کر رہا
یوسف مظلوم زندان مین ترے
جلد کان اللہ یحب المحسنین
سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتے ہین
تازہ خوشے سات کو وہ چرتے ہین
رکھ نہ قید اسکو اے شاہِ پر تمیز
عورتون کے مکر سے مجھکو چھڑا
اہبطوا مین ڈالا خواہش نے مجھے
زال کے مکرون سے اندر رحم کے
ہی زنون کا کید عظیم اس واسطے
روح تھا مین تن ہون کس طور سے
یا کہ تو کر رحم اوس یعقوب پر

تنگ بنگر با شستہ سر و نم
بهر مالے می نگیری راس مال
پس مسافر آن بود ای رہ پرست
ہمچنان کز پردۂ دل بے کلال
گر نہ تصویرات از یک معرسند
جوق جوق اسپاہ تصویرات ما
پر ہا پر میکنند و سے روند
فکرہا از اختران چرخ دان
سعد دیدی شکر کن ایثار کن
ما کیم این را بیارای یار من
روح را تابان کن از انوار ماہ
از خیال و وہم و ظن بازش رہان
تا ز دلداری خوب تو دلے
اے عزیز مصر جانم دستگیر
اے عزیز مصر جانم آن بست
در خلاص او یکے خوابی ببین
ہفت گاؤ لاغر پر از گزند
ہفت خوشہ زشت خشک نا پسند
قحط از مصرش بر آمد ای عزیز
یوسفم در حبس تو ای شہ نشان
از سوی عرشے کہ بودم مربطا
پس فتادم زان کمال مستتم
روح را از عرش آرد در حطیم
اول و آخر ہبوط من ز زن
بشنو این زاری یوسف در عنا

تو نہ بینی قاصد جای تو ام
بلکہ از بہر غرضہا در مآل
کہ مسیر و روش در مستقبل است
دمبدم در میرسد خیل خیال
در پی ہم سوی جان چون میرسند
سوی چشمۂ دل شتابان از ظما
دائما پیدا و پنہان میروند
دائرا اندر چرخ دیگر آسمان
نحس دیدی صدقہ و استغفار کن
طالعم مقبل کن و چرخی بزن
زانکہ زاسیب ذنب شد دل سیاہ
از چہ و جور رسن بازش رہان
پر بر آرد پر بر د زآب و گلے
عذر این زندانی خود در پذیر
یوسف مظلوم در زندان تست
زود کان اللہ یحب المحسنین
ہفت گاؤ فربہش ای میخورند
سنبلات تازہ اش ای میچرند
ہین مباش ای شاہ این را مستجیز
ہین ز دستان زنانم وا رہان
شہوت مادر فگندم کاہبطوا
از فن زالی بہ زندان رحم
لاجرم کید زنان باشد عظیم
چونکہ بودم روح و چون ہستم بدن
یا بران یعقوب بیدل رحم آر

عورتوں سی روؤں یا اخوان سے میں ۔ کہ جہان سی نکالا جون آدم کے تئین
سے جون برگ خزان پژمردہ ہوں ۔ وصل کی جنت سی گندم خوردہ ہوں
دیکھا تیرے جو ترے اکرام کو ۔ اور سلام اور صلح اور پیغام کو
چشم بد کو لایا مین اسپند جو ۔ چشم بد پہونچے مرے اسپند کو
چشم بد کے دفع کرنے کے لیے ۔ تیری چشم پر خمار بس کرے
چشم بد کو چشم نیک اے شہ تری ۔ دفع کر دے خوب ہی چارہ گری
کیمیا ہی پہونچے تیری چشم سے ۔ چشم بد کو چشم نیکو تر کرے
چشم باز دل ہے شہ نے کی نظر ۔ چشم باز اوسکی ہی باہمت مگر
تا اوس ہمت سے کہ ہی از رہ نظر ۔ نے بگیر تا باز شہ جز شیر نر
شیر کیا وہ شاہباز معنوی ۔ صید تیرا ہے وصید اوسکا تو ہی
سیتی باز جان کی اندر راہ مین ۔ ہی صفیر لا احب الآفلین
باز دل کو کہ اوڑا تیرے لیے ۔ چشم بد پہونچی تری اس جود سے
بینی لو اور گوش سننا تجھسے لے ۔ حصہ ہر اک حس کا شامل آے ہی
رہ جو ہر حس کو تو سوے غیب دے ۔ مرگ ونقصان ہیر اوس حس کو نہی
مالک الملک حس کو جو اک چیز دے ۔ تا حسوں پر بس وہ حس شاہی کرے

ناله از اخوان کنم یا از زنان ۔ گر فگندندم چو آدم از جنان
زان شال برگ دی پژمرده‌ام ۔ گز بهشت وصل گندم خورده‌ام
چون بدیدم لطف واکرام ترا ۔ وان سلام وسلم وپیغام ترا
من سپند چشم بد کردم پدید ۔ در سپندم نیز چشم بد رسید
دافع هر چشم بد از پیش وپس ۔ چشمهای پرخمارت وبس
چشم بد را چشم نیکویت شها ۔ مات وستاصل کند نعم الدوا
بل ز چشمت کیمیاها میرسد ۔ چشم بد را چشم نیکو میکند
چشم شه چشم باز دل را زده است ۔ چشم بازش سخت باهمت شده است
تا ز بس همت که یابید از نظر ۔ می‌نگیرد باز شه جز شیر نر
شیر چه کان شاهباز معنوی ۔ هم شکارستت هم صید شه توی
شد صفیر باز جان در مرج دین ۔ نعرهای لا احب الآفلین
باز دل را که بی تو می‌پرید ۔ از عطای بیحد چشمی رسید
یافت بینی بو و گوش از تو سماع ۔ هر حسی را قسمتی آمد مشاع
هر حسی را چون دهی ره سوی غیب ۔ نبود آن حس را فتور و مرگ وشیب
مالک الملکی بحس چیزی دهی ۔ تا که بر حسها کند آن حس شهی

حکایت سلطان محمود غزنوی کی اور رفاقت کرنا اوسکی رات کو ساتھہ چوروں کے

جو کہ پھرتا شب کو تھا محمود شاہ ۔ اک گروہ دزد شبرو سے ملا
پس کہا اسکو کہ ای تو کون ہی ۔ بولا شہ تم ہی سے مین بھی ہوں ولے
بولا ایک ان مین سے اے قوم دغا ۔ عقل وفن اپنا کہو تم تا ہرا
تا کہو یاروں سے تم اور دو خبر ۔ کون کیا رکہتا ہی عادت مین ہنر
ایک بولا اے گروہ باہنر ۔ میرے دونوں کان مین ہی یہ اثر
کہ مین جانوں ہوں سگ جو کچھ کہے ۔ بولے دو آنہ روپے مین بس تو ہے
دوسرا بولا اے قوم زر طلب ۔ خاصیت میری ہے بس آنکہو مین سب

حکایت سلطان محمود غزنوی و رفاقت او شب با دزدان

شب چو شه محمود برمیگشت فرد ۔ با گروه دزد شبرو باز خورد
پس بگفتندش که ای بو الوفا ۔ گفت شه من هم یکی‌ام از شما
آن یکی گفت ای گروه مکر کیش ۔ هین بگوئید از فن و فرهنگ خویش
تا بگوید با حریفان در سمر ۔ کو چه دارد در جبلت از هنر
آن یکی گفت ای گروه فن فروش ۔ هست خاصیت مرا اندر دو گوش
که بدانم سگ چه میگوید ببانگ ۔ قوم گفتندش ز دیناری دو دانگ
آن دگر گفت ای گروه زر پرست ۔ جمله خاصیت مرا چشم اندرست

پس شب تیرہ مین دیکھون جسکو مین ۔ بیگمان پہچانون اوسکو روز مین
بولا اک بازو مین خاصیت مرے ۔ کہ مین دیتا لقب ہون بس تجھے
بولا اک تاثیر میری ناک مین ۔ کام میرا سونگھنے کا خاک مین
سر الناس معادن کا ملا ۔ کہ نبی نے اسلیے ہے وہ کہا
جانون خاک تن سے مین کچھ درمیان ۔ اوسکے نقد اب کس قدر ادرزر کان
ایک کان مین زر ہے از بسکہ بھرا ۔ دوسکے مین دخل کم خرچ ہے سوا
سونگھون مجنون کی طرح ہر خاک کو ۔ خاک لیلی پاؤن مین بجستجو
جانون ہراک پیرہن مین سونگھکے ۔ اہرمن کا ہے دیا یوسف کا ہے
مثل احمد کہ یمن سے پاے بو ۔ اوس کے حاصل حصہ میری ناک کو
کہ ملی ہے خاک زر سے کون سی ۔ یا تھی ہے خاک زر سے کون سی
بولا اک تاثیر پنجہ مین مرے ۔ کہ کمند اک ڈالتا ہون بام پے
قصر ہووے جس قدر گرچہ بلند ۔ کنگرہ پر اوسکے مین ڈالون کمند
جیسے ڈالی تھی کمند احمد سخت ۔ لیگئی اونکو کمند اب تا بہ تخت
جیسے احمد نے بجان ڈالی کمند ۔ لیگئی تا چرخ اونکو بھی کمند
بولا حق کہ اے کمند انداز بیت ۔ مجھسے جانو ما رمیت اذ رمیت
پوچھا اس شہ سے کہ اے فرخندہ پے ۔ خاص تجکو خاصیت کس شے مین ہے
بولا خاصیت مری داڑھی مین ہے ۔ کہ چھڑا اون مجرمون کو قید سے
مجرمونکو جبکہ جلاّدون کو دین ۔ جو ہلے داڑھی مری تو وہ چھٹین
جب مین حرمت سے ہلاؤن ریش کو ۔ طے کرین اس حجت و تشویش کو
قوم بولی تو ہمارا قطب ہے ۔ جو خلاصی روز محنت کی رکھے
بعدہ سب ملکے وہ باہر گئے ۔ اور جانب قصر شاہی کے چلے
سگ جو بولا اونکی سید ہاتھ پے ۔ بولا کہو شہ تمہارے ساتھ ہے
خاک سونگھی دوسرے نے ڈھیر سے ۔ بولا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے
پس کمند اک ڈالی وس استاد نے ۔ تا چڑھے وہ اک بلند دیوار پے
دوسری جا پر جو سونگھا خاک کو ۔ بولا خاک مخزن شہ ہے یکو

هر کرا شب بینم اندر قیروان ۔ روز بشناسم مر او را بی گمان
گفت یک خاصیتم در بازو ست ۔ که زنم من نقبها بازور دست
گفت یک خاصیتم در بینی ست ۔ کار من در خاکها بو بینی است
سر الناس معادن داد دست ۔ که رسول آن را پی چه گفته است
من ز خاک تن بدانم کاندر آن ۔ چند نقدست و چه دارد او ز کان
در یکی کان زر بی اندازه درج ۔ وان دگر دخلش بود کمتر ز خرج
همچو مجنون بو کنم هر خاک را ۔ خاک لیلی را بیابم بی خطا
بو کنم دانم ز هر پیراهنی ۔ گر بود یوسف و گر آهرمنی
همچو احمد که برد بو از یمن ۔ زان نصیبی یافت این بینی من
که کدامین خاک همسایه زرست ۔ یا کدامین خاک صفر و ابترست
گفت یک یک خاصیت در پنجه ام ۔ که کمندی افکنم طول علم
قصر اگر چه هست بس عالی بلند ۔ کنگرش در سخت گردانم کمند
همچو احمد که کمند انداخت سخت ۔ که کمندش برد سوی تخت و بخت
همچو احمد که کمند انداخت جانش ۔ تا کمندش برد سوی آسمانش
گفت حقش ای کمند انداز بیت ۔ آن ز من دان ما رمیت اذ رمیت
پس بپرسیدند ز آن شه کای سند ۔ مر ترا خاصیت اندر چه بود
گفت در ریشم بود خاصیتم ۔ که رهانم مجرمان را از نقم
مجرمان را چون بجلادان دهند ۔ چون بجنبد ریش من ایشان رهند
چون بجنبانم برحمت ریش را ۔ طی کنند آن قتل و آن تشویش را
قوم گفتندش که قطب ما توی ۔ چون خلاص روز محنتها توی
بعد از آن جمله بهم بیرون شدند ۔ سوی قصر آن شه میمون شدند
چون سگی بانگی بزد از دست راست ۔ گفت میگوید که سلطان با شماست
خاک بو کرد آن دگر از ریوه ای ۔ گفت کاین هست از وثاق بیوه ای
پس کمند انداخت استاد کمند ۔ تا شدند آن سوی دیوار بلند
جای دیگر خاک را چون بو کرد ۔ گفت خاک مخزن شاهیست فرد

لنقب بُد ز دلقب در مخزن رسید — هر یکے از مخزن اسبابی کشید
پس بروز نقب و گوهرهای رفته — قوم بردند و نهان کردند نقب
شد معین بُد منزل گاه شان — حیله و نام و پناه و راه شان
خویش را دزدید از ایشان باز گشت — روز در دیوان بگفت آن سرگذشت
پس برو از کشتند سرهنگان مست — تا که هر سرهنگ دزدی را ببست
دست بسته سوی دیوان آمدند — وز نهیب جان همه لرزان شدند
چونکه استادند پیش تخت شاه — یار شبشان بود آن شاه چو ماه
آنکه شب برهر که چشم انداختے — روز دیدے بیشکی بشناختے
شاه را بر تخت دید و گفت این — بود با ما دوش شبگرد و قرین
آنکه چندین خاصیت در ریش اوست — این گرفت ما هم از تفتیش اوست
عارف شه بود چشمش لاجرم — برگشاد از معرفت لب با حشم
وهو معکم گفت این شاه بود — فعل ما می‌دید و سرما می‌شنود
چشم سرِّ بر دو شبِ راشناخت — جمله شب با روی ماهش عشق باخت
امت خود را نخواهم من از او — که نگرداند ز عارف هیچ از او
چشم عارف دان امان هردوکون — که بدو یابید هر بیمار عون
زان محمد شافع هرداغ بود — که ز حق شد چشم او ما زاغ بود
در شب دنیا که محجوب ست شید — ناظر حق بود و ز بودش امید
از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت — دید آنچه جبرئیل آن برنتافت
مرتیمی را که حق سرمه کشد — گرد دا و در یتیم یار شد
نور او بر دریا غالب شود — آنچنان مطلوب را طالب شود
در نظر بودش مقامات العباد — لاجرم نامش خدا شاهد نهاد
آلت شاهد زبان و چشم تیز — که ز شب خیزش ندارد سر گریز
گر هزاران مدعی سر بر زنند — گوش قاضی جانب شاهد کشد
قاضیان را در حکومت این گفت ست — شاهد ایشان را دو چشم روشن است
گفت شاهد زان بجای دیده است — گو ندیده مغرض سر دیده است

نقب ان کو نقب مخزن میں گیا — اور ہر اک نے مال مخزن سے لیا
پس بروز نقب اور گوہر چھپے — لیگئے وہ لوگ اور پنہاں گئے
جا مقرر دیکھی انکی شاہ نے — اور اونکا نام و حیلہ و راہ سے
اور اپنے کو چھپایا اور پھرا — دن کو دیوان میں کہا وہ ماجرا
پس سپاہی دوڑے شاہی مست ہو — تا ہر اک نے باندھا ہر اک چور کو
دست بستہ سوے دیوان آئے وہ — اور خوف جان سے لرزان تھے وہ
جب کھڑے آکر ہوے وہ پیش شاہ — یار شب اونکا تھا وہ شہ مثل ماہ
وہ کہ شب کو جس کسیکو دیکھتا — دن کو بیشک دیکھکر پہچانتا
بادشہ کو تخت پر دیکھا کہا — گشت شب میں یہ ہمارے ساتھ تھا
خاصیت داڑھی میں اکثر اسکی ہے — یہ ہماری بھی گرفت اکا اوس سے ہے
چشم عارف تھا اسکی شہ سے اسلیے — کھولا اوسنے لب کو اس عرفان سے
وہو معکم بولا وہ یہ شاہ تھا — راز سنتا فعل سب کے دیکھتا
کھوج شب سے شہ کو جانا چشم نے — عشق شب بھر ہم کو تھا اس ماہ سے
اپنی امت سے میں چاہوں اسلیے — عارفوں سے روگردانی کرے
چشم عارف ہامن کونین جان — کہ ہر دو عالم اوس سے ہر شہ نے پہچان
اسلیے تھا شافع مجرم سے نبی — کہ بحیرہ چشم ما زاغ اونکی تھی
چشم دنیا کی کہ خود محجوب ہے — حق کے ناظر اور خواہشمند تھے
چشم الم نشرح سے اونکی سرمہ سا — دیکھا جو جبرئیل سے پردہ کھلا
وہ یتیم ایسے کہ سرمہ دے خدا — ہوے دین وہ در یتیم سب بے بہا
نور اونکا دریا سے بس غالب ہے — جس طرح مطلوب ہر طالب ہے
عبدیت پیش نظر تھی آپ کے — نام شاہد حق نے رکھا اسلیے
آلۂ شاہد کا زبان و چشم ہے — دیدہ شب خیزی سے نہ جاے گریز
گر ہزاروں مدعی دعوی کرے — گوش شاہد کیطرف قاضی رکھے
قاضیوں کا ہی حکومت میں کلام — چشم روشن اونکی شاہد ہیں تمام
قول شاہد اس سبب دیدہ کی جا — بے غرض دیکھا ہی اوسنے ماجرا

دیکھا اللہ نے زبان فرمایا زور بر دامت کے اسواسطے حق تعالے نے اونکو ساتھ نام شاہد کے پکارا آگے اسکا بیان ہی فافہم

ترجمہ (مصرع اول)	ترجمہ (مصرع دوم)	متن (مصرع اول)	متن (مصرع دوم)
مدعی نے دیکھا لیکن با غرض	ہی حجاب چشم دل گویا غرض	مدعی دیدست اما با غرض	پرده باشد دیدهٔ دل را غرض
حق یہی چاہے کہ تو زاہد بنے	تا غرض تو چھوڑے اور شاہد بنے	حق همی خواهد که تو زاهد شوی	تا غرض بگذاری و شاهد شوی
حق یہی کہوے غرض کو ترک کر	تا سخن مقبول ہو تیرا بشر	حق همی گوید غرض را ترک کن	تا قبول افتد ترا با ما سخن
کہ غرض یہ پردۂ دیدہ بنے	یا نظر جون پردہ پوشیدہ بنے	کاین غرضها پردهٔ دیده شود	بر نظر چون پرده پوشیده شود
پس نہ دیکھے سب کو ہو حشمت سے گم	حبک الاشیاء یعمی و یصم	پس نبیند جمله را با طم و رم	حبک الاشیاء یعمی و یصم
دل مین اوسکے خور سے ڈالا نور جو	نے رہی قدر آگے اوسکے نجم کو	در دلش خورشید چون نوری فشاند	پیشش اختر را مقادیری نماند
دیکھا اوسنے بیحجاب اسرار کو	سیر روح مومن و کفار کو	پس ببیند او بیحجاب اسرار را	سیر روح مومن و کفار را
نے زمین آسمان مین حق کی ہی	پس نہان تر آدمی کی روح سے	در زمین حق را و در چرخ سمی	نیست پنهانتر ز روح آدمی
کھولا حق سے اپنی دونون چشم کو	اوس کسی نے صاحب رفعت ہی جو	باز کرد از حق دو چشم خویشتن	آنکه صاحب رفعت آمد در سخن
رطب و یابس سے کیا حق نے عیان	روح کی من امر ربی سے نہان	باز کرد از رطب و یابس حق نورش	روح را من امر ربی مهر کرد
دیکھی جسکی چشم نے روح عزیز	نے رہی پوشیدہ اوس پر کوئی چیز	پس چو دید آن روح را چشم عزیز	پس برو پنهان نماند هیچ چیز
شاہد مطلق ہو ہر تکرار مین	قول سے دور اوسکے ہون آفتین	شاهد مطلق بود در هر نزاع	بشکند گفتش خمار هر صداع
عدل نام حق و شاہد اوسکا ہی	شاہد عدل اسلیے ہی چشم یار	نام حق عدلست و شاهد آن اوست	شاهد عدلست زین رو چشم دوست
حق کا منظر دل دو عالم مین ہی	کہ نظر شاہد کے اوپر شہ رکھے	منظر حق دل بود در دو سرا	که نظر بر شاهد آید شاه را
عشق شاہد بازی عشق خدا	باعث ایجاد عالم کا ہوا	عشق حق و عشق شاهد بازیش	بود مایهٔ جمله پرده سازیش
بولا لولاک اس لیے اندر لقا	وہ شب معراج مین شاہ ولا	پس از آن لولاک گفت اندر لقا	در شب معراج شاهد باز ما
نیک و بد پر نے یہ قضا حاکم بنے	نے قضا پر شاہد اب حاکم رہے	این قضا بر نیک و بد حاکم بود	بر قضا شاهد نه حاکم می شود
ہو گیا بندہ قضا میر قضا	خوش ہو تو ای چشم تیز مرتضی	شد اسیر آن قضا میر قضا	شاد باش ای چشم تیز مرتضی
عارف اوس معروف سے خواہش کری	کا ہی رقیب اس حال مین میرا تو ہی	عارف از معروف پس درخواستست	کای رقیب ما تو اندر گرم و سرد
تو مشیر ای میرا اندر خیر و شر	دل اشارون سے تری ہی بخبر	ای مشیر ما تو اندر خیر و شر	از اشارتهات دل آن بخبر
ای یرانا لا نراہ روز و شب	ہوئی نظر بندی مری دید سبب	ای یرانا لا نراه روز و شب	چشم بند ما شده دید سبب
چشم چشمون سے ہوئی میری سوا	تا مجھے خورشید دو شب مین دکھا	لطف معروف تو بود آن ای بهی	تا که در شب آفتابم دیده شد
تہر الطف عام ہی بالکل خوشی	پس کمال البر فی اتمامه	لطف معروف تو بود آن ای بهی	پس کمال البر فی اتمامه
رب اتمم نورنا بالساهره	واشمنا من مفضحات القاهره	رب اتمم نورنا بالساهره	و انجنا من مفضحات القاهره
یار شب کو روز مہجوری مدہ	قربت دیدہ جان کو دوری مدہ	یار شب را روز مهجوری مده	جان قربت دیده را از دوری مده

بعد تیرا ور ہے ازرہ ملال | خاص بعد ایسا کہ ہو بعد وصال | بعد تو در رویت از فکر و خیال | خاصه بعدی کان بود بعد از وصال

جسنے دیکھا تجھکو مت محروم کر | ڈال پانی اوسکے سبزہ زار پر | آنکه دیدستت مکن نادیده اش | آب زن بر سبزهٔ بالیده اش

تو نے بیباکی شہ کی اندر طریق | تو بھی بیباکی نکر اے شفیق | من نکردم لاابالی در طریق | تو مکن هم لاابالی ای شفیق

ردبروے پاک مت وسکو اے | جسنے دیکھا ہو تیرے ایکبار | هین مران از روی خود او را بعید | آنکه او یکبار روی تو بدید

دید غیر رو ہوا طوق گلو | کل شے ما خلا اللہ باطلوا | دید روی جز تو شد غل گلو | کل شیء ما خلا الله باطلوا

ہیں وہ باطل نیک کرتی ہیں مجھے | کیونکہ باطل کھینچتا باطل کو ہے | باطلند و می نمایندم رشد | زانکه باطل باطلان را می‌کشد

ذرہ ذرہ جو رکھے ارض و سما | جنس خود کو ہی ہر اک جون کہربا | ذره ذره کاندرین ارض و سماست | جنس خود را همچو کاه و کهرباست

معدہ کھینچے نان کو لے صاحبو | اور جگر کی گرمی کھینچے آب کو | معده نان را میکشد تا مستقر | میکشد مر آب را تف جگر

چشم جذاب بتان اس کو ہے ہر | مغز جویان گلستان بو کی ہے | چشم جذاب بتان زین کویهاست | مغز جویان از گلستان بویهاست

کیونکہ حس چشم آئی رنگ کش | مغز و بینی کھینچتی ہے بوی خوش | زانکه حس چشم آمد رنگ کش | مغز و بینی میکشد بوهای خوش

اون کشش سے اے خدای رازدان | جذب لطف اپنے سے ہمکو امان | زین کششها ای خدای رازدان | تو بجذب لطف خودمان ده امان

جاذبوں پر تو ہے غالب مشتری | عاجزون کو مول لے شاید تو ہی | غالبی بر جاذبان ای مشتری | شاید ار درماندگان را واخری

سوے شہ رو لایا جون تشنہ کو آب | قدر کی شب میں تھا جو بدر | رو بشه آورد چون تشنه بآب | آنکه بود اندر شب قدر او چو بدر

جون زبان جان لب اوسکی تھا | ایک سگ اوسکی تھی گستاخ گو | چون لسان جان او بود آن لبش | آن او با او بود گستاخ گو

بولا ہم جون جان قید گل ہوے | تو ہی جان کا شمس روز حشر کے | گفت ما گشتیم چون جان بند طین | آفتاب جان توئی در یوم دین

وقت وہ ہی اے شہ پوشیدہ سیر | کہ ملالے ریش تو اپنی بخیر | وقت آن شد ای شه مکتوم سیر | کز کرم ریشی بجنبانی بخیر

خاصیت ہر اک کی اپنی بیان | اوس ہنر نے سبکی کی مشت عیان | هر یکی خاصیت خود وانمود | آن هنرها جمله بدبختی فزود

اوس ہنر نے پھانسا آفت میں ہمیں | سرنگون تا جز ہیم اوس منصب سے ہیں | آن هنرها گردن ما را ببست | زان مناصب سرنگونساریم و پست

وہ ہنر فی جید ہا حبل مسد | روز مرنے کی نہ اس فن سے مدد | آن هنر فی جیدنا حبل مسد | روز مردن نیست زان فنها مدد

بس سوای خاصیت اس نیک کے | کہ تھی شب میں چشم آگہ شاہ سے | جز همان خاصیت آن خوش حواس | که بشب بد چشم او سلطان شناس

وہ ہنر سب اوسکے غول راہ تھے | چشم اک کہ تھی آگہ شاہ سے | آن هنرها جمله غول راه بود | غیر چشمی کو ز شه آگاه بود

شرم آئی شہ کے دن دربار کے | اوس سے آگہ جو تھا شب میں شاہ سے | شاه را شرم آمد از وی روز بار | کز بشب بر روی شه بودش نظار

جون نگہبان سگ جگے ہے رات بھر | شہ کی شب خیزی سے ہے وہ باخبر | سگ چو بیدارست شب چون پاسبان | بیخبر نبود ز شبخیز شهان

ننگ بدناموں سے اب تم مت کرو | ہوش اونکے راز پر بس تم رکھو | هین ز بدنامان نباید ننگ داشت | هوش بر اسرارشان باید گماشت

جو ہوا بدنام کوئی ایک بار | نام مت جان اوسے ہو تو خام کار | هر که او یکبار خود بدنام شد | خود نباید نام جست و خام شد

اے بہت زر کہ ستیاب اوسکو دین ۔ تا رہے تاراج سے وہ اس مین
کوئی کیونکر جانے اسرار اب مرا ۔ کھول دو چشم اور میری سمت آ

ای بسا زر که سیه تابش کنند ۔ تا شود ایمن ز تاراج و گزند
هر کسی چون پی برد در سر ما ۔ باز کن دو چشم و سوی ما بیا

قصہ چرنے گاو بحری کا گوہر شب چراغ کی روشنی مین اور ڈالنا سوداگر کا خاک کو اوپر اوس گوہر روشن کے

گاو آبی لائے گوہر آب سے ۔ دشت مین رکھے کہ گرد اوسکے چرے
رستی مین اوس گہر کی گاو آب ۔ چرتا ہے سنبل و سوسن شتاب
عنبر گوہر ہے آبی گاو کا ۔ نرگس و نیلوفر اوسکی ہے غذا
جس کسیکی ہو غذا نور جلال ۔ کیون نہ اسکا قول ہو سحر حلال
جسکی چون زنبور وحی ہو نقل ۔ کیون نہ ہو وہ خانہ اوسکا پر عسل
گاو وہ نور گہر مین بس چرے ۔ دور تر گوہر سے تا کہ وہ رہے
ڈالے اوس گوہر پہ گل تاجر سیاہ ۔ تا کہ ہو تاریک اوس سے سبزہ گاہ
پس شجر پر دوڑ کر تاجر چڑھے ۔ گاو ڈھونڈھے مرد کو بس تنگ سے
گاو پھر اوس دشت مین گردش کرے ۔ تا کہ مارے مرد کو وہ سینگ سے
جبکہ ہو نومید اوس سے گاو نر ۔ آئے اوس جا کہ رکھا تھا وہ گہر
دیکھے گل بالائے در شاہوار ۔ بھاگے اوس گل سے ہی ابلیس وار
کہ وہ ہے ابلیس گل سے بے خبر ۔ گاو کب جانے کہ گل مین ہے گہر
اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا ۔ حیض نے بس کی نماز اوس سے جدا
اے رفیقو لو پناہ اس بات سے ۔ بھاگو خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے
اہبطوا نے ڈالی جان اندر بدن ۔ تا کہ گل مین ہو نہان در عدن
جانے تاجر اوسکو لیکن گاو نے ۔ اہل دل ہین جانتے سب گاو نے
ایسا گل کہ دل مین اوسکی ہے گہر ۔ دے وہ گوہر دوسری گل سے خبر
لمع حق سے نور جو گل نے رکھے ۔ وہ گل پردے سے صحبت کرے

قصه چریدن گاو بحری در نور گوهر شب چراغ و ریختن تاجر خاک بر سر گوهر تابنده

گاو آبی گوهر از آب آورد ۔ بنهد اندر مرج و گردش می چرد
در شعاع نور گوهر گاو آب ۔ میچرد از سنبل و سوسن شتاب
زان فگنده گاو آبی عنبرست ۔ که غذایش نرگس و نیلوفرست
هر که باشد قوت او نور جلال ۔ چون نزاید از لبش سحر حلال
هر که چون زنبور وحیستش نفل ۔ چون نباشد خانهٔ او پر عسل
میچرد در نور گوهر آن بقر ۔ ناگهان گردد ز گوهر دورتر
تاجری بر گل نهد گل سیاه ۔ تا شود تاریک مرج و سبزه زار
پس گریزد مرد تاجر بر درخت ۔ گاو جویان مرد را با شاخ سخت
چند بار آن گاو تازد گرد مرج ۔ تا کند آن مرد را در شاخ درج
چون ازو نومید گردد گاو نر ۔ آید آنجا که نهاده بد گهر
لعل بیند فوق در شاهوار ۔ پس ز طین بگریزد او ابلیس وار
کان بلیس از تن و طین کور و کرست ۔ گاو کی داند که در گل گوهرست
اهبطوا افکند جان را در حضیض ۔ از نمازش کرد محروم آن محیض
ای رفیقان زین مقیل و زان مقال ۔ اتقوا ان الهوی حیض الرجال
اهبطوا افکند جان را در بدن ۔ تا بگل پنهان بود در عدن
تاجرش داند ولیکن گاو نی ۔ اهل دل دانند هر گل گاو نی
هر گلی کاندر دل او گوهریست ۔ گوهرش غماز طین دیگریست
وان گلی کز رش حق نوری نیافت ۔ صحبت گلهاش بر در بر نتافت

بات پیچیدہ ہے اور جو یا مرے	لب لپیٹے جیسے کہ گونگا مرے	این سخن پایان ندارد موش ما	هست بر لبها چو در گوش ما

رجوع کرنا طرف اوس قصہ کے کہ موش نے مینڈک کو طلب کیا

وہ سر رشتہ عشق جو کھینچے ہے | وصل مینڈک نیک کی امید پہ

رشتۂ دل پردہ تنہوا سا بس کرے | کہ سر رشتہ ہوا حاصل مجھے

تار سا دل جان تنہوا اندر ہوا | جیسے مجکو یہ سر رشتہ ملا

ناگہاں آیا غراب البین جو | لیچلا کر کے شکار اوس موش کو

جب معلق موش کوے سے ہوا | آب سے مینڈک بھی ساتھ اوسکے کھنچا

چونچ میں کوے کی موش اندر ہوا | بھی لٹکتا تار میں مینڈک بندھا

خلق کہتی زاغ نے حیلہ سے یا | مینڈک آبی کو کیا کیسے شکار

کس طرح پانی میں گھسکر لیگیا | مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا

کہتا اوہ مینڈک سزا یہ اوسکی ہے | جو کہ بے آبی ناکس سے ملے

یار ناجنسوں سے فریاد و فغاں | ہمنشین نیک ڈھونڈو اے مہربان

عقل کو فریاد عیب نفس سے | جیسے بینی بد ہو رو خوب پے

عقل کہتی اوسکو جنسیت جو ہے | اور وہ معنی ہے نہ گل آب سے

مت ہو تو صورت پرست اور مت کہو | راز جنسیت کا صورت سے نہ لو

صورت آئی چون جمادات و حجر | جنسیت سے نے جمادوں کو خبر

تن جو دانہ گندم و جو مور جان | کھینچے پھرتی ہے آدہ وہ یاں وہاں

مور جانے دانہ وہ لایا ہوا | جنس آلی در تحلیل ہو دیگا مرا

راہ سے اک مور نے جو پا لیا | دوسرے اک مور نے گیہوں لیا

پاس گیہوں کے نہیں جو جا سکے | مور جانب مور کے پر آسکے

جانا جو کا سوے گندم جبر سے | دیکھو جنبش کرکے جاتی مور ہے

تو نہ کہہ کیونکر گیا گیہوں بجو | دیکھہ تو مالک کو نے مملوک کو

کالے نمدے پر ہے اک مور سیاہ | مور پنہاں دانہ ظاہر ہے براہ

رجوع بقصهٔ موش و چغز و ربودن زاغ موش و چغز را

آن سر رشته عشق رشته میکشد | بر امید وصل چغز با رشد

مے تند بر رشتهٔ دل دمبدم | که سر رشته بدست آورده ام

همچون تاری شد دل و جان شهود | تا سر رشته بمن روے نمود

چون غراب البین آمد ناگهان | در شکار موش و بردش زان مکان

چون بر آمد بر هوا موش از غراب | منسحب شد چغز نیز از قعر آب

موش در منقار زاغ و چغز هم | در هوا آویخته پا در رحم

خلق میگفتند زاغ از مکر و کید | چغز آبی را بگو چون کرد صید

چون شد اندر آب و چونش در ربود | چغز آبی کے شکار زاغ بود

چغز میگفت این سزای آنکسے | کو چو بے آبان شود جفت خسے

اے فغان از یار ناجنس اے فغان | همنشین نیک جوئید اے مهان

عقل را افغان ز نفس پر عیوب | همچو بینی بدے بر روے خوب

عقل میگفتش که جنسیت یقین | از ره معنی ست نے از آب و طین

هین مشو صورت پرست و این مگو | سر جنسیت بصورت در مجو

صورت آمد چون جماد و چون حجر | نیست جامد را ز جنسیت خبر

جان چو مور و تن چو دانه گندمی | میکشاند سو بسویش هر دمے

مور داند کان حبوب مرتهن | مستحیل و جنس من خواهد شدن

آن یکی مورے گرفت از راه جو | مور دیگر گندمے بگرفت و دو

جو سوی گندم نمی تازد ولے | مور سوی مور مے آید بلے

رفتن جو سوی گندم تابع است | مور را بین که بجنسش راجع است

تو مگو گندم چرا شد سوی جو | چشم را بر خصم نه نے بر گرو

مور اسود بر سر لبد سیاه | مور پنهان دانه پیدا پیش راه

چشم کو کہ عقل دیکھ اب غور سے
اسلیے آیا سوے اصحاب کلب
اس لیے عیسے ملا ایک سے ملا
یہ قفس ظاہر وہ پنہان مرغ ہر
اے وہ خوش دیدہ کہ عقل اوسکی امیر
فعل بد اور نیک لائے عقل سے
سبزہ کھوے لیے غرہ چشم کو
ہی بلا ہے مرغ چشم کام مین
دام دیگر کہ بنائی عقل اوسے
جنس ناجنس عقل سے تو پاسکے
میری تیری جنسیت صورت مین لے
کھینچا اونکو آسمان پر ایکبار

دانہ کب جاتا ہے بے حمال کے
صورتین دانہ ہیں ور ہی نور قلب
مختلف تھیرا وہ مرغ اک جنس تھا
لے قفس کش سے قفس کب جاسکے
عاقبت بین ہو وہ اور صاحب بصیر
چشم سے نے کہ سفید و سیہ کے
عقل کہوے امتحان کرتا رہو
ہی نجات مرغ چشم دام مین
وحی غائب بین اوہ ہر کو جا کر
جانب صورت نہ جانا چاہیے
تجھے بشر عیسے ملک کی جنس سے
مرغ گردون جون بنا کر زاغ دار

عقل گوید چشم را نیکو نگر
زین سبب آمد سوا صحاب کلب
زان شود عیسے سوی پاکان چرخ
این قفس پیدا و آن فرخش نہان
ای خنک چشمی کہ عقلش امیر
فعل زشت و نغز از عقل آورید
چشم غرہ شد بسبزہ او دمنا
آفت مرغ است چشم کام بین
دام دیگر بد کہ عقلش وا بدیت
جنس ناجنس از خرد تانی شناخت
نیست جنسیت بصورت لی لکس
برکشیدش فوق این نیلی حصار

دانہ ہر گز کے رود بی دانہ بر
ہست صورتہا حبوب مور قلب
پر قفسہا مختلف یک جنس فرخ
پی قفس کش کر قفس باشد روان
عاقبت بین باشد و شر و قرین
نہ زچشمی کہ سیہ گفت و سپید
عقل گوید برمحک باشش زن
مخلص مرغ ست چشم دام بین
وحی غائب بین از آن وی شناخت
سوی صورتہا نشاید زود تاخت
عیسے آمد در بشر جنس ملک
مرغ گردونی چو چغدش زاغ دار

لیجانا پریون کا عبد الغوث کو ایک مدت اپنے درمیان و بعدہ آنا شہر مین پاس فرزندون کے اور پھر پریون کے پاس جانا اونکا

بردن پریان عبد الغوث را مدتے درمیان خود و بعد از ان بہ شہر آمدن پیش فرزندان و باز پیش پریان رفتن

جنس پریون سی تہا عبد الغوث بھی
زن کو فرزند اوسکے اور سو ہوے
گذری مدت اوسکی نے آئی خبر
کہ لٹے مارا ہی رہزن گرگ نے
مست مشغول اوسکے سب فرزند تھے
نو برس بعد آیا وہ بھی عاریت
ایک سے دیکھا زن و فرزند کو

لیکبھی نو سال جو پنہان پری
تھے یتیم آوارہ اوسکی مرگ سے
زن ہوئی نومید وس اوسکے اور پیر
یا گرا چہ مین یہ اندر غار کے
نے کوئی کہتا ہمارا باپ ہے
ہوکے ظاہر پھر پنہان کی بار
پھر گیا وہ آپس تھیون چھپکے وہ

بود عبد الغوث ہمجنس پری
شد زنش انسل از شوے دگر
مدتی بگذشت زو نامد خبر
کہ درا ورا گرگ زد یا رہزنے
جملہ فرزندانش در اشغال مست
بعد نہ سال آمد آن ہم عاریہ
یک مہی فرزند و زن را دید و بانک

چون پری نہ سال در پنہان پری
وان یتیمانش ز مرگش در بدر
زو طمع ببریدہ ہم زن ہم پسر
یا فتاد اندر چہے یا مہلکے
خود نہ گفتند کہ بابائی بدست
گشت پیدا باز شد متواریہ
گشت پنہان کس ندیدش ما زرا

ایک سه مهمان فرزندان ہا
اس طرح ہمجنس پریوں کا تھا وہ
جو بہشتی آیا ہمجنس جنان
نے پیمبر نے کہا جود و سخا
مہر کو تو جملہ جنس مہربان
لاابالی لاابالی لائے ہے
جنسیت انجم سے تھی ادریس کو
مشرق و مغرب میں تھے بس یار وہ
بعد گم جانے کے جبکہ آئے وہ
باندھی صف انجم نے اونکے سامنے
اس طرح کرتے تھے انجم سب کلام
جذب جنسیت نے زمین تک لائی تھی
کہتا ہر اک نام خود احوال خود
جنسیت کیا ہے ہر اک نام نظر
وہ نظر کہ حق نے کی ہے جس نہان
ہر طرف کھینچے ہے تن کو کیا نظر
مرد میں حق جو کہ خوئی زن کبھی
مرد کی خو جو کہ حق زن میں کبھی
جو رکھے تجھہ میں صفات جبرئیل
چشم رکھے منتظر اندر ہوا
اور صفاتیں خر کی بھی تجھہ میں جو
موش صورت کے بباعث ہے خوار
ہر غذا جو خائن ظلمت پرست
باز کے بیٹے کو جو ہو خو موش
خوئی ہاروت اور ماروت اسیر

نے کسی سے پایا بعد او سکا پتا
کہ سنان کا زخم لیوے جان کو
جنسیت سے حق پرست ہے بیگمان
شاخ جنت آئی دنیا میں بھلا
قہر کو تو جملہ جنس قہر جان
کیونکہ ہمجنس ہیں اندر عقل کے
تھا زحل سے آٹھ سال ہم درس
ہمکلام و محرم اسرار وہ
درس دیتے تھے زمین پر نجم کو
اختر اونکے درس میں حاضر ہوئے
سنتے آواز اونکی تھی سب خاص و عام
اختر ونکو اور کیا ظاہر سب ہے
آگے اونکے کہتا اور شرح رصد
کہ میں پاتی اوس سے آئین گزر
جو رکھے تجھہ میں تو جنس ہو اسکی ہاں
بیخبر کو کون کھینچے با خبر
وہ مخنث ہووے اپنی کون دے
طالب نر ہووے سنبورہ کرے
ڈھونڈے جون چوچہ ہے تو سبیل
ہو زمین سے دور وہ عاشق چرخ کا
سو ہنر پس رکھے پر گھوڑے ہو
ہو خبیثی سے زبون موش خوار
خورے اور عرق انگوروں سے مست
شرم کھیں اوس سے جو ہو در وہ موش
جو کہ بدلے دے انھیں خو بشر

یک همی مهمان فرزندان خویش
بود همجنسی پریانش چنان
چون بهشتی جزو جنت آمده است
نی نبی فرمود جود و محمده
مهرها را جمله جنس مهرخوان
لاابالی لاابالی آورد
بود جنسیت در ادریس از نجوم
در مشارق در مغارب یار او
بعد غیبت چونکه آورد او قدوم
پیش او استارگان خویش صف زده
آنچنانکه خلق آواز نجوم
جذب جنسیت کشیده تا زمین
هر یکی نام خود و احوال خود
چیست جنسیت یکی نوع نظر
آن نظر که کرد حق در وی نهان
حق چو اندر مرد خوی زن نهد
حق چو اندر مرد خوی زن نهد
چون نهد در زن خدا خوی نری
چون نهد در تو صفات جبرئیل
منتظر بنهاده دیده در هوا
چون نهد در تو صفتهای خری
از پی صورت نیاید موش خوار
طعمه جوی و خاین و ظلمت پرست
باز اشهب را چو باشد خوی موش
خوی آن هاروت ماروت ای پسر

بود و زان پس غیبتش رنگ گشت
که ربا بد روح را زخم سنان
هم ز جنسیت شود یزدان پرست
شاخ جنت دان بدنیا آمده
قهرها را جمله جنس قهر دان
زانکه همجنسند ایشان در خرد
هشت سال او با زحل شد هم رقوم
هم حدیث و محرم اسرار او
بر زمین میگفت او درس نجوم
اختران در درس او حاضر شده
می شنیدند از خصوص و از عموم
اختران را پیش او گشته مبین
بازگفته پیش او شرح رصد
که بدان یابنده در یک دگر
چون نهد در تو تو گردی جنس آن
بیخبر را کی کشاند با خبر
او مخنث گردد و کون می دهد
طالب نر گردد او چون سعتری
همچو فرخی در هوا جوی سبیل
از زمین بیگانه عاشق بر سما
صورتت گر هست در آخر بری
از خبیثی شد زبون موش خوار
از پنیر و جوز و از دوشاب مست
ننگ موشان باشد و عار وحوش
چون بگشت و داد شان خوی بشر

بس لنحن الصافون سے وہ گرے ۔ چاہ بابل مین نگون سر وہ گرے
لوح محفوظ اونکی نظرون سے چھپا ۔ سحر و ساحر لوح اونکی ہوگیا
سر وہی اور پیر وہی صورت وہی ۔ خوار فرعون عرش پر سے موسی
دریی خورہ و خوش خو ساتھ بیٹھ ۔ خو پکڑتا گل کا اور روغن کا دیکھ
پائے خاک گور مردہ سے شرف ۔ تا کھینچ اوس گور پر دل رو و کف
خاک ہمسائے سے جسم پاک کے ۔ جو مشرف اور با اقبال ہے
تو بھی گھر لے بس پڑوسی ڈھونڈ کے ۔ گر رکھے دل جا تو اوکو دلدار لے
تیری خاک ہم سیرت جان ہوگی ۔ سرمہ چشم عزیزان ہووے گی
اے بہت خون خاک خفتہ گور مین ۔ نفع مین بہتر بہت زندون سے ہین
سایہ وہ ہین خاک اونکی سایہ بند ۔ سایے مین زندہ ہین صدہا اونکے بند

در فتادند از لنحن الصافون ۔ در چه بابل فتاده واژگون
لوح محفوظ از نظرشان دور شد ۔ لوح ایشان ساحر و مسحور شد
سر همان و پا همان هیکل همان ۔ موسی بر عرش فرعونی مهان
در پی خو باش و با خوش خو نشین ۔ خو پذیری گل ز روغن بین
خاک گور از مرده هم یابد شرف ۔ تا نهد بر گور او دل روی و کف
خاک از همسایگی جسم پاک ۔ چون مشرف آمد و اقبالناک
پس تو هم الجار ثم الدار گو ۔ گر دلی داری برو دلدار جو
خاک تو هم سیرت جان می شود ۔ سرمه چشم عزیزان می شود
ای بسا در گور خفته خاک وار ۔ به ز صد زنده به نفع و انتشار
سایه برده او و خاکش سایه مند ۔ صد هزاران زنده در سایه وی اند

داستان مرد وظیفہ دار محتسب تبریز کی کہ اوسنے وظیفہ کی امید پر قرض کیا تھا اور اوسکی وفات سے بیخبر تھا اور کسی سے قرضہ اوسکا ادا نہیں ہوتا تھا الا محتسب متوفی سے ادا ہوا بیت

نہ وہ مردہ کہ مر کر راحت پائی ۔ وہ ہے مردہ کہ وہ زندہ مردہ ہے

داستان مرد وظیفه دار از محتسب تبریز که وامها کرده بود بر امید وظیفه و از وفات او بیخبر بود و از هیچکس وام او گزارده نمی شد الا از محتسب متوفی گزارده شد بیت

لیس من مات فاستراح بمیت ۔ انما المیت میت الاحیاء

اک فقیر از راہ اطراف دیار ۔ جانب تبریز آیا قرضدار
قرض زر تھا نو ہزار اوسپر اگر ۔ تھا پہلے تبریز بدر الدین عمر
محتسب تھا ایک وہ بحر سخا ۔ ہر سر مو اوسکا اک حاتم کی جا
ہوتا حاتم اوسکا ہوتا اک گدا ۔ سر جھکاتا ہوتا اوسکا خاک پا
دیتا گر تشنہ کو وہ بحر زلال ۔ ہوتا اوس جود و کرم سے انفعال
گر وہ اک ذرہ کو کرتا مشرقی ۔ جانتا ہمت سے وہ نالائقی
آیا وہ امید پر اوسکی غریب ۔ کہ غریبون کا تھا وہ خویش و قریب

آن یکی درویش ز اطراف دیار ۔ جانب تبریز آمد وام دار
نه هزارش وام بود از زر مگر ۔ بود در تبریز بدر الدین عمر
محتسب بود او بدل بحر آمده ۔ هر سر مویش یکی حاتم کده
حاتم ار بودی گدای او شدی ۔ سر نهادی خاک پای او شدی
گر بدادی تشنه را بحر زلال ۔ در کرم شرمنده بودی زان نوال
ور بکردی ذره را مشرقی ۔ بودی آن در همتش نالایقی
بر امید او بیامد آن غریب ۔ کو غریبان را بدی خویش و قریب

عادی وہ پالے اوسکے آنیکا تھا وہ	اوسکی بخشش سے وہ کرتا قرض کو
قرض بیحد اوس سخی سے کرلیا	جوکہ اوسکی جود سے مضبوط تھا
تھا وہ بے پروا جو لیتا قرض کو	اوسکی بحر جود کی امید پے
قرض خواہ اوسکے سے ترش اور خوش تھا	جون گل خندان تھا بخشش کا وہ
گرم ہوئی پشت اوسکی شمس عرب	کیا غم اسکو باغرور بولہب
جوکہ رکھے عہد و پیمان ابر سے	کب ہو افسوس آب دینے سے اوسے
ساحروں نے جانا جو دست خدا	جانا کب اس دست پا کو دست و پا
شیر سے جس لومڑی کو پشت ہے	مغز توڑے تیندوے کا مشت ہے

پرورش بود آن غریب آموخته	دام بیحد از عطایش توخته
هم به پشتی آن کریم او دام کرد	چون به بخشش‌هاش واثق بود مرد
لاابالی گشته بود و وام جو	بر امید قلزم اکرام او
وامداران زو ترش او شادکام	همچو گل خندان از آن روض الکرام
گرم شد پشتش ز خورشید عرب	چه غمستش از سبال بولهب
چونکه دارد عهد و پیوند سحاب	کی دریغ آید ز سقایانش آب
ساحران واقف از دست خدا	کی نهند این دست و پا را دست و پا
روبهی که هست او را شیر پشت	بشکند مغز پلنگان را به مشت

آنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا واسطے لینے قلعہ کے اور مشورہ کرنا اوس قلعے کے بادشاہ کا وزیر سے اونکے دفع کرنے میں اور کہنا وزیر کا بادشاہ کو کہ ضرور ملک اونھین سونپ دے کہ وہ مضبوط ہیں

آمدن جعفر رضی اللہ عنہ بہ تنہا بہ گرفتن قلعہ و مشورت کردن ملک آن قلعہ با وزیر در دفع او و گفتن وزیر ملک را کہ زینہار ملک ابوی تسلیم کن کہ او مویدست

جوکہ جعفر قلعہ لینے کو گئے	اک قدم قلعہ تھا آگے آپ کے
پس جب بیرہ قلعہ تک حملہ کیا	خوف سے در بند قلعہ کرلیا
کسکو طاقت کہ کرے بس اونسے جنگ	اہل کشتی کو نہ طاقت با نہنگ
بادشہ نے کی رجوع سو وزیر	کہ علاج اسوقت کیا ہے اے مشیر
بولا بہتر ہے کہ چھوڑا ب مکر و فن	آگے اوسکے آیا شمشیر و کفن
بولا نے آخر وہ تنہا مرد ہے	بولا تنہا خوار مت دیکھے اوسے
کھول آنکھیں دیکھ قلعہ کو نکو	کانپے جون سیماب آگے اوسکے وہ
اسقدر ثابت قدم ہے زین پے	گویا شرقی غربی وہ ہمرہ رکھے
چند کس جو ڑے فدائی کی نشان لے	اور کیا پیش اوسکے خود کو پایمال

چونکہ جعفر رفت سوی قلعہ	قلعہ پیش کام خشکش جرعہ
یکسواره تاخت تا قلعہ بکر	تا در قلعہ ببستند از حذر
زهره نی کس را که پیش آید بجنگ	اهل کشتی را چه زهره با نهنگ
روی آورد آن ملک سوی وزیر	که چه چاره است اندر این وقت ای مشیر
گفت آنکه ترک گویی مکر و فن	پیش او آیی به شمشیر و کفن
گفت آخر نی که او فرد است فرد	گفت منگر خوار در فردی مرد
چشم بگشا قلعه را بنگر نکو	همچو سیماب است لرزان پیش او
بر سر زین آن چنان محکم پی است	گوییا شرقی و غربی با وی است
چند کس همچون فدائی تاختند	خویشتن را پیش او انداختند

ڈالتا ہر ایک کو وہ گزند سے | سرنگون قدموں پہ اپنے کے | ہر یکے را او بگزندے می فگند | سرنگون سازد اندر اقدام شہ

صنع حق ذی دی تھی جمعیت آ کے | کہ تباہ اک قدم کی اک شخص نے | دادہ بودش صنع حق جمعیتی | کہ ہمے تر دیک تنہ براے

دیکھا روا وس شخ کا میری چشم نے | محو ہوئی کثرت مری وس حشمت کے | چشم من چون دید روی آن قباد | کثرت اعداد اد حشم فتاد

بیشمار اختر وخورشید ایک ہے | اصل ونکی کیا ہے آگے شمس کے | اختران بسیار وخورشید یکیست | پیش او بنیاد ایشان نیلکیست

سیکڑوں چوہے مقابل آئیں گر | خوف ذی گربہ کو ہووے نے ضرر | گر ہزاران موش پیش آرند سر | گربہ را نی ترس و نی شد فکر

گر مقابل آئیں چوہے اور لڑیں | ذی ہے جمعیت وونکی جان میں | گربہ پیش آیند موشان ای فلان | نیست جمعیت درون جان شان

ابتری صورت میں جمعیت رکھے | جمع معنی جاہ تو اللہ سے | ہست جمعیت بصورت در نشار | جمع معنی خواہ ہین از کردگار

ذی ہے جمعیت بہت سے جسم سے | جسم قائم باد پر جون اسم کر | نیست جمعیت ز بسیاری جسم | جسم را بر باد قائم دان چو اسم

ہوتی جمعیت جو دل میں موش کے | جمع ہوکے موش جرات سے وے | در دل موش ار بدی جمعیتے | جمع گشتی چند موش از ہمتے

آپکو گربہ کے اوپر ڈالتے | مارتے سب ملکے ضربت آ کے | بر زدندے خویش را بر گربہ | بر یکے چو گربہ زدندے حربہ

حملہ جوں اہل فدا کے کرتے وہ | بے تامل کرکے خود گربہ پہ وہ | بر زدندے چون فدائے حملہ | خویش را بر گربہ بے مہلہ

ضرب سے اک آنکھ اوسکی پھوڑتا | دوسرا کانوں کو اوسکے کاٹتا | آن یکی چشمش بکندی از ضراب | وان دگر گوشش دریدی ہم بتاب

تیسرا پہلو کو اوسکے چھیدتا | بھاگ جاتی گربہ اوسے بربلا | وان دگر سوراخ کردی پہلوش | از جماعت گم شدی بیرون شوش

لیک جمعیت نہ رکھے جان موش | خوف سے گربہ کے جاتے ہیں ہوش | لیک جمعیت ندارد جان موش | بجہد از جانش ز بیم گربہ ہوش

گر ہزاروں چوہے ہوں اندر شمار | خشک جان ہوں ایک گربے ای یار | گر بود اعداد موشان صد ہزار | خشک گردد از یکے گربہ ہزار

ہم گلہ سے نہ غم قصاب کو | ہوش کا ہوتا نہ روکے خواب کو | از گلہ انبوہ چہ غم قصاب را | انبہی ہش چہ بندد خواب را

وہ ہی مالک ہے جو جمعیت جو وہ | شیر کو تا مارے گلہ گور کو | مالک الملک است جمعیتش دہد | شیر را تا بر گلہ گوران جہد

کردے گڈ ڈوم میں گلہ گور کو | کہ سکے نہ کوئی کہ رہ سے ہٹو | در زمانی شان بسازد زیر دست | کس نیارد گفتنش از راہ بیست

گور بارہ سینگ کے صدہا دلیر | نیست ہو جاتے ہیں پیش ہست شیر | صد ہزاران گور دہ شاخہ دلیر | چون عدم باشند پیش صول شیر

وہ ہی مالک گردہ ملک حسن دے | یوسف کنعان کو مثل ماہ کے | مالک الملک است بدہد ملک حسن | یوسفی را تا بود چون ماہ قرن

رخ کے اندر تاب اختر کی رکھے | شہ غلام اک تا کہ دختر کا سبے | در رخی بنہد شعاع اختری | تا شود شاہی غلام دختری

دوسرے رخ میں رکھے وہ نور خود | تا کہ دیکھے نیم شب کو نیک و بد | بنہد اندر روی دیگر نور خود | کہ ببیند نیم شب ہر نیک و بد

یوسف و موسی ذی پایا حق سے نور | ہاتھ میں و رخ میں ایسا اندر صدور | یوسف و موسی ز حق بردند نور | در ید و رخسار و در ذات الصدور

روئے موسی میں چمک تجلی کی تھی | اونکے رہ کے آگے تھی پردہ کی | روی موسی بارقی انگیختہ | پیش رو او توبرہ آویختہ

نور را ایسا بصر کو اڑ نکالے | کہ زمرد لیوے چشم مار سے | نور رویش آنچنان بردی بصر | کہ زمرد از دو چشم مار کر

پس خدا سے اوسنے چاہا تھا نقاب — تاکہ اوس نور قوی کا ہو حجاب
او ز حق درخواسته تا توبره — گردد آن نور قوی را ساتره

بولا حق کمل سے کر اپنا حجاب — کہ لباس عارفان ہے بےحساب
توبره گفت از گلیمت سازمین — کان لباس عارفی آمد یقین

صبر اوس برقعہ نے پایا دہر پے — تانا بانا اوسکے نور جان کے
کان کسا بر نور صبری یافته است — نور جان بر پود و تارش تافته است

اس سوا خرقہ کے ہووے نہ نقاب — نور کی میرے نہ لاوے کوئی تاب
جز چنین خرقه نخواهد شد صدان — نور ما را بر نتابد غیر آن

آ لگے گر کہ قاف پردہ کے لیے — نور سے شل طور بس پھاڑے اوسے
کوه قاف ار پیش آید بهر سد — همچو کوه طور نورش بر درد

قدرت کامل سے انسان کا بدن — ہو گیا حامل بنور ذو المنن
از کمال قدرت ابدان رجال — یافت اندر نور بیچون احتمال

جسکے ذرے کی نہ طاقت طور کو — رکھ دیا قدرت نے قاروره میں وہ
آنکه طورش بر نتابد ذره — قدرتش جا سازد از قاروره

طور تاب اوسکی نہیں جو لاسکا — ذره اک قندیل میں سکا رکھا
آنچه طورش بر نتابد اے کیا — ذره اندر زجاجی ساخت جا

آیا مشکوة زجاجی جائے نور — نور سے جسکے چھٹے کہ قاف و طور
گشت مشکوة زجاجی جای نور — که همی درد ز نورش قاف و طور

جسم مشکوة اونکا جان اونکی زجاج — چمکا عرش و آسمان پر یہ سراج
جسمشان مشکوة ایشان جانشان زجاج — تافته بر عرش و افلاک این سراج

نور حیران اونکا ہے اس نور سے — جیسے اختر صبح سے فانی رہے
نورشان حیران این نور آمده — چون ستاره زین صبحی فانی شده

مصطفے نے کی حکایت اسلیے — بادشاه لایزال پاک سے
زین حکایت کرد آن ختم رسل — از ملیک لایزال لم یزل

کہ سما اور میں نہیں افلاک میں — نے عقول و نے نفوس پاک میں
که نگنجیدم در افلاک و خلا — در عقول و در نفوس با علا

دل میں مومن کی بسوں جوں مہمان — بے چگون بیچون کے اندر جہان
در دل مومن بگنجیدم چو ضیف — بی ز چون و بی چگونه بی ز کیف

تا دل اوس دلال سے فوق و تحت — پائے مجھسے بادشاہی اور تخت
تا بدلالی آن دل فوق و تحت — یابد از من پادشاهیها و تخت

ایسے بے آئینہ کے خوبی مری — بھی زمان و زمین میں ہے اوٹھ سکے
بی چنین آئینه این خوبی من — بر نتابد هم زمین و هم زمن

اسپ دوڑایا دو کون پر رحم کا — آئینہ جو ہوا اپنا پس سوا
بر دو کون اسب ترحم تاختیم — بس عجب آئینه بر ساختیم

آئینہ سے سو خوشی ہر دم میں ہے — آئینہ دیکھ اوسکے تئیں تو چھپنا کہ
هر دمی زین آینه پنجاه عرس — بشنو آئینه و لی شرحش مپرس

پس لباس اپنے سے وہ پردہ کیا — کہ نفور اوسکا قمر کو پھاڑتا
حاصل آن کز لبس خویشش پرده ساخت — که نفوذ او قمر را می شکافت

ہوتا گر پردہ لباس غیر سے — ہوتا شق گر ہوتی پردہ کوه کے
گر بدی پرده ز غیر لبس او — پاره گشتی در بدی کوه دو تو

پار ہوتا آہنی دیوار سے — کرتا کیا تن برقعہ نور یار سے
زآهنین دیوارها نافذ شدے — توبره با نور حق چه فن زدے

وه ہوا تھا آئینہ گرمی بھرا — ایک وقت عارف کا خرقه سوز تھا
گشته بود آن آینه صاحب تفی — بر دوقتی سوز خرقه عارفی

وه ہوا تھا آئینہ ستار نور — کیونکہ تھا وه ایک خستہ با حضور
گشته بود آن آینه ستار نور — زانکه بود از خسته‌ی یک باحضور

سوختہ کی رہن آتش اسلیے — کہ وه آتش کا ہے عادی قبل سے
زان شود آتش رهین سوخته — کوست با آتش ز پیش آموخته

عشق میں اوس نور موسی کے ستو — بی صفورا کھوئیں دونوں چشم کو
در هوای عشق آن نور رشد — خود صفورا هر دو دیده باز داد

دیکھا اول باندھکر اک آنکھ کو / اوسنے نور رو نے کھولی آنکھ دو
بعدہ بے صبر ہو وہ دوسری / کھولدی اور اوس قمر پر رخ کی
ایسے ہی مرد مجاہد نان دے / ذوق دیکھ جو نور طاعت جان دے
ایک عورت نے کہا کہ چشم کو / تونے کھوئی کیون کری حسرت ہی تو
بولی حسرت ہی مجھے کہ سو ہزار / ہوتی آنکھیں اور کرتی مین نثار
چشم ہوئی ویران مری وس ماہ کے / پر وہ مہ جون گنج ویرانہ مین ہے
گنج کب چھوڑے کہ ویرانہ مرا / یاد لائے رونق خانہ مرا
حق نے سنکر پھر دو آنکھیں اوسکو دین / دید موسی کے موافق بس کرین
نے نظر سے نور یہ اوسکے چھپیا / خاص مخزن سے تھا ویران نہ تھا
نور رخ یوسف کا ہنگام گذر / روزنون سے کرتا ہر گھر مین اثر
گھر مین اپنے کہتا یہ ہر ایک تھا / سیر کرنے یوسف اس رہ ہے گیا
کیونکہ دیکھتی تھی شعاع دیوار پہ / صاحب خانہ نے اوسکو جانے
ہے دریچہ جسکے گھر کا اس طرف / سیر یوسف سے وہ رکھے یہ شرف
جانب یوسف دریچہ کھول تو / سیر کر در روزن سے اوسکی اپنے تو
عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے / دیدہ روشن ہے جمال دوست سے
دیکھہ دائم نور رخ معشوق کو / یہ ہی تیرے ہاتھ مین اس کو تو
راہ کر باطن مین اپنے اے نکو / دور کر ادراک دور اندیش کو
کیمیا پاے دوا یے پوست کر / دشمنون کو اس ہنر سے دوست کر
جو ہوا زیبا تو زیبا سے ملے / کہ چھوڑائے روح کو وہ عجز سے
باغ جان کی پرورش ہے دستکام / زندہ رکھے مردہ غم کو اوسکا دام
نے جہان اس ملک دنیا کا دے / بلکہ ملک گوناگون صد ہا وہ دے
حق نے دی ملک جمال اوسکو جو / شاہی تعبیر بے تعلیم کو
ملک حسن اوسکو بزندان لیگیا / ملک علم اونکو بہ کیوان لیگیا
شہ غلام اونکا ہے از رہ علم کے / ملک علم افضل ہے ملک حسن سے

رجوع طرف حکایت مرد قرضدار کے اور آنا

اولا بربست یک چشم و بدید / نور روی او ز یک چشمش پدید
بعد از آن صبرش نماند و اندگر / برگشاد و کرد خرج آن قمر
همچنان مرد مجاهد نان دهد / چون بر وزد نور طاعت جان دهد
پس زنی گفتش که چشم عبهری / چون شد ستت گفت حسرت میخوری
گفت حسرت میخورم کم صد هزار / دیده بودی که همی کردم نثار
روزن چشمم ز مه ویران شده است / لیک مه چون گنج در ویران نشست
کی گذارد گنج کاین ویرانه ام / یاد آرد از وثاق خانه ام
حق شنید این دو چشمش باز داد / دید موسی را ز نورش ساز داد
از نظر این نور زو پنهان نشد / از خزینهٔ خاص بد ویران نشد
نور روی یوسفی وقت عبور / در فتادی در شباک هر قصور
پس بگفتندی درون خانه در / یوسف است این سو بسیران گذر
زانکه بر دیوار دیدندی شعاع / فهم کردندی پس اصحاب بقاع
خانه که آن دریچه است آن طرف / دارد از سیران یوسف این شرف
هین دریچه سوی یوسف باز کن / وز شکافش فرجه آغاز کن
عشق ورزی آن دریچه کردن است / کز جمال دوست دیده روشن است
پس همیشه روی معشوقه نگر / این بدست تست بشنو ای پسر
راه کن در اندرونها خویش را / دور کن ادراک غیر اندیش را
کیمیا داری دوای پوست کن / دشمنان را زین صناعت دوست کن
چون شدی زیبا بدان زیبا رسی / که رهاند روح را از بیکسی
پرورش مر باغ جانها را نمش / زنده کرده مردهٔ غم را دمش
نی همه ملک جهان دون دهد / صد هزاران ملک گوناگون دهد
بر سر ملک جمالش داد حق / ملکت تعبیر بی درس و سبق
ملکت حسنش سوی زندان کشید / ملکت علمش سوی کیوان کشید
شه غلام او شد از علم و هنر / ملک علم از ملک حسن آسوده تر

رجوع به حکایت مرد وام دار و آمدن

تبریز میں اور آگاہ ہونا وفات محتسب سے

وہ مسافر ممتحن با خوف وام / راہ سے آیا سو دار السلام

سوی تبریز و سو گلشن گیا / سوی امید اوسکے گل تکیہ کیا

پہونچا دار الملک میں تبریز کے / روشنی کی اوسکی امید بیچ

جان ہوئی خوش اوسکی از روضہ رجال / با نسیم یوسف مصری خیال

گفت یا حادی انخ لی ناقتی / جاء اسعادی و طارت فاقتی

ابرکی یا ناقتی طاب الامور / ان تبریزا مناجات الصدور

اسرحی یا ناقتی حول الریاض / ان تبریزا لنا نعم المفاض

کھول دو بوجھا اونٹ کا ای ساربان / شہر ہے تبریز و کوی گلستان

رونق جنت ہے اس پالیز کو / عرش کی ہے روشنی تبریز کو

موج روح انگیز جان کی ہر زمان / سوی تبریز عرش پر سے ہی رواں

ڈھونڈھتا گھر محتسب کا جو غریب / خلق بولی اوسکے گذرا وہ حبیب

اوسنے کی دنیا سے پرسوں نقل ہے / مرد و زن رو زرد اوسکی نقل ہے

وہ گیا طاوس عرشی سوی عرش / آئی ہاتف سے جو بوی عرش

سایہ اوسکا جو پناہ خلق تھا / شمس نے طے اوسکو جلدی کر دیا

کشتی اس ساحل سے پرسوں لے گیا / غمکدہ سے خواجہ جو کہ سیر تھا

آہ کرکے مرد بیہوش ہو گیا / گویا وہ بھی اسکے پیچھے مر گیا

پس گلاب و آب چھڑکا منہ پر / اوسکے ہمراہی ہوئے پس نوحہ گر

رات بھر بیہوش بعد اوسکے صبح / اور ہی جان اسکی لوٹی غیب سے

به تبریز و آگاهی از فوت محتسب

آن غریب ممتحن از بیم وام / از ره آمد سوی آن دار السلام

شد سوی تبریز و کوی گلستان / خفته امیدش فراز گلستان

روز دار الملک تبریز سنی / بر امیدش روشنی در روشنی

جانش خندان شد از آن روضه رجال / از نسیم یوسف مصر خیال

گفت یا حادی انخ لی ناقتی / جاء اسعادی و طارت فاقتی

ابرکی یا ناقتی طاب الامور / ان تبریزا مناجات الصدور

اسرحی یا ناقتی حول الریاض / ان تبریزا لنا نعم المفاض

ساربانا بار بگشا ز اشتران / شهر تبریز است و کوی گلستان

فر فردوسی ست این پالیز را / شعشعه عرشی ست مر تبریز را

هر زمانی موج روح انگیز جان / از فراز عرش بر تبریزیان

چون وثاق محتسب جست آن غریب / خلق گفتندش که بگذشت آن حبیب

او پریر از دار دنیا نقل کرد / مرد و زن از واقعه او روی زرد

رفت آن طاوس عرشی سوی عرش / چون رسید از هاتفش بوی عرش

سایه اش گرچه پناه خلق بود / در نوردید آفتابش زود زود

راند او کشتی ازین ساحل پریر / گشته بود آن خواجه زین غمخانه سیر

نعره زد مرد و بیهوش اوفتاد / گوییا او نیز در پی جان بداد

پس گلاب و آب بر رویش زدند / همرهان بر حالتش گریان شدند

تا به شب بیهوش بود و بعد از آن / نیم مرده باز گشت از غیب جان

خبردار ہونا اوس غریب کا وفات محتسب سے

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض و جعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا

تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور پیدا کیا ظلمت اور نور کو پھر عجب ہے کہ وہ لوگ کافر ہوئے

باخبر شدن آن غریب از وفات محتسب

الحمد لله الذی خلق السموات والارض و جعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا

۱۴۵

بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین
ساتھ رب اپنے کے برابر کرتے ہیں معبودوں کو اللہ وہ ذات ہے کہ پیدا کیا

ثم قضی اجلا
تمکو مٹی سے اور اوسکے مقرر کی اجل

ہوش میں جو آیا بولا ای خدا | ہوں میں مجرم خلق سے طامع ہوا
گرچہ خواجہ نے سخاوت بس کری | تیری بخشش کی وہ کف کو کچھ نہ تھی
اوسنے ٹوپی تو نے سر محکم دیا | اوسنے جامہ تو نے دی قد سوا
اوسنے زر تو نے دیا دست شمار | اوسنے گھوڑا تو نے دی عقل سوار
اوسنے شمع چشم روشن تو نے دی | اوسنے قوت اور تو نے قوت پذیر دی
دی غذا اوسنے و تو نے دی حیات | اوسکا وعدہ زر و تیرا طیبات
اوسنے گھر تو نے دیا چرخ و زمین | تیرے گھر میں اوسکے گھر صد ہا زمین
جو دیا اوسنے ای شہ تجھ سے دیا | کہ دل و دست اوسکا تجھ سے ہی سخا
زر تری ملک اوس نے پیدا نہ کر | نان تری ہی ملک اوسکو نان دی تو نے
وہ سخا و رحم بھی تو نے دیا | کہ سخاوت سے خوشی اوسکو کیا
کیا کہوں میں تو ہی سب کچھ دہی | بار منت کب کسی پر تو رکھے
شیخ قبلہ اپنا بس اوسکو کیا | رب قبلہ کو نہ پہچانا ذرا
ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانا دین | عقل کو بوتا تھا اندر ما و طین
جو عدم سے لایا تھا چرخ برین | اور بچھاتا تھا وہ یہ فرش زمین
کرتا اختر سے چراغوں کو عیان | طبع سے کرتا وہ قفل و کنجیان
ایسے بہت بنیاد پنہان و عیان | فرش و اس چھت میں کیں اوسنے نہان
آدم اصطرلاب ہے افلاک کا | وصف آدم مظہر ذات خدا
جو کچھ اوسمیں دکھتا اوسکا وصف ہے | جیسے عکس ماہ اندر آب کے
اوس صطرلابوں لیے نقش عنکبوت | وصف ازلی کے لیے رکھے ثبوت
شمس جان میں تاکہ چرخ غیب سے | عنکبوت اوسکا بیان شرح کرے
عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا | بے منجم دست عاموں میں پڑا
انبیا کو یہ نجوم میں حق نے دین | غیب کو لازم ہے چشم غیب بین

بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین
ثم قضی اجلا

چون بہوش آمد بگفت ای کردگار | مجرمم بودم بخلق امیدوار
گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد وجود | ہیچ آن کف عطای تو نبود
او کلہ بخشید و تو سر پر خرد | او قبا بخشید و تو بالا و قد
او زرم داد و تو دست زرشمار | او ستورم داد و تو عقل سوار
خواجہ شمعم داد و تو چشم قریر | خواجہ نقلم داد و تو طعمہ پذیر
او وظیفہ داد و تو عمر و حیات | وعدہ اش زر وعدہ تو طیبات
او وثاقم داد و تو چرخ و زمین | در وثاقت او و صد چون او دمین
انچہ او دادای ملک ہم از تو داد | کہ دل او را کردی تو راد
زر از آن تست او زر نافرید | نان از آن تست نانش از تو رسید
آن سخا و رحم ہم تو دادیش | کز سخاوت میفزودی شادیش
من چہ میگویم ہمہ تو میدہی | بار منت بر کسی کی می نہی
من مر او را قبلہ خود ساختم | قبلہ ساز اصل را انداختم
ما کجا بودیم کاین دیان دین | عقل می کارید اندر ما و طین
چون ہمیکرد از عدم گردون پدید | وین بساط خاک را میگسترید
ز اختران میساخت او مصباحہا | در طبایع قفلہا و مفتاحہا
ای بسا بنیادہا پنہان و فاش | مضمر این سقف کرد و این فراش
آدم اصطرلاب گردون علوست | وصف آدم مظہر آیات اوست
ہرچہ در وی می نماید وصف اوست | ہمچو عکس ماہ اندر آب جوست
بر صطرلابش نقوش عنکبوت | بہر اوصاف ازل دارد ثبوت
تا ز چرخ غیب وز خورشید روح | عنکبوتش درس گوید با شروح
عنکبوت او صطرلاب رشاد | بی منجم در کف عام اوفتاد
انبیا را داد حق تنجیم این | غیب را چشمی بباید غیب بین

در چه دنیا فتاد این قرون / عکس خود را دید هر یک چه درون
چاہ دنیا میں قرن یہ سب پڑے / عکس اپنا دیکھا اندر چاہ کے

عکس در چه دید وا ز بیرون ندید / همچو شیر گول اندر چه دوید
عکس چہ میں دیکھا باہر سے نے / دوڑے مثل شیر اندر چاہ کے

از برون دان هرچه در چاهت نمود / ورنه آن شیری که در چه شد فرود
جان باہر چاہ میں جو کچھ دکھے / ورنہ کب شیر آتا اندر چاہ کے

برد خرگوشیش از ره کای فلان / در تگ چاه است آن شیر ژیان
لیگیا خرگوش اوسکو راہ سے / کہ فلانے چہ کے اندر شیر ہے

در رو اندر چاه و کین از وی بکش / چون ازو غالب‌تری سرزنش
جا تو اندر چہ کے بدلا اوس سے لے / جو تو غالب ہے سر اوسکا توڑ دے

آن مقلد سخرهٔ خرگوش شد / وز خیال خویشتن پرجوش شد
وہ مقلد سخرۂ خرگوش تھا / اور خیال اپنے سے پر جوش تھا

او نگفت این نقش داد آب نیست / این بجز تقلیب آن وهاب نیست
نہ کہا یہ پیدا نقش آب سے / یہ ہیں پلٹے سب کچھ اوس قلاب کے

تو هم از دشمن چه کینه می‌کشی / ای زبون شش غلط در هر ششی
تو بھی کیا دشمن سے کینہ چاہتا ہے / شش جہت میں تو غلط ہر ایک سے

آن عداوت اندرو عکس حق است / کز صفات قهر آنجا مشتق است
وہ عداوت اوسمیں عکس حق ہے / کہ وہ ہے مظہر صفات قہر سے

وان گنه در ذات عکس حق نیست / باید آن خو را ز طبع خویش شست
جرم اوس میں تیرا عکس جرم ہے / پس وہ عادت خود سے دھونا چاہیے

خلق زشتت اندر آن رو وا نمود / مر ترا او صفحهٔ آیینه بود
خلق بد تیرا ہی اوس رخ میں کھا / صفحۂ آئینہ وہ بس تھا ترا

چونکه قبح خویش دیدی ای حسن / اندر آیینه بر آیینه مزن
جو برائی اپنی دیکھے اے نکو / آئینہ میں توڑ آئینہ نہ تو

می‌نهد بر آب استاره سنی / خاک تو بر عکس اختر می‌زنی
عکس اختر ڈالے اندر آب کے / خاک بس تو ڈالے اوسکے عکس پے

کاین ستاره نحس در آب آمده / تا کند مر سعد ما را زیر دست
نحس اختر آیا اندر آب کے / سعد کو تابع میرے وہ کرے

خاک از استیلا بریزی بر سرش / چونکه پنداری ز شبهه اخترش
خاک بس غلبے سے ڈالے اوس پہ تو / شبہہ سے جو جانے اختر عکس کو

عکس پنهان گشت و سوی غیب راند / تو گمان بردی که آن اختر نماند
عکس پنہاں غیب کی جانب گیا / تو گمان رکھے نہ وہ اختر رہا

آن ستاره نحس هست اندر سما / هم بدان سو بایدش کردن دوا
وہ ستارہ نحس ہے افلاک پر / وان دوا بھی اوسکی کرنا چاہیے

بلکه باید دل سوی بی‌سو بست / نحس این سو عکس نحس آن سو است
چاہیے بیسو کے سو دل باندھنا / نحس ہے عکس اوس نحس اوس سمت کا

داد داد حق شناس و بخششش / عکس آن داد است اندر پنج و شش
حق کی بخشش کی تو بخشش جانیے / عکس او بخشش کا ہے اوس جا پہ

گر بود داد خسان افزون ز ریگ / تو بمیری وان بماند مرده ریگ
داد ناکس گر فزوں ہو ریگ سے / تو مرے میراث وہ آخر رہے

عکس آن خورشید ماند در نظر / اصل بینی پیشه کن ای کژ نگر
عکس مہر سے کب تلک ادر نظر / دیکھنے کا اصل کے پیشہ تو کر

حق بخشش کرد بر اهل نیاز / با عطا بخشیدشان عمری دراز
حق نے بخشش کی جو اہل نیاز / داد کے ساتھ اونکو دی عمر دراز

خالدین شد نعمت و منعم علیه / محیی الموتی است فاجتازوا الیه
خالدین ہوئی نعمت و منعم علیہ / یحیی الموتی ہے فاجتازوا الیہ

داد حق با تو در آمیزد چو جان / آنچنانکه آن تو باشی و تو آن
حق ملے تجھ سے جوں جان اوکے / جیسے تو ان اوسکی تیری ہی ان وہ

گر نماند اشتهای نان و آب / بدهدت بی این دو قوت مستطاب
گر نہ خواہش ہو آب و نان کی رہے / دیوے بے اون دو کے وہ قوت تجھے

اگر مٹایا جائے فیلے بن مین دے
جلیے قوت وہ پری کو ہوے دے
جان کیا ہے تو سندا سکو رکھے
زندگی عشق چہ تو جان سنچاہ
خلق کو تو جان چون آب لال
اوسکا علم وعدل و لطف اندر جہان
بادشاہی زیب دے خلاق کو
بادشہ ہین مظہر شاہی حق
قرن گذرے یہ ہین نو قرن تمام
عدل وہ عدل و فضل اک فضل دو
قرن پر یہین قرن گذرے ای ہمام
آب اندر جو کے بدلا چند بار
آب جاری پر ہین اوسکی بنا
یہ صفت رکھے نجوم معنوے
خوبرو آئینہ اوس خوبی کا ہے
جانئے اپنی اصل کو یہ خد و خال
جملہ تصویرین ہین عکس آب جو
عقل بولی احول چھوڑ و جناب
چشم شیطان سے نہ دیکھا شاہ کو
شاہ کو مت دیکھ جسم اور دیکھ جان
کستا عزہ سے ہر شہ کو غیر جو
ہمرہ خورشید کو شب پر نہان
ہمرہ خورشید کو شب پر نہان
عکس کے مانند ہی عکس ہے
خور کو دیکھا پھر وہ یخ جابد کہان

حق مٹایا پنہان اس سے سمجھے
ہر ملک کو قوت جان درود دے
عشق اپنے سے جدا زندہ کرے
ذوق اوس سے چاہ تو اونہان بچا
اوسمین روشن ہین صفات ذوالجلال
جون ستارہ آب جاری پر عیان
سکی شاہی ہیچ اوسکے روبرو
فاضل آئینہ ہین آگاہی حق
مدد وہ مہ ہے یانی وہ یانی نہیں
پر یہ بدلا قرن و مخلوق ای نکو
یہ معانی یون رہین قائم دوام
عکس اوس خورشید کا ہی برقرار
بلکہ رکھتا ہی فلک پر اپنی جا
جان معنی ہی فلک پر مستوی
عشق انکا عکس مطلوبی سکا ہے
کب ہمیشہ آب مین رہتو خیال
خود وہی ہی چھوٹے تو آنکھ کو
ہر دو شاب اک سر کو سر کہے دو دو
اور نسبت اوسکو مت دے گل سے تو
منکر تو دیکھا اوسکو مت دیکھ انجوان
شرم رکھ احول تو بادشاہ کو
جنس کے ذموش تاریکی کے جان
جو ہوا مسجود وہ ساجدہ جان
نیست مثل عکس جو دیکھا اوسے
روغن گل روغن کنجد کہان

زہی گر رفت حق در لاغری
چون پری را قوت از نو میدہد
جان چہ باشد تا تو سازی زان سند
روحیات عشق خواہ و جان مخواہ
خلق را چون آب دان صاف و زلال
علم شان و عدل شان و لطف شان
بادشاہی زیبد آن خلاق را
بادشاہان مظہر شاہی حق
قرنہا بگذشت و این قرن نو است
عدل آن عدل است فضل آن فضل ہم
قرنہا بر قرنہا رفت ای ہمام
آب مبدل شد درین جو چند بار
پس بنایش نیست بر آب روان
این صفتہا چون نجوم معنویست
خوبرویان آئینہ خوبی او
ہم باصل خود رود این خد و خال
جملہ تصویرات عکس آب جوست
بانگ عقلش گفت مگذر زین حول
خواجہ را از چشم ابلیس لعین
خواجہ را جان بین مبین جسم گران
خواجہ را چون غیر گفتی در غرور
خواجہ را کو در گذشته آسمان
ہمرہ خورشید را شب پر مخوان
عکسہا را ماند و این عکس نیست
آفتابی دید و یخ جامد نماند

زہی تہانت بخشد آن شرری
ہر ملک را قوت جان او میدہد
حق بہ عشق خویش زندہ میکند
تو از و آن رزق خواہ و نان مخواہ
اندرو تابان صفات ذوالجلال
چون ستارہ چرخ بر آب روان
بادشاہی جملگان عاجز در آن
فاضلان مرآت آگاہی حق
ماہ آن ماہ است آب آن آب نیست
لیک مستبدل شدہ آن قرن و امم
وین معانی برقرار و بردوام
عکس آن خورشید دائم برقرار
بلکہ بر اقطار عرض آسمان
دان کہ بر چرخ معانی مستویست
عشق ایشان عکس مطلوبی او
دائما در آب کے ماند خیال
چون بمالی چشم خود خود جملہ اوست
خل دو شاہ است و دو شاہ است خل
منگر و نسبت مکن او را بطین
مغز بین او را مبین چون استخوان
شرم دار ای احول از شاہ غیور
جنس این موشان تاریکی مگیر
آنکہ او مسجود شد ساجد مدان
در مثال عکس خود بنمودنیست
روغن گل روغن کنجد نماند

جو مبدل ہو گئے ابدال حق / وہ نہیں ہیں خلق سے لوٹ اب ورق
چون مبدل گشته اند ابدال حق / نیستند از خلق برگردان ورق

قبلۂ وحدانیت دو کیونکہ ہو / خاک مسجود ملایک کیسے ہو
قبلۂ وحدانیت دو چون بود / خاک مسجود ملایک چون بود

جو ہیں عکس سیب دیکھا ایک نے / دامن اوسکا دیدے پر سیب ہے
چون درین جو دید عکس سیب مرد / دامنش را دید آن پر سیب کرد

جو ہیں جو کچھ دیکھا کب ہو خیال / دیدے سو تھیلا اوسکی مال مال
آنچه در جو دیده شد باشد خیال / چونکه شد از دیدنش پر صد جوال

عکس کے مانند یہ ذی عکس / ہم مثال عکس حق ہیں سبھی عکس
عکس را ماند و این نیست عکس / در مثال عکس حق هستی عکس

تن نہ دیکھو اور جان کو ہو صم بکم / کذبوا بالحق لما جاءہم
تن مبین و جان بکن کن صم و بکم / کذبوا بالحق لما جاءهم

ما رمیت اذ رمیت احمد ہوے / دید انکی دید حق ...
ما رمیت اذ رمیت احمد بده است / دیدن او دیدن خالق شده است

خلق سے برتر انھیں حق نے کیا / رحمة للعالمین انکو کہا
حق مراورا گزید از انس و جان / رحمة للعالمینش خواند از آن

اونکی خدمت حق کی خدمت جان لے / دید اونکی دید اوس روزن کی ہے
خدمت او خدمت حق کردنست / روز دیدن دیدن این روزنست

خاصہ یہ روزن منور آپ ہے / نہ ذریعہ آفتاب چرخ سے
خاصه این روزن درخشان از خودست / نی ذریعه آفتاب فرقدست

مار اوس روزن میں بھی خورشید نے / لیک از راہ و طرف مسعود کے
هم از آن خورشید زد بر روزنی / لیک از راه و سوی مسعودنی

درمیان اوس شش و روزن کے بھی / رہ ہم ذروزن کو اوس آگہی
در میان شمس و این روزن رهی / هست روزن را ازان انشر آگهی

تا اگر ابر آئے چرخ پوش / ہو وہ اس روزن میں ... جوش
تا اگر ابری برآید چرخ پوش / اندرین روزن بود نورش بجوش

شش جہت ... غیر جان / روزن و خور کے ہی الفت درمیان
غیر این راه هوا و شش جهت / در میان روزن و خور ملتقت

اوسکی تسبیح و ثنا تسبیح رب / اس میں سے میوہ اگتا عجب
رحمت و تسبیح او تسبیح حق / میوه مهر و ز عین این طبق

سیب گتا ہے زمین ... / عیب نے گر رکھے نام اوسکا درخت
سیب روید زین طبق خوش بحث حق / عیب نبود گر نهی نامش درخت

تو کری کو تو درخت سیب جان / دونو کے درمیان آئی یہ راہ نہان
این سبد را تو درخت سیب خوان / کز میان هر دو ره آمد نهان

جو درخت بارور سے وہ اوگے / تو کرے سے بھی ثمر وہی ملے
آنچه روید از درخت بارور / زین سبد رو بی‌نهان نوعی ثمر

تو کرے کو تو درخت بخت جان / زیر سایہ اس شجر کے بیٹھ یہاں
پس سبد را تو درخت بخت بین / زیر سایه این ثمر خوش می‌نشین

نان جو اسہال لائے مہربان / نان مت کہہ ... تو جان
نان چه اطلاق آورد آخر ... / نان چرا میخوانیش مجروده خوان

خاک رہ نے چشم روشن کی جہان / خاک رہ کو سرمہ دیکھ اور سر جان
خاک ره چون چشم روشن کرد و تم / خاک ره را سرمه بین و سر دان

اس میں سے جبکہ چمکے روشنی / کیوں سے اختر ... تنگی
چون ز روی این زمین ... / سر چرا بالا کنم رو در عیوق

نیست کو مت ہست کہہ ای چشم شوخ / ایسی جو میں خشک کب رہیگا کلوخ
شد فنا هستش مخوان ای چشم شوخ / در چنین جو خشک کی ماند کلوخ

آگے بس اس خور کے کب چمکے ہلال / روبرو رستم کے کیا ہو زور زال
پیش این خورشید کی تابد هلال / با چنین رستم چه باشد زور زال

طالب و غالب ہے وہ پروردگار / نیست کرتے ہیں ...
طالب است و غالب است آن کردگار / تا ز هستیها برآرد او دمار

دو نہ کہہ اور دو نہ جان اور دو نہ مان
خواجہ اندر نور خواجہ آفرین
جو جدا تو دیکھے حق سے خواجہ کو
چشم دل کو پار کر اس جسم سے
تو نے وہ دیکھے دو عالم سے ہا

بندہ کو خواجہ میں اپنے محو جان
فانی اور مردہ ہے اور مات و دفین
گم کرے بھی متن بھی دیباچہ کو
ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کر
سوختہ آتش کے ملتے ہی گما

دو مگو و دو مدان و دو مخوان
خواجہ هم در نور خواجه آفرین
چون جدا بینی ز حق این خواجه را
چشم دل را هین گذاره کن ز طین
چون دو دیدی ماندی از هر دو طرف

بنده را در خواجه خود محو دان
فانی ست و مرده و مات و دفین
گم کنی هم متن و هم دیباجه را
آن یکی قبله ست دو قبله مبین
آتشی در جفت قبا دور جفت

مثال دو بین کی مانند اس مسافر کاشان کے ہے کہ عمر نام رکھتا تھا کہ نان بائی نے بسبب اس نام کے اسکو دوسری دکان پر بھیجا اور وہ نہ سمجھا کہ سب دکانیں ایک ہیں

مثل دو بین همچو آن غریب شهر کاشان ست که عمر نام داشت که خباز بسبب این نامش بدکان دیگر حواله کرد و او فهم نکرد که همه دکانها یکیست

شہر کاشان میں عمر نامی ہے تو
اک دکان پر جو کہے میں ہوں عمر
وہ کہے جا دوسری دکان پہ
گر نہ احول وہ ہوتا اور دو بین
روشنی بس دیتی یہ ناحولی
اسلیے وہ نان بائی کو کہے
جو سنا اوسنے عمر با احولی
بھیجا اوسکو دوسری دکان پے
کہ عمر کو نان دے میرے یار
ایسے ہی وہ بھی حوالہ بس کرے
گر عمر تو ایک دکان پہ جا
ایک دکان پہ علی گر تو کہے

نان نہ بیچے کوئی سوداگر
اس عمر کو نان بیچو تم مگر
وہ پچاس حصہ ہے بہتر ایک سے
وہ یہ کہتا دوسری دکان نہیں
دل سے پے کاشی کے عمر ہوتا علی
اس عمر کو نان باقیمت تو دے
کھینچی وہ نان کہ ہے یہ علی کے
اوسکے پیش آگے سے روٹی کھینچ
اور سمجھ آہ اس سے تو راز کا
کہ عمر آیا ہے روٹی کے لیے
سارے کاشان میں روٹی پا نہ سکا
بے حوالہ نان تو اس جا سے لے

گر عمر نامی تو اندر شهر کاش
چون بیک دکان بگفتی عمرم
او بگوید رو بدین دیگر دکان
گر نبودے احول او اندر نظر
پس رودے اشراق این نا احولی
این ازینجا گویدا آن خبازرا
چون شنید او هم عمر از احولی
پس فرستادش بدکان بعید
که عمر را نان ده ای انباز من
او همت زان سو حوالت میکند
چون بیک دکان عمر بودی برو
در یکے دکان علی گشتے بگیر

کس نمی‌فروشد بصد دانگ لواش
این عمر را نان فروشید از کرم
زین یکے نان بہ کزین پنجاه نان
او نگفتے نیست دکان دگر
ور کشید آن نان که هست آن علی
این عمر را نان فروش ای نانوا
در کشید آن نان که هست آن علی
نان ز پیشش رود او اندر کشید
راز یعنی فهم کن ز او زین
بین عمر آمد که تا بر نان زند
در همه کاشان ز نا محروم شو
نان از آنجا بے حواله بے زحیر

احول دو بین جو ہے تو شہ ہوا — احول صد بین تو ہی اے بے حیا
پھر تو اس کاشان دنیا میں اجی — احولی سے ہے عمر تو نے علی
اس خراب آباد میں احول کو ہے — قوت انواع کہ پسند پلید ہے کے
گر دو چشم حق شناس آ کے تجھے — دوست ہے ہر دو جہاں پر دیکھ لے
تو حوالے سے چھٹا ہر جا پہ لے — اندر اس کاشاں کے جا و خوف کے
دیکھ اس جو میں جو غنچہ یا شجر — مثل ہر جو تو خیال اسیر کر
کہ تجھے عین اس نقوش عکس سے — حق حقیقت ہے جو روا اس کا دیکھے
چشم احول پاک ہو اس آب سے — عکس دیکھے تو کرا تیرا ابھر کے
باغ ہے معنی میں یہ نہ آب ہے — شہ ہے عریاں مست ہو جوں نقش کے
ہے خزاں پر بار گوناگوں لدا — ایک لاٹھی سے نہ ہانک اک گدھا
ایک خر پہ لعل و گوہر کا ہے بار — ایک خر پہ سنگ مرمر کا ہے بار
حکم اک سب جو پہ مت کر تو روان — دیکھ مہ اس جو میں عکس و سکون
آب خضر اک ہے نہ آب جانور — جو دیکھے اسمیں ہے وہ حق جلوہ گر
ہے جو کی مہ کہے میں ماہ ہوں — میں نہ عکس ہوں نہ ہمکلام تیرا ہوں
اندر اس جو کے ہے جو بالائے ہے — خواہ بالا خواہ اندر او سے ہے
دوسری جو سا نہ جان اس جو کو تو — ماہ جان اس پرتو مہر و کہ تو
اندر اس جو کے جو چاہے دیکھ لے — تاج و تخت و نعمتیں اور دین ہے
اندر اس جو کے جو تو رکھے مراد — دیکھ لے اور شکر کرتا ہو زیادہ
دو جہاں کے خلق کے مطلب سبھی — ہو گئے موجود بے لعد اے اخی
بات ہے یہ بے انتہا ہے وہ غریب — گریہ بس کرتا ہے یا ورد حبیب

احولی دو بین جوی شد ز توش — احولی صد بینی ای مادر فروش
اندران کاشان خاک از احولی — چون عمر میکرد چون بوی علی
هست احول در این ویرانه دیر — دوست بر این عرصه هر دو سرا
در دو چشم حق شناس آمد ترا — دوست بر این عرصه هر دو سرا
وا رهیدی از حواله جا بجا — اندرین کاشان پر خوف و رجا
اندرین جو غنچه دیدی یا شجر — ها یکی هر جو تو خیالش ظن مبر
که ترا از عین این عکس نقوش — حق حقیقت گر دو بینی تو روش
چشم ازین آب از حول حر میشود — عکس می بیند سبو پر میشود
پس بمعنی باغ باشد این نه آب — پس شود عریان چو نقش از حیات
بار گوناگون است بر پشت خران — این یکی جو نیست اخوان را تو مران
بر یکی خر بار لعل و گوهرست — بر یکی خر بار سنگ مرمرست
بر همه جوها تو این حکمت مران — اندرین جو ماه بین عکسش مخوان
آب خضرست این نه آب دام و دد — هرچه اندر وی نماید حق بود
زین تنگ جو ماه گوید من نیم — من نه عکسم هم حدیثم همدمم
اندرین جو هرچه بر بالاست — خواه بالا خواه زیر او دارد است
از دگر جوها مگیر این جوی را — ماه دان این پرتو مهر وی را
اندرین جو هرچه میخواهی ببین — از نعیم و تاج و تخت و هم ز دین
اندرین جو هرچه داری تو مراد — باز بین و شکر کن بهر زیاد
جمله مطلوبات خلق هر دو کون — گشت موجود اندر وی بعد زبون
این سخن پایان ندارد آن غریب — گریه کرد او در آن ورد حبیب

بھیک مانگنا سائل کا تمام شہر تبریز میں اور جمع ہونا تھوڑے روپیہ کا اور جانا اس غریب کا زیارت کو محتسب کی تربت پر

توزیع کردن پای مرد در جمله شهر تبریز و جمع شدن اندک چیزی و رفتن آن غریب بتربت محتسب بزیارت

اور قصہ کہنا اوسکی گور پر رو کر

حال مشہور اوسکے قرضہ کا ہوا — ساعی کا دل درد سے اوسکے دکھا
مانگنے کو شہر کے اندر پھرا — اور طمع سے کہتا ہر جا ماجرا
کچھ نہ از راہ گدائی کے ملا — اوس گدا کو سو روپے کے بس دیا
ساعی پاس آیا و پکڑا اوسکا ہاتھ — لیگیا گور حتی پر اپنے ساتھ
بولا جو توفیق بندہ کو ملے — کہ یہ مہمانی مبارک بس کری
مال اپنا اوسکے صرف رہ کرے — جان اپنی اوسکی صرف رہ کری
شکر اوسکا شکر حق کا ہے یقین — کی جو توفیق اوسنے احسان سے زین
ترک شکر اوسکا ہے ترک شکر حق — حق سے ملحق ہے بلا شک اوسکا حق
نعمتوں میں شکر حق کا کرتا رہ — شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ
گرچہ رحمت نان کی ہے اللہ سے — خدمت اوسکی بھی تجھ پر فرض ہے
اسلیے حق نے کہا صلوا علیہ — کہ محمد بس تھے محتاج الیہ
حشر کو پوچھیگا بندہ سے خدا — جو دیا میں نے تھا تجکو کیا کیا
کون تھے جنسے شکر رب تیرا کیا — جو کہ تو تھا اصل وہ ذی نان کا
حق سے کہے کہ شکر میرا نے کیا — جو کیا نے شکر اوس اکرام کا
یہ جفا تو نے کریم اپنے پہ کی — نہ ملے ہاتھ اسکے سے نعمت کی
جو ولی نعمت کی پہونچا گور پہ — رو دیا اور آیا وہ اندر قال کے
بولا اے پشت پناہ عاقلان — مرتجی و غوث جملہ عاجزان
تجھے غم ہے اے ہمارے رزق کا — شامل رزق عام احسان ہے ترا
اے فقیر و نکا ہے یار اور ربائی باپ — خرج و آمد قرض کے دینے میں بیا
اے جو دریا پاس والوں کو گہر — تحفہ بخشا اور دوروں کو مطر
تجھسے میں تھا گرم پشت اے فتا — رونق ہر محل و ہر گنج خراب
اے کبھی دیکھا نہ چین ابرو تجھے — اے چون میکائیل رزاقی کرے
اے ملا دل تیرا بحر غیب سے — اے کرم کے قاف کا عنقا تو ہی

واین قصه ابر سر گور او بطریق نوحه گفتن

واقعه آن وام او مشهور شد — پای مرد از درد او رنجور شد
از پی توزیع گیرد شهر گشت — وز طمع می گفت هر جا سرگذشت
هیچ نا در وا زود گدیه بدست — غیر صد دینار آن گدیه پرست
پایمرد آمد بدو دستش گرفت — شد بگور آن کریم بس شگفت
گفت چون توفیق یابد بنده — کو کند مهمانی فرخنده
مال خود ایثار راه او کند — جان خود ایثار جاه او کند
شکر او شکر خدا باشد یقین — چون باحسان کرد توفیقش قرین
ترک شکرش ترک شکر حق بود — حق او لاشک بحق ملحق شود
شکر میکن مر خدا را در نعم — نیز میکن ذکر و شکر خواجه هم
رحمت مادر اگرچه از خداست — خدمت او هم فریضه است و سزاست
زین سبب فرمود حق صلوا علیه — که محمد بود محتاج الیه
در قیامت بنده را گوید خدا — هین چه کردی آنچه من دادم ترا
گوید ای رب شکر تو کردم بجان — چون ز تو بود اصل آن روزی و نان
گویدش حق نه نکردی شکر من — چون نکردی شکر آن اکرام فن
بر کریمی کرده ظلم و ستم — نی ز دست او رسید این نعم
چون بگور آن ولی نعمت رسید — گشت گریان زار و آمد در نشید
گفت ای پشت و پناه هر نبیل — مرتجی و غوث ابنا السبیل
ای غم ارزاق ما بر خاطرت — ای چو رزق عام احسان و برت
ای فقیران را عشیر و والدین — در خراج و خرج در ایفای دین
ای چو بحر از بهر نزدیکان گهر — داده تحفه سوی دوران مطر
پشت ما گرم بود ای آفتاب — رونق هر قصر و هر گنج خراب
ای ندیده کس در ابرویت گره — ای چو میکائیل راد و رزق ده
ای لب تو پیوسته با دریای غیب — ای بقاف مکرمت عنقای غیب

یاد ذی لایا کر کیا گذرا مجھے — ہے شکستہ ہوئی تری ہمت شدے
ای میں اور سو مجھ سی اندر راہ و سال — ہو گئے جون نسل تیری وہ عیال
نقد میرا جنس میرا اور درخت — نام میرا فخر میرا او بخت
سے فی مرا تو بخت میرا مر گیا — میرا عیش و رزق بالکل لیگیا
یہ تھا سب کچھ حق سی اور تو واسطہ — ہم میں اور حق میں تھا تو اک رابطہ
تو کرم میں ایک ہی مثل ہزار — مثل سو حاتم رکھے بخشش و نثار
مردہ حاتم دیتا مردہ کو ہے جو — ماہ گن گن کرکے دی ہی جوز کو
تو حیا ہر دم میں دے ہی ایک تو — نے نفیسی سما و دم میں وہ
دیتا تو ہی اک حیات پائدار — تو ہی اک زیبے کسا دو بتیاک
تیری خو کا کوئی وارث ہوا — اے فلک تیرے یہاں سجدہ کنا
گرگ غم سے لطف تیرے شان — جون کلیم اللہ شبان مہربان

یا د نا ور وہ کہ از عالم چہ رفت — سقف قصر ہمت ہر کہ گفت
اے من و صد ہمچو من در ماہ و سال — مر ترا چون نسل تو گشتہ عیال
نقد ما و جنس ما و رخت ما — نام ما و فخر ما و بخت ما
تو نمردی لیک بخت ما بمرد — عیش ما و رزق مستوفی ببرد
این ہمہ از حق بد و تو واسطہ — درمیان ما و حق تو رابطہ
واحد کالالف در بزم کرم — صد چو حاتم گاہ ایثار نعم
حاتم از مردہ بمردہ مے دہد — گردگانہائے شمردہ میدہد
تو حیاتی میدہی در ہر نفس — کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو حیاتی میدہی پس پایدار — نقد زر بے کساد بی شمار
وارثی نابودہ یک خوے ترا — اے فلک سجدہ کنان کوی ترا
خلق را از گرگ غم لطف شبان — چون کلیم اللہ شبان مہربان

بھاگنا ایک بکری کا موسی عم سے اور شفقت و مہربانی کرنا موسی عم کی اوپر

بھاگی اک بکری کلیم اللہ سے — موسی اوس کے آبلے پاؤں پڑے
اوسکے پیچھے ڈھونڈھتے تا شب پھر — ہو گیا گلہ وہ غائب آنکھ سے
سست ہوئی بکری کسل آئی راہ — پس تھکے موسی گرد اوسکی جھاڑتے
پھیرتے تھے ہاتھ اوسکی پیٹھ پے — شل ہا در کرتے اوس پر تھے
نیم ذرہ رنج اور غصہ نہیں — جز محبت رحم کے گریہ نہیں
بولے مانا رحم مجھپر نے تجھے — کیوں جفا کی خود پہ تیری ہے ستم
حق نے فرمایا فرشتوں سے اوس آن — کہ نبوت کے یہ لائق ہی جوان
مصطفے بولے کہ چوپانی کرے — ہر نبی وہ خواہ طفل و پیر ہے
بے کیے چوپانی اور بے امتحان — حق سے نے دی نہ پیشوائی جہان
تا تحمل صبر دکھا ہو عیان — کہ کیا پہلے نبوت سے شبان
بولا سائل تم بھی اے فخر زمان — بولے میں بھی بس بلا مدت شبان

گریختن گوسفند از کلیم اللہ و شفقت و مہربانی او

گوسپندی از کلیم اللہ گریخت — پای موسی آبلہ شد نعل ریخت
در پی او تا بہ شب در جستجو — وان رمہ غائب شدہ از چشم او
گوسپند از ماندگی شد سست و ماند — پس کلیم اللہ گرد از وی فشاند
کف ہمی مالید بر پشت و سرش — می نوازش کرد ہمچون مادرش
نیم ذرہ تیرگی و خشم نے — غیر مہر و رحم و آب چشم نے
گفت گیرم بر منت رحمے نبود — طبع تو بر خود چرا استم نمود
با ملائک گفت یزدان آن زمان — کہ نبوت را ہمی زیبد فلان
مصطفے فرمود کہ خود ہر نبی — کرد چوپانی چہ برنا چہ صبی
بی شبانی کردن و آن امتحان — حق ندادش پیشوائی جہان
تا شود پیدا وقار و صبر شان — کردشان پیش از نبوت حق شبان
گفت سائل کہ تو ہم ای پہلوان — گفت من ہم بودہ ام دیر شبان

اردو	اردو	فارسی	فارسی
ہر امیر اس جا شبانی لبہ	خود کرے ایسی کہ جیسا ہو امر	ہر امیرے کو شبانی بشر	آنچنان آرد کہ باشد موتمر
علم جون موسی شبانی مین وہ خود	بس بجا لائے بتدبیر خرد	حلم موسی وار اندر رعی خود	او بجای آرد بہ تدبیر خرد
دیوے حق چوپانی اوسکو ضرور	چرخ روحانی پہ جو ہین اہل نور	لاجرم حقش دہد چوپانیی	بر فراز چرخ مہ روحانیی
جیسے نبیون کو شبانی سے ملا	کردیا حق نے شبان اصفیا	آن چنانکہ انبیا را زین رعی	برکشید و داد رعی اصفیا
خواجہ تونے جیسے چوپانی کری	گو تیری بھی کری اب ویسی ہی	خواجہ تو باری ودین چوپانیت	کردہ آنچہ کور کرد شانیت
جانون اللہ نے عوض اسکے ہی	سروری عقبا کی بس دی ہی سبھی	دانم آنجا در مکافات ایزدت	سروری جاودانہ بخشدت
تیرے دست جود کی امید پے	اور وظیفہ دینے وعدہ پر ترے	بر امید کف چون دریای تو	در وظیفہ دادن و ایفای تو
نو ہزار اب قرض زرین نے کیا	تو کہان ہے تا یہ در ہووے صفا	وام کردم نہ ہزار از زر گزاف	تو کجائی تا شود این در صاف
تو کہان ہے تا یہ سو چندان کرم	ساتھ مجھ خستہ کے تو لائے نعم	تو کجائی تا بصد چندان کرم	با من خستہ بجا آرے نعم
تو کہان ہے تا دو صد لطف و عطا	مجھ غریب خستہ پر لائے بجا	تو کجائی تا دو صد لطف و عطا	با غریب خستہ دل آرے بجا
تو کہان ہے تا کہ ہنس ہنس کر کہے	کہ تو دو صد چند زیادہ مجھ سے لے	تو کجائی تا کہ خندان چون چمن	گویم بستان دو صد چندان ز من
تو کہان ہے تا کہ خوش مجکو کرے	لطف و احسان مثل سلطان تو کرے	تو کجائی تا مرا خندان کنی	لطف و احسان چون خداوندان کنی
تو کہان مخزن مین لیجائے مجھے	تا امان دے قرض و فاقہ سے مجھے	تو کجائی تا بری در مخزنم	تا کنی از وام و فاقہ امنیم
مین کہون بس اور کہے تو اور لے	یہ بھی اب میری خوشی کے واسطے	من ہمیگویم بس و تو مشفقم	گفتہ کاین ہم گیر از بہر دلم
کیسے اک عالم سمائے زیر طین	کیسے آئے آسمان اندر زمین	چون ہمی گنجد جہانی زیر طین	چون بگنجد آسمانی در زمین
حاشا للہ تو ہے افزون جہان	بھی بوقت زندگی بھی اب ہان	حاش للہ تو برونی زین جہان	ہم بوقت زندگی ہم این زمان
مرغ اوڑتا ہی ہوائے غیب مے	سایہ اوسکا بس زمین پہ جا ہے	در ہوای غیب مرغی می پرد	سایہ او بر زمین می گسترد
جسم سایہ سایہ دل کا ہے	جسم کب ہمپایہ رتبہ دل کا ہے	جسم سایہ سایہ سایہ دل است	جسم کے اندر خور پایہ دل است
مرد خفتہ اوسکی جان جون آفتاب	چرخ پر ہے چھپکے تن اندر جامہ خواب	مرد خفتہ روح او چون آفتاب	در فلک تابان و تن در جامہ خواب
جان پوشیدہ خلا مین جون سجاف	کروٹین لیتا ہے تن زیر لحاف	جان نہان اندر خلا ہمچون سجاف	تن تقلب میکند زیر لحاف
روح جون من امر ربی کے خفی	جو مثال اب لاؤن ہی وہ منتفی	روح چون من امر ربی مختفی است	ہر مثالی کہ بگویم منتفی است
اے عجب کو لعل و شیرین ہے ترا	وہ جوابات خوش و رنگین ترا	ای عجب کو لعل شکربار تو	وان جوابات خوش و اسرار تو
اے عجب کو وہ عقیق لعل خا	اور کلید قفل مشکل کا ترا	ای عجب کو آن عقیق لعل خا	آن کلید قفل مشکلہای ما
اے عجب کو وہ دم جون ذوالفقار	جو کہ عقلون کو کرے ہے بیقرار	ای عجب کو آن دم چون ذوالفقار	آنکہ کردی عقلہا را بیقرار
کب تلک جون فاختہ کہو نگا تو	کو وہ کو وہ کو وہ کو وہ کو	چند گوئی فاختہ سان ای عمو	کو و کو و کو و کو و کو و کو

کو همه آنجا که دل اندیشه اش — دایم آنجا بد چو شیر و بیشه اش
کو همه آنجا که صفات رحمتست — قدرتست و نزهتست و بطشتست
کو همه آنجا که امید مرد و زن — میرود در وقت اندوه و حزن
کو همه آنجا که بوقت علتی — چشم دارد بر امید صحتی
آنطرف که بهر دفع زشتیی — باد جوئی بهر گشت و کشتیی
آنطرف که دل اشارت میکند — چون زبان یاهو عبارت میکند
او مع اللهست بی کو کو همی — کاش جولاهانه ما کو گفتمی
عقل ما کو تا ببیند غرب و شرق — روحها را میزند صد گونه برق
جزر و مدش نه بحری در رصد — منقطع شد جزر و باقی ماند مد
نه هزارم دام من بسته رسن — هست صد دینار زین تعریج و بس
حق کشیدت مانده ام در کشمکش — میروم من بر تو باد اخاک خوش
همچه سیدار یار پر حسرتست — ای همایون دست و روی همتت
آندم پر چشمه اصل عیون — یا غمم زر و بجای آب خون
چرخ آن چرخست اگر مهتاب نیست — جو همان جویست آن آب نیست
محسنان هستند کو آن مستطاب — اختران بسیار کو آن آفتاب
تو شدی سوی خدا ای محترم — پس بسوی حق روم منهم ز غم
مجمع دریای علم ما القرون — هست حق کل لدینا محضرون
نقشها گر بیخبر گر باخبر — در کف نقاش باشد مختصر
دمبدم در صفحه اندیشه شان — ثبت محوی میکند آن بی نشان
خشم می آرد رضا را میبرد — بخل می روید سخا را می برد
که برد حقد و صفا آرد همی — مدرود عجز و عطا کارد همی
نیم لحظه مدرکاتم شام و غدو — هیچ خالی نیست زین اثبات و محو
کوزه گر با کوزه باشد کارساز — کوزه از خود کی شود پهن و دراز
چوب در دست درودگر معتکف — ورنه چون گردد بریده و تلف
جامه اندر دست خیاطی بود — ورنه آن خود چون بدوزد یا درد

کو وہاں کہ فکر و دل سمائے — ہووے دایم مثل بیشہ و شیر کے
کو وہاں ہی کہ صفت رحمت کی ہے — قدرت و نزہت ہے اور بطشت بھی ہے
کو وہاں ہے کہ امید مرد و زن — جاتی ہے ہنگام اندوہ و حزن
کو وہاں کہ آئے جب امراض ہے — چشم کو امید صحت پر رکھے
اوس طرف کہ دفع زشتی کے لیے — باد چاہے پھرنے کشتی کے لیے
اوس طرف کہ دل اشارت گر کرے — جوں زبان یاہو عبارت گر کرے
وہ مع اللہ ہے پر کو کو سے ہیں — کاش جولاہانہ ہاں کو کہتا میں
عقل ہا کو دیکھے تا غرب و شرق — سوخت کرتی روح کو صد گونہ برق
کشتی میں دریا تھا یہ جزر و مد — جزر نہ ہوتا باقی وہ مد
نہ ہزار اب ترے ہیں بستہ دیا — سو ملے دینار جو کی التجا
کھینچا تجکو حق نے میں از ربا — جاتا ہوں میں تجھ پے ہو رحم خدا
ہی پر حسرت ہے ہمت کمہ غنی — اے مبارک دست و رو ہمت تری
اصل چشموں پر میں آیا ہوں — پایا میں نے آب کی جا ادمین خون
چرخ وہ چرخ اور نہ مہتاب ہے — جو وہ جو ہی اور نہ آب آب وہ
ہیں بہت محسن کہاں وہ مستطاب — ہیں بہت اختر کہاں وہ آفتاب
تو گیا سوی خدا اے محترم — میں بھی چلتا ہوں سوی حق لیکے غم
جای گشت و مجمع قرن — پیش حق کل لدینا محضرون
نقش گر ہیں بیخبر یا باخبر — ہاتھ میں نقاش کے حاضر ہیں
ورق اندیشہ میں اونکے دمبدم — محو و ثابت وہ کرے وہ بے رقم
خشم لاتا اور رضا لیجاے ہے — بخل دیتا اور سخا لیجاے ہے
گاہ کینہ لیوے اور لائے صفا — عاجزی کو کاٹے اور بوے عطا
مدرکات صبح ہر شام اب ہے — کوئی دم خالی نہ محو اثبات سے
کوزہ گر کوزے کا ہے جسکا ساز — کوزہ کب خود ہی چوڑا اور دراز
چوب ہے بس تجھ میں بڑھئی کے — ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے
ہے یہ کپڑا ہاتھ میں خیاط کے — ورنہ کیونکر خود سلے وہ یا پھٹے

۱۵۹

پاس سقا کی ہو شکل ہی ہتی | ورنہ کیخے دہونو پردہ یا تہی
ہر گھڑی تو پرد خالی ہو وار ہ | اوسکے دست صنع مین خود کو رکھے
چشم بند آگہ ہے چشم دور سے | صنع ظاہر کیسے اب صانع ہے چھپے
چشم تو رکھے تو دیکھ اوس چشم سے | دیکھ مت اس چشم سے بیکار ہے
گوش تو رکھے تو سن اوس گوش سے | گوش بے معنی کا کیون پابند ہے
دیدکا گر چشمہ ہے تقلید کے | اور گر اندیشہ اپنی عقل سے
اک حکایت مجھسے سن اندر نظیر | تا ہو راز قول سے میرے خبیر

ورنہ آن خود سکہ شو دیر یا تہی | مشک با سقا بود و اسے منتہی
لیک ان کاندر کف صنع وے | ہر دمی پر میشوی سفتہ مشتری
صنع از صانع چسان پیدا شود | چشم بند از چشم روزا گرہ بود
منکر از چشم سفیہ بے خبر | چشم داری تو بچشم خود نگر
گوش کو لانہ چرا باشے گرو | گوش داری تو بگوش خود شنو
ہم بہ آن عقل خود اندیشہ کن | بے ز تقلیدی نظر را پیشہ کن
تا شوی از سر گفت من خبیر | بشنو از من یک حکایت در نظیر

دیکھنا خوارزم شاہ کا ہنگام سیر کے ایک اسپ نادر اپنے لشکر مین اور رغبت اوسکی ساتھ اوس اسپ کے اور بیرونق کردینا اعتماد الملک کا اوسکو بادشاہ کے دل سے اور پسند کرنا بادشاہ کا اوسکے قول کو اپنی دید پر جیسے کہ حکیم الٰہی نامہ مین فرماتا ہی

دیدن خوارزم شاہ در سیران در موکب خود اسپ نادر و تعلق او باآن اسپ و سرد کردن عماد الملک آنرا از دل شاہ و گزیدن شاہ گفت او را بر دیدہ خود چنانچہ حکیم در الٰہی نامہ گوید

جو حسد کی زبان ہو سخن سنج (سخاس) لے تو یوسف کو گزین (جو کرے پاس)
اور بھائیونکی دلالی سی حسن یوسف کا مشتریونکی دلمین حسد سے پوشیدہ ہوا
کہ وکانوا فیہ من الزاہدین
کہ تھے وہ اوس مین زہد کرنے والون سے ۱۲

چون زبان حسد شود نخاس (زبان) بفشاند یوسف از کرباس
از دلالی برادران یوسف در دل مشتریان حسن ان
حسن پوشیدہ شد کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

رکھتا تھا اک اسپ بہتر اک امیر | نی طویلہ شہ مین اوسکا تھا نظیر
ایک دن گھوڑے پہ لشکر مین چڑھا | ناگہان خوارزم شہ کو وہ دکھا
چشم شہ مائل کیا اوس رنگ نے | چشم شہ نا دیکھی تھی اسپ ایسے
جب نظر پڑی تھی اوسکے عضو پے | ایک سے دیکھے تھے بہتر دوسرے

بود امیری را یکی اسپ گزین | در گلہ سلطان نبودش ہمقرین
او سوارہ گشت در موکب پگاہ | ناگہان دید اسپ را خوارزم شاہ
چشم شہ را فر در رنگ و ربود | تا رجعت چشم شہ بر اسپ بود
بر ہر آن عضوی کہ افگندی نظر | ہر یکی خوشتر نمودی زان دگر

چشتی ہو در خوبی وہ کھینچنے کے سوا
فکر میں بس ڈوبی عقل بادشاہ
چشم تیری سیر پر ہے اور غنی
ردی شہ پیا وہ ہی سیر ساہنی
خالق جادو نے جادو کر دیا
فاتحہ پڑھکے بہت لاحول کی
کیونکہ وہ ہندو ہو اوسکی فاتحہ
غیر دکھلائے طمع اوسکا جان
اوسنے جانا کہ ہی جاذب وہ مرا
اسپ رنگین گا وازرہ امتحان
آگے کافر کے نہیں بت کی نشان
ہو وہ کیا جاذب نہان اندر نہان
عقل و جان محجوب اس خواہش سے ہی
جبکہ لوٹا بادشہ اوس سیر سے
حکم اوس نے ہم پہ بدارون کو دیا
آگ کے مانند پہونچا وہ گروہ
درد و غم سے لب پہ آئی اسکی جان
کہ عماد الملک مرجع عام تھا
سب سے برتر اور بڑا سرور تھا وہ
بے طمع تھا اور اصیل و پارسا
اور مبارک راے با تدبیر تھا
بھی کرم سے خرچ کرتا جان کو
وہ امیری میں غریب اور تنہا تھا
تھا ہر اک محتاج کا مستقبل پدر
تھا بدون کا پردہ جون حلم خدا

حق نے دین تا در صفاتین ظاہرا
کہ یہ کیا ہے عقل پر کی بندراہ
دو سو خورشید و نکی رکھے روشنی
اسپ اونی نے کیا مائل مجھے
کھینچے وہ ہو سنے اثر اسکا ذرا
فاتحہ نے درد کی کی زیادتی
دافع و تحسین آئی فاتحہ
غیر اوٹھ جائے ہدایت اوسکی ماں
کام نادر لائے ہی ہر دم خدا
مگر حق سے ہو دے مسجود جہان
کہ نہیں دو جانبین میں نہ جان
اوس جہاں سے جکے اندر اس جہان
ہین نہ دیکھوں تو سکے تو دیکھلے
یہ کہا خاصوں سے اپنے مالک کے
لاؤ گھوڑا جلد اوسکے گھر کو جا
ہو گیا چون پشم میر مثل کوہ
جز عماد الملک نے دیکھی امان
بھی ہر اک مظلوم و ہر مقتول کا
پیش سلطان مثل پیغمبر تھا وہ
اور شب خیز و مجاہد اور سخا
آزمودہ راے تھا ہر کام کا
شمس غیبی کا تھا طالب جون ہلال
دوستی و فقر میں تھا وہ چھپا
شہ کے آگے شافع و دفع ضرر
خلق اوسکا خلق سے برعکس تھا

غیر چیزی و کششی ور و حست
بس تحسیس کرد عقل بادشاہ
چشم من سیر ست و پرست و غنی
ای رخ شاہان بر من بندستی
جادوی کرد ست جادو آفرین
فاتحہ خواند و بسی لاحول کرد
زانکہ او را فاتحہ خود می کشید
گر نماید غیر هم تمویه اوست
پس یقین گشتش کہ جذاب آن بست
اسپ رنگین گا و رنگین زابتلا
پیش کافر نیست بت را تا نیے
چیست آن جاذب نہان اندر نہان
عقل محجوب ست و جان ہم زین کمین
چونکہ شاہنشہ ز سیران بازگشت
پس بسرہنگان بفرمود آن زمان
ہمچو آتش در رسیدند آن گروہ
جانش از درد و حزن بر لب رسید
کہ عماد الملک بد پاے علم
محترم تر ز وزیر خود و سرور سے
بے طمع بود و اصیل و پارسا
پس ہمایون راے و با تدبیر راد
ہم بہ بذل جان سخی و ہم بمال
در امیری او غریب و محتسب
بود ہر محتاج را ہمچون پدر
مر بدان را ستر چون حلم خدا

حق مرا در او داده بدنا در صفت
کاین چہ باشد کو زند بر عقل راه
از دو صد خورشید دارد روشنی
نیم اسپم در ربایہ تا سقے
جذبہ باشد آن نه خاصیات این
فاتحہ اش در سینہ می بفزود درد
فاتحہ در حجز و رفع آمد و حید
در رو و غیر از نظر تنبیه اوست
کار حق ہر لحظہ تا در داد ریست
میشود مسجود از مکر خدا
نیست مر بت را فزون روحانیے
در جہان تابنده از دیگر جہان
من نمی بینم تو بینا لی بہ بین
با خواص مملکت ہم باز گشت
تا بیارند اسپ را زان خاندان
ہمچو پشمی گشت اسپ ہمچو کوہ
جز عماد الملک زنہار ست ندید
بہر ہر مظلوم و ہر مقتول ہم
پیش سلطان بود چون پیغمبرے
رایض و شب خیز و حاتم در سخا
آزمودہ راے او در ہر مراد
طالب خورشید غیب و چون ہلال
در صفات و فقر و خلت ملتبس
پیش سلطان شافع و دفع ضرر
خلق او برعکس خلقان و جدا

بارہا میشد بسوی کوہ فرد / شاہ با صد لابہ اورا منع کرد
جاتا تھا گاہے جانب کوہ کے / منع کرتا شہ خوشامد سے اوسے

ہر دم از صد جرم را شافع شدے / چشم سلطان را ازو شرم آمدے
شافع ہر دم ہوتا سو جرم کا وہ / شرم آتی اوس سے چشم شاہ کو

رفت او پیش الملک راد / سر برہنہ کرد و در پایش فتاد
پاس عماد الملک کے پہنچ گیا / کھولا سر اور پانو پر اوسکے گرا

کہ خرم با ہر چہ دارم گو بگیر / تا نگیرد حاصل من ہر مغیر
کہ میں خوش ہوں کہ وہ سب کچھ میرا لے / تا نہ حاصل میرا کوئی لوٹ لے

آن یکی اسپ است جانم رہن او / گر برد مردم یقین ای خیرہ رو
اک وہ گھوڑا جان مری اوسکی گرو / گر وہ لیوے میں مروں ای نیک خو

گر برد این اسپ را از دست من / من یقین دانم نخواہم زیستن
گر یہ گھوڑا لیوے میرے ہاتھ سے / ہے یقین میری نہ جان باقی رہے

چون خدا پیوستگی ام دادہ است / بر سرم مالی مسیحا از دو دست
تربیت دی ہے خدا نے جو مجھے / اے مسیحا ہاتھ رکھ سر پر مرے

از زر و زن وز عقارم صبر ہست / این تکلف نیست بی تزویر نیست
زر و زن اور ملک سے صبر ہے مجھے / نے تکلف سے ہے یہ ذکر سے

اندرین گر می نداری باورم / امتحان کن امتحان گفت و عزم
اس میں گر سچا نہ جانے تو مجھے / امتحان اس قول کا کر تو مرے

آن عماد الملک گریان چشم مال / پیش سلطان در دوید آشفتہ حال
وہ عماد الملک بس روتا ہوا / آگے شہ کے دوڑتا غمگین گیا

لب ببست و پیش سلطان ایستاد / راز گویان با خدای رب العباد
پیش شہ چپکا کھڑا جا کر رہا / اور کہتا راز تھا وہ با خدا

ایستادہ راز سلطان می شنید / وا اندران اندیشہ اش این می تنید
راز وہ سنتا تھا سلطان کا کھڑا / پر اس اندیشے میں وہ مشغول تھا

کای خدا گر آن جوان کژ رفتہ راہ / کش نشاید ساختن جز تو پناہ
کاے خدا گر اوسنے گم کی اپنی راہ / کہ نہ لائق اوسکو غیر تیرے پناہ

تو از آن خود کن ہر دی مگیر / گرچہ او خواہد خلاص از ہر اسیر
دیکھ اپنی سو نہ رکھ اوسے پرے وا / گرچہ وہ قیدی سے چھٹا ہے رہا

زانکہ محتاج اند این خلقان ہمہ / از گدائی گیر تا سلطان ہمہ
کیونکہ یہ محتاج ہے مخلوق سب / شاہ سے لیکر گدا تک ہیں رب

با حضور آفتاب با کمال / رہنمائی جستن از شمع و ذبال
شمس نور کے حضور اور سامنے / رہنمائی ڈھونڈھتا اک شمع سے

در حضور آفتاب با کمال / رہنمائی جستن از شمع و چراغ
اور حضوری میں ضیائے شمس کے / ڈھونڈھنا رہ کا چراغ نار سے

بیگمان ترک ادب باشد ز ما / کفر نعمت باشد و فعل ہوا
بیگمان ترک ادب ہی ہے یا / کفر نعمت ہی دیا فعل ہوا

لیک اغلب ہوشہا در افتکار / ہمچو خفاش اند ظلمت دوستدار
لیکن اکثر ہوش ہیں در فکر کے / مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے

در شب ار خفاش کرمی می خورد / کرم را خورشید ہم می پرورد
شب میں گر خفاش کھاتا کرم ہو / کرم کو پالا ہے بھی خورشید نے

در شب ار خفاش از کرم است مست / کرم از خورشید جنبیدہ شدہ است
شب میں گر خفاش مست کرم ہے / شمس سے پیدا ہوا بھی کرم ہے

آفتابی کہ ضیا زو میزہد / دشمن خود را نوالہ می دہد
ایسا خور کہ اوس سے نکلے ہے ضیا / دشمن اپنے کو کھلاتا ہے غذا

نے کہ خفاشی کہ او رہ گم کند / آخر از خورشید ہم یابد سند
نے کہ خفاش ایسا کہ رہ گم کرے / پائے آخر روزی بھی خورشید سے

لیک شہبازی کہ او خفاش نیست / چشم بازش شاہ بین و روشنیست
لیک وہ شہباز کہ خفاش سے نے / شاہ بین اور روشن اوسکی چشم ہے

گر بہ شب جوید چو خفاش او نمو / در ادب خورشید مالد گوش او
شب میں جوں خفاش ڈھونڈھے گر غذا / اوسکے کھینچے گوش ادب میں جو سو

کھوے ماما کہ وہ خفاش گدھا — گو تمامی خوب سی اب دن تجھے
رکھتا علت تحت تجھے پھر کیا ہوا — تا نہ چھپے سر تو پھر خورشید سے

گو بدش گیرم کہ آن خفاش لد — بالشت بہ ہم برند دا کتساب
علتے دارد ترا بارے چہ شد — تا شبالی سر قود گزر آفتاب

مواخذہ یوسف صدیق علیہ السلام کا قید خانہ میں چند سال بسبب مدد چاہنے غیر حق سے کہ اذکرنی عند ربک

مواخذہ یوسف صدیق بہ حبس بضع سنین بسبب یاری خواستن از غیر حق کہ اذکرنی عند ربک

جس طرح یوسف نے اک محبوس سے — ذکر کر میرا نزدیک اپنے رب کے
چاہی یاری بولے جبکہ تو چھٹے — از رہ عجز و نیاز و حلم کے
یاد کرنا مجکو تو پیش عزیز — پیش شہ مامور تو ہوگا مرے
کب پائی دیرے قیدی قید سے — تا بلائے قید سے مجکو وہ نیز
اہل دنیا جملہ قید و بند ہیں — دوسرے قیدی کوں نہ قید کے
پر سوا اک مرد نادر عصر کے — انتظاری مرگ دنیا کی کریں
اوس خرابی کہ اوسے یکی ہیں — تن ہی زندان ہیں جان افلاک کی
یا دیوست عقل سے لی دیو نے — قید ہیں یوسف رہا بضع سنین
اوس خطا سے کہ ہوا اوس کو یکی — اور بھلائی بات وہ دل جان کے
کیا ہوئی تقصیر خور سے ظاہر — سات سال و رحق ہی زندان بیچ کے
کیا ہوئی تقصیر بحر و ابر سے — تا تو جون خفاش ظلمت میں گیا
عام گر خفاش طبع ہیں سب ہی — تا سرائے رنگ یاری تو لے
گر گیا خفاش ظلمت میں بھلا — یوسفا تیری تو ہیں چشمیں کھلی
دی سزا اس جرم سے اس نیک کو — باز سلطان ہیں کو پھر کیا ہوا
نیک یوسف کو بحجز و شاغل کیا — کہ نہ کر تم چوب پوسیدہ کو تو
ایسی حق نے انس و مستی اوس کو دی — تا نہ دلگیر قید اوسکے ہو بلا
ظلمت زندان رحم سے نے سوا — کہ نہ ظلمت قید یاد آئی اوسے
جو دریچہ حق نے کھولا اپنی سو — تا خوش تاریک حبس سے وہ بھرا
رحم میں ہر دم ہوان تیرا نگہ

آنچنانکہ یوسف از زندانیی — با نیازی خاضعی سعدانیی
خواست یاری گفت چون بیرون روی — پیش شہ در کار کردی مستوی
یاد من کن پیش تخت آن عزیز — تا مرا او واخرد زین حبس نیز
کے دہد زندانیے در اقتناص — مرد زندانی دیگر را خلاص
اہل دنیا جملگی زندانیند — انتظار مرگ دار فانی اند
جز مگر نادر یکے فردانیے — تن بہ زندان جان او کیوانیے
پس جزاے آنکہ دید او را معین — ماند یوسف حبس در بضع سنین
یاد یوسف دیو از عقلش سترد — وز دلش دیو آن سخن از یاد برد
زان خطای کامد از نیکو خصال — ماند در زندان ز داور ہفت سال
گرچہ تقصیر آمد از خورشید داد — تا تو چون خفاش رفتی در سواد
این چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب — تا تو یاری جوئی از ریگ سراب
عام اگر خفاش طبعند و مجاز — یوسفا آخر تو داری چشم باز
گر خفاشی رفت در کور و کبود — باز سلطان دیدہ را بارے چہ بود
پس ادب کردش بدین جرم اوستاد — کہ مساز از چوب پوسیدہ عماد
لیک یوسف را بخود مشغول کرد — تا نیاید در دلش زان حبس درد
آنچنانش انس و مستی داد حق — کہ نہ زندان یادش آمد نے غسق
نیست زندانی وحشتر از رحم — ناخوش و تاریک پر خون و وخم
چون گشاد ستت حق دریچہ سوی خویش — در رحم اندر فزاید تنت بیش

اندر اوس زندان کے زیادہ شوق سے ۔ مثل گل تن مین حواس آخر کھلے
اندران زندان ز ذوق بیشمار ۔ بشگفد چون گل ز فرش تن حواس

مد نکلنا رحم سے جانے وہ ہے ۔ فرج سے بھاگی ہی جانب پشت کے
زان رحم بیرون شدن آید درشت ۔ میگریزد او ز ہا را سوی پشت

لذت اندر سے ملے باہر سے نہ ۔ احمقی ہے ڈھونڈھنا بس قصر سے
راہ لذت نز درون دان نی برون ۔ ابلہی دان جستن از قصر و حصون

گوشہ مسجد مین اک ہی مست و شاد ۔ دوسرا گلشن مین ترش و بے مراد
آن یکی در کنج مسجد مست و شاد ۔ وان دگر در باغ ترش و بیمراد

کچھ نہین ہی قصر ویران تن کو کر ۔ گنج ویرانہ مین ہوتا ہی پسر
قصر چیزے نیست ویران کن بدن ۔ گنج در ویرانہ است ای میر من

تو نہ یہ دیکھے کہ جب پیوین شراب ۔ اوسگھڑی ہو مست و خوش جب ہو خراب
آن نمی بینی کہ در بزم شراب ۔ مست آنگہ خوش شود کہ شد خراب

گرچہ ہے پر نقش خانہ کر خراب ۔ گنج ڈھونڈھ اور گنج سے دے اوسکو تاب
گرچہ پر نقش است خانہ بر کنش ۔ گنج جو در گنج آبادان کنش

خانہ پر نقش و تصویر و خیال ۔ اور یہ صورت مانع گنج وصال
خانہ پر نقش و تصویر خیال ۔ وین صور چون پردہ بر گنج وصال

گنج کے تابش و پرتو زر کا ہے ۔ جوش دلمین جو خیالونکا اوٹھے
تابش گنجست و پرتوہای زر ۔ کاندرین سینہ ہمی جوشد صور

جان بے قیمت کی لطف و جوش سے ۔ تن ہوا ہی پردہ روے جان پہ
ہم ز لطف و جوش جان با ثمن ۔ پردہ بر روی جان شد شخص تن

جیسے لطف و عکس آب صاف سے ۔ کف ہوا ہی پردہ روے آب پے
ہم ز لطف و عکس آب با شرف ۔ پردہ شد بر روی آب اجزای کف

پیر مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھے ۔ کہ وہ ہمسے ہی جو گذرے ہم دیکھے
پس مثل بشنو کہ در افواہ خاست ۔ کانچہ بر ما میرود آنہم ز ماست

اس حجب سے تشنگان کف پرست ۔ آب صافی سے پڑے ہین دور دست
زین حجاب این تشنگان کف پرست ۔ ز آب صافی اوفتادہ دور دست

آفتابا تجھسا با قبلہ و امام ۔ شب پرستی و خفاشی ہمکو تمام
آفتابا با چو تو قبلہ و امام ۔ شب پرستی و خفاشی میکنم

ان خفاشونکو اوڑا تو اپنی سو ۔ اس خفاشی سے خریدار اونکو تو
سوی خود کن این خفاشان را مطار ۔ زین خفاشی شان بخر ای مستجار

یہ جوان گمراہ ہی اوس جرم سے ۔ مت پکڑ تو اوس سے [illegible]
این جوان زان جرم ضالست و مغیر ۔ کو مرا گیرفت و تو او را اسیر

یہ عماد الملک مین افکار تھے ۔ جوش زن جون شیر اندر بیشہ کے
در عماد الملک این اندیشہا ۔ گشتہ جوشان چون اسد در بیشہا

شہ کے آگے وہ کھڑا تھا ظاہرا ۔ جان اوسکی قدس مین تھی پر بہار
ایستادہ پیش سلطان ظاہرش ۔ در ریاض قدس جان طاہرش

وہ ملایک سا با تسلیم الست ۔ شہ سے ہوتا تھا ہر دم تازہ مست
چون ملایک او بتسلیم الست ۔ ہر دمی می شد بشہ تازہ مست

باطنا پر شور و پر غم ظاہرا ۔ جون لحد تن مین ہی خوش عالم بھرا
اندرون پر شور و بیرون پر غمی ۔ در تن ہمچون لحد خوش عالمے

تھا اسی حیرت مین اوسکو انتظار ۔ غیب سے کیا بھید ہووے آشکار
واندرین حیرت بد و در انتظار ۔ تا چہ پیدا آید از غیب سرار

سامنے خوارزم شہ کے اسپ کو ۔ وہ سپاہی لائے اوس بزم تند خو
اسپ را اندر کشیدند آنزمان ۔ در بر خوارزم شاہ اسپہیان

باخدا اس چرخ کے نیچے نہ تھا ۔ ایسا گھوڑا تیز رو اور خوشنما
الحق اندر زیر این چرخ کبود ۔ آنچنان اسپی بنقد و تگ نبود

محو کرتا اسکا رنگ ہر دیدہ کو ۔ مرحبا اوس برق مہ زائیدہ کو
میبرد رنگش او ہر دیدہ را ۔ مرحبا آن برق مہ زائیدہ را

جون عطارد اور مہ کے تیز رو ۔ گویا صرصر گھاس تھی اوسکی نہ جو
ہمچو ماہ و چون عطارد تیز رو ۔ گوئیا صرصر علف بودش نہ جو

ایک شب میں ماہ عرصہ چرخ کو / طی کرے ہے سیر میں پھر جلکے دو
طی کرے جو شب میں سب برج سما / پھر کسلیے منکر ہے تو معراج کا
ہو وہ جون سو مہ عجب در یتیم / کہ جدا ہو اک اشارے سے دو نیم
وہ عجب شق القمر میں جو دکھا / بھی نسبت بر فہم حس خلق تھا
کار و بار مرسلین و انبیا / ہے فلک انجم سے باہر اور سوا
تو بھی سو افلاک سے باہر ہو یا / اور دیکھ اوسوقت تو وہ کاروبار
مثل جوجہ تو ہے بیضہ میں چھپا / کب سنے تسبیح مرغان ہوا
معجزون کی شرح کب ہو اس جگھا / اسپ در سلطان کا کہہ تو ماجرا
جیسے چمکا شمس لطف اللہ کا / اسپ سگ ہی کہف کا رتبہ بلا
تاب لطف اوسکی کو تو یکسان جان / لعل و پتھر کو دیا اوسنے نشان
اوس سے ہے بس لعل جاذب نور کا / سنگ کو گرمی و تابانی ذرا
پڑتا ہے دیوار پر جو آفتاب / نے ہے دیسا جو دکھے ہے زیر آب

ماه عرصهٔ آسمان را در شبی / سیر دانذر سیر و مذهبی
چون بیک شب مه برد ابراج را / از چه منکر میشوی معراج را
صد چو ماه است آن عجب در یتیم / که بیک ایمای او مه شد دو نیم
آن عجب کو در شگافت مه نمود / هم بقدر فهم حس خلق بود
کار و بار انبیا و مرسلین / هست از افلاک و اخترها برون
تو برون شو هم ز افلاک و وا / و آنگهی نظاره کن آن کار و بار
در میان بیضهٔ چون فرجها / نشنوی تسبیح مرغان هوا
معجزات اینجا نخواهد شرح گشت / اسپ و سلطان گوی و حال سرگذشت
آفتاب لطف حق بر هر چه تافت / از سگ و از اسپ فر کهف یافت
تاب لطفش را تو یکسان هم بدان / سنگ را و لعل را داد او نشان
لعل را زان هست نور مقتبس / سنگ را گرمی و تابانی و بس
آنکه بر دیوار افتد آفتاب / آنچنان نبود که در آبی اضطراب

رجوع طرف حکایت سلطان و اسپ و عماد الملک کے و پشیمان ہونا بادشاہ کا

شاہ حیران اوس سے دم بھر جو ہوا / منھ عماد الملک کیجانب کیا
کہا کہ اخی یہ اسپ از بس پاک ہے / یہ بہشتی ہے نہیں اس خاک سے
پس عماد الملک بولا ای خدیو / ہو فرشتہ تیری رغبت سے بھی دیو
جو تری مد نظر ہو وہ ہے نیک / یہ ہے رعنا اسپ بہتر ہے لیکیا
ہو جو دیکھے میں ناقص اسکا سر / مثل بیل اسکا ہے سر اسکو دادگر
دلمیں یہ خوارزم شہ کے جمگیا / اسپ خوار اوسکی نظر میں ہوگیا
جو غرض دلالہ ہوا اور وصف کو / تین گز کھادی ہے یوسف یا تو
جبکہ ہنگام فراق جان ہو / دیو دلالہ ہے ایمان ہو
بیچے بس ایمان کو ابلہ شتاب / جان کنی میں بہر اک ابریق آب
وہ خیال اک ہو نہیں ابریق ہو / جز بلا ہو قصد سے دلال کو

رجوع به حکایت سلطان و اسپ و پشیمان کردن

چون همی حیران شد از وی شاه فرد / روی تا سوی عماد الملک کرد
کای اخی بس خوب اسپ است این / از بهشت است این مگر نی از زمین
پس عماد الملک گفتش ای خدیو / چون فرشته گردد از میل تو دیو
در نظر آنچه آوری گردد نکو / بس کش و رعناست این اسپ لیک
هست ناقص این سر اندر پیکرش / چون سر گاو است گویی آن سرش
در دل خوارزمشه این کار کرد / اسپ را در منظر او خوار کرد
چون غرض دلاله گشت و وصف / از سه گز کرباس یابی یوسفی
چونکه هنگام فراق جان شود / دیو دلاله در ایمان شود
پس فروشد ابله ایمان شتاب / اندر آن تنگی بیک ابریق آب
و آن خیالی باشد و ابریق نی / قصد آن دلاله خود تخریق نی

انسان کو وہم جاتا ہے وہ شکل سے دور ہوتا ہے فافہم

اسکو بھی تو تندرست ہی اور بحال
بیچتا ہر دم ہے زر کان تو
اوس مرض کے درمیان تا اجل
تو خیال اندیشائے شکل کو
مدرسا آغاز سے ہر وہ خیال
گر تو انجام اوسکا اول دیکھ لے
جوز پوسیدہ ہی دنیا جان لے
دیکھا شہ نے اسپ چشم حال سے
چشم ظاہر شاہ کو دو گز دکھا
تا عجب سرمہ ہے وہ حق دی جسے
چشم سید جو کہ تھی انجام بے
اسلیے اک عیب سکا جو سنا
چشم اپنی چھوڑ دی اوسکی چشم لی
یہ بہانہ تھا کہ اوس خلاق نے
باندھا اور اوس حسن کے پیش نظر
چشم شہ پردہ سخن پردہ بنا
ایسے بانی کے بنائے قلعہ کو
قال بانگ رہے قصر را مے
بانگ در محسوس در حس سے برون
چنگ حکمت جو ہوا بس خوش نوا
جو جدا ہوتا ہے بانگ قول بد
بانگ در سن در جو تجھے ورنہ ہے
جو کہ تو دیکھے کہ نیکی تو کرے
جو فساد اور جرم پیدا تجھسے ہو
دیدنا کس سے نہ چھوڑا اپنی تو دید

صدق کو دیتا ہی تو بہر خیال
شل کو دکھلے ہی تو افروختہ کو
سے نے ہونا در گر یہ ہو تیرا اجل
تو نے جب جون جوز پوسیدہ ہو دو
لیکن آخر بین ہو وہ شل ہلال
بس تو فارغ ہو اوسکے مکر سے
آزما کم دیکھ اوسے تو دور سے
چشم آخر سے عماد الملک نے
چشم آخر بین کو بس سو گز دکھا
تجھسے سو پردوں کے جان وسکے و
جیفہ دنیا کو کہا اوس چشم نے
شاہ کا دل سر گھوڑے سے ہوا
ہوش اپنا چھوڑا بات اوسکی سنی
سر دل شہ کا کیا اوس عجز نے
یہ سخن تھا درمیان جون بانگ در
کرد کھے پردے سے اوسکو سیا
بس جہان غیب میں یا گفتگو
تا بلند اوس سے ہوا آواز سے
مبصرون یہ بانگ در لا مبصرون
تا عجب در باغ جنت سے کھلا
کھلتا ہی اک در عجب دوزخ سے خود
ای وہ اچھا جسکو وہ کھڑکی کھلے
بس حیات اور راحتوں پر تو پڑے
بس حیات اور ذوق اخفا مجھ سے ہو
کھینچین گدھ مردار لپید

این زمان که تو صحیح و فربهی
میفروشی هر زمانی زر کان
این زمان رنجوری روز اجل
در خیال صورتی جوشیده
هست از آغاز چون زان خیال
گر تو اول بنگری در آخرش
جوز پوسیده است دنیا ای امین
شاه دید آن اسپ را با چشم حال
چشم شه دو گز همی دید از لغز
تا چه سرمه است آنکه یزدان سرکشید
چشم سید چون بآخر بود جفت
زان یکی عیبش که بشنید او و
چشم خود بگذاشت چشم او گزید
این بهانه بود کان دیان فرد
در ببست از حسن او پیش نظر
پرده کرد آن نکته را بر چشم شه
پاک سبحانی که بر سازد حصون
بانگ در دان گفت از قصر اَ
بانگ محسوس در از حس برون
چنگ حکمت چونکه خوش آواز شد
بانگ گفت بد چو در دامی شود
بانگ در بشنو چو دوری از درش
چون تو می بینی که نیکی میکنی
چونکه تقصیر و فسادی میرود
دید خود بگذار از دید خسان

صدق را بهر خیالی میدهی
می ستانی همچو طفلان گردکان
نیست نادر گر بود اینت عمل
همچو جوزی وقت دق پوسیده
لیک آخر شد همچون هلال
فارغ آیی از فریب فاترش
امتحانش کم کن از دورش ببین
وان عماد الملک با چشم مآل
چشم آن پایان نگر پنجاه گز
کو ببیند صد پرده بینا جان شد
بس بدان دیده جهان را جیفه گفت
پس فسرد اندر دل او مهر اسپ
هوش خود بگذاشت قول او شنید
از نیاز آن بر دل شه درگرو
این سخن بد در میان چون بانگ در
که از آن پرده نماید سیه
در جهان غیب از گفت فسون
تا که بانگ در شنیدست آن یار از
مبصرون این بانگ در لا تبصرون
تا چه در از روضهٔ جنت باز شد
از سقر تا خود چه در دامی شود
ای خنک و را که واشد منظرش
بر حیات و راحتی بر میزنی
آن حیات و ذوق پنهان میشود
که بمردارت کشند این کرگسان

مثل نرگس کے تو آنکھیں بند کر / کہ عصا کھینچ اندھا ہین مین ای امیر
جو عصا کش تو نے ای ہمرہ لیا / دیکھ لو تجھ سے ہی تو اندھا سوا
مثل اندھون کے پکڑ حبل خدا / کر نہ رغبت امر و نہی کے بس سوا
حبل حق کیا ہے ہوا کا چھوڑنا / عاد کو صرصر ہوئی ہے یہ ہوا
قید مین مخلوق ہے از رہ ہوا / مرغ پر بستہ رہے از رہ ہوا
مچھلیان بھنتی ہین بس از رہ ہوا / بیحیا ہین عورتین از رہ ہوا
خشم شحنہ شعلہ نار از رہ ہوا / شکنجہ بند جفا خوف دار از رہ ہوا
جسم کے شحنہ کو دیکھا خاک پے / شحنۂ احکام جان بھی دیکھ لے
ہے شکنجہ غیب مین خود روح کا / تا نہ بھاگے ہے وہ اشکنجہ چھپا
جبکہ تو بھاگے دکھے اشکنجہ وہ / کیونکہ ضد سے ضد ہی ظاہر ہے ہو
آب تیرہ و چاہ مین پیدا ہے جو / لطف دشت و رنج چہ کیا جانے وہ
خوف حق سے چھوڑی جو تو نے ہوا / بادۂ تسنیم جنت ہو عطا
لا تطرق فی ہواک سلسبیل / من جناب الله نحو السلسبیل
لا تکن طوع الہوی مثل الحشیش / ان ظل العرش اولی من عریش
بولا سلطان اسپ کو واپس کرو / اور نجات اس مظلمہ سے مجکو دو
اس قدر دل مین کہا اوس شاہ نے / شیر کو سر بیل سے دھوکا نہ دے
درمیان لاتا ہے بیل از راہ کین / سینگ گھوڑے کے اگاتا حق نہین
ہین مناسب صنعت استاد ہی / بیل کا اعضا نہ گھوڑے پر رکھے
کی مناسب خلقت ان جسمون کی ہے / پھرنے والے محل بس پیدا کیے
اور ان محلون مین کی ہے تن [illegible] / سوے محوی کو نہرین ہین اردو
اور ان مین ایک عالم ہے بڑا / اندر ان خیمون کے جنگل ہین سوا
گہ دکھائے دیو تیرہ ماہ کو / گہ دکھائے باغ قعر سیاہ کو
قبض و بسط چشم و دل با ذو الجلال / دمبدم کرتا ہے جو سحر حلال
مصطفی نے حق سے چاہا اسلیے / نیک بد کی ہیئت دکھلا مجھے
انتہا تک جو کہ تو لوٹے ورق / نے پشیمانی سے ہو مجکو قلق

چشم چون نرگس فرو بندی چنین / که عصایم کش که کورم ای امین
وان عصا کش که گزیدی در سفر / بازبین کو هست از تو کورتر
دست کورانه بحبل الله زن / جز بامر و نهی یزدانی متن
چیست حبل الله رها کردن هوا / کاین هوا شد صرصری مر عاد را
خلق در زندان نشسته از هواست / مرغ را پرها ببسته از هواست
ماهی اندر تابهٔ گرم از هواست / رفته از مستوریان شرم از هواست
خشم شحنه شعلهٔ نار از هواست / چار میخ و هیبت دار از هواست
شحنهٔ اجسام دیدی بر زمین / شحنهٔ احکام جان را هم ببین
روح را در غیب خود اشکنجه‌هاست / لیک تا نجهی شکنجه در خفاست
چون رهیدی بینی اشکنجه مدام / زانکه ضد از ضد گردد آشکار
آنکه در چه زاد و در آب سیاه / او چه داند لطف دشت و رنج چاه
چون رها کردی هوا از بیم حق / در رسد سغراق از تسنیم حق
لا تطرق فی هواک سلسبیل / من جناب الله نحو السلسبیل
لا تکن طوع الهوی مثل الحشیش / ان ظل العرش اولی من عریش
گفت سلطان اسپ او [illegible] / زود تر زین مظلمه بازم خرید
با دل خود شه بفرمود این قدر / شیر را مفریب زین رأس البقر
پای گاو اندر میان آرد او / رو ندوزد حق بر اسپی شاخ گاو
بس مناسب صنعتست این شهره زاد / کی نهد بر جسم اسپ او عضو گاو
زان ابدان را مناسب ساخته است / قصرهای منتقل پرداخته است
در میان قصرها تخریبها / از کسی بیرون این مهریجها
وز درون شان عالمی بی منتها / در میان خرگهی چندین فضا
گه چو کابوسی نماید ماه را / که نماید روضه قعر چاه را
قبض و بسط چشم و دل از ذو الجلال / دمبدم چون میکند سحر حلال
زین سبب درخواست از حق مصطفی / زشت را زشت و حق را حق نما
تا بآخر چون بگردانی ورق / از پشیمانی نیفتم در قلق

جو عماد الملک نے حیلہ کیا — حاکم الحاکم سے نے وہ بتلا دیا
حیلہ محمود یہ ہے جان سے لے — تو ممیز اب نیک بد مین کر کے لے
مکر حق سرچشمہ ان مکرون کا ہے — قلب بین الاصبعین ایزد رکھے
تیرے دل مین مکر جو پیدا کرے — تا اوسی مین آتش لگا ناوہ سکے
بے نہایت آیا اب وہ ماجرا — جو غریب اوس گور خواجہ سے پھرا

مکر کہ کرد آن عماد الملک فرد — مالک الملکش بدان ارشاد کرد
حیلہ محمود این باشد ولیک — تو ممیز باش مر بد را ز نیک
مکر حق سرچشمۂ این مکرہاست — قلب بین الاصبعین کبریاست
آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس — آتشی تا مُنزدد اندر آن پلاس
بے نہایت آمد آن خوش سرگذشت — چون غریب از گور خواجہ بازگشت

لوٹنا طرف حکایت غریب قرضدار کے اور خواب دیکھنا ساعی کا

بازگشتن بحکایت غریب امدار و خواب دیدن پایمرد

بس اوسے ساعی گھر اپنے لیگیا — تو ترا سو دینار کا اوسکو دیا
بس کھلایا کھانا اور قصے کہے — سو طمع کے اوسکے دل مین گل کھلے
دیکھا بعد العسر یسرا اوسنے تھا جو — اوس مسافر سے کہا اوس حال کو
آدھی رات اوسکو تو کھانا مین گئی — خواب دیکھا اوسنے جان مین لیگئی
دیکھا ساعی نے ہمایون خواجہ کو — خواب مین شب کے جو سویا گھر مین وہ
بولا خواجہ ساعی سے اے خیر خواہ — جو کہا تو نے وہ سب علی شنا
حکم دینے کا جواب دے سکے نہ تھا — بے اشارہ کچھ نہ تجھسے کہہ سکا
جو چگون دہ چون سے مین واقف ہوا — مہر لب پر میرے رکھی ہے خدا
تا نہووے بھید ظاہر غیب کا — تا نہ برہم نظم عالم ہو بھلا
تا نہووے اوس سے واقف کوئی کس — تا جلے پردہ نہین دعوی کا بس
تا پھٹے پردہ نہ غفلت کا تمام — تا نہ رہے دیگ حکمت نیم خام
ز طبق سے غیب کا سرپوش اوٹھے — مدعی تا راز کو نے دیکھ لے
ہم ہین کل گوش اور بہر نقش گوش — ہم ہین کل نطق اور لیکن لب خموش
عین کل ہم بہر نقش عین ہے — عین کل ہم نے غبار و ابر کے
غرق ہم دریا مین قطرہ گرچہ ہین — شمس کل ہم ہین و ذرہ گرچہ ہین
بے حجاب در در آب صاف ہین — ہم ہین آزاد اس جہان پاک مین
جو دیا تھا ہمنے دیکھا اس زمان — یہ جہان بہتر و بدتر وہ جہان

پایمردش سوے خانہ خویش برد — وجہ صد دینار با او بسپرد
تو لش آورد و حکایتہاش گفت — کز امید اندر دلش صد گل شگفت
انچہ بعد العسر یسرا دیدہ بود — با غریب از قصۂ آن لب کشود
نیم شب بگذشت افسانہ کنان — خوابشان انداخت در مرعای جان
دید پامرد آن ہمایون خواجہ را — اندر آن شب خواب در صدر سرا
خواجہ گفت ای پایمرد با نمک — انچہ بگفتی شنیدم یک بیک
لیک پاسخ دادنم فرمان نبود — بی اشارت لب نیارستم گشود
ما چو واقف گشتہ ایم از چون و چند — مہر بر لبہاے ما بنہادہ اند
تا نگردد رازہای غیب فاش — تا نگردد منہدم نظم معاش
تا نگردد ہیچکس واقف بران — تا نسوزد پردۂ دعوی دران
تا ندرد پردۂ غفلت تمام — تا نماند دیگ حکمت نیم خام
بر نیفتد از طبق سرپوش غیب — تا نبیند دیدِ لی راعین زیب
ما ہمہ گوشیم کر شد نقش گوش — ما ہمہ نطقیم اما لب خموش
ما ہمہ عینیم کر شد نقش عین — بل ہمہ عینیم ما بی میغ و غین
غرق دریاییم گرچہ قطرہ ایم — جملگی شمسیم گرچہ ذرہ ایم
بے حجاب ذرہ کل آبیم صاف — در جہان جاودان گشتہ معاف
ہر چہ ما دادیم دیدیم این زمان — کاین جہان غیبت و شین ست آن جہان

روز بونیکا ہی کھیتی کے لیے کاٹنے کا یہ درانتی کا ہی وقت	خاک اندر تخم ریزی کے لیے اور آیا پیداواری کا ہی وقت	روز کشتن روز پنہان کردنست وقت بدرودن گہ منجل زدن	تخم در خاکی پریشان کردنست وقت اظہار آمد و پیدا شدن

کہنا خواجہ کا جواب میں اوس ساعی قرضدار غریب کو کہ تبریز میں آیا تھا اور بتا دینا جا دفن مال کو اور کہلا بھیجنا وارثوں کو ہرگز اسمیں سے نہ لیں

گفتن خواجہ در جواب بآن پا میرد وجوہ دام آن دوست راکہ بہ تبریز آمدہ بود ونشان دادن جای دفن آن سیم را وپیغام بہ وارثان کہ البتہ ازان ہیچ باز نگیرند

سن تو اب مہمان تو کے راز کو
بھی سنی تھی اوسکے قرضہ کی خبر
کردیا اوسکے قرض کو وہ کر کر
وہ قرض کہتا ہے زر سے نو ہزار
باقی لائے اپنے خرچہ میں ہے
چاہا میں نے دیون اپنی ہاتھ سے
ذا جل نے مجکو مہلت دی کہ تا
لعل و یاقوت اوسکے قرضہ کیلیے
اور فلانے طاق میں گاڑا اور
جانے قیمت اوسکی ذخر شاہ کے
خوف کھوئے بیچ میں کر تو یار
کھوٹے پن سے ست تو گر بیچا
وارثوں کو میرے تو کہنا سلام
جانہ زیادہ مال سے حیران ہیں
گرکے وہ میں نہیں لیتا سوا

جانتا تھا میں کہ بس آئیگا وہ
رکھے دو تین اوسکی خاطر تھے گہر
تا مرا محروم مہمان سے نہ پھیر
بعض سے کرلے ادا قرضہ دیا
اور دعا میں دکر سے شامل مجھے
اور فلان دفتر میں لکھا ہے او
میں وہ خفیہ گوہر اوسکو بتا
ایک کلیا پر لکھا نام اوسکا ہے
میں نے غم کھایا ہے اوسکا قبل سے
سی کر بیع میں نقصان ہے تجھی
جو بنی سے تین دن ہیں اختیار
کہ جلن اسکا نہ کمتر ہوئیگا
اور بیان کرنا وصیت کا پیام
بے مال آگے مہمان سے کہیں
کہہ دوے اور جسکو چاہے کر عطا

بشنو اکنون راز مہمان جستہ پیر
ہم شنیدہ بودم از وامش خبر
کردہ ای دام او ہست آن شیئیا
وام دار داز ذہب و نہ ہزار
فضلہ یا مذ زان لبی گو خرج کن
خواستم تا آن بدست خود دہم
خود اجل مہلت بدادم تا کہ من
لعل و یاقوت بہر وام او
در فلان طاقیش نہ خوں کہ دام
قیمت آن می نداند جز ملوک
در مبیع آن کن تو از خوف غرار
از کساد آن مترس در سیفت
وارثانم را سلام من بگوی
تا ز بسیاری آن زر نشکنند
در بگوید او نخواہم من قرم

من ہمی دیدم کہ او خواہد رسید
بستہ بہر او دو سہ پارہ گہر
تا کہ ضیقم و اگر دو سینہ ریش
وام را از بعض او گو و اگر دار
در دعاگوئی مرا ہم درج کن
در فلان دفتر نوشتہ است ان رقم
حقیہ بسیارم بہ در عدن
در غنوری و نوشتہ نام او
من غم آن پار بیشین خوردہ ام
فاجہد بالبیع ان لم تجد عوک
کہ رسول آموخت سہ روز اختیار
کہ رواج آن نخواہد ہیچ خفت
دین وصیت را بیان کن مو بمو
بی گرانی پیش آن مہمان نہند
گو بگیر د ہر کرا خواہے بدہ

جو دیا بیٹے نہ واپس لون ذرا
قے کا کھانے والا مثل سگ ہے ہوا
دو برس سے رکھا وہ اوسکے لیے
اور گر پھینکے وہ اوس زر کو نہ تو
جو کوئی آئے وہان اوس زر کو لے
گر وہ لینا کہین اوس سے روا
گرمی جان کو وہ کچھ تکلیف دین
مین کہون امید حق سے اے نکو
پائے مطلب اوسنے اور دو دوسرے
تا وہ دو مطلب ہین پوشیدہ راز
خواب سے جلکی بجا تا وہ اوٹھا
بولا مہمان تجکو کیا سودا ہوا
خواب مین کیا شے کو دیکھا ہے انکو
دیکھی خواب ہند میرے فیل نے
بولا سوداکی بھری دیکھی ہے خواب
خواجہ بیدار دیکھا خواب مین
خواب مین خواجہ کو دیکھا ہے اعلا
خواب مین دیکھا وہ خواجہ با سخا
مست و بیخود گنتا تھا وہ ایسی
وہ دراز اب گھر کے اندر تھا گرا
ہوش مین آ بولا اے بحر خوشی
خواب سا مین نبس کہے بیداری کو تو
فقر مین پنہان کرے تو نعمتی
ضد کے اندر ضد ہی پنہان و خفی
آتش نمرود مین اک باغ ہے

شہرستان مین کہین واپس گیا
صدقہ واپس لے بقول مصطفے
وہ نذر بیٹے کرے اللہ سے
کہہ وہ بخشش اوسکے سر پہ ڈال تو
تحفہ بس نیکون کا کب واپس پھیر
بس حصے اوسکا نقصان ہوا
اوپر سو درد وا از محنت کے کھلیں
گر وہ بس پہونچا مین حق حقد کو
لب نہین کھولون ہین اوسکا ذکر
بھی بہوے مثنوی اوس بس دراز
گاہ غزلین پڑہتا گہ گریہ کنا
ساعیا تو مست اور خوش ہو اوٹھا
شہر و جنگل مین سماتا ہے نہ تو
جو کہ بھاگا حلقۂ احباب سے
دیکھا مینے نصف شب مین آفتاب
اوسنے جان دی یہ داوس تا یاب مین
جان سونپی اوسنے بہر کبریا
تھا ہزار اک وہ بحکم کبریا
تا کہ مستی عقل اوسکی لے گئی
خلق انبہ گرد اوسکے تھی سوا
اے تو رکھے ہوش اندر بیہشی
عاشقی مین رکھے معشوقی کو تو
طوق دولت فقر مین باندھے خفی
آگ اندر آب سوزان کے بھری
ہوئی سوا آمد عطا و خرج سے

زانچه دادم بازستانم فقیر
گشته باشد همچو سگ قی را اکول
بهر او بنهاده ام آن زر دو سال
در ببندد در نیاید آن زرش
هر که آنجا بگذرد زر می برد
در روا دارند چیزی زان تمام
گر روان من بپذرد لانه زدد
از خدا امید وارم ای ابلق
دو قضیه دیگر او را دست داد
تا بماند دو قضیه سر دراز
بر جهید از خواب نعره زنان
گفت مهمان در چه سودا استی
تا چه دیدی خواب دوش ای بوالعلا
خواب دیده فیل تو هندوستان
گفت سوداناک خوابی دیده ام
خواب دیدم خواجه بیدار را
خواجه را دیدم بخواب ای بوالعلا
خواب دیدم خواجه معطی دلی
مست و بیخود این چنین بر می شمرد
در میان خانه افتاد او دراز
با خود آمد گفت ای بحر خوشی
خواب در بنهاده بیداری ای
منعمی پنهان کنی در ظل فقر
ضد اندر ضد پنهان مندرج
روضه در آتش نمرود درج

سوی پستان باز ناید هیچ شیر
منتهی صدقه از قول رسول
کرده ام من نذرها با ذو الجلال
کو بریزد آن عطا از بر سرش
نیست هدیه مخلصان را برد
بیت چندان خود ازیشان بر شمر
صد در محنت بر ایشان برگشود
که رساند حق را با ستیز
لب کرا و نخواهم برگشاد
هم نگردد مثنوی چندین دراز
گه غزل خوانان و گه نوحه کنان
پا ... دست و خوش برجاستی
که نگنجی تو در شهر و فلا
که رمیدستی ز حلقه دوستان
در دل شب آفتابی دیده ام
آن سپرده جان بی دیدار را
آن سپرده جان براه کبریا
واحد کالالف از امر حق
تا که مستی عقل و هوشش را ببرد
خلق انبه گرد او آمد فراز
ای نهاده هوشها در بیهشی
بسته در بیدلی دلداری
طوق دولت بندی اندر غل فقر
آتش اندر آب سوزان مندمج
دخلها رویان شده از بذل و خرج

تاکہ بولے مصطفےٰ شاہ نجاح
ما نقص مال من الصدقات قط
مال کی ہے زیادتی اندر زکوٰۃ
پاسبان کیسہ کی ہے تیری زکوٰۃ
میوہ شیرین خفیہ شاخ و برگ میں
گندگی اک رہ سے قوتِ خاک ہے
اور عدم میں اخفا اک موجود ہے
سنگ و آہن گرچہ باہر سے سیاہ
اور ہزاروں خوف میں ہے اک کمی
گاؤ تن میں ایک شہزادہ ہے تو
تاکہ گدھا بوڑھا نہ لیوے وہ نفیس

السماح یا اولی النعم رباح
انما الخیرات نعم المرتبط
باکہ دے کمشار شکر کو صلوٰۃ
اشیان ہے گرز سے تیری صلوٰۃ
زندگی جاوید کی ہے مرگ میں
اوس غذا سے میوہ تازہ خاک سے
خلقتِ ساجد میں اک مسجود ہے
لیک اندر سے رکھے شمع ضیا
چشم کی سیاہی میں ہے بس روشنی
گنج ویرانہ میں اک رکھا ہے تو
گاؤ دیکھے شہ نہیں یعنی بلیس

تا بگفتہ مصطفےٰ شاہ نجاح
ما نقص مال من الصدقات قط
جوشش و افزونی زر در زکوٰۃ
آن زکوٰت کیسہ ات را پاسبان
میوۂ شیرین نہان در شاخ و برگ
زبل گشتہ قوت خاک از شیوۂ
در عدم پنہان شدہ موجودیے
آہن و سنگ از برونش مظلمی
درج در خونی ہزاران اسپیٔ
اندرون گاوتن شہزادۂ
تا خرے پیری گریزد زان نفیس

السماح یا اولی النعم رباح
انما الخیرات نعم المرتبط
عصمت از محشا و منکر در صلوٰۃ
دان علامت ہم ز کرگان شبان
زندگی جاودان از زیر مرگ
زان غذا را دہ زمین را میوۂ
در سرشت ساجدی مسجودیے
وز درون نوری و شمع عالمے
در سواد چشم چندین روشنی
گنج در ویرانہ بنہادۂ
گاو بیند شاہ نے یعنی بلیس

حکایت بادشاہ کی اور وصیت کرنا اپنے تینوں لڑکوں کو کہ اس ہمارے ملک کے سفر میں فلانی جا ایسی تدبیر کرو تم اور فلانی جگہ ایسا نائب قائم کرو تم اور فلانی قلعہ کیطرف نجاو اور گرد اوسکے ست پھرو

حکایت آن بادشاہ و وصیت کردن سہ پسر خود را کہ درین سفر در ممالک من فلان جا چنین ترتیب بنہید و فلان جا چنین نواب نصب کنید واما اللہ اللہ بہ فلان قلعہ مروید وگرد آن مگردید الیٰ آخرہ

ایک شہ تھا تین اوسکے تھے پسر
تھا وہ ہر اک دوسرے سے باہنر
آگے شہ کے شاہزادے تھے کھڑے
زرہ پوشیدہ با چشمہ پسر
باپ اوس چشمہ کا تھا فرزند سے

تینوں صاحب عقل و صاحب نظر
بس شجاعت اور سخاوت میں تھے سر
نور دیدہ شاہ مثلِ شمع کے
کھینچتا تھا آب وہ نخلِ پدر
جا ہے سوکھے باغ ماں اور باپ کے

بادشاہے بود او را سہ پسر
ہر یکے از دیگرے استودہ تر
پیش شہ شہزادگان استادہ ہم
از رہ پنہان زعینین پسر
تا ز فرزند آب این چشمہ شتاب

ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
در سخا و در وغا و کر و فر
قرۃ العینان شہ ہمچون سہ شمع
میکشید آبی نخیل آن پدر
سبز و سرسبز ریاض ام و اب

ہوتا تازہ باغ ہی یہاں باپ کا / اون کا چشمہ جاری اون دو توڑ تھا
جو کہ بیماری سے چشمہ ہو علیل / برگ ہون اور نخل کے خشک اور زرد
نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہرا / کہ شجر فرزند سے بے آب تھا
اے بہت کاریز پنہان ایسی ہی / متصل تم غافلوں کی جان کے
اے زمین و آسمان نے بس لیا / مایہ تاکہ تن ترا فربہ ہوا
تن چرایا ہے زمین کے جزو نے / پارہ پارہ کاٹا اوسکے زیر نے
اور زمین و آفتاب چرخ سے / پارہ دوزی کی ہے جسم و جان نے
تا تو جانے ہے کہ مفت اوسکو لیا / مجھسے یہ وہ پھر کوئی لیجا
سامان چوری کا نہووے پائدار / پر وہ لاوے چور کو نا پائدار
عاریت یہ ہے نکہ بیہودہ تو / جو لیا ہے چھوڑ دے سب چیز کو
جز نفخت کہ وہ آیا حق سے ہی / بیہودہ سب تو ہو تابع روح کے
بیہودہ کہتا ہون نسبت جان کی / نسبت صنعت نہ بیہودہ وہ ہے

تازه میباشد ریاض و مرج زمین / گشته جاری عین شان زان عین دین
چون شود چشمه ز بیماری علیل / خشک گردد برگ و شاخ آن نخیل
خشکی نخلش همی گوید پدید / که ز فرزندان شجر نم کشید
ای بسا کاریز پنهان همچنین / متصل با جان تان یا غافلین
ای کشیده ز آسمانها و زمین / مایه‌ها تا گشته جسم تو سمین
تن ز اجزای زمین دزدیده / پایه پایه زیر آن بسپرده
از زمین و آفتاب آسمان / پاره پاره دوختی بر جسم جان
تا تو پنداری که بردی رایگان / باز بستانند از تو این و آن
ناله دزدیده منو پای دار / لیک آرد دزد را تا پای دار
عاریه است این کم همی باید فشاند / کانچه بگرفتی همه باید گذاشت
جز نفخت کان ز وهاب آمده است / روح را باش آن دگرها بیهده است
بیهده نسبت بجان میگویمش / نی بنسبت با صنیع محکمش

مدد چاہتا عارف کا سرچشمۂ حیات ابدی سے اور مستغنی ہونا مدد و نہد یہ چشموں سے کہ علامت ذالک التجافی عن دار الغرور کہ جو آدمی ان چشموں کی مدد پر اعتماد کرے طلب چشمۂ ابدی میں سست ہے جیسے کہ حکیم نے کہا ہے رباعی

بیان استمداد عارف از چشمۂ حیات ابدی و مستغنی شدن از استمداد و اجتذاب چشمهای بیرونی که علامة ذالک التجافی عن دار الغرور که آدمی چون بمددهای این چشمها اعتماد کند در طلب چشمۂ دائم سست شود چنانچه حکیم سنائی رباعی

کاریز تیری جان میں اب چاہئے / کہ نفع نہ عاریہ سے بس تو پائے
چشمہ اک آب کا گھر کے اندر / بہتر اوس جو کہ باہر سے آئے
حبذا کاریز جوہر شی کی ہے / تجکو فارغ کر دے اس کاریز سے

کاریز درون جان تو می باید / کز عاریه‌ها ترا درے نگشاید
یک چشمۂ آب از درون خانه / به زان جویکه از برون خانه
حبذا کاریز اصل چیزها / فارغت آرد ازین کاریزها

پس تو شربت کہاں سے خوش ہو گا
چشمہ روشن جو دل سی کر گر
ایک چشمہ آب کا گھر میں ہو جو
قرۃ العین آب گل سے ہو ترا
آب آئے قلعہ میں باہر سے جو
جبکہ دشمن گھیر لے اوس قلعہ کو
روک دے باہر کا پانی وہ سپاہ
اوسدم اک کھاری کنوان اندر جو ہو
کاٹی اسباب کو ہر فوج مرگ
نے جہان میں دے مدد ان کو بہار
نام شاکا سدا ہے دار الغرور
پہلے اوس سے سیہ چہا اولٹا دوڑتا
اور کرے کہ وقت نحوت کے بیان
جب سپاہ رنج روکے دم ترا
اس طرح شیطان کی حق نے مثال
کہ کہے کہ تجکو کہ حامی ہون ترا
مین مددون تجکو تیرے ساتھ ہون
میں سپر ہون ترا مین کہ خدنگ
جان فدا تجھپر کرون اندر نکو
غم کی سر لا او سکو مکر سے
قدم رکھا خندق میں گرا
تو کہ طمع تجھسے مین رکھون
ڈرا تو عدل سے اللہ کے
فاعل وہ دور نیکی سے ہوا
اور مفعول روز حشر کو

کم جو اوس سے ہو تا نا خوش رہے
تو غنی چشمہ چرانے سے رہے
بہتر اوس ہو سے کہ جو گھر میں ہو
ہوے اوس قرہ کی دردِ دل غذا
ہوے کثرت سے بوقت امن و
اور اونکے خون کے اندر غرق ہو
تا ہوے قلعہ کو اونسے پناہ
بہتر اوس جیحون سے باہر پڑون
جون خزان آتی ہی دل شاخ و برگ
جان کے اندر جو بہار و یار
کہ بیٹے پیچھے ہر دو لوم العبور
کہ میں تیرا دردون نے تجھ لیا
رنج رس کے دور تجھسے ہو میان
خود کہین کہ تو ہین تجاکب و کھا
کہ تجھے حیلے سے لادیا قتال
اندا آفا تون کے اور اندر بلا
اور خطر مین تیرے آگے مین چلون
اور رہون مخلص ترا مین وقت جنگ
تو ہے رستم شیر مردانہ ہو
گرن وہ مکر و دغا کی جو کہ ہے
اونے قہقہہ مارکر ہنسکر کہا
دے کے جا تجھسے مین بیزار ہون
مین ڈرون تو طمع مجھسے مت رکھ
تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھوٹا
رو سیہ اور سنگسار آخر کو ہو

تو ز مسند بشوع شربت سے کشتی
چون بجوشد از درون چشمہ سنی
چشمۂ آبی درون خانہ
قرۃ العینت چو زاب و گل بود
قلعہ را چون آب آید از برون
چونکہ دشمن گرد آن حلقہ کند
آب بیرون را ببندد آن سپاہ
آن زمان یک چاہ شوری از درون
قاطع الاسباب لشکرہای مرگ
در جہان نبود مدد شان از بہار
زان لقب شد خاک را دار الغرور
پیش ازان از رست در پیچ و دیدہ
در گریزی مر ترا وقت عنان
چون سپاہ رنج آمد بست دم
حق بی شیطان بد بنیان نزد مثل
کہ ترا گوید کہ من پشتم ترا
مر ترا یاری دہم من با توام
اسپرت باشم گہ تیر خدنگ
جان فدای تو کنم در انتعاش
سوی کفرش آرد زین عشوہا
چون قدم بنہاد و در خندق فتاد
بین بیا من طمعہا دارم ز تو
کو نترسیدی ز عدل کردگار
گفت حق کہ او جدا گشت از بہی
فاعل و مفعول در روز شمار

ہر چہ زان صد کم شود کاہد خوشی
ز استراق چشمہا گردد غنی
بہ ز رودی کان نہ درکا شانہ
را تبہ این قطرہ در دل بود
در زمان امن باشد بر فزون
تا کہ اندر خون شان غرقہ کند
تا نباشد قلعہ را زانہا پناہ
بہ ز صد جیحون شیرین از برون
ہمچو دی آمد بہ قطع شاخ و برگ
جز مگر در جان بہار و دیار
کہ کشد پایش بہ یوم العبور
کہ ببینم درد تو چیزی نخسپید
دور از تو رنج دہ کہ در میان
خود ہمیگوید ترا من دیدہ ام
کہ ترا در رزم آرد با حیل
در بلا و در جفا و در عنا
در خطرہا پیش تو من میدوم
مخلصت باشم ہم اندر وقت جنگ
رستمی شیری بلا مردانہ باش
آن جوال خدعہ و مکر و دغا
او بقہقہہ خندہ لب را برکشاد
گویدش رو رو کہ بیزارم ز تو
من ہمی ترسم تو دست از من بدار
تو بدین تزویر باہم کی رہی
رو سیاہ شد و حریف سنگسار

رہزن اور گمرہ خدا کے حکم سے ہجر کے چہ میں و آفت میں پڑے
احمق و مکار کہ باہم ملے صبر فرقت سے انھیں بس چاہیے
بھی خرو خرد الہ یاں پہ ہیں پھنسے یاں ہے عاقل اور وہاں آفل بھی
بس سوا اوسکے کہ چھوٹی اوس سے ہیں وہ خزاں سے ہیں بہار فصل میں
وہ کریں توبہ خدا توبہ پذیر حکم اوسکا لیویں وہ نعم الامیر
جو پشیمانی سے روتا ہی ہے عرش لرزاں اونکی آہ جرم سے
ایسا کانپے جیسے ماں اولاد پے ہاتھ پکڑ مارے آسمان پر کھینچ لے
کاے تکر سے یقین حق نے لیا اب ہی باغ فضل و اب ہی کبریا
وجد اسکے تمکو رزق ہوا ابھی خواہش اپنی سے ہو ہو عارضی
رشک دریا نے و سیاوں پر کیا تشنہ کو ہمیشک جوں ماہی کھا
قصہ شہزادوں کا لا تو سامنے کہ یہ باہر بات ہے امکان سے

هر ره و رهزن یقین در حکم او در چه بعد و رئیس الممهاد
گول آغول اگور افریفت از خلاص خود مبادا بشگفت
هم خرو خرگیر اخیبا در گلند تا فلند اینجا و آنجا آفلند
جز کسانی را که واگردد از آن در بهار فضل آیند از خزان
توبه آرند و خدا توبه پذیر امر او گیرند و او نعم الامیر
چون برآرند از پشیمانی حنین عرش لرزان از انین المذنبین
آنچنان لرزد که مادر بر ولد دست شان گیرد به بالا می‌کشد
کای خداتان واخریده از غرور نک ریاض فضل و نک رب غفور
بعد ازینتان برگ و رزق جاودان از هوای خود لب و ترنا و دوان
چونکه دریا بر سبو پا کرد رشک تشنه چون ماهی تبرک تشنگی
قصه شهزادگان آور به پیش کاین حدیث از حد امکانست بیش

روانہ ہونا شہزادوں کا اپنے باپ کے ملک میں بعد رخصت کے اور نگاہ رکھنا بادشاہ کا وصیت اپنی کو وقت رخصت کے

روان شدن شهزادگان در ممالک پدر بعد از وداع و اجازت کردن شاه وقت وداع وصیت جو درا

تینوں لڑکوں نے کیا عزم سفر سیر کرنے کو سوے ملک پدر
وو وہ شہروں کا و قلعوں کا کیا از رہ تدبیر ملک بادشاہی
وقت جانیکے اجازت شہ سے لی دیکھا عازم جو اجازت اونکو دی
وقت رخصت ہاتھ چوما شاہ کا پس وصیتیں اوس شاہ نے کیا
دل تمہارا چاہے جس جا تم پھرو فی امان اللہ تم سیریں کرو
غیر قلعہ نام جسکا ہش ربا تنگ کر کے تاجداروں پر قبا
زینہار اوس قلعہ پر تصویر ہے دور رہنا ڈرنا آفت سے ولے
آگے پیچھے اوسمیں اور ادہر تلے جملہ تصویر اور نگار و نقش ہے
جیسے وہ حجرہ زلیخا پر صور اوس سے بچنا تا کرے یوسف نظر

عزم ره کردند آن هر سه پسر سوی املاک پدر رسم سفر
در طواف شهرها و قلعه‌هاش از ره تدبیر دیوان و معاش
خواستند از شه اجازت گاه عزم داد اجازت شان چو نیت بد جزم
دست بوس شاه کردند و وداع پس بدیشان گفت آن شاه مطاع
هر کجاتان دل کشد عازم شوید فی امان الله دست افشان روید
غیر آن قلعه که نامش هش ربا تنگ آرد بر کله‌داران قبا
الله الله زان دژ ذات الصور دور باشید و بترسید از خطر
روی و پشت برجهاش و سقف و پست جمله تمثال و نگار و صورت است
همچو آن حجره زلیخا پر صور تا کند یوسف به ناگاهش نظر

جو کہ یوسف اوسکی سو تھا دیکھتا — اپنی تصویروں سے وہ گھر بھر گیا
چونکه یوسف سوی او می بنگرید — خانه را پر نقش خود کرد آن مجید

تاکہ دیکھے ہر طرف وہ خوش عذار — اوسکے منہ کو دیکھے وہ بے اختیار
تا بهر سو بنگرد آن خوش عذار — روی او را بیند او بی اختیار

چشم بینا کے لیے حق نے کیا — شش جہت کو مظہر ذات خدا
بهر دیده روشنان یزدان فرد — شش جهت را مظهر آیات کرد

دیکھیں تا وہ ہر منہ حیوان ہیں — باغ حسن کبریائی سے چریں
تا بهر حیوان نامی که نگرند — از ریاض حسن ربانی چرند

اس لیے فرمایا اوسنے شاہ کو — حیث ولیتم فثم وجهه
بهر آن فرمود با آن اسپه او — حیث ولیتم فثم وجهه

گر پیے پانی پیالہ جام سے — اندر اوس پانی کے اوسکو حق دکھے
از قدح گر در عطش آبی خورند — در درون آب حق را ناظرند

جو نہ عاشق ہو وہ پانی میں نگر — صورت اپنی دیکھے ای صاحب نظر
آنکه عاشق نیست او در آب در — صورت خود بیند ای صاحب نظر

صورت عاشق کی جو فانی ہوئی — کسکو دیکھے آب میں اب تم کہو
صورت عاشق چو فانی شد درو — پس در آب اکنون که را بیند بگو

حسن حق دیکھیں ہیں اندر روی حور — جیسے مہ پانی میں با صنع غیور
حسن حق بینند اندر روی حور — همچو مه در آب از صنع غیور

غیرت اوسکی عاشق و صادق پہ ہے — غیرت اوسکی جانور دیو پہ [illegible]
غیرتش بر عاشق و بر صادقیست — غیرتش بر دیو و بر استور نیست

دیو گر عاشق ہو جیت اسکو ملے — جبرئیلی پاہے وہ دیوی مرے
دیو اگر عاشق شود هم گوی برد — جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد

اسلم الشیطان ہوا یاں پر پدید — کہ یزید آیا کرم سے بایزید
اسلم الشیطان آنجا شد پدید — که یزیدی شد ز فضلش بایزید

بات یہ لمبی نہایت ہے اے گروہ — تم نظر رکھو سوئے قلعہ وجوہ
این سخن پایان ندارد ای گروه — هین نگه دارید زان قلعه وجوه

کہ ہوس تم کو کہیں مبادا … — اور شقاوت میں سدا …
هین مبادا که هوستان ره زند — که فتید اندر شقاوت تا ابد

فرض پرہیز آیا بارہ خطر — سن تو مجھ سے یہ حدیث بے غرض
از خطر پرهیز آمد مفترض — بشنوید از من حدیث بی غرض

عقل میری ڈھونڈنے میں تیز … — اور بلا آفت سے ہے پرہیز خوب
در فرج جوئی بهم سر تیز به — از کمینگاه بلا پرهیز به

گر نہ کہتا وہ پدر اس بات کو — ورنہ کرتا منع گر اس قلعہ سے تو
گر نگفتی این سخن را آن پدر — ور نمی فرمود زان قلعه حذر

خود نہ سوئے قلعہ جاتا اونکا سیل — خود نہ ہوتا اوسکی جانب انکا میل
خود بدان قلعه نمی شد خیلشان — خود نمی افتاد آن سو میلشان

کہ نہ تھا مشہور وہ مہجور تھا — اور قلعوں سے وہ رہ سے دور تھا
کان بد معروف و پس مهجور بود — از قلاع و از مناهج دور بود

جو کیا منع دل و دل تھا پھنس گیا — اور ہوس میں صورتوں کے …
چونکه کرد او منع دلشان زان نشاق — در هوس افتاد و در کوی خیال

رغبت انکی دلمیں ہوئی اس منع سے — بھید اوسکا ڈھونڈھنا پھر چاہیے
رغبتی زان منع در دلشان برست — که بباید سر آن را باز جست

ہے وہ کیا ممنوع سے ہو ممتنع — جو کہ الانسان حریص ما منع
کیست کز ممنوع گردد ممتنع — چونکه الانسان حریص ما منع

اہل تقوے پر ہوئی نہی دشمنی — اہل خواہش پر وہ تحریص ہوئی
نهی بر اهل تقی تبغیض شد — لیک بر اهل هوا تحریض شد

قوم اس تقوی پہ سے ہے کثیر — بھی ہے اس پہ ہدی …
پس ازین یغوی به قوما کثیر — هم ازین یهدی به قلب خبیر

کب کبوتر بھاگے گی نے سے بیا … — بل کبوتر بھاگے جو ہے ناسوا …
کی رمد از نی حمام آشنا — بل رمد از نی حمامات هوا

ہے کہ زیادہ کرتا ہوں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۱

پس کہا شہ سے اطاعت ہم کرین | اور سمعنا و اطعنا پہ چلین
منھ نہ پھیرین ہم ترے فرمان سے | کفر ہے غفلت ترے احسان سے
انشاء اللہ اور تسبیح خدا | اعتماد اپنے پہ اونسے تھا جدا
ذکر انشاء اللہ اور قصد حذا | مثنوی کی ابتدا مین ہے کہا
سو کتب ہین لیک جز اک باب نے | سو جہت کا قصد جز محراب نے
انتہا ان رستون کا خانہ ایک | سیکڑون خوشون کی جڑ ہے دانہ ایک
گونہ گونہ کھانے ہوتے ہین ہزار | ایک شے ہین جملہ اندر اعتبار
ایک سے جو تو ہوا سیراب تمام | سرد ہو دل مین ترے پنجہ طعام
چشم احول بھوک مین بس تو ہے یار | ایک کو دیکھا ہے تو نے سو ہزار
سنیے بیماری سے لونڈی کے کہا | اور کج فہمی اطباء سے کہا
کہ اطبا مثل اسپ بے لگام | غافل اس سوار سے تھے بس تمام
اونکا منھ پر زہر باز خم لگام | اونکا سم مجروح با تحویل کام
نے ہوے واقف ہماری پشت پے | اک سوار استاد اور ہشیار ہے
ہمکو سرگردان نہ رکھے یہ لگام | ہمکو پھیرے ہے سوار دوست کام
سوی بستان واسطے گل کے گئے | گل دکھا لیکن وہ تھا اک خار سے
نے کوئی ایسا کہ کھوے عقل سے | کون مارے لات میری حلق پے
وہ طبیب ایسے ہو بندے سبب | کہ ہوے مکر خدا مین محتجب
باندھے گر اصطبل مین تو گاؤ نر | پھر مقام گاؤ مین تو پائے خر
ہو گدھے پن سے تغافل خفتہ وار | کہ نہ ڈھونڈے کیا ہے یہ پوشیدہ کار
نے کہا خود یہ مبدل کون ہے | نے وہ پیدا آسمانی ہے دلے
پھینکا تو نے تیر تو سیدھی طرف | تیر کو دیکھا گیا اولٹی طرف
صید کرنے کو تو آہو کے گیا | صید تو نے خوک کا خود کو کیا
واسطے تو سود و نفع کے گیا | نے ملا سود اور زندان مین پڑا
دوسرون کے واسطے کھودا کوا | خود کو دیکھا اوس کوے مین پھنسا
بے مراد اندر سبب تجکو کیا | بدگمان تو کیون سبب سے نہ ہوا

پس بہ شہ گفتند خدمتہا کنیم | بر سمعنا و اطعنا ہا زنیم
رو نگردانیم از فرمان تو | کفر باشد غفلت از احسان تو
لیک استثنا و تسبیح خدا | ز اعتماد خود از ایشان شد جدا
ذکر استثنا و حزم ملتوی | گفتہ شد در ابتداے مثنوی
صد کتاب ار ہست جز یک باب نیست | صد جہت را قصد جز محراب نیست
این طرق را منتہی یک خانہ است | وین ہزاران سنبلہ یک دانہ است
گونہ گونہ خوردنیہا صد ہزار | جملہ یک چیز است اندر اعتبار
از یکے چون سیر گشتی تو تمام | سرد شد اندر دلت پنجہ طعام
در مجاعت پس تو احول دیدۂ | کہ یکے را صد ہزاران دیدۂ
گفتہ بودیم از سقام آن کنیز | وز طبیبان کژی تدبیر نیز
کان طبیبان ہمچو اسپ بے فسار | غافل و بے بہرہ بودند از سوار
کامشان پر زخم از قرع لگام | سمشان مجروح از تحویل گام
ناشدہ واقف کہ نک بر پشت ما | رائضی چست است استادی نما
نیست سرگردانی ما زین لجام | جز ز تصریف سوار دوستکام
ما پی گل سوی بستانہا شدہ | گل نمودہ لیک آن خاری بدہ
ہیچشان این نے کہ گویند از خرد | بر گلوے ما کہ میکوبد لگد
آن طبیبان آنچنان بندۂ سبب | گشتہ اند از مکر یزدان محتجب
گر ببندی در صطبلی گاو نر | باز یابی در مقام گاو خر
از خرے باشد تغافل خفتہ وار | کہ نجوئی تا کیست این خفتہ کار
خود نگفتہ کاین مبدل تا کیست | نیست پیدا او مگر افلاکی است
تیر سوی راست پرانیدۂ | سوی چپ رفتہ است تیرت دیدۂ
سوی آہوی بصیدی تاختے | خویش را تو صید خوکے ساختے
در پی سودے دویدہ بہر کبس | نارسیدہ سود افتادہ بحبس
چاہہا کندہ براے دیگران | خویش را دیدہ فتادہ اندران
در سبب چون بے مرادت کرد رب | پس چرا بدظن نگردی در سبب

ایک کرنے کسب سلطان ہوا	دوسرا اوس کسب عریان ہوا	آن کسی از کسب خاقان شده	دیگر آن زان مکسب عریان شده
اک ہوا کرنے نکاح سے مالدار	دوسرا اوس سے ہوا بس قرضدار	آن کسی از عقد زنان قارون شده	دیگرے از عقد زن مدیون شده
پس سبب کو جان تو جوں دم خر	یہ ہے بہتر اوسپہ تو تکیہ نکر	پس سبب گردان چو دم خر بود	تکیہ بر وی کم کنے بہتر بود
گر سبب بگڑے نہ تو اب ہو دلیر	کہ بہت آفت نہان اوسمیں ہے زیر	در سبب گیرے نگردے ہم دلیر	کہ بسی آفتہاش پنہانست زیر
انشاء اللہ کے لیے یہ حزم دور	کیونکہ خر کو زر دکھائے اس قدر	بہر استثناست این حزم وحذر	زانکہ خر را بز نماید این قدر
مشرکوں کو چشم اہل بدر میں	کم دکھایا تا نہ قدر اونکی گھٹین	مشرکان را در دو چشم اہل بدر	کم نمودہ تا ندارند ایچ قدر
آنکھ باندھی گرچہ وہ چربوز ہے	احولی سے اوسکو خر اک بز دکھے	آنکہ چشمش بست گرچہ گربز است	ز احولی اندر دو چشمش خربز است
پھیر دے وہ دل کو اور افکار کو	حق بصارت کا مقلب جسکہ ہو	او بگرداند دل و افکار را	چون مقلب حق بود ابصار را
چاہ کو دیکھے ہے تو خانہ شریف	دام کو دیکھے ہے تو دانہ لطیف	چاہ را تو خانہ بینے شریف	دام را تو دانہ بینے لطیف
سفسطہ یہ ہے تقلیب خدا	کہتا ہے حقیقت ہے کہاں	این تسفسطیست تقلیب خداست	مے نماید کہ حقیقت ہا کجاست
جو حقائق کا کرے انکار ہے	وہ خیالوں پر ہے چلتا جان لے	آنکہ انکار حقائق مے کند	جملگے او بر خیالے مے تند
وہ کہے کہ خیال پر چلتا ہے تو	بھی خیال اک ہے ترا آنکھ کو	او ہمی گوید کہ حسبان خیال	ہم خیالے باشدت چشمے بمال
بات یہ بے انتہا ہے وہ فریق	جائے ہے قلعہ کیجانب اے شفیق	این سخن پایان ندارد آن فریق	برگذشتند از پے آن در طریق
سوی نخل گندم منہی گئے	حلقہ اخلاص سے باہر ہوئے	بر درخت گندم منہی زدند	از طویلہ مخلصان بیرون شدند

جانا شہزادوں کا جانب قلعہ ممنوعہ کے بحکم اسکے: الانسان حریص علی ما منع
ضرور کہ انسان حرص کرنے والا ہے اوس چیز کے جو منع کیا گیا
اور بھول جانا وصیت کو اور بلا میں پڑنا اور کہنا نفس لوامہ کا اونکو زبان حال سے کہ: الم یاتکم نذیر: اور جواب دینا اونکا
آیا نہیں تمہارے پاس تمکو ڈرانے والا ۱۲
لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر
اگر ہوتے ہم سنتے یا عقل رکھتے تو نہ ہوتے ہم اصحاب دوزخ کے ۱۲
کی بندگی ہی کو عیاں و نہاں لیکن بدخلی ذ تیری نہیں بکو خریدا

رفتن شہزادگان بجانب قلعہ ممنوعہ عنہا بحکم الانسان حریص علی ما منع و وصیتہائے پدر را فراموش کردن و در بلا افتادن و نفس لوامہ با ایشان بزبان حال گفتن کہ الم یاتکم نذیر و گفتن ایشان در جواب لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر
ما بندگی خویش نمودیم ولیکن خوئے تو بندہ نیازست خریدار

صنع سے جو کہ ہوئے وہ گرم تر — بس نکالا جانب اوس قلعہ کے سر

برخلاف قول شاہ مجتبے — قلعہ تک کہ صبر سوز ہش ربا
آئے وہ برعکس عقل پندجو — تیرہ شب مین کہ تھے دن کے گشتہ رو
درمیان اوس قلعہ پر تصویر کے — پانچ تھے بحری پانچ تھے بری در کھلے
پانچ وہ جون حس ظاہر رنگ بو — پانچ وہ جون حس باطن راز جو
اوس مین صدہا صورت اور نقش نگار — ہوتے تھے بس طرف سے بیقرار
صورتون کے جام سے تو کم ہو مست — تا نہ ہو تو بت تراش و بت پرست
جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے — جام مین بادہ ہے پر نے جام سے
کھول تو ساقی کی جانب اپنا گوش — تا اودھر سے تو سنے بانگ خروش
جبکہ پہونچے بادہ سنے ہو جام کم — سن تو آواز آئے تجکو دمبدم
آدم معنی کو میرے دیکھ تو — صورت گندم کو چھوڑ اور پوست کے
ریگ جب آٹا ہوئی پھر خلیل — جان تو گیہون ہے بیکار و ذلیل
صورت اب بے صورتی سے آئی ہے — جیسے آتش سے دھوان صورت رکھے
غیب کی ادنے ہے تصویر خیال — دیکھنے سے درپے اوسے لائے ملال
محض حیرت نے تجھے بیصورتی — پیدا ہوا اسے کرے بے آلتے
ہاتھ بس بے ہاتھ ہونے سے بنے — جان جان تصویر انسان کی کرے
جیسے دل مین ازرہ ہجر و وصال — پیدا اس سے ہوتے ہین گوناگون خیال
مثل کب ہے یہ موثر با اثر — مثل کب ہے بانگ نوحہ با ضرر
نوحہ صورت رکھے بیصورت ضرر — دست چاہیے ضرر کا دست و سر
یہ مثل ناقص ہے اے اہل دلیل — حیلہ فہمی کو یہ کوشش ہے دلیل
صنع بے صورت دکھائے صورتین — نقش جو اوس سے کرتی جسم مین
جیسے رہتا ہے موافق اپنے وہ — نیک بد مین لائے ہے تا جسم کو
صورت نعمت ہو گر شاکر بنے — صورت مہلت ہو گر صابر بنے
زخم کی صورت ہو گر نالا کرے — رحم کی صورت ہو گر بالا کرے
شہر کی صورت ہو گر بگڑے سفر — تیر کی صورت ہو گر بگڑے سپر

چون شدند از منع و نہیش گرم تر — سوی آن قلعہ بر آوردند سر

بر ستیز قول شاہ مجتبی — تا بقلعہ صبر سوز ہش ربا
آمدند از رغم عقل پندتوز — در شب تاریک برگشتہ ز روز
اندر آن قلعہ خوش ذات الصور — پنج در در بحر و پنج از سوی بر
پنج از آن چون حس ظاہر رنگ و بو — پنج از آن چون حس باطن راز جو
زان ہزاران صورت و نقش و نگار — میشدند از سوی سو بس بیقرار
زین قدحہای صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست
از قدحہای صور بگذر مایست — بادہ در جامست لیک از جام نیست
سوی بادہ بخش بگشا پہن گوش — تا از آن سو بنگری بانگ خروش
چون رسد بادہ نیاید جام کم — گوش در آوازت آید دمبدم
آدم معنی دلبندم بجو — ترک قشر و صورت گندم بگو
چونکہ ریگ آرد شد بہر خلیل — وانکہ مغز دلست گندم نی نبیل
صورت از بی صورتی آمد در وجود — ہمچنان کز آتشی زادہ است دود
کمترین غیبی مصور در خیال — چون ببینیش آرد ملال
حیرتی محض آردت بیصورتی — زادہ صدگون آلت از بی آلتی
بی ز دستی دستہا قد ہی — جان جان ساز و مصور آدمی
آنچنان کاندر دل از ہجر و وصال — میشود بافندہ گوناگون خیال
ہیچ ماند این موثر با اثر — ہیچ ماند بانگ نوحہ یا ضرر
نوحہ را صورت ضرر بی صورتست — دست خاید از ضرر کش نیست
این مثل لایق نیست ای مستدل — حیلت تفہیم راہ ہست ای مقل
صنع بی صورت نماید صورتی — تن نگارد یا حواس و آلتی
تا چہ صورت باشد آن بر وفق خود — اندر آرد جسم را در نیک و بد
صورت نعمت بود شاکر شود — صورت مہلت بود صابر شود
صورت زحمی بود نالان شود — صورت رحمی بود بالان شود
صورت شہری بود گیرد سفر — صورت تیرے بود گیرد سپر

صورت خوبان ہو گر عشرت کرے	صورت غیبی ہو گر خلوت کرے	صورت خوبان بود عشرت کند	صورت غیبی بود خلوت کند
صورت خوبی ہو گر نازش کرے	صورت جنگی ہو گر سازش کرے	صورت خوبی بود ناز آورد	صورت جنگی بود ساز آورد
صورت افلاسی کی لائے سوی کسب	صورت اجباری کی لائے سوی غضب	صورت محتاجی آرد سوی کسب	صورت بازو رسے آرد غضب
یہ حد و انداز سے ہے بس سوا	فعل کا داعی خیالوں سے بھرا	این ز حد و انداز ہا باشد برون	داعی فعل از خیال گوناگون
بے نہایت پیشے اور مذہب والے	جملہ ظل ہیں صورت افکار کے	بے نہایت کیشہا و پیشہا	جملہ ظل صورت اندیشہا
بام کے لب پر کھڑی اک قوم ہے	اور پڑا سایہ ہر اک کا نیچے ہے	بر لب بام ایستادہ قوم خوش	ہر یکے را بر زمین بین سایہ اش
فکر کی صورت ہے بام غیب پے	اور عمل جون سایہ ارکان پر دکھے	صورت فکرست بر بام مشید	وان عمل چون سایہ بر ارکان پدید
فعل ارکان پر نہان فکر اے اخی	وصل کی تاثیر میں باہم ملی	فعل بر ارکان و فکرت مکتتم	لیک در تاثیر و وصلت دو بہم
بزم میں صورت رکھے جام خوشی	فائدہ اوسکا ہی یارو بیہشی	آن صور در بزم کز جام خوشی است	فائدہ آن بیخودی و بیہشی است
مرد و زن کی صورت اور شہوت خوشی	ہر جماع میں نفع اوسکا بیہشی	صورت مرد و زن و لعب جماع	فائدہ اش بیہشی وقت وقاع
صورت نان و نمک نعمت جو ہے	نفع اوس صورت کا بیصورت ہی ہے	صورت نان و نمک کان نعمت است	فائدہ آن صورت بیصورت است
جنگ میں وہ صورت تیغ و سپر	نفع بے صورت رکھے یعنی ظفر	در مصاف آن صورت تیغ و سپر	فائدہ اش بیصورتی یعنی ظفر
مدرسہ تعلیم و اوسکی صورتین	جو ہین دانش سے نے باقی ہین	مدرسہ تعلیم و صورتہاء وے	چون بدانش متصل شد گشت طے
جو یہ ہیں بیصورتی کی صورتین	صاحب نعمت کی کیون نفی ہی کرین	این صور چون صورت بیصورت شد	پس چرا در نفی صاحب نعمتند
بندہ بیصورت کی ہین سب صورتین	آگے اوسکے پیدا ہون نفی کرین	پیش او در و بندہ در نفی او فتند	پس صورہا بندۂ بیصورتند
اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین	صورتین بے صورتی سے ہیں بنین	این صور دارد ز بیصورت وجود	چیست پس بر موجد خویشش جحود
گویا انکار اوسکا اپنے عکس سے	خود ظہور اوس کرے منکر بنے	خود از دیا بد ظہور انکار او	نیست غیر عکس خود این کار او
فکر معماردن کا سایہ ہی مگر	ہر مکان کی صورت دیوار و در	صورت دیوار و سقف ہر مکان	سایۂ اندیشۂ معماردان
اینٹ و پتھر جو ہے ظاہر دیکھے	گرچہ خود اندر مکان فکر کے	گرچہ خود اندر محل افتکار	نیست سنگ و چوب و خشتی آشکار
ہاتھہ میں صورت جون آلہ اوسکے ہے	فاعل مطلق ہے بے صورت بنے	فاعل مطلق یقین بیصورتست	صورت اندر دست او چون آلتست
منہہ دکھاتی اپنا ہی صورت کو کبھی	غیب کے پردہ سے بیصورت کبھی	گہ گہ آن بیصورت از کتم عدم	مر صور را رو نماید از کرم
بس جمال و بس کمال و قدرتے	تا مدد ہر ایک صورت اس سے لے	تا مدد گیرد ازو ہر صورتے	از کمال و از جمال و قدرتے
سوے محنت آئے سوے رنگ و بو	پھر جو بیصورت چھپائے اپنا رو	باز بیصورت چو پنہان کرد رو	آمدند از بہر کدّ و رنگ و بو
ڈھونڈے گر بس ہے وہ عین ضلال	دوسری صورت سے اک صورت کمال	صورتے از صورت دیگر کمال	گر بجوید باشد آن عین ضلال
پیدا ہوئی ہے واسطے ارشاد کے	لیک اوس صورت سوا کہ مہر سے	جز مگر آن صورتے کان مہتدا	بابت ارشاد کردش از وداد

کسلیے ظاہر کرے اے بے ہنر — احتیاج اپنی یہ محتاج دگر
قید صورت حق کی نسبت مت کہو — اور گمان صورت کا تشبیہ سی و
ڈھونڈ زاری اور فنا اپنے میں تو — جز صورت پائے با فکر نکو
غیر صورت گرنہ چارہ تجکو ہی — خوش وہ صورت تجھ میں آ کر ترے
شہر کی صورت کہ تو وان جائے ہے — ذوق بیصورت تجھے لیجائی ہے
جائے ہی معنی میں تو تا لامکان — کہ خوشی ہی بے مکان اور بے زبان
یار کی صورت کہ جو چہتا ہے تو — انسبت کے واسطے جاتا ہی تو
جائے ہے معنی میں بیصورت کی رو — گرچہ اوس مقصود سے غافل ہی تو
کل حقیقت میں خدا معبود ہے — کہ چلین رہ ذوق و لذت کرلیے
پر کیا ہی بعض نے سنجہ سو دم — گرچہ سر سب اصل پر کی راہ گم
لیک وہ سر آگئے ان گمراہ کے — داد سر کی دم کی رہ دے مثلے
سر سے وہ پاتے ہیں یہ از راہ دم — دوسری قوم اک سر زیارے گم
جو ہوے گم جملہ جملہ پا لیا — گم سے آئے کل کو حاصل کر لیا
بات یہ بیحد ہے بس اے نیک خو — اوس گروہ نے دیکھی اک صورت نکو

پس چہ عرضہ میکنی ای بی ہنر — احتیاج خود بہ محتاج دگر
چون صور بندست بر یزدان مگو — طرح مبر صورت تشبیہش مجو
در تضرع جو و در افنای خویش — کز تفکر جز صور ناید بہ پیش
ور ز غیر صورتت نبود فرہ — صورتی کان بی تو زاید در تو بہ
صورت شہری کہ آنجا میروی — ذوق بیصورت کشیدت ای روی
پس بمعنی میروی تا لامکان — کہ خوشی غیر مکانست و زمان
صورت یاری کہ نزد او شوی — از برای مونسی اش میروی
پس بمعنی سوی بیصورت شدی — گرچہ زان مقصود غافل آمدی
در حقیقت حق بود معبود کل — کز پی ذوق است سیران سبل
لیک بعضی رو سوی دم کردہ اند — گرچہ سر اصلست بی گم کردہ اند
لیک آن سر پیش این ضالان گم — میدہد او سر ازراہ دم
آن ز سر میابد و آن دا ز دم — قوم دیگر پا و سر کردند گم
چونکہ گم شد جملہ جملہ یافتند — از گم آمد سوی کل بشتافتند
این سخن پایان ندارد آن گروہ — صورتی دیدند با فر و شکوہ

دیکھنا اون تینون پسر شاہ کا قلعہ پر تصویر کے قصر مین تصویر دختر شاہ چین کو اور بیہوش ہونا تینون بھائیون کا اور آفت مین پڑنا اور تلاش کرنا کہ یہ تصویر کسکی ہی

دیدن آن سہ پسر شاہ در قصر قلعۂ ذات الصور نقش روی دختر شاہ چین را و بیہوش شدن ہر سہ برادر و در فتنہ افتادن و تفحص کردن کہ این صورت کیست

اوس گروہ نے خوبتر دیکھا او سے — لیک اوس سے ڈوبے اندر بحر کے
کہ او نہین افیون ملے اس جام سے — جام محسوس او نہین افیون وکھے
ہش سے با قلعہ سے کام اپنا کیا — ڈالا ان تینون کو با چاہ بلا
تیر غمزہ مارا دلپہ بیگمان — الامان صاحب امان اس سے امان
پھونکا عالم صورت سنگین نے — اونکے دین و دل کو پھونکا آگ سے
جبکہ روحانی ہو خود کیا کچھ ہو وہ — فتنہ اوسکا ہر دم اور ہی رنگ ہو

خوبتر زان دیدہ بودند آن فریق — لیک زین فتنہ در بحر عمیق
زانکہ افیون شان ازین کاسہ رسید — کاسہا محسوس و افیون نا پدید
کرد کار خویش قلعۂ ہش ربا — ہر سہ را انداخت در چاہ بلا
تیر غمزہ دوخت دل را بیگمان — الامان یا ذو الامان زین بی امان
قرنہا را صورت سنگین بسوخت — آتش در دین و دل شان بر فروخت
چونکہ روحانی بود خود چون بود — فتنہ اش ہر لحظہ دیگر گون بود

عشق صورت دلمیں شہزادوں کے بس ❊ چون سنان کھٹکے تھا ای فریاد رس
اشک برساتے ہر اک جون ابر کے ❊ ہاتھ چبا لیے اور کہے افسوس ہے
ہمنے اب دیکھا وشہ نے قبل سے ❊ دی قسم پس ہمکو اس ہمثل نے
انبیا کا حق بہت ہے اس لیے ❊ کہ اونھون نے دی خبر انجام سے
جو تو ہوتا ہے اونکے نے غمخوار ❊ اور ڈرے اوس سر جو اونکا ہے یار
تخم نے مجھسے کہ تا حاصل ملے ❊ پر لے مجھسے تیر تا اوس اوڑے
اوسکا واجب ہونا تنبیہ کہا ❊ بھی تو آخر کہو سو وہ واجب ہوا
وہ ہے تو لیکن نہ یہ تو جسم ہے ❊ وہ توی میں تیسے بر تر ہے
یہ توی ظاہر کہ جانے تو توی ❊ ہے سوئی میں تو ہی اندر اسوئی
کیون صدف سے ڈرتا ہے تو ای ❊ نے ہنیں تو جان تو ہے شکر
توی بیگانہ ہے تجھہ میں یہ توی ❊ تو خود کو یا دچھوڑ اب تو دوئی
توی آخر کی بس اول توی کے ❊ آئی ہے تنبیہ کرنے کے لیے
توی تیری دوسرے میں ہے تمام ❊ میں ہون ایسے مرد خود بین کا غلام
آئینہ میں دیکھتا ہے جو جوان ❊ خشت میں وہ پیر دیکھے بس عیان
حکم شہ سے اپنے ہم باہر ہوئے ❊ باپ کے ہم لطف سے باغی بنے
سہل جانا ہمنے قول شاہ کو ❊ اور عنایت آپکا اوس درگاہ کو
جملہ ہم خندق کے اندر اب گرے ❊ اور بلا سے کشتہ اور خستہ ہوئے
تھا بھروسا اپنی عقل و رائے پر ❊ تا ہم اس آفت بلا میں بس پڑے
بے مرض کے ہمنے دیکھا خود کو خوب ❊ جس طرح بیمار دق ہوتا ہے زار
ہوئی ہے بیماری نہاں اب آشکار ❊ بعد اسکے کہ ہوے ہیں ہم شکار
ذکر حق سے صحبت مرشد سے خوب ❊ اک قناعت سونا کھانے سے خوب
ہو قناعت میں پڑا ہوا ہے حسن ❊ ذکر ذکر حق و ذکر بو الحسن
سو عطا سے چشم بینا خوب ہے ❊ چشم بینا نے گہر کو سنگ سے
پس لگے تلاش کرنے اونکے ❊ ایسی صورت کہ عجب عالم میں تھی
پس تلاش کے بعد اوس جگہے ❊ راز کھولا یعنی اک آگاہ نے

عشق صورت در دل شهزادگان ❊ چون خلش میکرد مانند سنان
اشک می بارید هر یک همچو میغ ❊ دست می خائید و میگفت ای دریغ
ما کنون دیدیم شه ز آغاز دید ❊ چند ما سوگندها داد آن بی ندید
انبیا را حق بسیارست از آن ❊ که خبر کردند از پایان ما
کانکه میکاری نروید غیر خار ❊ وین طرف پری نیابی ز و مطار
تخم از من گیر تا ریع دهد ❊ با پر من پر که تیر آن سو جهد
تو ندانی واجبی آن وهست ❊ هم تو گوئی آخر آن واجب بدست
او تو است اما نه این تو که تن است ❊ آن توی که برتر از ما و من است
وین توی ظاهر که پنداری توی ❊ هست اندر سو و تو از بی سوئی
بر صدف لرزان چرائی ای گهر ❊ توی خود را نی مدان سیدان شکر
توی بیگانه است با تو این توی ❊ توی خود را باب بگذار از دوئی
توی آخر سوی توی اولست ❊ آمده است از بهر تنبیه و صلت
توی تو در دیگری آمد دفین ❊ من غلام مرد خودبین چنین
آنچه اندر آئینه بیند جوان ❊ پیر اندر خشت بیند بیش از آن
ز امر شاه خویش بیرون آمدیم ❊ با عنایات پدر باغی شدیم
سهل دانستیم قول شاه را ❊ وان عنایتهای بی اشباه را
نک در افتادیم در خندق همه ❊ خسته و کشته بلای ملحمه
تکیه بر عقل خود و فرهنگ خویش ❊ بوده مان تا این بلا آمد به پیش
بی مرض دیدیم خود را بی رزق ❊ آنچنان که خویش را بیمار دق
علت پنهان کنون شد آشکار ❊ بعد از آن که بند گشتیم و شکار
سایه رهبر به است از ذکر حق ❊ یک قناعت به ز صد لوت و طبق
در قناعت خوانده باشی ای حسن ❊ ذکر ذکر حق و ذکر بو الحسن
چشم بینا بهتر از سیصد عصا ❊ چشم بشناسد گهر را از حصا
در تفحص آمدند اندر زمان ❊ صورتی که بود عجب اندر زمان
بعد بسیاری تفحص در مسیر ❊ کشف کرد آن راز را شیخی بصیر

گوش سے ذبلکہ وحی ہوش سے / راز بیش اوسکے تھا دسر پوش کے

بولا پریون کو یہ صورت رشک دے / دختر شہ چین کی یہ تصویر ہے

دختر اک رکھتا ہے شہ چین بیمثال / بے بہا اندر جمال اندر کمال

مثل جان وچون پری پنہان ہے وہ / محل مین پردہ نشین ہے وہ نکو

نے زن و مرد اوسکی جانب جاسکے / شاہ فتنہ سے نہان رکھے اوسے

شاہ غیرت رکھے اوسکے نام پر / مرغ بھی اوسکے اوڑے نے بام پر

وائے وہ دل سودا رکھے اوسکا جو / ایسا سودا نے کسیکو ہو جیو

یہ سزا اوسکی جو رکھتا جہل ہے / او نصیحت کو وہ جانے سہل ہے

اعتماد اپنی رکھے تدبیر پے / کہ کرون مین کام اپنی عقل سے

ذرہ بھر اوسکی عنایت خوب ہے / کہ کرے تدبیر صدہا عقل سے

مکر وحیلہ اپنا تو آپ چھوڑ دے / اوس عنایت کے تو مر اب سامنے

یہ عنایت لائق حیلہ اب / ذرہ حیلے سے جبتک نفع کب

نے مرے جبتک نہ نفع ہو تجھے / جا تو مر اور نفع لے تو جسم سے

از طریق گوش بل از وحی ہو / راز ہا بد پیش او بے روے پوش

گفت نقش رشک پر دانیست این / صورت شہزادہ چینی ست این

دخترے دارد شہ چین بیمثال / در بہا ماہ و در جمال و در کمال

ہمچون جان و چون پری پنہان او / در کتم پردہ ایوانست او

سوی او نی مرد رہ دارد نہ زن / شاہ پنہان کردہ او را از فتن

غیرتے دارد ملک بر نام او / کہ نپرد مرغ ہم بر بام او

وای آن دل کش چنین سودا فتاد / ہیچکس را این چنین سودا مباد

این سزای آنکہ تخم جہل کاشت / وان نصیحت را کساد و سہل داشت

اعتمادے کرد بر تدبیر خویش / کہ برم من کار را خود با عقل بیش

نیم ذرہ زان عنایت بہ بود / کہ ز تدبیر خرد یا صد رصد

ترک مکر خویشتن گیر اے امیر / پا بکش پیش عنایات و بمیر

این بقدر حیلہ معدود نیست / زین حیل تا تو نمیری سود نیست

تا نمیری سود کے خواہی ربود / رو بمیر و مہرہ بردار از وجود

حکایت صدر جہان بخاری کی کہ جو سائل زبان سے مانگتا صدقہ عام اوسکے سے محروم ہوتا

حکایت صدر جہان در بخارا و کرم او و آنکہ اگر کسی بزبان ازو سوال کردے ہیچ ندادے

تھی بخارا مین خو صدر اجل / ساتھ خواہندو کے جس حسن عمل

اوسکی بخشش اور عطا تھی بیشمار / رات تک زر بخشش اوسکی سے شام

زر کو کاغذ مین لپیٹا اوسنے تھا / بخشش ین کرتا رہا جب تک جیا

مثل مہر و مہ زر کھتا کچھ وہ تھا / جو ضیا سے لیتا پھر کرتا عطا

خاک کو زر کرن بخشے آفتاب / کان مین زر کے وگنج اندر خراب

ہر سحر روزینہ اس سے قوم کو / نا امید اوس سے نہ امت تا کہ ہو

ایکدن تھی مبتلاؤن پر عطا / دوسرے دن اوسکی بیوون پر سخا

دوسرے دن تھا فقیرون پر کرم / دوسرے دن تھا فقیہون پر کرم

دوسرے دن مفلسان عام پر / دوسرے دن قیدیان دام پر

در بخارا خوے آن صدر اجل / بود با خواہندگان حسن عمل

داد بسیار و عطاے بے شمار / تا بشب بودے ز جودش زر نثار

زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بود / تا وجودش بود می افشاند جود

ہمچو خورشید و چو ماہ پاکباز / آنچہ گیرد از ضیا بدہد باز

خاک را زر بخشش کہ بود آفتاب / زر ازو در کان و گنج اندر خراب

ہر صباحے فرقہ را راتبہ / تا نماند امتے زو خائبہ

مبتلایان را بدی روزے عطا / روز دیگر بیوگان را آن سخا

روز دیگر بر علویان مقل / با فقیہان روز دیگر مشتغل

روز دیگر بر تہیدستان عام / روز دیگر بر گرفتاران وام

دوسرے دن با یتیمان صغیر
دوسرے دن راہگیرون کے لیے
شرط وہ تھی کہ زبان سے نہ کوئی
لیک خامش گرد اوسکی راہ کے
کردی تاکہ کوئی بھولے سے سوال
اوسکا تھا مین صمت منکم نجا
عشق خاموشی نے بس رکھا تھا
نادراک پیر نے اکدن کہا
پیر کو روکا وجد کی پیر نے
بولا بس بےشرم ہے پیرا اے پدر
یہ جہان کھایا وہ چاہے طمع سے
ہنس پڑا اور زر دیا اوس پیر کو
بس سوا اوس پیر کے کوئی گدا
دن فقیہون کی جو باری کا ہوا
کی بہت زاری نہیں کچھ بن پڑا
دوسرے دن پا مین پٹی باندھکر
دائین بائین تختے باندھے پانوں پے
دیکھا پہچانا اوسے نے کچھ دیا
تا گمان آئے کہ نابینا ہے وہ
پس اوسے دیکھا نہ کچھ اوسکو دیا
سو کیے مکر اوسنے جب عاجز ہوا
بیٹھا بیوون کے وہ جاکر درمیان
بھی اوسے پہچانا صدقہ نے دیا
بس کفن پیکے پاس آیا وہ خود
کچھ نہ منھ سے کہتا اور کہتا نظر

دوسرے دن با ضعیفان اسیر
دوسرے دن بس غلامون کے لیے
اس سے نے مانگے نہ ہووے ملتجی
مفلسان دیوار کی صورت کھڑے
اس گنہ سے پائے اک حبہ مال
اسکا ظل اہل نجا پر تھا سدا
دیتا جام و کیسہ وہ خاموش کو
دی زکوٰۃ اب جو کہ مین ہون مبتلا
خلق ہوئی حیران وجد سے پیر کے
پیر بولا مجھ سے تو بےشرم تر
وہ جہاں لے اس جہاں کی جمع سے
پیر تنہا لیگیا بس نقد وو
نیم حبہ زر نہ اوس سے لے سکا
اک فقیہ نے حرص سے کی التجا
بولا نے ہووی کسی نوع فائدا
قوم بیمارون مین بیٹھا وہ بشر
تاکہ شہ جانے کہ ٹوٹا پانوں ہے
دوسرے دن منھ پہ نمدی کو رکھا
درمیان اندھون کے رکھا آپ کو
اوس گنہ سے کہ سوال اونے کیا
اوڑھی چادر جون زنان پائے
سر جھکا یار کھے ہاتھ اپنی نہان
اوسکا مایوسی سے ازبس دل جلا
رہ پے رکھ مجکو لپیٹ اندر نمط
تا کرے صدر جہان اس جا گذر

روز دیگر بر یتیمان صغیر
روز دیگر بہر ابناء السبیل
شرط آن بد کہ کسے زو با زبان
لیک خامش بر حوالی رہش
ہر کہ کردے ناگہان سہوا سؤال
من صمت منکم نجا بد رایش
بر خموشی داشت عشق و باسہ اش
نادرا روزی یکے پیرے بگفت
منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت
گفت بس بیشرم پیرے ای پدر
کاین جہان خوردی و می خواہی بطمع
خندہ اش آمد مال داد آن پیر را
غیر این پیر ایچ خواہندہ ازو
نوبت روز فقیہان ناگہان
کرد زاریہا بسے چارہ نبود
روز دیگر بار کو بار کو پیچید پا
تختہا بر ساق بست از چپ و راست
دیدش و بشناختش چیزے نداد
تا گمان آید کہ نابیناست او
پس بدید او و ندادش ہیچ چیز
چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید
درمیان بیوگان رفت و نشست
ہم شناسید و ندادش صدقہ
رفت پیش کفن خواہی پگاہ
ہیچ مکشا لب نشین و مے نگر

روز دیگر بر ضعیفان اسیر
روز دیگر بر مکاتب را کفیل
زو نخواہد ہیچ و نکشاید دہان
ایستادہ مفلسان دیوار وش
زو نبردے زین گنہ یک حبہ مال
بر ہمہ اہل نجا را سایہ اش
خامشان را بود کیسہ کاسہ اش
بہ زکاتم کہ منم با جوع جفت
ماند خلق از جد پیر اندر شگفت
پیر گفت از من تو کے بیشرم تر
کان جہان با این جہان گیری بجمع
پیر تنہا برد آن توفیر را
نیم حبہ زر ندید و یک تسو
یک فقیہ از حرص آمد در فغان
گفت ہر نوعے نبودش ہیچ سود
پا کش اندر صف قوم مبتلا
تا برد آن شہ گمان کاشکستہ پاست
روز دیگر رو بپوشید از لباد
درمیان اعمیان برجاست او
از گناہ و جرم گفتن آن عزیز
چون زنان او چادرے بر سر کشید
سر فرو افگند و پنہان کرد دست
در دلش آمد ز حرمان حرقہ
کہ بپیچم در نمد پیش رہ او
تا کند صدر جہان اینجا گذر

ہی توقع کہ وہ مردہ جان کے / زر رکھے از پس کفن کے واسطے
جوسلے آدھا مین دون تمکو بھلا / ایسے ہی بس اون گدا نے لے کیا
اسکو نمدے مین لپیٹا اور کہا / راہ پر صدر جہان کے بڑلا
چند زر نمدے مین سے اوپر جو رکھا / ہاتھ جلدی باہر اپنا بس کیا
تا کفن ڈالا نہ لیوے وہ صلا / تا نہ وہ مکار رکھ لیوے چھپا
مردنے باہر کفن سے ہاتھ کر / ہاتھ کی خاطر نکالا اپنا سر
بولا یا صدر جہان کیسے لیا / بند در بخشش کا اے مجھپر کیا
بولا جب تک نے مرا تو بھید / فائدہ تجکو نہیں مجھسے ملا
بھید موتوا قبل موت کا یہ ہے / کہ غنیمت پائی ہی بس مرگ سے
پس سوا مرنے کے دانش دوسری / ز ملال ہے خدا سے ای اخی
اک عنایت خوب ہی سو جہد سے / جہد کو سو آفتوں کا خوف ہے
وہ عنایت مرگ پر موقوف ہی / تجربہ اسکا کیا عشاق نے
بلکہ مرنا بے عنایت بھی نہین / بے عنایت کے نہ ٹھہر ہرگز کہین
وہ عنایت مرگ پر موقوف ہی / تجربہ اسکا کیا عشاق نے

بو کہ بیند مردہ پندارد بہ ظن / زر دراندازد پی وجہ کفن
ہرچہ بدہد نیمہ بدہم بہ تو / ہمچنان کرد آن فقیر گدیہ جو
در نمد پیچید در راہش نہاد / معبر صدر جہان آنجا فتاد
چند زر انداخت بر روی نمد / دست بیرون کرد از تعجیل خود
تا نگیرد آن کفن خواہ آن صلہ / تا نہان نکند ازو آن دہ دلہ
مرد از زیر کفن بر کرد دست / سر برون کرد از پی دست از پسش
گفت با صدر جہان چون بستدم / ای ببستہ بر من ابواب کرم
گفت لیکن تا نمردی ای عنود / از جناب ما نبردی ہیچ سود
سر موتوا قبل موت این بود / کز پی مردن غنیمتہا رسد
غیر مردن ہیچ فرہنگ دگر / در نگیرد با خدا ای حیلہ گر
یک عنایت بہ ز صد گون اجتہاد / جہد را خوف است از صد گون فساد
وان عنایت ہست موقوف ممات / تجربہ کردند این رہ را ثقات
بلکہ مرگش بی عنایت نیست / بی عنایت ہان و ہان جایی مایست
آن زمرد باشد این افعی پیر / بی زمرد کی شود افعی ضریر

حکایت امرد و کوسہ کی خانقاہ مین ساتھ لوطی کے و تدبیر امرد کی

مرد اک اور کوسہ اندر بزم کے / خانقہ مین آئے جمع مرد تھے
قوم وہ مشغول تھی اندر خوشی / دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی
وہ نہ اس خانہ تجرد سے گئے / خوف شحنہ سے وہ دونون رہ گئے
ٹھوڑی پر کوسہ کے تھے بس چار بال / لیک منہ اوسکا تھا روشن جو ہلال
طفل امرد کی تھی صورت بسکہ زشت / اور رکھے تھا اپنے پیچھے مین خشت
قصد اک لوطی ز جوش یہ مین کیا / خشت اوسکی پشت سی سب لین اوٹھا
ہاتھ ڈالا اوس پے جو نکا طفل وہ / بولا ہین تو کون ہی ای زشت خو
بولا کیون یہ تیس انیٹین لین اوٹھا / بولا تیس اینٹون کو تو نے کیون رکھا

حکایت امرد و کوسہ در خانقاہ با لوطی و تدبیر امرد

امردی و کوسہ ای در انجمن / آمدند و مجمعی بد در وطن
مشتغل ماندند قوم منتجب / روز رفت و شد زمان ثلث شب
زان غرب خانہ نرفتند آن دو کس / ہم نخفتند آن سوا از بیم عس
کوسہ را بد بر زنخدان چار مو / لیک ہمچون ماہ بدر بش بود رو
کودک امرد بصورت بود زشت / ہم نہاد اندر پس خود بیست خشت
لوطیی دب برد شب از کمرہی / خشتہا را نقل کرد آن مشتہی
دست بر کودک زد او از جا بجست / گفت ہی تو کیستی ای سگ پرست
گفت این سی خشت چون برداشتی / گفت تو سی خشت چون انباشتی

بولا اے فی الفار خرس اے بچھیا / احمق و بے خاصیت اک ریگ سا
طفل ہوں بیمار اپنے ضعف سے / احتیاط اس جا کرے اپنے لیے
بولا گر رکھتا ہے بیماری گپ / کیوں نہیں تو جانب دار الشفا
یا طبیب مہربان کی گھر کی سمت / کہ وہ کرتا دفع تیرے رنج کو
بولا آخر تاب کیونکر لاؤں میں / کہ ہر اک جا آزمایا جاؤں میں
تجھسا ملحد اور زندیق و پلید / چون درندہ بس کرے جور شدید
خانقہ کہ وہ ہے اک بہتر مکان / دیکھی اکدم میں نے اوسمیں امان
مجھسے رغبت رکھیں حشٹے بادہ خوار / چشم پر شہوت و خایہ جاگ دار
جو کہ ہے ناموس دسکوز یر زیر / غمزہ کرتا دیتا ہے باشش بگیر
یار با ناموس کو غیر نظر / نے ہے پر دین اس نظر سے پر خطر
خانقہ جب ایسی ہو بازار عام / کیسا ہو خرگلۂ دیوان خام
خر کہاں ناموس و تقوی کہاں / جانے کیا خر خوف و امید جہان
عقل ڈھونڈے عقل کو اور اس جگہ / مرد و زن پر ہے کہاں اب عقل و دد
جا گروں گر جاؤں زنونکی سمت میں / مثل یوسف آؤں میں آفات میں
زن سے یوسف قید و آفت میں پڑا / ٹکڑے ٹکڑے ہوؤں میں اندر بلا
جاہلی سے عورتیں مجھپر گریں / اور شوہر آنکے میری جان لیں
مرد سے نہ زن سے میں چارہ کروں / کیا کروں میں نے انہوں نے اونسے لیں
بعدہ کودک نے دیکھا کوسہ کو / بولا اس دو سہ مو چھوٹا غم سے تو
خشت سے تو چھوٹا اور پیکار خشت / تجھسا بے غیرت و بے شرم اور زشت
چار مو ور بنانے کے لیے / خوب ہیں تیس اینٹ گرد کون سے
ذرہ سایہ عنایت خوب ہے / سیکڑوں کوشش اور طاعات سے
کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی لے / گر ہوں دو سو اینٹ خود اکھیڑ کرے
وہ عنایت کی نہیں طاقت رکھے / بہرہ مند اپنے کو تا کہ وہ کرے
گر بہت اینٹیں رکھیں اب تو ذرا / بال وہ دو تین جو حق سے ہیں
کہ حقیقت میں وہ ہر اک بال ہے / کہ امان نامہ صلہ شاہ سے

گفت ای فی الفار خرس مرده ریگ / ابله و بی خاصیت مانند ریگ
کودکی بیمارم واز ضعف خود / کردم اینجا احتیاط معتمد
گفت اگر داری ز رنجوری شکی / چون نرفتی جانب دار الشفا
یا بخانهٔ یک طبیب مشفقی / کو گشادی از اشارات ملتقی
گفت آخر من کجا یارم شدن / که بهر جا میروم من ممتحن
چون تو زندیقی پلیدی ملحدی / می برآرد سر بپیشم چون ددی
خانقاهی کو بود بهتر مکان / من ندیدم یکزمان در وی امان
رو بمن آرند مشتی حمز خوار / چشمها بر نطفه کرده خایه فشار
وانکه ناموسیست خود را دیر دیر / غمزه در زر و میده باشش بگیر
یار با ناموس را غیر نظر / نیست لیکن زین نظر زین پر خطر
خانقه چون این بود بازار عام / چون بود خرگلهٔ دیوان خام
خر کجا ناموس و تقوی از کجا / خر چه داند خشیت و خوف و رجا
عقل باشد ایمنی و عدل جو / بر زن و بر مرد اما عقل کو
ور گریزم من روم سوی زنان / همچو یوسف افتم اندر امتحان
یوسف از زن یافت زندان و فشار / من شوم توزیع بر پنجاه و دار
آن زنان از جاهلی بر من تنند / اولیاشان قصد جان من کنند
نه ز مردان چاره دارم نه ز زنان / چون کنم چون نی از اینم نی از آن
بعد از آن کودک بکوسه بنگریست / گفت او با این دو سه مو از غم بریست
فارغست از خشت و از پیکار خشت / وز چه تو مادر فروش گنگ و زشت
بر زنخدان چار مو بهر نمون / بهتر از سی خشت پیرامون کون
ذرهٔ سایهٔ عنایت بهتر است / از هزاران کوشش طاعت پرست
زانکه شیطان خشت طاعت بر کند / گر دو صد خشتست خود را بر کند
با عنایت او ندارد زهره / تا بسازد خویشتن را بهره
خشت اگر بسیار نهاده پشت / آن دو سه مو از عطا آن سوست
در حقیقت هر یکی آن موست / کان امان نامهٔ صلهٔ شاهنشهی است

قفل دروازے پہ گر تو سو رکھے ۔ سبکو دم میں ہچیا وہ توڑ دے

مہر کردے کو توال اک موم سے ۔ اوسکے دل ہیں پہلوانوں کا ڈرے

چند دہ تار عنایت مثل کوہ ۔ سہ ہکو جون فرسیما در وجوہ

اینٹ کو تو چھوڑ دے ای نیک بے ۔ لیک این تو نہ شو اس دیو سے

جاگے وہ دو تار بس حاصل تو کر ۔ اسدم این سونکر تم اے پسر

خواب عالم کی عبادت ہی خوش ہے ۔ اس طرح کا علم کہ واقف کرے

تیرنے ہیں خوش سکون تیراک کا ۔ کہ ہلاے دست و پا نا آشنا

تیرنے ہیں دست و پا ساکن رکھیں ۔ تا بشنا ہے تب بھی وہ بہتر چلیں

مثل تم تیراک رہتا ہے کھڑا ۔ دست و پا مارے وڈ و بی نا شنا

علم اک دریا ہے بے حد و کنار ۔ طالب العلم اک ہے غواص بحار

گر ہزاران سال وسکی عمر ہو ۔ وہ نہیں چھوڑیگا ہرگز جستجو

تو اگر صد قفل بنہی بر درے ۔ بر کند آن جملہ را خیرہ سرے

شحنۂ از موم اگر مہرے نہد ۔ پہلوانان را ازان دل بشکند

آن دو سہ تار عنایت ہمچو کوہ ۔ سد شدہ چون فرسیما در وجوہ

خشت را بگذار اے نیکو سیر ۔ لیک ہم این محتسب از دیو شت

رو دو تا موزان کرم در دست آر ۔ وانگہان این محتسب وغم بدال

نوم عالم از عبادت بہ بود ۔ آنچنان علمیکہ مستنبہ بود

آن سکون سابح اندر آشنا ۔ بہ ز جہد اعجمے با دست و پا

دست و پا ساکن بآب اندر سابح ۔ بر رود از اعجمے تا انقطاع

میرود سباح ساکن چون عمد ۔ اعجمے ز دو دست و پا و غرق شد

علم دریائیست بے حد و کنار ۔ طالب علم ست غواص بحار

گر ہزاران سال باشد عمر او ۔ مے نگردد سیر او از جستجو

تفسیر اس حدیث کی کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمائی ہی منہومان لا یشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

دو حریص ہین کہ نہین سیر ہوتے ہین ایک طالب دنیا اور ایک طالب علم

در بیان حدیث کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است منہومان لا یشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

کہ کیا ہی مصطفٰے نے یہ بیان ۔ کہ منہومان ہما لا یشبعان

طالب الدنیا و غیرہ لازمے ۔ طالب العلم اور تدبیرات سے

کھولی اس قسمت پہ تو نے جو نظر ۔ غیر اس دنیا کے ہی علم اے پدر

غیر دنیا آخرت ہی اور ہے کیا ۔ کہ تجھے یان مار کر ہو پیشوا

غیر دنیا آخرت ہی اے جوان ۔ کہ یہان سے تجھکو لیجائے وہان

کان رسول حق بگفت اندر بیان ۔ اینکہ منہومان ہما لا یشبعان

طالب الدنیا و توفیراتہا ۔ طالب العلم و تدبیراتہا

پس درین قسمت چو بکشادی نظر ۔ غیر این دنیا بود علم اے پدر

غیر دنیا پس چہ باشد آخرت ۔ کت کند زاینجا و گردد رہبرت

غیر دنیا آخرت باشد یقین ۔ کان برد زینجات آنجا الہمین

بحث کرنا شاہزادون کی باہم اوس ماجرے مین اور مقابلہ کرنا بڑے بھائی سے

بحث شاہزادگان باہمدیگر دران قضیہ و مقابلۂ برادر بزرگ

تینوں متوجہ ہم عاشق ہوئے
تینوں وہ اک فکر و اک سودا میں تھے
خطرے بس تینوں کو خاموشی میں ایک
ایکدم آنسو بہاتے تینوں وہ
آتش دل سے وہ دم بھر تینوں کس
وہ بڑے کو لوٹے کا ہی بھائی مگر
جیسے جو لشکر کا کرتا تھا گلہ
ہم نہیں کہتے کہ رو کم با حرج
صبر کی کنجی بہار ہی کیا ہوئی
ہم نہیں کہتے کہ اندر کشمکش
ہر سپہ کو وقت تنگا تنگ جنگ
اوس زمان کہ اسپ کا بلغار تھا
ہم سپاہی کو کہتے ہوشیار
جملہ اس عالم کو سکھلایا ہے صبر
نوبت اپنی آئی جب حیران ہوئے
ای ولا کرتا تھا جو تو سبکو کرم
ای زبان کہ سبکی جو ناصح تو تھی
ای خرد کان ہے نصیحت خوش تری
ای دلوں کے لی ہے سو تشویش کو
اب جو آتا ریش ہے تو شرم سے
تو تھا درمان دو سروں کے درد کو
دوسروں کی پند کے وقت ہائے ہائے
کام تیرا تھا سپہ پر جیسا
ہوش سے بچہ برس جو کچھ تھا
بانگ زان خوش تو اتیری سی تھی

تھے وہ تینوں مبتلا اک رنج کے
تینوں تھے وہ اندر ایک ہی رنج کے
اونکو اندر صحبت سخنگوئی میں ایک
روتے خون خوان مصیبت پر انکو
مارتے با سوز جون مجمر نفس
ہم نصیحت میں نہ تر تھے غیر کے
باعث خوف و بلا و زلزلہ
صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
کیوں ہوا قانون منسوخ ای
جون زرخندان ہیں ہم آتش میں
کہتے ہم کہ پھیر نامت اپنا رنگ
اور بریدہ جملہ سر تھے زیر پا
کیونکہ تم آگے مثل ذو الفقار
کیونکہ صبر آیا چراغ و نور صدر
جون زنان چادر کے اندر ہم چھپے
گرم کر خود کو درکھ اپنے سے شرم
آئی نوبت تیری کیوں خاموش ہوئی
دور اب تیرا ہے ہمہا کیا ہوئی
تیری نوبت ہے ہا تو ریش کو
پہلے اس سے تو ہنسا ہے ریش پے
درد ہوا مہمان ترا کیوں چپ ہے تو
مثل زن کے اپنے غم میں وائے وائے
ہیچ بند آواز کیوں ہے اب ترا
اوس نے اپنے سی کو ہیں اب قبا
کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا ابھی

در بہم کردند ہر سہ مفتتن
ہر سہ در یک فکر و یک سودا مقیم
در خموشی ہر سہ را خطرت یکے
یکزمانی اشک ریزان ہر سہ شان
یکزمان از آتش دل ہر سہ کس
آن بزرگین گفت کای خوان خیر
از حشم ہر کہ بما کردے گلہ
ہا می گفتیم کم نال از حرج
آن کلید صبر را اکنون چہ شد
ہا می گفتیم اندر کشمکش
ہر سپہ را وقت تنگاتنگ جنگ
آن زمان کہ بود اسپان را وطا
ما سپاہ خویش را ہی ہی کنان
جملہ عالم را نشان دادہ بصبر
نوبت ما شد چو خیرہ سر شدیم
اے ولی کہ جملہ را کردی تو گرم
اے زبان کہ جملہ را ناصح بدے
اے خرد کو پند شکرخای تو
ای زدلہا بردہ صد تشویش را
از عزی ریش ارکنون در دیدہ
چون بدرد دیگران درمان بدے
وقت پند دیگران ہای و ہاے
بانگ بر لشکر زدن بد ساز تو
آنچہ پنجہ سالہ قید سے ہوش
از نوایت بانگ زان بود خوش

ہر سہ را یک رنج و یک درد و حزن
ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم
در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
بر سر خوان مصیبت خون فشان
بر زدہ با سوز چون مجمر نفس
ما نہ بز بودیم اندر نصح غیر
از بلا و خوف و فقر و زلزلہ
صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
ای عجب منسوخ شد قانون چہ شد
آتش اندر بحو زرخندیم خوش
گفتہ ما کہ ہین مگردانید رنگ
جملہ سرہا بریدہ زیر پا
کہ بپیش آید تا ہر چون سنان
زانکہ صبر آمد چراغ و نور صدر
چون زنان زشت در چادر شدیم
گرم کن خود را و از خود دار شرم
نوبت تو گشت از چہ تن زدے
دور دست آمد چہ شد ہیہای تو
نوبت تو شد بزندان ریش را
پیش ازین بر ریش خود خندیدہ
درد مہمان تو شد چون تن زدی
در غم خود چون زنان وای وای
بانگ بر زن چہ گرفت آواز تو
زان پنج خود بغلطانی سرش
دست بیرون آر گوش خود بکش

تو ہمیشہ سر بتھا خود کو دم نہ کر ہاتھ پانوں موچھ ڈاڑھی گم کر
ہی بساط او یہ بازی اب تری خود کو خوش کر اور دے خود کو خوشی
یہ حکایت سن تو اے صاحب خرد تاکہ اس معنی میں تو جاوے سند

سر بجیب پیوستہ خود را دم مکن پا و دست و ریش و سبلت گم کن
بازی آن تست بر روی بساط خویش او طبیع آرد خر نشاط
این حکایت گوش کن ای باخرد تا بدانی اندرین معنی سند

ذکر اوس بادشاہ کا کہ ایک دانشمند کو کراہت سے مجلس مین بیٹھایا

بمجلس کشیدن بادشاهی فقیهی را و بزخم مشت لطیبع آوردن

اک شہ تھا مست اندر بزم کے اک فقیہ در پرسے گذرا اوس جگہے
کی اشارت کہ اسے مجلس مین لا اور شراب لعل بس اسکو پلا
جو بلایا اوسکو پیش شہریار بیٹھا مجلس مین ترش جون زہر مار
جو کہا اوسنے نہ مانا خشم سے پھیرا منھہ اس ساقی و شہ سے ولے
کہ نکھائی عمر بھر مینے شراب خوشتر اس مے سی مجھے ہی زہر ناب
مجکو اب اس مے کی جا تم زہر دو تا مین اپنے سے و تم مجھہ سے چھٹو
مے نکھائی اور شروع تکرار کی بزم مین جون گرد رنج آفت ہوئی
مثل آج اہل النفس و اہل آب و گل وہ جہان مین بیٹھا با اصحاب دل
حق نے خاصونکو رکھے نہان لون بادۂ ابرار سے خر لیشر بون
کرتے ہین محبوب پر ظاہر وہ جام حس نہین باقی ہی اونسے جز کلام
پھیرتے ارشاد اونکو سے ہین رو کہ نہ دیکھین انکے جود و داد کو
کان سی تا حلق ہوتی رہ اگر لیں نصیحت دل مین باقی رہ مگر
جون ہین بالکل زبان انکی نہ نور مثل چھلکا نار مین ڈالین ضرور
مغز باہر رہ گیا چھلکا گیا معدہ کب چھلکے سی ہو گرم صفا
نار دوزخ پوست سی شلگی ہی جو مغز سے ذی کام ہے کچھہ نار کو
شعلہ زن گر نار ہووے مغز پے واسطے پختن کے ہی نہ سوخت کے
حق حکیم اس قاعدہ کا جبکہ ہی اسکو جاری تو ہمیشہ جان لے
اوسکی مغز و پوست سب مغفور ہی مغز کو کیونکر جلا سکے جرم سے
گر عنایت سے وہ سر پڑوال سکے یا دہ احمر اشتہا پیدا کرے

بادشاهی مست اندر بزم خوش می گذشت آن یک فقیهی بر درش
کرد اشارت کش درین مجلس کشید وز شراب لعل ز خوردش دهید
چون کشیدندش بشد بی اختیار نشست در مجلس ترش چون زهر مار
عرضه کردندش نپذیرفت او بخشم از شه و ساقی بگردانید چشم
که بعمر خود نخوردستم شراب خوشتر آید زین شرابم زهر ناب
هین بجای می مرا زهری دهید تا من از خویش و شما زین وا رهید
می نخورده عربده آغاز کرد گشت در مجلس گران چون گرد و درد
همچو اهل النفس و اهل آب و گل در جهان بنشست با اصحاب دل
حق ندارد خاصگان را در کمون از می ابرار جز از شیر یون
عرضه میدارند بر محجوب جام حس نمی یابد از و غیر از کلام
رو همی گرداند از ارشادشان که نمی بیند بدیده دادشان
گر بگوششن تا بحلقش رہ بدی سر لضیح اندر درونش در شدی
چون همه نارست جانش نیست نور که فگندند نار سوزان جون قشور
مغز بیرون ماند و قشرش گرفت که شود از قشر معده گرم رفت
نار دوزخ جز که قشر افشار نیست نار را با هیچ مغزی کار نیست
در بود بر مغز نارے شعله زن بهر پختن دان نه بهر سوختن
تا که باشد حق حکیم این قاعده مستمر دان در گذشته و آمده
مغز نغز و قشرها مغفور ازو مغز را پس چون بسوزد دور ازو
از عنایت گر بکوبد بر سرش اشتها آرد شراب احمرش

گر نہ بولے وہ رہے بستہ دہان
شہ نے ساقی سے کہا ای نیک بخت
ہر خرد یا ایک ہے حاکم نہان
آفتاب مشرق اور اوسکی ضیا
چرخ کو جیکہ مین لا ڈاس جیکھے
عقل نے کہ پہچانا اک اور عقل کو
مار کر تھپڑ کہا اوس سے کہ لے
مست خوش خندان و چون شیر مولا
اور بجایا چٹکیان خوش ہو کے وہ
دیکھی لونڈی پاجانے مین جون ماہ
اسکو جو دیکھا بیٹھا منہ رہ گیا
تھا مجرد عمر سے مشتاق وست
تڑپی اور چیخی وہ لونڈی بس بلا
مرد کے زن ہاتھہ مین وقت لقا
گاہ سخت اور گاہ نرم آیا گندھی
گاہ تختہ پر اوسے چوڑا کرے
گاہ ڈالے اوسمین پانی کہ نمک
یون لپیٹے طالب و مطلوب ہین
زن سے شو تنہا نہین اس کھیل مین
پس قدیم و حادث و عین غرض
کھیل ہر اک کا ہے اور ہی نگ ہے
شوہر و زن کو شاہ آہی کہا
رات پہلی ہاتھہ دولہن کا دیا
جو کہ تو ای نیک بخت اوس کر دی
یہ زن دنیا کہ اوسکا تو ہے مست

چون فقیہ پینے سی محفل مین نہان
کیون ہے چپ کر تو مطیع اور اوسکو دے
چاہیے ہجو دفن سے کردے اوسکو بیان
اوسکی زنجیر ون کا جون قیدی ہے بند
کان مین گر اوسکے کچھ دم پھونک کر
مہرہ جیتے نرد کا استاد وہ
پڑی پی جو تھپڑ کے اوسنے خوف سے
مسخرا ین اور ہنسی کرنے لگا
پاجانے مین گیا شباب کو
کہ حسین اور تھی خواص بادشاہ
عقل زایل جسم آفت مین پڑا
ڈالا اوس لونڈی پہ ہاتھ اور دم اوسنے
نے بچی اوس سے نہ اوسکچھ بن پڑا
جیسے آٹا گوندھے دست نانوا
اور مکی مچ نکلے نیچے مشت کے
اور سمیٹے گہ اوسے ہر سمت سے
اور کرے تنور آتش سے محک
کھیلے یون غالب و مغلوب ہین
عاشق و معشوق سب فن کھین
دیس را این سالیٹا ہے غرض
وصل ہر اک کا ہے اور ہی عقل سے
کہ نگر عورت کو اسے شوہر خدا
خوش امانت ہاتھہ مین ہے سپرد
نیک و بد سے وہ خدا تجھے کرے
وہ امانت حق نے دی ہے سپرد ست

ور نگوید با ما او بستہ دہان
شاہ با ساقی بگفت ای نیک پی
ہست پنہان حاکمی بر ہر خرد
آفتاب مشرق و تنویر او
چرخ را چرخ اندر آرد در زمین
عقل کو عقل دگر را سخرہ کرد
چند سیلی بر سرش زد گفت گیر
مست گشت و شاد و خندان ہمچو باغ
شیرگیر و خوش شد انگشتک بزد
یک کنیزک دید در مبرز چو ماہ
چون بدید او را دہانش باز ماند
عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست
پس طپید آن دختر و نعرہ فراشت
زن بدست مرد در وقت لقا
گاہ نرمش کرد و گہ درشت
گاہ پہنش واکشد بر تختہ
گاہ در وی ریزد آب و گہ نمک
اینچنین پیچید مطلوب و طالب
این لعب تنہا نہ شو را با زنست
از قدیم و حادث و عین و عرض
لیک لعب ہر یکی رنگی دگر
شوی و زن را گفتہ شد بہر مثال
آن شب کردک زنیکا دست او
کانچہ تو با او کنی ای معتمد
این زن دنیا کہ ہست او مست تو

چون فقیہ از شرب و بزم این شہان
در خموشی وہ ظلبتش آرے
ہر کرا خواہی بفن از خود برد
چون اسیران بستہ در زنجیر او
چون بجوا اندر دمش نیم فن
مہرہ زد در آرد وصیت استاد نرد
در کشید از بیم سیلی آن زحیر
در غریمی و مضاحک رفت و لاغ
سوی مبرز رفت تا میزہ کند
سخت زیبا رخ ز خرناقان شاہ
عقل رفت و تن ستم پرداز ماند
بر کنیزک در زمان برزد دو دست
بر نیامد با وی او سودی نداشت
چون خمیر آمد بدست نانوا
زو بر آرد چاق چاقی زیر مشت
در ہمش آرد گہی ہر سختہ
از تنور آتشش سازد محک
اندرین لعبند مغلوب و غلوب
ہر عشیق و عاشقی را این فن است
پیچشی چون ویس و رامین مستحق
پیچشش ہر یک ز فرہنگی دگر
کہ مکن ای شوی زن را بدسگال
خوش امانت دادش اندر دست تو
از بد و نیکی حسد با تو کند
حق امانت دادش اندر دست تو

پس فقیہ کی وان نے یا زرہ جیو دی / نے رہی پاکیزگی نے زاہدی
وہ فقیہ اوس حور وش پر گر پڑا / اوسکی آتش سے وہ بس پنبہ جلا
جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے / مرغ بسمل تڑپ میں وہ جسطرے
کیا شراب اور کیا ملک کیا رسالت / کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان
اور نظر کی آنکھ اونکی اندر عین عین / فی حسن پیدا ہوا وان نے حسین
پائی ہر اک نے ہم اوس ہی مراد / طبع خوش اور دل ہوا ہر اک کا شاد
لوٹ آنے میں بہت عرصہ ہوا / انتظار اوس شاہ کا حد سے گیا
شاہ آیا تا کہ دیکھے واقعہ / پایا واں یہ ماجرا یہ مخمصہ
وہ فقیہ اوس جا سے بھاگا اور گیا / سوی مجلس جام سے جلدی بیا
شکل دوزخ شاہ آتش سے بھرا / خون کا پیاسا جو دو زن بد خصال
جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر / تلخ اور خونی ہوا جوں جام زہر
بولا بس ساقی سے وہ ای نیک خو / بھیجا کیوں چیز ان شیخ کر شاہ کی
شہ ہنسا اور بولا خود ای نیک بے / میں مطیع ہوں اور دو کر تر مجھے
میں ہوں شہ اور کام میرا عدل اگر / جو میں کھاؤں یار کو دوں جو دے
جسکو میں کھاتا ہوں شیرین تر بھی ہے / یار کو دیتا ہوں کھانا نیکو اوسے
جسکو میں کھلاتا نہیں بخل ان ہوں غذا / یار کو کب دوں میں کھانا نیکو بھلا
میں غلاموں کو کھلاتا ہوں وہ بھی / جو کہ میں کھاتا ہوں خوان خاص سے
اوس سے بندون کو کھلاتا ہوں طعام / جو کہ میں کھاتا ہوں پختہ یا کہ خام
پہنتا ہوں جو میں اطلس کا لباس / وہ میں پہناؤں سبھی کو زیب کی
شرم رکھوں پانی ذو فنون / البسوهم بو عطے مما تلبسون
مصطفے نے یہ وصیت کی فزون / اطعموا الاذناب مما تاکلون
وہ فقیہ ہمراہ لے عورت چلا / جو کری فہم کشا نے وہ عطا
دوسروں کو بس مطیع تو نے کیا / اور خوش راغب صبوری کا کیا
بھی مطیع فرزی کا کر تو خویش کو / پیشوا کر عقل دوراندیش کو
رہبری جو صبر کی تجھ میں بھرے / جان اوج عرش پہ تیری اڑے

تا شنی آنجا آن فقیه از بخردی / نی عقلی ماندش نی زاهدی
آن فقیه افتاد بر آن حورزاد / آتش او اندران پنبه فتاد
جان بجان پیوست قالبها بجسم / چون دو مرغ سربریده می طپید
چه شراب و چه ملک چه رسولان / چه حیا چه دین چه خوف و بیم جان
چشمشان افتاد اندر عین عین / فی حسن پیدا شد آنجا نی حسین
یافت هر یکشان از آن دیگر مراد / طبع هر یک خرم و دل گشته شاد
شد دراز و کو طریق بازگشت / انتظار شاه هم از حد گذشت
شاه آمد تا ببیند واقعه / یافت آنجا زلزله والقارعه
آن فقیه از جای برجست و برفت / سوی مجلس جام می بربود تفت
شه چو دوزخ پر شرار و پر نکال / تشنهٔ خون دو جفت بدفعال
چون فقیهش دید پر از خشم و قهر / تلخ و خونی گشته همچون جام زهر
بانگ زد بر ساقیش کای گرم کار / چه لطیفی خیره بین در طبعش آر
خنده آمد شاه را گفت ای کیا / آمدم با طبع آن دختر برا
پادشاهم کار من عدلست و داد / زان خورم که یار را خود هم بداد
آنچه آن را می خورم از ترش و خوش / میدهم در خورد او از تیغ و نیش
آنچه آن را می خورم هیچ نوش / که دهم آن را بخورد یار خویش
زان خورانم من غلامان را که من / بر خورم بر خوان خاص خویشتن
زان خورانم بندگان را از طعام / که خورم من خود ز پخته یا که خام
من چه پوشم از خز و اطلس لباس / زان بپوشانم حشم را نی پلاس
شرم دارم از نبی ذو فنون / البسوهم گفت مما تلبسون
مصطفی کرد این وصیت با بنون / اطعموا الاذناب مما تاکلون
شد فقیه و برد با خود جفت خوب / از عطای خاص کشاف الکروب
دیگران را بس بطبع آورده / در صبوری چست و راغب کرده
هم بطبع آور بمردی خویش را / پیشوا کن عقل دوراندیش را
چون قلاوزی صبرت پر شود / جان باوج عرش و کرسی بر شود

صبر احمد کا براق اک جو ہوا ۔ دیکھ تو افلاک پر کیسے اڑا
صبر کی ایوب جو کرکے چلا ۔ وہ بلا سے جانب نعمت گیا
صبر غالب آیا ہر حالت میں ہے ۔ صبر سے چھوٹے جہانتک ہو سکے
صبر مفتاح الفرج کو ذ سنا ۔ کہ تو اس جلدی سے اندر ہی پڑا
صبر لائے عاشقوں کو کام دل ۔ بیدلوں کو صبر ہے آرام دل
بات یہ بیجا ہی کو تہ کر میاں ۔ اور باتیں عاشقوں کی کر بیاں

ستطنے ہیں چونکہ صبرش شد براق ۔ برکشاندش ببالای طباق
چون صبوری پیشہ کرد ایوب راد ۔ از بلا او را در نعمت کشاد
صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست ۔ صبر وا مگذار تا بتوان زدست
صبر مفتاح الفرج نشنیدۂ ۔ کاندرین تعجیل در پیچیدۂ
صبر آرد عاشقان را کام دل ۔ بیدلان را صبر شد آرام دل
حد ندارد این سخن کوتاہ کن ۔ در حدیث عاشقان ره بر گو سخن

جانا شاہزادوں کا بعد اختتام اس ماجرے کے جانب ولایت چین کے اور نزدیک ہونا تا بہ مقدور ساتھ مقصد کے اگر راہ وصل کی بند ہے حتے المقدور نزدیک ہونا محمود ہے

رفتن شہزادگان بعد از اتمام ماجرا بجانب ولایت چین تا بقدر امکان بہ مقصود نزدیک تر باشند اگر راه بوصل مسدود است بقدر امکان نزدیک شدن محمود است

لوٹ ای عاشق و جاری ہو رواں ۔ کرتے ہیں منتظر شہزادگاں
تینوں شہزادے کہ جو عاقل ہوے ۔ گوشمالی دی مناسب عشق نے
یہ کہا اور بس دانہ وہ ہوے ۔ جو کہ تھا اس وقت تھا پائی گمر
صبر کرکے بس صدیق اک ہوے ۔ بعد اوسکے سوئے ملک چین گئے
ان باپ و ملک کو سب چھوڑ کے ۔ دھونڈنے معشوق باطن کو چلے
مثل ابراہیم ادہم تخت سے ۔ کردیا آوارہ اونکو عشق نے
یا چون ابراہیم مرسل عشق سے ۔ ذوالابن یا بیٹے کو اندر آگ کے
یا چون ابراہیم صابر باوفا ۔ حلق آگے عشق و خنجر کے کیا

باز گرد ای عاشق و زود تر بران ۔ منتظر ہست آن شہزادگان
ہر سہ شہزادہ چو کار ازشان گذشت ۔ عشق درخور گوشمالی داد شان
این بگفتند در ردان گشتند زود ۔ ہر چہ بود ای یار من آن کار بود
صبر بگزیدند و صدیقین شدند ۔ بعد از ان سوی بلاد چین شدند
والدین و ملک را بگذاشتند ۔ راه معشوق نہان برداشتند
ہمچو ابراہیم ادہم از سریر ۔ عشق شان بی پا و سر کرد و فقیر
یا چو ابراہیم مرسل کز خوشی ۔ خویش را افگند اندر آتشی
یا چو اسمٰعیل صبار مجید ۔ پیش عشق و خنجرش حلقی کشید

حکایت امرء القیس کی کہ بادشاہ عرب تھا اور سبب جمال کے عورتیں عرب کی

حکایت امرء القیس کہ بادشاہ عرب بود با جمال و کمال زنان عرب

زلیخا کی مانند او سپرمرغی تحسین اوسنے جانا کہ
سب صورتین تصویر ہین طالب ہستی کا ہونا چاہیے
واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ
اور اللہ خاص کرتا ہے رحمت اپنی سے جسکو چاہتا ہے اور وہ اللہ صاحب
ذو الفضل العظیم
بڑے فضل کا ہے ۱۲

چون زلیخا شیفته او بودند مگر دانست
اینها همه تمثال صورتی اند باید طالب
معنی شد واللہ یختص برحمته من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم

امرؤ القیس اپنے دار الملک سے / اور عرب سے نکلا از راہ عشق کے
تھا وہ نازک طبع اور صاحب جمال / شاعر و صاحب صول اندر کمال
جو حقیقی عشق اوسکو آگیا / ستر عیال و ملک سے دل ہو گیا
نیم شب کو دلق پہنی اور گیا / مملکت اپنی سے باہر چلدیا
خشت زن آکر ہوا اندر تبوک / شاہ سے جا کر کہا کہ اک ملوک
امرؤ القیس آ پایان کوشش کنا / صید عشق ہو کر یہین تھا تپا
وہ ملک نزدیک اوسکے آن کر / بولا اوس سے کہ اے شاہ نامور
تو ہی یوسف ملک تیرا ہی کمال / اور تری تابع ہی اقلیم جمال
کشتہ تیری تیغ سے بندی ہوے / ملک مع تیرا تھا جب لے اپکے
پاس میرے رہ تو میرا بخت ہے / جان مری سو جان ہو تیرے وصل سے
میں و میرا ملک تیری ملک ہے / تو نے چھوڑا ملک ہمت آپ سے
عقل کی باتیں کہیں ور وہ خموش / راز سے ناگہ اوٹھایا روی پوش
کان میں اوسکے کہا کیا عشق سے / عشق اپنے کردیا اوس دم اوسنے
ہاتھ پکڑا اوسکا یار اوسکا ہوا / اسکا تاج و تخت سے بھی دل ہٹا
دور شہروں تک گئے دونوں وہ شاہ / عشق سے ایکی ہوا نے یہ گناہ
ہے بڑوں پر شہد اور بچوں پہ شیر / وہ ہر اک کشتی پہ ہے من الاخیر
جائے گر کشتی میں گہ کردیوے غرق / قعر میں لیجائے پاسے تا بفرق
قصۂ کیخسرو اور اوس شاہ کا / رکھے شہرت انس و جان میں ظاہرا

امرؤ القیس از ممالک عرب / هم کشیدش عشق از خطهٔ عرب
بود نازک طبع و هم صاحب جمال / شاعر و صاحب صول اندر کمال
چونکه زد عشق حقیقی بر دلش / سر و شد ملک و عیال و منزلش
نیم شب دلقی بپوشید و برفت / از میان مملکت بگریخت تفت
تا بیامد خشت میزد در تبوک / با ملک گفتند شاهی از ملوک
امرؤ القیس آمدست اینجا بکد / شد شکار عشق و خشتی میزند
آن ملک برخاست آمد پیش او / گفت با او ای ملیک نیک خو
یوسف وقتی و ملکت شد کمال / مر ترا رام از بلاد و از جمال
کشته مردان بندگان از تیغ تو / وان زنان مالک سه بی میغ تو
پیش ما باشی تو بخت ما بود / جان ما از وصل تو صد جان بود
هم من و هم ملک من مملوک تو / ای به همت ملکها متروک تو
فلسفه گفتش بسی و او خموش / تا گهان واکرد از سر روی پوش
تا چه گفتش او بگوشش از عشق و درد / همچو خود در حال سرگردانش کرد
دست او بگرفت و با او یار شد / او هم از تاج و کمر بیزار شد
تا بلاد دور رفتند آن دو شه / عشق یک کرت نکرده است این گنه
بر بزرگان شهد و بر طفلان است شیر / او بهر کشتی بود من الاخیر
که چو در کشتی شود غرقش کند / تا بقعر از پای تا فرقش کند
قصهٔ کیخسرو آن شاه زمان / هست شهره در میان انس و جان

[illegible marginal commentary]

غیر این دو بس ملوک بے شمار ۔ عشق شان بربود از ملک و تبار
غیر ان دو کے بہت سے بادشاہ ۔ عشق نے آوارہ انکو کر دیا

جان این سہ شہ بچہ ہم گرد چین ۔ ہمچو مرغان گشتہ ہر سو دانہ چین
تینون شہزادونکی جان بھی گرد چین ۔ ہوئی مثال مرغ ہر سو دانہ چین

زہرہ نے تا لب گشایند از ضمیر ۔ زانکہ رازے با خطر بود و خطیر
کسکو طاقت راز عشق اپنا کہے ۔ کیونکہ راز اونکا خطر از بس رکھے

صد ہزاران سر بیک جو آن زمان ۔ عشق خشم آلود زہ کردہ کمان
سیکڑون ہر ایک جو کے واسطے ۔ عشق پر غصہ نے بس ٹکڑے کیے

عشق خود بی خشم در وقت خوشی ۔ خوی دارد دمبدم خیرہ کشی
عشق بے غصہ کبھی وقت خوشی ۔ اپنی عادت دمبدم خیرہ کشی

این بود آن لحظہ کو خوشنود شد ۔ من چگویم چونکہ خشم آلود شد
یہ ہوا دمبدم کہ وہ از بس خوش ہوا ۔ کیا کہون پھر جبکہ غصہ سے بھرا

لیک مرج جان فدای شیر او ۔ کش کشند این عشق و آن شمشیر او
بیشہ جان قربان ہے اسکے شیر کی ۔ کر اسے مارے یہ عشق و تیغ بھی

کشتنش بہ از ہزاران زندگے ۔ سلطنتہا مردۂ آن بندگے
زندگی سے بہتر اوسکا مارنا ۔ بندگی پر حاکمی ہے مبتلا

با کنایت رازہا با یکدگر ۔ گفتندے بصد خوف و خطر
بس کنایاتون سے باہم راز کو ۔ کہتے پوشیدہ تھے باصد خوف و

راز را غیر از خدا محرم نبود ۔ آہ را جز آسمان ہمدم نبود
راز کا حق کے سوا محرم نہ تھا ۔ آہ کا جز آسمان ہمدم نہ تھا

اصطلاحاتے میان ہمدگر ۔ داشتند از بہر ایراد خبر
اصطلاحیں رکھتے آپس میں وہ ۔ واسطے آنے خبر کے وہ انکو

زین لسان الطیر عام آموختند ۔ طمطراق و سروری اندوختند
یہ زبان مرغون کی سیکھی عام نے ۔ کر و فر جاہ و حشم جمع کیے

صورت آواز مرغست این کلام ۔ غافلست از جان مرغان مرد عام
صورت آواز مرغان یہ کلام ۔ جان سے مرغونکی ہین غافل مرد عام

کو سلیمانی کہ داند لحن طیر ۔ دیو اگرچہ ملک گیرد ہست غیر
کان سلیمان جانے جو بانگ طیور ۔ دیو گرچہ ملک لے آخر ہے دور

دیو بر شبہ سلیمان کردہ است ۔ علم مکرش ہست علمناش نیست
دیو ہے شکل سلیمان سے عیان ۔ علم مکر اوسکا ہے علمنا کہاں

چون سلیمان از خدا بشاش بود ۔ منطق الطیرے ز علمناش بود
جو سلیمان شاد و خوش تھا با خدا ۔ منطق الطیر اوسکو علمنا سے تھا

تو ازان مرغ ہوائی فہم کن ۔ کہ ندیدستے طیور من لدن
تو سمجھے مرغ ہوائی کا سخن ۔ کہ نہ دیکھا تونے مرغ من لدن

جای سیمرغان بود آن سوی قاف ۔ ہر خیالے را نباشد دست یاف
جاے سیمرغون کی وہ سو قاف کے ۔ ہر خیال اوس جا کب [illegible]

ہر خیالے را کہ دید آن اتفاق ۔ انگہش بعد العیان نبود فراق
اتفاقا وہ دکھا جس خیال کو ۔ ہجر اک بعد العیان کا اوسکو [illegible]

نی فراق قطع بہر مصلحت ۔ کایمن است از ہر فراق آن منقبت
نے فراق قطعی بلکہ واسطے ۔ مصلحت کے ہین ہر فرقت ہے

بہر استبقای آن جسم چو جان ۔ لحظہ در ابر خور گردد نہان
باقی رہے جسم جون جان کے لیے ۔ ابر میں پنہان ہوا یہ شمس ہے

بہر استبقای آن روحی جسد ۔ آفتاب از برق یکدم در کشد
جسم روحی کے بقا کے واسطے ۔ شمس پنہان ایکدم ہو برق سے

بہر جان خویش جو زانشان صلاح ۔ ہین بدزد از حرف ایشان مصطلاح
جان کی خاطر اپنی لے اون سے صلاح ۔ ست چرا اونکے حروف مصطلاح

آن زلیخا از سپندان تا بعود ۔ نام جملہ چیز یوسف کردہ بود
اس زلیخا نے سپند و عود تا ۔ نام جملہ چیز کا یوسف رکھا

نام او در نامہا مکتوم کرد ۔ محرمان را سر آن معلوم کرد
رکھا اوسکا نام نامون میں چھپا ۔ محرمون کو راز وہ بتلا دیا

۱۹۳

بورہ نیلیان بچاتے ونبیتے ہین باقی حال آگے پھر ذا فہم ۱۲

چون بگفتی موم ز آتش نرم شد / این بدی کان یار با ما گرم شد
ور بگفتی مه برآمد بنگرید / ور بگفتی سبز شد آن شاخ بید
ور بگفتی آبها خوش می طپند / ور بگفتی خوش همی سوزد سپند
ور بگفتی برگها خوش می تنند / دست برهم رقص و مستی میکنند
ور بگفتی گل به بلبل راز گفت / ور بگفتی شاه شهباز گفت
ور بگفتی چه همایونست بخت / ور بگفتی که برافشانید رخت
ور بگفتی که سقا آورد آب / ور بگفتی هین برآمد آفتاب
ور بگفتی دوش دیگی پخته اند / یا حوایج از درش یک بخته اند
ور بگفتی هست نانها بی نمک / ور بگفتی عکس میگردد فلک
ور بگفتی که بدرد آمد سرم / ور بگفتی درد سر شد خوشترم
محرمان رازان خبر بد که چه گفت / که مخالف یا موافق گشت جفت
گر ستودی اعتناق او بدی / ور نکوهیدی فراق او بدی
صد هزاران نام اگر بر هم زدی / قصد او و خواه او یوسف بدی
گرسنه بودی چو گفتی نام او / میشدی سرمست و سیر از جام او
تشنگی از نام او ساکن شدی / نام یوسف شربت باطن شدی
ور بدی دردیش زان نام بلند / درد او در حال گشتی سودمند
وقت سرما بودی او را پوستین / این کند در عشق نام دوست این
عام میخوانند هردم نام پاک / این عمل نبود چو نبود عشق ناک
آنچه عیسی کرده بود از نام هو / میشدی پیدا ورا از نام او
چونکه با حق متصل گردید جان / ذکر آن اینست و ذکر اینست آن
خالی از خود بود و پر از عشق دوست / پس ز کوزه آن تراود کاندر وست
خنده بوی زعفران وصل داد / گریه بوهای پیاز آن بعاد
هر یکی را هست در دل صد مراد / این نباشد مذهب عشق و وداد
یار آمد عشق را روز آفتاب / آفتاب آن روی را همچون نقاب
آنکه نشناسد نقاب از روی یار / عابد الشمس است دست از وی بدار

کبھی جو موم آگ سے نرم اب ہوا / ہوتا یہ کہ یار بسبب گرم اب ہوا
کبھی گر وہ ماہ نکلا دیکھو او / کبھی گر اب شاخ ہوئی ہے سبز تو
کبھی گر تڑپے ہے خوش آب اون / کبھی گر جلتا ہے خوش اسپندیان
کبھی گر پتے ہیں بہتر کودتے / ہیں بجاتے تالیان اور ناچتے
کبھی گر بلبل نے گل سے سر کہا / کبھی گر شہباز بولا سر شاہ
کبھی گر کہ کیا ہمایون بخت ہے / کبھی گر کہ اوسنے پھینکا رخت ہے
کبھی گر لایا پانی کو ہے آب / کبھی گر کہ جا تو نکلا آفتاب
کبھی گر کل شب کو ہانڈی پک گئی / یا کہ حاجت اوس کی کل پوری ہوئی
کبھی گر موجود ہے نان و نمک / کبھی گر برعکس ہوتا ہے فلک
کبھی گر کہ درد میرے سر میں ہے / کبھی گر کہ درد سر ہی خوش مجھے
اس کے محرم جانتے کہ کیا کہا / کہ موافق سے مخالف ملگیا
اچھا اگر کہتی تو ہوتا اوسکا وصل / گر برا کہتی تو ہوتا اوسکا فصل
لیتی گر وہ نام صدہا چیز کے / ہوتی یوسف سے مراد اوسکی وے
بھوکی ہوتی لیتی اوسکا نام جو / سیر و بدمست ہوتی جام اوسکے سے وو
تشنگی نام اوسکے سے ہوتی فنا / نام یوسف ہوتا شربت جان کا
درد اگر ہوتا اوسے اوس نام سے / فائدہ دیتا بس وہ درد اوسے
پوستین جاڑے میں ہوتا بس اوسے / یار کا نام عشق میں کرتا یہ ہے
عام پڑھتے ہر گھڑی ہیں نام پاک / کب عمل یہ ہو نہو جو عشق ناک
نام ہو سے جو کہ عیسے نے کیا / اوسکو نام اوسکے سے وہ ظاہر ہوا
جو ہوئی جان متصل اللہ سے / ذکر وہ اوسکا یہ اوسکا ذکر ہے
خالی خود سے پر تھا عشق دوست سے / وہ ہی ٹپکے جو کہ پر کوزہ میں ہے
ہنسنا بوئی زعفران وصل ہے / رونا بو ہے بد پیاز فصل ہے
سو مرادیں دل میں ہر اک سر کے / عشق کا مذہب نہیں ہوتا یہ ہے
عشق کو روز یار ہے یا آفتاب / آفتاب اوس رو کا ہے مثل نقاب
جو نہ جانے یار کی رو سے نقاب / بھاگ اوس سے کہ وہ پوجے آفتاب

روز داور روزی عاشق کی بھی
ماہیونکو نقد عین آب ہی
شیر پستان ہی وہ جون کودک پہ ہے
طفل جانے اور نجانے شیر کو
گرد نامہ کردے احمق روح کو
لے گئے روش مین ہو حمق یا رہبان
جبکہ وہ آئے کہ پائے گم ہو وہ
خاک ہووے جیسکہ دانہ گم ہوا

دل بھی وہ دلسوزی عاشق کی بھی
نان و آب و جامہ دار و خواب ہے
جانے دو عالم مین ذخرِ خواب کے
رہ نہووے اس طرف تدبیر کو
تا نپاسکے فاتح و مفتوح کو
بحر حامل دسکا ذجوے روان
سیل سکے مانند غرقہ بحر ہو
تومرا جبتک شمین سنے زر دیا

روز او و روزی عاشق هم او
ماهیان را نقد شد از عین آب
همچو طفل ست او ز پستان شیر گیر
طفل داند هم نداند شیر را
پیچ کرد این گنج نامه روح را
هیچ نبود در روش بلکه اندرو
چون بیاید او که یابد گم شود
دانه چون گم گردد آنگه طین شود

دل هم او و دلسوزی عاشق هم او
نان و آب و جامه و دارو و خواب
مے نداند در دو عالم غیر شیر
راه نبود این طرف تدبیر را
تا بیابد فاتح و مفتوح را
حاملش دریا بود نے سیل جو
همچو سیلے غرقهٔ قلزم شود
تا نمردے زر ندادم این بود

بیطاقت ہونا بڑے بھائی کا بعد مدت کے
اور پی در پے جانا ملک چین مین شہر تختگاہ اور
کہا کہ مین رخصت ہو کر جاتا ہون تا اپنے کو شاہ
چین پر ظاہر کرون سو یا مطلب مقصود کو پہونچاؤ
بانجام یا سر مین رکھون ہاتھ سی مانند دل احباب

بے طاقت شدن برادر بزرگتر بعد از مدتی
و متواتر شدن در بلاد چین در شهر تختگاه و گفت
که من رفتم الوداع تا خود را بر شاه چین عرضه کنم
سه یا پای رسانم بمقصود و مراد
یا سر بنهم همچو دل از دست احباب

وہ بڑا بولا کہ ای بھائی مرے
لاابالی ہوں صبر اب ہی مجھے
میری طاقت اس صبوری سے گئی
میری جان سے ہوا اندر فراق
درد فرقت کب تلک مارے مجھے
دین مرا ہے زندہ ہونا عشق سے
تیغ عاشق کی ہی جان گرد روب
چمکا جو غبار تن گیا
مرے چنگ عشق پر گایا سدا

انتظاری سے مری جان لب پہ ہی
مجھکو آتش پر رکھا اس صبر نے
مجھے عبرت عشقبازونکو ہوئی
اور بس فرقت مین جینا ہی نفاق
کاٹ سر تا عشق سر بخشے مجھے
زندہ رہنا جان و سر سے ننگ ہے
کیونکہ آئی سیف محار الذنوب
سے ہوا جان کا ہوا ہے بس صفا
ان فی موتی حیاتی با صدا

آن بزرگین گفت کای اخوان من
لاابالی گشته ام صبرم نماند
طاقت من زین صبوری طاق شد
من زجان سیر آمدم اندر فراق
چند درد فرقتش بکشد مرا
دین من از عشق زنده بودن ست
تیغ هست از جان عاشق گرد روب
چون غبار تن بشد ماهم بتافت
عمرها بر چنگ عشقت ای صنم

ز انتظار آمد بلب این جان من
مر مرا این صبر در آتش نشاند
واقعه من عبرت عشاق شد
زنده بودن در فراق آمد نفاق
سر ببر تا عشق بخشد سر مرا
زندگی زین جان و سر ننگ منست
زانکه سیف افتاد محّاء الذنوب
ماه جان من هوا صافی یافت
ان فی موتی حیاتی میزنم

۱۹۵

دعوی مرغابی کا جو جان نے کیا
ٹوٹنے کشتی سے کیا غم بط سے ہے
زندہ اس دعوی سے ہے تن جان ہی
دیکھتا ہون خواب مین پر خواب نے
ہاے گر سو بار گردن میری تو
آگ گر خرمن کو پکڑے پیش رہیں
کردیا یوسف کو پنہان مکر نے
حیلہ سازی سے کیا انگوٹھی نے
بیدکے قصہ مین دونون بھائی نے
مت ہمارے زخم پر رکھہ تو نمک
شیخ آگہ کی بجز تدبیر کے
مرغ ایسا کہ نہ پر اوسکے اگے
عقل ہوتی مرد کی ہی بال و پر
یا مظفر یا مظفر کر تلاش
بے کلید عقل یہ در کوٹھا
دیکھہ عالم دام مین ہی با ہوا
سانپ سینہ تک کھڑا ہی شکل مرگ
گھانس مین وہ گھانس کیسوت کھڑا
بیٹھے جو کھاتے ہیں اوپر برگ کے
کھولا منہ کو اک مگر نے آب کے
باقی کھانا جو تھا اندر دانت کے
مرغ دیکھیں کرم کو اور قوت کو
جب دہن پر مرغ سے ہونا گھان
اس جہان پر نقل و پر نان کو
کیڑے طعمہ کے لیے امین نہ ہو

امن کب پائی بطوفان بلا
اوسکی کشتی پانون ہی بس آب پے
کب وہ اس دعوی سے ہی تن جان ہی
مدعی ہو نہین ولے کذاب سے
مین بڑھاؤن مثل شمع نور کو
شب روے دن کو خرمن دوست کا ہی
بھائیون کے حضرت یعقوب سے
عاقبت غمازی پیراہن نے کی
بجز خطرون سے خود کو مت رکھے
اور نہ کھا اس زہر کو از راہ شک
دل نہو بینا کو کیسے جا سکے
گر اوڑے بالا خطر مین وہ گرے
جو نہ رکھے عقل وہ ہووے بتر
یا نظر دور یا نظر در کر تلاش
ہی ہواے ذی صواب اب ای دلا
اور جملہ زخم ہر رنگ دوا
منہہ مین اوسکے جیسے خاطر پر
مرغ جانے کہ وہ ہی شاخ گیا
گر پڑے منہ مین وہ مار مرگ کے
اور کیا کیڑے ونکو ظاہر دانت نے
کیڑے پیدا اوسکے دانتو مین ہوئے
اور چراگہ جانین اوس تا لوت کو
اونکو نگلے بند کرلے وہ دہان
جون کھلے منہ کا مگر اک جان تو
مکر دنیا کے مگر سے نان جو

دعوی مرغابی کردست جان
بط را ز شکستن کشتی چہ غم
زندہ زین دعوی بود جان و تنم
خواب می بینم ولیکن خواب نے
گر مرا صد بار تو گردن زنے
آتش از خرمن بگیر و پیش پس
کرد یوسف را نہان و مجتبی
خفیہ کردندش ز حیلت سازی
آن دو گفتندش نصیحت در سمر
ہین منہ بر ریشہاے ما نمک
جز بتدبیر یکے شیخ خبیر
واے آن مرغیکہ نا روئیدہ پر
عقل باشد مرد را بال و پری
یا مظفر یا مظفر جوے باش
بے ز مفتاح خرد این قرع باب
عالمے در دام مے بین از ہوا
ایستادہ مار بر سینہ چو مرگ
در حشایش چون حشیشی او ستاد
چون نشیند بہر خوردن بر روی برگ
کردہ تمساحی دہان خویش باز
از بقیہ خور کہ در دندانش ماند
مرغکان بینند کرم و قوت را
چون دہان پر شد ز مرغ او ناگہان
اینجہان پر ز نقل و پر ز نان
بہر کرم طعمہ اے روزی تراش

کے ز طوفان بلا آرد امان
کشتیش بر آب بس باشد چہ غم
من ازین دعوی چگونہ تن زنم
مدعی ہستم ولے کذاب نے
ہمچو شمعم بر فروزم روشنی
شیر دان اخرمن آن ماہ و بس
حیلت اخوان ز یعقوب نبی
کرد آخر پیرہن غمازیے
کہ مکن از خطا خود ز بخیر
ہین مخور این زہر از جلدی و شک
چون ز دہی چون نبود قلب بصیر
می پرد بر اوج افتد در خطر
چون ندارد عقل باشد ابتر
یا نظر در یا نظر در جوی باش
از ہوا باشد نہ از رہ صواب
در جراحتہاے ہر رنگ دوا
در دہانش بہر صید اشگرف گیا
مرغ پندارد کہ آن شاخ گیاست
بس فتند اندر دہان مار مرگ
کردہ دندانہاش کرمان دراز
کرمہا روئیدہ بر دندان فشاند
مرغ پندارند آن تابوت را
در کشد شان و فرو بندد دہان
چون دہان باز آن تمساح دان
از فن تمساح دہر ایمن مباش

لیتی روبہ ہو جیسے خاک کے　　اور دانے ڈالتی ہے خاک پر
تا کہ آئے زاغ غافل اسکی سمت　　مکر سے وہ پکڑے اسکے پاؤں کو
مکر حیوان سیکڑوں رکھتے ہیں جو　　پس بشر غالب کا کیسا مکر ہو
ہاتھ پر قرآن جیسے زین العابدین　　خنجر پر زہر اندر آستین
تجھکو کہوے ہنس کے اے مولا مرے　　اک وہ بابل پر سحر دل میں رکھے
زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر　　جائے مت بد صحبت پیر چسیر
سب ہوا کی لذتیں مکر و دغا　　گرد نور برق ظلمت اور جفا
کو نہ نور برق اور کذب و مجاز　　ظلمت اسکی گرد نہ تیری درا ز
نور میں اسکے نہ خط تو پڑھ سکے　　نے ترا منزل میں گھوڑا اسکے
پر گنہ وہ ہی رہا تو رہن برق　　اور چھپا سے تجھ سے منہ انوار شرق
تیرے دل پر خشم ہو وہ آفتاب　　کر عطارد سے لیا کیوں نور و تاب
تجھکو مکر برق کھینچے بے دلیل　　ظلمت شب کا بشب میں ہے میل میل
گہ گرے کہ پر وگہ جو پر گرے　　گاہ اُس سوگاہ اس سو پر گرے
خود نہ دیکھے تو دلیل آ راہ جو　　گر تو دیکھے منہ کو پھیرے اسکو تو
میں چلا اس راہ میں ان ساتھ میل　　مجھکو گرہ کہتی ہے بس وہ دلیل
کان رکھوں گر میں اُس نایاب پر　　اسکو لائق ہے پکڑنا حکم سے
عمر اس رہ میں کری میں نو گرد　　جو کچھ ہوتا ہو سو ہو خواجہ چلو
رہ چلا از رہ گمان مثل برق　　عشر رہ چل ہر وحی مثل شرق
ظلن لا یغنی من الحق کو پڑھا　　ایسے تو برق و شرق سے رہا
اور کشتی میں مری آئے زشت خو　　یا وہ کسی باندھ اس کشتی سے تو
وو کہے کیونکر میں چھوڑوں گیر دلو　　کیوں چلوں تیرے طفیل ابطفل وار
کو ر بار ہر ہے تنہا سے نکو　　آیا تنک اسسے ہی اس سے تنگ سو
بھاگتا مچھر سے تو بچھو کی سو　　بھاگتا تم سے ہی جا نب ہم کے تو
بھاگتا ہے تو جفا سے باپ کے　　لو لیوں کے درمیان جاتا تو ہی
بھاگتا ہے مثل یوسف غم سے تو　　نرتع نلعب سو یہ میں جائے تو

رو بہ افتد پہن اندر زیر خاک　　بر سر خاکش حبوب کرد ناک
تا بیاید زاغ غافل سوی آن　　پای او در گیرد و بگران کروان
صد ہزاران مکر در حیوان چو هست　　چون بود مکر بشر کو مہتر است
مصحفے بر کف چو زین العابدین　　خنجرے پر زہر اندر آستین
گویدت خندان کہ ای مولای من　　در دل او بابلی پر سحر و فن
زہر قاتل صورتش شہد است و شیر　　ہین مرو بے صحبت پیر خبیر
جملہ لذات ہوا مکر است و زرق　　سو تاریکیست گرد نور برق
برق نور کوتہ و کذب و مجاز　　گرد او ظلمات و راہ تو دراز
نے بنورش نامہ تانی خواندن　　نے بمنزل اسپ تانی راندن
لیک جرم آنکہ باشی رہن برق　　از تو روی اندر کشد انوار شرق
خشم گیرد برلت آن آفتاب　　کہ تو جوئی از عطارد نور و تاب
میکشاند مکر برقت بے دلیل　　در مفازہ مظلمی شب میل میل
بر کہ افتی گاہ بر جو او فتی　　گہ بدان سو گہ بدین سو او فتی
خود نہ بینی تو دلیل اے راہ جو　　ور بہ بینی رو بگردانی کہ کو
من سفر کردم درین رہ شصت میل　　مر مرا گمراہ گوید آن دلیل
گر نہم من گوش سوی آن شگفت　　ز امر او راہم ز سر باید گرفت
من درین رہ عمر خود کردم گرو　　ہر چہ بادا باد اے خواجہ برو
راہ کردی لیک در ظنی چو برق　　عشر آن رہ کن پی وحی چو شرق
ظن لا یغنی من الحق خواندہ　　ور چنان برقی ز شرقی ماندہ
ہین در آ در کشتی ما اے نژند　　یا کہ آن کشتی باین کشتی ببند
گوید او چون ترک گیرم گیر و دار　　چون روم من در طفیلت طفل وار
کور بار ہبر بہ از تنہا یقین　　زان یکے ننگست و صد ننگست این
میگریزی از پشہ در کژدمے　　از نمی تو میگریزی در یمے
میگریزی از جفاہای پدر　　در میان لولیان و شور و شر
میگریزی ہمچو یوسف ز ابلہی　　نا نرتع نلعب آئی ور بہی

اس سیاہ چہ مین تو گرے اس سیرے
گر نہوتی اذن سے وہ باپ کے
دی اجازت اسکی خاطر باپ نے
جو کوئی اندھا مسیح سے پھیرے سر
نور کے قابل تھا اندھا گرچہ تھا
کھوئے عیسے مجھسے آ اندھے تو دل
گر ہے اندھا روشنی مجھسے ملے
کام کہ بعد شکست آئے تجھے
کار دنیا کہ نہ رکھے پا و سر
کار دنیا کہ نہ رکھے پا و دست
غیر پیر استادہ مت ہو جیو
زیر سایہ پیر گر اک دم ہوا
شرط ہے تسلیم نے کام اب بڑا
بعدہ نے ڈھونڈھون راہ چرخ پر
پیر ہوگے نردبان آسمان
بے خلیل اللہ نمرود دغا
وہ ہوا سے جانب بالا گیا
بولے ابراہیم کا سے مرد سفر
چو کرے مجھے بہ بالا نردبان
جسطرح کہ جائے ہو تا غرب و شرق
جسطرح شب مین مسافر جائے ہین
جسطرح سے عارف از راہ نہان
گر نہ ایسی سیر اُسے حاصل ہوئی
یہ روایت اور خبر تحقیق ہے
اک خلاف انہین نہ قرنون سے ہوا

یار کی پردہ عنایت کب تجھے
نے نکلتا حشر تک وہ چاہ سے
بولا جو رغبت ہی خیر اب ہو تجھے
وہ جو اندھا رہے بے بہرہ تر
اپنے روگردان سے وہ اندھا رہا
سرمہ اندھے ہین کا میرے پاس گر
پیرہن سے یوسف جان کے ملے
آستین اقبال اور چراغ راہ ہے
چھوڑ اسے ای پیر خر اے پیر خر
چھوڑ اسے آبو الفضول زشت مست
پیر گردون نے وہادی پیر ہے
روشنائی دیکھی ظلمت سے چھٹا
نفع نے دے گمرہی مین وہ رہا
پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون پیر پر
تیر جا کے کس سے بار ور کمان
کرگسون پر آسمان کی سو گیا
لیک کرگس آسمان پر کب چڑھا
مین ترا کرگس ہون اے سادہ خوتر
بے اُڑے تو جائے سوی آسمان
سب بے سر و سامان یہ دل مثل برق
جس طرح مردم شہر کی سو خواب مین
بیٹھے بیٹھے پھرتا بس ہے سو جہان
اس ولایت کی خبر کس سے ملی
پیر صد ہا متفق اسبات پے
علم طی جسطرح سے مشتبا

زین تفرج ور چہ افتی ہیچ او
گر نبودی آن بدستوری پدر
آن پدر بہر دل او اذن داد
ہر ضریری کز مسیحے سر کشد
قابل فضل بود گرچہ کور بود
گویدش عیسی بزن بر من تو دست
از من از کوری بیابی روشنی
کار و باری کت رسد بعد شکست
کار و باری کہ ندارد پا و سر
کار و باری کہ ندارد پا و دست
غیر پیر استاد سرلشکر مباد
در زمان گر پیر را شد زیر دست
شرط تسلیم ست نی کار دراز
من نجویم زین سپس راہ اثیر
پیر باشد نردبان آسمان
بے ز ابراہیم نمرود گران
از ہوا شد سوی بالا او بسی
لفظ ابراہیم کا می مرد سفر
چون ز من سازی ببالا نردبان
آنچنان کہ میرود تا غرب و شرق
آنچنان کہ عارف از راہ نہان
آنچنان کہ عارف از راہ نہان
گر ندادستش چنین رفتار دست
این خبرہا وان روایات محق
یک خلافی نہ میان این قرون

مر ترا لیک آن عنایت یار کو
برنیاوردی ز چہ تا حشر سر
گفت چون رغبت میلت خیر باد
او چو دانہ بماند از رشد
شد ازین اعراض او کور و کبود
ای عمی کحل ضریری با من ست
بر قمیص یوسف جان بر زنی
اندر آن اقبال و منہاج رہ ست
ترک گیر اسے پیر خرا ای پیر خر
ترک گیر ای ابو الفضول گیج گشت
پیر گردون نی ولی پیر رشاد
روشنائی دید و از ظلمت برست
سود نبود در ضلالت ترکتاز
پیر جویم پیر جویم پیر پیر
تیر پران از کہ گردد از کمان
کرد با کرگس سفر بر آسمان
لیک بر گردون نپرد کرکسے
کرکست من باشم اینک خوشتر
بیسبے پریدن برشوی بر آسمان
سیر زاہد ور احلا این دل چو برق
خوش نشستہ میرود در صد جہان
خوش نشستہ میرود در صد جہان
این خبرہا زان ولایت از کجاست
صد ہزاران پیر برہے متفق
آنچنانکہ ہست در علم طیون

وہ تحری ظلمت شب مین رکھے
ڈھونڈا ای نمرود جا سو ہے کسان
عقل جزوی کرگس آئی ہے مرے
عقل ابدالون کی ہے جبریل
باز سلطان ہون مین نادر نیک پر
چھوڑ کرگس کہ مین ہون خادم ترا
اندھے پن کب تلک جولان ہے
شہر چین مین خود کو تو رسوا نہ کر
وہ فلاطون وقت جو کچھ کہے
کہتے ہین سب چین کے اندر یہ
شہ ہمارے نے نہ خود یہ خبر
جتنے شاہون سے اُسے ایسا کہا
شہ کہے جو کہ کہا تو نے یہ قال
گر مری دختر کو تو ثابت کرے
ورنہ بیشک کاٹون تیرے حلق کو
تیغ سے تیرا کبھی نے سر بچا
اے تو اپنی جہل سے باتین کرے
ایک خندق جڑ سے لیکر تا گلو
جملہ اس دعوے کے اندر بس گئے
چشم عبرت سے تو آخر دیکھ لے
تلخ ہماری عمر کو
گر برس تک رہ چلے
جنگ مین مت جاوے ہتھیار
یہ کہا سب کچھ وہ بولا ناصبور
سینہ مجھ سا مرا پڑ آگ سے

یہ حضور کعبہ اندر روز سے
گر کسون سے فی تو پائی نزد بان
انکو یہ مردار کھانے سے ملے
ظل سدرہ تک اڑتی ہے
نے ہون کرگس رو رہون مردار
میرا پر تو کرگسون سے ہے بڑا
کسب اور پیشہ کو اُسنا چاہیے
ڈھونڈ نہ عاقل کو نہ چھوڑ اُسکا
چھوڑ حرص اور جا تو اُسکے قرب
نسبت اپنے شاہ کے کہ ہم پلید
بل وزن کو اپنی سو آنے دیا
اُسکی گردن تیغ سے ہوئی
جلد ثابت کر مین رکھون عیان
اس تجھکو ہوئے میری تیغ سے
صوفی جان سے مین چھینون
دعوی کذب آمیز سے تو کیا
سرکشون سے پر تو خندق دیکھ لے
پر کئے سر سے ہے از راہ
سر کتا یا اپنا اس دعوے سے
ایسا سمجھ تو دعوی ہر گز مت کر
کر رکھے اس شخص پے حق
اندھے پن سے ز حساب راہ کو
شل ہے تہلکہ مین مت پڑے
کر مجھے اسباب سے آئے نظر
کھیتی پکی وقت اب کٹنے کا ہے

آن بحری آمد اندر لیل تار
خیز اے نمرود پر جو از کسان
عقل جزوی کرگس آمد اے مقل
عقل ابدالان چو پر جبرئیل
باز سلطانم کشم نیکو پیم
ترک کرگس کن کہ من باشم
چند بر عمیا دوانی اسپ را
خویش را رسوا مکن در شہر چین
آنچہ گوید آن فلاطون زمان
جملہ میگویند اندر چین بجد
شاہ ما خود ہیچ فرزندے نزاد
ہر کہ از شاہان بدین گفت
شاہ گوید چونکہ گفتی این مقال
مر مرا دختر اگر ثابت کنے
ورنہ بیشک من ببرم حلق تو
سر نخواہی برد ہیچ از تیغ تو
بنگر ای از جہل گفتہ نا سقے
خندق از قبر خندق تا گلو
جملہ اندر کار این دعوی شدہ
ہین ببین آخر بچشم اعتبار
تلخ خواہی کرد بر ما عمر را
گر رود صد سال آن کاگاہ نیست
بی سلاحے در مرو در معرکہ
این ہمہ گفتند و گفت آن ناصبور
سینہ پر آتش مرا چون منقل ست

وین حضور کعبہ و وسط نہار
نہ دہانی تا بدت زین کرکسان
پر او با جیفہ خواری متصل
میپرد تا ظل سدرہ میل میل
فارغ از مردارم و کرگس نیم
یک سا پر من بہتر از صد کرگس ست
باید استا پیشہ را و کسب را
تا تلی جو خویش را زو در مچین
ہین ہوا بگذار و در بروح آن
بہر شاہ خویشتن کہ لیم پلید
بلکہ سوے خویش زن را ہ نداد
گردنش با تیغ بران گشت جفت
زود ثابت کن کہ من دارم عیال
یا فتی از تیغ تیزم ایمنے
بر کشم از صوفی جان ولی تو
اے بگفتہ لات کذب آمیز تو
پر ز سرہا بے بریدہ خندق
پر ز سرہا بے بریدہ از غلو
گردن خود را بدین دعوی زدہ
انچنین دعوے میندیش و مبار
کہ برین میدارد آنکہ
برعمی آن از حساب راہ نیست
ہمچو بیباکان مجہ در تہلکہ
کہ مرا زین گفتہا آید نفور
کامل آمد کشت وقت منجل ست

صبر سینہ کو تھا اب وہ مر رہا	عشق میں نے دیکھا صبر آتش لگا	صبر را اکنون آن نماند	بر مقام صبر عشق آتش فشاند
مر گیا صبر عشق جب پیدا ہوا	وہ گیا حاضر ہیں زندہ سدا	صبر من مرد آن شبی کہ عشق زاد	در گذشت او حاضران را عمر باد
ناصحا گذر انصیحت پند سے	میں تری مت کو سنا آہن سرد سے	ای محدثا از خطاب و از خطوب	در گذشتم آہن سردی مکوب
سر نگون ہوں کھول میرا پانو تو	کان سمجھ ہے میرے جملہ جزو کو	سر نگونم ہین رہا کن پای من	فہم کو در جملہ اجزای من
کھینچوں اونٹ اپنے کو میں جبتک کہ ہوں	جو کرے وہ قتل سے خوش سکتا ہوں	اشترم من تا توانم میکشم	چون قتادم زار با کشتن خوشم
سر کٹوں سے خندقیں سو ہیں بھری	میرے آگے درد کے اک ہے ہنسی	بر سر مقطوع اگر صد خندقست	پیش درد من مزاح مطلقست
میں بجاؤ نگا نہ پھر اب خوف سے	طبل خواہش کو نہاں تو یہاں سے	من نخواہم زد دگر از خوف بیم	آنچنین طبل ہوا زیر گلیم
میں بجاؤں دشت میں اب برملا	یا گیا سر یا صنم مجھ سے ملا	من علم اکنون بصحرا میزنم	یا سر اندازی او یا روی صنم
حلق جو لائق نہ اسکے بادہ کے ہے	وہ کٹا بہتر ہے بس شمشیر سے	حلق کان نبود سزای آن شراب	آن بریدہ بہ ز شمشیر و ضراب
آنکھ ہے کرنے وصل سے اسکے خوشی	ایسی آنکھ اندھی ہی بہتر اور جلی	دیدہ کان نبود ز وصلش در فرح	آنچنان دیدہ سفید و کور بہ
کان کرنے لائق اسکے راز کے	سر پہ وہ بہتر نہیں تو کاٹ اسے	گوش کان نبود سزای راز او	بر کنش کہ نبود آن بر سر نکو
ہاتھ کہ مال نصاب اب نو رکھے	وہ کٹا بہتر ہے بس ساطور سے	اندران دستی کہ نبود آن نصاب	آن شکستہ بہ لبا ساطور قصاب
پانوں ایسا کہ بس اسکی چال سے	جان ملے اسکی نہ نرگس زار سے	آنچنان پای کہ از رفتار او	جان نہ پیوند و نرگس زار او
ایسا پا زنجیر میں ہی خوب تر	ایسا پا انجام میں ہی درد سر	آنچنان پا در حدید اولی ترست	آنچنان پا عاقبت درد سرست

بیان ایسے مجاہد کا کہ ہاتھ مجاہدہ سے باز نہ رکھے

اگرچہ جانتا ہو کہ عطای حق بڑی ہے وہ مقصد دوسری طرف سے بسبب عمل دوسرے کے اسکو پہونچا تا ہو کہ اسکے وہم میں نہ ہو اور وہ امید سے بموجب قاعدہ کے دروازہ بجاتا ہو شاید کہ حقتعالی وہ آرزو اسکی دوسرے سے پوری کرا دے کہ اسنے وہ تدبیر نہ کری ہو

بیان مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد اگرچہ

داند بہ سلطنت عطای حق کہ آن مقصود از طرف دیگر بسبب عمل دیگر بدو برساند کہ در وہم او نبودہ باشد و او درین طریق معین امید بستہ ہمین در میزند شاید کہ حقتعالی آن روزی را از در دیگر برساند کہ او آن تدبیر نہ کردہ باشد

ویرزقه من حیث لایحتسب لعبد یدبر والله یقدر

اور رہتا ہی کہ بندہ کو وہم بندگی کا ہو کہ مجھے
اس در کے سوا اور در سے پہونچائے اگرچہ
حلقہ اس در کا بجاتا ہوں میں حق تعالی اسکو
اسی در سے روزی پہونچا دے حاصل کلام
یہ سب دروازے ایک ہی در کے ہیں

ویرزقه من حیث لایحتسب لعبد یدبر والله
یقدر د بود که بنده را وهم بندگی بود که مرا
از غیر این در برساند اگرچه حلقه این در
می زنم حق سبحانه تعالی او را هم ازین
در روزی رساند فی این همه درهاے
یک سر است

یا اسی رہ میں مجھے مقصد ملے
میرے مقصد کا سفر پر ہے حصر
یار کو کوشش سے ڈھونڈھوں جیسا
یہ معیت دور ہو کب کان سے
کب معیت کا سمجھ میں آئے راز
حق معیت بولا دل پر مہر کی
جو کیے از بس سفر رہ دل کو بھی
وہ صفات اب جو خطائیں آئی ہیں
بعد اوسکے کہوے گر میں جانتا
وہ سمجھ اوسکی بھی موقوف سفر
جس طرح سے ترض و دام و شیخ کا
طفل نے حلوائی کے گریہ کیا
وہ بیان ہوئی داستان سے مثنوی
خوف اک جاے تردد میں پڑے
خود طمع میں اور کا نفع رکھے

یا وطن کو لوٹ آؤں راہ سے
جو سفر ہو یا ون میں اندر حضر
تب میں جانوں جیا ہے ڈھونڈھنا
تا زمانہ میں نہ گردش ہو مجھے
پر سوا لبعد سفرہاے دراز
تاکہ عکس اوسکے سنے وا جبی
بعدہ مہر اوسکے دل سے دور کی
وہ خطا کے بعد روشن ہوا وے
یہ نیت اوسکی کب میں جانتا
نہ سمجھ آئے نہ تیزی فکر
گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا
پس ادا قرضہ ہوا اوس شیخ کا
پیشتر اس سے ہے متن مثنوی
جانے طمع اوس سوا نہ ہو مجھے
وہ مراد اک دیو تجھکو اور سے

یا درین رہ می بیایم کام من
بو کہ موقوفست کامم بر سفر
یار را چندان بجویم جد و جہد
این معیت کے رود از گوش من
کے کنم من از معیت فہم راز
حق معیت گفت دل را مہر کرد
چون سفرہا کرد دل را راہ داد
چون خطایں آن صفات با صفا
بعد از ان گوید اگر دانستمی
دانش آن بود موقوف سفر
آنچنان کہ وجہ وام شیخ بود
کودک حلوای بگریست زار
گفتہ شد آن داستان معنوی
در دلت خوف افگند از موضعی
در طمع خود فایدہ دیگر نہد

یا چو باز آیم زرہ سوی وطن
چون سفر کردم بیایم در حضر
تا بدانم کہ کیمیا ایست جست
تا نگردم گرد دوران زمن
جز کہ از بعد از سفرہای دراز
تا کہ عکس آن بگوش آید نہ طرد
بعد از ان مہر از دل او بر کشاد
گر دوش روشن ز بعد دو خطا
این معیت را کے او را جستمے
تا بدان دانش بہ تیزی فکر
بستہ و موقوف گریہ آن غنود
تو ختہ شد وام آن شیخ کبار
پیش ازین اندر ستان مثنوی
تا نباشد غیر آنت مطمعی
وان مرادت از کسی دیگر دہد

اے طمع اک جاپہ باندھی تو نے جو — کہ ملے اس نخل سے میوہ مجھے
وہ طمع اس جا نے ہووے وفا — دوسری جا سے وہ بل آئے عطا
وہ طمع تجھ میں رکھی کس واسطے — جو نہ تھی اکرام کی نیت اسے
ایک حکمت اور صنعت کے لیے — تاکہ اوسکے دل کو بھی حیرت رہے
تاکہ دل حیران ہووے بس ترا — کہ مراد اب میں کہاں سے پاؤنگا
تا تو جانے اپنے عجز و جہل کو — غیب میں زیادہ یقین تا تجھکو ہو
دل چراگہ میں ہو حیران بس ترا — اس طمع سے اوسنے کیوں پیدا کیا
طمع خیاطی میں روزی کی رکھے — تاکہ خیاطی سے اب روٹی ملے
زرگری سے رزق پیدا اوسکا ہو — وہم سے تھا دور تیرے کسب وہ
طمع خیاطی کی کیوں تھی ظاہرا — دوسری جا پر تجھے جو در کھلا
علم حق میں اسلئے حکمت کے لیے — اونے لکھا حکم بس پہلے ہی ہے
تاکہ حیران ہووے اندیشہ ترا — تاکہ حیران ہووے کل پیشہ ترا
یا وصال یار اس سعی سے ملے — یا کوئی رہ اور حاصل ہو مجھے
ذکہوں آئی مراد اس راہ سے — ہوں تڑپتا کس جگہ سے تا ملے
مرغ بسمل ہر طرف تڑپے پڑا — جان تن کی کس طرف سے ہو رہا
اس سفر سے یا مراد اپنی ملے — یا کہ ذات البرج کی اک برج سے

ای طمع بربستہ یکجای سخت — کایدم میوه ازین عالی درخت
آن طمع زینجا نخواهد شد وفا — بل زجای دیگر آید آن عطا
آن طمع را پس چرا در تو نهاد — چون نبودش نیت اکرام داد
از برای حکمتی و صنعتی — نیز تا باشد دلش در حیرتی
تا دلت حیران بود ای مستفید — کاین مرادم از کجا خواهد رسید
تا بدانی عجز خویش و جهل خویش — تا شود ایقان تو در غیب بیش
هم دلت حیران شود در منتجع — که چه رویاند مصرف زین طمع
طمع داری روزیی در درزیی — تا ز خیاطی براے تا تازیی
رزق تو در زرگری آید پدید — که ز وهمت بود آن مکسب بعید
پس طمع در درزیی بهر چه بود — چون ترا در جای دیگر در کشود
بهر نادر حکمتی در علم حق — که نوشت آن حکم را در ما سبق
نیز تا حیران شود اندیشه‌ات — تا که حیرانی بود کل پیشه‌ات
یا وصال یار زین سعیم رسد — یا ز راه خارج از سعی جسد
من نگویم زین طریق آید مراد — می طپم تا از کجا خواهد گشاد
سر بریده مرغ هر سو می‌طپد — تا کدامی سو رهد جان از جسد
یا مراد من برآید زین خروج — یا ز برجی دیگر از ذات البروج

حکایت مرد میراث پائے ہوئے کی کہ اوسکو صرف کیا اور مفلس ہوا

پاس میراثی کے زر تھا بیشمار — سب کو کھایا اور رہا مفلس وخوار
مال میراثی نہیں رکھے وفا — جو ہوا ناکام موتی سے جدا
قدر نے جانی کہ پایا مفت تھا — کسب و محنت میں وہ کم تھا دوڑتا
قدر جان نے جانے تو اسواسطے — کہ خدانے مفت دی اب تجکو ہے
گھر ڈبارا اور نقد و جنس آخر گیا — بس وہ ویرانے میں الو سا رہا
بولا یارب جو دیا ساماں گیا — یا کہ دے ساماں یا موت فنا

حکایت مرد میراث یافته که خرج اسراف کرد و مفلس شد

بود میراثیی زر بی شمار — جمله را خورد و بماند او زار زار
مال میراثی ندارد جود وفا — چون بناکام از گذشته شد جدا
او نداند قدر هم کارزان بیافت — که بکد و کسب و بخشش کم شتافت
قدر جان ان می ندانی ای فلان — که بدادت حق بخشش رایگان
نقد رفت و جنس رفت و خانها — ماند چون جغدان درین ویرانها
گفت یارب برگ دادی رفت برگ — یا بده برگی و یا بفرست مرگ

جو ہوا مفلس شروع کی یا رب | سے پتہ یا رب وہ کہتا روز و شب
بولے پیغمبر سے مومن مرد ایک | وقت خالی البطن کے نالاں ہو نیک
جو ہو پر رکھتا نہیں مطرب ہاتھ ہے | پر ہوا سبب دست اب غور ہے
خالی ہو کر وہ تو بین الاصبعین | اکرمی لا این سے ہو مست این
آب طغیان چشم نے اوسکی رکھے | گشتہ دین سبز اوسکی ابر چشم
ہاتھ او ٹھائے دونوں بس اند دعا | اور طلب بے رنج زاو نے کیا

چون تہی شد یاد حق آغاز کرد | یارب و یارب اجرنی ساز کرد
چون پیمبر گفت مومن مزہر است | در زمان خالیش نالہ گر است
چون شود پر مطربش بنہد ز دست | پر شود کا سبب دست او خود است
خالی آمد و باش بین الاصبعین | کز پری لا این سرمست این
رفت طغیان آب از چشمش کشاد | ابر چشمش زرع دین را آب داد
در دعا لابہ در زد بہر دوست | در طلب شد بی تعب آن زر بیست

مومن کی دعا دیر میں قبول ہونے کا سبب

دربیان سبب تاخیر در اجابت دعای مومن از حضرت عزت

ای بہت مخلص دعا میں رو کے گر | جاتے تا دود خلوص افلاک پر
جاتے تا کہ سقف پر افلاک کے | بوئے مجمر گریۂ عصیان سے
رو کے کہتے ہیں ملک اللہ کے | کاے مجیب ہر دعا ای راز کے
بندہ مومن کرتا زاری تجھ سے ہے | تجھ سوا جاے نہ ذی دم رکھے
صلہ بیگانہ کو تجھ سے جو ملے | آرزو تجھ سے ہر اک طالب رکھے
حق یہ فرمائے کہ نہ خواری سے ہی | عین تاخیر عطا یاری سے ہے
نالہ مومن کو رکھتا دوست ہوں | کہ وہ زاری کر کہ اعزاز اوسکو دے
لایا حاجت میری سو غفلت شدہ | میرے کوچے میں اوسے کھینچ پکڑ
دیدی حاجت گر کرون میں جاے وہ | ور وہ اوس کھیل میں لہب ق ہو
گرچہ روتا جان سے ہے وہ سوگوار | دل شکستہ سینہ خستہ اور زار
مجھکو خوش آتا ہے اوسکا چیخنا | اور خدایا کہنا زار کا کہنا
اور خوشامد میں وہ اندر کام کے | ہر طرح پر کرتا مایل ہے مجھے
طوطی اور بلبل کو خوش آواز سے | کرتے ہیں اندر قفس کے قید آہ
زاغ و الو نے یعنی اندر قفس | جو نہیں سنتے حکایت اور قصص
لوگ رکھتی باز کے جو ہیں وہ | ایک بڑھیا دو مری خوش شکل ہو
دونوں روٹی مانگیں اوس سے آنکر | روٹی اوس بڑھیا کو دے تو جلد تر

ای بسا مخلص کہ نالد در دعا | تا شود دود خلوصش بر سما
تا شود بالای این سقف برین | بوی مجمر از انین المذنبین
پس ملائک با خدا نالند زار | کای مجیب ہر دعا وی مستجار
بندۂ مومن تضرع می کند | او نمیداند بجز تو مستند
تو عطا بیگانگان را میدہی | از تو دارد آرزو ہر مشتری
حق بفرماید کہ نی از خواری اوست | عین تاخیر عطا یاری اوست
نالۂ مومن ہمی داریم دوست | گو تضرع کن کہ این اعزاز اوست
حاجت آوردش ز غفلت سوی من | آن کشیدش موکشان در کوی من
گر برآرم حاجتش او وا رود | ہم در آن بازیچہ مستغرق شود
گرچہ می نالد بجان او سوگوار | دل شکستہ سینہ خستہ گو بزار
خوش ہمی آید مرا آواز او | وان خدایا گفتن و آن راز او
وانکہ اندر لابہ و در ماجرا | می فریباند بہر نوعی مرا
طوطیان و بلبلان را از پسند | از خوش آوازی قفس در میکنند
زاغ را و چغد را اندر قفس | کی کنند این خود نیامد در قصص
پیش شاہد باز چون آید دو تن | آن یکی کمپیر و آن یک خوش ذقن
ہر دو نان خواہند او زوتر فطیر | آرد و کمپیر را گوید کہ گیر

دوسری کو کہ وہ نیس حرص تحمل ہے ۔ روٹی کب دے بلکہ دیرا وسین کرے

اوسے کھوے بیٹھ تھوڑی تو ۔ روٹی تازی ہین پکاتے انکو

جو کہ روٹی گرم اوسکو لاکے دے ۔ کھوے اوسکو بیٹھ حلوا آتے ہے

بس ہم ارات اوسکی اس غرض سے کرے ۔ اوہ بجانے دام مین پنہان اوسے

کہ مجھے اک کام دم بھر تجھسے ہے ۔ منتظر رہ اے حسینہ تیک بے

تا اوسے مائل اس حیلہ سے کرے ۔ تا مطیع تابع کرے اپنا اوسے

مثل اوس بڑھیا کے ہین بیگانگان ۔ شاہد خوشتر کی صورت مومنان

ہمرادی مومنون کی اس لیے ۔ نیک و بد سے بالیقین تو جانئے

یہ جہان مومن کو زندان اسلیے ۔ کافرون کو اک بہشت نقد ہے

وان دگر را کہ نخواستش قدحید ۔ کہ دہد نان بل بتاخیر افگند

گویدش بنشین زمانی بی گزند ۔ کہ بپختند نان تازہ میرسند

چون رسد آن نان گرمش بعد کد ۔ گویدش بنشین کہ حلوا میرسد

ہم بدین فن داردارش میکند ۔ وز رہ پنہان شکارش میکند

کہ مرا کاریست با تو یک زمان ۔ منتظر میباش ای خوب جہان

تا بدین حیلت فریباند ورا ۔ تا مطیع و رام گرداند ورا

مثل آن کمپیر و آن بیگانگان ۔ شاہد خوشتر مثل مومنان

ہمرادی مومنان از نیک و بد ۔ تو یقین میدان کہ بہر این بود

اینجہان زندان مومن زین بود ۔ کافران را جنت عالی بود

دیکھنا میراثی کا خواب مین کہ مصر کی فلانی جا گنج ہے اور جانا شہر مصر کو اوسکی طلب مین

دیدن میراثی بخواب کہ در مصر بہ فلان موضع گنجیست و رفتن بشہر مصر بطلب آن

خواجہ جو میراث کھا مفلس ہوا ۔ آیا اندر یارب و گریہ دکھا

کون کوٹے یہ در رحمت نثار ۔ کہ اجابت مین نیا لے سو بہار

خواب دیکھا بولا ہاتف اور سنا ۔ کہ عیان ہو مصر مین تیری غنا

مصر کو جا کام تیرا ہو روا ۔ گریہ اوس حامی نے اب تیرا سنا

کہ فلانی جا پہ گنج اک ہے بڑا ۔ مصر تک اوسکے لیے جا تو بھلا

کہ فلان کوچہ وجا مین دفن ہے ۔ ہے بڑا اک گنج نادر جا کے لے

بے درنگ اب ای پسر بغداد سے ۔ مصر کو جا کہ وہ زر کی کان ہے

آیا جو بغداد سے تا سوی مصر ۔ پائی طاقت جو کہ دیکھا روے مصر

وعدہ ہاتف کے توقع پر کہ گنج ۔ مصر مین تو پاوے بہر دفع رنج

لیک کچھ کھانیکو نہ اوسکو رہا ۔ جا ہا مخلوقات سے کچھ مانگنا

شرم دامنگیر ہوئی اوسکی ولے ۔ اوسنے رکھا آپ کو بس صبر سے

نفس تڑپا اوسکا بس بھوک سے ۔ نے گدائی سے ہوا چارہ اوسے

بولا شب کو جاؤن باہر نہان ۔ مانگنے سے شرم تا نہ ہو وہان

خواجہ چون میراث خورد و شد فقیر ۔ آمد اندر یارب و گریہ نفیر

خود کہ کوبد این در رحمت نثار ۔ کہ نیابد در اجابت صد بہار

خواب دید و ہاتفی گفت و شنید ۔ کہ غنای تو بمصر آید پدید

رو بمصر آنجا شود کار تو راست ۔ کرد کریہ ات را قبول او مرتجاست

در فلان موضع یکی گنجیست رفت ۔ در پی آن بایدت تا مصر رفت

در فلان کوی و فلان موضع دفین ۔ ہست گنجی سخت نادر بس ثمین

بیدرنگی ہین ز بغداد ای نسیم ۔ رو بسوی مصر و منبت گاہ زر

چون ز بغداد آمد او تا سوی مصر ۔ گرم شد پشتش چو دید او روی مصر

بر امید وعدۂ ہاتف کہ گنج ۔ یابد اندر مصر بہر دفع رنج

لیک از نفقہ و را چیزی نماند ۔ خواست گریہ بر عوام الناس راند

لیک شرم و ہمتش دامن گرفت ۔ خویشتن را بر صبر افشردن گرفت

باز نفسش از مجاعت بر طپید ۔ از گدائی کردن او چارہ ندید

گفت شب بیرون روم من نرم نرم ۔ تا ز ظلمت نایدم از کدیہ شرم

مثل شب کوبی کرون میں گرد | تاکہ پاؤن بام میں نیم دانگ
نکلا بس اس فکر سے وہ کوبکو | پھرتا بس اس فکر سے وہ سو بسو
ایکدم ہوتی تھی مانع عز و حیاه | ایکدم کہتی تھی بھوک اوسکو کہ جاہ
پاؤن پیش و در پا ذن تیلی ثلث شب | کہ میں مانگون یا کہ سوؤن خشک لب

همچو شب کوبی کنم من ذکر بانگ | تا رسد از بامهایم نیم دانگ
اندرین اندیشه بیرون شد بکو | واندرین فکرت همی شد سو بسو
یکزمان مانع همی شد شرم و جاه | یکزمانی جوع می گفتش بخواه
پای پیش و پای پس تا ثلث شب | که بخواهم یا بخسپم خشک لب

پہونچنا اوس شخص کا مصر میں اور نکلنا اوسکا کوچہ میں شبکوبی وگدائی کے اور پکڑنا کوتوال کا اوسکو اور مراد پانا اسکا بعد رنج کے ۞ وعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم ان مع العسر یسرا

اور قریب ہے کہ کراہیت کرتے ہو تم ایک شے سے اور وہ

تحقیق ساتھ تنگی کے فراخی ہے

رسیدن آن شخص بمصر و بیرون آمدن بکو در شب بجهت سرکوبی و گدائی و گرفتن عسس او را و مراد او پس از رنج حاصل آمدن وعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم ان مع العسر یسرا

ناگہان شحنہ نے پکڑا بس اوسے | مارے گھونسے لاٹھی اوسکو تیم سی
اتفاقاً اون شبون تاریک میں | خلق کو چورون سے ہوئی تھی تنگیا
تھی بلائیں خوفناک در پر وبال | دزد کی تلاش میں تھا کوتوال
ہاتھہ کاٹو تا خلیفہ نے کہا | شب کو نکلے گر ہو میرا اقربا
شہ نے شحنہ پر کری تاکید و بیم | کہ تو کیون چورون پے ہوتا ہے رحیم
مکر اونکے کیون یقین کرتا ہے تو | یا کہ زر چورون سے کیون لیتا ہے تو
رحم چورون اور اچکون پر جو ہے | ظلم اور زحمت ضعیفون پر وہ ہے
رنج خاصون سے نہ چھوڑ انتقام | رنج کم دیکھ اوسکا دیکھ اب رنج عام
کاٹ اونگلی سانپ کاٹے تا بچے | دیکھ تن کی سو کہ تا صحت رہے
اتفاقاً اون دنون چور و نکار در | بس تھا اور جیسے تھے پختہ خام ہو
دیکھتا اپنے تئیں مارا اوسے | لاٹھیون سے اور زخم الحدید
بس کری فریاد اوس درویش نے | کہ نہ مار دیکھتا ہے جو ہون حال ہے
بولا مہلت دیتے دو یہ سب کہو | کس لیے باہر تو نکلا رات کو

ناگهانی خود عسس او را گرفت | مشت و چوبش زد ز صفرا ناشکفت
اتفاقاً اندران شبهای تار | دیده بد مردم ز شب دزدان فگار
بود شبهای مخوف و منحسس | پس بجد میجست دزدان را عسس
تا خلیفه گفته که ببرید دست | هر که شب گردد وگر خویش منست
بر عسس کرده ملک تهدید و بیم | که چرا باشید بر دزدان رحیم
عشوه شان را از چه رو باور کنید | یا چرا زیشان قبول زر کنید
رحم بر دزدان و هر منحوس دست | بر ضعیفان زحمت و دل خستگیست
هین ز رنج خاص مگسل ز انتقام | رنج او کم بین نگر در رنج عام
اصبع ملدوغ بر در دفع شر | در تعدی وا هلاکت تن نگر
اتفاقاً اندران ایام دزد | گشته بود انبوه پخته و خام دزد
در چنین وقتش بدید و سخت زد | چوبها و زخمهای بی عدد
نعره و فریاد زان درویش خاست | که مزن تا من بگویم حال راست
گفت اینک دادمت مهلت بگو | تا بشب چون آمدی بیرون بگو

تو نہیں پایا مسافر اب جتنے / سچ کہو کس مکر میں تو مقری
اہل دیوان شحنہ پر طعنہ کریں / کس لیے اب چوریاں ہیں جمع میں
مجمع تجھ سے ہے دیاروں سے ترے / اپنے یاروں کو بتا تو قبل سے
ورنہ بدلا تجھ سے سب کا لیوں گا / عافیت شر سے ہر اک کو ہو گا
بعد قسمیں کھا کے اوسنے بس کہا / کہ نہیں ہوں میں اچکا چوٹا
میں نہیں ہوں چور ز بیداد ہوں / میں مسافر ساکن بغداد ہوں

تو نہ زینجا غریب و منکری / راست گو تا بچہ مکر اندری
اہل دیوان بر عسس طعنہ زدند / کہ چرا دزدان کنون ناپدید شدند
انبہ از تست و ز یاران تست / وانما یاران زشتت را نخست
ورنہ کین جملہ را از تو کشم / تا شود ایمن ز شر ہر محتشم
گفت او از بعد سوگندان بسے / کہ نیم من خانہ سوز و کیسہ بر
من نہ مرد دزدی و بیدادیم / من غریب مصرم و بغدادیم

بیان میں اس حدیث کے کہ الکذب ریبۃ (جھوٹ شک ہے) والصدق طمانیۃ (اور صدق تسلی ہے)

در بیان حدیث الکذب ریبۃ والصدق طمانیۃ

قصہ اس خواب اور خزانہ کا کہا / صدق سے اوسکے دل اسکا بس کھلا
بوے صدق آئی اسے سوگند سے / پیدا سوز اوسکا ہوا اسناد سے
دل کو آرام آیا با قول صواب / جس طرح تشنہ کو تسکین ہو آب
پر سوا محجوب کہ علت رکھے / ز نبی سے تا نبی تمیز اوسے
ورنہ وہ پیغام کہ ہو صدق سے / ماہ پر گر پڑا اسے شق ہوا اور بیٹھے
سہ بیٹھے اور وہ دل محجوب نے / کیونکہ ہے مردود وہ محجوب نے
چشم شحنا شک سے چشمہ ہوئی / بولے دل سے خشک باتوں سے نہ تھی
بات اک دوزخ سے آئی ہے سو لب / شہر جان سے بات اک باکو ہی لب
بحر جان افزا و بحر پر تعب / درمیان دو بحر کے برزخ ہی لب
بحر جان افزا و بحر غم کاہ / دونوں اوس لب پر گذرتے کھلیں اور راہ
جو تجارت درمیان شہروں کی ہے / نفع کو آتے ہیں ہر طرف سے
سامان بدتر اور کھوٹا اور بڑا / سامان بہتر بیش قیمت اور کھرا
اس تجارت سے بسر جو ہی تر / اور کھرے کھوٹے پہ رکھتا ہے نظر
وہ تجارت اسکو ہوئی ہے نفع گاہ / دوسرے کو اندھے پن سے ضائع گاہ
ایک اک اجزا عالم سے جدا / ہے غنی پر بند استا پر کھلا
ایک پر ہے قند دیگر پہ ہے زہر / ایک پر ہے لطف دیگر پر ہے قہر

قصہ آن خواب و گنج زر گفت / پس ز صدق او دل آن کس شگفت
بوی صدقش آمد از سوگند او / سوز او پیدا شد از اسناد او
دل بیارامد ز گفتار صواب / آنچنان کہ تشنہ آرام آید ز آب
جز مگر محجوب کو را علتی ست / از نبی اش تا غبی تمییز نیست
ورنہ آن پیغام کز موضع بود / بر مہ از بر زد شکافیدہ شود
مہ شکافد وان دل محجوب نے / زانکہ مردود است او محجوب نے
چشمہ شد چشم عسس ز اشک مل / نے ز گفت خشک بل از بوی دل
یک سخن از دوزخ آید سوی لب / یک سخن از شہر جان در کوی لب
بحر جان افزا و بحر پر حرج / در میان ہر دو بحر این لب مرج
بحر جان افزا و بحر غم کاہ / ہر دوان بر لب گذر دارند و راہ
چون نیلو در میان شہرہا / از نواحی آید آنجا بہرہا
کالہ معیوب و قلب کیسہ بر / کالہ پر سود و مستشرف چو در
زان نیلو ہر کہ بازرگان تر است / بر سرہ و بر قلبہا دیدہ درست
شد نیلو مر ورا دار الرباح / وان دگر را از عمی دار الاجتاح
ہر یکے ز اجزای عالم یک بیک / بر غبی بند است و بر استا فتک
بر یکے قند است و بر دیگر چو زہر / بر یکے لطف است و بر دیگر چو قہر

ایک پر ہے دیو دیگر پر ہے حور
ایک پر ہے نار دیگر پر ہے نور
ایک پر ہے گنج دیگر پر ہے مار
ایک پر ہے گل و دیگر پر ہے خار
ایک پر شیرین ہے دیگر پر ترش
ایک پر بیہوشی دیگر پر ہے ہش
ایک پر پنہان ہے دیگر پر عیان
ایک پر ہے سود دیگر پر زیان
ایک پر ہے بند دیگر پر کشاد
ایک پر ہے قید دیگر پر مراد
ایک پر ہے نوش دیگر پر ہے نیش
ایک پر بیگانہ دیگر پر ہے خویش
ایک پر ہے روز دیگر پر ہے شب
ایک پر ہے عیش دیگر پر تعب
ایک پر محبوب دیگر پر عدو
ایک پر بادہ و دیگر پر کدو
ایک پر پانی ہے دیگر پر ہے خون
ایک پر اعجاز دیگر پر فسون
ایک پر حلوا و دیگر پر ہے سم
ایک پر ہے سنگ دیگر پر صنم
ایک پر ہے جسم دیگر پر ہے روح
ایک پر ہے قید دیگر پر فتوح
ایک پر ہے تیر دیگر پر کمان
ایک پر ہے نان دیگر پر سنان
ایک پر ہے نقص دیگر پر کمال
ایک پر ہے ہجر دیگر پر وصال
ہر جمادی ہے نبی سے قصہ گو
کعبہ حاجی کا گواہ و نطق جو
مسجد آئی بھی بسلے پر گواہ
کہ وہ آیا مجھ تلک با دور راہ
آگ ابراہیم پر ریحان تھی
پھر وہ بالمزود آتشدان تھی
بارہا میں نے کہا اس راز میں
نے ہوا اسکے بیان کا سیر میں
بارہا ان کھائی دفع بھوک کو
یہ وہی نان ہے ہوا بیمار تو
اعتدالی سے تجھے اک بھوک ہو
کہ ملائے تخمہ و بیماری کو دو
ورد جسکو بھوک کو نقد اک ملا
اوسکا جز جز بس نیا ہو ز لگا
بھوک سے لذت ہے زیادہ نقل کو
بھوک میں شکر سے بہتر نان جو
تخمہ اور بے بھوک سے ہی بس ملام
یہ مرض اور ہے نہ تکرار کلام
کیون رہے کون وکان میں تیل و دل
مر مردم سے تو تجھکو ملول
غیبت شاغل اکل لحم سے
ساٹھ سال آئی نہیں سیری تجھے
صید زخم مین تو نے کری
مثل گل ہے رنج سے تجھکو ہنسی

بر یکے دیوست و بر دیگر چو حور
بر یکے نارست و بر دیگر چو نور
بر یکے گنجست بر دیگر چو مار
بر یکے وردست و بر دیگر چو خار
بر یکے شیرین و بر دیگر ترش
بر یکی مبہوت و بر دیگر چو ہش
بر یکے پنہان و بر دیگر عیان
بر یکے سودست و بر دیگر زیان
بر یکے بندست و بر دیگر گشاد
بر یکے قیدست و بر دیگر مراد
بر یکے نوش ست و بر دیگر چو نیش
بر یکی بیگانہ بر دیگر چو خویش
بر یکی روزست و بر دیگر چو شب
بر یکے عیش ست و بر دیگر تعب
بر یکی محبوب و بر دیگر عدو
بر یکی راحت و بر دیگر کدو
بر یکے آبست و بر دیگر چو خون
بر یکے اعجاز و بر دیگر فسون
بر یکی حلوا و بر دیگر چو سم
بر یکے سنگست و بر دیگر صنم
بر یکے جسمست و بر دیگر چو روح
بر یکے حبس ست و بر دیگر فتوح
بر یکی تیرست و بر دیگر کمان
بر یکے تانست و بر دیگر سنان
بر یکی نقص ست و بر دیگر کمال
بر یکی ہجرت و بر دیگر وصال
ہر جمادے با نبی افسانہ گو
کعبہ با حاجی گواہ و نطق جو
ہر مصلے مسجد آمد ہم گواہ
کو ہمی آمد بمن از دور راہ
بر خلیل آتش گل و ریحان بود
باز بر نمرود آتشدان بود
بارہا گفتیم این را اے حسن
می نگردم از بیانش سیر من
بارہا خوردی تو نان دفع ذبول
این ہمان نانست چون گشتی ملول
در تو جوعی میرسد تو ز اعتدال
کہ ہمی سوزد ازو تخمہ و ملال
ہر کرا درد مجاعت نقد شد
نو شدن با ہر جزو جزوش عقد شد
لذت از جوعست نے از نقل نو
با مجاعت از شکر بہ نان جو
پس ز بیجوعیست از تخمہ مدام
این ملالت نے ز تکرار کلام
چون ز دکان و مکان تیل و دل
وز فریب دست ناید ملال
چون ز غیبت و اکل لحم مردمان
شصت سالت سیری نامد از آن
سید گفتہ تو
بی ملالت ہمچو گل بشگفتہ تو

یار آخر کہو سے از رہ سوز کے — گرم تر سو بار پہلے بار سے
درد دار وسے کہن کو نو کرے — درد شاخ رنج کو قطع کرے
کیمیا نو کرنے والا درد ہے — رنج کب ہے درد جب یاں اٹھے
پس ملولی سے نکل تو آہ سرد — ڈھونڈ تن میں درد تو اور درد درد
درد کے دربان سب مکار ہیں — راہزن اور زر دیدہ سیم باج لیں
تشنگی کا چارہ آب شور سے — وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے
پرہے مکار اور مانع جستجو — آب شیریں کا کہ سبزہ اس سے ہو
اس طرح مانع ہے ہر اک قلب زر — جانتے سے زر کھرے کے بیشتر
کرے کاٹے تیرے پر اور سپہر — کہ مراد اپنے ہو تجھ ہی ملے اور مرتبہ
کہو سے دافع ورد ہو دل جو درد تھا — خار تھا گرچہ بصورت درد تھا
جھوٹے دربان سو تو بھاگ اپنی سنگھ — تاکہ بہتر پائے تیرا درد ہو
بولا تو چور سے فاسق ہو تو — ہر نیک اک ہو دلے احمق ہو تو
تو نے خواب و خیال کوشش کری — عقل تیری ذرے کھیے کچھ ذ تنی
ایسے تو نے خیال ہر اک راہ دی — اختیار از رہ طمع جہل کی

بار آخر گوئیش سوزان وچست — گرم تر صد بار از بار نخست
درد داروی کہن را نو کند — درد ہر شاخ ملولی خو کند
کیمیائی نو کنندہ دردہاست — کہ ملولی آن طرف کہ درد خاست
ہین مزن تو از ملولی آہ سرد — درد جو و درد جو ہین درد درد
قادع دزدان ند درمانہای ژاژ — رہزن ند و زرستانان رسم باژ
آب شوری نیست درمان عطش — وقت خوردن گر نماید سرد و خوش
لیک خادع گشت و مانع شد زجست — ز آب شیرینی کز و صد سبزہ رست
ہمچنین ہر زر قلبی مانع است — از شناس نقد کان ہرجا کہ ہست
بال و پرت را ز تزویرے برید — کہ مراد تو منم گیر اے مرید
گفت دردت چینم و خود درد بود — خار بود ار چہ بصورت ورد بود
روز درمان در دغیں میگریز — تا شود دردت مصیب مشک بیز
گفت نی دزدی تو و نی فاسقی — مرد نیکی لیک گول و احمقی
بر خیال و خواب چندین رہ کنی — نیست غفلت را بتو لی روشنی
بر خیالے اینچنین راہ دراز — ہین مگیرے از سر جہل و نیاز

کہنا کوتوال کا خواب اپنے کو مسافر سے اور پتا گنج کا دینا اوسکے گھر میں

خواب دیکھے بارہا میں نے سدا — گنج ہے بغداد کے اندر چھپا
کہ فلاں کوچہ میں جا میں دفن ہے — وہ ہی نام اوسکے تھا کوچہ کا فلے
ہے فلانے گھر میں جا کر ڈھونڈنا — اوسکے گھر کا نام و کوچہ کا لیا
بار میں نے یہ دیکھی خواب ہے — کہ وہاں جا گنج تا تجھکو ملے
میں نہیں جاتا کبھی اوس خیال سے — بے ملال آیا ہی تو اک خواب سے
خواب احمق اوسکی لائق عقل کو — جیسے وہ بے قیمت ادبار ہے
خواب زن کمتر ہے خواب مرد سے — باعث نقصان عقل و جان ہے
عقل ناقص گول کی کھوٹی ہے خواب — کیونکہ بیہودہ ہے بے عقلی ہے خواب

گفتن عسس خواب خود را با غریب و نشان گنج دادن در خانہ او

بارہا من خواب دیدم مستمر — کہ ببغداد است گنجے مستتر
در فلان کو در فلان موضع دفین — بود آن خود نام کوی آن حزین
ہست در خانہ فلانے رو بجو — نام خانہ گفت و نام کوی او
دیدہ ام این خواب را من بارہا — کہ برو انجا کہ یابی گنج را
ہیچ من از جا نرفتم زین خیال — تو بیک خوابی بیائی بے ملال
خواب احمق لائق عقل ویست — ہمچو او بیقیمت است و لاشی است
خواب زن کمتر ز خواب مرد دان — از پی نقصان عقل و ضعف جان
خواب ناقص عقل و گول آید کساد — پس ز بیعقلی چہ باشد خواب باد

سوچا یہ خود گنج میرے گھر میں ہے — اب مجھے تحقیق واں کیا فقر ہے
میں گدائی سے خزانہ پر مرا — کیوں میں غفلت اور پردہ میں رہا
ورد اسکا اس خوشی سے سب گیا — سیکڑوں الحمد کو اسنے پڑھا
یہ غذا موقوف تھی نقصان پر — آب حیوان تھا مری دکان پر
چل کر اب نادر غذا سے میں ملا — تھا وہ اندھا وہم کہ مفلس میں تھا
خواہ احمق کہہ مجھے خواہ ہوشیار — سینے پایا جو میں چاہتا تھا اے یار
میں مراد اپنی پائی بیگمان — مجھکو جو کچھ چاہے کہہ اے بدزبان
تو مجھے پر درد کہہ اے بادوش — تیرے پر درد آگے آگے اپنی خوش
ہائے گر برعکس ہوتا یہ شعار — تیرے آگے گلشن آگے اپنی خار
بولا اک درویش سے اک مرد خس — کہ بجائے تجھکو یا تیر کوئی کس
بولا وہ گر عام نے جانیں مجھے — خوب جانوں خود کہ میں کیا ہوں برے
ہائے ہوتا درد گر برعکس طور — مجھ سے بینا ہوتا وہ میں خود کو کور
مجھکو احمق جان احمق ہوں بھلے — بخت بہتر عجز و روی سخت سے
بات یہ لایق گمان تیرے کے ہی — ورنہ میرا بخت داد عقل دے

گفت باخود گنج در خانہ منست — پس مرا آنجا چہ فقر و شیونست
بر سر گنج از گدائی مردہ ام — زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام
زین بشارت مست شد دردش نماند — صد ہزار الحمد بے لب او بخواند
گفت بد موقوف این لوت لتم — آب حیوان بود در حانوت من
رو کہ بر لوت شگرفی بر زدم — کوری آن وہم کہ مفلس بدم
خواہ احمق گو و خواہی عاقلم — یافتم من انچہ میخواہد دلم
من مراد خویش دیدم بیگمان — ہرچہ خواہی گو مرا اے بددہان
تو مرا پر درد گو اے محتشم — پیش تو پر درد و پیش خود خوشم
وای اگر برعکس بودے این مطار — پیش تو گلزار و پیش خویش خار
با فقیری گفت روزی یک خسے — کہ ترا اینجا نمی داند کسے
گفت او گر می نداند عامیم — خویش را من نیک می دانم کیم
وای اگر برعکس بودے درد ریش — او بدے بینای من من کور خویش
احمقم گیر احمقم من نیکبخت — بخت بہتر از لجاج و روی سخت
این سخن بر وفق ظنت می جہد — ورنہ بختم داد عقلم می دہد

لوٹنا مسافر مصر کا بغداد کو اور پانا اپنے گھر میں گنج کو

بازگشتن غریب مصر بہ بغداد و یافتن گنج را در خانہ خود

مصر سے لوٹا سوے بغداد وہ — سجدہ کرتا اور رکوع و شکر گو
سارے رستے مست حیران وہ رہا — عکس روزی اور طلب سے ماہرا
کہ کہاں مجھکو کیا امیدوار — اور کہاں مجھکو دیا زر بیشمار
کیا یہ حکمت تھی کہ اس دادار نے — جو نکالا گھر سے گمرہ خوش مجھے
جو میں گمرہی میں جلدی دوڑتا — ہر گھڑی مطلب سے ہوتا تھا جدا
عین گمراہی کو اب پھر جود سے — باعث نیکی کیا اللہ نے
گمرہی کو بس وہ ایمان کرے — کجروی کو مقصد عرفان کرے
تا نہ ہووے کوئی محسن بے جزا — تا نہ رہوے کوئی خاین بی رجا

بازگشت از مصر تا بغداد او — ساجد و راکع ثنا گو شکر گو
جملہ رہ حیران و مست او زین عجب — ز انعکاس روزی و راہ طلب
کز کجا امیدوارم کردہ بود — وز کجا افشاند بر من سیم جود
این چہ حکمت بود کان مرا — کردم از خانہ برون گمراہ و شاد
تا شتابان در ضلالت میشدم — ہر دم از مطلب جداتر مے بدم
باز عین آن ضلالت را ایزد — حق وسیلت کرد اندر رشد و سود
گمرہی را منہج ایمان کند — کژروی را مقصد عرفان کند
تا نباشد ہیچ محسن بے وجا — تا نماند ہیچ خائن بے رجا

اوسکا ہی تریاق پنہان زہر مین
ذی نماز اندر رہے پنہان مکر ست
منکرون کا قصد اضلال ثقات
قصد انکار او نکا ذل دین بھی
ہوتا گر انکار رہے کفار سے
تا ہوا منکر نہ دشمن صدق کو
معجزہ مثل گواہ ہے کس لیے
طعنہ جو نا آشنا سے آئے تھا
مکر فرعون تیس سو درجہ ہوا
لائے ساحر سحر سب اچھا بُرا
تا عصا کو باطل اور رسوا کرین
عین وہ مکر آیت موسی ہوا
لایا لشکر تا لب دریاے نیل
ایمنی موسی کی امت کو ملے
گر وہ رہتا مصر مین آتا نہین
سبطیون مین آکے حیرانی رکھی
یہ نہان ہی لطف کہ اوسکو خدا
اجر دیتا اتقا مین بے جفا
پرورش مین وصل دیتا نے خفا
سیر کرتا پاسے چلکر سنے خفا
آمنون عارف ہین اس باعث سدا
عین ڈر سے امن اونکا ہے پدید
دیکھا مخفی امن اندر خوف کے
بیش عیسے میر آیا مکر سے
اندر آیا تاکہ ہو وہ تاجدار

صاحب لطف الخفی اوسکو کہین
دیو سے خلعت بھرم مین یا مغفرت
ذل ہوا عزت ظہور معجزات
عین ذل عزت رسولونکی ہوئی
معجزہ کس ہوتا نازل کسلیے
قاضی کب چہتا گواہا سے نکو
مدعی کے صدق کے ہی واسطے
حق نوازش کرتا دیتا معجزا
اوسکی بالکل ذلت و خواری بنا
تا کرین موسی کا رد وہ معجزا
دردِ دل سے اعتبار اوسکا کرین
اوس عصا کا اعتبار اعلے ہوا
رو کے تا موسی و سبطی کی سبیل
وہ زمین و دشت کے اندر گھسے
سبطیون کا وہم جاتا پھر کہین
تا تو جانے خوف مین ہی ایمنی
نار دکھلائے و لے وہ نور تھا
دیکھ جب ساحران بعد الخطا
ساحرون کو وصل کٹنے مین دیا
سیر ساحر دیکھ اندر قطع پا
کہ گذر دریاے خون سی خود کیا
اسلیے ہین ہر گھڑی اندر مزید
دیکھ پوشیدہ رجا مین خوف ہے
عیسے اندر گھر کے پوشیدہ ہوے
شبہ عیسی سے ہوا خود تاجدار

اندرون زہر تریاک آن خفی
نیست مخفی در نماز آن مکر ست
منکران را قصد اضلال ثقات
قصد شان زانکار ذل دین بده
گر نہ انکار آمدی از ہر بدی
خصم منکر تا نشد مصداق جاہ
معجزہ ہمچون گواہ آمد زکے
طعنہ چون می آمد از ہر ناشناخت
مکر آن فرعون سی صد تو شدہ
ساحران آوردہ حاضر نیک و بد
تا عصا را باطل و رسوا کنند
عین آن مکر آیت موسی شدہ
لشکر آرد بے عدد تا حول نیل
ایمنی امت موسے شود
گر بمصر اندر بدی او نامدی
آمد و در سبط افگند او کراز
این بود لطف خفی کو را صمد
نیست مخفی مزد دادن در تقا
نیست پنہان وصل اندر پرورش
نیست مخفی سیر با پاسے رتا
عارفان زانند دائم آمنون
امن شان از عین خوف آمد پدید
امن دیدہ گشتہ در خون خفی
آن امیر از مکر عیسے استند
اندر آمد تا شود او تاجدار

گرد تا گویند ذو اللطف الخفی
در گنہ خلعت نہد از مکر ست
ذل شدہ عز و ظہور معجزات
عین ذل عز رسولان آمدہ
معجزہ برہان چرا نازل شدی
کے کند قاضی تقاضای گواہ
بہر صدق مدعی در پیشگہ
معجزہ میداد حق و مینواخت
جملہ ذل او و قمع او شدہ
تا کہ جرح معجزہ موسی کند
اعتبار او ز دلہا بر کنند
اعتبار آن عصا بالا شدہ
تا زند بر موسی و قومش سبیل
کو تحت الارض وہامون رود
وہم از سبطی کجا زائل شدے
تا بدانی کامن در خوفست راز
نار بنماید و لے نورے بود
ساحران را اجر بین بعد از خطا
ساحران را وصل داد اندر برش
ساحران را سیر بین در قطع پا
کہ گذر کردند از دریاے خون
لاجرم باشند ہر دم در مزید
خوف بین ہم در امیدای صفی
عیسے اندر خانہ رو پنہان کند
خود ز شبہ عیسے آمد تاجدار

مجھکو مت لٹکا وین عیسی نہین
جلد لٹکایا اوسے بس دار پے
چند لشکر جائین تا کھائین ثمر
چند تاجر جائین : نفع وسود
چند بر عکس اسکے عالم مین ہین پس
پس شہید دل اپنا رکھے موت پے
ابرہہ با فیل کعبہ کے سلیے
تا حریم کعبہ کو ویران کرے
تاکہ سب زوار گرد اوسکی پہرین
اور لے بدلا عرب سے باجفا
اوسکی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی
مکیون کی عزت اک سے سو ہوئی
اور وہ اور کعبہ اوسکا کم گیا
جون درندا وس ابرہہ کے مال لیے
دو گمان رکھے کہ لشکر پیچلا
اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ ہم
گھر مین آیا گنج وزر اوسکو ملا
تا کہ جانے حکمت رب کریم
قصہ شہزادونکا یاد آیا مجھے

مین ہون میران جہودان بالیقین
یہ ہے عیسے چھٹنا چہتا ہے ہر
نفع سلنے ادنکو سلے ہو دردسر
عید جائین اور جلین مثل عود
زہر جائین اور وہ ہوسے شہد بس
پس ظفر اور روشنی اوسکو ملے
آیا تا کہ وہ شہید اوسکو کرے
اور سبکو وان سے سرگردان کری
اوسکے کعبہ کو یہ سب قبلہ کرین
کیون مرے کعبہ کو آتش دی لگا
موجب اعزاز ہوئی اوس بیت کی
تا قیامت اونکی عزت اور بڑھی
کس سبب سے با عنایات خدا
وہ فقیران عرب منعم ہوسلے
خود وہ اہل بیت کو زرسے چلا
تھا تماشا گیر رہ پر ہر قدم
کام اوسکا لطف حق سی بنگیا
ایمنی دیتا ہے وہ با خوف وبیم
تم سنو کہتا ہون گوش ہوش سے

ہی میا ویزید من عیسے نیم
نزد ترش بردار آویزید کو
چند لشکر میرود تا بر خورد
چند بازرگان رود بر بو سود
چند بر عالم بود بر عکس این
پس سپہ بنہاد دل بر مرگ خویش
ابرہہ با پیل بہر ذل بیت
تا حریم کعبہ را ویران کند
تا ہمہ زوار گرد او تنند
وز عرب کینہ کشد اندر گزند
عین سعیش عزت کعبہ شدہ
مکیان را عز یکے بر صد شدہ
او وکعبہ اش سے شود محتوف تر
از جہاز ابرہہ چون دزدہ
او گمان بردہ کہ لشکر می کشد
اندرین فتح عزایم دان ہم
خانہ آمد گنج زر را باز یافت
تا بدانی حکمت فرد قدیم
یادم آمد قصہ شہزادگان

من اسیرم بر جہودان خوش بیم
عیسے است از دست ما مگیس جو
برگ او بی گردد و بر سر خورد
عید پندارد بسوزد ہمچو عود
زہر پندارد بود این انگبین
روشنی ہا وظفر آمد بہ پیش
آمدہ تا افگند حی را چو بیت
جملہ را زانجا ی سرگردان کنند
کعبہ او را ہمہ قبلہ کنند
کہ چرا در کعبہ ام آتش زنند
موجب اعزاز آن بیت آمدہ
تا قیامت عزشان ممتد شدہ
از چہ است این از عنایات قدر
آن فقیران عرب منعم شدہ
بہر اہل بیت خود زر مے کشد
در تماشا بود بر رہ ہر قدم
کارش از لطف خدائی ساز یافت
ایمنی ہا ے نہد در خوف وبیم
گوش ہوش آور بدین بشنو بیان

مکرر بھائیون کی نصیحت کرنا بڑے بھائی کو اور قبول نکرنا اوسکا اور بیطاقت ہونا اوسکا اور بے اجازت آپکو دربار شاہ چین مین پہونچانا

مکرر کردن برادران پند برادر بزرگ را و قبول ناکردن او و بیطاقتی او و خود را بے دستوری بدربار پادشاہ چین رسانیدن

دونون نے کہے کہ ہماری جان مین	مثل انجم کے جواب از بسکہ ہین	آن دو گفتندش کہ اندر جان ما	گوش ہوش آور بدین بشنو بیان

گر نہ کہوں ہم نہ سیدھا کام ہو — گر کہیں ہم رنج ہو تجھکو نکو
مثل مینڈک آب مین گفت الم — اور خموشی سے ہمکو درد و غم
گر نہ ہم کہوں تو بے نور آگ ہے — اور اگر کہوں اجازت ہمکو نے
پس اوٹھا اوسدم کہ ای یارو ودع — انما الدنیا و ما فیہا متاع
چون کمان سے تیر وہ باہر چلا — نے مجال اوسدم کہ کہوں تجھے
آیا اندر مست پیش شاہ چین — اوسنے چومی جلد مستانہ زمین
شاہ کو ظاہر تھا اک اک اوسکا حال — اول آخر اونکی ذلت و ملال
بھیڑیں بس چرنے مین بس مشغول ہیں — لیک چوپان جانے اوسکے حال کے
کلکم راع ہے گلہ سے خبیر — گاہ کھلانے گھانس گہ سست و رحیم
گرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے تھا دور — لیک مثل دف تھا وہ اندر سرور
اوس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ — مصلحت وہ تھی کہ انجان اک ہوا
اونکی اندر جان کے تھا وہ بادشاہ — لیک انجان آپ کو قصدا کیا
صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے — معنی آتش کا بجان دیگ ہے
صورت اوسکی باہر اور معنی درون — معنی معشوق جان جون رگ مین خون
بیٹھا جا شہزادہ شہ کے سامنے — وس معرف بس گواہ اوسکی ہوے
گرچہ شہ پہلے سے عارف وسکا تھا — پر معرف کام کرتا اپنا تھا
ایک ذرہ دل مین نور عرفان کا — سو معرف سے ہے بہتر مشفقا
کان جو قول معرف پر رکھے — وہ نشانی اوسکی محجوبی کی ہے
جسکی چشم دل ہوئی ہے دیدہ بان — دید چاہے جسم اوسکی بس عیان
وہ تواتر سے نہ قانع جان رکھے — چشم دل سے اوسکو بس ایقان ملے
پس معرف سامنے اوس شاہ کے — کرتا تھا اظہار اوسکے حال سے
بولا اے شہ یہ ہے صید احسان کا — بادشاہی کر کہ ملک ہے یہ تیرا
دامن دولت کو پکڑا ہے ترے — ہاتھ رکھ سر پر تو اوس سرمست کے
بولا شہ ہر منصب و ہر ملک کو — جو کہے وہ عرض مجھسے پائے وہ
بیس حصہ ملک اوسکے ملک سے — ہر سرمست اوسکا ربوں ور دوں

گر نگویم آن نیاید راست نرد — ور بگویم آن ولت آید بدرد
همچو چنبرم اندر آب از گفت الم — ور خموشی اختناق ست و سقم
گر نگویم آتشے را نور نیست — ور بگویم این سخن دستور نیست
در زمان بر جست کای یاران وداع — انما الدنیا و ما فیها متاع
پس برون جست او چو تیری از کمان — که مجال گفت کم بود آن زمان
اندر آمد مست پیش شاه چین — زود مستانه ببوسید او زمین
شاه را مکشوف یک یک حال شان — اول و آخر غم و زلزال شان
میش مشغولست در مرعای خویش — لیک چوپان واقف است از حال میش
کلکم راع بداند زان رمه — گه علف خوارست و گه در ملحمه
گرچه در صورت از آن صف دور بود — لیک چون دف در میان سور بود
واقف از سوز و لهیب آن وفود — مصلحت آن بود که خشک آرد زده
در میان جان شان بُد آن سنی — لیک خود را کرد قاصد اعجمے
صورت آتش بود پایان دیگ — معنی آتش بود در جان دیگ
صورتش بیرون و معنی اندرون — معنی معشوق جان در رگ چو خون
شاهزاده نزد شه زانو زده — وه معرف شاهد حالش شده
گرچه شه عارف بد از کل پیش پیش — لیک میکردی معرف کار خویش
در درون یکذره نور عارفے — به بود از صد معرف ای صفی
گوش را اهن معرف داشتن — آیت محجوبیست و حجر و ظن
آنکه نور از چشم دل شد دیده بان — دید خواهد چشم او عین العیان
با تواتر نیست قانع جان او — بل ز چشم دل رسد ایقان او
پس معرف نزد شاه منتخب — در بیان حال او بکشود لب
گفت شاها صید احسان توست — پادشاهی کن که او آن توست
دست در فتراک این دولت بزد — بر سر سرمست او میمال دست
گفت شه هر منصبے و ملکتے — کالتماسش هست یابد آن فتی
بیست چندان ملک کو شد زو برے — بخششش اینجا و با خود بر سری

گفت تا شاهیست در وی مهر کاشت / جز هوای تو هوای کی گذاشت
بندگی تش چنان درخورد شد / کرشهی اندر دل او سرد شد
شاهی و شهزادگی در باخت او / از پی تو در غریبی تاخت است
صوفی کانداخت خرقه وجد در / کی رود او بر سر خرقه دگر
میل سوی خرقه داده ندم / آنچنان باشد که من مغبون شدم
باز ده آن خرقه این سو ای قرین / که نمی ارزید آن سودا بدین
دور از عاشق که این فکر آیدش / ور بیاید خاک بر سر بایدش
عشق ارزد صد چو خرقه کالبد / که حیاتی دارد و حس و خرد
خاصه خرقه ملک دنیا کابترست / پنج دانگ مستیش دردسرست
ملک دنیا تن پرستان را حلال / ما غلام ملک عشق بیزوال
عامل عشقست معزولش مکن / جز بعشق خویش مشغولش مکن
منصبی کانش ز رویش محجبست / عین معزولیست نامش منصبست
موجب تاخیر اینجا آمدن / فقد استعداد بود و ضعف تن
بی ز استعداد بر کانی روی / بر یکی حبه نگردی محتوی
همچو عنینی که بکری را خرد / گرچه سیمین بر بود کی برخورد
چون چراغ بی ز زیت و بی فتیل / نی کثیرش شد ز نور و نی قلیل
در گلستان اندر آید اخشمی / کی شود مغزش ز ریحان خرمی
همچو خوبی دلبری مهمان غر / بانگ چنگی بربطی در پیش کر
یا چو مرغ خاک کاید در بحار / زان چه یابد جز هلاک و جز خسار
یا چو بی گندم شده در آسیا / جز سپیدی ریش و مو نبود عطا
آسیای چرخ بر بی گندمان / مو سپیدی بخشد و ضعف میان
لیک با باگندمان این آسیا / ملک بخش آمد دهد کار و کیا
اول استعداد جنت بایدت / تا ز جنت زندگی زایدت
طفل نو را از شراب و از کباب / چه حلاوت وز قصور و از قباب
صد هزاران این مثل کم گو سخن / تو برو تحصیل استعداد کن

بولا جب تک سر او میں شاہی از رہی / مہر بولی تیوڑی ز خواہش کوئی
بندگی وہ تیری خوش آئی اوسے / کرشہی سے اسکا دل نفرت رکھے
شاہی و شہزادگی ترک اوس نے کی / تیری خاطر غریبی اوسنے لی
ایسا صوفی پھینکا خرقہ وجد سے / کب وہ دل رکھے کہ خرقہ پھیرلے
اوس کے لیے خرقہ کی خواہش ہے اوسے / وہ ندامت ہو کہ مجھسے جرم ہے
پھیر دے خرقہ او مرا ے نیک پے / کہ نہیں لائق ہے وہ یعنی ترسے
دور عاشق سے یہ فکر آئی اوسے / اور جو آئی خاک اوسکے سر پہ ہے
عشق کو سو خرقہ لائق شل تن / کہ حیات و عقل رکھے وہ حس
خاص خرقہ ملک دنیا کا ہے تر / پانچ دانگ ہستی اوسکی دردسر
ملک دنیا تن پرستونکو حلال / ہم ہیں بندے ملک عشق بے زوال
عشق کو عامل نکر معزول اوسے / کرنہ جز عشق اپنے تو مشغول اوسے
جو کہ منصب تجھسے دور اوسکو کرے / عین معزولی ہے منصب نام ہے
باعث تاخیر آنے کا یہاں / مفلسی ضعف تن تھا بیگمان
بے تو استعداد جاوے کان پے / ایک حبہ نے سکے ہرگز تجھے
جیسے عنین باکرہ لیوے بزر / گرچہ سیمین تن ہو کب پاوے ثمر
جون چراغ بے فتیل و تیل کے / نے زیادہ ہے نہ کم وہ نور سے
گلستان میں بے شامہ آوے اگر / مغز خوش ریحان سے کب اوسکا ہو
جیسے حسینی دلبر اک مہمان حیز / آگے اک بہری کے بانگ چنگ تیز
یا جون مرغ خاکی دریا میں پڑے / نے ہلاکی کے سوا اوسکو ملے
آسیا پر جو کہ بے گندم گیا / جز سفیدی ریش کے نہ ہو عطا
آسیای چرخ بے گندم کو دے / مو سفیدی اور ضعیفی جسم کے
اور دے باگندموں کو آسیا / ملک بخشے اور کرے [illegible]
اول استعداد جنت چاہیے / زندگی ہو تا کہ جنت سے تجھے
طفل کو نو ز شراب نے کباب / ذوق و لذت دے نہ قصر و قباب
صد ہزار ہے یہ مثل کم بات کر / جا تو استعداد حاصل کر بشر

اب تلک استعداد کو بیٹھا رہا — شوق حد سے گذرا نی پائی وزرا
بولا استعداد بھی شہ سے ملے — مستعد کب جسم ہو بے جان کے
لطف شہ نے اوسکا غم زائل کیا — صید شہ کرنے گیا خود پھنس گیا
صید تجھ جیسے کو کرنے جو گیا — صید کو نے پھانسا وہ خود پھنس گیا
جو امیری ڈھونڈھنے والہ ہوا — اوس سے اول وہ اسیری مین پھنسا
جان اوٹا نقش دیباجہ جہان — نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان
ای تن کج فکر تیری عکس رو — سیکڑون آزاد کو رکھے گرو
مدت اک حیلہ گری سے تو گذر — جی تو آزاد ایک دو دم بیشتر
مجھکو آزادی مین جون خرہ نہین — سیر تجھکو ڈول سان جز چہ نہین
ایک مدت چل و میری جان کو چھوڑ — ڈھونڈھ یارا ور دوسرا مت مجھسے موڑ
پوری ہوئی نوبت مری آزاد کر — دوسرے کو مجھ سوا دانا دکر
ای تن صد کارہ مجھکو چھوڑ تو — عمر میری لے گیا ڈھونڈا ورکو

بہر استعداد تا اکنون نشست — شوق از حد رفت و آن نامد بدست
گفت استعداد ہم از شہ رسد — بی زجان کے مستعد گردد جسد
لطفہای شہ غمش را در نوشت — شد کہ صید شہ کند خود صید گشت
ہر کہ در اشکار چون تو صید شد — صید را نا کردہ قید او قید شد
ہر کہ جویای امیری شد یقین — پیش از آن اندر اسیری شد رہین
عکس میدان نقش دیباجہ جہان — نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان
ای تن کژ فکرت معکوس رو — صد ہزار آزادہ را کردہ گرو
مدتی بگذار زین حیلت پزی — چند دم پیش از اجل آزاد زی
در در آزادیت چون خم راہ نیست — ہمچو دلو سیر جز در چاہ نیست
مدتی رو ترک جان من بگو — رو حریف دیگری جز من بجو
نوبت من شد مرا آزاد کن — دیگری را غیر من داماد کن
ای تن صد کارہ ترک من بگو — عمر من رفت و کسی دیگر بجو

قصہ زن جوحی کا اور فریب دینا اوسکا قاضی کو اور مکر و حیلہ سے صندوق مین بند کرنا اور شرح اوسکی

قصہ زن جوحی و عشوہ دادن او قاضی را بمکر و حیلہ در صندوق کردن و شرح آن

ہر گھڑی جوحی سبب افلاس کے — اپنی زن سے کہتا کہ ای نیک پے
صید کر رکھتی اگر ہتھیار ہے — تا مین دو دوہ شیر تیرے صید سے
قوس ابرو تیر غمزہ دام کید — کیون دیا تجھکو خدا نے بہر صید
مرغ نادر کے لیے رکھ دام کو — دانہ دکھلا پرندے کھا نیکو تو
تو دکھا مقصد اوسے رکھ تلخ کام — دانہ کب کھائے ہوا جو قید دام
زن نے جا قاضی سے بس شکوہ کیا — خصم ہر جائی نے کی مجھپہ جفا
قصہ کوتہ کہ ہوا قاضی شکار — اوسکے حسن اور مقال سے بیقرار
بولا یان ہے محکمہ اور غلغلہ — مین سمجھ سکتا نہین ہوتی گلہ

ہر زمان جوحی ز درویشی بفن — رو بزن کردی کہ ای دلخواہ من
چون سلاحت ہست رو صیدی بگیر — تا بدوشانیم از صید تو شیر
قوس ابرو تیر غمزہ دام کید — بہر چہ دادت خدا از بہر صید
رو پی مرغ شگرفی دام نہ — دانہ بنما لیک در خوردش مدہ
کام بنما و کن او را تلخ کام — کی خورد دانہ چو شد محبوس دام
شد زن او نزد قاضی با گلہ — کہ مرا افغان ز شوہر دہ دلہ
قصہ کوتہ کن کہ شد قاضی شکار — از جمال و از مقال آن نگار
گفت اندر محکمہ ست و غلغلہ — من نتانم فہم کردن این گلہ

گر تو تنہائی میں آئی اوس آن ‌ ‌ ظلم شوہر کا کرے اپنے بیان
خوب میں سمجھونگی اوس کو سزا ‌ ‌ جو کہ حق ہو تو نہ غمگین ہو ذرا
حال بس معلوم ہو مجھ کو ترا ‌ ‌ تابع شوہر تیرا کر دون بے سزا
بولی ہر نیک و بد سے گھر ترا ‌ ‌ واسطے شکوہ کے آمد شد ہوا
خانہ سر جملہ پر سودا سے ہے ‌ ‌ صدر پر وسواس پر غوغا سے ہے
باقی اعضا فکر سے آسودہ ہیں ‌ ‌ سینہ مہمانوں سے بس غم خور ہے
مثل شاخ اب کہنہ میوہ برگ ہے ‌ ‌ خالی کر تو امر کن سے تا ملے
برگ اور میوے نئے بس غیب سے ‌ ‌ واسطے اوس کہنگی کے بے کہے
تو خزان و باد خوف حق میں جا ‌ ‌ وہ شقائق کہنہ ہووے بس جدا
یہ شقائق ضد شگوفہ کے ہیں جو ‌ ‌ کہ درخت دل ہے اوس کی نشو کو
خود کو لیجا خواب میں اس فکر سے ‌ ‌ خواب سے لقظہ میں اٹھ پھر آنکے
مثل اوس اصحاب کہف اے خواجہ رو ‌ ‌ جا بالقاظا کہ تحسبہم رقود
بولا قاضی اے صنم اقرار ہے ‌ ‌ بولی خانہ خالی اس لونڈی کا ہے
نے نگہبان اور بھی شوہر گیا ‌ ‌ واسطے خلوت کے رہ ہی خوشنما
گر ہے ممکن آج شب کو وان بے آ ‌ ‌ کام شب کا نے سنے کوئی ذرا
مست نشہ خواب سے جاسوس سب ‌ ‌ زنگی شب نے ونھیں مارا ہے اب
پھونکا دم قاضی کے اوپر کہ عجب ‌ ‌ اوس شکر لب نے مگر کس لب
پھونکے دم آدم پہ جتنے ابلیس نے ‌ ‌ جبکہ حوا نے کہا کھایا اوسے
قتل پہلے اس جہان میں ہوا جو ہے ‌ ‌ ہاتھ سے قابیل کے زن کے لیے
نوح گھر میں رونی کرتا جب کبھی ‌ ‌ و اہلہ پتھر توے پر ڈالتی
اوسکے فن پر مکر زن ہوتا تھا در ‌ ‌ اب صافی وعظ ہوتا تیرہ تر
قوم کو پیغام دیتی وہ نہان ‌ ‌ کہ بچانا دین کو با گمرہان
لوط کی بھی زن تھی ایسی کاذبہ ‌ ‌ وہ پڑھا ہو تو نے قصہ فاجرہ
یوسف اوس مکر زلیخا سے رہا ‌ ‌ امتحان کو قید خانے میں بھلا
جو بلا کہ دیکھے تو اندر جہان ‌ ‌ شومی زن سے رکھے ہے ہر مکان

گر بخلوت آئی اے سرو سہی ‌ ‌ وز ستمگاری شوہر هم وای
فہم آن بہتر کستم بدہم سزاش ‌ ‌ انچہ حق باشد تو زین غمگین مباش
مر مرا معلوم گردد حال تو ‌ ‌ شوہرت را زم سازی بے عفو
گفت خانہ توز ہر نیک و بدے ‌ ‌ باشد از بہر گاہ آمد شدے
خانہ سر جملہ پر سودا بود ‌ ‌ صدر پر وسواس و پر غوغا بود
باقی اعضا ز فکر آسودہ اند ‌ ‌ وان صدور از صادران فرسودہ اند
ہمچو شاخ از برگ و از میوہ کہن ‌ ‌ گرد خالی تا رسد از امر کن
برگہا و میوہ ہاے نو ز غیب ‌ ‌ از پے آن کہنگی بے ہیچ ریب
در خزان و باد خوف حق گریز ‌ ‌ آن شقایقہای پارین گو بریز
کین شقایقہا صد شکوفہ ہاست ‌ ‌ کہ درخت دل برای آن نماست
خویش را در خواب کن زین افتکار ‌ ‌ سر ز زیر خواب در یقظہ برآر
ہمچو اصحاب کہف اے خواجہ زود ‌ ‌ رو بایقاظا کہ تحسبہم رقود
گفت قاضی کای صنم معہود چیست ‌ ‌ گفت خانہ این کنیزک بس تہیست
خصم در رہ رفت و حارس نیست ‌ ‌ بہر خلوت سخت زیبا مسکی است
امشب از امکان بود آنجا بیا ‌ ‌ کار شب بی سمعہ است و بے ریا
جملہ جاسوسان ز خمر خواب مست ‌ ‌ زنگی شب جملہ را گردن زدہ است
خواند بر قاضی فسونہای عجب ‌ ‌ آن شکر لب وانگہانی از چہ لب
چند با آدم بلیس افسانہ کرد ‌ ‌ چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد
اولین خون در جہان ظلم و داد ‌ ‌ در کف قابیل بہر زن فتاد
نوح تابہ خانہ سے پر داختی ‌ ‌ و اہلہ بر تابہ سنگ انداختی
مکر زن بر من او چیرہ شدے ‌ ‌ آب صافی وعظ او تیرہ شدے
قوم را پیغام کردے از نہان ‌ ‌ کہ نگہ دارید دین از گمرہان
لوط را زن ہمچنین بدکارہ ‌ ‌ خواندہ باشی قصہ آن فاجرہ
یوسف از کید زلیخاے چون ‌ ‌ ماندہ در زندان براے امتحان
ہر بلا کاندر جہان بینی عیان ‌ ‌ باشد از شومی زن اندر جہان

جانا قاضی کا گھر مین زن جوحی کے اور حلقہ بجانا جوحی کا زور سے اور غصہ سے دروازے پر اور بھاگنا قاضی کا صندوق مین

مکر زن بے حد ہے وہ قاضی گیا ‌ ‌ ‌ رات کو بہر جمع سوے لنبا
زن نے شمع و نقل سے مجلس کری ‌ ‌ ‌ اوس نوازش سے ہوا قاضی خوشی
جو کہ بیٹھے دونوں باہم اک گھڑی ‌ ‌ ‌ تا ملے خلوت مین راحت اور خوشی
پاس زن کے بیٹھا جو وہ نامراد ‌ ‌ ‌ وصل سے ہوئی جان پرغم اوسکی شاد
اور بجایا اوس گھڑی جوحی نے آ ‌ ‌ ‌ تا ہو پنہان ڈھونڈھی اوس قاضی نے جا
دیکھی خلوت نے سوا صندوق کے ‌ ‌ ‌ پس گھسا صندوق مین وہ خوف سے
جوحی اندر آکے بولا اے حریف ‌ ‌ ‌ اے وبال اندر ربیع اندر خریف
کیا رکھون مین کہ نہین تجھکو دیا ‌ ‌ ‌ تو مری فریاد جو کرتی ہے جا
ایک نے مجھسے کہا قاضی سے جا ‌ ‌ ‌ تو نے نالش کی مری اے نابترا
تو نے میرے فقر پر کھولی زبان ‌ ‌ ‌ گہ کہا مفلس مجھے گہ قلتبان
یہ دو علت جو کہ ہین اے جان مجھے ‌ ‌ ‌ ایک وہ تجھسے وہ اک اللہ سے
اس سوا صندوق کے کیا ہے یہان ‌ ‌ ‌ مایۂ تہمت ہے اور جائے گمان
خلق جانے زر ہے اسکے درمیان ‌ ‌ ‌ روکتا خیرات کو ہے یہ گمان
صورت صندوق عالی ہے ولے ‌ ‌ ‌ سیم و زر اسباب سے خالی یہ ہے
تن ہے مکارون کا خوب او باوقار ‌ ‌ ‌ نے ملے اوس ٹوکرے مین غیر مار
جاؤن لے صندوق کل کو تو کہے ‌ ‌ ‌ اور جلاؤن درمیان بازار کے
دیکھین مومن اور یہود و گبر تا ‌ ‌ ‌ کہ تہا صندوق مین لعنت سوا
بولی زن ہین چھوڑ یہ کیا ہے خبط ‌ ‌ ‌ کھائی سوگند اسنے اب یون ہی کرون
باندھا اوس دم رسن سے صندوق کو ‌ ‌ ‌ اور کیا تھا آپ کو جون مست خو
صبح کو حمال لایا جون ہوا ‌ ‌ ‌ جلد صندوق اوسکی پشت اوپر دہا

رفتن قاضی بخانهٔ زن جوحی و حلقه زدن جوحی به تندی و خشم بر در و گریختن قاضی در صندوق

مکر زن پایان ندارد رفت شب ‌ ‌ ‌ قاضی زیرک سوی زن بهر طرب
زن دو شمع و نقل مجلس ساز کرد ‌ ‌ ‌ زان نوازش شاد شد قاضی فرد
چونکه بنشستند باهم ساعتی ‌ ‌ ‌ تا برآسایند اندر خلوتی
چون نشست او پهلوی زن با مراد ‌ ‌ ‌ گشت جان پرغمش زان وصل شاد
اندر آمد جوحی آمد در بزد ‌ ‌ ‌ جست قاضی مهربی تا در خزد
غیر صندوقی ندید او خلوتی ‌ ‌ ‌ رفت در صندوق از خوف آن فتی
اندر آمد جوحی و گفت ای حریف ‌ ‌ ‌ ای وبالم در ربیع و در خریف
من چه دارم که فدایت نیست آن ‌ ‌ ‌ تا ز من فریاد داری هر زمان
گفت شخصی نزد قاضی رفته ‌ ‌ ‌ در خشم تا گفتنیها گفته
بر لب خشکم گشادستی زبان ‌ ‌ ‌ گاه مفلس خوانیم گه قلتبان
این دو علت گر بود ای جان مرا ‌ ‌ ‌ آن یکی از تست و آن یک از خدا
من چه دارم غیر این صندوق کان ‌ ‌ ‌ هست مایهٔ تهمت و پایهٔ گمان
خلق پندارند زر دارم درون ‌ ‌ ‌ داد واگیرند از من زین ظنون
صورت صندوق بس عالیست لیک ‌ ‌ ‌ از عروض و سیم و زر خالیست نیک
چون تن زراق خوب و با وقار ‌ ‌ ‌ واندر آن حیله نیابی غیر مار
من برم صندوق فردا را بکو ‌ ‌ ‌ پس بسوزم در میان چارسو
تا ببیند مؤمن و گبر و جهود ‌ ‌ ‌ کاندرین صندوق جز لعنت نبود
گفت زن هی درگذر ای مرد زین ‌ ‌ ‌ خورد سوگندها که نکنم جز چنین
با رسن صندوق را در دم ببست ‌ ‌ ‌ خویشتن را کرده بد مانند مست
از پگه حمال آورد او چو باد ‌ ‌ ‌ زود آن صندوق بر پشتش نهاد

قاضی در سے اوٹھین کرنا یہ مقال — دیتا آواز اسے حمال وای حمال
ہر سو اوس حمال نے کی جب نظر — کہ کدھر سے آئی ہے بانگ و خبر
تجھکو ہاتف ہی بلاتا ای عجب — یا پری کرتی ہی پوشیدہ طلب
وہ ہوئی آواز پیلے در پے سوا — بولا سن ہاتف ہی جمع دل کیا
جاتا آخر جو کہ سے بانگ و فغان — ہے اسی صندوق مین کوئی نہان
پیچھے معشوقہ کے جو عاشق بھرین — گرچہ باہر ہین گے صندوق مین
عمر کی صندوق مین اونکی بسر — سب سوا صندوق کے رکھے نظر
ایسی جان کہ سلے ہی فوق آسمان — حرص سے صندوق ہین تن اسکو جان
جبکہ وہ صندوق تن سے جا رہے — گور سے جاتی ہی جانب گور کے
بات یہ بعید ہے قاضی نے کہا — اوسکو لے حمال صندوق جا
محکمہ مین جاکے میرے حال سے — میرے نائب کو خبر تو جلد دے
تا خرید اسکو اس بے عقل سے — گھر کو لون ہی بند لیجا سے مرے
اے خدا قوم رحیم اک بھیج دے — تا ہمین صندوق تن سے مول لے
قید صندوق فنون سے خلق کو — کون لے جز انبیا سے نیک خو
سکڑون مین ایک ہی صاحب نظر — جانے تا صندوق مین ہی وہ بشر
جانے جو پہچان تو اسکا نشان — کہ ہر اس ہوا وسکو عیش جہان
اس جہان کو پہلے دیکھا اسنے ہو — جانا تا دو ضد سے بس اس ضد کو وہ
اسلیے کہ علم ضالہ مومنین — جانے اپنی شے گمی کو بالیقین
جسنے روز نیک کو دیکھا نہین — وہ کب اس ادبار مین تڑپے حزین
یا کہ بچپن مین وہ قیدی رہا — یا کہ خانہ زاد وہ پیدا ہوا
ذوق آزادی رکھے اوسکی نہ جان — ہی وہ صندوق صور تو اسکو جان
قید عقل اسکی سدا اندر صور — نہ قفس سے تو قفس مین رہگذر
نہ قفس سے اسکو رہ سوے علا — پھرتی ہے اندر قفس جا بجا
قول حق ان استطعتم تنفذوا — انس و جن کو آیا یہ از راہ ہو
بولا نہ رستہ ہی یا گردونیان — بس ہو سلطان وحی آسمان

اندر دلش قاضی از بهم کمال — بانگ میزد کای حمال و ای حمال
کرد آن حمال از هر سو نظر — گرچه سو در میرسد بانگ و خبر
هاتف ست این ای من اے عجب — یا پری ام میکند پنهان طلب
چون پیاپی گشت آن آواز و پیش — بولانے ہاتف سے جمع دل کیا
عاقبت دانست کان بانگ و فغان — بد ز صندوق کسے آرد نهان
عاشقی کو در پی معشوق رفت — گرچه بیرونست در صندوق رفت
عمر در صندوق برد از آن جهان — جز که صندوقی نه بیند از جهان
آن سری کو نیست فوق آسمان — از هوس او را دران صندوق دان
چون ز صندوق بدن بیرون شود — او ز گوری سوی گوری میرود
این سخن پایان ندارد داعیش — گفت ای حمال و ای صندوق کش
از من آگه کن درون محکمه — تا نهم راز و دو تربا انبهم
تا خرد این را ازین بی حزد — همچنین بسته بخانه ما برد
اے خدا بگمار قوم رحم مند — تا ز صندوق بدن مارا خرند
خلق را از بند صندوق فسون — که خرد جز انبیا و مرسلین
از هزاران کس یکی خوش منظر است — کو بداند کو بصندوق اندرست
آنکه داند تو نشانش آن شناس — کو ز روح اینجهان دارد هراس
آن جهان را دیده باشد پیش ازین — تا بدان ضد این ضدش گردد عیان
زین سبب که علم ضاله مومن است — عارف ضاله خود است و موقن است
آنکه هرگز روز نیکو را ندید — او درین ادبار کے خواهد طپید
یا بطفلی در اسیری اوفتاد — یا ز اول او ز مادر بنده زاد
ذوق آزادی ندیده جان او — هست صندوق صور میدان او
دائما محبوس عقلش در صور — از قفس اندر قفس دارد گذر
منفذش نے از قفس سوی علا — در قفس ها میرود او جا بجا
در نبی ان استطعتم تنفذوا — این سخن با انس و جن آمد زهو
گفت منفذ نیست از گردونتان — جز بسلطان و بوحی آسمان

جائیں گر صندوق ہی صندوق میں | آسمانی نے ہیں صندوقی وہ ہیں
سیر لو صندوق کی ہے یا مرا | گر نہ ہو صندوق میں ہے وہ پھنسا
گر نہ صندوقوں سے غرہ اسکو ہو | ڈھونڈھتے جوں قاضی پائی ہی وہ
ان بتوں سے جانئے جو پہچان کو | بے ہراس اور بے فغاں کیونکر تو ہو
مثل قاضی کے ادھے بس حرف ہو | کب خوشی اکدم ہوا اسکی جان کو
بولا وہ حمال اکدہ رہگیر کو | محکمہ قاضی میں جا جوں باد تو
کہدے نائب کو ہوا یہ واقعہ | آئی ہے قاضی کے سر پر قارعہ
کام چھوڑ اور جلد آ جا پڑ تو | مول لے بدلے اس کے اس صندوق کو
جو گیا رہگیر دہ پہنچایا پیام | یہ سنا جسنے ہوا حیران تمام
الغرض حمال نے جا دی خبر | نائب قاضی حسن کو دوڑ کر
آیا نائب جو لا قیمت اسکی کر | بولا تو لو سے زیادہ دی میں زر
میں نہیں ہوتا ہوں کمتر یا ہزار | گر خرید ہے کھول تفصیلی کر شمار
بولا لے کم حوصلہ شرما ذرا | قیمت صندوق تو ہے ظاہرا
بولا بے دکھلائے فاسد بیع ہے | بیع صحیح پوشیدہ نہیں ہی ہرز
کھولوں میں گر نے پسند آئی نہ لے | تا نہ تجھ پر ظلم ہو اور نہ کید ہے
بولا اے ستار مت کھول اب اسے | بند لیتا مول ہوں تو دے تجھے
ستر کرتا تجھ سے ستاری کرے | تا تو دیکھے امن ہنس ہنس ور لے
ہیں بہت تیرے مثل صندوق میں | آپ کو اندر بلا رکھتے وہ ہیں
جو کہ اپنے پر تو کرتا ہے پسند | غیر پر وہ رنج بس کرے پسند
جو روا تو اپنے اوپر بس رکھے | نیک و بد سے وہ روا رکھ غیر پے
نے روا خود پر رکھے جو نفع و ضرر | مت روا رکھ غیر پر اے بے ہنر

گر ز صندوقی بصندوقی رود | او سمائی نیست صندوقی بود
فرجه صندوق نو نو مسکرست | در نیابد کو ز صندوق اندرست
گر نشد غره بدین صندوقها | همچو قاضی جوید اطلاق و رها
آنکه داند این نشانش آن نشان | کو نباشد بے پراهن و بی فغان
همچو قاضی باشد او در ارتعاد | کے بر آید یک دمی از جانش شاد
رهروی را گفت آن حمال شاد | کرو در محکمه قاضی چو باد
نائبش را گوی کین شد واقعه | بر سر قاضی بیامد قارعه
شغل را بگذار زوتر نیک بیا | زو بخر سربسته این صندوق را
چونکه رهرو شد رسالت را بگفت | هر که زو بشنید این خیره بماند
برد القصه خبر صندوق کش | نائب قاضی حسن را از عطش
نائب آمد گفت صندوقت بچند | گفت نه صد بیشتر زر میدهند
من نمی آیم فروتر از هزار | گر خریداری کشا کیسه شمار
گفت شرمی دار ای کوته نمد | قیمت صندوق خود پیدا بود
گفت بی رویت شری خود فاسد است | بیع ما زیر گلیم این راست نیست
برگشایم گر نمی ارزد مخر | تا نباشد بر تو حیفی ای پدر
گفت ای ستار بر مکشا تو راز | سربسته میخرم با من بساز
ستر کن تا با تو ستاری کنند | تا به بینی ایمنی بر کس مخند
بس درین صندوق چون تو مانده اند | خویش را اندر بلا بنشانده اند
آنچه بر خود خواهدت بود آن پسند | بهر دیگر کس همان کن بی گزند
آنچه تو بر خود روا داری بدان | می بکن از نیک و از بد با کسان
آنچه نه پسندی بخود از قبح و ضرر | بر کسی مپسند هم ای بی هنر

آنا نائب قاضی کا بازار میں اور خریدنا صندوق کا

آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن صندوق را

کیونکہ حق ہر صاحب پر رکھے نظر | حشر سے دنیا ہی بدلا پیشتر
زانکه بر هر صاحب حق از یقین | میدهد پاداش پیش از یوم دین

وہ عظیم العرش عرش اسکا بڑا ‌‌ ‌ تخت بخشش اسکا جا تو پر بسیط
اسکا گوشہ عرش تجھسے ہے ملا ‌ ‌ ہاتھ جنبد بن وکرم کے مت ہلا
جا مراقب ہو تو اپنے حال سے ‌ ‌ دیکھ نوش و نیش او و ظلم سے
پس جزا ہو گی یہاں ہر بد و نیک ‌ ‌ ہر کسی کو جو تو دیکھے ایک ایک
وہ جزا کہ وان ملیگی حشر کو ‌ ‌ وہ نہ اسکے مثل ہے اے نیک جو
بولا ہاں جو میں نے کیا وہ ہے ستم ‌ ‌ پر وہ مبدا ہے ستم میں اور کم
بولا نائب مبدا ہم اک کے ہیں ‌ ‌ کیا یہ زنگی ہیں اوسکی خوش ہیں
جیسے زنگی کہ سمجھے خوش آپ کو ‌ ‌ وہ نہ دیکھے غیر دیکھیں اسکا رو
قیمت زیادہ من بس جھگڑا ہوا ‌ ‌ دیکے سو دینار مول اسکا لیا
لئے تو صندوقی ہے یہ ہر وقت یہیں ‌ ‌ تجھکو بانت اور غیبی کی لیں

ای عظیم العرش عرش او محیط ‌ ‌ تخت دادش بر همه جا با بسیط
گوشه عرشش تو پیوسته است ‌ ‌ هین مجنبان جز بدین درد و دست
رو مراقب باش بر احوال خویش ‌ ‌ نوش بین در داد و بعد ظلم نیش
پس همین جا خود جزای نیک و بد ‌ ‌ میرسد با هر کسی چون منکرد
دان جزا کانجا رسد در یوم دین ‌ ‌ هیچ آن با این نماند نیک بین
گفت آری انچه کردم استم ‌ ‌ لیک هم میدان که با تو اظلم است
گفت نائب یک بیک ما را بهم ‌ ‌ با سواد او چه اندر شادیم
همچوآن زنگی که بد شادان خوش ‌ ‌ او نه بیند غیر او بیند رخش
ای جرا بسیار شد در من یزید ‌ ‌ داد صد دینار و آن از در خرید
هر زمان صندوقی ای نا پسند ‌ ‌ بالقان و غیبیات ای خرد

حدیث نبوی کے بیان میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اوس کے بیان کہ میں مولا ہوں پس علی مولا اوسکا ہے

در بیان حدیث نبوی که من کنت مولاه فعلی مولاه

مصطفےٰ نے اس سبب سے ظاہرا ‌ ‌ نام علی کا خود کا بس مولا رکھا
بولے ہیں مولا ہوں جسکا اور یار ‌ ‌ اوسکا مولا ہے علی با وقار
کون مولا وہ جو آزادی تجھے ‌ ‌ تجھکو قید بندگی سے چھوڑ دے
جو نبوت ہادی آزادی کو ہے ‌ ‌ انبیا سے مومن آزادی کو لے
اے گروہ مومنو شادی کرو ‌ ‌ مثل سرو و سوسن آزادی کرو
لیک کرتے ہر گھڑی ہیں شکر آب ‌ ‌ بے زبان جوں گلشن با آب و تاب
بے زبان کرتے ہیں سرو و سبزہ زار ‌ ‌ شکر آب و شکر عدل نو بہار
سپنے حلے اور ہیں دامنکشاں ‌ ‌ ناچتے اور مست اور عنبر فشاں
حاملہ جز جز ہے با شاہ بہار ‌ ‌ اوسکا تن جوں درج پر در ثمار
حاملہ مریم ہے بے شوہر بے مسیح ‌ ‌ خامشان بے لاف کہتی ہیں فصیح
مہ ہمارا اسکا خوش بے نطق کے ‌ ‌ ہر زبان نے نطق پایا اوس سے
نطق عیسے پر تو مریم سے ہے ‌ ‌ نطق آدم پر تو اوس آدم کا ہے

زین سبب پیغمبر با اجتهاد ‌ ‌ نام خود و آن علی مولا نهاد
گفت هر کس را منم مولا و دوست ‌ ‌ ابن عم من علی مولای اوست
کیست مولا آنکه آزادی کند ‌ ‌ بند رقیت ز پایت بر کند
چون بآزادی نبوت هادیست ‌ ‌ مومنان را ز انبیا آزادیست
ای گروه مومنان شادی کنید ‌ ‌ همچو سرو و سوسن آزادی کنید
لیک میگوئید هر دم شکر آب ‌ ‌ بی زبان چون گلستان خوش خضاب
بی زبان گویند سرو و سبزه زار ‌ ‌ شکر آب و شکر عدل نوبهار
حلها پوشیده و دامن کشان ‌ ‌ مست و رقاص و خوش و عنبر فشان
جزو جزو آبستن از شاه بهار ‌ ‌ جسمشان چون درج پر در ثمار
مریم آن بی شوی آبست از مسیح ‌ ‌ خامشان بی لاف گفتار فصیح
ماه ما بی نطق خوش بر تافته است ‌ ‌ هر زبان نطق از فر او یافته است
نطق عیسی از فر مریم بود ‌ ‌ نطق آدم پرتو آن دم بود

شکر سے تا ہو زیادہ اے اخی / ہی نبات اندر نبات اک اور ہی
یہ بیان ہے برعکس اسکے قول میں قنع / اس طریقہ میں ہے غرض میں طمع
نفس کے پھندے میں مت ڈال آپ کو / غافل اپنے خریداروں سے نہ ہو
تا نہ اوس سے تو پریشان حال ہو / ایسا فرمایا ہے صاحبدل نے جو

تا زیادت گردد از شکر ای ثقات / پس نبات دیگرست اندر نبات
عکس آن اینجاست ذل من قنع / اندرین طورست عز من طمع
در جوال نفس خود چندین مرو / از خریداران خود غافل مشو
تا نمانی تو پریشان حال زانک / آنچنان فرمود است صاحبدلان

پھر آنا زن جوحی کا دوسرے سال پاس قاضی کے اور پہچان لینا اوسکا

دوسرے پھر سال جوحی نے یہ فن / بس کیا عورت سے ای چالاک زن
وہ وظیفہ یار سا کر بنا / آگے قاضی کے تو کر پیر اگلا
پیش قاضی زن گئی ہرزہ زبان / اک کیا اوس نے زن کو ترجمان
تا نہ قاضی بات سے پہچان لے / اور بلا گذری نہ یاد آئے اوسے
فتنہ اک ہے غمزۂ غماز زن / لیک درجہ ہوا آواز زن
جو بلند آواز سے وہ کرسکی / سود کیا غمزہ نہان سے ہو اجی
بولا قاضی جا تو خصم اپنے کو لا / تا تری نالش کا کردوں فیصلا
جوحی کو قاضی نے پہچانا نہین / بند تھا صندوق مین وقت قرین
اوسکا باہر سے سنا آواز تھا / لینے دینے بیش و کم مین ماہرا
بولا کیون نفقہ نہ زن کو دے تمام / بولا جان شرع کا ہون مین غلام
گر مرون مین تو کفن کو کچھ نرکھون / مین ہی جو مین مفلس شش پنج ہون
جانا اوس قاضی نے بس اوس [illegible] / دھوکا دینا یاد وہ آیا اوسے
بولا وہ کہ شش پنج کھیلا پار سال / ڈالا ششدر مین مجھے بس ہے ملال
میری نوبت اب گئی امسال نرد / دوسرے سے کھیل اور کر مجھکو فرد
جو کہ شش اور پنج سے عارف ہوا / نرد کے شش پنج سے بس وہ چھٹا
پنج حس اور شش جہت سے وہ چھٹا / اور کیا آگاہ ان سب کے سوا
ہوئی اشارت وہ اشارات ازل / جاوز الاوہام طرا واعتزل
چاہ شش پہلو سے نکلا نہ اگر / جیسے یوسف کو نکالے تو بیر

باز آمدن زن جوحی سال دیگر نزد قاضی و شناختن او

بار دیگر سال دیگر آن جوحی ز فن / رو بزن کرد و بگفت ای چست زن
آن وظیفہ یار را تجدید کن / پیش قاضی از گلہ من گو سخن
زن بر قاضی درآمد با زنان / مر زنی را کرد آن زن ترجمان
تا نہ بشناسد ز گفتن قاضیش / یاد ناید از بلای ماضیش
ہست فتنہ غمزۂ غماز زن / لیک آن صد تو شود ز آواز زن
چون نمی یارست آواز ی فراشت / غمزۂ تنہا زن سودی نداشت
گفت قاضی رو تو خصمت را بیار / تا دہم کار ترا با او قرار
جوحی آمد قاضیش نشناخت زود / کو بوقت لقیہ در صندوق بود
ز و شنیدہ بود آواز برون / در شری و بیع و در نقص و فزون
گفت نفقہ زن چرا ندہی تمام / گفت از جان شرع را ہستم غلام
لیک گر میرم ندارم من کفن / در قمارم مفلس و شش پنج زن
زین سخن قاضی مگر بشناختش / یاد آورد آن دغل وان باختش
گفت آن شش پنج با ہم باختی / پار و اندر ششدرم انداختی
نوبت من رفت امسال آن قمار / با دگر کس باز دست از من بدار
از شش و از پنج عارف گشت فرد / محترز گشتست زین شش پنج نرد
رست او زین پنج حس و شش جہت / از ورای آن ہمہ کرد آگہت
شد اشارتہاش اشارات ازل / جاوز الاوہام طرا و اعتزل
زین چہ شش گوشہ گر نبود برون / چون برآرد یوسفی را از درون

آسمان بے ستون پر وہ چڑھے ‌ ‌ جسم اوسکا ڈول سا چہ میں رہے
پکڑا اوسکے ڈول کو یوسف نما ‌ ‌ چہ سے نکلا اور شہ مصری ہوا
ڈول دیگر چہ سے ڈھونڈھیں آب جو ‌ ‌ اہل چہ کے چہ سے فارغ ڈول وہ
ڈول ڈوبین اپنا ندر بہر قوت ‌ ‌ اور ڈول اوسکا ہی قوت جان حوت
چرخ میں لٹکے ہی اور ڈول ہین ‌ ‌ ڈول اوسکا اصبعین یار مین
ڈول کیا اور رسن کیا اور چرخ کیا ‌ ‌ یہ مثال اک پوچ ہے ای مشفقا
خوش مثال اب لا من کس جا ہے ‌ ‌ اوسکا کفو نہ آیا اور نہ آئے ہی
مرد پنہان سیکڑون مین ایک مین ‌ ‌ سو کمان و تیر اک ناوک مین ہین
ماریست اذ رمیت آفات ہی ‌ ‌ لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے
ایک ہی خورشید ذرہ مین نہان ‌ ‌ بس لگا یک کھولے وہ ذرہ دہان
ذرہ ذرہ ہوئے افلاک و زمین ‌ ‌ آگے اوس خورشید کے ای مہ جبین
جان ایسی ہے کہ لائق جسم کے ‌ ‌ ہاتھ دھو ایجان اپنے جسم سے
ای تن کشتہ یہ جان بس ہے تجھے ‌ ‌ بحر کب تک مشک مین بیٹھا رہے
ای بہت ہین جبرئیل اندر بشر ‌ ‌ اے نہان جیسے ہی اندر بطن خر
اے کلیم اللہ ہے ہندے مین نہان ‌ ‌ خوف سمجھا نیک و بد سے لے امان
اے حبیب اللہ ہے اندر غار تن ‌ ‌ گنج ربانی ہے اندر مار تن
اے ہزارون کعبہ پنہان دیر مین ‌ ‌ ای فریب دیو اور ابلیس ہین
لامکانی کا ہے سجدہ گہ مکان ‌ ‌ تجھ سے ابلیسون کی ہے ویران دکان
کہ ہین اس مٹی کو کیون سجدہ کرون ‌ ‌ صورت دون کا لقب کیون دین کہون
ذہے صورت آنکھ کو بل کر خیال ‌ ‌ تا تو دیکھے جلوۂ نور جمال

دار کو بالای چرخ بی ستون ‌ ‌ جسم او چون دلو در چه چاره کن
یوسف چنگال در دلوش بی دها ‌ ‌ رسته از چاه و شه مصری شده
دلوهای دیگر از چه آب جو ‌ ‌ دلو او فارغ ز چاه اصحاب جو
دلوها غواص آب از بهر قوت ‌ ‌ دلو او قوت و حیات جان حوت
دلوها وابستهٔ چرخ بلند ‌ ‌ دلو او در اصبعین زورمند
دلو چه و حبل چه و چرخ چه ‌ ‌ این مثالی بس رکیک است ای اچه
از کجا آرم مثال بی شکست ‌ ‌ کفو او نی آمد و نی آمده است
صد هزاران مرد پنهان در یکی ‌ ‌ صد کمان و تیر درج ناوکی
ما رمیت اذ رمیت فتنه ‌ ‌ صد هزاران خرمن اندر حفنهٔ
آفتابی در یکی ذره نهان ‌ ‌ ناگهان آن ذره بگشاید دهان
ذره ذره گردد افلاک و زمین ‌ ‌ پیش آن خورشید چون جست از کمین
اینچنین جانی چه در خورد تن است ‌ ‌ هین بشو ای جان ازین تن هر دو دست
ای تن گشته وثاق جان بس است ‌ ‌ چند تاند بحر در مشکی نشست
ای هزاران جبرئیل اندر بشر ‌ ‌ ای مسیحای نهان در جوف خر
ای کلیم الله نهان اندر نمد ‌ ‌ واقف است از خوف رست از نیک و بد
ای حبیب الله نهان در غار تن ‌ ‌ گنج ربانی نهان در مار تن
ای هزاران کعبه پنهان در کنیس ‌ ‌ ای غلط انداز عفریت و بلیس
سجده گاه لامکان در مکان ‌ ‌ مر بلیسان را ز تو ویران دکان
گه چرا من سجده این طین کنم ‌ ‌ صورتی دون را لقب چون دین کنم
نیست صورت چشم را نیکو بمال ‌ ‌ تا ببینی شعشعهٔ نور جلال

پھر آنا طرف قصۂ شاہزادہ کے اور ملازمت اوسکی خدمت مین بادشاہ کے

شاہزادہ حیران پیش شاہ چین ‌ ‌ سات گردون دیکھے اندر مشت طین
کچھ نہیں طاقت ہی کرنے بحث کی ‌ ‌ لیک دم بھر جان کا جان خامشی

باز آمدن بہ قصۂ شاہزادہ و ملازمت او بخدمت شاہ

شاهزاده پیش شه حیران این ‌ ‌ هفت گردون دیده در یک مشت طین
هیچ ممکن نه ببحثی لب کشود ‌ ‌ لیک جان جان دمی خامش نبود

آیا دل میں اوسکے بس پنہان یہ ہے / یہ ہے کل معنی و صورت کس لیے
صورت اب بی صورتی سے تو سنوار / تو ہی خفتہ کر تو اب خفتہ کو بیدار
قال وہ تجھکو چھڑائے قال سے / وہ مرض صحت مرض سے دے تجھے
عشق کی بیماری جان صحت کی ہے / رنج اسکا حسرت ہر راحت کی ہے
اے تن اب اس جان سے اپنا ہاتھ دھو / گر نہ دھوئے ڈھونڈھ تو اور جان کو

آمده در خاطرش کین بس خفیست / این همه معنیست پس صورت ز چیست
صورت از بی صورتی آباد کن / خفته مر خفته را منقاد کن
آن کلامست میرهاند از کلام / وان سقامست میرهاند از سقام
پس سقام عشق جان صحت است / رنجهایش حسرت هر راحت است
ای تن اکنون دست خود زین جان بشو / ور نمی شوئی جز این جانی بجو

بیان میں نوازش واحترام کرنا شاہ چین کا شاہزادہ غریب پر

در بیان نوازش واحترام شاہ چین شاہزادہ غریب را

الغرض کرتا نوازش شاہ تھا / گھٹتا وہ اوس شمع سی جون ماہ تھا
گھٹنا وہ عشاق کا ہووے نمو / جیسے مہ گھٹنے سے اندر تازہ رو
چہتے ہیں بیمار جملہ بس شفا / رنج یہ چہتے ہیں اور درد و بکا
بہتر اس سم سے نہ دیکھا شربت ایک / اس مرض سے نہی بہتر صحت ایک
اس گنہ سے نہ ہی بہتر طاعت ایک / برسوں اسدم کے مقابل ساعت ایک
پیش شہ مدت رہا اس طور سے / دل کباب اور جان کو رکھا آگے
سر کیا ہر ایک کا شہ نے جدا / اسکے میں ہر لحظہ قربان ہوں نیا
میں فقیر اب زر و سر سے ہوں غنی / اوسنے سر واپس دیے صد ہا اجی
دونوں پا سے عشق میں نہ جا سکے / اور نہیں عشق ایک سر سے پا سکے
ہر کوئی دو پاؤں اور اک سر رکھے / لاکھ پاؤں سر کا نادر جسم ہے
اس سے یہ ہنگامہ کل باطل دکھے / اور یہ ہنگامہ ہر دم گرم ہے
گرم اک معدن ہے اندر لامکان / دوزخیں اوسکے شرر کی اک دھوان
بھاگتی ہے نار دوزخ سے جحیم / کیونکہ وہ بس یہ ہے بانار نعیم

حاصل آن شه نیک او را مینواخت / او از آن خورشید چون مه میگداخت
آن گداز عاشقان باشد نمو / همچو ماه اندر گدازش تازه رو
جمله رنجوران دوا دارند امید / نالد این رنجور کم افزون دید
جمله رنجوران شفا جویند و این / رنج افزون جوید و درد و حنین
زین گنه بهتر نباشد طاعتی / سالها نسبت بدین دم ساعتی
مدتی بد پیش آن شه زین نسق / دل کباب و جان نهاده بر طبق
گفت شاه او هر کسی یکسر برید / من از و هر لحظه قربانم جدید
من فقیرم از زر و از سر غنی / صد هزاران سر خلف دادان شهی
با دو پا در عشق نتوان تاختن / با یکی سر عشق نتوان باختن
هر کسی را خود دو پا و یک سرست / با هزاران پا و سر تن نادرست
زین همه هنگامها کل شد هدر / هست این هنگامه هر دم گرم تر
معدن گرمیست اندر لامکان / هفت دوزخ از شرارش یک دخان
زآتش دوزخ گریزان شد جحیم / زانکه ایشان را یز از نار و نعیم

حدیث کے بیان میں جزیا مومن فان نورک اطفا ناری

نکل اے مومن پس تحقیق نور تیرے نے ٹھنڈی کی نار میری

در بیان حدیث جزیا مومن فان نورک اطفا نارے

اسلیے آتش سے مومن کی بجھے / دوزخوں کی نار اور عاجز رہے

زآتش مومن ازین رو ای صفی / میشود دوزخ ضعیف و منطفی

اوس سے کہوے جلد جا تو اب تری | ورنہ آتش سے مری آتش مری
گویدش بگذر سبک ای محتشم | ورنہ آتش ہای تو مرد آتشم

کفر کہ کبریت دوزخ کا وہ ہے | دیکھ کیا ٹھنڈا کیا اوسدم آہ سے
کفر کہ کبریت دوزخ اوست بس | بین چہ بخشلید اورا این نفس

جلد تو کبریت یان پر سونپ دے | تا نہ چمکے نار دوزخ جسم پے
زود کبریتت بدین سودا سپار | تا نہ دوزخ بر تو تازد نی شرار

کہوے جنت اوسکو جا شل ہوا | ورنہ گنتو نا ہووے جو کچھ ہے مرا
گویدش جنت گذر کن ہمچو باد | ورنہ گردد ہر چہ من دارم کساد

کہ تو صاحب خرمن اور ہم خوشہ چین | ایک میں بت ہوں تو ہی ملک چین
کہ تو صاحب خرمنی من خوشہ چین | من بتی ام تو ولایت ہای چین

کانپتی ہے اوس سے دوزخ بھی جناں | نے اسے اور نے اوسے اوس سے امان
ہست لرزان زو جحیم وہم جنان | نی مرا ایمن مرا ورا زین امان

وفات پانا اون شہزادوں کے بڑے بھائی کا اور ملازمت شاہ چین کی کرنا منجھلے بھائی کی

وفات یافتن برادر بزرگ آن شاہزادگان و ملازمت کردن برادر میانہ پادشاہ چین را

عمر گئی چارہ نہ فرصت کا ملا | صبر تھا سوزان و نے جانبر ہوا
رفت عمرش چارہ و فرصت نیافت | صبر بس سوزان بد و جان برنتافت

کھینچا مدت تک یہ آزردہ عاجزی | پہونچا نے مطلب کو عمر آخر ہوئی
مدتی دندان کنان این میکشید | نارسیدہ عمر او آخر رسید

صورت معشوق نے پردہ لیا | معنی معشوق سے وہ جا ملا
صورت معشوق ازو شد در نہفت | رفت و شد با معنی معشوق جفت

بولا گر باریک پردہ بال سے | اوسکا ہی پر ملنا بی پردہ خوش ہے
گفت لبسش گر ز شعر ششتر است | اعتناق بی حجابش خوشتر است

تن سے میں عریان ہوا اوز خیال سے | انتہا کے وصل میں سیراب مجھے
من شدم عریان ز تن او از خیال | میخرامم در نہایات الوصال

ہے یہاں تک بحث لائق نا کہے | لائق اخفا ہے جو آگے کہے
این مباحث تا بدینجا گفتنی ست | ہر چہ آید زین سپس بنہفتنی ست

گر چھپائے یا کہے تو سو ہزار | ہے وہ بیکار اور نہ ہو گا آشکار
گر بکوشی ور بگوئی صد ہزار | ہست بیگار و نگردد آشکار

سیر دریا تک ہے اسپ و زین کی | بعد کشتی پہ تجھکو ہے اتی
تا بدریا سیر اسپ و زین بود | بعد ازانت مرکب چوبین بود

کشتی خشکی میں ہے بیکار اور بتر | خاص ہے دریائیوں کو راہبر
مرکب چوبین بخشکی ابتر است | خاص مر دریائیان را رہبر است

کشتی خاموشی کو تو اک جان لے | بحریوں کو خاموشی تلقین ہے
این خموشی مرکب چوبین بود | بحریان را خامشی تلقین بود

جو خموشی کو ملالت دے تجھے | عشق کا نعرہ اودھر سے آئے ہے
ہر خموشی کان ملولت میکند | نعرہ ہای عشق زانسو می زند

تو کہے تماشا عجب کس لیے | وو کہے کوشش عجب کس لیے
تو ہمی گوئی عجب خامش چراست | او ہمی گوید عجب گوشش کجاست

میں ہوا نعرے سے کر وہ بیخبر | تیز گوش اس کے ہیں بہرے اور کر
من ز نعرہ کر شدم او بیخبر | تیز گوشان زین ہمہ ہستند کر

ایک ہے نعرہ زن اندر خواب کے | سیکڑوں تلقین یا دریشن کرے
آن یکی در خواب نعرہ میزند | صد ہزاران بحث و تلقین میکند

اوسکے پہلو مین ہی بیٹھا تھا جو بیر — خود یہ خفتہ ہے نے ز شور و شر
ٹوٹی کشتی جس کسیکی ہے نکو — خود وہ ڈوبا آب مین ماہی ہے وہ
ز خموشی اورنے ہی گویا ہے عجب — آئے حال اوسکا عبارت مین ہے کب
زدہ ان دو ہے ہے دونون سے عجب — ہے ادب سے باہر اوسکی شرح اب
یہ مثال آئی ہے ناقص ناروا — پر نہ تھی محسوس مین اس سے سوا
الغرض شہزادہ دنیا سے گیا — جان پر آتش جگر سوزش بھرا

این نشسته پهلوی آن بی خبر — خفته خود آنست وز کر زان بی خبر
آن کی کشتی کہ جوبین شکست — غرقہ شد در آب و خود ماہی است
نی خموش است و نہ گویا نادریست — حال او را در عبارت نام نیست
نی از این و ہر دو ہست او العجب — شرح آن گفتن برون است از ادب
این مثال آمد رکیک و بی درود — لیک در محسوس از این بہتر نبود
حاصل آن شہزادہ از دنیا برفت — جانفشان بر آذر جگر پر سوز تفت

آنا منجھلے بھائی کا جنازے پر بڑے بھائی کے اور چھوٹے بھائی کا بیمار پڑا رہنا اور نوازش کرنا بادشاہ کی اوسپر تا نوکر ہوا اور ہزارون غنیمت ظاہر و باطن کی اوسکو ملنا

آمدن برادر میانہ بجنازہ برادر کلان و برادر کوچک کہ بر فراش رنجورے بود و نواختن بادشاہ او را تا ملازم شود و صد ہزاران غنائم غیبی و عینی بدو رسید

خرد تھا بیمار وہ منجھلا گیا — بس جنازہ پر بڑے کے ظاہرا
شہ نے قصدا پوچھا اوسکو دیکھکر — کہ اوسی دریا سے ماہی یہ بھی ہے
بس معرف بولا اسے شہ کا پسر — بھائی یہ اوس بھائی سے ہی خردتر
کی نوازش شہ نے ہی تو یادگار — اوسکو پرسش سے کیا اپنا شکار
بس نوازشہاے اوس شہ سے نہان — اپنے تن مین غیر جان دیکھے نہان
دلمین اپنے پایا اک عالم بڑا — کہ نہ سو خلوت سے کوئی پا سکا
دل مین اپنے پایا از بس غلغلہ — کہ نپائے صوفی وہ با صد چلہ
چمکا دشت و کوہ اور دیوار و در — اوسکے آگے جیسے آتش جلوہ گر
ذرہ ذرہ آگے اوسکے شمس وار — دمبدم کھولے تھا وہ سو نور بار
ہوتا در وہ گاہ روزن گہہ شعاع — خاک ہوتی گاہ گندم گاہ صاع
چرخ دکھتا خشک و کہنہ خلق کو — آگے چشم اوسکی کے ہر دم خلق نو
روح زیبا جو کہ چھوٹے جسم سے — اوسکو آنکھہ ایسی تھا بس ملے

کوچکین رنجور بود و آن وسط — بر جنازہ آن بزرگ آمد فقط
شاہ دیدش گفت قاصد کین کیست — کہ از آن بحر است و اینہم ماہی است
پس معرف گفت پور آن پدر — این برادر زان برادر خردتر
شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار — کرد او را ہم بدین پرسش شکار
از نوازشہاے آن شاہ وحید — در تن خود غیر جان جانی بدید
در دل خود یافت عالی عالمی — کہ نیابد کس بصد خلوت ہمی
در دل خود یافت عالی غلغلہ — کہ نیابد صوفی آن در صد چلہ
عرصہ و دیوار و سنگ کوہ تافت — پیش او چون نار خندان می شگافت
ذرہ ذرہ پیش او چون آفتاب — دمبدم میکرد صد گون فتح باب
باب گہ روزن شدی و گہ شعاع — خاک گہ گندم شدی و گاہ صاع
در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید — پیش چشمش ہر دمی خلقی جدید
روح زیبا چونکہ وارست از جسد — از قضا بیشک چنان چشمش رسد

آ گیا اوسکے غیب ظاہر ہوے / جیسے دیکھے چشم محرم ویسے
جیسا اوسنے تھا کتابوں میں پڑھا / چشم کو اوسکی وہ صورت پر کھلا
لشکر شہ ملک کے غبار راہ سے / اک ملا سرمہ بصر میں خوش اوسے
ایسے گلشن پر تھا مائل وہ مرید / اوسکا جز جز کہتا تھا ہل من مزید
نقل سے گلشن اگے اکدم ہے وہ / عقل سے گلشن اگے خرم ہے وہ
گل سے جو گلشن اوگے ہووے تباہ / دل سے جو گلشن اگے وافرحتاہ
علم یا خط جو کہ ہیں ہم جانتے / اک دو گلدستے ہیں اُس گلزار کے
خوار گلدستوں سے ہم ہیں اسلیے / کہ در گلزار باندھا خود پہ ہے
کنجیاں ایسی بباعث نان کے / اونگلیوں سے گرتی ہیں افسوس ہاے
گر تو فارغ ایکدم ہووے نان سے / گرد چادر عشوہ زن کے پھرے
تشنگی جو پھر ہو تیری موج زن / ملک تجکو چاہیے پر نان و زن
مار تھا تو اژدہا اک تو ہوا / ایک تھا سر سات سر کا اب بنا
سات سر کا اژدہا دوزخ ہے نام / حرص دانہ ہے تری دوزخ ہے دام
دام کو تو توڑ دانے کو جلا / کھول پھر دروازہ تو عرفان کا
تجھسا عاشق نہ کوئی اے نرگدا / بے خبر جوں کوہ اور رکھے صدا
کوہ کو گویائی کب ہے آپ سے / وہ صدا ہے غیر کے پرتو سے ہی
قول تیرا کیونکہ عکس غیر ہے / حال کل تیرا نہیں جز عکس کے
تیرا خشم و ذوق عکس ہے اورکا / شادی دلال و خشم جہنا
مجرم خستہ نے آخر کیا کیا / کہ اُسے کینہ سے دیتا ہے سزا
کب تلک چمکیگا عکس خیال / کر تو کوشش تا ہو تیرا سب بحال
تا کہ تیرا قال ہووے حال سے / تجھکو ہوویں سیر پر و بال سے
صید پکڑے تیر پر سے غیر کے / اسلیے محروم کھانے صید سے
باز لائے صید خود کہسار سے / شہ کھلائے کبک و سار اسکو اسلیے
باز اپنے پر سے پکڑے صید کو / اس لیے شہ کبک دے اور کھانے کو
ہو جو وہ قال سلے وحی سے ہو / جوں ہوا پر خاک اوڑے بیکار ہو

صد هزاران غیب پیشش شد پدید / آنچه چشم محرمان بیند بدید
آنچه او اندر کتب بر خوانده بود / چشم را از صورت آن بر گشود
از غبار موکب آن شاه نر / یافت او کحل عزیزی در بصر
بر چنین گلزار دامن میکشید / جزو جزوش نعره زن هل من مزید
گلشنی کز نقل روید یکدم است / گلشنی کز عقل روید خرم است
گلشنی کز گل دمد گردد تباه / گلشنی کز دل دمد وافرحتاه
علمهای با مزه دانسته مان / زان گلستان یک دو سه گلدسته دان
زان زبون این دو سه گلدسته ایم / کاین در گلزار بر خود بسته ایم
آنچنان مفتاحها هر دم بنان / می فتد ای جان دریغا از بنان
ور دمی هم فارغ آرند از زنان / گرد چادر گردی و عشوه زنان
باز استسقاءت چون شد موج زن / ملک شهری بایدت پر نان و زن
مار بودی اژدها گشتی مگر / یکسرت بود این زمانی هفت سر
اژدهای هفت سر دوزخ بود / حرص تو دانه است و دوزخ فخ بود
دام را بدران بسوزان دانه را / باز کن درهای نو این خانه را
چون تو عاشق نیستی ای نرگدا / همچو کُه بی‌بهره داری صدا
کوه را گفتار کی باشد ز خود / عکس غیر است آن صدا ای معتمد
گفت تو زان رو که عکس دیگری است / جمله احوالت بجز هم عکس نیست
خشم و ذوقت هست عکس دیگران / شادی قواده و خشم عوان
آن عوان را آن ضعیف آخر چه کرد / که دهد او را به کینه زجر و درد
تا بکی عکس خیال لامعه / جهد کن تا گرددت این واقعه
تا که گفتارت ز حال تو بود / سیر تو با پر و بال تو بود
صید گیرد تیر هم با پر غیر / لاجرم بی بهره گشت از لحم طیر
باز صید آرد بجهد از کوهسار / لاجرم شاهش خوراند کبک و سار
باز با پر خود آرد صید کبک / لاجرم شاهش خوراند لحم کبک
منطقی کز وحی نبود از هواست / همچو خاکی بر هوا بر شد هباست

گر دکھائی دے تجھے اسدم غلط
تا کہ ما ینطق محمد عن ہوا
احمدا جو سنے تجھے وحی سے ہے پاس
تا تو جانے کہ ہوا سے نے کہا
کہ ضرورت سے ہے مردار حلال
بے تحری اور بے جہد ہوا
مثل عاد اوسکے ہوا ٹکڑے کرے
عاد کی حمال ودافع ہے ہوا
اوسکو جون فرزند لے اندر کنا
بس تھے متکبر ہوا سے اہل عاد
جبکہ ناگہ اوسنے لوٹا پوستین
باد کو تو توڑ کہ فتنہ ہے باد
ہودنے کی پند اے قوم دغا
لشکر حق باد ہے اندہ نفاق
باطنا وہ ہے مطیع خالق کے ساتھ
یہ وہی ہے باد دی امن تھی
جو مثل تھا جو تو اوسکے ہاتھ کو
باد کو تو دیکھ پھرتی منہ مین ہے
اس سے امین دانت ہین اور حلق ہے
باد کا اک ذرہ بھاری کوہ ہو
یارب و یارب پکارے وہ بجان
اے دہان غافل تھا چلنے باد سے
چشم اوسکی اشکباری بس رکھی
قول حق کو تو سنے نے مردے
باد کھو سے مین ہوا تھا شاہ کی

پہلے پڑھ والنجم سے تو چند خط
ان ہو الا وحی یوحی
اہل تن کو دے تحری اور قیاس
مصطفے نے وحی حق سے ہے کہا
کہ تحرے نے ہے یا کعبہ وصال
جو کوئی بدعت کرے از رہ ہوا
نے سلیمان ہے کہ تخت اوسکا اڑے
جیسے بزغالہ کو لے اہل غذا
مارے لیجا کر اوسے قصاب اب
جانتے تھے یار و تھے اغیار یا
ریزہ ریزہ ٹوٹے وہ پیس القرین
پہلے اوس سے کہ وہ توڑے مثل عاد
پھاڑے دامن کو تمہارے یہ ہوا
چند دن رکھتی ہے تسے اتفاق
جب اجل آئے بڑھائے باد ہاتھ
مثل جان تھی مثل مرگ اب ہوگئی
گر نہ ہوتا ہے بوقت خشم وہ
آتی اور جاتی ہے ہر دم شوق سے
جو کہے حق دانت مین وہ درد دے
درد و بیماری کرے دانتو مین وہ
کہ تو کاٹ اس باد کو اے مستعان
گر تو استغفار از رہ عجز کے
منکرون کو درد والنجم خوان کرے
وحی حق کو کر قبول اب درد سے
کہ خبر دون خیر کی شر کی کبھی

گر نباشد خواجہ را ابدم غلط
تا کہ ما ینطق محمد عن ہوا
احمدا چون نیستت از وحی پاس
تا بدانی کہ محمد از ہوا
کز ضرورت ہست مردار حلال
بی تحری واجتہادات ہدے
ہمچو عادش برپرد باد و کشد
عاد را باد ست حمال خذول
ہمچو فرزندش نہادہ در کنار
عادیان را باد را ستکبار بود
چون بگردانید ناگہ پوستین
باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد
ہود داد پند کای پر کبر خیل
لشکر حق ست باد از نفاق
او بسر با خالق خود راست است
این جہان باد ست کاین میگذشت
دستگاه آنکس کو بکرد دستبوس
باد را اندر دہان بین رہگذر
حلق و دندانہا ازان ایمن بود
کوہ گردد ذرۂ باد و ثقیل
یارب و یارب برارد او ز جان
ای دہان غافل بدی این باد
چشم بخشش اشکہا باران کند
چون دم بزدلان خیزد زرد
باد گوید پیکم از شاه بشر

ز اول والنجم برخوان چند خط
ان ہو الا وحی یوحی
جسمیان را دہ تحری و قیاس
وانگفت وگفت از وحی خدا
کہ تحری نیست در کعبہ وصال
ہر کہ بدعت پیشہ گیرد از ہوا
نی سلیمان ست تا تختش کشد
ہمچو بزه در کف مرد اکول
میبرد تا بکشدش قصاب وار
یار می پنداشتند اغیار بود
خردشان بشکست آن بئس القرین
پیش از ان کش بشکند او ہمچو عاد
برکند از دستتان این باد ذیل
چند در دورے باشما کرد اعتناق
چون اجل آید برآید باد دست
بود ہمچون جان و ہمچون مرگ گشت
وقت خشم آن دست میگردد بوس
ہر نفس آیان روان با کر و فر
حق چو فرماید بدندان در فتد
درد دندان دارد و ش زار و علیل
کو ہمی این باد را ای مستعان
از بن دندان در استغفار شو
منکران را درد والنجم خوان کند
وحی حق را این بد پیا شو ز درد
گر خبر خیر آورم گاہی بشر

زانکہ با سورم امیر خود نیستم | من چو تو غافل نیستم شاہ خودم
کیونکہ میں محکوم ہوں حاکم نہیں | تجھ سا غافل شاہ سو ہوں نہیں کہیں

گر سلیمان وار بودے حال تو | چون سلیمان گشتمے حمال تو
گر سلیمان وار ہوتا تیرا حال | جون سلیمان ہوتی میں تیرا حمال

عاریہ ستم گشتمے ملک کفت | کردمے بر راز خود من واقفت
عاریت ہوں ملک ہوتی تیری اپنی | کرتی واقف تجھکو اپنے راز میں

لیک چون تو باغی اور من مستعار | کرتی ہوں خدمت تری میں زچار
لیک جو تو باغی اور میں مستعار | کرتی ہوں خدمت تری میں زچار

پس بجو عادت مسخر نگو نہام وہم | ناسپید تر باغیانہ برجہم
سرنگوں تجھکو کروں جون ... کے | باغیانہ بھاگوں لشکر سے ترے

تا بغیب ایمان تو محکم شود | آنزمان کی امانت مانہ محکم شود
تا بغیب ایمان ہو محکم ترا | اوس زمان ایمان ہو مارغم ترا

آنزمان خود جملگان موزن شوند | آنزمان خود سرکشان بر سر دوند
اوس زمان خود جملگان مس ہوئیں | اوس زمان سب سرکشان تجھ سرنگون

آنزمان زاری کنند وافتقار | ہمچو دزد و راہزن در زیر دار
اوس زمان زاری کریں اور انکسار | جس طرح سے چور رہزن زیر دار

لیک گر در غیب گردی مستوی | مالکی ارض و شحنہ خود توی
پر برابر غیب میں گر تو ہے | مالک کونین و شحنہ خود تو ہے

شحنگی و پادشاہی خود مقیم | نی دو روزی مستعارست و سقیم
شحنگی و بادشاہی ہے صدا | نے دو روزہ عاریت ہے نے جفا

رستہ از بیگار و کار خود کنے | ہم تو شاہ و ہم تو طبل خود زنے
چھوٹا بیگاروں سے کام اپنا کرکر | بھی تو شہ بھی ڈھول کو تو آپ ہے

چون گلو تنگ آورد بر ما جہان | کاش خوردے خاک این حلق و دہان
تنگ روزی جو کرے مجھپر جہان | کاش کھاتا خاک یہ حلق و دہان

این دہان خود خاک خوارے آمدست | لیک خاکی را کہ آن رنگین شدست
خاک کھانیوالا آیا ہے وہ دہان | خاک جو رنگین ہوئی لیکن یہان

این کباب و این شراب و این شکر | خاک رنگین است و نقشین اے پسر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر | خاک ہی رنگین و نقشین اے پسر

چونکہ خوردی شد آنہا لحم و پوست | رنگ لحمش داد این ہم خاک کوست
تو نے کھایا ہوئی وہ لحم و پوست | رنگ لحم اک رکھتی ہے بس خاک وہ

ہم ز خاکی بخیہ بر ہم میزند | جملہ را ہم باز خاکی میکنند
خاک سے پیوند کاری کرتے ہیں | اور سبکو خاک پھر بھی کرتے ہیں

ہندو و قبچاق و رومی و حبش | جملہ یکرنگند اندر گور خوش
ہندی و ترکی و رومی اور حبش | سب ہیں اندر گور کے اک رنگ خوش

تا بدانی کان ہمہ نقش و نگار | جملہ روپوش است ملک و مستعار
تا تو جانے کہ وہ سب نقش و نگار | جملہ ہیں روپوش ملک مستعار

رنگ باقی صبغة اللہ است و بس | غیر آن بربستہ دان ہمچون جرس
رنگ باقی صبغة اللہ ہے و بس | عارضی جان اس سوا مثل جرس

رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین | تا ابد باقی بود بر صادقین
رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا | صادقیوں پر رہے باقی صدا

رنگ کفران و شک و شرک و نفاق | تا ابد باقی بود بر جان عاق
رنگ کفر اور شک نفاق و شرک کا | جان مردودوں پہ باقی ہو سدا

چون سیہ روئی فرعون دغا | رنگ او باقی و جسم او فنا
جون سیہ روئی فرعون دغا | رنگ اوسکا باقی جسم اوسکا فنا

برق و فر خوب روی عابدین | تن فنا شد و آن بقا تا یوم دین
روشنی روے خوب عابدین | تن فنا اور باقی وہ تا یوم دین

زشت آن زشت است و آن خوب و بس | دائم این ضحاک و آن اندر عبس
رنگ زشتی کا نیک بد اوسکا ہے بد | یہ ترش دائم وہ خنداں ابد

خاک را رنگ و فر و فرہنگ داد | ہمچو کودک ما بران جنگی دہد
خاک کو اک رنگ اور فرہنگ دے | مثل کودک ہم کو او سپر جنگ دے

شیر آئے گے بچا مین اور شتر
شیر و اشتر منہ کے اندر ان بنے
دامن پر خاک اپنا طفل سا
جہل و نخوت اور شک کودک رہے
وائے وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین
طفل کو جھگڑا او سو آفات ہے
وائے پیر طفل ناہموار سے
جہل و اسلح جو او نخیں باہم ملے
شکر کر درویش اس نقصان سے
شکر کر مظلوم ہو ظالم تو نے
لاف اللھی نہ بھوکے نے کیا
پیٹ خالی دیو کا زندان ہے
پر شکم کو جان او بازار دیو
بیچین لاشے تاجران ساحران
خم روان ہو سحر سے جون آب کے
نفتے مین مانند ریشم خاک کو
رنگ عودی سنگ خارا کو وہ دین
پاک وہ کہ خاک کو اک رنگ دے
دامن پر خاک اپنا طفل وار
کودکان سے طفل کو نی جنگ ہو
میوہ گرچہ کہنہ ہو جبتک ہی خام
خام وہ گر سو برس کا تہ شی ہو
گرچہ اوسکے بال و آدھی تن سپید
مین رہو گا نارسا یا کہ رسا
گر رسا ہون یا رہو نہین نارسا

حرص سے لین ہاتھ مین اوسکو سبھی
سنے اثر یہ بات بچون مین کرے
کوشش اسباب و کان سی گیا
شکر حق کہ تھوڑی قوت سکی ہے
چونٹی لنگڑی ہین میری تو نہین
شکر یہ ہے کہ نہ فن آلہ رکھے
کہ بلا آفت ہوے ہر دو سے کے
ظالم اک فرعون ہو کے ظلم سے
کہ چھٹا فرعونی اور کفران سے
امن ہے فرعونی فتنہ سے تجھے
آگ کو اوسکی نہ ہیزم سے غذا
کہ غم نان اوسکو مانع مکر سے
تاجران دیو کو اوسین غریو
تیرہ عقلون کو کیا ازرہ فغان
اور بنایا پارچہ مہتاب سے
خاک ڈالین چشم بینا پر ہین وہ
دشمنی و حیلے ہماری سی رکھین
مثل کودک ہکو او سپر جنگ دے
خاک مثل زر نظر مین اپنی یار
پیش مرد حق نہ لائین طفل کو
نے ہو پختہ اوسکا رکھین غورہ نام
طفل و غورہ جانئے اوسکو ہر نکو
بھی اوسے طفلی مین ہی خوف و امید
حق کرے مجھپر غضب یا کہ عطا
اے کرے انگور مجکو وہ عطا

از شہیری اشتر و شیری پر زنند
شیر و اشتر نان شود اندر دہان
دامن پر خاک ما چون کودکان
کودکی اندر جہل و پندار و شکست
وای آن طفلان کہ پیری میکنند
طفل با استیزہ و صد آفت است
وای زان پیران طفل نا ادیب
چون سلاح و جہل جمع آمد بہم
شکر کن اے مرد درویش از قصور
شکر کہ مظلومی و ظالم نہ
خالی اشکم لاف الطمعی نزد
اشکم خالی بود زندان دیو
اشکم پر لوت دان بازار دیو
تاجران ساحران لاشی فروش
خم روان گرد ز سحری چون فرش
چون بریشم خاک را برمی تنند
جندلی را رنگ عودی میدہند
پاک آن کو خاک را رنگی دہد
دامن پر خاک آن چون کودکان
طفل را با کودکان شود جدال
میوہ گر کہنہ بود تا ہست خام
گر شود صد سالہ آن خام ترش
گرچہ باشد ریش و موی او سپید
ماند خواہم نارسیدہ یا رسم
گر رسم یا نارسیدہ ماندم

کودکان از حرص آن کف میزنند
در نگیرد این سخن با کودکان
رفتہ از سر جہد اسباب دکان
شکر باری قوت او اندک است
لنگ موران دمیری میکنند
شکر آن کو بی فن و بی آلت است
گشتہ از قوت بلای ہر لبیب
گشت فرعونی جہانسوز از ستم
کہ ز فرعونی رہیدی و از کفور
ایمن از فرعونی و ہر فتنہ
کاتشش را نیست از ہیزم مدد
کش غم نان مانع است از مکر و ریو
تاجران دیو را در وے غریو
عقلہا را تیرہ کردہ از خروش
کرد کرباسے ز مہتاب و غلس
خاک بر چشم ممیز مے زنند
ہر کلوخی زان حسودی میدہند
ہمچو کودکہا ازان جنگی دہد
در نظر ما خاک ہمچون زر کان
طفل را حق کے نشاند با رجال
پختہ شود غورہ خوانندش بنام
طفل و غورہ است او بر ہر تیزہش
ہمدران طفلیش خوف است و امید
حق کند با من غضب یا خود کرم
اے عجب با من کند کرم آن کرم

ایسی لس نا قابلی و جہل سے — بخشے اس غورہ سے انگوری مجھے
مجکو ز امید ہے ہر سمت سے — وہ کرم لا تیأسوا کہوے مجھے
دائما دعوت کری شہ سے نکو — گوشمالی دی مجھے لا تقنطوا
نا امیدی سے گڑھے میں گرچہ ہون — جو بلایا نا ز کرتا مین چلون
مین چلون جون اسپ پیچھے رہے — دوڑ مین سکو چراگہ اس سے
مین قدم رکھون قدم ہیا پڑے نے — اور پیون مین جام وان ایسے جام ہے
کیونکہ او سجا جاب ہے اشیا ہی تمام — مستی معنی مین ہے ربانی مدام
سایہ صورت ہے و معنی آفتاب — ہوتا سایہ ہے نور اندر خراب
کیونکہ اس جا اینٹ پڑی اینٹ ہی — نور مہ کا زشت سایہ نے رکھے
گرچہ ہے زرین اینٹ ہی لائق نفی — اینٹ کو جا جو ہی وہی ور روشنی
پارہ پارہ کہ ہے دفع سایہ کو — پارہ ہونا ہیر نور اندک ہے جو
نور حق جو کہ کے ظاہر یہ پڑا — پھٹ پڑا اوسکے اندر ہو رہا
ہاتھ پہ بھوکھا جو رکھے قرص نان — پس کھائے از رہ ہوس چشم و دہان
پارہ ہونا مجکو لایق یا یقین — چرخ سے باہر نکل تو ای زمین
تا کہ نور آسمان ہو سایہ سوز — شب تری سایہ ہے ای باغی روز
یہ مکان جون گاہوارہ کودکان — بالغون پہ تنگ کہتا ہے مکان
مہد طفلون کو زمین حق نے کہا — شیر اندر مہد طفلون کو دیا
خانہ تنگ آیا ہے اب اس مہد کا — جلد ان طفلون کو بالغ کر شہا
ہان نکر اسے گاہوارہ خانہ تنگ — جا سکے تا کہ یہ بالغ بے درنگ
خانہ اے گہوارہ مت کر تنگ تار — تا کہ بالغ کر سکے پس انتشار
ہوئی مقرر جو کہ بے پیچ و شمار — اوسکی رجان مین شہ کے باطن سے غذا

با چنین نا قابلی و دوری‌ای — بخشد این غوره مرا انگوری‌ای
نیستم امیدوار از هیچ سو — وان کرم میگویدم لا تیأسوا
دائما خاقان ما کرده است طو — گوش ما را می کشد لا تقنطوا
گرچه ما زین نا امیدی در گویم — چون صلا زد دست اندازان رویم
دست اندازیم چون اسپان سپا — در دویدن سوی مرعای انس
گام اندازیم و آنجا گام نے — جام پردازیم و آنجا جام نے
زانکه آنجا جمله اشیا جانی است — معنی اندر معنی و ربانی است
هست صورت سایه معنی آفتاب — نور بی سایه بود اندر خراب
چونکه آنجا خشت بر خشتی نماند — نور مه را سایهٔ زشتی نماند
خشت اگر زرین بود بر کند نیست — چون بجای خشت دی ور روشنی است
کوه بهر دفع سایه مندکیست — پاره گشتن بهر این نور اندکیست
بر برون که چو زد نور صمد — پاره شد تا در درونش هم زند
گرسنه چون بر کفش زد قرص نان — وا شکافد از هوس چشم و دهان
صد هزاران پاره گشتن ارزد این — از میان چرخ برخیز ای زمین
تا که نور چرخ گردد سایه سوز — شب ز سایه تست ای یاغی روز
این مکان چون گاهواره کودکان — بالغان را تنگ میدارد مکان
بهر طفلان حق زمین را مهد خواند — شیر در گهواره بر طفلان فشاند
خانه تنگ آمد از این گهواره‌ها — طفلکان را زود بالغ کن شها
هان مکن ای گاهواره خانه تنگ — تا تواند رفت بالغ بی درنگ
خانه ای گهواره روشنتر بدار — تا تواند کرد بالغ انتشار
چون مسلم گشت بی بیع و شری — از درون شاه در جانش جرا

بیان مین استغنا و غرور شاہزادہ کے اور زخم کھانا باطن شاہ سے

در بیان استغنا و عجب شاهزاده و زخم خوردن از باطن شاه

قوت کھاتا تھا نور جان شاہ — ماہ جان اوسکا تھا شمس و ماہ

قوت میخورد او ز نور جان شاه — ماه جانش همچو آن خورشید ماه

شاہ بے مانند سے روحی غذا / پہونچتی تھی روح کو اوسکے سدا
وہ غذائی جو کہ مشرک کھاتی ہین / اوس غذا سے جو ملایک پاتے ہین
دیکھی استغنائی خود مین باطنًا / غرۂ استغنائی سے پیدا ہوا
کہ نہین شہزادہ مین اشاہ ہون / کیون مین اس شہ کی اطاعت اب کرون
جو کہ نکلا ماہ میرا نور وار / پس ہون مین کس لیے تابع غبار
آب میری جو مین اور ہی وقت ناز / غیر کا کیون ناز لون مین بے نیاز
باندھون سر کیون درد سر چھایا ہوا / وقت روزی زرد و غم کا نے رہا
جو شکر لب ورمہ رو مین ہوا / پھر دکان اور چاہیے کرنا جدا
سرو قد مہ رو ہون مین اندر جہان / مثل میرے شاہزادہ اب کہان
نفس اس غمزہ سے جو جھنے لگا / سیکڑون بیہودہ وہ بکنے لگا

راتبه جانی ز شاه بی ندید / دمبدم در جان مستش میرسید
آن نه کش ترسا و مشرک میخورد / زان غذائی کش ملایک میچرد
اندرون خویش استغنا بدید / گشت طغیانی ز استغنا پدید
که نه من شاهم وهم شهزاده ام / چون عنان خود بدین شه داده ام
چون مرا ماهی بر آمد با لمع / پس چرا باشم غباری را تبع
آب در جوی منست و وقت ناز / ناز غیر از چه کشم من بی نیاز
سر چرا بندم چو درد سر نماند / وقت روی زرد و چشم تر نماند
چون شکر لب گشته ام عارض قمر / باز باید کرد دکان دگر
سرو قد و ماه رخسار مراست / هیچو من شهزاده اکنون کجاست
زین منی چون نفس زائیدن گرفت / صد هزاران ژاژ خائیدن گرفت

وسوسہ کہ شاہزادہ کو پیدا ہوا بسبب استغنا کے

وسوسه که پادشاهزاده را پیدا شد از سبب استغنا

بار ہو سو دشت کے حرص و حسد / تب بھی پہونچے اون جگر پر چشم بد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب ہے / کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو رکھی
دل میں کھا بس شہ کا اوسکی فکر سے / کی جو ناشکری عطا کر کے
بولا آخر اے خس واہی ادب / یہ سزا تھی بخششون کی میری اب
مینے تجھسے کیا کیا یہ گنج دے / تو نے مجھسے کیا کیا بدخولی سے
سینے مہ رکھا بغل مین اک ترے / کہ غروب و سکو قیامت تک نہ ہو
بس عوض مین تو نے بخشش نور کی / خاک و کانٹے ڈالے آنکھو مین مری
مین ہوا تیر فلک پر نردبان / تو ہوا میرے لیے تیر و کمان
درد غیرت شاہ مین پیدا ہوا / پہونچا اندر اوسکے عکس درد شاہ
مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا / پردہ اس گوشہ نشین کا پھٹ گیا
جبکہ دلمین اپنے کی اوسنے نظر / دیکھا بدکاری کا اپنے مین اثر
دہ وظیفہ نعمتون کا کم ہوا / اوسکا گھر شادی کا بس پرغم ہوا
مستی سے ہوا وہ ہوشیار / اوس گنہ سے سر ہوا خانہ خمار

صد بیابان بگذشته حرص و حسد / تا بدانجا چشم بد هم میرسد
بحر شه که مرجع هر آب اوست / چون نداند آنچه اندر سیل و جوست
شاه را دل درد کرد از فکر او / تا سپاسی عطای بکر او
گفت آخر ای خس واهی ادب / این سزای دادن من بود ای عجب
من چه کردم با تو زین گنج نفیس / تو چه کردی با من از خوی خسیس
من ترا ماهی نهادم در کنار / که غروبش نیست تا روز شمار
در جزای آن عطای نور پاک / تو زدی در دیدهٔ من خار و خاک
من ترا بر چرخ گشته نردبان / تو شده در حرب من تیر و کمان
درد غیرت آمد اندر شه پدید / عکس درد شاه اندر وی رسید
مرغ دولت در عتابش برطپید / پردهٔ آن گوشه گشته بردرید
چون درون خویش بدید آن خوش پسر / از سیه کاری خود گرد اثر
آن وظیفه لطف و نعمت کم شده / خانهٔ شادی او پر غم شده
با خود آمد او ز مستی عطا / زان گنه گشته سرش خانهٔ خمار

جسنے کی خود بینی اندر راہ دوست / مغز چھوڑا اور دیکھا جملہ پوست
هر که خود بینی کند در راه دوست / مغز را بگذاشت کلی دید پوست

میرا ہبر و دشمن نہ خود بین ہو جیو / کیونکہ خود بین سے بجز فتنہ نہو
دشمن من در جهان خود بین مباش / زانکه از خود بین نیاید جز فساد

مے حرام اسواسطے اندر جہان / کہ تو خود بین ہیکے ہوا اندر زمان
می ازان آمد حرام اندر جهان / که خوری خود بین شوی اندر زمان

خود سے بہتر ز تصور تو کرے / نفس خود بین سے یہ پیدا ہوئے تجھے
بهتر از خود در تصور نایدت / وین همه از نفس خود بین زایدت

جو کہ با خود مے پیے اپنے لیے / ایسا میکش ہیں ذلیل و خوار ہے
آنکه با خود مے خورد می با خود است / اینچنین میخواره خوار و مرتد است

جو پیے اوسکے لیے مے ہو حلال / سارے دم زا اوسکے جو ہو وہ بال
وانکه با خود می خورد بادش حلال / وانکه بے او دم زند بادش وبال

جو کہ بیخود ہو کے پیے با جام ہو / کھول کر میں آنکھ دیکھوں اوسکا رو
چونکه با خود مے خورد از جام هو / چشم بکشایم به بینم روے او

بعد ازان میں چھوڑ دوں اپنے آپ سے / اوسکے پینے سے یہ ہو حاصل مجھے
بعد ازان از خود بجلے بگسلم / هم زمی خوردن شوم این حاصلم

ایکہ تو چاہے کہ چھوٹے آپ سے / بند جان و دل میں تو کبتک رہے
ایکه میخواهے که از خود بگسلے / تا که اندر بند این جان و دلے

جان تو جانان کو اپنے سونپ دے / تا تو دیکھے یار دل رنجان مرے
جان بجانان واگذار ایجان من / تا ببینی یار دل رنجان من

تب دے تو دل دلدار کو آزاد ہو / اوسکا جو غمخوار اوس سے شاد ہو
دل بدلدارے ده و آزاد شو / غم خورا و باش وازوی شاد شو

نفس اپنا خود پہ غالب کر نہ تو / چھین لے تو جلد اوسکے شیر کو
نفس خود بر خود مگردان چیر تو / زود او را باز گیر از شیر تو

ہے وہ جو کچھ مست اوسکو وہ رکھے / خواہ شہد و شیر ہے اور خواہ مے
هر چه هست آن مستی آرد یقین / خواه شیر و خواه خمر و انگبین

مستی گندم تو جان اے آدمی / کہ کیا آدم کو اوسنے اجنبی
مستی گندم بدان اے آدمی / که بکرد آن آدمی را اجنبی

کھایا گندم حلہ اوس سے چھن گیا / باغ جنت اوس پہ اک صحرا ہوا
خورد گندم حله زو بیرون شده / خلد بروی بادیه و هامون شده

دیکھا بیمار اوسکو شربت نے کیا / کام اوس نخوت کے سم زہر کیا
دیدکان شربت ورا بیمار کرد / زهر آن ما و منی ها کار کرد

جان بھی جوں طاوس اندر باغ ناز / دوڑے جوں الو بویرانہ مجاز
جان چون طاوس در گلزار ناز / همچو جغدے شد بویرانه مجاز

وہ جوں آدم دور جنت سے ہوئی / پیل کھیتی کو زمین پر باندھی
همچو آدم دور ماند او از بهشت / در زمین میراند گاو بهر کشت

نالہ وہ کرتا کہ اے مرشد مرے / شیر باندھا تو نے دم سے گاو کے
اشک میراند او که ای استاد آه / شیر را کردے اسیر دم گاو

تو نے کی اے نفس بد مردہ نفس / شہ سے بے ادبی کہ اے فریاد رس
کردی اے نفس بد بار و نفس / بیحفاظی با شه فریاد رس

گندمی سے دام حرصوں میں پھنسے / تجھ پہ بیچھوا اوسکا ہر گندم ہوا
رام بگزیدے ز حرص از گندمی / بر تو شد هر گندم او کزدمے

تیرے سر میں آئی نخوت کی ہوا / دیکھ تو زنجیر سو من کی ہے پا
در سرت آمد هواے ما و من / قید بین بر پاے خود پنجاه من

اسطرح وہ روتا اپنی جان پہ / کہ ہوا صد شہ کا اپنے کس لیے
نوحه میکرد این نمط بر جان خویش / که چرا گشتم ضد سلطان خویش

ہوش میں آیا و استغفار کی / اور دعاے التجا کی بار کی
آمد او با خویش و استغفار کرد / با انابت چیز دیگر یار کرد

درد جو کہ وحشت ایمان سے تھا / رحم کردہ درد بیدرمان سے تھا
درد کان از وحشت ایمان بود / رحم کن کان درد بے درمان بود

نے بشر کا جامہ زیبا ہو جیو	صبر سے جو چھوٹا تو ڈھونڈا صدر کو	مر بشر را خود مبا جامہ درست	چون ہمی دید از صبر رہین صدر جست
نے بشر کا پنجہ ناخن ہو جیو	کہ نہ دین اور نہ سنی سوچے زدو	مر بشر را پنجہ و ناخن مباد	کو نہ دین اندیشد آنکہ زو بزاد
آدمی اندر بلا بہتر رہے	نفس کافر نعمت و گمراہ ہے	آدمی اندر بلا کشتہ بہ است	نفس کافر نعمت است و گمرہ است
نفس کافر اس خود بہر گزرے	ہووے باغی جو کہ چھوٹے راہ سے	نفس کافر خود نہی نہ دہد امان	گشت طاغی چونکہ فارغ شد جہان
آدمی بہتر ہے جو ہو مبتلا	کیونکہ عاجز اور مضطر ہو سدا	آدمی خود مبتلا بہتر بود	زانکہ زار و عاجز و مضطر بود

خطاب حق تعالی کا عزرائیل علیہ السلام کو کہ تجکو رحم زیادہ کس پر آیا خلایق سے کہ تو نے اونکی جان کو قبض کیا اور جواب دینا اوسکا

خطاب حق تعالی بہ عزرائیل کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد ازین خلایق کہ قبض کردی جان ایشان را و جواب دادن او

حق نے پس فرمایا عزرائیل سے	رحم کس غمگین پر آیا تجھے	حق بعزرائیل بگفت ای نقیب	بر کہ رحم آمد ترا از ہر کئیب
بولا اب پر دل جلے ہر درد سے	پر تامل حکم میں نے ہو سکے	گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد	لیک نتوان امر او اہمال کرد
تا کہوں میں کاشکے یزدان مجھے	نیکیوں کے کب عوض قربان کرے	تا نگویم کاشکے یزدان مرا	در عوض قربان کند بہر فنا
بولا رحم آیا تجھے کس پر سوا	کس سے دل پر سوز تیرا ہوا	گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت	از کہ دل پر سوز و بریان شدت
بولا اک دن موج پر کشتی تھی تیز	حکم سے توڑا ہوئی پارہ ریز	گفت روزی کشتی بر موج تیز	در شکستم زامر تا شد ریزہ ریز
قبض کی جان سبکی پہر حکم سے	بس سوا اک زن اور اوسکے طفل کے	پس بگفتی قبض کن جان ہمہ	جز زنی با طفلکی اندر رہہ
دونون اک تختہ پہ تنہا رہ گئے	موج اوس تختہ کو پہرتی تھی لیے	ہر دوان بر تختہ در ماندند	موجہا آن تختہ را میراندند
لے گئی ساحل پہ تختہ کو جو باد	بن رہائی سے ہوا دونوں کی شاد	چون بساحل فگند آن تختہ باد	از خلاص ہر دو دل گشت شاد
پھر کہا کہ جان ماں کی قبض کر	چھوڑ تنہا طفل باحکم قدر	باز گفتی مادرش قبض کن	طفل را بگذار تنہا ز امر کن
جو چھوڑا ایا ماں سے بیٹے طفل کو	جو کہ رنج آیا مجھے جانے ہے تو	چون ز مادر بگسلیدم طفل را	تو خود میدانی چہ تلخ آمد مرا
دیکھا بیٹے درد ماتم کا بڑا	رنج اوس لڑکے کا نہ بھولا ذرا	بس بدیدم درد و ماتم را رفت	تلخی آن طفل ز یادم نرفت
بولا حق کہ فضل سے اپنے کہا	موج کو جہ پہ بیشہ میں رکھ آ	گفت حق آن طفل را از فضل خویش	موج را گفتم فگن در بیشہ ایش
بیشہ پر ریحان و سوسن گل سے تہا	اور درختوں پر ثمر سے تہا بہرا	بیشہ پر سوسن و ریحان و گل	پر درخت میوہ دار خوش اکل
اور چشمے آب شیرین کے بہم	پالا میں نے طفل کو باصد نعم	چشمہای آب شیرین زلال	پروریدم طفل را با صد دلال
سیکڑوں تھے مرغ گویا خوش صدا	اندر اوس گلشن کے کرتے تھے نوا	صد ہزاران مرغ مطرب خوش صدا	اندر آن روضہ فگندہ صد نوا

بستر اوسکا برگ نسرین سے کیا	آفتون سے امن مین اوسکو کہا	بسترش کردم ز برگ نسترن	کردم او را ایمن از صد در فتن
اور کہا خورشید کو مت کر خلل	اور ہوا کو بس کہا آہستہ چل	گفتہ مر خورشید را کو را مگز	باد را گفتم برو آہستہ وز
ابر کو فرمایا او سپر مت برس	برق کو فرمایا مت کر سیل بس	ابر را گفتم برو باران مریز	برق را گفتم برو مگر اے تیز
اعتدال اس باغ سے مت کر خزان	اے بہار اور کر فضائے گلستان	نزن چمن اے دے مبرز اعتدال	بنچہ ای ہمن برین روضہ مبال

ذکر کرامات شیبان راعی کا اور بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا

جیسے وہ شیبان راعی گرگ سے ۔ کھینچتا گرد اپنے خط دن جمعہ کے
تا نہ باہر جائے خط سے بز بزرار ۔ اور نہ اندر آئے کوئی گرگ بد ور
دائرہ ہوتا تھا جیسے نگہبان ۔ قوم کو صرصر سے تھی ایمن امان
خط تن میں آٹھ دن آرام کو ۔ اور تن سے سیر تم باہر کرد
اور اوڑا کر مارتی تھی سنگ لیے ۔ تاکہ چھٹتا گوشت اعضا ٹوٹتے
بس ہوا اوس قوم کو تھی مارتی ۔ ریزہ ہوتی استخوان خشخاش سی
اوس سیاست سے کہ کانپا آسمان ۔ مثنوی میں آئے کب دکھائیاں
گر تو کرتی طبع سے یہ اے ہوا ۔ ہود کے تو دائرے کے گرد جا
گریہ کرتا گرگ ہر بس حرص سے ۔ خط میں راعی کے کہو آکر نے
اے طبیعی ملک طبیع پہ در ۔ یا تو آ قرآن سے یہ دور کر
قاریوں کو منع کر اور رد کر ۔ یا معلم کو سزا اور خوف دے
تو ہے عاجز یہ کہانے معجزہ ۔ معجزہ تجکو بے قیامت کس لیے
معجزہ رکھتا ہے ای عاجز ساتھ ۔ حشر کا کیا وقت آیا ہے تجھے
وہ ہمی خوش کہ معجزہ اوسکی ہو غذا ۔ زیر ظل یاریان اور وان ہا
دیکھا اوسنے معجزہ اپنا قبل تھا ۔ مردہ ہو دین عجائب کو پایا
جو زلیخا یوسف اس سے جو ملا ۔ زال ہی سے بس جوانی کو پایا
زندگی مرنے میں اور محنت میں ہے ۔ آب حیوان دیکھ تو ظلمت میں ہے
جو بلا اس قوم کو دی حق نے ہے ۔ اوسکے اندر فائدے صد بار ہے

ذکر کرامات شیبان راعی و بیان معجزہ ہود علیہ السلام

ہمچو آن شیبان کہ از گرگ عنید ۔ وقت جمعہ بر حاظ مے کشید
تا برون آید ازان خط گوسپند ۔ نے در آید در وے گرگ و یا گزند
بر مثال دائرہ تعوید ہود ۔ کاندران صرصر امان آل ہود بود
ہشت روزی اندرین خط تن پدید ۔ وز برون مثلہ تماشا مے کنید
بر ہوا بردے و گوبدے بر حجر ۔ تا دریدے لحم و عظم از ہمدگر
آن گرہ را بر ہوا برہم زدے ۔ تا چو خشخاش استخوان ریزہ شدے
آن سیاست را کہ لرزید آسمان ۔ مثنوی اندر نگنجد شرح آن
گر بطبع این مے کنی اے باد سرد ۔ گرد خط دائرہ آن ہود گرد
ور بحرص این مے کنند گرگ نژند ۔ گو بیا در خط راعی کن گذر
اے طبیعی فوق طبع این ملک بین ۔ یا بیا دو کن از مصحف این
مقریان را منع کن بندے بند ۔ یا معلم را بمال دہ خوف دہ
عاجزے و خیرہ کاین معجزہ کجاست ۔ عجز تو تا بے از آن روز جزاست
معجزہا داری تو در پیش اے کنج ۔ وقت شد پنہانیان را نک خروج
خرم آنکہ عجز و حیرت قوت اوست ۔ در دو عالم خفتہ اندر ظل دوست
ہم در اول عجز خود را او بدید ۔ مردہ شد دین عجائب را گزید
چون زلیخا یوسفے بر وی بتافت ۔ از عجوزی در جوانی راہ یافت
زندگی در مردن و در محنت است ۔ آب حیوان در درون ظلمت است
ہر بلا کاین قوم را حق دادہ است ۔ زیر او صد مائدہ بنہادہ است

رجوع طرف قصۂ حق تعالیٰ کے کہ نمرود کو بگھرہ کے شیر سے پالا

الغرض مانند باغ عارفان / باغ وہ صرصر سے تھا اندر امان
اک بگھرہ نے نئے بچے دیے / دینے کی طاعت کہا شیر اسکو دے
اونے خدمت کی و شیر اسکو دیا / تاکہ بالغ اور بڑا وہ بس ہوا
دود چھوٹا پینے پریوں سے کہا / باتہیج کرنا اوسکو تم سکھلا چکا
پینے پالا اوسکو بس اس باغ سے / کہ بیان کب ہو سکیں وہ فن سبھی
پینے دی ایوب کو مہر پدر / تا غذا کیڑون کو دیوے بے ضرر
اوسپے بس کیڑون کو دی مہر پسر / ہو مری ہے دست قدرت بانیک
مہر مادر کو سکھائی سینے ہے / شمع کیسی ہو جو روشن مجھ سے ہو
سو عنایت سینے کی سو رابطہ / دیکھیں میرا لطف تا بیواسطہ
کشمکش میں تا سبب سے نہ پڑے / تا مدد مجھ سے ہر اک اوسکو ملے

رجوع به قصهٔ پروردن حق تعالی نمرود را به شیر پلنگ

حاصل آن کو وصنه چو باغ عارفان / از سموم و صرصر آمد در امان
یک پلنگے بچگان نوزاده بود / گفتم او را شیرده طاعت نمود
پس بدادش شیر و خدمتهاش کرد / تا که بالغ گشت و رفت و شیر مرد
چون فطامش شد بگفتم پری را / تا در آموزند نطق و داوری
پرورش دادم مر او را زان چمن / کی بگفت اندر نیاید فن من
داده من ایوب را مهر پدر / بهر مهمانی کرمان بی ضرر
داده کرمان را بر او مهر ولد / بر خیر من هست قدرت هست
مادران را مهر من آموختم / چون بود شمعی که من افروختم
صد عنایت کردم و صد رابطه / تا ببیند لطف من بی واسطه
تا نباشد از سبب در کشمکش / تا بود هر استعانت از منش

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل علیہ السلام کو اور کرامات شیخ شیبان راعی کی اور قصہ پالنے حق تعالیٰ کا نمرود کو بے واسطہ مادر و دایہ کے

تا نہ اوسکو عذر کچھ میرے سے ہو / اور نہ شکوہ یار بد کا لائے وہ
یہ حفاظت دیکھی با صد رابطہ / پالا اسکو میں نے جو بے واسطہ
شکر اوسکا وہ تھا ای بندہ جلیل / کہ ہوا نمرود سوزندہ خلیل
جیسے شہزادہ نے شکر شہ کیا / از رہ نخوت و جاہ ناسزا
کہ اطاعت غیر کی میں کیوں کرون / جو میں صاحب ملک دیا اقبال ہون
لطف شہ کہ ذکر اوسکا ہو چکا / اوسکے دفتر خود نمائی سے چھپا
ایسے ہی اوس لطف کو نمرود نے / کردیا پامال ازرہ جہل کے

خطاب الله تعالی با عزرائیل علیه السلام و کرامات شیخ شیبان راعی قدس الله سره و قصه پروردن حق تعالی نمرود را بیواسطه مادر و دایه

تا خود او را هیچ عذری نبودش / شکوه نبود ز هر یار بدش
این حصانت دید با صد رابطه / که بپروردم ورا بی واسطه
شکر او آن بود ای بنده جلیل / که شد او نمرود و سوزنده خلیل
همچنین کاین شاهزاده شکر شاه / کرد استکبار و استکثار جاه
که چرا من تابع غیری شوم / چونکه صاحب ملک و اقبال نوم
لطفهای شه که ذکر آن گذشت / از تکبر بر دلش پوشیده گشت
همچنان نمرود آن الطاف را / زیر پا بنهاد از جهل و عمی

لبس ہوا کا فرو ہیں آپ سے	نخوت و دعوی خدائی کا کرے	این زمان کافر شد و رہ می زند	کبر و دعوای خدائی می کند
چرخ کی سو یقین گرگس سے گیا	تاکرے مجھسے لڑائی ظاہرا	رفتہ سوے آسمان باجلال	باسہ کرگس تاکند با من قتال
سب نے گنہ مارا ہزاروں طفل کو	تاکہ ابراہیم کو اک پاسکے وو	صد ہزاران طفل بے تاوہم را	گشت او تاپا بد ابراہیم را
کہ نجومی نے کہا اسکم سال	پیدا دشمن ہو ترا بھر قتال	کہ منجم گفت اندر حکم سال	زاد خواہد دشمنی بہر قتال
احتیاطا دفع دشمن میں تو کر	مار تو اوسکو جو پیدا ہو پسر	ہین بکن در دفع آن خصم احتیاط	ہر کہ میزاید ہمی کشت از حتیاط
طفل پیدا تو وہی اوسکی گوری سے بچا	دو سروں کا خون گردن پر لیا	کوری او رست طفل وحی کش	ماند خونہاے دگر در گردنش
باپ پایا تھا کیا ملک عجب	اوسکو دی نخوت ز ظلمات نسب	از پدر یابید آن ملک ای عجب	تاغرورش زو ظلمات نسب
ماں و باپ درد کو پردہ ہو گئے	اوس نے گوہر پایا میرے ہاتھ سے	دیگران را گر اب و ام شد حجیب	او ہمایابد گوہر با نجیب
نفس بد تیرا درندہ گرگ ہے	کیوں بہانہ تو رکھے ہر پار پہ	گرگ درندہ است نفس بد یقین	چہ بہانہ مے نہی بر ہر قرین
گمرہی میں سیکڑوں کو ہے گلا	نفس کا ذرے کہ ہے اک بد بلا	در ضلالت ہست صد کل بر کلہ	نفس زشت کفر ناک پر سفہ
اسلیے کہتا ہوں میں بندہ خدا	طوق گردن سے نہ کٹنے کی اوٹھا	زین سبب میگویم ای بندہ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر
گر معلم سگ ہوا سگ ہی و لے	دے تو ذلت نفس کو بدذات ہے	گر معلم گشت این سگ ہم سگست	باش ذلت نفس کو بدرگست
گر ادا تو فرض کر سے طائفی	باسہیل اب ہوں ادیم طائفی	قدر سے آرسے بجا گر طائفی	بر سہیلی چون ادیم طائفی
ناسہیل آ خلے سمجھے تنگ پوست	تو ہو مثل موزہ اندر پای دوست	ناسہیلت وا خرد از ننگ پوست	ہم شوی چون موزہ بر پای دوست
سارا قرآن ہے یہی خبث نفس سے	دیکھے قرآن میں کہا وہ خشم ہے	جملہ قرآن شرح خبث نفسہاست	بنگر اندر مصحف آن خشم کجاست
ذکر نفس عادیان کر تیغ سے	انبیا کے قتل میں حیلے کیے	ذکر نفس عادیان کالت بیافت	در قتال انبیا موئی شکافت
برسوں نفس شوم اور گستاخ سے	ناگہاں اندر جہاں آتش لگے	قرن قرن از نفس شوم بی ادب	ناگہان اندر جہان مے زد لہب

رجوع طرف قصہ شاہزادہ کے کہ قبل کمال فضائل کے دل شاہ سے زخم کھایا اور دنیا سے گیا

رجوع بقصہ شاہزادہ کہ زخم خوردہ از خاطر شاہ پیش از استکمال فضائل و دیگر از دنیا برفت

قصہ کوتہ کر کہ رائی نفس گور	لیگئی اک سال بعد اوسکو گور	قصہ کوتہ کن کہ راے نفس کور	برد او را بعد سالے سوی گور
محبت سے ہوش میں آیا جو شاہ	خشم مریخی نے اوسکے خون کیا	شاہ چون از محو شد سوی وجود	خشم مریخیش آن خونکردہ بود
دیکھا جو ترکش میں اپنی شاہ نے	کم دکھا اک تیر ترکش میں سے آہ	چون بترکش بنگرید آن بی نظیر	دید کم از ترکشش یکچوبہ تیر
بولا کہاں وہ تیر پوچھا حق سے جو	بولا اوسکے حلق میں ہے تیر تو	گفت کو آن تیر وا زحق باز جست	گفت اندر حلق او و آن تیر تست
شاہ دریا دل نے عفو اوسکو کیا	تیر نے پر کام اوسکا کر دیا	عفو کرد آن شاہ دریا دل و لے	آمدہ بد تیر او بر مقتلے

وہ مرا کی اُس لیے نوحہ گری	ذرہی کل ہے کبھی وہ قاتل ولی	کشته شد در نوحهٔ او میگریست	اوست جمله هم کشنده هم ولی است
گر نہ ہووے دونون وہ بس کل نہین	کبھی وہ خلق کا کبھی غمگین	ور نباشد هر دو او پس جمله نیست	هم کشنده خلق و هم ماتم کنی است
شکر کرتا وہ شہید زرد رو	کہ نہ مارا جان کو مارا جسم کو	شکر میکرد آن شهید زرد خد	کان بزد بر جسم بر معنی نزد
جسم یہ ظاہر تو آخر جائے گا	تا ابد ہے جان تو خوش جی سدا	جسم ظاهر عاقبت خود رفتنیست	تا ابد معنی بخواهد شاد زیست
گر گیا غصہ گیا وہ پوست پے	اور گیا وہ دوست جانب دوست کے	آن عتاب ار رفت هم بر پوست رفت	دوست بی آزار سوی دوست رفت
گرچہ پکڑا اوسنے دامن شاہ کا	پردہ آخر چشم بد سے مر گیا	گرچه او فتراک شاهنشه گرفت	آخر از عین الکمال او ره گرفت
تیسرا تینون سے تھا کاہل سوا	صورت اور معنی کو بالکل پایا	آن سوم کاہل ترین هر سه بود	صورت و معنی بکلی در ربود
دختر و ملک و خلافت اوسنے لی	ہے یہ زیبا تو نہ حیران ہو کبھی	دختر و ملک و خلافت او گرفت	می سزد گر زین نمانی در شگفت
ہوئی ملالت طول قصہ سے مجھے	مین ہون غرق معنی تو جلدی کر	من ز طول قصه گشتستم ملول	من غریق بحر معنی تو عجول
اوسکی ذلت و عجز و آہ سے	پایا مقصد اوسنے بس رب سے	آنکهی از ذلت و عجز و نیاز	یافت مقصود از کریم کارساز

مثال اوس شخص کی کہ تین پسر رکھتا تھا اور وصیت کی کہ میراث میری اوس پسر کو دینا کہ جو کاہل زیادہ ہو

مثل وصیت کردن آن شخص که سه پسر داشت و وصیت کرد که میراث او را کاہلترین اولاد او دهند

وقت اپنی مرگ کے اک شخص نے	بس وصیت مین کہا تھا قبل سے	آن یکے شخصے بوقت مرگ خویش	گفته بد اندر وصیت پیش پیش
تھے پسر تین اوسکے جون سرو روان	اوسنے کی تھی وقف اپنی اپنی جان	سه پسر بودش چو سه سرو روان	وقف ایشان کرده او جان و روان
بولا ہے جو کچھ کہ میرا سیم و زر	لیوے تینون مین سے جو کاہل ہے تر	گفت هر چه کاله و سیم و زر است	آن برد زان هر سه کو کاہل تر است
یہ وصیت اوسنے قاضی سے کری	بعدہٗ اوسنے شراب مرگ پی	گفت با قاضی و بس اندرز کرد	بعد از ان جام شراب مرگ خورد
بولے قاضی سے پسر کہ اے کریم	حکم سے باہر نہ ہم تینون یتیم	گفت فرزندان بقاضی ای کریم	نگذریم از حکم او ما سه یتیم
ہم سنین طاعت کرین اوس حکم کی	اوسنے جو فرمایا جاری ہم پہ ہے	سمع و طاعت میکنیم او راست دست	آنچه او فرمود بر ما نافذ است
ہم جون اسمعیل ابراہیم سے	خود نہ سر پھیرین جو وہ قربان کرے	ما چو اسمعیل ز ابراهیم خود	سر نپیچیم ار چه قربان میکند
بولا قاضی اپنی ہر اک عقل سے	کاہلی کا اپنی تا قصہ کہے	گفت قاضی هر یکی با عاقلیش	تا بگوید قصهٔ از کاہلیش
تا مین دیکھون کاہلی ہر ایک کی	تا مین جانون حال ہر اک کا بھی	تا ببینم کاہلی هر یکی	تا بدانم حال هر یک بیشکی
عارفان کونین سے کاہل سوا	کیونکہ خرمن لے ہین بو کے سدا	عارفان از دو جهان کاہل ترند	زانکه بی شد یار خرمن میبرند

کاهلی را کرده اند ایشان سند / کار ایشان را چو یزدان می‌کند
کار یزدان را نبینند عام / می نیابند از کد صبح و شام
کار دنیا را از گل کاهل ترند / در ره عقبی زمه گوی می‌برند
این که گر تنها بر که او باشد رشید / این که دنیا رفت و عقبی ادراک
مهترین را گفت قاضی باز گو / قصه از کار اے مال جو
این ز صد کہ ملی گوشید باز / تا بدانم حد آن از گفت راز
بگمان خود هر زبان پرده دلست / چون بجنبد پرده روئیت حاصلست
پرده کوچک چو یک شرحه کباب / می بپوشد صورت صد آفتاب
گر بیان نطق کاذب نیز هست / لیک بوی از صدق و کذبش مخبرست
آن نسیمی که بیاید از چمن / هست پیدا از سموم گولخن
بوی صدق و بوی کذب گول گیر / هست پیدا در نفس چون مشک و سیر
بوی اخلاص نفاق بے فره / هست ظاهر همچو عود و انگزه
گر ندانی یار را از ده دله / از مشام فاسد خود کن گله
ور ندانی تو مجوز از شاهدی / بگمان گشت حس چشمت فاسدی
در نشناسی شکر را از صبر / بگمان حس ذوق تو حذر
ور یکے شد صوت بلبل با غراب / هست بیشک حس سمع از خراب
ور یکے گشته سمور و خار پشت / حس لمس تو به تو نمود پشت
بانگ حسران و شجاعان دلیر / هست پیدا چون فن روباه و شیر
چاره کار حواس خویش کن / ور نگه راه طلب در پیش کن
یا زبان همچو سر دیگ ست راست / چون بجنبد تو بدانی چیها است
از بخار آن بداند تیز هوش / دیگ شیرین را ز سکباج ترش
دست بر دیگی تهی چون زد فتی / وقت بخریدن ببید اشکسته را
آن یکے پرسید صاحب درد را / گفت در چه شناسی مرد را
گفت دانم مرد را در حین ز پیش / ور نگوید دانمش اندر سه روز
وان دگر گفت ار بگوید دانمش / ور نگوید در سخن پیچانمش

کی سند اپنی انہوں نے کاہلی / کام ان کا حق سنواری جو سبھی
کام حق کا دیکھتے کب ہیں عوام / جد سے نے باز رہیں صبح و شام
کار دنیا میں ہیں کاہل گل سے تر / اور رہ عقبی میں … فوق در
اسکو وہ بیوی کہ تو ہووے تو دل / کہ گئی دنیا و عقبی آ گئی
بولا قاضی اس سے پھر قصہ تو / کاہلی کی راہ سے کہدے تکو
کاہلی کی انتہا کہہ تو کہ تا / راز کھلنے سے میں جانوں انتہا
دل کا پردہ ہر زبان ہی بگمان / جب ہلے پردہ تو روئیت ہو عیان
چھوٹا پردہ مثل اک پارہ کباب / ہے چھپاتا صورت صد آفتاب
نطق کاذب کا بھی گرچہ ہو بیان / لیک بوئے صدق و کذب اس سے عیان
وہ نسیم اک کہ وہ گلشن سے چلے / پیدا گرم باد گلخن سے وہ ہے
بوئے صدق و بوئے کذب پر دل / دم میں پیدا مشک و لسن کی …
بوئے اخلاص و نفاق بے مزہ / مثل عود و ہینگ ظاہر ہے وہ
گر نہ جانے یار در ہر جائی کو / شاکی اپنی ہو دماغ سے تو سو
گر نہ جانے تو جوان و زال سے / چشم فاسد ہے تری یہ جان لے
گر نہ جانے تو شکر اور ایلوا / ہوگئی حس تیری حس ذوق کا
گر ہوئی اک بانگ بلبل و زاغ کی / حس سمع ہو گئی ابتر تری
گر یہی اور لمس سمور اک ہو گیا / تیری حس لمس تجھ سے ہوئی جدا
بانگ نامرد و شجاعان دلیر / ہے ہی ظاہر جوں فن روباہ و شیر
کر حواسوں کا علاج اپنے تو اب / اور پھر ادراک … طلب
یا زبان جوں دیگ کی سر پوش ہے / جب ہلے کھانا تو دیکھیں جان لے
تیز ہوش اس کے بخار سے جان لے / دیگ شیریں کو و خام ترش سے
وقت لینے کے بجائے ریگ … / مرد دانا تا کہ جانے نقص کو
ایک نے پوچھا جب درد کو / کتنے دن میں مرد کو پہچان لے
بولا جانوں مرد کو منہ دیکھ کر / تین دن میں جانوں گر بولا نہ گر
دوسرا بولا کہ جانوں قول میں / گر نہ کہو بات میں لپٹاؤں میں

بولا اگر اس مکر کو وہ جان لے	اور جنوشی کو وہ دلمیں جان لے	گفت اگر آن مکر ناشنیده بود	لب نه بندد و در خموشی در رود
بولا کہدو وہ زمین لبس گھسے	تا ابد پوشیدہ حال اوسکا ہے	گفت میرد گو مگو تا هم چنین	تا ابد پوشیده باد حال این
حال یک تن گر سمجھا تو کیا ہوا	اسمین کیا نقصان دین کا ہے فرا	حال یک تن گر بدانم چه شود	و اندر آن نقصان دینم چه بود

مثال — تمثیل

جیسے اک مادر نے بچہ سے کہا	گر خیال آئے تجھے شب میں برا	آنچنان که گفت مادر بچه را	گر خیالی آیدت در شب فرا
یا کہ گورستان و جائے ڈر میں تو	اک خیال بد کو دیکھے روبرو	یا بگورستان و جای سهمگین	تو خیالی زشت بینی در کمین
دل قوی رکھ حملہ اک کر لیجیو	وہ اسی دم پھیر لیوے تجھسے رو	دل قوی دار و بکن حمله برو	او بگرداند ز تو در حال رو
کیونکہ بیخوف اسکی جانب جو گیا	وہ خیال دیو صورت چل دیا	زانکه ترسی بسویش هر که رفت	آن خیال دیووش بگریخت تفت
بولا لڑکا اوس خیال زشت سے	یہ ہی مادر نے کہا ہو بس اوسے	گفت کودک با خیال دیووش	اینچنین گر گفته باشد مادرش
حملہ کرکے وہ اگر مجھپر گرا	حکم مادر سے کروں صدمہ میں کیا	حمله آرد افتد اندر گردنم	ز امر مادر پس من آنگه چون کنم
تو سکھا کر کرتی ہے قائم مجھے	اوس خیال زشت کی ماں بھی ہے	تو همی آموزیم که چست ایست	آن خیال زشت را هم مادریست
دیو و مردم کا ہے ہادی وہ خدا	غالب آ کر شاہ پر گر ہے گدا	دیو و مردم را ملقن آن خداست	غالب آید بر شهان زان گر گداست
اوسکا حملہ کونسی جانب کو ہو	الله الله تو بھی جا اوس سمت کو	تا کدامین سو باشد آن پرش	الله الله رو تو هم آن سوی باش
بولا گر مفتی نے مکر سے باتیں کرے	اوس نے جانا ہووے حیلہ کو ترے	گفت اگر از مکر ناید در کلام	حیله را دانسته باشد آن همام
راز اوسکا کیسے جانے سچ کہو	بولا میں چپ بیٹھوں اوسکے روبرو	سر او را چون شناسی راست گو	گفت من خامش نشینم پیش او
آگے ڈر کے صبر کو سیڑھی کرو	بام پہ فرحت کے تا اسدم چڑھوں	صبر را سلم کنم سوی درج	تا بر آیم بر سر بام فرج
بعد ہے ہر صبر کے نصرت ظفر	اور ملے ہے بعد تلخی کے شکر	هست هر هر صبر را آخر ظفر	هست روزی بعد هر تلخی شکر
آئے دل میں ہے کہیں اوسکے سامنے	بات جو شادی و غم سے دور ہے	چون بجوشد در حضورش از دلم	منطقی بیرون ازین شادی و غم
جانوں میں یہ آئی اوسکے دل سے ہے	جون سہیل اندر یمن اے نیک پے	من بدانم کو فرستاده بمن	از ضمیر چون سهیل اندر یمن
یہ مرے دلمیں ہے بات اوس سمت سے	کیونکہ دل سے سوی دل روزن ہے	در دل من زین سخن زان همیشه است	زانکه از دل جانب دل روزنه است
پس بزرگی کو میں اوسکی جان لوں	جان و تن پر اوسکا احسان مان لوں	مر بزرگی ورا گردن نهم	منتی هم بر دل و بر تن نهم
دل کے روزن سے گیا جو آفتاب	ختم ہوئی و الله اعلم بالصواب	چون فتاد از روزن دل آفتاب	ختم شد و الله اعلم بالصواب

خاتمہ تصنیف پیراہن یوسفی از طرف جناب مصنف مدظلہ

شکر میں اوسکے جھکا تو سر قلم
وہ مسلم ہے پہنے وجود باطنی
جون قلم لوہی بدست معنوی
معنوی ہے نام نور احمد کے
کیون نہ یکتا سے زمان نور کا
نام ہوا آباد واحد نور کا
گر نگینہ ہووے بدرنگ اور بڑا
اسلیے الفاظ بے ربط ہر جگہہ
گرچہ ہی تنقید لفظی جا بجا
تا عروس زیبا ہووے مثنوی
تب مین جانون کہ شکر ازان ہوئی
کر زیادہ میرا علم معنوی
کر مری اولاد صالح با وفا
پیرہن کو یوسفی کے معنوی
شکر کر یوسف کہ تیرا پیرہن
بولا یا نقد کیا کہون تجھے حبیب
جو پڑھے اسکو کوئی اور ہووے شاد
ختم کر تو اسکو با نام رسول

کر ہوا عالم مین تیسے تو علم
کہ لکھی ہے جسنے یہ سب مثنوی
ظاہر و باطن کرا وسکی پیروی
اسلیے کل نعت ہے یہ مثنوی
کہ وہ واحد ہے زمانہ مین نکو
کہ مرا ہر حال مین حامی رہا
ڈانک کے وہ رنگ سے ہو خوشنما
ترجمہ لفظی کے باعث سے لکھے
پر ضرورت سے مین بس عاجز رہا
آگے مشتاق تو نکے ہر شل پری
قافلہ مصری جو لایا یوسفی
ماہیت سے دے ہر اک کی آگہی
اور مرے یارونکو دے گنج ولا
کر قبول اندر لباس مثنوی
معنوی کے ہوگیا مقبول تن
اسکی تاریخ ہے عجیب اور ہے غریب
بس کرے اور سدم دعا مجکو یاد
پیرہن تیرا ہو سبکے تا قبول

دو زبان دین تجکو حق نے ظاہرا
ظاہرا لکھتا ہے تو اے یوسفی
جان و تن سے تو نے خدمت جو کری
نور واحد نے مدد کی بس مری
نور واحد اور نور معنوی
پیرہن ہین یوسفی کے مثنوی
ترجمہ لفظی کا جو بیسیر و ہوا
گرچہ ہین سب بے مثال بے لباس
ترجمہ کا پیرہن پہنا چکا
جیسے مین چاہتا ہون حق پورا کرے
کر کرم اور فضل مجپر معنوے
حسن یوسف کو دکھا کے حجاب
کھول تو یہ راز اپنے بھی سدا
گرچہ ہے ہر یہ محقر مثل پوست
لکھ تو اب تاریخ اسکی یوسفی
جسکی تاریخ ہو عجیب اور بھی غریب
یہ صلہ چاہتا ہون تجھ سے معنوی
پڑھ درود اب مصطفیٰ پر تو مدام

کرتے کہے تو حال ظاہر باطنا
باطنا لکھتا ہے شاہ معنوی
تجھسے راضی ہوئی ہے جان معنوی
ہے وہ واحد نور ظاہر مین احمد
پیر احامی ظاہری و باطنی
جون احد کو رکھے جسم احمدی
ضیق مین ہر وقت دل میرا رہا
پر ضرورت سے تجھے دیون امان
اب مین پہناتا ہون زیور شرح کے
معنوی کا راز عامون پر کھلے
ہون تری درگاہ مین اب ملتجی
عشق سے دل کا اوٹھا وے اب نقاب
تا رہین پیر و مرے بھی باخدا
منتظر کاہے پر حفاظت مین یہ دوست
یادگاری تا رہے دائم تری
کیون وہ شے ہو عنبر لیلیٰ عجیب
عاقبت باخیر ہووے یوسفی
الصلوٰۃ والسلام والصلوٰۃ والسلام

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد
و بارک وسلم وصل علیہ

تقریظ پیراہن یوسفی ترجمۂ مثنوی مولوی معنوی مطبوعۂ سابقہ از جلال صاحب اندرابی مصحح مطبع

کو ولیست کہ نقد دل آرد
یوسفی جلوہ کردہ در بازار

کدھر ہین وحدت کے رنگ کی رنگی ہوئی شوخ رنگ تنگ تنگ قبائین پہننے کے مشتاق ایسے چالاک دامن عاشق مزاج جنکی آستینون کے جامہ کی شوق کے ہاتھون دھجیان اُڑی ہوئی ہون۔ کہان ہین حقیقت کے ناپیدا کنار دریا مین گوہر مقصود کے واسطے غوطہ لگائے ہوئے ایسے چابک فن تیراک جنکے وجود کی کشتی پر موجون کے شمار سے زیادہ مصیبتین گزر گئی ہون۔ ہوشیار ہوجائین شاہد تمنا کی دید کی آرزو کے شوق مین بیخودی کی گہری نیندون کی مست آنکھین۔ اور جنکی نعل درآتش شوق کے پاؤن سے منزل طلب کی وسیع سنگلاخ زمینون مین جادہ مستقیم ڈھونڈھتے ہوئے شب و روز سرگردان ہم اُنھین سیدھی راہ کا تیار اپنا بتائین۔ زلیخا کے مانند جنکے جسم و جان کا خزانہ لٹے اور سچے عشق کی دولت سے مالا مال ہے نقد دل بکف اس بازار مین آئین۔ حضرت یعقوب کی طرح کسی رشک یوسف کے غم فراق نے جنکی منتظر آنکھون مین دن رات کو ایک ہی سا جلوہ دے رکھا ہے اس پیراہن یوسفی کو آنکھون سے لگائین پاک محبوب کے پاک وصل کی پاک شراب کے شوق مین جنھون نے آنسوؤن کے رواں دریا مین اپنے دل کے جام کو دھو دھو کر آئینہ کی صورت چمکیلا بنالیا ہے جلدی اس میکدہ مین تشریف لائین غنچون کی شکل جنکے دل آگاہی کی نسیم فیض کے ایک جھونکے کی راہ دیکھ رہے ہین اس باغ کی بہار کی ہوا کھائین۔ یہ اُسی باغ کی بہار کے حسن کا جلوہ عکس ہے جسکے ناشگفتہ غنچون نے ہزارون کو بلبلون کی طرح اپنی شگفتگی کے حسن صفا کے ذوق دید کا آئینہ بنا دیا ہے۔ یہ اُسی گنجینہ کا خزانہ ہے جسکی ادنے نقد کے بے پرکھے ہاتھ آجانے کی اُمید پر لاکھون نے اپنی دونون جہان کی راحت کی دولت کو لٹا دیا۔ ہمارے از خود رفتہ ہمارے بیقرار شوق ہمارے گریز پا ہمارے گسستہ عنان شوق سخن سنجی نے ہماری مرتبہ شناس سخن سنج ادا فہم زبان کو ایسا ست ذوق گفتار نہین کر رکھا ہے کہ اُسکے ایک ایک ورق کو ہم القہ اعلی وجہہ فارتہ بصیراً کا پورا پورا مصداق کہنے مین کچھ بھی تامل کرتے لیکن نہین ہم اپنے بادۂ ادب کے مست سرشار دل کی کمال مستی کے حد سے زیادہ ممنون ہین جسنے اُس ذوق کی تیز تلوار کا شہید خود ہماری زبان ہی کو بنایا اُسکی تیزی نے اُسی کی تمنا کا خون کیا۔ اب ہم کہین تو کیا کہین اور کیونکر کہین اور کس زبان سے کہین لکاتہ ہے ۔ مپرس از ذوق گفتارم کہ از لب خون چکید اینجا ٭ زبان خودمی کشد شمشیر و خود گردد شہید اینجا ٭ جب ہمارے دنیوی علایق مین اُلجھے ہوئے شوق کے آغوش کو اس خلعت گران بہا کے صرف ایک نظر دیکھ لینے نے یہ عزت بخشی ہماری زبان جان سپاس رشک یعقوب کے سراسری جلوہ نے یہ کچھ بینائی افزا اثر ڈالا دیکھین اب اُن منتظرون کی دلی آنکھون پر اِس حقیقت

مولد شریف یوسفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی
الف صلو اعلی اولی العربی

سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا رو العجمی
سید الانبیا ر و العجمی
سید الانبیا ر و العجمی

عشق دل کو مرے لگا دیجے
اے خدا کے حبیب اک جلوہ
مین ہون بیمار عشق کا صاحب
جس پر اللہ کو رجھایا ہے
تا کہ لکھون مین آپ کا مولد
ہووے شیرین کلام تا میرا
تا معطر جہان ہو مجھ سے
یہ تمنا ہے دل کو اب میرے
لکھا ہے آپ کا جو وہ مولد

حسن اپنا مجھے بتا دیجے
اپنی صورت کا پھر دکھا دیجے
شربت وصل کی دوا دیجے
وہی صورت مجھے دکھا دیجے
علم باطن مجھے سکھا دیجے
چاشنی اپنی کچھ چکھا دیجے
اپنی بوسے مجھے بسا دیجے
واصل حق مجھے کرا دیجے
اپنے یوسف کو کچھ صلا دیجے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب صل علی امام المرسلین
کر تو عشق و حسن کا اب کچھ بیان
حسن کس کا نام اور کیا چیز ہے
لیکن اس پر بھید اسکا کھل گیا

الف الف مرة فی کل حین
تا کہ حمد و نعت سب پر ہو عیان
کون رکھتا ہے تمیز اس حسن کی
جسکو ہے حب خدا و مصطفا

حمد خالق ہر و نعت مصطفے
عشق کیا شے ہے کسے کہتے ہین عشق
جانتے ہین اور نہین کچھ جانتے
جو کہ پہچانے اس حسن و عشق کو

ذکر باہم کرنا عشق و حسن کا
کون رکھے عشق اور ہے کس مین عشق
یہ عجب اک بھید ہے اللہ سے
وہ خدا اور مصطفے کا دوست ہے

حسن جوکہ عشق سے پیدا ہوا
جان اب تو پردہ مولود میں
عشق ہے در اصل ذات کبریا
عشق کے پرجوش سے عالم ہوا
عشق کا عالم میں ہے سارا ظہور
عشق کا اور حسن کا ہے سینہ کھول
کر تو اب تفصیل اس اجمال کی

ہے یہ مولودی کی ابتدا
راز حسن عشق کا لکھتا ہوں میں
حسن ہے در اصل نور مصطفےٰ
حسن کے پرجوش سے آدم ہوا
حسن کا آدم میں ہے اظہار نور
عشق کا اور حسن کا ہے نام نور
تا کہ ظاہر سب پہ ہو نور نبی

اگرچہ ہے مولود کا اکثر بیان
عشق ہے اک نام ذات کبریا
عشق ہے دریائے ذات سرمدی
عشق سے پیدا ہوا عرش بریں
عشق سے اور حسن سے روحانیان
نور نام اللہ محمد کا ہوا
اس غزل سے جان تو کچھ راز کو

وہ ہے جسم اور کہتا ہیں ان سے جان
حسن ہے اک نام نور مصطفےٰ
حسن ہے دُرِ صفات احمدی
حسن سے پیدا فرش زمین
عشق سے اور حسن سے جسمانیان
اسلیے کہ حسن عشق ہے ایک سا
ورنہ کیا جانے نیاز و ناز کو

غزل

شاہ کون و مکان تبا ہے عشق
نور عرش بریں و مہر زمین
حق جمیل و جمال کا محبوب
مثل احمد نہیں ہے کوئی حسین
عشق ہادی و عشق مرشد ہے
عشق عاشق ہے عشق ہے معشوق
حسن یوسف کا جو ہوا خواہان

جلوہ فرمائے کن ہوا ہے عشق
ظاہر و باطنا بنا ہے عشق
حسن کا جو کہ مبتلا ہے عشق
جیسے اللہ کو آ گیا ہے عشق
عشق طالب و مدعا ہے عشق
خود سے اور پردہ خود فدا ہے عشق
جون زلیخا اسے بلا ہے عشق

ہادی راہ و پیشوا ہے عشق
اسیسے ظاہر ہوا ہے حسن ازل
کیون نہ چاہے خدا محمد کو
اول و آخر و ظاہر و باطن
عاشقون کے لیے ہدایت ہے
کیون نہ عاشق کو عشق سے ہو شفا
حسن یوسف کا کیون نہ ہو چرچا

طالبون کا خدا نما ہے عشق
جسکی آنکھون مین بس گیا ہے عشق
پردہ وار اُنکا ہو گیا ہے عشق
عشق اللہ و مصطفےٰ ہے عشق
حسن جگر کے جو دکھا ہے عشق
خود مرض عشق و خود دوا ہے عشق
اُسکا عاشق جو ہو گیا ہے عشق

الف صلوا علی ولی العربی | سید الانبیاء و العجمی | بھیج لاکھون درود اور سلام | اُس مدینہ کے چاند پہ تو مدام

یہ روایت کرتے ہیں سلطان جی
آئینہ اک عالم لاہوت کا
عشق بازی سے تھا جو کہ بنا
پھر سے کر عالم ملکوت کو
آخر اُس پردہ مین جلوہ حسن کا
حسن کی خاطر جہان پیدا ہوا
ہے یہ سب تفسیر اس اجمال کی

یعنے محبوب الٰہی و ہلو سے
پیدا کرکے خود ہوا جلوہ نما
وان نہ کامل عشق کو آیا مزا
لایا صورت مین کہ تا تسکین ہو
جسطرح چاہا تھا ظاہر ہو گیا
عالم ناسوت کو منظر کو
جو مین لکھتا ہون یہ میلاد نبی

جو کہ ذات پاک شاہ عشق تھی
حسن کی صورت اُسے آئی نظر
عالم جبروت پھر ظاہر کیا
جو نہ لذت پائی اُس صورت سے بھی
عشق کو تب حسن سے تسکین ملے
اسلیے لولاک اللہ نے کہا
اس غزل سے جان حسن و عشق کو

عشق بازی چاہی کرنا آپ سے
دیکھ اُسکو ہو گیا مشتاق تر
تا کہ تسکین ہو نہ پایا مدعا
عالم ناسوت کی تخلیق کی
عشق بازی کی یہ ہے جلوہ گری
مصطفےٰ اُنکو تا ہوئے وہ مبتدا
تا نیاز و ناز ظاہر تجھ پہ ہو

غزل

دل مرا عشق سے پر نور ہوا خوب ہوا
آتش عشق نے دلکو کیا روشن میرے
درد فرقت سے نہیں چھٹتا ہے تیرے اکرم
چشم مخمور سے تیرے تو وحدت چھلکی

خانہ ویران مرا معمور ہوا خوب ہوا
رنگ دل کا حرے کا نور ہوا خوب ہوا
چشم گریان میں جو ناسور ہوا خوب ہوا
دیدے سے دیدہ جو انگور ہوا خوب ہوا
کفر و اسلام چھٹا عشق میں یوں بت سے تجھے

مظہر حسن کو عشاق ہر اک دیکھتا
پردہ حسن میں چھپتا ہے ہر اک جا جو صنم
سرمگین آنکھ میں پتلی کو دکھا کر ہم
کیفیت وہ اک کی اب خوب نظر آنکھی
رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

عشق کو حسن جو منظور ہوا خوب ہوا
اُسکے ملنے کا یہ دستور ہوا خوب ہوا
ڈھیلا آنکھوں کا جو کہ طور ہوا خوب ہوا
یہ نگین رخ کا جو بلور ہوا خوب ہوا

الف صلوا علی امی العربی
سید الانبیا نور العجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

ہے حدیثوں میں یہ قول مصطفےٰ
سب شیونات انہیں تو موجود تھے
گرچہ اعیان انہیں بھی موجود تھے تو
یعنے اعیان اور شیونات نہان
تیسرے ملکوت میں جلوہ کیا
یعنے اس رہ سے بتایا آپ کو
صف لطیف ہو کر اسے سجدہ کیا
جسنے سجدہ ایک اول کو کیا
دونوں سجدوں سے کر جو تا صرطو
بادسے پھر آب کو ظاہر کیا
اسکو مسجود ملائک خود کیا
سجدہ پہلے روح نے کس کو کیا
نور احمد جبکہ نور حق سے ہے
نور اللہ کا ہے نور احمدی
حسن کے جو راز سے ہیں آشنا

کنت کنزاً مخفیاً حق نے کہا
یہ نہ ظاہر خوب ہو اُس سے ہوے
حسب دلخواہ یہ نہیں ظاہر ہوتے
روح بنکر ہوگئے بالکل عیان
دیکھا تب ارواح کو بس خوش تھا
کہ میں رب ہوں تمہارا جان لو
کھل گیا سجدہ سے پھر اچھا برا
پہلے مسلم بعدہ کافر گیا
اول و آخر میں وہ کافر گیا
آب سے پھر خاک کو ظاہر کیا
اور نفخت فیہ من روحی کہا
کیوں مسجود ملائک پھر ہوا
روح آدم ہوگئی اللہ سے
نور احمد روح آدم کی ہوئی
وہ ہیں بیشک عاشقان مصطفےٰ

یعنے اک نور اُسنے با جملہ صفات
دوسری اُسنے تجلی پھر کری
تیسری اُسنے تجلی کی وہان
پہلا جلوہ عالم لاہوت تھا
جسم نورانی میں ان سب کو رکھا
سب نے تب اُسدم کہا قالوا بلی
جسنے سجدہ اول و آخر کیا
جسنے سجدہ ایک آخر کا کیا
نور سے پھر نار کو پیدا کیا
جسم آدم ان سے پھر پیدا کیا
روح پیدا نور احمد سے ہوئی
پس ہوا ثابت کہ نور احمدی
نحن اقرب کہتا ہے اسلیے
حسن آدم راز میں ایسا کہ ہی
بھید اسکا اس غزل سے جان تو

ظاہر اپنے سے کیا مانند رات
صبح کاذب کی طرح بس وہ دکھی
مثل دن کے ہو گیا سب کچھ عیان
دوسرا وہ عالم جبروت تھا
اور الست بربکم سب کو کہا
یعنے تو رب ہے ہمارا اے خدا
وہ مسلمان آیا اور مسلم گیا
پہلے کافر بعدہ مسلم ہوا
نار سے پھر باد کو افشا کیا
اور اسمیں روح کو لاکر رکھا
حق نے روح اپنی اُسی کیسے کہی
با صفات و ذات روح آدم کی تھی
جسم آدم کو کہ روح حق کی رکھی
جلوہ کرتا ہو نہ جانے یہ کوئی
تا صفائی ہوئے تیری جان کو

غزل

محمد کی حقیقت کو ذرا جانا نہ پہچانا
خدا کا نور احمد میں چھپا کر جسم کا پردہ

خدا سے انکو باطن میں جدا جانا نہ پہچانا
بشر ایسے مثال ربنا میں جا جانا نہ پہچانا

سراپا جلوہ حق ہیں وہ نور ذات مطلق ہیں
فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا شکل آدم میں

بشر کی شکل صورت میں گویا جانا نہ پہچانا
مگر کچھ حسن کو انکے ذرا جانا نہ پہچانا

[illegible]

الف صلو اعلیٰ ولی العربی | سید الانبیا رد العجمی | بھیج لاکھون درود اور سلام | اس مدینہ کے چاند پر مدام

[illegible]

ہادی کلمت ہو احسن و عشق کا
[illegible] عشق کو [illegible]
[illegible] ذات کو [illegible]
پہنچا اپنا حسن و عشق کو
[illegible] دل سے [illegible]
جیسے [illegible] عشق [illegible]
[illegible] گر [illegible]
اور آدم عشق وہ احسن ہے
[illegible] آدم [illegible]
آدم عشق و حسن سے [illegible]
پیدا آدم عشق [illegible]
[illegible] ظاہر [illegible]

اور عشق نے جب پیدا [illegible]
[illegible] عشق [illegible]
[illegible]
[illegible] اس [illegible]
[illegible] جب [illegible] آدم [illegible]
[illegible] اسکی [illegible]
[illegible] خاص الناس [illegible]
حسن سے عشق اپنے [illegible]
جب [illegible] آدم [illegible]
آدم عشق و حسن سے [illegible]
وہ جماعت [illegible]
اب آپ سے ظاہر [illegible]
اس غزل سے جان [illegible]

جب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حق [illegible] حسن [illegible]
[illegible] صورت [illegible]
حسن [illegible] عشق [illegible]
[illegible] احسن [illegible] عشق [illegible]
[illegible] اس حسن کی [illegible]
عشق سے انسان [illegible]
[illegible] حسن و عشق [illegible]
جیسے حسن و عشق [illegible]
تا سمجھے انسان کی کچھ قدر [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] حق [illegible]
[illegible]
[illegible] عشق [illegible]
[illegible] حسن [illegible]
[illegible] اپنے محبوب ہے
[illegible] انسان ہے
اور کیا [illegible] جدا
[illegible] انسان [illegible]
جسم آدم میں [illegible] جلوہ گری
جسکے رہبر انبیا و اولیا

غزل

[illegible] میں چھپا ہے تن جانان ہوا
مظہر نور خدا ہے جو محمد کا ظہور
اب [illegible] میں نجات [illegible]

جلوہ ذات خدا ہے تن جانان ہوا
نور احمد سے بنا ہے تن جانان ہوا
[illegible] بنا ہے تن جانان ہوا
یوسف [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible] رنگ ہوا ہے [illegible]
چاند سورج کی ہے مانند [illegible]
شمع فانوس میں روشن [illegible]
ذات حق جلوہ نما ہے تن جانان ہوا

[illegible] تن جانان ہوا
[illegible] ہے تن جانان ہوا
نور میں [illegible] تن جانان ہوا

الف صلو اعلیٰ ولی العربی
راویوں نے یہ روایت میں لکھا

سید الانبیا رد العجمی
نور احمد منتقل ایسے ہوا

بھیج لاکھوں درود اور سلام
لینے جبکہ ہوچکا وہ آدم تلک

اس مدینہ کے چاند پر مدام
کردیا آدم کو مسجود ملک

شیث کو جبکہ وہ آدم سے ملا
نوح کو ادریس سے جبکہ ملا
جبکہ اسمٰعیل نے پایا وہ نور
پاک پیٹ اور پاک پیٹھ آگئی ہوئی
کیونکہ تھا ہر پیٹ و پیٹھ حضرت مین

جانشین آدم کا اسکو کر دیا
اس سے بیڑا پار نوح کا ہو گیا
تب رہا آخر وہ قربانی سے دور
اور انھین کعبہ کی سرداری ملی
اپنے اجدادون کو جا کو پاک ہین

شیث سے جب وہ ملا ادریس کو
نوح سے جب پایا ابراہیم نے
مطلب ہاشم و عبداللہ تک
گرچہ دکھتے تھے وہ ظاہر کفر کی
یہ حقیقت انکی جاتے وہ کوئی

داخل جنت کیا ادریس کو
ہو گئی گلزار نار اس نور سے
منتقل ہو کر وہ آیا پاک پاک
پر بقول مصطفےٰ وہ پاک تھے
نکل گیا ہے جسنے سر احمدی

غزل

نور احمد کو جبا جبا دیکھا
کہین تھا نوح اور اسمٰعیل
کہین تھا آمنہ و عبداللہ

کہین شامل کہین جدا دیکھا
کہین جلوہ خلیل کا دیکھا
اور کہین شکل مصطفےٰ دیکھا
کیون نہ امر اس سے اے یوسف

کہین آدم تھا اور کہین تھا شیث
کہین عبدالمنات اور ہاشم
عبداللہ سے ہوا پیدا
آمنہ جایا تجھے او دیکھا

کہین ادریس با حیا دیکھا
اور کہین مطلب بنا دیکھا
خاص بندون کا پیشوا دیکھا

تھا عبید اللہ احمد آدمی
گویا سب تھا کے تھے اس تصویر کے

تھے بصورت اور بشکل آدمی سبھی
اور محمد رنگ ان تھا کون رکھتے تھے

حسن احمد کا تھا یہ سارا ظہور
اسلئے مجمع نبی احمد ہوئے

کہ ٹپکتا تھا ہر اک سے آب نور
اسلئے مرجع نبی احمد ہوئے

غزل

ظہور خدا ہے جو شکل محمد
سمائی ہر اس شکل مین شکل سبکی

ہے ہم شکل سبکے وہ شکل محمد
ہے مجمع نبی دیکھو شکل محمد
کھلے حسن کا راز اے آل یوسف

بنائین بہت صورتین انبیا کی
صفات انبیاؤن کی اس مین ظاہر
کہ انکو نہین جسکی ہو شکل محمد

نبی تب وہ آخر کو شکل محمد
کہ منبع ہر سب کی وہ شکل محمد

ایک صوفی سے ترش سنکر ہوا
جزو مین کل ہرگز آسکتا نہین
گر رہا باہر تو نور احمدی
جان تو اسبات کو اے مدعی
نور احمد کا تھا با جملہ صفات
جیسے اندر نور ہو خورشید کے
پاک خط نقطہ کے اندر ہو نہان
لیکن آدم سے وہ نور احمدی
بھید اسکا انکھ کی تل ارث ہو

نور احمد منتقل کیونکر ہوا
بحر قطرہ مین سما سکتا نہین
آیا آدم مین وہ تھوڑا اگر بھی
نور کی تقسیم نے ہوتی کبھی
تھے شیونات اور اعیان اسکے ساتھ
نور تکا یا نور مین خورشید ہو
نقطہ نہان ہو خط ہو عیان
مصطفےٰ کے جسم تک آیا کبھی
یہ وہ جانے چشم باطن جسکے کھلے

نور احمد سے تو سب عالم بنا
نور وہ گر جملہ آدم مین گیا
جسم احمد مین وہ نور احمدی
جو بسیط ہے وہ نہین قسمت پذیر
ہر شیونات اس سے باہر ہو گیا
قرص خور کی کچھ نہین قسمت ہوئی
تاکہ ہمراہی ہو روغن شیر کے
ہان شیونات اس سے ظاہر ہو گئے
اس غزل سے جان تو اس راز کو

نور احمد کیسے آدم مین گیا
باہر عالم کیسے آدم سے رہا
ناقص اس عالم مین آیا اے اخی
تیری کج فہمی ہے اے نادان فقیر
نور احمد اسکے اندر ہو گیا
یہ حقیقت مصطفےٰ کے نور کی
اور نہین کچھ شیر سے روغن بنے
جو کہ اندر تھے وہ باہر ہو گئے
تاکہ راز حق سے آگہی تو ہو

غزل

گلاب بازیر تھا پہلے گلاب کے اندر
گلاب پیش ہے اب تو گلاب کے اندر

حباب سب کی نظر مین ہے آب کے اندر
ہے آب دیدہ مین اپنی حباب کے اندر

یہ حال حال فقیرون کا حال حال نہیں
کہ حال حال نہیں ہے کتاب کے اندر

خدائی کیون نہین حاصل ہے خاکسارون کو
بھرا ہے گنج خدا بوتراب کے اندر

خدا کو پاتین وہ کرتا ہے ہم سی در پردہ
ہمین کچھ اور ہی شک ہے حجاب کے اندر

عذاب ہو گئی دنیا ہے آخرت مین بھی
پڑھے ہین شیخ جی اچھے ثواب کے اندر

جفا دوست ہے یوسف عزیز مصر ہوا
خطاب ملتا ہے آخر عتاب کے اندر

یہ روایت فاطمہ زہرا سے ہے
تھی میں خدمت مین رسول اللہ کے

آپ نے از راہ شفقت کی اٹھا
اپنا عمامہ مرے سر پر رکھا

چشم باطن اس سے میری کھل گئی
کشف عالم ہو گیا مجھ پر سبھی

دیکھا میرا جسم کل عالم مین ہے
تاری اور ساری نہ خالی کوئی شے

جبکہ آل مصطفےٰ لکھا یہ ہو خال
پھر رسول اللہ مین کیا قیل و قال

غزل

جبکہ آنکھ کھل گئی مجھے وحدت نظر پڑی
باطن مین احد و احمدی تصور نظر پڑی

کہتا ہے اب حباب یہ دریا دم بدم
کھلتے ہی آنکھ کے تری عظمت نظر پڑی

مرنے کے بعد زندگی جاوید کی ملی
جاتا تھا زندگی جسے غفلت نظر پڑی

دریا پڑا ہے بحر مین وحدت کی سب جہان
گرچہ مثال موجون کے کثرت نظر پڑی

خود کو فنا کیا تو دکھا نور مصطفےٰ
یوسف جانکی یہ نہایت نظر پڑی

اللہ صلوا علی اولی العزمی
سید الانبیاء و العجمی

بھیج لاکھون درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر مدام

جبکہ عبداللہ کو پہونچا شباب
نور احمد سے ہوا با آب و تاب

عورتین کرتی تھین اکثر خواہشین
کہ نکاح اس ماہ انور سے کرین

یوسف ثانی تھا گویا حسن مین
مصر کی سب تھین خریدار عورتین

آمنہ تھین جو کہ بیٹی وہب کی
حسن مین لاثانی و دولت مین غنی

وہب نے تب چاہا عبداللہ کو دون
چاند کو سورج سے مین باہم کرون

جبکہ عبد المطلب نے یہ سنا
اپنی بی بی فاطمہ سے بس کہا

شادی عبداللہ کی کرنا ہے ضرور
مقصد تھا عورتون کا ہو وے دور

وہب کے یان فاطمہ جبکہ گئین
آمنہ کو دیکھا از بسکہ حسین

ہو گئین سو جان سے عاشق انہی وہ
دیکھا انہین جو ظہور حسن کو

مانگی لڑکی وہب بھی راضی ہوا
دونون نے سامان شادی کا لیا

جسکے ماں اور باپ ایسے ہون حسین
کیون نہ ہو محبوب رب العالمین

کیونکہ حسن و عشق کی وہ اصل تھین
نور احمد سے باطن مین حامل ہین

غزل

محمد سا کوئی نہین خوب رو ہے
کہ یوسف کو جسکی سدا جستجو ہے

کوئی ہمکلام ان سے کیا منہ کرے گا
کلام خدا انکی جب گفتگو ہے

محمد کے یان پیرہن سارے تھا تھے
خدا کے یہان ہم نے دیکھا تو ہو ہے

لکھاتا ہے دل کو یہ آواز کس کا
خوش آواز ہائی یا خوش گلو ہے

حقیقت سے جو دل ہے آگاہ یوسف
وہ ہر گل مین پاتا محمد کی بو ہے

الف صلوٰ علی ولی العربی
سید الانبیاء والعجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض کہ شادی عبد اللہ کی
جبکہ باہم لگ گئے وہ شیر میں
جب کمال آتا ہے حسن و عشق کو
سینے وہ نور محمد مصطفےٰ
چاند میں سورج سے جو آتا ہے نور
سارے بت روئے زمین کے گر گئے

آمنہ خاتون سے جبکہ ہوئی
دور پر حسن عشق آیا جانبین
راز کھلتا ہے نہ چھپتا ہے دو
جو کہ مطلق تھا مقید ہو گیا
رات کی ظلمت کو وہ کرتا ہے دور
شیطان اور سلطان کے تخت الٹے ہو
آمد آمد جب ہوئی اُس شاہ کی

مر گئیں اکثر عرب کی عورتیں
عشق نے چاہا کہ ہو پردہ دری
پس نتیجہ ہو گیا اُسکا عیاں
پس نکل کر پشت عبد اللہ سے
کفر کی ظلمت کو پس اُس ماہ نے
نور سے معمور عالم ہو گیا
اک بہار عالم میں پیدا ہوئی

رشک سے جنکو کہ تھیں بس خوشیاں
حسن نے چاہا کہ ہو پوشیدہ کی
عشق کبریٰ حسن صغریٰ تھا انہاں
آمنہ خاتون میں آیا جسم سے
دور و زائل کر دیا آفاق سے
اور ہر اک جنت کا دروازہ کھلا

غزل

عشق احمد کی نہ ہو کے دل پہ تاری اندرون
آئینہ رو دیو میں دیکھتا ہے جو عکس روئے یار

باغ حقیقی میں چل رہی ہے بہاری اندرون
کیا لگا تیر نگاہ اب دل پہ کاری اندرون
پوچھتا کوئی نہیں مثل زلیخا مردہ دل

تاک رہی ہے آنکھ اُسکو نرگس بہار کی
یاد ہم تم کو کریں اور تم نہ پوچھو کچھ ہمیں
حسن یوسف کا ہے چرچا یہ جاری اندرون

چشم حیران سے ہے ظاہر انتظاری اندرون
رنگتی کیا یہ ہی صفا دستاری اندرون

الف صلوٰ علی ولی العربی
سید الانبیاء والعجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

حاملہ جب آمنہ خاتون ہوئی
پر سفر دنیا سے عبد اللہ نے
پر خدا کی اس میں حکمت تھی نہان
رحم مادر میں جب آئے وہ رحیم
راز گر میلاد احمد کا لکھوں

پانی برسا اور گرانی سب گئی
آپ سے پہلے کیا افسوس ہے
کہ نہ رکھتا باپ کو اندر جہان
ہو گئے مرحوم باپ اور خود یتیم
سامعین کو ہوئے حیرت اور جنون

اُس برس ہر ایک کے لڑکا ہوا
رنج تھا سب کو ہوا احمد یتیم
ظاہرا حکمت یہ تھی کہ زندگی
گویا نور احمدی سے جیتے تھے
خوب کہتا ہے یہ راز معنوی

اور درخت خشک میں میوہ لگا
گرچہ رکھتا قدر ہے در یتیم
پس تھی عبد اللہ کی نور احمدی
جان کی جا نور احمد رکھتے تھے
پہ حرج میلاد میں تو یوسفی

غزل

میلاد محمد کا بیان ہو نہیں سکتا
پروانہ کے مانند جلا عشق نبی میں
میلاد نبی میں کہا کل راز حقیقت

اک راز نہان ہے کہ عیاں ہو نہیں سکتا
ہے شمع صفت راز نہان ہو نہیں سکتا
اب اس سے سوا ذکر زبان ہو نہیں سکتا
میلاد کے پردہ میں وہ لکھتا ہے حقیقت

دل چاہتا ہے محفل میں بیان کچھ کروں راز
جن اہل عرب کرتا میں میلاد کی محفل
دل زندہ کیا کرتی تذکیر محمد
یوسف کی طرح سے ہم بیان ہو نہیں سکتا

پر کیا کروں ہمراز جہاں ہو نہیں سکتا
پر کیا کروں انسو بیان ہو نہیں سکتا
پر مجھ سے ہمیشہ مری جان ہو نہیں سکتا

الف صلوا علی اولی العربی — سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام — اس مدینہ کے چاند پر لو مدام

آمنہ کہتی ہین مجکو حمل کے
جبکہ پیدا ہوتے طفل نکو
اکھی ہوتی ہے جو تعریف سے
صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا
ماہ ربیع الاول آیا اور ہوا
جنتون کے سارے دروازے کھلے
اور قریشون کے لگے سب جا نور
آسمان پر سب ستارے تھم گئے
احمد مرسل محمد مصطفےٰ

چھ مہینے تک نہ کچھ آثار تھے
بس محمد نام رکھنا اسکا تو
مصطفےٰ پہچان حق کی ہو گئے
کون کرتا ہے یہ تعلیم و ہدا
بارھوین تاریخ جو دن پیر کا
دوزخون مین قفل بھاری گر گئے
دینے آپس مین ہر اک کو خوش خبر
اور نحوست سے وہ بالکل چھٹ گئے
پیدا عالم مین ہوئی صل علےٰ

خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کوئی
حمد بس ثابت محمد پر ہوئی
اسلیے اللہ نے از خود رکھا
کیونکہ بھیجے اللہ کہتا ہے خدا
عالم افلاک مین ہل چل پڑی
اور منادی بس لگا کرنے ندا
آسمان ٹیڑھا ہوا بس کر گئی
با ہزاران شوکت و جاہ و جلال
اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو

حاملہ تو فخر عالم سے ہوئی
کہ یہ کل تعریف ہین اللہ کی
نام انکا بس محمد مصطفےٰ
ست ہدایت جانو تم حق کی سوا
عالم جنات مین غل پل پڑی
کہ خبردار آ گئے ہین خیر الورا
تھم گیا پانی و آتش بجھ گئی
اور لا کھون کمنت و عز و کمال
اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

غزل

طلاع مہر نبوت سے خوش جہان ہے آج — شعاع نور سے اسکی پر آسمان ہے آج
جہان کہین نہین گھر کو خدا کا اب پوچھے — خدا کے گھر مین ہے میلاد شہ جہان ہے آج
سیاہی کفر و ضلالت کی کب رہی باقی — نبی کے نور سے معمور دو جہان ہے آج
درود بھیجے اب پڑھ تو آ کے یوسف

فضائے عرش سے کیا کہین ہو سکے فرش مین — کہ لا مکان کا مکین جہان حبکان ہے آج
سنا ہے جب سے کہ پیدا ہوئے رسول خدا — خوشی ہے پھیلا سما تا نہ اُس جہان ہے آج
جہان مین جو کہ دکھائی ہے صورت رحمت — خدا تمام خلائق پر مہربان ہے آج
ظہور نور محمد کا جو بیان ہے آج

صل یا رب علی الخیر الانام — الف مرة ثم مثلها السلام
بھیج تو یا رب درود ہم سلام — مصطفےٰ اور آل پر اسکی مدام

مبارکباد

جلوۂ مصطفےٰ مبارک ہو
تیرہ واللیل سے ہوا پیدا
ہاجرہ آمنہ سے کہتی تھین
مطلب سے ہر ایک کہتا تھا
گھر مین اللہ کے ہوا پیدا
دوست خوشحال دشمنان پامال

رحمت کبریا مبارک ہو
نور شمس الضحےٰ مبارک ہو
تجکو بچہ ترا مبارک ہو
احمد مجتبیٰ مبارک ہو
مالک دوسرا مبارک ہو
ہے یہ خیر ہی دعا مبارک ہو

آ گئے عالم مین جوش ڈالا
نخل امید مین ثمر آیا
زچہ گیری ہر ایک گاتی تھی
نام ہاشم کا اس سے چمکیگا
باغ دنیا کا ہو تر و تازہ
مانگ اسوقت تو دعا یوسف

جشن میلاد کا مبارک ہو
مرحبا مرحبا مبارک ہو
پھولو پھیلو سدا مبارک ہو
یہ دُر بے بہا مبارک ہو
ہے یہ باد صبا مبارک ہو
تیرا میلاد تا مبارک ہو

سلام

السلام اے بادشاہ دوجہان
السلام اے رحمۃ اللعالمین
السلام اسے نور اللہ سلام
عشق دنیا مین مرا حامی سنے
عشق کے ہمراہ دنیا سے چلون
عشق سے ہون بار میرے با صفا

السلام اے سرور کون مکان
السلام اے مقتدائے مرسلین
السلام اے عرش کے مہ سلام
عشق عقبیٰ مین مرا شافی ہے
عشق کے ہمراہ مین تم سے ملون
عشق سے ہوا حال میری بادنا
تو سلام اب یا محمد تو سلام

السلام اے انبیا کے پیشوا
السلام اے شافع روز جزا
عرض اس بندہ کی ہے ہو قبول
عشق دنیا مین مجھے رکھو عزیز
عشق دنیا مین مرا دلدار ہو
عشق یوسف کو کرے دل کا عزیز
آپ پر یوسف کا ہر دم ہو سلام

السلام اے اولیا کے رہنما
السلام اے حامی اہل سترا
حسن کی رہ ہو دیدار رسول
عشق عقبیٰ مین مجھے دیکو تمیز
عشق عقبیٰ مین مرا دیدار ہو
حسن یوسف کو کرو یان کا عزیز

الصلوٰۃ والسلام علی ولی العربی

جلوہ دنیا مین محمد مصطفے
دین کے نقارے عالم مین بجے
ور ظلمت کی خزان ہوئی ایکبار
مین شخص آ کے وہان پر غیب سے
جامہ پہنا کر کے حضرت سے کہا
صاف آلائش سے دنیا کی آپ ہے
جسم نورانی ہے شعلہ شمع کا
اسطرح تھا جسم احمد کا کلیم

سید الانبیا روح العجمی

جلوہ فرما آ گئے با عز و علا
احمدی جھنڈے گڑے ہر جابجا
صدر کا چمکا اور آئی بہار
طشت و جامہ اور صراحی کو لیے
علم اول آخر اب تمکو ملا
ظاہر و باطن کیا اللہ نے
شعلہ کٹ سکتا نہین ہے ظاہرا
علم دیتا تھا خدا کا وہ کلیم
یہ غزل پڑھتا تھا ہر اک شوق کر

بھیج لاکھون درود اور سلام

نور سے معمور عالم ہو گیا
آگ فارس کی قدیمی بجھ گئی
یہ روایت آمنہ خاتون سے ہے
مین محمد کو بٹھا کر طشت مین
لیتے اب نور سے اس نور کا
جسم اطہر شمع کی مانند تھا
خانہ تاریک کو روشن کرے
ورنہ پاک آیا تھا تن انکا یہان
جو محمد پیدا عالم مین ہوئے

اس مدینہ کے چاند پر لاکھون سلام

کفر کی ظلمت کو زائل کر دیا
بحر ساوہ اک گئی بالکل تری
کہ محمد جس گھڑی پیدا ہوئے
سات بار ان سبنے نہلایا انہین
غسل دیکر جسم نورانی کیا
اسلئے نکلا تھا ٹیکا آپ کا
علم ہر اک شی پہ ہر اک کو دے
غسل کی حاجت نہ تھی اندر جہان

غزل

غسل گل آج ہے گلشن مین خبر آئی ہے
گل کھلا ہے عجب آج خدا کے گھر مین
سرو قد رو جہان تماشا کو ہو گھر مین

گل مین شبنم کو بہا کر کے صبا لائی ہے
گویا گلشن مین نئے سر سے بہار آئی ہے
تحریر نے یہ غزل شوق سے جب گائی ہے
نانک یوسف تو دعا گل کے سدا کھلنے کی

شادیانہ بجا کی یہ نوبت پہنچی
انگلیان چٹکین کلیون کی بلائین لینے
گلشن آباد رہو اس گل کی مہک جہان مین
آج گل تیری ہی علامت کے تم شنوائی ہے

کر چمن مین گل شبو بھی شہنائی ہے
زوال دنیا کہا عمر کی افزائی ہے
کر سدا اپنے جو گلشن مین ہوا کھائی ہے

الف صلوٰۃ علی اولی العربی

اپ کی پھوپی صفیہ کہتی ہین
دوسرے پھر آپ نے کلمہ پڑھا
چوتھے نہلانا جو چاہا تو سُنا
اور چھٹے مہر نبوت پشت پر
امر رب فرمان تن مین ہے بھرا
تاکہ اُس فرمان تن کو دیکھکر

سید الانبیاء والعجمی

چھ عجب چیزین دیکھین اس رات مین
اشہد ان لا الٰہ کو کہا
کھوے کوئی پاک آیا مصطفےٰ
صبح کی تاریکی مانند جلوہ گر
قول حضرت تب کلام اللہ ہوا
لائین سب ایمان رسول اللہ پر
راز اُس مولود کا اُسپر کھلا

بھیج لاکھون درود اور سلام

ایک یہ کہ سجدہ حضرت نے کیا
تیسرے اِک نور نے جلوہ کیا
پانچوین ختنہ کیے تھے مصطفےٰ
گویا یہ فرمان حق پر مُہر تھی
جسم اِک فرمان نبوت کا ہوا
کھل گیا یہ جبکے اوپر حسن نور
مصطفےٰ کا جو کہ عاشق ہو گیا

اُس مدینہ کے چاند پر گوہر تمام

امتی یا امتی اول کہا
آمنہ کا اُس سے گھر روشن ہوا
اور نال انکا تھا قدرت سے کٹا
روح تن مین امر ربی جو ہوئی
اُس سند پر مہر کرتا ہے خدا
وہ ہے مومن ورنہ منافق اُس سے دور

غزل

ہے مولود احمد ستائش کے قابل
نہ دیکھی کبھی ایسی صورت پیاری

یہ دولت نہیں ہے چھپانے کے قابل
یہ صورت ہے یارو لبھانے کے قابل
شفا اپنے یوسف کو دو یا محمدؐ

تڑپتا ہے دل دیکھنے کو تمہارے
چلو آج محفل مین جھانکنے نبی کو
مرض اب نہیں ہے بڑھانے کے قابل

دکھا دو ہمین گر ہون دکھانے کے قابل
یہ محبوب ہے دل لگانے کے قابل

الف صلوٰۃ علی اولی العربی

راوی لکھتا ہے جب آئے مصطفےٰ
تب لگے آپس مین لڑنے سب چرند
ہے یہ ثابت دودھ حضرت نے پیا
تاکہ غربت اور یتیمی سے بڑھے
کیونکہ ہوتا ہے اثر بس دودھ کا
سیدھی چھاتی سے پیا دودھ اسلیے
روح کی جو پرورش منظور تھی
تین مہ کے خود کھڑے ہونے لگے
تھا عناصر کی یہ کوشش سے عیان
بات کرنے کا ارادہ جب کیا

سید الانبیاء والعجمی

غیب سے آتی تھی یہ ہر دم ندا
اور لگے تکرار کرنے سب پرند
سات دن تک آمنہ خاتون کا
مرتبے اُس گوہر شہوار کے
تن کو جو ہو دودھ سے نشو نما
تاکہ قوت روح کو اُس سے ملے
نفس سے اُس وقت مین تھی دشمنی
چار مہ کے پانون سے پھرنے لگے
کہ انھین اک دن مین کر دیجے جوان
کلمۂ توحید کو پہلے کہا

بھیج لاکھون درود اور سلام

دودھ اپنا جو پلائے آپ انھین
غیب سے آواز آئی مت لڑو
بعدہ بی بی حلیمہ کا پیا
اور حلیمہ کا پیا دودھ اسلیے
دودھ سیدھی چھاتی کا خود ہی پیا
کہ اثر ہو روح کا سیدھی طرف
دو مہینے کے محمد جب ہوئے
چھ مہینے کے لگے بس دوڑنے
بشریت پیش نظر تھی اسلیے
جبکہ قوت نطق کی پیدا ہوئی

اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

دین و دنیا کی وہ پائی نعمتین
یہ ملی دولت حلیمہ سعد کو
اور وطن سے بھی ہوئے وہ جدا
تا حلیم الطبع وہ سلطان بنے
اور الٹی کا رضاعی کو دیا
اور اثر ہو نفس کا الٹی طرف
گھٹنو گھٹنو آپ بس چلنے لگے
دس مہینے کے لگے بس کھیلنے
ایکدن مین اک برس کی رہ چلے
نام رب حق سے زبان گویا کھلی

کیوں کلام حق نہو انکا کلام ۔ کہ نکلتا انسے حق ہی کا کلام

پس اثر ہی نام میں انکے بھرا ۔ کہ کرے بیتاب ہر اک کو سدا

غزل

زباں پر نام احمد کا مگر جب رقم نکلتا ہے
جو انکو راستی پر کھینچکر اسلام لاتا ہے

ہوا شوق سنو انکو ہر اک کا دم نکلتا ہے
کہ جیسے لف کاشانہ میں بل اور خم نکلتا ہے
زلیخا کیطرح یوسف ہی پر جوش عشق میں

نہ جانا بھید اسکا ہر کسی نے جسم ان میں
کلام حق ہے جو کلمہ انکے منہ سے نکلا ہے
کلی کو جو غنیمت جو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

احد احمد سے دم میں کسطرح باہم نکلتا ہے
تو اس کلمہ کا معنی ہر کسی سے کم نکلتا ہے

الف صلوا علی اولی العزمی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	آس مدینہ کے چاند پر تو مدام

تیسرا جبکہ برس پورا ہوا
ہوئے میں کمتر انہا اب انسے بھی گیا
پس چرائیں ایک مدت بکریاں
ظاہرا تسلیم ہے کہ سیکھ لے
کیونکہ انسان بھی رکھی ہے بھیڑ چال
لے گئے دو شخص آکے کوہ پر
پوچھا کیا ہے حال آپ جب پھرا
دل کو دھویا آب حیرت سے مرے
اور کہا حصہ یہ تھا شیطان کا
پس خدا نے صاف دل انکا کیا
اسلئے تا اوس تن کو بس ملا
اسلئے حسن ملیح مصطفےٰ
اسلئے حضرت نے بھی ظاہر کہا

بی حلیمہ سے یہ حضرت نے کہا
کہ نہ مجھ سے کام یہ تم نے لیا
بھید اسکا کب کسی پر ہے عیان
اسطرح امت کی چوپانی کرے
ایک کو دیکھ ایک کرتا ہے خیال
اور کیا احمد کا بس شق صدر
مصطفےٰ بولے اے مادر مشفقہ
اور کیا بس پاک دنیا سے مجھے
وسوسہ شیطان کا تم سے گیا
تا بخوبی ہووے جلوہ حسن کا
تا کہ اسمیں حسن کی ہووے جلا
کرتا تھا بچپن سب کو ظاہرا
کہ انا احمد بلامیم اس جگہا

بھائی میرے انکو جاتے ہیں کہاں
عذر و حیلے انسے از بسکہ کیے
فعل اکثر انبیا نے یہ کیا
شرع کی لاٹھی سے تا بزدل ڈریں
ایک دن آیا حلیمہ کا پسر
جب حلیمہ پہونچی اور دیکھا انھیں
آسمان سے آنکر دو شخص نے
لیکے دل سے کی سیاہی کو جدا
ہاتھ پھیرا جبکہ سینہ پر مرے
کیونکہ یہ قطعہ خاک کا گر ہو کثیف
عشق کو اس سے فزوں لذت ملی
اور جسکی چشم باطن ہیں عیان
بھید اسکا اس غزل سے جان تو

بولیں جاتے ہیں چرانے بکریاں
تھے انھوں فرمانا ساتھ انکے گئے
بھید اللہ کا ہے اسمیں بس بھرا
اور چراگاہ جنان کی راہ لیں
روتا اور بولا کہ جلدی لے خبر
رنگ زرد اور دیدہ حیران انھیں
شق کیا سینہ مرا اس کوہ پہ
اور دل میں نور کو میرے بھرا
چاک سینہ مل گیا جیسا تھا مجھے
نور باہر کیسے ورنہ شمع لطیف
اور جہان اس نور سے روشن رہے
عینیت دیکھتی تھی آنکھوں نہاں
کہ وہ فرماتے ہیں راز عشق کو

غزل

مردم چشم خدا ہوں تنہا آیا ہو
میں فنا ہو ہی گیا ہوں خدا ہوں مجھ میں انکا ظاہر

دیدہ حق جلوہ نما ہوں تنہا آیا ہو
ذات مطلق سے نمایاں ہوں تنہا آیا ہو
فرق نقطہ کا میں کہتا ہوں اے یوسف لیکن

تار تنبور ہوں دم کے میں ان میں گویا
عکس آئینہ ہوں اور صورت آئینہ ہوں
نہ خدا ہوں نہ جدا ہوں تنہا آیا ہو

دست قدرت سے بجا ہوں تنہا آیا ہو
کہ فنا اور بقا ہوں تنہا آیا ہو

الف صلوا اعلیٰ ولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جب برس پچیس کے حضرت ہوئے
ابن ابو طالب سے کی اک دن صلاح
کہ خدیجہ کا تجارت کے لیے
پس خدیجہ نے جو دیکھا آپ کو
میسرا کے ساتھ بھیجا شام کو

حسن کا آیا شباب اُس وقت
عاتکہ نے کہ کر ان کا نکاح
مال جاتا ہے جو جانب شام کے
سب علامات نبی پہچان دو
تا امیدون کی میسر صحیح ہو

خط کا ہالہ چہرہ پہ پڑنے لگا
بولے بو طالب محمد مصطفےٰ
مصطفےٰ راضی ہوئے اسبات پہ
ہو گئی سوجان سے عاشق آپ کی
ہو گئین بیتاب دیکھ اس حسن کو

بدر کامل وہ قمر ہونے لگا
گر کہین تکلیف اپنے پر روا
اور خدیجہ پاس باز آئے گئے
لیک حکمت کے لیے خدمت لی
یہ غزل پڑھتی تھین بیخ شام و

غزل

مجھکو جلوہ سے بنا دیا کسنے
مٹی تیلی کے خاک کا پتلا

آئینہ سا بنا دیا کسنے
تار دم سے بچا دیا کسنے
جون زلیخا کے مین تڑپتی ہون

جام وحدت پلا دیا کسنے
اسکے ابرو نے کر دیا گھایل
حسن یوسف دکھا دیا کسنے

مجھکو مجذوب بنا دیا کسنے
نیچہ اُسکو لا دیا کسنے

الف صلوا اعلیٰ اولی العربی
سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

شام سے واپس جب آئے مصطفےٰ
دیکھیے از بسکہ خوارق آپ سے
عشق کو اُس حسن سے غلبہ ہوا
اس جگہ برعکس ہے یہ ماجرا
جان تو اسبات سے کہ مصطفےٰ
نور احمد جو کہ حسن و عشق ہے
پس محمد مین دونون وصف ہین

میسرا نے حال سب آکر کہا
اور ہوئے ظاہر عجائب ماجرے
وصل کا پیغام بھیجا ہونے لگا
کہ ہوا مطلوب طالب ظاہرا
ہین حبیب اللہ و محبوب خدا
اسلیے اللہ حبیب انکے ہے
گاہ معشوق اور کبھی عاشق بنین
اسلیے عاشق خدیجہ ہو گئی

کہ تجارت مین ہوا بس فائدہ
پس خدیجہ میسرا سے خوش ہوئین
گرچہ صورت حسن کی ہین عورتین
بھید اسکا کیا لکھون آسا مین
عاشق و معشوق ہوتا ہے حبیب
اور کبھی ہین حبیب اُس دوست کو
بلکہ اُمت کو سب انکے اولیا
آخر انکی شادی احمد سے ہوئی

برکت انکی سے کہون کیا ماجرا
کر دیا آزاد بس اسکے تئین
اور شکل عشق رکھتے مرد ہین
کہ مقابل مین ہے رب العالمین
مصطفےٰ رکھتے ہین یہ وصف عجیب
کہ وہ اک جان اک تن لب رکھتا ہے
عاشق و معشوق ہو تو ہین سدا

غزل

احد احمد مین بلا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بس خدائی مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل شکستہ مین فقیرون کے خدا کو پایا
لعل گدڑی مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

غرق لقظہ کو کہا کرتا ہین تل اوٹ پہاڑ	یون تجھ اہی مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا حسن یوسف سے کھلی آج حقیقت تجکو	کھل گیا راز محمد مین خدا کا سب کچھ مظہر حسن خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا	کہ حبیب انکو کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
عمر ہوئی جبکہ برس چالیس کی یعنے مضغہ اور علقہ اور جنین اسلیے چالیسوین سال آپ کو ایک دن غار حرا مین جبرئیل نے ڈبو چا بغل مین آپ کو اسکو کہتے ہین توجہ صوفیان لی توجہ تین دن جبرئیل نے بوجھ سے وحی کے بدن لرزان ہوا نسبت باطن کو ایسے لے لیا	تب انھین خواب صحیح آنے لگی ہوتے ہر چالیس دن مین کاملین مرتبہ پہونچا نبوت کا سنو آپ کے پاس آئے روح جلیل تین بار اور پھر کہا اقرا پڑھو کہ اثر روحی ہو جائے درمیان تھی وہ پہلی البکا سی آپ پے اور ترسان گھر کو آئے مصطفےٰ درستے ہین ایسی توجہ سے سدا اس غزل سے جان تو اس راز کو	کیونکہ ہین چالیس دن انسان کے اور مراتب عمر کے چالیس سال آپ جو غار حرا مین بیشتر اور کہا کہ تم پڑھو یا مصطفےٰ آپ نے اسوقت اقرا کو پڑھا اسکو یون لکھتے ہین شہ عبد العزیز اور القا بھی تھی بس وہ دوسری بس ملا تاج نبوت آپ کو اسکو کہتے ہین نظر اہل عوام کون سمجھے ہے نیاز و ناز کو	پرورش مین جسم کے ہر جا پے ہین ہر اک درجہ مین تا باہر کمال کرتے تھے جا کر عبادات پھر آپ بولے مین ہون کب پڑھا پر تمام اندام مین لرزہ پڑا آگے ہے تفسیر فتح العزیز اور تھی وہ اتحادی تیسری اور رسالت کا بھی خلعت آپ کو یہ تصرف روح کا ہے اے غلام

غزل

دم سے لیا ہے ملک خدا کا تو دم سمجھ آنکھیں دکھائی ہین جو تماشا ندا کی	آدم آ کہ سمجھے تو جانو ہے کم سمجھ گر دید تجکو ہے تو اسے جام جم سمجھ آرام کر تو چاہے ہمیشہ عدم مین ہے	کرتا ہے کون تجھسے یہ در پردہ گفتگو بت کو شریک حق کا سمجھتے ہین کم نگہ یوسف وجود ہستی کو اپنے عدم سمجھ	سنتے ہین کان تیرے وہ یا زیر و بم سمجھ پر یہ کلام حق ہے کہ حق کو صنم سمجھ
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
لکھتے ہین جو راویان باخبر مرتبہ انکا بڑھانے کے لیے اصل مین یہ عشق کی معراج ہے اور ہر اک عالم مین ہر اک رنگ ہے	ظاہر معراج کے اکثر اثر حق نے بلوایا انھین اپنے واسطے تم سنو کہتا ہون راز عشق کے بس کہ تھا عشق بازی کے ترسے	پر حقیقت مین ہے یہ اسطور سے کہ نبی کو آگہی ہووے تمام یعنے شاہ عشق نے حسن نبی عشق کو بے وصل کب تسکین ہے	کہ محمد جب نبوت پا چکے اور پہچانے انھین ہر خاص عام پیدا کر کے اسکو دی جلوہ گری پس بلایا اپنے گھر محبوب کو

جیسے معشوقونکو عاشق آگے گہر
لاتے ہیں باعز و جاہ و کر و فر
عظمت اپنی ہیں بتاتی اسلیے
تاکہ ہو محبوب راغب جان سے

ایک نکتہ یاد آیا اس جگہہ
لکھتا ہوں میں عاشقوں کیواسطے
صوفی کہتا ہے کہ جسم احمدی
کیسے آیا آسمان پر یہ اجی

بحر کوزے میں سما سکتا نہیں
جزو جیسے کل ہرگز آسکتا نہیں
سیر باطن میں یہ احمد کو ہوئی
ظاہر اک ہے یہ معراج نبی

کہتا عالم ہے کہ معراج نبی
آسمان پر جسم سے ظاہر ہوئی
کیونکہ جز ہے جسم جز پر جسم گیا
نور کل تو جسم کے اندر رہا

قول دونوں کا صحیح اور ایک ہی
ہے تنازع لفظی میں طرفین کے
نور احمد کل ہی اک جسم جہان
جسم احمد اسمین ہی مانند جہان

اسلیے سایہ نہیں احمد کا تھا
کہ نہیں ہوتا ہی سایہ جان کا
سیر جان نے جسم عالم میں کری
اسطرح تو جان معراج نبی

جیسے اک مہتاب دیکھی تاب مین
ایک دیکھے تاب کو مہتاب مین
دیکھے اک مہتاب پھرتا تاب مین
دیکھے پھرتی تاب اک مہتاب مین

بس یہی ہے کون کس کے درمیان
جان تو یہ بھید تا ہووے عیان
کیونکہ کل مہتاب جز ہے اسکی تاب
تاب مین ہی کہتا ہی ظاہر ماہتاب

ورنہ ہی مہتاب کے اندر یہ تاب
ظاہر و باطن کا ہی یہ پیچ و تاب
اسطرح جسم نبی عالم میں ہے
ورنہ سب عالم ہی اندر جسم کے

جو کہ صوفی دیکھتا ہے باطنا
اور عالم دیکھتا ہی ظاہرا
بس یہ جانے باطنا معراج کو
اور وہ جانے ظاہرا معراج کو

ظاہر و باطن کو جو کہ جان لے
اسکو معراج محمد ایک ہے

غزل

اے نور تیری عرش پر ہے ذات کی جلوہ گری
اور صفاتیں فرش پر تیری کرین پیغمبری

تو آفتاب اولین اور ماہتاب آخرین
روشن ہوئی تجھ سے زمین تو عرش کا ہے مشتری

ہے نور سے تیرے جہان سارا زمین و آسمان
تو مبدء کون و مکان تجھکو ہے سب سے برتری

دیکھا ہے مین نے سب کہین اکثر حسینوں کے تئین
تجھسا کوئی انسان نہین تو تو ہی یا ہے پری

اے آفتاب اولین اے ماہتاب آخرین
یوسف غلام کمترین سب پہ ہے تیری سروری

الف صلوا علی النبی العربی
سید الانبیا بر و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

لکھتے ہیں یوں راویان راز گو
ہر قسم پر قصہ معراج کو
مختصر اس قصہ کا یاں لکھتا ہوں میں
تاکہ خاص و عام اسکو جان لیں

ایک شب ماہ رجب مین مصطفےٰ
اُمہانی کے یہان بعد از عشا
لیگئے تشریف تھے آرام کو
خواب مین تھے یا دل بیدار سو

حکم پہونچا فوراً جبریل کو
احدیت سے کہ تو اب تیار ہو
آج کی شب چھوڑ طاعت اپنی تو
اور باندھ اپنی کمر خدمت کی تو

حکم آرائش کا دو ہر ایک کو
کہ ہر ایک آراستہ ہر جا پہ ہو
آسمان کو کر تو اب آراستہ
اور ہر اک جنت کو کر پیراستہ

پہنے طاؤسی پرون کو ہر ملک
شمع نورانی سے روشن ہون فلک
اور در جنت کو رضوان کھولدے
زیب و زینت حور و غلمان کی کرے

خازن دوزخ عذاب اب چھوڑ کر
اور میکائیل و اسرافیل کو
اور ارواح نبی و مرسلین
اور تو جنت میں جا کر اک براق
کر عوض اس کام کے تجھکو عطا

قفل کیسن کے لگا دے در بدر
حکم دے تو اور عزرائیل کو
بس کریں آراستہ اپنی تن
اپنے ہمرہ لیکے با صد اشتیاق
اجر طاعت ہوگا لاکھوں لا کا

باد چلنے آب بہنے سے رہے
گروہ ہر اک کام اپنا چھوڑ دے
اور ہر اک پیشوائی کے لیے
احمد مرسل کی خدمت میں تو جا
جبرئیل اس حکم سے سنتے [illegible]

ہر فرشتہ کام اپنا چھوڑ دے
آج کی شب تیری ہمراہی کرکے
اپنی اپنی جا پہ آمادہ رہے
اور بڑے اعزاز سے پائیں ان کو لا
شوق سے اشعار پڑھنے لگے

غزل

پھری ہے شکل محمد کی ساری آنکھوں میں
تمہاری آنکھ نے بے چین کر دیا مجکو

سمائی جیسے وہ صورت ہماری آنکھوں میں
خدا کی ہے یہ پھری ہو تمہاری آنکھوں میں
نظر سے کیوں نہیں ہو دست اب [illegible]

نجف کے لاؤں میں چشم زدن میں [illegible]
تمہاری شکل ہے تیلی تم آ کر دیکھو
[illegible] ہے زیادہ وحدہ تمہاری آنکھوں میں

تجلی چھائیں ہماری آنکھوں میں
تمہارا نقشہ جما ہے ہماری آنکھوں میں

الف صلوا علی ولی العربی
سید الانبیاء روا لعجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض جبرئیل جنت میں گئے
پوچھا اس سے حال کیسا ہے براق
اسکو عاشق جان کر جبرئیل نے
پس یہ جانو عاشقان آپ کے

تا براق اک لائیں حضرت کے لیے
بولا جب سے نام احمد کا سنا
مصطفی کے در پہ بس حاضر ہوئے
کر آسے معراج میں معراج تھی

ایک دیکھا ان پر آنسوں براق
کھانا پینا کچھ پسند آتا نہیں
عشق سے بس یہ حاصل ہوا
مصطفی کا عشق جو کوئی رکھے

گر کفر کرتا ہے با صد اشتیاق
عشق میں جیتا ہوں انکے آئین
اپنے وہ معشوق سے واصل ہوا
اسکو معراج نبی آخر ملے

غزل

ہر گھڑی ان کا تصور چشم میں آئے تو دم
ٹکٹکی باندھ کے پہروں حسرت دید کرو

ظاہر اد یگا دکھائی دفعیا جیتا تو دو
سر کے بل تم خاک نبی تیر ذرا لانے تو دو
یوسف اب عشق نبی میں ہیں [illegible]

نور احمد چشم ظاہر میں عیاں ہو جائیگا
سنگ تصور جسم نبی میں یاد کر توحید کو
کیا وہ سمجھا ہے ہمکو آنکھ سمجھا تو دم

خاک پا کی تو ترا آنکھوں میں چڑھ جانے تو دو
آج دل بھر بھر کے پینگے انکو پلوانے تو دو

الف صلوا علی ولی العربی
سید انبیاء روا لعجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

خواب سے بیدار حضرت کو کیا
جلد بیت الحرم میں لے گئے

اور پیام خدا انکو دیا
آب زمزم سے کیا غسل آپ نے

کہ خدا نے یاد اب تم کو کیا
اور پہنا کر لباس جنتی

تا تقرب کا تعین دے مرتبا
ظاہر و باطن کی زیبائش کرے

جب براق اوپر پہونچے حضرت سوار
آسمان پر جب ہوئے حضرت رواں
ہر نبی سے آسمانوں پر ملے

وہ نبی باہیں کھلے تھے بے شمار
بنگئی وہ راہ دیکھو کہکشاں
انکی تعظیموں سے از بس خوش ہو

نور کی قندیل روشن کو وہ لے
الغرض اس دھوم سے حضرت گئی
اس گھڑی ہر اک نبی کہنے لگا

آسمان تک روشنی کرتے چلے
آسمانوں پر بڑے اعزاز سے
اور غزل یہ شوق سے پڑھنے لگا

غزل

محمد اپنے جان کو فدا کیجیے گا
تڑپتا ہے دل دیکھنے کو تمہارے

درد دل پر ہر دم پڑھا کیجیے گا
کرم یاں کبھی تو کیا کیجیے گا
فدا جان و دل ہے ہر لو تمہارا

دکھا دو ہمیں خاص تم اپنی صورت
بھلا تو کہاں ہے چھپا کہو چھپکر خدا سے
نہ تم دل سے اسکو جدا کیجیے گا

بھلا اب تو وعدہ وفا کیجیے گا
نہ نظارہ اب تم چھپا کیجیے گا

الف صلوا علی الورا　سید الانبیا ذوالعجم　بھیج لاکھوں درود اور سلام　اس شبہ کے جاند پر تو مدام

سیر کی جنت کے سب درجات کی
مصطفیٰ اسوقت سدرہ پر چڑھے
ابدہ رفرف پہ حضرت ہو سوار
جبرئیل اسپر رہگئے کان سے کمان
اک عروجی اک نزولی دو کمان
اٹھ گیا پر وہ دوئی کا جب یہاں
پایا حسن و عشق کا وہاں اصل کام

سیر کی دوزخ کے پھر درکات کی
بعد کے جبریل عرض کرنے لگے
عرش سے اوپر گئے انجام کار
اور کوئی خدمت میں کسی دم نہ رہا
ایک نقطہ پر ملیں دو نون یاں
شکل احمد تھی اک اپنی عیان
عشق بازی کی ہوئی منزل تمام

ہر جگہ دیکھا نئے ڈھنگ کا تو اب
کہ نہیں بڑھنے کی اب مجھکو مجال
نور کا اک ابر پھر پیدا ہوا
قاب قوسین اور ادنیٰ تک گئے
دایرہ پورا ہوا البرص صل کا
بیچ پر دہ آئنہ کا اٹھ گیا
خود کو خود میں دیکھکر حیران ہوئے

ہر جگہ دیکھا نئے رنگ کا فدا اب
گرا اٹھا ون آگے جلا دیکے جلال
قرب حق تک لیکے حضرت کو گیا
لیئے دو گوشہ کمان کے مل گئے
کہ ہوالاول ہوالآخر ہوا
عکس بس صورت سے باہم آگیا
یہ غزل اسوقت خود پڑھنے لگے

غزل

وصال یار سے جبدم ہوا ہمیں نکلے
ہمیشہ یاد شامیں رہے نہ یار ملا

مثال آئینہ صورت نما ہمیں نکلے
جو پایا یار کو نادشما ہمیں نکلے
لحاظ چاہیے اس بات کا تجھ لو سمجھنا

ابالباس یار میں ہوں ہی تم ہمیں ہوش
نہیں ہے فرق نہیں اب سوا نقطہ کو
خدا کے نور سے نکلا تو کیا ہمیں نکلے

جو آیا ہوش کہ جانان ملا ہمیں نکلے
سمجھ سے ہم ہی خدا اور جدا ہمیں نکلے

ترجیع بند

جب آئے دم میں اخانہ نشین لحو رعدم
دم کشا کش میں ہے باہم وجود عدم
جبکہ دم کو ہوا ظاہر کہ یہی ہے ہمدم
مضطرب ہوکے لگا پڑھنے یہ مضمون ہم دم

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہی دیکھو ظاہر | ایک سا جلوہ دکہاتی ہی وہ اندر باہر
جبکہ پروانہ ہوا رازسی اسکے ماہر | بیقراری سے کہا دیکھ تماشا آخر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

یار کو دیکھتی پہرتی تھی نظر جو ہر جا | پر نہین اسکا ذرا بھی کہین پتا تھا
آئینہ آنکے مقابل مین کہین جو آیا | عکس سے ہوتی ہی ادر جا لگی کہنے وا

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پہرے مضطر | ڈہونڈہتی پانی کو اور پانی کی خود ہی نہ خبر
بوند لیتی ہی وہ جب پانی کی ادپر آکر | تو وہ جاتی ہی برس اس غم مین مرکر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

نور ہی خورشید کی خواہش مین اٹہے جاتی ہین | پہر نظر مین وہ کسی کی بہی نہین آتی ہین
روز نتا وہ سی جسوقت شعا پاتی ہین | تو وہ جہکتے ہین زبان پہ سخن لاتی ہین

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

ایکدن پیر طریقت نے کہا مجہسے یہ حال | تو خدا خود ہی خود آ آدا کی پردہ کرنیکا
جب خود آیا تو خدا سے ہوا پیدا وہ ملال | اسلیے اپنی زبان سے ہی آیا وہ سخن یہ مقال

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

اس تنامیت سے جب لقا پائی
ایک وہ کرکتا امت کے تئین
تبیت کرکنامت ہرگز ورا
لائق اپنی فہم کے ہر ایک کو ئی
آستانہ پر قدم جبتک رکھا
بولے بوبکر اس گہڑی صدقتکا
الغرض ہر ایک اصحاب نبی

باب راز و نیاز کا باہم کہلا
وہ شریعت جان اب تو یا یقین
اسکو کہتے ہین حقیقت اولیا
کرتا حاصل اسی سے راز معنوی
ہلتی تھی زنجیر و بستر گرم تہا
اور بولا بو الحکم کذب تہکا
اس بشارت سے ہوا از بس خوشی

یعنے تین اقسام پر باتین کہین
دوسری مین اختیار انکو دیا
پس کلام احمدی مین کل یا
بعدہ علم اول آخر کا دیا
صبح کو حضرت نے جب یہ ماجرا
یہ ہوتے صدیق اس اقرار سے
مرحبا شادی سے ہر ایک پڑہتے لگا

اسد اللہ نے محمد کے تئین
اسکو کہتے ہین طریقت پیشوا
ہوتی ہی ظاہر ہر ایک کلمہ کی سا
اور جب اعزاز سے رخصت کیا
بالشافہ سب صحابہ سے کہا
وہ ہوا ابو جہل اس انکار سے
اس غزل کو خود بالحان و صدا

غزل

جسنے احسن ال عالم کو روشن کر دیا | شعلہ دکارات کو مثل نظر تھا جو خیال

گل کہلا کر عشق نے سینہ کو گلشن کر دیا | خود موسیٰ ہن تی اور دل کو ایمن کر دیا
حسن یوسف کا نہ تہا ہرگز نہ تہا راز فاش

جہانکنے کو دل نے ہمسا ہی جان کے لیے | جہانکنا منظور ہی پردہ نشین کو اسلیے
عشق نے بنکر زلیخا چاک دامن کر دیا

دیدہ منظر کر دیا مژگان کو چلمن کر دیا | خانہ تن مین ہر ایک دیکہہ روزن کر دیا

الف صلوا علی ولی العربی | سید الانبیاء و العجمی
بہیج لاکہون درود اور سلام | آس مدینہ کے چاند پر مدام

سب سنا کفار نے یہ ماجرا پھر مدینہ سے بیعت انصار نے حسب خواہش آپ نے انصار کے	ہر طرح کا ڈر انکے دل میں پیدا ہوا پائی دولت آن کر اسلام کے حکم ہجرت کا دیا اسواسطے تب غزل ہر ایک یہ کہنے لگا	آپ سے یہ خواہش وہ کرنے لگے جب بہت غلبہ کیا کفار نے تا مسلمان سب مدینہ کو چلیں اور فرقت سے ہر ایک کہنے لگا	ہر طرح کا رنج پہونچانے لگے اور مسلمان رنج بس پانے لگے اور کعبہ میں نہیں ہرگز رہیں

غزل

گر مدینہ کو نکالا سر ٹپکتا جائیگا خاک پاک احمدی ملنا میسر روز وصال گر ہوا احمدی باغ جنان تک سے رکی	طائر قبلہ نما سا دل پھڑکتا جائیگا نو عروسانہ مرا لاشہ مہکتا جائیگا دمبدم غنچہ ہر دل کا چٹکتا جائیگا گر نہ دو وصف غنچہ دل وصل احمد کھلا	جوش عشق احمدی [illegible] حسرت دیدار حضرت [illegible] جسکو پینا ہو پیے ابا جرعہ عشق [illegible] خار حسرت قبر تک دل میں کھٹکتا جائیگا	حشر تک [illegible] قطرہ ٹپکتا جائیگا [illegible] احمد دیدہ [illegible] [illegible] چھلکتا جائیگا
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	نبی بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
آپ تنہا جب کہ کعبہ میں رہے اپنے بستر پہ علی کو بس سلا تین دن اس غار کے اندر رہے یعنے کفاروں پہ کی از بس غزا	اور ابوبکر و علی ہمراہ تھے ثور میں آئے وہ با حکم خدا بعدہ وان سے مدینہ کو گئے انکے اصحابوں کی دے انکو جزا ہوگیا ہر ایک مالا مال تب	خالی میدان بس وہ کافر [illegible] آئے وہ خورشید برج ثور میں چمکا تب خورشید با اوج کمال کھولا دروازہ سخاوت جود کا یہ غزل پڑھنے لگے سو وقت سب	آپ کے در پے ہلاکت کی ہوئے تاکہ اس جا سے شرف حاصل کریں اور کفاروں کو بتلایا جلال دولت اسلام دی سب کو [illegible]

غزل

دریا تو تنگ ظرف ہے جو اس پہ فضل ہے تیرے عدو کو حال تحمل اگر لکھوں	تو وہ کریم ہے کہ نہ مانگے پہ بل پڑے کچھ شک نہیں کہ پڑھتے ہی [illegible] یوسف کو ہی تسلی ترے چہرہ و نام سے	بہتر ہوں کیوں نہ تیرے امورات دنیوی تیری صفائی پختہ مزاجی کی گر [illegible] تشنہ کو جیسے پانی کے پینے سے کل [illegible]	جب ہو نظر خدا کی تو کیسے خلل ہے خامہ کے منہ سے [illegible]
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	نبی بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

سراپا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقان درد امتان احمدی	ایسا لکھیں ہیں سراپا سے نبی	کیا لکھوں الکا سراپا کیا لکھوں	کہ وہ ہیں حق کے تمنا کیا کہوں